نام کتاب	قیمت
کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلدین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
۱۔جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
۲۔جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ پ
۳۔جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے/ہ پ
۴۔جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	معہ/پ
۵۔جلد مطلع الانوار۔	سے/پ
۶۔جلد خزینۃ الاسرار۔	صہ/پ
۷۔جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	صہ/پ
۸۔جلد شرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ	صہ/پ
۹۔جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معزالدین نامہ۔	سہ/پ
الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد مع تصاویر۔ کاغذ سفید۔	عہ/پ
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹/پ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب جلی قلم باتصویر۔ کاغذ خانی گندہ	۷/پ
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعۂ ۱۸۹۳ء۔	
۱۔ کاغذ سفید چکنا۔	۱۵/پ
۲۔ کاغذ رسمی سفید	۱۴/پ
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ۔	۲/پ
کامروپ کا جادو۔ اُردو کاغذ سفید۔	۲/پ
جادوئے تسخیر۔ قصۂ دلچسپ مصنفۂ نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ/پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۱۲/
سروش سخن باتصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵/۱۲ پائی
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۱۴/۱۲ پائی
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون۔	۵/
باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر	۱۲/
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۱۰/۱۲ پائی

قیمت	نام کتاب
ہے۸ر	۱۳- طلسم ہوش ربا جلد ششم-
سے ر	۱۴- " جلد ہفتم-
	۱۵- بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول از
عہ ۱۲ر پ	منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر-
عا پ	۱۶- ایضاً حصۂ دوم-
عا پ	۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم-
	۱۸- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم
سے پ	داستان امیر حمزہ-
عا پ ۸ر	۱۹- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم-
عا پ ۱۲ر	۲۰- ایضاً- جلد دوم- "
	۱- طلسم فتنۂ نور افشاں جلد اول جسکی
سے پ	خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے-
ہے ۸ر پ	۲- " جلد دوم-
للعہ پ	۳- " جلد سوم-
لعہ پ	کامل جلد یکمشت کے لیے-
	ترجمۂ داستان امیر حمزہ بالتصویر-
	ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی
عہ ۶ ۱ر	عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین
	بوستان خیال- مصنفۂ محمد تقی خان-
	انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات
	یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ
	دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے

قیمت	نام کتاب
	بہت شوق تھا- انکے ہمسایہ مین داستان
	امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے
	آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ
	کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سنائے
	لوگون نے بہت پسند کیے جب اس
	قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی
	مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے
	ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب
	حکم اختتام اس قصۂ عجیب کے واسطے
	دیا- یہ کتاب دربار شاہی مین پڑھی جاتی
	تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ
	رفتہ بوجہ ترقی اردوے معلے کے اسکا
	رواج جاتا رہا- اس زمانہ مین کہ سواے
	اردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم
	بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی
	ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا
	لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے
	مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر
	کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین
	خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر
	چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے
	کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا- اصل کتاب

نام کتاب

۱۳- طلسم ہوش ربا جلد ششم-

۱۴- " جلد ہفتم-

۱۵- بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول ا

منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

۱۶- ایضاً حصۂ دوم-

۱۷- صندلی نامہ دفتر ششم-

۱۸- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفـ

داستان امیر حمزہ-

۱۹- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتـ

۲۰- ایضاً جلد دوم- "

۱- طلسم فتنۂ نور افشاں جلد اول

خوبی وعمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے

۲- " جلد دوم-

۳- " جلد سوم-

کامل جلد یکمشت کے لیے-

ترجمۂ داستان امیر حمزہ بالتصو

ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمۂ

عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق

بوستان خیال- مصنفۂ محمد تقی خـ

انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشنـ

یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ

دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گو

قطعۂ تاریخ کتاب ہذا در صنعت توشیح مصنفۂ مصنف کتاب ہذا ایک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند تا سال طبع سنہ ۱۳۱۴ پیدا گردد

مرصع نگاران فرخندہ پی
قمر کو جو ظاہر ہوا برملا
لکھا صنع توشیح مین بے ریا
کہ ندرت طرازان شیرین سخن
یہ تاریخ ہی سال کی برملا
یہ تاریخ لکھی بصد کر و فر
الٰہی مراد مدعا ہو حصول

خیال سکندر کی تاریخ ہی
تو تاریخ لکھنے کا سامان کیا
طلسم سکندر بھی آسان ہوا
مرصع خیالان با علم و فن
نہال تمنا ثمر لاے گا
زہے مدح طبع قمر بے ہنر
آسے سب پڑھین اور کرلین قبول

سنہ ۱۳۱۴ ہجری

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ باری تعالی کہ طلسم خیال سکندری کی تینون جلدین مصنفۂ استاد مسلم الثبوت ماہر کامل مداح آل رسول الثقلین جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر سلمہ اللہ الاکبر بصحت مصنف ممدوح چھپ کر اشاعت پذیر ہوئین منجملہ ان ہر سہ جلد کے دو جلدین سابق طبع ہوگئین اور اب یہ جلد سوم بھی مطبع نامی وگرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقاے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف سنہ ۱۹۱۰ع مین چھپ کر نذر شائقین والامقام و مقبول خاص و عام ہوئی

اعلان — چونکہ یہ جلدین بصرف کثیر مطبع تیار ہوئی ہین لہذا حق تصنیف انکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

جان بخشی کی ہم سب پر احسان ہی سکندر باہر گئے سردار حسینان حیران کھڑی تھین
کہ کس ذریعہ سے اندر جاؤن کہ سکندر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم چلیے مین
آپ کے استقبال کو آیا ہون سردار حسینان خوش ہوگئی ساتھ سکندر کے
بارگاہ مین آئی کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی صاحبقران نے اول عقد سردار حسینان
کا ساتھ نور الدہر کے کیا پھر اور شاہزادیون کا عقد نور الدہر سے کیا اور جو جو
سردار مشتاق عقد تھے اُن سب کے عقد پڑھے گئے کل افسرون کو علٰے قدر مراتب
ہر ایک کے انعام تقسیم ہوا خلعت دیے گئے چالیس روز تک جشن رہا لاکھون
روپے فقیرون کو خیرات کیے گئے

تقریظ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق ارض وسما و نعت جناب محمد مصطفٰے و منقبت حیدر کرار غیر فرار قاتل عمرو و عنتر کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر پدر شبیر و شبر حقیر پر تقصیر عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ کی سیف زبانی کیا تحریر کرون شاید ناظرین با تمکین اپنے مقام پر کہین کہ بیٹا باپ کی تعریف کرتا ہی اس خیال سے زبان نہین کھول سکتا جاے خوض و غور ہی کہ اول آخری تین جلدین ہوشربا کی لکھین اُسکے بعد فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا تحریر کیا کہ ناظرین نے پسند فرمایا اُسکے بعد بقیۂ ہوشربا کی دو جلدین لکھین کہ ناظرین نے خلعت تحسین و آفرین مرحمت فرمایا اُسکے بعد تین جلدین طلسم ہفت پیکر کی لکھین بعد ہفت پیکر کے طلسم خیال سکندری کی تین جلدین لکھین یہ چودہ جلدین بحجم معقول بازار مین ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین یقین ہی جس کتاب کو دیکھین نظر نہ ہٹے یہ نہ جی چاہے کہ کتاب کو ہاتھ سے رکھین صفت نثاری بھی دکھائی کہ آخر جلد فتنۂ نور افشان مین ایک نثر مقدمۂ ولادت باسعادت جناب اشرف انبیا علیہ التحیۃ والثنا مین تحریر فرمائی

دیتی ہی ہزارون جادوگر بھاگنے لگتے ہین اسنے جھلا کر آواز دی کیون بی سردار حسینان
تمنے ہمارے عشق کا بھی پاس نہ کیا دشمن کی شریک ہوگئین سردار حسینان نے کچھ
جواب نہ دیا بقراط کی طرف سے منھ پھیر لیا مگر نورالدہر لڑتے ہوے طرف بقراط
کے چلے بقراط چاہتا ہی حصار کرون سردار حسینان اُسکو دفع کر رہی ہی رنگ سحر
بقراط نہین جمتا ہرچند بقراط نے کدو کوشش کی مگر نورالدہر نُرکے طماس وغیرہ
ساتھ ہین سردار حسینان نے یہ بھی سحر کر دیا کہ بقراط بھاگ کر نہ نکل جائے جب
آسمان پر سر اُٹھاتا ہو اندھیرا معلوم ہوتا ہی جدھر نگاہ اُٹھاتا ہی پہاڑ معلوم ہوتے
ہین نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب بقراط کے پہونچے بقراط نے کئی سحر کیے مگر تاثیر
نہوئی جب نورالدہر قریب آئے اور ہاتھ تلوار کا اُٹھایا تب بقراط نے تیغہ اُٹھاکر
مارا نورالدہر نے تیغہ طلسمی پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا بقراط نے
بہت اپنے کو بچایا ہزار ہزار تدبیر کی کہ طلسم کشا کا وار مجھپر نہ پڑے لیکن کوئی سحر کام
نہ آیا چمک کے تلوار جو گری بقراط کے دو ٹکڑے ہوے برابر تخت بقراط کے
گبران فیل کن وزیر اعظم اِسکا کھڑا تھا مرنے پر بقراط کے رونے لگا مگر آندھی
سیاہ اُٹھی ہزارون پہاڑ اُڑ گئے دریا خشک ہو گئے گبران یہ ہنگامہ دیکھکر بھاگا بعد
اِسکے نکل جانے کے ساحرون نے جو اپنے سرپرکسی کو سرپرست نہ پایا فریاد کرتے ہوے
قریب صاحبقران کے آئے امیر نے ہاتھ رو کا سب کو سرفراز کیا اب دیکھا کہ
مروارید چاہتی ہی کہ اُڑ کر نکل جاؤن سردار حسینان نے ہاتھ ہلا دیا کہ مروارید
کے دو ٹکڑے ہوے صاحبقران سب کو امان دیکر داخل قلعۂ مروارید نگار
ہوے تمام طلسم اسلام آباد ہوا نورالدہر کے نام پر فتاحی قرار پائی نذرین گذر رہی
ہین خواجہ سب سے انعام لے رہے ہین جو کچھ ملتا ہی اُسکو قبضے ہین کرتے ہین ادہر کہہ رہے
ہین کہ ای آقاے نامدار مجکو کچھ ملنا چاہیے روپیہ سب طرف سے نہین ملتا کہ نورالدہر
نے سکندر سے جھک کر کہا چند شاہزادیون کو بھیجیے کہ سردار حسینان کو استقبال
کر کے لائین سکندر یہ کہکر اُٹھے کہ ہم خود براے استقبال جاتے ہین آسنے آپ کی

ایکطرف سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ❋ بہار گلستان کاؤس وجم ایک طرف سے سکندر ثانی آکر گرا ایکطرف سے نجم وارسطوے ثانی اور ایکطرف سے سب شاہزادیون نے آکر سحر کیا لاکھون ساحر سر ٹکرانے لگے زبان پر یہ اشعار تھے نظم

نقرئی تھین پہ ہوئین جھانوے سے زر کی ایڑیاں
چوٹی اُس کافر کی ایڑی تک ہے بیشک شام سہی
جبکہ سو جاتا ہے آنکھون سے لگا لیتے ہین ہم
دہ تو ن آٹھون پہر تڑپا ہون کوے یارہین
کب ٹھہرتے ہین نظر مین عارض حور و پری
مسجد اقصیٰ سے پہونچا عرش اعلیٰ تک براق

کسقدر نازک ہین میرے سیمبر کی ایڑیان
اور گوری گوری کا نور سحر کی ایڑیان
رات بھر مین لاکھ بار اُس بیخبر کی ایڑیان
گھس گئی ہین ہاے مجھ خستہ جگر کی ایڑیان
نرم ہین اُنسے زیادہ اُس سیمبر کی ایڑیان
چھو گئین ناسخ نہ شاہ بحر و بر کی ایڑیان

سکندر نے آگ برسا دی ہے شاہزادیان جم جم کے سحر کر رہی ہین ادھر کنیزون نے جاکر بقراط کو جگایا بقراط نے جو آواز نعرۂ نورالدہر کی سُنی پوچھا یارو یہ کیا ہوا ہاے طلسم ٹٹتا ہے شاہزادیون نے عرض کی بی سردار حسینان صاحب جمال طلسم کشا پہ عاشق ہوئین جس شاہزادی نے جمال دیکھا وہ اُنکی خیرخواہ ہوئی اُسی طرح سے بی سردار حسینان بھی پھنسین نورالدہر کو رہا کر دیا تحفہ جات زیب جسم کر دیے اب وہ مصروف جنگ ہین سب سردار بھی آپڑے خوب زور و شور سے مغلوبہ ہو رہی ہے بقراط یہ سُنکر آنکھین ملتا ہوا اُٹھا تخت پر سوار ہوا باہر نکلکر دیکھا لاکھون جادوگر دیوانہ وار وحشی مثال چیختے پھرتے ہین بعض بھاگ کر نکل گئے بعض فوج بقراط کو قتل کر رہے ہین لشکر بیدل ہو رہا ہے صاحبقران و بادشاہ مجمع ساحران نامی مین لڑ رہے ہین صدہا ساحر ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے صدہا کو بادشاہ نے قتل کیا سکندر نے جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود پڑا طہماس نے جو سُنا کہ آقا نے رہائی پائی غصے مین ساطور لیکر نکلا آکر شریک جنگ ہوا نورالدہر کو مرکب پہونچایا پہلو پہ نورالدہر کے لڑنے لگا جسکو ساطور مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے یکایک بقراط نے تخت سے دیکھا کہ سردار حسینان ایک گوشے مین کھڑی ہے کبھی کبھی ماش کے دانے پھینک

ملکۂ عالم ہم اپنی ذات سے تمھاری کنیز ہین کہ تمنے شہریار کی رہائی مین کد وکوشش کی ہم سب تمھارے ممنون احسان رہین گے کبھی قدمبوسی سے سر نہ اُٹھائین گے تمنے ہم سب پر احسان کیا خاطر جمع رکھیے سب سردار انتظار مین ہین انکے نعرے کی صدا بلند ہوئی اور فوراً سب آپڑے سکندر کے دل کو لگی ہو شاہزادیان تڑپ رہی ہین صاحبقران نے خاصہ نوش نہین کیا بارگاہ سلیمانی مین سب جمع ہین طہماس دیوانہ ہوگیا ہو نورالدہر نے فرمایا اے شعلۂ جوالہ لشکر کو تیار رکھنا اور طہماس ہمارا عاشق صادق ہو اُسنے جو میری تکلیف سُنی دیوانہ ہوگیا انشاء اللہ ہماری آواز سُنکر اُسکے ہوش درست ہوجائین گے اے شعلۂ جوالہ جاؤ لشکر مین خبر کرو اب مین نکلتا ہون یہان بھی سب ساحر تیار ہین میرے نکلتے ہی بلوہ ہوگا سب افسرون نے لشکر تیار کیا ہو یہ کہکر نورالدہر نے تیغ طلسمی پر قبضہ کیا اور قید خانہ سے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ اے ساحران غدار آگاہ ہوجاؤ کہ مین رہا ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن و نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر

نبیرۂ حمزۂ صاحبقران بحشم و بہ قہر ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر لقا را بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم	

نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک گوشے سے سردار حسینان دیکھ رہی ہو جب دیکھا کہ نورالدہر پر زیادہ بلوہ ہو کچھ ماش کے دانے پھینک مارے کبھی زیور پھولون کا گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف ہنگامہ ہو کہ ہم سب سردار حسینان کے عاشق صادق ہین اگر حکم دے تو جان دین کہ طبل سکندری پر چوب پڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ صمصام و قمقام نام بن کافران از جہان پاک کرد		بحکم خدا بستہ شمشیر چار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام سر سرکشان جملہ در خاک کرد	

صاحبقران نے فرمایا ای کاہن نجم اختر شناس جیسا تم کہتے ہو حق تعالی اپنے فضل و کرم سے ایسا ہی کرے لیکن میرا دل گھبراتا ہی یہ پہاڑسی رات مجھپر تڑپ تڑپ کے بسر ہوگی یہان یہ حال گذرا کہ سردار حسینان جو در قید خانہ پر بیٹھی ہی جمال نورالدہر کو دیکھتی جاتی ہی آپسمین اشارے ہو رہے ہین نورالدہر اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا یہانتک آؤ کہ جمال جہان آرا دیکھین کچھ بات چیت ہو سردار حسینان اشارے کر رہی ہی کہ تامل فرمایئے رات ہونے دیجیے فورا تدبیر آپ کی رہائی کی ہوگی تحفہ جات میرے پاس ہین پہر رات گئے بقراط نے دربار برخاست کیا ٹہلتا ہوا سامنے سردار حسینان کے آیا کہا کیون ای مہ جبین ہوشیار بیٹھی ہو مین تمکو دیکھنے آیا ہون سردار حسینان نے جواب دیا کہ آپ جاکر آرام فرمایئے آپ کو حال کھل جائیگا جو شب کو معرکہ گذریگا وہ آپ کو خبر ہوگی اب مین سحر تیار کر رہی ہون گرد لشکر کے حصار کردونگی کہ کوئی نہ آسکے کنارے پر آکر سب رک جائین آگے نہ بڑھ سکین بقراط بہت خوش ہوا اپنی خوابگاہ مین آکر سویا سردار حسینان ٹہلتی ہوئی اندر آئی نورالدہر کے پاس بیٹھ گئی نورالدہر بھی جمال بیمثال دیکھکر دنگ ہو رہے ہین دل سے کہ رہے ہین کہ ہماری معشوقون مین کوئی ایسی حسین نہین ہی یہ عشق انجام ہی سردار حسینان نے کہا مین آپ کو نکال لیچلون نورالدہر نے کہا مثل چورون کے نہ جاؤنگا تحفہ جات مجکو دو مین لڑتا ہوا نکلون سردار حسینان نے تحفہ جات جھولی سے نکالے نورالدہر نے لوح محفوظ گلے مین ڈالی لوح طلسمی پہنی سلاح طلسمی زیب جسم کیے سب قید سحر دفع ہوگئی اب جو شاہزادے نے سلاح جسم پر آراستہ کیے سردار حسینان جمال بیمثال دیکھکر وجد کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار ایک امیر کی کنیز امیدوار ہی کہ معشوقان شاہی سے میرا مرتبہ زیادہ رہے مین دمامہ کی نواسی شمشش کی پوتی ہون حسب و نسب مین میرا کوئی مثل نہین لہذا مرتبہ بھی سب سے زیادہ رہے مین عجائب و غرائب دکھاتی مگر اسکا موقع نہین ہی وقت بہت تنگ ہی خدا آپ کو بخیر و عافیت تا بلشکر پہونچائے قضاے کار شعلۂ جوالہ غرق زمین ہوکر آئی ہی یہ سب باتین سن رہی تھی زمین سے سر نکالا کہا ای

اس شب کو کیا ہوتا ہی مگر تم لوگ آمادہ رہو بقراط ہنس رہا ہی شاہزادیون سے کہتا ہی کہ یہ معشوقہ قدرت ہی دیکھو کس طرح دل سے انتظام کر رہی ہی مگر بڑی سرکش ہی کئی سال گذرے کہ مین نے اسپر نگاہ ڈالی مگر اسنے انکار ہی کیا مین مجبور رہا اب اسکو لالچ دی ہی کہ تجکو اپنا نائب کرونگا طرۂ پیغمبری عطا کرونگا اگر اسکو قدرت کا خیال نہین ہی تو یہ انتظام کیون قبول کیا اصل یہ ہی کہ یہ شاہزادی سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی اسکے سحر کا کوئی جواب نہ دے سکے گا بچپن سے اسکو سحر سیکھنے کا شوق رہا دامہ جادو کی نواسی ہی اور ہشمش کی پوتی دونون سے اپنے سحر حاصل کیا ہی ہشمش و دامہ نے اسکو کامل و اکمل کر دیا سکندر سے تو مین خود مقابلہ کرونگا شاہزادیون پر سحر سردار حسینان کر لیگی بیشک تنکے چنوا دیگی سب ہاتھ باندھکر سامنے آئینگی جو حکم یہ دیگی وہ بجا لائینگی سب سرداران بقراط خوشیان کر رہے ہین مگر خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر باہر نکلے سامنے صاحبقران کے آئے سب عیار بھی پلٹ آئے مگر شبرنگ چیخین مار مار کر روتا ہی خواجہ نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند کیون پریشان ہوتا ہی کیون بلک بلک کے روتا ہی صورت رہائی کی پروردگار نے پیدا کی شبرنگ نے پوچھا وہ کیا بات ہی خواجہ نے کہا تو نے تیور نہین دیکھے یہ شاہزادی سردار حسینان جو آئی ہی وہ تمھارے آقا پر عاشق ہو گئی اُسی نے تو بچایا کہ قتل معطل رہا خود حفاظت کو بیٹھی ہی اے سکندر رات کا خیال رکھنا اُسکے تیور سے ہمکو معلوم ہو گیا کہ رات کو بلوہ کریگی جسوقت لشکر کفار مین ہلڑ ہو تم لوگ بھی جا پڑنا شعلۂ جوالہ یہ کہکر اُٹھی کہ اس کام پر مین رہونگی فوراً خبر پہونچاؤنگی وہ وقت خدا لائے کہ آقا کو لڑتے ہوئے دیکھون تمکو آکر خبر کرون یہان تو یہ صلاحین ہوئین سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ سامنے سکندر کے موجود ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ لڑائی پڑے تو بقراط کو گھیر لین نجم نے اوراق دیکھکر کہا اس جنگ مین لڑائی فتح ہوگی اور انشاء اللہ تعالی یہ بھیا بقراط ثانی جو دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہی اور سب کے دھوکہ دینے کو تقدیرین بگھارا کرتا ہی اسی لڑائی کے انجام پر ضرور ضرور طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوگا اور اسی شہزادی سردار حسینان کی کوشش سے ہمارے آقا کی رہائی ہوگی

گھر دن مین خوشی ہو کہ اب جان بچی ایسے شخص کو آپ تنہائی مین قتل کرتے ہین بقراط نے کہا ای سردار حسینان ہمکو خوف یہ ہو کہ ایسا نہو عیار آکر اسکو رہا کر لیجائین اکثر ایسا ہوا ہو یہ سنکر سردار حسینان اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند مین اسکی حفاظت کرونگی کیا مجال ہو کہ کوئی قدم رکھ سکے مین آٹھ پہر جاگونگی اتنا دن اور اتنی رات بسر کیجیے کل صبح کو مین میدان خونی مین لیکر آؤنگی وہان قتل کیجیے کہ سب کو معلوم ہو بقراط نے کہا ای سردار حسینان اگر تم حفاظت کرو تو مین البتہ قبول کرون شاہزادیان اس جوان پر عاشق ہین بروقت قتل اسکے تلوار چلیگی وہ ہنگامۂ عظیم ہوگا کہ خون کے دریا بہ جاوینگے سکندر ثانی ایسا زبردست ساحر اسکے لشکر کا بادشاہ ہو سردار حسینان نے کہا یا خداوند وہ سحر کرون کہ سکندر دیوانے ہو جائین کوئی آنہ سکے آپ نے کیا میرے سحر کو فراموش کیا زمین کو جنبش ہوگی اگر حکم دیجیے تو آسمان کو زمین پر کھینچ لون ایسا سحر کرون کہ سب کی زبانین بند ہو جائین آخر بقراط راضی ہوا وجہ یہ ہو کہ بقراط حسن وجمال سردار حسینان پر مدت سے عاشق ہو اسکے قول کو رد نہ کر سکا اور گھبرا کر کہا ای سردار حسینان تمھارے حکم مین دخل نہین دے سکتا مگر میرا دل دھڑکتا ہو لیکن یہ تحفہ جات کسکے پاس رکھون سردار حسینان نے سب چیزین اُٹھا لین جھولی مین رکھین اپنے مقام سے اُٹھی سر زنجیر نورالدہر کو تھاما سامنے قصر تھا اُسمین شاہزادے کو قید کیا خود کرسی بچھا کر بیٹھی بقراط نے کہا سب لشکر کو حکم دیدیا جائے کہ وہ سب تیار رہین ہر وقت کمر بندی مین بسر ہو جسوقت مسلمان قصد کرین تو اُنکو سب ملکر روک لین سردار حسینان نے کہا لشکر کو حکم پہونچ گیا کہ مین حکم پہونچاؤن بقراط نے کہا اب تمکو اختیار ہو جس طرح مناسب جانو انتظام کرو سردار حسینان نے باہر نکل کر افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ صاحبو تیار رہو اگر اہل اسلام آنے کا قصد کرین تو اُنکو روکو ہمارے لشکر تک نہ آنے پائین سب افسرون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ہم لوگون کو جان و دل سے خیال ہی کیا مجال ہو کہ مسلمان آسکین ایسا بڑھکر لڑین کہ اُنکے دانت کھٹے کر دین سب سے زیادہ شاہزادیون کا خیال ہو سردار حسینان نے کہا اُن سب کو تو مین دیوانہ کر دونگی دیکھنا

تو تمام ہونے دیجیے جو مین عرض کرون اُسکو سماعت فرمائیے یقین ہی کہ کلام کنیز کا پسند ہوگا بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم مین چاہتا ہون کہ تمکو طرۂ پیغمبری دون اور نائب اپنا کرون یقین ہی کہ خوب انتظام کروگی سردار حسینان جمال بیمثال نور الدہر دیکھکر بیقرار ہو رہی ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہی ہر مرتبہ جمال بیمثال پر نگاہ ڈالتی ہی اور زانو پر ہاتھ مارتی ہی دل سے کہہ رہی ہی افسوس ایسا جوان بیمثال اس مصیبت مین مبتلا ہی آخر وفور بیقراری مین یہ اشعار حسرت آثار زبان سے نکل گئے **نظم**

بسائین نافۂ مشک ختن مو باف گیسو مین
لگائین سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو مین

جھکی رہتی ہین آنکھین بہر سجدہ طاق ابرو مین
لکھا ہی آیۂ سجدہ مقرر صفحۂ رو مین

چمکتا ہی سنہرا رنگ ایسا اُس پری رو کا
کہ ہی جزو بدن سونے کا تعویذ اُسکے بازو مین

ترا کوچہ وہ گلشن ہی کہ جب اُسکا خیال آیا
زیادہ ہوگئے سب داغ دل پھولون سے خوشبو مین

جو میزان خرد مین ہین برابر اسفل و اعلی
ہمیشہ سنگ و زر ہموزن ہی دیکھو ترازو مین

دکھا یا کہکشان مین جلوۂ قوس قزح ہمکو
کئی رنگون کے جب تعویذ باندھے اُسنے بازو مین

عوض افسون کے جادوگر مرے اشعار پڑھتے ہین
کہ وقت فکر دل رہتا ہی اُسکی چشم جادو مین

خط رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون
تو ہی دُر نجف کیطرح مو ہر ایک آنسو مین

کہان وہ بو کہ جس سے مشک اذفر کا لہو کھا
برنگ زلف گو بل پڑ گئے ہین شاخ آہو مین

کسی مسجد مین خم ہوتا نہین مانند گلدستہ
جھکا ہی سر مرا جب سے تری محراب ابرو مین

ہزارون پا بزنجیر اُسکے یہ پابند ہین اب بھی
تفاوت ہی قد دلجو مین اور سرو لب جو مین

کسی مین زر کسی مین سنگ یہ بھی پھیر قسمت کا
برابر گرچہ ناسخ دونون تلے ہین ترازو مین

بقراط نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اشعار کیسے پڑھ رہی ہو سردار حسینان نے ہوشیار ہوکر جواب دیا کہ یا خداوند خود بخود دل گھبرایا اسوجہ سے یہ اشعار پڑھ دیے شاعر نے عجب رنگ کے یہ اشعار کہے ہین میرا کہنا یہ قبول ہو کہ اس جوان کو قید کیجیے اور اشتہار چھپا ن کرائیے ڈھنڈھورا پٹے کل رعایا کو خبر ہو سب آکر جمع ہون اُسی مقام پر اسکو قتل کیجیے سب دیکھین کہ ہمارا دشمن قتل ہوا سب کو اپنی جان بچنے کا خیال ہوگا سب کو اپنے اپنے

کے سامنے آکر عرض کی کہ صاحبقران دسکندر لشکر تیار کر رہے ہین ایسا نہو آپڑین لقراط
نے حکم کیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچ کر بڑھا نورالدہر نے طرف آسمان کے دیکھا
پکار اُٹھے کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اِس مشکل کو آسان کر تیری رحیمی اور کریمی سے
سارا طلسم فتح کر چکا ہون کیا قتل لقراط میرے ہاتھ سے مقدر نہین ہی کیا مجھے قضا لیکر آئی ہی
ای رحیم وکریم وقت آخر ہی اِس حقیر کا بھی احوال ظاہر ہی مجھ عاجز پر رحم کر نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید

ای خالق بے نیاز وای رب کارساز اِس آفت سے بچالے اِس ظالم کے ہاتھ سے
نجات دے نورالدہر نے بیتاب ہوکر دعا کی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ لقراط جھلا رہا ہی
کہتا ہی کہ او جلاد جلدی کہ جلد سر کاٹ لے کہ لکۂ ابر گلنار آسمان پر اُٹھا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی
کرتے ہین خوشبوے مشک وعنبر آرہی ہی لقراط ابر کو دیکھکر زانو بدلنے لگا کہتا ہی ملکہ
سردار حسینان آتی ہین کہ وہ لکۂ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار
ہی نہایت حسین وجمیل کہ چھوٹ حسن کی زمین پر پڑ رہی ہی تخت پر گرد کنیزین مثل ستارگان
بیچ مین وہ ماہ تابان تخت اُترا لقراط کھڑا ہوگیا کہا ای سردار حسینان ہمپر یہ آفت
پڑی ہی اور تمکو خبر نہین سردار حسینان نے سر اُٹھا کر نورالدہر کو دیکھا کہ ایک جوان
حسین وجمیل مسلسل ومطوق بیٹھا ہی مگر چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب وانتخاب
سردار حسینان دیکھکر دنگ ہوگئی پوچھا کہ یا خداوند یہ گنہگار کون ہی لقراط نے کہا اسی ظالم
کے ہاتھ سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا ان لوگون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا ای ملکہ
سردار حسینان یہ لوح رکھی ہی یہ تحفہ جات سب اِس شخص کو ملے سردار حسینان
نے کہا یا خداوند جو مین عرض کرون اُسکو بخیال سُنیئے آپ اِس شخص کے ہاتھ سے بہت
مجبور وناچار ہوے اور آپ نے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے ہین تمام طلسم مین
مشہور تو ہی لقراط نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے تو آج بعد خرابی بسیار صورت دکھائی ہمنے
بڑے بڑے رنج وغم اُٹھائے سردار حسینان نے عرض کی کہ یا خداوند میرا کلام

تقدیر کی نورالدہر نے کہا او بھگوڑے طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا سب مرحلہ جات فتح ہوگئے ساحرون نے کیا کر لیا اب جو تجکو بن پڑے وہ کر کریم کارساز مالک ہی غرضکہ بقراط کے سب سردار آکر جمع ہوگئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یا خداوند اب کلام نہ کیجیے جلد انکو زیر تیغ بٹھائیے ایسا نہو سکندر وغیرہ آجائین بقراط نے کہا اگر سکندر آوین تو وہ سحر کرون کہ بارگاہ مین نہ آسکین باہر کل لشکر کو حکم دیدو کہ تیار رہے سب لشکر کمر بندی کر رہا ہی مروارید نے کہا یا خداوند فوج سے آپ بیخوف رہیے بیالیس ہزار فوج اب بھی موجود ہی اور رسالت سو افسر ہین سب آمادۂ حرب و پیکار ہین افسرون کو بقراط نے رخصت کیا کہا جا کر فوج کا انتظام کرو اب خواجہ دیکھ رہے ہین کہ صرف بقراط تخت پر بیٹھا ہی اور نورالدہر سامنے بیٹھے ہین تحفہ جات تخت پر رکھے ہین نورالدہر سے کلام ہو رہا ہی مگر نورالدہر کسی مقام پر کلام مین کمی نہین کرتے جو بقراط نے کہا اُسکا جواب سختی سے یہی دیا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر بقراط حکم دے رہا ہی کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا ہڑ ہوا خواجہ نے چہار جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک و شبرنگ و شاپور وغیرہ بصورت مبدل حاضر ہین اور شبرنگ تو حقۂ آتشبازی ہاتھ مین لیے کھڑا ہی چاہتا ہی جا پڑون تحفہ جات اُٹھا لون یا اپنی جان دون خواجہ نے آنکھ سے اشارہ کیا خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خرابی واقع ہوگی بقراط نے جلاد کو طلب کیا جلاد کو جو شبرنگ نے دیکھا بیقرار ہوگیا دعائین مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ ای کریم کارساز میرے آقاے نامدار کو بچالے

نظم

چون کشند بیرون خزان از باغ پاے عندلیب — بوم شوم آید درین گلشن بجاے عندلیب
گل شود در خانۂ گلچین چراغ زندگی — گر قبول افتد بہ پیش حق دعاے عندلیب
بہر آزادی ست پیش باغبان وقت بہار — از دعاے عندلیب و التجاے عندلیب
باغبان اندر قفس دارد چرا ناحق اسیر — چیست غیر از عشق گل دیگر خطاے عندلیب
در ثناے گل چو بلبل ہند یا بکشا زبان — تا شود موزون صدایت چون صداے عندلیب

شبرنگ تڑپ رہا ہی جان دینے پر آمادہ ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بقراط

سمجھا ہو سکندر نے کہا ای شہر یار جن ساحرون پر اُسکو دعوی تھا کہ وہ روک لینگے وہ تو مارے گئے اب مکر وحیلہ سے کام لیتا ہو ساحران مکار وغدار جمع ہین ایسے ایسے حیلے کر رہے ہین صاحبقران نے فرمایا ای سکندر اب کیا صلاح ہو تحفہ جات بھی اُسکے قبضے مین گئے اور طلسم کشا کو بھی لیگیا سکندر نے کہا خواجہ جاوین اور خبر لاوین غلام ابھی چلتے ہین دربار مین اُسکے دریاے خون بہاوینگے آقا کو نہ قتل ہونے دینگے کیا طلسم کشا بے وارث ہین غلام کیا بیکار ہین سب شاہزادیان تڑپنے لگین سب سے زیادہ شعلۂ جوالہ کو انتشار ہو کہتی ہو ای شہر یار یہ معاملہ میری ذات سے ہوا پہلے مجھی کو بیہوش کیا کیونکر اُس شہر یار تک جاؤن خواجہ اُسی وقت روانہ ہوے طہماس دیوانہ ہوگیا ہو شعلۂ جوالہ بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہو نظم

پیشتر نشئہ ایجاد سے بیہوش ہون مین — خم گردون بھی نہ تھا جبسے کہ مینوش ہون مین
حسرت وصل مین دریا کیطرح بہتے ہین اشک — مثل ساحل ہمہ تن غم سے ہم آغوش ہون مین
ناز سے خنجر قاتل نہین ہوتا عریان — ہوس قتل مین مدت سے کفن پوش ہون مین
قطع کین زلفین تو کر ڈال مرا سر بھی قلم — تو سبکدوش ہوا کیون نہ سبکدوش ہون مین
نہین ممکن خم گردون مین ٹھہرنا میرا — مستی عشق سے وہ بادۂ سرجوش ہون مین
ہمہ تن وصف سراپاے صنم مین ہون زبان — ایک وصف دہن تنگ مین خاموش ہون مین
یار آتا ہو عیادت کو نہ تو آتی ہے — تیری خاطر سے بھی ای موت فراموش ہون مین
اپنی آواز سے یہ اُنس ہو مجکو ناسخ — مثل دف بزم جہان مین ہمہ تن گوش ہون مین

ہماے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگایا اشک پاک کیے کہا بوا کیون روتی ہو ہم سب کی جب جان جائیگی تب اُنپر ہاتھ ڈال سکے گا ای شہر یار چلیے سکندر نے کہا خواجہ پلٹ کے آئین تو ہم سب چلتے ہین مگر خواجہ بصورت مبدل اُسوقت دربار مین پہونچے کہ چارون جادوگر مع تحفہ جات سامنے بقراط کے پہونچے بقراط نے سب تحفے اپنے قبضے مین کیے تخت پر سامنے رکھ لیے نورالدہر کو ہوشیار کیا پکار کر کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ تو نے اقبال ہمارا دیکھا ہم کئی سو برس سے دنیا مین خدائی کرتے ہین دیکھا کیا

یہ اشعار نور الدہر نے سنے چاہا اختلاط ظاہری کر دن نہنگ نے ہاتھ باندھکر کہا اگر مناسب
ہو تو تحفہ جات الگ کر ڈالیے نور الدہر نے لوح وغیرہ اُتار کر رکھی نہنگ حیران ہو گیا
کر و ن ایک کنیز نے آکر تحفہ جات اُٹھا لیے کہا حضور انکو داخل خزانہ کر دون یہ سرنگ
جادو ہر ایک نے آکر نہنگ سے اشارہ کیا کہ اب نہ گھبراؤ گرفتار کیے لیتے ہین یہ
کلنگ جادو ہر چارون نے گھیر کر نور الدہر پر بلوہ کیا ایک نے تو تحفہ جات کو
اُٹھا لیا تھا ایک نے اُن اشیا کو اپنے قبضے مین کیا دو نے پہلو پر سے سحر کیا نور الدہر بیہوش
ہوے چارون نے ملکر سب کنیزون کو بیہوش کیا نور الدہر کو لیکر روانہ ہوے مگر خواجہ
عمرو پھرتے ہوے بارگاہ نور الدہر مین آئے دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین
نور الدہر ندارد سب کو ہوشیار کیا پوچھا آقا کہان گئے سب نے کہا ہم لوگ بیہوش ہوے
مگر طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر یا جادوگرنی صحبت مین آکر آقا کو گرفتار کر لیگئی
خواجہ نے تلاش کیا شعلۂ جوالہ کو ایک صندوق مین پایا زبان مین سوزن تھی خواجہ
نے سوزن نکالی تب شعلہ کی آنکھ کھلی اتفاق سے نجم اختر شناس بھی آئے خواجہ
شعلۂ جوالہ سے پوچھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا شعلۂ جوالہ نے سب حال بیان کیا
کہ مین نہین سمجھی کہ کیا اُفتاد پڑی نجم اختر شناس نے پوچھا ای شہنشاہ اوج عیاری
یہ مضمون سمجھ مین نہین آتا آخر نجم نے اوراق نکالے اوراق دیکھکر نجم رونے لگے کہا
خواجہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا کو جادوگر لیگئے جاکر دریافت تو کرو کہ طلسم کشا کہان
ہین خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے نجم بھی ساتھ آئے دیکھا خدمتگار رو رہے ہین خواجہ نے
آکر پوچھا سب نے کہا تین چار کنیزین ملکر اندر گئین اب جو ہمنے جاکے دیکھا آقا کو نہ پایا
عمرو نے کہا تحفہ جات تو دیکھو تلاش جو کی تحفہ جات نہ ملے خواجہ نے کہا معلوم ہوا کہ تحفہ جات
بھی گئے اور طلسم کشا کو بھی لیا اب تو دم بھر مین سارے لشکر مین خبر ہو گئی سکندر ثانی
و شاہزادیان دوڑی ہوئی آئین سکندر نے کہا بارگاہ بقراط کی ہلا دونگا جو وہ بیجا سوچا
ہی وہ نہوگا طلسم کا خاتمہ ہوا ہم لوگ کیا ہاتھ مین منہدی لگائے ہین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران
تشریف لائے صاحبقران کے سنکر ہوش اُڑ گئے غصہ مین کانپنے لگے فرمایا کہ یہ بیجا کیا

جا کر طلسم کشا کو لائین گے ابتو سردار پریشان ہوے کئی جادوگر یہ کہکر اُٹھے کہ قدرت تکلیف نہ کرین ہم لوگ جاتے ہین جو بن پڑیگا تو طلسم کشا کو لیکر آوینگے ورنہ اپنی جان دینگے کوئی بات اُٹھا رکھین گے تب بقراط خاموش ہوا چار جادوگر چلے نہنگ و پتنگ و کلنگ و سرنگ یہ چارون سحر مین یگانۂ آفاق ہین مکر وحیلہ مین طاق ہین جا کر لشکر نور الدہر مین پھرنے لگے نور الدہر شب بخیمۂ شعلۂ جوالہ آتے ہین شعلۂ جوالہ بیٹھی ہوا انتظار کر رہی ہر کنیزون سے کہتی ہر کہ صاحبو کیا تدبیر کرون آج طلسم کشا نہین آئے کئی شاہزادیان ایسی سد راہ ہوتی ہین کہ رُک جاتے ہین ایک کنیز نے عرض کی کنارے چلیے تو مین عرض کرون شعلۂ جوالہ ساتھ اُس کنیز کے گوشے مین آئی وہ کنیز نہنگ جادو ہر باتون مین لگا کر یہ فقرہ کہا کہ آج خیمۂ ہمائے مرصع پوش مین گئے ہین آپ کے یہان نہ آوینگے یہ سُنکر شعلۂ جوالہ بھڑکی کہنے لگی بی ہمائے مرصع پوش سے مجھسے فساد ہوگا مین منع کرونگی کہ میرے یہان آنے مین سد راہ نہوا ایسے نہنگ نے اِدھر اُدھر کی باتون مین لگا کر سحر کیا جام شراب پلایا شعلۂ جوالہ بیہوش ہوئی شعلہ کو ایک صندوق مین بند کیا آپ بشکل شعلۂ جوالہ آ کر بیٹھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ شاہزادہ آتا ہر نہنگ نے بڑھکر استقبال کیا جیسے ہی شاہزادہ آیا مسند پر بٹھایا کنیز سے اِشارہ کیا کہ ہان کچھ گاؤ کنیز گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

آتی ہر آج جا بجا بدلی — ساقیا جلد آ ہوا بدلی
برگ تر آئے برگ خشک گرے — ہر شجر نے بھی اب ضیا بدلی
رنگ چہرے کا یان بدلنے لگا — آنکھ تیری جہان ذرا بدلی
نالۂ آتشین گر اتی ہر — تیری عاشق ہر ساقیا بدلی
ہر دھوان تیری آتش مہر کا — نام لوگون نے رکھدیا بدلی
اشر دست یاو سے برسون — تیری رنگت نہ ای حنا بدلی
دھوپ مین میکشی کا لطف نہین — بھیجدے جلد ای خدا بدلی
رند میخوار جب پکارتے ہین — دور سے دیتی ہر صدا بدلی

آب نے جوش مارا کئی ہزار ساحر ڈوبے مچھلیان نکل کر طرف بقراط کے چلین بقراط
نے ہاتھ ہلا دیا مچھلیان جل گئین نور الدہر نے شبرنگ و ارسطو و شاپور کو بھی رہا کیا
شاپور و شبرنگ رہا ہوتے ہی حقۂ آتشبازی مارنے لگے ارسطو تڑپ تڑپ کر گرنے
لگے آخر بقراط تخت سے کود کر بھاگا کہتا ہوا کہ لوح طلسمی سحر بُھلاتی ہو نور الدہر کی تلوار کی
پناہ نہین ایک طرف صاحبقران جنگ مین مصروف ہین سردارون کو کون روکے
یہ کسی کے روکے سے کب رکتے ہین ایک طرف سے بادشاہ لڑتے ہوئے آتے ہین
ہزار ساحر سحر کرتے ہین مگر بادشاہ کے گلے مین نقش دفع سحر پڑا ہوا ہو جو سحر قریب آیا
باطل ہوا تین شیر اس طرح کے ہین جنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طرف سے صاحبقران
زمان لڑتے بھڑتے ہوئے ایک طرف سے نور الدہر بن بدیع الزمان لوح چمکاتے
ہوئے ایک سمت سے بادشاہ جمجاہ نقش دفع سحر چمکاتے ہوئے دروازے پر بقراط کے
لڑ رہے ہین آخر بقراط نے سردارون کو اشارہ کیا کہ طبل بازگشت بجواؤ فوجون کو جدا
کر لو نور الدہر قریب تخت کے پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی امیر نے نور الدہر
کا ہاتھ تھام لیا فرمایا ہمارے قاعدے کے خلاف ہوتا ہو اب وہ امان مانگتا ہو اپنا کام
کر چکے پلٹو نگر سکندر نے وہ آگ برسائی ہو کہ ہزارون ساحر جل گئے ہزارون بھاگتے
پھرتے ہین بعض مُنھ کے بھل گرتے ہین صاحبقران نور الدہر کو ساتھ لیکر باہر نکلے
سکندر بھی امیر کو دیکھکر رُکے سحر کرنا موقوف کیا امیر نے کہا خبردار اب کوئی تلوار
نہ کھینچے جب صاحبقران نے اِس طرح فرمایا سب سردارون نے تلوارین نیام مین کین
بہ فتح و فیروزی پلٹے بقراط تخت پر بیٹھا پھر بلبلانے لگا کہتا ہو کیون یارو تمنے دیکھا مین نے
حمزہ کو پھیر دیا اب اگر لڑتے تو سب کو گرفتار کر لیتا سردار تعریفین کر رہے ہین کہ یا خداوند
آپ خوب بھاگے ہم دیکھ رہے تھے کہ رنگ روے قدرت متغیر تھا ہر سرکش متحیر تھا
خوب جلدی طبل بازگشت بجوایا خوب مسلمانون کو دھوکھا دیا بقراط نے بیتاب ہو کر
کہا یارو تم مین کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے کئی ہزار جادوگر جمع تھے
مگر سب نے سر جھکا لیے تب بقراط اپنے مقام سے خود اُٹھا کہا خود قدرت جاتے ہین

کے بھل گر رہے ہین امیر نے نورالدہر کو جو مصروف جنگ دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

باشیدای کافران بجیا و اسو نابکاران پر دغا منم کوچک سلیمان نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

دست راست سے نعرۂ لندھور ہوا نعرۂ لندھور جنہ یرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ بائین طرف سے مالک کا نعرہ ہوا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ٭ سپہ دار در لشکر اہل دین ٭ پھر تو جملہ سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن کے نعرے ہوے مثل بدیع الزمان و قاسم و چوگان بن حمزہ و شاہزادۂ فرخ بخت فرزند فرخ شہسوار سب سردار آکر گرے جنگ ہونے لگی نورالدہر نے جو فرصت پائی پلٹ کر دیکھا کہ ہر بشئہ کلنگان صاحب ساطور گران یعنی صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر ور لڑتا بھڑتا برابر پہونچا ہی نورالدہر گھوڑے سے کودے گھوڑا طہماس نے سنبھالا لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا ایرج سرنگون بیٹھے ہین جلاد سر پر کھڑا ہی نورالدہر نے بڑھکر جلاد کو مارا قریب آکر لوح کا عکس ڈالا کہ بھائی اُٹھو کمر سے نکالکر تلوار دی ایرج نے چاہا قید کو توڑدن مگر وہ قید سحر تھی نہ ٹوٹی ایرج نے جھلا کر زنجیر پر سر دے مارا نورالدہر نے ہاتھ تھام کر کہا ای برادر اس جہالت سے کیا فائدہ سحر پر کیا زور ہی کہ ایک طرف سے لڑتی ہوئی ہماے مصع پوش پہونچی اسنے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان قید مین مبتلا ہین کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق کڑک کر گری کہ سب قید دور ہوگئی نورالدہر نے لوح کا عکس ایرج پر ڈالا ایرج لڑتے ہوے قریب قفس سکندر کے پہونچے قفس سے لپٹ گئے مگر قفس نہ ٹوٹا سکندر منتین کرتے ہین کہ حضور تکلیف نہ کرین کہ نورالدہر آکر پہونچے نورالدہر نے لوح کا عکس ڈالا کہ قفس ٹوٹا ایرج نے زبان سے سکندر کے سوزن نکال لی سکندر نے کہا ای شہریار سبحان اللہ نورالدہر نے اشارہ کیا کہ وہ آتشخو شعلہ مزاج ہر کوئی کلمہ طعن و تشنیع کا نہ کہنا ابھی بگڑ جائیگا سکندر نے اُٹھتے ہی وہ آگ برسائی کہ کئی ہزار ساحر جلے کئی شعلے بقراط پر گرے دریاے

نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ ہی گجرہ پھولون کا ہاتھ سے اُتار کر پھینکا بوتیمار جھوما بدحواسی مین یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

باغ ہستی مین ہمین بس تحمل ماتم چاہیے
دے خوشی اوروں کو اے گردون ہمین غم چاہیے

تنگ اِس عالم مین ہون اب اور عالم چاہیے
وحشیون کو ماورائے عرش اعظم چاہیے

فرقت محبوب مین جاری کرون سیلاب اشک
ہون مین آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے

سارے عالم کے بچھیلون سے محبت ہی مجھے
جو غنی بالذات ہو کیا اُسکو خاتم چاہیے

اک پری اندام کو تسخیر کرنا ہی مجھے
یا سلیمان ایک دم کو آج خاتم چاہیے

ایک دم فرصت نہین مجکو بتون کی یاد سے
کہتے ہین زاہد خدا کی یاد ہر دم چاہیے

سودۂ الماس کی جراح کرتے ہین تلاش
مجکو بہر داغ فرقت آج مرہم چاہیے

دے جسے رفعت خدا اُسکو تواضع ہی ضرور
ہو اگر محراب مسجد بھی اُسے خم چاہیے

ہین تری محراب ابرو کے تصور مین صنم
چشم تر کیونکر نہو کعبہ مین زمزم چاہیے

سال بھر ناسخ غم شاہ شہیدان کیجیے
ہر مہینے کے عوض ماہ محرم چاہیے

شعلۂ جوالہ نے جو یہ سحر کیا بوتیمار جادو کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوے بلبلاتا ہوا چلا شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری سامنے بوتیمار کے آئی بوتیمار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن شعلہ نے کہا بقراط کے لشکر کو قتل کرو بوتیمار سب ساحرون کو ساتھ لیکر فوج بقراط پر جا پڑا نور الدہر نے جو مہلت پائی طرف بارگاہ کے لڑتے ہوے چلے وہان بارگاہ مین بقراط گھبرا رہا ہی کہتا ہی کیا غضب ہوا کہ کوئی قتل نہین ہوتا ہاے مین نے کیا کیا مروارید آفت خیز نے سامنے آکر کہا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے وہ جنگ پڑے کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے بھاگتے راستہ نہ ملے اِس رنگ سے جنگ ہو رہی تھی کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے جو خبر سنی کہ نور الدہر گئے ہین بارگاہ سے نکل کر اشقر پر سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ نور الدہر در بارگاہ بقراط پر لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہی نور الدہر لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکی دو دو ہزار ساحر نابینا ہوے منھ

جلاد سر پر کھڑا ہوا ہی بقراط سے کہہ رہا ہی یا خداوند حکم ہو تو قتل کرون یہان نورالدہر
بن بدیع الزمان تحفہ جات جسم پر آراستہ کر چکے ہین شاہزادیان خبر سُنکر آئین سب نے
مجمع کیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دربار بقراط مین چل کر خون کے دریا بہائین گے
سکندر کو چھڑائین گے نورالدہر کہتے ہین کہ تم لوگ نہ چلو مین اکیلا جاتا ہون انشاءاللہ
تعالے جاتے ہی سکندر کو رہا کرونگا یہ کہکر حکم دیا مرکب لاؤ مرکب طلسمی آیا شاہزادہ
سوار ہوا ہر چند کہ منع کیا تھا مگر شاہزادیان کب مانتی ہین سحر اپنے اپنے تیار کر کے
چلین سب عاشق جمال نورالدہر ہین کب گوارا ہی کہ شاہزادہ اکیلا جائے دربار
بقراط ایسے مکار کا ہی جسکی اب حیلہ و حوالہ پر اوقات ہی جرأت تو چھوڑ چکا آٹھ پہر
یہی خیال ہی کہ مکر سے نورالدہر کو گرفتار کر لون برابر شاہزادیان بلند ہوئین لکہاے
ابر کڑکتے ہوے پھول ابرون سے برس رہے ہین جیسے ہی جلاد نے ایرج پر ہاتھ
اُٹھایا شاپور بلک گیا کہ اے کارساز واے بندہ نواز میرے آقا کو بچالے ایسا نہو ہاتھ
تلوار کا پڑ جائے ہاے مین نے پہلے نہ سوچا خیال نہ رہا کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج ہین خبر سنتے ہی
جا پڑینگے افسوس آقاے نامدار کو کوئی ایسا تحفہ نہ ملا کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرتا مگر کیا دل گردہ ہی کہ
ساحرون پر آپڑے بارگاہ مین گھسکر لڑے آخر سحر سے ناچار ہوے تو رحیم و کریم ہی جلاد نے
جیسے ہی خنجر مارا ایرج نے تو آنکھین بند کر لین مگر آسمان سے ایک پھول گرا کہ جلاد جلنے لگا
بقراط نے پکار کر کہا ارے دوسرے جلاد کو بلاؤ اتنے عرصے مین فریاد فریاد کی آواز آئی
نورالدہر نے باہر آتے ہی شمشیرزنی شروع کی لوح کو جو چمکایا ساحر نابینا ہونے لگے بقراط
نے جو ہلڑ سُنا گھبرا کر تخت سے اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا آپڑے بقراط کے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا سردارون کو حکم دیا ارے باہر جا کر سحر کرو طلسم کشا کو اندر نہ
آنے دو چند سردار باہر نکلے دیکھا نورالدہر لوح چمکاتے ہوے آتے ہین سب سردارون
نے ملکر سحر کیے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تحفہ جات جسم پر آراستہ تیغہ طلسمی ہاتھ مین
کھنچا ہوا بوتیمار جادو کئی ہزار ساحرون کا غول ساتھ لیکر ترغیب جنگ کرتا ہوا بڑھا ہی
کہ طلسم کشا کو از روے بلوے کے گرفتار کر لون کہتا ہی ہان یارو جم کر جنگ کرو شعلہ جوالہ

تزلزل فتد درمیان مصاف | اگر تیغ برسنگ خاره زنم | زگاو زمین بیخ وبن برکنم

ایرج لڑتے ہوے طرف سکندر کے چلے بقراط نے کہا اُنکے پاس کوئی تحفہ نہین ہی جسکا جی چاہے اِنکو روک لے ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا ایرج اُسی مقام پر ٹھہر گئے زمین نے پانوٗن تھام لیے سرداران ایرج مُنھ کے بھل گرے بقراط نے کہا سب کو گرفتار کرلو سب گرفتار ہوگئے ہتھکڑیان بیڑیان پنھا کر بٹھایا شاپور نے جو باہر سے دیکھا کہ ایرج جاکر گرفتار ہوگئے اور جلاد اُنکے سر پر تلوار کھینچکر آیا بقراط کہتا ہی پہلے اِسی کو قتل کرو ایرج حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین شاپور خدمتگار بنکر اندر آیا جلاد کی صورت بنا خنجر کھینچ کر قریب جلاد کے آیا کہا تو ہٹ جا مین قتل کرونگا جلاد نے اِنکار کیا شاپور نے جلاد کو خنجر مارا طرف ایرج کے دوڑا بقراط نے کہا ارے یہ کون ہی اِسکو مارلو ایک ساحر نے اُٹھ کے سحر کیا کہ شاپور بھی لڑکھڑا کر گرا شاپور کو بھی ہتھکڑیان بیڑیان پنھا دین شاپور دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ہم سب کو اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچالے **نظم**

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب | بروز صورت خورشید و مثل ماہ بہ شب
بدیر و کعبہ بود ذات واحدش موجود | کہ اوست موجد ہر دین و ملت و مذہب
بہر دیار مقیم ست حضرت قیوم | چہ ہند و سند و چہ ایران و روم و شام و عرب
برای روزی ہر روز حضرت رزاق | وسیلہ گردد و پیدا کند زغیب سبب
بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید | رود ز خاطر غمناک ورد و رنج و تعب
بباغ دہر گل از خار مے کند پیدا | زخاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
بدوست طالب حق را رجوع دل باید | بہر آرب و ہر مدعا و ہر مطلب
برای بندہ فقط بندگی بکار آید | کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد | کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بہ مہر کرد عطا نور لازوال خدا | بہ آب جوش و خروش و بہ رعد شور و شغب
بحمد خالق عالم گزارہندی عمر | گہے بہ روز کن این کار نیک گاہ بہ شب

هست پیش ہر نظر نور خدا — مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
بر جبین خوبرویان جہان — جلوہ گر ہست آن جمال جانفزا
بر گدا سائل بباب دولتش — خاک بوس بارگہ ہر بادشا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان — مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان — در دعا گوئی دہان خلق وا
عاشقان اندر محبت می کنند — جان و مال خویش بر جانان فدا
ہر کرا نور نظر او می دہد — بیند او را در خلا و در ملا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار — مثل آئینہ صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جہان — خواہش دولت نہ فکر کیمیا
دائما خمدار گردن در سجود — کن عبادت کن عبادت ہندیا

دربار مین جلاد بلائے جارہے ہین مگر لشکر مین ہلڑ جو ہوا نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے پوچھا یارو خیر تو ہی سب نے عرض کی ایک ساحرہ نجم کی صورت بنکر سکندر کو لیچلی اور ایک پنجہ مین شبرنگ تھا ارسطوے ثانی اُسکی فکر مین گئے پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری نور الدہر پریشان کھڑے ہوے ہین کہ شاپور سامنے آیا نور الدہر نے پکار کر کہا اے مہتر والاگہر دربار کفار سے خبر تو لاؤ کہ سکندر پر کیا گذری شاپور دوڑا تھوڑی دیر مین واپس آیا مگر روتا ہوا پہونچا عرض کی اے شہریار سامان قتل سکندر ہو رہا ہے مگر سکندر ثانی مردانہ وار گفتگو کر رہے ہین ابتک تو اُنکے چہرے پر ہراس نہین ہے مگر حضور جلدی کرین یہ خبر نور الدہر کو دیکر بھاگا آکر ایرج سے اطلاع کی کہ اے شہریار اب یہ وقت احسان ہے نور الدہر تحفہ جات جسم پر آراستہ کرنے لگے مگر ایرج فوراً سوار ہوے عقب مین سردار چلے دربار بقراط مین جلّاد شلنگین لگا رہے ہین سکندر زیر تیغ بیٹھے ہین کہ ایرج کے نعرے کی آواز آئی کہ باشید

اے کافران بیحیا و اے نابکاران یزدغا النعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیرا — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

اگر تجھ نامرد کے ہاتھ سے قضا ہی تو مجبوری و ناچاری ہی اور اگر ابھی رشتۂ حیات نہین قطع ہوا ہی تو تیری کیا مجال ہی کہ ہمکو قتل کر سکے اب سکندر نے جو مردانہ کلام کیا بقراط نے حکم دیا کہ جلادون کو بلاؤ انکو قید نہ کرونگا یہان جلاد جلاد کا ہلڑ ہی شاہزادیان ڈھول بجا رہی ہین بقراط کو خوش کر رہی ہین اور اشعار عاشقانہ گا رہی ہین جلادون کی طلب ہی مگر سکندر خوش بیٹھے ہین ارسطو کو سمجھا رہے ہین کہ اے ارسطو خوف نہ کرنا انشاء اللہ اگر آقا کو خبر ملیگی تو فوراً تشریف لاوینگے شاہزادیان ہلڑ کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

لگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ ... ہوا ہی دست خالی بے ثمر شاخ
چمن کی سیر کو مری کے چلیے ... بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
یہ خوش چشمونکے سودے مین ہون سوکھا ... ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ
قدم سے تیرے اے ابر کرامت ... پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ
کھڑے سائے تلے جسکے ہوے تم ... نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
تماشہ نخل ہی نخل توکل ... ہر اک میوہ ہی رکھتی اُسکی ہر شاخ
جوانی کو غنیمت جان غافل ... ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
نہال حسن جسے ہمنے کہا ہے ... لگائی جاتی ہی وان شاخ پر شاخ
سرا پے یار کی منقل مین جلتی ... درخت عود کی ہوتی اگر شاخ
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی ... ہرے پن سے ہی مشتاق تبر شاخ
مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا ... ملیگی جھک کے آتش بارور شاخ

یہان صحبت بقراط مین تو ہنگامہ ہی سب سردار چلے آتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ گوشیار نے آج بازو طلسم کشا کا توڑ دیا اب انکو زندہ نہ چھوڑیے کیون میان ارسطو طلسم کشا کے بڑے خیر خواہ تھے کیسے گرفتار ہوے اب طلسم کشا کہان ہین تمہین آکر بچائین ارسطو دعائین مانگ رہا ہی کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر دشمنون کے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے انکے طعن و تشنیع سے بچالے آج بڑا غریو ہی اس ہنگامے سے توہی بچائیگا طلسم کشا سے بخیر و عافیت ملائیگا نظم

پوچھا کہ نجم کیا کرتے ہین خدمتگارون نے کہا کہ ایک عورت آئی تھی اُس سے کچھ باتین کر کے براے ملاقات سکندر گئے ہین شبرنگ کو کھٹکا ہوا طرف بارگاہ سکندر کے دوڑا یہان اتنے عرصے مین گوشیار نے سکندر کو بیہوش کر کے اُٹھایا چاہتی ہی لیکے چلون اور اسکو قید کر کے پھر اسی کی شکل بنکر جا کر طلسم کشا کو دھوکھا دون شبرنگ نے آکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سکندر کو اُٹھایا چاہتی ہی شبرنگ نے للکارا کہ خبردار شہریار کو نہ اُٹھانا گوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ زمین پر گرا ہزار غل مچائی مگر کوئی اسکی مدد کو نہ پہونچا گوشیار نے دونون کو اُٹھا لیا سوچی کہ اب راز کھلے گا سکندر و شبرنگ کو لیکر بلند ہوئی شبرنگ نے غل مچایا کہ یارو دوڑو سکندر کو اور مجکو ساحرہ لیے جاتی ہی ارسطوے ثانی دربارگاہ پر اپنی بیٹھے تھے آواز شبرنگ کی سُنکر للکارا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر گوشیار نہ رُکی اُڑتی ہوئی چلی ارسطو نے پیچھا کیا وسط میدان مین آکر گوشیار کو گھیرا آپس مین سحر چلنے لگا قضاے کار بقراط ثانی دربارگاہ پر کھڑا تھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا کچھ آواز دی بقراط خود چلا اُسوقت پہونچا کہ ارسطو نے سحر کیا ہی گوشیار خاموش کھڑی ہی ارادہ ہوا ارسطو کا کہ سکندر و شبرنگ کو رہا کر دن کہ نعرہ بقراط کی آواز آئی للکارا کہ او ارسطو خبردار گوشیار کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی تجکو قتل کر دونگا منم بقراط ثانی ارسطو نے جو بقراط کو دیکھا گھبرا گیا بقراط نے جھپٹ کر ارسطو کو بھی گرفتار کیا تینون کو گرفتار کر کے لیچلا گوشیار فخر کر رہی ہی کہ یا خداوند مین ایسی تدبیر سے پہونچی کہ پہلے نجم کو گرفتار کیا نجم کی شکل بنکر سکندر کو لیا شبرنگ عین وقت پر آیا مین نے اُسکو بھی بیہوش کیا ارسطو نے پیچھا کیا تھا آخر یہ بھی گرفتار ہوا اب ان تینون کو چلکر قتل کیجیے بقراط خوشی خوشی سکندر و ارسطو و شبرنگ کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا سکندر کو دیکھکر شاہزادیان خوشیان کرنے لگین کہ یا خداوند بڑا شخص گرفتار ہوا اب اسکو قتل کیجیے بقراط نے زبان مین سکندر کی سوزن دی تینون کو قفس مین بند کیا ہوشیار کر کے پوچھا کہ کیون ای سکندر اپنے کو کس حال مین پاتے ہو سکندر نے مردانہ وار جواب دیا کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر خدا ے ما بزرگ است

صاحب اقبال ہی کیسی کیسی آفتون سے بچتا ہی گوشیار مکارہ میری بہن سیماکی یہ کہکے اُٹھی کہ ہمشیرہ نے بڑا کام کیا تھا مگر اُنکے مصاحبون مین جو نجم ہی اب اُسکو گرفتار کیا چاہیے لو اُسکی صورت پر بہت دھوکھا کھاوینگے نجم پر کوئی ہاتھ نہ ڈالیگا ہر شخص اُسکے دام مین پھنس جائیگا اگر نجم دستیاب ہوا تو طلسم کشا کیسا سکندر تک کو لاؤن اور رفتہ رفتہ سب کو لے آؤن یہ کہکے بہ صورت مبدل چلی لشکر مین آکر پھرنے لگی پھرتی ہوئی دربارگاہ نجم پر پہونچی نجم بیرون بارگاہ بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک عورت حسین وجمیل حیران حیران پھر رہی ہی نجم نے پکارا کہ ارے ذرا ادھر آ تو کون ہی جو حیران حیران پھر رہی ہی گوشیار نے بڑھکر کہا ای شہریار آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار پریشان پھر رہی ہون چاہتی ہون کوئی قتل کر ڈالے تو بہتر ہی میرا باپ تاجر جلیل تھا لشکر کفار مین مرا لوگون نے سب مال لوٹ لیا اور مجکو نکال دیا فریادی آئی ہون طلسم کشا سے فریاد کرون کہ میری داد ملے نجم نے رحم کھا کر بلا لیا جیسے ہی یہ خیمے مین آئی شراب کو دیکھکر رونے لگی کہا آج کئی دن گذر گئے کہ اس کمبخت کا سامنا نہین ہوا نجم نے کہا لو پیو اسنے ایک جام آپ پیا اور ایک جام نجم کو دیا نجم نے بیخوف پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوا گوشیار نے خوب اپنے سحر مین مبتلا کیا ایک صندوق مین نجم کو بند کر دیا آپ بشکل نجم نکلی قریب بارگاہ سکندر تھی پہلے بارگاہ سکندر مین آئی سکندر نے کہا ای نجم آؤ اِسوقت خلاف وقت آنے کا کیا باعث ہوا گوشیار نے عرض کی اِسوقت دل گھبرایا کہ چلکر حضور کی زیارت کرون بلا تکلف چلا آیا سکندر نے بیٹھنے کو جگہ دی نجم نے عرض کی اِسوقت غلام کے یہان شراب نہ تھی خاص اِسواسطے آیا سکندر نے کہا ای نجم شراب کباب سب کچھ حاضر ہین بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ ہم سب طرح موجود ہین کھانا منگوائین کھاؤ اِسوقت تمھاری بدحواسی سے پریشان ہوا کہ بے وقت آئے نجم نقلی نے کہا فقط شراب کی خواہش سے آیا یہ کہکے گلابی اُٹھائی ایک جام آپ پیا اور ایک جام سکندر کو دیا سکندر بھی بے اندیشۂ انجام پی گئے شراب پیتے ہی ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا سکندر گھبراکر اُٹھے گرکر بیہوش ہوے قضائے کار شبرنگ بن عمرو پھرتا ہوا قریب بارگاہ نجم پہونچا خدمتگارون سے

نورالدہر کے آکر عرض کی حضور خدا خیر کرے میرا خیال غلط ہو شبرنگ کے کچھ عجب طریقے معلوم ہوتے ہین ہم سب سے بہ خُلق و محبت ملتا تھا آج کیا ہوا کہ ہمسے صاحب سلامت تک نہین کرتا نورالدہر نے کہا یہ عیار رہین انکی باتون پر خیال نہ کرو کسی فکر مین ہوگا نجم خاموش ہو رہا سمجھ گیا کہ آقا سچ فرماتے ہین مگر شبرنگ نقلی ساتھ نورالدہر کے بارگاہ مین آیا اب رنگ اپنا جما رہا ہو کبھی گاتا ہو کبھی کہتا ہو بقراط کو پکڑ لاؤنگا مین نے فکر کی ہو نورالدہر کہہ رہے ہین اے شبرنگ اگر بقراط کو پکڑ لائے تو بڑا نام ہوگا ہمکو بھی یہ خیال ہو کہ اگر بقراط گرفتار ہو کر آجائے اور شاید اطاعت دین اسلام کرے تو بڑے لطف کی بات ہو جہان کہین ساحرون سے مقابلہ ہو تو اسکو نامہ لکھین یہ آکر قیامتین برپا کریگا ہوشیار نے جواب دیا اے شہریار اُسنے برسون خدائی کی ہو اب وہ کاہیکو اطاعت کریگا گر مین تدبیر کر رہا ہون قضائے کار شاپور شیردل عیار ایرج نوجوان کا تمام کوچہ پھر نے نکلا درہ کوہ مین آیا دیکھا کہ شبرنگ بیہوش پڑا ہو شاپور نے چاہا ہوشیار کرون وہ سحر مین ہوشیار کے تھا بیدار نہوا شبرنگ کو اُٹھا کر بارگاہ نورالدہر مین لایا نجم کو بلایا سب حال کہا نجم نے شبرنگ کو سحر کر کے ہوشیار کیا حال پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ راہ مین ایک فقیرنی ملی مگر وہ ساحرہ تھی اُسنے مجکو بیہوش کیا شاید فکر مین آقا کی گئی ہو شاپور نے کہا اپنے کو جلد پہونچاؤ مگر سمجھ کے کام کرنا شبرنگ نے کہا مین قاعدے سے جاؤنگا یہان ہوشیار نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو کہ طلسم کشا کو پلاؤن اور بیہوش کر کے لے بھاگون کہ شبرنگ نے مراچہ چاک کر کے دیکھا میری صورت پر ایک ساحرہ بیٹھی ہو شراب پلایا چاہتی ہو شبرنگ نے نہایت پھرتی سے پشت پر آکر حلقہائے کمند مارے ساحرہ کمندون مین پھنسی شبرنگ نے حباب مار کر گرفتار کر لیا نورالدہر حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک شبرنگ نے ایک شبرنگ کو گرفتار کیا جب شبرنگ گرفتار کر چکا تو عرض کی کہ اے آقائے نامدار یہ ساحرہ ہو آپ کی فکر مین آئی تھی یہ ذکر تھا کہ نجم بھی آکر پہونچا نجم نے آتے ہی اُسکو قتل کیا اور لاشہ بیرون لشکر پھنکوا دیا ہرکارون نے بقراط کو خبر دی کہ ہوشیار قتل ہو گئی بقراط نے کہا طلسم کشا

کدو کاوش کر رہے ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین اُنکے مقام پر اُنکو پہونچاوین یہ پھر جاکر آباد ہون سیما آگے بڑھی ہاتھ بڑھایا کہ بقراط کی گردن پکڑلون مروارید نے ہاتھ ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ سیما کے دو ٹکڑے ہوے سیما کو مارکر حکم کیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو بقراط نے کہا اے مروارید تمنے اِسے مارڈالا یہ نہ دریافت کیا کہ کسکے سحر مین تھی مروارید نے کہا اُسنے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا کہ گردن آپکی پکڑلے مین کیونکر گوارا کرتی بہن اِسکی ہوشیار مکارہ روتی ہوئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند سیما نے جو خطا کی اُسکی سزا پائی مگر مین جاکر طلسم کشا کو لاتی ہون بڑا کمال اسنے کیا تھا مگر سکندر کے سحر مین دیوانی ہوکر آئی مناسب یہ تھا کہ سحر اِسپر سے اُتارتے کس بےبسی سے بہن میری قتل ہوئی اُسکے خون کا بدلہ لونگی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤنگی اور فوراً قتل کرونگی ہرچند مروارید نے منع کیا مگر ہوشیار مکارہ نے نہ مانا کہا مجکو کیونکر گوارا ہو کہ بہن میری یون قتل ہوجائے اور مین بیٹھی دیکھا کرون یہ کہکر چلی لشکر طلسم کشا مین آئی جابجا پھرنے لگی فقیرنی بنی پھر رہی ہر ہر جگہ سوال کرتی ہر لشکر نور الدہر آباد ہر دوکاندار پیسہ روپیہ دیتے ہین ہوشیار ٹہلتی پھرتی ہر ایک بازار مین پہونچی وہان شبرنگ بھی تھا ہوشیار نے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر کہا میان شاطر صاحب مین یہ چاہتی ہون کہ سامنے طلسم کشا کے پہونچون اپنی غربت کا سوال کرون کچھ ایسا ملے کہ غربت کٹے شبرنگ نے دیکھا تیور سے پہچان لیا شبرنگ تو اِس فکر مین ساتھ ہوا کہ راہ مین اِسکو دھوکہ دیکر گرفتار کرلونگا ہوشیار اِس فکر مین ہر کہ راہ مین اِسپر سحر کرون ایک نخل کی آڑ مین پہونچی شبرنگ تو پیچھے ہٹا کہ حلقہائے کمند مارون مگر ہوشیار نے سحر کیا کہ شبرنگ لڑکھڑاکر گرا ہوشیار نے شبرنگ کو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا اور سحر سے اپنی صورت تبدیل کی شبرنگ کی صورت بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ نور الدہر کے چلی یہان نور الدہر بارگاہ سے اُٹھے ہین طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین کہ شبرنگ نقلی سامنے آیا نور الدہر نے پوچھا آج بوقت دربار کیون نہین آئے شبرنگ نقلی نے جواب دیا انتظام مین بازارون کے مصروف تھا نور الدہر خاموش ہو رہے نجم ہمراہ ہر چال چلین شبرنگ کا دیکھکر کان اُسکے کھڑے ہوے قریب

نہ دونگی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا نورالدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو بلا
اطلاع کون آتا ہی کہ سامنے سے سکندر ثانی نمودار ہوے پشت پر سب شاہزادیان
نجم اختر شناس ارسطوے ثانی سیما سب کو دیکھا گھبرائی نورالدہر سے کہا انکو
منع کیجیے کہ یہان نہ آئین میرا پردہ فاش ہوتا ہی مگر سکندر ثانی بلا تکلف چلے آئے آتے ہی
کہا نیک بخت تو کون ہی نورالدہر کچھ کہنے کو تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی حضور
اسمین دخل نہ دین نورالدہر نے پھر کہا کہ آپ اِنکا حال نہ پوچھین مین آپ سے کہدونگا مگر
سکندر ثانی نے سیما کا ہاتھ تھام لیا جیسے ہی ہاتھ پر ہاتھ رکھا سیما نے ایک چیخ ماری کہ ای
شہریار ہاتھ میرا چھوڑ دیجیے نجم نے قریب آکر مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی نجم نے مُنھ پر ہاتھ
پھیرا وہ صورت تبدیل ہوگئی دیکھا ایک جادوگرنی سن رسیدہ ہی بال سفید چہرے پر جھریان
پڑی ہوئین سکندر نے کہا او لکا تہ نہین جانتی کہ ہم یہان موجود ہین نورالدہر نے جو
صورت کریہ دیکھی نفرت ہوئی سکندر نے حکم دیا کہ اِسکو گرفتار کرو شاہزادیون نے
گرفتار کیا مگر سکندر نے کہا اِسکی کیا خطا ہی بقراط نے اِسکو بھیجا ہی اگر حکم ہو تو اِسکو روانہ
کرین جاکر بقراط کو ستائے سب نے اِس راے کو منظور کیا سکندر ثانی نے گلے سے
موتیون کا مالہ اُتار اگلے مین سیما کے پہنا دیا مالہ پہنتے ہی سیما کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین
اُبل آئین بیہودہ باتین کرنے لگی ہاتھ باندھکر سامنے سکندر کے کھڑی ہوئی کہتی تھی جو
حکم ہو وہ بجا لاؤن سکندر نے کہا بقراط کا سر لاؤ سیما بہت خوب کہکر چلی صحن مین آکر
پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی یہان بقراط دربار مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ سیما پہنچ گئی
طلسم کشا کو لایا چاہتی ہی کہ سب نے دیکھا سیما اُڑتی ہوئی آتی ہی بقراط نے کہا شاید مطلب
نہوا بے نیل مقصود پلٹی ہی سیما آکر پہونچی سامنے بقراط کے کھڑے ہوکر عرض کی یا خداوند
چلیے آپ کو سکندر نے طلب کیا ہی اگر تامل کیجیے گا تو مین زبردستی لیجاؤنگی مروارید آفت خیز
جو پہلو مین بیٹھی ہی اِسکو بہت ناگوار ہوا کہا کیون سیما قدرت سے زبان درازی کرتی ہی
کلمہ سخت کہتی ہی سیما نے کہا مین آپ سے خوف نہ کرونگی اور قدرت کو پکڑکے لیجاؤنگی سامنے
سکندر کے پہونچاؤنگی مروارید نے کہا ہٹ سامنے سے بقراط ہمارا مہمان ہی ہم اسیواسطے

نے کہا مین نے آپ کو اشارہ کیا تھا کہ بارگاہ مین ایک طرف پردہ پڑا ہی آپ نے کچھ جواب نہ دیا مین خاموش ہو رہی سکندر نے کہا مقام تردد کا ہی نجم اختر شناس کو بلاؤ ایسا نہو بقراط نے کچھ فتور کیا ہو نجم حاضر ہوا سکندر نے یہ حال بیان کیا نجم نے اوراق نکالے قہقہہ مارکر کہا ای شہریار آپ نے جلد خبر لی سیماے آسمان سیر فرستادہ بقراط آئی ہی رنگ اپنا جما رہی ہی سکندر نے کہا مین ابھی جاکر اُسکا رنگ مٹائے دیتا ہون یہ کہکے اُٹھے نجم بھی ساتھ ہوا سب شاہزادیان اشتیاق مین چلین نورالدہر آکر بیٹھے ہین سیما چاہتی ہی کہ اگر شاہزادہ گرفتار نہو سکے تو تحفہ جات ہی لیکر نکل جاؤن مگر پھر دل سے کہتی ہی اتنی مشقت کی اور طلسم کشا چھوٹ جائے مگر شبرنگ بن عمرو شاہزادے کے رضامند کرنے کو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جوش ہی کیا تیرے آتے ہی دل بیتاب کا
بنگیا خم سا قیا گویا شراب ناب کا

کوئی لکھتا ہون اگر مضمون دل بیتاب کا
خط مین ہوجاتا ہی عالم ماہی بے آب کا

اُسنے جو پونچھا پسینہ روے عالمتاب کا
بنگیا رومال کونا چادر مہتاب کا

ذکر کیا ہی ہجر ساقی مین شراب ناب کا
جبکہ اپنے حلق سے اُترے نہ قطرہ آب کا

عشق گیسو مین یہ عالم ہی دل بیتاب کا
نالۂ پیچان جو ہی اک سانپ ہی سیماب کا

کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پرخون ہوگیا
ہی مے گلگون مین ساقی جو مزہ خوناب کا

کم نہین ہی شام سے صبح شب فرقت سیاہ
ہین یقین خورشید پر بھی کرمک شبتاب کا

پڑ گئے ہین ناتوانی سے جو حلقے اندلون
سب کو میری چشم تر پر شبہہ ہی گرداب کا

ہی صفا حاصل تو بینائی بھی ہی ای دل ضرور
صاف ہوکر آئنہ محتاج ہی سیماب کا

مین نے اُسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین
پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

بستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہی ہمین
ہر گڑھا دریا مین ہی ناسخ سبب گرداب کا

نورالدہر خوش بیٹھے ہین معشوقہ پہلو مین سیما اپنا رنگ جما رہی ہی چاہتی ہی شراب پلاؤن اور لے بھاگون اگر تحفہ جات بھی ملجائین تو پھر کیا کہنا ورنہ تحفہ جات یہین رہجائینگے تو کیا حرج ہی پھر لیجاؤنگی مقدم طلسم کشا کا قتل ہی لیجاتے ہی قتل کر دونگی دم بھر کی مہلت

باہر جائے تو مین اُنکو گرفتار کر لون مگر شبرنگ کب ٹلتا ہی مثل ہمزاد کے پاس بیٹھا ہی دن
جو زیادہ چڑھا سکندر نے کہا آج کیا سبب ہی کہ شہریار تشریف نہین لائے آدمی دریافت
کو بھیجا جائے کہ کیون نہین تشریف لائے ہمارے مرصع پوش اُٹھی کہ مین جا کر دریافت
کرتی ہون سکندر نے کہا ادب کے خلاف ہی مین خود جاؤنگا ہر چند سردارون نے روکا
مگر سکندر نے نہ مانا جب سکندر چلے تو کل سردار ساتھ ہوے نجم بھی ساتھ ہین ارسطو
بھی ہمراہ ہین کل شاہزادیان بھی ہمراہ چلین یہان نورالدہر سیما سے باتین کر رہے ہین
سیما چاہتی ہی شراب پلا کر بیہوش کرون کہ ہرکارون نے خبر دی حضور سکندر ثانی تشریف
لاتے ہین نورالدہر واسطے استقبال کے اُٹھے سیما نے کہا اے شہریار بادشاہ لشکر تشریف
لاوینگے اُنکے ساتھ مصاحب بھی ہونگے لہذا یہ کنیز کسی پردے مین بیٹھے شبرنگ نے ایک
طرف اشارہ کیا سیما چھپ کر بیٹھی کہ سکندر بارگاہ مین تشریف لائے نورالدہر نے
مقام صدر پر جگہ دی سکندر نے بیٹھتے ہی پوچھا آج حضور بارگاہ مین کیون نہین تشریف
لائے نورالدہر نے کہا مین نے قصد کیا تھا مگر کچھ دل نہ چاہا اسوجہ سے رُک گیا لہذا تیسرے
پہر کو دربار ہوگا سکندر نے زیادہ کہنے کا موقع نہ پایا چند ساعت ٹھہرے اور اُٹھکر چلے
مگر ہمارے مرصع پوش نے جو ایک طرف پردہ پڑا ہوا دیکھا سکندر کو اشارہ کیا کہ یہ
پردہ کیسا ہی ذرا دریافت تو کیجیے سکندر بسبب حجاب کے نہ دریافت کر سکے سیدھے چلے
گئے نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ کنارے پر صحرا کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم شام کو
وہان جا کر نشست کرینگے شبرنگ نے بہت خوب کہکر سامان شروع کیا کنارے پر صحرا کے
خیمہ استادہ کیا گلابیان شراب کی رکھین پہر دن رہے نورالدہر بارگاہ مین آئے سکندر
وغیرہ سے ملاقات کی تھوڑی دیر بارگاہ مین بیٹھے بعد اُسکے دربار برخاست کیا سکندر اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے سب شاہزادیان بھی ہمراہ آئین سکندر نے سب کی طرف متوجہ ہو کر
کہا کہ آج شاہزادے کا مزاج کچھ بے لطف ہی صبح کو تشریف نہین لائے آخر وقت جو آئے تو
چند ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے ہمارے مرصع پوش نے کہا ہمنے خبر سُنی ہی کہ کوئی عورت آئی ہی
اُسکی محبت مین مصروف ہین سکندر نے کہا ہمنے تو کسی کو نہین دیکھا ہمارے مرصع پوش

مارلون دیکھون تو اُسکا سحر کیا کرتا ہی قضاے کار ایک ساحرہ اسکی صحبت مین بیٹھی ہی کہ بڑی مکار
اور بلاے روزگار ہی اپنے مقام سے اُٹھی سیماے آسمان سیر نام ہی کہا یا خداوند مین وعدہ
کرتی ہون کہ طلسم کشا کو قید کر لاؤنگی یہ کہکے روانہ ہوئی سارے لشکر کو چھانا کوئی موقع نہ ملا
سامنے بارگاہ نورالدہر کے آئی ایک حسین عورت کی صورت بنکر بارگاہ کو دیکھ رہی ہی کہ
نورالدہر بارگاہ سے نکلے ارادہ ہی کہ دربار عام مین جاؤن ابتو سب سردار آگئے ہونگے
جیسے ہی باہر نکلے نگاہ اِس مکارہ پر پڑی اُف کرکے دل پکڑ لیا پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کر
آواز دی کیون نازنین کس فکر مین کھڑی ہی یہ رونے لگی کہا حضور میرا باپ تاجر تھا اُسکو قزاق
پکڑ لیگئے کل سے بھوکی پیاسی ماری ماری پھرتی ہون حیران ہون کہ کہان جاؤن اور کہان بیٹھکر
بسر کرون اِسی حیرت مین کھڑی ہون نورالدہر چاہتے تھے کہ جواب دون کہ شبرنگ بھی
آپہونچا تیور نورالدہر کے دیکھکر سراپا اِس مکارہ کا دیکھا یہ بھی یہی سمجھا کہ کوئی تاجرزادی ہی
مگر گرفتار رنج والم ہی مبتلاے دام غم ہی چہرہ اُترا ہوا ہونٹھ سوکھے ہوے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے شبرنگ نے قریب آکر کہا بی صاحب خیمہ مین آؤ نہین جانتی ہو کہ یہ سارا
لشکر انھین کا ہی اِس لشکر کے مالک یہی ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ دیکھنے والے رشک کرینگے
سیما شبرنگ کے ساتھ ہولی شبرنگ نے سیما کو خیمہ مین پہونچایا نورالدہر کو بھی انتہا
کا اشتیاق تھا پلٹ پڑے کہا اب اِسوقت دربار نہ جائینگے اپنے خیمے مین آکر بیٹھے بارگاہ
گوہر نگار سلیمانی کو سیما بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی کہ کل سامان مہیا ہین بارگاہ مثل عروس شب اول
آراستہ ہی نورالدہر آکر مسند پر بیٹھے محبت آمیز باتین کرنے لگے سیما ایک مکارہ ہی موافق
سوال کے جواب دیتی ہی دل لُبھا رہی ہی نورالدہر اِسکی باتون پر پسے جاتے ہین شبرنگ
کو اشارہ کیا کہ اِسکو شراب پلاؤ شبرنگ نے جام لبریز کیا کہا لو ملکہ پیو اِسنے اِنکار کیا کہ مجکو
عادت نہین ہی شبرنگ نے کہا یہ شراب کم نشے کی ہی تب سیما نے چند گھونٹ پیے شراب
پیکر پھر اِسنے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا نورالدہر کی طرف اِشارہ کیا سر جھکاکر کہا آپ بھی
نوش فرمائیے نورالدہر نے اُسکی خاطر سے جام لے لیا پھر اس خیال سے کہ نہین معلوم اسکا
مذہب کیا ہی جام شراب شبرنگ کو دیدیا شبرنگ پی گیا اب سیما چاہتی ہی کہ شبرنگ بھی

کہ ای برق سبحان اللہ کیا عیاری کی ہر برق پشتارہ لیکر بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑین
عیارون نے دیکھا کہ برق اکیلا ہو ایسا نہو سب عیار بچیان ملکر پار لین عیار عیار بچیون پر
آپڑے ایک ایک نے ایک ایک کنیز کو اُٹھا لیا برق کو گھیر کر بیچ مین لے لیا برق
تنتا ہوا سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای برق کیا کار نمایان کیا
یہ کہکے شعلہ کو خیمے مین پہونچایا شعلہ نے بھی اس عیاری کی بڑی تعریف کی اور کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی مگر بقراط نے جو دیکھا کہ عیار خوشی خوشی پلٹے اور برق
شعلہ کو خیمہ مین بٹھا کر باہر آیا ہی جل گیا پہلو مین بقراط کے ایک جادوگر کھڑا ہی شقیل جادو
اُسکا نام ہی کہا ای شقیل برق کو اُٹھا لا مین اسکو سزا دونگا میرے سامنے گستاخی کر گیا
شقیل جھپٹا پر پرواز پیدا کرکے آسمان پر گیا تڑپ کے گرا برق کو اُٹھا لیا مگر سکندر
ثانی بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے جیسے ہی شقیل نے برق کی کمر مین پنجہ دیا چاہا لیکر بلند
ہون سکندر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ شقیل کے دو ٹکڑے ہوے مرنا شقیل کا
کہ برق چھوٹا سکندر نے تخت اپنا بڑھایا ساحر بھی دوڑ پڑے کل جادوگر اور کل
شاہزادیان مثل ہماے مرصع پوش وغیرہ لشکر بقراط پر جا پڑین سحر چلنے لگا مگر سکندر
نے آج ایسی جوانمردی کی کہ بقراط کے سحر باطل کیے جو سحر بقراط نے کیا سکندر نے
دفع کر دیا ایک مقام پر بقراط جم گیا سکندر پر سحر کرنے لگا آگ برسائی پانی کا دریا بنایا
مگر سکندر نے سب کو مٹایا بقراط نے حیران ہوکر نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون اپنا لیکر
سکندر پر پھینک مارا سکندر نے خون اپنی پیشانی کا لیکر ہتھیلی پر رکھا خون بقراط
اُس خون مین ملگیا سکندر نے وہ سب خون بقراط پر کھینچ مارا بقراط کے بدن مین
آبلے پڑ گئے آخر بقراط سامنے سے بھاگا ایک طرف سے نور الدہر کو بھی آتے ہوے
دیکھا تھا آخر نہ ٹھیرا طبل امان بجا کہ پلٹا لشکر صاحبقران اپنی جانب پلٹا بقراط دربار
مین آیا کہا یارو آج تو سکندر نے بڑی جرأت کی کہ قدرت سے مقابلہ کیا اُسکو گمان ہی
کہ مین سحر مین طاق ہون لیکن ابکی جو مقابلہ پڑا تو سر میدان قتل کر دونگا یارو تم اتنا فسر
بیٹھے ہو کسی سے نہین ہو سکتا کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے پھر مجکو خوف نہ رہے سکندر کو گھیر کر

جو اُسنے مارا برق کے سر پر پڑا کہ زخم کاری آیا برق زخم کھاکر سامنے سے شعلہ کے بھاگا کنیزان شعلہ نے ہلڑ کیا واہ سبحان اللہ اسی مُنھ پر دعوائے عشق تھا ایک زخم کھاکر بھاگا جاتا ہی عشق نہ تھا یہ عیاری تھی کہ جسمین سب جانین کہ میان برق عاشق ہین معشوق کے ہاتھ کا زخم کھاکر بھاگنا اسی نامرد کا کام ہی عیارون کو بھی بہت ناگوار ہوا چالاک نے پکارکر کہا ای برق اگر زخم کی تاب نہ تھی تو کیون زخم کھایا مقابلہ کیا ہوتا برق کسی کو جواب نہین دیتا بھاگا ہوا جاتا ہی مگر شعلہ تعاقب مین جاتی ہی برق جست وخیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہ ایک صحرا مین جاکر غائب ہوا شعلہ پلٹی طرف عیارون کے دیکھکر کہا کیون صاحبو برق کیسا عیار تھا تم لوگون کو دعویٰ تھا کہ برق بڑا عیار طرار ہی مگر ایک زخم کھاکر بھاگا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چالاک نے قصد کیا کہ جا پڑون خواجہ نے منع کیا کہ دیکھو تو اس بھاگ جانے مین شاید کوئی مطلب ہو چالاک نے کہا اِسکا للکارنا ناگوار ہوتا ہی عیاری کی آبرو گئی عمرو نے کہا اِسقدر عیار کھڑے ہین تمھین کو آبرو کا بڑا خیال ہی آج تو جو گذرا وہ گذرا کل مقابلہ کرنا آج میدان مین نہ جاؤ شعلہ نے کئی آوازین دین جب کوئی مقابلے مین اِسکے نہ آیا نیچہ تانے ہوے میدان مین ٹہلنے لگی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک مادۂ آہو زرغۂ نخلستان سے نکلی بدحواس آتی ہی شعلہ سمجھی کہ یہ مادۂ آہو اپنے مقام پر بیٹھی ہوگی کسی نے ستایا جو بدحواس آتی ہی راہ پر کھڑی ہوئی مادۂ آہو گھبرائی چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر شعلہ نے گھیر کر حلقہاے کمند مارے گلے مین مادۂ آہو کے پڑے مادۂ آہو گر کر تڑپنے لگی شعلہ نے جست کرکے سینہ پر گھٹنہ رکھا چاہا باندھ لون مادۂ آہو جو تڑپی پستان دبی دودھ کی دھار نکلی مُنھ پر شعلہ کے پڑی شعلہ بیہوش ہوکر گری اندر سے کھال کے بعجلت تمام تڑپتا ہوا برق فرنگی نکلا اور اپنے نام کا نعرہ اسطرح کیا نعرۂ برق

مرانام ہی برق خنجر گزار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی
ہزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی	ابتو عیارون مین ہلڑ ہوا

جبکہ بازار محبت مین ترا وحشی گیا — چین کے عشق زلف کا آخر کو سودا لے لیا
ای قمر ملک بقا کا ہی سفر درپیش اب — بھر توشہ آخر اپنے ساتھ کیا کیا لے لیا

ای برادر مین تو جان اپنی دینے کو جاتا ہون برق فرنگی یہ باتین کرکے روتا ہوا طرف میدان کے چلا کل سلاح جسم پر کے پھینک دیے شعلہ نے جو برق کو اس حال سے آتے ہوے دیکھا گوبھن سر سے کھولا کلہ گوبھن مین پتھر دیکر مارا برق فرنگی بیٹھ گیا پتھر سر پر سے نکل گیا دوسرا پتھر شعلہ نے نیچا مارا برق نے جست کرکے خالی دیا جو پتھر شعلہ مارتی ہی برق اسکو خالی دیتا ہی سات پتھر شعلہ نے مارے برق نے خالی دیے جب برق قریب پہونچا تو شعلہ نے کمندین مارنا شروع کین برق کمندون کو بھی خالی دے رہا ہی رو رو کر کہتا جاتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین ہاتھ گلے مین ڈالون تب نیمچہ مارو کہ کوئی حوصلہ مجکو باقی نہ رہے میری عجب طرح کی کیفیت ہی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین روے سحر نہ دکھائی دیتا تھا موذن اذان کو بھی نہ اُٹھتا تھا طائران سحر خیز بھی غائب ہو گئے تھے تڑپ تڑپ کے راتین کاٹین جب نیر اعظم بلند ہوتا تھا تب معلوم ہوتا تھا کہ سحر ہوئی ورنہ اپنی یہ کیفیت تھی **نظم**

ایک دم پاتا نہین چین اپنے گھر مین آئنہ — محو ہی نظارۂ رشک قمر مین آئنہ
گھب رہا ہی سب حسینون کی نظر مین آئنہ — دیکھو ہی طاؤس کے ہر اک پر مین آئنہ
دیکھ لیتا ہون مین اپنی روتی صورت دشت مین — جا بجا اشکون کا تھا لا ہی سفر مین آئنہ
مجکو جو حیرت تصور مین ہی لکھ سکتا نہین — دون بجاے نامہ دست نامہ بر مین آئنہ
ہو گیا وہ مست عکس چشم میگون دیکھکر — ساغر می سے سوا نکلا اثر مین آئنہ
اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال — بنگیا سیلاب اپنی چشم تر مین آئنہ
جب نہ تب منھ دیکھ لیتا ہی وہ قاتل کھینچکر — یہ کٹاری ہی و یا اُسکی کمر مین آئنہ
قدر بیتابی سے ہی ناسخ دل عشاق کی — گر نہو سیماب کب ٹھہرے نظر مین آئنہ

شعلہ نے جھلا کر کہا او بے حیا نیمچہ اُٹھالے تو بھی وار کر برق آغوش تمنا کھولے ہوے رہا ہی آخر شعلہ نے نیمچہ کھینچا جیسے ہی نیمچہ مارا برق نے خالی دیا دو وار خالی گئے تیسرا نیمچہ

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار زمین ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام ۔ ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا دان نہ خزان کو بھی کسی موسم مین ۔ کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
قصر کو جانے دو باشندو نکو وان کے دیکھو ۔ تکیہ گو۔ وگو زن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ خزگین نہ خود آرائی ہی ۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے برق خوب رویا کہتا تھا یارو یہی نوبت ہماری بھی ہوگی گھڑی دو گھڑی مین ہمارا ابھی کوچ ہی سب بھائی سمجھانے لگے کہ ای برق نہ گھبراؤ تم غالب آؤ گے معشوق کو گرفتار کر لاؤ گے جب نقیب نقابت کر کے ہٹے شعلۂ شمشیر زن تخت سے کودی جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی شتلنگین لگانے لگی نیمچہ چمکا کر آواز دی وہ لنگوڑا عاشق فاسق کہان ہی عمرو نے کہا ہان بیٹا جا کر مقابلہ کرو مگر یہ خیال رہے کہ ہمارے شاگرد رشید ہو سمجھ کے مقابلہ کرنا برق نے کہا استاد معشوق کے سامنے بے ادبی کرنا طریق عاشقان سے بعید ہی اب غلام رخصت ہوتا ہی دعاے خیر سے غلام کو یاد فرمائیگا گا ہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا یہ کہکر برق خوب رویا قدمون سے خواجہ کے جدا ہو کر چلا تلوار کہین پھینکی خنجر کہین پھینکا کمندین الگ ڈالدین ہتھیار سب پھینک دیے مہتر چالاک نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو برق نے پلٹ کر کہا کہ بھائی صاحب تم اسمین دخل نہ دو مین جان اپنی نثار کرنے جاتا ہون چاہتا ہون کہ مردانہ وار جان دون اور ہاتھ باندھکر عرض کرون کہ ای عروس شوخ و شنگ ہم حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے قبر پر آکر فاتحہ ضرور پڑھنا بیت چو آئی بے مروت بعد مردن بر مزار ما ✤ باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما ✤ بلکہ قبر سے آواز آئیگی سننے والے سنین گے یہ صدا ہوگی فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✤ اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ✤ یہان قمر صاحب کیا خوب فرماتے ہین راہ عشق گم گشتگان وادی ہجر کو بتاتے ہین نظم

گالیان کھاتے ہین گالون کا جو بوسا لیلیا ۔ ای بت بے باک اپنا ہمنے حقا لے لیا
جب مرا قاصد چلا تیری طرف ای تیغ زن ۔ خط کے بدلے ثواب کا ایک آدھ پرزا لے لیا

صندوق کو گھیرے ہوے برق ایک جانب مگر سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے آنسو بہتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا النظم

بعد مدت کے جنون قاصد محبوب آیا — جیب کے ٹکڑے اُڑے جب کہین مکتوب آیا
تنگ آکر مری بالین سے تو اُلٹا پھرتا — قاصدا سچ تو یہ ہر آپ ہین مین خوب آیا
رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر — راہ جانان سے عجب رنگ مین مین ڈوب آیا
عشق ہوتا ہر حسینون کو نظر بازون سے — دی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا
دور سے مجکو جو آتے ہوے دیکھا تلخ — سالک دشت جنون بولے وہ مجذوب آیا

شعلۂ شمشیر زن نے جو برق کو اس حال پر ملال سے دیکھا بقراط سے کہا دیکھیے نگوڑے نے کیا مکاری سے حال اپنا بنایا ہر مین جانتی ہون کہ یہ عیاری ہی ہین ان باتون کو کب مانتی ہون نگوڑا چاہتا ہر عاشق بنکر عیاری کرون وہ نیچہ مارون کہ سر کٹ کر دھڑ سے گرے عمرو کے کلیجہ پر صدمہ ہوپہنچے یہان میدان آراستہ ہونے لگا مگر صاحبقران کو بڑا خیال ہر فرمارہے ہین ای برق کیا تدبیر کی برق عرض کرتا ہر آقاے نامدار سامنے معشوق کے تدبیر کیا سر جھکا دینگے کہ قتل کر ڈالے خواجہ فرماتے ہین ای برق اگر آج تم ہار گئے تو کل دن خلاف پڑا ہر کئی دن کے بعد تیجہ ہوگا کون کون پھول اُٹھائیگا برق کہتا ہر اُستاد آپ کو اختیار ہر یہی سب بھائی بند میرے ہر تقریب مین شریک ہونگے میری آبرو ہو جائیگی مگر معشوق کو بلوائیے گا اگر وہ پھول اُٹھائے تو بڑا آرام ملے غنچۂ آرزو کھلے دل شگفتہ رہے عمرو نے کہا بھلا وہ سرکش کاہے کو آئیگی برق نے کہا آپ لوگ ضرور لاوینگے ہمارے مہربان چالاک منتین کر کے لاوینگے ہماری روح کو شاد کرینگے اتنے عرصے مین صفین جمین برق نے نقیبون کو اشارہ کیا شاگردان عمرو میدان مین آئے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے کہ جنکا مطلب یہ تھا النظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بہ کی حسرت فرزندو زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اسی مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزّ و وقار

کہ صبح کو کیا ہوگا خود میدان میں آئی جا بجا کمندین لگائین کہین غار کھدوایا رات بھر ترکیب کرتی رہی برق فرنگی آکر سو رہا اس خیال مین کہ صبح کو سمجھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
عنادل لحن دل کش بر کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست
علم آفتاب نکلا جب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا امیدان چرخ سے یکبار

دیگر

خروس صبحدم آواز برداشت
لحاف غنچہ از رو در کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
مہر انجم سیاہ رو بہ فرار

صبح کا ہونا صداے اذان بلند ہوئی جا بجا گھنٹ و ناقوس بجے شعلہ شمشیر زن دربار مین مروارید کے آئی گلنار جوڑا پہنے ہوے زیور مین پھولون کے آراستہ عطر وغیرہ ملے ہوے مگر بقراط نے جو شعلہ کو دلھن بنے ہوے دیکھا زانو بدلنے لگا کہا اے ملکۂ عالم آئیے شعلہ نے جو دیکھا کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے پیچھے ہٹی بقراط نے کہا اے ملکۂ عالم اگر آج تمنے برق کو مار لیا تو تمھارا بڑا نام ہوگا عمرو کی کمر ٹوٹ جائیگی ایسا شاگرد جانباز سرفروش اگر گرفتار ہوگیا تو عمرو جیتے جی مر جائیگا یہ ہر مقام پر چالاکی کرتا ہے شعلہ نے کہا یا خداوند وہ عیاری کرون کہ عیارون کے ہوش اُڑ جائین رات کو بھی مین نے گرفتار کیا تھا مگر چالاک رہا کر لیگیا میدان مین بھی گرفتار کر لونگی بقراط نے کہا اب سوار ہو جیسے شعلہ جست کر کے ایک تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے تخت اُٹھا لیا کئی سو عیار بچیان گرد گھیرے ہوے مگر بقراط بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے ہر مرتبہ اپنا تخت اِسکے تخت سے ملا دیتا ہے شعلہ تخت اپنا بڑھا دیتی ہے غرضکہ نوبت نقارے بجتے ہوے اِس شوکت و شان سے میدان کارزار مین آکر پہونچی اِدھر سے لشکر اسلام آیا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار نور الدہر سب کے آگے بڑھے ہوے ایک طرف عیاران اِسلام مین خواجہ صندوق عیاری پر مہتر قران نامدار صندوق کے پائے پر ہاتھ رکھے ہوے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ چہار جانب سے خواجہ کے

ساتھ چلیے مین ملکہ کو گرفتار کرادون برق اُس طفل کے ساتھ ہوا طفل ہر مقام پر دیکھتا ہوا
آتا ہر کہ برق کہین غفلت کرے تو مین گرفتار کرون ایک مقام پر نخلستان ملا ہیر پھیر کا
راستہ تھا طفل نے جھکائی دیکر حلقہ ہاے کمند مارے برق نے اشارہ دیکھ لیا جست
کر کے الگ ہوا حلقہ ہاے کمند گلے مین نہ آئے برق نے الگ آکر کہا ای جان جہان
مین نے پہچانا شعلہ شمشیر زن لڑنے لگی برق ہر مرتبہ منتین کرتا ہر کہ ای ملکۂ عالم مین آپ سے
مقابلہ کرنا نہین چاہتا مین سر جھکاؤن آپ سر کاٹ لیجیے شعلہ کب مانتی ہر نیمچے مارے جاتی
ہر برق نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر جھکائی دی جیسے ہی شعلہ رُکی برق نے حلقہاے
کمند مارے گلے مین شعلہ کے پڑے برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے جھپٹ کر
چاہا گرفتار کرون شعلہ نے کہا ہان اِسے مار لے برق سمجھا کوئی اور عیارہ بھی آگئی دوسری
طرف پلٹا شعلہ تڑپ کر اُٹھی کمندین کاٹ کر پھر لڑنے لگی دو گھڑی برابر نیمچہ چلا برق
نے کسی مقام پر شعلہ کو غافل نہ پایا آخر جست کر کے بھاگا شعلہ نے دور تک پیچھا کیا
برق جا کر ایک جھاڑی مین چھپا کمند کو خس پوش کیا جیسے ہی شعلہ اُس مقام پر پہونچی
برق نے شیر کی آواز دی شعلہ رُکی برق نے جھٹکا مارا شعلہ گری برق نے چاہا
جست کر کے چھاتی پر سوار ہون مشکین باندھ لون مگر شعلہ نہایت تیز و طرارہ ہر دونون
ہاتھون مین حباب لیے ہوے تھی برق پر پھینک مارے برق نے کئی روکے
ایک مُنھ پر پڑ گیا برق بیہوش ہو کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین لیکر چلی کہ اسکو قتل
کر ڈالون جب کنارے پر لشکر کے پہونچی دیکھا کہ کئی عیار بچیان آتی ہین پکارتی ہوئین
کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا کہ عیار آپ کے لشکر پر آپڑے چالاک نے کئی عیار بچیون
کو قتل کیا سب بھائی برق کے آپ کو ڈھونڈھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہر کہ ہمارے
بھائی کو قتل کرے اور ہم بیٹھے دیکھا کرین اِسوجہ سے آپڑے ہین شعلہ نے جو اپنا نام
سُنا کہ مجھے تلاش کر رہے ہین گھبرا گئی ایک کنیز نے کہا پشتارہ مجھے دیجیے آپ چلکر لڑائی
روکیے شعلہ نے پشتارہ کنیز کو دیا جیسے ہی کنیز نے پشتارہ پایا جست کر کے الگ ہوئی آواز
دی ای شعلہ منم چالاک بن عمرو یہ کہکے بھاگا شعلہ ناچار ہو کر پلٹی مگر نہایت سوچ مین ہر

خفا ہو رہے ہین برق اپنی کہے جاتا ہی کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا قبلہ و کعبہ آپ اُسے کیون حیران کرتے ہین ہم اسکی طرف سے لڑینگے خواجہ نے کہا لو میان برق یہ تمھارے مددگار ہین کہ جنکو آجتک یہ نہین معلوم کہ عیاری کیا چیز ہی اور عیاری کسکو کہتے ہین یہ تمھاری طرف سے لڑینگے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین عیارون نے بھی میدان مین جاکر تیاریان کرنا شروع کین مگر برق فرنگی رات کو بہت بیقرار رہا آخر پریشان ہوکر اُٹھا گریبان چاک چہرے پر خاک یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف صحرا کے چلا **نظم**

بے سبب کیونکہ کیون ہر گل ہی خندان باغ مین — کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین
یون تصور ہی دل پر داغ مین اُس چال کا — جسطرح سے کبک ہوتے ہین خرامان باغ مین
جوش رونے کا ہوا ہے کوے جانان کو چلین — آتی ہی برسات تو جاتے ہین انسان باغ مین
دیدۂ قمری اگر روشن ہو تیرے نور سے — سرو بنجائین ابھی سرو چراغان باغ مین
ہجر مین ہی عندلیبون پر سمندر کا گمان — ہو گیا آتشکدہ ہر اک خیابان باغ مین
نکہت زلف صنم کے سونگھنے والے ہین ہم — بوے گل سے ہو دماغ اپنا پریشان باغ مین
وان ہزارون ہین گریبان چاک یان گل بیشمار — مجھکو یاد آتا ہی ناسخ کوے جانان باغ مین

منظور ہی کہ رات ہی کو گرفتار کرلون یہ سوچتا ہوا جاتا ہی وہان شعلہ شمشیر زن کو کب چین ہی یہ بھی تلاش مین برق کے نکلی ہی دور سے دیکھا کہ برق فرنگی جنگل مین ٹہل رہا ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک طفل خوبصورت کی شکل بنکر چلی برق نے دیکھا کہ ایک طفل حسین آتا ہی پکار کر آواز دی کہ میان صاحبزادے کہان جاتے ہو وہ لڑکا پلٹا کہا میان برق کی تلاش مین جاتا ہون برق نے کہا مین برق کو تلاش کر دون مگر کیا مطلب ہی طفل نے کہا مین شعلہ کا غلام ہون اُنکی ایک کنیز ہی گلبدن اُسپر عاشق ہوا اللہ کو جو معلوم ہوا اُنھون نے اِس جرم پر مجھکو قید کیا مین آج قید سے نکل کر بھاگا ہون یہ خبر مین نے سنی ہی کہ برق سے اور اُنسے مقابلہ ہی مین سوچا کہ پاس برق کے جاؤن اُنسے ملکہ کو گرفتار کرا دون برق نے کہا مین ہی برق فرنگی ہون طفل نے کہا میرے

ملکۂ عالم ایسی عیاری کروں کہ رہا ہوکر چلا جاؤں مگر آپ کے خلاف نہ گذرے شعلہ نے
کہا کیونکر عیاری کریگا برق نے کہا یہ خنجر جو میری کمر میں لگا ہے اسمیں یہ کمال ہے کہ اگر میں
کسی کے ماردوں تو دو ٹکڑے کروں اور تمھارے ہاتھ سے یہ خنجر نہ کاٹے گا شعلہ نے کہا
ای برق دیوانہ ہوا ہے اگر تو نے چو رنگ کاٹنا سیکھا ہے تو ہمنے بھی چو رنگ کاٹنا سیکھا ہے
ایسا خنجر ماروں کہ لوہے کے بھی دو ٹکڑے ہوں برق نے کہا میرا ہاتھ کھول دیجیے میں
سر جھکا کر بیٹھوں خنجر ماریے اگر میرا سر اُڑ جائے تو میں نے خون اپنا معاف کیا اور اگر نہ کٹا تو
پھر میں لگاؤنگا مگر تمپر نہ لگاؤنگا کوئی بکری یا کتا لا نا اُسپر ہاتھ لگاؤنگا شعلہ نے کہا اسکی نوبت
نہ آئیگی ایک ہی ہاتھ میں دو ٹکڑے کرونگی یہ کہکے خنجر اُٹھا لیا برق کو رہا کر دیا کہا ای برق
خنجر لگاتی ہوں برق نے کہا میں نے خون اپنا معاف کیا شعلہ نے خنجر اُٹھا لیا کہا ای
برق لگاتی ہوں یہ کہکے خنجر کھینچا خنجر نیام سے باہر نکلا ایک دھواں نیام سے نکلا شعلہ
غش کھا کر گری بیہوش ہوئی برق نے نعرہ کیا خنجر اپنا اُٹھا لیا جست کر کے بھاگا کنیزوں
نے ملکہ کو بیدار کیا شعلہ اُٹھی جھلا کر کہا یہ نگوڑے عجب عجب عیاریاں سوچتے ہیں عجب
چالاکی کر گیا اسی غصے میں بیٹھی تھی کہ مروارید کا چوبدار آیا کہا ملکۂ عالم آپ کو ملکہ مروارید
نے بلایا ہے شعلہ چوبدار کے ساتھ ہوئی دربار میں مروارید کے آئی مروارید نے کہا
اے شعلہ شمشیر زن کیا معرکہ گذرا شعلہ شمشیر زن نے سب حالات بیان کیے مروارید
نے سنکر کہا آخراب کیا ارادہ ہے شعلہ نے کہا طبل جنگی بجوائیے مروارید نے حکم دیا کہ طبل جنگی
بنام شعلہ شمشیر زن بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے
خبریں لیکر خدمت صاحبقران میں آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ مروارید
نے طبل جنگی بجوایا ہے نام پر شعلہ شمشیر زن عیارہ کے کل وہ میدان میں نکلے گی برق فرنگی
کو للکارے گی امیر طرف برق کے متوجہ ہوے فرمایا کہ مہتر صاحب سنتے ہو کل میدان
میں مقابلہ ہے تمسے مقابلہ پڑیگا برق رونے لگا کہا آقاے نامدار میرا تو ہاتھ اُسپر نہ اُٹھے گا
عمرو نے اُٹھکر ایک دھول لگائی کہا ارے گدھے عاشق ہوا ہے مقابلہ نہ کریگا تو معشوق
کیونکر پائیگا برق نے کہا اُستاد مجکو مار ڈالیے مگر معشوق کے سامنے گستاخی نہ کرونگا خواجہ

شعلہ نے دس حباب منھ پر مارے برق نے پانچ دفع کیے پانچ منھ پر پڑے کہ برق
لڑکھڑا کر گرا شعلہ نے مشکین باندھین پشتارہ لگا کر چلی مگر سوچتی جاتی ہو کہ کوئی اسکا معین
آتا ہوگا کہ سامنے سے گرد اڑی خنجر باز نامے کنیز کو دیکھا کہ جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہو
پکارتی ہوئی کہ واری غضب ہوا آپ کے لشکر پر عیار آپڑے کئی سو عیار بجپان قتل ہوئین
لائیے پشتارہ مجھے دیجیے آپ لشکر مین چلکر لڑیے بلوے کو سنبھالیے ورنہ خیمہ لٹ جائیگا
شعلہ نے جو آنکھ ملائی تو پہچانا کہ چالاک ہو نیمچہ کھینچکر آواز دی او نا عیار دور رہنا میرے
پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا چالاک سمجھا کہ پہچان گئی چالاک پیچھے ہٹا مگر بیقرار ہو کہ کیا
تدبیر کرے دن شعلہ جست وخیز کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی برق کو ایک ستون سے
باندھا ہوشیار کیا برق کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مین اسیر
طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہون

نظم

رنگ جو جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پاے بوسی کو ترستے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج ومحن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتے ہین گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھنے آئے ہین کانٹون کو چمن مین آبلے

کوئی سرگردان نہین ہو جستجوے یار مین
پڑ گئے ہین پاے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہو طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پاؤن کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چکے
پھوڑیے اب چل کے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہوونگے کفن مین آبلے

اسقدر مجھسے زمانے کی ہوا ہو برخلاف
کیا عجب باد صبا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانے مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہون پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش چھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پاے کوہکن مین آبلے

رو رو کر یہ اشعار برق نے جو سامنے شعلہ کے پڑھے شعلہ کو رحم آگیا کہا ای برق کچھ
عیاری کا بھی زور ہو جس طرح زبان چلتی ہو اُس طرح کچھ کام بھی تو کرو برق نے کہا ای

مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز پھر جھپٹ کر اُٹھی کہا ملکہ مجھے دیجیے مین اسکو ستون سے باندھ دون شعلہ چونکی کہا کیون گلعذار کیا ہو دیکھ مجھے کون دیکھ رہا ہو جیسے ہی گلعذار پلٹی شعلہ نے حلقہاے کمند مارے یہ حقیقت مین کنیز تھی گرتے ہی اسنے کہا کہ واری سنبھلیے مین آپ کی پرانی کنیز ہون شعلہ بہت شرمائی مگر کہا اسکا منھ دھلاؤ گلعذار کا منھ دھلایا وہی صورت اصلی تھی اب چاؤن چاؤن ہونے لگی کوئی کہتی ہو واری آپ نے خیال نہ کیا شعلہ نے کہا اسی فقرے پر عمرو لیگیا تھا مجکو دھوکہ ہوا ایک کنیز ادر چمک کر سامنے آئی کہا واری اب دھوکہ نہو گا مین اسکو قید کرون یہ کہکے پشتارہ اُٹھا لیا اور آنکھ ملا کر شعلہ سے نعرہ کیا نعرۂ چالاک بہ عیاری منم جست و چالاک ❊ بچشم دشمن اندازم کف خاک ❊ نہ آید بادگرد تیز گامم ❊ خلیفہ اولم چالاک نامم ❊ اری بھابھی صاحب تمھارے عشق مین یہ مبہوت و بیقرار ہو ورنہ یہ وہ بلاے روزگار ہو کہ تمھاری مشکین باندھ کر لیجائیگا معشوقہ اپنی بنائیگا یہ کہکے جست کی برق کو لیکر نکل گیا شعلہ بہت جھلائی کہتی تھی کہ یہ نگوڑے ہر وقت موجود رہتے ہین جسپر دھوکہ ہوا وہ کنیز اصلی نکلی کیا طرار و فرار ہین کیا جلد عیاری کرتے ہین مگر مین اُسکو گرفتار کرکے لاتی ہون دار پر کھینچ دون ساری عیاری بھلاؤن یہ کہکے جست و چالاک ہو کر چلی چالاک نے برق کو لاکر جنگل مین چھوڑ دیا بہت سمجھایا کہ بھائی ہوشیار رہو وہ تمھاری فکر مین ہو برق نے کہا سمجھا جائیگا چالاک تو چلا گیا برق حیران کھڑا ہو چہار جانب دیکھ رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کس فقرے سے جاؤن نظارۂ جمال جہان آرا تو کرون کہ قلب کو تسکین ہو کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا شعلۂ شمشیر زن بناز معشوقانہ جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہو اُسنے جو برق کو کھڑے ہوے دیکھا وہین سے للکارا کہ او عاشق فاسق تیری قضا لیکر آئی ہو یہ کہکے جھپٹی برق سیدھا کھڑا ہو شعلہ نے آکر نیمچہ مارا برق کہتا جاتا ہو ملکۂ عالم سمجھ کے وار کرو ایسا نہو کہ مین زخمی ہو جاؤن تو تمھین کو صدمہ ہو گا شعلہ کہتی ہو نگوڑے مین تیرے مار ڈالنے کی فکر مین ہون اور تو زخمی ہونے کو کہتا ہو مین تیرے قتل کے درپے ہون لڑتے لڑتے برق نے ایک مقام پر حلقہاے کمند مارے شعلہ لڑکھڑا کر گری برق جست کرکے چلا کہ سینہ پر چڑھ کے مشکین باندھون

خرام ناز مین شمشیر تبر ان کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف ثانی ہے

ہر اک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اسپر ہماری نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُنپر ہماری بھی نشانی ہے

ترقی حسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
اِدھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہوگا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داؤد خانی ہے

مٹا لے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چار دہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین ملنے کا سودا ہمکو اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُسکی یک بیک دیوانہ ہوئیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

خواجہ نے دیکھا برق مبہوت ہو رہا ہے بات نہین سنتا کہا اے برق ہمکو بڑا افسوس ہے کہ تمھاری جان جائیگی ہر چند کہ تمھارے گانے نے اُسکو بھی بیقرار کیا ہے مگر وہ بڑے ربط و ضبط کی ہے تمھارا خیال نہین کرتی سر میدان مقابلہ کی تدبیر کرین میدان مین سمجھ لوگے یا نہین دیر تک خواجہ برق کو سمجھایا کیے مگر برق وحشت کی باتین کرتا ہے خواجہ ناچار ہوے برق کو چھوڑ دیا مگر چالاک سے آکر کہا کہ برق کی فکر رکھنا چالاک نے کہا قبلہ و کعبہ مین ہر وقت اُسکی فکر مین رہتا ہون مگر برق جنگل مین حیران کھڑا ہے چاہتا ہے اُسی کے خیمے مین جاؤن کہ چند کنیزین خیمے سے شعلہ کے نکلین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین ایک کنیز کو برق نے پھر بیہوش کیا اُسکا نام گلشن تھا گلشن کی شکل بنکر بارگاہ مین شعلہ کی گیا جھک کر سلام کیا بلائین لینے لگا کہتا تھا اے ملکۂ عالم آپ کا شعلۂ حسن قلب کو جلاتا ہے شعلہ نے جو دیکھا کہ آج گلشن کو کیا ہوا ہے کہ سراپا کی بلائین لیتی ہے آنکھ ملائی آنکھ ملتے ہی اس نے پہچانا باتون مین لگا یا باتون مین لگا کر حلقہاے کمند مارے برق گرا شعلہ نے حباب

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اسکا / بہ یک دریا سے اگر پنجۂ مرجان مانگون
جامۂ جسم بھی رکھے گا نہین دست جنون / پیرہن خاک ہین دیوانۂ عریان مانگون
ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد / گل سے بلبل کے کفن کے لیے دامان مانگون
کب سے در پر ترے سائل ہون مین آتش کیطرح / وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

برق فرنگی شگوفہ بنا ہوا گانے والی کے پہلو مین آبیٹھا طبلے والی سے طبلہ لیا تڑپ تڑپ کے بجانے لگا وہ وہ ٹکڑے باندھ رہا ہی کہ سازندون کو وجد ہی گانے کو رونق ہوئی شعلۂ شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا آنکھ ملا کر نگاہ پہچانی قریب بلا کر کہا اری او شگوفہ ذرا میرے پاس تو آ برق تڑپ کے قریب آیا شعلۂ شمشیر زن نے کہا دیکھ گانے والی کیا کہتی ہی جیسے ہی برق پلٹا شعلہ نے حلقہاے کمند مارے برق کی گردن مین پڑے برق گرا شعلہ نے حباب مار دیا برق بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا واری یہ کون ہی شعلہ نے کہا وہی برق فرنگی کنیز نے کہا واری اسکو ستون سے مین باندھ دون شعلہ نے کہا باندھ دے ذرا اپنا حال دیکھے اُس کنیز نے پشتارہ لیا اور شعلۂ شمشیر زن سے آنکھ ملا کر کہا کہ او مکارہ آگاہ ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم / سراپا دانش و عقل مجسم / بباغ دین زنگ کش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری / بہر کشور بلاے جان کفار / عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیری کیا مجال ہی کہ میرے فرزند کو گرفتار کر سکے دیکھ یون آنکھون مین خاک ڈال کر لیجاتے ہین شعلۂ شمشیر زن نے دیکھا کہ خواجہ پشتارہ لیکر جست جو کرتے ہین سراچۂ بارگاہ کے اُس پار پہونچے کنیزین لینا لینا کہکر دوڑین مگر خواجہ کو کون پا سکتا ہی جنگل مین آکر خواجہ نے برق کو ہوشیار کیا کہا او بیوقوف ایسی ظالم پہ تو عاشق ہوا ہی اُسپر یہ غفلت جب تو گیا ہی مین نے تجھے بیقرار دیکھا سوچا کہ یہ معشوق کو دیکھنے جاتا ہی پہلے سے جا کر بیٹھ رہا جو گمان تھا وہی ہوا کہ اُسنے بلایا اور تم بیخوف سامنے چلے گئے اے برق بہت سمجھ کہ کام کیا کرو برق نے کہا اُستاد میرے تو حواس درست نہین ہین چاہتا ہون کہ سامنے جا کر جان دیدون میرے دل پر چھریان چل رہی ہین تمام عالم آنکھون مین تاریک معلوم ہوتا ہی نظم

مانند شاخ گل ہی شمشیر دست قاتل ڈھال اُسکے عکس رخ سے پھولون کی ٹوکری ہی
ناسخ جو اُس صنم کو ہی دعویِ خدائی اُسکے پیام بر کو لاف پیمبری ہی

دور سے دیکھا کہ معشوق پنجے مین چالاک کے گرفتار ہی پکار کر آواز دی ای برادر یہ تمھاری بھاوج ہی اسکو زیادہ نہ ستاؤ رہا کر دو چالاک نے جو برق کو بیقرار دیکھا رہا کر دیا شعلۂ شمشیر زن جست وخیز کرتی ہوتی چلی مگر کہ گئی کہ ای چالاک تجھسے سمجھونگی چالاک نے جواب دیا میرا بھائی تمپر عاشق ہی جو چاہو سزا دو ہم سزا کے مستحق ہین شعلہ جست وخیز کرتی ہوئی نکل گئی برق بھی پیچھے پیچھے شعلۂ شمشیر زن کے چلا چالاک نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بھائی اُس ظالم کے پیچھے کہان جاتے ہو قاتل عالم ہی ایسا نہو دشمنون کو ستائے برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا برق تڑپتا رہگیا شعلۂ شمشیر زن نکل گئی بعد تھوڑی دیر کے برق بیقرار ہوا آتش مین شعلہ کی چلا اول دربارگاہ بقراط پر آیا وہان خبر سنی کہ ملکۂ عالم اپنے باغ مین ہین برق در باغ پر پہونچا چند کنیزین جو ٹہل رہی تھین ایک کو برق نے بیہوش کیا کہ اُسکا شگوفہ نام تھا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی گلہائے رنگا رنگ سے پیراستہ ہی عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرون مین آب صاف وشفاف بھرا ہوا ہی حباب شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ معشوق شعبدہ باز کی آنکھین گردش مین ہین برق سیر دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا مسند شاہانہ بچھی ہی شعلۂ شمشیر زن مسند شاہانہ پر بہ غرور وتکبر بیٹھی ہی گرد کنیزان زرین پوش ہین ایک گائن شوخ وشنگ موسوم بہ خوش رنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

خار مطلوب جو ہوئے تو گلستان مانگون بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون
خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین تمسے مٹی بھی نہ ای گبر ومسلمان مانگون
بخت واژون نے زبانکو یہ اثر بخشا ہی تلخی مرگ مزہ دے جو نمکدان مانگون
خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب روشنی کے لیے اس گھر کے جو مہمان مانگون
بادشاہی سے فقیری کا ہی پایہ بالا بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون
رنج سے عشق کے ہی راحت دنیا بدتر زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

تیرے استاد کی فکر مین آئی ہون بڈھے کو بچاؤ اُس سے جاکر خبر کرو کہ ملکہ شعلہ شمشیر زن تیرے مقابلے کو آئی ہین برق نے کہا اب وہ تجھپر توجہ نہ کرینگے کہ آنکی بہو بیٹھی اگر ایسا نہوتا تو تجھ سے چکی پسواتے شعلہ یہ سُنکر جھپٹی برق بھاگ کر نکل گیا شعلہ شمشیر زن نے کنارے اگر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوئی کمر مین خم گاڑھے کی چدریا میلی اوڑھے ہوے لٹھیا ہاتھ مین جھریان پیشانی پر پڑی ہوئین اِس حال سے لشکر مین آئی جا بجا پھرنے لگی ہر ایک سے پوچھتی ہر بارگاہ طلسم کشا کونسی ہر ایک طرف سے چالاک آتا تھا اُس سے جو شعلہ نے پوچھا چالاک نے کہا بڑھی بی کیا مطلب ہر مگر چالاک سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیارہ ہر قبلہ و کعبہ کی فکر مین آئی ہر چالاک نے ہاتھ تھام لیا کہا بڑی بی میرے ساتھ چلو مین بارگاہ طلسم کشا دکھا دون بلکہ طلسم کشا فقرا کو خیرات تقسیم کرتے ہین روپیہ اشرفیان وغیرہ بھی دیتے ہین میرے ساتھ چلو مین تمکو کچھ دلوا بھی دونگا شعلہ چالاک کے ساتھ چلی جب تھوڑی دور گئی چالاک نے کہا وہ دیکھو طلسم کشا کھڑے ہین جیسے ہی شعلہ پلٹی چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین حلقے پڑے ہوے چالاک نے جھٹکا مارا شعلہ گری چالاک نے حباب مارکر بیہوش کیا اپنے مقام پر لاکر گرم پانی منگوایا مُنھ دھلوایا رنگ و روغن جو چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک مہ جبین شعلہ رخسار قمر عذار حسین و جمیل ہر چالاک صورت زیبا دیکھنے لگا کہ سامنے سے دیکھا برق فرنگی زخمدار آتا ہر اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بیقرار ہو رہا ہر

نظم

یوسف کو کب زلیخا روے برابری ہر — اُس ماہ کا جہان مین جو ہر سو مشتری ہر

لکھتا ہون حال اپنا سب اُسکو رطب و یابس — ہونٹون پہ پان ہر خشکی آنکھون مین گر تری ہر

لکھتا ہون وصف مژگان ترکش ہوا قلمدان — نوک قلم ہر پیکان نالے قلم سری ہر

پیتا ہون ساغر مے ساقی جو مین پیا پے — صد چاک اِس الم سے زاہد کی ساغری ہر

یہ ہر جمال جانان یہ ضعف چشم گریان — عینک نگاہ کو یان سد سکندری ہر

ہیرے ہین اُسکے دندان یاقوت لعل خندان — دُر سے چمک دہ چندان تشخیص جوہری ہر

دشتِ جنون مین لیلی مجنون ہی مجکو سمجھی — ایسی مرے بدن کی زور و نہ لاغری ہر

کلیجہ پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ ادھر بھی دیکھو فقط نظارے کے مشتاق ہین اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو تمھارے ہجر مین بیقرار ہین اپنا تو یہ قول ہی

نظم

سرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ — دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ
نیمجان دل ہی طلبگار سلوک شمشیر — آبرو اپنی ہو اب ابروِ خمدار کے ہاتھ
نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُنکے — عشق بازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ
روے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ — قدر اُس شی کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ
توڑیے ای شہ حسن لبون کے عناب — ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ
کام جسکا ہو اُسی سے ہو تعلق رکھتا — پانوکر کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ
وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا — قتل کر ہاتھ پہ اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ
نہ جلاے نہ تو گاڑے کوئی ہمکو آتش — مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

برق یہ اشعار پڑھکر طرف اُس عیارہ کے بڑھا اُس عیارہ نے آواز دی ارے تیرا کیا نام ہی تو عمرو کا کون ہی برق نے کہا شاگرد نام شاگرد سنکر شعلۂ شمشیر زن نے تیغ کھینچا برق پر جا پڑی تیغ آپس مین چلنے لگا مگر برق وار نہین کرتا کہتا جاتا ہی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرے ہاتھ حمائل گردن ہون تب تیغ پڑے کہ بار جسم سے اُتر جائے مگر شعلۂ شمشیر زن تیغ مار رہی ہی بجلی ہی کہ چمک رہی ہی برق خالیان دے رہا ہی اپنے کو بچاتا ہی شعلۂ شمشیر زن بلاے روزگار طرار و فرار و مکار و غدار اس حسن سے لڑ رہی ہی کہ برق عاجز ہو رہا ہی کہ پہلو سے گرد اُڑ رہی کئی کنیزین اس عیارہ کی تیغ کھینچے ہوے آئین شعلۂ شمشیر زن نے آواز دی اس بھوڑے کو گھیر لو وہ کنیزین چہار جانب سے تیغ کھینچ کر گرین برق تو اُنکی طرف متوجہ ہوا خالیان دینے لگا شعلۂ شمشیر زن نے پشت سے آکر تیغ مارا کہ برق زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ایک جست کی کہ دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ لو صاحب جاتے ہین جمال جہان آرا کے مشتاق رہے درد قلب لیکر چلے امیدوار ہون کہ پھر بھی جمال جہان آرا دیکھون شعلہ نے جواب دیا کیون دیوانہ ہوا ہی مین

کھاتے ہین ابھی اسی طرح کی عیاری عمرو کا بیٹا کر چکا تھا پھر اُسی عیاری پہ آپ نے
اُسکے شاگرد سے دھوکھا کھایا آپ کو یہ کیا ہو گیا ہی ہر مقام پر عیار پھرا کرتے ہین نئے
نئے شعبدے دکھاتے ہین نئی نئی صورت سے سامنے آتے ہین نکل جاتے جا کر بارگاہ
مین بیٹھیے بقراط اُسی تیلی کے کاندھے پہ سوار ہو کر بارگاہ مین آیا سب ساحرون نے
پوچھا یا خداوند عمرو کو لائے بقراط نے کہا عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار ہی کہ در
بارگاہ پہ ہنگامہ ہوا بقراط نے پوچھا کہ یہ کیسا بلڑ ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ایک
عیارہ بچی آئی ہی نہایت چست و چالاک پوچھتی ہی کہ قدرت کہان ہین مروارید نے
کہا شاید شعلۂ شمشیر زن ہو گی ہماری عملداری مین رہتی ہی معلوم ہوتا ہی اُسنے خبر سنی ہی
بیقرار ہو کر آئی ہی اب عمرو کو مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا
کہ ایک عیارۂ بیباک نہایت چست و چالاک ہی فتنۂ زلفتی و بیتیا وہ سقرلاطی سے آراستہ
و پیراستہ و نیچے حمائل ابروے خدار کھچی ہوئی تلوار زلفین چہرے پہ بل کر رہی ہین معلوم
ہوتا ہی ناگنیان اوس چاٹنے آئی ہین یا بخت سیاہ کا سامنا ہی یا شب ہجر عاشقان ہی یا یہ
بات ہی کہ راہ پردۂ ظلمات ہی کل اہل دربار جمال اُس مہ جبین کا دیکھکر بیقرار ہو گئے
کوئی ٹھنڈی سانسین کھینچتا ہی کوئی کلیجہ پکڑے بیٹھا ہی بقراط بھی زانو بدلنے لگا پیشانی
پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا اُس نازنین نے آکر سجدہ کیا مروارید کے سامنے ہاتھ باندھکر
کھڑی ہوئی کہتی تھی ای ملکۂ عالم کیا رنج ہی سب خبر پائی کہ لشکر مسلمانان مین کوئی عیار ہی
اُسکو عیاری پہ اپنی بڑا ناز ہی مروارید نے کہا ای شعلۂ شمشیر زن کئی عیار مین چالاک
بیٹا عمرو کا برق فرنگی شاگرد عمرو کا عمرو تو اب بڈھا ہوا مگر ان سب کا اُستاد ہی شعلہ
نے کہا یا خداوند جاتی ہون اگر بنتا ہی تو برق کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکے چمکتی ہوئی
چلی برق فرنگی بعد جانے بقراط کے حیران کھڑا ہی کہ مین نے بقراط کو نہ مارا بے حیا
قبضہ مین آکر نکل گیا کیونکر دربار مین اُسکے جاؤن اس خیال مین کھڑا تھا کہ طرف سے
لشکر بقراط کے گرد اُڑی برق دیکھنے لگا دامنہ گرد پھٹا دیکھا کہ ایک عیارہ نہایت
چست و چالاک عیاری مین یکتا حسین و جمیل جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی برق نے

دن گذرے ہین کہ اسی جنگل مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہون کوئی شیر بھیڑیا نہ آیا کہ مجکو کھا جاتا اُس نازنین نے اِس درد سے اپنا حال بیان کیا کہ بقراط بیقرار ہو گیا چاہتا ہی ہلائین لون اِسکے گرد پھرون نازنین نے باتین کرتے کرتے بغل سے گلابی نکالی چند قطرے پیے بقراط نے کہا کیون صاحب یہ کیا ہی نازنین نے کہا سہارا زندگی کا ہی تین دن مین اسی کی وجہ سے جان بچی اِسکے نشے مین اپنے کو بہلاتی ہون یون جان بچاتی ہون بقراط نے کہا چند قطرے ہمین بھی دو نازنین نے کہا میری جان کیونکر بچے گی بقراط نے کہا مٹکے شراب کے مہیا کر دونگا مجھے تمنے نہین پہچانا مین خداوند بقراط ہون تمکو وہ اختیار دونگا کہ کئی ہزار شاہزادیان تمھاری خدمت مین مصروف رہین یہ سنکر وہ نازنین ہنسی کہا یا خداوند آپ اگر ایسے ذی اختیار ہین تو شراب حاضر ہی مگر مجکو گلابی منگوا دیجیے گا بقراط نے کہا ایک گلابی کیسی مٹکے کے مٹکے انبار کر دونگا جب اُس نازنین نے بغل سے گلابی نکال کر دی لیکن عرض کی کہ یا خداوند میری خوش نصیبی کہ آپ تک پہونچی لیکن سب شاہزادیون کا افسر کیجیے گا شراب منگوا دیجیے گا بقراط نے کہا اتفاق سے مین اس مقام پر تنہا آ گیا ہون مگر سب کچھ کر سکتا ہون کہو تو ابھی یہ صحرا پھولون سے بھر جائے سب طرح پر صاحب اختیار ہون ہرچند کہ مسلمانون نے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کہ طلسم قدیم برباد کیا مگر اب بھی کسی بات مین عاجز نہین ہون تمکو آسمان پہ لیچلونگا بہشت و دوزخ دکھاؤنگا یہ کہکے شراب پی گیا پیتے ہی لڑکھڑایا کہا کیون صاحب اِس شراب مین کیا تھا نازنین نے کہا سنکھیا ملی تھی بقراط جھپٹا کہ اِسکو گرفتار کر لون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا برق نے نعرہ کیا

نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گذار
کہے کون مکار وغدار ہون
بہ زیر قدم غرب ہر شرق ہی

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
یہ کہکے جھپٹا کہ سر کاٹ لون

کہ زمین کانپی ایک تپلی پیدا ہوئی للکارتی ہوئی کہ او عیار مکار خداوند پر ہاتھ نہ اُٹھانا برق نے جو تپلی کو دیکھا بھاگا اُس تپلی نے بقراط کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ ایسے دھوکے

اور لے بھاگا تھوڑے عرصے مین زمین سے ایک تپلی پیدا ہوئی اُسنے **بقراط** کو ہوشیار کیا **بقراط** نے اُٹھتے ہی چہار جانب دیکھا **عمرو** کو نہ پایا تپلی سے پوچھا تپلی نے کہا اُسکا بیٹا اُسکا پشتارہ باندھکر لے گیا **بقراط** یہ سُنکر بہت جھلایا اِس فکر مین ہوا کہ **عمرو** نکل گیا پھر جاکر اُسکو لاؤن تپلی تو غائب ہوگئی **بقراط** جنگل مین کھڑا سوچ رہا ہی کہ اب کیا کرون کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی **بقراط** پلٹا دیکھا ایک زمرۂ درختان کے قریب ایک عورت بیٹھی رو رہی ہی **بقراط** قریب آیا پوچھا اى نازنین تو کون ہی اُسنے کہا اى شخص میرا حال نہ پوچھ مین آوارۂ دشت ادبار عجب کیفیت مین ہون میری یہ صورت ہی

نظم

کیا گنہ ذکر پری ہی گر مرے دیوان مین — سورۂ جن کیا نہین اى زاہد و قرآن مین
راگ سے بہتر کہین آواز آئی کان مین — سازکا پردہ ہوا پردہ ترے دالان مین
یہ اثر دیکھا نہین ہمنے کسی تعویذ مین — نامۂ جانان جو آیا جان آئی جان مین
ہی گمان روزن دیوار چشم غول پر — ہون بیابان مین مگر ہی کوے جانان دھیان مین
ہجر جانان مین اجل آئی سیہ خانہ ہی تنگ — کیا تڑپتے ہم اگر ہوتے کسی میدان مین
چشم کی گردش نے مارا شکوۂ ابرو نہین — ہی کہین تلوار سے تیزی زیادہ اِس سان مین
کوئی دیتا ہی کسی کو اى بخیل ایسا جواب — کشتی درویش ڈوبی اشک کے طوفان مین
ہو بجاے شمع روشن یہ دل سوزان مرا — سینۂ صد چاک چلمن ہو ترے دالان مین
یہ زمین اچھی نہ تھی ناسخ ولیکن فکر نے — حسن پیدا کردیا ہی لون کے اعلان مین

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے **بقراط** اشعار دردآمیز سُنکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اى مہ جبین تیری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ تو دردرسیدہ اور آفت دیدہ ہی اُس نازنین نے ٹھنڈھی سانس کھینچی اور کہا اى شخص میرا حال نہ پوچھ ورنہ صدمہ ہوگا بقول شاعر شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ✤ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ✤ مین چاہتی ہون کوئی شیر بھیڑیا آکر مجکو کھا جائے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن **بقراط** نے پوچھا ایسی کیا مصیبت ہی جسپر جان دینا گوارا کرتی ہی نازنین نے کہا میرا باپ شہنشاہ تاجران تھا اس راہ سے جو نکلا قزاق آپڑے مال لوٹ لیا باپ کو گرفتار کرلیا سامنے میرے لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی تین

خیال کیا معلوم ہوا کہ زرشتک کو عمرو نے قید کر لیا ہی جھلا کر کہا یارو دیکھتے ہو عمرو کیا
غضب کر رہا ہی جو گیا مارا گیا زندہ پلٹ کے نہین آتا اُسکو عمرو نے قید کر لیا ہی اب کوئی
تم مین ایسا ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لائے یا مین خود جاؤن کسی ساحر نے جواب نہ دیا
بقراط خود اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین عمرو کی چلا یہان خواجہ پلٹ کر آئے ہین
چالاک سے باتین کر رہے ہین کہ آج خدا نے بچایا مین گرفتار ہو گیا تھا چالاک نے
کہا اب ہوشیار رہیے یہ کہکے چالاک ہٹا بقراط نے جو عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا
پنجے مین دبا لیا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو مجکو لیے جاتا ہی چالاک نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام قبلہ و کعبہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی ایک جانب جھپٹا بقراط
نے راہ مین دیکھا کہ ایک صحرا مین ایک مہجبین نہایت حسین دُہائی دے رہی ہی کہ
یا خداوند میری مدد کو پہونچیے مین ہر وقت آپ ہی کو یاد کرتی ہون آپ ہی سے فریاد کرتی
ہون بقراط دیکھکر بیقرار ہو گیا سوچا کہ یہ مہجبین کون ہی کہ میرا نام لیکر فریاد کر رہی ہی آسمان
سے اُترا آیا قریب آکر پوچھا اری تو کون ہی اُس نازنین نے کہا مین سواے خداوند کے
کسی سے بات نہ کرونگی بقراط نے کہا وہ خداوند مین ہی ہون جسکو تو یاد کرتی ہی جب بقراط
نے اپنا نام بتایا تب وہ نازنین قریب آئی عرض کی یا خداوند میرا شوہر نہایت بد وضع ہی
مجکو مار کر نکال دیا امیدوار ہون کہ اُسکو سزا دیجیے مجکو بچا لیجیے بقراط نے دیکھا کہ تھوڑی
دور پر ایک جوان سونٹا ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور گالیان دے رہا ہی کہ او قتل یہ تیرا
دھگڑا ہی نازنین نے کہا دیکھیے خداوند وہ شوہر میرا آگیا بقراط بڑھا کہ اُسپر سحر کرون
اپنے پاس کھینچ لون جیسے ہی آگے بڑھا اُس نازنین نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور نعرہ کیا نعرۂ چالاک ۔ عیاری من آنم چیست د چالاک ۔ بچشم دشمن اندازم کف
خاک ۔ نہ آید باد گرد تیز گامم ۔ خلیفہ اولم چالاک نامم ۔ جھٹکا مار کر حباب مار دیا کہ بقراط
بیہوش ہوا چالاک نے چاہا اسکا سر کاٹ لون عمرو نے کہا اے فرزند ایسا نہ کرنا یہ مالک
طلسم خیال سکندری ہی رگ و ریشہ مین اسکے ساحری بھری ہی یہ ہاتھ سے طلسم کشا
کے قتل ہوگا مین اسکے سحر مین ہون اُٹھ نہین سکتا چالاک نے پنجارہ خواجہ کا باندھا

عقل و علم و ذکا عطا کردی — مرحمت گنج بے بہا کردی
عاصیان را گناہ بخشیدی — حق بخشش چہ خوش ادا کردی
گرد کلفت ز آئینہ شستی — دل اہل صفا صفا کردی
لطف و احسان براہ دلداری — بر سر خلق بارہا کردی
گاہ کردی درون دل مسکن — گاہ در عین دیدہ جا کردی
گاہ کردی فقیر سلطان را — صاحب ملک را گدا کردی
گاہ خواندی بقرب دوران را — گاہ موصول را جدا کردی
ہرچہ کردی بعالم ایجاد — عین حق کردی و بجا کردی
نیست تاب فرشتہ یا انسان — دم زند پیش حکمت ای رحمان

خواجہ کے دعائین مانگتے مانگتے ذہن مین آیا کہ ایسا نہو یہ ملعون ہاتھ تلوار کا مار دے ہنسکر کہا آپ تماشہ دیکھیے گا دیکھیے اِس میرے بٹوے مین کیا کیا چیز ہی جو مال چاہیے اُٹھا لیجیے مین عذر نہ کرونگا زرشنک حیران ہوا کہ بٹوے مین کیا تماشہ ہی کہا خواجہ اِسے کھولو خواجہ نے زنبیل کی چوراسی گھنڈیان کھولین کہا ملاحظہ فرمائیے زرشنک نے جھک کر دیکھا چہار طرف روپیون کا انبار لگا ہی بڑے بڑے قلعہ جات اور مکان بنے ہین گھبرا کر سر نکال لیا کہتا تھا خواجہ یہ کیا مقام ہی عمرو نے کہا اچھی طرح تماشہ دیکھیے زرشنک پھر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا جہاز چلے آتے ہین شاہزادیان اُتر رہی ہین جب یہ خوب تماشے مین معروف ہوا تو خواجہ نے زرشنک کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی زرشنک زنبیل مین گرا حیران کھڑا تھا کہ مین کس مقام پر آیا کہ لوگون نے آکر گھیر لیا ایک کہتا ہی کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا ہوگا ایک ٹوکری دے رہا ہی کہ یہ ٹوکری سر پر رکھ مٹی ڈھو کنارے دریا کے چبوترہ بن رہا ہی وہان ٹوکریان مٹی کی دن بھر ڈال ورنہ شام کو کھانا نہ ملیگا زرشنک نے بگڑ کر کہا کیا مین مزدور ہون کہ ایک جوان قوی ہیکل نے آکر دو دھولین ماردین اور کپڑے اُتروالیے ایک غرقی باندھنے کو دی زرشنک مٹی ڈھونے لگا سحر یاد کرتا ہی سحر یاد نہین آتا حیران ہوا کہ سحر میرا کیا ہوا یہان بقراط نے جو

عمرو بیٹھا ہی خوب سحر کیا جب سمجھ لیا کہ ہاتھ پانوٗن اُسکے زمین نے تھام لیے ہونگے تب جھپٹ کر گرفتار کیا کھینچا ہوا لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک گنوار جو اپنے کھیت سے دیکھ رہا تھا دوڑا ہوا آیا کہا اے تاجدار یہ کون شخص ہی کل اسنے میرے لڑکے کے کپڑے اُتار لیے تھے مین تلاش مین اسکی تھا مجھے دیجیے کہ مین اسکو قتل کرون زرشنک نے کہا میرے ساتھ چل سامنے خداوند کے چلکر قتل کرنا وہ گنوار ساتھ ہوا جیسے ہی دربار مین آکر پہونچے سب سردار خوش ہو گئے کہا اے زرشنک بڑا کام کیا اس ظالم کو کہان پایا زرشنک نے کہا کہ ایک جنگل مین چھپا تھا مین نے وہان سے گرفتار کیا دیکھنا کس طرح اسکو قتل کرتا ہون یہ ٹھاکر صاحب بھی ساتھ ہین انکے لڑکے کے کپڑے اسنے اُتار لیے تھے یہ کہتے ہین مین قتل کرون بقراط نے خوش ہو کر کہا جس طرح چاہو جلد قتل کرو جلاد جمع ہوے عمرو کو سامنے بقراط کے بٹھایا جلاد خنجر کھینچ کر سر پر آیا جیسے ہی خنجر مارا وہ گنوار قہقہہ مارکر ہنسا کہا یا خداوند بڑے شخص کو آپ نے قتل کیا یہ تو لدھیانے کا بھڑبھونجا تھا زنبیل مین عمرو کی رہتا تھا آج اسکی قضا تھی آپ کے سامنے مارا گیا یہ کہکے جھپٹ کر قریب بقراط کے آیا کہا دیکھیے وہ عمرو کھڑا ہی جیسے ہی بقراط اُدھر پلٹا گنوار نے ایک دھول کسکر لگائی تاج بقراط کا اُتار لیا اور نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زنگرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

او بقراط اب تیری قضا قریب ہی انشاء اللہ سر میدان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا اور زرشنک جادو سے تو سمجھ لونگا یہ کہکے جست کی سراچہ بارگاہ کا چاک کیا باہر بارگاہ کے جاکر بھاگے بہت جادوگر دوڑے کسی نے عمرو کو نہ پایا مگر زرشنک جادوگر اسنے پیچھا نہ چھوڑا دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب خواجہ نے دیکھا کہ مین جنگل مین پہونچ گیا اور وہ چلا ہی آتا ہی تب خواجہ پلٹے زرشنک نے سحر کیا پانوٗن عمرو کے زمین نے تھام لیے زرشنک قریب آیا اور تلوار کھینچی خواجہ دعائین مانگنے لگے کہ اے کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر اس آفت سے بچالے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

نے بھی سلوک کیا سکندر نے عمرو کو بہت کچھ دیا مگر ہرکارون نے خواجہ کو خبر دی کہ بقراط
آپکی فکر مین ہی گرفتار کرنے آتا تھا مگر سردارون نے اُسکو روکا نہین آنے دیا اپنے کو
بچایئے گا عمرو نے اِسکا خیال کیا بصورت مبدل لشکر بقراط مین آیا ایک کمیدان کو بیہوش
کیا اُسکو اپنی صورت بناکے چھوڑ دیا وہ لشکر مین پھرنے لگا بقراط نے دور سے دیکھا کہ
عمرو ہمارے لشکر مین پھر رہا ہی جھپٹ کر اُٹھا گرفتار کر لایا دربار مین آکر ستون سے
باندھا سب سردار مارنے لگے وہ کمیدان موسوم بہ سرشنک جادو غل مچاتا ہی کہ یا خداوند
مین عمرو نہین ہون بقراط نے کہا او رمزہ دیکھیے انکار کرتا ہی کہ مین عمرو نہین ہون جب
بہت مار پڑ چکی کہ منھ وغیرہ اُسکا سوج گیا بلک کر کہا کہ یا خداوند تقدیر کیجیے مجکو پہچانیے مین
سرشنک جادو ہون عمرو نے مجکو گرفتار کر لیا تھا بھائی اِسکا زرشنک جادو بیٹھا تھا
اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ کل سے میرا بھائی نہین ملتا ہی یا خداوند اِسکا منھ دھلوایئے
بقراط نے کہا نہین قتل کرو آخر ایک شخص نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سر اُڑ گیا جب سرشنک
قتل ہو گیا تو مرنے کے ساحر کی علامت ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرشنک جادو
بود بقراط نے منھ پیٹ لیا زرشنک یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی عمرو کو لاتا ہون میرے بھائی
کو قتل کرایا سر بارگاہ یہ ذلت ہوئی مگر یا خداوند آپ کیسے خداوند ہین کہ عمرو کو پہچان نہ سکے
اور میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہرچند لوگون نے روکا مگر زرشنک نے نہ مانا روتا ہوا
چلا باہر جو نکلا ساتھ والون نے پوچھا کہ کیون اے افسر کیا ہوا زرشنک نے کہا بھائی میرا
سرشنک جادو کیسا جری و بہادر تھا اُسکو عمرو نے اپنی صورت بناکے قتل کرایا مین نے
ہرچند خداوند سے کہا کہ اِسکا منھ دھلوایئے نہ مانا اور قتل کر ڈالا اب مین عمرو کو لینے جاتا
ہون شاگردان عمرو یہان موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے خواجہ کے آگئے اور سب
حال بیان کیا کہ آپکی عیاری کی یہ تاثیر ہوئی کہ زرشنک جادو بھائی اُسکا آپکی گرفتاری
کو آتا ہی اپنے کو بچایئے خواجہ نے کہا مین خود اُسکی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوئے
صحرا مین آکر کچھ تدبیر کی زرشنک جادو غصہ مین آتا ہی ایک مقام پہ آکر دیکھا کہ زرنہ گلستان
ہرا سی مین عمرو چھپا ہوا بیٹھا ہی زرشنک جادو نے کھڑے ہوکر خوب پہچانا کہ ٹھیک

نعرہ کیا نعرۂ عمرو عیار بن امیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پائے مری گرد یا پوش کر
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

نعرہ کرکے اول قفس کو کھولا سکندر نے نکلتے ہی ارادہ کیا کہ بقراط کو قتل کرون عمرو نے منع کیا مگر بقراط کی ریش تراشی ایک بال ریش کا باقی رکھا اُسمین ایک گھنگرو باندھ دیا اور پھر ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر گلے مین باندھ دیا اُسکا مضمون یہ تھا منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری اوبیحیا اگرچا ہتا تیرا سر کاٹ لیجاتا مگر وعادے صاحبقران کو کہ اُنکی ممانعت ہی کہ بیہوشی مین کسی بادشاہ جلیل کو قتل نہ کرنا تیری قضا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہی مین سکندر کو لینے آیا تھا لیے جاتا ہون تیرا علاج اسیقدر کافی تھا جو کیا گیا او مغرور تو کہتا تھا کہ عمرو نہ آسکے گا دیکھا کہ ہم کیونکر آئے سکندر کو لیگئے اب سر میدان مقابلہ کرنا ایک تاجدار کو عورت بناکے اُسکے پہلو مین لٹا دیا اسباب وہان کا لوٹ لیا ہر چند سکندر نے چاہا کسی کو قتل کرون مگر خواجہ مانع ہوے کہ کسی کے قتل کرنیکا موقع نہین سکندر خواجہ کو لیکر نکل گئے صبح کو بقراط ہوشیار ہوا دیکھا پہلو مین ایک حسین سو رہی ہی اُس تاجدار کی آنکہ کھلی اُسنے دیکھا کہ ایک داڑھی منڈا مجکو لپٹا تا ہی ایک تمانچہ مارا بقراط نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیا تمکو رقم نہین پہونچی اسمین اور لوگ بھی بیدار ہوے اپنے اپنے حال کو دیکھکر بہت شرمائے بقراط نے وہ پرچہ دیکھا بہت جھلایا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دیکھنا اس فضیحت کا کیا بدلہ کرتا ہون وہان داڑھی ندارد پائی گھونگرو چھن سے بولا اب تو بہت شرمایا کہنے لگا کہ ابھی عمرو کو لاتا ہون شاہزادیون نے کہا یا خداوند ایسا نہو آپ کسی بلا مین پھنس جائین تاجدارون نے بھی منع کیا کہ قدرت کا ابھی جانا بہتر نہین ہی کسی خلاف وقت ارادہ کیجیے گا مگر بقراط کو آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤن اور سزاے معقول دون یہان خواجہ سکندر کو لیکر آئے نور الدہر بہت خوش ہوے صاحبقران نے بھی عمرو کو کچھ دیا سرداران صاحبقران

بدگمانی کرتی ہو ہماری صورت کوئی بن سکتا ہو آنکھ ذرا ملا ہو اُٹھا تب تجکو معلوم ہو ہم دلون
کا حال جانتے ہین یہ جو جمشید نے کہا مروارید کانپنے لگی دست بستہ عرض کی یا خداوند
مجکو گمان ہوا تھا کہ آپ آگاہ ہو گئے حقیقت مین آپ میرا نے خداوند ہین ہملوگ بندگان
فرمانبردار ہین جمشید نے کہا اوبقراط تجکو خبر ہو کہ آج کیا ہوگا ہمکو فرشتون نے خبر دی
کہ سار بان زادہ تیری فکر مین آئیگا اور سکندر کو رہا کر لیجائیگا اسواسطے ما بدولت تشریف
لائے کہ جا کر بقراط کو بچائین شراب کے قرابے منگواؤ القاب ساحری مین بڑھدون
تم سب ایک سانس مین ایک ایک جام پیو دو دو سو برس عمر مین بڑھ جاوینگی ابتو سب ساحر
جمشید کے گرد آئے ہر ساحر کہتا ہو کہ یا خداوند میری عمر بڑھا دیجیے قرابے شراب کے
لا کر رکھے گئے جمشید نے قرابون پر ہاتھ رکھا کچھ پڑھنا شروع کیا چھو چھو کرکے اشارہ
کیا کہ سب ملکر پیو ایک جام سے زیادہ کوئی نہ پیے ہر ایک جام مین دو دو سو برس کی
عمر بڑھیگی ابتو ساحر بڑے بڑے جام ڈھونڈھکر لائے قرابون پہ ہجوم کیا جس طرح سبیل
پر پیاسے گرتے ہین ہر طرف سے ہلڑ ہو کہ ہمین جام پلاؤ ایک ایک پی رہا ہو آخر سب
جھومنے لگے بقراط نے دو جام پیے تھوڑے ہی عرصے مین وہ قرابے شراب سے
خالی ہوے بقراط نے کہا بھائی صاحب فوج والے محروم رہے جاتے ہین ایک مرتبہ
القاب اور پڑھ دیجیے جمشید نے ہنسکر کہا وہ سب ہمارے بندے ہین بھلا ہم اُن کو
محروم رکھینگے دو مٹکے اور آئے اُنپر بھی جمشید نے چھو چھو کی فوج والے دوڑ کے
اندر آئے وہ مٹکے اُٹھا کر لیگئے بعض نے جب دیکھا کہ شراب ہو چکی تو مٹکون کو توڑ کر ٹھیکرے
اُنکے پانی سے دھو دھو کر پینے لگے کہتے تھے یہ کرامت کی چیز ہو دھوون بھی خالی از کرامت
نہوگا الغرض تھوڑے عرصے مین بقراط بیٹھے بیٹھے بلبلایا تخت سے اُٹھا پکارا بھائیو آؤ
جمشید نقلی نے پوچھا کہ کون ہو بقراط نے کہا سب بھائی آئے ہین مجھسے اشارے
کر رہے ہین جمشید نقلی نے کہا سب کی ٹانگ لو بقراط ہنستا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا
جا ہا بڑھون کہ بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اسکے گرتے ہی
سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا
نعرہ

ترے گلگون ہین ای رنگین ادا بادبہاری سے
بنائین غازۂ رخسار گل گرد سواری سے

ہنسی آتی ہو اُس گل کو ہماری اشکباری سے
شگفتہ ہوتے ہین گل جس روش ابر بہاری سے

فراق یار مین نفرت ہو مجکو بادہ خواری سے
کہین زاہد نہ کردے متہم پرہیزگاری سے

پس از مردن چلا ہون سوے جانان بیقراری سے
مشابہ ہو گیا ہو گنبد مدفن عماری سے

ترے آگے چمن ہو پانی پانی شرمساری سے
روانی مین مشابہ رنگ گل ہو خون جاری سے

گریزان وہ سہی قد کیون ہو میری اشکباری سے
کہین شمشاد بھی کرتے ہین وحشت نہر جاری سے

جو دعواے ہدایت ہو گذر عالی وقاری سے
ہوے نقش قدم قصر بیابان خاکساری سے

فراق یار مین آئی اجل ابر بہاری سے
ہر اک بوندی ہنین کم مجکو بوندی کی کٹاری سے

مریض عشق ہون جیسے ہوئی نفرت زمانے کو
گریزان جسطرح ہوتے ہین سب امراض ساری سے

جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت کا
وہ ہین ہمدرد میرے جنکو تپ آتی ہو باری سے

نظر آتا ہو شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
شراب ارغوانی کم نہین ہو خون جاری سے

دلیل اسپر ہو کیا جو حکم کرتا ہو نجاست کا
کہ مے گردش مین زاہد کم نہین ہو آب جاری سے

شہادت پائی ہو جو عشق زلف یار مین ہمنے
ہوا نقشہ عیان مارسیہ کا خون جاری سے

تنزل مین ترقی کرتی ہو افتادگی ناسخ
کہ معراج شجر پائی نے پائی خاکساری سے

بقراط مست بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ کیا مجال ہو جو میرے دربار مین ساربان زادہ آسکے جلاکر پھونک دونگا قدرت کی کرامت آج تم سب نے دیکھی کہ سکندر ثانی ایسے شخص کو گرفتار کر لیا اب ساربان زادہ کیا آسکتا ہو سترہ سو ساحر بیٹھے ہوے ہین سب درست کہ رہے ہین بقراط غرور نشۂ شراب مین بلبلا رہا ہو کہ آسمان پر دندناتا ہوا ایسی خوشبو دماغ مین آئی کہ سب جھومنے لگے بقراط نے ہنسکر کہا شاید میرا کوئی بھائی آتا ہو کہ نعرہ ہوا منم جمشید برادر سامری بقراط نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک شخص جسکے چار ہاتھ اور دو سر ہین اور نیچے کا دھڑ مثل گدھے کے ہو تخت اُڑاتا ہوا آتا ہو برابر آواز دیتا ہو کہ منم خداوند جمشید بقراط تخت سے اُٹھا کہا بھائی صاحب آپکے مروارید نے کان مین بقراط سے کہا یا خداوند ہوشیار رہیے گا شاید ساربان زادہ ہو جمشید نے کہا او مروارید کیا

عالم نظر آتا ہو ترے عشق مین بیمار ۔ عشق اسکو نہ کیسے یہ زمانے نین دیا ہی
کیسے جو طویل اُسکو سزاوار ہو ناسخ ۔ جس بحر مین اس زلف کا مضمون نہ باندھا ہی

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے سکندر جھوم گئے بقراط نے اور طائرون کو زور دیا سب
طائرون نے سکندر کو گھیر لیا ہر طرف سے گھر گھر کر آتے ہین سکندر کو صورت دکھاتے
ہین کوئی پر مارتا ہو کوئی منقار مار دیتا ہو آخر سکندر کو گھیر کر سامنے بقراط کے لائے بقراط
نے سکندر کو گرفتار کر لیا نہ بان مین سوزن دی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان
اسپر تمکو بڑا ناز تھا اب اسکو لیجا کر قتل کرونگا نجم نے جب دیکھا کہ سکندر گرفتار ہوگئے
تو یہ لڑتا ہوا نکل آیا نورالدہر نے کہا ای نجم اب سکندر کی تدبیر رہائی کرنا چاہیے نجم
نے کہا حضور کوئی دربار مین بقراط کے نہین جا سکتا اُسنے اپنے سامنے قید کیا ہو کسکی
مجال ہو کہ اُسکے سامنے جائے اور سکندر کو رہا کرے بقراط طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا
آج لشکر کفار مین بڑی خوشی ہو کہ بادشاہ لشکر نورالدہر گرفتار ہوا بقراط نے بارگاہ مین
آکر سکندر کو قفس مین بند کیا وہ قفس سامنے لٹکا دیا اور کہتا تھا بعد ایک دن کے اسکو
قتل کرونگا یہان دربار نورالدہر مین یہی باتین ہو رہی ہین کہ خواجہ اپنے مقام سے
اُٹھے کہا ای طلسم کشا سب سردار موجود ہین اور مجھپر قرضہ چڑھا ہوا ہو اگر سردار میرے
قرضہ کی تدبیر کرین اور کچھ کچھ دین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ آج ہی سکندر کی رہائی
ہو گی نورالدہر نے دس توڑے منگوائے سامنے خواجہ کے پیش کیے نجم نے دو ہزار
روپیہ دیے ارسطو نے بھی دو ہزار دیے سب شاہزادیون نے تھوڑا تھوڑا دیا مبلغ
خطیر جمع ہو گیا خواجہ نے سب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور بارگاہ سے نکلے طرف لشکر بقراط
کے چلے یہان وہ وقت ہو کہ بقراط دربار مین بیٹھا ہو سب شاہزادیان جمع ہین یہی ذکر
ہو رہا ہو کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا رہائی سکندر کی تدبیر کریگا یا خداوند ایسی تقدیر کیجیے
کہ ساربان زادہ نہ آسکے بقراط بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر نہایت عیش پسند ہو شاہزادیون
کو اشارہ ہو کہ قدرت کے سامنے گاؤ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بعد سرود
گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

ہو کر نعرہ کیا پرہول جادو پر برق گری کہ پرہول کے دو ٹکڑے ہوے مار کر پرہول
کو جو سکندر پر گرے اول ایک گولہ طرف بقراط کے مارا کہ اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے
مین نجم کو اُٹھا لیا بقراط نے دیکھا کہ سکندر نجم کو لیے جاتا ہی جھولی پر ہاتھ ڈال کر گولہ
نکالا سکندر پر کھینچ مارا سکندر نے خالی دیا اور چاہا بلند ہون بقراط نے جب دیکھا کہ
گولے نے تاثیر نہ کی ہاتھ اپنا کاٹا خون چھینک مارا خون جو سکندر پر پڑا سکندر کے ہاتھ
سے نجم چھوٹا نجم خود ساحر زبردست ہی چھوٹتے ہی لڑنے لگا اسقدر آگ برسائی کہ کئی ہزار
ساحر پگھلے بقراط نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تڑپ کے تخت سے اُٹھا عقاب بنکر نجم پر آپڑا
سکندر نے دور سے دیکھا کہ نجم گرفتار ہوا چاہتا ہی ران کو چاک کیا خون چلو مین لیکر
عقاب پر پھینک مارا ابتو بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے پر گرنے لگے اِسقدر پر گرے کہ سکندر
چھپ گئے سکندر نے چاہا اُن پرون کو دفع کرون دور سے سب نے دیکھا کہ سکندر
طائرون کے بیچ مین گھرے ہوے ہین اور طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین زمزمہ سرائی
مین یہ آواز ہی جیسے یہ اشعار پڑھ رہے ہین سکندر کو بڑھ بڑھ کے سناتے ہین نظم

عاشق کی سعادت ہی جو سر اُسکا جھکا ہی ۔ قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی
جب وادیِ وحشت مین گذر میرا ہوا ہی ۔ ہر ایک بگولہ پئے تعظیم اُٹھا ہی
نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا ۔ گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اُڑا ہی
جو دن ہی سو ہی دیو سفید اپنی نظر مین ۔ جو رات ترے ہجر مین ہی کالی بلا ہی
وہ سنگدل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے ۔ کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی
ممکن نہین تا حشر جو کم ہو غم خونخوار ۔ گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی
کر آ کبھی پامال کر اس شوق مین ذرات ۔ گلشن مین جو ہی شاخ گل اک دست دعا ہی
دعوائے خدائی جو بتو ہی نہ پھرو دور ۔ سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی
خالق نے یہ سرخ اُسکے کف پا کو بنایا ۔ ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی
گر سودہ الماس نہ تھا لون چھڑکتا ۔ یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی
ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سے جدا ہو ۔ جسدن سے مرا سر ترے قدمونسے جدا ہی

جستجو مین تیرا انجم کی طرح ای ماہ حسن ذرہ ذرہ ہوکے خاک عاشقان گردش مین ہی
گنبد گردون سے نکلے جسطرح سے ہوسکے ڈرہ ہر گہ ٹڈے کا آتش یہ مکان گردشمین ہی

سرمایۂ جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے اِشارہ کیا کہ سر بقراط کا لا سرمایۂ جادو اپنے ہوش مین نہ تھا فوراً جا پڑا بقراط کو گالیان دینے لگا ہر مرتبہ پکارتا تھا او بیحیا خداوند بنکر بیٹھا ہی تجھسے کیا ہوسکتا ہی بقراط نے ہرچند منع کیا مگر سرمایہ نہین مانتا لڑتا ہوا چلا آتا ہی کئی ہزار ساحر مارے جب تو بقراط جھلایا بڑھکر سحر کیا کہ سرمایہ پر پھول برسے سحر اُتر گیا بقراط کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہ یا خداوند خطا معاف کیجیے مین اپنے ہوش مین نہ تھا بقراط نے کہا نجم کا سر لاؤ سرمایہ پھر مقابلۂ نجم مین آیا چاہا نجم پر جا پڑون نجم نے ایک دستک دی کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سرمایہ پر حملہ کیا سرمایہ نے ہرچند چاہا اپنے کو بچاؤن مگر شیر نے مہلت نہ دی چیر پھاڑ کر کھا گیا اسیطرح کئی ساحر مقابلۂ نجم مین آئے مگر نجم نے قتل کیا بقراط نے جھلا کر کہا کہ یارو تم مین کوئی ایسا نہین کہ نجم کو گرفتار کر لائے ترکش جادو چلا کر دوڑا کہتا ہوا کہ یا خداوند نجم وہ شخص ہی جسنے سحر خوب حاصل کیا مگر میرے سامنے کا بچہ ہی گردن پکڑ کے لاؤنگا قدرت کو سجدہ کراؤنگا ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا میدان مین آیا نجم نے دستک دیکر صحرا سے شیر بلایا شیر نے ترکش پر حملہ کیا ترکش نے شیر کو ہلاک کیا کئی جانوران درندآئے مگر ترکش نے سب کو قتل کیا اُنھین جانورون کا خون لیکر نجم پر پھینک مارا بدن مین نجم کے آبلے پڑ گئے ترکش نے بڑھکر نجم کو گرفتار کر لیا سامنے بقراط کے لایا کہا بقراط کو سجدہ کر نجم نے کہا ہرگز سجدہ نہ کرونگا کئی مرتبہ بقراط نے کہا کہ ای نجم چاہتا ہون تیری خطا معاف کرون نجم نے جھلا کر جواب دیا کہ مین نے تیری خطا کیا کی جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر خدلے ما بزرگ است بقراط نے ایک سردار کو اِشارہ کیا کہ پرہول جادو اُسکا نام ہی وہ تلوار کھینچ کر قریب نجم آیا آکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے جو سامنے کھڑے تھے قصد کیا کہ جا پڑون اور نجم کو رہا کرلون سکندر ثانی نے تخت سے اُترکر عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین ابھی جاکر نجم کو لاتا ہون یہ کہکے تخت سے کڑکا بلند

لے گھسے باتین کرتے کرتے کاشان جادو کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باہر نکلے ساتھ والون سے کہا ہان صبا جو سحر تیار کرو سب ساحرون نے اپنے اپنے لکہ ہاے ابر اُڑائے عمرو نے کہا سامنے جو لشکر ہو اُسپر سحر گراؤ سب نے عرض کی یہ تو لشکر خداوند ہو عمرو نے کہا ہمارا یہی کمال ہو کہ اِس طرف سحر کرینگے اور اُدھر لشکر طلسم کشا ویران ہوگا سب ساحرون نے لکہ ہاے ابر لشکر بقراط پر گرائے تیر برسنے لگے کئی لاکھ جادوگر مارے گئے کسی کے سحر سے آگ گری کہ ہزارون خیمے جلنے لگے کسی کے سحر سے مینھ برسا جسپر قطرہ گرا وہ دیوانہ ہوگیا اہل لشکر فریاد کرنے لگے خواجہ تو یہ سحر کرا کر نکل گئے بقراط نے جو صداے فریاد سنی گھبرا گیا باہر نکل کر کہا او نالائق یہ کیا کیا سب نے کہا ہمارے افسر نے حکم دیا ہو کہ اسی لشکر پر سحر کرو ہم اپنے مالک کا حکم بجالاتے ہین ہر چند بقراط منع کرتا ہو کون مانتا ہو بقراط نے جھلاکر ہاتھ ہلادیا برق چمکی کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے رات بھر لشکر مین تلاطم رہا صبح کو بقراط سوار ہوا اِدھر سے نورالدہر لشکر لیکر آئے مقابلہ مین لشکر جمے سرمایۂ جادو طرف سے بقراط کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ کی ہو وہ نکلے نورالدہر نے طرف سکندر کے دیکھا سکندر نے نجم کو اشارہ کیا نجم نے جاکر اُس ساحر کا سحر رد کیا آپس مین سحر چلنے لگے نجم نے بعلم اختر شناسی دریافت کر کے ایک چوٹی دار ناریل مارا سرمایۂ جادو ناریل چلتے ہی دیوانہ ہوگیا پکار پکار کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا

نظم

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہی — قطب کو جنبش نہین ہو آسمان گردش مین ہی
حیف ہو بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے — روز و شب جام مہ و خورشید یان گردش مین ہی
تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے — چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہی
پار اُترے کیا سلامت بحر اُلفت سے کوئی — سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہی
گرد پھرنے کا ترا سودا ہوا ہی ہم کو یار — ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہی
دائرے مین عشق کے جسنے کہ مارا ہی قدم — صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہی
خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین — ثمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہی

اے خط اُسکے گورے گالون پر یہ تونے کیا کیا — چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندھیاریان
خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے — خون بلبل سے مگر سینچین گئی ہین کیاریان
خاک کا پتلہ بھی آہن سے ہے سختی مین فزون — جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان
خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے — خانۂ قاضی مین جاکر کیجیے میخواریان
کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب — کر گئے ہین یار اپنی اپنی یون ہی باریان
حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو — خوب لگے کر گئے گرم اپنی دکان داریان

مقام صدر پر نور الدہر بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ہرکارے جو واسطے خبر کے حاضر تھے خبرین لیکر سامنے بقراط کے پہونچے بعد دعا کے عرض کی کہ آج لشکر حمزہ مین بڑا عیش و جشن ہے سب کیفیت ہرکارون نے سامنے بقراط کے بیان کی بقراط نے یہ سنکر جواب دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سب سردار آمادہ ہوے کہ کل ایسی جنگ کرین کہ مسلمانون کو عاجز کردین لشکر اسلام کے ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ عمرو دو پہر رات گئے صورت بدلے ہوے لشکر بقراط مین آئے اتنا بڑا لشکر ہے کہ اس سرے سے اُس سرے تک جانا دشوار ہے مگر ٹہلتے ہوے خواجہ سامنے بارگاہ بقراط کے پہونچے دیکھا ایک ساحر زبردست بارگاہ سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو چہار طرف سے لشکر مسلمانان پر سحر کرو کہ مسلمان شکست کھاکے بھاگین اور ہمارا مطلب پورا ہو منم کاشان جادو خواجہ نے جو اُس ساحر کو آمادہ دیکھا اُسی کے ساتھ ہولیے ایک مقام پر آکر سلام کیا کاشان جادو نے پوچھا ارے تو کون ہے عمرو نے کہا آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون جو ارادہ آپ کا ہے وہی ارادہ میرا بھی ہے اگر حکم ہو تو سحر کرون کہ سب لشکر سر ٹکرانے لگے کاشان جادو نے کہا او ساحر تیری کیا حقیقت ہے میرے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین جسوقت یہ سحر کرینگے تو زمین لشکر طلسم کشا کی ہلا دینگے آج کوئی زندہ نہ بچے گا آج مین ارادہ کرکے نکلا ہون عمرو نے کہا اچھا کنارے چلیے تو مین آپ کو آگاہ کرون کہ کیا کمال رکھتا ہون کاشان جادو کو خواجہ ایک درۂ کوہ مین

کو مار کر بڑھے بیباک فوج کش نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا غصے مین کانپنے لگا اول اسنے نورالدہر پر تیر مارا نورالدہر نے تیر کو خالی دیا بیباک نے کئی تیر مارے نورالدہر قلم کرتے ہوے قریب پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کو کھینچا اُسکے وار کو گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مار دیا بیباک کے دو ٹکڑے ہوے نمناک خارہ شگاف نے جب دو بھائیون کا لاشہ دیکھا خوف جان سے بھاگا اُدھر سے ایرج آتے تھے ایرج کو معلوم ہوا کہ دو بھائی ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے گرہ بن اشقر کو بڑھا کر مقابلہ نمناک مین آئے نمناک نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار خالی دیکر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا نمناک بصدق دل مسلمان ہوا اتبو کل فوج نے لڑنا موقوف کیا جو مارے جانے سے بچے تھے وہ بصدق دل مسلمان ہوے رستم سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے ہر چند کہ ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نورالدہر سے مقابلہ کرون مگر رستم جب بہ نگاہ قہر طرف ایرج کے دیکھتے ہین تو ایرج کو یقین ہوتا ہے کہ داداجان کے خلاف ہوگا تلوار تول کر رک جاتے ہین ہرکارون نے یہ سب خبرین صاحبقران کو پہونچائین کہ آپ کے فرزندون نے جا کر لڑائی کو فتح کیا نمناک خارہ شگاف مسلمان ہوا رستم سب کو ساتھ لیکر آتے ہین صاحبقران یہ خبر سُنکر خوش ہوے خود واسطے استقبال کے اُٹھے فرمایا کہ رستم ایسا ہی دلیر ہے جس جنگ پر رستم جائے وہ لڑائی فتح نہو یہ کہتے ہوے راہ مین آکر ٹھہرے رستم کو گلے سے لگا لیا ایرج و نورالدہر کو دیکھا کہ نورالدہر چاہتے ہین ایرج سے کلام کرین مگر ایرج بہ غصہ جواب دیتے ہین امیر نے قریب آکر ایرج کو نورالدہر سے بغلگیر کرایا اور فرمایا کہ آپس مین چشمک نہ رہے سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ آج ہمارے فرزندون نے بڑی لڑائی فتح کی صحبت عیش آراستہ کرو خواجہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے کیا کچھ مجکو بھی لیگا امیر نے فرمایا کہ اچھا کچھ تو گاؤ خواجہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

برق کو اسپر عبث گرنے کی ہین تیاریان	برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہین چنگاریان
موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی	کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہکر کہ قدرت تکلیف نہ فرمائین ہم جاکر نبیرۂ حمزہ کو سزا دیتے
ہین تین پہلوان سفاک تیرہ درون و بیباک فوج کش و نمناک خارہ شگاف
تین تین لاکھ فوج کے افسر تھے یہ تینون سردار اپنی اپنی کل فوج لیکر چلے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے صاحبقران کے کان مین آواز نوبت و نقارے کی جو پہونچی سر
اُٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج کہان جاتی ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ تین افسر نو لاکھ فوج لیکر براے گرفتاری نورالدہر جاتے ہین ہرچند کہ وہ واسطے
شکار کے گئے تھے مگر راہ مین جنگ پڑی جہانگیر کو بلوہ سے بچایا مہتاب کو مسلمان
کرلیا اُنکو لیے ہوے آتے ہین یہ نو لاکھ فوج اُنکو روکنے جاتی ہی ایرج نے جو یہ سُنا
کہا دادا جان مین جاکر اِن سردارون کو رد کون امیر نے کچھ جواب نہ دیا ایرج و
قاسم اپنے مقام سے اُٹھے گھوڑون کو اُڑاتے ہوے چلے سرداران ایرج بھی
ساتھ ہین نیلم و فیلم وغیرہ اور ایک طرف سرداران قاسم ہین مثل قیماس خان
خاوری و حسن خان خاوری وغیرہ رستم کو جو معلوم ہوا کہ بیٹا اور پوتا ہمارا نورالدہر
کو بچانے جاتا ہی یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھے پشت استر مالا کبود پر سوار ہوے سردار
سب ساتھ ہین گھوڑے کو بڑھایا سامنے اُن تینون سردارون کے آکر نعرہ کیا کہ
باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم رستم پیلتن و پیلکین نعرہ کرکے جاپڑے
جنگ ہونے لگی قاسم نے جو خبر سنی کہ قبلہ و کعبہ جاپڑے جنگ ہو رہی ہی قاسم نے
مرکب کو بڑھایا ایرج کو آگے کرلیا ایرج نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک
ایرج آن آفتاب منیر ✤ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ✤ یہ تینون شیر لڑ رہے ہین فوج
بھاگتی پھرتی ہی اُدھر سے نورالدہر آتے تھے اُنکو جو معلوم ہوا کہ میری گرفتاری کو
فوج بقراط نے بھیجی تھی اُسکو ایرج و قاسم و علم شاہ نے گھیرا ہی یہ بھی نعرہ
کرکے جاپڑے اُن تینون سردارون نے آپس مین صلاح کی کہ فرزندان حمزہ کو
گھیر کر مار لو پہلے سب کے سفاک تیرہ درون مقابلۂ نورالدہر مین آیا چند حربے
آپس مین رد و قدح ہوے نورالدہر نے تیغۂ خارہ شگاف سے سفاک کو مار اسفاک

خاک کا پیوند ہونگا جب مین تیرہ روزگار — پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ
واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی — مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

کئی ہزار جوان سر ٹکرا کر مرے مگر جہانگیر کو سحر کرنا گلفشان کا بہت ناگوار ہوا ادھر مہتاب نے بھی پکار کر کہا اے فرزند صاحبقران ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو جہانگیر نے گلفشان کو منع کیا کہ اے گلفشان سحر نہ کرو ہماری بدنامی ہے گلفشان رک گئی جہانگیر جنگ کر رہے ہین چابک دیکھتا ہے کہ آقا گھرے ہوے لڑ رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا عرض کرتا تھا کہ اے خالق کارساز و اے بندہ نواز اس مشکل سے آقاے نامدار کو بچا لے

نظم

در گلستان جہان یک رنگ شو مانند گل — کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل
نوش کن ہر دم زمینای محبت جام مل — صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل
یک زبان با نیک و بد یک دل بہر و مار باش

نیک و بد را در جہان کن خوش دل از کردار خویش — ساز با خلق نکو خلق جہان را یار خویش
دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش — مثل خور روے زمین کن روشن از انوار خویش
سایہ گستر در جہان چون ابر گوہر بار باش

چابک دعائین کر رہا ہے کبھی حقہ ہاے آتشبازی مارتا ہے اپنے آقا کو بچا رہا ہے قضاے کار نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے آئے تھے شبرنگ نے خبر دی کہ جہانگیر کو ایک پہلوان نے گھیرا ہے نور الدہر آ پڑے دو چار سو جوان ساتھ تھے مصروف جنگ ہوے نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب مہتاب کے پہونچے مہتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قاش زمین سے مہتاب کو اُٹھا لیا مہتاب نے کہا الامان نور الدہر نے جواب دیا امان بشرط ایمان مہتاب بصدق دل مسلمان ہوا نور الدہر مہتاب و فوج کو ساتھ لیکر چلے وہان بقراط کو از روے علم سحر کے معلوم ہوا کہ مہتاب مسلمان ہو گیا جھلا کر کہا یار و جو جاتا ہے وہ مسلمان ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے اب خود قدرت جاتے ہین کئی پہلوان

کوئی آگیا تو جان بچنا دشوار ہوگی جہانگیر پشت مرکب پر سوار ہوے چابک نے بھی یہی صلاح دی کہ نکل چلیے گلفشان نے ابر بنایا اُسمین چھپ کر چلی جہانگیر و چابک جاتے ہین ابر سر پر لہرا رہا ہی گلفشان ہوشیار جاتی ہی چہار جانب دیکھتی ہوئی کہ اگر کوئی آئے تو مین اُسکو روکون جہانگیر مرکب مہمیز کیے ہوے جاتے ہین چابک بھی کہتا ہی جھٹ پٹ نکل چلیے مگر بقراط دربار مین بیٹھا تھا کہ پھر طائر نے آکر صدا دی بقراط نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیا کمبخت غافل ہین کہ دام مین عیار کے آجاتے ہین غضب ہوا کہ برجیس بھی مارا گیا ایک پہلوان بیٹھا ہی کہ مہتاب اُسکا نام ہی یہ کہکر اُٹھا کہ خداوند مجکو حکم ہو کہ مین پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤن بقراط نے حکم دیا مہتاب باہر آیا تین لاکھ فوج کا افسر ہی اُن سب کو ساتھ لیکر چلا جہانگیر ایک صحرا مین آکر ٹھرے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی مہتاب تین لاکھ فوج سے پیدا ہوا آتے ہی کل فوج کو حکم دیا کہ پسر حمزہ کو چہار جانب سے گھیر لو جہانگیر بھی نعرہ کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی گلفشان کہ ابر مین چھپی ہوئی ہی اِسنے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا ابر سے اُترتے اُترتے ایک گولہ مارا کہ پھول برسنے لگے کئی سرجوان مبہوت ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

سامنا کرتا ہی کیا اُسکا شبستان مین چراغ — مردمیدان ہی تو نکلے دن کو میدان مین چراغ
جب نہ دیکھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ — رکھدیا ہمنے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ
شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی — لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ
روشنی کی اُسکے حلقون مین جو روے یار نے — ہو گئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ
کونسا بلبل پھنسا ہی دام مین صیاد کے — باغبان گھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ
کیا لکھون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین — اِسقدر ہونگے نہ اک سر چراغان مین چراغ
داغ دل کی روشنی ہی بوریاے فقر پر — شیر کی چربی سے جلتا ہی نیستان مین چراغ
ہو گیا اسیر زلیخا کو یقین فانوس کا — حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ
عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ — میری مٹی کے جلین گے کوے جانان مین چراغ

ابتو وہ گیسو بریدہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہی غرضکہ بقراط نے پکار کر آواز دی تم مین کوئی
ایسا ہی کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائے برجبیں جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی دونون
کو لاتا ہون یہ کہکے اُڑتا ہوا چلا یہان صحبت کا یہ رنگ ہی کہ گلفشان جادو پہلو مین جہانگیر
کے بیٹھی ہی آپسمین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کنیزین پھر رہی ہین مگر چابک ہوشیار ہر طرف
دیکھ رہا ہی کہ برجبیں جادو آکر پہونچا اسنے آسمان سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ فرزند حمزہ پہلو
مین بیٹھا ہی وہین سے تڑپ کر نعرہ کیا کہ باش او پسر حمزہ کہان جائیگا یہ کہکے گرا ہاتھ مین
اسباب سحر تھا پھینک مارا جہانگیر تو گر کر بیہوش ہوے کنیزین جا بجا گرین مگر گلفشان
جادو نے اپنے اوپر سحر نہین آنے دیا اُٹھکر نعرہ کیا کہ او ناہنجار بدکردار یہ کیا حرکت کی یہ
کہکے گولہ مارا برجبیں نے گولہ کاٹا کئی سحر آپس مین ردو بدل ہوے یکایک برجبیں نے
ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ دھوان نکلا وہ مُنھ پر گلفشان کے پہونچا گلفشان بیہوش
ہو کر گری برجبیں جادو چلا کہ گلفشان کو گرفتار کرلون اور جہانگیر کو قتل کرون چابک
نے دور سے دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی
میان برجبیں صاحب وہ عیار یہان چھپا ہوا بیٹھا ہی پہلے اسکو آکر گرفتار کرلیجیے برجبیں
ہمراہ ہوا مگر جمال جہان آرائے کنیز دیکھکر لٹو ہو گیا کہ ایک نازنین ہی کمسن حسین و جمیل سینہ
پر اُبھار باتین بیقرار ہنسے جاتی ہی نازنین نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب میرے
ساتھ چلو مین اُسکو بتا دون تم اُس مکار کو گرفتار کرلو برجبیں پوچھتا چلا آتا ہی کہ وہ کس
مقام پہ ہی کنیز نے تبلایا وہ سامنے درخت کی آڑ مین بیٹھا ہی برجبیں نے سر اُٹھا کر دیکھا
کوئی سامنے نظر نہ آیا نازنین نے کہا گولہ مار دیے زمین اُسکے پانوُن تھام لے تب چل کر
گرفتار کرلیجیے برجبیں نے مُنھ پھیر کر گولہ مارا چابک تو قریب کھڑا تھا اسنے خنجر مار دیا
کہ شکم چاک قصہ پاک برجبیں کے مرتے ہی گلفشان کو ہوش آیا جہانگیر نے چابک
کی بہت تعریف کی کہا اے ہدا اور بڑا کمال کیا ورنہ یہ گرفتار کرکے لیجاتا گلفشان نے کہا
اب نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین بقراط کو معلوم ہو گیا اُسنے ساحرون کا تار باندھ
دیا ہی بہت سے ساحر اُسکی صحبت مین ایسے ہین کہ اُنکو اپنے سحر پہ ناز ہی اگر نہین ہے

کمرے مین چھپا بیٹھا ہی بیخ چنار ساتھ چلا باقی کنیزین اُسی مقام پر ٹھہری رہین ادھر چابک نے ایک مقام پر آکر کہا دیکھیے وہ سامنے فرزند حمزہ بیٹھا ہی چنار نے کہا مجھے کوئی نہین معلوم ہوتا چابک نے کہا گولہ پھینکیے اور گیر کی آواز دیجیے پانؤن اُسکے زمین پکڑلے پھر چل کر قتل کیجیے گر مٹنے جاتی ہی بیخ چنار کو لپٹی جاتی ہی بیخ بہت بیقرار ہوا جھولی سے گولہ نکالا کہا تیرے کہنے پر سحر کرتا ہون یہ کہکے گولہ پھینکا چابک نے جو دیکھا کہ بیخ کا مُنھ پھرا لپٹ کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک بیخ کے مرتے ہی چابک نے جھپٹ کر گلفشان کو رہا کیا گلفشان نے رہا ہوتے ہی پوچھا کہ مہتر صاحب تم کیونکر آئے چابک نے کہا شاہزادے کو لایا ہون تھوڑی دور پر باغ کے ٹھہرا آیا ہون اگر آپ حکم دین تو بلا لاؤن گلفشان نے کہا کہین جلدی لاؤ چابک جہانگیر کو بلا کر لایا گلفشان نے استقبال کرکے مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا ایک شوخ وشنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

اُس پری رخسار پر پھبتی کہی ہی حور کی — سچ تو یہ ہی بات سوجھی ہی مجھے کیا دور کی
آہ پڑ جائے الٰہی تجھپہ مجھ مخمور کی — محتسب تو نے صراحی مے کی چکنا چور کی
دور سے دیکھی جھلک جو عارض پرنور کی — بام جانان پر نظر آئی تجلی طور کی
جان بچنے کی کوئی صورت نظر آتی نہین — بجلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی
جسم کو چھوڑا انہین مین لے وطن آیا قریب — روح نے اپنے بدن سے گرد غربت دور کی
گردن ساقی کی ہی کیسی صفائی میکشو — کیون نہ خم ہو جائے گردن شیشۂ بلور کی
پڑ گیا ہی عکس جو ساقی کے حسن سبز کا — قطرۂ مے مین ہی رنگت دانۂ انگور کی
جاے خون ہی جسم ساقی مین شراب لعل گون — آنکھ ساغر کی ہی گردن شیشۂ بلور کی
دست رنگین اور تیرے ساعد سیمین نہین — شعلے مین یاقوت کے شمعین ہین یہ کافور کی
گھر ہمارا ہجر مین تاریک ہی مانند گور — ایک حالت ہی شب ماہ شب دیجور کی
کیا برستی ہی بجاے ابر رحمت بیکسی — ہی یہی تربت مقرر ناسخ مغفور کی

صحبت عیش وطیش آراستہ ہی ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی وہان بقراط غصے مین بیٹھا ہی کہ ایک طائر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا بقراط نے کہا لو غضب ہوا بیخ چنار بھی مارا گیا

ایسا ہی کہ اُسکو گرفتار کر لائے کہ مین اُسکو سزا دون ابھی ابھی قتل کر دون کہ وہ جہانگیر پہ عاشق
ہو گئی ہی بھائی اِسکا بیخ چنار اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا کہا یا خداوند مین ابھی اُسکا سر
لاتا ہون یہ کہکے چلا اسباب سحر تیار کر لیا اُسوقت پہونچا کہ گلفشان جادو محفل آراستہ
کر رہی ہی کنیزین حاضر ہین کہ بیخ چنار آکر پہونچا آسمان سے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ تو نے
غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا گلفشان نے سر اُٹھایا بیخ چنار نے ایک گولہ مارا
گولہ آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا گلفشان بیہوش ہوئی کنیزین جابجا گرین بیخ چنار
اُترا کہ گرفتار کر کے لیجاؤن کہ زمین سے پتلی نکلی چاہا گلفشان کو اُٹھا لیجاؤن بیخ چنار
نے پتلی پر گولہ مارا سینہ پر پتلی کے گولہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا پتلی کے مرتے ہی گلفشان
کی زبان مین سوزن دی اور نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلفشان کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو اس حال مین پایا کہ بیخ چنار سامنے کھڑا ہی للکار رہا ہی کوڑا لیے ڈرا رہا ہی گلفشان
نے کہا او دیو لانے مین نے کیا خطا کی کہا صحبت کیون آراستہ کر رہی تھی گلفشان نے
جواب دیا میرے یہان ہمیشہ جلسہ رہتا ہی بموجب قاعدۂ قدیم درستی صحبت کر رہی تھی
اب بیخ چنار کچھ جواب نہین دے سکتا آخر اُسنے کہا کہ ای ہمشیرہ قدرت نے مجکو حکم
دیا ہی مگر مین نے تمہارے یہان جلسہ مین کسی کو نہ پایا اور قدرت نے فرمایا ہی کہ فرزند
حمزہ پر عاشق ہوئی ہیں وہ فرزند حمزہ یہان کہان ہی میری نظرون سے تو نہان ہی
قصد کیا کہ بہن کو رہا کرون مگر وہان چابک جو پہونچا جہانگیر کو شکار گاہ مین پایا تمام
کیفیت آکر عرض کی جہانگیر چابک کے ساتھ چلے جب باغ تھوڑی دور رہا چابک نے
کہا آپ اس مقام پر ٹھہریے مین پہلے ہو آؤن یہ کہکر چابک بڑھا جب قریب باغ کے
آیا دیکھا تو ایک کنیز کھڑی رو رہی ہی اُس سے جو پوچھا اُسنے حال گرفتاری گلفشان بیان
کیا چابک نے اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا گلفشان بندھی ہی اور
ایک ساحر عذر کر رہا ہی چابک نے سامنے آکر سلام کیا بیخ چنار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ
ایک کنیز ہی مہ جبین پری طلعت خوبصورت سینہ اُبھرا ہوا حیران ہو کر پوچھا اری تو کون ہی
کہا مین حضور کی رازدان ہون میرے ساتھ چلیے مین اُس مسلمان کو گرفتار کرا دون ایکسا

سحر کرون کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا دیکھا ایک فیل مست چھوٹ گیا ہی وہ درختون کو گراتا ہوا
آتا ہی ایک طرف سے دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب مرکب پر سوار ہاتھی کے تعاقب مین آتا ہی قریب ہاتھی کے آکر
للکارا کہ او ظالم کہان جاتا ہی ہاتھی پلٹ پڑا اُس جوان نے گھونسے سے کودکر ہاتھی کو
ایک گھونسہ مارا کہ ہاتھی چیخ مار کر پلٹا نیزہ دارون نے ہاتھی کو گھیر لیا ہاتھی آن کر تھان
پر بندھ گیا **گلفشان جادو** بصورت مبدل لشکر مین اُتری ایک دوکاندار سے پوچھا
کہ یہ جوان کون تھا جسنے ہاتھی کو گرفتار کرادیا دوکاندار نے کہا شاہزادہ جہانگیر فرزند
امیر با توقیر ہین **گلفشان جادو** کو فکر ہوئی کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کرون آخر
معلوم ہوا کہ اپنی بارگاہ مین گئے ہین تعاقب مین چلی جب در بارگاہ جہانگیر پر پہونچی دیکھا
کہ ایک عیار طرار دروازے پر بیٹھا ہی **گلفشان** نے آکر **چابک** کو سلام کیا کہا اپنے
آقا سے عرض کرو کہ ایک شخص آپ کا مشتاق ہی اندر بلوائیے **چابک** نے دیکھا ساحرہ وضع ہی
باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے حباب ماردیا **گلفشان** بیہوش ہو کر گری **چابک** نے
چاہا قتل کرون کہ زمین تھرائی ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے **چابک** کو اُٹھا لیا اور **گلفشان** کی
کمر مین پنجہ دیکر وہ پتلی لے اُڑی **گلفشان** کا ایک باغ ہی اُسمین لیجاکر پتلی نے اُتارا
گلفشان ہوشیار ہوئی کہا کیون عیار طرار تو نے بڑی تیزی کی مجکو بیہوش کیا میرے
ساتھ نگہبان مقرر ہی مجکو کوئی قتل نہین کر سکتا تو اُس شہریار کا کون ہی **چابک** نے کہا
مین شاطر ہون تب **گلفشان** نے حال اپنے عشق کا بیان کیا **چابک** نے کہا میری خطا
معاف فرمائیے مین آپ کے حال سے واقف نہ تھا ساحرہ وضع دیکھکر آپ کے درپے آزار
ہوا اب آپ نہ گھبرائیے مین آپ سے آقا کو ملاؤنگا یہان بلاکے لاؤنگا **گلفشان** نے
چابک کو بہت مطمئن کیا ایک موتیون کا مالا بھی دیا **چابک** تو اس فکر مین چلا کہ شاہزادے
کو بلا کر لاؤن ایسی ساحرہ زبردست ہی اگر یہ شریک ہوگی تو **لقراط** کو بڑے ملال پہونچینگے
وہان **لقراط** نے بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا شاہزادیان جو گا رہی تھین اُنھون نے
پوچھا یا خداوند باعث رنج و ملال کیا ہی **لقراط** نے کہا **گلفشان** ہاتھ سے جاتی ہی کوئی ساحر

اگر کوئی اور افسر آگیا تو کیا ہوگا نور الدہر نے کہا اے نقابدار بہادر میرے سردار
کو انھون نے زخمی کیا مین نے اسپر بھی صبر کیا اب یہ مجکو کمزور سمجھے ہین سر اسر دباتے ہین
آپ ہٹ جایئے تماشہ دیکھیے کہ یہ میرا کیا کر لیتے ہین نقابدار نے منع کیا اور کہا مین نہ لڑنے
دونگا اور کسی وقت لڑ لینا یہ کہکے دونون کو الگ کیا اور نہ لڑنے دیا ایرج نوجوان
جہانگیر و سعید کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے نور الدہر نقابدار سے باتین کرتے
ہوے آتے ہین کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی مفتون کا بھائی جیحون اپنے بھائی کے
مارے جانے کی خبر سُنکر تین لاکھ فوج سے آپڑا نقابدار و نور الدہر مصروف جنگ ہوے
مگر فوج کا زیادہ بلوہ ہے ایرج کو آکر شاپور نے خبر دی کہ نور الدہر وغیرہ گھر گئے
اور نقابدار بھی گھرا ہے دونون جوان مصروف جنگ ہین مگر انتہا کا بلوہ ہے ایرج و
جہانگیر و سعید بھی نعرے کرکے آپڑے مگر نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا قریب
جیحون کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر فوج کو کیا اشارہ کر رہا ہے جیحون نے
جو نقابدار کو دیکھا بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تلوار
کا مارا کہ جیحون کے دو ٹکڑے ہوے پھر فوج پر آکر گرے یہ سب شیر جب مل کر لڑے
فوج کی کیا تاب تھی کہ اِنسے لڑسکتی آخر سب شکست کھاکے بھاگے نقابدار تو رخصت
ہوگیا یہ سب جوان دریاے خون مین نہائے ہوے لشکر مین آئے بقراط کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ مفتون و جیحون و مستور مارے گئے ایرج و نور الدہر لڑائی فتح
کرکے ابھی آئے ہین صاحبقران علاج مین فرزندون کے مصروف ہین یہ سُنکر قیلاب
بہت جھلایا مگر مفتون و جیحون کا مارے جانا سُنکر حیران ہے کہ ایسے پہلوان زبردست
مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مین اُنپر غالب نہ تھا دیکھیے میدان مین کیا گذرے بقراط سے
عرض کی یا خداوند کسی ساحر کو بھیجے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے تو مطلب حاصل ہو جبتک
طلسم کشا نہ قتل ہوگا مطلب نہ پورا ہوگا بقراط نے طرف ساحرون کے دیکھا ایک
ساحرہ موسومہ بہ گلفشان جادو یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر لشکر کو تباہ کرتی ہون
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی طرف لشکر کے چلی ایک نخل پر آکر بیٹھی ارادہ ہے کہ

مین نے اُسکو مار لیا وہ دیکھو صحرا مین لاشہ پڑا ہی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوکر مصروف جنگ ہوے لڑائی ہورہی ہی نور الدہر شیرانہ لڑرہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش آکر یکہ تنہا مصروف جنگ ہوا نور الدہر نے جو دیکھا کہ نقابدار نے آکر جنگ کو روکا اڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے مفتون نے جو دیکھا کہ طلسم کشا میرے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغۂ طلسمی پر لگا تھا پھر ہاتھ تیغۂ طلسمی کا مار دیا مفتون کے دو ٹکڑے ہوے لشکر والے شکست کھاکے بھاگے نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا یہان ایرج کو شاپور نے خبر دی کہ قید جہانگیر طرف قلعۂ مفتون کے گئی ہی اور نور الدہر واسطے رہائی کے گئے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے شاپور ہمراہ ایرج کو لیکر چلا ایرج اُسوقت پہونچے کہ نور الدہر نے جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے ساتھ لیکر چلین کہ نعرۂ ایرج کی آواز آئی ایرج نے نور الدہر کو للکارا کیون کشتی گیرزادے تو نے بڑا فتور کیا کہ آکر جہانگیر کو رہا کر لیا کیا مین نہ رہا کر سکتا تھا ای عم نامدار آپ میرے پاس آئیے اِس کشتی گیرزادے کا ساتھ نہ دیجیے مجھے شاق ہی کہ آپ کو یہ رہا کرے مین اگر خبر پاتا تو کیا بے لیے رہائی نہ آتا نور الدہر نے کہا بھائی تمہین نے رہا کیا مین کب اسکا دعوی کرتا ہون کہ جرأت مین مین تمسے بہتر ہون تم بڑے بہادر ہو مین کب تمہارا سامنا کر سکتا ہون ایرج نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا اُٹھایا جب تو طہماس کو بہت ناگوار ہوا ساطور اُٹھایا نور الدہر نے منع کیا کہ ای طہماس خبردار ساطور نہ مارنا طہماس نے ساطور روکا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا طہماس کو زخمی کیا جب طہماس زخمی ہو چکا ایرج طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے منع کیا کہ ای ایرج بس انتہا کی سختی کر چکے اب ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پریشان کرونگا ایرج کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا پھر ایرج نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نور الدہر بھی مرکب اُڑا کر سامنے آئے کہا اب مین مجبور ہون کہ تمنے سرکشی کی انتہا کردی نقابدار زرین پوش نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج و نور الدہر مین تلوار چلا چاہتی ہی گھوڑا اُڑا کر بیچ مین آیا اور دونون کو گھُرکا کہ یہ کیا حرکت ہی دشمن دباو ڈالین گے ابھی فوج بھاگ کر آگئی ہی

حشمت شاہزادہ نورالدہر۔ ایک طرف سے نعرہٗ طہماس ہوا کہ منم ہزبر بیشہٗ گلگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور دونون جوان آگر گرے نورالدہر نے بڑھکر مستور کو قتل کیا جب مستور مارا گیا فوج والے بھاگے جاکر مفتون تیرہ درون کو خبر کی وہ کئی لاکھ فوج لیکر آیا نورالدہر آکر جہانگیر کو رہا کیا چاہتے تھے کہ مفتون آکر پہونچا حکم دیا کہ دونکو گھیر لو فوج نے آکر گھیرا جہانگیر نے جو دیکھا کہ طہماس و نورالدہر گھرے ہوے لڑ رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای حاکم بے نیاز میری رہائی کی صورت نکلے کہ اِس جنگ کو فتح کرون

نظم

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما ｜ وی بذات تو تصدق دین ما ایمان ما

تازہ از فیضان جنت ہر گل بستان ما ｜ روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما

با وجود قرب ہستیم از بساط وصل دور ｜ حیف بر مہجوریِ ما وای بر حرمان ما

بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان ｜ مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما

ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و سجود ｜ عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم ｜ چون نریزد اشکِ خون کلک گہر افشان ما

گرچہ سر تا پا گنہگاریم یا مولے مگر ｜ صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما

حین ہر مشکل فقط مشکل کشاے ما توئی ｜ وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

مگر نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مفتون کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے آکر طہماس نے گھیرا اب ارادہ ہی کہ مفتون تیرہ درون کو مارلین کہ ایک ابر آسمان پر آیا ابر مین سے ایک پنجہ گرا نورالدہر کو لیچلا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک دیو خونخوار مجکو لیے جاتا ہی گردن مین ہاتھ ڈال کے جھٹکا مارا اور گھونسہ ماردیا کہ دیو کا سر پھٹ گیا نورالدہر زمین پر گرے مفتون نے آواز دی کہ یارو اب گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج بلوہ کرکے چلی طہماس نے جنگ کرکے فوج کو روکا مرکب طلسمی تابہ نورالدہر پہونچا پاکہا کون حضور کو لیچلا تھا نورالدہر نے کہا ایک دیو خونخوار تھا مگر

چابک نے یہ خبر جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر نے حکم دیا ہمکو سویرے خبر پہونچانا کہ کسوقت وہ دربار مین طلب کرتا ہی نورالدہر نے جہانگیر کو بدمزاج پایا کئی مرتبہ پوچھا عمّ نامدار آپ ملول ہون تدبیر رہائی سعید ہو جائیگی جہانگیر نے جھلا کر جواب دیا کیا ہم پا یہ کمی کار رکھتے ہین کسی کی معرفت رہائی ہو ہم آپ رہا کر لائینگے نورالدہر خاموش ہو رہے مگر قیلاب نے صبح کو دربار مین سعید کو طلب کیا سعید بل کرتا ہوا آیا قیلاب نے کہا خداوند کو سجدہ کر سعید نے جواب دیا او نامرد تو نے کیا مجکو بجرأت زیر کیا ہی جو سوال مذہب کرتا ہی قیلاب نے جھلا کر جلاد کو بلایا جلاد آیا کوئلے کا خط گردن پر دیا چابک نے جہانگیر کو آکر خبر دی جہانگیر اکیلے دربار سے اُٹھے دربار سے نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے لشکر بقراط مین آئے کسی نے بقراط کو خبر دی کہ فرزند حمزہ تنہا لشکر مین آیا ہی بقراط نے حکم دیا گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا جہانگیر دو گھڑی کامل لڑے آخر مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا گھوڑے سے گرے ازدحام بلوہ کے کفار نے گرفتار کر لیا جب چابک نے دیکھا کہ جہانگیر گرفتار ہوے روتا ہوا وسہار مین آیا صاحبقران نے پوچھا کیون چابک خیر تو ہی عرض کی کہ آقاے نامدار براے رہائی سعید گئے تھے گرفتار ہو گئے صاحبقران یہ سُنکر نہایت پریشان ہوے خواجہ عمرو کو حکم دیا دریافت کرو کہ قیلاب کا کیا ارادہ ہی اگر قتل کرنے کا اُسکا قصد ہو تو ہمکو جلد خبر دو خواجہ عمرو براے خبر گئے دریافت کر کے آئے کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ مفتون کہتے ہین مفتون تیرہ درون نامے ایک پہلوان ہی کہ وہ وہان کا حاکم و ناظم ہی قیلاب نے جہانگیر و سعید کی قید وہان روانہ کر دی صاحبقران یہ سُنکر چاہتے ہین کہ حکم دین کہ جا کر رہا کرو نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے کہا یہ بار تو غلام کے ذمہ ہی یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے طہماس نے جو دیکھا کہ آقا جاتے ہین یہ بھی نکلکر ہمراہ ہوا قیلاب کا پہلوان مستور بیشہ نشین ساٹھ ہزار فوج سے قید لیے جاتا تھا کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نظم نعرہ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بختم ولبقہر شہ ستارہ

لگا کہ جہانگیر کو بڑا قلق ہی کہ میرا سردار زخمداری مین لڑ رہا ہی خدا اسکو بچائے ای خالق بے نیاز داہی رب کارساز میرے سردار کو بچالے زخمدار ہو رہا ہی نظم

می کند کلک قدرت تو قدیر
هر زمان تازه نقش نو تحریر

آدمی را شرف تو بخشیدی
خاک را لطف کردهٔ توقیر

مرحمت کردهٔ تو انسان را
دولت علم و دانش و تدبیر

نیک و بد را تو مے کنی تقسیم
رزق شان بے توقف و تاخیر

سرنگون ہر جوان بخاک درت
سجدهٔ عجز مے کنند ہر پیر

خامہ عاجز ز شرح اوصافت
ہر زبان است لال از تقریر

ذات پاک تو ہست عالم غیب
واقف و محرم و علیم و خبیر

تو بدانی و بینی و شنوی
حالت خلق یا سمیع و بصیر

بے مثالی و لاشریک توئی
تو نداری دگر عدیل و نظیر

عرش و فرش و بلندی و پستی
یافتہ از تو صورت ہستی

آخر سعید نوجوان کے سر سے اسقدر خون بہا کہ بیہوش ہوکر گرا قیلاب نے قصد کیا کہ گرفتار کرلون جہانگیر کو تاب نہ باقی رہی جہانگیر نے مرکب اڑا دیا سامنے قیلاب کے پہونچے گھوڑے سے کود پڑے ایک گھونسہ اسکے گینڈے کو مارا کہ سر پھٹ گیا قیلاب کو دا جہانگیر نے کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر مارون فوج والے دوڑ پڑے لڑائی ہونے لگی جہانگیر بھی زخمی ہوے اور قیلاب ہاتھ سے چھوٹ گیا مگر اس ہاڑ مین سعید گرفتار ہو گیا ہمراہی لشکر اسلام جادوگرنیان جو ہین اُنھون نے قصد کیا کہ سحر کرین مگر لبقراط نے جب دیکھا کہ ملازم قیلاب کو لے آئے اور سعید کو بھی گرفتار کرلیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے مگر کئی لاکھ ساحران لبقراط مارے گئے جب لشکر پلٹ کر اپنے اپنے مقام پر آئے تو جہانگیر نے چابک کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچانا اگر سعید کے قتل کا ارادہ کرے تو مجھے خبر لے چابک واسطے خبر کے گیا قیلاب نے سعید کو لا کر اول زخمدوزی کرائی پھر قید خانہ بھیجدیا کہا صبح کو دربار جھونگا

تخت شاہنشاہی سامنے آیا امیر خود نور الدہر کے ہمراہ ہین فرماتے ہین پروردگار اسکو مظفر و منصور کرے اس طلسم مین بڑی تکلیف اُٹھائی نور الدہر نے عرض کی حضور کا اقبال شریک تھا کہ تمام مرحلہ جات فتح ہوے بیچ مین تخت شاہنشاہی نور الدہر سب سے آگے بڑھے ہوے بدیع الزمان خوش ہین مگر قاسم کہتے ہین کہ دادا جان شوکت نور الدہر کی بڑھاتے ہین دیکھیے ساتھ ساتھ آتے ہین شوکت پوتے کی خود بڑھاتے ہین سب صاحب سر میدان دیکھ لینگے کہ ایرج نوجوان کس عظم وشان سے آیا کہ اُسکے آنے سے بقراط کو خوف پیدا ہوا نور الدہر سُنکر خاموش ہو رہے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا بقراط تخت پر سوار مروارید پہلو مین باون لاکھ ساحران غدار ہمراہ ایک ایک ساحر اُبلا ہوا چار سو تاجدار و افسران نامدار اپنی اپنی فوجون کو ساتھ لیے ہوے اس دھوم سے لشکر بقراط کا میدان مین آیا کہ اندھیرا ہو گیا بقراط نے تخت اپنا روکا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرڑکا کنگرہ ہٹے کہ قیلاب خارہ شکن نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت بقراط کے آیا عرض کی یا خداوند اجازت میدان بقراط نے کہا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قیلاب گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا سلحشوری دکھائی پھر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکل کر مقابلہ کرے سعید نوجوان سردار جہانگیر گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا ای سعید نوجوان حریف زبردست سے مقابلہ ہی عرض کی اقبال حضور شریک ہوگا یہ کہکے سامنے قیلاب کے آیا قیلاب نے بعد گفتگو نیزہ مارا سعید نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے سعید نے نیزہ قیلاب کا نکالا قیلاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر نیزہ نکلنے سے بہت شرمندہ ہر ہاتھ تلوار کا مارا سعید نوجوان نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑے ون مگر گھوڑے نے سکندری کھائی گِردا سپر کا سر سے ہٹا گوشۂ سپر کو کاٹ کر تلوار تا دو ابرو پہونچی قیلاب نے دوسرا ہاتھ مارا سعید نوجوان لپٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا قیلاب سمجھ گیا کہ سعید زبون ہر کشتی مین زیر کرونگا اب جو دونون اُترے سعید نوجوان لڑنے

حیرت سی ہی طلسم جہان دیکھکر مجھے — یارب مرا خیال یہ ہی یا کہ خواب ہی
کہتے ہین زخم تن کہ لے بوسے کسقدر — قاتل سے ہمسے حشر کے دن یہ حساب ہی
ایسا جنون مین روئے کہ دریا بنائے دشت — زنجیر موج آبلۂ پا حباب ہی
آغاز حسن وان ہی یہان زندگی تمام — پیری ہی اپنی یار کا عہد شباب ہی
ہم میکشون کو غم نہین مرنے کا محتسب — فردوس مین بھی سنتے ہین نہر شراب ہی
دلفون کو قطع کر کہ یہ ہین دشمن جہان — سانپون کے قتل کرنے مین ظالم ثواب ہی
یوسفؑ کی طرح کھینچ ہی لاؤنگا دیکھنا — ظالم مرا خیال زلیخا کا خواب ہی
اُس مست نے جو کی سوِ دریا نگاہ گرم — پانی ہوا شراب تو ماہی کباب ہی
کسکو ہمارے یار کے نظارے کی ہی تاب — خورشید جسکو کہتے ہین اُسکی نقاب ہی
ہی عشق اُسکے روے کتابی سے بس مجھے — ناسخ جو شوخ صاحب اُمّ الکتاب ہی

رات بھر اس جلسہ مین بسر ہوئی نور الدہر سب کی خاطر کر رہے ہین مگر ایرج کے تیور پر بل پڑا ہوا ہی ہر مرتبہ فرماتے ہین بھائی صاحب طبل جنگی بجوائیے مین مقابلہ کرونگا نور الدہر جواب دیتے ہین ای برادر تقدّم ہمارے یہان جائز نہین ہی اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم جواب دینگے مگر بقراط دربار مین بیٹھا ہی تمام پہلوانان غدّار و ساحران مکار جمع ہین اُس مجمع سے ایک پہلوان موسوم بہ قیلاب خارہ شکن بل کرتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے سر میدان طلسم کشا کو ٹوکونگا کیا میرے ہاتھ سے امان پاوینگے سر میدان زیر کرونگا طبل جنگی بجوائیے بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بزردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

نور الدہر نماز سے فراغت حاصل کر کے بیرون بارگاہ آئے سب سردار ساتھ مین

جادوگرنیان ابر پر سوار آئین وہ بھی آکر اُترین نورالدہر آنے سے صاحبقران کے بہت خوش ہوے کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شہنشاہ باتوقیر سعد بن قباد و الانژاد بشوکت تمام آکر پہونچے بادشاہ کو بھی نورالدہر استقبال کر کے لائے بارگاہ نورالدہر مین آکر بادشاہ تخت پر بیٹھے نورالدہر باہر کھڑے ہین تماشہ آمد فوج بادشاہ کا دیکھ رہے ہین کئی جادوگرنیان بادشاہ کے ساتھ بھی آئین وہ بھی آکر بیٹھین نورالدہر نے دیکھا کہ بعد آنے بادشاہ کے پھر گرد اُڑی ایرج نوجوان بصد شوکت وشان آکر پہونچے صاحبقران خود بارگاہ سے نکل آئے ایرج کو گھوڑے سے اُتروایا مگر دیکھا تیور پر بل پڑے ہین تیغہ دودمۂ سکندری کے قبضے پر ہاتھ ہر فرماتے ہین کہ اگر ہم نہ آتے تو اِس جنگ کا انتظام نہوتا صاحبقران نے ایرج سے فرمایا بابا جنگ سخت ہر لقراط کے ساتھ بہت فوجین جمع ہوگئی ہین خدا انجام بخیر کرے ایرج نے کہا داداجان جب مردان عالم کی تلوار کھنچے گی کافر نوک دُم بھاگین گے کہ پھر گرد اُڑی شاہزادۂ جہانگیر والاتدبیر بشوکت تمام وبہ تکلف مالاکلام آکر پہونچے بعد آنے جہانگیر کے آمد فوج موقوف ہوئی یہ سب سردار مع چند اپنی اپنی ہمراہی جادوگرنیون کے آئے ہین کہ ذکر جنکے مقامات گذشتہ پر لکھ چکا ہون ناظرین پر واضح ہوگا مگر ہمراہ نورالدہر جو سامان ہر وہ کسی کے ساتھ نہین ہر سکندر ثانی ویسا بادشاہ عالیجاہ نجم اختر شناس ایسا رفیق شاہزادیان چیدہ جادوگرنیان منتخب جنمین سے ہر ایک کو دعوٰی ہر کہ لشکر کے قدم اُٹھا دینگے الغرض جب بارگاہ نورالدہر مین سب سردار آکر جمع ہوے تو نورالدہر نے اشارہ کیا شبرنگ بن عمرو نے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز سامنے حاضر کیے دورہ جام گردش مین آیا نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہر
تاثیر گلر خون کے تصور کی دیکھنا

کہتے ہین دست ماہ مین اب آفتاب ہر
لخت جگر جو گل ہر تو آنسو گلاب ہر

چالیس لاکھ فوج پشت پر علمہاے زرنگار کے پھرہرے کھُلے ہوے اِس شوکت سے
بقراط آکر مقابلہ نور الدہر مین اُترا نور الدہر فوج کثیر دیکھکر گھبرا گئے فرمایا کہ بڑی فوجین
یہان جمع ہو گئین سکندر ثانی نے عرض کی حضور فوج سے تردد نہ کرین یہ میلہ فقط دیکھنے
کا ہے ایک سحر مین اِسکو مٹا دونگا کیا یہ لوگ بچ سکتے ہین مگر غلام نے خبر سُنی ہے کہ کل سے
فوجین اور آئینگی یہ لوگ تو جلو سے ہمراہ آئے ہین نور الدہر بیٹھے دیکھا کیے دن بھر فوج
آیا کی چار پہر دن اِسی ہنگامہ مین گذرا شام کو نور الدہر اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے سردارون
مین بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی شبرنگ سے کہا دریافت
تو کرو کہ اب یہ نوبت و نقارہ کیسا بجا شبرنگ نے عرض کی مین نے ہرکارے مقرر کر دیے
ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی ای شہریار ایک بادشاہ
موسوم بہ کتیاد فیروزہ پوش سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا ہے رات بھر کتیاد کی فوج آیا
کی صبح کو نور الدہر پھر باہر آکر بیٹھے کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر
سوار چھ لاکھ فوج پشت پر جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی کہتا ہوا آتا ہے کہ لشکر طلسم کشا
پر جا پڑون ابھی لشکر کو پامال کر دون سب لشکر پراگندہ ہو جائے کہ بقراط ثانی بارگاہ
سے نکل آیا کہا ای رفیق و شفیق و ای سپہ سالار قدرت ابھی تامل کرو اور چند بادشاہ آنیکو
ہین جو جو بادشاہ مسلمان ہونے سے باقی ہین وہ سب آئینگے وہ بلوہ کرون کہ طلسم کشا
کو بھاگتے راستہ نہ ملے سالار اُسکا نام ہے وہ کلام بقراط سُنکر اُتر پڑا دوپہر تک چھ لاکھ
فوج آئی دوپہر بجے پھر گرد اُڑی ایک بادشاہ گینڈے پر سوار پانچ لاکھ فوج پشت پر
علمہاے سیاہ کے پھرہرے کھلے ہوے معلوم ہوا مفتون آفت خیز اِسکا نام ہے سات
روز تک برابر اِسی طرح کتنے ہی بادشاہ آئے اور سب آنکر اُترے کُل صحرا فوجون سے
بھر گیا نور الدہر حیران تھے کہ اس فوج سے کیونکر مقابلہ مین سر بر ہونگا گھوڑے کا بڑھانا
مشکل پڑیگا فوج بیحساب ہے اب دوسرا حال عرض کرتا ہون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
صاحبقران زمان بہ فوج کثیر آکر پہونچے نور الدہر استقبال کرکے صاحبقران کو
کو لے آئے بارگاہ گوہر نگار نور الدہر مین صاحبقران آکر بیٹھے سب سردار ساتھ ہین چند

نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر ☆ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ☆ طہماس وغیرہ نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ پہلوان ہاتھ سے شاہزادے کے زخمی ہوکر مع لشکر بھاگا ہی کیا جرات وشوکت ہی کہ اُسکے تعاقب مین آتے ہین ادھر سے ان لوگون نے بلوہ کیا وہ پہلوان گھبراکر پلٹا نورالدہر سے سامنا پڑا اسنے مجبور ہوکر ہاتھ تلوار کا ارا نورالدہر نے روک کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے سرداران نورالدہر نے فوج پر حملہ کیا فوج والے بھاگے نورالدہر نے کہا یہ لوگ جانے نہ پائین سارا لشکر تعاقب مین چلا شبرنگ نے لاکر مرکب طلسمی حاضر کیا اُسپر نورالدہر سوار ہوے دوپہر برابر وہ سب بھاگے ہوے چلے گئے آخر ایک صحرا مین آکر سب کو گھیرا وہ سب عذر کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سب مطیع اسلام ہوے نورالدہر اُسی مقام پر اُتر پڑے صبح کو دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی لاکھون فوج چلی آتی ہی دن بھر فوج آئی رات کو تانتا ٹوٹا جو جس مقام پر پہونچا تھا اُسی مقام پر اُتر پڑا نورالدہر حیران ہین کہ یہ لشکر عظیم کہانسے آیا افسر انکا کون ہی شبرنگ کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ لشکر بے پایان کسکا ہی شبرنگ گیا اور دریافت کرکے آیا عرض کی ای شہریار وہ پہلوان اول جسکو حضور نے قتل کیا اُسکا نام مغلول دیوکش تھا اُسکو بقراط ثانی نے بھیجا تھا کہ فوجین بحساب جمع ہوچکی ہین طلسم کشا کو لگا لاؤ وہ پہلوان زخمی ہوکر بھاگا جانتا تھا کہ طلسم کشا ضرور میرا تعاقب کرینگے آپ کے لشکر تک بھاگتا ہوا آیا اور حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہانسے بارہ کوس پر قلعۂ مروارید نگار ہی اس بارہ کوس کے گرد مین فوجین آچکی ہین اور ساحرون کو بھی نامے بقراط ثانی نے لکھے ہین وہ بھی بروقت آئینگے بڑے غضب کا مقابلہ پڑیگا مروارید نے بقراط سے کہا ہی کہ اتنی فوج ہی کہ طلسم کشا سے بلوہ نہ رک سکے گا ایسا مقابلہ پڑے کہ لشکر نورالدہر تباہ ہوجائے کوئی چالیس لاکھ فوج بتاتا ہی کوئی کہتا ہی اس سے بھی زیادہ ہی سرداروں نے عرض کی آنے دیجیے انشاء اللہ سب سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے نورالدہر باہر آکر بیٹھے کہ صحرا سے پھر گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بقراط ثانی تخت پر سوار ہی مروارید آفت خیز پہلو مین بیٹھی ہی

مگر وہ جوان بھاگا ہوا جاتا ہی رکتا نہین سارا لشکر اُسکے پیچھے بھاگا جاتا ہی نور الدہر اکیلے لڑتے ہوے جاتے ہین جہان اُسنے جا بار کون وہین پر نور الدہر نے نعرہ کیا اور جا پڑے چند ہاتھ تلوار کے مارے پھر وہ لوگ بھاگے یہان یہ حال گذرا کہ لشکر نور الدہر مین طہماس بن عنقوبیل دیو پیر ورکہ عاشق جمال نور الدہر ہی جب اِسنے چند عرصہ تک نور الدہر کو نہ دیکھا بیمار ہو گیا صبح کو شبرنگ کرسی کنارے پر صحرا کے بچھا دیتا ہی طہماس آکر بیٹھتا ہی جملہ شاہزادیان اور سب سردار بھی یاد مین نور الدہر کی اُسی مقام پر آکر بیٹھتے ہین طہماس مایوس یاد مین شاہزادے کے یہ اشعار رو رو کر پڑھتا ہی نظم

کونسی شب ہی جو رو رو کے نہین کٹتی ہی — شام ہوتی ہی اُدھر چھاتی اِدھر پھٹتی ہی
صورت شمع ہون ہر چند فروغ محفل — بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہی
درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین — آسمان چرخ مین آتا ہی زمین پھٹتی ہی
کسکی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون — میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہی
لاش پہ لاش نکلتی ہی ترے کوچے سے — کیا تماشا ہی کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہی
حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہی آگاہ — آرسی سامنے سے اُسکے نہین ہٹتی ہی
شب ہجران کی درازی کا گلہ کیا کیجے — خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہی
گوش وہ ہی جو سُنا کرتا ہی افسانۂ حسن — وہ زبان ہی جو صنم نام ترا رٹتی ہی
سائل دولت دنیا ہو نہین ای آتش کیا — گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہی

طہماس کے رونے پر نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش اور شعلۂ جوالہ وغیرہ بیتاب و بیقرار رویا کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کس ساعت سے شاہزادہ گیا کہ آج تک پلٹ کر نہین آیا کون ایسا دشمن تھا جو شہزادے کو اُٹھا لیگیا کہ آجتک پتہ نہ ملا دیکھیے اب شاہزادہ کیونکر ملے پھر بھی ہمارا غنچۂ آرزو کھلے ایک روز کا ذکر ہی کہ سب سردار وغیرہ حسب معمول کنارے پر صحرا کے بیٹھے یاد مین نور الدہر کی رو رہے ہین اور سب بیقرار دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طہماس وغیرہ نے دیکھا کہ ایک پہلوان زخمدار و بیقرار بھاگا ہوا آتا ہی کہ پشت سے نعرہ شیر کی آواز آئی

تھے مرجانہ نور الدہر کو اپنے باغ مین لائی کہ باغ اسکا بیرون سرحد دیوار قہقہہ ہے جسکو
جبل اعلیٰ کہتے ہین نور الدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا شراب وکباب مہیا کیے نور الدہر ہوشیار
ہوے مرجانہ نے کہا ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہے وصل میرا قبول کر ورنہ اس حال
خراب سے مارونگی کہ ماہیان دریا دمرنان ہوا تیرے حال پر روئین دیکھ وہ سامنے دیوار
قہقہہ ہے اس طرف میری حکومت ہے جسکو چاہون آنے دون جسکو چاہون نہ آنے دون
بڑے بڑے دیوزاد میری اطاعت مین ہین مجھسے پوچھکر راستہ چلتے ہین تجکو حکومت پردۂ قاف
کی دونگی نور الدہر نے خیال کیا کہ میرے تحفہ جات میرے جسم پر آراستہ ہین لوح محفوظ
گلے مین پڑی ہے ہاتھ پانوٗن قابو مین ہین اکڑکر اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا او ملعونہ کیا بکتی ہے
مین تیرا وصل قبول نکرونگا بہتر یہ ہے کہ جان دون لیکن تیرا وصل نہ قبول کرون یہ سنکر مرجانہ
نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی نور الدہر تیغ کھینچے ہوے قریب پہونچے تب مرجانہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر تیغہ طلسمی کا وار کیا مرجانہ کے دو ٹکڑے
ہوے باغ مین دیکھا کہ کئی سو جوان بارہ دری مین قید ہین اُن سب کو قید سے رہا کیا
وہ سب شاہزادے اور تاجرزادے تھے کلمہ پڑھ پڑھکر سب بصدق دل مسلمان
ہوے ہر شخص نے اپنی گرفتاری کی صورت بطرز نو بیان کی نور الدہر سنکر حیران
ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر باغ سے نکلے طرف طلسم خیال سکندری کے کوچ کیا دن
بھر مین دس کوس راستہ طے کیا شام کو ایک صحرا مین اُترے وہ جوانان رہا شدہ بارہ سو
جوان ہین حفاظت کر رہے ہین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری یعنی دوپہر رات
گذر گئی تو صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آکر
گرا طنابین خیمون کی قطع کرنے لگا جو سامنے آیا وہ مارا گیا ہلڑ جو ہوا نور الدہر اُٹھے
باہر آکر لشکر کا یہ حال دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکار اُٹھے کہ ای پروردگار بندے تیرے یون
قتل ہو رہے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے کئی سو جوان مارکر سامنے افسر کے پہونچے
اُسنے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اُسکا وار
روک کر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا وہ گینڈا اٹھاکر بھاگا نور الدہر اُسکے پیچھے چلے

ہین کوہ بلور سامنے معلوم ہوتا ہو مثل برق چمک رہا ہو کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ او ظالم کہان جاتا ہو دیو زرین پوش کو تو نے مارا ہین کیا تجکو زندہ جانے دونگا یہ کہکے کمان کاندھے سے اُتاری سوامن کا تیر جوڑا تاک کر سینۂ بے کینۂ نورالدہر پر مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی سے اُسکو قلم کیا لیکن سری جو کٹ کر گری پایۂ تخت ٹوٹا ایک دیو حامل تخت کا شانہ زخمی ہوا وہ دیو تخت چھوڑ کر علٰحدہ ہوگیا نورالدہر تخت سے گرے جس دیو نے تیر مارا تھا زنگال آدمخوار اُسکا نام ہو یہ چھپٹا کہ دیوزادون کو گرفتار کرلون اور دیوزادون نے قصد کیا تھا کہ نورالدہر کو روکین لیکن بخوف جان سامنے سے زنگال کے بھاگے اب نورالدہر ہوا مین گرتے ہوے آتے ہین دل مین خیال کرتے ہین کہ ای نورالدہر ہزار ہا گز کی بلندی سے گرتا ہون یقین ہو کہ جس مقام پر گرونگا استخوان چور چور ہوجائین گے عرض کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے رحم اپنا شریک حال فرما نظم

می کند کلک قدرتِ تو قدیر ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را شرف تو بخشیدی خاک را لطف کردی نور منیر
مرحمت کردۂ تو انسان را دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم رزق شان بے توقف و تاخیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت سجدۂ عجز مے کند ہر پیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاک تو ہست عالم غیب واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی حالت خلق با سمیع و بصیر
بے مثالی و لاشریک توئی تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی یافتہ از تو صورت ہستی

اسی بیقراری مین تھے کہ قضاے کار مرجانۂ جادو ہوا پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی اُسکی جو نگاہ جمال نورالدہر پر پڑی جھپٹ کر پنجہ دیا لے اُڑی نورالدہر بیہوش ہوگئے

نقابدار کو زیر کرکے لائین اپنے دل کی مراد پائین نقابدار کو بڑا غزہ ہی یا کوئی
باعث ایسا ہو کہ مقابلہ نہو نورالدہر مرکب اُڑاتے ہوے میدان مین پہونچے نگاہ
نقابدار کی پڑی قصد ہوا کہ مرکب اُڑاؤن مقابلۂ نورالدہر مین جاؤن کہ ایک دیو
آسمان سے آیا اُسنے ایک مکتوب ہاتھ مین نقابدار کے دیا نقابدار نے وہ کاغذ
پڑھا پڑھتا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین جب تمام و کمال کاغذ پڑھ چکا
گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا نورالدہر سے صاحب سلامت کی کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی
مین مجبور ہون ناموس نے نامہ لکھا ہی کہ قہقہہ سرِ حشیمی فوج کثیر سے چڑھ آیا ہی ارادہ
ہی کہ قلعہ تسخیر کرون شاہزادیون کا ارادہ ہی کہ جان اپنی دیدین آبروریزی نہو سردار ان
نے مجکو لکھا ہی کہ اپنے کو جلد پہونچایئے تمھاری اقبالمندی ہی کہ تمکو میرے ہاتھ سے
پروردگار نے بچایا لہذا مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکے مرکب پھیرا تخت پہ سوار ہوا
دیوزادون نے سائبان زرنفتی سر پہ کھینچا بازسپید نے آکر سر پہ سایہ کیا سب دیوزاد
سمٹ کر آئے نوبت نقارے بجتے ہوے اِس ساز و سامان سے نقابدار روانہ
ہو گیا نورالدہر پلٹ کر سامنے جواہر پری کے آئے جواہر پری نے پوچھا اے
شہریار یہ کیا ہوا نقابدار کیون چلا گیا نورالدہر نے کہا قہقہہ سرِ حشیمی اُنکے ملک پر چڑھ
آیا ہی اُسکے استیصال کو گئے ہین اُس سے جا کر مقابلہ کرینگے ہمسے وعدہ کر گئے ہین کہ
اب جس مقام پر سامنا ہوگا وہان مقابلہ کرینگے لہذا اب وعدہ پختہ ہوا کسی مقام پر
آکر ضرور اُلجھے گا حقیقت مین بقول صاحبقران کس دھوم سے یہ نقابدار آتا ہی
کسی نقابدار کو یہ شوکت نصیب نہین ہوئی ہمارے قبلہ و کعبہ زمرد پوش بنکر آئے
تھے اور طلسم توڑا تھا مگر یہ عظم و شان نہ تھا اب پروردگار اسکے مقابلے سے ہم لوگون
کو امان دے آجتک تو اِسکا یہی ارادہ تھا کہ صاحبقران سے لڑون اب آج مجھسے
بھی راضی ہوا اگر اس دعوی پر قائم رہا تو چچا جان ہمارے رستم پیلتن و جہانگیر
بقدیرہ سے بھی مقابلہ کریگا مگر ملکہ اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو دیر ہو گئی جالا
تخت حاضر ہوے نورالدہر سوار ہو کر چلے صحراے شکارگاہ سلیمانی سے گذر چکے

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہوگیا

جس سے شیدا اسے رخ گلرنگ کو زخمی کیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہوگیا

آئنہ خانہ مین آیا وہ گلابی پوش جب
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہوگیا

دیدۂ مخمور کی رنگت وہ آنکھون مین کھبی
سوئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہوگیا

اسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہوگیا

کون گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہر بر
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہوگیا

ساری رات عیش ونشاط مین بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نماز سحر پڑھکر مصروف دعا ہوے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز مجکو غالب کرنا سامنے نقابدار کے فنون سپاہ گری مین کم نہون ہر فن مین غالب رہون نظم

تاکے از ہجر نیمجان باشم
زار و کمزور و ناتوان باشم

در غمت خون دل خورم تاکے
دم بخود گنگ و بے زبان باشم

تاکے اندر زمانہ سرگردان
روز و شب مثل آسمان باشم

کن کرم تاکہ ز آفت دوران
ہر شب و روز در امان باشم

رہنما شو براہ صدق و یقین
تاکہ خالی نہ ہر گمان باشم

دہ فراغت کہ درمیان جہان
فارغ از فکر این و آن باشم

باشم اندر عبادتت مشغول
تاکہ من زندہ در جہان باشم

ہندیم گرچہ کن کرم یارب
کہ ثنا خوان بہر زبان باشم

ہر زمان بر زبان بود ذکرت
روز تا شب بدل نہان فکرت

نور الدہر دعائین مانگ رہے تھے کہ فغفور چینی نے آکر عرض کی حضور اب دعا ختم کیجیے نقابدار میدان مین آگیا مرکب چمکار ہا ہے نور الدہر نے سجادہ لپیٹا سلاح جسم پر آراستہ کیے باہر نکل کر ایک دیو کو اشارہ کیا وہ لوٹ کر بشکل مرکب بنا اُسپر سوار ہوے جواہر پری تخت پر سوار ہوئین فغفور چینی بھی ہمراہ ہین مگر جواہر پری بہت بیقرار ہر دعائین کر رہی ہی کہ اے کریم کارساز وای بندہ نواز میرے وارث کی آبرو بچائیو

ہین مصروف ہوا نور الدہر آگے بڑھے ہوے جاتے ہین نقابدار چاہتا ہی مین برابر دیو زرین پوش کے پہونچون اور نور الدہر چاہتے ہین کہ مین افسر دیوان کو قتل کرون ہر چند کہ نقابدار گھوڑے پر سوار ہی اور نور الدہر پیدل جنگ کر رہے ہین مگر جست و خیز کرتے ہوے پہلے نور الدہر ہی برابر دیو زرین پوش کے پہونچے راہ مین کئی سو دیو قتل کیے دیو زرین پوش نے جو قریب اپنے نور الدہر کو پایا چوبدست گھماکر لگائی نور الدہر نے چوبدست قلم کی تیغہ طلسمی دست زبردست نور الدہر کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے بڑی تعریف کی قریب آکر کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ خوب جنگ کرتے ہو دیوکشی مین طاق شہرۂ آفاق ہو تمسے کون ہو سکتا ہی حقیقت مین دیوکش اور دیوبند ہو بدیع الزمان کے فرزند ہو تمھارے نام کا پردۂ قاف مین ڈنکا بج رہا ہی ہر سرکش تمھارے نام سے کانپتا ہی بلکہ جواہر پری نے جو خبر سُنی کہ دو قلعہ پر جنگ ہو رہی ہی مع فوج دیوان نکل آئین نور الدہر کو بیچ مین لیا نقابدار نے کہا کیون ای نور الدہر اب مقابلہ نکروگے نور الدہر نے کہا مین موجود ہون آپسے روگردانی نکرونگا نقابدار سے وعدہ ہوا نور الدہر آکر بارگاہ جواہر پری مین فروکش ہوے نقابدار نے جاتے ہی بارگاہ استاد کرائی طبل جنگی بجوادیا نور الدہر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر فرما رہے ہین کہ بڑے حریف سخت سے مقابلہ ہی خدا اُسکے سامنے میری آبرو رکھے مگر انشاء اللہ سر میدان یا تو میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی یا سر میدان کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لونگا جواہر پری نے جو شاہزادے کو پریشان پایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُر در گوش مرصع پوش بلائین وہ سامنے آکر بناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہوگیا	صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہوگیا
غنچے کہدین کیون گل احمر گلابی ہوگیا	لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہوگیا
کسقدر خوش رنگ ہی ساقی مے رنگین عشق	شیشے گلگون ہوگئے ساغر گلابی ہوگیا
سرخ دامن ہاے ہو میرے اشک پونچھے یار نے	ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہوگیا

خداست خالق اکبر کہ چار عنصر را — بیک وجود دہد حسب واقعہ ترتیب
خداست آنکہ زیک قطرہ میکند پیدا — بشر عجیب عجیب دگر غریب غریب
نوشت کاتب قدرت بلوح موجودات — عجیب صورت و نقش عجیب و خط عجیب
خداست آنکہ مراد از خدای خود خوانند — ہنود و مسلم و آتش پرست و اہل صلیب
خداست خالق و بخشندہ و رحیم و کریم — خداست حامی و ہادی و رہنما و ادیب
خداست آنکہ درین دہر کرد ہندی را — غنی و صاحب مال و امیر و اہل نصیب

بیقرار ہوکر دعا مانگ رہے ہین دیوزادون کا چہار جانب سے بلوہ ہر مگر نورالدہر جنگ کر رہے ہین کبھی طرف میمنہ اور کبھی جانب میسرہ حملے کرتے ہین اور یہی چاہتے ہین کہ جس طرح ہو اپنے کو تا بہ افسر پہونچاؤن مگر افسر دیوان سامنے نہین آتا دور سے طرز جنگ نورالدہر دیکھ رہا ہر کہ جو دیو سامنے پہونچا ہاتھ سے شاہزادے کے مارا گیا لاشے دیودن کے گر رہے ہین دریاے خون جاری ہر اُس عالم یاس مین نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی نورالدہر نے دیکھا کہ سامنے نقابدار زرین پوش ایک صحرا مین شکار کھیل رہا ہر وہی بارہ ہزار جوان گرد نقابدار ہین قضاے کار عیار کی نگاہ نورالدہر پر پڑی نقابدار سے عرض کی کہ نورالدہر کو دیوزادون نے گھیرا ہر جلد مدد کیجیے نقابدار نے جو پلٹ کے دیکھا بسبب خون قرابت رگون مین خون دوڑنے لگا وہین سے نعرہ کیا با شیدای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش کشندہ دیوان قاف صاحبقران عصر نقابدار نے جو یہ نعرہ کیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا جنگ کرتے ہوے قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای نقابدار بہادر یہ کلمہ کیا کہا خبردار دعوی صاحبقرانی نہ کرنا ای نقابدار بہادر فرزندان صاحبقران کیا تم سے باہر ہین یہ کہکے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا نقابدار نے کلائی پکڑلی نورالدہر کو یقین ہوا کہ کلائی ٹوٹ جائیگی ہنس کر کہا کہ ای نقابدار بہادر مین تمسے جنگ کشتی چاہتا ہون مجکو حلوانہ جانتا زورا اپنا نہ دکھاؤ مین بھی کم نہین ہون نقابدار نے کہا اُس جنگ سے فارغ ہو لیجیے پھر میرے آپ کے امتحان ہوگا یہ کہکے ہاتھ چھوڑدیا اور خود جنگ

جلیش آراستہ کی پریزادان دُر در گوش و مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

سودا ہی مجکو عشق خط سبز رنگ سے
ممکن نہیں کہ عقل نہ زائل ہو بھنگ سے

خوشبو یہ ہی ترے دہن غنچہ رنگ کی
شرمندہ ہی گلاب کا نیچہ تفنگ سے

لکھ لکھ کے حال اُسکے محل پر گرائیے
قاصد نہیں ولا کوئی بہتر پتنگ سے

لوٹے جو پانون تو بھی جہا نہین پھر اُٹھ سکیں
بیٹھا گیا نہ کونے مین میخوار لنگ سے

ہمخواب تو ہوا نہ کبھی مجھسے ایک شب
یارون نے مجکو آج اُتارا پلنگ سے

ہر امر مین خیال ہی مجکو مآل کا
ایذا ہی صلح یار سے راحت ہی جنگ سے

گوش رقیب تیر حسد کا نشانہ ہو
کر آج میرے کان مین باتین تفنگ سے

گل کر دیا چراغ ہماری حیات کا
بتی اُڑائی تو نے نگہ کے خدنگ سے

گذرے جو باغ مین وہ سوار سمند ناز
گلگون بھی آگے بڑھ نہ سکے گل کے رنگ سے

پہونچون مین ناتوان ہوا گر کوے یار تک
سوراخ مور کم نہیں مجکو سرنگ سے

پیک اجل سے بھاگ کے بچنا محال ہی
ناسخ حصول کچھ نہیں مشق شلنگ سے

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نورالدہر جواہر پری سے رخصت ہوے حالان تخت آئے نورالدہر سوار ہو کر چلے جیسے ہی قلعہ سے باہر نکلے غلغلہ کی آواز آئی کہ او جوان کہان جاتا ہی تو نے غضب کیا کہ بیضا وہ جادو کو مارا باپ بیضا وہ جادو کا دیو زرین پوش ساٹھ ہزار دیوزاد سے آپڑا نورالدہر بھی لڑنے لگے مگر بیقرار و بیتاب جواہر پری ہرچند دیوزادون کو اشارہ کرتی ہین مگر کوئی بخوف جان نہیں جاتا نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان اِس مشکل کو آسان کر نظم

بود بجان و جگر طالب وصال حبیب
گروہ صاحب قسمت وران نیک نصیب

چراست آدم خاکی اسیر حرص و ہوا
چراست بندۂ ناچیز در پی تخریب

ہر آنکہ از دل و جان ست عابد معبود
سو عبادت حق نفس را دہد ترغیب

خداست آن کہ رساند بہ بندگان روزی
بہر بہانہ و ہر حیلہ و بہر ترکیب

خداست چارہ گر درد ہر دل بیمار
برائے دارو ہر لا دوا خداست طبیب

نصیحت سے منجم شاعرون کو کہتے ہین اکثر ‏ زحل ہی نحس و نسبت نہ روے یار کے تل سے
یہ ہین اشعار شور انگیز اک مطرب کی اُلفت مین ‏ کہ اوراق اپنے دیوان کے مشابہ ہین جلاجل سے
درختار اگرہ ہر بند ہیجو ار دو ادو سعر آ دُو ‏ بھرے ہین جام آنکھونکے شراب شیشۂ دل سے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکھا تو یہ سمجھا ‏ کہ لیلی جھانکتی ہی مُنھ نکالے اپنی محمل سے

نورالدہر نے کہا اگر وہ مقام آپ کو معلوم ہی تو مجکو چلکر بتادیجیے نقابدار نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے کل مین آپ کے ساتھ چلونگا وہ مقام بتادونگا نورالدہر نے وہ شب ہمراہ نقابدار بسر کی بوقت صبح نقابدار کو ہمراہ لیکر طرف کوہ اورنگ کے چلے جب سامنے کوہ کے آئے تو نورالدہر نے دور سے دیکھا کئی ہزار نرہ ہاے دیو گرد کوہ کے بیٹھے ہین نورالدہر نے چاہا تلوار کھینچکر بڑھون نقابدار نے منع کیا کہا مین جاتا ہون انہین تکرار ہوئی آخر دونون تلوار کھینچ کر جا پڑے مجمع دیوان مین لڑنے لگے سب دیو بدحواس ہوکر اُٹھے کئی سو دیوان دونون جوانون کے ہاتھ سے مارے گئے دیوزادونکو بھگاکر نورالدہر طرف کوہ کے چلے نقابدار زرین پوش پشت پر ہر بالاے کوہ پہونچے دیکھا بیضاوہ جادو بیٹھی سحر کر رہی ہی ان دونون پر سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی نورالدہر جھپٹ کر جا پڑے دیکھا سامنے ایک پنجرہ ہی اُسمین جواہر پری قید بیٹھی ہین جب بیضاوہ جادو کے قریب پہونچے بیضاوہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا نقابدار نے دور سے دیکھا کہ نورالدہر چاہتے ہین کہ ہاتھ تلوار کا مارون بیضاوہ بھاگ جاتی ہی نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کر کے مارا سینہ پر بیضاوہ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بیضاوہ کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا نورالدہر لوح محفوظ کو چمکاتے ہوے قریب پنجرے کے پہونچے جواہر پری کو قید سے رہا کیا نقابدار نے ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین لاؤ محافہ آیا محافہ مین جواہر پری کو سوار کیا نورالدہر نے کہا اے ملکۂ عالم تم اب قلعۂ جواہر نگار پر جاؤ مین اب رخصت ہوتا ہون جواہر پری نے بمنت کہا کہ ایک شب کے واسطے قلعہ پر چلیے ہم آپ کو روانہ کردینگے نورالدہر ہمراہ جواہر پری کے قلعۂ جواہر نگار پر آئے جواہر پری نے محفل عیش و

نقابدار زمردپوش و یاقوت پوش بارہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو ساتھ لیے اگر گرے فوج کو تہ وبالا کردیا تھوڑے عرصے مین وہ سب دیوزاد بھاگے نورالدہر لڑتے ہوے قریب نقابدار زرین پوش آئے جھک کر ادب سے سلام کیا نقابدار زرین پوش نے دعاے جان درازی دی نقابدار نے عیار کو اشارہ کیا کہ بارگاہ کو استادکرا دُ بارگاہ زرنگار استادہ ہوئی نقابدار نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بحیرت پوچھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تمہارا پردۂ قاف مین کیونکر آنا ہوا نورالدہر نے حال بیان کیا نورالدہر نے پوچھا آپ پر یہ معرکہ کیونکر گذرا یہ کون تھے جنھون نے آپ کو گھیر اتھا نقابدار نے کہا مین شکار کھیل رہا تھا کہ دیو جاماسپ کہ اُسی کی سرحد مین یہ صحرا ہی خبر سُنکر آپڑا مین اسوقت حیران ہو رہا تھا کہ خدا نے تمکو پہونچایا تمہارے آتے ہی دونون نقابدار بھی آئے جنگ تلوار چلی دیو جاماسپ میرے ہاتھ سے مارا گیا تب لشکر پر شکست ہوئی دونون نقابدار تو رخصت ہو کر چلے گئے نورالدہر نے اپنا حال بیان کیا کہ مین قلعۂ جواہر نگار پر آیا تھا بیضاوۂ جادو ملکہ جواہر پری کو گرفتار کر لائی ہی اُسی کی جستجو مین نکلا ہون اور مشعل ہومان بھی اُسی کے قبضے مین ہی نقابدار نے کہا ای ہومان ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ہم تمہاری ملاقات کو آئے تھے جب تو تم بعیش و فرحت تھے ہومان نے کہا آپ کے جانے کے بعد یہ معرکہ گذرا نقابدار نے کہا سامنے کوہ اورنگ ہی کل جو مین اُدھر سے گذرا تو کوئی بصداے غیف و ضعیف یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا مین سوچا کہ یہ مقام پردۂ قاف ہی کوئی دیو یا غول ہوگا ایسا نہو کہ بہکاتا ہو مگر صاف یہ آواز آتی تھی

نظم

ہوا مین لوٹتے ہین خاک پر گل آج بسمل سے — گلستان قتل کا میدان ہی تیغ ناز قاتل سے
صدا ہر دم یہ آتی ہی دراے نالۂ دل سے — نکل جائیگا اک دن لیلی جان تن کی محمل سے
پے تحصیل زر زاہد خدا کا ذکر کرتا ہے — لیا کرتا ہی یہ گویا درم عقد انامل سے
مری آغوش سے وہ بحر خوبی کیون گریزان ہی — کوئی دریا نہین کرتا کنارہ اپنے ساحل سے
سراپا وہ پری پیکر دلا پتلہ ہی جادو کا — خمیر اُسکا ہوا کیا خاک و آب چاہ بابل سے

کے کل سخت مقام صاحبقران نے فتح کیے ان جنگلون مین کوئی راستہ چل نہ سکتا تھا ان سب مقامات کے نگہبانون کو صاحبقران نے مارا تب پردۂ دنیا پہونچے راہ مین بڑے بڑے معرکے پڑے مگر وہ تو صاحب اقبال تھے جس مقام پر پہونچے مدد غیبی شریک حال ہوئی اُس مقام کو فتح کیا ہر مقام پر لڑتے بھڑتے پہونچے ہر مقام کو فتح کیا نورالدہر حال شوکت جد عالی تبار کا سن سنکر خوش ہو رہے ہین فرماتے ہین کہ جو جو کارہاے نمایان دادا جان نے کیے وہ انسان سے ممکن نہین ہومان نے عرض کی کہ حضور سے جو جو کارہاے نمایان ظاہر ہوتے ہین اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ اُنکے پوتے ہین یہ باتین ہو رہی ہین کہ ہاہوے دلیران کی صدا کان مین آئی نورالدہر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک صحراے وسیع مین ہزار ہا نرہ ہاے دیو نقابدار زرین پوش کو گھیرے ہوے ہین تلوار چل رہی ہی نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی اگرچہ سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ ہی وہ باز جو سر پر سایہ فگن رہتا ہی سر پر تڑپ رہا ہی جس طرف نقابدار جاتا ہی اُسی طرف وہ باز بھی جاتا ہی جسپر عکس ڈالتا ہی وہ جل جاتا ہی مگر بلوہ دیوون کا کم نہین ہوتا نقابدار عاجز ہو رہا ہی نورالدہر نے ہومان سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین براے مدد نقابدار جاؤن کوئی فرزندون مین صاحبقران کے ایسا نہین ہی کہ جسکی اِسنے مدد نہ کی ہو لہذا ضرور ہی کہ جا کر شریک جنگ ہون یہ کہکے تیغ طلسمی کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پردغا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ نورالدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ٭ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ٭ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبتش ٭ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ٭ نعرہ کرکے نورالدہر چلے تھے کہ ہومان نے عرض کی غلام کو حضور ہٹاتے ہین مین امیدوار ہون کہ بشکل مرکب بنجاؤن آپ مجھپر سوار ہو جیسے مثل برق تڑپونگا نورالدہر نے منظور کیا ہومان بشکل مرکب تیار ہوا نورالدہر اُسپر سوار ہوے بڑے زور و شور سے گرے جس سردار کا ارادہ کیا اُسی کے سر پر مرکب پہونچا اُسنے وار کیا نورالدہر نے وار خالی دیکر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ

دیو پکارتا تھا کہ ای بیضاوہ جادو مجکو بچالے مین اس آدم زاد کے پنجے سے کیونکر رہائی پاؤنگا جب گھونسہ مارتا ہی معلوم ہوتا ہی گرز پڑا دو تین ضربون مین مرجاؤنگا اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤنگا دو چار گھونسے نورالدہر نے ایسے مارے کہ دیو رعد آواز کا سر پھٹ گیا بیضاوہ جادو نے دور سے دیکھا کہ دیو رعد آواز مارا گیا چیخین مار کر رونے لگی کہتی تھی او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے معین کو مارا یہ دیو اس کوہ بیضا کا نگہبان تھا اگر تو جس واسطے آیا ہی وہ مطلب پورا نہوگا جواہر پری کو اس مقام پر نہ پائیگا مین نے جواہر پری کو بالاے کوہ اورنگ پہونچا دیا وہان تو نہ جا سکیگا یہ کہکے اڑی اور نگاہون سے غائب ہو گئی ہومان نے بالاے کوہ آکر کہا ای شہریار تمام پہاڑ پر تلاش کیجیے شاید قیدی ملجائے تمام پہاڑ کو چھانا جواہر پری کا نشان نہ پایا دیو ہومان نے سب مال اسباب وہان کا لیا نورالدہر کو گردن پہ سوار کیا طرف کوہ اورنگ کے چلا راہ مین صحراہاے ویران بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے درخت ملے اکثر جابجا دیوزاد ملے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے دیو ہومان کہتا ہی ای شہریار آپ کے نام کے سب دیوزاد دشمن ہین صاحبقران زمان اٹھارہ برس ان جنگلون مین پھرے بڑے بڑے دیوزادون کو مارا جو نام آپکا سنتا ہی آپ کے ساتھ بغاوت کرتا ہی مگر آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی نورالدہر نے پوچھا باعث کیا تھا کہ صاحبقران ان جنگلون مین آئے دیو ہومان نے کہا باعث یہ تھا کہ آسمان پری نہ چاہتی تھین کہ صاحبقران پردۂ دنیا پر جائین کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ صاحبقران کو پہونچائین انتہا یہ کہ اپنے چچا کو لیجا کر قید کیا بعد مدت بسیار جب صاحبقران کوہ نورستان پر پہونچے بی بی آصفاے باصفا مادر حضرت خضر معین ہوئین کہ مین آپکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی آسمان پری وہان بھی پہونچین اُن بزرگ دین سے کلام سخت کرنے لگین اُنھون نے خاک سجادہ پھینکی آسمان پری جلنے لگین قریشہ سامنے آکر روئی کہ حضور معاف کرین ہم ایسی حرکت نہوگی اور آسمان پری کو سمجھایا ای مادر مہربان باواجان کو جانے دیجیے نامہ و پیام رہیگا پھر بھی کبھی تشریف لاوینگے جب آسمان پری راضی ہوئین پردۂ قاف

نورالدہر کو ساتھ لیکر چلا چند ساعت مین برابر کوہ بیضا کے پہونچا کہا ای شہریار یہی کوہ بیضا ہی اسی پر اُس ساحرہ کا مقام ہی نورالدہر بالاے کوہ چلے ایک گھاٹی طی ہوئی تھی کہ پہلو سے آواز آئی او جوان تو کون ہی کہ بالاے کوہ جاتا ہی یہ مقام بیضا وہ جادو کا ہی جانے کا ارادہ نہ کرنا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سامنے سے آتا ہی نہایت قوی تن و قوی من ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آکر قریب پہونچا کہا ای جوان مین تجھپر احسان کرتا ہون اسکو غنیمت جان ورنہ چبا چبا کر کھاؤنگا ہڈیان تک سرمہ کردونگا یہ کہکے چوبدست لگائی نورالدہر نے جست کرکے خالی دی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا دیو نے چنگھاڑ ماری اور کہا کہ وہ آدم زاد کو مارا نورالدہر نے پہلو سے نعرہ کیا کہ او بیحیا مین تیرا حریف موجود ہون دیو نے چوبدست کو پھینک کر ڈنگل مارا نورالدہر نے کلائی پکڑکے ایک جھٹکا ماردیا کہ دیو جھکا نورالدہر نے ایک گھونسہ مارا دیو چیخین مارنے لگا کہ او آدم زاد مجھے چھوڑدے نورالدہر نے لپٹ کر دیو کو دے مارا سر اُسکا کھینچ لیا دیو ہومان دور سے دیکھ رہا ہی تعریفین کررہا ہی کہ فرزندان کو چک سلیمان سب دیوکش ہین نورالدہر دیو کو مارکر آگے بڑھے دوسرے دیو نے آکر گھیرا اُسکو بھی مارا سات دیو پے درپے آئے ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے نورالدہر بالاے کوہ آئے دیکھا ایک طرف آگ جل رہی ہی جو طائر آتا ہی کباب ہوکر گرتا ہی نورالدہر نے لوح محفوظ کو گلے سے اُتارا چمکاتے ہوے طرف آگ کے چلے جون جون قریب آگ کے جاتے ہین شعلے بجھتے جاتے ہین جب قریب اُس آتش کے پہونچے ایک تڑاقا ہوا آگ کے اندر سے بیضا وہ جادو نکلی نعرہ کرکے نورالدہر پر جا پڑی چاہتی ہی اُٹھا لیجاوٗن نورالدہر نے لوح محفوظ کو چمکایا بیضا وہ جادو کو معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش سامنے آیا ہاتھ کھینچ لیا ہر مرتبہ سحر کرتی ہی سحر تاثیر نہین کرتا آخر آواز دی کہ ای دیو رعد آواز اس جوان کو آکر کھالے پہلوے کوہ سے ایک دیو نہایت بلند بالا مثل رعد کے گرجتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا ہاتھ مارا نورالدہر نے کلائی پکڑکے کھینچا جیسے ہی جھٹکا مارا وہ دیو منھ کے بھل گرا نورالدہر نے گھونسے مارنا شروع کیے

پاس نہ جانا یہ کہکے زمین پر آئی سحر کرنے لگی نور الدہر لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین سحر
باطل ہو جاتا ہی جب کئی سحر اُسنے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی دیونی نے پکار کر آواز دی او
جوان تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہوا ہی کہ تجھپر میرا سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکے جھپٹی ملکہ کو فوراً
اُٹھا لیا لے بھاگی کہتی ہوئی کہ اب ایسے مقام پر لیجاؤنگی کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو ملکہ
رو روکر کہنے لگین کہ ای شہریار آپ سے جدا ہوئی دیکھیے اب کہان ملاقات ہوگی فلک
در پی آزار ہی یہ کنیز مجبور و ناچار ہی نور الدہر نے بھی کلمات حسرت کہے کئی تیر مارے
ساحرہ نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین نظرون سے مخفی ہوگئی نور الدہر نے دیوون
سے کہا مجکو لیچلو اب چلکر عبد الرؤف سے پوچھون کہ اب کہان جاؤن وہ مقام
بتاوینگے یہ کہکر نور الدہر سوار ہوے قصر جواہر نگار مین آئے مان ملکہ کی روتی
ہوئی دوڑین کہ ای شہریار آپ کی کنیز کا پتہ ملا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ ساحرہ
قصر البحرین سے اُٹھا لیگئی عبد الرؤف کو بلاؤ نجومی صاحب نے پھر زائچہ کھینچا کہا
آپ تنہا تشریف لیجائین بائین پر جو صحرا ہی اُسی صحرا مین آپ کی کوشش سے مقام ملیگا
مگر راہ مین تکلیف ہوگی نور الدہر اُسی وقت روانہ ہوے جنگلون مین پھر رہے ہین
جو مکان ملا اُسمین جاکر تلاش کیا کہین نشان نہ پایا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی جنگل مین جاکر دیکھا کہ دیو ہومان ہفت سر مشعل سلیمانی کا مالک ایک گوشے مین بیٹھا
ہوا رو رہا ہی نور الدہر نے قریب جاکر پوچھا کہ ای ہومان خیر تو ہی ہومان نے جو
نور الدہر کو دیکھا جانتا ہی کہ میرے آقا کے فرزند ہین قدمون سے لپٹ گیا کہا ای
شہریار مین قصر سلیمانی مین عیش کرتا تھا ایک دن بیضاوۂ جادو آئی کہ کوہ بیضا پر
رہتی ہی آکر مجھپر سحر کیا مین نے قصد کیا کہ مین اُسکو مارلون مگر اُسکے سحر سے مقابلہ نہ کرسکا
ہفت سر مشعل کو اُٹھا لیگئی کہتی تھی تو نے غضب کیا کہ کوچک سلیمان کا مطیع ہوا اب جو
مسلمان ملیگا اُسکو تباہ کرونگی یہانتک کہ پردۂ دنیا مین جاؤنگی اور کوچک سلیمان کو بھی
اُٹھا لاؤنگی مشعل لیکر چلی گئی مین اس صحرا مین آیا رو رہا ہون مگر بشارت ہوئی تھی کہ تیرا
مطلب پورا ہوگا خدا نے آپ کو پہونچایا نور الدہر نے اپنا حال بیان کیا دیو ہومان

مین مخفی تھی تڑپکر گری ملکہ جواہر پری کو اُٹھا لیگئی اُسی قصر ابیض مین پہونچی لیکن اب اُسکا ارادہ ہی کہ قصر البحرین مین لیجائے کہ وہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا حضور کو مناسب ہی کہ قصر البحرین مین تشریف لیجائین وہان پتہ ملکہ کا ملیگا نور الدہر اُسی وقت تیار ہوے چند دیوزادون کو فغفور پدر ملکہ نے حکم دیا کہ شاہزادے کو قصر البحرین مین لیجاؤ نجومی نے کہدیا کہ یا تو آپ کے جانے پر پہونچے گی یا آپ اُسی مقام پر پاوینگے یقین ہی کہ جنگ پڑے کہ وہ ساحرہ ہی نور الدہر نے کہا مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا لوح محفوظ میرے گلے مین ہی دیوزاد تخت لیکر آئے نور الدہر اُسپر سوار ہو کر چلے چند ساعت مین قصر معلوم ہونے لگا دیوزادون نے لاکر قصر مین نور الدہر کو اُتارا وہ قصر وسیع ہی ہر طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر ایک قصر مین جاتے ہین اور آواز دیتے ہین ایک قصر مین جو پہونچے کان مین آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ یہ اشعار پڑھکے رو رہا ہی **نظم**

اے مغنی سن مرے نالے ذرا پردیس مین — درد ہی ایسا بھلا کاہے کو تیرے دیس مین
ہی تصور مین جو اپنے آج وہ گل پیرہن — چشم بلبل ہی جو بلبل چشم ہی یان بھیس مین
چشم ارباب قناعت مین تفاوت کچھ نہین — تاج شاہی اور خروس خانگی کے کیس مین
خوار جو ظاہر مین ہین انکو حقارت سے نہ دیکھ — کیمیا گر پھرتے ہین اکثر گدا کے بھیس مین
میرے ساغر کو نہ سختی سے ڈھکیل اے میفروش — شیشۂ دل ٹوٹ جاتا ہی ذراسی ٹھیس مین
صحبت رندان ساغر کش مجھے آتی ہی یاد — پھنس گیا ہون حلقۂ زہاد کاسہ لیس مین
ہی سفر ظاہر مین ناسخ چشم باطن سے مگر — دیکھتا ہون دیس کو دن رات مین پردیس مین

نور الدہر اُس صدا پر متوجہ ہوے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی اُسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر مسلسل و مطوق بال پریشان چہرہ اُداس عالم یاس تڑپ رہی ہین نور الدہر نے آواز دی صاحب نہ گھبراؤ مین آپہونچا جواہر پری نے جو نور الدہر کو دیکھا شگفتہ ہو گئین آغوش کو پھیلا یا کہا اے شہر یار آپ سے یقین تھا کہ کنیز کی تلاش کیجیے گا بیضا وہ جادو یہان لاکر قید کر گئی ہی جلد آکے مجکو رہا کیجیے نور الدہر بڑھے کہ جا کر ملکہ کو رہا کرین کہ ایک ہوا چلی دیکھا ایک دیونی للکارتی ہوئی آتی ہی کہ او جوان خبردار تو میری قیدی کے

میرا نام زبان پر لائے و یا مجھے ستائے مین نے مادر مہربان سے کہا تھا کہ اُسی شہریار کو تلاش کرائیے آخر اُس تلاش کا انجام نیک ہوا کہ وہ سرکش مارا گیا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساقی بجے حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین ہی اہل صحبت عیش و جشن کی صحبت مین ہین ملکہ جواہر پری اُس صحبت عیش سے اُٹھین صحن بارگاہ مین آئین کہ آسمان پہ ابر سیاہ چھایا بوندیان پڑنے لگین کنیزون نے عرض کی حضور بارگاہ مین چلین ملکہ پلٹین کہ صحبت مین شاہزادے کے پاس جاؤن ساتھ والیون سے کہتی ہین وہ شہریار جانے کی جلدی کر رہے ہین طلسم کی فتاحی کی ضرورت ہی فرماتے ہین کہ ہم کئی سال سے اِس طلسم مین آوارہ ہین اب جائین سامنے قلعۂ مروارید نگار کے پہونچین کہ مروارید کو قتل کرین اور بقراط پر ہاتھ پڑے کہ اُس طلسم کا خاتمہ ہو سب مرحلے فتح ہو چکے ہین اب صرف قتل بقراط باقی ہی اور بعد قتل بقراط غروبیۂ باختر پر لشکر کشی ہی وہ دو زنگی بہت مغرور ہی بڑے بڑے پہلوان اُسکے ساتھ ہین مگر انشاء اللہ جب صاحبقران پہونچین گے تب اُسکو حال جرأت کھلے گا لہذا کل شاہزادہ ضرور جائیگا یہی مجکو ہول ہی کہ کیا کہکے شاہزادے کو روکون یہ باتین کرتی تھین کہ ابر جو آسمان پر اُٹھا تھا وہ پھیلتا ہوا سر پر قصر کے آکر پھٹا اُسمین سے ایک پنجہ گرا جواہر پری کو اُٹھا لیگیا ہاے ہوا کہ جواہر پری کو کوئی لیگیا کنیزین روتی ہوئین سامنے نور الدہر کے آئین اور روکر عرض کی کہ ملکہ صحن مین کھڑی تھین ایک ابر سیاہ آیا وہ قصر پر آکر پھٹا اُسمین سے پنجہ گرا ملکہ کو اُٹھا لیگیا نور الدہر نے حکم دیا عبد الرؤف جنی برادر عبد الرحمن جو اس جزیرے مین ہین اُنکو لاؤ اُنسے پوچھا جائے تو مین کوشش مین مصروف ہون عبد الرؤف حاضر ہوے نور الدہر نے سب حال بیان کیا عبد الرؤف نے قرعہ پھینک کر زائچہ تیار کیا کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا لاشہ اُس دیو کا دیو لیکر جو بھاگے پہلو مین اِسی صحرا کے ایک قصر ہی کہ اُسکو قصر ابیض کہتے ہین ملکہ بیضا وہ جادو وہین اُس دیو کی رہتی ہی لاشہ بھائی کا دیکھا بہت روئی اور کہا مین جاکر ابھی جواہر پری کو لاتی ہون کہ اُسی کے سبب سے میرا بھائی قتل ہوا ابر تیرہ و تار اُٹھا کر لائی خود اُس ابر

ہوے نور الدہر نے آکر ان سب کو رہا کیا مکلل خان مسلمان ہوا بیٹا اسکا عجردس
جبی ہی اُسنے نور الدہر سے بھائی چارہ کیا اور زوجہ مکلل خان ملکہ عظیمہ جنیہ نے
نور الدہر کو بیٹا کیا ہی اِسی وجہ مین طلسم فتح ہوا نور الدہر طلسم فتح کرکے پردۂ دنیا
چلے آئے ملکہ جواہر پری و فغفور جنی وغیرہ آکر اپنے ملک مین بسے ایک دیو ہی سرکستان
قاف سے کہ ہومان میخوار اُسکو کہتے ہین اُسنے شہرۂ حسن جواہر پری سُنا لشکر کو
لیکر چڑھ آیا فغفور کو آکر پیغام دیا کہ جواہر پری کی شادی میرے ساتھ کرو فغفور
نے نامہ پھاڑ ڈالا جواب دیا کہ یہ شاہزادی بہو صاحبقران کی ہی مجکو کیا اختیار ہی
کہ مین شادی کردون اُس دیو نے جنگ آغاز کی فغفور زخمی ہوے قلعہ مین بھاگ کر
آئے دیو نے قلعہ گھیر لیا اور قسم کھائی کہ کل قلعہ فتح کرلونگا جواہر پری نے کئی سے
نرہاے دیو تلاش نور الدہر مین روانہ کیے کہ اُس شہریار کو ڈھونڈھکر لاؤ وہی
اِس بجیا کو جواب دینگے دیو زادون نے پردۂ دنیا کو تمام چھان ڈالا ایک دیو طلسم
خیال سکندری مین پہونچا جا بجا یہی ذکر سُنا کہ اِس طلسم کے نور الدہر فتاح ہین
دیو ڈھونڈھتا ہوا دربار مرواریدین پہونچا دیکھا نور الدہر بیہوش پڑے ہین اُٹھاکر
لیگیا قلعہ مین جاکر پہونچایا جواہر پری نور الدہر کو زخمی دیکھکر پیٹنے لگی فغفور جنی
نے کہا بیٹا بیقرار نہو یہ زخمدار ہین مرہم سلیمانی لگا ؤ ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین
دوسرے ہی روز نور الدہر کو ہوش آیا زخم سب اچھے ہوگئے تھے دیکھا سب رو رہے
ہین نور الدہر نے پوچھا کیا معرکہ ہی جواہر پری نے عرض کی اے شہریار ہومان میخوار
میرے لینے کو آیا ہی قلعہ گھرا ہوا ہی اُسنے بلوہ کیا ہی نور الدہر اُٹھے ایک دیو کی گردن
پر سوار ہوے ہومان بلوہ کیے ہوے آتا تھا قریب خندق کے پہونچ چکا تھا کہ نعرۂ
نور الدہر کی آواز سُنکر بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا میدان مین آکر رد کا دیو پلٹ پڑا
چوبدست لگائی نور الدہر نے چوبدست قلم کی تیغۂ طلسمی سے دیو کو قلم کیا ساتھ والون
کو اُسکے شکست دی مال اسباب لوٹ لیا بفتح و فیروزی پلٹ کر آئے جواہر پری نے
جشن کیا اور فخر کرتی تھین کہ میرے شوہر نے آکر لڑائی کو فتح کیا اب کسکی مجال ہی کہ

آئین کہا حضور بارہ برس کی دولت لٹتی ہے یہ کنیز آپ کی جواہر پری سے چھٹتی ہے اب آنکھین اُسکی چھت کو لگی ہین دم توڑ رہی ہے جب کبھی ہوش آتا ہے تو یہ اشعار حسرت بار زبان پر جاری ہوتے ہین

نظم

گھر مرا ایک جنون تونے جو برباد کیا
سیکڑون خانۂ زنجیر کو آباد کیا

ایک عالم ہے خریدار اُسی خوش قد کا
سرو کو مول لیا کسنے جو آزاد کیا

غیر کو نامہ ہے سر نامہ مرے نام کا ہے
مہربان زور یہ تمنے ستم ایجاد کیا

ضعف مین ٹوٹ سکا جب نہ حباب دریا
ہمنے تجویز اُسے بیضۂ فولاد کیا

نکہت گل کی روش اے فلک نا ہنجار
تونے اُس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا

نامے غیرون کو دیے رہگئے وحشت زدہ ہم
ہاے قاصد نہ کبھی تو نے ہمین شاد کیا

ایک دل دو کی رسائی ہو بھلا کیا ناسخ
خود فراموش ہوا مین جو اُسے یاد کیا

ملکہ آسمان پری نے آکر نورالدہر سے ذکر کیا نورالدہر شکل حکیم بنکر پاس جواہر پری کے آئے دیکھا آنکھین بند دل دردمند پلنگ پر پڑی ہے نورالدہر نے پہچانا کہ یہ وہی معشوقہ ہے جسکے پاس عالم طفولیت مین دیوزاد لائے تھے اور عقد ہوا تھا یہ ہو چکر سرہانے بیٹھ گئے سر لیکر زانو پر رکھا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم آنکھین کھولو طالب تمھارا سرھانے حاضر ہے جواہر پری نے آنکھین کھولدین ہاتھ گلے مین ڈالدیے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین جواہر پری کے پہونچی تسکین قلب ہوئی نورالدہر نے سینہ سے لگا لیا عارض گلرنگ کے بوسے لیے جواہر پری کو ہوش آگیا اُٹھ بیٹھی پریزادون مین غل ہوا کہ کیا عمدہ حکیم ہے کیا خوب علاج کیا سب عارضہ دفع ہوگیا مگر ملکہ قریشہ سلطان گوشہ سے یہ سب باتین سنتی تھین خالہ سے کہا کہ اب مناسب ہے کہ انکا عقد ساتھ اِسی حکیم کے کر دیجیے اور آگاہ ہوجیے کہ یہ پوتے صاحبقران کے ہین جو میری مادر گرامی ملکہ آسمان پری کے شوہر ہین مادر جواہر پری رضامند ہوئین بڑی دھوم سے شادی نورالدہر کی ہوئی آسمان پری سب کو ساتھ لیکر طرف گلستان ارم کے گئین راہ مین طلسم گوہرنگار ملا سب اُسمین قید

نورالدہر کو کوئی اُٹھا لیگیا کلیجہ پکڑ لیا جی مین کتا ہر اگر کوئی دشمن لیگیا تو غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی اور اگر کوئی دوست لیگیا تو وہ علاج کریگا کہ ہر طرف سے ہلڑ ہوا کہ ارے اس عیار کو مار لو اسنے کئی ساحرون کو مارا جب ساحر طرف شبرنگ کے چلے شبرنگ کے برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مار کے بھاگا لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا بقراط حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کون طلسم کشا کو لیگیا مجکو داغ دیگیا کہا ای مروارید تو نے دیکھا کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا اسقدر زخمی ہوا کہ زمین پر پڑا تھا کسی کو بھی اتنی جرات نہوئی کہ سر کاٹ لیتا آخر کوئی اٹھا لیگیا اتنے ساحر جمع تھے کسی سے نہو سکا کہ طلسم کشا کو کوئی روک لے مروارید نے کہا یا خداوند اصل مطلب یہ ہے کہ طلسم کشا سے سب ساحر ڈرتے ہین خوف جان سے قریب نہ گئے آپ جا بجا نامے لکھیے شاید کوئی ساحرہ لیگئی ہو تو وہ قدرت کے پاس لے آئے اور تحریر مین انعام لکھیے کہ جو طلسم کشا کو لائیگا وہ انعام معقول پائیگا جب ہم طلسم کشا کو قتل کرینگے تو اُسکو عہدۂ نیابت دینگے بقراط نے اُسی وقت جا بجا نامے لکھے کہ جو طلسم کشا کو لیگیا ہو پاس قدرت کے لے آئے کہ قدرت انعام معقول دینگے یہ نامے جو پاس ساحرون کے گئے بعض نے فوراً جواب لکھا کہ یا خداوند ہم نہین لائے ہم بروقت جنگ نہین پہونچے بعض کے جواب کا بقراط مشتاق ہے مگر شبرنگ روتا ہوا سامنے سکندر کے آیا سب حال بیان کیا سکندر نے نجم سے کہا ای نجم ستارہ شناسی مین دیکھو کہ آقا کو دوست لیگیا کہ دشمن لیگیا نجم نے قرعہ پھینکا بعد تھوڑی دیر کے بیان کیا کہ گھبرائیے نہین طلسم کشا کو دوست لیگیا ہے دشمن نہین لیگیا انشاءاللہ بخیر و عافیت آوینگے یہ لوگ تو سب انتظار مین نورالدہر کے ہین مگر حال نورالدہر کا تحریر کرتا ہون کہ ایک قلعہ ہے موسوم بجواہر نگار ملکہ جواہر پری وہان کی حاکم ہین باپ اِنکے فغفور چینی ہین نورالدہر جواہر پری سے عقد کرکے آئے تھے یہ طلسم بالاباختر مین بیان ہوتا ہے کہ جب ملکہ آسمان پری نورالدہر کو ساتھ لیکر قلعۂ جواہر نگار پر آئی ہین تو جواہر پری کا عجیب حال تھا مان جواہر پری کی روتی ہوئی سامنے ملکہ آسمان پری کے

گرفتار کرلو اسقدر تلوارین پڑین کہ نور الدہر خوب زخمی ہوے مگر شمشیر زنی کر رہے
ہین کہ عین وقت پر شبرنگ پہونچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
نور الدہر اُس مجمع عام مین لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے صدہا لاشے
پڑے پھڑک رہے ہین شبرنگ یہ حال دیکھکر گھبرایا جی مین کہتا ہے اے شبرنگ مقام
افسوس ہے کہ آقا اکیلے گھرے ہوے ہین کوئی سردار نہ پہونچا سکندر نے جو مجکو بھیجا
مین کیا کرون میرے کیے کیا ہوسکتا ہے آقاے نامدار کو خداے تعالے بچائے نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است — روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکی است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر — صانع نیک و بد و خالق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است — بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکی است

نور الدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین شبرنگ دیکھ رہا ہے کہ نور الدہر لڑتے
ہوے طرف تخت بقراط کے چلے یہ سمجھ گیا کہ آقا کا قصد ہے کہ بقراط کو جاکر مارون
مگر ہر طرف سے نور الدہر پر بلوہ ہے ایک پہلوان دیو خصال پشت پر نور الدہر کے
آیا اُسنے آکر ہاتھ مارا چمک تلوار کی دیکھکر نور الدہر پلٹے وہ تلوار سر پر پڑی زخم کاری
لگا نور الدہر پیچھے ہٹے تھے کہ دوسرے کافر نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ زخم سر چوپارہ
ہوگیا بس نور الدہر لہرا کر گرے بیچ بارگاہ مین پڑے ہین بقراط غل مچا رہا ہے
کہ یارو اس جوان کا سر کاٹ لو مگر نور الدہر پڑے ہوے للکار رہے ہین کوئی خوف
سے قریب نہین آتا ہے کافر ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر کوئی نزدیک نہین جاتا شبرنگ
بیقرار ہے کہ کیا کرون کیونکر آقا کو بچاؤن اب کئی کافر تلوارین تول کر بڑھے شبرنگ
نے جو دیکھا کہ یہ کافر آتے ہین اگر اِنھون نے حملہ کیا تو آقا کیونکر بچین گے ایک حقہ آتشبازی
نکالکر داغدیا کئی کے منھ جلے اندھیرا ہوگیا کچھ حقہ آتشبازی کا اندھیرا کچھ مرنے کی ساحرون
کی جو صدا بلند ہوئی اُسکا اندھیرا اب شبرنگ ٹٹول رہا ہے کہ آقا کو پاؤن تو لے بھاگون
مگر ہاتھ نہین پڑتا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من فلان ساحر بود روشنی
ہوگئی بقراط نے دیکھا کہ نور الدہر اُس مقام پر ندارد شبرنگ نے بھی دیکھا کہ

گلا مقتل مین ہمنے کیا مزہ لے لے کے کٹوایا — مگر گھولا ہی قاتل قند تو نے آب خنجر مین
کیا ہی اُس سراپا نور کو تحریر خط ہمنے — بجا ہی باندھیے گر بازوِ مرغ منور مین
لب جان بخش جانان پر ہوا آغاز سبزے کا — نہین معلوم کائی جم چلی ہی آب کوثر مین
زبان دانتون تلے دابی جو اُسنے یہ نظر آیا — کہ ہی اک پارۂ یاقوت بھی اس سلک گوہر مین
صف مژگان مین اُسکی چشم وحشت زا نہین نا سمجھ — کھڑا ہی کوئی آہو نیزہ بازون کے یہ لشکر مین

مروارید کہہ رہی ہی یا خداوند آپ کو کچھ طلسم کشا کی بھی فکر ہی یا آٹھ پہر گانا ہی سُنا کرتے ہین بقراط جواب دیتا ہی اے ملکۂ عالم قدرت کو کیا فکر ہی جو ملازم گئے ہین وہ فکر کر رہے ہونگے اب آپ پر ثابت ہوگا کہ ہمنے بیٹھے بیٹھے کیا تقدیر کی ہماری یہی قدرت ہی کہ ظہور اُسکا ثابت نہین ہوتا باطن مین مٹانے کی طلسم کشا کے تدبیرین ہو رہی ہین مروارید یہ جواب دیتی ہی آپ نے اِسی غرور مین طلسم مٹایا بقراط بیٹھے بیٹھے ہنسا کہا لو تقدیر پوری ہوگئی مروارید نے کہا آپ روز ایسا ہی فرماتے ہین آپ کی تقدیر اُلٹی ہوگی کوئی شعبدہ نہین چلتا بقراط کہتا ہی دیکھو ظاہر ہوا چاہتا ہی اے مروارید مسلمان جو بہسون مین فکر کرینگے قدرت وہ چشم زدن مین مٹا دینگے سب اہل دربار ہنس رہے ہین بقراط نے غصے مین حکم دیا صاحبو گانا موقوف کرو اب وقت آگیا ظہور تقدیر قدرت ہوا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ شگونہ چھپر کھٹ لیے ہوے نور الدہر کا پہونچی سامنے بقراط کے لا کر رکھدیا کہا یا خداوند اب طلسم کشا کو سنبھالیے مین جان پر کھیل کے اُٹھا لائی سب باتین جو کرنے لگے طلسم کشا کی آنکھ کھلی آواز دی ارے کوئی حاضر ہی برائے وضو پانی لاؤ بقراط نے پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لے اپنے مرنے کا سامان کر تو قید ہو کر آیا ہی اب زیادہ باتین نہ بنا نور الدہر نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ بقراط تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار جمع ہی کئی ہزار افسران فوج بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین نور الدہر نے خیال کیا کہ مجھپر سحر تو نہین ہی جب اپنے کو محفوظ پایا تحفہ جات اپنے پاس پائے تیغ طلسمی لیکر اُٹھے نعرہ کیا کہ او مکار آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی سب افسران فوج لینا لینا کہکر اُٹھے چہار طرف سے تلوار پڑنے لگی یہ غلغلہ تھا کہ اُنکو

کے بارے مین وہی حکم دینگے اور اسنے پوچھا جائیگا کہ تم لوگ کسی کے سحر مین ہو یا تمکو کسی نے حکم دیا ہی کہ لشکر پر سحر کرو فرستادگان سکندر نے دربارگاہ پر جاکر دیکھا کہ نگہبان بیہوش پڑے ہین اندر جو گئے دیکھا کہ چھپر کھٹ ندارد بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی وہ روتے ہوے سامنے سکندر کے آئے عرض کی ای شہریار جو لوگ درِ دولت پر نگہبان تھے وہ سب بیہوش پڑے ہین ہمسے بے ادبی ہوئی کہ بارگاہ مین چلے گئے دیکھا کہ مع چھپر کھٹ شاہزادہ ندارد ہی یہ سنکر سکندر نے اُن سب پر سحر کیا کہ وہ سب دم محبت کا بھرنے لگے پوچھا سکندر نے کہ تمکو کسنے حکم دیا کہ تم لشکر پر سحر کرتے تھے تمکو کچھ خوف نہین ہوا کہ اپنے لشکر کو آپ تباہ کرتے ہو اُن سب نے کہا ہمکو ہماری افسر ملکہ شبگونہ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کو تباہ کرو وہ بخدمت بقراط گئین اور طلسم کشا کو مع چھپر کھٹ اُٹھا کر لیگئین جب اُنھون نے دیکھا کہ طلسم کشا اشیاے طلسمی زیب جسم کیے ہوے ہین تو وہ گرفتار نکر سکین آخر اُنھون نے اس طرح سحر کیا کہ تین پتلے فولادی چھوٹی سے نکالے اُنھون نے تین پائے اُٹھا لئے چوتھا پایہ اُنھون نے خود اُٹھایا ہمسے کہ گئین ہین کہ جب لشکر تباہ ہوجائے تو تم سب قصر مروارید نگار مین آنا ہم بموجب حکم شبگونہ سحر کر رہے تھے سکندر نے اُن سب پر سے سحر اُتار لیا اور حکم دیا کہ ان سب کو قید کرو وہ سب قید ہوے سکندر روتے ہوے بارگاہ مین آئے شبرنگ سے سب حال بیان کیا اور کہا ای عیار لشکر جاکر خبر تو لاؤ یہ تو ہم جانتے ہین کہ تحفہ جات اُنکے زیب جسم ہین اُنپر سحر تاثیر نہ کریگا جس مقام پر ہوش آئیگا وہ تیغہ طلسمی لیکر اُٹھین گے مگر خوف یہ ہی کہ وہ یکہ و تنہا کس کس سے مقابلہ کرینگے ہمراہیان بقراط بہت ہین یہان وہ وقت ہی کہ بقراط دربار مین مروارید کے بیٹھا ہو صحبت عیش و جشن آراستہ ہی ساقیان پریچہرہ جام دے رہے ہین نازنینان مہجبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

بھرا رہتا ہی خون دل ہمیشہ دیدۂ تر مین — شراب اسکے عوض کب ہوگی ساقی اپنے ساغر مین

ہمارے دل مین رہتا ہی تصور تیری آنکھون کا — کھلے ہین پھول نرگس کے یہان شاخ صنوبر مین

نہین جاتا سر مو سبزۂ خط آتش رخ سے — تفاوت یان نہین بالو نہین اور بال سمندر مین

برفگن از چهرهٔ انور نقاب	تا شود شرمنده بود آفتاب
لاشریک و بیمثال و لایزال	ذات پاک تست ای عالیجناب
از تو آزاد است هر پابند غم	از تو آباد است هر خانه خراب
خارج از هر حد و اندازه توئی	فارغی از هر حساب و هر کتاب
گرچه پنهانی تو از دیده مگر	شکل می آید نظر از هر حجاب

افغان نے ایک گولہ بارگاہ سکندریہ مین پھینک دیا بارگاہ جو جلی تو ملازمان سکندریہ بھاگے ہلڑ جو ہوا آنکھ سکندر کی کھل گئی پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیا طلسم کشا کو کوئی لیگیا ساحرون نے عرض کی کہ طلسم کشا کا حال تو ہمکو معلوم نہین مگر ہزارہا ساحر آسمان پر اُڑ رہے ہین وہی اشیاے سحر پھینک رہے ہین سکندر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جانب افغان تاجدار اور ایک جانب صراحت مکارہ اور کئی ہزار ساحران شبگونہ یہ سب سحر کر رہے ہین سکندر نے صراحت و افغان کو پہچان کر للکارا کہ ای نمک حرامو اِن بندگان خدا نے تمھارا کیا لیا ہی کہ تم اِنکو قتل کر رہے ہو یہ کہکے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری کہ افغان کے مع صراحت چار ٹکڑے ہوے باقی ساحرون کو سکندر دیکھنے لگے پہچانا کہ یہ سب ہمراہیان شبگونہ ہین خدمتگارون سے کہا جا کر شبگونہ کو خبر کرو کہ ملازم تمھارے لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاوین تو تم شکایت کروگی اگر ہاتھ ہلا دون تو ایک سحر مین سب کو مٹا دون مگر تمھارا پاس ہی کہ تم ہماری طرفدار ہو خدمتگار گئے جا کے دیکھا کہ مکان شبگونہ خالی پڑا ہوا ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شبگونہ مکان کو خالی کر گئی دو چار ساحر جو وہان موجود تھے جب اِنھون نے پکارا تو اُنھون نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے کہا ہم خدمتگاران شاہی ہین بادشاہ نے ہمکو بھیجا ہی یہ آواز سُنکر وہ سب بھاگے خدمتگارون نے پلٹ کے سکندر سے سب حال بیان کیا سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق تُند و تر گری کہ وہ جو سحر کر رہے تھے سب اُسمین گرفتار ہو کر سامنے آئے معلوم ہوتا تھا کہ ایک کمند مین سب بندھے ہوے ہین سکندر نے خدمتگارون سے کہا جا کر طلسم کشا کو خبر کرو اِن قیدیون

کہ ساتھ **بقراط** کے قتل ہوگی ہم لوگ گئے اور اسکو گھیر لیا کہان جائیگی تہ تیغ آئیگی کیونکر
جان بچائیگی آخر مین بچپائیگی **شبگونہ** نے پوچھا آج حضور کہان آرام فرمائین گے **نورالدہر**
نے کہا وہی بارگاہ قدیم **ارسطوے ثانی** بول اُٹھے کہ ہم آج پہرا دینگے **شبگونہ** نے کہا
آپ افسران قدیم سے ہین ہم لوگ ملازم تو ہین آج ہم پہرا دینگے ہرچند **سکندر** نے منع کیا
مگر **شبگونہ** قدمون پر **نورالدہر** کے گر پڑی عرض کرتی تھی میرے ساتھ والے مجھے
بد اعتقاد سمجھینگے کہین گے تمھاری خطا نہین معاف ہوئی کہ پہرا تمھارا اور دولت **طلسم کشا**
پر نہ مقرر ہوا مین شرمندہ ہونگی **نورالدہر** نے **سکندر** کو منع کیا کہ آپ خاموش رہین
یہ سچ کہتی ہے یہ راسخ الاعتقاد ہے آج اسی کا پہرا ہمنے مقرر کیا **شبگونہ** نے باہر آکر کرسی
بچھائی اُسپر بیٹھی ساحر جا بجا مقرر کیے ہر طرف حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہے گرد
بارگاہ **نورالدہر** پہرا دے رہی ہے دوپہر سے شب گذری تھی کہ **نورالدہر** تشریف لائے
سب سردار پہونچا کر پلٹ گئے **نورالدہر** داخل بارگاہ ہوے **شبگونہ** نے جاکر آرام
کرایا جب **نورالدہر** سو گئے تو **شبگونہ** اپنے مقام سے اُٹھکر آئی بغور دیکھا کہ کل تحفہ جات
طلسمی جسم پر آراستہ ہین اب حیران ہے کہ **طلسم کشا** کو ہاتھ نہین لگا سکتی کیونکر لیجاؤن آخر
سوچتے سوچتے جھولی سے تین پتلے فولادی نکالے انکو چھوڑا تینون پتلے تین پایون سے
لپٹ گئے ایک پائے پر **شبگونہ** نے خود ہاتھ ڈالا مع چھپر کھٹ **نورالدہر** کو اُٹھا کر لیچلی
سحر سے اندھیرا کر دیا ہے قبۂ بارگاہ کو توڑا لیکر مکان پر آئی **صراحت** اور **افغان** نے
کہا اے **شبگونہ** **طلسم کشا** کو قتل کرین **شبگونہ** نے کہا صاحبو خاموش رہو ایسا نہو کہ **طلسم کشا**
بیدار ہو جائے **صراحت** جادو و **افغان** تاجدار نے کہا اے **شبگونہ** اگر یہ خوف ہے
تو تم انکو لیکر چلو ہم آگ لشکر **طلسم کشا** پر برسا کر آتے ہین **شبگونہ** نے اُسی طرح چھپر کھٹ کو
اُٹھایا تین پتلے فولادی تین پایون مین لپٹے ہین ایک پائے پر خود ہاتھ ڈالے ہوے ہے
اس طرح پلنگ لیے جاتی ہے **صراحت** و **افغان** و ملازمان **شبگونہ** ملکر اُٹھے آسمان پر
آکر آگ برسانے لگے اہل اسلام مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی پکارتے تھے اے رحیم
کریم اس آفت آسمانی سے بچالے بندون کو اپنے مہلت دے **نظم**

خدمت مین حاضر ہین نازنینان پری پیکر حور منظر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین **نظم**

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جاے — مہر گلنار ابھی نظرون مین اژدر ہو جاے
منقلب ہجر مین ماہیت اشیا نہ ہوئی — کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جاے
چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون — سب لہو میرے بدن مین مے احمر ہو جاے
گرمی آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے — ہر شرر جاکے فلک پر ابھی اختر ہو جاے
کل جو فرقت مین ہوئی چشم مری خون آلود — سبزۂ تر بھی نہ کیونکر مژہ تر ہو جاے
ماہ کنعان تجھے اے ماہ جو عریان دیکھے — پیرہن چاک کرے جامے سے باہر ہو جاے
ساقیا گر ترے ہونٹون کا تصور باندھون — طائر ہوش کی پرواز کو شہپر ہو جاے
آپکی راست روی کے جو مین مضمون لکھون — خود بخود صفحۂ قرطاس پہ مسطر ہو جاے
اثر سختی ایام سے ساقی ہے یقین — پنبۂ سر مینا ابھی پتھر ہو جاے
کرکے دو سرو کو تلوار سے قاتل نے کہا — اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہو جاے

لیکن سکندر ثانی فرما رہے ہین کہ اے نجم اختر شناس آج شہریار کی بہت حفاظت کرنا ایسا نہو کہ کوئی ساحر قلعہ سے آکر دست اندازی کرے تو ساری فتح شکست ہو جائے نجم عرض کر رہے ہین مین نے جو خیال کرکے دیکھا سب افسران فوج موافق ہین کوئی باغی نہین پایا جاتا یہ ذکر تھا کہ شبگونہ آئی نور الدہر کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھی کہا اے شہریار کوچ کی تیاری فرمایئے مین دس ہزار فوج کی افسر تھی پانچ ہزار تو مارے گئے پانچ ہزار جو باقی ہین وہ جلدی کر رہے ہین کہ قلعۂ مروارید نگار پر چلیے اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھون لشکر لقراط مین کھلبلی ڈالدون جنگ آغاز ہو آپ وقت پر آجائیے گا سکندر نے جواب دیا کہ اے شبگونہ لقراط کو کیا سمجھی ہو لقراط ایک سحر مین قیامت برپا کرویگا ایسا ساحر زبردست ہے کہ جسنے سیکڑون برس اتنے بڑے طلسم مین خدائی کی اور سب پر غالب رہا اسدن کی اُسکو خبر نہ تھی کہ آفت آسمانی آئیگی کیا کیا سامان کر رکھے تھے آٹھ پہر عیش کیا کرتا تھا اب بھاگ کر قلعۂ مروارید نگار پر آیا ہے ہرچند کہ مروارید بہت ناچار ہو رہی ہے مگر یہ نہین سوجھتا کہ جاکر طلسم کشا کی اطاعت کرون جان بچے یقین ہے

صراحت جادو اسباب سحر سے آراستہ آکر پہونچی کہا ای شبگونہ ہم آئے تھے کہ لشکر طلسم کشا سے جنگ کرین قلعہ مین آکر سُنا کہ سب مسلمان ہو گئے بادۂ محبت طلسم کشا سے مست ہین ہرچند کہ اس قلعہ مین بڑے بڑے ساحران زبردست ہین مگر دم محبت کا طلسم کشا کی بھر رہے ہین صراحت جادو نے کہا کہ مین شام سے آئی ہون جملہ افسرون کے پاس گئی ہر ایک سے صلاح کی مگر سب نے جواب دیا کہ ہم تو سکندر ثانی کی سلطنت چاہتے ہین بقراط ثانی نے ذی حق کو بے حق کیا ای صراحت چلی جاؤ ایسا نہو کہ ہم لوگ تمکو گرفتار کرین مین سب کی مدد سے مایوس ہو کر اب چلی تھی کہ راہ مین افغان جادو سے ملاقات ہوئی اُنھون نے کہا کہ شبگونہ سے ملاقات تو کر لو وہ مدت سے سامری و جمشید پرست ہی شاید ہماری راے کو قبول کرے اور ہماری شریک ہو بارے تمکو آکے قاعدے سے دیکھا باقی جسکے گھر بہ گئے بتخانے ویران پائے تسبیحین ہاتھ مین لیے پڑھ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین ہر ایک کی زبان پر جاری ہی کہ ای خالق لیل و نہار سکندر ثانی کی سلطنت ہو بقراط ثانی مارا جائے البتہ تمھارے یہان آکر بتخانہ آباد پایا دیکھا کہ تدبیر بربادی طلسم کشا کر رہی ہو اب جو کہو وہ کرین شبگونہ نے کہا ای صراحت و افغان یہ تو ظاہر ہی کہ دل مین طلسم کشا کے بالکل بقراط کا خوف نہین ہر وقت یہی ذکر ہی آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ بقراط کو پائین تو قتل کرین وہ بیچارہ شکست خوردہ ملکہ مروارید کے پاس آیا اُنکے دامن مین پناہ لی سارے طلسم مین مسلمان پھیلے ہوے ہین جہان دیکھو لشکر مسلمانان فروکش ہی افغان و صراحت نے کہا ہمارے نزدیک سب سے عمدہ یہ تدبیر ہی کہ ای شبگونہ تم دربار طلسم کشا مین جاؤ کچھ خیر خواہی کی باتین کرو جس مقام پر طلسم کشا آرام کرین وہان سے اُٹھا لاؤ طلسم کشا کو لیکر بخدمت بقراط چلین قید طلسم کشا پیش کرین وہان خود ملکہ مروارید موجود ہین اُسی وقت طلسم کشا کو قتل کرینگی تمھارا نام ہو گا یہ صلاح سُنکر سب نے پسند کی کہا بیشک یہ صورت غالب آنے کی ہی جلد جاؤ ہم لوگ سحر تیار کیے بیٹھے ہین تمکو دیکھتے ہی لشکر پر طلسم کشا کے آگ برسا دینگے لشکر طلسم کشا کا تباہ کرتے چلین گے شبگونہ اُٹھی طرف دربار طلسم کشا کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ طلسم کشا دربار مین بیٹھے ہین سب معشوقان پریچہرہ

چل ای ساقی بادہ کش لاجواب
ترا چہرہ گل ہی یا آفتاب
سراپا ہی شوخی سراپا ہی ناز
مناسب ہی ہو رنگ می سرفراز
ہر اک رند میخوار بے باک ہی
کہ ساقی مرا چست و چالاک ہی
گلابی بدست و نگہ بر حقیر
کہ سائل ہی یہ می کا مثل فقیر
ترے فیض سے آج ممتاز ہون
تری بزم مین مین سرافراز ہون
ہوے جمع رندان میخوار ہین
تری چشم میگون کے بیمار ہین
پلا اُنکو جام شراب و لا
کہ میخوار کو لطف می کا ملا
ہر اک رند ہی جوش سے ہوش مین
یہ کہدے مرے آکے تو گوش مین
کہ یہ مجمع رند میخوار ہے
ہر اک بادہ کش آج سرشار ہی
قمر مل گیا ساقی می پرست
کیا دخت رز کو بھی ہر اک نے پست
لکھ ای کلک جادو رقم سحر ساز
دکھا دے جہان کا نشیب و فراز

چہرہ مقیدان سلسلۂ رنج و مصیبت و رہائی یافتگان زندان جرأت و شوکت اِس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف گہر سنج دریاے مہر و محبت ✣ چنین می نویسد ز کلک مروت ✣ کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بعد رخصت کرنے خواجہ کے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر جلد آراستہ کرو کل انشاء اللہ تا بہ قلعہ مروارید گار پہونچ جاوین شاید اِس بقراط سے مہلت پاوین مگر اس قلعہ مین ایک ساحرہ رہتی ہی کہ شبگونۂ آتشبار اُسکا نام ہی میدان کارزار سے جو پلٹ کر آئی اپنے مکان مین سب رفیقون کو جمع کیا اُنسے صلاح کر رہی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ مروارید کا تو حکم تھا کہ جہانتک بن پڑے طلسم کشا کو قتل کرو غلطان نے کیا کیا تدبیر کی مگر بیچارے کا زور نہ چلا آخر میدان مین ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ مروارید کو خوش کرین سب نے کہا ای ملکۂ عالم ہم لوگ تو مجبور ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سامنے طلسم کشا کے جا کر لڑین اپنی جان دین مگر ہماری جان دینے سے کوئی مطلب نکلے تو ہمکو عذر نہین شبگونہ یہ باتین کر رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی اِسنے سر اُٹھا کر دیکھا افغان تاجدار و

کہ دریا کو فرا جاؤن مگر رک جاتے ہین سکندر نے بڑھکر گولہ مارا گولہ وسط دریا مین جاکر پھٹا دریا بیچ مین سے شق ہوا ہزارون مچھلیان غلطان پر گرنے لگین غلطان ہرچند ہٹاتا ہی مگر مچھلیان نہین مانتین آخر ناچار ہوا جھولی مین ہاتھ ڈالکر گولا نکالا سحر کرکے گولہ دریا پہ مارا دریا کو خشک کیا تب مچھلیان موقوف ہوئین سکندر و غلطان سے سامنا پڑا غلطان چاہتا ہی پیچھے ہٹ کر بھاگ جاؤن مگر سکندر کب ہٹنے دیتے ہین جب سحر کرتے ہین غلطان کو معلوم ہوتا ہی کہ مجھپر بجلی گر گئی اور دو ٹکڑے کر دیگی اُسی مقام پر زمین مین غرق ہوجاتا ہی سکندر سحر کرکے اُسکو پھر نکال لیتے ہین غلطان اس کشاکش مین ہی کہ نورالدہر لڑتے ہوے سامنے آئے نعرہ کیا کہ او غلطان کہانتک بندگان خدا کو قتل کرائے گا یہ کہکے لڑتے ہوے برابر غلطان کے پہونچے غلطان نے جب اپنے قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کا معاوضہ مین ہاتھ ماردیا کہ غلطان کے دو ٹکڑے ہوے غلطان کا مارے جانا کہ اہل فوج فریاد کرنے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے ہرچند کہ سکندر نہ قبول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے شہریار اس قلعہ کے لوگ مکار ہین ایسا نہو سرکار کے ساتھ کچھ بے ادبی کرین مگر نورالدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہی کہ یہ لوگ عذر کرین اور ہم پناہ نہ دین سب کی خطا معاف کی بارگاہین خیمے لوٹ لیے سب کو ساتھ لیکر داخل قلعہ غلطان ہوے خواجہ عمرو رخصت ہوکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے سیمائے اختر پیشانی سے عقد ہوگیا اور یہ مسلمان بھی ہوئی

نورالدہر نے قصد کیا کہ کوچ کرین تیاریان ہونے لگین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان قید ہوکر نورالدہر کا سامنے بقراط کے پہونچنا اور ہنگامۂ عظیم ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان　　کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
چھلاوہ ہی میرا قلم بے درنگ　　دکھاتا ہی ہر دم زمانے کا رنگ
ثمر زور پر طبع موزون ہوئی　　جو قطرہ طبیعت تھی جیحون ہوئی

واعظا ہو نہ در پئے ناسخ	عاشق رند لاؤ بالی ہے

ہنگامۂ مغلوبہ ہو رہا ہی ہر طرف صدائین بلند ہین کوئی گریبان چاک کر رہا ہی کوئی پہاڑون سے سر ٹکرا رہا ہی کوئی غل مچا رہا ہی کوئی آمادۂ ساحری ہی غلطان بڑھ بڑھ کے حکم دیتا ہی ارے یارو مسلمانون پہ سحر کرو نقیب لشکر غلطان بڑھ بڑھ کے نقابت کر رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین	اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی نقیبون نے جو بڑھکر یہ اشعار پڑھے ملازمان غلطان کو ہر بار علمدار کو اشارہ کرکے بڑھے مطلب یہ تھا کہ علمدار بڑھے تو ہم بھی بڑھین علمدار نے علم سیاہ نشان کفر کا پھریرا کھولا ہاتھی کو بڑھایا اب ہمراہ علمدار ہزار ہا ساحران غدار گولے ترنج نارنج لیکر بڑھے نور الدہر نے جو دیکھا کہ بسبب علمدار کے جنگ ہو رہی ہی مرکب طلسمی کو مہمیز کیا علمدار کے سامنے آ گئے للکارا کہ او سیاہ رو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر رو کا نعرۂ تکبیر کرکے ہاتھ مارا کہ مع علم و علمدار و ہاتھی کے تلوار نے کاٹ کر زمین مین بوسہ دیا نشان نفر جو گرا فوج والون کے پانوُن اُٹھے اہل اسلام مارتے ہوے چلے غلطان کیسا کیسا روک رہا ہی آخر بڑھکر سینہ سپر کیا مگر فوج کے پانوُن نہین ٹکتے پیچھے ہٹے جاتے ہین غلطان نے آگ برسائی دریاے سحر جاری کیا اُدھر سے لڑتے ہوے سکندر ثانی آتے تھے سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ دریا غراٹا مار رہا ہی طلسم کشا اس پار کھڑے ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین

برفی کہاکتے نے ہاتھ اُٹھا دیے سیمانے گردن جھکائی کتے نے دونون ہاتھ گردن مین ڈالدیے مُنھ سے مُنھ رگڑنے لگا جب مُنھ سے مُنھ ملایا ایک پھٹ کی آواز آئی دہن سے کتے کے ایک حباب نکلا داغ پر سیما کے پڑا کہ سیما بیہوش ہوئی کتے نے گھنڈیان کھولین کھال جسم سے الگ کی تڑپ کے جست کی سب نے دیکھا کہ عمرو نعرہ کرتا ہوا نکلا

نعرۂ خواجہ عمرو بن خواجہ امیۂ ضمری

گزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین زکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کرکے کھال اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لی پشتارہ سیما کا باندھنے لگے کنیزین جو کھڑی ہوئی تھین بیقرار ہوگئین نیمچہ کھینچکر دوڑین شاگردان عمرو کنیزون پر جا پڑے ہر ایک نے ایک کنیز کو باندھ لیا عمرو نعرہ کرتا ہوا بھاگا سامنے نورالدہر کے لاکر پشتارہ رکھدیا غلطان نے جو دیکھا کہ شاگردان عمرو کنیزون کو لیے جاتے ہین بڑھکر سحر کیا کہ سب عیار گرے چاہا سب کو گرفتار کرلون نورالدہر کو تاب نہ آئی نعرہ کرکے جا پڑے آکر لوح کو چمکایا عیارون کو ہوش آیا پشتارے لیکر بھاگے جنگ مغلوبہ ہونے لگی نجم نے بڑھکر سحر کیا کہ ہزارہا ستارے گرے جبیبرگرا وہ جل گیا ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر سر ٹکرانے لگے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

پُر ہین شیشے تو جام خالی ہی
گردش آسمان نرالی ہی

منزل ماہ تیرے جلوے سے
رخ دالان بھی ہلالی ہی

آسمان پر نظر جو کی شب ہجر
سمجھے ہم مقبرے کی جالی ہی

سفلون سے پوچھتا ہون غربت مین
کہیے کیسا مزاج عالی ہی

اسقدر ہوگیا ہون زار و زبون
کہ مجھے خوف شیر قالی ہی

شعر رنگین مرے پڑھے اِس سے
میری جان آج جانے والی ہی

بھر دندان یار روتا ہون
ہر مژہ موتیے کی ڈالی ہی

باغ پامال کر دیا تو نے
ہر نہال اے صنم نہالی ہی

حضور آپ کیون میدان مین جاتی ہین آپ کے مقابلہ مین کون آئیگا آج تو حسن و جمال
حضور کا آفتاب پر طعنہ زن ہی اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو تسبیح توڑ ڈالے معلوم ہوتا ہی چاند
چمک رہا ہی یا پھول گلاب کا کھلا ہی کیا حضور کی تعریف کرین یہ مطلع میان سطوت
کا حضور کے حسب حال ہی مطلع آئینہ لیکے دیکھیے تو رخ کا نور آپ ✦ بہتر کہین ہین حور
و پری سے حضور آپ ✦ کنیزون نے ہر چند سمجھایا تعریفین بھی کین عمرو کی ذلت بھی
بیان کی مگر سیمانے نہ مانا پنجہ ہاتھ مین لیکر مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر
آواز دی وہ سار بان زادہ کہان ہی میرے مقابلہ مین نہین آتا عیار شرمندہ ہو رہے
ہین نور الدہر جھلا رہے ہین شبرنگ سے فرماتے ہین ای شبرنگ کیا کرون بلوہ
کردون مغلوبہ ہونے لگے شبرنگ نے کہا ای شہریار سب کہین گے کہ عورت پر
لشکر کشی کی سیما تو بھاگ جائیگی مگر غلطان حضور کے بلوے کو روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا
غلطان شکست کھاکے بھاگے گا مگر اپنے مقام پر جاکر کہے گا کہ عورت پر لشکر کشی کی
نور الدہر فرماتے ہین پھر ای شبرنگ کیا کرون وہ پکار رہی ہی کہ شاپور سامنے
سے آیا عرض کی ای شہریار غلام بہ شکل خواجہ بنکر مقابلہ کرے دعوی کرتا ہون کہ سر میدان
پکڑ لاؤنگا نور الدہر رضامند ہوے ہین شاپور صورت عمرو کی بنا رہا ہی کہ اپنے
باپ کی شکل بنکر میدان مین جاؤن سیمائے اختر پیشانی سے مقابلہ کرون جواب
دون کہ اوشنقل کیا بکتی ہی ہمارا نام ادب سے نہین لیتی ہمارا رتبۂ اعلے نہین سمجھتی یہ
سوچکر صورت بدل رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین ای شاپور جلدی کر دیکھ وہ للکار
رہی ہی شاپور جلدی کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک کتّا سفید و براق بال بڑے
بڑے لٹکتے ہوے مثل برق کے چمکتا ہوا پٹہ سنہری گلے مین پڑا ہوا قفل پٹے مین لگا
ہوا جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیما نے جو سگ برقی کو آتے ہوے دیکھا دل مین سوچی
کہ کسی رئیس کا کتّا چھوٹ گیا ہی بن پڑے تو اسکو گرفتار کرلون غلطان گو ہر بار
بہت پسند کریگا یہ سوچکر کتّے کو چمکارا کتّا جست کرکے قریب سیما کے آیا قدمون کو
چومنے لگا کون کون کرتا تھا سیما جھکی پشت پر برقی کہکہ ہاتھ پھیرا کبھی برقی کہا کبھی

کہ کمال تمہارے سحر کا دیکھین کہ کیسے کامل ہو لشکر پر کچھ سحر کرو تو جواب ملے غنچۂ آرزوے ساحران کھلے یہان پر تو یہ ذکر ہو رہا تھا مگر ہرکارے لشکر کفار کے جو لشکر اسلام مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے سیما کے آئے ترقی حسن و جمال کی دعا دے کر عرض کی ای ملکۂ عالم تمہاری عیاری کی شہرت سنکر یہ زور پکڑا کہ عمرو عیار خوف جان سے بھاگ گیا لشکر مین غلغلہ ہی کہ عمرو طہماس کو چھوڑ اکر طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے ہر چند طہماس نے سمجھایا مگر کہا کہ مجکو جان کا خوف ہی مین نہ ٹھہرونگا مگر ای ملکۂ عالم تمہاری یاد مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

خوب موزون ہمسے وصف قد بالا ہوگیا — عالم بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا
باعث گریہ ہوئی فرقت مین مجکو میکشی — ساقیا اشکون سے مے کا استخارا ہوگیا
میکشی مین روتے روتے مین ہوا ای یار کور — نشئے کے ڈورون کی جا آنکھوںمین جالا ہوگیا
تیرا مالہ موتیون کا قتل کرتا ہی مجھے — ای پری مالہ سر وہی کا یہ مالا ہوگیا
داغ حسرت کسقدر تیرے عہد مین پایا نہین — باغ مین آگے جو گل تھا وہ بھی لالہ ہوگیا
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا — قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہوگیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستون کو ضرر — شیشۂ مے ٹوٹ کر ساقی پیالا ہوگیا
وصف جو اُس ماہ تابان کے کیے مین نے رقم — یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہوگیا
جبکہ دوش احمدؐ مختار پہ رکھا قدم — حیدرؑ کرار کا رتبہ دو بالا ہوگیا
غم ہوا اِس درجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر — جو ہرن تھا ختنک ہو کر مرگ چھالا ہوگیا
کل تلک بے صرفہ ناسخ غم پہ غم کھایا کیا — آج وہ خود گور کے منھ کا نوالا ہوگیا

یہ خبر جو ہرکارون نے ملکہ سیما ے اختر پیشانی کو سنائی قہقہہ مار کر ہنسی کہا صا جبو تمنے سنا اب طلسم کشا کیا جواب دینگے مین میدان مین جاتی ہون اور جا کے عمرو کو پکارونگی آج تک جب اُس سے مقابلہ ہوا ہر مرتبہ مین نے اُسے گرفتار کرلیا مگر اُسکے شاگردون نے اُسے چھڑا لیا اُسی خوف سے بھاگ گیا سمجھا کہ مقابلہ مین سر بر ہونگا مقابلہ مین گیا اور گرفتار ہوا ایسی باتین کر کے تخت سے کودی کنیزین کہہ رہی ہین

چلے گئے شبرنگ نے کہا گئے تو جانے دیجیے آپ کا غلام مقابلہ کریگا کیا معرکہ رہجائیگا
مگر قبلہ و کعبہ نے اپنے نام کو بدنام کیا یہ خبر صاحبقران کو بھی پہونچے گی فرمائین گے
نہین معلوم میرے عیار پر کیا دباؤ ڈالا کہ خواجہ طرف خانۂ کعبہ کے چلے گئے آپ کو
لوگ بدنام کرینگے نور الدہر نے کہا اب دیکھو تھوڑی دیر مین لشکر آتا ہی وہ ظالمہ
نکلے گی اُنھین کو پکاریگی شبرنگ نے کہا غلام خواجہ کی شکل بنکر مقابلہ کریگا کہ اتنے مین
برق آیا اُسنے یہ حال سُنکر کہا اے شبرنگ کیون گھبراتے ہو یہ بھی اُستاد کا فقرہ ہی
دیکھ لینا وہی آکر مقابلہ کرینگے کہ چالاک بن عمرو آیا اُسنے جب یہ کیفیت سُنی ہنسنے لگا
کہا قبلہ و کعبہ کے یہ شعبدے ہین ایسے فقرے اکثر ہوے ہین مگر وقت پر آگئے ہین یہ
باتین کرتے ہوے میدان مین آئے کہ طرف سے لشکر غلطان کے گرد اُڑتی دیکھا
سب نے غلطان گوہر بار اسباب سحر سے آراستہ و پیراستہ بڑے زور و شور سے
میدان کارزار مین آکر پہونچا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا
سب نے کہ سیماے اختر پیشانی لباس عروسی سے آراستہ تخت پر سوار سات سو
کنیزین گرد گھیرے دوپٹہ گلنار عمدہ زیب دوش پائجامہ سرخ اطلس کا جسمین گوٹا ٹھا
لگا ہی پہنے ہوے وزیرزادی پہلو مین اسباب سحر سے آراستہ اس لطف سے سواری
سیماے اختر پیشانی کی آکر پہونچی غلطان نے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا آج مقدمہ
مقابلۂ عیاری کا ہی ہم آپ تماشہ دیکھین اگر آپ دخل دینگے تو سحر کر کے صفین اُلٹ دونگا
نجم اختر شناس نے بڑھکر آواز دی کہ او بیحیا تیری کیا مجال ہی کہ لشکر اسلام کو بنگاہ کج
دیکھے بادشاہ لشکر ہمارا اسکندر ثانی ہی جسکے خوف سے بقراط ثانی بھاگا بھاگا
پھرتا ہی تم لوگون کے جلال کا زمانہ گذر گیا اب اپنی جان بچاؤ اب زمانۂ جلال طلسم کشا
ہی بقراط پرستون کے لیے زوال ہی نور الدہر فرما رہے ہین اے نجم تمنے اسکی بات کا
جواب کیون دیا حقیقت مین یہ سحر کیا کر سکتا اگر مقدمۂ عیاران مین دخل دیگا تو بہت
پچتائیگا سر میدان مارا جائیگا بلکہ اس سے تکرار کرو کہ جس سے مقابلۂ عیاران موقوف
رہے خواجہ چلے گئے نجم نے پکار کر آواز دی اے غلطان گوہر بار ہم امید وار ہین

ضرور چلیے دیکھیے تو کیا صحبت ہو کون کون لوگ جمع ہوتے ہین کون کون لوگ آتے
ہین کیسے کیسے نقہ اس مضمون مین پھنستے ہین غرضکہ سب نے شراب اپنے اپنے حصے
کی پی جسنے پی وہ ناچنے لگا کوئی چو تر پیٹتا ہو کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہو کوئی اپنے مقام سے
اُٹھ نہین سکتا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے خواجہ نے سب کو قتل کیا قید خانہ مین
آکر طہماس کو رہا کیا ساتھ لیکر چلے جب لشکر قریب رہا کہا ای طہماس تم تو لشکر مین جاؤ مین
رخصت ہوتا ہون طہماس نے کہا اُستاد کہان جائیے گا عمرو نے کہا سب ملکر میری جان
لیتے ہین سیماے اختر پیشانی جلادہ نیچہ بران لیکر میدان مین آئیگی مین اُسکا مقابلہ
نہ کر سکونگا لہذا مین تو خانہ کعبہ جاتا ہون نور الدہر سے کہدینا ای نور نظر تمھاری ذات
سے صاحبقران سے چھوٹے زندہ رہین گے تو ملین گے صبح کو چالاک وغیرہ مقابلہ
کرینگے یا اُسکا عیار شبرنگ نکل کر مقابلہ کریگا مجھے کیا غرض ہو کہ مین اپنی جان دون
ہر چند طہماس نے روکا کہ اُستاد نہ جائیے پاس نور الدہر کے تو چلیے اُنسے کہا جائے
کہ خواجہ مقابلہ کے لائق نہین ہین وہ ضرور آپ کو معاف رکھین گے نور الدہر آپ سے
کیسی محبت رکھتے ہین خواجہ نے کہا بیٹا تم کیا جانو یہ سب فرزندان حمزہ میری ہی جان
لینے کے خواہان ہین وہ چاہتے ہین کہ ہو سکے تو مقابلہ کرو اور اگر نہو سکے تو بھی لڑو مین
اپنی جان کو غنیمت جانتا ہون یہ کہکہ خواجہ طرف صحرا کے روانہ ہوگئے طہماس راستہ
بھٹک کر اور طرف جا نکلے اُتنی رات صحرا مین پھرے جب ستارۂ سحری چمکا اور لشکر
نور الدہر کو دیکھا کہ میدان مین جاتا ہو طہماس بھی لشکر مین آئے نور الدہر سب کے
آگے تھے طہماس کو دیکھکر خوش ہوگئے آواز دی کہ ای ہنر بیشۂ کلنکان کیونکر رہائی
پائی طہماس نے قریب آکر رکاب کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی کہ خواجہ عمرو نے
جاکر رہا کیا نور الدہر نے پوچھا خواجہ کہان ہین طہماس نے کہا وہ طرف خانہ کعبہ کے
گئے ہین مین نے بہت سمجھایا مگر نہ مانا سیماے اختر پیشانی کوئی عیارہ ہو فرماتے
تھے مین اُس سے مقابلہ نہ کر سکونگا ہر چند کہا کہ آپ نہ مقابلہ کیجیے گا سامنے تو موجود رہیے گا
اُنھون نے نہ مانا روانہ ہوگئے نور الدہر کو بڑا قلق ہوا کہا ای شبرنگ تُنے سُنا کہ خواجہ ۱۸

شکل بنکر سامنے چوبدار کے آئے کہا حضور جوے نے ایسا پریشان کیا ہی کہ جان و مال سب ہار گئے چوبدار نے کہا ہارنا جیتنا تم لوگون کا کام ہی مگر یہ پتیلہ اُٹھالو تا بہ قید خانہ لیچلو شہدے نے کہا چار گنڈے لین گے چوبدار نے کہا جو مانگو گے وہی ملیگا شہدے نے بہت خوب کہکر پتیلہ اُٹھالیا شہد النقلی چوبدار سے باتین کرتا ہوا چلا کہ میان مردے صاحب آج کعبتین نے وہ رنگ ہمکو دکھایا کہ جو عمر بھر نہ دیکھا تھا سب داؤن رنگ کے ہارے اگر ہمارا رنگ گھڑی بھر کھیل جائے تو سلطنت جیت لین مگر آسمان پھٹ پڑتا ہی کہ اُٹھا داؤن نکل جاتا ہی اسی مین ہم لوگ ہرتے ہین رنگباز جھٹ پٹ ہار جاتا ہی جب ہمارا رنگ آتا ہی تو جی چاہتا ہی جان بدین مگر کچھ زور ہی نہین چلتا نمکحلال ہوتے ہین ہم بھی آج اسی مین ہارے کل تڑکے ہی جاکر بدینگے چوبدار ہان ہان کرتا چلا آتا ہی کہ راہ مین شہدے نے ٹھوکر لی زمین پر گرا فتیلہ بھی گل ہو گیا کہا مردے صاحب فتیلہ ذرا جلا لیجیے یہ اُسی ہار کی جھل ہی کہ راستہ نہین چلا جاتا چوبدار فتیلہ جلانے گیا خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی پتیلہ اُٹھا کر لیچلے در زندانخانہ پر آئے قیام جادو وہان کا افسر ہی اُسنے پکارا کون آتا ہی مردے نے کہا تم سبھون کے واسطے شراب لائے ہین ساحر اُٹھکر دوڑے پتیلہ لیکر رکھا شہدا سب کے حقے بھرنے لگا قیام نے کہا بھائیو اپنا اپنا حصہ لیلو کہ رات بھر جاگنا ہوگا شہدا کہتا ہی آپ سب سو رہیے گا ہم پہرہ دینگے قیام ہنسنے لگا کہا میان شہدے صاحب بڑے خوش مزاج ہو جا کے کابلی مٹر لوتے آؤ شہدا دوڑ کر کابلی مٹر لایا سب کا کام دوڑ دوڑ کر کر رہا ہی مگر اپنی باتین کیے جاتا ہی کہتا ہی بھائیو صبح کو چلکر ایک ایک روپیہ جوے مین لڑاؤ مہینہ بھر کی تنخواہ پا جاؤ سپاہی کہتے ہین میان شہدے صاحب ہمارا یہ کام نہین اگر ہار جائین تو کیسے بدنام ہون بال بچے بھوکون مرین شہدا کہتا ہی بھائیو جوے مین ہار نہین ہی ہزار ہا روپیہ جیت لیا ہی ہمارا دو روپیہ روز کا خرچ اسی پر ہی خواہ ہارین خواہ جیتین مگر خرچ نہین معلوم ہوتا شراب چلی جاتی ہی جمعدار صاحب ایک دس دن کھیلیے تب آپکو مزہ پڑے سامنے پریان ناچا کرتی ہین ہم لوگ مزے اُڑاتے ہین تماشہ دیکھتے ہین کل تو جمعدار صاحب

بارگاہ نور الدہر مین آئے کرسی پر سر جھکا کر بیٹھے نور الدہر نے کہا چھوٹے دادا جان طہماس کی رہائی کی کوئی صورت نہ نکلی عمرو نے کہا انشاء اللہ اب رہا کر لاؤنگا یہان سیما گھبرائی ہوئی دربار مین غلطان کے آئی کہا اے شہنشاہ بہت تدبیرین کین لیکن طلسم کشا پر ہاتھ نہین پہونچتا کئی عیار نگہبان ہین ہر وقت پھرا کرتے ہین طبل جنگی بجوائیے سر میدان عمرو کو زیر کرونگی غلطان نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر نام پر سیمائے اختر پیشانی کے کل عیاری کا مقابلہ سر میدان ہوگا ہم لوگ ساحر دخل نہ دینگے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے خدمت نور الدہر مین آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ رو ئیدہ باشد بباغ ✣ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✣ نگین سعادت بنام تو باد ✣ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✣ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو غلطان گوہر بار نے طبل جنگی بجوادیا کل سیمائے اختر پیشانی میدان مین نکلین گی نور الدہر نے کہا چھوٹے دادا جان سوائے آپ کے کون میدان مین نکلے گا آپ کے نام پر طبل جنگی بجے عمرو نے کہا ہے نور نظر میری طبیعت سست ہے شبرنگ وغیرہ مقابلہ کرینگے نور الدہر نے کہا بڑی خفت ہوگی وہ آپکا نام لیکر پکاریگی عمرو نے کہا ناچار و مجبور ہون کیا کرون جب قوت و طاقت ہی نہو تو انسان سے کچھ نہین ہوسکتا سردارون نے کہا نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجوا دیجیے ضرور مقابلہ کرینگے خواجہ نے کہا مین تو منع کرتا ہون پھر کسیکے نام پر طبل جنگی بجتا ہے نور الدہر نے حکم دیا کہ نام پر خواجہ کے طبل جنگی بجے عیارون نے میدان درست کرنا شروع کیا خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے لشکر غلطان مین آئے ہر مقام پر یہی ذکر سُنا کہ کل مقابلہ سیمائے اختر پیشانی کا ہوگا عمرو کو پکڑ لائیگی اگر کوئی دوسرا شخص دخل دیگا غلطان سحر کریگا گرفتاری پر عمرو کی بڑا ہنگامہ ہوگا عمرو سب کو عزیز ہے کون ایسا سردار ہے کہ جسپر احسان عمرو کا نہین ہے خواجہ یہ سب باتین سنتے ہوئے قریب اُس قصر کے آئے کہ جہان طہماس قید ہے دیکھا نگہبان بیٹھے ہوئے آپس مین ہنسی دل لگی کر رہے ہین عمرو وہان سے ہٹا در بارگاہ غلطان پر آیا اندر سے چوبدار نے نکل کر آواز دی کہ ارے کوئی مزدور حاضر ہے قید خانہ تک قتیلہ شراب کا لے چلے خواجہ ایک شہدے کی

تو مشقت پڑیگی جبچگی تو اسکو بھی پلاوینگے اب سیماز ارزار رو رہی ہی سوچتی ہی کہ بے نشہ
و انکا یہ حال ہی جب شراب پئین گے تو کاہیکو چھوڑینگے عمرو نے جام لبریز کر کے رذیل
کو دیا رذیل پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی یہ شراب کیسی تھی کہ بدن مین
آگ لگ گئی عمرو نے کہا بھائی تم ہی لائے تھے مین کیا جانون خیر ذرا ٹہلو نشہ کم ہو تے
تو مطلب حاصل کرو جلدی نہ کرو یہ عیارہ بچ نہین سکتی آج ہمارا تمھارا دونو ںکا مطلب ہو گا
رذیل ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو
غُرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ✤ رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم ✤ در محفل خسروان چو گردم
ساقی ✤ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ✤ عمرو نعرہ کر کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

مثل جنت دور میرا باغ ہی … رشک دوزخ سینۂ پر داغ ہی
ہجر مین کیا مین پیون مے ساقیا … جام مے شیشہ کا استفراغ ہی
ہی یہ داغ اُس آستانے کا ترے … کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہی
کیا پریشان غل سے کرتا ہی دماغ … کچھ خبر قاصد کی بھی ای زاغ ہی
مُہر گو قاصد لفافے پہ نہین … خط مین مضمون دل پر داغ ہی
خط نہین ہی سبزۂ گل بے خار ہی … تل نہین ہی لالۂ بے داغ ہی

عمرو نے یہ اشعار پڑھ کے ہاتھ گلے مین ڈالدیے اور خنجر کمر سے نکالا جھپٹ کے اُس
ساحرہ کو قتل کیا سیما دیکھکر دنگ ہو گئی کہتی تھی کیا کار نمایان کیا سامنے جست و خیز کرتی
ہوئی بھاگی خواجہ ٹہلتے ہوے لشکر نورالدہر مین آئے راہ مین برق سے ملاقات
ہوئی پوچھا کیون اُستاد کیا ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا کہا اُستانی تمھاری اپنے لشکر
مین گئین مگر بڑی بلا مین پھنس گئی تھین مین نے جا کر اُس ساحرہ کو مارا تب اُنکو رہا کیا
برق نے کہا اُستاد مین دور سے دیکھ رہا تھا اور چلا تھا کہ جا کر اُسکو مارون پھلا مین
یہ گوارا کرتا کہ آپکی معشوقہ پر راہ گیر ہاتھ ڈالے جب آپ پہونچے تو مین رُک گیا پھر دیکھ
رہا تھا کہ اگر اُستاد پر کوئی افتاد پڑے تو اپنے کو بیچ بچاؤن عمرو نے کہا او بھوریے
تو ہر وقت میرے زوال ہی کا امیدوار رہتا ہی برق سے خواجہ باتین کرتے ہوے

عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا کہ ایک ساحرہ بازاری چاہتا ہی کہ معشوقہ پر دست انداز ہون کلیجہ ہل گیا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان ساحر صاحب مین آتا ہون مین اسکے ہاتھ پکڑ لون تم مطلب حاصل کرو پھر تم ہاتھ پکڑ لینا مین بھی مراد دلی حاصل کرونگا پھر اسکو چھوڑ دینگے سیما نے جو یہ سُنا اور زیادہ گھبرائی کہ اے غضب دیکھو دوسرا ساحر بھی ایسے ہی جہلات کہتا ہوا آتا ہی جب دو مرد ملکر میرے ہاتھ پکڑ لینگے تو کیونکر بچونگی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری جلد اپنے کو پہونچاؤ تمھاری معشوقہ کی آبرو جاتی ہی تم کیونکر گوارا کر و گے جلد آؤ اس ملعون کو مار و اور مجکو اس آفت سے بچاؤ خواجہ یہ آواز سُنکر بیتاب ہو گئے سوچے کہ اسکے دل مین بھی جگہ تمھاری ہی جب تو وقت مصیبت تمھارا نام لیتی ہو یقین ہی کہ اس احسان کو بہت مانیگی تمکو قبول کر لیگی یہ سوچکر آگے بڑھے پھر پکار کر کہا بھائی جادوگر جلدی نہ کرو مین آپہونچا مجکو قریب تو آنے دو مین آکے مطلب نکال دونگا تم بہت راضی ہو گے یہ عورت بڑی چست و چالاک ہی مین نے کئی مرتبہ سوال کیا مگر اسنے جواب سخت دیا شاید اسکو یاد ہو مین قوم کا زمیندار ہون مین نے اس سے کہا تھا کہ سارا گانون تیرے نام لکھ دونگا مگر اس شتفقل نے نہین مانا یہ کہتے ہوے قریب آئے دونون ہاتھ پکڑ لیے اب سیما اور زیادہ بیقرار ہوئی لات و منات کے واسطے دینے لگی عمرو نے کہا ہان بھائی تیار ہو مین تم دونون سمجھ لون جب رذیل جادو آمادہ ہو کر بڑھا عمرو نے کہا اے بھائی سامنے بھٹی ہی تھوڑی شراب لے آؤ کہ نشے مین اچھی طرح مطلب ہو گا ہم بھی اسکو راضی کر لینگے آخر مان ہی جائیگی نہ مانے گی تو جبر کرینگے ہمارے دام سے اب کہان نکل سکتی ہی یہ سُنکر رذیل دوڑا کہتا ہوا کہ بھائی خوب یاد دلایا شراب زبردستی اسکو پلائینگے نشے مین تو رضامند ہوگی رذیل دوڑ کر گیا ایک مٹی کے لوٹے مین شراب خرید لایا کہا لو بھائی پہلے اسکو پلاؤ پھر ہم تم پئین مگر بھائی تمھارا نام کیا ہی عمرو نے کہا مین یہان کا زمیندار ہون صحرالورد زمیندار میرا نام ہی دن بھر یہین پھرتا ہون اور یہ روز ادھر سے جاتی ہی مین دیکھکر کلیجہ تھام لیتا تھا مگر اس کمبخت نے کبھی نہ خیال کیا کہ ہمارا عاشق ہی آج میری تقدیر کہ تم آگئے حصول مطلب ہوتا ہی یہ کہکے کہا بھائی پہلے تم پیلو کہ اول

نامے مروارید سے دعوی کرکے آیا تھا کہ مین جاکر لشکر صاحبقران کو تباہ کیے دیتا ہون لشکر نور الدہر دیکھکر اُسی مقام پر ٹھہر گیا سوچ رہا ہو کہ کیا فکر کرون کہ زنگ کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک شعلۂ جوالہ قنتور ہاے زربفتی سے آراستہ جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہو جمال بیمثال سیما دیکھکر مر گیا دور سے جو سیما نے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہو خیال مین گذرا کہ مروارید کی طرف سے آیا ہوگا یا شاید کسی گانؤن کا رہنے والا ہو جو کوئی ہوگا ہمارے نام سے ڈریگا یہ سوچکر اُسی طرح چلی آتی ہو جیسے ہی یہ سامنے رذیل کے پہونچی اُسنے سحر کیا کہ سیما گری مگر پکار کر آواز دی کہ او جادوگر یہ کیا حرکت کی نہین جانتا کہ سیماے اختر پیشانی میرا نام ہو غلطان گوہربار کی معین ومددگار ہون اگر ابتک مین دخل نہ دیتی تو عیارون نے اُسکو مار لیا ہوتا مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہین اُن عیارون کو کون روک سکتا ہو جنھون نے دمامہ وہتمش کو مارا صاحبقران کو وہان لے پہونچے کہ جہان ہوا کا گذر نہ تھا ہرچند سیما چیخی لیکن رذیل نے نہ سُنا جست کرکے قریب آیا چاہتا ہو لپٹ جاؤن بوسہ لینے کو مُنھ بڑھایا سیما اپنے کو بچا رہی ہو مگر اپنی جان سے بیزار ہو جی مین کہتی ہو ای سیما اگر اس بازاری نے عصمت پر ہاتھ ڈالا تو کیسی بدنامی ہوگی یہ سوچکر چلا چلا کے رونے لگی کہتی ہو او ساحر واسطہ سامری وجمشید کا الگ رہ میرے قریب نہ آ یہ کیا حرکات ہین قضاے کار خواجہ عمرو ایک نخل کے سایے مین بیٹھے تھے آواز جو سیما کی سُنی بیقرار ہوگئے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ سیما کا بوسہ لیلون سیما کبھی تمانچہ مار دیتی ہو کبھی مُنھ پھیر لیتی ہو کبھی کہتی ہو کہ ارے تو کہان رہتا ہو سب جگہ ملکہ مروارید کی عملداری ہو اپنا مقام تو ظاہر کر اپنے حال سے تو ماہر کر جہانتک عملداری ملکہ مروارید کی ہو سب ہمارے مطیع ومنقاد ہین تو کیا اُنکی عملداری سے الگ رہتا ہو اگر میرے ساتھ بے ادبی کریگا تو گھر وغیرہ سب لٹ جائیگا اہل وعیال قتل ہونگے زندہ نہ بچے گا رذیل جواب دیتا ہو ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اس صحرا مین کون دیکھتا ہو مین اپنا مطلب نکال کے چلا جاؤنگا پھر جو کبھی تجکو پاؤنگا مطلب نکال لونگا سیما پھڑک رہی ہو نہ اُٹھ سکتی ہو نہ پنجہ کھنچ سکتا ہو

بنکر محفل مین آئے اس زور و شور سے گائے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی ای گلچہرہ حقیقت مین تو کیا خوش آواز ہی اور گانے مین تیرے سوز و گداز ہی عمرو نے قریب آکر بلائین لین کہا ای حور طلعت حقیقت مین تیرا حسن عابد کش و زاہد فریب ہی عمرو نے جو اس محبت سے کہا سیما کو شک ہوا کہ گلچہرہ تو ایسی خوش آواز نہ تھی فوراً کیونکر خوش آواز ہوگئی شاید وہی ساربان زادہ ہی یہ سوچکر کمند ماری عمرو جست کر کے حلقہ ہائے کمند سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو حلقہ ہائے کمند کاٹ کر نکل گیا ہرچند کنیزون نے چاہا روکین مگر خواجہ کب رکتے ہین سیما حیران ہوگئی کہتی تھی عمرو چھلاوہ ہی مگر جب سر میدان اس سے مقابلہ پڑیگا تب تم لوگ میری چالاکی دیکھنا وہ بھاگا مین اپنے مقام سے نہ اُٹھی اسی خیال سے کہ نکل جائے گرفتار کرنے سے کیا نفع کئی مرتبہ گرفتار ہوا اُسکے شاگرد آکر رہا کر لیگئے مگر ابکی جو گرفتار کرونگی ایک ہاتھ خنجر کا مار دونگی کنیزون نے کہا واری اگر ابتک آپکا دل چاہتا تو قتل کر چکتین سیما نے کہا انصاف کرو غیر انصاف نہ کہو ایسا عیار طرار کہین دنیا مین ہی جسوقت یہ مارا جائیگا تو صاحبقران زمان اپنی جان دیدینگے اور بدلہ اسکے خون کا لین گے جب صاحبقران کد و کاوش کرینگے تو پھر مین زندہ بچ سکونگی شاگرد بھی اسکے جو ایک ایک بلائے روزگار ہی وہ کیا قاتل کو زندہ چھوڑینگے کیا عمرو کا قتل کرنا آسان ہی کنیزون نے پوچھا واری اسکے کتنے شاگرد ہین سیما نے کہا اخبار مین مین نے لکھا ہوا دیکھا تھا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار ییک بچے اسکے شاگرد ہین اور ہر عیار بلائے روزگار ہی یہ جو عیار یان تمنے دیکھین ایک کو ایک سے زیادہ دعوی ہی مگر مین گرفتار کرلاتی ہون یہ کہکے بانہائے عیاری جسم پر لگائے تلاش عمرو مین چلی قریب ایک نخل کے پہونچی وہان ایک ساحرہ ذلیل جاد

انکے کون عیار ہی زیر ہو کر دوسرے کو زیر کرنا یہ انھین کا کام ہی انھین عیارون مین جناب قبلہ و کعبہ کا نام ہی مگر ای شبرنگ کوئی چالاکی کرو کہ مادر مہربان بھی یاد کرین یہ سوچکر خواجہ کو قاعدے سے بٹھایا سیما کے پانوٴن گودمین خواجہ کی رکھے اور دونون کو فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر شبرنگ تو ہٹ گیا یہان دونون کو چھینک آئی سیما نے جو اپنے کو اس کیفیت مین دیکھا بہت شرمائی ایک دولتی سینے پر ماری آپ جست کرکے دور جا کھڑی ہوئی کہا او ساربان زادے اپنے مددگارون کو ساتھ لیے پھرتا ہی کہ وقت پر وہ آجاتے ہین تجھے بچا لیتے ہین خواجہ نے پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب رحم کرو مجھسے نہ بھاگو مین تمھارا عاشق صادق ہون میرا عجب حال ہی نظم

چہرہ ہوا ہی غیرت گل آفتاب سے — خوشبو مین ہی زیادہ پسینہ گلاب سے
اُس روے آتشین نے دیا ہی یہ داغ دل — روشن ہوا چراغ مرا آفتاب سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین — محروم ہی سوال ہمارا جواب سے
دم مین تمام دامن صحرا محیط ہو — سرکے جو اشکین ابھی چشم پُرآب سے
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین — مدت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سے
دریاے حسن گردہ بر یہ و نہین ڈلا — پھپھون یہ سینہ پر ہین عیان دو حباب سے
خط ہی جو گرد عارض جانان عجب نہین — کیونکر نہ نکلین خط شعاع آفتاب سے
کبتک غبار جسم سے آلودہ مین رہون — کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سے
کھا جائے بل کمر جو نزاکت سے کیا عجب — رستی کیطرح ہوگی قوی پیچ و تاب سے
کرتے تہی سیر مصحف رخ زلف مین پھنسے — دشت خطا مین جا پڑے راہ ثواب سے
اس حال مین شفاعت ناسخ ہو حشر مین — امید ہی جناب رسالت مآب سے

خواجہ نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ سیما جھومنے لگی کہتی تھی ای عمرو حقیقت مین علم موسیقی کا تو بادشاہ ہی تیر اگانا سنکر دل کو محویت ہوتی ہی عمرو نے کہا مین آپ کے ساتھ محفل مین چلون وہان بہ اطمینان تمام گانا سنیے تو آپ کو حظ ملے سیما نے کہا او ساربان زادے تجکو میری محفل مین جگہ نہین ہی یہ کہکر سیما تو نکل گئی مگر خواجہ پیچھے اُسکے چلے ایک کنیز کی شکل

پہلے سیما جنگل مین آکر ٹھہری خواجہ بھی سامنے سے آئے آپس مین نیمچہ چلنے لگا مگر وہی کیفیت ہی
کہ خواجہ دار روکتے ہین اپنا وار نہین کرتے کہ شاید کوئی نیمچہ معشوق پر پڑ جائے تو باعث
بدنامی ہو لوگ کہین گے کہ معشوق پر کیون ہاتھ اُٹھایا غرضکہ دیر تک آپس مین نیمچہ چلا
سیمائے اختر پیشانی نہایت چست و چالاک ہی گھس گھس کے نیمچے مار رہی ہی ایک
مقام پر اُسنے حباب پیپلے پر نصب کرکے اس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ خواجہ کے دماغ
پر حباب پڑا خواجہ بیہوش ہو کر گرے سیما بہت خوش ہوئی کہتی تھی کہ او ساربان زادے
تو نے بہت ہی پریشان کیا چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ اسکا کوئی حمایتی نہ آتا ہو جب دیکھا
کسی طرف سے کوئی نہین آتا تو خواجہ کا پشتارہ باندھا ایک ہاتھ گردن کے نیچے دوسرا
زیر کمر دیکر چاہا پشتارہ اُٹھاؤن کہ کمر سے ایک ڈبیا گری سیما قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا بڑا
مرد طماع ہی مال اپنا کمر مین رکھتا ہی جان کا خوف اسکو نہو گا مال کے واسطے بہت رویگا
مین پہلے اسکو تو قبضے مین کرلون پشتارہ کمندون مین بندھا ہوا زمین پر رکھدیا ڈبیا کو
اُٹھایا دیکھا تو یاقوت احمر کی ڈبیا ہشت پہل کیسی خوبصورت بنی ہوئی ہی سوچی کہ اسکے
اندر ہیرے کے بڑے بیش قیمتی نگ ہونگے نہین معلوم کسکو لوٹ کر لایا ہوگا اور کیا عجب
ہی کہ لعل بے بہا اسمین ہون ملک باختر سے یہ چیزین دستیاب ہوئی ہونگی لقانے
بڑا مال جمع کیا تھا اور جواہر وہان بحساب تھا وہین سے یہ لوٹ مار کر لایا ہی آخر شوق
پیدا ہوا کہ اسکو کھول کر دیکھون کہ دل مین تردد نہ رہے ہنستی جاتی ہی اور ڈبیہ کو ہاتھ مین
لیے ہوے ہی چاہتی ہی کھولون پھر رُک جاتی ہی جی مین کہتی ہی کہ اے سیما جسوقت یہ ہوشیار
ہوگا اور ڈبیہ کمر مین نہ پائیگا تو بہت گھبرائیگا یہ باتین سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی ڈبیہ کھلی
اُسمین سے بیہوشی اُڑی سیما بھی بیہوش کر گری اب دونون بیہوش پڑے ہین اور صحرا
مین سناٹا پڑا ہوا ہی قضائے کار پہلے یہ معاملہ گذرا کہ شبرنگ نے جو طلایہ پر سے دیکھا تھا
کہ قبلہ وکعبہ پھر رہے تھے ایک ضعیفہ کے تعاقب مین گئے ہین سوچا کہ چلکر خبر تو لون پھرتا ہوا
اُس مقام پر آیا دیکھا خواجہ کا پشتارہ بندھا ہوا زمین پر رکھا ہی اور ایک طرف سیما بیہوش
پڑی ہی جی مین کہتا ہی اے شبرنگ یہ قبلہ وکعبہ ہی کا کام ہی کہ بیہوش ہو کے اسکو بیہوش کیا مثل

ہین میرے دل بیقرار کی یہ صورت ہی نظم

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہی — موج ہی مجکو بجاے خط پیشانی ہی
لشکر مور جو خط ہو کہین جور شکن — ہر پری چہرہ کو دعواے سلیمانی ہی
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین — جو ستارہ ہی سوا ایک دیدۂ قربانی ہی
ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منھ اپنا — مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہی
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ہین رواں — دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہی
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج — رشک سیماب کو اورنگ سلیمانی ہی
اسقدر رکگئی پرواز زمانے سے تمیز — کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہی
کام شمشیر نگہ کرتی ہی جس مقتل مین — جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہی
گو رزنجیرون سے ڈھاپون عوض چاک در گل — تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہی
کم شب مہ سے شب تار نہین ہی ناسخ — اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہی

سب سردار حال پر خواجہ کے افسوس کرنے لگے مگر نورالدہر نے کہا برق و چالاک کو برا نہ کہیے انھون نے وقت پر مدد کی کیسے کیسے مقام پر بچایا عمرو نے سب کو قائل کیا کہ آپ لوگ شیوہ عیاری کیا جانین برق اپنے نزدیک بڑا کام کرتا ہی مگر مین اسکی مدد نہین چاہتا وہ میرے مقدمہ مین دخل نہ دے وہان سیماے اختر پیشانی نے غلطان سے کہا کہ آج کے دن طبل جنگی اور نہ بجوائیے مین آج طلسم کشا کو ضرور چڑا لاؤنگی تدبیر کر چکی ہون ہر چند غلطان نے کہا کہ ملکہ سر میدان مقابلہ کرو مگر سیما نے کہا آج کی شب اور دیکھ لیجیے پھر کل آپ کو اختیار رہی جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا غلطان خاموش ہو رہا مگر سیما باتھاے عیاری لگا کر چلی لشکر نورالدہر مین آکر دیکھا کہ ایک طرف چالاک و برق پھر رہے ہین اور ایک طرف خواجہ بازار مین موجود ہین دوکاندارون کو جگاتے پھرتے ہین سوچی کہ یہ وقت نہین ہی پلٹی خواجہ نے دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ آتے آتے مجکو دیکھکر پلٹ گئی خیال کیا کہ شاید وہی ظالم نہو بڑھکر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہرو سیما نے پلٹ کر کہا او ساربان زادے کیون دیوانہ ہوا ہی آج تیری قضا ہی میدان مین تو آ خواجہ جھپٹ کر

آہو کون ہی یہ سوچکر قریب آیا زیر شکم مادۂ آہو کے دیکھا گھنڈیان لگی ہوئی ہین چالاک
نے گھنڈیان کھولین کھال اُتاری جب کھال اُتاری تو دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ہین چالاک
نے برق کو ہوشیار کیا کہا اے برق خوب عیاری کی برق نے کہا خلیفہ صاحب مین
سمجھا تھا کمند مار کر گرفتار کریگی مگر اُسنے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا مگر اے چالاک
تم تو جاؤ مین اُستاد کے ساتھ ایک مضحکہ کرونگا چالاک تو چلا گیا برق نے خواجہ کو
قاعدے سے بٹھایا دونون پاؤن سیما کے گود مین خواجہ کی رکھدیے ایک ہاتھ
سے فتیلۂ دفع بیہوشی سیما کو اور ایک ہاتھ سے اُستاد کو سنگھایا خواجہ کو چھینک آئی چند
قطرات گندیدہ دماغ سے نکلے ہوشیار ہوے اُدھر سیما کی جو آنکھ کھلی خواجہ کو ایک
لات ماری کہ خواجہ الگ گرے سیما جست کرکے نکلی برق نے جھک کر سلام کیا
کہا اُستانی صاحب آپ کے مزاج مین بڑی بے شرمی ہی خیمے بارگاہ مین موجود ہین
وہان تشریف لیچلیے سیما گالیان دینے لگی کہتی تھی نگوڑے بڑا مسخرا ہی تیرے اُستاد کی
میرے ہاتھ سے قضا ہی آج تو نے بہت پریشان کیا خواجہ نے برق کو جھڑکا کہا کیون
بیوقوف بزرگون کے ساتھ مسخرہ پن کرتا ہی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری مدد کو نہ آنا مگر تجکو
کب آرام ہی فوراً اپنے کو پہونچاتا ہی لے جاؤ سامنے سے دفع ہو برق تو ایک جانب
چلا گیا سیما طرف اپنی بارگاہ کے گئی غلطان سے جا کر سب حال بیان کیا کہا اے غلطان
اصل یہ ہی کہ عمرو کے شاگرد بلاے روزگار ہین طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان عمرو
کو لونڈی کو میدان سے گرفتار کرکے لاؤنگی کہ سب دیکھین سیما نے یہ کام کیا خواجہ پلٹ کر
بارگاہ نورالدہر مین آئے نورالدہر نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان کیا معرکہ گذرا
خواجہ نے سب حال بیان کیا سب برق کی تعریف کرنے لگے خواجہ نے کہا آپ
کیا جانین وہ بڑا مکار ہی یہ کوئی عیاری نہ تھی کہ مادۂ آہو بنکر چلے آئے اگر وہ آہو کو نہ
گرفتار کرتی یا آہو کے تھن پر اُسکا گھٹنہ نہ پڑتا تو میان برق کیا بنا لیتے یہ کہیے کہ معشوقہ
نے کچھ اُسکا خیال نہین کیا اب یہ بھی اُسکو معلوم ہو گیا کہ میان برق مادۂ آہو بنکر آئے تھے
اب کبھی دھوکہ نہ کھائیگی اپنے کو ہر آفت سے بچائیگی مگر اے فرزند میری عجب کیفیت ہی اصل

نہ ترک صحبت احباب کیجیو تابیخ	اگرچہ برگ شجر پائمال رہتا ہی

نورالدہر نے عرض کی خدا آپ کی مشکل آسان کرے خواجہ نے کہا ای نورنظر امروز فردا
مین فیصلہ کرتا ہون گرفتار کرلاؤنگا اب کیا بچےگی آپ کے اس حقیر کی جسپر نگاہ پڑی وہ
معشوقہ قبضے مین آئی سیما خدمتگار بنی کھڑی ہی سب باتین خواجہ کی سن رہی ہی جب عمرو نے
کہا دو چار دن مین گرفتار کرلاؤنگا تو سیما نے بڑھکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حلوا خوردن
راروے باید ابھی تمکو گرفتار کرکے قتل کرڈالونگی یہ کہکے جست کرکے بھاگی خواجہ نے پیچھا
کیا جب لشکر سے سیما نکل گئی اور دیکھا کہ خواجہ آتے ہین تو پلٹ پڑی اور کہا کہ اوساربان
زادے چلا ہی آتا ہی کیا مجکو حلوا سمجھا ہی قریب آکر ایک نیمچہ مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا
مگر خواجہ اپنے نیمچے پر نگاہ نہین ڈالتے معشوق کے وار روک رہے ہین فرماتے ہین ای
جان جہان وای آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ مین ہاتھ گردن مین تمھاری حمائل کرلون
تب نیمچہ مارو کہ میری بھی آرزو پوری ہو سیما کہتی ہی کہ اوساربان زادے تیری قضا لیکر
مجکو آئی ہی اب کیا تجکو زندہ چھوڑونگی بے قتل کیے نہ جانے دونگی خواجہ نے سیما کے اسقدر
وار روکے کہ سپر پرزے پرزے ہوگئی اب سیما نے کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا خواجہ کے
نیمچہ پڑا اوچھا زخم آیا دوبارہ سیما نے نیمچہ سامنے چمکایا اُس نیمچے مین حباب دیا تھا خواجہ
زخم کا خون پونچھنے لگے سیما نے حباب مارا خواجہ چرخ کھاکر گرے بیہوش ہوگئے سیما نے
چاہا پشتارہ باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی سیما سمجھی کہ کوئی عیار آتا ہی بغور جو دیکھا تو ایک
مادہ آہو آتی ہی جست وخیز کرتی ہوئی تھنون مین دودھ بھرا ہوا جب وہ سیما کے قریب
پہونچی چاہا جست کرکے قریب سے سیما کے نکل جاؤن سیما نے پلٹ کر حباب مارا مادہ
آہو چرخ مارکر گری سیما نے چاہا چھاتی پر خواجہ کی چڑھ کے مشکین باندھ لون اتفاقاً اُس
مادہ آہو کے تھنون پر اُسکا گھٹنہ پڑا دودھ کی دھار نکلی وہ دھار سیما کے دماغ پر پڑی
کہ سیما بھی بیہوش ہو کر گری اب اُس صحرا مین خواجہ اور سیما اور آہو تینون بیہوش پڑے
ہین قضائے کار چالاک جو پھرتا ہوا اُس طرف آیا دور سے دیکھا جی مین کہتا ہی سبحان اللہ
قبلہ وکعبہ بھی بیہوش اور بیہوش کرنے والی بھی بیہوش اور مادہ آہو بھی بیہوش مگر یہ مادہ

پلٹی چالاک نے صحرا مین آکر خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ چالاک سے بگڑنے لگے کہا او بیحیا تو نے کیون دخل کیا میری معشوقہ مجکو کاندھے پر لادکے لیچلی تھی محفل مین لیجا کر پہلو مین بٹھاتی چالاک نے کہا کہ قبلہ وکعبہ وہ بلاے روزگار ہی دشمنون کو قتل کرتی وہان کون پہونچتا جب آپ کو گرفتار کیا تو مین نے دور سے دیکھا جھپٹ کر لشکر مین پہونچا بلیم کو بیہوش کرکے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر آیا خواجہ نے کہا وزیرزادی معشوقہ کی بہت سا زیور پہنے تھی وہ آپ نے کیا کیا چالاک نے کہا اُسکے پاس زیور نہ تھا خواجہ نے کہا تلاشی دیجیے کمر جو چالاک کی کھولی توڑے وغیرہ نکلے ہر چند چالاک چینخا پیٹا مگر خواجہ کب مانتے ہین سب اسباب نے لیا اور کہا کہ اب کبھی دخل نہ دیجیے گا خواہ وہ مجکو گرفتار کرے خواہ قتل پر آمادہ ہو آپ لوگ بچانے نہ آئیے گا مگر مین سمجھ گیا برق نے بھی ایک عیاری کی تھی اُسی نے تمکو خبر دی ہوگی اُسی خیال پر تم آئے برق فرنگی جھوٹا ہی اُسکے کہنے کا کبھی خیال نہ کرنا ورنہ تمکو لشکر سے نکال دونگا جاؤ خدمت مین صاحبقران کی تم جاؤ سب حال اُنسے بیان کرنا وہ تمکو انعام دینگے گردن مین تمھاری ہاتھ ہوگا تب تمکو کیفیت معلوم ہوگی چالاک روتا ہوا روانہ ہوا رات کو لشکر نورالدہر مین آئے نورالدہر نے پوچھا کیون چھوٹے دادا جان معشوقہ ملی خواجہ نے کہا ای فرزند معشوقہ دو مرتبہ ملی مگر چالاک و برق ایسے نالائق ہین کہ دل نازک پر معشوقہ کے صدمہ پہونچایا مجکو رہا کرلائے مجکو از حد ناگوار ہوا مین نہین چاہتا کہ اُسکو صدمہ پہونچے جو حکم دے وہی بجا لاؤن اور میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی — وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہی
یہ پھنک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے — کہ طوق بھی مری گردن مین لال رہتا ہی
کبھی نہ آئنہ دیکھا پئے خود آرائی — یہ بیمثالی کا اُسکو خیال رہتا ہی
ہوا ہون خال رخ یار دیکھکر حیران — سیاہ آگ مین کیونکر نہ گال رہتا ہی
ہی فیض خاک نشینون سے سربلند ون کو — کہ سبز پانی سے ہر اک نہال رہتا ہی
یہ رنگ سینہ خراشی سے اب ہی ناخن کا — کہ جیسے سرخ شفق مین ہلال رہتا ہی

ک کے حلقہ ہاے کمند مین آئی خواجہ نے شیر کی آواز دی جی مین کہتی ہی ای سیما یہان شیر بیٹھا
تھا اسوجہ سے دل دھڑکتا تھا ٹرکی خواجہ نے جھٹکا مارا کہ سیما گری جست کرکے سینہ پر
سوار ہوے سیما نے سسکی بھری کہا ارے کیسا عاشق فاسق ہی میرے کنگر چبھ گیا خواجہ
نے گھٹنہ ڈھیلا کیا دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالکر سیما نے دس حباب منھ پہ عمرو کے
مار دیے خواجہ لڑکھڑاکر گرے بیہوش ہوے سیما نے پشتارہ باندھا پشتارہ لیکر ہنستی
ہوئی چلی جی مین کہتی ہی کہ اب وہ بھورِ یا کہان گیا اُسے بھی لو احوال معلوم ہو ایک مرتبہ
اتفاق تھا کہ دھوکہ کھایا کہ سامنے سے گرد اُڑی سیما نے دیکھا سلیمہ بادپا وزیرزادی
میری آتی ہی پکار کر کہا کہ ای ملکہ عالم کس فکر مین گئی تھین سیما نے کہا ای سلیمہ عمرو کو پکڑ لائی
سلیمہ نے کہا واری ایک بڑی مشکل پڑی ہی کہ آپ کے خیمے پر کئی سو بیک بچے آپڑے ہین
کنیزون کو قتل کر رہے ہین پشتارہ مجھے دیجیے درہ کوہ مین جاکر چھپا دون آپ چلکر
اُس بلوے کو روکیے آپکے پہونچتے ہی عیار بھاگ جائینگے آپ پکار کر فرمائیے گا کہ عمرو
کو مین نے گرفتار کیا تھا وہ چھوٹ گیا سیما خوش ہوئی کہ میری وزیرزادی خیرخواہ
ہی جو پشتارہ لیکر جاتی تو عیار چھین لیتے اسی کی وجہ سے آکر لڑے ہین کہ اپنے اُستاد کو رہا
کرین مگر خیر بات بنگئی چل کر عیارون کو روکون کہا ای سلیمہ یہ پشتارہ لے مگر ایسے مقام
پر چھپانا کہ کوئی نہ پائے سلیمہ نے کہا واری ایسے مقام پر چھپاؤن کہ ہوا بھی نہ پائے نہ کوئی
اُس مقام تک پہونچ سکے پشتارہ لیکر سلیمہ سامنے سے بھاگی پکار کر سیما نے کہا کہ اری
اُدھر کہان جاتی ہی سلیمہ نقلی نے پکار کر آواز دی ای مادر مہربان معاف فرمائیے گا خطا
تو مجھسے ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کرکے لیچلا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بہ عیاری ہمہ آنم چست وچالاک		بچشم دشمن اندازم کف خاک	
نہ آید با دگر ہمسنگ مم		خلیفہ اولم چالاک نامم	

یہ کہتا ہوا چالاک بھاگا سیما ناچار ہو گئی بڑا افسوس کیا کہا یہ سب لنگوڑے لگے رہتے
ہین اب رات کو جاکر طلسم کشا کو چرالاؤنگی اور سب سردارون سے غلطان گوہر یار
سمجھ لین گے ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دینگے کوئی سردار نہ بچ سکے گا یہ سوچتی ہوئی

پشتارہ دوش پر لگایا اور پکار کر کہا اُستانی صاحب میرا آداب قبول ہو منم مہتر برق فرنگی نعرہ کر کے مثل چھلاوہ کے نظرون سے غائب ہو گیا چند کنیزین تعاقب مین برق کے گئین مگر پتہ نہ پایا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار ✤ منم یکہ لیکن گران برہزار ✤ خواجہ کو برق لے بھاگا سیما بہت جھلائی کہا یہ نگوڑا بھوریا پہلے ہی سے آ بیٹھا تھا بڑا دھوکہ دیگیا خیر اس سے بھی سمجھونگی مگر برق نے صحرا مین لاکر خواجہ کو کھولا کہا اُستاد مجکو بڑا تردد تھا کہ آپ اِس ظالم پر عاشق ہین اور یہ نہایت چست و چالاک ہی ایسا نہو اُستاد کو تکلیف پہونچائے مین پہلے ہی سے کنیز کی شکل بنکر جا بیٹھا تھا باتین کر رہا تھا کہ آپ تشریف لائے کس چالاکی سے آپ کو لے نکلا ہون خواجہ نے کہا بس بس خاموش رہو بڑا کام کیا ایسی عیاریان لڑکے کرتے ہین اب سب عیارون مین جا کر ذکر کروگے برق نے کہا کیا مجال کہ جو زبان سے بھی نکالون خواجہ نے کہا جس کنیز کی شکل بنکر بیٹھے تھے اُسکے کپڑے اور اُسکا زیور بھی لو لائے برق نے کہا اُستاد وہ کنیز زیور نہین پہنے تھی اگر زیور اُسکے پاس ہوتا تو مین پاتا خواجہ نے کہا جاؤ جاؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو میرے مقدمہ مین دخل نہ دیا کرو یہ کہکر برق کو ہٹایا آپ پھر اپنے صحرا مین پہونچے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ملکہ سیماے اختر پیشانی جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے جو آتے ہوے دیکھا کلیجہ تھام لیا ایک گوشے مین چھپ گئے گمند مین خس پوش کہین سیما جست و خیز کرتی ہوئی وہان پہونچی جب دس پانچ قدم پر وہ مقام باقی رہا ٹھٹھر گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے کیون چھپا بیٹھا ہی نکلکر مجھسے مقابلہ کر خواجہ نے جو یہ آواز سُنی سمجھے کہ شاید اسنے مجکو دیکھ لیا ہی نکلکر مقابلہ کرون مگر پھر سوچے کہ شاید عیاری کرتی ہو سیما نے کئی مرتبہ پکارا جب خواجہ نہ نکلے تو سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسکے کلّے مین دیکر اُسی زرغنہ کیطرف مارا قریب زرغنہ وہ پتھر آکر گرا اب خواجہ سوچے کہ چھپے رہنا بیکار ہی نکلکر مقابلہ کرو یا قدمون پر سر رکھدو شاید معشوق کو رحم آجائے مگر پھر سوچے کہ ذرالو اور تامل کرو ابکی جو پتھر سیما نے مارا یہ پتھر دور جا کر گرا اب خواجہ سوچے کہ عیاری کرتی ہی دیر تک سیما چیخی بیٹی غل مچایا کی پتھر بھی پھینکے مگر خواجہ نہ نکلے زرغے مین چھپے بیٹھے رہے سیما سوچی کہ ناحق کو دل دھڑکتا ہی جست

راہ مین جو نکلے جو جہان پر کھڑا تھا آوازے پھینکنے لگا کوئی پکارتا ہی میان جانیوالے ذرا اِدھر دیکھو ہم تمھارے بہت مشتاق ہین خواجہ جواب دیتے ہین نگوڑے گھورنے والون کی آنکھین پھوٹین جہان اِن نگوڑون نے نگاہ ڈالی پنڈا پھیکا ہو جاتا ہی سر مین خلل پیدا ہوتا ہی سب سے پھکڑ لڑتے ہوے بارگاہ سیما پر پہونچے تانگے پر سے اُترے پائنچے سنبھالتے ہوے اندر آئے جھک کر سلام کیا سیما نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کہ کیون گلگونہ اچھی رہین عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون سیما نے کہا اي گلگونہ دل گھبراتا ہی کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

ہوا ہون کر سکے کیا مشتِ خس بند	ابھی اُڑ جاؤن رہجائے قفس بند
ہوئی یان آمد و رفت نفس بند	قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
غبار دشت مجنون کیا ہی سرمہ	کہ ہو جاتی ہی آواز جرس بند
سمائیگا نہ دستون مین بھی مطلب	ہوے القاب مین تو صرف دس بند
شب فرقت مین ہم پھرتے ہین نالان	زبان ہوتی نہین مثل جرس بند
کہان وہ اي جنون صحرا نوردی	ہوے زندان مین ہم ابکے برس بند
مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون	کریگا خواب چشم دادرس بند

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ سیماے اختر پیشانی جھومنے لگی کہا اي گلگونہ کیا غضب کا گاتی ہو کہ دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی ایسے اشعار ڈھونڈھکر نکالتی ہو جو شاعر نے چوٹی کے کہے ہون مگر ذرا میرے قریب تو آؤ جیسے ہی خواجہ قریب پہونچے سیما نے کہا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی خواجہ پلٹے سیما نے چند حلقے کمند کے مارے کہ خواجہ کمندون کے حلقے مین پھنسے جیسے ہی گرے سیما نے اُٹھکر خواجہ کو گرفتار کرکے کہا کیون خواجہ یہ کیا حرکت تھی کہ جو تمسے وقوع مین آئی ہمنے منع کیا تھا کہ ہماری طرف نہ آنا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اب تشریف لانے کا کچھ مزہ اُٹھایا ہی سزا کہ تمکو قتل کرون مگر خواجہ علم عیاری مین وحید عصر ہو اسوجہ سے تمکو قید کرونگی ایک کنیز اُسی مجمع مین سے اُٹھی کہا وا ري مجھے دیجیے مین اِسے لیجا کر قید کرون ملکہ نے سر اکمند کا جیسے ہی کنیز کے ہاتھ مین دیا اُس کنیز نے پیچھے ہٹ کر

ہجر مین ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے — پردۂ شب مین رہیگی تابکی مستور صبح
تیری الفت مین سراپا ہو سفید ای آفتاب — دم کی ہو مہمان اسی سے ہی فقط رنجور صبح
شہرۂ شام شب فرقت بھی ہرگز کم نہین — گرچہ ہی عالم مین روز حشر کی مشہور صبح
وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ جسکے ہول سے — جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

نور الدہر نے گھبراکر کہا چھوٹے دادا جان آپ کہین عاشق ہوے عمرو نے کہا ای فرزند جسوقت سے اُسکو دیکھا ہی دل بیقرار ہی آنکھین اشکبار ہین ہر عضو بیکار ہی ایک بڑی بے ادبی ہوئی کہ معشوق کو عالم عشق مین پیار کیا یقین ہی کہ اُس سرکش کو یہ ناگوار ہوا ہو اگر سامنا ہو تو عذر کرون مین اب فکر مین اُسکی جاتا ہون اور طماس کا بھی پتہ لگاتا ہون یہ کہکے خواجہ لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے لشکر سے باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک نخل کے نیچے وہی معشوق زہرہ بدن غنچہ دہن رشک چمن شاخ نخل پہ ہاتھ رکھے کھڑی ہی مگر اپنے سایے کو بھی دیکھکر بھڑکتی ہی خواجہ نے مضطر و بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان فرد تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ✣ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✣ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ ✣ جامۂ صبرم درکف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ✣ یہ اشعار جو عمرو نے پکار کر پڑھے سیمائے اختر پیشانی نے جو نگاہ اُٹھاکر خواجہ کو دیکھا جست و خیز کرتی ہوئی پلٹی کنارے پہ لشکر غلطان کے خیمہ سیما کا استادہ ہی کنیزین جست و خیز کر رہی ہین آپس مین عیاریان مکاریان صرف ہو رہی ہین اپنی مالک کو جو آتے ہوے دیکھا سب جم کر کھڑی ہوگئین پوچھا حضور کیون پلٹ آئین سیما نے کہا وہی مکار و غدار سامنے آگیا مین پلٹ آئی دیکھا اگر ٹھہرونگی تو کلمات ناشائستہ کہے گا ابھی اُسنے کئی شعر اس دھن مین پڑھے کہ دل بیقرار ہوگیا خانۂ دل غم و الم سے بھر گیا یہ کہکے اندر گئی پکار کر کہا گلگون حاضر ہو ایک کنیز دوڑی کہ گلگونہ خوش آواز کو بلا لاؤن خواجہ نے اُس کنیز کا پیچھا کیا راہ مین آکر اُسکو روکا باتون مین لگاکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر مکان پر گلگونہ کے آئے پیغام دیا کہ بی گلگونہ چلو کنارے لیجاکر اُسکو بھی بیہوش کیا گلگونہ کی شکل بنکر تانگے پر سوار ہوے

کہ کل لشکر کا سپاہ سالار ہی انتظام کرتا پھرتا ہی سیما دیکھا کی جب شام ہوئی تو پشت بارگاہ طہماس پر آئی ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینے لگی دو پہر رات گئے مہرہ نقب کا بارگاہ طہماس مین توڑا طہماس پڑا ہوا سورہا تھا سیما نے بیہوشی دماغ مین پہونچائی طہماس کا پشتارہ باندھا ہرچند چاہتی ہی اُٹھاؤن طہماس بڑے قد کا جوان ہی پشتارہ نہین اُٹھتا کھینچ کھانچکر نقب تک لائی بیرون نقب دو کنیزین چھوڑ گئی تھی اُنکے ساتھ ملکر پشتارہ طہماس کا اُٹھایا صبح ہوتے سامنے غلطان کے لائی غلطان نے طہماس کو مسلسل و مطوق کیا طہماس کو قید خانہ مین بھیجا سیما پھر چلی یہان صبح کو جو نورالدہر اُٹھے بارگاہ مین آئے سب سردار برائے سلام آئے پوچھا آج ہمارا رفیق قدیم کہان ہی ملازمان طہماس روتے ہوئے آئے عرض کی نقب لگی ہوئی ہی طہماس کو کوئی چُرا لیگیا نورالدہر شبرنگ پر بہت خفا ہوے فرمایا کہ خیال نہین رکھتے ہو یہ تو کسی عیار کا کام ہی شبرنگ نے کہا غلام دریافت کریگا نورالدہر بدمزاج بیٹھے ہین شبرنگ پر غصہ کر رہے ہین کہ ہرکارون نے عرض کی کہ خواجہ آتے ہین نورالدہر واسطے استقبال کے اُٹھے خواجہ کو بارگاہ مین لائے پوچھا خواجہ آپ پریشان کیون ہین خواجہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا

اے نورنظر کیا حال پوچھتے ہو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی نظم

مشک لے آئی ہی شاید بیچکر کافور صبح	آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح
چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب	بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح
آگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال	بنگیا مینائے مے ہر دانۂ انگور صبح
ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید	وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح
وقت بیوقت آگیا ہی بشتر وہ آفتاب	ہوگئی ہی بارہا شام شب دیجور صبح
کہتے ہین مردے کسی کی حسرت دیدار مین	گر شب تار لحد کو ای صدائے صور صبح
بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے	جس طرح خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح
میری آنکھون مین کہان ٹھہرا چراغ آفتاب	ہی شب فرقت سیاہ آنے مین ہی معذور صبح
دکھلا ای موسی تجلی رونا اُس محبوب کی	طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح

ماری کہ او نگوڑے تو کون ہی میرے پاس تو کیون لیٹا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون
غلطان گوہربار کی عیارہ ہون جسوقت وہ سنین گے کہ میری شاطرہ کے ساتھ
یہ فعل ہوا یقین ہی کہ تجکو قتل کرین یہ کہکے پھر ایک لات ماری صراحت ہنس رہی ہی
پکار کر کہا ای بی سیما زیادہ ہاڑ نہ کرو تمھاری عصمت مین فرق نہین آیا وہ بھی عورت
تم بھی عورت سیما اُٹھ بیٹھی وہ پرچہ خواجہ کا لکھا ہوا جو پڑھا غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے یہ ساربان زادہ بڑا غضب کر گیا میری عصمت کو ہاتھ لگایا وہ آفت برپا
کرونگی کہ وہ بھی خوب یاد کریگا بی صراحت صاحب اب مین رخصت ہوتی ہون
غلطان کے پاس جاؤنگی سرداران امیر کو گرفتار کرکے اُسکے پاس پہونچاؤنگی
یہ کہکر اُٹھی صراحت سے رخصت ہوئی صراحت نے کہا تم چلو مین بھی آتی ہون
باواجان کی مدد کرنا آج کل بہت ضرور ہی وہان جاکر سحر تیار کرونگی سیمانے کہا آپ
فقط اپنے باپ کے پاس آئیے اور کنارے بیٹھیے پھر میرا رنگ آپ دیکھیے گا تو بھی کر
ساربان زادہ ساری عیاری بھول جائے اور جہان اُسکو گرفتار کرونگی سب پر
حال میری عیاری کا کھل جائیگا یہ ساربان زادہ بھی آگاہ ہو کہ عیاری اِسکا نام ہی
یہ کہکر اُٹھی بانہاے عیاری لگا کر چلی اِسکے جانے کے بعد صراحت تخت پر سوار
ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی غلطان کو دیکھا کہ پریشان بیٹھا ہی صراحت نے
حال پوچھا غلطان نے بیان کیا کہ مین نے ایک دریاے سحر بنایا تھا وہ تحفہ جات
سے طلسم کشا کے مِٹا وہ سامنے دیکھو خاک اُڑ رہی ہی پانی وغیرہ سب غائب ہو گیا
تین کوس پر یہانسے لشکر طلسم کشا اُترا ہی یہ ذکر تھا کہ سیما آکر پہونچی غلطان سے
سب حال بیان کرکے بہ غصہ کہا کہ اب آپ کچھ سحر وغیرہ نہ کیجیے مین سب کو گرفتار کیے
لاتی ہون غلطان نے کہا ای سیماے اختر پیشانی اگر تو طلسم کشا کو لائے تو ہم سب کی
جان بچائے ملکہ مرواریدتجکو سرفراز کرینگی سیمانے کہا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچے گا
یہ کہکے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے تین کوس پر لشکر طلسم کشا تھا ایک ضعیفہ کی
تشکل بنکر لشکر مین آئی دیکھا سرداروں کی بارگاہین استادہ ہین مگر طہماس بن عنقوبیل دیوبند

اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے سامنے سیما کے گائے سیما دل و جان سے گانے پر عمرو کے عاشق ہو گئی اب نَے کے ذریعہ سے خواجہ نے بیہوشی اُڑائی یہانتک کہ سب اِنکے قابو مین آگئے نَے بجا کر عمرو نے سب کو بیہوش کیا سیما کو خوب لپٹایا پیار کیا سیما بیہوش پڑی ہی صراحت جادو کو برہنہ کیا کپڑے سب لے لیے ساری محفل کو لوٹ لیا سب کنیزون کو برہنہ کر کے مُنھ سب کے کالے کیے ایک کو ایک کے پہلو مین سلا دیا ایک کو مرد بنایا ایک کو عورت رہنے دیا ایک پرچہ لکھکر پاس سیما کے ڈالدیا مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین تیرا عاشق زار ہون تیرے تصدق مین سب کی جان بخشی کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا تیرے خیال سے سب کو زندہ رہنے دیا مگر ای جان جہان آج تو بالائی مزے وصل کے لوٹے مگر تمھارے دامن عصمت کو ہاتھ نہین لگایا کہ شاید معشوق کے خلاف ہو اگر مزاج مین انصاف ہو تو سیدھی چلی آنا ورنہ تمکو گرفتار کر لیجاؤنگا اگر دعوی عیاری ہو تو سر میدان مقابلہ کرو مگر اب کوئی پردہ نہین رہا مین نے دولت حسن کو خوب لوٹا دل و جان سے تیرا عاشق زار ہون تیرے ہجر مین بیقرار ہون یہ پرچہ لکھکر ڈالدیا محفل کو خوب درست کیا عورتون پر وہ مضحکہ کیا کہ جب بیدار ہونگی تو بہت بیقرار ہونگی خواجہ تو نکلکر روانہ ہوے مگر سب سے پہلے آنکھ صراحت کی کھلی صبح ہو چکی ہی جب دھوپ مُنھ پر آئی تو اُسکی گرمی سے آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت میرے گلے مین ہاتھ ڈالے لیٹا ہی اور مین بالکل برہنہ ہون نشے کے جوش مین خوب لپٹی وہ اُسکی وزیرزادی تھی اُسکی جو آنکھ کھلی کہا ہان ای ملکۂ عالم یہ کیا دل لگی ہی مجکو برہنہ کر ڈالا یہ بھی اب آپ کو شوق ہوا بس ہٹیے اب مجکو ناگوار ہوتا ہی صراحت نے کہا ای جوان مین بھی برہنہ تو بھی برہنہ اب ہتک حرمت مین کیا تامل ہی یہ کہکے لپٹنے لگی وزیرزادی نے ایک لات ماری خوب آپس مین جوتی پیزار ہوئی تب حال کھُلا کہ میری وزیرزادی ہی اور کنیزون کی جو آنکھ کھلی ہر ایک نے اپنے اپنے پہلو مین ایک ایک مرد پایا کسی نے کسیکو مارا اُسنے بھی اُسکی چُٹیا نوچی سیما کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک جوان کو پایا ایک لات

کون ہی جو زیر تیغ بٹھایا گیا ہی صراحت نے کہا ای سیما شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گزاری عمرو بن امیۂ ضمری اِسی کا نام ہی قتل ساحران سے اسکو کام ہی سیمانے جو نام عمرو سُنا دل مین محبت پیدا ہوئی دل سے کہتی ہی کہ یہ وہ عیار طرار ہی کہ جسنے چاہ الماس مین گھسکہ سرامہ جادو دختر دمامہ کو مارا وہ یون قتل ہوتا ہی کہا ای ملکۂ عالم آج تو مین بعد مدت حاضر ہوئی ہون مین نے اِسکے گانے کی بڑی تعریف سنی ہی اگر حکم دیجیے تو گانا سُن لون پھر اسکو قتل کیجیے صراحت نے کہا کہ خواجہ ہماری عیاز بھی تمہارے گانے کی مشتاق ہی یہ سُنکر خواجہ نے کہا ملکہ ہمارے ہاتھ بیکار ہین سحر مجھپر سے اُتار دیجیے تو مین سُناؤن صراحت نے سحر جسم خواجہ سے اُتارا عمرو نے نی زنبیل سے نکالی اُسکو ہونٹھون پر رکھ کے پھونکا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

کاٹے کھاتا ہی گھر جدائی مین
کامِ اژدر ہی در جدائی مین

چلے دو چار منزلین تو کیا
ہی عدم کا سفر جدائی مین

ساقیا خشک ہی جو میری زبان
آنکھین رہتی ہین تر جدائی مین

کاش کردے کوئی بدن سے جدا
ہی غضب دردِ سر جدائی مین

بشریت سے مین بھی ہون معذور
روتے تھے بوالبشر جدائی مین

ہاتھ سے خط جدا نہین ہوتا
کبھی ای نامہ بر جدائی مین

خشک لب رہتے ہین بجاے شراب
اشکِ خونی سے تر جدائی مین

خشک غم سے لہو ہوا ناسخ
کیا کہون شعرِ تر جدائی مین

سیما دیکھ رہی ہی کہ عمرو کس زور سے نی بجا رہا ہی اور چہار جانب مُنھ پھیر پھیر کر دیکھتا جاتا ہی پہلے صراحت سے آنکھین ملاکر نی بجائی پھر سیما کیطرف متوجہ ہوے اور آنکھ ملاکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری یہ چند شعر تو سُن لیجیے بہت عمدہ شعر ہین یہ کہکے دو چار شعر سامنے سیما کے گائے جنکا مضمون یہ تھا

نظم

ای چہرۂ زیباے تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالا تری

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

خواجہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین جانتے ہین کہ موت بہت قریب ہی زنگین خنجر کو
چمکارہی ہی عمرو کو ڈرارہی ہی کہ آسمان پر برق چمکی صراحت نے دیکھا کہ افغان تاجدار
آکر پہونچا صراحت کے قدمون کو بوسہ دینے لگا کہا ای ملکۂ عالم مدت کی محبت کا آج
ظہور ہوا کہ تمنے میری جان بچائی جلدی اس ظالم کو قتل کرو صراحت نے کہا یہ عیار
تو بڑا گستاخ ہی روبرو کہتا ہی کہ جہان ساحر کو پاتا ہون قتل کر ڈالتا ہون یہ ذکر تھا
کہ دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ ملکہ سیماے اختر پیشانی عیارۂ حضور
کے باپ کی گھبرائی ہوئی آئی ہی کہتی ہی ملکہ صراحت کو خبر کرو کہ مجکو سامنے بلوائین
کچھ امور ضروری عرض کرونگی صراحت نے کہا ارے بلالو اُسکو کیون روکا ہی کنیزین
گئین خواجہ نے دیکھا کہ ایک عیارہ چست و چالاک فنون عیاری مین بیباک چہرہ
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کمندین بازوون پر بندھی ہوئین دو نیمچے دو
طرف حمائل جست کرتی ہوئی سامنے صراحت کے آئی خواجہ اُسکی چالاکی دیکھکر عاشق
ہوے پسینے پسینے ہوگئے بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ اُس عیارہ نے آکر صراحت
کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے
والد نامدار غلطان گوہر بار نے جو دریاے سحر واسطے روکنے طلسم کشا کے بنایا تھا
وہ دریا مٹ گیا طلسم کشا وہانسے گذر گئے اب کوئی شعبدہ باقی نہین صحراے آہوان
کو طی کیا دریاے غلطان سے گذرے اب جو کوچ کرینگے تو سامنے قلعۂ مروارید کے
پہونچ جاوینگے آپ کے والد نے کہا ہی کہ بیٹیا جلد آؤ ہم آکر کوئی شعبدہ بناؤ کہ طلسم کشا
رک جائے صراحت گھبرا گئی کہا ای افغان تاجدار یا تو تم یہان کا انتظام کرو مین جاتی
ہون یا تم جاؤ ہمارے احسان کا بدلا کرو کہ طلسم کشا کو روک لو اُسی مقام دریاے
غلطان پر کچھ ایسا سامان کرنا کہ طلسم کشا کو حیرت ہو آگے نہ بڑھ سکین کل مین بھی
آؤنگی افغان تاجدار بہت خوب کہکر اُٹھا تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا کہ اسکا ذکر
وقت پر ہوگا مگر سیماے اختر پیشانی نے صراحت سے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ گنہگار

حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس چلنے کے ساتھ — برگ گل سے بھی ہی رنگت سرخ برگ کاہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے — گرد اُڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
ای مصور مو قلم کے بدلے ہون خط شعاع — صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی
ہر طرف بادل مین بجلی کوندتی پھرتی نہین — کاغذ ابری پہ ہی تصویر تیری آہ کی
رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین — اب مرا گھر نہین کوٹھی ہی گڑھ یا چاہ کی
پست طالع ہون پر آنسو عرش پر ہین موج زن — کیا عروج آب کو مانع ہی پستی راہ کی
سجدہ کرتا ہون جو بت کو طعن ای زاہد نہ کر — یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

صراحت نے عمرو کو ہوشیار کیا کہا کیون ای ساربان زادے افغان کو کیون قتل کرتا تھا عمرو نے کہا ہمارا دستور یہی ہی کہ جب ساحر کو پایا قتل کر ڈالا خنجر ہمارا خون ساحر کا پیاسا رہتا ہی اب تمھاری صحبت مین آئے ہین تمکو بھی قتل کرینگے صراحت نے کہا اس ساربان زادے کا کلیجہ تو دیکھو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دیکھون تو اسکو کون بچاتا ہی ارے جلاد کو بلاؤ اُسی صحبت سے ایک زنگن تلوار کھینچکر اُٹھی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گردن پر کوئلے کا خط دیا عمرو دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق یکتا و ای مالک ارض و سما اس مصیبت سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی تیرا سراسر بندون پر احسان ہی نظم

باشد آن مرد ولی شایان شان معرفت — آن کہ در خاک وجودش ہست جان معرفت
رنگ و بوے آن گل رنگین شناسد در چمن — ہر کہ باشد عندلیب بوستان معرفت
چہرہ روشن مثل مہ سینہ چو آئینہ صفا — حق عطا کردہ است بہر عارفان معرفت
آفتاب اوج عرفان پر تو افگن جابجاست — چار سو جاری است دریاے روان معرفت
عارف او پشت خم دارد ہمیشہ در سجود — سر نہ بردارد ز خاک آستان معرفت
غوطہ زن در ورطۂ ذکر الٰہی غوطہ زن — گوہری حاصل کن از بحر روان معرفت
مثل خور شام و سحر سرگرم شو در بندگی — تا شود از چہرہ ات ظاہر نشان معرفت
خون دل چون لالہ از جام محبت نوش کن — تا شود روشن دل از داغ نہان معرفت
صاحب تحقیق از رمز حقیقت واقف است — داند این نکتہ کہ باشد نکتہ دان معرفت

خون عشاق سے یہ بیضۂ پیکان نہین لال — فندق انگشت صنم مین گل اور نگ نہین
دھوم عالم مین مچی ہی تری بد نامی کی — ہاے ناسخ تجھے کچھ عار نہین ننگ نہین

یہ اشعار گا کر خواجہ نے جام بلورین لبریز کیا سرپر رکھکر سامنے افغان کے آئے دونون ہاتھ بڑھا کر افغان نے جام لیا تعریفین کرتا تھا کہ ای حسرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا اگر عمرو نہ مرا ہو تو اسکو بھی قتل کرنا افغان تاجدار نے خوشی خوشی وہ جام پی لیا پیتے ہی پسینہ آنے لگا گھبرا کر کہا ای حسرت اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجہ جل گیا کیونکر سنبھالون کوئی آسمان پہ لیے جاتا ہی عمرو نے کہا ای تاجدار جلیل یہ شراب نوکشید تھی اسنے گرمی کی ذرا کھڑے ہو کر ٹہلیے افغان تاجدار اٹھا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر کھینچکر اہل محفل کو قتل کرنا شروع کیا افغان تاجدار بیہوش پڑا ہی جیسے ہی عمرو نے اسکو خنجر مارا ایک دناٹا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے تو نے یہان بھی آکر دام مکر پھیلایا منم صراحت جادو ایک ساحرہ تڑپ کر گری خواجہ کو اٹھا لیگئی چلتے وقت باران سحر برسایا اور ایک پرچہ لکھا ہ ڈال گئی کہ ای افغان تاجدار تمکو ساربان زادہ قتل کرتا تھا مین اسکو لیے جاتی ہون لیکن تم بہت ہوشیار رہنا اگر مزاج مین آئے تو میری ملاقات کو آنا اور نہ مناسب ہو تو نہ آنا صراحت تو عمرو کو لیکر نکل گئی افغان جو ہوشیار ہوا دیکھا کہ سب لاشے پھڑک رہے ہین اسباب تمام لٹ گیا حیران تھا کہ یہ معرکہ کیا ہوا کہ وہ پرچہ پایا اب جو اٹھا کر پڑھا ہنسنے لگا کہتا تھا بیشک صراحت کو مجھسے محبت ہی اسی نے بچایا ورنہ عمرو نے مار ہی لیا تھا مین اسکی ملاقات کو جاتا ہون تم لوگون کے اگر مزاج مین آئے تو آنا کنیزون سے یہ کہکر سوار ہوا طرف قصر صراحت کے چلا صراحت جادو آکر باغ مین بیٹھی ہی تمام باغ سحر سے مملو ہی سب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ انکے زمزمون سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین نظم

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی — ٹوٹے اس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے رواں — دیکھنا پھوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی
حد سے گذری پستی طالع تو کیا سمجھا ہون مین — آسمان نے گنج قارون پر مری تنخواہ کی
اول و آخر مین یکسان ہیچ کا کیا اعتبار — ہی حقیقت ایک نظرون مین گدا و شاہ کی

عمرو کی قید لیکر چلا تو دیکھا کہ زیر نخل بقراط ثانی کھڑے ہین مجھسے فرمایا کہ مین تجکو علم موسیقی عطا کرتا ہون یہ کہکے میرے گلے پر ہاتھ پھیرا کہا تو خوش آواز ہوا پھر سر پہ ہاتھ پھیر دیا کہا تو ساقی گری خوب کریگا لہذا امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے دیکھیے ساقی گری کرسکتا ہون پانوٗن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ مضمون سُنکر افغان بہت خوش ہوا کہا یہ فخر مجکو حاصل ہوا کہ قدرت میرے باغ مین آئے مگر تونے مجھسے ملاقات نہ کرائی ایسی خدمت کرتا کہ قدرت رضامند ہوتے آکر محفل مین بیٹھتے اُنکے سامنے ساقی گری ہوتی تو لطف تھا حسرت نے کنجی لی میخانہ مین آکر آواز دی کہ ہان یارو آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے لوگ دوڑکر شراب اُٹھا اُٹھا کر لے گئے پی پی کر بیہوش ہوے عمرو نے چالیس گلابیان پُرتکلف آراستہ کین اور سب مین بیہوشی ملائی محفل افغان مین لیکر آئے افغان نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شراب لایا ہو کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے ارادہ ہو گہ شراب پیون عمرو نے سامنے آکر گھنگرو پانوٗن مین باندھے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ہجر مین نالۂ جانکاہ ہی آہنگ نہین	بط مے کا ہی لہو بادۂ گلرنگ نہین
اندنون کیا نظر آتا ہی جنون بے رونق	غول لڑکون کے مرے ساتھ نہین سنگ نہین
مل گیا آج وہ ساقی تو ملا فخر ہمین	ساغر آب بقا ہی قدح نہنگ نہین
سلطنت مجکو جو دیتا ہی فلک کہتا ہون	بندہ ہی خاک نشین قابل اورنگ نہین
سارے عالم سے لڑا کرتی ہین تیری آنکھین	صف مژگان ہی بھلا کب جو صف جنگ نہین
پڑ گیا عکس تو چلنے سے رہا آب روان	تیری صورت سے فقط آئنہ ہی دنگ نہین
رنگ لالے مین اگر ہی تو نہین نام کو بو	یاسمن مین ترے بنڈے کی ہی بو رنگ نہین
کیا مصفا ہین وہ ابرو جو کیا مین نے خیال	ابر مین تیغ مہ نو کو غم زنگ نہین
بوے گل ہون ابھی جا ہون تو ہوا ہو جاؤن	باغ عالم مین درختون کی روش تنگ نہین
جاے خون آتش سودا ہی تمام اعضا مین	کون سی رگ ہی ہماری جو رنگ سنگ نہین
تارتار اپنا گریبان کرون مثل سحر	آج پھر ہاتھ مین وہ گیسوے شبرنگ نہین

پیری مین ہوگیا ہی جنون ہمکو کیا علاج
ناسخ فراق یار مین آئی جو برشگال

یان چاک جیب صبح ہی کار رفو نہین
جز اشک مثل ابر بدن مین لہو نہین

خواجہ نے رنگ اپنا جما لیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ مین گویا ہون افغان تاجدار نے قصد کیا تھا کہ اسکو چھوڑ دون کہ نامہ مروارید کا پہونچا اُسکا مضمون دیکھکر بہت برہم ہوا اور کہا او سار بان زادے تیرا مکر مجھپر کھلا تو نے دام مکر پھیلایا تھا دیکھ مروارید نے نامہ لکھا ہی عمرو نے کہا منقار اُسکی نوکر ہی اپنے نوکر کی خاطر سے نامہ لکھکے بھیجدیا افغان نے حکم دیا اسکو لیجاکے قید کرو عمرو بہت رویا پیٹا مگر افغان نے کچھ نہ سُنا ایک جادوگر موسوم بحسرت جادو عمرو کو کھینچتا ہوا لیچلا عمرو نے راہ مین کہا اے حسرت جادو اب کیا مین زندہ نہ بچونگا حسرت نے کہا ہمارے تاجدار صاحب ایسے بدمزاج ہین کہ فوراً قتل کا حکم دیتے ہین ہر وقت جلاد موجود رہتے ہین تو نے فریب کیا وہ اُنپر شاق گذرا تیری قید کا حکم دیا عمرو نے کہا کچھ روپیہ میرے پاس ہی وہ لے لیجیے میری نذر و نیاز کر بھیجے گا ہم لوگون مین دستور ہی کہ پنجہ دسوان بیسوان چالیسوان ضرور ہوتا ہی اگر یہ نہین ہوتا تو روح بھٹکتی پھرتی ہی تمھارا احسان ہوگا حسرت سوچا کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو روپیہ دیتا ہی لیلو اور اسکو قید کرو کہا قید خانہ مین چلکر روپیہ لونگا یہ کہکر عمرو کو ایک قصر مین لایا کہا لا روپیہ دے مین تیرا تیجہ وغیرہ کر دونگا کوئی رسم باقی نہ رہے گی عمرو نے ایک پوٹلی نکالکر دی حسرت نے گنے تین سو روپیے تھے دو تین پوٹلیان نکالکر دین آخر مین ایک ڈبہ نکالا کہا اسمین جواہرات ہین اسکو نہ کھولنا حسرت نے کہا مین دیکھ تو لون عمرو نے کہا اسکے کھولنے مین جان جائیگی مگر حسرت نے نہ مانا ڈبہ کھولا جیسے ہی ڈبہ کھلا بیہوشی اُڑی حسرت بیہوش ہوکر گرا عمرو نے حسرت کو اپنی شکل بنا کے گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا کہ بول نہ سکے اور آپ اُسکی شکل بنکر محفل افغان مین آئے کہا اے شہنشاہ اسکو مین نے قید کیا مگر وہ بیہوش پڑا ہی کروٹ تک نہین لیتا معلوم ہوتا ہی مر گیا اگر حکم ہو تو لاش اُسکی پھینک دون افغان نے کہا ابھی رہنے دو جب دو چار دن مین لاش سڑ جائے تو پھر تمکو اختیار ہی حسرت نے کہا اے شہنشاہ ساحران اسوقت ایک نیا معرکہ ہوا جب مین

یہ سارہ بان زادہ جھوٹھا ہی آپ ہی اسکو قتل کیجیے عمرو نے کہا ای تاجدار بہادر آپ غور فرمائین کہ مجھ ایسا ناتوان اور خستہ اندام تنہا آدمی صدہا ساحرون کو کیونکر قتل کر سکتا ہی یہ بات خارج از عقل ہی اگر آپ کو اور کچھ خیال ہو تو آپ دریافت کرلین بقراط ثانی مفصل بتا دینگے اگر زبردستی ناحق مجکو قتل کرنا منظور رہی تو اختیار رہی تاجدار نے کہا ای نازنین اس قلعہ کا قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مجھے تم عمرو کو دیکر چلی جاؤ مین قید کرونگا قید خانہ مین تڑپ تڑپکر مرجائیگا مگر جاکہ بقراط کا نامہ بھیجو کہ یہ عمرو عیار رہی پھر مین سمجھ لونگا منقار نے ناچار عمرو کو اسی مقام پر چھوڑا آپ قصر مرواریدنگار مین آئی مروارید آفت خیز سے کہا آپکا خراج گزار جو افغان تاجدار ہی اُسنے قید عمرو کی رکھ لی اور عمرو وہان باتین بنا رہا ہی مروارید جادو چلی کہ مین افغان کو سمجھا دونگی کہ عمرو کو قتل کرے اِسنے صدہا ساحرون کو مارا ہی منقار نے کہا آپ نہ جائیے نامہ اپنا روانہ کردیجیے مروارید نے نامہ لکھا کہ ای افغان تاجدار جس شخص کو منقار جادو سے تمنے لیا ہی وہ عمرو عیار ہی خواہ اُسکو قتل کرو خواہ قید رکھو مگر بہت ہوشیار رہنا یہان عمرو نے اپنا رنگ جمایا ہی سامنے افغان تاجدار کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

وحشت مین پھر رہا ہون تری جستجو نہین — ہر کونسا مقام کہ ای جان تو نہین
بیٹھے رہین خمار مین سر پکڑے کب تلک — ساقی ہمارے ہاتھ مین دست سبو نہین
مینائے مے سے کم نہین ہم میکشونکا حال — لبریز اگر شراب نہین آبرو نہین
مستی ٹپک رہی ہی سراپائے یار سے — موجین شراب کی ہین قبا پر اُتو نہین
کیا رنگ باغ اوبت شیرین ادا ہوا ہے — گلگشت مین جو آج مرے ساتھ تو نہین
کس گل کی یاد مین ہین یہ سینہ خراشیان — گلہائے باغ مین تو ترے گل کی بو نہین
کیا ہاتھ اُٹھاؤن پھر دعا سوے آسمان — بر آئے جو کبھی وہ مری آرزو نہین
بد ہی وہ جسکے ظاہر و باطن مین فرق ہی — جو خوبرو نہین وہ کبھی زشت خو نہین
چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا — یکسان کسیکا ایسا کہین پشت و رو نہین
بیخود ہین ہم تو منھ مین چوا ساقیا شراب — کم شیشے کے گلو سے کچھ اپنا گلو نہین

باغ مین سُنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا — یاد آیا مجکو ای گل لطف تیری بات کا
روتے روتے ہم فراتڑپے تھے بالائے زمین — کہتے ہین سب قہر تھا وہ زلزلہ برسات کا
فرقت محبوب مین اندھیر سا اندھیر ہی — دن شب تاریک ہی پوچھو نہ عالم رات کا
گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اپنے حال پہ — کوئی بھی ہوگا نہ دنیا مین مری اوقات کا
ہڈیان میری سگ جانان کو پہونچادے کوئی — بعد مردن بھی ہی لازم بھیجنا سوغات کا
نفی اپنی کرے پہلے بعد اثبات نفی — ہی عبث یہ شغل تاسخ نفی اور اثبات کا

بقراط یہ اشعار سنتے سنتے یا تو ہنس رہا تھا یا زانو پر ہاتھ مارکر افسوس کرنے لگا مرواریہ نے پوچھا ای شہنشاہ کیا افسوس ہوا اظہار کیجیے بقراط نے کہا شاخسار جادو کو بھی عمرو نے مارا لاشہ اُسکا بے دفن وکفن پڑا ہی لیکن ای منقار جادو تو اپنے کو جلد پہونچا تو کیا عجب ہی کہ عمرو کو پاجائے منقار جادو اپنے مقام سے اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ خواجہ عمرو شاخسار کے کپڑے اُتار رہے تھے منقار نے آسمان سے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے منقار تڑپ کر گری عمرو کو اُٹھالیا اُڑتی ہوئی چلی خواجہ بیہوش ہوگئے تھے کچھ بات نہ کرسکے منقار اُڑتی ہوئی جاتی ہی کہ قریب ایک باغ کے پہونچی اِسنے دیکھا کہ ایک جوان تاجدار مسند پر بیٹھا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی منقار اُس صحبت کو دیکھکر وجد مین آئی آسمان سے اُتری اُس تاجدار کو آکر سلام کیا تاجدار نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی یہ شخص جو بیہوش ہی یہ کون ہی اِسنے کیا خطا کی جو اِسکو گرفتار کیا منقار نے کہا یہ دشمن خداوند ہی عمرو عیار اِسکا نام ہی تاجدار نے کہا اسوقت اِسنے کیا خطا کی منقار نے کہا اِسکے ہاتھ سے صدہا ساحر مارے گئے تاجدار نے کہا اِسکو ہوشیار کرو منقار نے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھلتے ہی جو وہ جلسہ دیکھا ہمیشہ دل بر یسجان کہتے ہوے اُٹھے تاجدار نے پوچھا ای شخص تو کون ہی عمرو نے کہا آپ کا میراثی گویا ہون رات بھر اِسنے گانا سُنا صبح کو سوا سیر باجرا دیتی تھی مین نے انکار کیا مجھسے کہا تجکو سامنے بقراط کے چل کر الزام قتل ساحران لگاؤنگی اور قتل کردونگی اِسوجہ سے مجکو لیے جاتی ہی تاجدار نے کہا کیون منقار تو تو اور کچھ کہتی تھی منقار نے کہا

ارشاد فرمایا تھا کہ آسمان سیر کو بھی قتل کرنا جو میرے پاس ٹھوا ہی اسمین قدرت نے کرامت اپنی بھر دی ہی ذرا اسکو ملاحظہ کیجیے تو آپ کو حال قدرت بقراط ثانی کھلے یہ کہکر خواجہ عمرو نے چور اسی گھنڈیان کھولین کہا ذرا اسکو دیکھو ساحر جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کئی شہر آباد ہین گامے لڑ رہے ہین پہلوان یلغر کیے ہوے جاتے ہین ہر طرف روپیہ کا انبار لگا ہی مہاجن بیٹھے پرکھ رہے ہین کھوٹے کھرے الگ الگ چُن کے رکھ رہے ہین آسمان سیر حیران ہوا کہ اس ذرا سے بٹوے مین کیا کیا بھرا ہی کہ شہرون کا تماشہ معلوم ہوتا ہی جب یہ خوب دیکھنے مین مصروف ہوا خواجہ نے اِسکو اندر زنبیل کے گرا دیا گرتے ہی ملازمون نے کپڑے اُتروا لیے مزدوری کرنے لگا خواجہ آسمان سیر کو زنبیل مین ڈالکر کوہ سے اُترے طرف لشکر صاحبقران کے چلے دیکھا لشکر صاحبقران آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہین عمرو نے جاکر صاحبقران سے سب حال بیان کیا کہ یکایک لشکر مین پھر ہنگامہ ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی کئی ہزار ملازمان صاحبقران جل گئے عمرو نے کہا اے آقاے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے کہ یہ آفت دفع ہو امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ برسنا موقوف ہوئی لشکر آگے بڑھا مگر خواجہ چہار طرف دیکھتے ہوے جاتے ہین کبھی زرعۂ نخلستان مین چھپے کبھی میدان مین آکر سر اُٹھا کر دیکھا یکایک نظر پڑی دیکھا ایک ساحرہ نخل پر بیٹھی ہی سحر کر رہی ہی مگر حیران ہی کہ آگ برسنا کیون موقوف ہوئی عمرو نے جو ساحرہ کو دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی اے ملکۂ عالم قدرت نے مجکو بھیجا ہی اور ارشاد فرمایا ہی کہ اُس ساحرہ کو جاکر وہ سحر تعلیم کرو جس سے اسم اعظم حمزہ بند ہو جاے وہ ساحرہ درخت سے اُتری خواجہ نے کہا دیکھو وہ سامنے قدرت بیٹھے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی عمرو نے خنجر مارا کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اُدھر کا حال سنیے کہ بقراط قلعۂ مرواریدنگار مین بیٹھا ہی مروارید آفت خیز پہلو مین بیٹھی ہی پوچھتی جاتی ہی کہ کس ساحر نے کیا کیا بقراط بیان کرتا ہی کہ زمین شگاف قتل ہوئی ہر چند کہ آسمان سیر زندہ ہی مگر اس آفت مین ہی کہ موت اپنی طلب کر رہا ہی شاہزادیان قصر ہشت پہل کی جو ساتھ آئی ہین وہ ڈھول بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کیا گذر اُسکے دہان تنگ سے ہو بات کا | کُھل گیا مِسّی سے رستہ بند ہی ظلمات کا

کرتا ہی مین تڑپ کر گرا دونون کو اُٹھا لیا اب اپنے باغ مین جاکر تجکو قتل کرونگا عمرو متوجہ ہوا اتنے
بیہوش ہوگیا جواب نہ دے سکا آسمان سیر خواجہ کو لیے ہوے اپنے باغ مین آیا زوجہ بھی اُسکی
بیہوش ہی عمرو کو ہوشیار کیا کہا کہ او ساحر تو کیون میری زوجہ کو قتل کرتا تھا عمرو نے کہا اے آسمان سیر
تو بڑا بے غیرت ہی تیری زوجہ ایک ساحر سے فعل شنیع کرا رہی تھی مجکو وہ دیکھکر بھاگا مین نے اِسکو سحر
کر کے بیہوش کیا اِسی جرم پر چاہتا تھا کہ اِسکو قتل کرون یہ کہہ چکی تھی کہ مین زوجہ آسمان سیر
ہون تمھارے باپ سے مجھسے ملاقات تھی تمھارا نام سُنکر مجکو افسوس ہوا کہ ایسے ساحر جلیل کی بہو
سربازار ایسا فعل کرائے تو مین قتل کرتا تھا تم مجکو اُٹھا لائے اب جی چاہے اِسی ساحرہ سے پوچھ لو
کہ مین نے کیون قتل کا اِرادہ کیا تھا آسمان سیر نے جھلا کر تلوار کھینچی چاہا زوجہ کو قتل کرون عمرو
نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے آسمان سیر سوا بدنامی کے اور کوئی قتل سے نتیجہ نہوگا اِسکا بگڑا کیا ہی جانے
دو تمھارے پاس سوئے گی اگر اِسکو قتل کر دوگے تو پھر کیونکر آرام ملے گا آجکل سردی مین کیسے
پریشان ہوگے اِسکو ہوشیار کر کے حال تو پوچھو دیکھو کیا کہتی ہی آسمان سیر نے زوجہ کو ہوشیار
کیا زوجہ نے اُٹھتے ہی شوہر کو ایک دو ہتھڑ مارا کہا نگوڑے مجکو کیون اُٹھا لایا عمرو نے کہا خوب
کیا یہ اِسی لائق ہی آسمان سیر نے دو ہتھڑ کھا کر ایک تمانچہ مارا خواجہ ہنس رہے ہین اور فرماتے
ہین اے زمین شگاف شوہر کو مار ڈالو تو پھر بیخوف ہو جاؤ جو چاہو وہ کرتی پھرو کوئی نہ پوچھے گا
اِن باتون پر عمرو کی آسمان سیر اور زیادہ جھلاتا ہی ہر مرتبہ تلوار لیکر بڑھتا ہی زوجہ اپنے کو بچاتی
ہی کہ ایک مقام پر عمرو نے پکار کر کہا اے زمین شگاف میری جانب دیکھو وہ طرف عمرو کے
پلٹی آسمان سیر نے تیغہ کا ہاتھ مارا زمین شگاف کے دو ٹکڑے ہوگئے عمرو نے کہا خوب
کیا ایسی فاحشہ کو مار ڈالا اِسکے زندہ رہنے سے تمھاری بڑی بدنامی تھی آسمان سیر لاشہ زوجہ
کا دیکھکر رونے لگا کہا او ساحر تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ زمین شگاف کیا کر رہی ہی عمرو نے کہا مین
صحبت خداوند مین بیٹھا تھا خداوند نے خبر دی کہ اے بشارت جادو جاؤ زمین شگاف کو مارو
وہ فعل شنیع کرا رہی ہی مین فوراً آیا ساحرہ زبردست تھی قدرت نے سحر ساقط کر دیا تھا مین نے
آکر وہی معاملہ ہوتے ہوے دیکھا مگر قدرت کا سحر بتلایا ہوا جو کیا یہ بیہوش ہوئی ساحر مجکو دیکھکر
بھاگ گیا مین قتل کرنے کو تھا کہ تم آگئے اب تمھاری فکر کرتا ہون کہ تمکو بھی قتل کرون قدرت نے

ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے قریب کوہ پہونچے دیکھا ایک جادوگرنی بیٹھی ہوئی زمین کھود رہی ہی اُسپر سحر کرتی جاتی ہی کبھی اپنے نام کا نعرہ کرتی ہی کہ منم زمین شگاف جادو یا ساحری و جمشید لشکر حمزہ آگے نہ بڑھے جو جو ن یہ سحر کرتی ہی لشکر کا حال ابتر ہوتا ہی ہر طرف سے یہی صدا آتی ہی کہ اے شہریار قدم نہین اُٹھتے خواجہ ساحر بنے ہوئے پہاڑ پر چڑھنے لگے اور پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم مین ہون فرستادۂ خداوند لقا اطنانی ساحرہ نے زمین کا کھودنا موقوف کیا اہل لشکر صاحبقران کسی قدر مطمئن ہوئے وہ ساحرہ بلانے لگی کہ اے ساحر میرے قریب آ مین دیکھون کیا حکم لایا ہی خواجہ قریب جادوگرنی کے پہونچے اُس ساحرہ نے کہا اے ساحر کیا حکم لایا ہی عمرو نے ایک نامہ نکال کر جھولی سے دیا اُس ساحرہ نے پڑھا مضمون یہ لکھا تھا کہ اے زمین شگاف ہمنے تمھاری کارگزاری کو ملاحظہ کیا کیا خوب سحر کیا ہی کہ کل لشکر حمزہ رُک گیا منزل نہین طی کر سکتا اور ہمنے آج سے تجکو اپنا نظر کردہ کیا تجکو نائب قدرت کرینگے بشارت جادو نامہ لیکر آتا ہی جو سحر تعلیم کرے سیکھ لینا کل لشکر حمزہ کا غائب ہو جائیگا مراد تمھاری بر آئیگی ساحرہ نے نامہ پڑھکر کہا اے بشارت جادو کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر نے کہا آگ روشن کیجیے لوبان دیا ہوا قدرت کا میرے پاس ہی تم آگ سلگاؤ تو مین لوبان دون ساحرہ نے انگیٹھی نکالی آگ اُسمین روشن کی لوبان خواجہ نے نکالکر زمین شگاف کو دیا کہا یہ لوبان آگ مین ڈالو زمین شگاف نے وہ لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان لہرا کر نکلا زمین شگاف کے مُنھ پر پڑا جھوم کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

خواجہ نے خنجر نکالا کہ ساحرہ کا سر کاٹ لون کہ تڑپ کر آسمان سے پنجہ گرا خواجہ و زمین شگاف کو اُٹھا لیگیا باعث یہ ہوا کہ شوہر زمین شگاف کا آسمان پرواز آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ ایک ساحر میری زوجہ کو قتل کرتا ہی تڑپ کر گرا زوجہ کو اور عمرو کو اُٹھا لیگیا راہ مین خواجہ نے پوچھا کہ اے ساحر تو کون ہی جو مجکو لیے جاتا ہی اُسنے کہا شوہر زمین شگاف کا ہون مین نے دیکھا کہ تو میری زوجہ کو قتل

جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس آج کل وہ لب جو چغد کا ہی آئنہ دار
قصر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو تکیۂ گور و گو زن آج ہر ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت ہر خیابان مین پہ زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ہندیون کے نشۂ جرأت بڑھے چمک چمک کے لڑنے لگے جو کافر سامنے آیا ہاتھ تلوار کا مارد یا سر اُسکا اُڑگیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اس طرح سرداران نامی جنگ کر رہے ہین کفار کو تنگ کر رہے ہین آخر کل لشکر قحطان شکست فاش کھا کر بھاگا لیکن امیر نے تعاقب کو منع کیا تب سردار رُکے مگر سرداران ہندوستان ایسے لڑے کہ قدم کافرون کے اُٹھا دیے دریاے خون بہا دیے لندھور بافتح و فیروزی پلٹے صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای جانشین من ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑے ہو لندھور نے کہا چونکہ یہ عرب سوسمار خوار ریگ بیابان شمار زخمی ہوا تھا مین نے اُسکا بدلہ لیا دم بھر مین لشکر اُسکا تہ و بالا کیا اب تو ہوا داری قاسم کا نام نہ لین گے امیر نے فرمایا یہ ہوس دل سے نہین جاتی ایسا نہو کہ وہ بگڑ جائین لندھور نے عرض کی اپنے اوپر آپ بگڑ ینگے ہمارا دہ کیا کرینگے امیر لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے پہلو مین اپنے جگہ دی ترکان جرأت صاحبقران دیکھکر بدل و جان مطیع و منقاد ہوا دربار آراستہ ہی صاحبقران نے سردارون سے سب حال بیان کیا کہ راہ مین کئی معرکے پڑے جا بجا لڑے طلسم خیال سلیمانی فتح کیا بے فوج کا طلسم تھا جا بجا مرحلہ جات تیار رہتے مگر بہ عنایت پروردگار سب مقام فتح ہوے بخیر و عافیت تم لوگون مین پہونچے مگر خواجہ اب لشکر تیار کرو کہ قریب نور الدہر پہونچین اُنکو بھی معلوم ہو کہ دادا جان آگئے خواجہ نے لشکر کو تیار کیا صاحبقران سوار ہوے چاہتے ہین لشکر بڑھائین کہ علمدار وغیرہ رُک گئے قدم نہین اُٹھا سکتے عرض کرتے ہین ای شہریار قدم زمین نے تھام لیے بڑھ نہین سکتے امیر نے فرمایا خواجہ خبر تو لو یہ کسکا شعبدہ ہی خواجہ بیقرار ہو کر دوڑے

اب مزہ شجاعت کا ملے گا وہ گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کر دون قحطان نے گینڈا پیچھے ہٹا کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز آگے کر دیا گرز کیا تھا ایک پرچہ کوہ تھا اُسپر جو تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے قبضہ ہاتھ مین باقی رہگیا وہ قحطان نے کھینچ مارا لندھور نے خالی دیا گرز دو دستی اُٹھایا صاحبقران نے پکار کر آواز دی کہ ای جانشین ثمن مروت شرط ہی دو دستی گرز نہ لگانا مگر لندھور ایسا غصے مین تھے کہ صداے صاحبقران نہ سنی اور دو دستی گرز مار دیا قحطان نے گرز کو گرز پہ روکا مگر ضرب دست لندھور بن سعدان کب رکتی ہی گرز جو گرز پہ پڑا ہاتھ قحطان کا کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا سر پہ پڑا کہ سر گردن مین گردن سینے مین تمام جسم جسم مین گینڈے کے ملکر خون کا تھالا ہو کر رہگیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا تلوارین کھینچکر لندھور پہ آپڑے یہان نو لاکھ ہندی ملازمان لندھور جو بیتاب کھڑے تھے تلوارین کھینچکر جا پڑے سرداران لندھور عادل شیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ اور دونون فرزندان لندھور ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی فوراً جا پڑے زیر تلوار کافرون کو رکھ لیا ایک طرف گرز لندھور چل رہا ہی اور ایک طرف فرہاد خان کی چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو زور و شور سے چل رہی ہی بڑھ بڑھکر افسران فوج کو مارا وسط لشکر مین فرہاد خان لڑ رہا ہی جوانان ہندی زور و شور سے لڑ رہے ہین نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین سرود بجائے اُن مین یہ صدا اٹھی

نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر دوار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار

اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداروں مین
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار

بار رہتا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
واہ ری تیری تنک ظرفی یاین عز و وقار

لشکر کو منتشر پایا وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند
وہر کہ نداند بشناسد منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

گرز وگشتہ سہراب و رستم خجل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
نعرۂ صاحبقران کی آواز

بارہ کوس تک جاتی ہی زمین میدان کارزار تھرائی قحطان گھبرا کر گینڈے پر اچھل پڑا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل ہی خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم نیمچۂ سہراب بل ہاتھ مین جرأت بات بات مین دوجوان دیو بند و دیو کش مسلح ومکمل سلاح جنگی سے آراستہ مگس رانی کر رہے ہین صاحبقران زمین پر آئے سردارون کو زخمی دیکھا بیقرار ہوگئے پشت اشقر پر سوار ہوے ترکان دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس وفلک اساس اسوقت تو میری ایک عرض قبول کیجیے کہ مجکو مقابلہ مین اس مغرور کے جانے دیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ترکان تم ایسے ہی جری بہادر ہو مگر اسوقت میرا ہی جانا مناسب ہی صاحبقران نے جو ذرا غصہ سے کہا ترکان تو تھرا کر پیچھے ہٹا مگر لندھور نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لی کہ آقاے نامدار اگر مجکو رخصت نہ دیجیگا تو قدمون پر سر کو نثار کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای داراے ہند وای جانشین من سات دن سے یہ میدان داری کر رہا ہی کل سردار لشکر کے زخمی ہین کوئی تو کمال یہ رکھتا ہی مالک بھی زخمی ہین لندھور نے کہا ای شہریار جاکر ایک گرز مار دونگا مع گینڈے پیوند زمین ہو جائیگا اسی وجہ سے مین اور بھی میدان مین جاتا ہون کہ ہم چشم میرا زخمی ہو چکا ہی اب اسوقت جرأت کا مزہ ہی یہ کہکے لندھور آنکھین قدمون سے ملنے لگا اور چشم سے اشک حسرت ٹپکانے لگا امیر کو کچھ بن نہ پڑا لندھور کو اجازت دی لندھور نے مرکب بڑھایا اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھے ہوے مقابلۂ قحطان مین آئے للکارے کہ او نامرد ایسا اہل اسلام کو بیکس وبے بس سمجھا ہی مین نے آقاے نامدار کو نہین آنے دیا مین اُنکا ملازم زیر کردہ تیرے مقابلہ مین آیا ہون دیکھون تو کیسا نامدار ہی کیسا تلوار کا وار ہی کہ سب سردار تیرے ہاتھ سے زخمی ہوے

پرتو افگن بر وجود خاک نور جان از وست	اشتعال آتش ہر سینۂ سوزان از وست
کلک گوہر بار بر کاغذ گہر افشان از وست	شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از وست

قحطان گینڈا امیز کر رہا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ ای فرقۂ خدا پرستان آج کوئی میرے مقابلہ مین نہ آئیگا معلوم ہوا کہ سب ڈر گئے خوف جان سے کوئی قدم نہین بڑھاتا یہ سب غلط شہرہ تھا کہ مسلمان بڑے بہادر اور جری ہین مین نے تو کسی کو بھی بہادر نہ دیکھا اب مین خود وہان اگر مغلوبہ کرونگا بارگاہین لوٹ لونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اہل اسلام جواب دیتے ہین او مغرور جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است اگر موت ہماری تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور ونا چار ہین ورنہ کسکی مجال ہی کہ بدون حکم خدا قتل کر سکے مغلوبہ کو حکم دے ہم بھی جانون پر کھیلین گے یہ کہکر ہندیون نے گھوڑے چمکا کر بڑھائے پکار کر آواز دی کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے وہ کر کیون تامل کرتا ہی ہم جوانان ہندی ہین وہ تلوار چلے کہ دنگ کر دین سپر کو گھونگھٹ جانتے ہین یہ کیا جرأت ہی کہ بار ایک مزدور کا جسم پر لدا ہوا ہی لململ کے انگرکھون پر اہل ہند تلوارین کھاتے ہین کبھی حریف سے مُنھ نہین پھیرتے یہ کلام جو قحطان نے سنے اور زیادہ بلبلا یا فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو سب جمع کر آؤ چہار جانب سے مسلمانون کو گھیر لو آج وہ کشت و خون ہو کہ خون کے دریا بہ جائین اہل ہند کو ابھی دعوی جنگ ہی مگر ہندی آگے بڑھکر کھڑے ہوئے ہین رنگین دوپٹے گلون مین پڑے ہوئے ہین چھوٹی چھوٹی کلاہین اور مانگ کھلی ہوئی لململ کے انگرکھے مشروع کے گھٹنے تلوارین ہاتھ مین گھوڑے چمکا رہے ہین قحطان نے قصد کیا کہ بلوہ کر کے جا پڑون گھیر کر سب کو قتل کرون مسلمانون کو بڑا دعوی ہی سب دعوی آج مٹا دون گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغ چمکا یا گینڈا بڑھایا ادھر عمرو نے بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای کس بیکسان وای مددگار غریبان وای دستگیر افتادگان تو بخوبی ماہر ہی کہ ہمارے آقائے نامدار کو کوئی اُٹھا لیگیا اگر آقا موجود ہوتے تو اس زبان دراز کو جواب دیتے ای رحیم و کریم تیری مدد کے امیدوار ہین بندے تیرے مجبور ونا چار ہین فرزندون مین صاحبقران کے بھی کوئی نہین بادشاہ اسلام کا بھی سر پر سایہ نہین کون اس مغرور کو جواب دے بلک کر جو عمرو نے دعا کی سبنے دیکھا کہ تخت صاحبقران آسمان سے پیدا ہوا لندھور و ترکان ہمراہ صاحبقران نے جو

شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیا وشعاع تخت زبرجدی فلک پر آکر جلوہ فرما ہوا قحطان جوشان وخروشان میدان مین آیا ادھر سے اہل اسلام میدان مین آکر جب قحطان زور ون پر چڑھا ہوا میدان کارزار مین بُلبلاکر پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے عبد الجبار حلبی نے مرکب اپنا نکالا رخصت ہوکر میدان مین آیا قحطان قبضے پر ہاتھ ڈالے ہوے جھوم رہا ہی جیسے ہی عبد الجبار سامنے آکر پہونچا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا عبد الجبار نے فوراً بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا اور عوض مین ہاتھ تلوار کا مارا قحطان نے تلوار کو تلوار پر کانٹھا اور خبردار خبردار کہکے پھر ہاتھ مار دیا عبد الجبار نے سپر کو اُٹھایا سپر کٹی سر پر زخم لگا عبد الجبار زخمی ہوا عبد القہار نکلا بھائی کو پھیر دیا سینہ سپر کر کے مقابل ہوا قحطان نے دوسری ضرب مین اُسکو بھی زخمی کیا اور سردار نکلے مثل نعمان بن منذر وغیرہ کے مگر شکستی طالع سے سب زخمی ہوے جو سامنے آیا وہ زخمی ہوا یا سیار گلشن جنان ہوا جب آٹھ نو سردار زخمی ہوے اور دو سردار سیار گلشن جنان ہوے تو شام ہوگئی دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے الغرض کہ قحطان نے سات دن میدانداری کی بہت سے سرداران صاحبقران زخمی ہوے اور دس بارہ جوان سیار ملک عدم ہوے آٹھوین دن قحطان جو طبل جنگی بجواکر میدان مین آیا للکار رہا ہی مگر کوئی مقابلے کے لائق نہین پر اہل اسلام کا بند ہی کچھ کمیدان ور سالہ دار نکلے وہ قحطان کے ہاتھ سے مارے گئے قحطان بُلبلا رہا ہی پکار رہا ہی کہ اگر اب کوئی میرے مقابلہ مین نہین آتا تو مین خود آتا ہون سب کو گرفتار کرلونگا عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کلاہ نمدی سر سے اُتاری پکار اُٹھا کہ ای رحیم وکریم وای سمیع وعلیم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے لشکر کو بچالے کسی معین و مددگار کو بھیج

نظم

ہر چہ ہست اندر وجود عالم امکان از وست — آدم وجن وملک زو حور زو غلمان از وست
خندہ زن در گلشن عالم گل خندان از وست — اشکبار اندر غم گل بلبل نالان از وست
جلوہ گر در باغ سرو وسنبل وریحان از وست — رونق تازہ بہر موسم درین بستان از وست
ور زمانہ انقلاب گردش دوران از وست — مہر زو پرتو فگن روشن مہ تابان از وست
گنبد گردندہ صبح وشام سرگردان از وست — در میان سینہ روشن جلوۂ عرفان از وست

سے رخصت ہوکر مقابلۂ قحطان مین آئے قحطان نے نیزہ مارا مالک سے نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین مالک کی نیزہ بازی کا کیا ذکور بڑے لطف سے لڑ رہے ہین قحطان کو عاجز کر دیا ہی ہر مقام پر سنان نیزہ سینہ پر رکھدیتے ہین قحطان کے جسم سیاہ سے قطرۂ خون ابھر آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر نقطۂ شنجرف دیا جار ہا ہی کہ ایک مقام پر گا نٹھکر تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے قحطان کے نکل گیا نیزہ جب ہاتھ سے قحطان کے نکلا غصے مین کانپنے لگا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر تلوار چمکائی مالک نے مادیان کو بڑھایا منظور یہ ہوا کہ زیر بغل جا کر لپٹ پڑون تلوار اسکی چھین لون مگر گھوڑے نے سکندری جو کھائی گرد اسپر کا گھبراہٹ مین سر سے ہٹ گیا خود بھی سر سے گرا سر برہنہ پر تلوار پڑی تا دو ابرو اُتر گئی مالک کے زخم کاری لگا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قحطان نے ہاتھ اپنا بلند کیا کہ سر کاٹ لون بہرام نے جو یہ معرکہ دیکھا مرکب اپنا اُڑایا اور نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین * کہ از ہیبت من بلرزد زمین * خبردار او مغرور ہاتھ نہ مارنا یہ کہکر گھوڑا اُڑا کر بہرام بیچ مین آپڑے مالک کو ہٹا دیا قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر بہرام کا بھی زخمی ہوا اور چند سردار نکلے اُنمین سے چھ سردار زخمی ہوے اور چار سردار جان سے مارے گئے کہ دن تمام ہوا قحطان نے گھوڑا پھیرا پکار کر آواز دی کہ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قیامت برپا کرونگا ہمارے ایلچی کو ذلیل کیا وہ بدلہ لون کہ عمر بھر مسلمان یاد کرین بلبلاتا ہوا پلٹ گیا یہان خواجہ نے سب کی زخمہ وزی کرائی مگر انتشار ہی کہ اس مغرور سے کل کون مقابلہ کریگا نہایت پہلوان زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی عبدالجبار جلبی و عبدالقہار جلبی وغیرہ نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ ہم لوگ مقابلہ کرینگے اُسکو بھی مزہ ملے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین مگر قحطان نے جاتے ہی پھر طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی گھرگرائے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لمات غنچہ اندرو در کشیدند
سمن از آب شبنم روی خود شست	بنفشہ جعد منبر بوے خود شست

سوار ہوا اگر بہ غصہ کہگیا کہ ابکی جو آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا دیو زاد نقابدار کو لیکر روانہ ہوگئے صاحبقران نے ترکان ولندھور کو ساتھ لیا حاملان تخت نے تخت صاحبقران اُٹھایا یہ تو طرف پردۂ دنیا کے چلے مگر امیر کے نہونے سے لشکر صاحبقران مین مالک و بہرام وغیرہ پریشان ہین بارگاہ مین بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ہین خواجہ عمرو سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین دل سب کا بہلا رہے ہین نظم

نہین یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی مین
ہمارے دیدۂ گریان کی ہر تصویر پانی مین
جو پانی ہر وہی مین ہون یہ فرق اعتباری ہی
زبان موج کرتی ہر یہی تقریر پانی مین
ڈبو دونگا مین سیل اشک مین اپنے رقیبون کو
سوا ہی چشمۂ خورشید سے تنویر پانی مین
پڑے پر تو اگر مثل ہلال ابروے قاتل کا
نظر آنے لگے ہر موجہ شمشیر پانی مین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان مغرور دہنابر گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج پشت پر مقابلہ مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ آپ لوگ یہان سے اُٹھ جائین ورنہ سب کو قتل کرونگا مالک نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جاکر کہدے کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اگرچہ مالک ہمارا یہان پر نہین ہی نہین معلوم اُنکو کون اُٹھا کر لیگیا مگر ملازم اُنکے موجود ہین میدان مین آئیگا تو جواب پائیگا قحطان اژدر چشم یہ جواب سخت سُنکر بہت جھلایا اُسی وقت طبل جنگی بجوا دیا یہان سرداران تہمتن نے آپس مین صلاح کرکے جواب مین طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار
دونون لشکر میدان کارزار

مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قحطان اژدر چشم نعرے کرتا ہوا میدان مین آیا گینڈے کو مہمیز کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے فرد گران ہر گرا بار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ قحطان نے جو یہ نعرہ کیا مالک اژدر نے مادیان کو بڑھایا سرداروں

گئے صورت شب گئے شکل روز	گئے شکل سایہ گئے شکل نور
ہر آن کس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خدا ست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خدا ست

ہنوز غلام کی دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش و یاقوت پوش
آپسمین تکرارین کرتے ہوے آتے تھے ایک مائل نام بدیع الزمان اور ایک شیفتۂ جمال
قاسم نوجوان اِس زور و شور سے آکر گرے کہ لشکر قہقہہ کو تہ و بالا کر دیا مین نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ کرتا ہوا سامنے قہقہہ کے پہونچا اُسنے وار کیا مین نے وار رد کر کے تیغۂ سلیمانی
مارا کہ زخم سر قہقہہ چو پارہ ہو گیا آپ کے تصدق سے چیخ مار کر بھاگا جب اُسکے پانٔون اُٹھے
پھر کیا تھا دیوزادون کو رول لیا دو لاکھ دیو قریب پردۂ ظلمات مارے گئے مین نے
نقابدارون سے ملاقات کی وہ دونون مجھسے انصاف چاہتے تھے زمرد پوش کہتا تھا
بدیع الزمان بے مثل و بے نظیر ہین یاقوت پوش کا قول تھا کہ قاسم نوجوان کا
مثل نہین مین نے یہ انصاف کیا کہ دونون جری و بہادر ہین تب وہ دونون آپس مین لڑنے
لگے کیون اے شہریار یہ دونون نقابدار کون ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین اِنکے نام نہین
جانتا اتنا جانتا ہون کہ ایک طرفدار بدیع الزمان ہر دو سرا طرفدار قاسم نوجوان آپسمین
بھی جنگ کرتے ہین پردۂ قاف مین بھی جنگ کرتے پھرتے ہین بڑے بڑے سرکش اِن
دونون کے ہاتھ سے مارے گئے نقابدار نے کہا مین اُسی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہون مگر حضور
سے بہ التجا عرض کرتا ہون کہ مجھسے فساد نہ بڑھائیے بانہلے صاحبقرانی مجکو دیدیجیے مین چاہتا
ہون میرے آپ کے مقابلہ نہو ایسا نہو کہ غلام سے کوئی بے ادبی سرزد ہو صاحبقران
نے فرمایا کہ اے نقابدار بہادر یہ بانہاے صاحبقرانی بڑی جستجو سے پائے ہین بدون امتحان
زور بازو نہ دونگا جب مزاج مین آئے امتحان کر لو ویر تک نقابدار صاحبقران کو سمجھایا
کیا مگر امیر نے یہی جواب دیا کہ بدون امتحان زور بازو نہ دونگا نقابدار نے کہا اب رخصت
ہوتا ہون ابھی جو آؤنگا تو امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تو ابھی موجود ہون
جس فن مین تمکو زیادہ ناز ہو اُسی کا امتحان کر دہ حال کھل جائیگا نقابدار ناچار ہو کر تخت پر

طرف پردۂ قاف کے جاتی ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
نقابدار زرین پوش سیر کرتا ہوا جاتا تھا صاحبقران کو دیکھکر اُتر آیا امیر کو بادب تمام
سلام کیا امیر نے دعاے جان درازی دیکر فرمایا ای بہادر کہانسے آتے ہو اور کہان جاتے ہو
زرین پوش نے عرض کی مین سیر کرتا ہوا درۂ ظلمات پر پہونچا ایسا صحراے سبزہ زار
تھا کہ تماشا دیکھنے لگا طائرون کی زمزمہ سرائی نخلہاے خودرو کی رعنائی یکایک ہنگامہ
ہوا یہ حقیر آپ کا گھبراکر اُٹھا کہ شاگردان عیار نے خبر دی قہقہہ سہ چشمی شکست خوردہ آتا ہی
زخمدار و بیقرار ہی ہرچند کہ شکست خوردہ ہی مگر چار لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ ہین عیار میرا
ہمیشہ ترغیب جنگ کرتا رہتا ہی مگر اُسوقت کہا کہ براے خدا نکل چلیے آپ کے ساتھ لوگ کم
ہین ایسا نہو کہ پھنس جائیے رگ مردمی جنبش مین آئی عیار کی بات ناگوار ہوئی مین نے کہا
کہ ای یار وفادار تو ہمیشہ جنگ کی ترغیب کیا کرتا تھا آج کیا کلمۂ نامردی کہتا ہی عیار نے کہا
ای شہریار اُسکے ساتھ فوج بہت ہی اور آپ کے ساتھ صرف بارہ ہزار جوان ہین مگر
فدوی تو آپکی جرأت دیکھے ہوے تھا پشت مرکب پر سوار ہوکر سر راہ آیا کہ قہقہہ پیدا ہوا
اُسنے جو مجھکو بارہ ہزار جوانون سے دیکھا ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اِس جوان کو مار لو
یہ ہمیشہ در پی آزار رہتا ہی مین گھوڑا اُڑاکر جا پڑا بارہ ہزار جوان ہمراہی میرے جانباز و سرفروش
ہین سب نے ایسا حملہ کیا کہ بارہ ہزار نرہ ہاے دیو مارے مگر ہم سب گھر گئے اُسوقت مین نے
بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم کسی مددگار
کو بھیج دے کہ وہ آکر مجھکو اِس بلاسے نجات دے

نظم

خدا خالق و رازق مار و مور	خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن است و خدا ظاہر است	خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشد ز ہر آئنہ	ز ہر پردہ حق می نماید ظہور
ز نور خدا روشنی مے رسد	بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رسد	گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل	عبث میرود بندہ نزدیک و دور

نشست مرد گنہگار و بندۂ عاصی | ز آب دیدۂ خود نامۂ سیاہ دریغ
جبین نہ سود بخاک نیاز ہر شب و روز | نکرد سجدہ بہر شام و ہر پگاہ دریغ
بہ تند باد ہوای ہپرد ز دامن خویش | بکوہ و دشت و بیابان بشکل کاہ دریغ
دریغ مہر درخشندہ در زوال آمد | بہ ابر چہرۂ روشن نہفت ماہ دریغ

کلیمہ نے شیشۂ اسم اعظم صاحبقران پر پھینک مارا امیر نے ہاتھ بار دیا شیشہ ٹوٹا حرز ہیکل اُٹھا کر گلے مین ڈالی نعرہ اپنے نام کا کرکے اُٹھے نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | سمندون زنیتیم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد

سلیمہ نے جو دیکھا کہ کلیمہ نے بدی بدا صاحبقران کو رہا کر دیا غصے مین آکر ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ کلیمہ کے دو ٹکڑے ہوے بیٹی کا لاشہ دیکھکر رونے لگی غصے مین صاحبقران پر جا پڑی کہتی تھی او آدمزاد تو نے مجکو برباد کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگی صاحبقران کے ہاتھ مین تلوار نہین ہی مگر اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے سلیمہ نے سحر کیا کہ امیر پر آگ برسنے لگی مگر بسبب پڑھنے اسم اعظم کے امیر پر آگ نہین گرتی قریب سلیمہ کے پہونچے سلیمہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ سلیمہ مُنھ کے بھل گری امیر نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر سلیمہ کا پھٹ گیا اندھیرا ہو گیا ہیر غل مچانے لگے کہ کشتی مرا نام من سلیمہ جادو بادشاہ طلسم خیال سلیمانی بود افسوس ایسی ساحرہ کو مارا جسکا مثل و نظیر پردۂ قاف مین نہ تھا اب یہان آبادی نہین رہی کسکی مجال ہی کہ اس طلسم کو آباد کرے صاحبقران نے بڑھکر آسمان پری و عبدالرحمن جنی کو رہا کیا ایک گوشے مین آکر لندھور و ترکان کو پایا انکی بھی قید توڑی آسمان پری نے جو سخت تکلیف اُٹھائی تھی لپٹ کر صاحبقران سے رونے لگی کہا صاحب مین نے بڑی جفا اُٹھائی خدا تمکو سلامت رکھے یہ امید نہ تھی کہ اب اس قید سے رہائی ہوگی مگر آپ پر تائید خدا ہی کہ دختر ساحرہ نے رہا کر دیا مان نے اُسکی جھلا کر اُسکو مار ڈالا لیکن اب جلد پردۂ دنیا جائیے اور مین

کلیمہ نے جو آسمان پری کو بیقرار دیکھا کہا ای شہنشاہ پری وہ قاف آپ قوم کی پری زاد ہین انسان کے واسطے اسقدر بیقرار کیون ہین ملکہ نے کہا او ساحرہ صاحبقران وہ انسان ہین کہ جس عورت نے دیکھا آپ سے باہر ہوگئی اور مین تو مدت سے دلدادہ ہون کلیمہ جھلاتی ہوئی اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران قید ہین دیکھا تمام مکان شعشعۂ نور جمال سے منور و نورانی ہو رہا ہی بہ نگاہ غور جو صاحبقران کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی سراپا دیکھنے لگی غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری یوسف زندان شوکت و صولت دبدبۂ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا اور ظاہر ہی دیکھکر عاشق ہوگئی اور آواز دی کہ اوا آدمزاد تو نے یہ کیون بے ادبی کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوا اب توبہ کر کہ مین تجکو رہا کرا دون صاحبقران نے فرمایا جبتک سلیمہ کو قتل نہ کرونگا طلسم سے نہ نکلونگا کلیمہ نے کہا قتل سلیمہ نہایت دشوار ہی صاحبقران نے فرمایا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو قتل ہو جائیگی اور اگر میری قضا لیکر آئی ہی تو فرد سرنمی پیچم ز شمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بسر من یا نصیب ✤ کلیمہ حیران ہوگئی کہ اس قید و بند مین یہ خیال ہی ای کلیمہ اِنکو کیونکر رہا کرون مقام تاسف ہی کہ جسپر آسمان پری عاشق ہو وہ ایسی مصیبت مین رہے یہ جفا ہے یہ سوچتی ہوئی پلٹی سامنے سلیمہ کے آئی کہا ای مادر مہربان اب اس جوان کو قتل کیجیے کتابون مین لکھا ہی کہ یہی جوان فتاح طلسم ہی اتفاق سے آپ کے قبضے مین آگیا ابھی بلا کر قتل کیجیے ایسا نہو کہ رہا ہو جائے اُسکے صدہا مددگار ہین سلیمہ نے حکم دیا ارے حمزہ کو لاؤ دیو زاد لیکر صاحبقران کو سامنے سلیمہ کے لائے ایک دیو سے اشارہ کیا کہ اِسکو کھالے وہ دیو چنگل بڑھا کر چلا کلیمہ نے شیشہ اُٹھا لیا طرف صاحبقران کے چلی سلیمہ نے کہا ای نور نظر اُس طرف شیشہ نہ لیجاؤ اگر ٹھیس لگے گی ٹوٹ جائیگا مگر کلیمہ کب مانتی ہی اُسیطرف چلی جاتی ہی صاحبقران بھی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز یہ میرے قریب آجائے تو شیشہ توڑ ڈالون اسم اعظم رہا ہو کہ صورت میری رہائی کی پیدا ہو نظم

نکرد توبہ گنہگار از گناہ دریغ
بہ زندگانی دو روزہ شد قبان مغرور
فتادہ دیدہ و دانستہ او بجاہ دریغ
با اصل خویش نکرد آدمی نگاہ دریغ

نے کہا ای مادر مہربان مین جبطلسم کشا کو دیکھ آؤن مدت سے اس شخص کا ذکر سنتی ہون سلیمہ نے کہا ای فرزند جہال صاحبقران اسحر سے مملو ہی جسنے اُسکو دیکھا دیوانہ ہوا مین مناسب نہین جانتی کہ تم جاکر اُسکو دیکھو ایسا نہو عاشق ہو جاؤ کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان آپ جانتی ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی میری کیا شامت ہی کہ عاشق ہو کر اپنی جان کو مصیبت مین ڈالون مین سُن چکی ہون کہ عشق کرنیوالے ہمیشہ ذلیل رہتے ہین **نظم**

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ کبھی آئے بہار

عشق وہ شاخ ہی کوئی جسمین نہ پتہ دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

فقط دیکھکر چلی آؤنگی سلیمہ نے کہا ای نور نظر جاؤ مگر بہ نگاہ محبت نہ دیکھنا کلیمۂ مردار خوار ٹہلتی ہوئی پہلے اُس قصر مین آئی جہان آسمان پری و خواجہ عبدالرحمن جنی قید ہین دیکھا ملکہ آسمان پری پڑی تڑپ رہی ہین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین **نظم**

دی آگ اُسنے پرتو رخ سے شراب کو
شرمندہ جام مے سے کیا آفتاب کو

بد جانتا ہی جہل سے زاہد شراب کو
دیکھا ہی شپرہ نے کبھی آفتاب کو

بھولون وصال یار مین کیا اضطراب کو
دریا مین ہی قرار کہان موج آب کو

ابرو جدھر کو ہل گئے بجلی سی گر پڑی
رکھتا ہی وہ کمان مین تیر شہاب کو

واجب نہین نماز بھی مستی مین زاہدا
کیا مرتبہ دیا ہی خدانے شراب کو

اُس چشم مست کے ہون تصور مین دہ کُشتہ
کیونکر کرون گزک نہ ہرن کے کباب کو

جام شراب پیتے ہی چمکا ہی حسن یار
نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو

اس دل کے ہاتھون جسنے گذرا نہ ایک دن
پیری مین یاد کیا کرون عہد شباب کو

محشر کے روز دامن تر کام آئیگا
رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو

مٹتا ہی دم مین صفحۂ عالم سے نام بھی
کھُدوا رہے ہو قبر پہ کیا تم خطاب کو

اپنی شب وصال ہوئی صبح شام سے
قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو

دیکھے نہ یار جلوۂ صبح شب فراق
کردے سحاب چشم نہان آفتاب کو

ناسخ نہین ہی کام مجھے اور غیر سے
بس جانتا ہون بعد نبی بو تراب کو

ہو گئی اب صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ پہلو سے دیکھا چارون حاملان تخت روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ہم قید تھے قید سے تو چھوٹے مگر کلیجے جل رہے ہین ہر اعضا سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین ذرا حرز ہیکل ہمکو دیجیے کہ اپنے اپنے سینون پر رکھین امیر نے حرز ہیکل اُتار کر دیدی وہ چارون حاملان تخت سامنے سے بھاگے امیر پھر اُس مقام پر مقید ہوے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار اس مشکل کو آسان کر اپنا فضل و کرم اِس گنہگار کے شامل حال فرما

نظم

نشگفد در دہر گلہا از طمع　　گل شود ہر گز نہ از ہار طمع
می شود بے عزت و خوار و ذلیل　　مے کند ہر کس کہ اظہار طمع
در میان دوستان ہر گز مباش　　دوستدار مطلب و یار طمع
زین مرض ہر گز نمیگردد خلاص　　ہر علیل حرص و بیمار طمع
مخلصی یابد نہ تا وقت اخیر　　بندۂ نادان گرفتار طمع
حرص مال و جاہ از دل دور کن　　بر فگن از دوش خود بار طمع
سر نگون پیش خدا کے میشود　　ہر کہ باشد بندۂ زار طمع
بہر طامع زندگی مشکل بود　　شد چو دامن گیر آزار طمع
دین و ایمان رابسوزد در زمان　　مشتعل گردد اگر نار طمع
چشم حق بینش سراپا کور شد　　ہانکہ دید از دیدہ دیدار طمع
در جہان فائز بمطلب کی شود　　ہر کہ شد ہندی طلبگار طمع

لیکن سلیمۂ مردار خوار شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر اپنے قصر مین آئی بیٹی اِسکی کلیمۂ مردار خوار برق چمکاتی ہوئی آئی کہا ای مادر مہربان آج کیا ہی کہ طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی سلیمہ نے کہا ای نور نظر جد طلسم کشا آ گیا مگر مین نے اسم اعظم بند کیا یہ شیشہ رکھا ہی حرز ہیکل اسمین لپٹی ہوئی ہی کلیمہ نے کہا ای مادر مہربان جد طلسم کشا کون شخص ہی سلیمہ نے کہا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران شوہر آسمان پری بی آسمان پری بھی قید ہین خواجہ عبدالرحمٰن کو بھی مین نے پکڑ لیا کوئی صورت ایسی نہین کہ جد طلسم کشا رہائی پائے کلیمہ

ہوگئی دوڑکر گری ہتھکڑیون پر آنکھین رگڑنے لگی کہتی تھی ای ماہ اوج صاحبقرانی مین کس حال مین آپ کو دیکھتی ہون صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ عبدالرحمٰن مین اِس مقام پر آکر مصیبت مین پھنس گیا خواجہ عبدالرحمٰن نے کہا اسم اعظم پڑھیے تو آپ کی رہائی ہو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا قید ٹوٹ کر گری کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او آدمزاد تجھے کسنے قید سے رہا کیا صاحبقران نے دیکھا کہ چند دیوزاد آئے صاحبقران پر حربہ کرنے لگے امیر نے تلوار کھینچی اُن دیوزادون سے لڑنے لگے کئی دیوزادون کو قتل کیا آخر وہ دیوزاد تڑپ کر گرے ایک آسمان پری کو اُٹھا لیگیا ایک نے عبدالرحمٰن کو لیا آسمان پری نے بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے امیر پیچھے اُس دیو کے چلے ایک قصر مین جاکر دیو داخل ہوا دروازہ قصر کا بند کر لیا امیر نے بقوت صاحبقرانی دروازہ اُکھیڑا اندر آکے دیکھا کہ آسمان پری ایک تخت پر مسلسل بیٹھی رو رہی ہین امیر نے جو آسمان پری کو اس حال مین دیکھا جھپٹ کہ زنجیرین توڑین کہ پہلوے قصر سے دیوار شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب بصورت عجیب و غریب دیوار سے نکلی تڑپ کر گری کہ آسمان پری کو اُٹھالون امیر نے کلائی اُسکی پکڑلی ایک جھٹکا مارا کہ ساحرہ مُنھ کے بھل گری ایک چیخ ماری کہ او ظالم چھوڑ دے امیر کب چھوڑتے ہین وہ ساحرہ لپٹ پڑی امیر ہرچند چاہتے ہین کہ اِسکو زیر کرین مگر لنگر اُسکا نہین اُٹھتا وہ ہر مرتبہ چاہتی ہر کہ چُھڑا کر نکل جاؤن صاحبقران کو خیال آیا کہ اسم اعظم پڑھون جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا ساحرہ امیر کو چھوڑ کر بھاگی دور جاکر کھڑی ہوئی کہتی تھی او آدمزاد تو نے کیا الفاظ کہے کہ میرے جسم مین آگ لگ گئی یہ سحر تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکر ساحرہ نے نعرہ کیا کہ منم سلیمہ مردارخوار اب صاحبقران سمجھے کہ یہی بادشاہ طلسم ہر جب اِسکو قتل کرونگا تو رہائی ہوگی تلوار چمکاتے ہوے چلے ساحرہ نے آواز دی ارے یارو اِسکو لینا چند دیوزاد پہلوے قصر سے نکلے امیر پر حملہ آور ہوے امیر دیوزادون سے لڑنے لگے اسم اعظم پڑھے جاتے ہین جب کئی دیو امیر نے قتل کیے تو اُس ساحرہ نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا ایک عقاب بلند پرواز زمین سے نکلا گرد صاحبقران پھرنے لگا امیر خاموش ہوے تھے کہ زبان مین لکنت آئی اسم اعظم فراموش ہوا وہ ساحرہ غائب

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین اُدھر یہ معرکہ گذرا کہ جب ملکۂ آسمان پری کو نامہ پہونچا تو ملکہ نے اپنی دختر قریشہ سے کہا تیرا باپ بڑا بے مروت ہی جی چاہتا ہی کہ پردۂ دنیا مین جاؤن جاکر اُس سے ملاقات کرون اور کہون کہ اگر ایک مہینہ ہمارے یہان رہجاتے تو کیا نقصان تھا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین خواجہ عبد الرحمٰن جنی نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلے کا طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ صاحبقران پردۂ دنیا مین نہین پہونچے ابھی اندر سرحد پردۂ قاف کے ہین ملکہ آسمان پری عبد الرحمٰن کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئین تخت اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر پہونچین کہ جہان صاحبقران قید ہین زنجیرین ہلا رہے ہین آسمان پری نے جو آواز زنجیر کی سُنی کہا ای وزیر اعظم کوئی آدم زاد زنجیرین ہلا رہا ہی عبد الرحمٰن نے کہا صاحبقران قید ہین آپ یہان اُتر پڑیے انکو تلاش کیجیے آسمان پری رونے لگین اور اپنے بال کھول دیے چونکہ امیر پر عاشق ہین حال قید جو سُنا بیقرار ہوگئین یہ اشعار دردانگیز بصد سوز وگداز پڑھنے لگین

نظم

ثان آگے خاکسار کے سرکش کی کب رہے
پیدا ہون بو تراب تو کیا بو لہب رہے

مانند دانہ خاک مین ہم مدفون رہے
نکلا جو اُسکا سبزہ خط کھیت اب رہے

ریگ روان بنی ہو ہمارے جسد کی خاک
اک دم نہ بعد مرگ بھی ہم بے طلب رہے

اس باغ مین ثبات ہی گل کو نہ خار کو
اسفل رہے جہان مین نہ اعلے النسب رہے

مُردے جیا کیے لب جان بخش یار سے
بوسے کے انتظار مین ہم جان بلب رہے

انسان دل مین کہتے ہین حیرت سے مرتے دم
تنہا عدم کو ہم چلے دنیا مین سب رہے

ہر موج بوریا رگ خواب گران ہوئی
راحت مین عمر بھر مرے پاسے طلب رہے

کی ہر خیال زلف مین سب زندگی بسر
گو یا کہ ہم جہان مین بس ایک شب رہے

ناسخ ہر ایک ملک کی ہوتی ہی اور رسم
آزردہ وضع دہر سے ہم بے سبب رہے

کہ صدائے گریۂ آسمان پری کان مین صاحبقران کے پہونچی اسقدر بیقرار ہو رہے تھے کہ پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اس طرف آؤ خواجہ عبد الرحمٰن آسمان پری کو ساتھ لیکر اسطرف پہونچے آسمان پری نے صاحبقران کو مسلسل و مطوق دیکھا بیقرار

امیر نے دولون کو رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز آئی او آدم زاد ہمارے قیدیون کو کہان لیجائیگا دیکھا ایک دیونی چوبدست ہاتھ مین لیے ہوے آئی ہی قریب **امیر** کے آکر وار کیا امیر نے وار اُسکا خالی دیکر قتل کیا دیونی کے قتل ہوتے ہی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من **عفریتہ خونخوار** بود **امیر** نے پھر اپنے کو ایک باغ مین پایا لند صور وترکان پھر غائب ہوے باغ مین دیکھا کہ بڑے بڑے درخت ہین تھالے اُنکے بنے ہوے پانی سب مین بھرا ہوا ہی **امیر** حیران کہ اس مقام پر پانی کسنے پہونچایا کہ پہلو سے آواز آئی کہ **یا صاحبقران** زمان حیرت نہ کیجیے یہ طلسم خیال سلیمانی ہی ایسے ایسے عجائب یہان بہت ملین گے **امیر** نے پلٹ کر دیکھا **خضر** علے نبینا وعلیہ السلام آواز دے رہے ہین اور فرماتے ہین **یا صاحبقران** **سلیمہ** جادوگرنی یہان بادشاہ ہی جب تک وہ قتل نہوگی تب تک اس مکان سے آپکی رہائی غیر ممکن ہی **امیر** نے چاہا دریافت کرون کہ وہ ساحرہ کس مقام پر ہی حضرت **خضر** علیہ السلام غائب ہو گئے **امیر** اُس مکان مین پھرنے لگے ایک مقام پر جو پہونچے مکان تنگ وتاریک تھا معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھ پکڑتا ہی **امیر** نے جھٹکا مارا اور اپنا ہاتھ بھی بڑھایا ایک دیو کے ہاتھ پر ہاتھ پڑا وہ لپٹ گیا **امیر** سے کشتی ہونے لگی **امیر** نے کشتی مین دیکھا کہ جو پیچ مین اسپر باندھتا ہون میرے ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑی جاتی ہین تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہ دیو تو غائب ہو گیا مگر **صاحبقران** نے اپنے کو مسلسل ومطوق پایا زنجیر کو چاہتے ہین توڑ ڈالون زنجیر نہین ٹوٹتی بہت ناچار ہوے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے کہ رحیم وکریم کس بلا مین آکر پھنسا ہون تو رہائی دیگا تو رہائی حاصل ہوگی **نظم**

سالکان راہ دین را در صواب انداختی	اہل دنیا را بزندان عذاب انداختی
ذرہ را نسبت تو بخشیدی بہ جرم آفتاب	آب وتاب بحر در جسم حباب انداختی
ذوق وشوق خود عطا کردی دل بیتاب را	لذت دیدار در چشم پر آب انداختی
حق پرستان را تو قرب خویش خود کردی عطا	عاصیان را در عتاب ودر خطاب انداختی
خرم آن مردے کہ بر فضل تو شد کارش تمام	وائے آن شخصیکہ او را در حساب انداختی
بندۂ ہندی شد اندر دین ودنیا سرفراز	چون نظر بروی تو ای عالیجناب انداختی

فرماکر صاحبقران غلغلہ مغربی کا ہاتھ تھام کر باہر نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے
ایک قصر ہی ایک ساحرہ اُسمین بیٹھی ہو اُسنے جو غلغلہ مغربی کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے
صید زبون کہان جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا او ملعونہ قریب آ مین نے اسکو رہا کیا ہی یہ
بھٹا ہی مجکو سزا دے کہ مین اسکا رہا کرنے والا ہون وہ ساحرہ قصر سے کود ی ایک گولہ مارا
کہ امیر پر آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا امیر تو محفوظ رہے مگر غلغلہ مغربی کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اسنے پکار کر آواز دی کہ ائو آقاے نامدار غلام پھر گرفتار ہوا امیر نے آکر
اسم اعظم پڑھا غلغلہ کو بھی رہا کر لیا جب تو وہ ساحرہ جھپٹی یہ کہتی ہوئی کہ ای شخص تو نے بھی
کچھ سحر سیکھا ہی کہ میرے قیدی کو رہا کر لیا اور لیے جاتا ہی مین نہ جانے دونگی یہ کہتی ہوئی قریب
امیر کے آئی چاہا ہاتھ تلوار کا مارون امیر نے تیغے کو جنبش دیکر وار کیا ہاتھ اُسکا قلم ہوا وہ
سامنے سے بھاگی یہ کہتی ہوئی کہ ای جوان اب تا روز قیامت اسی صحرا مین رہیگا مجکو تو بیکار
کیا کیا تو بچے گا یہ کہکر ساحرہ تو بھاگ گئی اُسی قصر مین جا کر چھپی صاحبقران نے دیکھا
میرے گرد ایک دیوار کھنچی ہوئی ہی امیر نے قریب دیوار آکر اسم اعظم پڑھا وہ دیوار گر گئی
اور آگے بڑھے مقام قیام پر آکے دیکھا لندھور و ترہ کان نہین ہین غلغلہ مغربی سے کہا
کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکے صاحبقران طرف قصر کے چلے جب در قصر پر
ہونچے تو پہلو سے آواز آئی کہ یا صاحبقران ہوشیار رہنا اسم اعظم نہ فراموش ہو امیر
اسم اعظم پڑھتے ہوے قصر مین آئے دیکھا وہی ساحرہ ایک زنگی سے ہم آغوش ہی امیر نے
للکارا کہ او ملعونہ یہ کیا حرکت ہی وہ زنگی اپنے فعل سے باز آیا طرف صاحبقران کے چلا امیر
نے سامنا کیا اُس زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے اُسکے وار روک کر اُسکو قتل
کیا ساحرہ رونے لگی کہا ای جوان تو نے میرے جفت کو قتل کیا مین تجکو اب نہ جانے دونگی
اس طرح سرگردان کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین لیکن مجکو ترس
نہ آئے ایسے کلمات کہکر بھاگی اب صاحبقران اُس قصر مین پھر رہے ہین جس طرف جاتے
ہین راستہ نہین ملتا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار ہم اس مقام پر قید ہین
امیر نے آکر دیکھا کہ ترہ کان و لندھور مقید بیٹھے ہین مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین

شام ہو چکی ہر اسی بیشہ مین تخت آتار و ترکان نے عرض بھی کی کہ ای شہریار یہ سناٹے کا مقام
ہو یہان کیونکر رات بسر ہو گی لندھور نے جواب دیا کہ آقاے نامدار آرام فرمائینگے ہم جاگتے
رہینگے اس طرح رات بسر کرینگے غرضکہ صاحبقران اُتر پڑے زین پوش بچھا کر بیٹھے
صاحبقران نے فرمایا دن بھر کی تھکن سے نیند کا غلبہ ہو ای لندھور ہم تو سوتے ہین اور ای
ترکان تم بھی سو رہو ترکان و صاحبقران نے آرام کیا لندھور تیغہ لیکر بیٹھے دو پہر سے
رات گذر رہی تھی کہ ایک غول جو بدست گران سنگ لیکر پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ امیر پر حربہ کرے
لندھور نے للکارا وہ غول بھاگا امیر کی آنکھ کھل گئی پوچھا ای دارا ے ہند کیا ہو عرض کی
کہ آقا ایک غول آیا تھا وہ چاہتا تھا حضور پر حربہ کرے مین نے للکارا دیا وہ دیکھیے بھاگا ہوا
جاتا ہو مگر دور جا کر وہ غول پھر پلٹ پڑا صاحبقران نعرہ کر کے اُٹھے کہ باش او غول بیابانی
کہان جاتا ہو مجبر حربہ کر امیر اشقر پر سوار ہوے تعاقب مین غول کے چلے ترکان نے کہا کہ
آقاے نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر ہنسے اور فرمایا ای ترکان تم ٹھہو مین اسکو مار کر ابھی
آتا ہون غول بھاگتا ہوا قریب درہ کوہ کے پہونچا وہان جا کر ایک چیخ ماری کئی ہزار غول درہ کوہ
سے پیدا ہوے صاحبقران اُنسے لڑنے لگے جب کئی سو غول قتل ہوے تو غلغلہ کرتے ہوے
بھاگے امیر درہ کوہ مین آئے رونے کی آواز کان مین آئی امیر نشان پر آواز کے چلے درہ
کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان حسین چت پڑا ہوا ہو اور ایک پتھر اُسکی چھاتی پر رکھا ہو اُسکے
صدمے سے وہ فریاد کر رہا ہو صاحبقران نے قریب آکر وہ پتھر ہٹایا وہ جوان اُٹھا جھک
جھک کے سلام کرنے لگا کہا آپ شاید صاحبقران زمان ثانی سلیمان ہین مین نے خواب مین
دیکھا تھا کہ صاحبقران تجکو آکر رہا کرینگے صاحبقران نے فرمایا تیرا نام کیا ہو اُسنے کہا شہریار
غلغلۂ مغربی میرا نام ہو واسطے شکار کے نکلا تھا یہ غول مجکو گرفتار کر لائے کئی مہینے سے اس
مقام پر قید تھا جب بہت بیقرار ہوا ایک بزرگ میرے خواب مین آئے فرمایا کہ ای غلغلۂ مغربی
نہ گھبرا صاحبقران آتے ہین تجکو رہا کرینگے شکر ہو کہ آج مراد پوری ہوئی آپ نے آکر رہا کیا
شب کو ایک ساحرہ آتی ہو کہ وہ نہایت کریہ منظر ہو وہ سوال وصل کرتی ہو ایسا نہو کہ وہ آتی
ہو تو بڑی مشکل ہو گی صاحبقران نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر ساحرہ آئیگی تو وہ بھی قتل ہو گی یہ

بشت پر بلوہ کیے ہوے قلعہ پر جاتا ہی وہ بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہی امیر نے جو یہ معاملہ دیکھا وہین سے نعرہ کیا باش او دیو خونخوار آگے نہ بڑھنا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل — گز و گنتۃ سہراب و رستم خجل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد
امیر عرب ضیغم روزگار — یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام

اُس دیو خونخوار نے جو تخت صاحبقران آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ منم دیو راحیل آہن شاخ ملازم قہقہہ ہون وہ حکم دے گیا تھا کہ راہ مین قلعۂ برادران اکوان و مہران کا ہی مالک وہانکے ریحان و افغان ہین اُس قلعہ کو پامال کرتا ہوا آنا مین انکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے چوبدست ہلانے لگا صاحبقران غصے مین تخت سے کود پڑے ترکان تو کانپ گیا مگر صاحبقران جو زمین پر آئے دیو راحیل نے چنگل مارا کہ توڑ مروڑ کر کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو راحیل مُنھ کے بھل جھکا اوپر سے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر دیو راحیل کا پھٹ گیا ساتھ والے اُسکے امیر پر آپڑے ریحان و افغان نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے دیو راحیل کو مارا فوج اُسکی امیر پر آپڑی ہی بس اپنی فوج لیکر نکلے پشت پر صاحبقران کے لڑنے لگے آخر ہمراہیان راحیل شکست فاش کھا کر بھاگے ریحان و افغان نے آکر امیر سے ملاقات کی عرض کی آج تو غلامون کو سرفراز فرمائیے دعوت ہماری نوش فرمائیے کل سرکار کو اختیار رہی صاحبقران ناچار ہوے لندھور و ترکان کو ساتھ لیکر قلعۂ ریحان مین آئے شب کو سامان دعوت ہوا پریزادین خوب خوب ناچین خوب خوب گائین امیر نے سب کو انعام و اکرام دیا برائے آسمان پری نامہ لکھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جاودانی راہ مین دو مقام پر قہقہہ سے مقابلہ پڑا آخر بھگوڑا شکست کھاکے بھاگا اکوان و مہران کو معلوم ہو کہ تمھارے بھائیون کا قلعہ جو راہ مین ہی دیو راحیل نے آکر انکو گھیرا تھا بعنایت پروردگار اُسکو مارا اب طرف پردۂ دنیا کے جاتا ہون اپنی خیر و عافیت سے آگاہ کرنا یہ نامہ لیکر روانہ کیا اور صاحبقران سوار ہوے حاملان تخت تخت کو لیے ہوے جاتے ہین ایک بیشہ مین گذر ہوا کہ نہایت سبز و خرم تھا صاحبقران نے فرمایا ای حاملان تخت

خداے واحد از کثرت بہ وحدت	کند افشا چو اسرار نہانی
گہے گوہر شود گہ بحر مواج	زمرد گاہ گہ یاقوت کانی
گہے رنگین نہال باغ گردد	گہے مصروف اندر نوحہ خوانی
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ الوزکشاید

نقابدار بیقرار دعائین مانگ رہے ہین قہقہہ کی شورش بڑھتی جاتی ہی مگر نقابداروں نے جو تہ دل سے دعا کی قضاے کار تخت صاحبقران نامدار اُس مقام پر پہونچا امیر نے حالت نقابداران دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ قہقہہ سے حبشی جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کہ دونون کو قتل کرون ایک چوبدست ماردون امیر نے آسمان سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر اگر ایک موے جسم انکا میلا ہوا تو پردۂ تاریک مین گھس آؤنگا وہان بھی تجکو رہنا مشکل کردونگا قہقہہ نے جو آواز صاحبقران سنی سر اُٹھاکر دیکھا کہ صاحبقران آسمان سے آتے ہین فوج کو اشارہ کیا کہ بھاگو یارو غضب ہوا کہ یہان بھی حمزہ آگیا اِس ظالم کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی عین وقت پہ پہونچتا ہی مین نے کس کد وکوشش سے قلعۂ گلستان ارم وقصر زرین حصار خالی کرایا تھا دو دن کا راستہ طی کرکے آیا تھا اور قلعۂ بلور کو گھیر لیا تھا کہ قلعہ لیلونگا مگر اُسی صبح کو یہ ظالم آگیا سب مشقت ضائع ہوئی اب یہان مین نے چاہا کہ ان نقابداروں کو گھیر کر مارلون یہان بھی حمزہ آیا عین وقت پر مجکو ستایا بس یارو اب فرار بہ قرار کرد ترکان نے دیکھا کہ بدون جنگ قہقہہ بھاگ نکلا صاحبقران نے اُتر کر نقابداروں کو سنبھالا اُنکی زخم دوزی کی بخوبی سمجھایا کہ کیون یارو آپس کی جنگ کا مزہ دیکھا اگر صحیح وسالم ہوتے تو قہقہہ کیون دبا ڈالتا خبردار اب کبھی آپس مین جنگ نہ کرنا دونون نے ہاتھ باندھے کہ اب کبھی ایسی خطا نہوگی امیر نے دونون کو آپس مین ملوادیا سرون پر اُنکے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین فرمایا سامنے قصر سلیمانی ہی تم اُسمین جاکر اُترو بعد صحت اختیار ہی جہان دل چاہے جانا دونون نے جھک جھک کر سلام کیا دونون نقابدار جاکر قصر سلیمانی مین داخل ہوے امیر تخت پر سوار ہوکر طرف پردۂ دنیا کے چلے ایک مقام سے گذرے تھے کہ صداے فریاد کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک قلعہ پر ایک بادشاہ پیر فریاد کررہا ہی اور ایک دیو خونخوار ہاتھ مین چقماق چادر بارہ ہزار نرہ ہاے دیو

کو سجدہ کیا آج راہ راست پر پہونچا صاحبقران نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا صاحبقران نے از سر نو سلطنتِ آسمان پری قائم کی کئی دن مین قرنشیہ کا علاج کیا جب قریشہ نے صحت پائی تب صاحبقران آسمان پری سے رخصت ہوے آسمان پری کہتی تھین او عرب طوطہ چشم تجکو ہماری محبت نہین اب تو دو چار مہینے یہان رہو صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم مین بر سر جنگ طلسم خیال سکندری ہون میرے مقام پر مجکو پہونچا دے ملکہ نے کئی دن تک حیلہ و حوالون مین ردکا جب صاحبقران رنجیدہ ہونے لگے تب آسمان پری نے حاملان تخت کو بلایا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برقان تخت لیکر حاضر ہوے امیر و ترکان و لندھور سوار ہوے طرف پردہ دنیا کے چلے ناگاہ تخت صاحبقران کا شکارگاہ سلیمانی مین پہونچا دیکھا نقابدار یاقوت پوش و زمرد پوش باہم آپس مین جنگ کر رہے ہین زمرد پوش تعریف بدیع الزمان کر رہا ہے یاقوت پوش اوصاف قاسم بیان کرتا ہے بڑے زور و شور سے مغلوب ہو رہی ہے صاحبقران نے تخت سے نعرہ کیا کہ او جاہلو بدیع الزمان و قاسم نوجوان یہان کہان ہین جنکی طرفداری پر تم لڑ رہے ہو دونون نقابدار زخمی بھی ہو چکے تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران نے حاملان تخت سے فرمایا بس اب طرف پردۂ دنیا کے چلو مگر یاقوت پوش و زمرد پوش زخمدار تھے ایک صحرا مین آکر اترے ادھر سے بھاگا ہوا قہقہہ سہ چشمی آتا تھا فوج نقابدارون کو دیکھکر آگرا دونون نقابدار مصروف جنگ ہوے مگر فوج قہقہہ حبیاب ہے دونون نقابدارون کے زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے اسقدر خون بہا کہ خوف گرفتاری ہوا دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے ہمین ہاتھ سے قہقہہ کے بچاے

نظم

مکاندار مکان لا مکانی	نشاندار نشان بے نشانی
خدا ے لا شریکی بے نظیری	کہ در وحدت ندارد مثل ثانی
خدا حاکم بہ اقلیم خدائی	خدا مالک بملک جاودانی
خدا موجود و جملہ خلق معدوم	خدا باقی ہمہ مخلوق فانی
زمینی تابع حکمش شب و روز	نگون سر در اطاعت آسمانی

پھر اس طلسم میمونہ مین دیو عفریت کو عجب عجب رنگ مین پایا ہر مقام پر جرأت کو کام فرمایا
کسی مقام پر منتظر نہین پھیرا جب عفریت کو مارتے تھے عفریت پھر ظاہر ہوتا تھا آخر امیر
نے مرحلہ جات فتح کیے اور عفریت کو مارا جسوقت صاحبقران نے عفریت کو مارا ہو تو مین نے
دیو سفید کو برابر کوہ رنگا رنگ کے مارا امیر نے نعرے کی آواز صاحبقران نے سُنی اور
مین نے نعرۂ امیر کی صدا سُنی مین سمجھا سوا میرے پردۂ قاف مین کون آیا کسی غول وغیرہ
کی آواز ہوگی صاحبقران بھی یہی سمجھے جب مدت کے بعد میری اُنکی ملاقات ہوئی اور مین نے
ذکر کیا تو صاحبقران نے تمام حال بیان کیا تب ہم دونون کو یقین ہوا ای ترکان جرأت
صاحبقران کا کیا حال بیان کرون نوشیروان ایسے بادشاہ کی سلطنت چھین لی نوشیروان
در بدر خاک بسر ہوا آخر کو نوشیروان نے ترک سلطنت کی اُسکے بیٹون نے خروج کیا بختیارک
اُن شاہزادون کو ساتھ لیکر لڑتا بھڑتا تا بہ باختر پہونچا زیر قیطول لقا ستر لاکھ فوج فرو کش تھی
ہم لوگون کو یہ گمان تھا کہ جسوقت مغلوبہ ہوگی ہم لوگ پامال ہو جائینگے مگر اُس بارہ لاکھ فوج
سے صاحبقران ستر لاکھ سے مقابلہ کرتے تھے اور ہمیشہ فتح کرکے پلٹتے تھے کیسے کیسے سرداران
لقا مارے گئے ای ترکان یہ وہ معرکے ہین کہ جنمین سات دفتر لکھے گئے میان فیضی صاحب
اُنکے مصنف ہین ای ترکان صحبت ہوگی تو حال کھونگا ترکان کہتا ہو کہ ای دارا سے ہند
جی چاہتا ہو کہ تم بیان کرو اور مین بگوش ہوش سُنون لندھور نے کہا ای ترکان اگر اتفاق
پڑے اور زبانی قمر صاحب کے تم سُنو تو نقشہ اصلی آنکھون کے نیچے پھر جائے داستان رستم و
سہراب نگاہون سے گر جائے ایسا صحیح بیان کرنے والا ہفت اقلیم مین نہین ہو ہوشربا
کو کیا اوج دیا کس لطف سے لکھا بعد ختم ساتوین جلد کے بقیہ ہوشربا کی دو جلدین اس تکلف
سے لکھی ہین کہ ناظرین اُسکے لطف سے آگاہ ہین یہ کہکر لندھور خاموش ہوے صاحبقران
اُٹھ بیٹھے ترکان قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس مین
دل و جان سے آپ کا تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو اپنی خدمت مین رکھیے کلمۂ طیبہ فرماکر
غلام کو مسلمان کیجیے مین نے پوجنے دو سو خداوندون پر لعنت کی یہ پوجنے دو سو خداوند سب مکار و
حیلہ ساز و شعبدہ باز تھے اہل دنیا کو دام مکر مین لیا لوگون نے شعبدے اُنکے دیکھکر اُن جیاؤن

اُدسکون لیکن خدمت مین رہونگا اور صاحبقران سے فنون سپہ گری سیکھونگا شاید کچھ لیاقت
پیدا کرون میری کیا حقیقت ہر کہ صاحبقران کو جواب دون یا اُنکی ضرب روک سکون
ایسے دیو کو زخمی کیا جو چار لاکھ دیوزادون مین وحید عصر تھا دو قلعون پر قبضہ کیا کسی مقام پر نہ
رکے مین تو دل وجان سے عاشق ہوا ہر داراے ہند صاف تو یہ ہر کہ اگر تمھارا ابھی کولہ
نہ اُترجاتا تو مین کیا پھر غالب آتا عاجز ہورہا تھا کہ عین وقت پر تمھارا کولہ اُترا مین نے غنیمت
جانا اب مین انصاف کرتا ہون کہ مین تمھارا ابھی ہمسر نہین ہون اور حمزہ تو دیو بند و دیو کش
ہین جو ذکر تمنے کیا تھا مین اُسکو کہانی سمجھا تھا اب یقین کامل ہوا کہ بے شک حمزہ نے کل پردۂ
قاف فتح کیا ہو گا آج کی جنگ بھی کہ کارنامہ تھا مجھے ڈر تھا کہ مین بیہوش ہو جاؤنگا جرأت
حمزہ نے مجھکو دیوانہ کردیا لاشہاے دیوزادان سے میدان کارزار بھردیا کئی لاکھ دیو مارا گیا
پھر کہا کیون داراے ہند یہ قہقہہ کہان بھاگ کر گیا کہ صاحبقران پلٹ پڑے لندھور نے
کہا پردۂ ظلمات اس کے قبضے مین ہر جب یہ وہان بھاگ جاتا ہر تو صاحبقران پلٹ پڑتے
ہین انشاء اللہ جس روز قصد کرینگے پردۂ تاریک کو بھی تسخیر کرلین گے کیا پردۂ تاریک
اسنسے بچے گا ضرور صاحبقران تشریف لیجائین گے پردۂ قاف کے چھتیس پردے ہین انمین
یہ ایک پردہ باقی ہر اس کو بھی تسخیر کرلینگے اکناف کے دیوزاد قتل کیے بڑے بڑے دیوزادون
سے مقابلہ پڑا مگر صاحبقران کہین رُکے نہین جب عفریت بھاگا ہر اور صاحبقران نے
پیچھا کیا ہر تو ای ترکان آقاے نامدار کوہ زہر مہرہ پر پہونچے وہان عجب معاملہ تھا کہ جب
صاحبقران پہاڑ پر جاکر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ سامنے قلعہ ہر اُسمین عفریت بیٹھا ہر
اور جب پہاڑ سے اُترتے تھے تو قلعہ معدوم ہو جاتا تھا صاحبقران حیرت مین تھے کہ کیا
کرون یہ نیا معرکہ ہر کہ جب زیر کوہ آتا ہون تو قلعہ چھپ جاتا ہر مقام ہی نہین معلوم ہوتا کہ
کہان پر قلعہ ہر سات مرتبہ پہاڑ پر چڑھے اور پہاڑ سے اُترے آٹھوین مرتبہ پہاڑ پر اس
خیال مین آے کہ اپنے کو پہاڑ سے گرا دین اُسوقت خواجہ عبد الرحمٰن جنی آکر پہونچے لوح
طلسم ہیمونہ لاکر صاحبقران کو دی صاحبقران لوح جو لیکر اُترے ای ترکان اُسوقت قلعہ
نظر آیا اکیلے اُس قلعہ مین گئے صاحبقران کا دل جگر کا ہر جو معرکہ درپیش ہوا اُسمین قدم رکھا

پڑا قہقہہ نے پکارکر آواز دی کہ یارو دیکھ رہے ہو حمزہ کو مارلو چار لاکھ نرہ ہاے دیو چقماق چادرین وکلھاڑے لے لیکر امیر پر آپڑے آسمان پری نے اپنے سردارون کو اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے صاحبقران سب کے آگے بڑھے ہوے بجرأت تمام شمشیرزنی کرتے ہوے طرف قہقہہ کے جاتے ہین دیوزاد مرمرکر گر رہے ہین ہوا پر تلوار چل رہی ہی دیو اقوال وسیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جم کر لڑ رہے ہین صاحبقران جب نعرہ کرتے ہین قہقہہ بھاگتا ہی آسمان پری تخت پر سوار دعائین مانگتی ہین کہ ای پروردگار میرے وارث کو بچانا ای سمیع وعلیم وای رحیم وکریم مجکو بیوہ نہ کرنا نظم

خدا است ذاکر وشاغل بہر زمان ہر روز — خدا است حاضر و ناظر بہر مکان ہر روز
گہے زرنگ گہ از بو گہے ز طلعتِ خوب — نماید او رخ روشن بہ بوستان ہر روز
بخاص وعام نخود راز ذات او معلوم — ز ہر خطاب وز ہر نام وہر نشان ہر روز
ہزار قافلہ آید درین سرا ہر دم — رود ہزار ازین شہر کاروان ہر روز
درین چمن ہمہ اوقات تازہ گل خندد — ز شمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز
نوشت روز ازل ہرچہ کاتب قدرت — رقم بہ صفحۂ عالم شود ہمان ہر روز
بخاک عجز فلک سر نہادہ در ہر حال — مطیع حکم جہان وجہانیان ہر روز
ہزار شکر کہ مشغول بندۂ ہندی ست — بحمد حضرت خلاق دو جہان ہر روز

امیر لڑتے بھڑتے پھر قریب قہقہہ پہونچے اور نیمچۂ سہراب یل کا وار کیا سر پر اُس خود سر کے ایسا زخم کاری آیا کہ قہقہہ تیورا کر گرا شکست فاش حاصل ہوئی اہل فوج قہقہہ کو لیکر بھاگے امیر لڑتے ہوے چلے دو دن دو رات پیچھا کیے ہوے چلے گئے قلعۂ زرین حصار لیا اور گلستان ارم پر بھی قبضہ کیا قہقہہ کو جو شکست فاش ہوئی تھی ہر مقام پر چاہتا تھا کہ رکون مگر کب جم سکتا ہی جس مقام پر رُکا صاحبقران وہین پہونچے اور پھر لشکر کو شکست دی گئی افسر کلان ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے ترکان وجد مین ہو کہتا ہی ای دارائے ہند حمزہ کا کوئی مثل ونظیر نہین مین نے ایسی جنگ کبھی نہ دیکھی تھی لندھور نے کہا اب صاحبقران سے مقابلہ کرو گے ترکان نے کہا مین بدل وجان تابعدار ہو امیری کیا مجال ہی کہ مین اُنسے

یہ نپ غم ہی کہ ناسخ مین جو لگ بیٹھون کبھی ‖ مثل آتش خانہ ہو جائے دہین دیو ار گرم

سلاسل پری نے پکار کر آواز دی کہ ای قہقہہ کیا آسمان پری کا لینا آسان سمجھا ہی اُنکے شوہر آگئے اب بھاگتے راستہ نہ ملے گا قہقہہ نام صاحبقران کا سُنکر تھرا گیا یکایک پھاٹک قلعہ کا کھلا آگے سب کے صاحبقران پشت پرکل سردار لندھور بھی گرز خوردی وُ مُردی لیے ہوے ہمراہ ہین ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پشت پر صاحبقران کے مگر الگ الگ اِسلیے کہ فوج دیوان دیکھکر کانپ رہا ہی ہر مرتبہ صاحبقران فرماتے ہین کہ ای ترکان کیون گھبراتے ہو تم دو سے تماشہ دیکھنا اسقدر نہ گھبراؤ دل کو اپنے مضبوط کرو تمھارے مقابلہ مین کوئی دیو نہ آئیگا امیر نے قلعہ سے نکلتے ہی نعرہ کیا ہاتش اوقہقہہ کیا سمجھ کے لشکر کشی کی منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل
امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

کزو گشتہ سہراب و رستم خجل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

یہ فرما کر میدان مین آئے قہقہہ جو برابر مقابلۂ صاحبقران آیا ترکان کانپنے لگا کہتا ہی ای دارائے ہند اپنے آقا کو بچاؤ دیکھو اُسنے چوبدست اُٹھائی اس پہاڑ کو کون روکیگا لندھور کہتے ہین ای ترکان میری کیا حقیقت ہی کہ مین آقا کو بچاؤن وہی اِس پہاڑ کو روکین گے یا ضرب اُسکی خالی دینگے پھر مقابلہ ہوگا اب تماشہ دیکھو قہقہہ نے چوبدست لگائی صاحبقران نے پیترا بدل کر خالی دی چوبدست زمین پر پڑی کہ انتہا کی خاک اُڑی قہقہہ نے بزور قہقہہ مارا کہا وہ صاحبقران کو مارا ترکان رونے لگا کہا ای دارائے ہند غضب ہوا صاحبقران کے اعضا ریزہ ریزہ ہو گئے ہونگے لندھور کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد کیا کہ بڑھون کہ دل گردے سے آواز آئی او قہقہہ کسے مارا اور کسے قتل کیا مین حریف تیرا موجود ہون گرد جہرے کی جھاڑتے ہوے دل گردے سے نکلے قہقہہ نے دوسرا وار کیا امیر نے تیغۂ عقرب سے دار کو قلم کیا قہقہہ نے ڈنڈو کہ پھینک مارا امیر نے خالی دیکر جست کرکے ہاتھ مارا کہ شانہ قہقہہ کا جھل

کہ اے ملکۂ عالم جنگ کا فران سے مہلت نہین ملتی اب مدت سے طلسمات پر مقابلے ہین لقراط ثانی ساحر زبردست مالک طلسم خیال سکندری ہو اُس سے سالہا سال گذرے مقابلہ پڑ رہا ہو اور بعنایت پروردگار نورالدہر نامدار اُس طلسم کا فتاح ہو بشوکت تمام چلا آتا ہو مین بھی اسی فکر مین تھا کہ تا بنورالدہر پہونچون کہ یہ پہلوان میرے مقابلے مین آگیا لندھور کو گرفتار کرکے لیگیا مین برائے رہائی گیا تھا کہ دیو تندک پہونچا مجکو اُٹھا لایا یہ فرماکر امیر نے نیچہ سہراب یل ہاتھ مین لیا ایک دیو کو آسمان پری نے اشارہ کیا وہ دیو ابلق مرکب تیار رہوا ترکان بحیرت دیکھ رہا ہو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو حمزہ بہادر یکتا ہو صاحبقران سوار ہو کر چلے لندھور گرز لیکر ساتھ ہوے امیر نے فرمایا کہ اے ترکان اگر تماشہ دیکھو ترکان قدمون پر گر پڑا منتین کرتا ہو کہ اے شہریار مین اِس تماشہ سے باز آیا امیر نے فرمایا بالاے قلعہ سے ملاحظہ کرو جب ترکان نے دیکھا کہ حمزہ مجکو بالاے قلعہ روانہ کرتا ہو دل کو مضبوط کرکے کہا مین آپ کے عقب مین رہونگا یہان قہقہہ نے کل فوج کو تیار کیا چوبدست گران سنگ ہاتھ مین لیکر سامنے قلعہ کے آیا سلاسل پری بالاے قلعہ بیٹھی ہو کہ قہقہہ نے پکار کر آواز دی کہ اے سلاسل عبث کیون اپنی جان دیتی ہو قلعہ سے نکل آ مین دم بھر مین قلعہ فتح کرونگا آسمان پری کو لونگا اور قریشہ کو قتل کرونگا آج نمونۂ عشق ظاہر ہوگا مین نے محبت مین آسمان پری کی بڑے بڑے صدمے اُٹھائے راتین تڑپ کے گذاری ہین میرا یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہو **نظم**

ہین مضامین عذار آتشین یار گرم　ہو زمین کیسی ہی ٹھنڈی ہین کہون اشعار گرم
سوز غم سے ہو گیا ہو آگ سب میرا لہو　پھلنک دی قاتل نے ایسی ہو گئی تلوار گرم
پارہ ہاے ابر مین ہو جسطرح سے آفتاب　وہ صنم ہوتا ہو مجھپر دن مین سو سو بار گرم
مین شب فرقت مین کب کا ہو چکا ہون مر کے سرد　ہو رہا ہو داغ حسرت سے دل افگار گرم
موے آتش دیدہ بنتا ہو مرا تار نگاہ　ایسے اُس آتش کے پرکالے کے ہین رخسار گرم
تھی خریداری متاع حسن یوسف کی کسے　آتش شوق زلیخا سے ہوا بازار گرم
خوف ہو مجکو کہ جل جاوے نہ مثل تار شمع　سوز غم سے اسقدر رہتا ہو جسم زار گرم
اینٹھتا ہو زاہد مسجد مین جاڑے سے عبث　بھٹیون سے ہو رہے ہین خانۂ خمار گرم

سب دیکھکر رہگئے آپس مین کہتے تھے یہ کیا معرکہ ہوا کون حریف لگا ہوا تھا کہ اِن دلیرون کو لیگیا مگر عمرو ساتھ آیا تھا اشقر پر سوار ہو کے بھاگا لشکر مین جو آیا مقبل نے آکر مرکب سنبھالا سب سردار بیقراریان کرنے لگے عمرو نے سب کو سمجھایا کہ یارو نہ گھبراؤ یہ کام کسی دوست کا ہی یہ کہکے اشقر کے لیے حکم دیا کہ لیجاکر تھان پر باندھو مقبل اشقر کو تھان پر لایا اور حسب دستور باندھ دیا دہان صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعۂ بلور مین پایا اور دیکھا آسمان پری تخت پر بیٹھی ہین ملکہ قریشہ سلطان چھپر کھٹ پر زخم دار و بیقرار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم کیون مجھے طلب کیا آسمان پری رونے لگی کہا ای شہریار قلعۂ زرین حصار مجھسے چھوٹ گیا قہقہہ حبشی اس مرتبہ بڑے سامان اور عظم و شان سے آیا آپکی دختر قریشہ سلطان نے نکلکر مقابلہ کیا مگر زخمی ہوئی قہقہہ نے بلوہ کر دیا لشکر پر شکست ہوئی گلستان ارم سے بھاگی شہر زرین حصار مین آئی وہان بھی اُسنے دم لینے نہ دیا آخر قلعۂ بلور مین آئی اُسنے یہان بھی آکر گھیرا ہی تب مین نے تندک کو بھیجا کہ جس حال مین صاحبقران ہون اُنکو لاؤ تندک اور چند دیوزادون کو ساتھ لیکر گیا آپ کو لایا دوسرا آپ کا حریف ایک پہلوان کہ جس سے مین نہین واقف ہون اسکو بھی لیتا آیا اُسکو تو مین نے قید کیا لندھور حاضر خدمت ہوتے ہین سلاسل پری اُنکو لباس پہنانے لگیئی ہی صاحبقران نے فرمایا اُس پہلوان کو بھی لاؤ وہ میرا حریف ہی مقابلہ دیوزادان کہانی سمجھا تھا اب اپنی آنکھ سے دیکھ لے ملکہ نے حکم کیا ترکان و لندھور بھی آئے ترکان نے جو دیوزادون کو دیکھا یعنی سرداران آسمان پری دیو اقوال سیاہ مکلاہ ارشد جنی وغیرہ تمام حاضرین دربار کو دیکھکر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای ترکان کیون کانپ رہا ہی میرا یہ دستور نہین کہ پہلوان کو ذلیل کرون اگر ایک دیو کو حکم دون تو تجھکو کھالے مگر مین اسکو معیوب جانتا ہون اب قلعہ سے نکلونگا چار لاکھ نرہ ہاے دیو قلعہ کو گھیرے ہوے ہین شمشیر زنی میری دیکھ لینا تو نے غرہ مین کہا تھا کہ انسان دیوزاد سے مقابلہ نہین کر سکتا یہ فرماکر ترکان کو ذکل دیا ترکان پہلو مین صاحبقران کے بیٹھا ہی مگر ڈرا جاتا ہی سرکشان قاف امیر سے حالات پوچھ رہے ہین بعجز کلام کرتے ہین ملکہ آسمان پری صاحبقران کی بلائین لے رہی ہین کہتی ہین کیون ادعرب طوطہ چشم کبھی ہمکو بھی یاد کرتا ہی صاحبقران فرماتے ہین

لندھور کو لینے چلے ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ ترکان دربار مین آیا ہی لندھور کو
بلوایا ہی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار اُٹھنے لگے امیر نے منع کیا کہ خبردار میرے
ساتھ کوئی نہ آئے مین یکہ و تنہا دربار مین ترکان کے جاؤنگا لندھور کو بیڑی ہتھکڑی پہنا کے
صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے یہان ترکان نے لندھور کو بلوایا ہی لندھور
بدمزاج ہی کلام مردانہ وار کر رہا ہی کہ ای ترکان تو نامرد ہی میرا تو کولا اتر گیا اور تو مجھکو گرفتار
کرلایا اسپر سوال مذہب کرتا ہی میرا آقاے نامدار وہ بہادر ہی کہ جسنے پردۂ قاف مین جاکر
عفریت کو مارا ارچنگ آہن شاخ کو للکارا قہقہہ سہ چشمی کہ چار چار لاکھ نرہ ہاے دیو لیکر
آیا مگر ہمیشہ میرے آقا کے ہاتھ سے شکست کھائی پردۂ ظلمات مین بھاگ جا یا کیا ترکان
کہرہا ہی یہ سب کہانیان ہین دیوزادون سے کیا لڑ سکتے ہین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر ہجوم ہوا
ترکان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا حمزہ نے آکر درگہ سالار کو مارا دربارگاہ مین
آتے ہین ترکان تلوار ٹیک کر اُٹھا دربارگاہ پر آکر آواز دی او حمزہ کیا ارادہ ہی صاحبقران
نے فرمایا اپنے سردار کی فکر مین آیا ہون بہتر اسی مین ہی کہ اُسکو میرے حوالے کردے ورنہ
مقابلہ کر ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چل رہی ہی
لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران سے بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہی غصے مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر فشان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا عرض کی ای آقاے نامدار براے خدا آپ ہٹ
جائیے مین اِس مغرور سے سمجھ لونگا صاحبقران گرمی جنگ مین کب سنتے ہین جھنا تا تلوارون
کا بلند ہی چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین لندھور نے چاہا بیچ مین جا پڑون ترکان سے
لپٹ پڑون یہ بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین لندھور قریب جو آئے صاحبقران
نے جھڑکا فرمایا کہ ای لندھور الگ رہو اِسوقت قریب نہ آنا کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر نمایان
ہوا اُس ابر سے تین پنجے گرے ایک نے امیر کو لیا ایک نے ترکان کو ایک نے لندھور کو

ہین اُسنے لندھور کو گرا کر کچھ بیہوشی کا بھی خیال نہ کیا مشکین باندھ لین پہلوانون نے چہار جانب سے آواز دی او ترکان یہ کیا قابو پرستی کرتا ہی ترکان نے کچھ جواب نہ دیا لندھور کو باندھکر لیگیا صاحبقران ملول و حزین پلٹے خواجہ سے فرمایا ہمکو دمبدم کی خبر دینا کہ ہمارے عاشق صادق پر کیا گذری مجکو بڑا قلق ہی سب نے دیکھا کہ لندھور کا کولہ اُتر گیا اُس بیحیا نے کچھ خیال نہ کیا اور مشکین باندھکر لیگیا انشاء اللہ دربار مین اُسکے دریاے خون بہاؤنگا اپنے جانشین کو رہا کرکے لاؤنگا عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ آقا نے فرمایا ہی دمبدم کی خبر پہونچانا صاحبقران دربار مین آکر بیٹھے مگر ترکان جو لندھور کو گرفتار کرکے لیگیا ساتھ والون سے کہتا ہی میرا یہ رفیق کامل ہوگا مثل حمزہ کے اسکو جانشین کرونگا دربار مین مروارید کے رونق ہوگی مجکو یقین تھا کہ ملازمان حمزہ بڑے بڑے جری و بہادر ہین دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر یہ رفیق حمزہ تو کچھ بھی بہادر نہ نکلا مجھسے ملکہ مروارید نے بھی کہا تھا کہ اے ترکان لشکر حمزہ مین سے ایسے ایسے رفیق پاؤگے کہ نہال ہو جاؤگے آج روز اول ہی اُسکا ظہور ہوا غرضکہ دربار مین لاکر کولہ بٹھایا کہا لیجا کر قید کرو کل دربار اسکا سمجھونگا ملازمون نے جاکر لندھور کو قید کیا جب آب و طعام گیا تو لندھور نے کہا اُس دغاباز سے کہنا کہ ہم نامردون کا کھانا نہین کھاتے ترکان یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا صبح کو اس سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو فوراً قتل کرونگا رفقا نے کہا حضور اُسکو انتہا کا غصہ ہی کہ کولہ اُترنے پر آپ نے مشکین باندھین اہل اسلام سا کہے کی جرأت رکھتے ہین ان باتون کو ناجائز جانتے ہین اور یہ لوگ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ سرداران قدیم ہین حمزہ کی رفاقت مین انکو مدت گذری بڑے اسکے نام ہین مشہور ہی کہ ان لوگون نے اس طور سے حمزہ کا ساتھ دیا کہ سلطنت نوشیروان کو مٹایا آجتک وہی رفاقت ہی ترکان نے کہا اب میرے ساتھ رہین گے اور نہ مانین گے تو پچھتائینگے ہین حمزہ کو بھی زیر کرونگا تب احوال کھلے گا نہ کولہ اُترتا تو بھی مین زیر کرتا سب تعریفین کر رہے ہین ترکان مغرور بیٹھا بلبلا رہا ہی اپنی جرأت کی تعریفین خود کر رہا ہی خوشامدخورے عرض کر رہے ہین کہ اب حضور کا کوئی مثل نہین ہی ملکہ مروارید کے دربار مین آپ افسر اعلے ہین رات بھر تو ان باتون مین گذری صبح کو ترکان دربار مین آیا اور حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ نگہبان

نہ آے تو لڑائی فتح ہو تی لشکر مین تیاری ہونے لگی صبح کو صاحبقران نماز پڑھ کے اُٹھے ارادہ ہو کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی ترکان فیل درنامے پہلوان چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ صاحبقران مین اُتر پڑا امیر سے کہلا بھیجا کہ یا تو یہان سے پلٹ جائیے یا آمادہ حرب و پیکار ہو جیے ہکو ملکہ مرواریہ جادو نے بھیجا ہے سر میدان مقابلہ پڑیگا صاحبقران نے ایلچی کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ اُس سے کہنا او مغرور جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نہ کر خداے ما بزرگ است ترکان کو جو یہ خبر پہونچی طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ ترکان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ **نظم**

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
مؤذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صاحبقران زمان بعد نماز صبح سوار ہوے میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی ترکان فیل در گینڈا چمکاتا ہوا میدان مین آیا دونون طرف کی فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ترکان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دارا‌ے ہندوستان لندھور بن سعدان نے مرکب بڑھایا ہرچند صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور نے نہ مانا مقابلۂ ترکان مین آئے ترکان نے بعد گفتگو نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے لندھور نے نیزہ نکالا ترکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے بارھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ترکان دو پہر کامل لندھور سے لڑا جب دوپہر ڈھلی لندھور دونون مونڈھے تھام کرنے دوڑے ترکان پانچ چار قدم ہٹ کر رُکا قصد کیا کہ لندھور کو لے دوڑون لندھور نے قدم آگے بڑھایا وہان پر موشخانہ تھا لندھور کے دونون پانون موشخانہ مین جاتے رہے ترکان نے کہہ مارا کولہ لندھور کا اُتر گیا اُسی حال

کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ قراطاق کے سینے کو
توڑکر پار گذرا قراطاق کا لاشہ زمین پہ گرا اور آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق جادو بود
ملکہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو کیون اپنی جان دیتے ہو اس شہریار کی اطاعت کرو سب
ساحر ہاتھ باندھکر سامنے آئے بارہ چودہ ہزار ساحر تھے افسرون نے بدل و جان اطاعت
کی صاحبقران اُن سب کو لیکر قلعۂ قراطاق مین آئے بارگاہ آراستہ ہوئی صاحبقران آکر
مقام صدر پر بیٹھے ملکہ پہلو مین خواجہ عمرو سامنے موجود ہین ذکر کر رہے ہین کہ تا بہ مروارید جانا
آپکو منظور رہی ہرکارون نے مجکو خبر دی ہر کہ قلعۂ مروارید نگار پر کئی لاکھ جادوگر جمع ہو چکے ہین
اور فوجین چلی آتی ہین بقراط کا ارادہ ہر کہ ایک مرتبہ اور جنگ عظیم کرون اگر مارلیا طلسم کشا کو
تو بہتر ہر ورنہ طلسم سے ہاتھ اُٹھاؤن اور کسی مقام پر نکل جاؤن زعفران گوہر دندان جادو
جو مالک طلسم زعفران زار ہر کئی نامے اُسکے آچکے ہین کہ یا خداوند مجھے سرفراز کیجیے مین آپکی
معتقد ہون کیا مجال ہر کہ انتظام مین فرق آنے پائے آٹھ پہر قدرت کی خدمت گذاری کرونگی یہ
طلسم فتح نہین ہو سکتا بقراط نے جواب لکھا کہ اے قوت بازو و اے زینت پہلو قدرت تیرا بڑا مرتبہ
کرینگے تجکو نائب اپنا قرار دینگے اگر ہو سکے تو اپنے کو دربند مروارید نگار پر پہونچاؤ مین چاہتا
ہون کہ اس مقام پر ایک بہت بڑا مقابلہ طلسم کشا سے پڑے مین اور تم مل کر سحر کرو کہ طلسم کشا
کو عاجز کردو تحفہ جات چھین لو اور اگر شاید صورت شکست ہوئی تو تمھارے ساتھ طلسم زعفران زار
مین فرو۔ چلونگا مین نے بھی سُنا ہر کہ طلسم زعفران زار حکماے اشراقین نے بنایا ہر اہل طلسم
کو ناز ہر کہ ان دربندون پر کوئی نہین آسکتا لوح اُسکی ایسے مقام پر ہر کہ جہان ہوا کا گذر نہین
آئندہ جیسا اتفاق ہو اور یہ کتاب سامری مین مین نے دیکھا ہر کہ اہل طلسم زعفران زار
بڑے مکار و غدار ہین نہایت ہوشیار ہین اُن ساحرون کو دعویٰ ہر کہ ہمارے طلسم مین کوئی
قدم نہین رکھ سکتا ہر اگر آئے تو دیوانہ کر دین لاشون سے میدان بھر دین صاحبقران نے
فرمایا خواجہ مجھے بھی فکر ہر کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن مروارید سے مقابلہ پڑے یہ قلعہ تو اتفاقیہ
ملا لیکن خدا نے فضل کیا کہ مظفر و منصور ہوا صبح کو کوچ کر کے برابر قلعۂ مروارید نگار کے پہونچو
نور الدہر کو بھی معلوم ہو کہ ہرچند صاحبقران طلسم کشا نہ تھے مگر وقت پر پہونچے اگر صاحبقران

اکیلے کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی اہل فوج دلدہی نہین کرتے ورنہ صاحبقران ابھی گرفتار ہو جائین یہ سوچ رہا دوگرون کو ترغیب دیتا پھرتا ہی کہ یارو گھیرکر صاحبقران کو مار لو اب بھی تم لوگ ہزارون ہو ایک شخص پہ زور نہین چلتا ساحر کہتے ہین آپ ہمارے بادشاہ ہین آپ بڑھیے تو ہم بھی بڑھین گھیرکر حربہ ہاے سحر کرنا ہمارا کام ہی مگر ای شہنشاہ سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا ہو گیا لیکن آپ سحر کرین اور بڑھین تو ہم لوگ بھی بلوہ کرین کیا عجب ہی کہ گرفتار کرلین یہ سُنکر قراطاق بڑھا بارہ چودہ ہزار ساحرون نے بلوہ کیا صاحبقران نے جو دیکھا کہ سب ساحر بلوہ کرکے آتے ہین پشت مرکب پر جم کر بیٹھے تیغہ قمقام کو جو نیام انتقام سے کھینچا تھا چمکا یا شمشیر زنی کرنے لگے گلگونہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران پر چہار جانب سے بلوہ ہوا بڑھکر ہاتھون سے گجرے پھولون کے اُتارے پھینکنا شروع کیے اور پکاری کہ ای چمن آرا ان ساحرون کو لینا جیسے ہی وہ گجرے ٹوٹے جسپر پھول گرا آپس مین لڑنے لگا بعض بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

آنسوؤن مین ہی یہ نقشہ اپنے جسم زار کا
بنگیا ہی صاف ڈورا موتیون کے ہار کا

گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے تو دو
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا

مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش
قید والون مین ہی عالم مصر کے بازار کا

جوہری بازار کا تو نام ہی کنج دہن
کوچۂ گیسو لقب ہی مشک کے بازار کا

خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ ظالم ایک ہی
ہاتھ اُٹھانا پاؤن سے پامال کرنا خار کا

برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم ای عندلیب
یہ پھوٹا ہی ہمارے دیدۂ خونبار کا

سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
کعبہ عاشق ہی مقرر ابروے خمدار کا

زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
میرے سر پہ چاہیے طرہ تری تلوار کا

یہ مثل سچ ہی جو مانگیگا وہ پاویگا دلا
بخت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا

ان اشعار عاشقانہ کو پڑھتے ہوے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب قراطاق اس فکر مین ہی کہ نکل جاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین مہلو پر لشکر کے آیا بازوون پر سحر کیا پر پرواز پیدا ہوے اُڑکر چلا صاحبقران نے دیکھا اور ملکہ نے آگاہ کیا کہ وہ بانی فساد جاتا ہی صاحبقران نے کمان کیانی

تمام ساحر سحر گلگونہ سے بلبلا رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوے آرہے ہین جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا ہزار ہا ساحر صاحبقران کی شمشیر زنی سے راہی ملک عدم ہوے مارے تلوارون کے ہرطرف تہلکہ ڈالدیا ہو آخر چند ساحر بارگاہ قراطاق مین گھس گئے پہلے تو بہت پکارا جب اُسنے جواب نہ دیا تو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا قراطاق پلنگ سے زمین پر گر پڑا آنکھین کھولین مگر سحر گلگونہ سے مبہوت ہو رہا ہو کہ ایک ساحر نے اسماے سحر پانی پر دم کرکے دو تین چھینٹے منھ پہ مارے اب قراطاق نے گھبراکر پوچھا یارو مین نے کیا خطا کی ہو جو مجکو سوتے مین ستاتے ہو سب نے کہا آنکھین کھولیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق نے کہا ارے فتاح دلفریب کو بلاؤ وہی دام سحر مین پھنسائیگی دوسرے کمرے مین فتاح سو رہی تھی اُٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی اسلیے کہ گلگونہ نے تمام مکان کو خوب سحر بند کردیا تھا مگر فتاح تو بڑی ہوشیار رہی اسنے پکار کر آواز دی کہ ای قراطاق کسی کے سحر مین ہم تم مبتلا ہین کوئی سحر کرو کہ میرے ہوش درست ہون قراطاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے کچھ اپنے اوپر ڈالے کچھ فتاح پر پھینکے فتاح کے ہوش درست ہوے صاحبقران لڑتے ہوے بارگاہ مین گھس آئے گلگونہ پہلو بہ پہلو تھی اب اسنے حرز ہیکل بھی پنہادی صاحبقران نے سامنے قراطاق کے آکر نعرہ کیا کہ او مکار اب آکر سحر کر کہ فتاح سامنے آئی سر ہلاتی تھی مگر جب صاحبقران اسم اعظم پڑھتے تھے سحر فتاح کا باطل ہو جاتا تھا فتاح نے قریب آکر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی پکڑ کر تلوار چھین لی ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا چنبر گردن سے اُڑ گیا فتاح کا لاشہ گرا قراطاق نے لاشہ فتاح کا جو دیکھا بدحواس ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ ای قراطاق اب کیونکر جان بچیگی ایسی ساحرہ مکارہ قتل ہو گئی کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اُسکے دام فریب سے صاحبقران کیونکر بچے بیٹی کو دیکھا کہ مع وزیرزادی لڑ رہی ہی جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا سر ٹکرانے لگا کوئی جاکے جھیل مین گرا غرق دریاے لعنت ہوا کسی نے پہاڑ سے سر ٹکرایا کوئی دیوانہ وار وحشی مثال زیر نخل بیٹھا معشوق کے حسن کی تعریف کر رہا ہو صاحبقران زمان شیرانہ لڑ رہے ہین جس ساحر نے سحر کیا اسم اعظم پڑھ دیا سحر اُلٹا پلٹا سینہ کو اُسکے توڑ کر پار گذرا ہزار ہا ساحر سر ٹکراتے پھرتے ہین ہزار ہا لاشہ پڑا ہو دریاے خون بہ رہا ہو قصد ہوا کہ لٹا بھڑ کر نکل جاؤن پھر خیال کرتا ہو کہ

مین بیٹھے تھے یکایک اسم اعظم یاد آیا ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی گئی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تمام قید سحر ٹوٹ کر گری امیر قید خانہ سے نکلے نگہبانون کا افسر سالار جادو للکارا کہ او قیدی کہان آتا ہے امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال — سمند ون زہیشم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ — ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

سالار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اور سحر بھی کیا کہ امیر پہ آگ برسنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر سالار کا باطل ہوا تلوار اسکی چھین لی اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا سالار جادو کہ سب کا افسر تھا جب یہ مارا گیا سب ساحر صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگے دربارگاہ قراطاق پر آئے ہر چند غل مچاتے ہین کہ اے شہنشاہ ساحران اُٹھیے قیدی چھوٹ گیا قراطاق بوجہ سحر گلگونہ کے بیہوش پڑا ہے کروٹ نہین لیتا آخر کئی ہزار ساحر جو دروازے پر اُترے ہوے تھے وہ بلوہ کر کے چلے گلگونہ نے باہر نکلکر پھولون کا ہار گلے سے اُتارا اُن ساحرون پر کھینچ مارا سب ساحر دیوانے ہو گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین — شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین — جا کے گلزار مین فریاد کیا کرتے ہین
رشک سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی — دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے — نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس — ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
ہوتی ہے آفت جان قہر خدا سے نازل — یہ صنم ہم پہ جو بیداد کیا کرتے ہین
ملک الموت سمجھتا ہون مین اُسکے ابرو — قتل بے تیغ بہ بیزاد کیا کرتے ہین
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون — جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
تیرا دیوان ہے کیا سامنے اُنکے ناسخ — جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

کل نہ دیگا کوئی مٹی بھی اُنھین — آج زر جو کہ دیا کرتے ہین
تیرا کیا ذکر ہرے داغون سے — مہر و مہ کسب ضیا کرتے ہین
خط سے یہ ماہ ہین محبوب قلوب — سبزے کو مہر گیا کرتے ہین
ملتے ہین تلوون سے گلگشت مین گل — زر کو وہ خاک کیا کرتے ہین
اُنسے ہین مخفیِ عصیان بہتر — جو عبادت مین ریا کرتے ہین
دفن محبوب جہان ہین ناسخ — قبرین ہم چوم لیا کرتے ہین

کنیزون نے کہا واری لونڈیان یہ معما نہین سمجھین گلگونہ مارے شرم کے گڑی جاتی ہر دل سے کہتی ہی یہ اشعار کیون انکے سامنے پڑھے ایسا نہو اصل مطلب سمجھ جائین اور راز طشت از بام افتادہ ہو سوزش عشق زیادہ ہوا ای گلگونہ لطف یہ ہی کہ مثل شمع انجمن اپنے تئین گھلا کہ خاتمہ کرو مثل پروانے کے جل جاؤ مگر سوزش عشق ظاہر نہو کوئی ہمارے حال عشق سے ماہر نہو یہ سوچکر کنیزون سے کہا ہم تمکو کیا بتائین کنارے جاکر بیٹھو ہمارے پاس نہ آؤ سر مین خلل ہی ہنڈا ابھی بھیکا ہی ہمارے پاس کوئی نہ آئے یہ کہکے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی بارہ دری مین جاکر پردے چھوڑ دیے چھپر کھٹ پر لیٹی سوچ رہی ہی کہ ہاے قید خانہ مین صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی قراطاق نے آب و دانہ بند کیا ہی تڑپ رہے ہونگے ایسا جلیل اُسپر یہ مصیبت ای خدا ے نادیدہ تجھسے التجا کرتی ہون کوئی ایسی بات تعلیم کر کہ جاکر صاحبقران کو رہا کرون اسی بارہ دری مین لاؤن مسند پر وہ بیٹھین مین پہلو مین ہون تو دل کی آرزو پوری ہو جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری یعنی دو پہر رات ہوگئی گلگونہ گھبرا کر اُٹھی اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا خیال مین آیا کہ یا اپنی جان دون یا صاحبقران کو رہا کرون فقط دو پہر رات باقی ہی جو اگر اسمین کچھ انتظام ہوگیا تو فبہا ورنہ سر میدان جان دونگی جب جلاد اُنکو قتل کرنے لگے گا اپنے کو اُس شہریار پر گرا دونگی مقام افسوس ہی کہ مین زندہ رہون اور وہ شہریار اس مصیبت مین قید ہو ایسے دشمنون کا صید ہو دل سے یہ باتین کرکے غرق زمین ہوئی نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی اُس بارگاہ مین آئی جہان قراطاق سو رہا تھا ملکہ نے اُسپر سحر کیا کہ زیادہ غافل ہوگیا اب ملکہ نے طاق سے شیشۂ اسم اعظم مع حرز ہیکل اُتارا حرز ہیکل تو نکال لی اور شیشے کو توڑا یہان صاحبقران جو قیدخانہ

پھڑکنے لگا سر جھکالیا سوچنے لگی کیونکر بچاؤن قراطاق نے کہا کیون بی بی کیون چپ ہو گئین گلگونہ نے کہا ای والدہ نامدار تمام عزیز و اقارب ہمارے اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹون آنکھین اسکی نکالکر تلوون سے ملون تب دل کو چین آئے مگر مجکو بڑی حیرت ہی کہ آپ کیون اسکو خفیہ قتل کرتے ہین جو ایسا شخص ہو کہ جسکا نظیر نہو اُسکو مجمع عام مین قتل کیجیے کہ کُل ساحر دیکھین اور خوشیان کرین کہ ہمارا دشمن مارا گیا دربار مین کیون قتل کرتے ہین یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا جلاد کا سر اُڑ گیا قراطاق نے کہا بی بی یہ کیا کیا گلگونہ نے کہا یہی مصلحت وقت تھی ای فتاح دلفریب تمنے بھی یہ مضمون نہ سمجھا یا جب کُل ساحر جمع ہوتے تو تمہارے کمال کو رونق ہوتی سب تعریف کرتے کہ فتاح دلفریب ساحرہ بے مثل و بے نظیر ہی جس شخص کے ہاتھ سے ہزار ہا ساحر مارے گئے اُسکو کس آسانی سے گرفتار کیا فتاح دلفریب نے اُٹھکر گلگونہ کی بلائین لین درازی عمر کی دعائین دین کہا ای قراطاق میری صاحبزادی نے کیا معقول بات کہی مین بھی یہی عرض کرتی ہون چار پہر مین کیا حرج ہو گا اشتہار چھپان ہون سب ساحرون کو خبر کیجائے مجمع عام مین اسکو قتل کیجیے یہ تجویز مجکو بھی پسند آئی میرے کمال کو بھی سب ساحر جانین کہ فتاح دلفریب نے سب کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے یہ اقلیم بھی تباہ ہو جاتی اشتہار مین یہ سب مضمون ہو قراطاق نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ قیدخانہ مین امیر کو لیجاؤ لیکن شیشۂ اسم اعظم مع حرز ہیکل میرے سرھانے رکھو گلگونہ صاحبقران کو قید کرا کر تدبیر رہائی سوچتی ہوئی اُٹھی اپنے باغ مین آئی سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کہ واری خیر تو ہی مزاج کیسا ہی گلگونہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میری تو عجب صورت ہی بیان نہین ہو سکتی جو میرے دل کی حالت ہی

نظم

جان ہم تجھپہ دیا کرتے ہین — نام تیرا ہی لیا کرتے ہین
چاک کرنے کے لیے ای ناصح — ہم گریبان سیا کرتے ہین
ساغر چشم سے ہم بادہ پرست — مئے دیدار پیا کرتے ہین
زندگی زندہ دلی کا ہی نام — مُردہ دل خاک جیا کرتے ہین
سنگ اسود بھی ہی بھاری پتھر — لوگ جو چوم لیا کرتے ہین

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

کوئی ساحر رو رہا ہی مگر قراطاق خوش و محظوظ بیٹھا ہی حکم دے رہا ہی جلاد سر پر صاحبقران کے کھڑا ہی صاحبقران دل سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر افسوس ہی کہ قتل بقراط کی ہوس رہگئی یہ تو یقین کامل ہی کہ فرزند ہمارے زمین یہان کی ہلا دینگے قراطاق کو خاک مین ملا دینگے مگر بقول شاعر فردہین کیا جو تربت پہ میلے رہے ٭ نہ خاک ہمتو اکیلے رہے ٭ یا صاحبقران افسوس یہ ہی کہ اس بیکسی اور بے بسی سے ہماری موت تھی کہ ہوائے سرد چلی پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار رنگ آکر چرخ مارا ابر آکر پھٹا اُسمین سے ایک تخت نکلا اُسپر ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن سیمتن سراپا خوب محبوب مرغوب بیٹھی ہی قراطاق نے کہا لو ہماری صاحبزادی گلگونہ گوہر پوش بھی آپہونچین وہ نازنین تخت سے اُترہی سب اہل دربار کھڑے ہوگئے گلگونہ نے آکر باپ کو سلام کیا قراطاق بیٹی کو دیکھکر مبہوت ہوگیا ہاتھ بڑھا کر گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای والد نامدار بوسہ نہ لیا کیجیے مجکو ناگوار ہوتا ہی قراطاق نے کہا ای نور نظر اسوقت کہان سے آتی ہو گلگونہ نے کہا اپنے باغ مین تھی دام سحر برائے حمزہ بچھایا ہی جب اُدھر سے آئینگے فوراً پھنسین گے قراطاق نے کہا ای فرزند تمھاری دائی اماں فتاح دلفریب حمزہ کو گرفتار کر لائین یہ دیکھو شیشہ اسم اعظم رکھا ہی حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپٹی ہی گنہگار وہ سامنے بیٹھا ہی پلٹ کر گلگونہ نے دیکھا جمال بے مثال صاحبقران پر نگاہ پڑی دیکھا بڑی بڑی آنکھین ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری حسین و جمیل رعب و دبدبہ سطوت صولت چہرے سے ہویدا و ظاہر گلگونہ کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے دل دھڑکنے لگا قلب مثل ماہی بے آب

ببالِ شوق اگر مرغ دل کند پرواز — رسد باوج فلک از زمین بصورت باز
چو حق بہ بندۂ خاکی عطا کند اعزاز — در امید کند بر رخش ز ہر سو باز
بسوز درد محبت ہر آن کہ گشت گداز — صدائے عشق بگوششں رسد ز ہر یک ساز
محبت است کہ مجنون اسیر لیلی گشت — محبت است کہ محمود شد غلام ایاز
خدا لفضل وعنایت مدام شایان است — خدا بلطف وترحم بود ہمیشہ مجاز
بچار سوے جہان بحر فضل حق جاری ست — روان ست چشمۂ فیضش بہر نشیب وفراز
بقرب محفل جانان اگر رسی ہندی — ہمیشہ باش قدم بوس مثل پا انداز

جلاد شلنگین لگا رہا ہی آواز دے رہا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون ہاتھ پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا بعد قتل زندہ کرنا دشوار ہی پیدا کرنے والے مر گئے وہ سامری وجمشید تھے اُنکی قدرت مین بڑے بڑے بھید تھے کیا کیا کار ہاے نمایان کر گئے آجتک اُن تحفہ جات مین تاثیر ہی قراطاق کہتا ہی مین نے خوب سمجھ لیا لقا ہاتھ مار دے اگر اسکے فرزند چہار جانب سے حملہ کرینگے وہ سحر کرونگا کہ کوئی سامنے قلعہ کے نہ آ سکے فتاح دلفریب موجود ہی سب خنگلون کو سحر سے مملو کر دیگی اسکے فریب سے کوئی نہ بچے گا ایسی ساحرہ کل طلسم مین نہین ہی اور ہماری اقلیم مین تو وحید ہی اُسکی عقلمندی کے ہم قائل ہین جسکا ارادہ کرے اُسکو جان بچانا مشکل ہو ایسے شخص کو گرفتار کیا کہ جو صاحب اسم اعظم تھا اب کوئی ایسا نہین ہی صرف طلسم کشا پوتا اسکا کہ صاحب تحفہ جات ہی اُسپر بھی سحر نہین تاثیر کرتا مگر اُسکے بھی سب تحفے فتاح چھین لیگی مہلت نہ دیگی عجب طرح کا اس دربار مین ہنگامہ ہی کچھ ساحر کانپ رہے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو کیونکر ہمکو خوف نہو وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسکا لواے شوکت از دنیا تا بردۂ قاف سرفراز ہی بڑے بڑے دیوزادون کو اس شخص نے مارا بڑے بڑے طلسم فتح کیے آج مجبور وناچار بیٹھا ہی انقلاب فلکی سے سب کو ڈرنا چاہیے

نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نقش باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا بہ باد ہوا تخت ہوا

نہایت طرار و فرار وہ عقیل ہی ہزارہا ساحر اُسکی زنبیل مین قید ہین کس حال خراب سے اُسکی زنبیل مین رہتے ہین سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ہوجاتا ہی غرقیان بندھی ہوئین دن بھر مزدوری کرتے ہین تب شام کو مزدوری ملتی ہی اتنی مزدوری عمرو دیتا ہی کہ اچھی طرح اُنکا پیٹ نہین بھرتا ای بندو میرے اپنے کو زنبیل سے بچانا نام اُسکا لکھنا ما بدولت کو ناگوار ہی ساربان زادہ بڑا ہوشیار ہی لہذا اُس سے ہمیشہ خائف رہنا اُسی کی شان مین یہ رباعی ہی سامری وجمشید نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہی رباعی

پاپوش بہ زر دوز پئے پیک دوندہ
وز کعبہ گلیم را بدزدد

وز دیست کہ زہر از دہن مار بدزدد
نعل از قدم استر رہوار بدزدد
چون دست بہ فاتحہ برآرد

دیگر

خال از رخ زنگی بہ شب تار بدزدد
دزدے کہ نسیم را بدزدد
رحمان و رحیم را بدزدد

قراطاق حیران ہو گیا کہا ای فتاح تو خوب آگاہ ہی میرا ابھی یہی قول ہی کہ فوراً اس شخص کو قتل کردون اب مہلت نہ دون قراطاق نے کہا ای فتاح دلفریب سحر تو صاحبقران پر سے اُتارو ذرا اپنا حال تو دیکھین سب سردار فتاح کی تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای فتاح کیا کار نمایان کیا خوب تدبیر کی اب شاہ کو مناسب ہی کہ تمکو منتظم ریاست کرین بلکہ ملکہ مروارید کو لکھا جائے کہ آپکی اقلیم مین ایک ساحرہ ہی جسنے صاحبقران کو گرفتار کیا کیا مزے سے حرز ہیکل لی پھر اسم اعظم بند کیا ای ملکہ فتاح یہ تمھارا ہی کام تھا کسکی مجال تھی کہ مثل تمھارے کام کر سکتا فتاح بھولی ہوئی بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ مین لقراط سے بھی ملاقات کرونگی اور کہونگی کہ خداوند بیکار بیٹھے تھے تقدیر کرنا نہین جانتے طلسم کو برباد کیا مجکو منتظم کرو تو طلسم آباد کر دون سب مرحلے بنادون ایسے ساحر سب جگہہ پر مقرر کرون کہ کیا مجال ہی کسی کی کہ اُن مرحلہ جات پر آسکے یا زبان ہلاسکے یہ کہکر فتاح نے صاحبقران پر سے سحر اُتارا صاحبقران ہوشیار ہوے اپنے کو گرفتار پایا اکڑکر اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ سلام میرا اُسیر ہو جیو کہ جو خدا کو برحق جانتا ہو اور دین پیغمبر کا قائل ہو اہل دربار بل کرنے لگے قراطاق نے سب ساحرون کو منع کیا کہا صاحبو بقول شیخ سعدی ہر چہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید۔ اب جانتا ہی کہ میری جان نہ بچےگی تو ایسی باتین کر رہا ہی ارے جلاد کو بلاؤ جلاد پہلو سے حاضر ہوا اُسنے آ گردن پر کوئلے کا خط دیا صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

جب حرز ہیکل لے چکا تب صاحبقران کو چھوڑا پیچھے ہٹ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑا طائر نے گرد صاحبقران چرخ مارا اور پکار کر آواز دی یا صاحبقران دیکھو یون حرز ہیکل لے لیتے ہین منم فتاح دلفریب امیر نے دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہی ریش وغیرہ ندارد آثار مردی غائب صاحبقران حیران ہوے چاہا اس عورت کو گرفتار کر لون فتاح دلفریب کڑک کر گری صاحبقران کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی عمرو جو بعد تھوڑی دیر کے آیا دیکھا خالی اشقر کھڑا ہی عمرو نے زبان جنّی مین اشقر سے پوچھا اشقر نے زبان جنّی مین سمجھایا کہ فتاح دلفریب نامے ایک ساحرہ تھی وہ امیر کو لیگئی عمرو نے اشقر کو تسلی دی اور کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون اشقر طرف لشکر کے چلا عمرو جست وخیز کرتا ہوا آگے بڑھا یہان قراطاق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہی سب ساحر جمع ہین خبرین دے رہے ہین کہ صاحبقران آتے ہین ہمنے چاہا تھا کہ سحر اپنا دکھائین پر یزادنبگر امیر کا سامنا کرین تسخیر کرکے صاحبقران کو لائین مگر امیر کو اسم اعظم سے ہوشیار دیکھا حوصلہ ہمارا نہ پڑا قراطاق کا یہ حال ہی کہ کف افسوس مل رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین کیا تدبیر کرون تمھین لوگ میرے ہاتھ پاؤن ہو جب تمسے کچھ نہین ہو سکتا تو مین کیا کرون اب ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن سردار کہرہے ہین حضور ابھی تامل فرمائین جو جو ساحر گئے ہین وہ پلٹ کر آلین تب آپ کو اختیار ہی یہ فکر تھی کہ آسمان پر نعرہ ہوا ای شہنشاہ ساحران منم فتاح دلفریب کیا کار نمایان کرکے آئی ہون صاحبقران کو دام فریب مین پھنسا لائی یہ کہکے زمین پر اُتری قراطاق نے جو صاحبقران کو دیکھا خوش ہو گیا سردارون سے کہنے لگا کہ دیکھو فتاح دلفریب نے کیا کار نمایان کیا حمزہ کے اوپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا تھا اسنے بڑا کام کیا کیون ای فتاح کس رنگ مین حمزہ کو لیا فتاح نے کہا مین ایک بڈھے فقیر کی شکل بنی معانقہ کرکے حرز ہیکل لی اسم اعظم طائر چھوڑ کر بند کیا کڑک کے گری اُٹھا لائی مگر ای قراطاق اب ایسا انتظام کرو کہ یہ شخص قتل ہو جاے عیار اسکا عمرو جسکا نام ہی بلاے روزگار خنجر گزار طرار و فرار ہی ساحر کو پایا اور مارڈالا ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے سامری نامہ ملاحظہ فرمائیے سامری و جمشید نے تحریر کیا ہی جابجا یہی لکھا ہی کہ عمرو کی موت ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی ای بندو میرے اپنے کو اُسکے ہاتھ سے بچانا اگر اُسکو قید کروگے نکل جائیگا مقابلہ مین ہاتھ نہ آئیگا اُسکے پاس زنبیل ہی کہ

چڑھ رہا ہی ہوا ے جادو دیکھتے دیکھتے گھبرا گئی حیران ہی کہ سب مطیع عمرو کے پھر رہے ہین
ہر طرف یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو کے ہم سب تابعدار ہین جہاز والے بھی یہی کہ رہے ہین کہ ہم سب
عمرو کے تابعدار ہین ہوا ے جادو نے دیکھتے دیکھتے نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ
نے چوتڑ مین ہاتھ دیکر ہوا ے جادو کو زنبیل مین ڈال دیا جیسے ہی ہوا ے جادو زنبیل مین
گری کالی کالی لونڈیون نے آکر گھیر لیا ایک حبشن نے دوڑ کر کہا اری کپڑے اُتار دے ہمکو
حساب سمجھانا پڑیگا شہنشاہ ہمارے ہر مہینے مین حساب لیتے ہین اور دیکھ لے یہ سامنے کنارے
پر دریا کے پشتہ بندھ رہا ہی تجکو بھی مزدوری کرنا ہوگی ہولے جادو گھبرا گئی چاہتی ہی سحر
کرکے ان سب کو گرفتار کرلون مگر کوئی سحر یاد نہین آتا اپنی بوٹیان کاٹ رہی ہی جی مین کہتی ہی
ای ہوا ے جادو تجکو کیا ہو گیا ایسا سحر جانتی تھی کہ جس معرکے مین گئی اُسکو سر کیا کبھی کسی مقام
پر پلک نہین جھپکی مگر آج مجکو کیا ہو گیا کہ بالکل سحر فراموش ہوا آخر کنیزین پکڑ کر لیگئین ایک لنگوٹی
بندھوا دی کپڑے اُتروا لیے باورچی خانے مین چھوڑ دیا کہا ابھی دیگچیان دھویا کر پھر جیسا حکم
خواجہ صاحب دینگے وہ کام تجھسے لیا جائیگا ہولے جادو تو اس کام مین مصروف ہوئی
خیال کرکے دیکھا سیکڑون جادوگرنیان کا نور دویس کی کام کاج کر رہی ہین بہت سے جادوگر
چاہ ماران وام الجبال کے مثل چاکران کمترین باورچی خانہ مین کام کر رہے ہین ہوا ے
جادو حیران ہی کہ یہ لوگ تو اس مصیبت مین پھنسے ہین دیکھیے مجپر کیا گذرے مگر خواجہ نے لندھور
و مالک دار شیون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے چلے یہان صاحبقران زمان انتظار مین تھے
کہ خواجہ عمرو ابھی پلٹ کر نہین آئے نہین معلوم اُنپر کیا گذری آخر گھبرا کر پشت مرکب پر سوار
ہوے طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور آئے تھے کہ دیکھا درخت کے سایہ مین ایک پیر زمین گیر
تسبیح خوانی کر رہا ہی امیر کو دیکھکر اُسنے سلام کیا کہا یا صاحبقران زمان آپ کا مزاج تو اچھا ہی
امیر حیران ہوے کہ یہ شخص کون ہی مین نے کبھی اسکو نہین دیکھا اُسنے مجھے کیونکر پہچانا بیشک یہ پیر
روشن ضمیر ہی یہ سوچکر صاحبقران نے بھی سلام کیا گھوڑے سے اُترکر پاس بیٹھ گئے ہاتھ برا ے
مصافحہ بڑھائے پیر زمین گیر نے کہا یا صاحبقران زمان مین آپ سے معانقہ کرونگا صاحبقران
اُٹھ کھڑے ہوے وہ پیر صاحبقران کو لپٹ گیا خوب چمٹا یا اُسی لپٹنے مین حرز ہیکل کاٹ لی

کرتے تجکو افسوس نہ آیا عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی سامنے سے آتی ہے سر جھاڑ مُنھ پہاڑ للکارتی ہوئی عمرو نے چاہا کو دکر بھاگون لندھور و مالک نے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوا نے سحر کیا کہ تلوارین ہاتھون سے گر گئین زمین نے پانون تھام لیے ہوا تلوار کھینچکر قریب آئی چاہا عمرو کو قتل کرون لندھور و مالک دار شیون دعائین مانگ رہے ہین نظم

خداوند ملک جہان کارساز	خدا کار فرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست	نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہمائے کند	بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عز و ناز
ببخشد بدریوزہ گر مملکت	کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را بخواند بقرب وصال	رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو دردِ بیمار را	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

جب ہوائے جادو قریب خواجہ عمرو کے آئی تو خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم میری کیا خطا ہے جو آپ مجھے قتل کرتی ہین جو کچھ خطا کی وہ ان تینون نے کی انکو قتل کیجیے لندھور نے اشارہ کیا کہ خواجہ ہمکو بچائیے آپ تو قتل کراتے ہین اب آپ کے اختیار مین ہمارا قتل اور جان بچانا ہے مگر خواجہ یہی کیے جاتے ہین کہ اے ملکہ عالم اِن تینون کو قتل کیجیے اگر وہ انکو نہ لاتین تو مین کاہے کو آتا مفتاح جادو انکا اُستاد آیا اُسنے سارا فسانہ بڑھایا اس بٹوے مین میرے چھپا بیٹھا ہے اُس سے پوچھ لیجیے یہ کہکر عمرو نے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا اے ملکہ عالم ملاحظہ فرمائیے مفتاح جادو بیٹھا ہے آپ کو طلب کر رہا ہے ہوائے جادو حیران ہے کہ اتنے سے بٹوے مین انسان کیونکر بیٹھ سکتا ہے سر جھکا کر دیکھنے لگی دیکھا سڑکین بنی ہین لوگ راستہ چل رہے ہین ایک جانب دریائے قہار بہ رہا ہے بجرے و جہاز آتے جاتے ہین کوئی اُترتا ہے کوئی جہاز پر

گلگونہ کو دیا گلگونہ پی گئی دوسرا جام ریحانہ کو دیا وہ بھی پی گئی تیسرا جام طرف جلترنگ کے بڑھایا جلترنگ نے کہا اُستاد میرا دل دھڑکتا ہی عمرو نے کہا ای فرزند باعث یہ ہی کہ معشوق بیزار سامنے بیٹھا ہی اسوجہ سے تمہارا دل دھڑکتا ہی اسی دم سب ہول تمہارے دل سے نکل جاوینگے ایک جام پی لو پھر معشوق پر قبضہ کرو مین ابھی راضی کر دونگا جلترنگ نہ پیتی تھی خواجہ نے زبردستی پلایا جیسے ہی جلترنگ بھی جام پی چکی خواجہ نے کہا وہ مارا گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ اُستاد کسے مارا کوئی حریف تو سامنے نہ تھا کسکو آپ نے فرمایا عمرو نے کہا تم سب کو مارا اب کیا کسی کو زندہ چھوڑتا ہون تینون جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین جلترنگ نے کہا مین تو شراب نہ پیتی تھی مجھے زبردستی پلائی مفتاح نے کہا بس اب کیا کرسکتی ہو اپنے مقام سے تو اُٹھو تینون تڑپ کر چلین بیہوشی تاثیر کرچکی تھی تینون لڑکھڑا کر گرین لندھور و مالک و ارشیون کہ اپنی جان سے بیزار بیٹھے تھے کہنے لگے خواجہ اِنکو جلد قتل کرو کہ ہم رہائی پائین اگر انکے قتل مین دیر ہوئی تو ہمکو خوف ہی کہ کوئی اور ساحر نہ آجاے تو باعث خرابی ہو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

عمرو نے نعرہ کرکے تینون کو قتل کیا تینون سردارون کو ساتھ لیکر ارادہ چلنے کا کیا مگر واضح رہے کہ باغ سارا لوٹ لیا فرش تک نہ چھوڑا لندھور نے منع بھی کیا کہ خواجہ فرش نہ اُٹھاؤ عمرو نے کہا ہمارے پاس سے جو صرف ہوا ہی وہ اسی جائداد سے نکلے گا اِسکو گدڑی بازار مین بیچ لینگے مالک نے کہا ای لندھور تم خواجہ کی طمع سے آگاہ ہو وہ بھلا فرش چھوڑینگے غرضکہ تھوڑی دیر کے بعد تینون کو ساتھ لیکر باغ سے باہر نکلے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور آواز آئی کہ منم ہوا سے جادو او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ میری تینون بیٹیون کو مار لیا ہاے مین بے اولاد ہوگئی کمبختین تینون ایک ہی مقام پر جمع ہوگئین تیرا خنجر بدعت چل گیا تینون سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق تھین اُنکو قتل

دے دو پٹہ تو اپنا ململ کا ۔۔ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا
درد سر مین جو سر رگڑتا ہون ۔۔ تیرا دروازہ کیا ہے صندل کا
ہو جو محبوب خوبرو بدخو ۔۔ صاف عالم ہی اُسمین حنظل کا
کہتے ہین سالکان منزل عشق ۔۔ ہے نشان گورگام اول کا
مثل برق اُسپہ بیقرار ہون مین ۔۔ سایہ رہتا تھا جسپہ بادل کا
کیا اُسی گل کی یہ سواری ہے ۔۔ نکہت گل دھوان ہے مشعل کا
بڑھنا اُس طفل کا دکھاتا ہے ۔۔ چھوٹنا شاخ گل سے کوپل کا
جز صنم کچھ نظر نہین آتا ۔۔ وہ موحّد ہون روز اول کا
ایک آئے نظر جو میرا غبار ۔۔ سرمہ ہو جاے چشم احول کا
لکھون ناسخ جو وصف چشم سیاہ ۔۔ ہو سیاہی مین طور کا جبل کا

گلگونہ وریحانہ کہتی ہین اُستاد والانژاد تمکو گانے مین بڑا دخل ہے عمرو نے کہا ای فرزندو لاکھون روپیہ اپنا خرچ کیا گویون کو مکان پر اُتار اتب اسقدر آیا ہے لیکن ایک کمال مجکو خود قدرت نے دیا ہے چاہتا ہون اُسکو بھی صرف کرون گلگونہ وریحانہ نے پوچھا اُستاد وہ کمال کیا ہے اُستاد نے کہا بیٹا وہ ساقی گری کرون کہ جو آجتک نہ دیکھی ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک ساحرہ ارشیون کو بغل مین دبائے ہوئے آکر پہونچی گلگونہ نے کہا ای جلترنگ یہ کسکو لائین کہا بوالشکر صاحبقران مین گئی تھی جب تم لندھور و مالک کو لاچکین تو مین نے اسکو اُٹھا لیا منظور یہ ہوا تھا کہ کوئی سردار صاحبقران کا باقی نہ رہے کہ جو گرفتار نہو اس ظالم کو جو لیکر آئی میری طبیعت اِسپر مائل ہوئی مگر یہ ظالم انکار کرتا ہے گلگونہ وریحانہ نے کہا بوا جلترنگ یہ مسلمان ہمکو بُرا جانتے ہین اِنکو گمان یہ ہے کہ اِنکے سن زیادہ ہین بزور سحر نازنین کم سن بنی ہوئی ہین اِسوجہ سے توجہ نہین کرتے اور ہمپر یہ گمان غلط ہے جو صورت ظاہر مین ہے وہی باطن مین ہے اِنکے دل سے کیونکر یہ گمان نکالین مفتاح نقلی نے کہا ای جلترنگ بیٹھو ہم ابھی اِنکو تمپر مائل کیے دیتے ہین جلترنگ بھی بیٹھی عمرو نے پہلے گھنگرو باندھے خوب گت ناچی کہ تینون جادوگرنیان خوش ہوگئین سب نے کہا اُستاد سبحان اللہ کیا کمال پیدا کیا ہے عمرو نے جام لبریز کرکے پہلے

قصر کے پہونچے دیکھا چند جادوگر ٹہل رہے ہین عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ ای سیماب جادو مفتاح کو بلا کر لائے عمرو سمجھ گیا کہ مفتاح جادو کا یہ مکان نہین ہی کہا
بھائیو مین نے بہت تلاش کیا مکان نہین ملا سب نے کہا اس صحرا کے بائین پر نخلستان ہی
اُسی کے پہلو مین قصبہ ہی وہان قصر مفتاح کا ہی عمرو پھر اُسیطرف چلا قصبہ مین آیا مفتاح
کا مکان دریافت کیا لوگون نے پتہ دیا کہ سامنے مکان ہی دروازے پر مفتاح بیٹھے ہونگے
عمرو نے آکر نامہ دیا مفتاح نے نامہ پڑھکر کہا کہ ای سیماب آج شب کو رہجاؤ کل مین
چلونگا خواجہ نے کہا بہت اچھا مگر ذرا گوشے مین چلیے کچھ باتین راز و نیاز کی ہین وہ تنہائی
مین عرض کرونگا مفتاح کنارے آیا خواجہ نے باتون مین لگا کر مفتاح کو بیہوش کیا دماغ
پر پٹی بیہوشی کی چڑھا کر صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر باہر نکلے پکار کر آواز دی
چند ساحر رفقا حاضر ہوے عمرو نے کہا بھائی مجکو قصر گلگونہ و ریحانہ پر لیچلو اُن ساحرون
نے کہا حضور سحر نہ کرینگے مفتاح نقلی نے کہا مین نے قسم کھائی ہی کہ مسلمانون پر سحر کرونگا
اور جبتک مسلمانون کا خاتمہ نہوگا کسی کام کے لیے سحر نہ کرونگا اُن سب نے عمرو کو سوار
کیا جانتے ہین کہ ہمارا افسر مفتاح ہی تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی ساحر سحر کرتے ہوے لاتے
ہین بعد تھوڑی دیر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا ساحران ہمراہی نے عرض کی ای شہنشاہ
ساحران یہی باغ گلگونہ و ریحانہ ہی دیکھیے وسط باغ مین بیٹھی ہین عمرو نے کہا تخت اُتارو
ساحرون نے تخت لاکر اُتارا گلگونہ و ریحانہ بیٹھی ہین لندھور و مالک مسلسل سامنے
بیٹھے ہین اُنسے سوال وصل کر رہی ہین وہ دونون انکار کر رہے ہین مفتاح کو جو آتے
ہوے دیکھا دونون نے اُٹھکر سلام کیا مفتاح نقلی نے کہا امی فرزندو مجکو کیون طلب کیا ہی
گلگونہ و ریحانہ نے عرض کی ای اُستاد و الانژاد قراطاق نے حکم دیا تھا کہ لندھور و
مالک کو لاؤ ہم گئے جاکر اُنکو لائے لیکن اُنکے جمال دیکھکر عاشق ہوے ہر چند ہم اپنی طرف اُنکو
مائل کرتے ہین مگر یہ دونون نہین قبول کرتے ایسا سحر کیجیے کہ یہ ہمکو قبول کرین مفتاح نقلی
نے کہا ابھی جلسہ آراستہ کرو مین چند شعر گاؤن ابھی یہ دونون مبہوت ہو جائین گلگونہ و
ریحانہ اُٹھین شراب منگا کر رکھی خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

مرا دل تاک کر وہ صید افگن ہنس کے کہتا ہی ‌‌ ‌ ابھی تیر نظر سے یہ نشانہ مین اُڑاتا ہون

حسینؑ ابن علیؑ کا حال جب سنتا ہون اے سطوت ‌ ‌ ‌ گریبان چاک کر کے سر پہ اپنے خاک اُڑاتا ہون

صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے مگر ایک نازنین گاتی ہوئی قریب بارگاہ لندھور پہونچی لندھور نے اُس نازنین کو اندر بلا لیا خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کہ ارشیون پریزاد یہ خبر سُنکر آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ لندھور نے ایک نازنین کو اندر بلا یا ہی ارشیون ٹہر ا کر دروازے پر ٹھہر گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز دی کہ اے قبلہ و کعبہ مین بھی اندر آؤن آواز نہ آئی ارشیون اندر گیا لندھور کو نہ پایا اور نہ اُس نازنین کو دیکھا حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہی سانحہ مالک پر بھی گذرا کہ صاحبقران باہر تشریف لائے فرمایا اُن نازنینون کو ہمارے سامنے لاؤ ہرکارون نے جا کر ڈھونڈھا کسی کا نشان نہ پایا ہرکارون نے آکر عرض کی اے شہریار لندھور و مالک بارگاہون سے غائب ہوے اُن عورتون کا پتہ نہین کہ کہانسے آئی تھین اور کہان گئین صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑا غضب ہوا کہ لندھور و مالک غائب ہوے اِسکی فکر کرو عمرو نے آکر دریافت کیا حال مذکور معلوم ہوا ارشیون پریزاد ٹہلتا ہوا آتا تھا کہ جا کر صاحبقران سے قبلہ و کعبہ کا غائب ہونا عرض کرون کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا ارشیون کو اُٹھا لیگیا امیر نے بڑا افسوس کیا ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارشیون کو بھی کوئی اُٹھا لیگیا صاحبقران نے سب سردارون کو اپنے پاس بُلا لیا سایے مین اپنے رکھا فرمایا اب زمانہ احتیاط ہی آپ لوگ میرے ہی پاس رہین خواجہ عمرو دریافت کر کے بہ ایں خبر سرداران مذکور چلے صحرا صحرا جاتے ہین کہ راہ مین دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی گھبرایا ہوا پسینے پسینے خواجہ نے ساحر بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ دھوپ بڑی پڑ رہی ہی ابھی دو آدمی لون کھا کر گرے تھے مردمان قصبہ اُنکو اُٹھا لیگئے لہذا تم نہ جاؤ وہ ساحر ٹھہرا عمرو نے پوچھا کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا ملکہ گلگونہ جادو لندھور کو اُٹھا کر لائی ہین اور اُنکی بہن ریحانہ جادو مالک کو لائی ہین دونون پر دونون عاشق ہین اپنے معلم مفتاح جادو کو بلایا ہی مین اُنکو بلانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر چلے برابر ایک

مین آپہونچا قریب آکر سر ملکہ کا اُٹھایا زبان سے سوزن نکالی وزیرزادی کو بھی رہا کیا دونون ہنستی ہوئین قفس سے نکلین کہا ای شہریار آپ کو بڑی مشقت پڑی صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ تعالی ہر مقام پر یہی جرأت رہیگی مین مجبور ہو جاتا ہون جب اسم اعظم بند ہو جاتا ہی بعد اسم اعظم کھلنے کے کیونکر دل کو تاب ہو کہ تم قید مین رہو اور مین کدو کاوش نہ کرون مگر ملکہ نے دیکھا کہ صاحبقران دریاے خون مین نہاے ہوے ہین ہاتھون سے خون پوچھنے لگین امیر قصر مین آکر بیٹھے خواجہ تمام مکان کو لوٹتے پھرتے ہین اب سرداران صاحبقران بھی آگئے امیر قلعہ اژدر مین بیٹھے ملکہ پہلو مین آکر بیٹھین مگر چند ملازمان اژدر جو لاشہ اژدر کا اُٹھا لیگئے تھے قلعہ قراطاق مین پہونچے سامنے قراطاق جادو کے لاشہ اژدر کا پیش کیا قراطاق برادر اژدر بہت رویا کہا مقام افسوس ہی کہ اژدر نے مجکو خبر نہ کی ورنہ مین جاکر زمین ہلا دیتا یہ کہکے فوج کو جمع کیا سات لاکھ ساحر کی فوج ہی سب سے پکار کر کہا صاحبو جو جس سے ہو سکے وہ کوشش کرے یقین ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کر لوگے کئی سو ساحر اسی فکر مین چلے صاحبقران قلعہ مین بیٹھے تھے کہ عمرو نے خبر دی چند نازنینان مہ جبین آپکے لشکر مین آئی ہین سارے لشکر مین گاتی پھرتی ہین اور یہ اشعار ورد زبان ہین

نظم

نہین بھاتی جو سیر باغ تو صحرا مین جاتا ہون — وہان بھی دل نہین لگتا تو پھر گلشن مین آتا ہون
شب فرقت مین پرتاثیر آہین لب پہ لاتا ہون — چلے آئین وہ شاید آج قسمت آزماتا ہون
نہایت حسن کا مشتاق اُس کوچے مین جاتا ہون — نہین جب مانتا دل دور ہی سے دیکھ آتا ہون
لب رنگین کسی کے آج مجکو یاد آئے ہین — عوض اشکون کے آنکھونسے جو خون دل بہاتا ہون
ہوئی تقصیر کیا وہ شعلہ رو کہتا ہی جو مجھسے — کہ کیسا اُلکے غیرونسے ترے دلکو جلاتا ہون
گمان مجنون کو ہوتا ہی کہ آئی دشت مین آندھی — مین وحشی جب کبھی صحرا مین جاکر خاک اُڑاتا ہون
کہون راز محبت کیا سناؤن حال دل کیونکر — کسی دن مین نہین اُنکو اکیلا گھر مین پاتا ہون
کف پا کی حنا کا جیسے ہی منظور نظارہ — وہ آتا ہی تو مین زیر قدم آنکھین بچھاتا ہون
مرا خط دیکھے ای قاصد زبانی یہ بھی کہدینا — تجھے مین یاد کرکے اشک آنکھونسے بہاتا ہون
مرا صیاد ہی کیا شوخ کہتا ہی گلستان مین — پھنسین گی بلبلین پھندا رگ گل کا بناتا ہون

دماغ مین کیون ہوا ہی کوئی امتحان تجویز کرو ایک ادناسی بات ہی کہ مین نے قاف کے اٹھارہ پردے فتح کیے تم ابھی تک تین پردون مین بھی نہین پہونچے ایک ہی پردے پر مقابلہ پڑتا ہی نقابدار نے کہا ای شہریار جہان جہان قہقہہ بھاگ کر گیا وہان مین بھی پہونچا یہ آرزو رکھتا ہون کہ قہقہہ کو قتل کرون امیر نے فرمایا اُسکا پردۂ ظلمات مین دخل ہی وہان وہ بھاگ جاتا ہی بسبب تاریکی کے ہم لوگ رہجاتے ہین جس روز یہ خیال ہوا کہ جو کچھ گذرے پردۂ تاریک مین بھی داخل ہوجائین انشاء اللہ گھس پڑینگے صاحبقران تو نقابدار سے باتین کرنے لگے اژدر آتش فشان نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران نقابدار سے باتین کرتے ہین سوچا اس عرصے مین نکل جاؤن حمزہ گرفتار نہوگا فوجین لڑچکین سحر انتہا کا کرچکا کسی سحر کو حمزہ نہین مانتا اب نکل چلنا ہی بہتر ہی یہ سوچکر شانون پر سحر کیا پر پرواز پیدا ہوے ساتھ والون سے کہدیا مین قلعۂ قراطاق پر جاتا ہون قراطاق جادو کہ میرا معین و مددگار ہی اور ساحر باعمل ہی وہ بڑی کد و کوشش کریگا تم سب وہین آنا فوج اُس سے لیکر خروج کرونگا راہ مین حمزہ کو روکونگا ناک مین دم کردونگا یہ کہکے اُڑا جیسے ہی بلند ہوا عیار نقابدار نے پکار کر کہا ای شہریار غضب ہوا کہ اژدر نکلا جاتا ہی نقابدار نے فوراً کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا صاحبقران نے بھی کمان رستم کاندھے سے اُتاری اور تین بھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا دونون نے برابر تیر مارے نقابدار کے تیر سے تو اژدر بچا مگر عقاب تیر صاحبقران سینہ پر اژدر کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا لاشۂ اژدر گرا مرنا اژدر کا کہ اندھیرا ہوگیا لاکھون جادوگر اُسی ہنگامہ مین نکل گئے نقابدار کو حجاب ہوا کہ افسوس میرے تیر سے اژدر نہ مارا گیا صاحبقران طعنہ دینگے مجکو حجاب ہوگا دیوزادون کو اشارہ کیا دیوزاد تخت سامنے لائے نقابدار اُچک کے سوار ہوا اپنے رفقا کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر آتش فشان بود باقی جو ساحر رہے تھے وہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے امیر نے سب کو مطیع کیا لپشت مرکب سے اُترے قصر مین آئے ملکہ قفس کے اندر سجدے مین رو رہی تھی صاحبقران نے آکر فرمایا ای ملکۂ عالم پروردگار نے دعا تمھاری قبول کی

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر		کرے اللہ خاتمہ بالخیر	

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے کل ساحرون نے چہار جانب سے صاحبقران کو گھیر لیا سحر بھی کرتے ہین حربے بھی لگاتے ہین صاحبقران پریشان ہو رہے ہین کہ اتنے لوگونسے کیونکر بچونگا ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے قضاے کار نقابدار زرین پوش تخت پر سوار کئی لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا اس زور و شور سے جاتا ہی عیار طرار پشت پر مگس رانی کر رہا ہی آواز گیر و دار سنکر نقابدار نے دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ارے غضب ہوا کہ صاحبقران گھرے ہوے ہین جلد تخت زمین پر رکھو مگر دیوزادون سے حکم کیا کہ تم لوگ شریک جنگ نہونا بارہ ہزار سردار جو میرے ہین اُنکو کاندھون پر سے اُتار دو تم سب الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سوارونکو اپنے کاندھون پر سے اُتار امرکبون پر اُنکو سوار کر دیا امیر نے دیکھا ساحر غلغلہ کرنے لگے نقابدار نے تلوار کھینچکر دو چار حملے ایسے کیے کہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحر قتل ہوے دریا خون کے بہگئے اب اژدر گھبرایا ساتھ والون سے کہا یارو مین نکل جاؤن تم بھی فرداً فرداً نکل آنا سب نے کہا حضور نکل جائین ہم بھی نکل آوینگے نقابدار نے تو زمین کو ہلا دیا ایک طور سے لڑتا ہوا آتا ہی مگر نقابدار شوکت صاحبقران دیکھکر حیران ہی کہ اس سن مین یہ جرأت و شوکت مثل انکا کون ہی عیار سے کہتا ہی پیرانہ سالی مین تو یہ جنگ ہی شباب مین کیا کیا ہوگا عیار نے عرض کی وقائع ملاحظہ فرمائیے نوشیروان ایسے بادشاہ کو دربدر خاک بسر کیا تاج و تخت چھین لیا کوئی آج تک اِنکا ہم نبرد نہین ہوا اب صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو نقابدار آواز صاحبقران سُنکر قریب آیا کہا ای شہریار ہر چند کہ آرزو آپ سے مقابلہ کی رکھتا ہون مگر آپ کی شمشیر زنی دیکھکر حیران ہو جایا کرتا ہون سبحان اللہ کیا جوش و خروش آپ کا ہی تین لاکھ مین آپ اکیلے لڑے اور جسم پر زخم نہین آنے دیا مین تو بعد دیر کے حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار بہادر ہر چند کہ تم مسخر کن بحر و بر ہو مگر مجھسے جسدن مقابلہ پڑیگا ہم تم دونون نوبت بجان و کار در استخوان ہو جائینگے ای نقابدار بہادر بانہاے صاحبقرانی مستکل ہین گے نہین معلوم یہ سودا تمھارے

اوپر سے قلعہ کے ہوا بان پڑ رہے ہین تیل کے کڑھاؤ ملازمان اژدر پھینک رہے ہین اژدر کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر آواز سے صاحبقران کی کسی سحر کا رنگ نہین جمتا امیر نے برابر خندق کے آکر گھوڑے کو جو ایڑ کی مرکب بادرفتار خندق کو قرا گیا جیسے ہی برابر پھاٹک کے پہونچے پھاٹک پر گرز مارا تیسری ضرب مین پھاٹک گرا اندر سے لاکھون ساحر نکلے دروازے پر لڑائی ہونے لگی صاحبقران مرکب کو مہمیز کر رہے ہین تیغ عقرب دہنے ہاتھ مین بلند ہی بائین ہاتھ مین سپر گرشاسپ کی جنگ رستمانہ کرتے ہوے صحن قلعہ مین پہونچے اژدر نے جو دیکھا کہ صاحبقران صحن قلعہ مین آگئے ایک تخت پر سوار ہوا نقیبون کو اشارہ کیا ہان یار و آوازین لگاؤ کئی سو نقیبان خوش آواز سرود چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش   جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و تش
اس چمن کی ہواے بہمن و دَی   آستین زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا   تب ہوا سرو خوش نما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ   تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد   جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل   تب نظر آئے گیسوِ سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان   ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار   تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین   چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین
شاخ پہ ہی جو سیب زیب چمن   کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان   غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین   باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم   ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر   خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین گرو جو قیاس   گل سوسن کا ہی کبود لباس

کو بھی قید کیا جس مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا ہی اُسی مقام پر قفس عندلیب کا بھی لٹکا دیا ملکہ شہلا عندلیب کو قید دیکھکر رونے لگین کہا ای عندلیب تونے اپنے کو کیون پھنسایا میرا تو اب یہ حال ہی **نظم**

گیا جو آج اُنھین حال دل سنانے کو ۔ کہا کہ آئے کہان تم مرے ستانے کو
بگڑ کے آج مرے گھر سے ہین وہ جانے کو ۔ رقیب خوش نہون کیونکر قضا ہی آنے کو
یہ بات کی ہی فقط خلق کے دکھانے کو ۔ وہ آکے بیٹھے ہین لاشہ مرا اُٹھانے کو
وہ آئے میری عیادت کو تو یہ فرمایا ۔ یہ حال اپنا بنایا مرے دکھانے کو
چھُڑا کر زلف سی کیون میرے دلکو پھینکدیا ۔ یہ سر چڑھایا تھا کیا آپ نے گرانے کو
سب اُنکے عاشق صادق جو در پہ جمع ہوے ۔ کہا یہ کون ہین کیون آئے غل مچانے کو
بہت تمھاری وفا سے بعید ہی یہ بات ۔ نہ آئے قبر پہ دو پھول بھی چڑھانے کو
ہلاک کرکے مجھے ہجر مین ہوے نہ خجل ۔ نشان قبر کا اب آئے ہو مٹانے کو
زیادہ ہوتا ہی جب شوق حج بیت اللہ ۔ تو دیکھ آتا ہون اُس بت کے آستانے کو
شب وصال مین شانے کی احتیاج نہین ۔ ہمارے ہاتھ ہین زلفین تری بنانے کو
جفائین ہمسے بتون کی سہی نہین جاتین ۔ کلیجہ چاہیے پتھر کا دل لگانے کو
یہ عیدگاہ مین عشاق کی تواضع کی ۔ جھکی ہی تیغ تمھاری گلے لگانے کو
کسی مین بوے محبت نہین رہی سطوت ۔ عجیب طرح کی گردش ہوئی زمانے کو

عندلیب باتین سُنکر ملکہ کی رونے لگی کہا واری دعا مانگیے کہ پروردگار صاحبقران کو مظفر و منصور کرے ملکہ نے بال کھولے اور پکار اُٹھی کہ ای خالق ارض و سما و ای رب یکتا **نظم**

خداوندا شبم را روز گردان ۔ چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید ۔ درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس ۔ بفریاد من فریاد کُن رس

ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز جمال جہان آرای صاحبقران دکھادے کہ روح کو راحت ہو قلب کو قوت ہو مگر صاحبقران زمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے برلب خندق پہونچے خندق نے کئی مرتبہ جوش مارا مگر صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا پانی ہٹ گیا

کھولکر صاحبقران پر حملہ کرتے ہین صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی چلا رہے ہین کہ پھر آواز آئی یا صاحبقران زمان اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایکی مرتبہ آواز اُس طوطی زرین بال کی کان مین اژدر کے پڑی اور دیکھا بھی کہ یا تو صاحبقران حیران کھڑے دیکھ رہے تھے کہ سب طرف سے دریا موج مار رہا ہی اور نہنگ مُنھ پھیلاتے ہین مچھلیون کی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین اور مچھلیون کا یہ حال ہی کہ تڑپ کر صاحبقران پر گرتی ہین بعض گرد صاحبقران پھرتی ہین یا طوطی زرین بال کی صدا سے صاحبقران پھر ہوشیار ہوے اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھا مچھلیان تلوار سے قلم ہونے لگین جو مچھلی کٹ کر دریا مین گری اُس مقام کا پانی خشک ہوگیا اژدر آتش فشان نے ہنگاہ قہر طرف طوطی زرین بال کے دیکھا اُسنے چاہا اُڑ کے نکل جاؤن مگر اژدر نے مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا سر پر اُس طوطی کے پہونچا ہرچند اُس طوطی نے پر مارے مگر شعلہ اُسپر گرا شعلہ گرتے ہی وہ طوطی زمین پر گری غلطک مارنے لگی ایک نازنین مہجبین کی شکل ہوگئی صاحبقران نے پہچانا کہ یہ تو عندلیب خوشنوا وزیرزادی ملکہ کی ہی صاحبقران نے چاہا گھوڑا بڑھا کر جاؤن اور عندلیب خوشنوا کو بچاؤن مگر اژدر آتش فشان بلا کا ساحر ہی تڑپ کے گرا عندلیب کو اُٹھا لیگیا لا کر قفس مین بند کیا کہا کیون او عندلیب تو نے حمزہ کو کئی بار ہوشیار کیا کچھ ہمارا خوف نہ آیا مین کیا حمزہ سے ڈرتا ہون اول تو بیرون قلعہ روکونگا اگر نہ رُکے اور قلعہ مین آگئے تو تین لاکھ ساحر باحربہ ہاے سحر بیٹھے ہین آگ برسا دینگے عندلیب نے کہا اے شہنشاہ آپ نے میری مالک کو قید کیا وہ بیٹھا ہین ہم اُنکے رازدار ہین ابھی تک اُنکے دامن عصمت پر گرد عصیان نہین پڑی اور اُنکی عفت پر حرف نہین آیا مجکو منظور ہوا کہ اپنی جان لگاؤن اپنی مالک کی رہائی کی تدبیر کرون سوا اِسکے اور کیا تدبیر تھی کہ صاحبقران کو آگاہ کرتی رہون کہ اگر وہ اسم اعظم پڑھین گے تو کوئی سحر تاثیر نہ کریگا اژدر نے کہا تم دونون سے سمجھونگا اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے حمزہ کو خاموش کرکے اسم اعظم بند کر لیتا وہ اُسی مقام پر رُک گئے تھے مگر تو نے اُنکو ہوشیار کر دیا یہ کہکے قفس آہنی مین عندلیب

تو پھر کسکو ہوگا صاحبقران اشقر دیوزاد کو بڑھائے ہوے جاتے ہین اژدر نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا گھبراکر دوسرا سحر کیا امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ قلعہ آنکھون سے غائب ہوگیا پھر دیکھا ایک باغ کا دروازہ کھلا ہوا ہی چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہوئی گا رہی ہین نظم

بلبلین اس وجہ سے رہتی ہین نالان باغمین
چاک رہتا ہی ہراک گل کا گریبان باغ مین

یاد قد مین آہ سوزان کی جو مین نے رات کو
سرو جل جل کر بنے سرو چراغان باغ مین

شرم کے مارے زمین مین گڑ گئے شمشاد سب
بہر سیر آیا جو وہ سرو خرامان باغ مین

معجزہ دیکھا جو اُس گل کے لب جان بخش کا
پڑھ کے کلمہ ہوگیا لالہ مسلمان باغ مین

باغبان ثابت ہی یہ شبنم کے قطرون سے ہمین
دن کو خندان ہی ہراک گل شب کو گریان باغمین

صورت گل ہم بھی کرتے ہین گریبان چاک چاک
یاد آتا ہی جو ہمکو کوے جانان باغ مین

مین ہون وہ ہو مینھ برستا ہو شراب ناب ہو
کیفیت ہو گر میسر ہو یہ سامان باغ مین

اسقدر نخوت نہ کر اے باغبان پچھتائے گا
فصل گل دو چار دن ہی اور مہمان باغ مین

سنتے ہین گل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست
جبکہ پڑھتا ہی وہ گل سطوت کا دیوان باغمین

کنیزون نے اس رنگ سے یہ غزل پڑھی کہ صاحبقران ٹھہر گئے مگر ساتھ ہی کان مین آواز آئی کہ اسم اعظم ورد زبان رہے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال پھکارے مارکر یہی فقرات کہہ رہی ہی امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا وہ جو پاؤن کی طاقت زائل ہونے لگی تھی پھر قوت آگئی آگے بڑھے اژدر نے جو دیکھا کہ جو سحر مین صاحبقران پر کرتا ہون وہ فوراً باطل ہو جاتا ہی اسنے گولہ اندازون کو اشارہ کیا کہ ہان مارو گولے مارو گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم توپون کے کانون مین کسی نے کیا پڑھ کے پھونکا کہ کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین مگر صاحبقران نے گرز سام بن نریمان اُٹھایا جو گولہ سامنے آیا اُسپر تازیانہ گرز کا مارا یا گولہ اُلٹا پلٹ کر خندق مین جاکر گرا جب اژدر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان اُس دریاے آتش کو مثل سمندر آتش طے کرتے ہوے آتے ہین دونون ہاتھ اُٹھاکر طرف خندق کے اشارہ کیا خندق سے پانی جوش مارکر نکلا دم بھر مین گرد صاحبقران کے دریا موج مارنے لگا ہزارہا مچھلیان و نہنگان خون آشام منھ

قیامتین برپا کریگا آج تجکو لایا ہون کل اُنکو بھی لے آؤنگا دونون کو ساتھ قتل کرونگا دیکھون تو کیسے صاحبقران ہین میرے سحر سے کیونکر بچین گے ملکہ نے جواب دیا کہ اے عمر نابکار میری کیا خطا ہی شیشہ اسم اعظم کا سنگ آسمانی سے ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران نے قید توڑ ڈالی لڑائی مین سنگین مارا گیا مین نے کیسے کیسے سحر کیے کچھ زور نہ چلا ناچار ہوکر اطاعت کی تھی کہ بردہ دوستی مین قتل کرونگی لیکن آپ جا پہونچے آپ نے جلدی کر کے مجکو گرفتار کر لیا اب مین مجبور و ناچار ہون اژدر نے کہا اے مکارہ مین دیکھ رہا تھا کہ تو بدل و جان کام کر رہی ہی جب تو مین تجکو اُٹھا لایا شہلا نے کہا پھر آپ کو اختیار ہی چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے اژدر نے قفس ملکہ کا لٹکا دیا ساتھ والون سے صلاح کر رہا ہی کہ کیون صاحبو میرے نزدیک شہلا سراسر مکر کرتی ہی کہ کسیطرح رہائی پاؤن اور پاس صاحبقران کے جاؤن مین اسکو قید سے نہ چھوڑونگا قفس لٹکا ہی پھر صبح کو دربار مین آکر بیٹھا ہی صلاح کر رہا ہی کہ شہلا کو قتل کرون یا چھوڑ دون سردار عرض کرتے ہین حضور ہم تو اسکے قتل کو کبھی نہ کہین گے یہ آپ کے بھائی کی نشانی ہی تمام طلسم مین شہرہ ہی کہ حسن و جمال مین بے مثل و بے نظیر ہی اگر یہ باقی رہیگی تو آپ کے بھائی کا نام رہیگا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ صاحبقران آپ کے قلعہ پر آتے ہین اژدر گھبرا کر اُٹھا بالائے قلعہ سے دیکھا کہ سرداران صاحبقران سامنے آکر کھڑے ہوے ہین کمرین باندھ رہے ہین صاحبقران کی آمد کا ذکر ہو رہا ہی اژدر نے گھبرا کر سحر کیا کہ ایک دیوار سنگی سامنے قلعہ کے حائل ہو گئی سرداران صاحبقران نگاہون سے چھپ گئے اب اسنے فوج سے کہا کہ تو مین درست کرو وہان صاحبقران جو آکر پہونچے دیکھا ایک دیوار پتھر کی سامنے قلعہ کے حائل ہی صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا دیوار پر جو ہاتھ رکھا دیوار گر گئی معلوم ہوا پانی کا حباب تھا کہ چشم زدن مین مٹ گیا صاحبقران دیوار گرا کر پشت مرکب پر آئے گرز سام بن نریمان ہاتھ مین لیا مرکب کو مہمیز کر کے چلے سردارون کو ہمراہی سے روکا اور فرمایا تم لوگون کو اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ اژدر ضرور سحر کریگا مین اسم اعظم پڑھتا ہوا جاؤنگا تم لوگون کو تکلیف نہو سب سردار دعائین دینے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کو ہم غلامون کا خیال نہوگا

عاشقانہ بصد ناز و ادا بتابتا کر گا رہی ہین **نظم**

چلتی ہر صورت مقراض زبان واعظ … خاک سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ
می پرست آئے ہین سننے کو بیان واعظ … آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ
می پرستون کا اگر دور جہان مین ہوگا … پھر نہ آئیگا نظر نام و نشان واعظ
می کا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام … نہین رندون سے بچے گی کبھی جان واعظ
میکشی خوب ہو جی بھر کے جلائین اُسکو … تیرے مستون کو جو ملجائے مکان واعظ
منع کرتا ہی مجھے عشق بتان سے ہر روز … مین سنون خاک بھلا جا کے بیان واعظ
صورت قبہ عمامہ ہر عبا مثل کفن … دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت و شان واعظ
مست ہون دیکھ کے مین چشم خمارین صنم … میکشی کا ہی غلط مجھپہ گمان واعظ
گرم رہتا ہی جو بازار ترے مستون کا … ایک مدت ہوئی ہی بند دکان واعظ
دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے … قطع ہو جائے کہین جلد زبان واعظ
مذہب بد ہی ریائی ہی عبادت ساری … خاک مستون کو پسند آئے بیان واعظ

ملکہ شہلا سامنے سے صاحبقران کے اُٹھین پہلو مین کمرہ تھا اُسمین گئین کہ عطر وغیرہ لاؤن کہ کنیزون نے غل مچایا کہ ای شہریار دوڑیے امیر نے جھپٹ کر دیکھا کہ گوشے سے کمرے کے ایک مار سیاہ پیدا ہوا وہ جسم شہلا سے لپٹ گیا امیر نے جو یہ شعبدہ دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے مگر اُس مار سیاہ کے پر پرواز پیدا ہوے شہلا تو بیہوش ہوگئی مار سیاہ اُسکو لیکر اُڑ گیا صاحبقران دیکھکر رہگئے کنیزین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا شاید کوئی عزیزدار ملکہ کا ایسا تھا کہ جو آکے لیگیا کنیزون نے عرض کی سامنے قلعہ ہی اُسمین اژدر آتش فشان جادو بھائی سنگین کا رہتا ہی شاید اُسی نے یہ حرکت کی ہوگی اور مارا جانا سنگین کا ضرور اُسپر شاق ہوا ہوگا اُسنے یہ حرکت کی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے فرمایا اب تو وقت شب ہی صبح کو قلعۂ اژدر پہ جاؤنگا ملکہ کو رہا کرکے لاؤنگا کنیزین خاموش ہو رہین مگر اژدر آتش فشان جو ملکہ شہلا کو اُٹھا کر لیگیا اپنی بارگاہ مین آیا اُسی بیہوشی مین ملکہ کی زبان مین سوزن دی قفس مین بند کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا یہ نہ جانتی تھی کہ بھائی اُسکا

ہمکو رہا علائق دنیا سے کچھ نہ کام
بلبل چمن سے شمع سے پروانے شاد ہین
داغ جنون جو الفت گیسو مین ہی عیان
اغیار کو دیا نہ جواب سوال وصل
ترچھی نظر سے غیر کو تو نے کیا ہلاک
ظلم و ستم ہر ایک پہ کرتا ہی بے شمار
اقرار کرکے جام نہ اُسنے دیا ہمین
مین نے پڑھے ہین حسن کی تعریف مین جو شعر
سطوت غم حسینؑ کا پایا عجب صلہ

اس بات پر لحد مین ہین دزد کفن سے خوش
انجم فلک سے ہم ہین تری انجمن سے خوش
بو اُسمین صاف آتی ہی مشک ختن سے خوش
اس بات پر تو ہم ہوے اُس کم سخن سے خوش
اے ترک ہم ہوے ترے اس بانکپن سے خوش
کوئی نہین جہان مین چرخ کہن سے خوش
اسپر بھی ہم ہین ساقی پیمان شکن سے خوش
وہ اپنی بزم مین نہین اہل سخن سے خوش
خوش ہمسے پنجتن ہوے ہم پنجتن سے خوش

جب سب ساحر قتل ہو چکے کچھ تو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوے باقی کو شہلا نے دیوانہ کرکے مارا شہلا زمین پر اُتر آئی صاحبقران نے ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ملکۂ عالم تمھاری وجہ سے رہائی پائی شہلا نے کہا آپ کا خدا آپ کی مدد کرتا ہی پتھر آسمان سے گرا بقول شخصے سنگین پر آفت آسمانی گری میری کیا مجال تھی کہ مین حضور کی مدد کرتی یہ سب آپ کا اقبال تھا کہ اسم اعظم رہا ہو گیا آپ صف شکن تیغزن ہین کس زور و شور سے قید کو توڑا جرأت و شوکت اسی کا نام ہی آپکی غفلت سے اسم اعظم بند ہوا اگر آپ پڑھتے رہتے تو کسکی مجال تھی کہ اسم اعظم بند کر سکتا صاحبقران نے فرمایا سرحد غیر مین کیا کیا تکلیفین نہ پہنچین گی مگر حافظ حقیقی بچائیگا سب جگہ وہی نگہبان ہی اُسی کی مدد شامل ہوتی ہی شہلا نے لاکر صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی خواجہ نے تمام مکان لوٹ لیا شہلا نے کہا خزانہ کیا ہو گیا عمرو نے کہا خزانہ سحر کا تھا جب سنگین مارا گیا تو مال اُڑکر غائب ہو گیا شہلا ہنس پڑین کہا خواجہ خزانہ بھی کہین سحر کا ہوتا ہی امیر نے فرمایا یہ ساربان زادہ ہر مقام پر اپنے جھگڑے نکالتا ہی خزانہ بیت المال اسکی زنبیل مین جمع ہی دیکھیے یہ کون لیگا عمرو نے کہا ایک حبہ بھی نہین ہی مجھے بدنام نہ کرو مین مفلس ہون قرض نے اسقدر پریشان کیا ہی کہ کچھ بھلا نہین معلوم ہوتا شہلا پہلو مین بیٹھی ہی تیاری جلسہ کی کر رہی ہی کبھی اُٹھکر کمرے مین گئی کبھی پھر باہر آئی ڈومنیان سامنے صاحبقران کے بیٹھی ہوئی یہ اشعار

ورگار ہائی اُنکی ہو جائیگی شہلا نے کہا مین اسم اعظم کا شیشہ و حرز ہیکل چُرا لاؤنگی کنیزون نے کہا وہی شیشہ جسمین اسم اعظم بند ہی کسی طرح توڑ ڈالیے یقین ہی کہ اُنکے جسم مین قوت آئے شہلا نے اُسی وقت تیاری کی اسباب سحر جسم پر درست کرکے آمادہ ہوئی کہ جاکر شیشہ کو چُرا لاؤن باتفاق سنگین جادو بارگاہ مین بیٹھا ہی عرضی بخدمت بقراط روانہ کر چکا ہی کہ مین نے حمزہ کو گرفتار کیا جب حکم ہو روانہ کرون شیشہ آٹھ پہر سامنے رکھا رہتا ہی یکایک آسمان سے ایک پتھر گرا کہ شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کے جو ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی فرمایا ای دارای ہند مدعیب شریک حال ہوئی کہ اسم اعظم یاد آیا اب مین قید توڑتا ہون سنگین حیران بیٹھا ہی کہ یہ پتھر کہان سے آیا شیشہ کیونکر ٹوٹا کہ اندر سے قید خانہ کے نگہبان بھاگے کہتے ہوے ای شہریار حمزۂ عرب نے قید توڑ ڈالی وہ لڑتے ہوے آتے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا سنگین جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہ اُٹھکر سحر کرون سحر یاد نہین آتا حیران ہی کہ کسنے میری زبان بند کر دی سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہلا ای نرگسی چشم برروے ہوا اُڑ رہی ہی اور سحر کر رہی ہی سنگین نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو ہی نے پتھر پھینکا کہ شیشۂ اسم اعظم ٹوٹا یہ کہکے سحر کیا کہ شہلا تھرائی قریب تھا زمین پر گرے کہ صاحبقران لڑتے ہوے قریب سنگین کے پہونچے عمرو غل مچانے لگا کہ آقا مین قید مین بیٹھا رہون لندھور نے بڑھکر ہتکڑی خواجہ کی کاٹ دی خواجہ نے اپنے کو قید سے رہا کیا پہلو پر آکے صاحبقران کے نعرہ کیا اب سنگین جادو طرف امیر کے متوجہ ہی مگر کہتا ہی کہ گھر سے آگ لگی بیٹی نے شیشۂ اعظم توڑا اب مین اُسیر سحر کرون کہ حمزہ کو روکون جب صاحبقران قریب پہونچے سنگین نے ہاتھ تلوار کا مارا شہلا نے جو اتنی فرصت پائی تڑپ کر گری حرز ہیکل اُٹھا کر امیر کے گلے مین پہنا دی اب امیر نے ہاتھ تلوار کا روک کر تلوار ماری کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوے اور جادوگر جو باقی رہے وہ سحر کرنے لگے شہلا نے موتیون کا مالا پھینک مارا وہ سب جادوگر تلملائے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے

نظم

دل ہر بشر کا یون ہی ہمیشہ وطن سے خوش ۔ ہو جس طرح بہار مین بلبل چمن سے خوش

پروانے گر ہین بزم مین شمع لگن سے خوش ۔ ہم خوش ہین کوے یار سے بلبل چمن سے خوش

کیون ہون نہ عیش و عشرت دنیا سے ہم ملول ۔ رہتے ہین ہجر یار مین رنج و محن سے خوش

لیکر آئی ہی تو کوئی ٹال نہین سکتا اور اگر موت نہین ہی تو کسکی مجال ہی کہ کسی کو قتل کرے اب شہلاے نرگس چشم نے باپ کو منع کیا کہ حمزہ کو نہ قتل کیجیے قدرت کے سامنے پر انکا قتل موقوف رکھیے ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین کہ جسکا تمام دنیا مین نام ہی بلکہ مین نے سُنا ہی کہ تا بہ پردۂ قاف اس شخص کا نام پہونچا ہوتی حضرت سلیمان عٰ کی آسمان پری اُسپر عاشق ہوئین بڑی دھوم سے شادی ہوئی کہ جسکے بطن سے قریشہ سلطان ایسی بیٹی پیدا ہوئی کہ جسنے پردۂ قاف کا بلوہ سنبھالا یہ سنکر سنگین جادو نے کہا بیٹی سچ کہتی ہی اس شخص کو لیجاکر قید کرو شہلا وہانسے اپنی ہمجولیون مین آئی بیٹھ کے رونے لگی ساتھ والیون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہی شہلا نے کہا ہماری موت قریب آگئی ہی اس سے انتہا کا پس وپیش ہی کنیزون نے گھبراکر کہا واری آپ کی زندگی سے ہم سب کی زندگی ہی اگر خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی زوال آیا تو ہم لوگون کو کون پوچھے گا ہم نہین چاہتے کہ آپ کو صدمہ پہونچے ارشاد تو فرمائیے کیا ملال ہی جو ہمسے ہوسکے وہ بجالائین کہ آپ کو رنج وملال نہ پہونچے ملکہ نے کہا صاحبو عجب اتفاق ہوا کہ صاحبقران آکر قید ہوے ہین میری شامت جو آئی مین نے اُنکو بلواکے دیکھا انسان ہی کہ فرشتہ آنکھین دام تسخیر ابرو کھچی ہوئی شمشیر جب سے اُنکو دیکھا ہی پریشان ہورہی ہون کہ اپنے ہوش مین نہین ہون ابتک دیکھو دل دھڑک رہا ہی کوئی کان مین کہہ رہا ہی کہ اپنی جان دیدے یا اُنکو قید سے رہا کر

نظم

ظلم کرنے سے ہوا وہ بت قاتل عاجز — پر ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز
ذبح کے بعد جو پھر وہان نہ مرا دم نکلا — سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز
کم سنی ہی اُسے پیغام زبانی بھیجون — خط کے پڑھنے سے ہی وہ حور شمائل عاجز
جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل — طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز
جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا — تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز
تیری آہون سے جو اتش اُڑے ہین پردے — کسقدر رنجہ مین ہی صاحب محمل عاجز
حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت — بدگمانی سے ہی اُس شوخ کی کیا دل عاجز

کنیزون نے کہا واری اگر حکم ہو تو اُنکی رہائی کی تدبیر کرین تشریف لیچلیے اسم اعظم و حرز ہیکل رہا کیجیے

پلٹ کر دیکھا کہ جملہ سردار گرفتار ہو گئے سنگین نے آکر امیر کو بھی گرفتار کیا ان سب کو گرفتار کر کے
لیچلا اپنے قصر مین لایا اُس قصر مین لا کر سب کو قید کیا قید کر کے مسند پر بیٹھا ہی چند رفیق خدمت مین
حاضر ہین کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا سنگین نے کہا صاحبزادی آتی ہین کہ ابر آ کر پھٹا تخت پر
ایک نازنین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن پاس سنگین کے آئی سنگین نے کہا
کیون ای نور نظر اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا شہلاے نرگسی چشم نے عرض کی مین نے
سُنا تھا کہ صاحبقران اس سرحد مین آ گئے لہذا آپ نے اُنکا کیا بندوبست کیا سنگین نے
کہا مین نے سب کو گرفتار کر لیا کل بخدمت خداوند روانہ کرونگا شہلا نے کہا ای والد نامدار
مین نے سُنا تھا کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم محترم و محتشم صاحب حرز ہیکل ہین یہ انتظام
آپ نے کیونکر کیے سنگین نے کہا مین نے اسم اعظم بند کر لیا یہ شیشہ موجود ہی دیکھ لو کہ حرز ہیکل
گلے مین شیشہ کے لپٹی ہی بڑا کمال مین نے یہ کیا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لیا ہی وہی باعث فتنہ و فساد
ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر اب کوئی زندہ نہ بچے گا کل سامنے قدرت
کے لیجا کر قتل کرونگا شہلا نے کہا اگر حکم ہو تو مین قیدخانہ مین جاؤن صاحبقران کی بہت
تعریفین سنتی ہون سنگین نے کہا بیٹا دیکھ آؤ تمھارے قیدی ہین جو کہو وہ انتظام ہو شہلا اُٹھی
ٹہلتی ہوئی قیدخانہ مین آئی دیکھا وہ مکان تنگ و تاریک شعلۂ جمال صاحبقران سے روشن
ہو رہا ہی دنگ ہو گئی جی مین کہتی ہی کیا چہرے پر روشنی ہی مکان روشن ہو رہا ہی اور سردار
سرنگون بیٹھے ہین مگر صاحبقران زنجیرین ہلا رہے ہین شہلا دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ پسینے
پسینے ہو گئی قیدخانہ سے پلٹ آئی کہ حال پریشانی صاحبقران نہ دیکھا گیا باپ سے آ کر کہا یہ کیا فرمائی
ہی کہ سامنے قدرت کے لیجا کر قتل کیجیے یہ بڑی بات ہی کہ عمرو بھی ساتھ قید ہی اسی وقت قتل کیجیے ایسا
نہو کہ کوئی افتاد پڑ جائے تو کیسی مشکل ہو سنگین نے نگہبان قیدخانہ کو حکم کیا کہ قیدیون کو لاؤ شہریار جادو
کہ نگہبان قیدخانہ تھا صاحبقران و عمرو و لندھور و مالک و بہرام کو سامنے لایا سنگین نے
دیکھکر آواز دی کہ یا صاحبقران زمان اب بقراط کو سجدہ کیجیے اور اپنے فرزند سے جا کر لڑیے
تو قید سے رہا کر دون ورنہ ابھی قتل کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے وہ قصور
نہ کر خداے ما بزرگ است فرد سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✣ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✣ اگر قضا

بھی بڑھ بڑھ کے لڑے یہ بہت خلاف ہی کہ اُنکے ساتھ مثل سرداروں کے پڑا رہون
ہرچند کہ وہ اس طلسم کا فتاح ہی مگر پھر مین اُسکا بزرگ ہون خواجہ نے بہت سمجھایا کہ نورالدہر
نے صحرای آہوان کو طی کیا ہی اب آگے بڑھینگے حضور بھی اُنکے ہمراہ پہونچ جاینگے
مگر امیر نے قبول نہ کیا رات کو اشقر تیار کیا صرف خواجہ عمرو ساتھ ہوے مگر لندھور نے
یہ خبر سن لی تھی عین وقت پر حاضر ہوے کہا غلام کو بھی ساتھ نہ لے چلیے گا امیر نے کہا ای لندھور
اب کسی اور کو خبر نہو تم میرے ساتھ نکل چلو یہ ذکر تھا کہ مالک بھی آگئے بہرام بھی آئے ان
سب کو ساتھ لیکر صاحبقران رات ہی کو نکل گئے صبح کو شبرنگ نے نورالدہر کو خبر کی کہ
صاحبقران کوچ کر گئے نورالدہر کو بڑا قلق ہوا کہا ای شبرنگ افسوس یہ ہی کہ ایسا نہو
صاحبقران کسی بلا مین پھنس جائین متعلقات قصر مرواریدہ دور تک ہی دیکھیے کیا رنگ ہو
اب مین بھی کوچ کرونگا دیکھون تو کیا عجائب و غرائب یہان ہین نورالدہر تو اس خیال مین
ہین مگر صاحبقران جو کوچ کرکے چلے تو ایک صحرای وحشت خیز مین پہونچے بونڈلے گرد
کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف سے آواز زاغ و زغن کی آرہی ہی اور سامنے ایک کوہ دیکھا کہ اُس سے
شعلہ ہای آتش نکل رہے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب کوہ کے آئے
یکایک ایک دناتا ہوا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب درۂ کوہ سے نکلا پکارتا ہوا ای آنے والے
اِدھر نہ آنا یہ درہ عجائب و غرائب سے مملو ہی صاحبقران نے فرمایا ہم عجائب و غرائب مٹانے
والے ہین اُس ساحر نے سحر کیا ہوا ے تند چلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر کلان
اُڑتا ہوا قریب سر صاحبقران آیا چرخ مارنے لگا صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہوا کہ
پہلو سے آواز آئی ای شہریار غلام جلا جاتا ہی جلد تشریف لائیے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا
کہ لندھور بن سعدان بیچ آگ مین کھڑے ہوے ہین ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہای
آتش نکل رہے ہین امیر کو لندھور پکار رہے ہین کہ ای شہریار حرز ہیکل مجکو دیجیے کہ مین نجات
پاؤن صاحبقران نے بیقرار ہو کر ہیکل گلے سے اُتاری طرف لندھور کے پھینک دی
لندھور نے ہیکل کو روکا اور ہاتھ مین لیکر رومال مین لپیٹ لی اور پکار کر آواز دی کہ منم
سنگین جادو او حمزہ دیکھا تو نے کہ اسم اعظم بند کر لیا اور حرز ہیکل چھین لی اب امیر نے

کرونگا یہ سنکر جوشن پوش کو ایرج نے رکھدیا وہ قدمون سے لپٹ کر تصدق ہوا ان سب کو لیکر ایرج بیٹے دربارغ پر لاکر اُتارا سلطان کی زخمدوزی ہوئی دوسرے دن ایرج نے بشوکت تمام طرف بقراط کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ قصر مرواریدنگار انکا پہونچنا اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان

لکھون حال صاحبقران بے درنگ
نئے طور سے ہو بیان طرز جنگ

چل ای ساقی خوش ادا خوش لقا
کہ میخواری کا اب ہی موسم چلا

ترے آنے سے دل بہت شاد ہی
نہ آنا ترا مجھپہ بیداد ہی

چل ای توسن کلک شیرین رقم
کہ مضمون نو پھر ہوے ہین بہم

پھر آئی نئے رنگ پر داستان
قلم طبع کا ہوگیا امتحان

نہال تمنا ہوا باردر
کہ لایا ہی نخل خوشی پھر ثمر

ترے دم سے آباد میخانہ ہی
ترا ذکر عاشق کو افسانہ ہی

تری آمد آمد کا اک شور ہی
کہ عاشق ترا اب لب گور ہی

لکھون داستان مرصع بیان
کہ سب وجد مین آئین پیر و جوان

چہرہ رہنوردان منازل جرأت و مرحلہ پیمایان بادیہ شوکت اس داستان جلالت عنوان کو اسطرح تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال فصاحت ادا ٭ جنبین مے نگارد ز کلک وفا ٭ کہ صاحبقران زمان کئی دن برابر پڑے رہے خواجہ نے آکر حال ایرج بیان کیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ نورالدہر کے ساتھ رہنا مجھے شاق ہی دل جنگ کا مشتاق ہی ہین آج شب کو کوچ کرونگا نورالدہر کے پاس بروقت آجاؤنگا انشاء اللہ اور مقام پر مقابلے پڑین یہ حقیر

ساتھ اغیار کے بیخوف جو تم پھرتے ہو — مجکو بتلاؤ تمہین پاس حیا ہی کہ نہین
دل جو اک طفل برہمن پہ مرا آیا ہی — صاف ناقوس کی نالون مین صدا ہی کہ نہین
دل ہی مانگا تھا فقط جان بھی دیدی ہمنے — اب بھی کیا جانین وہ محبوب خفا ہی کہ نہین
حسن خالق نے حسینون سے سوا تجکو دیا — ای صنم دیکھ لے یہ شان خدا ہی کہ نہین
ل کے تلوون سے مرے دلکو وہ فرماتے ہین — سچ بتا مجھسے یہی اسکی سزا ہی کہ نہین
ـرت حسن جو ہی پوچھتے ہین خال سیاہ — تل بھی دھرنے کی رخ یار پہ جا ہی کہ نہین
کربلا جانے کا پھر قصد کرو ای سطوت — ہند کی دیکھو مضر آب ؛ ہوا ہی کہ نہین

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای شہر یار بیرون باغ تلوار چل رہی ہی تہمتن جو مارا گیا بھائی اُسکا جوشن پوش چالیس ہزار فوج لیکر آپڑا سلطان لڑ رہا ہی مگر کہہ رہا ہی کہ شہر یار کو خبر کرو ایرج تلوار لیکر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہر یار یہ پہلوان نہایت زبردست ہی اسکے مقابلہ مین نہ جائیے ایسا نہو کوئی چشم زخم دشمنان حضور کو پہونچے ایرج نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے ملکہ سے دامن چھڑا کر بیرون باغ آئے دیکھا جوشن پوش بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی سلطان زخمی ہوا یقین ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دے کر ایرج نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ہا کہ صاحبقران ہم و آفاق گیر ما نعرہ کرکے جا پڑے للکارتے ہوے کہ او پہلوان اگر دعوی جرأت ہی تو میرے مقابلہ مین آ اُس زخمی پہ ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ بُری طرح پیش آؤنگا قاتل تیرے بھائی کا مین ہون جوشن پوش نے جو ایرج نوجوان کا جمال دیکھا آئینہ وار حیران و مثل زلف پریشان ہوگیا پکار کر آواز دی ای نوجوان معشوق وضع مین تیرا مشتاق ہون مجکو بڑا التعجب ہی کہ تہمتن تیرے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایرج نے کہا امتحان کرلے تب اطاعت میری کرنا جوشن پوش نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر ملاحظہ سے ہاتھ تلوار کا مارا ہی اس خوف سے کہ ایسا نہو اس جوان پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گردش چرخ دیکر چاہا زمین پر مارون کہ ہڈیان اسکی چور چور ہون جوشن پوش نے آواز دی کہ ای شہر یار مین مدت سے مسلمان ہون اور آج سے آپ کا تابعدار ہون دل و جان سے آپکی اطاعت

کھینچ کے جا پڑی ایرج نے پہچانا کہ اُس حریق آتش اشتیاق کو صبر نہ آیا آپڑی ایرج زنجیرین ہلانے لگا سلطان نے اشارہ کیا کہ اس جوان کو قتل کرو مین نقابدار کو رہ دے لیتا ہون ایک سوار نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے ہاتھ اپنے اُٹھا دیے ہتکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا ایک سوار کو مارکر مرکب اسکا لیا اُسی کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ایرج بھی لڑنے لگے مگر یہ سمجھ گئے تھے کہ ملکہ لڑ رہی ہین لڑتے بھڑتے قریب سلطان کے پہونچے سلطان نے پشت پر سے آکر ہاتھ مارا ایرج نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے بار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سلطان نے فریاد کی کہ اے شہریار مین وہی تابعدار ہون اور مسلمان ہو چکا ہون ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اے سلطان یہ کیا حرکت تھی سلطان عذر کرنے لگا کہا اے شہریار مقدمہ ناموس کا نازک ہوتا ہے اسوجہ سے غلام اپنے ہوش مین نہ رہا غلام سے بے ادبی ہوئی مگر شکر کرتا ہون کہ حضور کو کوئی صدمہ نہین پہونچا اب آپ کو اختیار ہے مین نے میمونہ کو حاضر خدمت کیا حضور کی کنیز ہے منگیتر اُسکا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ کا رقیب تھا مارا گیا ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر باغ مین آئے سلطان نے ملکہ کو سامنے کیا کہا حضور یہ خدمت مین دیتا ہون ایرج ملکہ کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھے شراب کا دور ہوا سلطان بیرون باغ آکر ٹھہرا اس انتظار مین ہے کہ جب آقا کوچ کرین تو مین بھی ساتھ جاؤن لیکن ایرج پاس ملکہ کے بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے خواجہ سامنے بیٹھے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

رخ پہ گیسوے دوتا سوگ مین وا ہے کہ نہین
میرے مرجانے کا غم اُنکو ہوا ہے کہ نہین

بلبل دل مرا اُس گل پہ ہوا ہے عاشق
پر یہ معلوم نہین بوے وفا ہے کہ نہین

جھوٹ کہتا نہین مین دل کو لگا کر دیکھو
اِن حسینون مین بھلا قحط وفا ہے کہ نہین

کوچۂ یار مین پہونچا دے اُڑا کر مری خاک
گذر اُس جا ترا اے باد صبا ہے کہ نہین

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ وہ کہتے ہین
ذات حق کو ہے بقا سب کو فنا ہے کہ نہین

جا کے بس خنجر قاتل پہ گلا رکھدونگا
آزماؤنگا مری آج قضا ہے کہ نہین

مُردے زندے ہوے اور مر گئے زندہ عاشق
چال سے اُنکی بپا حشر بپا ہے کہ نہین

تھے تہمتن نامے پہلوان آیا تھا کہ ملکہ پر دست انداز ہو وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا باغ مین جو گیا تو ملکہ نے بہت خاطر کی سلطان نے کہا آپ اندر کیون گئے ایرج نے کہا معاف فرمائیے خطا ہوئی مگر اب مناسب ہی کہ منگیتر اُسکا قتل ہوا اُسکو میرے ساتھ منسوب کر دیجیے سلطان خاموش ہو رہا منظور ہوا کہ انکو گرفتار کر کے پاس بقراط کے پہونچا دون شراب مین بیہوشی ملائی یہ تو خوب جان چکا ہی کہ جرأت مین انسے سر بر نہونگا جام پیش کیا ایرج بے اندیشۂ انجام جام پی گئے جام پیتے ہی گھبرائے اپنے مقام سے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجہ جل گیا سلطان نے کہا حضور اُٹھکر ٹہلین نشہ کم ہو جائیگا ایرج جو اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے سلطان نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ خواجہ نام آہنگرون کا سُنکر بارگاہ سے سلطان کی نکلے روتے ہوے طرف باغ کے چلے یہان ملکہ منتشر الحواس بیٹھی تھی کہ خواجہ آکر پہونچے کہا اے ملکۂ عالم باپ نے تمھارے ایرج کو گرفتار کر لیا اُنکا ارادہ یہ ہی کہ قید شاہزادے کی پاس بقراط کے روانہ کر دین ملکہ نے کہا آپ نہ گھبرائیے میرے باغ کے سامنے سے راستہ ہی مین قید نہ جانے دونگی نقاب ڈالکر لڑونگی خدا چاہے گا تو اُنکو رہا کر لونگی کنیزون کو حکم دیا خبر تو جا کر لاؤ کہ سلطان نے کیا کیا کنیزین برائے خبر گئین جا کر دیکھا کہ ایرج کو مسلسل و مطوق کیا ہی اب جو ایرج ہوشیار ہوے تو سلطان سے گفتگو ہونے لگی سلطان نے کہا مین تو دل سے آپ کا مطیع تھا مگر آپ نے میرے ناموس مین رخنہ اندازی کی اب آپ کا دشمن ہون ایرج نے کہا اچھا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے مابزرگ ست وہ معبود بے نیاز مدد کریگا مین سراسر بے قصور رہون مین نے ملکہ کی اُنگلی کو بھی مس نہین کیا ہم مسلمانون مین دستور نہین ہی کہ بغیر رضامندی والدین اور بغیر عقد کسی عورت پر دست انداز ہون سلطان نے ان باتون کا خیال بھی نہین کیا اور ایرج کو ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا کنیزون نے جا کر ملکہ کو خبر دی کہ قید لیے ہوے سلطان آتا ہی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون سے کہا تیار ہو بارہ سو کنیزون نے سلاح آراستہ کیے ملکہ بادپا پر سوار ہو کر باہر نکلین انتظام کر رہی تھین کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا سلطان سب کے آگے بیچ مین ارابے پر ایرج کی قید ہی دیکھتے ہی ملکہ نے نعرہ کیا تلوار

ہم اپنے دل کے شیشہ مین فوراً اُتارتے — محفل مین اُس پری کی غضب ہو گذر نہین
خط جائے کسطرح سے بھلا دیگا نامہ بر — اُس تک سُنا ہو مین نے کسی کا گذر نہین
روتا ہون رات دن تری فرقت مین اے صنم — کسوقت آنسوون سے مری چشم تر نہین
سطوت زیادہ رنج ہو اسبات کا ہمین — مرتے ہین جسکے ہجر مین اُسکو خبر نہین

یہان باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے سلطان قزاق کے سامنے آئے عرض کی اے شہریار باغ ملکہ پر نہایت کشت و خون ہوا آقاے نامدار ایرج نوجوان نہین معلوم کس خیال سے سامنے باغ کے پہونچے تہمتن نے آکر گھیر لیا اُسنے ارادہ کیا تھا کہ باغ مین چلا جاؤن ملکہ پر دست انداز ہون شہریار کو بہت ناگوار ہوا آخر تہمتن مارا گیا اب ایرج نوجوان باغ مین ملکہ کے ہین سلطان یہ حال سنکر بہت بیقرار ہوا کہا کہ یہ باغ مین ملکہ کے کیون گئے یہ اُسکو کیا جانین یہ کہکے مرکب طلب کیا ساتھ والون نے کہا اے شہریار کیا ارادہ ہی سلطان نے کہا میرا ارادہ ہو کہ مین جاکر شہریار سے پوچھون کہ آپ نے ناموس مین کیون رخنہ اندازی کی سب نے کہا وہان نہ جائیے جب یہان تشریف لائین تو دریافت کیجیے سلطان خاموش ہو رہا یہان ایرج نوجوان چند ساعت پاس ملکہ کے بیٹھے کہا اے ملکۂ عالم اب رخصت ہوتا ہون تمھارے والد نامدار انتظار مین ہونگے کہدیا تھا تسکار کھیل کے جلدی آئیے گا ایسا نہو کہ کسی کو ہراسے خبر بھیجین مجھے بڑا حجاب ہو ایسا نہو کہ سلطان پوچھے کہ آپ میرے ناموس مین کیون گئے تو مین کیا جواب دونگا یہ کہکے اُٹھے ملکہ نے کہا اب کیونکر ملاقات ہوگی ایرج نے کہا انشاء اللہ اب سلطان سے کہکر آوینگے ہمکو تمھارا بڑا خیال ہو لیکن اب یہان زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین اگر سلطان اعتراض کریگا تو مجکو بڑی شرمندگی ہوگی ملکہ نے کہا یقین ہو کہ سلطان کے خلاف ہو ایرج نے کہا ہم تو سر دربار اُس سے کہین گے اگر نہ قبول کریگا تو مین دباؤ ڈالونگا اس طرح کی ملکہ سے باتین کرکے ایرج نوجوان رخصت ہوے خواجہ نے چلتے چلتے ملکہ سے موتیون کا مالہ لیا دربار مین سلطان کے پہونچے سلطان نے جو صورت دیکھی بہت خلاف ہوا کہا اے شہریار کہان گئے تھے مین نے سُنا کہ آپ باغ عنبر فشان مین تشریف لیگئے تھے ایرج نے کہا لوگون سے تعریف باغ عنبر فشان کی سنی تھی براے سیر وہان گئے

جب ملکہ نے دیکھا کہ ایرج مجمع مین گھر گئے ہین یہ تو فنون سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق تھی نقاب چہرے پر ڈال کر باغ سے نکل آئی گئی سو کنیزین پشت پر آکر نعرہ کیا کہ منم نقابدار گلگون پوش سوارون کو قتل کرنا شروع کیا ایرج نے اتنی مہلت جو پائی لڑتے بھڑتے قریب تہمتن کے پہونچے تہمتن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ کہ بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی اسنے گھبرا کر ساتھ والیون سے کہا اُس ملعون نے وار کیا خدا اُنکا اُنکو بچائے اِدھر ایرج نے تلوار کو تلوار پر رد کا ملکہ اُچھل پڑین ساتھ والیون سے کہا اگر ایسے نہوتے تو میرے باپ کو کیونکر زیر کرتے اُنھون نے اُسکو مارا اب اُنکے ہاتھ سے نہین بچ سکتا ایرج نے وار اُسکا روک کر ہاتھ تیغۂ دودمۂ سکندری کا بلند کیا خبردار کہکے ہاتھ مارا تہمتن نے سپر کو بلند کیا مگر وہ تیغہ کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا مع گینڈے تہمتن کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ پھر اُچھل پڑی پکار کر کہا ماشاء اللہ کیا ہاتھ مارا ہی ایرج لڑتے ہوے قریب ملکہ کے آئے کہا اے نقابدار بہادر تمنے کیون ہماری مدد کی تمنے کیا واسطہ ہی ملکہ نے کہا اب باغ مین تشریف لیچلیے ایرج ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے ملکہ نے نقاب اُتاری ایرج نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی جرأت مین بھی تمنے خوب دخل پیدا کیا ہی تمھارے آنے سے اسقدر مہلت ملی کہ مین اُس تک پہونچا ورنہ فوج نے گھیر اتھا نہین معلوم کیا انجام ہوتا ملکہ تعریفین کرتی ہوئین ایرج کو ساتھ لیکر مقام صدر پر آئین مسند پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاکر رکھا گیا جب گا نین آئین تو ایرج نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ چند اشعار خواجہ سے سنو یہ اس علم کے کامل ہین ملکہ نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری اگر مناسب ہو تو چند اشعار گائیے خواجہ نے کہا کچھ دلوائیے ملکہ نے چند کشتیان جواہرات کی سامنے خواجہ کے پیش کین خواجہ نے ساز درست کیا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

آزردہ مجھسے وہ بت بیداد گر نہین / شکر خدا کہ آج تو درد جگر نہین
مدت ہوئی نگاہ کو پہچانتا ہون مین / مجھپر وہ تیری لطف و کرم کی نظر نہین
گھبرا کے کہہ رہا ہون ہر اک سے شب فراق / یارو یہ کیسی رات ہی جسکی سحر نہین
پھیلا ہوا ہی دور تک آہون کا یہ دھوان / ثابت ہوا فلک مرے بالاے سر نہین
باندھے ہوے ہی ڈاب لگائے ہوے ہی تیغ / کہتا ہی کون اُس گل تر کی کمر نہین

آکر پہونچے ملکہ سے کہا اے ملکۂ عالم گھوڑا تو نخل مین باندھ آئی لیکن حضور بہت گھبرائی ہوئی ہین ملکہ
نے کہا اُس ظالم سے ملاقات ہوگئی لیکن شکر ہے کہ اُسنے بھی مجکو پسند کیا جیسے ہی دیکھا ویسے ہی بیہوش
ہوگئے میرا ارادہ ہوا تھا کہ مین ہوشیار کرون اپنے بیمار کا سر زانو پر رکھ لون کہ عیار کو آتے
ہوے دیکھا مین چلی آئی لیکن کاغذ لکھکر رکھ آئی ہون یقین تو ہے کہ تلاش کرین عمرو نے کہا کہ
ذرا کنارے چلیے تو مین حال کہون ملکہ کنارے آئین عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا کہا حضور نے
اپنے غلام کو نہین پہچانا مین نے ایرج کو پرورش کیا ہے اُسکا جو حال ابتر دیکھا تلاش مین نکلا
شکر کرتا ہون کہ آپ تک پہونچ گیا اب مین جاکر اُنکو لاتا ہون ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا خواجہ ملکہ
سے وعدہ کر گئے باغ سے نکلے ملکہ نے مسند وغیرہ بچھوائی کنیزون سے کہدیا جسوقت وہ یہان
آوین تو کہدینا کہ یہ اُنکا باغ نہین ہے پھر مین بارہ دری سے نکل آؤنگی پہلے میرا سامنا نہونے
پائے تم سب سامنے کھڑی ہوجانا یہ کہکے دروازے پر آکر کھڑی ہوئین کنیزون نے کہا واری
آپ تو سامنے کھڑی ہین کہا مین آمد دیکھ لون تو ہٹ جاؤنگی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایرج
گھوڑا دوڑاتے ہوے آتے ہین اب ملکہ کا ارادہ ہوا کہ سامنے سے ہٹ جاؤن کہ پھر صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار جوان آرہا ہے اُسنے
ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہے ایک
سوار نے آکر پوچھا ایرج نے کہا باغ عنبر فشان مین جاتے ہین اُس سوار نے کہا آپ کو باغ
عنبر فشان سے کیا کام ہے ہمارا آقا تہمتن فیل زور ملکہ میمونہ کا منگیتر آیا ہے واسطے لینے کے جاتا ہے
ایرج نے کہا اُنکی شامت آئی ہے جاکر کہدو کہ پلٹ جاؤ اگر باغ کی طرف نگاہ اُٹھاکے دیکھو گے
تو بہت پریشان ہوگے سوار نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑکر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا
کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوے تہمتن نے جو یہ سرکشی دیکھی کل فوج کو اشارہ کیا کہ اِس
جوان کو گرفتار کرلو دس بارہ ہزار جوانون نے ایرج پر بلوہ کیا یہ شیر صولت تلوار کھینچکے جا پڑا خواجہ
نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایرج لڑتے بھڑتے سامنے تہمتن کے پہونچے مگر ملکہ بیقرار
ہورہی ہین کنیزون سے کہتی ہین ارے صاحبو جاکر تہمتن کو سمجھاؤ کہ اُنسے کیون لڑتا ہے سلطان
سے جاکر کلام کرے کنیزین عرض کرتی ہین واری اب تو اُس شہر یار کو گھیر لیا خدا اُنکی جان بچائے

وحشت ہوئی جو آمد فصل بہار مین — پرزے اُڑا اے ہمنے کفن کے مزار مین
پہلو سے اُٹھ کے شب کو جو وہ ماہوش چلا — کیا کہیے اپنا دل نہ رہا اختیار مین
مہلت کہان تھی موت سے جو دیکھتے اُنھین — پھر عیادت آئے تھے وہ احتضار مین
روشن ہوا جہان رخ پر نور یار سے — نکلا وہ بے نقاب جو شبہاے تار مین
مین ہون نحیف جا نہین سکتا ہون ای صبا — پہونچا دے تو اُڑا کے مجھے کوے یار مین
اُلجھن ہی پیچ و تاب ہی راتون کو ہجر مین — دل جا کے پھنس گیا ہی جو گیسوے یار مین
دیکھا بنا بنا کے تصور مین یار کو — سیچ ہی بڑا مزہ ہی شب انتظار مین
معشوق کو سکھاتا ہی یہ کج ادائیان — عادت ہی کیا بُری فلک کج مدار مین
تسبیح تیرے نام کی جپتا ہون ای صنم — رہتا ہون رات دن مین اسی کے شمار مین
قاتل ترا ادب یہ دم ذبح بھی رہا — مطلق لہو بھرا نہین خنجر کی دھار مین
شاید اسے بھی دامن گل کی ہوا لگی — پرزے ہوا ہی اپنا گریبان بہار مین
سطوت ہوئی ہی آنیسے اُسکے جو ہمکو یاس — ہی انتظار موت شب انتظار مین

خواجہ نے جو ایرج کا جوش و خروش دیکھا سمجھے کہ یہ نوجوان ہلاک ہو جائیگا آخر وعدہ کیا ای نور نظر تم تامل کرو مین جا کر پتہ لگاتا ہون ایرج جانتا ہی کہ خواجہ لالچی ہین کہدیا کہ قبلہ و کعبہ آپکی خدمت گزاری بھی کرونگا خواجہ نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین پتہ لگا کے آتا ہون یہ سُنکر خواجہ چلے پھرتے پھراتے قریب باغ عنبر فشان کے پہونچے ایرج نے جیسے مرکب کا پتہ دیا تھا دیکھا ویسا ہی مرکب دروازے پر ایک کنیز ٹہلا رہی ہی خواجہ راہ گیر بنکر قریب اُس کنیز کے آئے پوچھا یہ مرکب کسکا ہی کنیز نے کہا ہماری مالک ملکہ میمونہ غزال چشم دختر سلطان قزاق کا ہی شکار کو گئی تھین ابھی تشریف لائی ہین خواجہ نے یہ سُنکر اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر اندر آئے یہان یہ حال گذرا کہ ملکہ جو اندر آئین کنیزون نے پوچھا واری آپ گھبرائی ہوئی کیون ہین ملکہ نے کہا صاحبو مین شکار کو گئی تھی اُس ظالم سے ملاقات ہوئی یقین ہی کہ آئین باغ کو ذرا آراستہ کرو کنیزون نے سب حال پوچھا ملکہ نے سب کیفیت بیان کی کہا ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکے حجاب سے مین چلی آئی نہین معلوم اُنکا عیا۔ ہم یا کوئی اور شخص ہی کہ خواجہ

قیامت نہان گوشۂ چشم مین + جمال بے مثال دیکھکر ایرج کے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آیا ہاتھ جو کانپا وہ مہجبین ہاتھ سے چھوٹی ایرج غش کھا کر گرے بیہوش ہوگئے ملکہ میمونہ غزال چشم کو منظور تھا کہ شکار گاہ مین ملاقات کرونگی اس طرح ملاقات ہوئی معشوق کو جو بیہوش پایا بالین پہ کھڑے ہوکے یہ اشعار پڑھے نظم

تیر اکو چہ یون ہی مجکو اوبت پرفن عزیز
جس طرح بلبل کو فصل گل مین ہو گلشن عزیز

ہو چکا برباد جو سون ہی ہوا ے عشق مین
میری مٹی ابتو کر للہ ای مدفن عزیز

ہاے اُس یوسف لقا پر جب سے مین عاشق ہوا
ہو گئے اُسدن سے میری جان کے دشمن عزیز

مدتون سے ہو مجھے شوق شہادت ہمدمو
خنجر قاتل سے ہو کیونکر مجھے گردن عزیز

آج کل اخوان دنیا ہین یون ہی میرے عدو
جس طرح سے حضرت یوسف کے تھے دشمن عزیز

ڈرمیں ہو بوسۂ عارض کہین عاشق نہ لے
اسلیے اُنکو ہو اپنی زلف کی ناگن عزیز

حسن خالق نے دیا ایسا مرے محبوب کو
مثل یوسف کے اُسے رکھتے ہین مرد و زن عزیز

خلعت شاہی کی ای سطوت کرون کیون آرزو
مجھ فقیر مست کو ہو اپنا پیراہن عزیز

پھر یہی اشعار لکھکر سرہانے ایرج کے رکھدیے منظور ہوا تھا کہ بیٹھون سر اس شہریار کا گود مین لون عمرو کو جو آتے ہوے دیکھا شرم دامنگیر ہوئی پرچہ اشعار سرہانے رکھدیا آخر مین لکھا تھا کہ باغ عنبر فشان مین آئیے وہان ملاقات ہوگی اب مادیان پر سوار ہوئی اور طرف باغ کے روانہ ہوگئی خواجہ نے آکر ایرج کو جو اس حال مین دیکھا چونکہ ایرج کو پرورش کیا ہو قریب بیٹھکر تلوے سہلائے ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی بیتاب و بیقرار ہوکر کہا قبلہ وکعبہ زندگی اب نہوگی خواجہ کی اُس کاغذ پر نگاہ پڑی کہا ای فرزند دیکھو آنے والا کاغذ رکھ گیا ہو ایرج نے جو اُس کاغذ کو پڑھا مضمون مذکور نکلا ایرج نے کہا کیون عمنا مدار باغ عنبر فشان کہان ہو خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تلاش کردونگا مگر بہت کچھ خرچ ہوگا ایرج نے کہا قبلہ وکعبہ جان تک حاضر ہو دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو اب جلد تشریف لیجایے نظم

آئی ہو موت حسرت دیدار یار مین
آنکھین کھلی رہین گی ہماری مزار مین

جیسی کہ آب وتاب ہو دندان یار مین
ایسی چمک کہان ہو دُرِ آبدار مین

نفع ہوا ایرج سوار ہوئے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی نظم چو در نالیدن آمد طبلک باز + در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد بر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر + باز بہری جرہ ترمتی بہلیون نے چہوڑین طائران ہوائی شکار ہونے لگے تہوڑے عرصے مین بہلیون نے عرض کی حضور شکار سے ارابے بہر گئے اب واپس ہو جیے ایرج نے کہا ہمکو شکار کا لطف نہین ملا کوئی آہو یا نیل گاؤ وغیرہ شکار کر لین تب واپس ہون کہ ہرکارون نے آکر عرض کی تہوڑی دور پر دہانون کا کہیت ہے وہان کئی سو آہو چرا کر رہے ہین ایرج نے اشارہ کیا سب سردار بڑہے آکر اُس کہیت کو گہیرا دیکہا کئی سو مادہ آہو ہین بیچ مین ایک نر سپید لکیر پشت پر اُن آہو دن پر مستی کر رہا ہے ایرج نے اشارہ کیا کہ گہوڑے بڑہاؤ گر اس نر کو ہم شکار کرینگے یہ کہکے گہوڑے ڈالے سم مرکب کے کڑاکے کی صدا سنکر وہ آہو بہاگے مگر وہ نر سامنے سے ایرج کے بہاگا ایرج نے اُسپر گہوڑا اڑا لا سردار متفرق ہوئے ایرج عقب آہو چلے ہر مقام پہ چاہتے ہین کہ پہلو پاؤن تو تیر مارون کئی کوس وہ آہو آیا پسینے پسینے ہو گیا ایک مقام پر چوکڑی بہولا ایرج نے تیر مارا سمند سے کود کر اُسکو لفربانی پہونچایا چاہتے ہین کہ شکار بند سے باندہکر پلٹون کہ سامنے سے بونڈ لا گرد کا اُڑا ایرج نے دیکہا کہ ایک آہو تیر خوردہ نجہیاتا ہوا آتا ہے ایرج نے اُس آہو کو بہی تیر مار دیا وہ بہی گرا خنجر کہینچکر چلے تہے کہ اسکو بہی ذبح کرین کہ سامنے سے پہر گرد اُڑی دیکہا کہ ایک نقابدار مرصع پوش تیر و کمان ہاتہہ مین گہوڑا اڑائے ہوئے آتا ہے اپنے آہو کو جو شکار دیکہا نہایت غصہ آیا قریب آکر کہا او جوان تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا ایرج نے ہنسکر کہا سامنے آگیا تیر مار دیا کیا خطا کی نقابدار نے کہا مین تجکو شکار کرونگا یہ کہکے ہاتہہ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتہہ ڈالدیا کلائی مین نرمی پائی دل بہر بہر اگیا ہکہ مار کر تلوار چہین لی کمر مین ہاتہہ ڈالکر نعرہ کیا نقابدار کو قاش زین سے اُٹہا لیا ہاتہہ پر بلند کیا ہکہ جو پڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا زمین مین ہالہ پڑ گیا صاف ثابت ہوتا تہا کہ پردہ ابر سے مہتاب نکل آیا ایرج نے سر اُٹہا کر دیکہا کہ ایک مہ جبین دلفریب کبک رفتار شیرین گفتار ماہ پیکر سیمبر حور منظر نہایت حسین و جمیل ہے بقول شاعر نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن + بہوین دست و بازوے جلاد حسن + اجل کا مکان گوشۂ چشم مین +

کنیزین یہ اشعار عبرت آثار سُنکر خاموش ہو رہین مگر دو زیرزادی شبگونہ زرین پوش نے کہ بہت چست و چالاک ہی کلام مین بھی بے باک ہی عرض کی واری یہ توہم سمجھے کہ حضور کسی پر مائل ہوئین مگر اُسکے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یا مین جو سمجھی ہون وہ عرض کرون ملکہ نے کہا ہان شبگونہ تمہاری عقلمندی کا امتحان ہی تم خود بتاؤ شبگونہ نے کہا جسوقت سے حضور نے جمال جہان آرا ایرج نوجوان دیکھا اُسیوقت سے اضطراب کو ترقی ہی ملکہ نے کہا ای شبگونہ خوب سمجھی حقیقت مین بقول شاعر فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را ✽ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را کیون شبگونہ تجکو میرے سر کی قسم سچ کہنا ایسا جمال جہان آرا کسی مرد کا دیکھا ہی سطوت صولت رعب دبدبہ شجاعت چہرے سے ظاہر و باہر ہی یہ بھی تمنے سُنا کہ میرے باپ جو فنون سپاہگری مین طاق و شہرۂ آفاق ہین صدہا کاروان لوٹ لیے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے زیر ہوے مگر اُس شہریار باوقار نے پہر بھر مین اُنکو زیر کر لیا کچھ زور نہ چلا کیون شبگونہ اُس شہریار سے کیونکر ملاقات ہو باغ مین جاکر رہون شبگونہ نے کہا ای ملکۂ عالم اگر حضور چلکر باغ مین رہین تو مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی فطرت سے مین اُنکو بلا لاؤنگی جسوقت حضور کا جمال جہان آرا دیکھین گے بیتاب ہو جائین گے میمونہ نے کہا ای شبگونہ شرم بھی تو دامنگیر ہی پروردگار مالک ہی جسکا مذہب جلیل اختیار کیا ہی وہی مدد کریگا شب بھر اسی طرح میمونہ تڑپی وزیرزادی سے باتین رہین کوئی تدبیر ذہن نشین نہوئی صبح کو جو اُٹھی رنگ رو متغیر کسی کام مین دل نہین لگتا گھبرا کر کہا مادیان بحری تیار کرو ہم واسطے شکار کے جاوینگے کنیزین مادیان تیار کر کے لائین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالکر سوار ہوئی براے شکار چلی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی پرندون سے نخل خالی کر دیے یہان ایرج نوجوان بیٹھے بیٹھے بارگاہ مین گھبرائے کہا ای سلطان سالہا سال گذرے جنگ کرتے ہوے مہلت نہین ملی آج جی چاہتا ہی کہ صحرا مین جا کر شکار کھیلین شاپور بھی ڈھونڈھتا ہوا آگیا ہی سلطان نے کہا حضور یہان کے صحرا پر آشوب ہین ایرج نے کہا دور نہ جائین گے سلطان نے کہا حضور کو اختیار ہی بہلیے و قراول طلب کیے اُنسے حکم دیا کہ شاہزادے کو شکار کھلاؤ مگر دور نہ جانے دینا ایرج سوار ہو کر چلے خواجہ کو بھی ساتھ لیا بلکہ خواجہ خود ساتھ ہوے اس خیال سے کہ فرزندان صاحبقران ہین شاید کسی مقام پر کچھ

یہ اشعار پڑھ کے بیہوش ہو گئی کنیزون نے ہان ہان کرکے سنبھالا گود مین لیکر کوٹھے سے اُترین چھپر کھٹ پر پلٹ دیا تلوے سہلانے لگین نخلخہ وغیرہ سنگھایا ملکہ نے آنکھین کھولین سر اُٹھا کر دیکھا اس خیال سے کہ سامنے وہ جوان ہوگا جب اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا تو ایک آہ سرد دلِ پر درد سے کھینچی اور پھر آنکھین بند کرلین کنیزین گرد چاؤن کررہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا سناٹا ہوا تھا تخت کسی دیو یا پری کا جاتا تھا کوئی کہتی ہی مین دیکھ چکی ہون کہ کوٹھے پر شہید مرد رہتے ہین کل شب کو مین نے دیکھا تھا کہ ایک مرد بزرگ سفید کپڑے پہنے ٹہل رہے ہین مین دیکھکر بھاگ آئی کسی سے ذکر نہین کیا اسوقت میرے منھہ سے نکل گیا کوئی کہتی ہی بوا اس شباب مین یہ پھولون کا زیور پہنے رہتی ہین کسی کا سایہ ہوگیا سب اپنے اپنے طور کی باتین کررہی ہین ملکہ نے سب کی باتین سُنکر جواب دیا صاحبو تم کیا جانو میرا تو یہ حال ہی نظم

تھا دل مین آج آہ کی تاثیر دیکھیے
نالون کی پھر یار مین تاثیر دیکھیے
اب کیا دکھائیگی ہمین تقدیر دیکھیے
اک نوجوان کے عشق مین در در پھرا کیا
ابرو ہی اُنکی بل ہی خدا خیر ہی کرے
کوئی بتادے اُنکو نشان یا دگہ نہہ
تقدیر اگر بدی نہ کرے تو نصیب ہو
وارا کی لگائیے کہ یہ قصہ کمین ہو پاک
آیا نہین ہی پھر عیادت وہ اسلیے
مجبور ہم ہین عشق سے دل مانتا نہین
مدت سے ہمکو ابروِ دلدار کا ہی عشق
میری طرف سے پھیر لیا منھہ جو آپ نے
بولی زبان موج دکھا کر حباب کو
ہی سطوت ہمارے دلمین بھری ہی یہ آرزو

وہ بن بلائے اُ گئے تقدیر دیکھیے
صدمون سے خم ہوا فلک پیر دیکھیے
بگڑا ہی ہمسے وہ بت بے پیر دیکھیے
اب کیا دکھائیگا فلک پیر دیکھیے
کس پر چلے گی آج یہ شمشیر دیکھیے
یہ ہی مزار عاشق دلگیر دیکھیے
کرتے ہین اُنکے وصل کی تدبیر دیکھیے
مین سر جھکائے ہون تہ شمشیر دیکھیے
کیا حال زار عاشق دلگیر دیکھیے
کیونکر نہ اُسکی چاند سی تصویر دیکھیے
کیونکر نہ چاند دیکھکے شمشیر دیکھیے
برگشتہ مجھسے ہوگئی تقدیر دیکھیے
دنیاے بے ثبات کی تصویر دیکھیے
چلکر مزار حضرت شبیرؑ دیکھیے

نے جو نام ایرج سُنا اور یہ بھی سُنا کہ باپ کو بجرات زیر کیا مشتاق ہوئی کہ مین بھی صورت زیبا دیکھون ایک کنیز بول اُٹھی کہ حضور اصل یہ ہی فرو سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ‡ ایسا لبے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سُنا ‡ میمونہ اوصاف حمیدہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھی لپکتے ہوئے آکر جھروکون مین بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شمش جہت افروز جہانداری صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان خود زرین بر سر زرہ مرصع نگار در بر دو تلوارین دونون طرف لگی ہوئین سپر پشت پر خنجر کمر مین موتیون کے مالے گنتھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوئے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین بے مثل ولاجواب پنجون کے بھل اکڑتا ہوا آتا ہی سلطان قزاق سپر کا سایہ کیے ہوئے تمام قزاق گھیرے ہوئے میمونہ نے جو یہ شکل وشمائل دیکھی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا چاہا ضبط کرون نہو سکا گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری ہرچند کہ غش آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر زبان سے یہ اشعار عاشقانہ نکل گئے

نظم

اسی سے ڈھونڈتے ہم تجکو کُو بکو نکلے — کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے
گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے — جو تیری زلف کے سودے مین کوبکو نکلے
دیار حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جاکر — دل اُسکو دین کہ محبت کی جسمین بو نکلے
ابھی ہون شوق سے عشاق سر بکف حاضر — سروہی او بت قاتل جو لیکے تو نکلے
شب وصال یہ ارمان مجھسے کہتا ہی — ابھی مین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے
وفور حسن سے عشاق دم مین ہون بیہوش — جو اپنے رخ سے اُلٹ کر نقاب تو نکلے
جو بحث بلبل گلشن سے زمزمون کی ہوئی — حضور آپ کہین اُس سے خوش گلو نکلے
ہمین ہی بادہ کشی سے یہ شوق ای واعظ — کہ گھر سے لیکے سدا ساغر و سبو نکلے
چمن مین بلبل زار ونحیف کہتی ہی — ابھی سما ہون گل تر مین ہم جو بو نکلے
کسی کے مصحف عارض کے بوسے لیتے ہین — یہی سبب ہی کہ ہم گھر سے باوضو نکلے
فلک بھی آپ بھی دونون عدوے عاشق ہین — یقین ہی نہ مرے دل کی آرزو نکلے
ہماری جان نکلتی ہی یون جوانی مین — بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے
اسی کی تجکو شب و روز فکر ہی سطوت — بہشت کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

کوے دوڑا ایرج پانچ قدم ہٹ کر آئے سلطان نے ہکہ مارا کہ بایان گھٹنہ ایرج کا جھکا مگر
تڑپ کے پھر لنگر قائم کیا سلطان اوپر آکے چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ
پر کرتا تو اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین جنبش تک نہوئی جب اُنگلیون سے خون ٹپک پڑا
تب ناچار ہوکر کہا ای جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہون ایرج اپنے مقام سے تڑپ کر اُٹھے
سلطان کے دونون مونڈھے تھام کرے دوڑے سلطان چاہتا ہو رکون مگر کب رک سکتا ہو
وہ بُرا وقت ہو کہ زمین پانوٗن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی مثل پر کاہ جاتا ہی پندرہ بیس قدم ایرج
ریل کر لائے وہان لاکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سلطان کے آشنا بزمین ہوے چاہا لنگر قائم کرون
ایرج نے دونون ہاتھ ستون کیے حریف زبردست کب لنگر جمنے دیتا ہی آخر ایرج نے دست
حق پرست اپنا کمر زنجیر مین ڈالا نعرۂ تکبیر کہکے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین اُس افسر کو سر سے بلند کیا چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے
لگا مگر کا خنجر کمین گرا موزے اور داستانے ہاتھ پانوٗن سے نکل گئے آخر زمین پر مارا کہ چارون
شانے چت گرا بارہ ہزار قزاق پہاڑ سے اُتر کر چلے آئے قوت و زور دیکھکر آپس مین کہنے لگے
کہ یہ جوان اپنے زمانے کا رستم ہو اتنے بڑے پہلوان کو کس خوبصورتی سے زیر کیا ایرج جلسے ہی
کو دکر چھاتی پر آئے سلطان قزاق ہاتھ باندھنے لگا کہا امیدوار ہون کہ آپ کے نام نامی
و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے کہ مجھ ایسے
دیو خصال کو کس آسانی سے زیر کیا مین آپ کی جرأت کا قائل ہوا ایرج نے کہا شاید نام سُنا ہو
نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان نام اقدس سُنکر
سلطان قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مدت سے ہوس رکھتا تھا کہ قدمبوسی کرون ایرج
نے کلمہ بتایا سلطان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور سب قزاق اسکے ہمراہی بھی مسلمان
ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان قلعہ مین آئے قلعہ مین جا بجا غلغلہ ہی کہ نبیرۂ صاحبقران
تشریف لائے ہین بیٹی سلطان قزاق کی کہ بہادر بے نظیر ہی سب فنون سپاہگری حاصل کیے
ہین محل مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان نے
آپ کے باپ کو زیر کیا سب قزاقون نے اطاعت کی اب قلعہ مین سواری آتی ہی میمونہ غزال چشم ۴۰

بڑھنا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا اُڑاے ہوے آتا ہی ایرج نے کچھ خیال بھی نہ کیا مگر گھوڑا روک لیا سلطان قزاق قریب آیا کہا ای جوان تیری جوانی پر مجکو رحم آتا ہی گھوڑے سے اُتر پڑ ہتھیار رکھدے اور یہ موتیون کے مالے وغیرہ جو گلے مین پڑے ہین انکو رکھ دے نقد جان کو غنیمت جان بھاگا ہوا چلا جا مین قسم کھاتا ہون کہ پھر تجھسے تعرض نہ کرونگا ایرج نے جھلا کر جواب دیا سپاہی کہین ہتھیار رکھتے ہین اگر تجکو دعوی جرأت ہی تو چھین لے مین بخوشی نہ دونگا سلطان نے ایک قہقہہ مارا پلٹ کر دیکھا کئی سو جوان قزاق ساتھ آئے ہین اُنسے کہا صاحبو سنتے ہو مین تو رحم کرتا ہون اور یہ نہین سمجھتا شاید اسنے دو چار ڈونڈ پیلے ہین اُسکا گھمنڈ ہی مثل چیونٹی کے مل ڈالونگا ایرج نے کہا بیہودہ نہ بک جرأت دکھا مین تیری جرأت کا مشتاق ہون یا یہ جو تیرے ساتھ آئے ہین انکو اشارہ کر یہ سب ملکر مجکو روکین دیکھ تو کیسا شکار کھیلتا ہون سلطان نے کہا ای جوان تیرے واسطے مین اکیلا کافی ہون ساتھ والا کوئی دخل نہ دیگا یہ کہکر گینڈا اصیر کیا ایرج کو نیزہ مارا خواجہ بھی آکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر گئے تعلیم کرتے جاتے ہین کہ ہان ای فرزند نیزہ سے اسکے اپنا سینہ بے کینہ بچانا ایرج نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزے کو توڑ ڈالا اب تو سلطان قزاق بہت جھلایا اڑھائی سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا خبردار خبردار کہکے سلطان نے ہاتھ مارا ایرج نے مرکب چمکا کر اپنے کو زیر بغل پہونچایا اور ایک تھپکی ماری کہ تیغہ اُسکا چھٹ پڑا اور کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سلطان لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپسمین کشتی ہونے لگی پہر بھر کامل سلطان ایرج سے لڑا ایرج نے وہ گھسے مارے کہ زرہ سلطان کی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی پیشانی سے قطرات خون ٹپک رہے ہین ہانپ رہا ہی چاہتا ہی چھوڑ کر بھاگ جاؤن مگر غیرت دامنگیر ہی کہ ساتھ کے لوگ دیکھ رہے ہین یہ لوگ آپس مین کہین گے کہ ایک جوان کے سامنے سے بھاگ گیا کیسے زور کرتا ہی اور کچھ نہین ہوتا مگر یہ شیر فرزند قاسم عالیشان اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ سلطان کو جنبش نہین دیتا دق کر دیا ہی مگر وہ بھی لڑے جاتا ہی چاہتا ہی کہ ساتھ والون کو اشارہ کرون کہ سب ملکر ٹوٹ پڑین تو یہ جوان گرفتار ہو مگر خیال جرأت سے خاموش لڑ رہا ہی ایک مقام پر ایرج

قاسم و علم شاہ آکر قتل عام کرینگے صاحبقران بھی کسی کو زندہ نہ رکھین گے مین اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرونگا فاسق نے جو دیکھا کہ خداوند آسمان سے آپہونچے جھک جھک کے سلام کرنے لگا
آواز آئی کہ او بے ادب سجدہ نہین کرتا فاسق سجدے مین جھکا خواجہ تخت سے کود ے
فاسق سجدے مین پڑا ہوا ہی سر تو زمین پر ہی ہاتھ دونون باندھے ہوے کہرہا ہی کہ یا
خداوند تیری کرامت کے تصدق ہو جاؤن اگر میری زوجہ مجکو زندہ ملے تو عمر بھر تیرا پوجہ
کرون خواجہ نے خنجر کمر سے نکالا نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار گر ہو قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

وہ خنجر اٹھارہ من کا عطیۂ بزرگان دین سے تھا وہ جو خنجر چلا
سر فاسق کا دور جا گرا ایرج نوجوان دوڑا کتا ہوا کہ قبلہ و کعبہ سبحان اللہ کیا جھٹ پٹ اسکا
کام تمام کیا میری عیاری پر آپکی عیاری کو غلبہ ہی خواجہ مکان لوٹنے لگے جال الیاسی نکالکر مارا
فرش تک مکان کا اُٹھا لیا چھت پردے کاٹ لیے ایرج سے کہا اے فرزند سارا مکان خالی پڑا ہی
ایک ٹکہ بھی نہین نکلا ایرج نے ہنسکر سر جھکا لیا خواجہ نے سارا باغ پامال کر ڈالا علاوہ مال لینے
کے جن درختون مین پھل تھے وہ تک توڑ کر زنبیل مین بھر لیے بعض نخل ہاے گل جو پسند آئے وہ
بھی اُکھیڑ کر زنبیل مین رکھ لیے اس خیال سے کہ رونق رہیگی کسی مقام پر کام آوینگے ایرج کے
واسطے ایک مرکب ممکن کیا کہا اے فرزند یہ مرکب دو ہزار روپیہ کو ملا ہی ایرج نے کہا یہان میرے
پاس کیا ہی کہا لشکر مین چلکر دینا باغ سے نکلکر باہَین پر گھوڑا ڈالدینا سامنے لشکر فروکش ہی ایرج
گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے خواجہ عقب سے دیکھتے ہوے آتے ہین ایرج نے نصف صحرا طے کیا
تھا کہ ایک پہاڑ ملا بالاے کوہ ایک قزاق رہتا ہی کہ نام اُسکا سلطان قزاق ہی اُسنے جو دیکھا کہ
ایک جوان لاکھون روپیہ کا جواہرات پہنے ہوے گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی بیقرار ہو گیا ساتھ والون
سے کہا آج کسی اچھے کا منھ دیکھکر اُٹھا تھا کہ سونے کی چڑیا آتی ہی مین خود جاکر اسکو گرفتار کرونگا
گینڈے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اُترا للکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ

پھٹ گیا متین تڑپ کر تمام ہوئی ایرج پسینے پسینے ہو گئے خواجہ گوشہ سے دیکھ رہے ہین ایرج ٹہلتا ہوا آتا ہی لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی بیر غل مچا رہے ہین کشتی مرا نام من متین جادو بود کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ظالم منم فاسق جادو میری زوجہ کو مار کر کہان جائیگا اس فاسقہ نے جیسا ارادہ کیا اُسکا مزہ پایا ہائے مجکو پہلے خبر نہوئی نہین تو پہلے ہی آکر تجکو مار لیتا کیا زندہ چھوڑتا مگر خیر ایسی فاسقہ کا مرنا ہی بہتر ہوا ایرج نے چاہا قبضے پر ہاتھ ڈالون مگر وہ ساحر تڑپ کر گرا اور آواز گیر دی ایرج کے پانؤن زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہین سپر و شمشیر سے کام لون مگر زمین ہلنے نہین دیتی بیکار پڑے ہین فاسق تلوار کھینچے ہوے قریب آیا پہلے تو لاشہ زوجہ کا دیکھکر بہت رویا پھر پکارتا تھا ای پہلو نشین شبہاے تنہائی وای باعث صبر و شکیبائی کس حسرت سے تو قتل ہوئی تیرے غم نے کلیجہ داغدار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا اب خواجہ بیقرار ہین کہ افسوس ایرج قتل ہوتا ہی مگر فاسق نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچ دیا ایرج دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے اپنے رحم و کرم سے اس آفت ناگہانی سے نجات دے نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بہ فریاد من فریاد کن رس

ای رب بے نیاز و ای مالک کارساز تیرے نزدیک یہ مشکل آسان ہی اتنی مہلت چاہتا ہون کہ بقراط ثانی میرے ہاتھ سے قتل ہو کشتی گیر زادہ بھی یاد کرے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہین جھٹ مین گھس کر تخت پر بقراط کو مارون صاحبقران زمان بھی دیکھ لین اب تک مین تیری عنایت سے کسی مقام پر کم نہین رہا کئی ملک فتح کیے کیسے کیسے سردار زیر ہوے مگر خواجہ نے جب دیکھا کہ اب وہ فاسق فاجر قتل پر ایرج کے آمادہ ہی تلوار کھینچے ڈرا رہا ہی کہتا ہی کس عذاب سے تجکو قتل کرون کہ معاوضہ میری زوجہ کے خون کا ہو خواجہ نے بہ تعجیل تمام تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا اُسپر سوار ہو کے اُڑایا آسمان سے آکر نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی او فاسق کیا کرتا ہی مین نے تیری زوجہ کو زندہ رکھا ہی ابھی بلوا دونگا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسکے قتل سے لشکر مین قیامت برپا ہوگی

معشوق بیٹھے ایرج نے محبت کی باتین کرکے شراب پلانا شروع کی ہر مرتبہ کہتا جاتا ہی کہ
ای متین جادو عمر بھر تمھارا ساتھ دونگا ایک تخت مجکو بنادینا کہ اُسپر سیر کرتا پھرون متین
نے کہا ای معشوق میرے تجکو وہ ہیکل بنادون کہ اگر رستم بھی مقابلہ کرے تو مثل زال
ہو جاے اور بہت چیزین بنادونگی زرہ خود چار آئینہ یہ سب چیزین بنادونگی ای جان من
وہ مرکب پرند بنادون کہ تمام دنیا مین ییے پھرے اسقدر بلند ہو کہ دیکھنے والے جانین
ستارہ چمک رہا ہی ایرج کہتے ہین ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بھی خدمتگزاری
کرونگا تیری رضامندی کو مقدم سمجھونگا خواجہ عمرو گوشے سے یہ سب باتین سن رہے ہین
بہت خوش ہوتے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ میرا شاگرد رشید ہی نہایت سعید ہی کیسی معقول
عیاری کر رہا ہی کہ دل خوش کر دیا خوب دام مکر مین لے رہا ہی جب ایرج جام دیتے
ہین تو متین کہتی ہی کہ اب مجکو نشہ بہت ہو چکا ایرج گلے مین ہاتھ ڈالکر اختلاط کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ بس یہ ایک جام اور پی لو تمکو مشقت کرنا پڑیگی چاہتا ہون کہ لطف مین رہو
متین پھر جام پی جاتی ہی جب ایرج نے دیکھا کہ اسکو خوب نشہ ہوا تو ہاتھ پکڑ کے کھینچا
متین کہنے لگی ای جان من کیا مجکو مار ڈالیگا مجھسے یہ مصیبت نہ اُٹھیگی جب تڑپ کے مرجاونگی تو یاد
کریگا ایرج ہنس دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مین تو اب نہ چھوڑونگا بہت بیقرار ہو رہا ہون
یہ کہکے متین کو گود مین اُٹھایا متین نے اپنے کو اور ہلکا کر دیا ایرج نے پلنگ پر اُسکو گرادیا
خود جھپٹ کر آئے قاعدے سے بیٹھے متین دل مین باغ باغ ہی کہتی ہی کہ ای متین جادو کیا
معشوق باوفا ملا ہی مگر ظاہر مین آنکھین بند کر لین سر پیٹ کر کہا اے ظالم تجکو اختیار ہی جان لیلے
مین تیرے قابو مین ہون اور تیری خوشی چاہتی ہون شیوۂ محبت نباہتی ہون مدت سے
مین تجپر عاشق تھی بہت تلاش کیا جابجا ڈھونڈھا کل تو کسی جوان سے لڑ رہا تھا دریاے
محبت نے جوش مارا اے بھاگی اب تیرے قابو مین ہون جو چاہ کر یہ کہکے دوپٹے سے مُنھ چھپا لیا
اب ایرج نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا اس زور سے گلا دبایا کہ متین کی آنکھین نکل آئین
اب متین تڑپ رہی ہی چاہتی ہی سحر کرکے نکلون مگر شیر کے پنجے سے کب نکل سکتی ہی ایرج
نے داہنے ہاتھ سے تو گردن دبائی تھی بائین ہاتھ سے ایک گھونسہ مارا کہ متین کا سر

گری اُس برق سے پنجہ گرا ایرج کو اُٹھا لیگیا نورالدہر پلٹ کر بارگاہ مین آئے ملکہ نے کہا کہ ای شہریار اس جنگ کی خبر مروارید کو بھی ہوگی یقین ہی مروارید فساد برپا کرے مگر عقب مین ایرج نوجوان کے جو شاپور آیا تھا اُسنے مرکب ایرج کا کوتل دیکھا اور احوال سُنا کہ ایرج کو کوئی اُٹھا لیگیا شاپور اُسی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر مین آیا امیر نے خبر سنی کہ ایرج غائب ہوے خواجہ سے فرمایا لو خواجہ تمھارے پسر خواندہ کو کوئی جادوگرنی لیگئی خواجہ بیقرار ہو کر براے تلاش نکلے صحرا و کوہ و دشت و بیابان مین جاتے ہین ایرج کو تلاش کرتے پھرتے ہین کہ ایک باغ کی پشت پر آئے آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہی کوئی نازنین بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

رنج اُٹھانے پڑتے ہین میرے دل رنجور کو — فرصت اک دن بھی نہین الفت مین اس مزدور کو
یاد کرکے ہجر کی شب اُس رخ پر نور کو — شمع سان روشن کرین داغ دل رنجور کو
دلبہ یون بار غم فرقت اُٹھا لیتا ہون مین — بوجھ اُٹھانے کی ہو عادت جس طرح مزدور کو
رفتہ رفتہ گیسوے دلدار سے بھی بڑھ گئی — طول اتنا ہو گیا میری شب دیجور کو
باغ جنت مین جو اُنکا حسن ہردم یاد تھا — آنکھ اُٹھا کرکے کبھی مین نے نہ دیکھا حور کو
ای مغنی مست ہو جاتا ہون مین سُن کے صدا — بھر دیا شاید کہ میرے کاسۂ طنبور کو
نشہ ہو جاتا ہی اُسکے دیکھنے سے ساقیا — جام مے سمجھا ہون تیری نرگس مخمور کو
حیف کی جا ہی کہ اک دن چشم با اعجاز سے — ای صنم تمنے نہ دیکھا اس دل مسحور کو
ہو گئی مدت کہ سطوت یار کو دیکھا نہین — صبر آئے کس طرح میرے دل رنجور کو

خواجہ نے جو یہ اشعار سُنے دیوار پر کمند مار کر چڑھے دیکھا ایرج نوجوان پہلو مین ایک ساحرہ کے بیٹھا ہی اختلاط ظاہری کر رہا ہی میان یہ معرکہ گذرا کہ جب متین جادو ایرج کو اُٹھا کر لائی اپنے باغ مین لاکر بٹھایا اور اپنا عشق ظاہر کیا ایرج تعلیم کردہ خواجہ عمرو ہین جواب دیا کہ کون ایسا ہوگا کہ تجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کرے اختلاط کی باتین کرنے لگے خواجہ ایک گوشے مین سے دیکھنے لگے ایرج نے کہا ای ملکۂ عالم گوشے مین چلو ہمارے تمھارے راز و نیاز کی باتین ہون دل بہت بیقرار ہی متین اُٹھی بارہ دری مین آکر عاشق و

بیٹھا ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرا گئی للکارا کہ او اجل گرفتہ کیا بیہودہ بکتا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ کانپ رہی ہی کہتی ہی ای شہریار خدا آپ کو اس ظالم کے بچائے یہ بلاے روزگار ہی سیلاب نے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان پکڑ کے نیزہ توڑ ڈالا سیلاب نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا آپسمین کشتی ہونے لگی ملکہ دیکھ رہی ہین جب ریل کر سیلاب دوڑتا ہی تو ملکہ دعائین مانگتی ہین کہ پروردگار اس دشمن سخت کے ہاتھ سے اُنکو بچالے نور الدہر جب پکڑ کر لاتے ہین اور دو چار گھسے مارتے ہین تو ملکہ پکارتی ہی کہ خنجر مار دیجے کہ اس ملعون کا خاتمہ ہو سیلاب جواب دیتا ہی کہ او گیسو بریدہ اِسکو زیر کر کے تجھسے سمجھونگا جب ملکہ ارادہ کرتی ہین کہ سحر کرون تو نور الدہر آواز دیتے ہین کہ ای ملکۂ عالم خبردار سحر نہ کرنا ورنہ میرے واسطے بدنامی ہوگی پہر بھر سیلاب نور الدہر سے لڑا نور الدہر نے ایک مقام پر کولے پر لاد اکھیڑ کر مارا کہ سیلاب چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا سیلاب نے جواب دیا او جوان تو نے میری معشوقہ پر قبضہ کیا مین تیری اطاعت ہرگز ہرگز نہ کرونگا نور الدہر نے جو یہ جواب اُس مغرور کی زبان نجس سے سُنا سر کھینچ لیا اہل فوج بلوہ کر کے چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے لڑتے ہوئے باہر نکلے تین لاکھ جوانون نے اکیلے کو گھیر لیا نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج نے کہ تلاش نور الدہر مین نکلے ہین دور سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہین نعرہ کر کے آپڑے ایرج نے آکر لشکر کو درہم و برہم کردیا سرداران ایرج نے زمین ہلادی گر ایرج لڑتے ہوے قریب نور الدہر کے پہونچے کہا کہ او کشتی گیر زادے اگر ہم مدد کو نہ آتے تو لڑائی کیونکر فتح ہوتی نور الدہر نے جواب دیا کہ او تاجر زادے بھلا تو میری کیا مدد کریگا خدا مدد کرتا ہی لڑائی فتح ہونا تھی ہو جاتی تو کیون آیا مین نے کب تجکو بلایا تھا ذرا سی بات مین طعنہ دیتا ہی ایرج نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے لگی دروازے سے ملکہ دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہتی ہین کہ پروردگار یہ جنگ کیسی ہی یا تو یہ محبت تھی یا یہ دشمنی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہی خدا اِنکو بچائے کہ ایک لکا ابر آسمان پر آیا کڑک کر برق

کہ چند کنیزین سامنے آ بیٹھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین لنغلسم

شنا مد نظر ہی مجکو خال روے قاتل کی
بناؤنگا سیاہی آج اپنی آنکھ کے تل کی

ہمارے سامنے فرہاد و مجنون طفل مکتب ہین
ہمین سے عشقبازی آگے ان دونون نے حاصل کی

مرا خورشید طلعت بام پر شب کو جو بیٹھا ہی
فلک پر فق ہوئی جاتی ہی رنگت ماہ کامل کی

الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لاویگا
یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دل کی

اجل کا سامنا ہی یان کنارہ گور ہی عاشق
وہان ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی

جو ہین حد سے زیادہ عاشقون کے خون کے پیاسے
زبان منھ سے نکل آئی ہی اہر تیغ قاتل کی

فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت
لطافت سے فقط ہی شعرگوئی ہمنے حاصل کی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی نور الدہر پہلو مین عنبر افشان کے بیٹھے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی واری سیلاب ابلق سوار منگیتر آپ کا تین لاکھ فوج سے آیا ہی بیرون باغ آکر اُترا ہی اسقدر بدحواس ہی کہ کمر بھی نہین کھولی اور طرف باغ کے آتا ہی آپ چھپ جائیے ہم لوگ سمجھا لین گے سمجھا کے ہٹا دین گے ملکہ اُٹھنے لگین نور الدہر نے دامن تھام لیا فرمایا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو کہا صاحب تمنے سنا نہین سال بھر کا زمانہ گذرا کہ اسنے آکر میری والدہ سے بڑی منتین کین کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو وہ مین صحراے ابلق کا مالک ہون کل جائداد خدمت مین حاضر کرونگا والدہ نے ناچار ہوکر قبول کر لیا مجکو آکر سمجھایا کہ پہلوان زبردست ہی کئی کوس مین اسکی عملداری ہی جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کر کے آیا کوئی مقام ایسا نہین ہوا کہ اُسکو فتح نہین کیا کئی سو پہلوان ساتھ ہین یقین ہی کہ وہ بھی فساد برپا کرین چنانچہ منگنی میری اُسکے ساتھ ہو گئی اور مین یہ بھی عرض کرتی ہون کہ براے چند ساعت آپ بھی ہٹ جائین کنیزین سمجھا لین گی نور الدہر نے کہا تم بیٹھی رہو آتا ہی تو آنے دو ملکہ نے کہا اے شہریار وہ بڑا زبردست ہی نور الدہر نے کہا ساری زبردستی نکل جائیگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا سیلاب ابلق سوار زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین جھومتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ میری معشوقہ کہان ہی نور الدہر اپنے مقام سے نہ اُٹھے کہا او بیحیا زبان بند کر تلوار کھینچ زبان تیغ سے کلام کر سیلاب نے جو دور سے دیکھا کہ میری معشوقہ کے پہلو مین یہ

ایک شہسوار عالی مقدار حسین و جمیل پشت مرکب پر سوار عقب مین اُس آہو کے آیا کمان کیانی ہاتھ مین تھی آہو کو تیر مارا تیر کب خطا کرتا ہی دو سار ہو گیا آہو گرا وہ شہریار جھپٹ کر قریب آہو آیا قرولی کمر سے کھینچی اُس آہو کو فوراً القربانی پہونچایا ملکہ بے اختیار پکار اُٹھی فرد تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست ✤ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤ اپنے مقام سے اُٹھی جو صورت آنکھون کے آگے پھر رہی تھی وہی تصویر سامنے دیکھی صبر نہو سکا چاہا اُٹھکر استقبال کرون چند قدم چل کر لڑکھڑائی اور گری بیہوش ہو گئی نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک معشوق دلفریب براے استقبال آتی تھی لڑکھڑا کر گری بیہوش پڑی ہوئی ہی شہزادہ نور الدہر نے اپنے کو ملکہ کی بالین پر پہونچایا فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا بعد تھوڑے عرصے کے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا آنکھین کھولدین اور اپنے قریب اُس شہریار کو پایا جسکا دل جویا تھا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب دیکھا شرما کر اُٹھ بیٹھی کہنے لگی ای شہریار ہمارا دل آپ کو کھینچ لایا نور الدہر نے کہا اسوقت خود بخود دل کو بیقراری ہوئی تھی کہ اس آہو کا پیچھا کر کے آیا شکر ہی کہ تمکو پایا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا تم لوگون کے یہان ایک مہمان آیا ہی اُسکی خاطر کرو کنیزین گردآگین گلابیان لا کر رکھین ملکہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسامنے شاہزادے کے پیش کیا نور الدہر نے ہاتھ رکھدیا ملکہ نے کہا ای شہریار مین آگاہ ہون کہ چند شاہزادیان آپ پر عاشق ہین اُن لوگون نے شاید منع کر دیا ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا نور الدہر نے کہا یہ سبب نہین ہی بلکہ اسکا باعث مذہب ہی پیدا کرنے والیکا اعتقاد کرو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیین ملکہ نے کہا ای شہریار صاف تو یہ ہی کہ جب مین نے لقراط کو دیکھا حیران ہو گئی کہ یہ بھڑوا کیونکر خداوند بنا مین اسکو سجدہ نہ کرونگی جب سے آجتک مجکو اُسکے نام سے نفرت ہی آپ کے خدا کا کیا نام ہی نور الدہر نے کہا ہمارا وہ پروردگار ہی کہ جسکے نام نامی پر بناے دنیا کا مدار ہی رحیم و کریم حافظ حقیقی مالک تحقیقی ملکہ نے یہ چند کلمے سُنکر کہا اب زیادہ اوصاف نہ بیان کیجیے میرے دل کو خود اعتقاد ہوا یہ کہکے واسطے سجدے کے جھکی کہا مین نے اطاعت اسلام اختیار کی جب ملکہ نے اطاعت کی تب نور الدہر نے جام نوش کیا ملکہ نے اشارہ کیا

ای مصور عاشق و معشوق مین ہو جاے وصل
رنگ گل سے بلبل مشتاق کی تصویر کھینچ

جوش وحشت مین نہایت شوق ہی ای کوہسار
بے نکے مقناطیس میرے پانؤن کی زنجیر کھینچ

یون شبیہ اُسکی بنائی تو نے ای مانی تو کیا
لطف ہو بے ساختہ پن کی اگر تصویر کھینچ

تیرے گھر سے یار ای سطوت بگڑ کر ہی چلا
لطف یہ ہی تو بھی دل سے آہ پر تاثیر کھینچ

عنبر افشان نے کہا ای مادر مہربان وہ جو تڑپ رہی تھین وہ دیوانیان ہین الغرض دیر تک مروارید ٹھہری اور بیٹی کو سمجھایا کی مگر مروارید کا یہ حال ہی کہ رنگ رو متغیر متردد و متحیر مروارید تو گئی کنیزون نے کہا واری جب سے آپکی مادر مہربان نے طلسم کشا کی تعریفین کین اُسوقت سے آپ کا عجب حال ہی عنبر افشان نے کہا صاحبو مجھے تو یہ حسرت ہی کہ اس باغ مین اُس شہریار کو لاؤن تماشہ اس باغ کا دکھاؤن تو کیا کیفیت ہو بقول شاعر نظم

آئے جب کپڑے پہن کر باغ مین وہ یار سرخ
کیون نہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ

ہو جو منظور نظر ای یار تمکو ہار سرخ
لخت دل کے لعل اشک خون کے دو نمین تار سرخ

خون آنکھون مین اُتر آیا جو دیکھا غیر کو
ہو گئین غصے سے میری آنکھین ای دلدار سرخ

موتیون کا ہار پہنے ہی جو وہ رنگین ادا
عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ

دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو
کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

کنیزون نے کہا واری کون صورت ہی کہ وہ اس باغ مین آئین عنبر افشان نے کہا میرا تو ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اور استقبال کرکے اُس شہریار کو لاؤن شاید میرے حال پر رحم آجاے کہ وہ شہریار آنے مین عذر نہ کرے اور میرے ہمراہ چلا آے یہان تو یہ ذکر ہی مروارید اُدھر گئی عنبر افشان بیقراری کر رہی ہی ماں نے جو بالتصریح ذکر کیا ہی گویا تصویر آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین لیکن کسی پہلو قرار نہین آتا وہان نور الدہر واسطے شکار کے نکلے صحرا مین شکار کھیلنے لگے ایک آہو کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا وہ آہو جان بچا کر بھاگا طلسم کشا نے پیچھا نہ چھوڑا اُسی باغ کی پشت پر وہ آہو آکر پہونچا جان کے خوف سے جست جو کی دیوار پھاند کر باغ مین آیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک آہو پسینے پسینے ہانپتا ہوا آتا ہی وہان نور الدہر کو غصہ آیا مرکب کو جو ایڑ کی مرکب نے طرارہ بھرا چارون ٹپلیان جھاڑ کر دیوار باغ کو پھاند گیا ملکہ نے دیکھا کہ

لڑتی ہوئی نکلی میان بقراط منھ دیکھکر رہگئے مین نے راہ مین اُسے گرفتار کیا آخر وہ بوقلمون جادو کو مارکر نکل گئی طلسم کشا کے عشق مین یہ شاہزادیان مبہوت ہو رہی ہین مین حیران ہون کہ مین نے یہ کیا کیا ایسے لوگون کو اپنی اقلیم مین کیون آنے دیا اور بقراط ثانی سے وعدۂ مدد کیون کیا اب انتظام کرتی پھرتی ہون وہ لوگ نہین رُکتے چلے ہی آتے ہین صحرا لے آہوان کیسا سخت مقام تھا اُسکو طی کر آئے تو ای عنبر افشان ایک خیال رہے کہ تم اُس جوان کو نہ دیکھنا اُسکی صورت مین تسخیر سحر ہی سب شاہزادیون نے اپنے ملک کو ویران کرایا اور اُسکے ساتھ لڑ رہی ہین عنبر افشان یہ حال سنکر پسینے پسینے ہوگئی اشتیاق پیدا ہوا کہ اُس جوان کو کیونکر دیکھون جسکی صورت سحر ہی مین نے تو آجتک اپنے باغ مین مردانہ پھول بھی نہین رکھا مگر اُسکا دیکھنا ضرور ہی بقول شاعر

نظم

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش — زجان آرام برباید ز دل ہوش
زدیدن ہیچ اثر سے درمیانہ — کند عاشق کسان را غائبانہ

عنبر افشان کی یہ کیفیت ہوئی کہ مان کے سامنے ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ ای مادر مہربان کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ جوان لشکر کشی کرکے آئے اور آپ اُسپر لشکر کشی کرین اور اُسپر نگاہ نہ پڑے مین لشکر کشی مین نہ آؤنگی اپنے اسی باغ مین رہونگی آپ تشریف لیجائیے مین اب باغ سے نہ نکلونگی جو شاہزادیان کہ اُسپر عاشق ہین اُنھین کو مبارک رہے مروارید نے کہا ایک اور نیا تماشہ سنو مین جو گئی تو سُنا کہ ہر خیمہ سے صدا بلند تھی شاہزادیان تڑپ رہی تھین اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے

نظم

خط گلے پر عاشق ابرو کے بے تاخیر کھینچ — دیر کیون کرتا ہی قاتل قتل پر شمشیر کھینچ
ابرو و مژگان کا عاشق مرغ دل ہی صید گر — دوش سے لے کمان ترکش سے ظالم تیر کھینچ
عشق ابرو مین ہی دم بھر زندگی قاتل وبال — سر پہ احسان ہو جو میرے قتل کو شمشیر کھینچ
غیر کے گھر یار جاتا ہی جہان تاریک ہو — ای دل بیتاب ایسا نالۂ شبگیر کھینچ
دیکھکر قد آپ کا کہتی ہی قمری سرو سے — دار پر بیوجہ تو مجھکو نہ ای تقدیر کھینچ

مہربان آپکی محبت سے بعید ہی کہ کنیز کے قصر کی طرف سے جائیے اور مجکو سرفراز نہ فرمائیے مرواربد
اُتری مسند پر آکے بیٹھی عنبر افشان نے پوچھا ای مادر مہربان آپ کہانسے آتی ہین مرواربد
نے کہا بیٹا برائے ملاحظہ لشکر طلسم کشا گئی تھی لشکر دیکھا حقیقت مین کیا کیا سردار طلسم کشا
نے پیدا کیے ہین حیرت ہوتی ہی کہ اِن پہلوانون کو کیونکر زیر کیا جو قد و قامت مین جو صفال
عفریت مثال ہین طلسم کشا ایک معشوق پری پیکر ہی پتلے پتلے ہاتھ پانوٗن چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب جرأت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر طہماس نامے ایک پہلوان ہی
کہ دیو سے بھی بڑھکر اُسکا قد و قامت ہی زور و طاقت مین یکتا ہی لشکر طلسم کشا مین مشہور ہی
کہ طہماس کے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے اور وہ کسی سے زیر نہوتا
تھا آخر خود صاحبقران نے اُسکو زیر کیا مگر وہ مسلمان نہوا لیکن بسبب اُسکی جلالت کے
صاحبقران نے اِسپر بھی اُسکو قتل نہ کیا اور رہا کر دیا مگر عہد لے لیا کہ ہمپر کبھی خروج نہ کرنا
پھر وہ زمانہ آیا کہ لقا عنتلی آباد سے بھاگ کر کوہ آزر پر آیا شاہان آزر کوہ نے اپنے
دامن مین پناہ دی لشکر اسلام نے شکست کھائی بادشاہ بھی زخمی ہوے خواجہ عمرو لشکر کو لیکر
بھاگے طہماس نے پیچھا کیا ایک پہاڑ پر خواجہ چڑھ گئے طہماس نے پہاڑ کو گھیر لیا صبح کو یلغر کیا
اور لشکر تو پسپا ہوا مگر طہماس چلا ہی گیا قصد تھا کہ پہاڑ پر جاکر سب کو مارون کہ یہی شہریار
نقابدار گوہر پوش نکلا آیا اور طہماس ایسے پہلوان کو پہاڑ پر چڑھ کے زیر کیا مشہور ہی
کہ گیند دھڑکا کر دیا طہماس نے سوال کیا کہ اپنی صورت زیبا مجکو دکھائیے تو مین آپ کی
اطاعت کرون اُسکو جو صورت زیبا دکھائی وہ دل مین سوچا کہ بارہ برس کے سن مین مجھ
ایسے کو زیر کیا ہی یہ شخص جب جوان ہوگا تو شمشیر اسکی بے پناہ ہوگی عاشق ہوکر مسلمان ہوا
اب کل لشکر کا سپہ سالار ہی اُس جوان کو دیکھکر ہیبت ہوتی ہی کہ اسکو کیونکر زیر کیا مین لشکر مین
اُنکے گئی تھی پہر بھر کامل بصورت مبدل پھری سب سردارون کو دیکھا تیس پینتیس شاہزادیان
بے مثل و بے نظیر حسن مین ماہ منیر اُسکے جمال کی عاشق ہین ایک شاہزادی شعلۂ جوالہ ہی
بقراط نے اُسکا قلب اُلٹ دیا تھا اسوجہ سے وہ دربار مین بقراط کے آئی تھی علامہ بنسر بن غند ام
کے سحر مین تھی اُسکو جاکر اُس شہریار کے عیار نے قتل کیا شعلۂ جوالہ کو ہوش آگیا دربار سے

قید سے رہائی ملیگی شعلۂ جوالہ نے ہنسکر کہا ای شخص دعوی عشق کرتا ہی اور ہمکو اس حال مین دیکھ رہا ہی کہ زبان مین سوزن ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہین تکلیف پہونچاتے ہین زبان سے سوزن تو نکال دے کہ ہم ایذا سے بچین بوقلمون جادو بدحواس ہو رہا تھا جی مین کہتا ہی سچ کہتی ہی کہ ماران سیاہ تکلیف پہونچاتے ہونگے بس اپنے ہاتھ بڑھا کر زبان سے سوزن نکال لی سوزن جو زبان سے نکلی شعلۂ جوالہ تڑپی کہ ماران سیاہ جسم سے چھوٹ کر گرے شعلۂ جوالہ نے دونون ہاتھ اپنے ہلائے کہ دس برقین گرین بوقلمون کے دس ٹکڑے ہوگئے اندھیرا ہوگیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من بوقلمون جادو بود اُس اندھیرے مین شعلۂ جوالہ نکلی جب یہ نکل گئی تو مرواریدنے دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا بڑی بُرد نکل گئی بقراط بہت رنجیدہ ہوگا یہ سوچتی ہوئی اُٹھی طرف مکان کے پلٹی ہوئی آتی ہی راہ مین باغ عنبر بیل ہی بیٹی اسکی ملکہ عنبر افشان جادو بیٹھی ہی گرد کنیزین ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب
مجکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے می
بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہواے سرد
گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

ہوگا ہر اک قطرۂ مے رشک آفتاب
مجکو پلائے گا جو مرا مہ لقا شراب

گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

موقوف ہی اسی پہ مری زیست تا بجا
کسطرح چھوڑون ہو گئی میری غذا شراب

افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز
تو نے پلائی مجکو نہ اے دلربا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا
ہی میرے حق مین عشق ولی خدا شراب

بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہی ساقیا
کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

ملکہ عنبر افشان نے مان کو جو آتے ہوے دیکھا برائے تعظیم اُٹھی پکار کر آواز دی کہ ای مادر

سر جھکا کر جواب دیا وقت پر عرض کرونگی یہ کہکے تڑپ تڑپ کے ساحرون پر گرنے لگی کئی ہزار ساحر شعلۂ جوالہ نے مارے دریاے خون بہادیا کہ آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی نعرہ ہوا کہ منم مروارید آفت خیز نعرہ کرکے اس زور سے شعلۂ جوالہ پر گری کہ شعلۂ جوالہ کی آنکھ بند ہوگئی نورالدہر نے تیر مارے مروارید نے وہ تیر جلا دیے شعلۂ جوالہ کو لے گئی نجم نے چاہا تعاقب کرون ارسطو نے دامن پکڑ لیا کہا اے نجم تیر از دست رفتہ پلٹ کے نہین آتا مگر مروارید سناٹا بھر کے نکل گئی نورالدہر کو بڑا قلق ہوا فرمایا اے شبرنگ شعلۂ جوالہ کی خبر لاؤ اگر بن پڑے تو رہا کرکے لاؤ ہم بہت خوش ہونگے شبرنگ اُس نشان کو دیکھتا ہوا جاتا ہے مگر مروارید کے راستہ مین ایک پہاڑ ہے کہ کوہ بوقلمون اسکو کہتے ہین بوقلمون جادو پہاڑ پر بیٹھا ہے شراب چل رہی ہے بلبلا رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا مروارید ایک معشوقہ کو لیے جاتی ہے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ مروارید ذرا دم بھر کو یہان بھی ٹھہر جاؤ ایک جام شراب نوش فرماکے فوراً چلی جانا مروارید نے جو صدا بوقلمون کی سنی ہوا سے اُتر آئی پہاڑ پر آکر ٹھہری شعلۂ جوالہ کی زبان مین سوزن دیدی ہے مگر بوقلمون نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا بیتاب ہوگیا ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا جب مروارید بیٹھی تو بوقلمون نے پوچھا کہ اے ملکۂ عالم یہ نازنین کون ہے مروارید نے کہا معشوقۂ قدرت عاشق طلسم کشا مین اِسکو گرفتار کرکے لائی ہون لقراط کو دکھا کر اسکو قتل کرونگی بوقلمون رونے لگا کہا اے ملکہ مروارید ایسا نہ کیجیو ایسی معشوق پری چہرہ کو مٹا دیجیے گا ہمپر احسان کرو ہمین حوالے کردو مروارید نے کہا اگر تمسے راضی ہو تو اختیار ہے بوقلمون نے جو یہ اجازت پائی خوش ہوگیا شعلۂ جوالہ کو الگ لیجاکر سمجھانے لگا کہا اے ملکۂ عالم مین اس سرحد مین کوہستان کا حاکم ہون کیا مجال ہے کہ میری سرحد سے لشکر طلسم کشا گذر سکے وہ فوج بھیجون کہ اُنکو اُٹھنے نہ دے یہ وہ مقام نہین ہے کہ فتح کرتے ہوے چلے آئے اس اقلیم مین بڑے صدمے پہونچین گے بوقلمون جب سامنے شعلۂ جوالہ کے دیر تک ہاتھ باندھے کھڑا رہا تو شعلۂ جوالہ نے کہا کیون اے تاجدار کیا مطلب ہے بوقلمون نے کہا مین غلام اور تابعدار ہون امیدوار ہون کہ غلام کو قبول فرمائیے اور آپ کو بھی اسوجہ مین

کہ وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب شوکت وشان نورالدہر بن بدیع الزمان
آج دربار مین نہین ہین مقام پر سکندر کے یہ خرناشخص بیٹھا ہی سر اُٹھا اُٹھا کے طہماس
کو دیکھتی ہی کبھی آنکھین شاہزادیون کو ڈھونڈھتی ہین کہ وہ صاحبان مہر ووفا کہان ہین بقراط
نے نشے مین ہاتھ بڑھائے کہ شعلۂ جوالہ کو گلے سے لگا لون شعلۂ جوالہ نے بلا تکلف ہاتھ
جھٹک دیا اور ایک تمانچہ اس طرح کا مارا کہ تڑاقے کی آواز کل مکان مین پہیچیدہ ہوئی ساحران
بقراط جو بیٹھے تھے ہنسنے لگے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ کیا معشوق گستاخ ہی اب تو
قدرت نہ رہے سامری وجمشید کے بندے ہوے دیکھین مروارید کیا کرتی ہی مگر شعلہ
تمانچہ مار کر بقراط کو دل مین سمجھ گئی کہ مین کسی کے سحر مین تھی بڑی مجھسے بے ادبی ہوئی کہ
اس نامعقول کے پہلو مین آکر بیٹھی قلب پر شاہزادے کے ملال پہونچے گا شاہزادیان طعن
وتشنیع کرینگی یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک ساحر جو برابر بیٹھا تھا اُسنے کہا ملکہ کہان
چلین شعلۂ جوالہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا کئی خنجر گرے کئی ساحرون کے سر اُڑ گئے
اُسی اندھیرے مین شعلۂ جوالہ نکلی بقراط ہان ہان کرتا رہگیا شعلۂ جوالہ دور جاکر مثل ستارے
کے چمکی اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر کچھ ماش کے دانے نکالے لشکر جو بقراط کا پڑا تھا اُسپر
پھینک مارے جسپر دانہ پڑا وہ جلکر رہگیا بقراط نے چلا کر آواز دی ارے صاحبو اسکو لینا
شعلۂ جوالہ جاتی ہی نہین معلوم علامہ پر کیا گذری کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی بیرون
نے لاکر لاشہ علامہ کا سامنے بقراط کے پہونچایا بقراط غصے سے کانپنے لگا مگر بقول شخصے کہ قہر
درویش بجان درویش غصہ کرکے رہگیا مگر شعلۂ جوالہ اُس مقام پر پہونچی جہان نورالدہر
گھرے ہوے جنگ کر رہے تھے آسمان سے دیکھا کہ بارہ چودہ ہزار ساحرون کے مجمع مین
گھرے ہین تیغ طلسمی چل رہا ہی ایک ساحر خوش چشم غزال جادو نامے کھڑا سحر کر رہا ہی یہ سانحہ
جو شعلۂ جوالہ نے دیکھا آسمان سے کڑک کے گری نعرہ کیا کہ ہنم ملکہ شعلۂ جوالہ غزال پر گری
کہ غزال کے دو ٹکڑے ہوے نورالدہر نے جو شعلۂ جوالہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے
پکار کر آواز دی کہ کیون صاحب کہان تھین کیونکر رہائی پائی عیش چھوڑنے کو تو جی نہ چاہتا
ہو گا ہمارا خیال بھی نہ آتا ہو گا اب کہو کس ارادے سے آئی ہو شعلۂ جوالہ نے شرمندگی سے

کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کرو ہمراہیان نور الدہر اندھیرے مین فریاد کرتے تھے اور پکارتے تھے کہ ای خالق ارض و سما و ای رب یکتا و ای مستجیب الدعوات و ای قاضی الحاجات یہ وقت مدد ہی ہم عجب بلا مین مبتلا ہین نور الدہر نے تیغہ جو چمکایا دھوان مثل ابر کے پھٹ گیا روشنی ہو گئی یہان چند جادوگرنیان جو بلاے روزگار مثل ہماے مرصع پوش و گرداب کشتی نشین وغیرہ تھین انھون نے جو بڑھکر سحر کیے کسی کے سحر سے پھول برسے کسی نے پانی برسایا کہ ہمراہیان ساحر بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

گر کبھی وحشت مین جاتا ہون میان کوے دوست
آنکھین دکھلاتے ہین مجکو پاسبان کوے دوست

تلخی فرقت کا مرکر بھی یہ باقی ہی اثر
استخوان میرے نہین کھاتے سگان کوے دوست

عمر ہوتی ہی ہماری دشت گردی مین بسر
رشک کی جا ہی کہ خوش ہین ساکنان کوے دوست

حشر کے دن عاشقون کو جبکہ بخشیگا خدا
دیکھکر باغ جنان ہوگا گمان کوے دوست

مسجدون مین ذکر ہی باغ جنان کا عاشقو
واعظون کی بھی زبان پر ہی بیان کوے دوست

ہو گیا پامال میرا دل خبر مطلق نہین
واہ بیخود ہین کچھ ایسے رہروان کوے دوست

آرزو ہی کربلا مین جا کے سطوت موت آئے
قبر کی جا ہو بس ہر دن میان کوے دوست

ہزارہا ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکرا رہے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ قریب باغ گلفشان لشکر پہونچا تو شبرنگ باغ مین آیا ملکہ شمیمہ بھی ساتھ آئین ان سب کا باغ مین آنا گویا بہار تازہ کا نزول ہوا مگر شبرنگ بارہ دری مین آیا صندوق کھولکر علامہ کو نکالا اول خوب سمجھایا مگر علامہ نے کوئی جواب باصواب نہ دیا تب شبرنگ نے علامہ کو قتل کیا وہان دربار بقراط قہر مردار مین جما ہوا ہی مردار پر جادو کچھ انتظام کو گئی ہی اسوقت دربار مین نہین ہی ملکہ شعلۂ جوالہ قریب تخت کرسی پر بیٹھی ہی ادھر علامہ کو شبرنگ نے مارا ادھر شعلۂ جوالہ تھرتھر کانپی اور بیہوش ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا بقراط تو خوش ہی کہ یہ میرے قبضے مین آئی شعلۂ جوالہ جو گھبرائی ہوئی اُٹھی دربار بقراط کو دیکھنے لگی حیران تھی کہ مین یہان کیونکر پہونچی بقراط نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ بیہوش ہو گئی تھی اب جو ہوشیار ہوئی تو چہار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہی بہت گھبرایا اور شعلۂ جوالہ پریشان ہی

کوئی جہان مین مجھسے سوا ناتوان نہین
بیہوش ہون تحمل خواب گران نہین

پیری مین مجکو ڈرتا ای آسمان نہین
کیا میری آہ تیر نہین قد کمان نہین

اک بوسہ دیکے آپ ہی دلکو خرید لیے
بازار عشق مین مرا سودا گران نہین

مین نے شراب مانگی تو بولے بگڑکے وہ
گھر میرا می فروش کی صاحب دُکان نہین

جب پوچھتا ہون بوسہ نہ دیجے گا مجکو آپ
کس نازکس ادا سے وہ کہتے ہین ہان نہین

کیا حال پوچھتے ہین مرے درددل کا آپ
کیونکر کہون زبان سے کہ تاب بیان نہین

رخسار مثل گل ہی تو سمجھو لو نہ کبر سے
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

باغ جہان مین رہتا ہون خانہ بدوش مین
بلبل وہ ہون کہ میرا کہین آشیان نہین

مین مرگیا ہون اور وہ زندہ سمجھتے ہین
اُنکی طرح جہان مین کوئی بد گمان نہین

لب بند ہوگئے مرے سُن سُنکے گفتگو
معشوق آپ سا کوئی شیرین زبان نہین

تار نظر کا سایہ نظر آئے کس طرح
کیونکر ملے کہ اُنکی کمر کا نشان نہین

مین باغ مین وہ بلبل یکتا ہون باغبان
قابل اُجاڑنے کے مرا آشیان نہین

برہم کیا بگاڑ دیا اُنکی زلف کو
مرغوب ای صبا یہ تری شوخیان نہین

اُس شعلہ رو کے عشق نے ایسا گھلا دیا
کچھ تن مین مثل شمع مرے اُستخوان نہین

سطوت عروج کیا کسی شاعر کو ہو بھلا
اس فن کا اب جہان مین کوئی قدر دان نہین

نورالدہر لوح چمکاتے ہوئے آگے بڑھے جب آہوون نے دیکھا کہ طلسم کشتا نے نصف میدان طی کیا ایک جانب بھاگے جاکر غائب ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر کرگدن مست پر سوار اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ سحر کیا چاہتا ہی پشت پر بارہ چودہ ہزار ساحران غدار آمادۂ حرب وپیکار ہمراہ رواروی کرتے ہوے آتے ہین جیسے ہی نورالدہر پر نگاہ پڑی اُس ساحر نے پکارکر آواز دی ای جوان آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھے گا تو اپنے کو زندہ نہ پائیگا نورالدہر نے تیغ طلسمی چمکاکر آواز دی کہ او بجیا قریب تو آ اُس ساحر نے بڑھکر گولہ پھینکا قریب نورالدہر گولہ آکے پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا اُس اندھیرے مین ساحر نے ساتھ والون

کو بقراط نے سجدہ کیا اور بی شعلہ جوالہ پاس بقراط کے حاضر ہین بیچ مین ایک صحراے آہوان بنا ہاہی کہ کئی ہزار آہوان صحرائی اُس صحرا مین خوش فعلیان کر رہے ہین غیر کو اُس صحرا سے نہین جانے دیتے غلامون کو جسقدر دریافت ہوا گذارش کی نور الدہر نے فرمایا کل بعنایت پروردگار صحراے آہوان کو طے کرینگے جسکی موت آئی ہو اُسکو کون روک سکتا ہی ورنہ وہ حافظ حقیقی ہمراہ ہی لشکر مین وردیان بجین کمر بندیان ہونے لگین افسران فوج کو ہمراہ لیا رہگراے جادۂ مطلب ہوے صبح ہوتے ہی نور الدہر نے اُٹھکر نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ خداے زمین و آسمان بلند کیے عرض کی کہ ای سمیع و علیم و ای رحیم و کریم مطلب دل پورا ہوتا بمنزل مقصد پہونچانا یہ کہکر پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے لشکر نور الدہر کا تانتا بندھا ہوا ہی نور الدہر دیکھتے بھالتے جاتے ہین ہر ایک افسر سے بخلق و مروت کلام کرتے ہین مزاج ہر ایک کا پوچھتے ہوے وسط صحرا مین پہونچے تھے کہ یکایک آواز الامان بلند ہوئی نور الدہر نے گھبرا کر کہا ای شبرنگ خبر تو لو کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی شبرنگ جھپٹتا آگے دیکھا صحراے آہوان سامنے ہی دس بارہ ہزار آہوان صحرائی پھر رہے ہین جون ہی لشکر وہان پہونچا آہو جست و خیز کرنے لگے مگر کچھ آپس مین آوازین ملا کر غل مچانے لگے جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ پروردگار سے فریاد کرتے ہین انسان حیران ہو جاتا ہی اُنکی صداے وحشت خیز سے کیسا ہی آدمی سنگ دل ہو بیتاب ہو جاتا ہی مگر جتنا لشکر اُس سرحد مین پہونچا غائب ہو گیا بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہوے اب افسر غلغلہ کر رہے ہین یہ سنکر نور الدہر آگے بڑھے گھوڑے کو چمکایا دیکھا کہ سب افسر پلٹے چلے آتے ہین کئی افسر قریب آئے آقا کو دیکھکر رونے لگے عرض کی ای شہریار بارہ چودہ ہزار جوان غائب ہو گئے جنکا نشان نہین ملتا نور الدہر نے اُسی وقت غسل کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُسنے حکم دیا کہ مقام بیرون سرحد ہی اپنی عقل سے کام کرو نور الدہر بڑھے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح محفوظ کو چمکاتے ہوے صحرا مین آئے اُن آہوون نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑے ہوے قریب آئے چہار جانب سے گھیر لیا اور مُنھ طرفِ آسمان کے کرکے فریاد کرنے لگے جس سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے

نظم

گرون اور شعلۂ جوالہ کو اُٹھالون مگر بقراط شعلۂ جوالہ کو بچاتا ہی سکندر کو قریب نہین آنے دیتا جب چارطرف سے سردارون نے بلوہ کیا اہل فوج وتاجدار و ساحران غدار بقراط کا ساتھ چھوڑکر بھاگے کچھ لوگ فریاد کرتے تھے کچھ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بعضے جاکر جھیلون مین گرے غرق دریاے لعنت ہوے بقراط نے دیکھا کہ تخت میرا تنہا رہگیا مگر شعلۂ جوالہ کو وہی جوش وخروش ہی دمبدم کہتی ہی یا خداوند طلسم کشا پکڑک کر گرون کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لاؤن بقراط جواب دیتا ہی ای شعلۂ جوالہ خبردار یہ ارادہ نہ کرنا تحفجات سب اُسکے پاس موجود ہین تیغۂ طلسمی کی چمک سے ساحرون کی آنکھین جھپکتی ہین اگر تیر کوئی وار پڑگیا تو قتل ہوجاؤگی کوئی سحر کام نہ آئیگا یہ سمجھاکر بقراط نے بلک کر آواز دی کہ یا خداوند سامری وجمشید مجکو بچایئے وہ دونون تپلے جو تخت پر رکھے تھے اُن دونون نے مُنھ کھولے کہ دھوان مُنھ سے نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا نورالدہر نے بڑھکر لوح طلسمی کو چمکایا لوح محفوظ کو ہاتھ مین لیکر ہاتھ بلند کیا تیغہ چمکایا تب وہ دھوان برطرف ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت بقراط نہ پایا شعلۂ جوالہ اور تخت بقراط غائب ہوگیا کوئی افسر باقی نہین رہا باقی ماندہ فوج بے سردار الامان الامان کررہی ہی جنکے افسر باقی ہین وہ رومالون سے ہاتھ باندھکر سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے بہ اعتقاد تمام اطاعت اسلام کی تھوڑے عرصے مین کل فوج آکر حاضر ہوئی ہرایک کا قول تھا کہ آپ صاحب اقبال ہین بقراط کو مرواریدآفت خیز لے گئی اب بہتر یہ ہی کہ اُسکا تعاقب نہ کیجیے نورالدہر نے کہا جان جاتا قبول مگر بدون قتل بقراط چین نہ پڑیگا اگر وہ آسمان پر جائیگا تو اپنے کوشل آہ مظلومان پہونچاؤنگا اور اگر تحت الثریٰ مین گیا تو قطرۂ آب بنکر جذب ہوجاؤنگا ای شبرنگ ہرکارے روانہ کرو خبر مفصل منگاؤ کہ بقراط کس مقام پر گیا ہی شبرنگ نے اُسی وقت ہرکارے روانہ کیے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے آئے دعاوثناے بادشاہی بجالاے قطعہ تا سرزند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی ٭ تا نام حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی ٭ شہریار عالم کی عمر دراز رہے جب بقراط یہان جنگ مین بہت بیقرار ہوا تو مروارید آفت خیز عین وقت پر آکر پہونچی وہ اُٹھاکر بقراط کو لیگئی اپنے پاس بحفاظت رکھا خاطر مدارات ہورہی ہی سامری وجمشید

لیچلون بقراط نے گھبراکر کہا مین سامری وجمشید کا چھوٹا بھائی ہون ابر سے آواز آئی
کہ بیہودہ نہ بک اُنکا تو بندۂ مغضوب ہی دیکھ تصویر سامری آتی ہی اسکو سجدہ کر تیری مشکل
آسان ہوگی ورنہ آج ایسا گھرا ہی کہ جان بچنا دشوار ہوگی تیری بداعمالی نے سب ملک تباہ
کرائے بقراط نے پکارکر کہا مین بندۂ سامری وجمشید ہی اے مہربان جو تمنے کہا وہ ہی
مین نے قبول کیا مگر اپنے کو ظاہر کیجیے کسی طرح جان بچایئے یکایک ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک
جادوگرنی بصورت مہیب وبشکل عجیب وغریب بیٹھی ہی اور تخت پر ایک صندوق رکھا ہی
اُس صندوق پر دو تصویرین خود آواز دیتی ہین کہ اے بقراط ثانی جلد ہمکو سجدہ کر ورنہ
قتل ہو جائیگا بقراط نے ناچار ومجبور اُن تصویرون کو سجدہ کیا اُس ساحرہ نے پکارکر
آواز دی کہ اے بقراط مجکو نہین پہچانتا منم ملکہ مرواریدہ آفت خیز بقراط نے پکارکر آواز
دی کہ اے مہربان اِسوقت تیرے آنے سے روح کو راحت اور قلب کو قوت حاصل ہوئی اور
تسکین دل ہوئی مرواریدہ نے کہا اے بقراط مین اِس بلوے مین سحر نہ کرونگی لیکن تجکو ابھی
نکال لیچلونگی وہان چلکر سب سامان ہو جائیگا وہ تدبیر کرون کہ مسلمان تڑپ تڑپ کر مرین
تا بہ قلعہ مروارید نہ آسکین جو آئیگا مُنھ کی کھائیگا ذلت اُٹھائیگا دیوانہ ہو جائیگا وہ جو بڑا
شخص مشہور ہی اُسکی فکر مین ہون میری جدہ کو اُسی نے مارا آجتک جابجا ذکر ہوتا ہی سامری
وجمشید کی خدائی اُسی کے نام سے روشن تھی کیسے کیسے کارنمایان کیے جادہ الماس طلسم
بے لوح کا بنایا مگر حمزہ نے اُسکو بھی شکست کیا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ مسلمان نہ آسکین
نہ سرحد مین آئینگے اور نہ کوئی کام ہو سکے گا اِدھر نور الدہر اور صاحبقران نے دیکھا
کہ بقراط ابر سے باتین کر رہا ہی تھر کے تیلون سے جواب وسوال ہو رہے ہین نور الدہر
نے یہ شعبدہ دیکھکر پشت مرکب پر بڑی جمالی تیغ طلسمی بلند کیا سب جادوگرنیان اپنی اپنی
گاتیان باندھ باندھکر آمادہ ہوئین کہ بقراط کو گرفتار کرلین ایک طرف سے صاحبقران لڑتے
ہوے چلے ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ اور کل فرزندون کا اُسی مقام پر بلوہ ہوا مگر ملحوظ
خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ شعلۂ جوالہ پایۂ تخت بقراط پر ہاتھ رکھے ہوے سحر کر رہی ہی
اکثر اہل فوج طلسم کشا اِسکے ہاتھ سے مارے گئے کئی مرتبہ سکندر ثانی نے چاہا کہ تڑپ کر

سرخ رو حشر کو فردوس مین ہون آہ سطوت
قبر مین خاک شفا ہو جو غبار عارض

بقراط نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ تمام لشکر مین ہنگامہ ہی ساحر دیوانہ وار دوحشی مثال پھر رہے
ہین نہ سحر کرتے ہین نہ لڑنے پر آمادہ ہین ہر ایک کا قصد ہی کہ جان بچا مین بھاگ جائین بقراط
بہت گھبرایا چاہا سامنے سے نکل جاؤن دیکھا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے آتے ہین لاکھون
ساحرون کا اُمیر پر بلوہ ہی مگر دودستی تلوار مار رہے ہین اُدھر سے پلٹا چاہا پشت کیطرف
سے نکل جاؤن دیکھا بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد لڑتے ہوئے آتے ہین نقش دفع سحر گلے مین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ایک پہلو کی جانب چلا دیکھا طلسم کشا بذات خود رستمانہ جنگ کرتے
ہوئے آتے ہین اور بقراط پر نگاہ ہی سکندر ثانی نے لاکھون ساحر مارے دریا ے
سحر بنایا لاکھون کو ڈبو کے مارا سب خیمے خالی پڑے ہوئے ہین دوسرے پہلو کی طرف چلا
دیکھا رستم لڑتے ہوئے آتے ہین ہر فرزند صاحبقران کے ساتھ جادوگرنیان سحر مین کامل
ہین وہ جادوگرنیان طبقے زمین کے ہلا رہی ہین جہانگیر بھی شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہین
اب بقراط گھبرایا کہ کس طرف سے جاؤن کہان جاکر چھپون اگر اُڑ کر جاتا ہون تو سکندر ثانی
وغیرہ روکین گے طلسم کشا کا تیر خطا نہین کرتا اس سوچ مین حیران و پریشان کھڑا ہی ایسا
متردد ہوا کہ سحر بھی فراموش ہوگیا کہ دیکھا طرف سے کوہستان کے ایک ابر مروارید نگار
اُٹھا موتی برستے ہوئے ہزارہا طائر گرد ابر کے مصروف زمزمہ سرائی ہین تلوارین ابر سے
برس رہی ہین صورت ابر کی دیکھکر خوف آتا ہی کہ وہ ابر اُڑتا ہوا آیا دیر تک موتی برسے
بقراط نے پکار کر کہا کون مہربان ہی کہ جو اسوقت مین آیا یہ تو یقین کامل ہی کہ میری مدد کو
آیا ہی لیکن اپنے کو ظاہر کرے کہ مین بھی آگاہ ہون کہ کون ہی ابر مروارید نگار سے آواز
آئی کہ اے بقراط ثانی تیرے غرور نے تجکو پست کیا بیٹھے بیٹھے تیرے دماغ مین دعویٰ
یکتائی سمایا کیون اپنے کو خداوند کہوایا اب بھی خوف کر سامری و جمشید دونون پرانے
خداوند ہین ہر چند کہ دنیا سے اُٹھ گئے مگر اُنکے نام کے تحفہ جات موجود ہین وقت پر تاثیر
کرتے ہین خاک قبر مین یہ تاثیر ہی کہ کیسا ہی ساحر زبردست ہو جب وہ خاک سامنے اُڑا دیجاتی ہی
بیہوش ہو جاتا ہی تیری کس شی مین تاثیر ہی اگر تو اعتقاد سامری و جمشید کرلے تو مین تجکو نکال

سحر تاثیر نہین کرتا علم شاہ بھی شیرانہ لڑ رہے ہین بقراط ثانی تخت پر سوار ہی کل افسران فوج اسکو گھیرے ہوے ہین بقراط نے دیکھا کہ فوج اسلام بھی بیحد ہو گئی جہانگیر بھی آ کر پہونچے گھبرا گیا ہر چند اپنی فوج کو اشارہ کرتا ہی مگر فوج بیدل ہو رہی ہی شعلۂ جوالہ ایک جانب کھڑی کانپ رہی ہی ساتھ والیون سے کہتی ہی کیون صاحبو مین کیا کرون کنیزین کہتی ہین واری آپ شریک طلسم کشا ہین لہذا شاہزادیون کی شریک ہو جائیے شعلۂ جوالہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین بقراط نے جب دیکھا کہ فوج دل دہی نہین کرتی گھبرایا قلعۂ مروارید گا یاد آیا مگر دیکھتا ہی کہ ہر طرف سے سردار جنگ کرتے ہوے آتے ہین حیران ہی کدھر سے نکلون اگر بلند ہو کر جاتا ہون تو طلسم کشا قادر انداز ہی اسکا تیر خطا نہین کرتا مین قتل ہو جاؤنگا اہل فوج دنگ ہین اپنی جان سے تنگ ہین شبرنگ بن عمرو نے جو دیکھا کہ شعلۂ جوالہ ہاتھ سے جاتی ہی شمیمہ سے کہا مین جا کر علامہ کو قتل کرتا ہون کہ شعلۂ جوالہ ہوش مین آئے شمیمہ نے کہا ای شبرنگ ابھی تامل کرو یہ تو دیکھو کہ انجام کار کیا ہوتا ہی غرضکہ ہر طرف سے فرزندان صاحبقران نے دباؤ ڈالا اور بڑھ بڑھ کر شمشیرزنی کی کہ افسران فوج بقراط بھاگنے لگے سامنے آ کر سکندر و نجم و ارسطو نے سحر کیا کہ زمین کانپی ہوا سرد چلی دس ہزار ساحر مبہوت ہو گئے پہاڑون سے سر ٹکراتے تھے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے تھے اُس غل مین یہ مضمون تھا

نظم

تم اگر باغ مین دکھلاؤ بہار عارض — بلبلین گل کو کرین آ کے نثار عارض
عاشقو بوسہ پہ بوسہ وہ عطا کرتے ہین — ہم نہ کسطرح کرین دلکو نثار عارض
وہ مکدر رہتے مری خاک کا دھوکہ جو ہوا — اپنے دامن سے کیا پاک غبار عارض
سیر گلشن کو جو وہ رشک چمن جاتا ہی — بلبلین ہوتی ہین آ آ کے نثار عارض
کوچۂ زلف مین افسوس بھٹک کر آیا — جبکہ دل بھول گیا راہ دیار عارض
گورے گالون پہ تمہارے یہ نہین خط سیاہ — سایۂ زلف ہوا ہی شب تار عارض
دیکھکر حسن ترا جب سے ہوا ہی سکتہ — اب نہین آئنہ ہوتا ہی دوچار عارض
تیری پیشانی پر نور ہی روز روشن — زلف شبرنگ نہین ہی شب تار عارض
خلد سے دیکھنے کو حسن ترا آتا ہی — دل سے رضوان کے کوئی پوچھے بہار عارض

طرف سے قاسم نوجوان نعرے کرتے ہوے جس طرف جا گرے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے بدیع الزمان سے آنکھ مل رہی ہی اور ایک طرف مالک و لندھور صف شکن تیغزن اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ خون کے دریا بہا دیے ہین کہ دوسری گرد اُڑی سب دیکھنے لگے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان آکر شریک جنگ ہوے نور الدہر کو جو دیکھا کہ پرے درہم و برہم کر رہے ہین بیچ فوج پر جا پڑا جس طرف ہنگامہ دیکھا اُسی طرف رخ کیا امیر نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان بھی آگیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان جملہ در خاک کرد + ایک طرف سے لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم بمیدانی منم لندھور بن سعدان + مالک اژدر نے نعرۂ لندھور کی جو صدا سنی نیزہ اُٹھا کے نعرہ کیا نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + اگر تیغ کین برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + کہ تیسری گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن و پیل کن کشندۂ فویل ہندی و دو پیل ہندی علم شاہ نوجوان بھی آگئے رستم نے دور سے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی وہین سے نعرہ کیا نعرۂ رستم علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + نعرہ کرکے شریک جنگ ہوے پھر گرد بلند ہوئی صاحبقران حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد بصد صولت و شوکت آکر پہونچے شریک جنگ ہوے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس و جم + آکر شریک جنگ ہوے ہر ایک طرف تلوار چل رہی ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی مگر ملکہ شمیمہ بلند ہو کر آسمان پر آئی سحر کر رہی ہی جب سحر کیا ہزار دو ہزار کے سر کٹ کے گرے بحیثیت تمام نور الدہر کو دیکھ رہی ہی چہار طرف تلوار چل رہی ہی بادشاہ جمجاہ کو جو سرداروں نے دیکھا بشوکت تمام پایا ہر چند ساحر سحر کرتے ہین مگر بادشاہ پر

بلند ہوا کل لشکر نے بقراط کو دیکھا بقراط نے آواز دی ہان یارو ان سب کو قتل کرو ایک طرف سے آکر ہمارے مرصع پوش نے سحر کیا کئی ہزار ساحر بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

یار نے جب کہ مجکو بھیجا خط ۔ مین نے آنکھون پہ رکھا اُسکا خط
میرے معشوق کا جو آیا خط ۔ زندگی کا ہوا سہارا خط
نامہ بر کو وہ قتل کرتا ہی ۔ تو ہی لیجا صبا ہمارا خط
قدر گھٹ جائیگی عزو رنہ کر ۔ عارض صاف پر جو نکلا خط
سر قلم نامہ بر کا اُسنے کیا ۔ پرزے غصہ سے کرکے میرا خط
خوش بہت ہوگا قاصد اوہ گل ۔ مین نے پھولون سے ہی بسایا خط
ہاے کب دل کا حال یاد آیا ۔ لکھ چکا جب مین اُسکو سارا خط
وصل کے لفظ پہ پڑی جو نگاہ ۔ چاک اُسنے کیا ہمارا خط
اُسنے لکھے رقیب کو نامے ۔ ہاے مجکو کوئی نہ بھیجا خط
کوئی مطلب نہ رہگیا ہو کہین ۔ بیخودی مین ہی اُسکو لکھا خط
ایک گل کو جو بھیجنا ہی مجھے ۔ خط گلزار مین ہی لکھا خط
قاصد آیا جو اُسکا ای سطوت ۔ زندگی کا ہوا سہارا خط

کئی ہزار ساحر سحر سے ہمارے مرصع پوش کے اپنے لشکر پہ جا پڑے لڑنے لگے سکندر لڑتا بھڑتا آتا ہی سب شاہزادیان پشت پر نجم اختر شناس ایک طرف ارسطوے ثانی ایک طرف جب یہ لوگ سحر کرتے ہین تو آسمان سے آگ برستی ہی کبھی جھونکے ہوا کے چلتے ہین ایک طرف سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہؑ صاحبقران بہ فوج کثیر آکر پہونچے سکندر نے آکر نور الدہر کو گھوڑے پر سوار کیا صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ نور الدہر مجمع ساحران مین گھرا ہوا ہی قریب آگئے بدیع الزمان و قاسم یا توجہے ہوئے آتے تھے یا فوج کفار پہ جا پڑے لڑ بھڑ کر نور الدہر کو اپنے مجمع مین لیا اب نور الدہر لڑتے ہوئے بڑھے مگر فوج اسقدر رہی کہ مجمع سے گھوڑا بڑھانا دشوار ہی ایک طرف بدیع الزمان پشت پر کئی سو سردار ایک

علامہ تمنے سب طرح کے سحر اسکو سکھائے یہ کیونکہ سمجھی یہ تو بالکل نادان ہو دیکھو کن کن چیزون
کو پوچھ رہی ہو علامہ نے کہا یا خداوند مجھے تو اسپر ناز ہو کہ یہ آپ پر عاشق ہوئی مگر بعد فتح
اِسکو نائب کیجیے گا بقراط نے کہا وہ مرتبہ اسکا کرون کہ عالم عالم رشک کرے کل حکم و احکام
اسی کی ذات پر موقوف رہیگا سالہا سال مین طلسم تیار ہوگا ساحران نامی یہ جابجا مقرر کرین
اِن ہی کے سب احکام جاری ہون اِنکو ہر طرح کا اختیار رہی جو چاہین کرین شمیمہ نے کہا یا خداوند
مین اپنا سحر جابجا قائم کرونگی بقراط نے کہا مین تمھین سحر نہ کرنے دونگا ورنہ عزیزداران طلسم کشا
سب طرف سے بلوہ کرینگے تمھارے دشمن ہو جائینگے ہر شخص تمکو تلاش کریگا جن ساحرون کے
پاس یہ تحفہ جات تھے جب وہ مارے گئے تو یہ اشیا طلسم کشا کو ملین تحفہ چیز کا پاس رکھنا اچھا
نہین شمیمہ نے دونون لوحین اُٹھالین کہا یا خداوند یہ تو مین گلے مین پہنونگی بقراط نے کہا
بیوی تم سب کی مالک ہو مین تمھاری جان کی حفاظت کرونگا ابھی بڑا بلوہ ہوگا سکندر کو آج
مٹا کر سب رستے بند کرونگا دادا اس طلسم کشا کے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی مین
اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا شمیمہ نے کہا یا خداوند مجھے اسم اعظم کا بند کرنا آتا ہو صاحبقران سر ٹکرا
کے مرین غرضکہ لوح سے کھیلتے کھیلتے خنجر کھینچا کہا او طلسم کشا خاموش نہین رہتا مین تجکو قتل کرونگی
بقراط نے غل مچا کر کہا ارے صاحب یہ چیزین لیکر پاس طلسم کشا کے نہ جاؤ شبرنگ لینا لینا
کہکے اُٹھا کہتا ہوا کہ بی بی دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین یہ کہتا ہوا قریب شمیمہ کے آیا تیغہ خود اُٹھا لیا
کہتا ہوا کہ اس تیغہ سے قتل کرو تیغہ لیے ہوے شبرنگ نے جست جو کی قریب طلسم کشا کے
پہونچا شمیمہ نے لوح طلسمی گلے مین ڈالدی علامہ نقلی نے تیغہ ہاتھ مین دیا نورالدہر کے گلے
مین جو لوح آئی سب قید کٹ کر گری نورالدہر تیغہ ہاتھ مین لیکر اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ
نورالدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ✤ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند ✤
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ✤ عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خواندہ ✤ دیگر ز طفلی
بجرأت ہنر داشتم ✤ ظفر بر یلان عرب یافتم ✤ شہ نوجوانان لقب یافتم ✤ ساحر جو گرد تھے نورالدہر
نے لوح کو گردش دی لوح جو چمکی ساحر بھاگنے لگے نعرہ نورالدہر کی جو صدا بلند ہوئی بیرون
بارگاہ بلوہ ہوا اسکندر لشکر کو لیکر آ پڑے سکندر نے آتے ہی سحر کیا کہ زمین کانپنے لگی بقراط

شاہزادیان جو گرد بیٹھی تھین اُنکی طرف ہنس کے دیکھا کہا تم سب نے دیکھ لیا ہماری محبت کی یہ تاثیر ہو اب طلسم کشا کو بلاؤ شمیمہ نے کہا یا خداوند مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرونگی علامہ نقلی نے کہا تحفہ جات تو منگا کر رکھ لیجیے کہ طلسم کشا دیکھکر بیقرار ہو بقراط اُٹھ کے دوڑا گیا سب تحفہ جات اُٹھا لایا لاکر تخت پہ رکھے شمیمہ اُن تحفہ جات سے کھیلنے لگی بقراط نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان لوح طلسمی دمبدم نہ چمکاؤ سحر مین فرق آتا ہو شمیمہ نے لوح کو رکھدیا لوح محفوظ اُٹھالی کہا یا خداوند یہ کیا چیز ہو بقراط نے کہا یہ وہ تحفہ ہو کہ حکماے سابق نے بنایا ہو اسماے خداے نادیدہ اسمین لکھے ہین جسکے پاس ہو اسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور انھین تحفہ جات سے طلسم کشا کو شرف حاصل ہوا کہ بڑے بڑے ساحر عاجز رہے شمیمہ نے زرہ اُٹھالی پوچھا یا خداوند یہ کیا ہو بقراط نے کہا بانیان طلسم نے یہ زرہ بنائی ہو کہ طلسم کشا اِسکو پہنے کل عجائب وغرائب سے محفوظ رہے مگر بی بی اِن چیزون کو گھڑی گھڑی نہ اُٹھاؤ یہ کہکر پکار کے آواز دی کہ طلسم کشا کو لاؤ بقراط بھولا بیٹھا ہوا ہو کہ شمیمہ میرے قبضے مین آئی مین جانتا تھا کہ اس سے جب سوال کرونگا تو یہ انکار کریگی لیکن کس آسانی سے مشتاق ہوئی ہو مگر مین نے رات کو کوئی سحر نہین کیا اِسنے خواب کیونکر دیکھا شاید یہ میری کرامات کی تاثیر ہو چند ساحر گئے طلسم کشا کو لیکے آئے طلسم کشا مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوے دربار مین بقراط کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور پکار کر کہا کہ او بقراط مین تجھپر لعنت کرتا ہون بقراط نے جھلا کر کہا جو چاہو کہو اب دم بھر کے مہمان ہو بقول شیخ سعدی مثل ہر کہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آرد بگوید۔ جلادون کو بلاؤ پہلوے قصر سے ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر برہنہ ہاتھ مین لیکر آیا شمیمہ نے کہا یا خداوند جلاد کی کوئی ضرورت نہین مین اپنے ہاتھ سے اِسکو قتل کرونگی عمر بھر یاد کرے کہ بدعت کا انجام یہ ہوتا ہو کیسے کیسے ساحر اس شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور یہ سب شاہزادیان جو طلسم کشا کے ساتھ ہین جسوقت آوین تو آکر اِسکا لاشہ دیکھین یا خداوند یہ سب کہان جائینگی بقراط نے کہا یہ سب اطاعت کرینگی عہدہ ہاے جلیل پر سب کو ممتاز کرونگا کیا اِسکی قبر پر فقیر ہو کے بیٹھین گی اِسکی زندگی تک سارا جوش و خروش ہو بعد مرنے کے کون کسی کا ہوتا ہو مگر باتون پر شمیمہ کے بہت خوش ہو کہ کیا بھولی بھولی باتین کر رہی ہو کہتا ہو اے

باغ مین آپ تشریف لائے ہین مین نے سلام کیا آپ نے فرمایا کہ عرش اعلی پر چلو مین آپ کے ساتھ عرش اعلےٰ پر گئی آپ پہلے پردے مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے نکلے لاکھون فرشتے جمع تھے حوران جنان نے آکر مجھے دُلھن بنایا مین آپ کے پہلو مین بیٹھی حورین مبارکباد دینے لگین یا خداوند یہ خواب کیا دیکھا اُسوقت سے دل آپ پر مائل ہی جی چاہتا ہی کہ آپ کے پاس سے نہ ہٹون علامہ نقلی نے کہا یا خداوند مین نے ہر چند سمجھایا کہ بیٹا تامل کرو مین طلسم کشا کا خاتمہ کرلون تب چلو اسنے کہا مجکو چین نہین پڑتا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا
پردہ اُٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا

لیجا کے دام زلف مین مجکو پھنسا دیا
یارب بُرا ہو اُس دلِ خانہ خراب کا

میخانہ پر وہ جھوم کے آئی ہی پھر گھٹا
ساقی پلا دے مجکو پیالہ شراب کا

رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دئیے
دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا

اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤن مین
افسوس ہی گذر گیا عالم شباب کا

آئی جو بے ثباتی دنیا برائے سیر
استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا

بے دام بلبلون کو کرگیا اسیر کیا
صبا دنے جو عطر ملا ہی گلاب کا

زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا روئے یار کو
ٹوٹا جو بند رات کو اُسکی نقاب کا

دریا پہ میکشی جو کریگا وہ جسے حسین
حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا

امی خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون
مجکو مزہ ہی یار کی جھوٹی شراب کا

روئین نہین تصور گل مین یہ بلبلین
چھڑکاؤ ہر روش پہ کیا ہی گلاب کا

آیا نہین ہی پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر
اُس سے سوال کرنا ہی خط کے جواب کا

کانٹے پڑے ہوئے ہین ہماری زبان مین
مشتاق ہی گلا ترے خنجر کی آب کا

کیونکر منائین سب نہ مری چشم ترکی خیر
عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا

یا یا شرف جہان سے ہر اک بادشاہ پر
مسطوت بنا گدا جو در بوتراب کا

جب مین نے اسکو بہت بیقرار دیکھا تو مین نے کہا چلو قدرت کی قدمبوسی کرلو تو یا خداوند یہ مشتاق جمال ہو کر آئی ہی اب اسکے حال پر نظر مرحمت فرمائیے ایسا نہو کہ دیوانی ہو کر نکل جائے بقراط بہت خوش ہوا

ہین جو ارادہ کرینگے وہ کر کے دکھا دینگے نشان سب مین نے سمجھا دیا ہی یہ ذکر تھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا ارسطوے ثانی نے دیکھ لیا کہ گلے مین طائر کے کاغذ بندھا ہی کہا ای شہنشاہ اس طائر کو بلائیے آپ ہی کی جانب دیکھ رہا ہی سکندر نے اشارہ کیا وہ طائر کاندھے پہ آبیٹھا سکندر نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون مذکور لکھا تھا ہنسکر کہا لو صاحبو تیاری کرو صورت رہائی طلسم کشا نکل آئی یہان سب کمر بندی کرنے لگے مگر شبرنگ بہ صورت علامہ بنا ہوا اور شمیمہ بصورت اصلی چلے چند کنیزین جو سحر مین کامل تھین انکو ساتھ لے لیا تخت پر سوار ہوکر تخت اڑایا یہان دربار مین بقراط بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ لشکر طلسم کشا کو خبر نہونے پائے کہ طلسم کشا کو قتل کرون سب سردار کہ رہے ہین کہ حضور اب کیا دیر ہی آپ نے خوب انتظام کیا سب کی جان بچالی بقراط کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین شعلۂ جوالہ بھی آتی ہوگی یہان شعلۂ جوالہ جو سو کر اٹھی بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ لشکر مین کمر بندی ہو رہی ہی کسی سے پوچھا رات کو صاحبو لشکر مین پتھر برسے تھے کسی نے کہا تھوڑی دیر برسے پھر وہ پہاڑ اپنے مقام پر جاکر قائم ہو گیا ہمارے شہنشاہ بھی حیران ہین آپ کو شہنشاہ نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ سمجھی کہ اب جو جاؤنگی تو حال کھل جائیگا اور یہ جو سنا کہ سب لشکر جا پڑیگا سکندر آمادہ ہین کہ چلکر طلسم کشا کو رہا کرین شعلۂ جوالہ نے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے اڑتی ہوئی چلی دربار مین بقراط کے پہونچی بقراط خوش ہو گیا کہا لو صاحبو سحر کامل ہوا شعلۂ جوالہ نے آکر سجدہ کیا کہا یا خداوند لشکر طلسم کشا آتا ہی وہ جنگ پڑیگی کہ آپ کو قیام مشکل ہوگا سب شاہزادیان سحر تیار کر رہی ہین سکندر نے بھی خوب تیاری کی ہی نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی ہین تو نکل آئی کہ ایسا نہو مجھ پر سب مل کے بلوہ کردین وہ وہ شاہزادیان موجود ہین کہ جن سے بچنا دشوار ہوگا سکندر نے وہ سحر تیار کیے ہین کہ کل لشکر پر آگ برسے گی بقراط نے کہا طلسم کشا کو بلاؤ مگر علامہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ اُسنے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی بقراط نے دیکھا کہ علامہ اور شمیمہ آتی ہین انکو دیکھکر کلیجہ دھڑکنے لگا سردارون سے کہا عجب معرکہ ہی دل کچھ اور خبر دیتا ہی معرکہ اور کچھ ہی کہ تخت شمیمہ کا زمین پر آیا بقراط نے کہا ای علامہ ایک تو تمھارے سحر کی تاثیر دیکھی کہ شعلۂ جوالہ آگئی مگر نہین معلوم کسنے خبر پہونچادی کہ لشکر طلسم کشا کا تیار ہو رہا ہی شعلۂ جوالہ نے خبر دی ہی کہ لشکر تیار ہو رہا ہی شمیمہ نے کہا یا خداوند مین نے رات کو عجب خواب دیکھا کہ میرے

کیسی شاہزادیان حسین وجمیل اور سحر مین کامل واکمل ہین اُنمین سے کوئی ہمشکل شمیمہ کی ہوگی جسنے سحر
شعلۂ جوالہ کا مٹایا ہمارے بیر یہ سمجھے کہ شمیمہ ہے شبرنگ نے اور باتین نکالین کہا حضور شعلۂ جوالہ
کو بلا لیجیے کہ آپ کا ساتھ دے جم کر میدان مین لڑے علامہ نے کہا اب ایسا ہی سحر کرینگی اب
شبرنگ نے اِدھر اُدھر کی باتین کرنا شروع کین کبھی بقراط کی تعریفین کرتا ہی کبھی طلسم کشا کو بُرا
کہتا ہی ایسی باتین بنائین کہ آخر باتون مین لگا کر جام شراب دھوکہ دے کے دوسری کنیز کے ہاتھ
سے علامہ کو پلوا دیا وہ قاتل بیہوشی ڈالدی تھی کہ اگر قدرے دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان بلبلا کر
نکل آوین پیتے ہی علامہ گھبرائی کہا کیون شعلہ اس شراب مین کیا تھا کہ سینہ جلا جاتا ہی قلب تھرا رہا ہی
شبرنگ نے کہا حضور یہ شراب لو کشید تھی اسنے گرمی کی ذرا اُٹھ کے ٹہلیے تو مطلب حاصل ہو یہ کلمے
چند کلمے سخت کہے کہ علامہ اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چند قدم چل کے لڑکھڑا کے
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شبرنگ نے زبان مین سوزن دی اور دماغ پر پٹی بیہوشی کی
چڑھائی علامہ کو تو ایک صندوق مین بند کیا شمیمہ سے کہا مین علامہ کی شکل بنتا ہون دربار
بقراط مین چلیے جو باتین مین کرون آپ بھی ہان ہان کرتی جائیے گا آج ہی آقا کو رہا کیے لیتے
ہین مگر آپ بھی کچھ بیان کیجیے گا جس سے بقراط کو یقین ہو کہ مجھپر شمیمہ عاشق ہوئی تحفہ جات
سامنے رکھا کیجیے گا شاہزادے کو بلائیے گا فرمائیے گا کہ مین اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کرونگی تب
بقراط رضامند ہوگا شمیمہ نے کہا علامہ کی صورت بنو مین دیکھ تو لون شبرنگ اُسی وقت
گوشے مین گیا وہان جاکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا علامہ کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے جو شمیمہ
کے آیا شمیمہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور خوف سے کانپنے لگی شبرنگ نے کہا کیون حضور صورت متشابہ
ہی شمیمہ نے کہا اے شبرنگ کیا کہنا مین تو اسوقت ڈر گئی کہ مادر مہربان کیونکر آئین بقراط نہ
پہچان سکے گا اور مین بھی اُسکو حیلون مین لونگی تحفہ جات منگوا کے رکھوالونگی مگر لشکر مین خبر کردو
شبرنگ نے کہا مین جاؤن سکندر سے کہ آؤن شمیمہ نے کہا مین نامہ روانہ کرتی ہون یہ کلمے
بنام سکندر ثانی عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان شبرنگ میرے پاس پہونچا
علامہ کو پکڑ لیا اب دربار بقراط مین جاتی ہون سکندر دربار مین بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ
کچھ حال معلوم ہوا کہ شبرنگ پہونچا یا نہین پہونچا نجم نے کہا اے شہنشاہ یہ فرزندان خواجہ عمرو

پہلو سے میرے اُٹھ کے جو وہ سیمبر گیا
مین کیا کہون کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا

باد صبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا
کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا

نکلے گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو
دیوانہ تیرا ڈھونڈھنے تجکو جدھر گیا

شرما کے رخ سے ابر مین ماہ فلک چھپا
سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا

آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے
میخانہ وہ کہان ہے وہ ساقی کدھر گیا

آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین
جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا

طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرون
جو ہمپہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا

مانند صبح اپنا گریبان کرونگا چاک
تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا

اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے
وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا

بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل
دو چار پھول آکے نہ تربت پہ دھر گیا

قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے
خون گلو سے دامن شمشیر بھر گیا

آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی
خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا

آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل
میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا

لاکر قفس مین قید جو صیاد نے کیا
آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا

سطوت مین اس زمانہ کے معشوق بیوفا
دل میرا وہ فریب سے لیکر مکر گیا

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ علامہ بہت خوش ہوئی کہا ای شعلہ تونے بڑا کمال پیدا کیا شبرنگ نے عرض کی مالک کار و پیہ صرف ہوتا ہی مجھے بھی کچھ آئین بائین شائین آگیا یہ کہکے جام لبریز کیا سامنے علامہ کے لایا علامہ نے بیخوف ہاتھ بڑھا دیے جام لیا چاہا پی جاؤن مگر نگاہ تند جو شراب پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی علامہ نے کہا ای شعلہ یہ کیا ہوا شبرنگ نے عرض کی کہ عکس اسپر کسی کا پڑ گیا ورنہ آپ ملاحظہ کرتین کہ کیا مزا ملتا علامہ نے کہا ای شعلہ شکوک بڑھتے جاتے ہین تیری باتون سے دل کا نپتا ہی شبرنگ نے کہا حضور ایک جام پی لیین پھر مجکو قتل کرین فنک کیون دل مین رہے علامہ نے کہا کیا کہون جو خیال ہوتا ہی مگر نور نظر کا پاس ہی اور کیا عجب ہی کہ میرے بیرون نے دھوکہ کھایا ہو لشکر مین طلسم کشا کے کیسی

لوح مین لکھا ہی کہ بقراط یہانسے بھاگ کر قصر مروارید نگارین جائیگا قصر مروارید کا نام سنکر شمیمہ
تھرا گئی کہا اے شبرنگ بن عمرو دمامہ جادو جو بادشاہ چاہ الماس تھی یہ مروارید آسمان پر
اسکی پوتی ہی اگر اُسنے بقراط کو دامن مین پناہ دی تو اُسپر فتح پانا بہت دشوار ہی شبرنگ سنے
کہا مین خبر پا چکا ہون کہ مروارید سے بقراط نے نامہ و پیام کیا مروارید نے جواب کہلا
بھیجا کہ یا خداوند آپ آئیے یہان وہ سامان ہی کہ کیا مجال کسی کی جو آپ پر دست انداز ہو سکے
اگر سامری و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی نگاہ نہ اُٹھا سکتے شمیمہ نے کہا بڑی وجہ یہ ہی کہ وہ قلعہ
سرحد طلسم سے باہر ہی لوح وہان کام نہ آئیگی یہ جو ساحر ہمراہ ہین اِن سب کو وہ بیکار کر دے گی
شبرنگ نے کہا اے ملکہ عالم نور الدہر آقائے نامدار اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
و غرائب کے سیاح ہین مروارید کی بھی آبرو مٹے گی اُسکی بھی ساتھ بقراط کے قضا ہی تم اپنی
تدبیر کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی انشاء اللہ قلعۂ مروارید کو بھی ہلا دینگے مروارید
جادو کی بھی آبرو لین گے یہ باتین تھین کہ زور و شور سے ہوا چلی درختون کے پتے گرنے لگے
ایک ابر سیاہ زور و شور سے اُٹھا شمیمہ نے گھبرا کر کہا اے شبرنگ تم چھپ جاؤ مادر مہربان
آتی ہین یہ اُنھین کی آمد کی علامت ہی شبرنگ نے صورت کنیز کی بنکر کہا آنے دیجیے میرے خدمت
مین حاضر رہنے سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ پھٹا علامۂ نسرین عذار تخت پر
سوار کئی سو کنیزین ساتھ تخت اُڑتا ہوا آیا شمیمہ نے اُٹھکر استقبال کیا تخت علامہ زمین پر آیا
علامہ نے آتے ہی گھبرا کر پوچھا اے نور نظر آج شب کو عجب معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین تھی
وہان شعلۂ جوالہ نے سحر کیا کہ لشکر طلسم کشا کو تباہ کرون مجکو پریون نے خبر دی کہ تمنے جا کہ اُس
سحر کو برطرف کیا پر صاف صاف بیان کرتے تھے کہ بی شمیمہ تھین شمیمہ نے کہا اے مادر مہربان
آپکو دھوکہ ہوا مجھے کیا ضرورت تھی کہ اُنکے سحر کو برطرف کرتی علامہ خاموش ہو رہی اب
شبرنگ نے گلابیان لاکر رکھین کہا حضور آپ کی صاحبزادی کے برابر کوئی صاحب عصمت و
عفت نہین ہی سارے باغ کی سیر کیجیے مردانے نام کا کوئی پھول نہین رکھا میرے ہاتھ سے
شراب پیجیے سب شکوک نکل جاوینگے علامہ کچھ نہ کہ سکی شبرنگ نے بایان کھینچا سید ھا سیدھا
ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

مین تڑپ تڑپ کر جان دینگے شبرنگ نے کہا واری مین اسوقت ایک مژدہ لیکر آئی ہون اُسکو سماعت فرمائیے یقین ہو کہ دل کو ڈھارس ہو خدا نہ کرے آپ ایسا کوئی بے بس ہو مین پڑی سوئی تھی کہ خواب مین دیکھا نورالدہر یعنے طلسم کشا اس باغ مین آئے ہین اور آپ سے عذر کرتے ہین کہ اے ملکۂ عالم معاف کرو ہم حاضر نہو سکے آپ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ وہ پلٹے اور قصر ہشت پہل مین داخل ہوئے پھر دیکھا کہ یکایک صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی مین نے بڑھکر لوگون سے پوچھا کہ وہ قید تھے کسنے رہا کیا لوگون نے کہا بی شمیمہ نے رہا کیا یہ خواب دیکھکر مین چونک پڑی ملکہ نے کہا اے شعلہ تیرے مُنھ مین گھی شکر خدا ایسا کرے ایک تو کام مین نے شب کو کیا کہ لشکر کو اُنکے بربادی سے بچایا بی شعلہ جوالہ نے مسرور ہو کے وہ سحر کیا تھا کہ سب لشکر تباہ ہو جاتا مگر مین وقت پر پہونچی اُس پہاڑ کو ہٹایا لشکر کو اُنکے آفت سے بچایا ورنہ ایک نہ بچتا کسی کو خبر نہ تھی بی شعلہ جوالہ سحر کرکے اپنی بارگاہ مین بیٹھ رہین اُنکو یہ یقین تھا کہ رات بھر پتھر برسین گے لشکر والے تباہ ہو جائینگے مگر اُنکے خدا نے مجکو پہنچایا مین نے اُس ابر کو ہٹایا اب خدا ایسا بھی کرے کہ تیرا خواب سچا ہو کہ مین طلسم کشا کو بھی رہا کرون مگر ابھی تک کوئی بات عقل مین نہین آئی کہ کیونکر رہا کرونگی لبقراط ایسا ساحر زبردست موجود ہے اور مادر میری علامہ کہ جسکے سحر سے لوگ امان مانگتے ہین وہ طلسم کشا کی جانی دشمن ہو رہی ہے یہ سنکر شبرنگ قدمون پر گر پڑا کہا آپ نے غلام کو نہین پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ اری غلام کیسا کنیز ہو کر غلام بنتی ہے شبرنگ نے کہا مین شاہزادے کا عیار ہون برائے خبر نکلا تھا آپ تک پہونچا ملکہ نے کہا صورت اصلی دکھاؤ شبرنگ نے رنگ و روغن چھڑایا جب صورت اصلی دیکھی تب ملکہ نے پوچھا اے شبرنگ تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا شبرنگ نے کہا جب آپ سحر کوہ مٹانے گئین تو سکندر ثانی بیرون بارگاہ آئے تھے آپ کو دیکھکر ارسطوے ثانی نے پہچانا تمام واقف کاران طلسم شاہزادے کے ہمراہ ہین سکندر نے مجھسے کہا کہ اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ تدبیر بختہ ملکہ کو بتاؤ ملکہ نے کہا بھیا اب مجھے زیادہ تسکین ہوئی کہ تم بھی آگئے جو کہو وہ کرون شبرنگ نے کہا دربار لبقراط مین چلیے اُس سے باتین محبت کی کیجیے مجکو وزیر زادی بناکر لیچلیے مین رنگ جمالونگا تحفہ جات طلسم کشا تک پہونچ جائین پھر اور سردار بھی سب آجاوینگے قصر ہشت پہل سے لڑائی شروع ہو جائیگی

لہرا رہا ہی سنگ ہاے کلان گر رہے ہین جس مقام پر پتھر گرا اُس خیمے کو مٹا دیا ہر طرف ہنگامہ ہی سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ سحر کو مٹاؤن کہ پہلوے صحرا سے برق چمکی سکندر و نجم وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ ایک مہ پارہ نے آکر پتلے فولادی جھولی سے نکالے اُن پتلون کو چھوڑا اُن پتلون نے آکر پہاڑ کو ریلا جس مقام پر تھا وہین آکے قائم ہو گیا سکندر نے کہا اَی نجم دیکھو مددغیبی پیدا ہوئی تمنے پہچانا کہ یہ شاہزادی کون ہی نجم نے کہا حضور مین نہین پہچانتا مگر ارسطوے ثانی بولا کہ اَی شہریار مین اسے پہچانتا ہون یہ شاہزادی دختر علامۃ النسرین غدار ہی شمیمہ لالہ غدار اسکا نام ہی سکندر نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہمارے آقاے نامدار پر مائل ہوئی تیغ ابرو سے اُس جری کی گھائل ہوئی سب لوگ آمادہ رہو ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجو کہ دمبدم کی خبر ملے غنچۂ آرزو کھلے یقین ہی کہ یہی شاہزادی شاہزادہ کو رہا کرے ہم بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ لبقراط کا قاتل ہمارا آقاے نامدار ہی جو منشی قدرت نے کلک تقدیر سے صفحۂ قدرت پر تحریر کیا وہ تبدیل نہین ہو سکتا نجم نے شبرنگ سے کہا کہ اَی مہتر والا گہر خبر منگواؤ دہتر اپنے کو پاس شاہزادی کے باغ گلفشان مین پہونچاؤ اُس سے وعدہ کرو کہ امیدوار وصل رہو وہ ضرور کوشش کریگی دیکھو کس طرح آئی اور پھر جھٹ پٹ سحر مٹا کے چلی گئی ورنہ یہ ابر رات بھر برستا رہتا اتنے ہی عرصے مین کئی ہزار بندگان ندا ہلاک ہوے شبرنگ اُسی وقت بانہاے عیاری جسم پر لگا کر طرف باغ گلفشان کے چلا پتہ سکندر سے پوچھ لیا شاگردون کو حکم دیا کہ بارگاہ مین لبقراط کی حاضر رہو ہرکارون کی ڈاک بٹھادو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر پہونچاؤ ہرکارے طرف لشکر لبقراط کے گئے مگر اب اولان اول شبرنگ بن عمرو ڈھونڈھتا ہوا سامنے باغ گلفشان کے پہونچا دروازے پر چند کنیزین پھر رہی تھین ایک مرد نوجوان کی شکل بنکر شعلہ نامے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ نہایت تکلف سے آراستہ ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین پر آب پانی لاجواب شبرنگ سب تماشہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے آیا دیکھا کہ ایک شاہزادی حسین و جمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن مبتلاے غم و محن سر خم کیے بیٹھی ہی شبرنگ نے آکر سلام کیا کہا کیون واری آپ ملول و حزین کیون ہین اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرکار کو شگفتہ کرون شمیمہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا کہ اَی بوا شعلہ اب ہم کیا شگفتہ ہونگے اسی رنج و الم

کہ کیا تدبیر کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی پاس شبرنگ کے آکر پوچھا کیون بھائی خیر تو ہی کچھ پتہ ملا شبرنگ نے سب حال کہا اور کہا کہ سامنے ایک باغ ہی گلرخسارہ وہان کی حاکم ہی وہ عاشق ہوئی ہی مین گیا تھا مگر بے حصول مطلب بھاگ آیا شاپور نے سب حال سنکر کہا بھائی تم یہان بیٹھو ہم تم ملکر عیاری کرینگے ہم تمکو ضرور ساتھ لیچلینگے شبرنگ تو اُسی مقام پر بیٹھا رہا مگر شاپور شیر دل جنگل مین دوڑا دوڑا اپھر رہا ہی ایک چشمے کے قریب آکر ٹھہرا دیکھا کہ ایک جادوگر سامنے سے آتا ہی جیسے ہی چشمے کے قریب پہونچا چاہا کہ پانی پیوے شاپور نے ساحر کی صورت بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ جادوگر رکا شاپور قریب آیا کہا اے بھائی مین نے کل سے سونا جاگنا موقوف کیا ہی آٹھ پہر اسی مقام پر موجود رہتا ہون کہ کوئی بندۂ سامری آفت مین نہ مبتلا ہو اے بھائی ایک مار سیاہ آکر اسمین پانی پیتا ہی اسوجہ سے منع کرتا ہون کہ پانی ہو کر بہ جاؤگے اِن باتون مین لگا کر شاپور نے اُس ساحر کو بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کے کنارے ڈالدیا مگر جھولی جو اُس ساحر کی ٹٹولی تو ایک نامہ نکلا نامے کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اِس ساحر کا گلفروش جادو نام ہی فرستادۂ بہمن شعبدہ باز ہی اُسنے گلرخسارہ کو نامہ لکھا ہی مضمون یہ تھا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ برادر طلسم کشا تمھارے پاس قید ہی اِسی ساحر کے ہاتھ روانہ کرو ورنہ غضب خداوندی مین مبتلا ہوگی شاپور نے وہ نامہ نکال لیا اُسکو پڑھکر گلفروش کی شکل بنا نامہ لیکر چلا قصر مین گلرخسارہ کے آیا بلاخوف نامہ ہاتھ مین گلرخسارہ کے دیا گلرخسارہ نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر بہت مایوس ہوئی کنیزون سے کہنے لگی صاحبو مجھکو بڑی مشکل ہی اگر قید روانہ کرون تو دل نہین مانتا اگر نہ روانہ کرون تو بُرائی ہوتی ہی شاپور نے عرض کی اے ملکۂ عالم مجھسے تو مفصل حال بیان کیجیے مین اُسکا انتظام کرون یہ سنکر گلرخسارہ نے تمام کیفیت اپنے عشق کی بیان کی کہ اُس ظالم پر میری جان جاتی ہی مین کیونکر قید حوالے کرون شاپور نے کہا آپ جلسہ آراستہ کیجیے مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسکو راضی کر دونگا آپ نے جو جبر کیا ہی اسی جبر سے وہ خائف

گو نقاہت تھی مگر مصر مین جا ہی پہونچے — تھے جو اُس غیرت یوسف کے خریدارون مین
منفعل اپنے گناہون سے بہت ہون غفار — بخشدینا مجھے ہون تیرے گنہگارون مین
حشر مین آکے بچائینگے ائمہ سطوت — کون ہو اُنکے سوا میرے مددگارون مین

کنیزون نے مُنھ پیٹ لیا عرض کی واری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کسی کے دام گیسو مین آپ کا دل اُلجھا اور بڑا جوش وخروش ہی خدا آپ کو صبر عطا کرے مگر مفصل ارشاد فرمایئے کہ شاید کچھ تدبیر ہمسے بن پڑے ہم لوگ خیر خواہان دولت اسی دن کیواسطے ہین، کہ جب مالک پر کوئی رنج والم ہو تو اُسکو برطرف کرین شمیمہ نے کہا صاحبو مقدمہ ایسا نازک ہی کہ اُسکو زبان سے نہین نکال سکتی مگر تم سب میری خیر خواہ ہو جانتی ہون کہ صلاح نیک بتاؤگی کوئی تم مین درانداز نہین ہی کنیزین قسمین کھانے لگین کہ واری اگر ہماری کوئی جان لیلے تب بھی کوئی کلمہ بدخواہی کا زبان سے نہ نکلے ہماری عزت وآبرو سب آپکی ذات سے ہی جسطرح آپ ہماری قدر کرتی ہین ہم لوگ بھی بدل وجان چاہتے ہین کہ آپ کے واسطے جان اپنی لگا دین اور آپ کو اس رنج والم سے چھڑائین شمیمہ نے کہا صاحبو عجب معاملہ گذرا قدرت نے شعلۂ جوالہ پر سحر کیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اُس سحر کو میری مان کے سپرد فرمایا عین وقت پر میری مان کو بلا بھیجا امان نے کہا بیٹا تم بھی چلو شاید تم سے بھی کوئی کام بن پڑے جب دربار مین پہونچی تو امان کو قدرت نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم کشا کے پاس سے آگئے تم جاکر طلسم کشا کو لاؤ امان اُس طرف گیئن مین قریب بقراط کے بیٹھی رہی جبتک بیٹھی رہی وہ نگوڑا کالا کلوٹا آلو کا پٹھا سا کھو کا لٹھا بہ نگاہ محبت مجکو دیکھا کیا مین بدمزاج بیٹھی رہی کہ مادر مہربان طلسم کشا کو لیکر آئین میری جو اُس ظالم پر نگاہ پڑی تیر مژگان نے کلیجہ مشبک کیا خنجر ابروے خوندار نے ذبح کر ڈالا دل چاہتا تھا کہ اُٹھکر اسپر نثار ہون اس قید سے چھڑاؤن مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی مگر افسوس میرے سامنے اُس یوسف کنعان جرأت کو بہ سختی قید کیا تحفہ جات اپنے پاس رکھے مین جب سے آئی ہون وہی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی شہزادیو نمین بی شعلۂ جوالہ مطیع خداوند ہوئی ہین مادر مہربان بیان کرتی ہین کہ سردار اُنکا طماس نامے اپنے آقا کو گود مین لیے بیٹھا تھا بی شعلۂ جوالہ نے آکر سحر کیا کہ وہ جوان ہٹ گیا اور سب شاہزادیان دوڑ کر آئین مگر مادر مہربان بلند ہو چکی تھین

چھوڑ آپ تلاش مین چلا اول حال شبرنگ بن عمرو عرض کرتا ہون کہ شبرنگ جو تلاش مین چلا قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک شاہزادی بیٹھی ہی چند کنیزین گرد جمع ہین شبرنگ نے ایک کنیز کو اشارہ سے بلایا پوچھنے لگا یہ کون شاہزادی ہی جو باتین کرتی کرتے کنیز کو فوراً بیہوش کیا اُسکو تو گوشۂ قصر مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے پوچھا کیون شعلہ رخسارہ کہان گئی تھی عرض کی وارہی جنگل کی بہار دیکھ رہی تھی ہوا سے سرد چل رہی ہی نخلستان صحرا جھوم رہے ہین برگ سبز جھونکو لنسے ہوا کے زمین چوم رہے ہین طائران خوش الحان اپنی زمزمہ سرائی مین مصروف ہین مگر کیا باعث ہی کہ حضور کو کل سے بہت متردد پاتی ہون اُس نازنین کا گلرخسارہ نام ہی بلک بلک کر رونے لگی کہا اے شعلہ اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا ذکر محال ہی نظم

یا کبھی ان آئین نہ موے کمر یار کے بیچ
ایسے دیکھے نہ کسی گیسوِ خمدار کے پیچ

تیرے آگے نہ چلے جان سیہ مار کے پیچ
زلف پیچان سے جسے مار ہو کھا مار کے پیچ

باندھے ہین کاکل پیچان کے جو اکثر مضمون
ایسے رکھتے ہین معنی مرے اشعار کے پیچ

واہ کیا حُسن سے بال اُسنے لپیٹے سر سے
خوشنما ایسے نہ دیکھے کسی دستار کے پیچ

تیرے پھندے سے نکلنا ہی محال اے قاتل
زلف سے بھی ہین سوا رشتۂ زنار کے پیچ

آئیگا پیچ مین ہی خواہش رفعت جسکو
دیتے ہین سخت اذیت رہِ کہسار کے پیچ

کج و واکج جو ملا وادیِ غربت ناسخ
آگئے یاد مجھے کوچۂ دلدار کے پیچ

شعلہ رخسار نقلی نے پوچھا اے ملکۂ عالم خبر تو ہی کہا تو نے دیکھا کل مین نبیرۂ حمزہ کو جاکر اُٹھا لائی مین سمجھی تھی کہ طلسم کشا ہی مگر طلسم کشا پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا وہ بھائی ہی طلسم کشا کا مگر راہ مین جو مین نے دیکھا حلقہ ہاے زلف پیچان مین دل پھنسا رہا اُنکو کیسا کیسا سمجھایا مگر وہ ایسا مغرور ہی کہ اُسنے جواب سخت دیے ہین مینے عذر بھی کیا کہ تیرا ساتھ دونگی یہ مرحلۂ آخر تیرے ہاتھ سے فتح کراؤنگی مگر اُسنے نہ مانا انکار ہی کرتا ہی شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم شب کو تو مین نے دخل نہ دیا اب مجھکو حکم دیجیے کہ اُسکو سمجھاؤن راہ پر لاؤن شاید میرا کہنا مان لے اُس نازنین نے کہا سامنے قصر مین قفس لٹکا ہی تم بھی اپنی عقل آزمائی

اب ہم رخصت ہوتے ہین طہماس نے کہا آپ جائیے مین تو بیٹھا ہون مین شاہزادے کو نہ چھوڑونگا
گودمین لیے بیٹھا رہونگا یہ سنکر سکندر رگئے نجم بھی بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہنے لگا اے طہماس تم تو بیدار
ہو ہم بھی رخصت ہوتے ہین جسنے ارادہ کیا طہماس نے اُسکو رخصت دی تھوڑی دیر مین یہ سب
رخصت ہوکر گئے شاہزادیان بھی جمائیان لینے لگین طہماس نے خود کہا کہ اب آپ لوگ بھی جاکے
آرام کرین سب شاہزادیان بھی رخصت ہوکر گئین اب اکیلا طہماس گودمین نورالدہر کو لیے
بیٹھا ہے تلوے سہلا رہا ہے کہ زمین شق ہوئی علامہ نسرین غدار نے سر نکالا بارگاہ طلسم کشا مین
سناٹا پڑا ہے دیکھا ایک جوان طلسم کشا کو گودمین لیے بیٹھا ہے علامہ نے کہا اے جوان تو کون ہے طہماس
نے کہا غلام شہریار طہماس جان نثار علامہ نے کہا اے طہماس ہٹ جاؤ مین طلسم کشا کو لینے
آئی ہون طہماس نے قبضے پر ساطور کے ہاتھ ڈالا کہا او ملعونہ تیری کیا مجال ہے کہ آقاے نامدار
کو ہاتھ لگائے ایک ضرب مین دو ٹکڑے کرونگا لیجانے نہ دونگا یہ کہکے طہماس نے چاہا اُٹھون
علامہ نے سحر کیا کہ طہماس کے ہاتھ سے ساطور نکل گیا طہماس اُٹھا کہ ساطور اُٹھالون قضاے کار
نعرۂ طہماس سے شاہزادیان دوڑین سب کے آگے شعلۂ جوالہ تھی اُسوقت اندر آئی کہ دیکھا
علامہ نسرین غدار کھڑی ہنس رہی ہے طہماس چاہتا ہے ساطور اُٹھاؤن مگر قبضے پر ہاتھ نہین
پڑتا جب ساطور اُٹھاتا ہے ساطور ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر ساطور نہ اُٹھا
شعلۂ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا کہ طہماس گر کر نورالدہر سے الگ ہوا علامہ نے جھپٹ کے پنجے
کمر مین دیا نورالدہر کو اُٹھالیا اور شاہزادیان تعجب سے دیکھنے لگین کہ شعلۂ جوالہ ایسی خیرخواہ
نے شاہزادے کی دشمنی پر کمر باندھی اور ایسا سحر کیا کہ طہماس نورالدہر سے جدا ہوا اب شاہزادیون
نے علامہ پر سحر کیے مگر علامہ اِنکے سحر کو کب مانتی ہے لیکر بلند ہوگئی ہرچند شاہزادیون نے سحر کیا
مگر علامہ نے سب کا سحر دفع کردیا ملہ جو ہوا اسکندر ثانی بارگاہ سے نکل آئے دیکھا علامہ
نورالدہر کو لیے جاتی ہے سکندر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو دشمنون نے اپنا کام کرلیا اب
سحر کامل ہوچکا اب کیا ہوتا ہے کیون بی شعلۂ جوالہ تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے صاف
جواب دیا کہ مین کیا جانون کیا مین تحفہ جات کی نگہبان ہون سکندر خاموش ہو رہے سمجھے کہ اب
کہنا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوچکا سر جھکا لیا مگر نجم کو بلوایا کہا کیون نجم تم آگاہ ہوے دشمنون نے

سے مقابلہ پڑا دیوانے نے بڑے بڑے زور کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے چاہتا تھا اُٹھالون
مگر لنگر نور الدہر کا نہ اُٹھا نور الدہر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا دیوانہ بصدق مسلمان
ہوا مگر وہی حرکات دیوانے پن کے کر رہا ہی کبھی سنبھلتا ہی کبھی سوچتا ہی کہ مین زیر ہوا
اور پھر کبھی سوچتا ہی کہ مین زیر نہین ہوا اور پھر لپٹ پڑتا ہی نور الدہر پھر زیر کرتے
ہین آخر کل دیوالون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوالون کی غل پکار مگر نور الدہر نے
سب کو اُتارہ آپ داخل بارگاہ ہوے کہ خبر پہونچی شبرنگ نے آکر عرض کی کہ خوجہ
آتے ہین نام خواجہ سُنکر نور الدہر شگفتہ ہوے کہ خواجہ آکر پہونچے نور الدہر نے
پوچھا کہ کیون عم نامدار کہان تھے خواجہ نے سب حال بیان کیا کہ وہ شاہزادی یعنی
وحید نغمہ پیرا قید سخت مین تھی اُسکو شاپور نے رہا کیا اُسنے کار نمایان کیا یہ ذکر تھا
کہ شاپور بھی حاضر ہوا عرض کی ای شہریار ستم عیار ایرج نوجوان دیکھیے دست چپیونکا
یون احسان ہوتا ہی نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا شبرنگ سے اِشارہ کیا اِسکو
گرفتار کرلے چند خدمتگارون نے شاپور کو گرفتار کیا شاپور غل مچاتا ہی کہ آقاے
نامدار مین آپ کا تابعدار ہون اگر شاہزادہ والاقدر کو خبر ہوگی تو وہ آپ سے
فساد کرینگے نور الدہر نے حکم دیا کہ اِسکو قید خانے مین لیجاؤ شاپور قید ہوا اگر
ایک شاگرد شاپور ہراسے خبر آیا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ شاپور کو نور الدہر نے
قید کیا ہی اُسی وقت پلٹا جاکر ایرج کو خبر کی ایرج شعلہ مزاج یہ خبر سنتے ہی فورًا اُٹھے
سردارون نے چاہا ساتھ چلین سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آوے
جو ساتھ آئیگا اُسکو دشمن جانونگا کوئی سردار نہ ساتھ چلا ایرج کو بڑا غصہ ہی گھوڑا
اُڑاتے ہوے چلے نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ای
شہریار ایرج نوجوان آتے ہین نور الدہر بارگاہ سے نکل آئے ایرج نوجوان
دیکھتے ہی للکارے کہ او کشتی گیر زادے تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ میرے عیار
کو قید کیا ہی اِسی مین خیر ہی کہ اُسکو بلوادے نور الدہر نے حکم دیا کہ شاپور کو لاؤ غرض
خدمتگار شاپور کو قید خانے سے لائے نور الدہر نے کہا لو لیجاؤ جب شاپور سامنے

نہین دیا مگر مین سوائے طلسم کشا کے اور کسی کا طالب نہین ہون نور الدہر نے مرکب بڑھایا مگر
طہماس کہ عاشق جمال ہے آکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہے ای آقاے نامدار کل آپ نے دن بھر
جنگ کی ہے سات پہلوان مارے آج تو غلام جاکر مقابلہ کرے نور الدہر نے طہماس کو روکا
فرمایا کہ ای برادر سنتے ہو کہ وہ میرا نام لیتا ہے اپنے مقام پر طعن و تشنیع کریگا کہے گا کہ اس پہلوان کے
بھروسے پر لڑتے ہین مین بعنایت پروردگار ابھی اسکا سر لاکر دیتا ہون یہ فرماکر گھوڑا بڑھایا
جب اسپ پریوش چلا تو بدلگامی کرنے لگا نور الدہر نے ایک کوڑا مارا مرکب میدان مین
آیا معیار نے نیزہ مارا چند طعنون مین نور الدہر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھلاکر ہاتھ تلوار
کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچاکے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پہ ہاتھ رکھا دونون
آپس مین لپٹے ہوے گینڈے اور مرکب سے کود ے باہم کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین
کہ آج نور الدہر اُلجھ اُلجھ کے لڑرہے ہین ایک مقام پر نور الدہر ریل کرلے دوڑے معیار
نے چاہا پیچھے نہ ہٹون آپسمین آگے چلنے لگے نور الدہر نے قدم بڑھاکر جو رکھا وہان پر موشخانہ
تھا دونون پانؤن نور الدہر کے موشخانے مین جارہے معیار نے ہکہ مارا کہ گولہ نور الدہر
کا اُتر گیا طہماس نے جو دیکھا کہ گولہ شاہزادے کا اُتر گیا اور معیار چاہتا ہے باندھلون بس
طہماس نے وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار او قابو پرست اس حال مین آقا پر ہاتھ نہ ڈالنا ہرچند
معیار نے چاہا کہ نور الدہر کو باندھلون مگر طہماس بہت جلد پہونچا آکر ساطور مارا کہ معیار
کے دو ٹکڑے ہوے اسکا ساطور کب رُکتا ہے پڑا اور کام کیا معیار کو مار کر نور الدہر کو گود
مین اُٹھالیا لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جب آے شعلۂ جوالہ نے لوہین گلے سے اُتارین
زرہ طلسمی اور تیغہ طلسمی بھی لیا طہماس سمجھا کہ شعلۂ جوالہ خیر خواہ ہے ان تحفہ جات کو احتیاط سے
رکھے گی گولہ بٹھانے مین معروف رہا گولہ بٹھاکے پٹیان باندھین نور الدہر نے ہوشیار ہو کر
پوچھا کہ ای قوت بازو و ای زینت پہلو تحفہ جات کہان ہین کہا کہ حضور پاس شعلۂ جوالہ کے ہین
شعلۂ جوالہ نے جو سب کو غافل پایا تحفہ جات اپنی بارگاہ مین لے آئی اور لاکر صندوق مین بند
کردیے ہماے مرصع پوش نے شعلۂ جوالہ کو بلا بھیجا جب شعلۂ جوالہ آئی تو ہماے
مرصع پوش نے پوچھا کہ بوا تحفہ جات کہان ہین شعلۂ جوالہ نے کہا صندوق مین بند کر کے

ہوا کوئی ناچ رہا ہی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے مشاپور نے خنجر کھینچکر سب کو قتل کیا بارہ دری مین آیا وحید نغمہ پیرا کو قفس سے نکالا شبرنگ نے کہا ملکہ تم تو چلو ہم لوگ آتے ہین شبرنگ و مشاپور نے سب کو قتل کر کے سارا باغ لوٹ لیا لیکن وحید پر پروانہ پیدا کر کے چلی قضائے کار بہمن شعبدہ باز کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی سکان سے کہ رہا ہی کہ شبدیز شعبدہ باز جو گیا ہی اُسنے قیامت برپا کی ہوگی چند ساحر جائین اُسکی خبر لائین کہ اُسنے کیا کیا چند ساحر گئے جنگل مین لاشہ شبدیز کا پایا سب رونے لگے باغ مین آئے وہان سب کے لاشے پڑے ہوے پائے باغ مین خاک اُڑ رہی ہی ویران پڑا ہی ساحرون نے آکر بہمن سے اطلاع کی کہا وہ سب مارے گئے صرف اُسنے اِتنا کام کیا تھا کہ اسرار دیوانے کو مقابلہ طلسم کشا مین بھیجا وحید کو اُٹھا لایا عیارون نے آکر سب کو مار ڈالا اب سب کے لاشے پڑے ہین باغ ویران ہوا یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا یارو سنتے ہو اب اے سکان تم وہان جاؤ دیوانہ مقابلہ طلسم کشا مین اُترا ہوا ہی وہان جاکر اُسکو زور دو سکان نے کہا مین جاکر آفت برپا کرونگی یہ کہکر روانہ ہوئی یہان دیوانے نے لاکر طہماس کو قید کیا ہی غصے مین طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین دونون لشکر میدان مین آئے دیوانہ بھی میدان مین نکلا نور الدہر کو پکارا اگر کہتا ہی کہ اے آقا سے سرخ تیر سے زور سے مین عاجز ہون مگر تجھسے مقابلہ کرونگا نور الدہر مقابلے مین پہونچے جیسے ہی دیوانے کے سامنے آکر کھڑے ہوے دیوانہ باتین کرنے لگا کہ آندھی اُٹھی لشکر سے فریاد فریاد کی صدا آئی پلٹ کر دیکھا کہ سب اہل لشکر تباہ ہو رہے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اِس آندھی سے جان نہ بچیگی سوار و پیدل سر ٹکرا کر کہتے ہین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اِس آفت سے ہم لوگون کو بچائے **نظم**

شو بہ شکل خاک اے خاکی خموش	ہر زمان چون آب در آتش مجوش
نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی	بہر نیکی اے نکوکردار کوش
بارگی با بد بدرگاہ آہ + + +	فاسق و گندم نما و جو فروش

پر حاضر ہین نورالدہر جب برآمد ہوے تو شبرنگ نے خبر کہی کہ مرکب طلسمی بیمار ہی نورالدہر دوسرے مرکب پر سوار ہوے مگر بڑا افسوس کیا آخر مرکب اسپ پریوش پر سوار ہوکر میدان مین آئے بقراط تخت پر سوار بائیس لاکھ کا لشکر چہار طرف سے گھیرے ہوے سب افسر گرد ہین اس کروفر سے میدان مین آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ فوج دریاے آہن مین غرق آیا اور بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے ہومان تاجدار آنے مین کیون دیر ہوئی ہومان نے عرض کی کہ جابجا مسلمان فروکش ہین اور سب کا اسیطرف رخ ہی سب آیا چاہتے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا جب کوہستان کا راستہ لیا تب اُن لوگون سے بچا کل دربند سحر تسخیر ہوگئے ہر جگہ اُنھین کی عملداری ہی راہ چلنا دشوار ہی جو جس طرف سے نکلا وہ مارا گیا ساحرون نے بڑے بڑے شعبدے کیے مگر کچھ پیش رفت نہ گئی سب ساحر ہاتھ سے اُن لوگون کے مارے گئے غلام نے اپنے کو اُن کانٹون سے بچایا ہر چند کہ جانتا تھا کہ مجکو کوئی نہین روک سکتا مگر ایسے معرکے پڑتے ہین کہ وہی لوگ غالب آتے ہین بقراط خاموش ہو رہا اور ہومان تاجدار ایک طرف آکر ٹھہرا کہ دوسری گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو لاکھ فوج پشت پر بصد کروفر آکر پہونچا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ اے کیوان بلاکش کیون دیر ہوئی پہلوان نے عرض کی یا خداوند مین یہ چاہتا تھا کہ آپ تک پہونچون راہ مین فرزندان صاحبقران اُترے ہین اُن سب سے بچتا ہوا آیا ہون ہر چند کہ جس کسی سے مقابلہ پڑتا چیر پھاڑ کر پھینک دیتا لیکن آپ نے نامے مین لکھا تھا کہ میرے پاس آؤ اسوجہ سے بچتا ہوا آیا اب حکم دیجیے کہ میدان مین جاؤن طلسم کشا سے مقابلہ کرون بقراط نے کہا اچھا جاؤ اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر کیوان بلاکش نے گینڈا بڑھایا اور میدان مین آکر نعرہ کیا کہ مین طلسم کشا کا مشتاق ہون یہ سنکر نورالدہر بن بدیع الزمان نے مرکب بڑھایا ہر چند سردارون نے منع کیا کہ غلام جاکر مقابلہ کرین نورالدہر نے قبول نہ کیا مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آئے بلاکش نے نیزہ مارا ہر چند کہ نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی ستان پر لیا مگر اُلجھ اُلجھ گے نیزہ بازی کرنے لگے نورالدہر نے ایک مقام پر گانٹھ کر چھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بلاکش کے نکل گیا اُسنے تلوار ماری نورالدہر نے سپر پر تلوار کو گانٹھا گانٹھ کر ہاتھ مارا اتر بگیر

شبدیز بچو مگر شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے حلقۂ کمند کے گلے مین پڑے ہوے شاپور نے
حباب مارا شبرنگ نے منع کیا کہ بھائی اِسے نہ قتل کرنا مگر شاپور کب مانتا ہی فورًا خنجر مارا
کہ شبدیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اِسکے مرتے ہی شبرنگ گرکر بیہوش ہو گیا شاپور نے
بہ مشکل ہوشیار کیا کہا بھائی اب نکل چلو شبرنگ و شاپور ساتھ ملکر بھاگے باغ مین
بہت غلغلہ ہوا طائر آوازین دینے لگے کہ ارے عیار نے شبدیز کو مارا اب بھاگا ہوا
جاتا ہی مگر اِن دونون نے پلٹ کر نہ دیکھا راہ مین شبرنگ نے کہا ای برادر تمنے مجکو
تو رہا کیا مگر اصل جسکی رہائی منظور تھی اُسپر دست انداز نہ ہوے اب پلٹ کر چلو شاپور
نے کہا مین تمھین گرفتار کرلون شبدیز کی شکل بنکر چلون وہان چلکر عیاری کرین شاپور
بہ شکل شبدیز تیار ہوا شبرنگ کی مشکین باندھ لین کشان کشان لیکر چلا شبرنگ
غل مچاتا ہوا کہ ای شبدیز مین نے کیا خطا کی ہی جب در باغ پر پہونچے کئی ساحر نکل آئے
اُنھون نے پوچھا ای شبدیز خیر تو ہی ہمنے تمھارے مرنے کی آواز سنی تھی شبدیز نقلی
نے جواب دیا بھائیو عجب معرکہ گذرا جب مین اِسکو لیکر باہر نکلا تو یہ غل مچاتا تھا مین
نے اپنے ہمشبیہ کو قتل کرایا جب ہمشبیہ میرا قتل ہوا وہ عیار تو بھاگا یہ میرے سحر مین
تھا بیہوش ہوا مین نے اِسے گرفتار کرلیا اب یہ ہوشیار ہی مگر غل مچاتا ہی بعد اِسکے مین نے
ایک نیا کارخانہ دیکھا کہ باغ مین چار آدمی سیاہ رو کریہ منظر آئے کہتے تھے ہم اِسکو کھا
جائین گے ہم فرشتگان عذاب ہین جب مین نے منت کی کہ یہ بغیر حکم خداوند قتل نہ ہوگا
تب اُنھون نے چھوڑا ہی ایک اُن مین کہ حسین و جمیل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ ہم فرشتۂ رحمت
ہین میرے گلے پر ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو مرتبۂ لولی فلک عطا ہوا مین حیران ہون کہ مجھکو
گانے مین کیا دخل ہی بد آواز کبھی گانے کا خیال نہین کیا بھائیو چلکر سنو کہ مجھکو کیا فخر
عطا ہوا سب ساحر شاپور کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آئے کہا ہان حضور
آپکا گانا سنین بڑی خوشی کی بات ہی کہ ہمارا افسر نظر کردہ ہوا شاپور نے اُن سب کو
بٹھایا باہان بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہی یقین پہلو مین قلب و جگر دیکھین گے	اپنے عاشق کو جو وہ ایک نظر دیکھین گے

سحر نہین کیا اب سحر کرونگا سکندر کی کیا مجال ہی کہ میرے سحر کا جواب دے سکے ایک شبدے مین
دیوانہ کردونگا مذہب کی فکر نہ کرو جو جسکا مذہب ہی وہی رہیگا تحریر جادو یہ نامہ لیکر چلا یہان وہ
وقت ہی کہ طلسم کشا دنگل طلسمی پہ جلوہ فرما ہین سکندر تخت پہ کل سردار کرسیون پہ بیٹھے ہین دورہ
سردارون کا بندھا ہی کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی تحریر جادو طرف سے ابقراط ثانی کے
نامہ لیکر آیا ہی در دولت پہ حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نور الدہر نے بنجم کو اشارہ کیا کہ استقبال
کرکے لاؤ بنجم گئے اور تحریر کو لیکر اندر آئے تحریر نے جو دربار دُربار طلسم کشا دیکھا کہ آٹھ سات
سو پہلوان دنگل نشین و ساحران کرسی نشین اپنے اپنے مقام پہ بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت عیش
وعشرت آراستہ ہی تحریر نے آکر سلام کیا نور الدہر نے ایک کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تحریر
آکر بیٹھا نامہ ہاتھ پہ رکھکر پیش کیا نور الدہر نے وہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا کہا ای تحریر اس نامے
کا جواب زبان شمشیر پہ ہی سر میدان اُسکو جواب ملیگا مگر زبانی یہ جواب دینا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش
پہ رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پہ حاضر ہو دعوی یکتائی سے دست بردار ہو وحدہ لاشریک
کے سجدے مین جھکے تو ہین اُسکو سرفراز کرون اگر دعوی یکتائی کریگا تو سر میدان مقابلہ ہوگا اور
سمجھا جائیگا ای تحریر جادو اُسکو بہت سمجھانا اور کہدینا کہ ہمنے کئی سال مین تحفہ جات حاصل کیے ہین
انشاءاللہ تمپر صرف کرینگے اور سب سردارون کا لشکر آتا ہی زیادتی فوج پہ ناز نہ کرنا تحریر جادو
نے بہ الحاح تمام نور الدہر سے عرض کی کہ ای شہریار اسکو غنیمت جانیے کہ قدرت اسقدر عذر
کرتے ہین زمانۂ کثیر گذرا کہ دعوی الوہیت کیا اب یکایک کیونکر اس سے باز آئین جب حضور
سے صحبت ہوگی تب یقین ہی کہ اُنکو عبرت ہو نور الدہر نے کہا ای تحریر جادو مشکل تو یہی ہی کہ ہم ایک
مقام پہ نہین رہتے تھوڑا زمانہ گذرا کہ لشکر ہمارا اغرو بیہ باختر پہ فروکش تھا دودہ زنگی کہ چالیس
لاکھ فوج رکھتا ہی اور چار سو بیٹے کیسے کیسے بہادر صف شکن تیغزن کئی بیٹے اُسکے ہم لوگون کے ہاتھ
سے مارے گئے ہمارا ہم چشم شاہزادہ ایرج نوجوان یکہ وتنہا دربار مین دودہ زنگی کے
گھس گیا اور لقا کو اُٹھا لیا مگر اسقدر مجمع ہوا کہ زخمی ہوکر گرے ملازمون نے اُسکے چاہا کہ اُس
شیر کو قتل کرین دختر دودہ زنگی ساحرہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا کر لیگئی اُسکے یہان ایک مرکب
نایاب تھا چونکہ ایرج پہ عاشق ہوئی تھی ایرج نے دھوکہ دیکر اُسکو مارا وہ مرکب لیا اُسی پہ

اُس حور کا وصال میسر ہو کیا مجھے
مجھکو بھی بعد غیرت نہ بنائیے
اِس تیغ سے تو قتل نہ ہونگا میں نیمجان
بولے سوال وصل پہ مجھکو لگا کے تیغ
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کسطرح

تدبیر اور نہ چیز ہی تقدیر اور رہی
ترکش میں آپ کے ابھی اک تیر اور ہی
ہمراہ آپ کے کوئی شمشیر اور رہی
یہ تو فقط جواب تھا تقریر اور رہی
دام اور رہی وہ زلف گرہ گیر اور رہی

شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین آوارہ مزاج اشعار مذکورہ گاتی ہوئی آتی ہی شبرنگ نے جو اُسکی صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا قریب اُس نازنین کے آیا اُس نازنین نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی شبرنگ نے اپنا اصلی نام بتایا نام سُنتے ہی اُس نازنین نے کہا میرے ساتھ چلو شبرنگ اُس نازنین کے ساتھ ہوا تھوڑی دور جا کر ایک باغ ملا اُس باغ میں شبرنگ داخل ہوا پھولوں کی بو جو دماغ میں آئی اور زیادہ ہوش اُڑے ایک نخل کے نیچے جو شبرنگ پہونچا ایک طائر نے آواز دی کہ وہ آپہونچا اُسی نخل کی بیخ سے ایک زنگی نکلا اُسنے شبرنگ کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں شبرنگ ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے پھر رہا ہی کہ شبدیز ٹہلتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے ساکنان باغ اسکی حفاظت کرنا شبرنگ تو اِس بلا میں مبتلا ہوا مگر ایرج نوجوان کہ صحرائے پُرخار میں فروکش ہیں لشکر گران ساتھ ہی کہا اے شاپور خبر تو لاؤ کہ اب قصر ہشت پہل کتنی دور رہی شاپور تلاش میں قصر ہشت پہل کی نکلا اُسی صحرا میں پہونچا پھرتا ہوا اُس باغ میں آیا دیکھا نئی بات ہی کہ شبرنگ مقید باغ میں پھر رہا ہی ہر چند کہ قید ہی مگر خوش و خرم گل و غنچے کو دیکھکر ہنس رہا ہی شاپور سوچا کہ کسی کے شعبدے میں پھنسا ہی اگر اِسکو رہا کیا تو میرے آقا کا نورالدہر پہ احسان ہوگا یہ سوچکر ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھا کہ نخل سے ایک طائر اُترا زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک ساحر کی شکل بنکر ٹہلنے لگا شاپور نے ایک جادوگر کی شکل بنکر اُس سے ملاقات کی کہا کیوں بھائی اِس عیارہ کا کیا انجام ہوگا اب تو یہ قید ہی اُس ساحر نے کہا اے بلاکش

پر سوار ہوا وسط لشکر مین ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی گرد اُس بارگاہ کے بائیس لاکھ ساحر فروکش ہوے نورالدہر نے اُسی طرح لشکر کو لیکر سکندر کو تخت پر سوار کر لیا نجم و ارسطو وغیرہ ہنس و مرغہاے زرین و اژدہاے فیل سر پر سوار ہوکر چلے لکہ ہاے ابر آسمان پر بہ رنگ ہاے مختلف یعنے سرخ و سبز و زعفرانی و سیابی و طلائی چھائے ہوئے ہین رعد کی گرج برق کی چمک کسی سے مینھ برس رہا ہو کسی سے بارش آتش اژدہاے کلان قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین بہادران نامی و پہلوانان گرامی پشت ہاے مرکب پر سوار عقب طلسم کشا سات سو نقارہ گڑگڑاتا ہوا نقیب کئی سو زربفتی جوڑے پہنے ہوے آگے آگے لشکر کے اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہوے چلے آتے ہین بقراط دربارگاہ پر کھڑا ہوا آمد لشکر طلسم کشا دیکھ رہا ہو کہ رہا ہو اس لشکر کو آنے تو دو یون مٹادون کہ کسی کا نام نہ باقی رہے نورالدہر بن بدیع الزمان کرو فر مذکور سے مقابلہ بقراط مین آکر اُترے نازنینان مہجبین مین شعلۂ جوالہ سب کے آگے بڑھی ہوئی تھی اہتمام کرتی ہوئی اور پکارتی ہوئی کہ او بقراط اس فوج کثیر پہ گھمنڈ نہ کرنا طلسم کشا ایسا شیر دلیر ہی کہ جسنے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا اور بڑے بڑے ساحران نامی کو للکارا سوچ اور خیال تو کر کہ جو شاہان مغرور تھے وہ کیا ہوے جو اپنے نزدیک صاحب تخت و تاج تھے وہ دو گز کفن کو محتاج رہے ذرا بہ نگاہ غور ان اشعار کو سُن لے پھر تجھے اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہی سوچ تو سہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان کیا ہوے مجبور و ناچار عیش دنیا کو چھوڑ کر مرے پیوند خاک ہوگئے

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہمنے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

شعلۂ جوالہ نے بڑھ بڑھ کے یہ اشعار پڑھے بقراط ثانی نے خود سحر کیا ہی کہ ہزار ہا طائر

جاکر آفت برپا کرتا ہون وہ رنگ جماؤن کہ طلسم کشا کو یہان تک آنا دشوار ہو اسی رنگ مین سب کو پکڑ لاؤن گا اور اُن چار دن شاہزادیون مین جسکا نام وحید نغمہ پیرا ہی اور وہ سب مین زیادہ حسین ہی اے ملکۂ عالم وہ تو میری منسوبہ ہی اُسکو ضرور لاؤنگا یہ کہکے اُٹھا برائے انتظام طلسم کشا چلا راہ مین آکر ایک قلعہ بنایا اسرار دیوانہ کہ نہایت زبردست ہی اُسکو طلب کیا بلاکر کہا اے اسرار دیوانہ مقابلۂ طلسم کشا مین جائیگا اسرار نے کہا اے افسر جاکر چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا یہ کہکے چیخ ماری کئی ہزار دیوانے صحرا سے آکر موجود ہوے اُنکو ساتھ لیکر زنجیر ہلاتا ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلا یہان طلسم کشا فروکش ہین اور ارادہ ہی کہ مرحلے پر جاؤن کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے شہریار ایک دیوانہ حضور کے مقابلے مین آیا ہی نورالدہر نے فرمایا کہ دریافت کرو اُسکا نام کیا ہی شبرنگ تو برائے دریافت چلا مگر اسرار دیوانہ اِدھر اُتر رہا تھا یکایک وحشت ہوئی چوبدست تولی دیوانون کو آواز دی دیوانے سامنے آئے سب کو لیکر چلا کہتا ہوا کہ سامنے لشکر دشمن اُترا ہوا ہی اور مین چین کردن یہ کہتا ہوا چلا لشکر پر نورالدہر کے آپڑا اُسوقت لشکر نورالدہر تیار نہ تھا اہل لشکر اپنی اپنی جگہ پر تھے قتل ہونے لگے طہماس کہ اپنے خیمے مین بیٹھا تھا اپنے مقام سے اُٹھا ساطور اُٹھا لیا اُسوقت پہونچا کہ دیوانہ لڑ رہا ہی جو سامنے آیا اُسے قتل کیا اور چوبدست اِسکی جسپر پڑی وہ برابر اٹھا ہوکر رہگیا طہماس نے للکارا کہ او دیوانۂ مجہول کہان جاتا ہی دیوانے کو جو للکارا دیوانہ پلٹ پڑا طہماس کو سنبھلنے نہ دیا ایک چوبدست لگادی طہماس پر جو چوبدست پڑی طہماس لڑکھڑا کر گرا دیوانے نے دوڑ کر چنگل مارا طہماس کو اُٹھا لیا اور لے بھاگا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ طہماس کو دیوانہ لیے جاتا ہی نورالدہر تیغۂ طلسمی پکڑ کر اُٹھے سب سردار ساتھ اُٹھے مگر نورالدہر کو خبر اُسوقت ہوئی کہ جب دیوانہ نکلگیا لشکر مین آکر دیکھا کہ کئی ہزار لاشے پھڑک رہے ہین نورالدہر کو بڑا قلق ہوا فرمایا مرکب لاؤ سردار سب کھڑے ہین نورالدہر کو بہلا رہے ہین مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت بگڑے ہوے ہین کہتے ہین

سکندر نے جواب دیا تو اسی لائق ہی یہ کہکے ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے تھام لون کہ وہ چارون
پریزادین ہان ہان کرکے لپٹنے لگین سکندر کے ہاتھ مین کڑا آہن کا تھا وہ کڑا ہاتھ سے
نکالکر ایک پریزاد پر کھینچ مارا اُس پریزاد کا سر پھٹا دوسری نے بڑھکر چاہا کہ سکندر کا ہاتھ تھام
لون سکندر نے ایک لات ماری اُسکی ہڈیان ٹوٹ گئین تیسری نے زلفون کا کوڑا بناکر چاہا کہ
سکندر پر مارے سکندر نے زلفین تھام کر ایک جھٹکا مارا اور اُسکا سر کھینچ لیا چوتھی چیخ مارکر
بھاگی وہ معشوقہ تخت نشین ہاتھ باندھکر اُٹھی کہا ای شہنشاہ مین وہی کنیز ہون اِن شفتلون نے
جیسا کیا ویسا پایا سکندر نے کہا تخت سے اُٹھ یہ کہکے بال پکڑے ہوئے کشان کشان اُس
قصر سے لیکر نکلے تھے کہ پہلوے قصر سے ایک زنگی نکلا اُسنے سکندر پر ہاتھ تلوار کا مارا سکندر
نے اُس نازنین کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیا اور زنگی پر کھینچ مارا دونون کے استخوان چور چور ہوگئے
وہ قصر گراز مین کانپنے لگی سکندر نے ہڈیان اُس نازنین کی لیکر اُن چارون پتلون کے عضوہاے
پارہ پارہ پر مارین کہ وہ چارون پتلے پھر زندہ ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصے مین بڑے بڑے
دیو بنکر تیار ہوے وہ چارون سکندر کو دعائین دیتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ نے ہم مُردون
کو زندہ کیا ہم ممنون احسان ہوے جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سکندر نے وہی حکم دیا کہ ان
پہاڑون کو اُٹھاؤ چارون پتلے غرق زمین ہوے چاہتے ہین کہ پہاڑون کو اُٹھا لین کہ پہلو
سے آواز آئی کہ ای عفریتان خونخوار دیکھو تو کون آتا ہی اُن چارون نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ
پہلوے کوہ سے ایک سازندہ سارنگی بجاتا ہوا اور یہ اشعار گاتا ہوا پیدا ہوا

النظم

کہون کیا ہمدمو ہی عشق اک لیلی شمائل کا — عجب ہی اند لون کچھ حال اپنی وحشت دل کا
چلا سینہ سے اُنکے گیسوون مین جب کہا دل نے — بہت ہون ناتوان دشوار طی کرنا ہی منزل کا
وہ ہمکیش ہمسن رہیگی روح بھی وحشت بعد مرنے کے — مرا ساقی اگر ہوئے گا ساغر مری گل کا
ہدف تیر نگہ سے کرکے منھ پھیرا ستمگر نے — نہین دیکھا گیا اُس سے تڑپنا جب مرے دل کا
ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکہ — ہو اُنکو مبارک ای صنم لینا مرے دل کا
کبھی آیا نہ وہ عیسی لحد پر فاتحہ پڑھنے — ستم ہی بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا
کیا تھا امتحان ہم و ناز ل جب تیر مژگان کا — بنایا اُس کمان ابرو نے تھا تودہ مرے دل کا

اور یہ بھی سب جانتی تھین کہ علامہ بلاے روزگار ہی یہ ادنا سا اُسکا سحر تھا کہ شعلۂ جوالہ کا دل اُلٹ دیا ہرچند کہ وہ عاشق جمال طلسم کشا ہی حسن مین بھی یکتا ہی مگر ایسی بدحواس ہوئی کہ تحفہ جات لا کر دیدیے اور اب آمادہ ہی کہ لشکر طلسم کشا کو برباد کرے دون یقین ہی کہ اب کوئی سحر لشکر پر کریگی مگر سکندر ثانی ایسا کامل و اکمل اُنکے لشکر کا بادشاہ ہی کہ وہ سحر کو روک لیگا تو صاحبو بتاؤ مین کیا کرون سب نے کہا کہ واری ہماری صلاح یہ ہی کہ بقراط سے محبت کیجیے اور کسی تدبیر سے تحفہ جات لیکر طلسم کشا کو پہونچائیے شمیمہ نے کہا پہلے اسکی تدبیر بتاؤ کہ شعلۂ جوالہ کو روکون ایسا نہو وہ لشکر تباہ کر دے تو باعث خرابی ہو ایسے عظم و شان سے لشکر طلسم کشا آیا کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے بقراط کو بھی خوف پیدا ہوا اگر یہ لشکر تباہ ہو گیا تو پھر یہ سامان طلسم کشا کو ممکن نہو گا سب نے کہا ہم جا کر خبر لائین شمیمہ نے کہا بوا مین تم سب کی کنیز ہون اس مقدمہ مین کوشش کرو جو کہو مین دینے موجود ہون سب نے کہا واری ہماری جان آپ کے ساتھ حاضر ہی روپیہ کا ہمکو لالچ نہین ہی گلنار نامے کنیز اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین جا کر لشکر کی خبر لاتی ہون ملکہ نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتار کر گلنار کو پہنا دیا اور کہا کہ ای گلنار جلدی جاؤ خبر لیکر آؤ دیکھو لشکر پر کیا گذری گلنار پر پرواز پیدا کر کے چلی یہان لشکر طلسم کشا مین ہنگامہ ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی مگر سکندر ثانی نے سب کو تشکین دی ہی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا ہی مگر نجم سے کہہ رہا ہی کہ بی شعلۂ جوالہ کی خبر لو نجم نے کہا حضور جو حال ہو گا وہ کھل جائیگا یہ ذکر تھا کہ وہان شعلۂ جوالہ اپنی بارگاہ سے نکلی ایک نخل پر آکر بیٹھی سحر کرنے لگی سامنے ایک پہاڑ تھا سحر کر کے اُسکو اُڑایا وہ پہاڑ آسمان پر آیا ہوا از ور سے چلی سنگ ہاے کلان گرنے لگے جب ہزار دو ہزار کے سر پھٹے تو لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی گلنار اُسی وقت آئی تھی یہ ماجرا دیکھکر پلٹی آکر شمیمہ سے کہا کہ واری لشکر پر پتھر برس رہے ہین شمیمہ اپنے مقام سے اُٹھی ایک کوٹھری کھولکر چند تیلے فولادی نکالے جھولی مین ڈالکر چلی مگر شعلۂ جوالہ سحر کر کے اپنی بارگاہ مین آبیٹھی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہی کہ رات بھر مین لشکر تباہ ہو جائیگا کوئی خرد و کلان امان نہ پائیگا جب لشکر مین غلغلہ ہوا چند ہرکارون نے سکندر کو خبر دی کہ حضور لشکر پر پتھر برس رہے ہین سکندر نے کہا ای نجم تمنے دیکھا جو مین کہتا تھا وہی پیش ہوا مگر ابھی نکلکر اس سحر کو مٹاتا ہون یہ کہکے سکندر باہر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ وسط آسمان پر

کے پھینک دو ایک ایک دیو ایک ایک پہاڑ کی جانب چلا قصد کیا تھا کہ غرق زمین ہو کر چارون پہاڑون کو سر پہ اُٹھالین کہ یکایک اُنھین پہاڑون سے چار جوان خوشرو تیغہ ہاے برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے نکلے اور آواز آئی کہ اے شہنشاہ ہمکو شرم آتی ہے کہ آپ کا سحر باطل کرین مگر آپ نہین مانتے ہم مجبور ہین لیکن یہ چارون دیو اُن چارون جوانون پر جا پڑے اور چاہا کہ چنگل مار کر چارون کو کھالین کہ اُن چارون نے نام بقراط ثانی کا لیکر تلوارین چمکائین عکس جو تلوارون کا اِن دیوزادون پر پڑا اقدا اِنکے چھوٹے ہونے لگے تھوڑے عرصے مین وہی دو دو ہاتھ کے تپلے تھے اُن چارون جوانون نے اِن چارون کو چور نگ کیا کہ اندر سے درہ ہاے کوہ کے ایک آواز خوشنما ایسی آئی کہ جس سے یہ اشعار عاشقانہ پیدا تھے

نظم

بے سمجھے عاشق مژہ یار ہو گیا — یہ تیر ہاے دل سے مرے پار ہو گیا
مُنہ رکھکے چشم یار پہ غش آگیا مجھے — نرگس کا پھول سونگھ کے بیمار ہو گیا
صحت ابھی مجھے ہو دکھا شکل اے مسیح — فرقت مین تیری صاحب آزار ہو گیا
اِن گلرخون کے عشق مین کھائے ہین اتنے داغ — سینہ ہمارا غیرت گلزار ہو گیا
عاجز ہوے طبیب نہ سوجھی کوئی دوا — ایسا مین تیرے ہجر مین بیمار ہو گیا
بے اذن ہر جو مصحف عارض کو چھو لیا — گیسو لٹک رہا ہے گنہگار ہو گیا
دیکھے جو پھول سے ترے رخسار باغ مین — بلبل کی آنکھ مین گل تر خار ہو گیا
قاتل نے بہر قتل جو تلوار کھینچ لی — عاشق بھی جان دینے کو تیار ہو گیا
سودا گیا فساد مٹا درد سر گیا — قاتل کو دے کے سر مین سبکبار ہو گیا
وہ مہروش جو ہو کے خفا اپنے گھر چلا — دن ہجر کا نظر مین شب تار ہو گیا
اُلجھن بڑھی قرار نہ آیا کسی طرح — زلفون مین اُسکی دل جو گرفتار ہو گیا
دعوی بے مثالی صورت جو مٹ گیا — وہ آئنہ کی شکل سے بیزار ہو گیا
روئے مرے جنازے پہ آتا جو آئے وہ — چلنا بھی دو قدم اُنھین دشوار ہو گیا
حسن بتان کو دیکھ کے یاد آگیا خدا — غفلت بڑھی جو عشق کی ہشیار ہو گیا
آخر کو زہر کھالیا سطوت نے ہجر مین — اس درجہ اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

اپنا کام کر لیا ارسطوے ثانی نے کہا اے شہنشاہ مین روز اول سمجھ گیا تھا کہ شعلۂ جوالہ پر کوئی اُفتاد پڑی ہے وہ اب ظاہر ہوا سارے لشکر کو خبر ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سب افسران فوج اپنے اپنے مقام پر کہتے تھے یارو غضب ہوا یہ بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ شعلۂ جوالہ ہوش مین نہین ہے سحر مین مبتلا ہے جب تو اُسنے تحفہ جات دیدیے سکندر نے جو یہ ذکر سُنا سردارون کو منع کیا کہ یہ ذکر نہ کرو ایسا نہو کہ وہ اور زیادہ کچھ فساد کرے اور خفا ہو کر چلی جائے تو زیادہ مشکل ہو گی سب لشکر مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے سکندر نے سب کو تسکین دی کہ یارو نہ گھبراؤ پروردگار مالک ہے وہ معین مدد کریگا انجام بخیر ہو گا یہ کہکے سب کو سمجھایا کُل سردار خاموش ہوے لیکن سب کو تردد ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہو وہان بقراط بیٹھا تھا کہ علامہ آکر پہونچی نورالدہر کو پیش کیا بقراط نے حکم دے کر آہنگرون کو بلایا جسم پر نورالدہر کے قید آہن و قید سحر آراستہ کی قید خانہ مین نورالدہر کو بھیجا سب تحفہ جات اپنے ہی پاس رکھے کہتا ہے کہ اب مجکو کسی کا اعتبار نہین ہے مگر دختر علامہ جمال نورالدہر دیکھکر بہت بیقرار ہوئی اور مان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی تمام باغ خار خار معلوم ہوتا ہے سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے کہا واری ہم حضور کو بہت متردد پاتے ہین ہمسے تو حال بیان کیجیے کہ اسوقت مزاج کیسا ہے شمیمہ لالہ عذار رونے لگی کہا صاحبو کیا حال پوچھتے ہو میرا یہ حال ہے کہ دل بیقرار ہے نظم

ابر آیا تو عجب عید ہے میخوارون مین — لو مبارک ہو بہار آئی ہے گلزارون مین
اسقدر ظلم و ستم خوب نہین عاشق پر — آپ ہو جائین گے مشہور ستمگارون مین
اس زمانے کے عزیزون مین نہین ہے اُلفت — ہے اگر کچھ تو محبت کا مزہ یارون مین
ہین رقیبون پہ سدا لطف و عنایات و کرم — اک ہمین ہین فقط اے جان گنہگارون مین
کھوٹے دامون بھی کوئی تمکو نہ پوچھیگا یار — رشک یوسف ہو پھرو روز نہ بازارون مین
محفل وعظ سے کیا کام ہمین اے واعظ — زندگی اپنی بسر کرتے ہین میخوارون مین
بلبلین ہر ورق گل پہ رقم کرتی ہین عشق — شکل خامہ ہے اسیوجہ سے منقارون مین
گر ابھی تو نگہ لطف و کرم سے دیکھے — جان آجائے مسیحا ترے بیمارون مین
مثل فرہاد ترے عشق مین سر کو پھوڑا — دل کی وحشت جو کبھی لگگئی کہسارون مین

کچھ ادائی سے کیا کرتے ہو عشاق کو قتل
غیر ہمراہ ہین آئے ہو عیادت کے لیے
قد موزون پہ نہ قمری کہین عاشق ہو جائے
رحم لازم ہی تمھین یار کہ ہون نزار و نحیف
کیا مری آہ رسا نے ہی دکھائی تاثیر
غیر کے کہنے سے کیا آگیا ہی دل مین غبار
نہ خطا مین نے کوئی کی نہ کیا مین نے گناہ
تمنے تو کھائی تھی اغیار سے ملنے کی قسم
مین فقیر آپ کا ہون کام نہین شاہی سے
فرقت ساقی مہر و مین ہی نفرت دل کو
روز کہتے ہو یہ مجھسے کہ مرے گھر سے نکل
میرے کہنے سے نقاب اُلٹو جہان ہو روشن
کیا کسی عاشق گیسو کے ہی مرنے کا ملال
زندگی بھر تو جنون نے مجھے عریان رکھا
جسکو دل مین نے دیا جان بھی ہی خوش ہو کر
اُسکی فرقت مین زمین چاہیے پڑ رہنے کو
ظلم جو مجھپہ وہ کرتا ہی اُٹھاتا ہون مین
یار تک خود خط شوق اُڑکے پہونچ جائیگا
شکر کرتا ہون توکل مین سدا اے سطوت

عارضی حسن پہ تم آپ سے باہر کیون ہو
تم لگاتے دل بیمار پہ نشتر کیون ہو
تم خرامان تہ شمشاد و صنوبر کیون ہو
شکل دکھلاؤ پھراتے مجھے دردر کیون ہو
ہاتھ کو دیر سے رکھے ہوے دلپر کیون ہو
بے سبب مجھسے مری جان مکدر کیون ہو
خود بخود مجھسے خفا اے مرے دلبر کیون ہو
سامنے میرے بلاتے اُنھین دلبر کیون ہو
تاج کیا چیز ہی ممنون مرا سر کیون ہو
آشنا لب سے ہمارے لب ساغر کیون ہو
جان جان تمسے جدا عاشق مضطر کیون ہو
مُنھ چھپائے ہوے تم اے مہ انور کیون ہو
تم پریشان کیے زلف معنبر کیون ہو
قبر پر بعد فنا پھولون کی چادر کیون ہو
پھر عزیز اُس سے محبت مین مجھے سر کیون ہو
چین سے کام نہین حاجت بستر کیون ہو
پھر خفا مجھسے مرا یار ستمگر کیون ہو
دل بیتاب پہ احسان کبوتر کیون ہو
گو گنہگار رہون کم رزق مقدر کیون ہو

شب بھر یہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کا وقت ہی صداے مرغ سحر آرہی ہی کل شاہزادیان بیٹھی ہین چہرے آفتاب عالمتاب ایک ایک حور وش لاجواب نجم اختر شناس لغمان گوہر پوش کو دیکھ رہا ہی کہ چہرہ خجلت دہ مہتاب دونون عارض گل گلاب کہ یکایک افسران فوج باہر سے چیختے ہوے آملے اور کہا اے شہریار عجب معرکہ گذرا یہ صحرا جو سامنے ہی اُسمین نخل بہت تھے رات بھر مین

رکھے ہین ہماے مرصع پوش خاموش ہورہی شب کو جو سوئی وہان بقراط نے ایک دستک دی ایک طائر سبز رنگ آیا کہا جا کر شعلۂ جوالہ کو بلا لا وہ طائر اُڑتا ہوا خیمہ شعلۂ جوالہ مین آیا سرہانے بیٹھکر کچھ آواز دی شعلہ نے سر اُٹھا کر طائر کو دیکھا طائر نے مُنھ پر مُنھ رکھد یا مثل انسان کے کہا کہ آپ کو خداوند نے بلایا ہی شعلۂ جوالہ اُٹھی اور اُسی طائر کی پشت پر سوار ہوئی وہ طائر لے اُڑا بارگاہ مین بقراط کے لایا بقراط نے جو شعلہ کو دیکھا اپنے تخت سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم آیئے مین آپ کا مشتاق تھا شعلہ نے کہا یا خداوند سب کام کر لیا ہی اب حکم کی دیر ہی بقراط نے پوچھا تحفہ جات کہان ہین شعلہ نے کہا میری بارگاہ مین صندوق مین بند ہین مین نے سب چیزین قبضے مین کر لین بی ہماے مرصع پوش نے پوچھا تھا مین نے کہدیا کہ میرے پاس ہین بقراط نے کہا مین طلسم کشا کو بلاتا ہون تم اُن تحفہ جات کو لے آؤ شعلہ اُسی طرح طائر پر سوار ہو کر گئی اشیاے مذکورہ لا کر بقراط کو دیے بقراط نے پکار کر آواز دی اے علامۃ النسرین غدار جلد آکر حاضر ہو یہی وقت ہی یہ ذکر تھا کہ سب نے دیکھا ایک تخت ہوا سے اُڑتا ہوا آیا علامہ بصد شوکت بیٹھی ہی پہلو مین ایک مہ پارہ سیمین عذار برق رخسار کبک رفتار شیرین گفتار ہی بقراط نے گھبرا کے پوچھا اے علامہ یہ مہ جبین کون ہی علامہ نے ہنسکر کہا قدرت نہین پہچانتے یہ شمیمہ لالہ غدار آپکی کنیز ہی عمر بھر مین یہی تو ایک بیٹی نصیب ہوئی تمام شعبدے اپنے اسکو تعلیم کیے اسطرح کا سحر کرتی ہی کہ تارے آسمان کے توڑ لائے آفتاب و مہتاب زمین پر کھینچ لائے اسکے دام زلف سے رہائی غیر ممکن ہی جسنے دیکھا دیوانہ ہوا لاکھون کو اسنے مارا سب کا خون اسکے سر پر ہی دیکھیے آنکھین سرخ ہو رہی ہین اگلی مرتبہ میدان مین یہی جائیگی یہ شاہزادیان جو شریک طلسم کشا ہین جسپر نگاہ ڈالیگی وہ دیوانی ہو جائیگی اسی حال مین یہ گرفتار کر لیگی پھر نہ سنبھلنے دیگی بقراط بہت خوش ہوا دل مین تھا کہ اپنے واسطے کہون کہ اے علامہ اسکو بخدمت قدرت چھوڑ دو ہم اسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے مگر پھر خیال کیا کہ ابھی اس سے مطلب ہی شاید آزردہ ہو جائے بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ سوچ کر خاموش ہو رہا کہا اے علامہ تحفہ جات تو میرے پاس پہونچ گئے اب نورالدہر کو اُٹھا لاؤ یہ کہکر علامہ تڑپ کر بلند ہوئی آسمان پر جا کر زمین پر آئی دو لون پاؤن مار کر غرق زمین ہوئی یہان وہ وقت ہی کہ طماس سر نورالدہر آغوش مین لیے بیٹھا ہی جب دو پہر شب گذری تو سکندر نے کہا اے طماس

عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی	تیر مژہ چلا کے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا مین منہ کا ہمین ہوگیا گمان	جھالے جو پہنے زلف کے پاس اُسنے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع ترا جوے آب ہے	دیکھی نہین ہے ایسی طراوت زبان مین

زرنگار جنگل مین پہونچا درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے ہاتھ زرنگار کا پکڑ لیا کشان کشان درۂ کوہ مین لیگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگار جادو بود بہمن نے سر اپنا پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا میرا معین مارا گیا مین یہ سمجھا تھا کہ زرنگار کو واسطے قتل کے لیے جاتا ہے ورنہ روک لیتا کیا مجال تھی جو لیجاتا ساحرون نے کہا حضور بد اقبالی ہمکو اور آپکو گھیرے ہوے ہے فوج طلسم کشا کس زور وشور سے لڑ رہی ہے لاکھون کا کھیت ہوا دیکھیے سب بڑھتے چلے آتے ہین یہ لوگ کسی کے روکے سے نہ رکین گے تیس شاہزادیان کس زور وشور سے لڑ رہی ہین لاکھون ساحر دیوانے ہوگئے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپ ان سحرون کو تو دیکھیے بہمن نے دیکھا سامنے سے کئی ہزار ساحر بلبلاتے ہوے آتے ہین کسی کی زبان پر نام شعلۂ جوالہ کا ہے کوئی نام ہماے مرصع پوش کا لیتا ہے کوئی غل مچاتا ہے کسی کا قول ہے کہ گرداب کشتی نشین پر ہماری جان جاتی ہے بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ابر سحر برسا یا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوش مین آگیا سکندر نے دیکھا کہ کئی ہزار ساحر یا تو بد حواس ہو رہے تھے یا ہوش مین آگئے پشت پر بہمن کی جمع ہوگئے کہتے تھے اپنے افسر کو بچائین بہمن سحر کرنے لگا جب سحر کرتا ہے ہزار دو ہزار پر سے سحر اُتار دیتا ہے تھوڑے ہی عرصے مین سب ساحر راہ پر آگئے سکندر نے للکارا کہ او بیحیا آہن سرد را کوفتن چہ فائدہ دار دیہ کہکے کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو اُڑا کے سحر کیا کل لشکر پر مینہ برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ پھر دیوانہ ہوگیا لاکھون جادوگر خاک اُڑانے لگے غل مچاتے پھرتے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو بہمن کو قتل کرو کہ مہلت پاوے ایسا نہو کہ یہ بیحیا لڑوا کر قتل کرائے اب بہمن اپنے ساتھ والون سے بھاگا سکندر نے للکارا کہ او بیحیا کہان جاتا ہے ہم تیری فکر مین ہین بہمن نے چاہا کہ نکل جاؤن جسطرف بھاگا تھا دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے ہے دوسری طرف بھاگا دیکھا اسقدر درخت جنگل مین ہین کہ راستہ بند ہے تیسری طرف چلا اُس طرف دیکھا کہ شیر وگرگ چلے آتے ہین اب تو گھبرا گیا چوتھی طرف پلٹا دیکھا طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین تیغہ طلسمی ہاتھ مین جرأت بات بات مین

تلوار گری سپر کو کاٹ کر جو گری مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے دوسرا پہلوان نکلا ساران دود کش پہر بہر کا مل لڑا نورالدہر نے اُسکو بہی مارا سات پہلوان مقابلۂ نورالدہر مین آئے اور ہاتھ سے اُس شیر بیشۂ جرأت کے مارے گئے بقراط نے زانو پر ہاتھ مارا تاجدارون سے کہتا تہا کہ آج وہ معرکہ ہوا کہ میرا قلب کانپ گیا ان پہلوانون کے نام فتح لکھی تھی مگر معلوم ہوتا ہی ابہی سحر پختہ نہین ہوا جسدن سحر پختہ ہو جائیگا اُسدن شعلۂ جوالہ کام کریگی کہ دیکھنے والے حیران ہو جائینگے مگر مین نے یہ معاملہ ملکہ پیکان کمان کش کے سپرد کیا ہی یہ کہتا ہوا طبل امان بجوا کر پلٹا سردار رنگ جنگ نورالدہر دیکھکر دنگ ہو گئے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ قدرت نے کیا تجویز کیا ہی کون صورت فتح کی نکلے گی بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہتا ہی یارو جو کچھ ہوگا دیکھ لینا پیکان کمان کش وہ ساحرہ ہی کہ سحر کو اُسکے دیکھنا سحر اُسکا کلیجہ مین اُترجاتا ہی وہ کار نمایان کرے کہ ہر ایک کو حیرانی ہو طلسم کشا کو مثل زلف پریشانی ہو وہ معرکہ پڑے کہ سکندر ثانی حیران ہو یہ ذکر تہا کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند معیار چوب گردان تین لاکھ فوج سے آیا ہی کہتا ہی میرے نام پر طبل جنگی بجے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگا چیر پہاڑ کر اُنکو پہینک دونگا کہ معیار خود حاضر ہوا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے بقراط نے نام پر معیار کے فوراً طبل جنگی بجوایا شبرنگ دوڑا ہوا سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے آیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ✤ گل چرخ تا بد چو روشن چراغ ✤ نگین سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✤ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی معیار چوب گردان نامے پہلوان آیا ہی اُسکے نام پر طبل جنگی بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دوبالا کرے نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بہی طبل جنگی بجے یہان بہی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین بقاعدۂ قدیم آئے صفین آراستہ ہوئین معیار چوب گردان نے گینڈا اپنا بڑھایا بقراط سے اجازت لیکر میدان مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان واے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مین وہ شخص ہون کہ جس معرکہ مین گیا فتحیاب رہا کبھی کسی سے

یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے ہماے مرصع پوش کے آئے دست بستہ آکر کھڑے
ہوے کہنے لگے اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو کچھ حکم ہو وہ بجا لائین آپ کی اطاعت
سے سر نہ اُٹھائین ملکہ نے اِشارہ کیا کہ اِن بیحیاؤن کو قتل کرو آپس مین لڑو بھڑ دیہ سنکر
ساحر بہ جوش وخروش لڑنے لگے بھائی کو بھائی باپ کو بیٹے قتل کرنے لگے ایکطرف سے
سکندر ثانی بھی سحر کر رہے ہین ساحر دیوانہ وار وحشی مثال لڑ رہے ہین کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ نجم اختر شناس کاہن زبردست اُڑا ہوا آتا ہی کہ
دوسرے پہاڑ سے حکیم ارسطوے ثانی کا نعرہ ہوا اِن دونون نے جو آکر دیکھا
کہ بادشاہ ہمارا لڑ رہا ہی اور ہماے مرصع پوش مجمع مین ساحرون کے گھری ہین
آتے ہی دونون نے سحر کیے کئی ہزار جادوگر مار کر گرا دیے ہماے مرصع پوش نے
جو ساحرون مین گھری تھی آواز دی اے سرداران طلسم کشا کیا کہنا تمہارے ہی آنے کی
دیر تھی خوب وقت پر آئے مگر اِسوقت پروردگار ہمارے آقاے نامدار کو بھی
پہونچاے ملکہ یہ دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہمن وغیرہ نے دیکھا
کہ ایک طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی نظم از دامن دشت کوہ اورنگ +
گردے برخاست تو تیارنگ + از دامن دشت آن غباری + رخسارہ نمود شہریاری + دیکھا سب نے کہ نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار
فوج بے حساب پشت پر نعرے کرتے ہوے آتے ہین سکندر نے دیکھکر آواز
دی اے ملکۂ عالم آقاے نامدار بھی آپہونچے ہماے مرصع پوش نے جو دیکھا
خوش ہو گئی شکر پروردگار کرنے لگی نور الدہر نے آتے ہی کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری دس لاکھ کمانین کاندھون سے اُترین دس لاکھ تیر کمانون سے رہا
ہوے سینون پر کافرون کے جا جا کر پڑے توڑ کر پشتون کو پار گذرے ساحر
مر کر گرے لاشون کے انبار ہوے ساحرون کو مار کر شاہزادہ نور الدہر طرف
بہمن شعبدہ باز کے چلے بہمن نے جو دیکھا کہ نور الدہر میری طرف آتے ہین
گھبرا گیا اور اپنے بھائی سے جو افسر فوج ہی اور اِسکا بھی نام زرنگار ہی کہا بھائی بھاگو

سوار ہوکے میدان کارزار مین آئے بہمن بن دودہ کئی دن سے میدانداری کر رہا تھا اور بہت سے سردار اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے سر میدان آکر اُسکو مارا تو اے تحریر اپنے قدرت سے کہنا کہ اسکو غنیمت جانے کہ ہم پناہ دیتے ہین ورنہ سب مرحلہ جات ہم طی کرکے آپہونچے ہین اب سر میدان مقابلہ ہی سکندر ثانی بادشاہ لشکر نور الدہر جھلا کر بول اُٹھا کہ اے تحریر جا کر قدرت سے اپنے کہدینا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر سر میدان سمجھا جائیگا مین وہی ہون جسکو تونے کئی سال قید رکھا انشاءاللہ سر میدان اسکا معاوضہ کرونگا تحریر یہ سنکر بہت حیران ہوا وہ جو نامہ بھٹا پڑا تھا وہ اُٹھا لیا اور کانپتا ہوا باہر آیا درگہ سالار نے پوچھا اے نامہ دار کیا کیفیت گذری نامہ دار نے کہا افسوس کا مقام یہ ہی کہ مین نے بہت کچھ سمجھایا مگر طلسم کشا نے نہین قبول کیا یقین ہی کہ لڑائی پڑے سر میدان سمجھا جائے طلسم کشا جنگ پر آمادہ ہین اسر میدان مقابلہ ہوگا درگہ سالار نے کہا کہ جس امر کے لیے تم آئے تھے افسوس ہی کہ وہ مراد نہ پوری ہوئی یہ کہ سُنکر تحریر روانہ ہوا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی بقراط نے کہا خیر ہمنے حل مشکل کرلی اب طلسم کشا گرفتار ہوکر آیا چاہتے ہین مین تدبیر کرچکا ہون مجکو منظور یہ ہوا تھا کہ اگر وہ اصلاح قبول کرین تو مین سحر اُتار لون جو انتظام سوچا ہی وہ نہ کرون اب وہ انتظام کرلونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو امر جاسوسی پر لگے ہوے تھے بخدمت نور الدہر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ اے شہریار بقراط نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور — اوڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

نور الدہر سو کر اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی در دولت

شرر کے ساتھ مری آہ مین ہی لخت جگر — کہ پھول ہی نہین اِس نخل مین ثمر بھی ہی
وہ مستعد ہو مرے قتل پر مبارک ہو — کھینچی ہی تیغ تو باندھے ہوے کمر بھی ہی
چھپاؤن دل کو کہان اُنکی ترچھی نظرونسے — خدا بچاے کہ تیرون کا رُخ اِدھر بھی ہی
جو اپنے واسطے سامان عیش مین کرتا — بھلا بتاؤ قضا سے مجھے مفر بھی ہی
جہان مین ایسے حسین پر ہی شیفتہ سطوت — کہ رشک مہر بھی ہی غیرت قمر بھی ہی

بہمن نے تیر وکمان ہاتھ مین لیا ہماے مرصع پوش کو دار پر لٹکا یا شبرنگ بن عمرو کو بھی دار پر لٹکا یا بارہ ہزار تیر انداز پہلو مین بہمن کے آکر کھڑے ہوے بہمن نے تیر بجر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار تیر انداز آمادہ ہو گئے شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہمارے آقاے نامدار کی ہمکو صورت دکھادے یقین ہی کہ موت ہمکو لیکر آئی ہی ہماری جان بچنا دشوار ہی مگر ہماے مرصع پوش کو جو دیکھا کہ دار پر لٹکی ہی شبرنگ کا کلیجہ مُنھ کو آگیا تڑپنے لگا اور دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے کہ اے خالق کارساز و اے مالک بے نیاز ہماے مرصع پوش کو بچالے اِس آفت سے نجات دے اِسوقت مین مدد کر نظم

می کند کلک قدرت تقدیر — ہر زمان تازہ نقش نو تحریر
آدمی را اشرف تو بخشیدی — خاک را لطف کردی نور منیر
مرحمت کردہ تو انسان را — دولت علم و دانش و تدبیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت — سجدۂ عجز می کنند ہر پیر
ذات پاک تو ہست عالم غیب — واقف و محرم و علیم و خبیر
عرش و فرش و بلندی و پستی — یافتہ از تو صورت ہستی

شبرنگ بلک بلک کر دعا کر رہا ہی بہمن بھی کمان کو کھینچ رہا ہی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف صحرا کے دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہی اے ہماے مرصع پوش اب زندگی مین جمال جہان آرا شاہزادے کا دیکھنا نصیب ہوگا یا نہین لیکن بہمن نے کمان کھینچی بارہ ہزار کمانین کھنچ گئین اور تیر رہا ہوے عقاب تیر پر کھول کر چلے قریب

گرد قصر چیخ مار رہا ہی ایک طائر زعفرانی رنگ نے نکلکر شعلۂ جوالہ کے سر پر سایہ ڈالا دوسرے سے
آکر ایک منقار اُسکے سر پر ماری کہ طائر زعفرانی جل گیا وہ خاک سر پر شعلۂ جوالہ کے گری سکندر وغیرہ
نے کچھ اسکا خیال نہ کیا مگر جسوقت سے خاک گری شعلۂ جوالہ یا تو تڑپ رہی تھی بقراط پر طعن و تشنیع
کر رہی تھی یا خاموش ہو گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی صاحبو حقیقت مین بقراط ثانی نے بڑا لشکر جمع کیا
خدا ہم سب کو بچائے پروردگار روز سیاہ نہ دکھائے ساتھ والیان کہتی ہین واری طلسم کشا صاحب
تحفہ جات مالک لوح ہی لباس طلسمی زیب جسم مرکب طلسمی زیر ران شعلۂ جوالہ نے کہا صاحبو اگر یہ چیزین
بقراط کو پہونچ جائین تو کیا ہو سب نے کہا حضور یہ ناممکن ہی شعلۂ جوالہ نے کسی کو کچھ جواب
نہ دیا پوچھا ہماری بارگاہ استاد ہوئی کنیزون نے کہا وہ سامنے بارگاہ گلنار آپ کی استاد ہی تشریف
لیچلیے شعلۂ جوالہ ٹہلتی ہوئی پاس طلسم کشا کے آئی کہا اے شہریار براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون کہ
اگر مناسب ہو تو بقراط ثانی سے اصلاح کر لیجیے نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم تم ایسی بات کہتی ہو
یہ ملعون دشمن خدا ہی اسکا قتل ہی کرنا بہتر ہی انشاء اللہ جسدن طبل جنگی بجے گا اُسدن تماشہ دیکھنا
انشاء اللہ تعالے اگر صف مین نہ جا کے اُسکو قتل کیا تو نام اپنا نور الدہر نہ پایا اگر لشکر گران ہی
تو کیا کریگا شعلۂ جوالہ خاموش ہو رہی کہا حضور کو اختیار ہی براہ خیر خواہی عرض کیا آیندہ حضور
مالک ہین سکندر نے قریب آکر نور الدہر سے پوچھا کیون حضور شعلۂ جوالہ کیا کہتی ہی نور الدہر نے
کہا سب طرح خیر و عافیت ہی آپس کے کچھ ذکر تھے سکندر نے کہا اے شہریار اگر بقراط اصلاح کا ارادہ
کرے تو قبول نہ فرمایئے گا نور الدہر نے کہا اے سکندر تم خاطر جمع رکھو مین بے مسلمان کیے اُسکو
نہ چھوڑونگا اگر مسلمان ہوگا تو اُسکی اصلاح قبول کرونگا سکندر بھی خاموش ہو رہے بقراط ثانی
جو بیٹھا دربار مین اسکے سترہ سو ساحران نامی جمع ہین بقراط نے پکار کر کہا یارو ایک ساحر چاہتا
ہون کہ نامہ میرا لیکر پاس طلسم کشا کے جائے تحریر چاہ دو کہ تاجدار ہی اپنے مقام سے اُٹھا واضح
ہو کہ اسکو اپنی زبان درازی پر بڑا ناز ہی کہا یا خداوند جو فرمایئے طلسم کشا سے کلام کر آؤن بقراط
نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے طلسم کشا مناسب یہ ہی کہ کل طلسم پر تمہارا قبضہ ہو گیا اب قصر ہشت پہل
میرے قبضہ مین ہی اور جو اس قصر کے متعلق کے مالک ہین لہذا مجھ سے تعرض نہ کرو کوچ کر کے چلے جاؤ
مین بھی تمہارے ساتھ بُرائی نہ کرونگا ورنہ وہ جنگ پڑیگی کہ عمر بھر یاد کروگے اتنا مین نے

لاؤ جب قفس ہمارے مرصع پوش کا سامنے بہمن کے آیا دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہی

نظم

طرفہ مستی مین نظر آیا جہان دخت رز ۔ ہی زمین دور شیشہ آسمان دخت رز

بزم مین باتین رہین دیر پر وہ ہر میخوار سے ۔ سوج ساغر بنگئی گویا زبان دخت رز

عاشقون کا دل نشانہ میکدے مین کیون نہو ۔ تیر ہین موجین لب ساغر کمان دخت رز

کیون نہ اے پیر مغان مستی مین ہم سجدے کرین ۔ خشت خم گویا ہی سنگ آستان دخت رز

خم مین ڈالے محتسب نے جبکہ شیشے توڑکر ۔ نشے مین ہم مست سمجھے استخوان دخت رز

لے لیے شیشے کے منھ کے ہمنے بوسے شوق مین ۔ مالگیا مجھ مست کو گویا دہان دخت رز

کام کیا دیر و حرم سے ہی جوانی مین انھین ۔ مست رہتے ہین گداے آستان دخت رز

جب سے پیری آئی مین نے ترک کردی میکشی ۔ اب نہین گھر مین مرے ملتا نشان دخت رز

کس قدر فصل بہاری نے دکھایا ہی اثر ۔ واعظون کی ہی زبانون پر بیان دخت رز

گلیان کرتا ہی مو سے جب ہمارا مست نازہ ۔ صاف بنجاتے ہین دندان استخوان دخت رز

قطرہ قطرہ می ٹپکتے دیکھکر وقت کشش ۔ یوسف دل نے کہا ہی کاروان دخت رز

عاشق و معشوق دونون فصل گل مین ہین عجب ۔ رتبہ دان میری وہ ہی مین قدردان دخت رز

دل تڑپتا ہی ملے کیونکر جوانی مین مجھے ۔ طرفہ اے سطوت نظر آئی ہی شان دخت رز

جوش و خروش ہمارے مرصع پوش کا دیکھکر بہمن شعبدہ باز غصے ہوا کہا یارو دیر نہ مانگی اِسکو بھی قتل کرو جو لوگ ملکہ کے حسن پر مست تھے وہ کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے صاحبو طلسم کشا کیا خوش نصیب ہی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ملی ہین اپنے اپنے گھرون کو ویران کر کے لشکر طلسم کشا کو آباد کیا ہی دل تر دو منزل طلسم کشا کو شاد کیا ہی اب دیکھو بہمن ایسا ساحر اتنی بڑی سلطنت رکھتا ہی اور کیسی خوشامد کر رہا ہی مگر وہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہی جان دینا گوارا ہی یہ نہین منظور رکہ عصمت مین فرق آئے وہ جو سنتے چلے آتے تھے وہ آنکھون سے دیکھا کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید زرنگار نے کہا یارو انصاف سے بولو کہ طلسم کشا کا مثل بھی ہی صورت زیبا اور طلعت

تڑپ کر دیکھنا اکدن نکل جائیگا سینہ سے ‏— بہت مشکل عزیزون کو ہوا ہی تھامنا دل کا

ہمیشہ سر بکف رہتے ہین یہ شوق شہادت ہی ‏— پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا

کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ ‏— خوشی سے ہی شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا

رہا محروم نظارے سے مجنون ہائے غش آیا ‏— ہوا اسے جبکہ پردہ اُڑ گیا لیلی کی محمل کا

جنون یہ نجد مین کہتا تھا اُلفت اسکو کہتے ہین ‏— دل مجنون نہین نقشہ ہی یہ لیلی کی محمل کا

بہار آئی ہی پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہی ‏— بہت ہی بےطرح ہی رنگ وحشت مین مرے دل کا

ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے ای سطوت ‏— الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

اس سازندے نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ سکندر جھومنے لگے اور جھوم کے زمین پر جھکے ایک سنگریزہ اُٹھا کر کھینچ مارا کہ ساز کے تارون سے آگ نکلی وہ سازندہ بھی جلنے لگا چارون دیوزاد غرق زمین ہوے چارون پہاڑون کو سر پر اُٹھایا چارون پہاڑ سر ٹکرانے لگے صبح ہوتے ہوتے ایک ساحر مہیب قوی ترکیب درۂ کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ ای سکندر تمہاری قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر جھپٹا کہ پہاڑون کو روکو ن سکندر للکار کر اُسکے مقابلے مین آئے اُس ساحر نے نعرہ کیا منم سنگبار آفت خیز سکندر تو ہٹ گئے چارون دیوزادون نے پہاڑ چھوڑ دیے وہ چارون پہاڑ سر پر سنگبار کے گرے کہ استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سنگبار آفت خیز بود اب وہ وقت آگیا تھا کہ

نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا ‏— لباس فلک لاجوردی ہوا

موذن اذان سے ہوے بہرہ مند ‏— ہوا بانگ اللہ اکبر بلند

لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ‏— اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

سارا لشکر نور الدہر کا شب بھر کمر باندھے کھڑا رہا نور الدہر پشت مرکب طلسمی پر سوار رہے وہ پہاڑ وغیرہ غائب ہو گئے کہین تپھر کا نشان بھی نہ تھا سامنے قصر ہشت پہل معلوم ہوتا ہی برج بارے اُسکے مثل سورج کے چمک رہے ہین ہزار ہا پریزادین دُر در گوش مرصع پوش قصر پر کھڑی ہوئی کہ رہی ہین یا خداوند بقراط ثانی قصر سے نکلے سنگبار آفت خیز مارا گیا بقراط اندر سے نکلا تخت

قتل کرین اِس عذاب سے اِسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین
اور اِسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کمزور ہو جائیگا بہمن نے اِس بات کو قبول کیا
ملازمون کو حکم دیا کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو رات ہی سے بیرون قلعۂ
زرنگار دار بن اِستادہ ہونے لگین جلادون کے جاؤ ہین تمام قلعۂ زرنگار مین ہلڑ
ہو کہ عیار طلسم کشا گرفتار ہوا صبح کو قتل کیا جائیگا شبرنگ دیکھ رہا ہو کہ ہر ایک
ساحر بیرے خون کا پیاسا ہو رہا ہو شراب چل رہی ہو سب ساحر خوش ہین ہر ایک
کا قول ہو کہ اب طلسم کشا کو کہین کی خبر نہ ملیگی یہ مخبرون کا سردار ہو بڑے بڑے کام
اِسنے کیے قمقام ایسا ساحر اِسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر ہمارے افسر نے کیا ہوشیاری
کی کہ ایسے مکار کو گرفتار کیا ساحر دوڑے دوڑے پھر رہے ہین مگر قضاے کار شاہزادۂ
نورالدہر بن بدیع الزمان شام کا وقت ہو شب ماہ کا تماشا دیکھنے کو کنارے بر
لشکر کے کرسیان بچھی ہین جملہ سردار پس و پیش بیٹھے ہین مگر نورالدہر فرمارہے ہین
کہ نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری جو اِسوقت تک پلٹ کر نہین آیا
سکندر ثانی نے ہاتھ اپنا اپنی ران پر پھیرا آہ کرکے کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا
شبرنگ کسی مصیبت مین ہو کہ سامنے صحرا مین دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوے
جاتے ہین نورالدہر نے پلٹ کے جو دیکھا نجم اختر شناس کو اپنے قریب پایا فرمایا
اے نجم سُنا تمنے کہ شہنشاہ نے ہمارے کیا فرمایا یہ دو جادوگر جو جاتے ہین انکو بلاؤ
اور اِنسے حال پوچھو کہ کہان دوڑے ہوے جاتے ہو نجم وارسطوے ثانی نے
سحر کیا کہ وہ دونون جادوگر خود بخود اِسی طرف آئے نورالدہر کو سلام کیا نورالدہر
نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کسطرف کو جاتے ہو اُن دونون نے
کہا سامنے جو قریہ ہو وہان کے ہم رہنے والے ہین ابھی ایک خبر پائی ہو کہ طلسم کشا
کا عیار قلعۂ زرنگار پر گرفتار ہوا بہمن کا حکم ہو کہ سب ساحر آکر دیکھین صبح کو وہ
قتل ہوگا بہمن کو بڑا قلق ہو کہ قمقام جادو اُنکا دلتون کا رفیق تھا اُسکو عیار
نے مارا یہی منظور ہو کہ خون قمقام کے بدلے مین عیار کو قتل کرین ہم بھی یہ خبر سُنکر

یا تو آواز آئی تھی یا سب نے دیکھا کہ درہ ہاے کوہ سے چار پریزادین یاقوت احمر کے پر اُنکے شانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن گیسو مثل ماران سیاہ کے رخسارون پر بل کھا رہے ہین جیسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین سینہ پر نارپستان صاف ظاہر ہی کہ نخل صنوبر مین پھل لگے ہین وہ چارون شاہزادیان اس سج دھج سے سامنے سکندر کے آئین اور کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ علامہ لنسر بن عذار نے بلایا ہی سکندر یہ سنکر طرف اُن پریزادون کے چلا تھا کہ نجم اختر شناس نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا ارسطو نے اپنے شانے سے خون نکالا منھ سکندر کا دُھلا دیا اب یاد سکندر لہرا کر چلے تھے یا خون ارسطو سے چہرہ سرخ ہوا سکندر نے کہا ای ارسطو کیا کار نمایان کیا اب مین علامہ کی فکر مین جاتا ہون وہ جو جوش نشے کا تھا وہ اُتر گیا یہ کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا النور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ ایک قصر زر نگار سامنے ہی اور ایک شاہزادی حسین وجمیل تخت پر بیٹھی ہی یہ چارون پریزادین جو سامنے سکندر کے آئی تھین وہ پشت پر شاہزادی کے کھڑی ہین اور سکندر کو بلا رہی ہین سکندر جست کرکے اُس قصر پر پہونچے وہ تخت نشین اُٹھی آغوش تمنا کو پھیلایا اور کہا کہ ای شہنشاہ مدت سے زمانہ فراق ہوا اب تو گلے سے لگ جاؤ سرکشی موقوف کرو ادھر سب شاہزادیان عاشقان جمال طلسم کشا اسماے سحر پڑھ رہی ہین نجم وارسطو دل وجان سے مصروف سحر خوانی ہین چند شاہزادیون نے موتیون کے ہار گلے سے اُتار کر پھینکے سر پر سکندر کے وہ موتی گر کر پھٹے جیسے ہی اُس نازنین نے آغوش کو پھیلایا سکندر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام کر بقوت تمام ایک تمانچہ مارا کل لشکر نے ایک تڑاقے کی آواز سنی ہر ایک کو عبرت ہوئی کہ ایسی معشوقہ کو تمانچہ مارا سکندر بڑا سنگدل ہی ساحرہ نے توکس محبت سے آغوش کھولی اور سکندر نے تمانچہ مار دیا مگر نجم نے بڑھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ یہی وقت ہوشیاری ہی سکندر نے کہا ای نجم مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اس علامہ ملعونہ کا سات سی برس کا سن ہی یہ حسن وجمال میرے مبہوت کرنے کو بنایا ہی مین ان شعبدون کو کب مانتا ہون اسکے سحر کو ناچیز جانتا ہون نجم وارسطو سکندر کی تعریفین کر رہے ہین نور الدہر حیران ہو کر اس تماشے کو دیکھ رہے ہین کہ وہ نازنین تخت نشین تمانچہ کھا کر پکار اُٹھی کہ ای شہنشاہ معشوق کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہین

بڑے فتنور ہین ہمشبیہ ایسے ایسے جانباز ہین کہ چاہتے ہین اپنی جان دیدین اور ہم کو بچائین یہ بات سُنکر فوراً مشفق جادو آسمان سے اُترا کہتا ہوا کہ ای قمقام تمھارے مرنے کی آواز سُنکر ہمارے آقا بہت گھبرائے لہذا مجھکو روانہ کیا شکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا مگر اب چلو تمکو پاس بہمن کے لیچلون سامنے بہمن کے مشفق و شبرنگ آئے بہمن نے پوچھا ای قمقام یہ کیا معرکہ گذرا شبرنگ نے کہا جب میرے دل کو بیقراری ہوئی تو مین نے اپنے ہمشبیہ کو بلایا عیارہ اِس سحر کو کیا سمجھ سکتا تھا اُسنے قمقام جان کر مار لیا مین نے چاہا اُسکو مارلون مگر یہ عیار چھلاوہ ہین اِسقدر جلدی بھاگ گیا کہ مین سحر نہ کرنے پایا بہمن نے گلے سے لگا لیا کہا ای قمقام بڑا کام کیا خوب اپنی جان بچائی قمقام نقلی نے عرض کی غلام کی دوبارہ زندگی ہوئی چاہتا ہون کہ صحبت عیش آراستہ کیجیے اور فکر رہے کہ اگر اِس ہنگامے مین وہ عیار بھی آجاے تو اُسکو گرفتار کرین بہمن نے کہا تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو جلسہ آراستہ کرو خوشی کرو شبرنگ نے اُسی وقت گلابیان شراب کی لاکر رکھین گانے والیون کو اِشارہ کیا کہ ہان صاحبو مبارکباد دو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگین

نظم

ہی خوش قدونکا عشق جو ای آسمان مجھے — اِکدن یہ تیر غم سے کریگا کمان مجھے
رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے — ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے
قاتل کہا میرے کوئی بتادے نشان مجھے — اب سر ہوا ہی جسم پہ بار گران مجھے
اِن مہوشون کے عشق ہین کسدن ہوا تھا شاد — ہر دم رُلا رہا ہی جو ای آسمان مجھے
ہاتھ اِک لگا دے اور کہ قصہ تمام ہو — قاتل چلا ہی چھوڑ کے کیون نیم جان مجھے
دل کو بڑی خوشی ہی کہ ہی آج روز عید — اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے
ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پر — رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے
ہین نے دعائین آپ کو دی تھین خدا ہی گواہ — ناحق ہزار ون آپ نے دین گالیان مجھے
آواز میرے نالونکی وہ شب کو کیا سنے — در پہ ٹھہرنے دیتے نہین پاسبان مجھے

سب جل گئے اب جو ہم لوگون نے دیکھا تو وہ صحرا سنسان ہو کا مکان ہی اور قصر ہشت پہل سامنے دکھائی دیتا ہی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ بقراط ثانی قصر سے نکلا افسران فوج کو حکم دیا کہ سب جمع ہوکر آئین سب تاجدارون کو نامے لکھو کہ بہمن شعبدہ باز مارا گیا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی وہ لشکر آئے کہ طلسم کشا بھی کانپ جائے بائیس لاکھ فوج جمع ہو چکی ہی اور فوجین چلی آتی ہین یہ خبرین لیکر غلام بھاگے جب لشکر مین آئے تو دیکھا چہار طرف آپ کے لشکر کے بڑے بڑے پہاڑ قائم ہوگئے ہین افسران فوج گھبرا رہے ہین اور چہار طرف سے پہاڑ بڑھتے آتے ہین یہ سنکر سکندر تخت سے اُٹھے اور کہا یہ حضور کا کام نہین ہی غلام سمجھ لیگا نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ سکندر سے رجوع کرو نورالدہر نے کہا ای سکندر جو تمنے کہا وہی لوح مین بھی نکلا سکندر اُٹھ کر باہر آئے تیس پینتیس شاہزادیان پشت پر نجم و ارسطو پہلوون مین سکندر نے نورالدہر سے کہا اسوقت سحر کا تماشہ دیکھیے یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ ای سنگبار آفت خیز تجکو اسی واسطے اس قصر کا مالک کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ مین آئے اور مین ہی نے تجکو مقرر کیا تھا اب مٹا دونگا جمنے نہ دونگا مقابلے پر تھمنے نہ دونگا یہ جو سکندر نے پکار کر کہا چارون پہاڑون سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ طلسم خیال سکندری تمھاری بہتری و برتری اُسوقت تک تھی کہ بقراط کے معتقد تھے تمنے غضب کیا کہ مذہب بدلا اب یہ پہاڑ نہ ہٹینگے انھین پہاڑون کے بعد قصر ہشت پہل ہی مگر سالہا سال جب راستہ طی کروگے تب قصر خداوند تک پہونچوگے سکندر نے کہا او نمک حرام زیادہ غرور نہ کر دیکھ پہاڑون کو لڑاتا ہون یہ کہکے سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چار پتلے فولادی نکالے پتلون کو زمین پر چھوڑ دیا اور کہا کہ ای تہمتنان طلسم سکندری تمھاری قوت و طاقت دیکھنے کا اب وقت آگیا بارہ لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے بھی ساتھ ہی سب اسوقت تماشہ دیکھ رہے ہین ہر چند کہ بقراط نے پہاڑون کو بہت پختہ کیا ہی مگر یہ پہاڑ کسی طرح مٹا دو یہ کہکے سکندر نے پتلون کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن پتلہ ہاے فولادی کے قد بڑھنے لگے سب اہل لشکر نے دیکھا کہ چار دیو بڑے بڑے قد کے سامنے کھڑے ہین سکندر نے اپنی ران کو چیرا چار چلو خون لیا ایک ایک چلو ایک ایک دیو کو پلایا خون پیتے ہی وہ دیو غریو کرنے لگے کہتے تھے کہ ای شہنشاہ جو حکم ہو وہ بجا لائین سکندر نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ ان چارون پہاڑون کو سرون پر اُٹھا کر طرف کوہستان

میرے محلے کی عورتین بدکار ہین اُنسے نہ ملنا جو اُنسے ملا وہ بدنام ہوا لہذا مین اب
یہ چاہتا ہون کہ تجھکو بہ احتیاط اپنے گھر مین رکھون ہمارا محلہ بہت آباد ہی مگر عورتین خراب
مرد لاجواب نازنین نے کہا صاحب مین مردون سے تو ضرور ملونگی عورتون سے بات
نہ کرونگی لیکن ایک مصیبت گذری ہی کہ ایک نگوڑا گنوار موٹا مسٹنڈا گاڑھے کی
دھوتی باندھے ہوے سامنے سے آیا مجھکو دیکھکر اُف اُف کرنے لگا مین نے کہا
کیون صاحب تمکو کیا ہوا تب اُسنے کہا ذرا کنارے جنگل مین چلو جب مجھکو کنارے
لے گیا ہاتھ بڑھاکر سینے پر رکھنے لگا مین نے کہا اینہ کیون ہاتھ بڑھاتے ہو ان مین
دودھ نہین ہی مگر اُس نگوڑے نے نہ مانا اِس زور سے ہاتھ رکھا کہ نیل پڑگیا جب
تمکو آتے ہوے دیکھا تو بھاگ کر درختون مین چھپا ہی پہلے چلکر اُسکو قتل کرلو تب
مجھکو آرام آئے قمقام نے کہا میرے سامنے ایک شخص کی کیا حقیقت ہی ایک سحر
مین دیوانہ کردون اگر ہزار دو ہزار سے مقابلہ کرون تو لاشون سے میدان بھردون
مین نے آکر بہمن کو بچایا ورنہ عیار نے چاہا تھا کہ دھوکا دیکر اُنکو شراب پلائے
نازنین نے گھبراکر کہا صاحب عیار کسے کہتے ہین قمقام سوچا کہ یہ عورت بے وقوف
ہی یہ عیار کو کیا جانے کہا صاحب مکار و غدار کو عیار کہتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہی کہ ہر
مکان مین جانا بندگان سامری و جمشید کو دھوکا دینا صدہا ساحر اُنکے ہاتھ سے
مارا گیا مین نے اپنے کو بچایا نازنین نے کہا صاحب ایسا نہ ہو کہ مجھکو مار ڈالے
پھر ہم کیونکر زندہ بچین گے قمقام نے کہا تمھارے پاس نہین آسکتا چلو مین چلکر
تلاش کرکے اُس گنوار کو مار لون کہ جسنے تمکو ستایا شبرنگ بہ صورت نازنین اپنے
ساتھ قمقام کو لیچلا جابجا بتاتا جاتا ہی اِس درخت سے اُس گنوار نے لٹھ توڑا تھا
مجھے دکھاکر ڈراتا تھا اگر سامری و جمشید نے مجھکو بچالیا ورنہ میری آبرو مین فرق
آتا قمقام کہتا ہی اب ہم تمھارے ساتھ ہین کیا مجال ہی کہ جو تمکو کوئی تکلیف پہونچے
نازنین نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر مجھے اُس جواری سے بچانا محلہ والیان کہتی ہین شوہر
تمھارا جسکے گھر مین سوتا پاے گا اُسکے گھر مین گھس جائیگا تمکو اُسکو وہ تمکو سزا دیگا

جو پہلوان سامنے آیا علت شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو سامنے بہمن کے قتل کیا بہمن ناچار ہوکر سامنے نور الدہر کے پہونچا خوب آگ برسائی مگر نور الدہر نے لوح کو چمکایا سب سحر برطرف ہوے اُن سحرون کا برطرف ہونا تھا کہ بہمن تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر نور الدہر لوح چمکا رہے ہین ہرچند کہ آگ برس رہی ہی مگر نور الدہر پر تاثیر نہین ہوتی بخوبی حفاظت مین ہین لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ ایک جانب چمک رہی ہی زرہ طلسمی زیب جسم پشت مرکب طلسمی پر سوار ہین تیغہ طلسمی ہاتھ مین ہی کیونکر سحر تاثیر کرے سب چیزین حفاظت کر رہی ہین بہمن سحر کرکے ناچار ہوا نور الدہر قریب بہمن کے پہونچے بہمن نے چاہا کہ اپنے کو گرادون پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن گرتے ہی شانون پر دو پر پیدا ہوے تڑپ کر بلند ہوا اسکندر نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جانے نہ پائے اگر یہ بچیا نکل جائیگا تو آفت برپا کریگا نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تین پھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینۂ بہمن پر تیر مار دیا ہرچند بہمن نے چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ تیر قضا تھا کب خطا کرتا ہی بہمن کے سینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ بہمن کا چیخ مار کے زمین پر گرا ساحرون نے دیکھا کہ افسر اعلے مارا گیا فریاد کرنے لگے ہر ایک کی زبان پر صداے الامان تھی افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سکندر نے سب کی خطا معاف کی لکھا ہی کہ تین لاکھ ساحر ساکنان قلعۂ زرنگار دائرۂ اسلام مین آئے نور الدہر لڑائی فتح کرکے قلعۂ زرنگار مین آئے کل فوج بیرون قلعہ اُتری جشن ہونے لگا شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھین اور ہماے مرصع پوش سب سے ملی سب مبارکباد دیتے تھے کہ ای ملکۂ عالم قید مین بڑے صدمے اُٹھائے ہماے مرصع پوش نے سب کیفیتین بیان کین کہ بہمن مجھپر عاشق تھا طالب وصل ہوا مگر مین نے جان دینا قبول کیا خدا نے اُس ظالم کے ہاتھ سے عصمت کو بچایا سب شاہزادیان تعریف کر رہی ہین کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا مقام صدر پر آکر بیٹھے نازنینان مہ جبین جو جو مشتاق طلسم کشا تھین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

قتل کرکے مجھے نادم مرے دلبر کیون ہو		قتل شمشیر جھکائے ہوے تم سر کیون ہو		
غیر کے ساتھ تم آتے مرے گھر پر کیون ہو		خود ہی کشتہ ہون لگاتے مجھے خنجر کیون ہو		

دیکھا لاشہ دیکھکر معلوم ہوا کہ سماے جادو مارا گیا اگر آپ فرمائیے تو مین تلاش کرون قمقام نے کہا مین یہ فکر کرونگا کہ جو راہ سے نکلے اُسے گرفتار کرکے قید کرون وہ بھی آخر گرفتار ہو ہی جائیگا ساحر نے کہا اگرچہ آپ کو تکلیف تو ہوگی میرے ساتھ چلیے مین تلاش کردون قمقام ساتھ ہوا جنگل مین آکر ایک کھیت پر دیکھا کہ ایک گنوار پانی بھر رہا تھا شبرنگ نے کہا وہ دیکھیے سامنے ایک شخص کھڑا پانی بھر رہا ہی اُسکو جاکر گرفتار کرو شاید وہی عیار ہو قمقام نے سحر کیا وہ بے گناہ منھ کے بھل گرا قمقام نے گرفتار کرکے اُسکا منھ ہاتھ دھلایا جب ثابت ہوا کہ یہ شخص گنوار ہی تب اُسکو چھوڑا اسی طرح کئی آدمیون کو گرفتار کیا ایک دو کو بے خطا مار بھی ڈالا شبرنگ بتاتا پھرتا ہی قمقام گرفتار کرلیتا ہی جب دو گھڑی کامل گذر رہی تو قمقام نے گھبرا کر کہا ارے عیار کا پتہ نہ ملیگا وہ بھاگ کر نکلگیا شبرنگ نے کہا آپ زیر درخت ٹھہریے مین تلاش کرون قمقام ایک نخل کے سایے مین بیٹھا شبرنگ ایک گوشے مین جاکر ایک نازنین کی شکل بنا اور یہ اشعار گاتا ہوا سامنے قمقام کے آیا **نظم**

عالم بالا بھی تجھپر مبتلا ہو جائے گا — رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائے گا

دھوپ تو کیا چاندنی پڑجائیگی تجھپر اگر — گورا گورا جسم نازک سانولا ہو جائے گا

ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گے — جو مرا جزو بدن ہی وہ گلا ہو جائے گا

تو وہ یوسف ہی کہ تجھپر کیا بشر دیوانے ہین — گرگ دیکھے گا تو کُتّا باؤلا ہو جائے گا

موتیے کا ہار کردے گا پسینہ آپ کا — یہ معطر موتیون کا پرتلا ہو جائے گا

ہی یون ہی ترک ہوا ہمکو اگر ای فلسفی — ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہو جائے گا

گرمی رخسار سے بیمار ہوگی چشم یار — دھوپ کی شدت سے آہو سانولا ہو جائے گا

وصل کی شب ہو چکی بس میری خاطر تا کجا — تنگ مرغان سحر کا حوصلا ہو جائے گا

کیسی تخفیف ای طبیبو فصل گل آنے تو دو — پھر وہی میرے جنونکا ولولا ہو جائے گا

فکر کرلے اپنی ناسخ کا نہ غم کھا واعظا — شافع اُسکا بادشاہ کربلا ہو جائے گا

اِسطرح کے اشعار جو سامنے قمقام کے گائے قمقام متوجہ ہوا پوچھا ای نازنین

مگر نور الدہر تعاقب بہمن کا نہین چھوڑتے زرنگار جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا پیچھا بہمن کا نہین چھوڑتے بڑھکر اسنے سحر کیا کہ طلسم کشا پر آگ برسنے لگی طلسم کشا نے لوح کو چمکایا سب آگ برطرف ہو گئی بہمن نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے زرنگار کس پر سحر کرتا ہی اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی دیکھیے انجام کیا ہوا اپنی جان بچا قریب طلسم کشا کے نہ جا ورنہ جان نہ بچے گی دیکھ برق شمشیر چمک رہی ہی کیسے کیسے ساحرون نے قصد کیا لیکن اُس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ اُسکا اقبال ہی کہ کیسی کیسی شاہزادیان اُسپر عاشق ہوئین اور سب اُسکی ہمراہی مین سحر کر رہی ہین زرنگار نے کہا اے برادر آخر اس جنگ کو کیونکر روکون افسردہ ہوکر خاموش کھڑا رہون بہمن نے کہا جو ہمارا کام ہی وہ کرتے ہین مگر طلسم کشا سے دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی وہ شیر دلیر لڑ رہا ہی کیسے کیسے پہلوان مقابلہ مین گئے مگر کوئی کچھ نہ کر سکا یہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ سکندر ثانی نے زرنگار کو ڈکا اور للکارا کہ او بیحیا تو نے کیا سمجھ کے بہمن کو دامن مین پناہ دی چاہتا ہی کہ طلسم کشا کو روکون ارے بڑے بڑے پہلوانون کو بلا بقراط ثانی جسکے بھروسے پر تم سب ہو اُسکو طلب کر وہ آکے کچھ کمال دکھائے کئی مرتبہ آیا مگر بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب قصر ہشت پہل پہونچنے کے سامان ہو رہے ہین ساحر اپنے اپنے اعمال پر رو رہے ہین زرنگار نے پلٹ کر سکندر پر سحر کیا سکندر نے شعلہ جوالہ کو اشارہ کیا شعلہ جوالہ نے بڑھکر پھولون کا ہار گلے سے اُتارا طرف زرنگار کے پھینک مارا سکندر نے بھی اس سحر مین مدد کی کچھ ہونٹھ ہلائے کہ زرنگار جھومنے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا دیوانہ وار اور وحشی مثال طرف پہاڑ کے بھاگا

نظم

رتبہ گھٹا ہلال کا سارے جہان مین ۔ اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین

جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا ۔ کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین

مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم ۔ مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین

خون پی کے غیر رشک سے رہجائین جان جان ۔ بھیجو گلوریان جو مجھے خاصدان مین

اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشہ ہوا ۔ بخشا ہی کیا خدا نے اثر آستان مین

کیا چرخ پر عیان شب اول ہی ماہ نو ۔ بجلی عروس شام نے پہنی ہی کان مین

آئی بہار باغ مین ہین مست بلبلین — جام شراب دے مجھے ساقی کدھر گیا
طاقت نہین زبان مین بیان اُسکو کیا کرین — جو ہمپہ تیرے ہجر مین صدمہ گذر گیا
مانند صبح اپنا گریبان کرونگا چاک — تو آج میرے گھر سے جو وقت سحر گیا
اب وہ حسین رہے نہ وہ افسوس ہم رہے — وہ صحبتین گئین وہ زمانہ گذر گیا
بعد فنا بھی اُسنے شگفتہ کیا نہ دل — دو چار پھول آکے نہ تُربت پہ دھر گیا
قاتل سے اپنے کیا ہوئی شرمندگی مجھے — خون گلوے دامن شمشیر بھر گیا
آیا نہ پھر کے کوچۂ دلدار سے کبھی — خط لیکے میرے پاس سے جو نامہ بر گیا
آئیگا قدسیون کی عبادت مین بھی خلل — میری فغان کا شور فلک پر اگر گیا
لاکر قفس مین قید جو صیاد نے کیا — آخر پھڑک کے بلبل ناشاد مر گیا
سطوت ہین اِس زمانے کے معشوق بیوفا — دل میرا وہ فریب سے لیکر مُکر گیا

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گائے کہ بہمن خوش ہوگیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور شراب منگائین ایک دور مین یہ نازنین مست ہوجائیگی بہمن نے حکم دیا کہ شراب لاؤ گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین شبرنگ نے اُلٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی اِرادہ کیا کہ بہمن کو پلاؤن کُل محفل کو بھی پلاکر بیہوش کرون ہمارے مرصع پوش کو لے نکلون کہ آسمان پر سناٹا ہوا ساحرون کو خبر پہونچی ہی کہ بہمن قلعۂ زرنگار پر آیا ہی تو ساحر براے ملاقات آتے ہین کہ قمقام جادو تخت پر سوار آکر پہونچا بہمن سے ملاقات کی پوچھا کہ یہ گویا کون ہی کہ انتظام شراب کر رہا ہی بہمن نے کہا ای قمقام ایک ساحرہ اِسکو لیے جاتی تھی صحرالنور دنے اُس سے چھینا ہی یہ سُنکر قمقام نے قریب بُلایا کہا ارے تیرا کیا نام ہی تیری صورت سے مکاری برستی ہی شبرنگ نے کہا ای شہنشاہ ساحران میرا کر ظاہر ہی روپیے ہمکو دیجیے ہم دعائین دینے لگین گے اور ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے قمقام نے کہا لا جام پلا شبرنگ نے جام بھر کر بلاتکلف قمقام کو دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین قمقام کے آیا قمقام نے کچھ پڑھکر جام پر پھونکا شراب نے جوش مارا اور شعلہ بنکر اُڑ گئی قمقام نے چاہا کہ مین

تھا کہ سینے پر اُن دونون کے پڑین ہماے مرصع پوش نے آنکھین بند کرلین مگر تیر جو پہونچے تھے وہ جاکر پلٹے جن لوگون نے تیر پھینکے تھے اُنکے سینون پر آکر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے بہمن نے اپنے کو بچایا مگر چلا تا تھا کہ یارو یہ کیا شعبدہ ہوا کسنے خطا کی کہ تیر اُلٹے پلٹے یہ تو کسی بڑے کامل کا سحر ہی چاہا دوسرا تیر پیوست کرون کہ نعرے کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم سکندر ثانی سب نے دیکھا سکندر بالاے ہوا سے اُترا بہمن نے کئی سحر کیے کہ سکندر کو قریب دار کے نہ جانے دون مگر سکندر جھومتا ہوا قریب دار کے پہونچا ہما نے جو سکندر کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی پکار کر کہا اے شہنشاہ ساحران خوب وقت پر پہونچے سکندر نے زبان سے سوزن نکالی ہماے مرصع پوش تو آمادہ بیٹھی تھی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی قفس تڑپ کر توڑ ڈالا قفس سے نکلتے ہی بلند ہوئی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر پھینک مارا کئی ہزار جادوگر بیقرار ہوکر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار جاری تھے

نظم

ہوے ہین عشق پریرو مین بے اثر تعویذ — بجاے فائدہ کرنے لگے ضرر تعویذ
مرض ہی عشق کا بیفائدہ ہی ہر تعویذ — کبھی نہ کھدئیگا عاشق کا درد سر تعویذ
ہوا نہ خاک اثر دل مین اُس پریرو کے — ہزارون نقش لکھے حب کے بیشتر تعویذ
ہماری آتش دل سے ہوے نہ وہ آگاہ — جلاے ہمنے ہزارون ہی آگ پر تعویذ
نصیب وصل ہو مطلب مرا نکل آئے — جو ایک دن بھی دکھائے کہین اثر تعویذ
فلک کی آنکھون سے گر جاے نور زنار ونکا — جڑاؤ دیکھ لے سر پر ترے اگر تعویذ
نظر لگے گی نہ ان انکھڑیون پہ نرگس کی — چمن مین جاؤ تو بازو پہ باندھکر تعویذ
تم اپنے بازو ونپر باندھ لو ہمارے خط — کہ دفع کرتے ہین ہر ایک کی نظر تعویذ
فلک ضرور تصدق کرے ستارون کو — جو دیکھ پاے ترے سر کا اے قمر تعویذ
مرض ہی عشق کا ہرگز نہ ہوگی مجھکو شفا — مفید ہوگا نہ گنڈا نہ کارگر تعویذ
جواب نامہ پہ اسماے پنجتن ہون رقم — ضرور چاہیے سطوت دم سفر تعویذ

شبرنگ کو لے اُڑی شبرنگ حیران ہی کہ کس آفت مین پھنسا بلندی پر جا کر اُس ضعیفہ نے آواز دی کہ منم فرتوت جادو شبرنگ کو لیے ہوے جاتی ہی راہ مین ایک ساحر مہیب بالاے کوہ بیٹھا تھا کہ صحر النور د اُسکا نام ہی اُسنے بالاے کوہ سے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگرنی ایک ساحر کو لیے جاتی ہی وجہ یہ ہی کہ شبرنگ ساحر کی صورت بنا تھا اُسی صورت پر گرفتار ہوا ساحر نے اُٹھا کر ایک گولہ مار دیا کہ فرتوت قتل ہوئی اندھیرا ہو گیا شبرنگ سامنے صحر النورد کے گرا صحر النورد نے چاہا پوچھون کہ کون ہی شبرنگ نے اُٹھتے ہی آواز دی سہ ہمیشہ دل برے سجان مبارک باشد* صحر النورد سمجھا کہ یہ گویا ہی اِسنے کچھ خطا کی ہوگی اُسی پر ساحرہ لیے جاتی تھی پوچھا کیون اوگویے یہ تجھکو کہان لیے جاتی تھی شبرنگ نے کہا رات بھر مجرا کیا صبح کو ایک چونی دیتی تھی مین نے اِنکار کیا مجھکو یہ کہکر لے چلی تھی کہ تجھکو قتل کرونگی آپ نے بچالیا مگر ہم لوگ تو دعا کرتے ہین کہ شادی کا سامان ہو تو ہم لوگ بُلاے جائین رنج و ملال کے جو یا نہین ہمکو آزار پہونچا یا خداوند نے کیسی سزا دی کہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہوئی صحر النورد نے حکم دیا کچھ گانا ہمکو سُناؤ شبرنگ نے کہا ساز تو کہین گر گئے لیکن کچھ چند اشعار زبانی سناتا ہون آپ واقف کار معلوم ہوتے ہین آپ کو زیادہ لطف ملیگا یہ کہکر شبرنگ نے بآواز بلند یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے **نظم**

بیماری غم ہی مرض سل کے برابر — سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر
پروانہ ہو یا پھول ہو یا شیشۂ می ہو — جو چیز کہ نازک ہی وہ ہی دل کے برابر
مستی ہو تری ای یم خوبی تو وہین ہو — جلسہ یہ جمے گا لب ساحل کے برابر
پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا — جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر
ای بلبل و پروانہ و قمری و سمندر — تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر

شبرنگ نے اِس لطف سے یہ اشعار گاے کہ صحر النورد بہت خوش ہوا کہا او میان گویے صاحب تمھارا نام کیا ہی شبرنگ نے کہا تان ورازخان میرا نام ہی اور مین تان توڑخان کا نواسہ ہون جس مقام پر گاؤن زمین ہلادون میرے نانا مشہور و

جہان آراجری بہادر صف شکن تیغ زن جس ملک مین پہونچے اُسے اسلام آباد کیا اِن شاہزادیون نے اسوجہ سے طلسم کشا سے محبت کی ہی کہ بعد فتح طلسم ہم سب حاکم ہونگے اور حقیقت مین اِن شاہزادیون نے بڑے کارہاے نمایان کیے لقہ اطنے اُنپر کیسے کیسے دباؤ ڈالے مگر کسی کا آجتک قدم نہین ہٹا جو زبان سے کہا وہی کیے گئین مگر اب اسوقت دیکھو کہ قفس مین بند ہی مگر واسطے طلسم کشا کے دردمند ہی مگر یارو یہ بھی یقین جانو کہ اگر طلسم کشا سنیگا تو فوراً آویگا وہ خونریزی ہوگی کہ ہم لوگون کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا بہمن نے کہا اے زر نگار یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور رکھو ایسا راستہ بند کرون کہ طلسم کشا کو قدم بڑھانا مشکل پڑے مین کیا کسی سحر و شعبدے مین عاجز ہون جتنے عجائب و غرائب اِس طلسم مین تھے وہ سب میری ذات سے بنے جس ساحر نے ارادہ کیا کہ اِن شعبدون کو درہم و برہم کرے صحرا مین آیا اور پانؤن پھنسا یہ کہکے حکم دیا کہ ہمارے مرصع پوش کو دار پر لٹکا دو ہاے افسوس کرتا ہون کہ ایسی معشوقہ قتل ہوتی ہی میرے کلیجے پر چھری چلتی ہی نظم

جگر مین ٹیس تپش دل مین درد سر بھی ہی
ہمارے حال کی اے جان کچھ خبر بھی ہی

قدم رکھے نہ کوئی کوچۂ محبت مین +
غضب ہی دل کے سوا جان کا ضرر بھی ہی

میان دہر تو سمجھا کیا مین ناپیدا
عدم مین جا کے کھلا یار کے کمر بھی ہی

وہ مجھسے پوچھتے ہین کیا کسی پہ عاشق ہو
جو رنگ زرد ہی چہرے کا چشم تر بھی ہی

جمال آپ کا دل سے نہ ہو پسند جسے
مجھے بتائیے ایسا کوئی بشر بھی ہی

تپ فراق نے یہ حال کر دیا میرا
کہ ہونٹھ خشک ہین گرمی سے درد سر بھی ہی

خدا کے واسطے گھر سے نہ میرے جاؤ ابھی
کہ خاک اُڑتی ہی لو بھی ہی دو پہر بھی ہی

تمھارے گیسو و رُخ بھی طلسم ہین کوئی
کہ ایک جا پہ عیان شام بھی سحر بھی ہی

جو دیکھنا ہی مجھے آکے دیکھ جا اے یار
کہ دم لبون پہ ہی دنیا سے اب سفر بھی ہی

جو حُسن اُنکی طرف ہی تو عشق میری طرف
رفیق ایک اُدھر ہی تو ایک اِدھر بھی ہی

ضرور دیر سے ہو کر حرم مین جاتا ہون
اگر بتون کا خطر ہی خدا کا ڈر بھی ہی

دربار آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے کل سرداران نور الدہر آکر کرسیون پر بیٹھے ایک جانب بہلول دوسری طرف ہمارے مرصع پوش آکے بیٹھے جب اِس لطف سے دربار آراستہ ہوچکا تو مطربان خوش آواز نے بصد سوز و گداز یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا ۔ میری آنکھونکی طرح ہو گئی خونبار گھٹا
چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا ۔ دودِ آہِ دل سوزان ہی دھوان دھار گھٹا
جاے شبنم یہ ہے اشک مری حالت پر ۔ بن گئی ہی شب فرقت کی شب تار گھٹا
ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہی مجھے ۔ آج مانند فلک ہو گئی خونخوار گھٹا
جانب رحمت حق دھیان ہی بس رندونکا ۔ شاد ہو جاتے ہین کیا دیکھکے میخوار گھٹا
ہوش بدمستونکے جاتے ہین پئے اِستقبال ۔ جاتی ہی لو طرف خانہ خمار گھٹا
ای پری رو ہی ترے کان کی بجلی بجلی ۔ نظر آتے ہین ترے گیسوِ خمدار گھٹا
روے روشن ہی وہی ہو گئی گو زلف دراز ۔ ڈہلگئی رات مگر دن نہین زنہار گھٹا
بیٹھکر سایۂ دیوار مین رویا ہون جو مین ۔ بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا
چپکے چپکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک ۔ کب برستی سے جو چلاتی ہی سو بار گھٹا
کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا ۔ روئی اور بھاگنے پر ہو گئی تیار گھٹا
قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہی ۔ کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا
اپنی زلف اُسنے چھپائی جو مین گریان پہونچا ۔ جیسے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین مار گھٹا

بہلول نے جو گانا سُنا بیٹھے بیٹھے مبہوت ہو گیا ملکہ ہمارے مرصع پوش کو تاکا اُٹھکے قریب آیا کہا ای ملکۂ عالم ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگا ملکہ ہمارے مرصع پوش صاف باطن ساتھ بہلول کے چلی ایئن گوشے مین لاکر بہلول نے خاصدان نکالا کہا گلوری نوش فرمائیے ہمارے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری بہلول نے ہمارے مرصع پوش کو بغل مین دبایا پرواز پیدا کر کے طرف قلعۂ زرنگار کے چلا یہان ملکہ زرنگار خاطر مین بہمن شعبدہ باز کی مصروف ہی کہ [illegible] ہی کہ ای

شہنشاہ

تماشہ دیکھنے جاتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر نور الدہر نے حکم دیا کہ مرکب ہاے راہ تیار کرکے لاؤ سکندر اپنی کرسی سے اُٹھے کہا اے شہریار یہ غلام آپکا کافی ہے نجم نے کہا مین بھی جاؤنگا ارسطوے ثانی نے کہا مین چھوڑ اونگا شعلۂ جوالہ بھڑک کر اُٹھی کہا اے شہریار بڑا قلق یہ ہے کہ ہمارے مرصع پوش گرفتار ہوے اور ہم یہان بیٹھے رہین سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ ہم ہمارے مرصع پوش کے واسطے اپنی جان دینگے سب سے زیادہ یہ قلق ہے کہ ہم لوگون کا معین و مددگار شبرنگ نامدار اگر خدانخواستہ قتل ہوگیا تو ہم لوگ کیا کرینگے کہین کی خبر نہ پاوینگے نور الدہر فوراً سوار ہوے سکندر ہنس پر سوار ہوکر چلے نجم اخترشناس ایک عقاب سحر پر سوار ہوا ارسطو ایک باز بلند پرواز پر سوار ہوے سب شاہزادیان اسباب سحر سے آراستہ ہوکر باز و بط و قرقرے پر سوار ہوئین سب سے زیادہ شعلۂ جوالہ کو قلق ہے آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین کہتی ہے صاحبو مین اپنی جان دونگی اگر خدانخواستہ ہمارے مرصع پوش کا موے جسم میلا ہوا تو ہم اپنی جان دینگے اس ساز و سامان سے یہ سب لوگ، چلے بعد ان سب کے جانے کے کل لشکر تیار رہا طہماس سب کو لیکر چلا یہان کافرون مین رات بھر محفل عیش و جیش رہی جب صداے مرغ سحر بلند ہوئی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا جلاد سیارگان قلعۂ مشرق سے تیزی دکھاتا ہوا شمشیر ضیا و شعاع کو چمکاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا تو ملکہ زرنگار نے آکر بہمن سے اطلاع کی کہ حضور میدان خونی تیار ہے جلادان خرس طینت میمون خصلت غولہاے بادیۂ ضلالت تیار ہین دار ہین استادہ ہین بہمن نے کہا یارو یہ بتاؤ کہ ہمارے مرصع پوش مجھسے راضی ہوئی یا نہین مین چاہتا ہون عیار کو قتل کرون معشوق کو بچا رکھون اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤن اگر ایسا نہ ہوتا تو مین یہ سامان کاہے کو کرتا زرنگار نے کہا کنیز نے رات بھر ہمارے مرصع پوش کو سمجھایا مگر وہ نہین مانتی اُسکا یہی قول ہے کہ مجھکو شبرنگ سے پہلے قتل کرو بہمن نے کہا اُسکو میرے سامنے

کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ
تلاش ہمنے ہزارون ہی لشکر و تمین کی
سُنین گے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کہا جو شاعرون نے اُسکو چشمۂ شیرین
سُنا ہی شور سگ کوے یار جب ہمنے
دکھائی دیتی ہین آنکھو نکو صورتین ہر سو
شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
کریگا کیا کوئی دُنیا مین سرکشی آتش

وہ ہو ہوا جو مرے مغز سے دُھوان نکلا
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا
کوئی ہماری طرفسے جو کاروان نکلا
کھلا ہین کہ اب اُسنے ترا دہان نکلا
خوشی سے پوست کے باہر، استخوان نکلا
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا
ہوا ہی داغ مجھے چاند ہی جہان نکلا
یہ وہ مقام ہی جُھک کرکے آسمان نکلا

اِسطرح سے چہکار چہکار کر طائر اشعار پڑھ رہے تھے ایک طائر کلان آگنین سے اُڑکر سامنے بہلول کے آیا پُکار کر آواز دی کہ ای بہلول مین تیرا ہوا خواہ ہون وای ملول نامدار یہ چند اشعار اور سُن لے میان قمر مصنف کتاب ہذا ارشاد فرماتے ہین نظم

ہین پاؤن بےسروپا کسطرح وہان کی خبر	ہمیرون کو نہ اہو دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر دردِ دل سے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

یہ اشعار سُنکر ملول تھرایا اب پُکار کر آواز دی کہ ای برادر بجان برابر مین آپ کا تو تابعدار ہون مگر یہ نہین چاہتا کہ شہنشاہ سکندر کے واسطے کسی طرح کی حقارت ہو کہ اندر سے باغ کے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا سب نے کہ سکندر ثانی تاج زرین سر پر بہ قہر و غضب تمام باغ سے نکلا للکارتا ہوا کہ او ملول و بہلول کیا مجھکو بے وارث سمجھا تھا دیکھا تو نے کہ آقاے نامدار آپہونچے کیسی کیسی شاہزادیان مصروف جنگ ہین بقراط ملعون کیسا بھاگا بھاگا پھر رہا ہی نعرۂ سکندر سے بہلول و ملول گھبرا اے پشت پر سے آکر نجم نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی قمقتور جو بہلو مین بہلول کے بیٹھا تھا اِسطرح کا جھونکا ہوا کا چلا کہ اُسکا منھ جُھلس گیا گھبرا کر تخت سے کودا جب نجم نے دیکھا کہ قمقتور تخت سے کود پڑا آواز دی کہ او قمقتور ذرا اِسطرف آتھ

دنیا مین آکے رنج اُٹھائے ہزار ہا
لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے

عشق بتان مین غیرتِ ناقوس ہوگیا
دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے

طفلی سے مجھکو اِک گل تر کا جو عشق تھا
اُستاد نے دیا سبق بوستان مجھے

مثل جرس ہون نالہ کنان ساتھ مین روان
ملجائے گر عدم کا کوئی کاروان مجھے

برسون تڑ لایا اُسکے عوض تو نے ای فلک
اِک روز وصل سے جو کیا شادمان مجھے

قصہ ہر اِک خوشی کا فراموش ہوگیا
ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے

شرمندگی نہ ہو سگِ دلدار سے کہین
تجھسے ہما چھپانے پڑے استخوان مجھے

جوش جنون مین چاک گریبان تو کر چکا
دامن کی ہین اُڑانی ابھی دھجیان مجھے

قبلے سے مجھ مریض کا منھ پھیر دے کوئی
آئیگا دیکھنے وہ بُت بدگمان مجھے

کیا جلد شعر کہنے مین سطوت ہوا ہی دخل
اُستاد مل گئے ہین عجب مہربان مجھے

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو شبرنگ نے شراب مین بیہوشی ملائی مگر بہمن بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اِسکو سحر سے معلوم ہوا کہ یہ قمقام نقلی ہی حقیقت مین قمقام مارا گیا شبرنگ جام ہاتھ مین لیکر بڑے ناز و کرشمہ سے سامنے بہمن کے آیا جام پیش کیا بہمن نے جام پر سحر کیا شراب نے جوش مارا چند قطرے چہرے پر شبرنگ کے پڑے رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بہمن نے دیکھکر کہا او مکار منم بہمن شعبدہ باز دیکھ تیرا حال کھول لیا شبرنگ نے چاہا کسی جادوگر کو مار کر بھاگون مگر زمین نے پانوٗن تھام لیے تھے جست کی پھر اُسی مقام پر گرا محفل مین تلاطم ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا کہنا بہمن تیغہ کھینچکر اُٹھا کہ شبرنگ کو قتل کرون سب ساحر ہاتھ پانوٗن مین لپٹ گئے کہتے تھے ای شہریار آپ اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے کتاب سوانحات مین صاف صاف لکھا ہی کہ جس زمین پر اِنکا خون گریگا وہ زمین ویران ہو جائیگی اگر یہ باغ ویران ہوگا تو کوئی نقصان نہین ہی مگر یہ بھی لکھا ہی کہ قاتل اِنکا زندہ نہ بچیگا اور ملازم بہت سے موجود ہین جسکو حکم دیجیے گا وہ قتل کریگا اب یہ جلسہ اِسی طرح آراستہ رہنے دیجیے لیکن ملازمون کو حکم دیجیے کہ بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرین صبح کو اسکو

نہایت خوشنما ہین لعل لب ایجان جان تیرے — حقیقت کیا ہی اِنکے سامنے یاقوت احمر کی
کرون تدبیر کیا اِسکی کہ ہی تقدیر گردش مین — نگہ مجھسے پھری ہی بے سبب اُس مہر انور کی
ہزار افسوس جو ہی بیوفا مشہور عالم مین — محبت میرے دل کو ہوگئی ہی اُس ستمگر کی
شب وصل صنم دل تھام کر تڑپھلے پھر تڑپا — صدا آئی جو میرے کان مین اللہ اکبر کی
یہ باعث تھا جو پہونچے بعد مدت کے ہم اُس در پر — کہ تھا کچھ راستے کا پھیر کچھ گردش مقدر کی
علیؑ ابن ابی طالب کے جو ہین دوست ای سطوت — کبھی ہرگز نہ سختی ہوگی اُنپر روز محشر کی

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سنائے ملول دیوانہ ہوگیا کئی ہزار جوانون کو ساتھ لیکر پلٹا للکارا کہ او بہلول مین نے اِسیوجہ سے تجھپر لشکر کشی کی تھی تو یہان فوج لیکر کیون آیا نہین جانتا کہ یہان بادشاہ عالیجاہ داخل ہین تیری بیٹی پر عاشق ہوے میری بھتیجی کا مرتبہ بڑھگیا یہ کہکر لڑنے لگا کئی ہزار جوان مار کر گرادیے اب لوگون نے یہ دیکھا کہ ملول فوج کو لیے ہوے لڑ رہا ہی بہلول نے کئی سحر کیے لیکن ملول سیدھا نہ ہوا ارسطوے ثانی وہماے مرصع پوش دربار پر آکر رُک گئے سکندر ثانی نے جو زیادہ ہنگامہ سنا دونون ہاتھ بالاے آسمان بلند کیے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اِسوقت پر نور الدہر کو پہونچا دے نظم

بندہ گر باشد بہ بند حرص بند — کی کند حاصل رہائی زین کمند
ہر کہ بر خاک تضرع سر نہاد — در ہمہ ان سرزمین شد سر بلند
بندہ صرف از بندگی حاصل کند — پایۂ عالی مقام ارجمند
این مسافر است در دنیا قیام — چند لحظہ چند ساعت روز چند
پس چرا اندر تلاش مال و زر — ہست سرگردان بہر پست و بلند
نیست جز صبر و قناعت در جہان — چارۂ درد دل این دردمند
حق دِہ امید بر درویش کشاد — شد بہ کار بندگی ہر کس کہ بند
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون — تا شوی مانند گردون سر بلند
ہنر یا چند بہر دیگران — انچہ بہر خود نمیداری پسند

رسند

شوہر کو ہر جگہ اختیار ہی قمقام نے کہا ایسے مقام پر رکھون کہ جہان ہوا نہ جا سکے اسپر وہ نازنین ہنستی ہر کہتی ہی صاحب میرا شوہر بڑا اچھکیت ہی مکان مین پھاند پڑتا ہی اُسکے نزدیک کیا بات ہی وہ دیکھو سامنے گنوار بیٹھا ہی نگوڑا اہنس رہا ہی اِسطرح سے وہ نازنین پھسلاتی بہلاتی لے چلی ایک مقام پر آکر نازنین نے کہا وہ سامنے بیٹھا ہوا لٹھ کو صاف کر رہا ہی اِس لٹھ سے کیونکر بچیگا قمقام نے جھک کر کہا صاحب مجھے تو نہین معلوم ہوتا نازنین نے تالی بجاکر کہا اوہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک نگوڑے وہ سامنے دیکھ قمقام نے جو آنکھیلیون کی باتین نازنین سے سُنین قہقہہ مار کر ہنسا نازنین نے بھی مسکرا کر کہا صاحب خواہ تمھین سوجھے یا نہ سوجھے ایسا سحر کردو کہ زمین اُسکے پانوُن تھام لے مجھکو بڑا خیال ہی تم سحر کروگر یہ پکار کر کہدو کہ پانوُن اُسکے زمین تھام لے یہ سُنکر قمقام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا طرف درختون کے پھینکے اور یہ آواز دی کہ اَی زمین گنوار کو گرفتار کرلینا جیسے ہی یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے اور منھ اُدھر پھیرا نعرہ گا شبرنگ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ایک جھٹکا مارا حلقۂ کمند بچی ہوا قمقام گرا شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی سیاہ اُٹھی ونیزنک ہوا چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من قمقام جادو بود بہمن نے زمین پر سر دے مارا اور آواز دی کہ یارو تمنے سُنا قمقام جادو میرا دوست بھی مارا گیا اب کیا تدبیر کرون اور چند ساحر جو بیٹھے تھے باز و لط و قرقرے وطاؤس بن بنکر تلاش مین شبرنگ کی چلے یہان شبرنگ بن عمرو قمقام کو مار کر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ اَی شبرنگ اب کیا کرون آخر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اور قمقام کی شکل بنکر تیار ہوا اب حیران کھڑا ہی کہ کیونکر باغ مین جاؤن کون سی تدبیر کرون کہ آسمان سے آواز آئی اَی قمقام جادو تمکو زندہ و صحیح و سالم دیکھا قدرت کا شکر ادا کرتا ہون مجھکو تو یہ یقین تھا کہ عیارون نے تمھارے دشمنون کو مار لیا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ اَی برادر مجھے کون مار سکتا ہی میرے قتل پیچ

داغ الفت نہ کیون رہے دلپر — کسی محبوب کی نشانی ہی
غیر جلتے ہین صورت خورشید — سمجھے یہ اُنکی جو مہربانی ہی
سنکے مجنون کا حال وہ بولے — نہین دیکھا یہ سب کہانی ہی
چشم بد سے خدا بچاے انہین — خوب جوبن پہ اب جوانی ہی
دم ہی آنکھون مین اتنو آی یارہ — مجھکو صورت اگر دکھانی ہی
اپنے عشاق سے وہ پوچھتے ہین — کوئی دنیا مین میرا ثانی ہی
شعر سطوت کے دل سے سنتے ہین — شعرا کی یہ قدر دانی ہی

سکندر بھی پہلو مین سیمین عذار کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری کر رہے ہین ملکہ سیمین عذار سے کہدیا کہ ہمارے آقا کی یہ شریعت ہی کہ جب سحر سے توبہ کروگی تب عقد ہوکر وصل ہوگا مگر اب تم محروم نہ رہوگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چند کنیزین فوراً دوڑی ہوئی آئین مگر نہایت بدحواس سکندر نے پوچھا ارے کیون گھبراتی ہو کہا حضور بہلول و ملول دونون بھائی اسی ہزار فوج لیکر آپہونچے چہار طرف سے باغ گھیر لیا ہی اب یقین ہی کہ اندر گھس آئین سکندر نے کہا کیون گھبراتی ہو ملکہ رونے لگین سکندر نے آنسو پونچھے کہا کہ ای آرام جان نہ گھبراؤ یہ جمعیت میرا کیا کرلیگی مین ابھی اپنے آقا کو خبر دیتا ہون وہ فوراً تشریف لاوینگے اپنے ملازم کو آکر بچائین گے یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک مشت پر نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر ایک طائر بنایا اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہریار باغ بہلول پر غلام گھر گیا ہی ہرچند کہ اُن سب کو شکست دے سکتا ہون لیکن آپ سے امید ہی کہ سرفراز فرمائیے اس بلوے کو آکر ہٹائیے یہ نامہ لکھکر طائر کی گردن مین باندھا طائر چہکار مارکر اُڑتا ہوا چلا بہلول و ملول لشکر کو لیے ہوے آمادۂ فساد ہو رہے ہین اِدھر نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین فروکش ہین کل رفقا گرد نجم اختر شناس عرض کر رہا ہی حضور کو معلوم ہو کہ سکندر ثانی شکارگاہ سے غائب ہوے علم ستارہ شناسی سے معلوم ہوا ہی کہ اسوقت کسی بلا مین مبتلا ہین نور الدہر نے فرمایا کہ ای نجم وہ مقام

توکہان کی رہنے والی ہو اِس صحرا مین آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین رونے لگی اور کہا
کہ ای شہنشاہ ساحران میرا شوہر جواری ڈھنڈھاری ہی سارا مال و اسباب لیجاکر ہار دیا
اب چاہتا ہی کہ مجھکو بھی ہار دے مین اپنی آبرو کی وجہ سے نکل آئی ہرچند کہ مین کسی کام کی
نہین ہون مگر شاید کوئی بندۂ ساحری پسند کرکے گھر لیجائے تو بیٹھی رہونگی جبتک مین سہون گی
قمقام اِن بھولی بھولی باتون پر بیقرار ہوگیا کہتا ہی اِی جان جہان و اِی آرام دل عاشقان
تجھے سب پسند کرینگے مین ہرچند کہ ایک غریب فقیر آدمی ہون مگر تیری خدمتگزاری مین
بدل و جان کرونگا اُس نازنین نے کہا صاحب ایک مرد سے تو یہ گذری دوسرے
مرد سے نہین معلوم کیا گذرے مین اِس لایق نہین ہون کہ مجھے خدمت مین رکھیے
میرا شوہر جب شب کو پاس بلاتا تھا تب مین بھاگ کر دوسرے مکان مین چلی جاتی
تھی اِسی حیلے مین کئی سال گذرے اب آخر کو وہ ہماری صورت سے بیزار ہوگیا اب
یہ خواہش رکھتا ہی کہ اِسکو بیچ ڈالون اِسی خوف سے مین بھاگ نکلی دیکھون تقدیر کہان
لیجائے مین تو صرف اِس لایق ہون کہ مرد کے پانؤن دباؤن اگر قبول کرلے تو بڑی
بات قمقام ہنس رہا ہی پوچھتا ہی صاحب تمھارا نام کیا ہی اور تمھارے باپ کا نام کیا
ہی نازنین نے جواب دیا کہ صاحب مین پڑھی لکھی ہون مجھے اپنے باپ کا نام نہین یاد رہا
ایک رو ہون تو بتاؤن مگر اِتنا جانتی ہون کہ مین تین سو چھبیس ۳۲۶ سے پیدا ہون روز
شمار رکھتی تھی یہی میرے نام کے بھی عدد ہین جنکے حروف مین بتاتی ہون اول دال ہی
پھر لام ہی اِسکے بعد فے ہی اور رے ہی اِسکے آگے یے ہی اور بے ہی اِسکو ملا لو شاید کہ
کوئی بات نکل آئے قمقام نے کہا یہ تو دلفریب ہوا نازنین ٹھٹھا مار کر ہنسی کہا لو
صاحب تمنے جوڑ لیا مین حرفون کو ملا نہین سکتی ابتک آخون جی نے ایسی ترکیب
نہین بتائی کہ حرفون کو ملاکر لفظ بنا لون اِن باتون پر قمقام اور زیادہ خوش ہوا
جی مین کہتا ہی بڑی بھولی عورت ہی بڑے لطف سے اِسکے ساتھ بسر ہوگی کیا مزے
کی باتین ہین نازنین تو تُتلا تُتلا کر یہ باتین کر رہی ہی قمقام اور زیادہ مرا جاتا ہی کہتا
ہی اِی دلفریب مین جان و دل سے تیری خدمت کرونگا تکلیف نہ پہونچاؤنگا لیکن

ہوئی کنیزون نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گانا شروع کیے نظم

دو اپنے ہاتھ سے مجھے ساغر شراب کا
پردہ اٹھاؤ بیچ سے شرم و حجاب کا

لیجا کے دام زلف مین مجھکو پھنسا دیا
یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

میخانے پر وہ جھوم کے آئی ہی پھر گھٹا
ساقی پلا دے مجھکو پیالہ شراب کا

رو رو کے مین نے دفتر اعمال دھو دیے
دھڑکا لگا ہوا تھا جو روز حساب کا

اب کیا کسی حسین سے دل اپنا لگاؤنگا مین
افسوس ہی گذر گیا عالم شباب کا

آئی جو بے ثباتی دنیا برائے سیر
استاد موج نے کیا خیمہ حباب کا

بے دام بلبلون کو کریگا اسیر کیا
صیاد نے جو عطر ملا ہی گلاب کا

زلفون نے بڑھکے ڈھانپ لیا روئے یار کو
ٹوٹا جو بند رات کو اسکی نقاب کا

دریا پہ میکشی جو کریگا وہ بحر حسن
حاضر کریگی موج پیالہ حباب کا

اے خضر مین نہ خواہش آب بقا کرون
مجھکو مزہ ہی یار کی جھوٹی شراب کا

رونین نہین تصور گل مین یہ بلبلین
چھڑکاؤ ہر روش پہ کیا ہی گلاب کا

آیا نہین ہی پھر کے ابھی تک وہ نامہ بر
اس سے سوال کرنا ہی خط کے جواب کا

کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین
مشتاق ہی گلا ترے خنجر کی آب کا

کیونکر منائین سب نہ مری چشم تر کی خیر
عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا

پایا شرف جہان کے ہر اک بادشاہ پر
سطوت بنا گدا جو در بوترابؑ کا

یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب قلعۂ مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر آیا اُدھر بہلول وغیرہ جو سوکر اُٹھے نگہبانون نے آکر خبر دی کہ شب کو سکندر قید خانے سے غائب ہو گیا دونون نے ہرکارون کو بلایا حکم دیا کہ تلاش کرو مگر قنتورہ سنکر کانپ گیا کہنے لگا اے شہریار بڑا غضب ہوا سکندر وہ ساحر ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین اب جس مقام پر ملیگا کیا آپ گرفتار کر سکین گے بہلول اور ملول نے کہا ہمارے پاس فوج بہت ہی گھیر کر اسکو گرفتار کرلین گے قنتورہ خود بھی تلاش مین چلا قضائے کار طرف سے باغ سیمین عذار

شبرنگ کو گرفتار کرون برابر شبرنگ کے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو مارکر بھاگا قمقام
نے پلٹ کر دیکھا شبرنگ کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہوگیا کہتا تھا ای بہمن جو مین
سمجھا تھا وہی ہوا یہ کوئی مکار تھا تمھین گرفتار کرنے آیا تھا بہمن گھبرایا ساحرون سے
اشارہ کیا دیکھو یہ بھاگ کر کہان گیا ایک ساحر موسوم بہ سماے جادو یہ کہکر نکلا کہ
مین ابھی اُسکو تلاش کرکے لاتا ہون یہ کہکر سماے جادو چلا دروازے پر جو آیا
شبرنگ ایک خدمتگار کی شکل بنا کھڑا تھا اُسنے پوچھا ای سماے جادو کس فکر مین تم
نکلے ہو سماے جادو نے کہا وہ عیار جو بھاگ گیا ہی حکم ہی کہ اُسے گرفتار کرکے لاؤ
یہ سنتے ہی شبرنگ نے سماسے کہا میرے ساتھ چلیے مین بتلا دون اسی جنگل مین وہ
چھپا ہی شبرنگ سماے جادو کو ساتھ لیکر چلا ہر مقام پر بتاتا ہوا کہ دیکھیے یہ نشان
نقش پا ہین اسی راستے سے بھاگ کر گیا ہی جب جنگل مین لیکر آیا گھبرا کر کہا ای سما وہ
سامنے عیار بیٹھا ہی سما نے کہا مجھکو تو نہین معلوم ہوتا شبرنگ نے ہاتھ تھام کر
کہا وہ سامنے دیکھو نخل کی آڑ مین بیٹھا ہی سماے جادو نے جیسے ہی منھ پھیر کر دیکھا
شبرنگ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا کہ سما منھ کے بھل
گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلون مگر شبرنگ کب مہلت دیتا ہی فوراً خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ
پاک اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سماے جادو لود
قمقام نے جو یہ آواز سُنی غصے مین کانپنے لگا کہتا تھا یہ عیار بڑا زبردست ہی جھٹ پٹ
سماے جادو کو مار لیا بہمن نے کہا ای قمقام تم اس سودے مین نہ پڑو یہ عیار
بلاے روزگار ہین انکا جسنے پیچھا کیا وہ آخر کو مارا گیا لہذا تم زیادہ کد و کوشش نہ کرو
قمقام نے کہا مین جاتا ہون گرفتار کرکے اُسکو لاتا ہون یہ کہکے قمقام تلاش مین
شبرنگ کی چلا شبرنگ سماے جادو کو مار کر پھر در باغ پر پہونچا ساحر بنکر ٹہلنے لگا
قمقام باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کیون او ساحر ایک عیار دبلا پتلا ادھر سے گیا
تھا جسنے سماے جادو کو مارا ساحر نقلی نے عرض کی حضور مین دیکھ رہا تھا اُسکو
طیار لگاکر لے گیا صحرا مین جاکر قتل کیا جب اُسکے مرنے کا ہنگامہ ہوا تب مین نے جاکر

غافل تھے لڑکھڑا کر گرے سمجھے پانؤن پھسل گیا قفنتورہ نے جو سکندر کو دیکھا کہ گرے سحر کر کے بیہوش کیا پنجے مین دبا بالیکر چلا خیال مین گذرا کہ بہلول و ملول دو نون بھائی مجھپر مہربان ہین قلعۂ ملول پر چلون اپنی بہتری سوچتا ہوا قلعۂ ملول مین آیا ملول نے جو سکندر ثانی کو دیکھا زبان مین سوزن دی بہت خوش ہوا دونون بھائیون نے آپس مین صلاح کی کہ جب طلسم کشا ہمسے اپنے بادشاہ کو مانگے گا ہم کئی ملک طلب کرینگے یہ سوچکر سکندرہ کو قید کیا قفنتور کا مرتبہ اعلی کر دیا مہ زبر قرار دیا مگر سکندرہ جو آکر قید خانے مین قید ہوے دختر بہلول جادو ملکہ سیمین عذارہ اپنے محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ بادشاہ سابق طلسم شہریار سکندر ثانی آپ کے باپ کے یہان آکر قید ہوا ہی مگر وارہی اصل یہ ہی کہ آپ کے والد و چچا بھی بادشاہ ہین رعب و دبدبہ ذات پر سکندر کی موقوف ہی سیمین عذارہ یہ حال سنکر مشتاق جمال بے مثال سکندرہ ہوئی کنیزون سے کہا مین چاہتی ہون کہ اُس شہریارہ کو دیکھون کنیزون نے عرض کی شب کو چلیے قید خانے مین چلکر جمال دیکھیے تمام دن ملکہ کو اشتیاق مین گذرا جب طائر زرین بال نخل فلک سے جھکارہ مار کر اُڑا صحراے مغرب مین جاکر چھپا صیّاد ماہ تابان نے مع فوج سیارگان بیچھا کیا تب ملکہ بستر خواب پر آکر لیٹی مگر اشتیاق دیدار جمال سکندرہ مین نیند کہان آتی ہی جب نصف شب گذری ملکہ بستر خواب سے اُٹھی پر پرواز بید اکر کے چلی قید خانے پر آکر تھرائی دیکھا نگہبان در قید خانہ پر بیٹھے ہین سحر کر کے نگہبانون کو بیہوش کیا آکر قفل کو کاٹا جیسے ہی اندر آکر قدم رکھا تو دیکھا وہ کوٹھری جمال سکندر سے روشن ہو رہی ہی جمال پر جو نگاہ پڑی واسطے سلام کے جھکی سکندرہ نے جو اُس نازنین کو دیکھا فورًا قریب اپنے بلایا سیمین عذارہ نے قریب آکر پوچھا ای شہریار کس حال مین گذرتی ہی سکندرہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ قید کے ہمیشہ سے ہم عادی ہین کئی سال قید خانے مین رہے خدا ہمارے آقا کو سلامت رکھے انکی ذات سے ہمنے رہائی پائی تھی پھر تقدیر مین قید لکھی تھی بیوجہ مبتلاے بلا ہوے اب دیکھیے کہ کب

معروف تھے نانا ہمارے جب کبھی جنگل مین گاتے تھے تو سانپ آکر جمع ہوتے تھے اور ایک ایک روپیہ دیتے تھے یہی اُنکی برت تھی لیکن مین جو گیا وہ سانپ تسخیر نہ ہوے صحرالنورد نے کہا بہمن شعبدہ باز کا مین ملازم ہون اُنکے پاس لیچلونگا آجکل ایک آفت مین مبتلا ہین ایک شاہزادی کو بہلول گرفتار کرکے لایا ہی بہمن اُسپر عاشق ہوا ہی اُس سے سوال وصل کا کیا وہ انکار کرتی ہی کہتی ہی مین عاشق جمال طلسم کشا ہون میان گویے صاحب مین تمکو لیے چلتا ہون اگر تمنے اُسکو رضامند کر دیا تو بہمن بہت کچھ دیگا شبرنگ نے جو نام طلسم کشا کا سُنا سمجھ گیا کہ ہمارے مرصع پوش کا ذکر ہی کہا مجھکو لیچلیے یہ تو خاص ہمارا کام ہی سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا گھروسے نکل گئین دربدر کی ٹھوکرین کھانے لگین اُنکو تو مین آنکھ ملتے ہی راضی کر دونگا یہ سُنکر صحرالنورد اُٹھا ایک تخت تیار کیا اُسپر شبرنگ کو بٹھایا اور آپ بھی اُسی پہ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا چلا یہان بہمن اپنے دربار مین ہی زرنگار سے کہہ رہا ہی اے زرنگار آج اُس نازنین سے اور کلام کرو اگر نہ مانیگی تو قتل کرونگا زرنگار نے کہا مین بہت اچھی طرحسے سمجھاؤنگی اور رُفقا بھی وعدہ کر رہے ہین کہ حضور ہم بھی سمجھائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرالنورد شبرنگ کو لیے ہوے آکر پہونچا کہا اے شہنشاہ یہ گویا کہتا ہی کہ آپ جلسہ آراستہ کیجیے قفس منگا کر اُسکا رکھیے مین کچھ اشعار عاشقانہ گا کر راضی کر دونگا بہمن یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا باغ نگارین مین چلو وہان چلکر جلسہ آراستہ ہو باغ نگارین پہلوے قصر مین تھا بہمن سب کو ساتھ لیکر باغ مین آیا آکر بیٹھا قفس ہما کا منگوا کر رکھا شبرنگ نے اول بیٹھکر چند اشعار عاشقانہ گائے جنکا مضمون یہ تھا نظم

پہلو سے میرے اُٹھکے جو وہ سیمبر گیا — مین کیا کہون کہ دلپہ جو صدمہ گذر گیا
بادصبا جو ہو گذر اُس شوخ تک ترا — کہنا کہ تیرا عاشق جانباز مر گیا
نکلے گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو — دیوانہ تیرا ڈھونڈھنے تمکو جدھر گیا
شرماکے رُخ سے ابر مین ماہ فلک چھپا — سونے کو بام پر جو وہ رشک قمر گیا
آیا عجیب دور کہ نشئے ہرن ہوے — میخانہ وہ کہان ہی وہ ساقی کدھر گیا

ساحر زبردست دیوانہ وار یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع
تربت پہ بعد دفن ہی اک غمگسار شمع
کرتا ہی گر میان جو وہ محفل مین غیر سے
روشن نہ ہوگا نام مرے مُرغ دل کیطرح
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
جل جل کے کہ رہے ہین یہ پروانے بزم مین
بے نور ہوگی صبح کو اتنا نہ کر غرور
آخر جو خاک ہوگئی جل جلکے بزم مین
سر کاٹ لے قصاص مین گلگیر سے ہو حکم
تاثیر اِسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
سطوت دیا ہورہا خدا کا لحد مین ساتھ

کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
رونق ہی زار زار قریب مزار شمع
جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
محفل مین تو فروغ دکھائے ہزار شمع
آخر نثار ہوگئی پروانہ وار شمع
تُربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
ہم شمع پر نثار ہین ہم پر نثار شمع
بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع
رکھتی تھی اپنے دل مین کسی سے غبار شمع
پروانون کو جلا رہی ہی اے نگار شمع
گل کر گئی سحر کو نسیم بہار شمع
کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار شمع

ملول نے جو یہ آواز سُنی گولہ ہاتھ مین تھا وہی گولہ مار دیا قنتور نے وہ گولہ ہاتھ مین روک لیا ملول کو بُرا معلوم ہوا چاہا دوسرا گولہ مارون قنتور نے وہی گولہ ملول پر کھینچ مارا اُلٹا زمان ملول نے دیکھا کہ یہ کون ساحر ہی کہ ہمارے مالک سے آکر لڑنے لگا کئی سو ساحرون نے مکر سحر کیا کہ قنتور زمین پر گرا چہار طرف سے ساحرون نے چاہا کہ قنتور کو گرفتار کرین مگر قنتور بھی ساحر زبردست ہی لڑ بھڑ کر نکلا دوسرا لشکر جو بہلول کا جما ہوا تھا اُسپر جا کر گرا اُلٹا زمان بہلول نے زخم کھا کر قنتور کو گرفتار کر لیا سامنے بہلول کے لائے بہلول نے کہا ارے تو کون ہی کہان جاتا تھا قنتور کہ اُس نازنین کے جوش عشق مین مبہوت ہو رہا تھا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا بہلول نے کہا یارو یہ تو کسی پر عاشق ہی دیوانہ ہو رہا ہی اِسکو بیجا کے قید کرو کئی ساحر گستان کشتان قنتور کو لیکر قید خانے مین آئے لا کر اُسکو قید کیا قنتور

شہنشاہ قنتورہ گیا تھا مگر پلٹ کرنہ آیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ بہلول جادو ایک نازنین کو پنجے مین دبائے ہوے بارگاہ مین آکر پہونچا اول
بہمن کو سلام کیا پھر بہمن سے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ قنتورہ مارا گیا اور بھائی
بھی قتل ہوا آخر کو جب بادشاہ لشکر اسلام و طلسم کشا نے میرے مار ڈالنے کا ارادہ
کیا تب مین نے اُسکے ہاتھ باندھکر جعلی عذر کیا کہ میری خطا معاف فرمائیے بعد اِسکے جلسہ
آراستہ ہوا مین ناچار ہوکر ہما کو لے آیا ہون اب اِسکو قتل کیجیے میرے بھائی کا اور
قنتورہ کا عوض لیجیے تو صدمہ طلسم کشا کو پہونچے یہ بھی دیکھ رہا ہون کہ جو کوئی
مطیع اسلام ہوا پھر اُسپر زوال نہین آیا مسلمان کو قتل کیجیے بہمن نے جو جمال
ہمائے مرصع پوش کا دیکھا کہا اے بہلول ایسی شاہزادی زہرہ جمال کو قتل کرنا
شیوۂ جلادان ہے یہ کہکے طرف ہمائے مرصع پوش کے چلا ہمائے مرصع پوش
نے روے زیبا اپنا چھپا لیا بہمن نے کنیزون کو حکم دیا کہ میرے وصل پر اِسکو
رضامند کرو کنیزون نے آکر ہمائے مرصع پوش کو سمجھانا شروع کیا ہمائے جوابدیا
کہ اُس بیحیا سے کہدو کہ ہم تیرے گنہگار ہین قتل کرنیکا تجھکو اختیار ہے مگر عصمت کا
نام نہ لینا مین عاشق جمال طلسم کشا ہون مجھکو بے وارث نہ سمجھنا یہان نورالدہر
جب لڑائی فتح کرکے پلٹے نجم نے آکر عرض کی کہ ہمائے مرصع پوش کو کوئی لے گیا
نورالدہر نے شبرنگ کو بلا کر حکم دیا کہ اے شبرنگ ہمائے مرصع پوش کو
بہلول دربار سے اُٹھا کر لیگیا بہلول نے وقت جنگ مجھسے پناہ مانگی تھی
رفیق بنکر میرے ہمراہ آیا تھا لیکن مین نہ جانتا تھا کہ یہ مکّار ہے اب تم تلاش کرو
شبرنگ با تمہارے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا خیال مین گذرا کہ یقین ہے بلکہ
ہمائے مرصع پوش کو بہمن شعبدہ باز نے قلعۂ زرنگار پر منگوا لیا پھرتا پھراتا
ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک ضعیفہ جاتی ہے اُس ضعیفہ نے پکارا کہ او عیار تو
کہان جاتا ہے شبرنگ نے چاہا کہ اِسکو کمندون مین گرفتار کرلون یہ سوچتا ہوا
قریب آیا پوچھا بڑی بی صاحب کہان جاتی ہو بڑھیا نے کمر مین شبرنگ کی پنجہ دیا

کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر — اِس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یاد جب آتا ہی وہ شعلہ خو — ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یار تک اپنی رسائی ہی محال — آنکھہ چوکھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھہ سے کھو کے اب اُس گل کو شفا — رات دن ہاتھہ ملا کرتے ہین

قنتور روارہ دی کرتا ہوا جاتا ہی راہ مین باغ شمّاس کر گدن سوار کا پڑتا ہی شماس کے کان مین جو آواز اشعار کی آئی سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر جھومتا ہوا جاتا ہی شماس نے پکارا کہ اے برادر ذرا یہان ٹھہر جاؤ قنتور نے جواب دیا کہ ہماری شادی ہونے کو ہی ہم نہین ٹھہر سکتے اب جاکر دولھا بنین گے شماس نے جو دیکھا کہ میرا کہنا نہین مانتا اور چاہتا ہی کہ دریافت کرون کہ یہ کون ہی کہان جاتا ہی اسکو جو دل لگی سوجھی چھڑی پھولون کی جو آگے رکھی تھی وہ اُٹھاکر زمین پر ماری قنتور نے ہر چند کہ اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکا زمین پر آیا شماس نے دریافت کیا ای برادر تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے قنتور نے کہا ایک زہرہ جمال کی محبت مین مبتلا ہین زرنگار کا سر اُسنے مانگا ہی مین سر لینے جاتا ہون اب ہماری شادی اُسی نازنین مہ جبین کے ساتھہ ہوگی وہ دُلھن بن رہی ہوگی شماس کو یہ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ زرنگار ہمارے مہربان ہی یہ وہان جاکر بڑی آفت برپا کریگا ایسا نہ ہو کہ زرنگار کو کوئی صدمہ پہونچے پس اِسکو نہ جانے دون یہ سوچکر کمند ہاے سحر مین گرفتار کیا قنتور نے غل مچانا شروع کیا کہا کہ ای شماس مین نے تیری کیا خطا کی مگر شماس نے کچھ جواب نہ دیا اور مسلسل و مطوق کر کے قنتور کو ایک مکان مین قید کیا مکان مین قفل لگایا شماس چونکہ شکار دوست ہی قنتور کو قید کر کے واسطے شکار کے روانہ ہوا ایک کنیز سے کہہ گیا کہ اِس مکان کا قفل کھولنا اور ایک شخص قید ہی وکرسیون پر دو پھول رکھے ہین فلان پھول سنگھانا دوسرے پھول کو ہرگز ہاتھ نہ لگانا جب وہ ہوش مین آئے تو اُسکو کھانا کھلادینا پھر اُسی طرح قفل لگا دینا کنیز نے جو بعد جانے شماس کے قفل کو کھولا قنتور زنجیرین ہلا رہا تھا جس پھول کو شماس نے

بڑا ستم کیا کہ شہریار کو ہمارے یہان لایا اِس آفت مین پھنسایا دیکھہ تو اِسکا کیا مین بدلہ کرتا ہون قنتورہ نے چاہا سامنے سے بھاگون شاہزادیون نے جو سحر کیے قنتورہ کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین نیلی پیلی کرتا ہوا سامنے شعلۂ جوالہ کے آیا پکارکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم میری آپ پر جان جاتی ہی شعلۂ جوالہ نے ایک دستک دی کہ پہلو سے ایک شیر ببر پیدا ہوا اُسنے آکر قنتورہ پر حملہ کیا قنتورہ نے تلوار کھینچکر شیر پر حملہ کیا شیر نے آکر ایک طمانچہ مارا کہ تلوار ہاتھہ سے قنتورہ کے چھوٹی قنتورہ نے چاہا اِسکے سامنے سے بھاگون مگر شیر کے پنجے سے کب جاسکتا ہی آخر شیر نے قنتورہ کو چیر پھاڑکر پھینکدیا جب قنتورہ کا یہ حال ہوا کہ مارا گیا سکندر نے پکارکر آواز دی کہ اے شعلۂ جوالہ تمنے کیا کار نمایان کیا یہ بے حیا اِسی لایق تھا کہ لقمۂ شیر ہوا اب یہ ملعون خاک سیاہ ہوا بہلول وملول نے جو لاشہ قنتورہ کا دیکھا خوف سے کانپنے لگے کہ نورالدہر سامنے ملول کے پہونچے ملول نے للکارا کہ او طلسم کشا تیری ذات سے ساحرون کو چین نہین ملتا بڑے بڑے ساحر تیرے ہاتھہ سے مارے گئے مگر اِس وار کو تو روک یقین ہی کہ اِس وار کا رد نہ ہوسکے یہ کہکے ہاتھہ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھہ نکالکر ہاتھہ ماردیا ملول نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ ملول کا گرا بہلول نے جو تخت سے لاشہ اپنے بھائی کا دیکھا قلب کانپ گیا یقین کامل ہوا کہ اب آج جان نہ بچیگی تخت سے کود پڑا اور رومال سے ہاتھہ باندھکر سامنے سکندر کے آیا کہا اے شہریار میری خطا معاف کیجیے جو خطاوار تھے وہ مارے گئے سکندر نے چاہا ہاتھہ مارو ون نورالدہر نے آکر ہاتھہ تھام لیا کہا اے بادشاہ جمجاہ عذر کو عذر کرنے والے کے قبول کرنا چاہیے ہمنے اِسکی خطا معاف کی اصل مین خطاوار قنتورہ تھا وہ مارا گیا بھائی نے بھی اِسکے سرکشی کی وہ بھی واصل جہنم ہوا اِسکو مرتبۂ رفاقت حاصل ہوا بہلول نے سب کو ساتھہ لیا مگر دل مین یہ ہی کہ جس طرح بنے کسی سردار کو لیکر نکلجاؤن قلعۂ زرنگار پر آجکل بڑی چہل پہل ہی یہ سوچتا ہوا سب کو دربار مین لایا سکندر تخت پر بیٹھے اُسوقت

سعادت ہی یہ کہکے اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کھانے وغیرہ سے فراغت کرکے سوار ہوے رفقا ساتھ ہین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی وغیرہ چند سردار بازارون مین لاکر چھوڑے جابجا انتظام کرتے ہوے کنارے پر آکر ٹھہرے مگر قنتور آہین کلاہ اُڑتا ہوا آتا تھا ایک نخل پر آکر بیٹھا دبے پانؤن نخل سے اُترکر لوگون سے پوچھتا ہوا چلا کہ سکندر ثانی بادشاہ لشکر اسلام کس بارگاہ مین رہتے ہین کسی نے بتادیا کسی نے کہا ہم نہین جانتے دور سے قنتور نے دیکھا کہ ایک جگہ چند ساحر جمع ہین اُسی مجمع کی طرف چلا ارسطوے ثانی وہان کھڑے تھے اُنسے آکر پوچھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کی کون سی بارگاہ ہی ارسطو دیکھ کر سمجھے کہ یہ کوئی دشمن ہی فکر مین آیا ہی کہا ای برادر تمھارا کیا کام ہی کہا مین نے یون ہی پوچھا ارسطو نے بتادیا کہ وہ پشت پر بارگاہ کلان استادہ ہی اُسی مین سکندر رہتے ہین قنتور اُسی طرف چلا اور ارسطو نے پیچھا کیا قریب بارگاہ سکندر پہونچکر قنتور ایک گوشے مین آیا آڑ پکڑکر نقب دینے لگا ارسطو نے دیکھا کہ اب نصف مقام پر پہونچ گیا ہوگا ایک سحر کیا کہ زمین سے آگ نکلنے لگی قنتور چیخ مارکر بھاگا نقب سے نکلا آبلے بدن مین پڑ گئے تھے ارسطو نے پیچھا کیا اب تو بخوبی ثابت ہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاتا تھا للکارا کہ او نامرد کہان جاتا تھا ٹھہر جا مین تجھکو سزا دونگا پکارکر جو ارسطو نے کہا نجم اختر شناس نے جو آواز ارسطو کی سُنی جھپٹ کر آئے پکارکر پوچھا ای ارسطو خیر تو ہی ارسطو نے کہا یہ سامنے جو ساحر جاتا ہی بارگاہ شاہ مین جاتا تھا مین نے سحر کرکے اسکو روکا اب یہ بھاگا ہوا جاتا ہی میرے سحر سے نہین رُکتا نجم نے آواز دی او جانے والے ٹھہر جا آگے نہ جانا قنتور کو معلوم ہوا کہ آگے پہاڑ ہی پہاڑ کو دیکھکر پلٹنا چاہا اور طرف سے جاؤن نجم نے سب طرف سحر کردیا کسی طرف نہ جاسکا آخر مجبور ہوکر طرف نجم کے آیا نجم نے پھولون کا ہار گلے سے اُتارا کہا ای برادر یہ پہن لو قنتور کو کچھ بن نہ پڑا ہار پہن لیا ہار پہنتے ہی جھومنے لگا قنتور کو معلوم ہوا کہ چارون طرف سے آواز گانے کی آرہی ہی ناچار ہوکر ٹھہر گیا نجم نے اشارہ کیا کہ ای برادر ادھر آؤ قنتور جھومتا ہوا اسا

سکندر نے جو بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک طرف سے نعرہ نور الدہر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش — عدو در رزمگاہش صد ہزار الامان خوانند

دیگر

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم — لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے گرداب دریا نشین وہمائے مرصع پوش وملکہ شعلۂ جوالہ اس زور و شور سے آکر گرین کہ لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کر دیا لشکر مین بہلول کے تہلکہ پڑ گیا مگر سکندر ثانی نے جو صدائے نعرۂ نور الدہر سنی کہا لو ملکۂ عالم مبارک ہو کہ ہمارے آقائے نامدار آ گئے نگاہ اُٹھا کے جو سیمین عذار نے دیکھا کہ شاہزادیان حسین و جمیل طاؤسان زرین بال پر سوار مصروف سحر خوانی ہین جدھر جا پڑین کسی کو تو دیوانہ کر دیا کسی کو جان سے ہلاک کر دیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا اب تو ملکہ سیمین عذار بھی شاہزادیون کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی سحر کرنے لگی جب سحر کیا زمین ہلا دی کسیکا سر اُڑا دیا کوئی زخمدار کوئی بیقرار مگر ملول نامدار لڑتا ہوا سامنے اپنے بھائی کے پہونچا للکارا کہ ای بہلول میرے مقابلے مین تو آ تجھکو بھی معلوم ہو کہ مردان عالم ایسے ہوتے ہین مین سکندر ثانی کا ہوا خواہ ہون بہلول سمجھ گیا کہ بھائی میرا ہوش مین نہین ہی پھول برسائے کئی طائر بلائے طائرون نے آکر سامنے ملول کے زمزمہ سرائی کی اور یہ اشعار بھی جھنکار کر پڑھنے لگے نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا — پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا
خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوے — مکان یار مین دیوار درمیان نکلا
وہ زلف ہو گئی زنجیر اپنے سودے کو — کہان سے جا کے یہ اب سلسلہ کہان نکلا
ملاحت ذقن یار کا ہی ہر سو شور — عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا
بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون — زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کوئی کہتی ہی یا خداوند آپ اپنے کو مقابلۂ طلسم کشا سے بچائیے ایسا نہ ہو کسی دن وار تیغۂ طلسمی کا پڑ جاے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگین نظم

وہ ہی پاس جسکو دلا چاہتا ہی — تڑپتا ہی کیون اور کیا چاہتا ہی
خیال اُسکے ہیٹون کا شہپر ہوا ہی — مرا طائر جان اُڑا چاہتا ہی
بتون سے محبت نہین مجھکو از خود — کہ ہوتا ہی وہ جو خدا چاہتا ہی
ہوا مشتعل بے طرح عکس تیرا — اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہی
کرین بے خطر کیون نہ بندے خطائین — خدا باپ مان سے سوا چاہتا ہی
یہ تو قتل تم تو کیا چاہتے ہو — نہ جانے خدا کیا کیا چاہتا ہی
وہ بگڑا ہوا منھ بنا تے نہین اب — مرا کام بگڑا ہنا چاہتا ہی
کہان چاہنے والونکا غم ہی تجھکو — تو کرتا ہی جو دل ترا چاہتا ہی
بہت غم فلک مجھکو دینے لگا ہی — اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہی
اگر جان جاؤن تو بھر کاؤن اُسکو — جسے وہ بُت بے وفا چاہتا ہی
غزل سُنکے اِک بوسہ دیڈال پیارے — یہی تجھسے ناسخ صلا چاہتا ہی

بقراط نے اُسیوقت ایک نامہ ملکہ زرنگارہ کو لکھا کہ اے قوت بازو و اے زینت پہلو ہمکو معلوم ہوا کہ تمنے بہمن شعبدہ باز کو دامن میں پناہ دی ہی آج کی خبر تمکو تو معلوم ہوئی ہوگی طلسم کشا کا سامنا ہو گیا تھا مگر بھائیون نے میرے مجھکو بچا لیا جو یونے دو سو خداوندونکا بھائی ہو اور سب مین بڑا ہو وہ کیونکر قتل ہو سکتا ہو سب بھائی آئے تھے سامری و جمشید نے یہی کہا تھا کہ دعوی خدائی موقوف کر دین نے جواب دیا کہ جو کیا وہ کیا اب یہ دعویٰ تو جان کے ساتھ ہی کسکی مجال ہی کہ مجھ پر ہاتھ ڈالے اور اے زرنگار طرۂ پیغمبری مرحمت فرماؤنگا کتاب تیرے واسطے تصنیف کر رہا ہون جابجا تیری تعریفین لکھونگا سب اہل طلسم تیرے مطیع رہین گے وہ مرتبہ تیرا کر دون کہ سب کو رشک ہو یہ نامہ لکھکر قنتور آہن کلاہ نامے ایک ساحر بیٹھا تھا اُسکو دیا کہا اے قنتور یہ نامہ لیکر جاؤ اور زرنگارہ کے ہاتھ مین دینا یہان نورالدہر تو بعد جانے بقراط کے

دریافت کرو تو ہم بھی چلین سکندر کو چلکر بچائین سب شاہزادیان نام سکندر سُنکر اپنے
اپنے مقام سے اُٹھین کہا حضور یہ کنیزین جائین مقام دریافت کرکے آئین کہ ایک
طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر نورالدہر کے بیٹھ گیا نجم نے کہا اِسکی گردن
مین نامہ بندھا ہو اِسے کھول لیجیے ملاحظہ فرمائیے نورالدہر نے جو نامہ کھولا او رتحریر
سکندر ثانی کو پڑھا اول سب کے لکھا تھا کہ قلعۂ بہلول پر مقابلہ پڑا ہی سب کے پہلے
ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش اپنے مقام سے اُٹھے بدون حکم نورالدہر
طرف قلعۂ بہلول کے چلے نورالدہر نے جب سب نامہ پڑھا حکم دیا کہ مرکب لاؤ مرکب
طلسمی تیار ہوکر آیا اُسپر نورالدہر سوار ہوے شبرنگ نے رکاب کو تھاما سب کے
آگے نجم اختر شناس رہبری کرتا ہوا اول قلعے کے قریب آکر پہونچے دیکھا قلعہ سب
خالی پڑا ہی تمام شہر نے جاکر باغ کو گھیرا ہی بہلول و ملول در باغ پر پہونچے ہین تہلکہ
ڈالدیا ہی چاہتے ہین کہ اندر گھسین کہ ارسطوے ثانی نے آسمان سے نعرہ کیا ہما نے
جو دیکھا کہ ملول سب کے آگے بڑھا ہوا چاہتا ہی کہ باغ مین آگ لگا دون کہ سب
باغ مع سکندر ثانی جلکر خاک ہو فوراً ہماے مرصع پوش نے آتے ہی موتیونکا
مالا کھینچ مارا اور آواز دی کہ ای گلبدن یہ باغ مین نہ جانے پاے موتیون کا مالا
آکر ٹوٹا چند مروارید ٹوٹ کر ملول پر گرے اور نہ زیادہ ملول و حزین ہوا ہجوم کے
آواز دی ارے یارو بہلول کو روکو نہین جانتا کہ بادشاہ لشکر اسلام اندر داخل
ہین ساتھ والے پلٹے تھے کہ پہلوے باغ سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے
غوطہ مارے ہوے سامنے ملول کے آئی یہ اشعار عاشقانہ گنگنا کر سُنانے لگی نظم

براے امتحان حاجت نہین کُچھ غیر کے سر کی	گلے پر میرے رکھکر دیکھ لیجیے باڑھ خنجر کی
نہ حاجت سلطنت کی ہی نہ خواہش لعل و گوہر کی	ہمین اکسیر سے بہتر ہی مٹی یار کے در کی
بُرا ہو ضعف کا کیونکر ہم اُسکو دیکھنے جائین	گھٹی جاتی ہی طاقت فرط غم سے جسم لاغر کی
بھلا تشبیہ دون کسطرح تجھسے ای قد جانان	نہین کُچھ بھی حقیقت سامنے تیرے صنوبر کی
یہان اُنکو نہ دیکھا مجمع عشاق کے باعث	وہان بھی مانع دیدار ہوگی بھیڑ محشر کی

کو نور گر پا رگذا انجم و شبر نگ چھوٹے سکندر ثانی کو نور الدہر کے ساتھ تیغے بر
ہاتھ پھیلا کر دوڑے مگر انجم تو سحر کرکے بلند ہوا شبر نگ کو سکندر نے روک لیا
نور الدہر نے آکر شبر نگ سے سب حال دریافت کیا شبر نگ نے سب حال بیان
کیا کہ دوسرے پہلو سے گرد اڑی دیکھا نگار رنگ مع کنیزون کے آکر پہونچی اول
سکندر ثانی کو سلام کیا پھر نور الدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شبر نگ نے بیان کیا
کہ یہ نازنین عاشق جمال انجم اختر شناس ہو نور الدہر نے بہ محبت نگار رنگ کو گلے
سے لگایا انجم آسمان سے دیکھ رہا ہو کہ نگار رنگ کا نور الدہر نے بڑا اعزاز کیا چاہا کہ
اُتر کر زمین پر آؤن قدمون کو آقا کے بوسہ دون کہ آندھی سیاہ چلی جھونکون سے
ہوا کے انجم گھبرایا چاہا کہ زمین پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی او نمک حرام بد انجام تیرے
ظلمون نے کلیجے کے ٹکڑے کردیے ضنم خداوند بقراط ثانی انجم نے جو بقراط کو آتے ہوے
دیکھا گولہ جھولی سے نکالکر مارا قریب بقراط کے جاکر پھٹا بقراط اِن سحرون کو کب
مانتا ہو اشارے مین دفع کیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا جھپٹ کر بقراط نے انجم کا ہاتھ
تھام لیا اور ایک تپانچہ مارا کہ انجم بیہوش ہوا چاہا انجم کی کمر مین پنجہ دون سکندر نے
جو دیکھا کہ انجم گرفتار ہوتا ہو فوراً کئی سحر بقراط پر کیے بقراط نے اشارون مین دفع کیے
بقراط چاہتا ہو سکندر کو بھی گرفتار کرون مگر دیکھا کہ سامنے طلسم کشا کھڑا ہو ایسا ہو
جھپٹ تیر ماردے یا سکندر جھکا زمین پر کھینچے چاہا انجم کو لیجاؤن سکندر نے بڑھکے
روکا جب کڑک کر بقراط گرتا ہو سکندر تھرا جاتے ہین مگر جرأت اپنی دکھاتے ہین
چاہتے ہین لپٹ جاؤن بقراط کو کھینچکر زمین پر لاؤن مگر بقراط بلاے روزگار ہو
جانتا ہو کہ اگر زمین پر پہونچونگا تو طلسم کشا کے ہاتھ مین تیغۂ طلسمی ہو اِسی تیغے سے
میری قضا ہو ہرچند سکندر نے سحر کیے برقین گرائین لکہاے ابر پیدا ہوے اور
بقراط پر گرے مگر بقراط بہ خوف نور الدہر زمین پر نہ آیا اِسطرح کا سحر کیا کہ جھونکون
نے ہوا کے سکندر کو سامنے سے ہٹایا بقراط نے چاہا نکل جاؤن نور الدہر نے
کمان کیانی کاندھے سے آتاری تین بھال کا تیر مارا بقراط نے اپنے کو بچایا مگر تیر آکر

کے گذرا جب قریب باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی آسمان سے آکے دیکھا کہ سیمین عذار سکندر کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی قنتورہ یہ دیکھکر بھاگا سامنے بہلول اور ملول کے آیا کہا حضور آپ کی دختر باغ مین سکندر کو لیے بیٹھی ہین سکندر کہہ رہا تھا کہ جاکر دونون کو قتل کرونگا مگر سیمین عذار منتین کر رہی ہی کہ ای شہریار معاف فرمایئے سراسر خطا قنتورہ کی ہی اگر حکم ہو تو مین نکل جاؤن بہلول وملول نے قنتورہ جادو کو مطمئن کیا اور کہا ای قنتورہ نہ گھبراؤ ہم گرفتار کرلین گے قنتورہ خاموش ہوا اب بہلول وملول نے اَسّی ہزار ساحر تیار کیے اِن سب کو ساتھ لیکر برای گرفتاری سکندر چلے قنتور ساتھ نہ جاتا تھا مگر بہلول نے کہا ای قنتورہ تم کیون گھبراتے ہو جب اسّی ہزار ساحر ایک شخص پر سحر کرینگے تو اُسکے ہوش درست رہینگے قنتورہ نے کہا ای بہلول وملول تم مرتبے سے سکندر کے نہین آگاہ ہو بادشاہ سابق طلسم ہی کئی مرتبہ لقراط سے مقابلہ پڑ چکا لیکن کسی مقام پر سکندر نہین دبا اِس گرفتاری پر نازنہ کرو مگر سکندر بیٹھے ہین سیمین عذار خاطر کر رہی ہی چند گانین واسطے خوش کرنے مزاج سکندر ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہین **نظم**

درپے قتل یار جانی ہی
ہمکو پہلے سے سرگرانی ہی
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق
حسن بے مثل ہی جوانی ہی
زخم دل عاشقونکے ہونگے ہرے
پہنی پوشاک اُسنے دھانی ہی
زلیست مین اپنے نازاُٹھوالو
تمکو میت مری اُٹھانی ہی
اُنکے دندان سے خاک ہو ہمسر
کہ گہر ایک بوند پانی ہی
کیون تمھین پر نہ زہر کھاکے مرین
آخر اک روز موت آنی ہی
دیکے قاصد کو خط پتہ نہ دیا
یہ نئی میری بدگمانی ہی
پیار کرلین گے بے اجازت انھین
ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہی
کسی لیلی منش کی اُلفت مین
مثل مجنون کے خاک چھانی ہی
دیکھکر میری چشم کی بارش
ابر خجالت سے پانی پانی ہو

زنگن ہزار طرح پر سحر کرتی ہو مگر زور نہین چلتا نجم لڑتا بھڑتا سامنے زنگن کے پہونچا زنگن نے گولہ نارا بال اپنے سر کے کھول دیے ہزارہا شعلے نجم پر گرے مگر نجم شعلۂ آتش کو بجھاتا ہو تلوارین بھی برسین خنجر بھی گرے مگر نجم پر تاثیر نہ ہوئی جب تو اُس زنگن نے چادر سر سے اُتار ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس ظالم پر سحر تاثیر نہین کرتا آکر مدد کیجیے دیکھا ایک ٹکڑا ابر سیمابی آسمان پر آیا اُس ابر سے آواز آئی کہ او گنہگار تو بڑی سرکشی کرتا ہو ایک شعلہ آسمان سے گرا سر پر نجم کے لہرایا نجم کی زبان بند ہوئی سحر فراموش دریائے حیرت کا جوش ہوا حیران ہو کر کھڑا ہو گیا چہار جانب دیکھتا ہو سحر نہین یاد آتا وہ زنگن کھڑی دستکین دے رہی ہو جون جون دستک دیتی ہو وہ شعلہ گرد نجم پھر رہا ہو تھوڑے عرصے مین شعلہ غائب ہوا ابر سیمابی پھٹا ایک ساحر زبردست نعرے کرتا ہوا ابر سے نکلا آواز دی منم سیماب سیمین بدن او نجم تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ زنگن سے بے خطر مقابلہ کرتا ہوئے غور سے دیکھ زنگن تو جاتی ہو اب مین تجھکو لیچلونگا خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا یہ کہکے زنگن سے آکر کہا تم تو دیر قطران مین جاؤ ایسا نہ ہو قدرت کو صدمہ پہونچے وہ زنگن جھومتی ہوئی گوشۂ باغ مین جاکر غائب ہوئی مگر سیماب سیمین بدن نے آکر ہاتھ نجم کا تھام لیا شبرنگ نے جو گوشے سے دیکھا کہ اب نجم کو لے چلا ایک نازنین کی شکل بنکر دوڑا پکار کر آواز دی ای سیماب مجھکو بھی ساتھ لے لے مین ہمشیرۂ زنگار رنگ ہون یہ ظالم مجھکو گرفتار کر لایا سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین کمسن غنچہ دہن سیمین بدن عارض رشک نسرین و نسترن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا ای سیماب اصل کیفیت یہ ہو کہ بی زنگار رنگ نجم پر عاشق ہوئین اطاعت اسلام قبول کی مین ناچار ساتھ چلی آئی راہ مین مجھکو کلمات سخت کہے مگر تمکو جب سے دیکھا ہو بیقرار ہو رہی ہون ایسا مرد میری نگاہ سے نہین گذرا اور سحر بھی ایسا کیا کہ ایسا ساحر ہوشیار تمھارے سحر مین پھنسا اب مجکو بھی اپنے ساتھ لیچلو کہ میرا یہان کون ہو سیماب نے اُس نازنین کو جو دیکھا ہنستا مسکراتا ناز و کرشمہ خوش مزاج معشوقون کے سر کی تاج بہت پسند کیا سینے پر ہاتھ رکھا

رہائی پائیں سیمین عذار آنکھون مین آنسو بھر کر کلام حسرت انجام سکندر پر رونے لگی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

آمد ہی باغ دہر مین شاید بہار کی — وحشت بڑھی جو میرے دل داغدار کی
آئی ہوا جہان مین رند و بہار کی — اب فصل آئی ہی بط و مے کے شکار کی
کیا فائدہ ہوا تجھے اِس ضد سے اے صبا — گل کی جو تو نے شمع ہمارے مزار کی
خوش خوش ہین باغبان تو گلچین ہین شاد شاد — آمد ہوئی ہی باغ مین جب سے بہار کی
نام خدا ہی حسن مین یکتا وہ گلعذار — پڑتی ہی جسپہ آنکھ چمن مین ہزار کی
احسان مجھپہ ہوگا یہ باد صبا ترا — خوشبو سنگھا دے لا کے اگر زلف یار کی
بیشک تمھارے ہجر مین ہو جائیگا جنون — ہی کیفیت کچھ اور دل بیقرار کی
آنکھین بچھائین نرگس شہلا نے ہر طرف — آمد ہوئی جو باغ مین اُس گلعذار کی
رنج فراق مین بھی اُٹھاتا ہی دل مزے — لذت ہی یاد وصل کے بوس و کنار کی
نکلا نہ مر کے بھی کوئی عاشق یہ وجہ ہی — بہتر بہشت سے ہی فضا کوے یار کی
گذری شب فراق مین کیا رنج کیا ہوے — پوچھی خبر نہ آپ نے مجھ دلفگار کی
بخت سیاہ سے مرے دہ چند ہو گئی — کیا تیرگی کہون مین شب انتظار کی
سطوت نجف مین مر کے جو ہوتا ہی کوئی مٔن — ابد اکبھی اُسے نہین ہوتی فشار کی

سکندر نے جو یہ اشعار عاشقانہ اُس نازنین سے سنے ایک توجہ ہوئی اِشارہ کیا کہ اگر ہو سکے تو میرے قریب آکر زبان سے سوزن نکال لے تو مین قید کو توڑ ڈالون سیمین عذار نے قریب آکر سوزن جو زبان سے نکالی سکندر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اور قصد ہوا کہ دربار مین شاہون کے گھس جاؤن سیمین عذار قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار میرے باغ مین تشریف لے چلیے جیسا مناسب وقت جانیے گا ویسا کیجیے گا سکندر کہنے سے اُس نازنین کے اُسکے باغ مین آئے سیمین عذار نے اسی وقت کنیزون کو حکم دیا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے تعمیل حکم کی ملکہ آکر بیٹھین سکندر کو پہلو مین بٹھایا صحبت عیش و جشن آراستہ

مطمئن رکھ دل ناسخ کو خداوندا اب | محو اسوقت یہ دل سے تری تکبیر مین ہے

نجم نے جو اُس نازنین کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی او زنگن سیاہ رو میرے
قریب نہ آنا یہ کہکے چند دانے ماش کے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر اُسپر کھینچ مارے وہ نازنین
یا طرف نجم کے آتی تھی یا طرف کوہ کے چلی حکاک نے جو دیکھا کہ وہ نازنین پلٹ پڑی
فورًا اپنا خون کاٹ کر اُس نازنین پر پھینکا قطرہ خون کا جو اُسپر پڑا پھر طرف نجم کے
پلٹی پکار کر آواز دی ای عاشق صادق مین تیری فکر مین آئی ہون سب نے مجھکو نکالدیا
آوارہ پھر رہی ہون تو میری دستگیری کر نجم نے چھنگلیہ اپنی تراش کر خون اُسکا اُسپر
پھینکا جیسے ہی قطرہ خون کا پڑا رنگ رو اُڑ گیا حکاک نے کوہ سے دیکھا کہ وہ زنگن
سیاہ رو صحرا مین ٹہل رہی ہی نجم نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ اپنی صورت تو دیکھ
ہاتھ تیرا بجاے آئینہ ہی اُسمین معلوم ہو جائیگا اُس نازنین نے اپنی ہتھیلی اُٹھا کر مثل
آئینہ دیکھی جو صورت تھی وہ نظر آئی نجم نے پکار کر کہا کہ ای حکاک مجھے تیرا حال بخوبی
معلوم ہوا مجھپر تیرا سحر تاثیر نہ کریگا رنگار نگ وغیرہ کو ساتھ لیکر جاؤنگا یہ سنکر حکاک
اپنے مقام سے اُٹھا سامنے آکر نجم پر سحر کیا نجم ہنس دیا سحر دفع ہوا دو چار سحر آپس مین
چلے تھے کہ نجم نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق گری حکاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا حکاک
کا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من حکاک جادو نبود نجم نے
آکر رنگار نگ وغیرہ کو ساتھ لیا مگر شبرنگ بن عمرو یہ سب معرکہ دیکھا کیا جب حکاک
مرا تو تڑپ کر ایک پنجہ گرا شبرنگ کو اُٹھا لیچلا نجم نے آکر شبرنگ کو نہ پایا نہایت
حیران ہوا کہ یہ شبرنگ پر کیا گذری شبرنگ نے بلندی سے آواز دی کہ ای نجم مجھکو
پنجہ لیے جاتا ہی نجم نے کئی گولے مارے مگر پنجہ نہ رُکا شبرنگ کو لیکر ایک باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک زنگن مسند پر بیٹھی ہی اُسنے جو شبرنگ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای
جلاد جادو اِسکو جلد قتل کر یہ وہ شخص ہی کہ جسکی وجہ سے حکاک مارا گیا پھر جا کر نجم
سے سمجھونگی پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا اُسنے آکر شبرنگ کو گرفتار
کیا سامنے بٹھایا گردن پہ کوئلے کا خط کھینچا شبرنگ نے ہر چند عذر کیا جلاد نے نہ مانا آخر

اختیار

زنجیرین ہلانے لگا چاہتا ہوا اپنے کو قید سے نکالون ملول طرف لشکر بہلول کے آیا
بہلول نے آواز دی ای برادر کیا اب میری فکر مین آئے ہو تمنے بڑا غضب کیا کہ میرے
افسر نامی وگرامی کو مار اسارا لشکر ایک افسر کے مرنے سے برباد ہوا ملول نے جو
یہ کلمات حسرت آمیز سُنے ترس آگیا کہنے لگا ای برادر روا لاگہر میرا لشکر بھی آپ ہی کا
لشکر ہی مین خطاوار ہون جو چاہے سزا دیجیے غرض یہ باتین ہوکر ملول اور بہلول مین
مصالحہ ہوگیا دونون بھائی آکر بیٹھے آپس مین صلاح ہوئی کہ سحر کرکے دریافت توکرو
کہ یہ ساحر کون ہی جسکو ہمنے گرفتار کیا اور کسکا فرستادہ ہی کہان جاتا تھا دونون نے
ملکر سحر کیا قنتور کو بارگاہ مین بلوایا قنتور جو مسکان سحر مین آیا ہوش مین آگیا ملول
کے آگے ہاتھ باندھنے لگا کہا ای شاہان قلعہ مین یہ چاہتا ہون کہ مجھکو اپنی خدمت
مین رکھو مین بڑا ساحر ہون لشکر اِسلام مین گیا تھا چاہا تھا کہ سکندر ثانی کو گرفتار
کرلاؤن وہان مین خود گرفتار ہوگیا اِس آفت مین مبتلا ہوا اب آپ لوگ اگر حکم
دین توجاکر سکندر ثانی کو گرفتار کرون آپ لوگون کی خدمت مین لاؤن بہلول
اور ملول نے پوچھا سکندر ثانی کون شخص ہی قنتور نے ظاہر کیا کہ بادشاہ لشکر اسلام
ہی اگر سکندر ثانی آپ کے پاس قید ہوجاے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو ملول اور
بہلول نے قنتور کو خلعت دیا اور اسباب سحر اُسکی جھولی مین بھرا قنتور پھر قلعۂ
بہلول سے براے گرفتاری سکندر ثانی چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ نورالدہر کا قصد ہی
کہ براے طلسم کشائی جاؤن سکندر ثانی نے نورالدہر کو روکا ہی کہ ای شہریار ابھی
دوچار روز تامل فرمائیے غلام شکار کھیل آئے تب حضور کو اختیار ہی یہ کہکر سکندر
براے شکار سوار ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے قنتور نے جو صحرا مین آکر دیکھا کہ
سکندر ثانی شکار کھیل رہے ہین آہوے وحشی کی شکل بنکر سامنے آیا سکندر نے
پیچھا کیا جب کوس دوکوس دوڑا راہ مین قنتور نے ایک نخل کی آڑ مین آکر ماش
کے آٹے کا آہو بنا کر سامنے سکندر کے چھوڑا سکندر نے تیر مارا اِدھر آہو گرا سکندر
نے قصد کیا کہ جاکر اِسکو بہ قربانی پہونچاؤن گوشے سے قنتور نے سحر کیا سکندر جیونکہ

بیٹھی ہو اُس سے باتین کر رہی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسا طرحدار جوان اِس بلا مین مبتلا ہو کنیز بول اُٹھی کہ دیکھیے خداوند آتے ہین رنگار رنگ اپنے مقام سے اُٹھی مقہور نے پکار کر پوچھا کیون ملکۂ عالم کہان چلین رنگار رنگ نے اشارے سے کہا خاموش رہو قدرت آتے ہین وہ دیکھو ہوا پہ تھرا رہے ہین مقہور بھی جھومتا ہوا اُٹھا مگر مقہور و رنگار رنگ دونون گر کر بیہوش ہوے کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ گر کر بیہوش ہوئی شبرنگ نے بنجم کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی بنجم رہا ہوا ہی کہ اِسنے ہاتھ چمکایا ایک برق تڑپ کر گری کئی کنیزون کے سر اُڑ گئے شبرنگ نے کہا اے بنجم مقہور تو دشمن ہی مگر رنگار رنگ تمھاری دوستی کا دم بھرتی ہی بنجم نے کہا مجھکو بھی خیال ہی کہ مقہور سے میری رہائی کی بابت تکرار کی تھی انشاء اللہ یہ مطیع اسلام ہوگی یہ کہکے رنگار رنگ کو ہوشیار کیا رنگار رنگ کی جو آنکھ کھلی مقہور کو بیہوش پایا کہا اے کاہن زبردست یہ کیا باعث ہوا کسنے اِسکو بیہوش کیا بنجم نے کہا جسکو کہ تم کاہن سمجھی ہو یہ ہمارے مہتر والاگہر ہین اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو مقہور کو قتل کر کے ہمارے ساتھ چلو اے ملکۂ عالم اب طلسم کا خاتمہ ہی بہمن بھی اب اسی معرکے مین قتل ہوگا دو چار روز اور جی چاہے بلوہ کرے طلسم کشا تشریف لاتے ہین رنگار رنگ نے کہا مین جان و مال سے حاضر ہون اے بنجم مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ فرما رہے ہین اے رنگار رنگ طلسم کشا کی اطاعت کر مین نے پوچھا کس حیلے سے جاؤن ارشاد ہوا تھا کہ کل تعبیر ظاہر ہو جائیگا اُسکا اظہار ہوا یہ کہکے ہاتھ ہلا دیا کہ برق گری مقہور کے دو ٹکڑے ہوے اپنی کنیزون کو ہوشیار کر کے ساتھ لیا بنجم و کنیزین و رنگار رنگ جادو باغ کو چھوڑ کر اُسی طرح ساتھ چلے مگر شبرنگ جلدی کر رہا ہی کہ اے بنجم جلد نکل چلو رنگار رنگ کہتی ہی مہتر صاحب نہ گھبراؤ یہ سب عملداری کے ہین یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے نیچے پہونچی تھی کہ چند طائر اُس درخت پر بیٹھے تھے زفیل مار کر اُڑے اُن جانورون کے اُڑتے ہی کنیزین غل مچانے لگین کہ واری ہمارا پانون نہین اُٹھتا رنگار رنگ نے کہا اے کاہن بنجم اختر شناس میرا جی

منع کیا تھا کنیز نے بھولے سے اُسی پھول کو اُٹھایا جیسے ہی وہ پھول اُٹھایا قنتنور بالکل خاموش ہوا کہا اے نازنین یہ پھول میرے ہاتھ مین دیدے کنیز نے کچھ خیال نہ کیا پھول ہاتھ مین قنتنور کے دیدیا پھول لیتے ہی ہاتھ مین وہ قید جسم سے کٹ کر گری قنتنور نے اُٹھکر کنیز کو ایک تمانچہ مارا کہ کنیز گر کر بیہوش ہوئی قنتنور اُسی جوش وخروش مین باہر نکلا اب زرنگار جادو یاد آئی افسوس کرنے لگا کہ ہاے معشوق سے وعدہ کر کے آیا تھا بہت عرصہ ہو گیا یہ سوچکر اُڑا راہ مین قلعۂ بہلول جادو واقع ہی بھائی اِسکا ملول جادو اِسپر لشکر کشی کر کے آیا ہی دونون لشکر میدان کارزار مین جمے ہین ملول نے للکارا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست لشکر بہلول سے نکلا میدان مین آکر آواز دی اے ملول مجھکو تیرے بھائی نے افسر لشکر کیا ہی افسر ساحران میرا لقب ہی شبتاب تیرہ وتار میرا نام ہی روز بروز میری ترقی ہوتی ہی اقبال چمکتا جاتا ہی ہزارون کو مین نے اندھیری گور مین سُلادیا جس نے تیرے بھائی سے مقابلے کا ارادہ کیا اُسکو مین نے روانۂ ملک عدم کیا اب تو لشکر کشی کر کے آیا ہی اول مجھسے مقابلہ کر ملول نے جو یہ کلمات تکبر کے زبان شبتاب سے سنے ملول وحزین ہو کر جھپٹا جاتے ہی نیزے کا وار کیا شبتاب نے جھک کر نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ملول نے فوراً جھٹکا دیکر نیزہ شبتاب کا توڑ ڈالا شبتاب نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا نکالکر ہاتھ مارا ملول نے کلائی پکڑ کر تلوار کو چھین لیا اور ایک ہاتھ مارا کہ شبتاب کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز دی کہ او شبتاب تیری چمک جاتی رہی بہلول نے جو دیکھا کہ اِتنا بڑا افسر لشکر مارا گیا ساحرون سے کہنے لگا کہ یارو اب میرے لشکر مین اندھیرا ہو گیا شبتاب کے دم سے روشنی تھی اب جسکے مزاج مین آئے وہ جا کر مقابلہ کرے مگر کوئی ملول سے سر بر نہ ہو گا اب جب ملول للکارتا ہی بہلول ایک ساحر کو بھیجدیتا ہی وہ ملول کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی صدہا ساحر مارڈالے لاشے ساحرون کے میدان مین پھڑک رہے ہین ملول نعرے کر رہا ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ساحر کی آواز آئی ملول نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک

ہاتھہ مین گر نہ سر زلف گرہ گیر رہے
نامۂ یار کے مضمون ہین انہ بر مجھکو
کوے قاتل سے نکلجاؤن نہ مدفن ہے کہین
نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم ای ساقی
فصل گل مین نہ گل داغ جنون تک بھی کھلے
ایجنون خواب مین محبوب ہو لازم ہو لحاظ
ہون وہ دیوانہ کہ ای جان تمنا ہی مجھے
وہی عاشق ہو جو عالم کو مرقع سمجھے
ہاتھہ مین نامۂ محبوب جو لے آ قاصد
ق
شعلہ رو سے جو کہا مین نے سیہ رو ہو رقیب
سُنکے کیا اُسنے شرارت سے دیا گرم جواب
تیرے ابرو نہین محراب حرم ہین قاتل
ظلم کر کر کے وہ بے رحم یہی کہتا ہی
التجا ہی یہی اللہ سے ہر دم ناسخ

پانؤن مین توڑی آہنی زنجیر رہے
جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے
بعد مردن بھی مرے پانؤنمین زنجیر رہے
کیون نہ مشہور زمانے مین وہ بے پیر رہے
نعرہ زن جیسے کوئی کودک بے شیر رہے
لب غنچہ سے ہم اِس باغ مین دلگیر رہے
پا بہ زنجیر مرا نالۂ زنجیر رہے
ہاتھہ مین زلف رہے پانؤن مین زنجیر رہے
ہر طرف پیش نظر یار کی تصویر رہے
ید بیضا کی ترے آگے نہ تنویر رہے
تیری محفل مین نہ وہ کافر بے پیر رہے
شمع کے پاس نہ کیون بزم مین گل گیر رہے
کیون نہ خم آٹھہ پہر صورت شمشیر رہے
اب نہ عشاق کہین صاحب تاثیر رہے
جان جبتک کہ رہے ماتم شبیر رہے

مقہور نے گانا سنکر آواز دی کہ حقیقت مین ای ملکۂ عالم تمھاری گائنین خوب گاتی ہین باعث گانے کی رونق کا یہ ہوا کہ شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین چلا تھا آکے گائنون مین شریک ہوا ایسی تانین لگائین کہ سب اہل محفل خوش ہوگئے مگر ملکہ رنگارنگ نے جب دیکھا کہ مقہور خوش بیٹھا ہی اور ایک گائن ہر مرتبہ جھک جھک کے سامنے آتی ہی رنگارنگ سے کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کیجیے رنگارنگ حیران ہی کہ اِس گائن کو کیا فکر ہی کہ شراب خواری کی کوشش کر رہی ہی آخر رنگارنگ نے اِشارہ کیا کہ او گائن تو ہی جاکر شراب لا شبرنگ دوڑ کر میخانے مین پہونچا شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لایا رنگارنگ سے کہتا ہی مین

نجم اختر شناس کے آیا نجم نے تھوڑی خاک اُڑا دی خاک جو اُڑی اُس غبار سے وہ بہت بیقرار ہوکر چلاّنے لگا نظم

نہین بھاتی ہی سیر باغ چھوٹا ہون جو اُس گل سے — کہین بیتابی دل بڑھ گئی ہی میری بلبل سے
کہا میرا نہ مانا دل نے آخر پھنس گیا جاکر — بہت دشوار ہی اب چھوٹنا اُس بت کی کاکل سے
جو بیدادی سے تو نے پھول توڑے سامنے آنکے — عوض اشکون کے گلچین خون ٹپکا چشم بلبل سے
محبت مین نظر پڑتی ہی جب دل پر تو کہتا ہون — خدا تجھکو بچائے یار کی افعیؔ کا کل سے
تمھارے عارض گلرنگ پر ہون اِسطرح عاشق — کسی بلبل کو ہوتا ہی تعشق جسطرح گل سے
محبت مین جو اُس گل کی ہوے ہر رنگ کے صدمے — کلیجہ منھ کو آتا ہی مرا فریاد بلبل سے
جو وہ ساقی مہوش بعد مدت میرے گھر آیا — صدا آئی مبارکباد کی شیشے کی قلقل سے
اسی سے مین کسیکو بعد مردن بھی نہ یاد آیا — مجھے کشتہ کیا تھا یار نے تیغ تغافل سے
حسینون مین مرا معشوق ہی نازک دماغ ایسا — کہ سطوت دردسر ہوتا ہی جسکو نکہت گل سے

قنتور یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے نجم کے آیا نجم نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا ای برادر کس ارادے سے آئے تھے اُسنے کہا مین برائے گرفتاری سکندر ثانی آیا تھا نجم نے ایک سحر کیا کہ ایک نازنین ہنستی ہوئی سامنے آئی اُسکو دیکھکر قنتور زیادہ بیقرار ہوا نجم نے کہا ای قنتور ہم اِسکو دُلھن بناتے ہین تم زرنگار کا سر لاؤ قنتور بہت خوب کہکر بھاگا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قلعۂ زرنگار کے چلا نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین — درد فرقت کو سہا کرتے ہین
اپنی لیلی کے تجسس مین سدا — قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین
عطر ملنے کے بہانے ہم تو — کف افسوس ملا کرتے ہین
شمع رو سیکڑون اب گرد ترے — مثل پروانہ پھرا کرتے ہین
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم — اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین
بخدا کام بتون کا ہی یہی — فتنے ہر روز بپا کرتے ہین
یاد مین لالہ رخون کی اکثر — زخم دل داغ بنا کرتے ہین

تیز پر براے خبر گئے نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بہمن شعبدہ باز جو بھاگا تھا قلعۂ زرنگار پر آیا زرنگار جادو کو جو خبر ہوئی قلعے سے نکل آئی بہمن کا استقبال کیا اپنے قلعے مین لائی بہمن کو تخت پر بٹھایا سب حال پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا بہمن نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا اے زرنگار مین کسی سحر مین عاجز نہین ہون مگر پاس طلسم کشا کے وہ تحفہ جات موجود ہین کہ جن پر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا اگرچہ کلنگ ابلق سوار نے وہ شعبدہ کیا کہ کل تحفہ جات لے آئی تھی سب میرے قبضے مین تھے مگر لوح طلسمی و لوح محفوظ کی یہ صلاح ہوئی کہ اِسکو دریا مین پھنکوا دین عقاب جادو لیکر گیا میگونہ نے جا کر عقاب کو دیوانہ کیا اور تختیان لے لین عقاب نے آ کر کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر میرے ہاتھ سے مارا گیا اُسکو مار کر وہ سخت جنگ پڑی کہ ہمارے پانؤن اُٹھ گئے بھاگے میگونہ کو وہ کدوکاوش تھی کہ کل تحفہ جات وغیرہ طلسم کشا کو پہونچائے قید سے رہا کیا بعد اِسکے خوش مزاج اپنے عاشق کو رہا کر لیا کلنگ ابلق سوار کو طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل کرایا اے ملکۂ عالم اب مین بہ امید کفالت تمھارے پاس آیا ہون کہ تم اِسوقت مین میری مدد کرو زرنگار نے کہا وہ حال کرون کہ طلسم کشا اپنی جان سے عاجز ہو جائے تمھارا تشریف لانا میرے واسطے باعث شرف ہوا یہ کہکے آواز دی یارو تم لوگون نے سُنا کہ طلسم کشا آتا ہی سبکو اپنی جان کی پڑے گی کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاوے یا آوارہ کرے کہ وہ اپنی جان سے بیزار ہو یہ سُنکر ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست جسکے بمقہور جادو بقہر و غضب اپنے مقام سے نام خداوند لیکر اُٹھا کہا اے پشت و پناہ ساحران جا کر راستہ بند کرون طلسم کشا کا سامنا نہ ہو اور مبہوت ہو جاوے دوڑا ہوا آپ کے پاس آئے آپ گرفتار کر لین ایسے ایسے غرور کر کے مقہور فکر مین طلسم کشا کی چلا یہان نورالدہر بدیع الزمان بارگاہ مین داخل ہین اور کل لشکر بھی اسی مقام پر آگیا ہی نجم اختر شناس شاہزادے سے کہکر بیرون بارگاہ نکلا

نجم اختر شناس و شبرنگ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے عرض کی کل حضور تکلیف فرمائین براے طلسم کشائی جائین نور الدہر نے قبول کیا مگر زرنگار نے بہمن شعبدہ باز کی بڑی خاطر کی ہر ناچ گانا ہو رہا ہی جام ارغوانی گردش مین صدا آے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوکہ اول مقہور کا لاشہ آیا بعد تھوڑی دیر کے بیرون نے لاشۂ حکاک پہونچا یا حکاک کا لاشہ دیکھکر زرنگار نے زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یارو بڑا ساحر مارا گیا بڑے لطف سے جا کر اُسنے مقابلہ کیا تھا کہ پھر رونے کی صدا بلند ہوئی لاشۂ سیماب سیمتن آکر پہونچا سیماب کا نوکشتہ ہونا بڑا غضب تھا زرنگار جادو رونے لگی کہا یارو خیر خواہ سلطنت مٹ گیا ایسا خیر خواہ جادوگر کوئی نہین ہی مگر مین حیران ہون کہ سیماب کو کسنے کشتہ کیا سواے طلسم کشا کے اور کسی سے نہ وہ دبتا ساحرون نے عرض کی حضور سکندر ثانی کیا کم ہی بادشاہ سابق طلسم اور ساحر زبردست لیکن طلسم کشا کے ہو نیسے اُن لوگونکے دل مضبوط ہین آج قدرت زخمی ہوکر گئے قصر ہشت پہل مین ہونگے شاہزادیان علاج مین معروف ہونگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ نامہ دار طرف سے قدرت کے آیا ہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی کا ہی زرنگار نے سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا قاصد کو خلعت دیا کہا جا کر قدرت سے عرض کرنا کیا مجال طلسم کشا کی کہ ہماری زندگی مین تا بہ قصر ہشت پہل پہونچے ہزار طرح سے روکونگی وہانتک نہ جانے دونگی قنتور نے کہا اگر حکم ہو تو مین لشکر طلسم کشا کو دیکھتا ہوا جاؤن زرنگار نے کہا بھائی کئی جادوگر روانہ کرچکی ہون تم اُس طرف نہ جاؤ قنتور نے کہا مین جا کر سکندر ثانی کی فکر کرتا ہون اگر لے آیا تو بہتر ہی ورنہ چلا جاؤنگا زرنگار نے کہا اختیار ہی قنتور اُٹھتا ہوا چلا یہان شام کو نور الدہر نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سکندر ثانی کا طلایۂ گشت ہی فرمایا کہ ہم طلاے پر جائین گے سکندر کو معلوم ہوا کہ بموجب حساب کے میرا دن پڑتا ہی آغاے نامدار میری تکلیف نہین گورا کرتے تاج اُتار کر قدمون پر رکھدیا رفقا سے کہا طلاے کی تیاری کرو اور کہا حضور غلام اِس خدمت کو سعادت جانتا ہی اہل لشکر کی خدمت سے زیادہ کون سی

بیابان کیا مین نے لوح لیکر عقاب کو اُدھر روانہ کیا مین کنارے کنارے آئی جب عقاب مارا جاچکا ہو تب مین نے اپنے کو ظاہر کیا بی کلنگ روکتی تھین ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ آگے نہ بڑھنا وہ ملعونہ بھی واصل جہنم ہوئی تب پروردگار نے فضل کیا کہ تحفہ جات ملگئے نورالدہر نے میگونہ کی تعریفین کین فرمایا اے میگونہ جلسہ آراستہ کرو کسی گائن کو بلاؤ ناچ رنگ کی تیاری کرو تحفہ جات ملنے کی خوشی کرو میگونہ نے اُسیوقت ہرکارے دوڑا دیے کہ جاکر کسی طائفے سے آج شب کے مجرے کا وعدہ لو ہرکارے گئے اتفاقاً قلعے سے تھوڑے فاصلے پر ایک ڈیرہ رنڈی کا اُترا ہوا تھا کہ ہرکارون نے جاکر کہا کہ آج شب کو ہمارے آقاے نامدار کے یہان آپ کا مجرا ہے نائکہ پڑی سورہی تھی اُسنے جو غفلت مین مجرے کا نام سُنا اُٹھ بیٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہرکارون نے جواب دیا کہ ہمکو ابھی سامان جلسہ مہیا کرنا ہے یہ روپیہ کچھڑی کا موجود ہے نائکہ نے خوشی خوشی روپیہ لے لیا ہرکارون نے کہا آپ کی صاحبزادی کا نام کیا ہے نائکہ نے کہا شہناے خوش آواز اسکا نام ہے ایسا گائیگی کہ جلسہ بھر جھومنے لگے گا ہرکارے روپیہ دیکر واپس آئے یہان میگونہ وغیرہ انتظام مین مصروف ہین تمام در و دیوارہاے قلعہ کو شیشہ آلات سے آراستہ کرایا جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب گیا اور لیلیِ شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی چہار طرف روشنی ہونے لگی تمام شیشہ آلات وغیرہ شمع ہاے مومی و کافوری سے روشن ہوے قلعے بھر مین روشنی ہوئی نورالدہر وغیرہ بیٹھے ہین کہ ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ حضور شہناے خوش آواز در قلعہ پر حاضر ہو مجرا کرنے آئی ہو نورالدہر نے فرمایا بُلالو رنڈی آئی محفل مین آکر اول نورالدہر کو سلام کیا میگونہ نے کہا بی شہنا بیٹھ جاؤ رنڈی بیٹھ گئی ایک جانب نائکہ جی آکے بیٹھین نورالدہر نے فرمایا گانے کا چرچا ہو سازندون نے جو سُنا ساز ملانا شروع کیے رنڈی نے پوشاک جسم پر آراستہ کی داہنے بائین گندھار سارنگ ساز و اسرار ستار بانا کر کھڑے ہوے اول شہناے خوش آواز نے کھڑے ہوکے گت ناچنا شروع کی تھوڑی دیر تک گت ناچی پھر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

پانٔون پہ پڑا کہ توڑ کر تلوے کے پار گذرا لقراط کا جو پانٔون زخمی ہوا چلا کر بھاگا
سکندر ثانی نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی نور الدہر نے دوسرا تیر مارا دیا
دوسرا پانٔون بھی لقراط کا زخمی ہوا دونون پانٔون سے خون ٹپکتا ہوا چہرہ اُداس
عالم یاس ڈگمگاتا ہوا طرف قصر ہشت پہل کے بھاگا یہان تمام شاہزادیان جمع
ہین کہ دیکھا خداوند لنگڑاتے ہوے آتے ہین پکارتے ہوے کہ یارو مجھکو سنبھالو مین
طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا وہ کلان باغی بھی موجود تھا ہاے مین نے کیا کیا
کہ سکندر ثانی کو قتل نہ کیا دشمن سخت ہو اُسی نے مجھے روکا شاہزادیون نے دوڑکر
لقراط کو گود مین لیا لاکر تخت پر بٹھایا رفقا بھی آکر بیٹھے سب نے حال پوچھا لقراط
نے حال بیان کیا کہ آج کئی ساحر مارے گئے حکاک ومقہور قتل ہوے مین
اُنکی مدد کو گیا تھا چاہتا تھا نجم اختر شناس کو لے آؤن کہ سکندر سد راہ ہوا
خوب سحر چلے مگر طلسم کشا نے ایسا تیر مارا کہ پانٔون قدرت کا زخمی ہوا اِدھر تو
رفیقون سے یہ باتین ہو رہی ہین اُدھر قطرات خون جو پانٔون سے لقراط کے
گرے تھے اُسکے طائر بنے ہوے صحرا مین اُڑتے پھرتے تھے آخر ایک محل پر سب
آکر جمع ہونے لگے چیکارین مارتے تھے ایسی صدائین دیتے تھے کہ آؤ بھائیو
خون مین خون ملا اب چلکر لشکر طلسم کشا سے اِس خون کا عوض لین یہ راے
کرکے سب چیکارین مار مار کر اُڑے آکر لشکر نور الدہر پہ سایہ ڈالا اسرار لشکر
جھومنے لگا قضاے کار ملکہ شعلہ جوالہ بیرون لشکر کھڑی تھی اِس نے جو یہ معرکہ
دیکھا سمجھ گئی کہ یہ سحر لقراط کا ہی فوراً کنکریان زمین سے اُٹھاکر کچھ اسم سحر پڑھکر
کھینچ مارین کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اہل لشکر ہوشیار ہو ہوکر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے طائرون کا جلنا کہ لقراط نے شور مچایا یا رفیقون سے کہا یارو مین جلا
جاتا ہون شاہزادیون نے جو یہ حالت دیکھی دوڑکر شراب لائین لاکر لقراط
کو پلائی جب شراب حلق سے اُتری تو تسکین ہوئی سامنے شاہزادیون نے
بیٹھکر لقراط کو بہلانا شروع کیا کوئی پشت پر ہاتھ رکھتی ہی کوئی تلوے سہلاتی ہی

ادھر سے میگونہ آئی تھی دیکھا کہ سمر سام کھڑا رو رہا ہی پوچھا کہ کیون ای سمر سام کیا صدمہ پہونچا سمر سام نے بیقرار ہوکر کہا ای ملکہ کیا حال اپنا بتاؤن وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ جسکا مثل نہ تھا بہمن نے قدر نہ کی چاہیے تھا کہ اُسکو چھپا کر رکھتا ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا میگونہ نے باتین کرتے کرتے سمر سام پر سحر کیا چند قطرے پانی جو سمر سام پر پھینکے وہ بلبلا کر یکبارہ اُٹھا نظم

جو نہین نفس رسول دوسرا سے واقف
میرے نزدیک نہین ہین وہ خدا سے واقف

ایسے بیرحم سے دل ہین نے لگایا افسوس
کہ ذرا بھی جو نہین مہر و وفا سے واقف

جانتے کب ہین محبت کا طریقہ لیکن
کوئی جز میرے نہین رسم وفا سے واقف

حُسن کیونکر ہو مرے بُت کا پسند ای زاہد
وہ نہین غمزہ و انداز و ادا سے واقف

زلف دلدار مین آنکھون نے پھنسایا افسوس
دل مرا ہائے نہ تھا دام بلا سے واقف

خون عشاق ہی ملتے ہین عوض مہندی کے
آجتک وہ نہ ہوے رنگ حنا سے واقف

ساتھ غیرون کے نہین اب وہ نکلتے گھر سے
ہوتے جاتے ہین ذرا شرم و حیا سے واقف

پھیر لی آنکھ ہمارا دل شیدا لیکر
او دغا باز نہ تھے تیری دغا سے واقف

کمسن اک ایسے حسین پر مرا دل آیا ہی
نہ تو آگاہ وفا سے نہ جفا سے واقف

آنکھین پتھرا گئین ای جان قریب آگئی موت
کان میرے نہ ہوے تیری صدا سے واقف

کیا کھلے بھید دہان و کمر جانان کا
کوئی ہوتا نہین اسرار خدا سے واقف

معرفت حیدر صفدر کی ہی واجب ای دل
جو نہ جانے انھین وہ کیا ہو خدا سے واقف

باغ عالم مین نہ پھولے نہ پھلے ای سطوت
نہ ہوے ہم کبھی دنیا کی ہوا سے واقف

میگونہ نے سمر سام کو دیوانہ کر کے قتل کیا صدا جو بلند ہوئی کہ افسوس کشتی مرا نام من سمر سام جادو بود بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ بھائی صاحب بھی قتل ہوے میگونہ تو آج شیر بنی ہوئی ہی جسنے اُس سے مقابلہ کیا وہ مارا گیا یہ اُسکو بڑا خیال ہی کہ طلسم کشا میرا معین و مددگار رہی مگر صاحبو نہ ثابت ہوا کہ لوح طلسمی عقاب جادو سے کیونکر لی وہ دیوانہ ہوکر آیا کئی ہزار ساحرون کو قتل کیا آخر

اُس نازنین نے پیٹے پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہا نگوڑے میری آبرو لیتا ہی تڑاقے کی جو آواز ہوئی سیماب بیقرار ہو گیا گال سہلا کر رہگیا اُس نازنین کو لیکر چلا اُسنے ہنسکر کہا ارے نگوڑے وہ عیار بھاگ کر قصر مین گیا ہی اُسکو تو گرفتار کر لے ایسا نہو کچھ عیاری کرے سیماب نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تو عیار کی فکر مین ہون اگر عیار بھی ملجاے تو مہلت ہو قدرت نے یہ کہکر مجھکو روانہ کیا تھا کہ عیار و نجم کو گرفتار کر لانا عیار کا کہین نشان نہین ملتا مجھکو بڑی حیرت ہی کہ کیا کرون اُس نازنین نے کہا وہ نگوڑا مجھپر عاشق ہوا تھا میرا بوسہ لیکر بھاگا قصر مین جا کر چھپا ہی سیماب اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف قصر کے چلا شبرنگ نے جو دیکھا کہ یہ مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہی تھوڑی دور جا کر کہا دیکھ وہ سامنے عیار بیٹھا ہی سیماب نے کہا مجھکو تو نہین معلوم ہوتا شبرنگ نے کہا تو اندھا ہی تجھکو کیا معلوم ہوگا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک سیماب اِس ظرافت پر ہنس پڑا کہا صاحب مجھے دکھا دو کہ مین اُسکو گرفتار کرون نازنین نے کہا وہ گوشے مین بیٹھا ہی سیماب جیسے ہی پلٹا شبرنگ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نجم حیران دیکھ رہا ہی ایسا مبہوت ہی کہ کچھ بول نہین سکتا شبرنگ نے جھٹکا مارا کہ سیماب گرا گر کر تڑپا حلقہ ہاے کمند جلا دیے ایک ہاتھ سے شبرنگ کو لیا دوسرے ہاتھ سے پنجہ کمر مین نجم کی دیا دونون کو لیکر اُڑتا ہوا چلا راہ مین شبرنگ نجم سے اِشارے کرتا ہی کہ ای نجم میری عیاری تو خالی گئی اب تم کوئی سحر کرو نجم نے جواب دیا ای شبرنگ سحر سب فراموش ہوے اب مجھے کوئی سحر یاد نہین مین جان دینے پر آمادہ ہون سیماب دونون کو پنجے مین دبائے ہوے اپنے سحر کے جوش مین طرف سے لشکر طلسم کشا کے چلا نور الدہر صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ سکندر ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار ذرا ملاحظہ فرمائیے نجم و شبرنگ کو سیماب گرفتار کیے لیے جاتا ہی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حقیقت مین ایک ساحر زبردست نجم و شبرنگ کو پنجے مین دبا ے لیے جاتا ہی نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا اِسطرح تاک کر سیماب کو مارا کہ سینہ

درد سر مجھکو جو غربت مین ہوا داغ نصیب — بدلے صندل کے یہان چرخ سے پتھر آیا
اپنے جامے سے وہین ہوگئے باہر لاکھون — گھر سے پوشاک بدلکر جو وہ باہر آیا
جرم مستی پہ ہوا سر جو قلم نارنج کا — ڈبر مین صورت مینا تن بے سر آیا

اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا وہ ساحر قریب آیا ملکہ نے حکم دیا کہ اپنے کو سامنے بہمن کے پہونچا اگر ہوسکے تو اُسکا سر کاٹ لا یہ سنکر وہ ساحر جھومنے لگا ہاتھ باندھے کھڑا تھا عرض کر رہا تھا کہ اے ملکۂ عالم جو مجھسے ارشاد ہو وہ بجا لاؤن مگر بہمن ساحر زبردست ہی میرے سحر کو نہ مانیگا مین اُسکے سامنے کیا منھ لیکر جاؤن فلان کمیدان پہلو مین جو بہمن کے کھڑا ہی اگر حکم ہو تو اُسکا سر لاؤن میگونہ نے کہا اچھا اُسی کا سر لاؤ اُس ساحر نے دور سے للکارا کہ او کمیدان بے ایمان سامنے تو آ مجھسے تو مقابلہ کرکہ ایک سحر مین تیرا خاتمہ کرونگا کمیدان نے جو سُنا وہین سے اسباب سحر اُٹھایا چاہا کہ سحر کرون جسپر میگونہ نے سحر کیا تھا وہ جا پڑا آپس مین تلوار چلی بہمن نے جو پلٹ کے دیکھا کہ دو ساحر آپس مین لڑ رہے ہین جسکو میگونہ نے بھیجا وہ غالب آیا بہمن نے جھنجھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری ساحر کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح پر جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر بہمن کے سحر کا کوئی روکنے والا نہین اگر ہاتھ نہین ہلاتا ہی تو آگ برساتا ہی ایک طرف سے کلنگ ابلق سوار سحر کر رہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ ای بہمن جسطرح بنے بی بی میگونہ کو روکو اور قتل کروا اسنے لوح محفوظ و لوح طلسمی کیونکر پائی کہ پاس طلسم کشا کے پہونچائی کیا داغ دیا ہی افسوس صد ہزار افسوس مگر میگونہ لڑتے لڑتے غرق زمین ہوئی جا کر بارگاہ بہمن مین تختِ پر بہمن کے تیغۂ طلسمی و لباس رکھا تھا وہ اُٹھا لیا اور پھر اُسی طرح سے غرق زمین ہوئی کلنگ ابلق سوار پکار پکار کر بہمن شعبدہ باز سے کہ رہی ہی کہ تو ساحر کہنہ ہو نشیب و فراز عالم دیکھے ہین دو چیزین جو قبضے مین ہین اُنکو غنیمت جانو اور اُنکی حفاظت کرو لوحین تو پاس طلسم کشا کے پہونچ گئین اُس دلیر کا کون سامنا کرسکتا ہی لاکھون کو شکست دے رہا ہی دیکھو کیسا لڑ رہا ہی بہمن نے

بے اختیار ہو کر پکارا اٹھا کہ ای رب کارساز و ای مالک بے نیاز تیری صفت کیا کرون نظم

خداست واحد و یکتا و بے مثال و وحید	خداست ذات احد لاشریک و لاثانی
خداست حامی و مشکلکشا و راحت بخش	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
خدا بروح عطا کرد طاقت روحی	خدا بجسم عطا کرد زور جسمانی
خدا بہ پشّۂ کم زور زور رمی بخشد	دہد بہ مور خدا پایۂ سلیمانی
خدا بہ بندۂ نادار سلطنت بخشد	کند بخاک عنایت کمال انسانی
خداست حافظ و ناصر بہ صورت و معنی	خدا بہ ظاہر و باطن کند نگہبانی
تفضلات الٰہی بہ خاص و عام رسد	رسد بہ خلق بد و نیک فیض رحمانی
غلام بارگہ ذات کبریا باید +	جبین صدق و ارادت بہ باب سبحانی
خدا بہ خانۂ دوران بروز و شب کردست	ز مہر و ماہ منور و شمع نورانی
اگر تو بندۂ خلاق کبریا ہستی	بخاک عجز بنہ صبح و شام پیشانی
غلام بارگہ شاہ دین و دنیا شو	کہ حق کند بہ تو بخشش مقام سلطانی
بود ہمیشہ گنہگار در جہان ہندی	امیدوار عنایات ذات ربانی

جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے ان کہ سامنے سے نجم اخترشناس للکارتا ہوا پیدا ہوا کہ او بیحیا خبردار اسکو قتل نہ کرنا اگر قتل کریگا تو مٹا دونگا سزاے معقول دونگا اُس زنگن نے للکارا کہ ای نجم حکاک کو قتل کر کے میرے باغ مین بھی آئے اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے نجم نے کہا او شفتل تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو مجھکو مار سکے یہ کہکر نجم نے ایک گولہ آتے ہی جلاد پر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا شبرنگ نے جو دیکھا کہ ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی کود کر ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا زنگن غل مچانے لگی کہ ای نجم بڑا غضب ہوا کہ تو نے اُس عیار کو رہا کر دیا مین تجھکو قتل کرونگی یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای ساکنان باغ جلد آؤ آ کر نجم کو مار لو کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے نجم پر سحر کرنے لگے مگر نجم اخترشناس اُن سب کے بیچ مین شیرانہ سحر کرتا ہی جسپر گولہ مار دیا اُسکا سر پھٹ گیا تھوڑے عرصے مین نجم نے اُن سب ساحرون کو قتل کیا وہ

اودھر کہان جاتی ہو شہنشاہ ابھی بارہ گاہ مین گئے ہین میگونہ نے کچھ جواب نہ دیا
جھپٹ کر طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے آواز دی اومیگونہ اُس طرف نہ جاؤ
وہان طلسم کشا بیٹھا ہی تمکو آزار پہونچیگا میگونہ نے کہا او فاحشہ کیا بکتی ہی مین اپنے
آقا کی قدمبوسی کو جاتی ہون کلنگ ابلق سوار اپنے مقام سے اُٹھی اور چاہا کہ
جھپٹ کر اِسکو روکون مگر میگونہ جھپٹ کر قریب طلسم کشا کے پہونچی آتے ہی فوراً
لوح طلسمی گلے مین ڈالدی پھر لوح محفوظ کو جھولی سے نکالا کہا ای شہریار اِسکو پہن
لیجیے لونڈی کو آپ نہین پہچانتے کہ یہ کنیز قدیم ہی مدت سے مین حضور کی یا دمین
تھی خوش مزاج سے شاید کسی مقام پر ملاقات ہوئی ہو نام خوش مزاج کا
جو میگونہ نے لیا نور الدہر ہنس پڑے فرمایا ای شاہزادی والا قدر وہ ہمارا
دوست صادق محب واثق ہی اُسکا گرفتار ہونا ہمارے دل پر داغ ہی پھر شاہزادہ
خاموش ہو رہا میگونہ نے عرض کی مین اُسی جوان کی عاشق زار ہون اُسی کے
جوش عشق مین جوبن پڑا وہ کیا شکر ہی کہ آپ تک پہونچ گئی نور الدہر نے جو
دونون تختیان پہنکر ارادہ کیا کہ اُٹھون سب قید ٹوٹ کر گری یقین کامل تھا
کہ لوح مل چکی ہی قید جسم سے دور ہوئی چند باتین میگونہ نور الدہر سے کرنے
پائی تھی کہ کلنگ ابلق سوار مع پچاس ہزار ساحرون کے آپڑی چہار طرف سے
ساحرون نے نور الدہر کو گھیر لیا ہر طرف سے سحر پڑنے لگا جسنے سحر کیا میگونہ نے
بڑھکر روک لیا کہا ای شہریار لڑتے ہوے اپنے کو تا بہ دار الامارۂ شاہی پہونچائیے
غلام آپ کا وہان مقید ہی جاکر اُسکو رہا کیجیے نور الدہر لڑتے ہوے طرف دار الامارۂ
شاہی کے چلے کل فوج روک رہی ہی ہر ایک کا قول ہی کہ کیون صاحب میگونہ کو
کیون محبت ہوئی بعض کہتے ہین اِسی کے عشق مین میگونہ نے یہ کار نمایان کیا
جادوگر جو بہت سے مارے گئے مرنے کی اُنکے آواز کان مین بہمن شعبدہ باز
کے پہونچی اُسنے گھبرا کر کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی ابھی جا کر عقاب کو مار چکا ہون بلکہ
دس ہزار جادوگر اُسکے سبب سے مارے گئے ابھی مین نے اطمینان پایا ہی جلد خبر لاؤ کہ

یہی حال ہی کہ ایک ایک پانون ہزار ہزار من کا ہو گیا نجم نے کہا کہ کوئی ساحر آیا ہی اُسنے یہ شعبدہ اپنا پھیلایا ہی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا چند طائر جو نخل پر بیٹھے تھے اُسپر نجم نے جو سحر کرنے کا ارادہ کیا طائر چانون چانون کرنے لگے نجم نے ایک طائر پر گولہ مارا وہ طائر زمین پر گرا غلطکین مارکر ایک ساحر کی شکل بنکر نمایان ہوا اُٹھکر نجم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا نجم نے کہا تو کس کے ساتھ آیا ہی اُس ساحر نے کہا بہمن نے بعد قتل مقہور جادو کے حکاک جادو کو بھیجا ہی اُسنے جو آگے دیکھا کہ تم لوگ جاتے ہو سحر کیا ہم چند ساحرونکو طائر بنا کر اِس نخل پر چھوڑا آپ جاکر پہاڑ پر بیٹھا ہی نجم نے اُس ساحر کو نخل سے باندھدیا آپ طرف پہاڑ کے چلا حکاک نے جو بالاے کوہ سے دیکھا کہ نجم اِسطرف آتا ہی ایک دستک دی کہ پہلوے صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

اے جنون وصف ان رُخ زلف گرہ گیر مین ہی
شعلۂ طور مرے نالۂ زنجیر مین ہی

لاکھ مضمون سے زیادہ اپنے قلم کی ہی صریر
کب یہ آواز خوش آیند مزامیر مین ہی

عرق آلودہ نہین ابروے خمدار ترے
شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر مین ہی

حُسن کی لاف زنی کرتے ہین وہ چاٹ کے خاک
کیا بھلا حُسن قبول اِسقدر اکسیر مین ہی

محو نظارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون
چشم بینا ہی جو حلقہ مری زنجیر مین ہی

کیا ہی شیرین ہو دلا عالم پیری کا کلام
ایسی کاہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہی

نہین مقراض مین ہرگز مرے داغونکا گھُنڈ
شعلۂ شمع یہ جراح کی گلگیر مین ہی

غم نہین ہجر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ
برق اِسیواسطے بان نالۂ شبگیر مین ہی

یارسول عربی جلد کرو میری مدد
ورنہ آخر یہ غلام آپ کی تاخیر مین ہی

گر بُری ہی مری قسمت تو بھلی ہو جاوے
دخل کل آپ کو تو دفتر تقدیر مین ہی

تن واحد ہون مین ای میرے خداے واحد
رات دن لشکر اعدا مری تدبیر مین ہی

مٹ گئے میرے گنہ عفو ہوے میرے گناہ
چھُٹتے ہی تیر دعا تو دہ تاثیر مین ہی

لطف مرنے کا یہی ہی کہ ملے باغ بہشت
اور جینے کا مزہ نسخۂ اکسیر مین ہی

تو ہی دے دونون کو ہی کون بھلا تیرے سوا
نہ وہ تقریر مین ہی اور نہ وہ تحریر مین ہی

کہ عقاب جادو جھومتا ہوا آتا ہی آنکھین سرخ وہین سے پکارتا ہوا کہ کیون کلنگ ابلق سوار تو نے غضب کیا کہ ملکۂ عالم کو ناراض کیا ملکہ نے تیرا سر مانگا ہی اب بہتر اسی مین ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تجھے قتل کرون ورنہ قیامت برپا کرونگا اگر اسکے خلاف کریگی تو لشکر کو پامال کرونگا کلنگ ابلق سوار نے دیکھا کہ عقاب مبہوت ہو رہا ہی اور نام میگونہ زبان پر بیقرار ہو کر چلاتا ہی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی و اے ملکہ میگونہ گلگون پوش تیری یاد نے بیقرار کیا ہی جلد مجھکو اپنے پاس بلا اپنی صورت زیبا دکھا نظم

اقرار نبوت مین ہی اقرار خدا کا
انکار امامت مین ہی انکار خدا کا

وہ تو مہ کنعان ہی خریدار ہی عالم
ہی گرم ابد تک یو ہین بازار خدا کا

معدوم تجھے کو نہین یہ دو بھائی تھے جو
پہلے ہی ازل سے کہین اقرار خدا کا

اعجاز سے برہان الٰہی ہی محمد
تلوار سے حیدر رہی مددگار خدا کا

دونون کی زیارت جسے ہو جائے میسر
ہرگز نہ ہو پھر طالب دیدار خدا کا

ان دونون کو بس ایک کہو ایک ہی جا نغ
لازم ہی مو حد ہو طلبگار خدا کا

ہم بزم الٰہی ہی اگر احمد مختار
ہم نام ہوا حیدر کرار خدا کا

ہین احمد و حیدر کے وہ منکر تو عجب کیا
کرتے نہین جو قلب سے اقرار خدا کا

گر ابر کرم احمد مختار ہی لاریب
بیشک ہی علی برق شرربار خدا کا

کرتے نہین یاد احمد و حیدر کو جو اکبار
کیون نام لیا کرتے ہو سو بار خدا کا

دل مین یو ہین سب احمد و حیدر کے معتقد ین
جسطرح کسی کو نہین انکار خدا کا

معشوق ہین پر عاشق اللہ محمد
بندہ ہی علی پر ہی خریدار خدا کا

محشر مین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو
یا احمد و حیدر رہون گنہگار خدا کا

کلنگ ابلق سوار نے اہل فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو اسے گرفتار کر لو مگر عقاب ساحر زبردست ہی تلوار کھینچکر فوج پر گرا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا سیکڑون ہم باش کے دانے پھینک رہا ہی ہاتھ چمکاتا ہی برق گراتا ہی سیکڑون کے سر اُڑ جاتے ہین

ساقی گری کرون رنگار رنگ نے اِشارہ کیا کہ گلابیان سامنے رکھدے جسکو پینا منظور ہوگا وہ پی لیگا شبرنگ نے کہا اے ملکۂ عالم نئے طور سے شراب پلاؤن سب شوقین جمع ہین کیون ملکۂ عالم بعد مدت کے یہ جلسہ جما ہی رنگار رنگ حیران ہی کہ آج گائن بڑی خوشی کر رہی ہی اِشارہ کیا کہ بوا تمھارہ اکرال دیکھین شبرنگ نے گھنگرو پانوُن مین باندھے جام سر پر رکھا چند اشعار گاتی ہوئی چلی لفظ لفظ کو تکرار کرتی ہی ہاتھ اُٹھا کر بتاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھتی ہی اور ٹھنڈھی سانس کھینچتی ہی ناظرین پامال ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ کیا بلا ہے روزگار ہی گانا تو اِسکا سحر سے بڑھکر ہی کہ جو لفظ منھ سے نکالتی ہی اُسکی صورت بنا کر دکھا دیتی ہی دیکھنے والے کہ رہے ہین کہ صاحب گانے والی کی کیا بات ہی بتانا کیا ہی کہ کرامات ہی بعض کلیجے تھامے بیٹھے ہین بعض پسینے پسینے اور بعضے حُسن وجمال کی تعریفین کرتے ہین بعض کا قول ہی کہ حقیقت مین یہ بتانے مین کامل واکمل ہی اور بعض کہتے ہین کہ سِن بھی تو کم ہی صورت زیبا تو دیکھو حقیقت مین عارض انور ہین کہ ماہ آسمان کمال ابرو خنجر بُرّان ہین یہی قتل عشاق کے سامان ہین زلف دراز غراج خطا و ختن اُبھار سینے کا دیکھکر سنا نین دل کے پار ہوتی ہین جانین نثار ہوتی ہین موزونی قد صنوبر گلزار یا کلک قدرت اِسکی اوراُون کی مثال نہین دے سکتے خوش جمال ماہ آسمان کمال ابرو ہلال اِن تعریفون پر گانے والی میان مقہور سے اشارے کر رہی ہی اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر بتاتی ہی نتیجہ وصل آنکھو ن سے دکھاتی ہی آخر آکر سامنے مقہور کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی اہالی محفل ناز وکرشمہ گائن کا دیکھ رہے ہین آپس مین کہ رہے ہین کہ یہ گائن مقہور پر جان دیتی ہی دیکھو زیادہ تر مقہور ہی کی طرف رغبت معلوم ہوتی ہی پہلے اُسی طرف گاتی ہوئی پہونچی اور کسی کی جانب نہین آئی مقہور نے جو گائن کو اپنے قریب دیکھا سمجھا کہ یہ مجھسے لگاؤ کرتی ہی دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا اتنے شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی مقہور بیٹھے بیٹھے گھبرایا پکار کر آواز دیتا ہی کہ یا خداوند آئیے رنگار رنگ بھی خاموش بیٹھی ہی مگر جمال نجم دیکھ رہی ہی پہلو مین کنیز

کاہے کو اتنی دور جاؤ عقاب یہ سُنکر جھپٹا قریب جھولی کے آیا میگونہ کو خیال ہی
کہ ایسا نہ ہو یہ لوحین لیکر بھاگ جائے ہاتھ تانے ہوے کھڑی ہی کہ ذرا ابھی اِسکے تیور
پربل دیکھون تو گولہ مار دون عقاب نے جھک کر دونون تختیان نکالین ہاتھون پر
رکھکر بطور نذر سامنے میگونہ کے لایا کہا یہ حاضر ہین اِسکو لیکر اپنے پاس رکھیے ذرا
آپ بہن لیجیے مین بھی دیکھ لون میگونہ نے بسم اللہ کہکے وہ تختیان گلے مین ڈالین
ہنسکر کہا صاحب یہ ہمکو بہت پسند آئین ہم اِسکو پہنے رہین گے تم کلنگ ابلق سوار
کا سر لاؤ ہم دُلھن بنکر بیٹھتے ہین جب تم پلٹ کر آؤ گے تو بھونری بھر جائیگی تم بہت
خوش رہو گے جاتے ہی آفت بر پا کر دینا عقاب بہت خوب بہت خوب کر رہا ہی
کہتا ہی جو ارشاد ہوگا وہی بجا لاؤنگا حضور اپنے کو دُلھن بناوین مین فوراً جا کر
کلنگ ابلق سوار کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے حیران و پریشان جھومتا ہوا اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بالاے آسمان اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی **نظم**

جب اِک بتو نہ ہوے مجھسے باوفا کے تم
شریک ہو گئے کیونکر مرے خدا کے تم

دعاے بد بھی تو کرتے نہین مرے حق مین
کچھ ایسے بیٹھ رہے مجھسے ہاتھ اُٹھا کے تم

کبھی بُرا نہ کہا ہوگا ہمکو غیرون مین
سُنا ہی صاحب غیرت ہو انتہا کے تم

کسی کی پھرتی نگاہون مین ہلتے گیسو ہین
اشارے ہوتے ہین آفت کے ہم بلا کے تم

نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر
ہمین سے پوچھنے لایق ہو کس سزا کے تم

وہ کہتے ہین جو ہماری ادا پہ مرتے ہو
تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیون قضا کے تم

ہین کیا سمجھ کے طلبگار وصل دوست کا ہون
کہ سُنتے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم

تڑپ فراق کی کہتی ہی بیقرار دون سے
دکھاؤ بل نہ بھروسے پہ دست و پا کے تم

کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤن کے آتی
جو ہاتھ پانوُن نہ ہون شوخی حِنا کے تم

یہ جانتا ہون لگاوٹ تمام بزم سے کی
خبر نہین کہ کسے لے گئے لگا کے تم

کچھ آگے نالونکے سننے کا تھا نہ شوق ایسا
ضرور ہو گئے عاشق مری صدا کے تم

چھپے گی آنکھونکی چوری نہ ہمسے اِسپر بھی
جو سات پردون مین رکھو گے دل چھپا کے تم

کہ اب حضور براے طلسم کشائی جائین کہ مقہور جادو آسمان پر آکر ٹھہرا یا نجم کو جو کھڑے
دیکھا تڑپ کر بلندی سے گرا ایسا سحر کیا کہ نجم کی آنکھین بند ہو گئین خاموش کھڑا رہا دو
ساحر نجم کو اُٹھا لیگیا تموج ہوا سے نجم بیہوش ہو رہا ادہر مقہور سمجھا کہ اسکو لے چلکر
باغ رنگار نگ مین اُتارون تھوڑی دیر مین دم لیکر پھر چلونگا یہ سوچتا ہوا چلا باغ
رنگار نگ مین آیا دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہو مسند آراستہ ہو سمجھا کہ رنگار نگ
کسی مقام پر براے سیر و شکار گئی ہین یہ سوچکر قریب مسند بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ رنگار نگ جادو لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن تخت
سے اُترین مسند پر آکر بیٹھین لیکن مقہور نے جو رنگار نگ کو دیکھا بیقرار ہو گیا او
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا مگر رنگار نگ نے پلٹ کر دیکھا کہ مقہور بیقرار ہو رہا ہی
پوچھا کہ میان ساحر صاحب تمھارا کیا نام ہی مقہور نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مجھکو
زر نگار زعفران پوش نے لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو آوارہ کرون مگر وہان
یہ معرکہ دیکھا کہ طلسم کشا کے پاس تحفہ جات بہت ہین کسی ساحر کی مجال نہین ہی کہ
کسی طرح طلسم کشا پر دست انداز ہو اُنکے رفیق کو اُٹھا لایا پاس بہمن کے لیے جاتا
ہون ہماری ملکہ رنگار جادو نے بہمن شعبدہ باز کو دامن مین پناہ دی ہی مگر
رنگار نگ نے کہا یہان سے نکلجاؤ مقہور نے گولہ مارا گولہ پھٹا رنگار نگ نے سحر کرکے
گولے کو دفع کیا ناظرین سمجھ گئے ہونگے اصل باعث یہ ہی کہ جسوقت طلسم کشا آتا ہی
ساحرون کو وحشت ہوتی ہی رنگار نگ جادو نجم کو دیکھکر مائل ہوئی ہی مقہور کو
ناگوار ہوا اِسوجہ سے اِسنے گولہ مارا رنگار نگ نے دیکھا کہ مقہور جادو ساحر
زبردست ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو جلسہ آراستہ ہو
مقہور ہمارا مہمان عزیز ہی کنیزون نے اُسیوقت سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے بہ صد سوز و گداز یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

یار کے ہجر مین نامون کی یہ تحریر رہے ۔۔
پھر وہ دن ہون کہ بہم راتونکو تقریر رہے

جانین وہ یہ بات ہی کہ آپ بھی تیزرو ہین اور ہوشیار ہین تعاقب مین **عقاب جادو** کے
جایئے جس مقام پر وہ ٹھہرے وہین مار لیجیے اگر یہ معاملہ بن پڑا تو لوح پاس طلسم کشا
کے پہونچایئے اور بہمن کو قتل کرایئے یا مارا جائیگا یا بھاگ جائیگا اگر یہ بات چل گئی
تو طلسم کشا پر بھی احسان ہوگا وہ آپ کی تعریفین آپ کے عاشق سے کرینگے اور کہین گے
کہ میگونہ نے جان بچائی طلسم کشا ہمیشہ ممنون رہین گے اور اگر وہ نکل گیا اور آپنے
اُسکو نہ پایا تو مجبوری و ناچاری ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ لڑکر جان دیجیے گا تو اور زیادہ
نام ہوگا اگر یون گھر مین بیٹھکر جان دی تو کیا نفع تمام عالم دیکھ لے کہ میگونہ نے
وہ کام کیا کہ جو کسی بشر سے نہین ہوسکتا یہ سُنکر میگونہ خوش ہوگئی کہا صاحبو تمنے
خوب صلاح بتائی اگر عقاب نکل بھی گیا تو اُڑتا ہوا جاتا ہوگا راہ مین اُسکو مارونگی
سحر مین اُسکی کیا لیاقت ہی ایک سحر مین دیوانہ کردونگی یقین ہی کہ خاک چھانتا پھرے
لوح مین لے لونگی یا اُسی سے لڑکر اپنی جان دونگی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک
گوشے مین آکر سحر کیا ایک کبوتر تیزرو کی شکل بنکر تیار ہوئی اور کنیزون سے کہا صاحبو
دعا مانگنا کہ پروردگار میرا اِرادہ پورا کرے سب نے کہا واری یہ لونڈیان جان و
دل سے دعائین کرینگی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے میگونہ اُسی وقت غلطک مارکر
بلند ہوئی اُڑتی ہوئی چلی یہان **عقاب جادو** کہ اُڑا ہوا جاتا ہی دل سے باتین کرتا
ہوا کہ ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا ہمارا ابھی غنچۂ آرزو کھلیگا عہدہ ہاے جلیل
پاوینگے دربار خداوند مین ہمارا وہ مرتبہ ہوگا کہ سب ساحر رشک کرین بے ہمارے
کوئی کام نہ ہوسکے قدرت بھی ہر وقت یہی فرمائین گے کہ **عقاب** نے کارنمایان کیا
کسی ساحر کی مجال نہتھی کہ لوح لیکر جاتا **عقاب** بڑا خیرخواہ ہی ہر وقت دربار مین
خیرخواہ کہلائین گے مگر میگونہ نے دور سے دیکھا کہ **عقاب جادو** جاتا ہی اتنو بلند
ہوئی برابر **عقاب** کے پہونچ گئی مگر سوچتی ہی کہ ایسے مقام پر لون کہ وار میرا خالی
نہ جائے کچھ دلون کو تو یاد کرنے قضاے کار **عقاب جادو** پیاسا ہوا تیزپری جو کی
تو پیاس معلوم ہوئی نگاہ اُٹھاکر چہار جانب دیکھنے لگا ایک پہاڑ پر دیکھا کہ ایک چشمہ آب

دہن کو اور زبان کو تیری ای دلبر سمجھتے ہین
اسے کوثر تو اسکو ماہی کوثر سمجھتے ہین

دل عشاق پر کیسا بتون نے کر لیا قبضہ
خدا کے گھر کو توبہ توبہ اپنا گھر سمجھتے ہین

اشارہ ہی یہ خال کعبۂ ابروے جانان کا
مراتبہ بلال و حضرت قمبر سمجھتے ہین

خضر کا دل نہ گھبرایا حیات جاودانی سے
یہان ہم چند دن کی عمر کو دو بھر سمجھتے ہین

نہین مطلب سے خالی ان حسینونکی محبت ہی
اسی کو چاہتے ہین جسکو اہل زر سمجھتے ہین

رہے ہین آج کیون فرہاد و مجنون جا کے صحرا مین
احاطے سے انھین ای عشق ہم باہر سمجھتے ہین

محبت سے اچھالا ہی پکڑنا کیون ہی ای واعظ
ترے عمامے کو ہم رند بار سر سمجھتے ہین

اٹھا کرتے ہین یہ ہر شب شرارے میری آہونسے
منجم جنکو بالاے فلک اختر سمجھتے ہین

نہین کرتا گلہ ہرگز مین انکے ظلم کرنے کا
وہ ہی کرتے ہین میرے حق مین جو بہتر سمجھتے ہین

محبت بھی ہماری ہوشیاری سے نہین خالی
اسے دیتے ہین دل جسکو کہ ہم دلبر سمجھتے ہین

شنیدہ حسن یوسف ہی تمھارا حسن دیدہ ہی
جہان کے خوبرو یوسف تمھین بہتر سمجھتے ہین

کہین گے سفلہ پرور ہم نہ چرخ پیر کو ہرگز
کمینے ہین جو عالی ظرف کو کمتر سمجھتے ہین

دم رفتار گویا مردہ زندہ کرتے ہو صاحب
تمھاری چال کو ہم فتنۂ محشر سمجھتے ہین

لب و دندان جانان کی کرین تعریف کیا سطوت
انھین لعل بدخشان انکو ہم گوہر سمجھتے ہین

گندھارو و اسعر الله دونون سازندے گائن کو یہ غزل گوا رہے ہین اور کہتے ہین کہ اہالی محفل کی عمر دراز ہو دشمنون کو سوز و گداز ہو ہمارے بھی شکم تنبورہ کو پر کیجیے یہ جو سازندون نے کہا سب اہل محفل روپے دینے لگے شھنا سا تون سر بھولی خوشی ہین پھولی دوڑ دوڑ کر روپے لینے لگی سازندون نے آواز دی کہ حضور سات پردہ دیا پر ایسی گائن نہ ہو گی دیکھیے کیسا گاتی ہی سب کے دلون کو لبھاتی ہی جو کچھ انعام و اکرام پاتی ہی سب نائکہ کے پاس لیجاتی ہی لوگون کو راگ بتاتی ہی غرض رات بھر جلسہ آراستہ رہا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا جب ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا نیر اعظم قلعۂ مشرق سے نکلکر آسمان پر آیا تب جلسہ برخاست ہوا گائن کو رخصت کیا لیکن نورالدہر نے ہرکارون سے فرمایا کہ خبر تو لاؤ کہ بہمن شعبدہ باز کہان گیا ساحران

لیے ہوے اپنے دربار مین آیا کلنگ نے عرض کی فوراً طلسم کشا کو قتل کیجیے اور راے
پر خداوند کی حوالہ نہ رکھیے بہمن نے کہا اے کلنگ دعویدار خوان طلسم کشا بہت ہین ہر
سب طرف سے طلسم پر بلوہ ہوگا اور اگر لوح باقی رہی تو لوح کو حاصل کرینگے اور دادا
اِسکے صاحبقران زمان مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنکو اگر لوح ملی تو کون مقابلہ کرسکیگا
اول لوح کی فکر کرو قتل طلسم کشا لمحہ بھر کی بات ہے جسوقت چاہنا قتل کرڈالنا بہمن نے
کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ دونون لوحون کو معدوم کرون ایک ساحر تیز پر لوحون کو لیکر
جائے قصر البحرین سلیمانی درمیان چار دریاؤن کے ہے اُس مقام پر زمین کا طبقہ
ٹوٹا ہوا ہے وہان لوح پھینک دمی جاے نہ دنیا مین لوح ہوگی اور نہ کوئی ارادہٗ
طلسم کشائی کریگا یہ راے سب کو پسند آئی ہر ایک نے آفرین کہی اور کہا کہ آپ افسر
اعلیٰ ہین جو آپ نے تجویز کیا وہی مناسب ہے حقیقت مین لوح کو معدوم کردیجیے اگر
لوح کسی کے پاس رکھی جائیگی اُسی کے سب دشمن ہونگے لوح کی تدبیر ہوجائیگی یہ راے
قایم ہوکر بہمن نے تحفہ جات لیے لوح طلسمی و لوح محفوظ نکال لی اور پکار کر آواز
دی یارو تم مین سے کون ساحر تیز پر ہے کہ اِن دونون تختیون کو لیجا کر قصر البحرین مین
پھینک دے عقاب جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا خداوند نعمت آج ہی جاؤنگا
آج ہی پلٹ آؤنگا اور باقی تحفہ جات بہمن نے تخت پر رکھدیے کہا بدون لوح یہ
بیکار ہین اِنکو مین اپنے پاس رکھونگا کہ میرے خاندان مین اِسکا شرف رہے اِسکو
خزانے مین رکھو عقاب جادو نے دونون تختیان لین رومال مین لپیٹ کے
جھولی مین رکھ لین اور بہ شکل عقاب اُڑتا ہوا چلا مگر میگونہ گلگون پوش یہ معرکہ
دیکھکر گھبرائی اُٹھکر اپنے مکان پر آئی رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

بہر وحشت لامکان کا چاہیے میدان مجھے — گوشۂ زندان ہوا ہے عالم امکان مجھے
واقعی انسان ہے اشرف ساری مخلوقات سے — لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہے اک انسان مجھے
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اُٹھ گیا — صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا اے صنم — سنگ آتی ہے نظر کیا آتش پنہان مجھے

میرے ہاتھ سے مارا گیا مگر مجھکو قلق ہی کہ افسوس ایسا ساحر مارا گیا ہر بات مین سبقت میر
ہوتا تھا اول اُسکا سحر اُتارنا چاہیے تھا اور پوچھنا چاہیے تھا کہ کیا معرکہ گذرا الوبجا ابھی
مین تو رخصت ہوتا ہون قلعۂ زرنگار پر جاتا ہون زرنگار زعفران پوش ساحرہ
زبردست ہی شاید کوئی تدبیر کرے لیکن کلنگ بلند ہوکر چلی تھی جو طلسم کشا نے اُسے
تیر سے مارا اگر مین غرق زمین ہوکر جاتا ہون کہ زندہ نکلجاؤن کیونکہ خوف ہی ایسا نہو
طلسم کشا مجھپر بھی حملہ کرے یہ سُنکر سب ساحرون نے اقرار کیا کہ ہم اُسی قلعۂ زرنگار
پر آوینگے آپ کے جاتے ہی بھاگنے کی تدبیر کرینگے اب انقلاب کامل ہوا خیر جو تقدیر
مین ہم لوگون کی ہو وہین چلکر پانون جمائین گے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے نورالدہر
کا نعرہ ہوا بہمن نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک طرف سے طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے
ہین اور ایک طرف میگونہ سحر کر رہی ہی قید خانے مین جاکر خوش مزاج کو رہا کیا
خوش مزاج نے جو نورالدہر کو دیکھا تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہر مرتبہ بڑھ جاتا ہی اور
ساحرون کو رول رہا ہی جس ساحر پر جا پڑا اُسکو قتل کیا جو ساحر طلسم کشا پر آتا ہی
بڑھکر سینہ سپر کر دیتا ہی بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا ساتھ والون سے کہا اب یارو
طلسم کشا پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی دو دو مددگار موجود ہین کس کسکو روکون ساحر
دونون زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست یہ کہکے بہمن شعبدہ باز غرق زمین
ہوا کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر آخر بہمن بھاگ گیا نورالدہر نے لڑائی کو فتح
کیا میگونہ کا انتظام ہی کئی ہزار ساحر مطیع اسلام ہوئے سب کو لیکر قلعے مین
آئے صحبت عیش و جشن آراستہ ہوئی میگونہ بھی آکر پہلو مین بیٹھی خوش مزاج
قریب نورالدہر کے بیٹھا میگونہ نے جو اپنے عاشق کو قریب طلسم کشا کے پایا مثل
گل شگفتہ ہوئی کہتی تھی کہ اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کنیزون نے کارنمایان کیا
کہ مجھکو صلاح دی کہ عقاب کا تعاقب کیجیے شاید راہ مین ملجائے تو اُسکو قتل کیجیے
عقاب کو موت گھیرے ہوئے تھی پہاڑ پر جو اُترا جھولی الگ رکھدی کہ اُس مین
لوح طلسمی تھی کنیز نے آسمان سے سحر کیا سب حال پوچھا دیوانہ ہوچکا تھا سب حال

سے سر نکالا تو دیکھا ایک جادوگرنی مہیب وضع تحفہ جات لیے کھڑی ہی نور الدہر نے قصد
کیا کہ اسپر جا پڑون اُسنے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ نور الدہر گرے اُسنے ایک آواز دی کہ
کئی ہزار کنیزین گوشہ ہاے قصر سے ظاہر ہوئین نور الدہر کو مسلسل و مطوق کیا ایک
ارابہ منگوایا اُس ارابے پر شاہزادے کو سوار کیا کلنگ ابلق سوار تحفہ جات لیے
ہوے ایک تخت پر سوار ہوئی جو راہ مین ملتا ہی کہتی ہی صاحبو مین نے اپنی جان لگا کر
یہ تحفہ جات لیے اِتنے تحفہ جات کا لانا میرا ہی کام تھا کہ مین نے کیا دھوکا دیا اور وہ
صورت بنائی تھی کہ میری باتون مین آ گئے بہمن سے جا کر خبر کرو کہ مین نے کل طلسم کی جان
بچائی طلسم کشا کو فوراً قتل کرے یقین ہی کہ قدرت بہمن کو نائب طلسم کرینگے اور مین
بہمن کی پیشکار ہونگی اِسی سال بھر مین سارے طلسم کو آباد کر دونگی اور اُس کے
عزیز دار جو جا بجا ہین اُن سب کو گرفتار کرونگی اب مجھکو کیا بیٹھنا ملیگا آٹھ پہر فکر رہیگی
کہ چند کنیزین دوڑین سامنے بہمن کے حاضر ہوئین بیان کیا کہ قید طلسم کشا لیے ہوے
کلنگ ابلق سوار آتی ہی حضور تیاری کرین قلعے مین جا بجا سامان عیش و نشاط مہیا
ہو اِس سے بڑھکر کوئی دن خوشی کا نہین ہی بہمن نے یہ سُنکر تاج کو کج کیا کہا صاحبو میرا
اقبال دیکھا مین جانتا تھا کہ شعبدہ کلنگ ابلق سوار کا خالی نہ جائیگا وہ بلاے
روزگار ہی ہماری صحبت مین رہی ہی مکر کرنا تو اُسکا کام ہی وہ مکر کرے کہ اگر ارسطو ہو تو بھی
پھنس جاے کسکی مجال ہی کہ اُسکے دام مکر سے نکلے رفقا پاس سے اُٹھے گلی کوچون مین
غل مچاتے پھرتے تھے کہ صاحبو خوشی کرو قید طلسم کشا آتی ہی گلی کوچون مین اہالی شہر کا
ہجوم ہی ہر طرف یہی دھوم ہی کہ بڑی مشکل آسان ہوئی طلسم کشا گرفتار ہو کر آتا ہی سب
منتظر کھڑے تھے کہ ارابہ نور الدہر کا داخل شہر ہوا ہر طرف سے ساحر و غیر ساحر غلغلہ
کرتے تھے کہ او جوان تجھکو حال پر ساحرون کے رحم نہ آیا ہزارہا ساحر تیرے ہاتھ
سے مارے گئے نور الدہر خاموش ارابے پر بیٹھے ہین سر جھکاے ہوے اپنی حماقت پر
محجوب کہ اے نور الدہر افسوس سارا طلسم فتح کیا جب مقدمہ قلیل باقی رہا تو فلک نے
گردش دکھائی مگر اے رحیم و کریم اپنا رحم شریک کرے تو بخوبی ظاہر ہی کہ دنیا نمونہ عبرت ہی نہ

جواب دیا کہ ای کلنگ لباس طلسمی و تیغۂ طلسمی تخت پر رکھکر آیا ہون اُسپر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا کہ چند ساحر دوڑے ہوے آئے اُنھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران بی بی میگونہ دریاے خون مین غوطہ مارے ہوے دربار مین پہونچین اور تخت پر سے تیغہ ولباس اُٹھا لیا ہم لوگون نے جو روکا تو کئی سو ساحرون کو قتل کیا بہمن نے کہا ارے دیکھو کدھر گئی مین اُسے روکون پاس طلسم کشا کے نہ جانے دون ساحرون نے جوابدیا کہ زمین مین سے نکلی اور زمین ہی مین غرق ہوگئی ہم کہان ڈھونڈھین بہمن چہار طرف دیکھ رہا ہو کبھی طرف آسمان کے دیکھتا ہو کبھی کہتا ہو یارو کیا غضب ہوا کہ میگونہ کا پتہ نہین ملتا کہ یکایک زمین شق ہوئی دیکھا سب نے کہ ملکہ میگونہ گلگون پوش دریاے خون مین نہاے ہوے زمین سے نکلین پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ تیغۂ طلسمی موجود ہو اِسکو لیجیے طلسم کشا نے بڑھکر تیغہ لیا میگونہ نے لباس طلسمی کو بھی پہنا دیا گل مراد ہاتھ مین دیا جب لباس طلسمی طلسم کشا نے گلے مین پہنا اور تیغۂ طلسمی ہاتھ مین آیا زور ودبدبہ بڑھا لڑتے ہوے بڑھے بہمن نے دیکھا اور کلنگ سے کہا لو غضب ہوا تمام تحفہ جات پاس طلسم کشا کے پہونچ گئے اب تیغۂ طلسمی ہاتھ مین ہو کون لڑسکتا ہو یہ کہکے بہمن الگ ہوا کلنگ ابلق سوار نے جو دیکھا کہ بہمن بھاگا چاہتا ہو یہ بھی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤن پر پروانہ پیدا کر کے اڑی جیسے ہی بلند ہوئی میگونہ نے کہا ای شہریار غضب ہوا کلنگ ابلق سوار نکلی جاتی ہو اگر یہ نکل گئی تو بڑا فتنہ برپا کریگی نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ کلنگ ہوا پر تھر ا رہی ہو نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ کلنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کلنگ زمین پر گری اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین اور آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ ابلق سوار بود یہ آواز جو بہمن نے سُنی بےحواس ہوگیا مگر سامری جادو منتظم اِسکے لشکر کا اُسنے جو لاشہ کلنگ کا دیکھا سر دھر کر رہ گیا یہ کلنگ پر عاشق تھا چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا افسوس ایسی نامی ساحرہ قتل ہوئی

کہین لوگ سطوت کو پہر ای خدا | روانہ سوے کربلا ہو گیا

نور الدہر وہ آواز دردناک سنکر قصر مین آئے دیکھا ایک جوان حسین نوجوان نہایت خوبصورت ہاتھ پاؤن زنجیرون مین بندھے پڑا ہی اور کراہ رہا ہی نور الدہر نے قریب آکر کہا ای گرفتار زنجیر محنت و ای مقید سلسلہ رنج و حسرت یہ کیا معرکہ ہی وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین لوح میرے جسم سے مس کیجیے مین قید سے رہائی پاؤن تو سب حال اپنا بیان کرون نور الدہر نے لوح کو اُسکے جسم سے مس کیا تمام زنجیرین کٹ کٹ کر گرگئین وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا ای شہریار میرا نام خوش مزاج جادو ہی لیکن سال بھر کا زمانہ گذرا کہ دربار مین بہمن شعبدہ باز کے حاضر تھا کہ طلسم کشائی کا ذکر نکلا میرے منھ سے نکلگیا کہ ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے کتاب مین آپ کے اوصاف لکھے تھے بہمن میری یہ باتین سنکر بگڑ گیا کہا کیون خوش مزاج ہم لوگون کے ساتھ دشمنی کروگے مین نے کہا جو کچھ ہو بس اُسنے حکم دیا ساحرون نے مجھکو گرفتار کرلیا لاکر اِس مقام پر قید کیا جب مین رویا اور تڑپا تو ایک بزرگ خواب مین آئے فرماگئے کہ ای خوش مزاج کیون گھبراتا ہی طلسم کشا آیا چاہتا ہی تیری رہائی کا وقت قریب ہی ایک ساحرہ ہی مسماۃ سنسان جادو وہ ملعونہ مجھپر عاشق ہی رات کو آکر بدعتین کرتی ہی آپ اپنے کو بچائیے یہ کہکر خوش مزاج ساتھ ہوا اُس قصر سے نکلے کہ جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ ایک ساحرہ ہنس پر سوار للکارتی ہوئی آتی ہی کہ او طلسم کشا میرے معشوق پر کیون ہاتھ ڈالا کیا مین لیجانے دونگی لوح کی بھی فکر ہوگئی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ خوش مزاج کانپ رہا ہی کہا کہ ای شہریار یہی سنسان جادو ہی سنسان نے چاہا تڑپ کر گرون اور خوش مزاج کو اُٹھا لیجاؤن نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر قضا سنسان کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خوش مزاج نے قریب آکے ہاتھ چوم لیے نور الدہر خوش مزاج کو لیکر آگے بڑھے اور خوش مزاج نے کہا یہی تھا کہ ای شہریار بہمن شعبدہ باز کی وزیرزادی کہ اُسکا نام شگوفہ گلگون پوش ہی

یہ کیا معرکہ ہی ہر کارے گئے بعد تھوڑے عرصے کے آئے آکر بہمن کو خبر دی کہ حضور بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی کئی ہزار ساحر مارے گئے جسوقت وہ لڑتے ہوے یہان پہونچے تھے تو بڑا ہنگامہ ہوا تھا اب نکلکر روگیے کہ وہ طرف دار الامارۂ شاہی کے آتے ہین خداوند بقراط ثانی بچائیں یہ سُنکر بہمن باہر نکلا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا تھرانے لگا دیکھا کہ نورالدہر لڑتے ہوے مثل شیر گرسنہ کے آتے ہین میگونہ پہلو پر ایک طرف سے دیکھا بارہ ان جادو لڑتا ہوا آتا ہے میگونہ نے ایسے ایسے سحر کیے ہین کہ بڑے بڑے ساحر گھبراتے پھرتے ہین راہ مین چلتے ہین دو دو قدم پر گرتے ہین جیسے ہی اُس ساحر نے میگونہ کو دیکھا للکارا کہ او نمکحرام کہان جاتی ہو تو نے غضب کیا کہ لوح لاکر طلسم کشا کو دیدی جسوقت گرفتار ہوگے سامنے خداوند کے جائیگی وہ قتل کا حکم دینگے یا جہنم مین بھجوا دینگے میگونہ نے ہنسکر جواب دیا کہ نمکحرام تجھ ایسے ہوتے ہین کہ بادشاہ طلسم مقید ہوگیا سدہا سرداران نے اُس روز لڑکر اپنی جان دی اُسوقت تم کہان تھے بادشاہ کو آکر نہ رہا کیا اب خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کا داخلہ ہوا طلسم کشا نے آکر بجرأت تمام بادشاہ کو رہا کیا وہ ایسی کدوکاوش نہ کرتے تو رہائی بادشاہ کی غیر ممکن تھی کس لطف سے طلسم کشا نے رہا کیا اُس جادوگر نے چاہا گولہ مارکر اِس بے ادب کا سر کاٹ لون میگونہ نے جو دیکھا کہ گولہ سامنے آیا اور کوئی گولے کو رد نہ کرسکیگا جب دیکھا کہ گولہ اُسکا قریب آیا تو میگونہ نے مونبو نکالا پھینکا سر پر اُس ساحر کے جاکر پھٹا وہ ساحر جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کوئی اُڑتا کسی طائر کا اگر پر آیا — ہوگیا مجھکو یقین نامۂ دلبر آیا
یار کا لیکے جو مکتوب کبوتر آیا — طائر رنگ پریدہ بھی برابر آیا
مہ سے وہ چند نظر چہرۂ دلبر آیا — شب مہتاب جو مہتابی کے اوپر آیا
غم غلط ضعف کے باعث سے ہوا غفلت مین — ہجر مین خواب کی جا غش مجھے اکثر آیا
کشور فقر مین مین برہنہ سر شاہ ہوا — سلطنت کا مرے سر پہ جو نہ افسر آیا

لیکر بھاگے ورنہ ہم بھی سب مارے جاتے خدمتگار یہ سُنکر اندر قلعے کے روتے ہوے گئے جاکر ابھی آپ سے حالات بیان کیے کہا کیا آپ جلسہ آراستہ کیے ہین یہ وقت سر پر خاک اُڑانے کا ہی آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا اُسکا عوض ضرور لیجیے ابہام یہ سنکر اُٹھا جلسہ برخاست کیا گریبان و نالان بیرون قلعہ آیا آکر اپنے بھائی کی تلاش دیکھکر اور زیادہ بلبلانے لگا خدمتگارون سے کہا لاش کو جلادو فورًا سب نے لاش کو جلادیا ابہام مع ہمراہیون کے اپنے قلعے مین آیا ہمراہیان حشام سے کہا چلنے کی تیاری کرو مجھکو وہ مقام چلکر بتاؤ کہ جہان میرے بھائی کو طلسم کشا نے مارا ہی فورًا سب تیار ہوے ابہام گینڈے پر سوار ہوا کل ساحر ہمراہ ہوے سارا قلعہ خالی ہوگیا روا روی کرتا ہوا چلا اِدھر شاہزادہ نور الدہر حشام کو مار کر آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک درخت ہی اُسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین نور الدہر کو دیکھکر اُڑے سر پر نور الدہر کے سایہ ڈالا نور الدہر کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی کہ بیچ مین طائرون کے ایک زاغ سیاہ ہی اُس زاغ کی پیشانی پر خال سفید ہی اُسپر تیر مارو نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اُس زاغ نے قصد کیا کہ سب طائرون کے بیچ سے نکلجاؤن مگر طائرون نے ایسا گھیرا کہ وہ زاغ بیچ مین رہا تیر جو بجر کمان سے رہا ہوا خال سفید پر آکر پڑا توڑ کر ٹکے کے پار گذر گیا اُس زاغ کے جسم سے شعلہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے بعد دم بھر کے آواز آئی کشتی مرا نامم من زاغ جادو بود نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے خبر دی کہ ابھی آگے نہ بڑھنا ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست براے مقابلہ آتا ہی کئی ہزار ساحر ساتھ ہین خود گینڈے پر سوار ہی کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کئی ہزار ساحر پشت پر آکر پہونچا ہمراہیان حشام نے کہا اے ابہام وہ مقام پیچھے رہگیا جہان تمھارے بھائی مارے گئے یہی طلسم کشا ہین اُس مقام کو چھوڑ کر یہان چلے آئے یہ سُنکر ابہام طرف

اہل فوج بہت گھبراتے ہین بعض بھاگ کر چھپتے ہین بعض کا قول ہو یارو کیا غضب ہوا ابھی تو کارسرکار کو گیا تھا تھوڑے ہی عرصے مین دیوانہ ہوکر آیا سب ساحر جو جھرمٹ کرکے چلے عقاب کڑک کڑک کر گرنے لگا گولے آہن کے جھولی سے نکالے خون اپنا ڈالکر وہ گولے پھینک مارے دس بارہ ہزار ساحر قتل کیے کبھی ایسا للکارتا ہو کہ ساحر دہل جاتے ہین مگر صفین ساحرون کی جمگئی ہین کلنگ تک کیونکر پہونچتا کلنگ نے ایک چیخ ماری کہ اے شہنشاہ بہمن باہر تو آئیے نیا معاملہ ملاحظہ فرمائیے بہمن نے جو غلغلہ سُنایا تو بارگاہ مین بیٹھا شراب پی رہا تھا مست ہو رہا تھا کان مین جو آوازہ کلنگ کی آئی لوگون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو لشکر مین کیسا ہنگامہ ہو بعض نے تو یہ غل مچایا کہ عقاب مخالف ہوگیا سب کو مارتا پھرتا ہو ساحر بھاگے گتے پھرتے ہین بعض کہتے ہین یہ میگونہ کے عشق مین دیوانہ ہوکر آیا ہو آپ سے باہر ہو بہمن نے جو یہ معرکہ دیکھا زانو پر ہاتھ مارکر کہا یارو اسنے تخنتیان کیا کین میگونہ کو سامنے بلاؤ اُسی کا عاشق ہوکر آیا ہو یارو تمنے یہ بھی سُنا کہ اعتقاد مسلمانان مین اشعار پڑھے خداوند بقراط ثانی کا نام نہین لیتا سب نے کہا حضور یہ تو مبہوت ہو رہا ہو بہمن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کاردسحر نکالی اُسپر سحر کر کے عقاب سے کہا اے عقاب ایسا گولہ مارون کہ تیرا ابھی کام تمام ہو ہر چند ڈرایا دھمکایا مگر عقاب گالیان دیتا ہو کہتا ہو او نامرد میری شادی ہونے کو ہو مین دولھا بنونگا میگونہ کو بیاہ لاؤنگا وہ دُلھن بنی بیٹھی ہو بہمن نے یہ سُنکر کارد کھینچ ماری سینے پر عقاب کے پڑی توڑکر پشت کے پار گذری عقاب تو گرکر جہنم مین پہونچا بہمن نے قریب آکر جھولی ٹٹولی تختی اور لوح نہ پائی گھبراکر کہا اے کلنگ جاؤ یہ اطمینان بیٹھو تخنتیان تو یہ پھینک آیا راہ مین کسی کے سحر مین پھنسا اسوجہ سے مبہوت ہوگیا رفیق تو مارا گیا بلا سے مگر لوح تو معدوم ہوئی یہ کہکر بارگاہ مین آیا بیٹھکر شراب پینے لگا لیکن میگونہ کہ ایک گوشے سے دیکھ رہی تھی طرف طلسم کشا کے چلی کلنگ نے جو میگونہ کو آتے ہوے دیکھا پُکارکر آواز دی اے میگونہ عقاب تمپر نثار ہوا اب

نقارے کی آواز آئی چند کنیزین ایک بارگاہ لیکر پہونچین اسی کوہ پر وہ بارگاہ استاد کی کہ ایک تخت آسمان سے آیا اسپر غواص سوار تھی بارگاہ مین آکر اُتری چند کنیزون نے آکر نور الدہر سے کہا چلیے آپ کو غواص بُلاتی ہین نور الدہر اُنکے ساتھہ بارگاہ مین آئے وہ نازنین مسند سے اُٹھی استقبال کیا کہتی تھی آیئے تشریف لایئے مین تو آپ کی مشتاق تھی گھربار چھوڑکر آئی ہون کہ آسمان سے ایک تخت آیا اُسپر چند زنگنین سوار تھین آکر اُس نازنین کی مشکین باندھ لین کہتی تھین او شوخ دیدہ بدعت طلسم کشا بھول گئی تجھکو جلایا مان نے تیری تجھکو بچایا اور پھر تو یہان آئی وہ نازنین روتی تھی اور آواز دیتی تھی کہ ای شہریار مجھکو بچایئے یہ لوگ جو لیجائین گے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑینگے مفت میری جان جائیگی سوا مصیبت کے راحت نہ ہاتھہ آئیگی میری زبان پر اب تو یہ اشعار ہین

نظم

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط
غیرون نے آکے اُسکو دیے اسقدر فریب
حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین
مین عشق خط سبز مین کرتا ہون ہیر باغ
ای جان مجھکو تجھسے امید وفا نہین
کہتے ہین ہجر مین مجھے سب دیکھکر عزیز
سوتے مین مین نے کیا ترا بوسہ لیا صنم
مین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا
سطوت نہ اُسنے وصل کا وعدہ وفا کیا

ای بُت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط
قسمین صبح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط
لکھنا نہ کوئی حرف ذرا ای قلم غلط
دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط
تیرا دروغ قول ہی تیری قسم غلط
ذکر وصال چھیڑیے ہوجاے غم غلط
تجھسے کہا کسی نے خدا کی قسم غلط
ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط
کسطرح اُسکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

ہرچند وہ نازنین غل مچایا کی مگر نور الدہر نے بموجب حکم لوح کچھ خیال بھی نہ کیا وہ زنگنین باندھکر اُسکو لے چلین اور مارتی تھین منع کرتی تھین کہ طلسم کشا کا نام نہ لے نور الدہر نے آخر اُن زنگنون کو للکارا اُن زنگنون نے اُس نازنین کو چھوڑ دیا اور کہا دیکھ ہم ابھی تیرے دھگڑے سے سمجھے لیتے ہین نور الدہر پر چوب

لگا کے ایک ہی خنجر ہمین کیا بے دم — امیدوار ہو پھر شور مرحبا کے تم
جواب دید کے طالب کو بت یہ دیتے ہین — دکھا تو دو اُسے بندے ہو جس خدا کے تم
تلاش منزل مقصود کی ہی ا ی نا لو — عصا بنو مرے شوق شکستہ پا کے تم
دو چار وصل ہین تو دو گھڑی بہم رہتے — حجاب اُٹھاتے جو حیرت کے ہم حیا کے تم
جلال سب سے رہے ہیبل سب سے یا اللہ — کہ آشنا ہو بت عالم آشنا کے تم

عقاب یہ اشعار پڑھتا ہوا جاتا ہی یہان وہ وقت ہی کہ کلنگ ابلق سوار حجرے مین بیٹھی ہی سامنے ایک چبوترہ خشتی بنا ہی اُسپر طلسم کشا کو بٹھا دیا گرد دہر سے آگ روشن کی ہی عقرب و اژدر بٹھا دیے ہین وہ ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ نور الدہر کو لپٹین نور الدہر اپنے کو بچاتے ہین مگر اپنی جان سے بیزار ہو رہے ہین جانتے ہین کہ دہن اژدر مین پھاند پڑون کسی طور سے اپنی جان دون کہ اِس کشاکش سے مہلت پاؤن کلنگ ابلق سوار طعن و تشنیع کر رہی ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتی ہی کہ کہون طلسم کشا صاحب کس حال مین ہو دیکھا تمنے کیونکر تحفہ جات لیے نور الدہر حیران و پریشان آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیتے ہین کہ ای کلنگ ابلق سوار تو اِسقدر غرور نہ کر وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہمارے سر پر موجود ہی کبھی پکار اُٹھتے ہین کہ ای کریم کارساز و ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات اِس مغرور کے ہاتھ سے بچا لے مگر جون جون رات بڑھتی ہی خون جسم کا گھٹ رہا ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہو کہتے ہین ای رحیم اپنا رحم شریک کر **نظم**

خداوندا شبم را روز گردان — چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید — درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس — بہ فریاد من فریادگن رس

بیتاب ہو کر جو نور الدہر نے دعا کی ظاہر امعلوم ہوتا ہی کہ اُنکی بدعت کرنا پروردگار کو ناگوار ہوا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل وعز یزے بدل صحرا سے گرد اُڑی اور اشعار عاشقانہ کی آواز آئی کلنگ ابلق سوار نے بغور دیکھا

نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ یکایک دو زنگنین اُسی صورت کی بنکر تیار ہوئین گرد نور الدہر کے پھرنے لگین کہتی ہین کہ لوح ہمین دیجیے نور الدہر جس کو قتل کرتے ہین وہ دونی پھر ہوجاتی ہی تھوڑے عرصے مین کئی ہزار زنگنین گرد نور الدہر کے جمع ہوگئین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہمکو لوح دیجیے نور الدہر قتل کررہے ہین جب کئی ہزار زنگنین جمع ہوگئین تو نور الدہر کو خیال گذرا کہ ہمنے بے لوح دیکھے اسکو قتل کیا اُسی کا یہ انجام ہوا یہ سوچکر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ جو زنگن سب کے آگے ہی اُسکو تیغۂ طلسمی سے قتل کرو نور الدہر نے تلوار کھینچکر چاہا اُس زنگن پر حملہ کرون وہ زنگن چیخ مار کر بھاگی لوح پر جو نگاہ ڈالی تو یہ تحریر پائی کہ اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی وہ زنگن بھاگی ہوئی جاتی ہی اور نور الدہر اُسکے تعاقب مین کہ سامنے باغ دکھلائی دیا اندر سے ایک زنگی آیا اُسنے زنگن کا ہاتھ تھام لیا کہا کیون بھاگتی ہی طلسم کشا کو آنے دے مین سمجھ لون گا جیسے ہی طلسم کشا قریب پہونچے اُس زنگی نے وار کیا نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ زنگن بھاگ کر باغ مین گھسی نور الدہر اُسکے پیچھے جیسے ہی اندر پہونچے دیکھا وہی زنگن مسلسل و مطوق ایک نخل مین لٹکی ہی کئی ہزار طائر اُس نخل پر زمزمہ سرائی کررہے ہین نور الدہر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا اِس زنگن کو قتل کرو نور الدہر جیسے ہی تلوار کھینچکر قریب آئے زنگن منتین کرنے لگی کہتی تھی اے جوان مین تیرے واسطے آوارہ ہوئی مجھکو رہا کردے تیرے ساتھ مثل کنیزون کے رہونگی جفاے اہل طلسم سہونگی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا کہ اندھیرا ہوگیا اب نور الدہر نے اپنے کو ایک کوہ پر پایا سامنے دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آب گوہر صاف و شفاف ہی چند شخص مثل حمامیون کے لنگیان ہاتھ مین لیے ہوے عرض کررہے ہین کہ یہ چشمہ آپ کے واسطے ہی بیخوف نہائیے آگے نہ جائیے کہ پانی نے چشمے کے جوش مارا ایک مہ جبین چشمے سے پیدا ہوئی دریاے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین و جمیل اُسنے آواز دی کہ اے شہریار

نایاب ہی بلندی سے اُترا پہاڑ پر آیا جھولی الگ رکھی کہ یہ الگ رہے آپ چشمے پر آیا آکے منقار پانی مین ڈالی میگونہ نے اُسیوقت موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اُسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کو سخت کر کے نعرہ کیا کہ ای عقاب جادو منم ملک الموت جیسے ہی عقاب نے سر اُٹھایا میگونہ نے وہ موتیون کا مالا کھینچ مارا موتی آکر عقاب کے سر پر گرے جیسے ہی آکے وہ موتی بدن سے مس ہوے جھوم کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

حیرت سے اشک چشم کے باہر نہ ہو سکے — دریا بھرے رہے یہ مژہ تر نہ ہو سکے
باہر قدم نکالین جو ہم گھر سے کیا مجال — یہ ضعف ہی کہ آپ سے باہر نہ ہو سکے
بھولے نہ تیرا مصحف رخسار دیکھکر — جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہ ہو سکے
تقلید سے ہوا شرف ذات کب حصول — آئینہ ساز مثل سکندر نہ ہو سکے
رکھو کسی طرح تو سروکار مہربان — کرتے رہو جفا ہی وفا گر نہ ہو سکے
شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار — صحرا مین گرد باد سے چکر نہ ہو سکے

دیوانہ وار وحشی مثال پہاڑ پر دوڑنے لگا میگونہ دوسری طرف سے کترا کر سامنے آئی پکار کر پوچھا کہ میان عقاب مزاج کیسا ہی عقاب نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تابعدار حضور کا غلام ہون آٹھ پہر دعاے سلامتی کرتا ہون چاہتا ہون کہ ابد خدمت حضور مین رہون میگونہ نے کہا جا کر کلنگ کا سر کاٹو سامنے قلعے کے جو میدان ہی اُس میدان مین حجرہ ہی اُس مین وہ خوش بیٹھی ہی سامنے قید طلسم کشا ہی کئی ہزار کنیزین خدمت کر رہی ہین بہمن نے اُسکی بڑی خاطر کی حقیقت مین اُسنے ایسا ہی کار نمایان کیا تھا پھر میگونہ نے کہا ای عقاب اِس شب تیرہ و تاریک مین کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو عقاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور بہمن نے واسطے ایک کام کے مجھکو روانہ کیا ہی میگونہ نے کہا وہ کام بھی ظاہر کرو ہمین بھی اُس سے ماہر کرو عقاب نے کہا حضور یہ لوح محفوظ و لوح طلسمی لیکر جاتا ہون قصر البحرین مین لیجا کر پھینکونگا میگونہ نے کہا ای عقاب وہ تختیان ہم دیکھین شاید ہمارے پہننے کے لایق ہون یا جب پھینکنا منظور ہی تو اسی جنگل مین پھینکدو

قطار در قطار باغبان وگلچین باغبان قضا و قدر کے شکر گزار گلہاے رنگا رنگ کی
بہار بیلے کا زور و سور کا شور داؤدی کا سوز و گداز سوسن زبان دراز موگرے کی
چمک جوہی کی مہک نہرین سلسبیل آسا جاری مچھلیون کی بیقراری ہر مرتبہ تڑپ کر
بلند ہوتی ہین اُنکے تڑپنے سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ بجلی چمک گئی نہر مین گر کر غوطے
مارتی ہین مثل انسان کے آواز دیتی ہین کہ یا خداوند لقراط ثانی طلسم کشا کو ہم مین
ملا دیجیے تو ہمکو چین پڑے نور الدہر کو کلمات مچھلیون کے بہت ناگوار ہوے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کو نہر مین ڈال دو نور الدہر نے لوح کو نہر مین ڈالا
سب مچھلیان لوح سے لپٹنے لگین جو مچھلی لپٹی وہ جل گئی تھوڑے عرصے مین سب
مچھلیان جلکر خاک سیاہ ہوئین ایک نہنگ قوی تن نے نکلکر منھ پھیلایا لوح پرتی
ہوئی سامنے آئی چند طائر جو درختون پہ بیٹھے زمزمہ سرائی مین مصروف تھے سب
جھنکارین مارتے ہوے کنارے پر نہر کے آکر بیٹھے منقارون سے پانی پینے لگے
جنھنے پانی پیا وہ زمین پر لوٹنے لگا چند ساعت کے بعد سب غلطکین مار کر بے رنگ
باغبانیان بنکر تیار ہوے نور الدہر نے باغبانیون کو دیکھا کہ کھُرپیان ہاتھون
مین ٹاپی کے لہنگے پہنے چندریان رنگ برنگ کی اوڑھے کالی کالی صورتین سمینون
پہ ساحری و حبشیگی کی مورتین نور الدہر کو دیکھکر جھپٹین نور الدہر نے فوراً لوح کو
پانی سے ہاتھ مین اُٹھا لیا باغبانیان اُسی مقام ٹھہر گئین اب جو لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ یہ نہنگ جو منھ کھولے ہوے ہی اِسکے دہن مین پھاند پڑو اور سب
باغبانیان اپنے کاروبار مین مشغول ہوئین پتے وغیرہ گل چمنون سے صاف کرنے
لگین اُدھر نور الدہر دہان نہنگ مین پھاند پڑے غلطان و پیچان مثل زلف پریشان
عرصۂ دراز تک اِسی حال مین رہے جب زمین پر پانؤن قایم ہوے تو دیکھا کہ
ایک صحراے ویران ہی کف دست میدان سامنے ایک پہاڑ ہی دامنے مین اُس
پہاڑ کے ایک زنگی قوی ہیکل ایک مرئیل زنگن سے مصروف عیش و نشاط ہی
نور الدہر نے دیکھکر للکارا وہ زنگی ہتھیار لیکر اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے

ہونٹھ اپنے پہرون دانتون سے چباتا ہون نہین آہ — یاد جب آجاتے ہین اُسکے لب و دندان مجھے
ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال — کیا ہین کانٹا ہون ملا جو دشت کا دامان مجھے
مردم دنیا مرے حق مین سگ دیوانہ ہین — کاٹنے کو دوڑتے ہین صورت انسان مجھے
کیون ملامت کرتے ہین ناسخ بہ چاک جیب تر — چاک کرنا ہی ابھی تو دشت کا دامان مجھے

کنیزین پوچھتی ہین کیون واری خیر تو ہی میگونہ روتی ہی کہتی ہی صاحبو کوئی بات بیان کرنے کے لایق نہین ہی آج یہ گھر برباد ہوتا ہی ہم زندہ نہ رہین گے اپنی جان دینگے افسوس ہی کہ جو آرزو تھی وہ نہ پوری ہوئی فلک نے عجب سامان دکھایا جسکا افسوس کرتی ہون کہ جسوقت یہ خبر وحشت اثر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کو پہونچیگی تو وہ کیسا تڑپیگا جان دینے کا ارادہ کریگا دیکھیے اُسکی جان کیونکر بچے جب وہ زندہ نہ رہیگا تو مین بھی اپنی جان دونگی کنیزون نے کہا واری مفصل بتائیے کہ کیا معرکہ گذرا میگونہ نے کہا طلسم کشا گرفتار ہوا کلنگ ابلق سوار کی قید مین ہی اُس مکارہ نے آفت برپا کی بہمن نے بدست عقاب جادو لوح محفوظ و لوح طلسمی کو طرف قصر البحرین بھیجا ہی وہ روانہ ہو گیا آج ہی پلٹ کے آنیکا وعدہ کر گیا ہی وہ اُڑا ہوا جاتا ہوگا صرف آنے اور جانے کی اُسکو تکلیف ہی اور حقیقت مین بہمن نے خوب راے سوچی یہ مجال نہ تھی کہ اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو قتل کرکے آرام سے بیٹھتا کہ اُسکے عزیز دار خود صاحبقران عالیوقار طلسم کو اُلٹ پلٹ کر دیتے جہان کہین لوح ملتی وہان سے پیدا کرتے مگر اب لوح کا ملنا غیر ممکن ہی ایسے مقام پر گئی کہ جہانکا پتہ نہ ملیگا کون وہان جائے اور دریا مین غوطہ مارے وہانکا طبقہ ٹوٹا ہوا ہی اگر کوئی قصد بھی کرے تو کیا فائدہ ہی جب حضرت سلیمان نے قصر بنوایا تو دیوزادون سے کہکر طبقہ تڑوا دیا کون وہان پہونچ سکتا ہی انسان حیوان سب بیکار ہین مگر اے صاحبو مین تم سب کو آگاہ کرتی ہون کہ مین مجبور و ناچار ہون اپنی جان دونگی اور میرا کیا اختیار ہی یہ کنیز بے تمیز مجبور و ناچار ہی افسوس ہی حسرت لیکر دنیا سے چلی یہ کہکے چلا چلا کر رونے لگی کنیزون نے کہا واری عقل مین ہماری ایک بات آتی ہی جو آپ بھی مناسب

مگر ایرج نے اِسے قبول نہ کیا صحرامین تخت سے اُترے مہ پارہ نے ایک مرکب بنادیا اُسپر سوار ہوکر مقابلۂ فاقولہ مین پہونچے فاقولہ جمال بے مثال دیکھکر حیران ہوگیا مگر باتون سے یہ معلوم ہوا کہ یہ برادر طلسم کشا ہی فاقولہ نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ توڑڈالا فاقولہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فاقولہ لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج سے داؤپیچ ہونے لگے ایک مقام پر فاقولہ ایرج کو ریلکرلے دوڑا ایرج نے اُسکا زور روک کر ایک گھونسہ منھ پر مارا کہ فاقولہ چوندھیا گیا منھ پھیر کر جیسے ہی پلٹا ایرج نوجوان نے زبردستی ہتہ مارکر اُٹھالیا چاہا کہ زمین پر مارون فاقولہ نے آواز دی اے ایرج نوجوان مین مسلمان ہوتا ہون اب میری جان کے آپ ہی نگہبان ہین یہ جو ایرج نے سُنا بہ سہولت زمین پر اُسکو رکھدیا فاقولہ کلمۂ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کل لشکر نے اُسکے اطاعت کی اب مہ پارہ بھی تخت سے اُتری ایرج سبکو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے سردارون کا حال دیکھکر بڑا تاسف کیا مگر شاہزادۂ نورالدہر سب سردارون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہین کہ نجم نے عرض کی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے براے فتاحی مرحلہ جائیے نورالدہر نے لوح کو دیکھا سب سے رخصت ہوے بیرون لشکر آئے دیکھا ایک درخت پر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کررہے ہین اُنکے زمزمون سے جو صدا نکلتی ہی اُسکا مفہوم یہ ہی

نظم

معطر اُسکے نہانے سے بس کہ آب ہوا — حباب سحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا
دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول — ہمارے رونے سے جسدم وفور آب ہوا
ترے بدن پہ اگر ایک بوند منھ کی پڑی — برنگ برق مرے دل کو اضطراب ہوا
جو آنکھین نشہ سے رہتی تھین سرخ پُرخون مین — فراق یار مین گیا ہاے انقلاب ہوا
جو یاد بزم مین آئی وہ نرگس میگون — نظر مین ساغر مے دیدۂ پُرآب ہوا
نجات ہوگی عذاب حساب سے سب کو — جو پہلے روز قیامت مرا حساب ہوا
یہ رنگ عارض گلرنگ ہی کہ نام خدا — پڑا جو عکس ترا آب مین شہاب ہوا
نگہ ٹھہرتی نہین اپنے عکس پر اُسکی — شعاع حسن سے آئینہ آفتاب ہوا

ہما

مقام عشرت نظم بطور مسدس

چو فرمان قضا آید درین ایوان نہ ماند کس — بدار الملک دنیا از شہنشاہان نہ ماند کس
بدیوان خانۂ عالم زار کانان نماند کس — ہم از وحش وہم از طیر وہم از انسان نماند کس

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نہ غم را استقامت درجہان باشد نہ راحت را — نہ استقلال حاصل تنگ دستی را نہ وسعت را
نہ استحکام کثرت را بود آخر نہ قلت را — قیام دائمی باشد نہ مذہب را نہ ملت را

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بناے قصر این عالم شود زیر و زبر روزی — شود پوشیدہ پستی و بلندی از نظر روزی
شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در روزی — کند ہر خانہ دار از خانۂ عالم سفر روزی

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

انکھون مین آنسو بھرے ہوے اپنے پروردگار سے دل کو رجوع کر رہے ہین مگر جملہ ساحر و غیر ساحر کلاہین اُچھال رہے ہین ہر طرف یہی غل ہو کہ قید طلسم کشا آگئی میگونہ گلگون پوش عاشق خوش مزاج پریشان پریشان طرف طلسم کشا کے دیکھ رہی ہی اور دعائین کر رہی ہو کہ ای کریم کارساز نہین معلوم اُس مصیبت زدہ پر کیا گذری جسوقت یہ حالات سُنے گا کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور تحفہ جات چھین گئے یقین ہو کہ تڑپ کر اپنی جان دیگا جب مین کبھی قید خانے مین جاتی تھی تو یہ مژدہ سناتا تھا کہ ہماری رہائی کا وقت قریب آتا ہی وہ سارا حوصلہ نکلگیا اب کون صورت اُسکی رہائی کی ہی ہاے کیونکر قید خانے مین جاؤن کرگدن جادو اُسکی قید یہان لے آیا کیا مُنھ لیکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن کیونکر ملاقات کرون مین نہ جانتی تھی کہ خاتمے کا وقت قریب آیا یون فلک گردش دکھائیگا بہمن نور الدہر کو

آپ کو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی مغلوب ہین جسکا وار پڑجا
ایرج نے کہا تمہارا کام یہی ہی کہ مجھکو تا بہ قصر ہشت پہل پہونچا دو مین سمجھ لونگا انشاء اللہ
اُسکو سر میدان مار دون مہ پارہ نے کہا اے شہریار تحفہ جات تو اُنکے پاس ہین ایرج نے
کہا وہ تحفہ جات چاٹا کرین تحفہ جات کی مجھے کیا ضرورت ہی مہ پارہ نے کہا میرا وعدہ ہی
کہ آپ کو سامنے قصر ہشت پہل کے پہونچا دون میدان مین نکلون سحر کرون مقابلہ
پڑ جاے آیندہ پروردگار کو اختیار ہی اطاعت اسلام بدل وجان قبول کرتی ہون انجو
مہ پارہ بصدق دل مطیع اِسلام ہوئی ایرج نے گلے سے لگا لیا عارض انور کا بوسہ لیا
مہ پارہ نے تخت تیار کیا شاپور و ایرج کو اُسپر بٹھا لیا سحر کرتی ہوئی چلی یہان وہ
وقت ہی کہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر کی نگہداشت کر رہے ہین کہ تخت ایرج
گذرا ایرج نے جو دیکھا کہ پندرہ بیس شاہزادیان کمر اطاعت باندھے ہوے مشغول
انتظام ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی افسرون کو سحر تعلیم کر رہے ہین سکندر ثانی
ہر مرتبہ ابر بناتے ہین اور اُسکو مٹاتے ہین اب جیسے ہی ابر تیار ہوا ایرج نے کہا اِس
ابر کو نہ جمنے دینا مہ پارہ تڑپ کر ابر پر گری سکندر نے دیکھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خیال جو کیا تو دیکھا کہ ایک ساحرہ ابر کو توڑ رہی ہی سحر جمنے نہین
دیتی سکندر نے آواز دی کہ او ساحرہ یہ کیا بے ادبی ہی جو تو کر رہی ہی مہ پارہ نے
جواب ندیا سکندر ثانی نے آواز دی کہ ایک ابر محیط آسمان پر آیا سکندر نے کہا اِس
ساحرہ کو لینا چند لکے ابر کے جسم مین مہ پارہ کے لپٹ گئے کشان کشان لیچلے ایرج
نے جو دیکھا کہ مہ پارہ ابر مین پھنسی وہین سے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر نہ ادے کیون تیری
شامت آئی ہی اپنے بادشاہ کو منع کر کہ لکہ ہاے ابر ہٹاے نور الدہر نے جو ایرج کو
دیکھا کہ بالاے تخت بیٹھے ہین تلوار چمکا رہے ہین سکندر ثانی کو منع کیا کہا اے بادشاہ
عالیجاہ اِس ساحرہ کو چھوڑ دو سکندر ثانی نے اِشارہ کیا لکہ ہاے ابر سے مہ پارہ چھوٹی
بدحواس ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا لیکر بھاگی ہرچند ایرج کہتے ہین کہ مجھکو اُتر نے
دے مین کشتی گیر نہ ادے سے سمجھ لونگا سارے لشکر کو شکست دونگا یہ سنکر مہ پارہ نے

وہ مجہیر عاشق ہی اکثر اُسنے درخواست کی کہ اُس قیدی کو رہا کر دیجیے مگر اُس ظالم
نے نہ مانا قید سے نہین رہا کیا اگر حضور کا گذر کسی وجہ سے دربار مین بہمن کے
ہو تو یقین ہی کہ میگونہ ضرور مدد کرے نورالدہر نے کہا ای برادر دربار مین
بہمن کے پہونچنا بہت دشوار ہی لوح خبر دے چکی ہی کہ دربار مین بہمن کے بدبختی
گذر ہوگا پشت پر نورالدہر کی خوش مزاج باتین کرتا ہوا آتا ہی نورالدہر جواب
دیرہے ہین کہ خوش مزاج نے پکار کر آواز دی ای شہریار مجکو بچائیے دیکھیے
کرگدن مجھکو لیے جاتا ہی پلٹ کر نورالدہر نے دیکھا کہ ایک کرگدن مست نے
خوش مزاج کو منھ مین دبایا ہی نورالدہر نے چاہا کہ خوش مزاج کو رہا کرون مگر وہ
کرگدن خوش مزاج کو لیکر غائب ہوگیا نورالدہر کو بڑا افسوس ہوا کہ ایک مونس
تنہائی مین ملا تھا اُسپر بھی یہ سانحہ گذرا کہ سامنے سے دیکھا چند نازنینان مہ جبین آئین
اور عرض کی ای شہریار قصر حمام مین آپ کی طلب ہی نورالدہر اُنکے کہنے پر ایسے مبہوت
ہوے کہ لوح کو نہ دیکھا اُنکے ساتھ چلے گئے جا کے دیکھا تخت پر ایک مہ جبین
بیٹھی ہی کہ شعلۂ رخسار سے اُسکے تمام مکان روشن ہی نورالدہر کی اُسنے تعظیم کی او
مسکرا کر کہا فرد رواق منظر چشیم من آشیانۂ تست + کرم نماؔ فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭
نورالدہر اُسکے کہنے پر اُسکی طرف چلے کہ اُسنے ہنسکر کہا کہ حوض موجود ہی غسل تو کر لیجیے
آپ کے سایے سے مین بھی طیب و طاہر ہو جاؤن مدتون سے آپ کا انتظار ہی تب
یہ دن نصیب ہوا آج آپ نے سرفراز فرمایا نورالدہر قریب حوض کے آئے اُس
نازنین نے دست نگارین سے لنگی اُٹھا کر دی نورالدہر نے لوح محفوظ اور لوح
طلسمی گلے سے اُتاری اور زرہ طلسمی و لباس طلسمی بھی بدن سے دور کیا کنارے
پر حوض کے سب اشیا رکھتے جاتے ہین چند کنیزین لنگ باندھکر حوض مین کود دی
ہین اور اشارے کر رہی ہین کہ آیئے غوطہ لگا لیے جیسے ہی نورالدہر حوض مین
کودے سب تحفہ جات تو اُسنے اُٹھا لیے ایک آواز مہیب دی کہ او طلسم کشا منم
کلنگ ابلق سوار دیکھ یون تیرے تحفہ جات لیتے ہین نورالدہر نے غوطے

ہو گلرخسارہ نے اُسی وقت جلسہ آراستہ کیا قفس ایرج منگایا شاپورہ نے سامنے بیٹھکر

یہ اشعارہ عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

مجھسے اب صاف بھی ہوجا کہیں یارہ آپسے آپ — جسطرح ہی تری خاطر مین غبارہ آپ سے آپ

کہا کب آتش فرقت سے جلایا تو نے — ہین مرے نالۂ دل صاعقہ بارہ آپ سے آپ

خارہ تد بیر ہی پیش گل تقدیر عبث — وقت پر باغ مین آتی ہی بہارہ آپ سے آپ

دونون عالم مین اگر ایک نہین شعبدہ باز — جمع کیونکر ہوے اضداد یہ چارہ آپ سے آپ

نہین آتا جو وہ خورشید مرے گھر مین نہ آے — صبح ہوجائیگی آخر شب تارہ آپ سے آپ

کچھ شکایت نہین عشق کمر نازک کی — ہوگیا ہون مین صنم زارہ و نزارہ آپ سے آپ

سرخ پوشاک پہن کرو ہ سہی قد جو گیا — جل اُٹھے سرو چمن مثل چنارہ آپ سے آپ

کچھ تری تیغ جفا کی نہین تقصیر اے گل — صورت غنچہ مرا دل ہو فگارہ آپ سے آپ

غیر کا منھہ ہی کہ لے بوسے ترے او ظالم — نیلگون ہوگئے ہونگے یہ عذارہ آپ سے آپ

نالۂ کش مثل جرس کیون ہی عبث اے مجنون — صبر کر آئیگا جمازہ سوارہ آپ سے آپ

شاپورہ نے جو یہ اشعارہ دردآمیز گائے گلرخسارہ تو رونے لگی مگر ایرج نوجوان باکل خاموش اُسی طرح بیٹھے ہین کہ شاپورہ جست کرکے قریب قفس کے آیا چلاکر کہا کہ اے شہریارہ آپ اِس معشوقہ کو کیون نہین قبول کرتے اور چپکے سے کہا کہ ہم شاپورہ شیردل اب ذرا حضور کہدین کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اِسکو بارہ لون ایرج نے برہم ہوکر کہا مین اِس فاحشہ کی جانب منھہ کرکے نہ سوؤنگا جو بدعت اُسکے مزاج مین آئے وہ کرے شاپورہ حیران ہوا کہ اب کیا کرون یہ تو ضدی ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے یہ میرا کہنا نہ مانین گے مگر قریب آکر گلرخسارہ سے کہا اے ملکۂ عالم وہ کہتا ہی کہ مین خود عاشق ہون مجھپر کیون جبر کیا اب جو چاہے کرے مین نہ قبول کرونگا قفس کھولکر اِسکو نکالیے پہلو مین بٹھائیے یقین ہی رضامند ہوجائے گلرخسارہ تو لیسی ہوئی ہی شاپورہ سے جو یہ سنا فورًا قفس کھولا ایرج کو نکالا گلرخسارہ پہلو مین بیٹھی اِس امید پر کہ اب یہ مجھکو قبول کریگا شاپورہ نے چاہا کہ ساقی گری کا ذکر کرون کہ ایک برق چمک کر گری

نورالدہر کے جھپٹا نورالدہر نے لوح کا عکس ڈالا ابہام اُسی مقام پر پُر کا عکس لوح جو
پڑا جھومنے لگا مگر ساتھ والے ابہام کے سحر کر رہے ہین کسی نے آگ برسائی کسی نے
برقین گرائین چہار سمت سے سحر کی بوچھار ہی ساحرون مین ٹپکا رہی کہ یار و طلسم کشا کو گھیر کر
مار لو شاہزادہ نورالدہر نے جو یہ صدا ساحرون کی سُنی جھپٹ کر ابہام پر ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا مرنا ابہام کا کہ ایک دُھوان گردن سے اُسکی نکلا کل
ساحرون پر چھایا نورالدہر نے لوح کو چمکایا کہ وہ دُھوان نورالدہر کے قریب نہ آیا
تمام ساحر سحر کرنا بھولے سب کے سحر باطل ہوے مگر وہ دُھوان جو ساحرون کو لگا اُس
دھوئین سے تمام ساحر جلنے لگے فریاد فریاد کرنے لگے تھوڑے عرصے مین سب جلکر
خاک ہوے لاشۂ ابہام جلا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام ہن ابہام جادو
برادرحشام بود مارکر ابہام کو نورالدہر بہ حکم لوح آگے بڑھے ایک قصر سامنے
دکھائی دیا اُس قصر سے رونے کی آواز آتی تھی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کے
یہ اشعار پڑھ رہا ہی

نظم

خفا جب وہ لیلیٰ ادا ہوگیا   تو مجنون سے سودا سوا ہوگیا
مجھے عشق زلفِ دوتا ہوگیا   عبث مبتلا سے بلا ہوگیا
حسینون پہ کیون ہاے عاشق ہوا   مجھے بیٹھے بٹھلاے کیا ہوگیا
نہین بھولتا اِن بتون کا خیال   مرے دل کو یارب یہ کیا ہوگیا
عجب تفرقہ تونے ڈالا فلک   مرا ماہ مجھسے جدا ہوگیا
جو برباد کی خاک میری صبا   نہ کچھ اِسمین تیرا بھلا ہوگیا
مرے خط کا لایا نہ ابتک جواب   خدا جانے قاصد کو کیا ہوگیا
ترے وحشیون کا عجب حال ہی   بہار آئی سودا سوا ہوگیا
یقین ہی گیا پاس وہ غیر کے   جو پھر دردِ دل مین سوا ہوگیا
چُرا لیگیا آئنہ رو کوئی + +   مین حیران ہون دل میرا کیا ہوگیا
ارے غمزہ و ناز تو اِک طرف   ادا پر تری دل فدا ہوگیا

کر بو شبرنگ جھپٹ کر قصر مین آیا عرض کی اے آقاے نامدار مین ہون شبرنگ بن عمرو آپکی
رہائی کو آیا ہون صرف اتنا کہہ دیجیے کہ مین خود تجھپر عاشق ہون مین اسکو مار لونگا ایرج
نے جھلا کر کہا جا دور رہو مین تیرا رہا کرنا نہین قبول کرتا شبرنگ ناچار رہوا اور سامنے
گلرخسار کے آیا کہا وا رے حقیقت مین بڑا سخت مزاج ہے گالیان دیتا ہے کہتا ہے مجھکو قتل
کرین گلرخسار رونے لگی کہا اے شعلہ کیونکر دل گوارا کرے کہ معشوق کو قتل کرون جو
وہ کہتا ہے ٹھیک کہتا ہے جانتا ہے کہ یہ مجھپر عاشق ہے قتل نہ کریگی اور حقیقت مین کسی طرح
میرا دل قبول نہین کرتا دربار مین بہمن کے حاضر تھی کہ اسوقت سب کو حکم ملا کہ جسطرح
ہے مسلمانون کو قید کرکے لاؤ مین بھی اسی فکر مین نکلی تو اسکو اٹھا لائی یہ نہ جانتی تھی کہ
یہ آفت برپا ہوگی قضاے کار شعلہ رخسار کو شبرنگ نے بیہوش کرکے جوایک
گوشے مین ڈالدیا تھا کچھ کنیزین جو ادھر گئین شعلہ رخسار کو دیکھا ہوشیار کیا
شعلہ رخسار روتی ہوئی سامنے گلرخسار کے آئی یہان وہ وقت ہے کہ شبرنگ
باتین کر رہا ہے ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہے کہ اب حسرت و یاس کا
سامنا ہے دیکھیے کیونکر زندگی ہو حقیقت مین ایسا خوش جمال نگاہ سے نہین گذرا تھا
کہ شعلہ رخسار اصلی سامنے آئی کہا وارے ایک اجنبی شخص نے مجھے اشارے سے
بلایا پوچھنے لگا کہ یہ کون شاہزادے ہین آپ کو بتانے نہ پائی تھی کہ مجھکو بیہوش کیا
ساتھ والیون نے ہوشیار کیا اب جو مجھکو ہوش آیا مین نے اپنے کو ایک گوشۂ قصر
مین پایا شبرنگ نے جو یہ سنا کہتا ہوا بھاگا کہ مین خبر لاتی ہون دریافت کرون کہ
اسکو کسنے بیہوش کیا تھا ایک کنیز پیچھے دوڑی شبرنگ اسکو خنجر مارکر بھاگ گیا
گلرخسار نے حیران ہوکر کہا کیون صاحبو یہ کیا سحر کہ تھا مین قصر اسرار مین جاؤن
تو دریافت کرون یہ کہکے اٹھی ایک قصر مین آئی اس قصر مین آکر ایک چیخ ماری
ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے آواز دی کہ اے گلرخسار یہ عیار تھا جو کنیز کو مار کر بھاگا
گلرخسار نے نکلکر سب کنیزون سے بیان کیا کہ عیارون سے بچنا کنیزون نے کہا کہ
وارے ہم تو باہر نہین نکلتے آپ ہوشیار رہیے شبرنگ تو جنگل مین بیٹھا سوچ رہا ہے

چماق اُٹھاکر چلین نورالدہر نے تلوار چمکائی وہ زنگنین غل مچاتی تھین اور کہتی تھین کہ بڑے افسوس کا مقام ہی اِس ظالم کو کوئی سزا نہین دیتا کہ ایک طرف سے ایک جوان تنومی ہیکل لحیم و شحیم پیدا ہوا اُس نازنین نے جو اُس جوان کو دیکھا پکار کر آواز دی اے تن و توش جادو مین تیرا انتظار کر رہی تھی دیکھ مجھپر کیا بد عتین ہوتی ہین مگر تیرے واسطے جفائین اُٹھائین مین تیری مشتاق ہون وہ جوان دوڑ کر اُسکو لیٹ گیا اُس نازنین نے بھی گلے مین ہاتھ ڈالدیے نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا زنگنون کو مار کر قریب اُس جوان کے پہونچے اُس جوان نے اُس نازنین کو چھوڑ کر قصد کیا کہ مین نورالدہر کو لپیٹ جاؤن نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ نازنین تو بھاگی مگر اُس جوان کا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا وہ نازنین سر اُسکا دیکھکر بہت روئی اور کہا خیر اے طلسم کشا مین جاتی ہون تو نے میری قدر نہ کی مین اِس جوان سے اِسواسطے ملی تھی کہ تجھکو رشک ہو مگر معلوم ہوا تیرا امزاج اور طرح کا ہی میرے تیرے نہ بنے گی مان باپ کو اختیار ہی اے حشام جادو اب تم آؤ کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر گینڈے پر سوار کئی ہزار جادوگر پشت پر آکر نورالدہر پر سحر کرنے لگا لیکن جو سحر کیا وہ باطل ہوا نورالدہر لوح چمکا رہے ہین جسپر لوح کا عکس پڑتا ہی وہ جل جاتا ہی نورالدہر لڑتے ہوے قریب حشام جادو کے پہونچے حشام نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے اپنے کو بچاکر ہاتھ مارا کہ حشام کے دو ٹکڑے ہوے حشام کا مرنا کہ سناٹا ہو گیا وہ نازنین بھی گئی زنگنین بھی بھاگین حشام کے ساتھ والے فریاد و فریاد کرتے ہوے لاشۂ حشام لیکر طرف صحرا کے بھاگے زیر قلعۂ ابہام آئے لاشہ رکھکر شور و غل مچانے لگے ابہام جادو اپنے قلعے مین بیٹھا مصروف عیش و نشاط تھا جلسہ آراستہ تھا اُسنے جو شور و غل کی آواز سُنی خدمتگارون سے کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل ہی چند خدمتگار بیرون قلعہ آئے آکر لاشۂ حشام جو دیکھا وہ بھی رونے لگے ہمراہیان حشام نے کہا بھائیو جاکر ابہام جادو کو خبر کرو کہ آپ کے بھائی کو طلسم کشا نے مارا ہملوگ اُنکا لاشہ

آیا تو ایرج نے پوچھا کیا سبب ہوا تجھکو کیونکر قبضے مین کیا شاپور نے سب حال بیان
کیا کہ اسطرح مین نے شبرنگ کو رہا کیا اور وحیدہ شاہزادی قید تھی اُسکو رہا کیا مگر
مین نے اتنا آکر کہا کہ دست چپی ہمیشہ غالب رہتے ہین اُسپر مجھکو قید کیا ایرج نوجوان
نے دیکھکر آہ اژدہی کہ او کشتی گیر زادے اسے کیا اخلاف کہا سچ کہتا ہی نور الدہر نے کہا
اس طلسم مین بڑی کد و کوشش کی مگر کیا انجام ہوا ابتک مارے مارے پھرتے ہو
ایرج نے یہ سُنکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار چلنے لگی ہر مرتبہ گمان ہوتا ہی
کہ ایرج نوجوان کی تلوار پڑی اور نور الدہر کا خاتمہ ہوا مگر شاہزادہ نور الدہر تلوار
روک لیتے ہین جب یہ ہاتھ مارتے ہین تو بھی لوگون کو گمان ہوتا ہی کہ ایرج کا خاتمہ ہوا
مگر ایرج شاگرد خواجہ عمرو ہی پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہی ایک مقام پہ شاہزادہ
نور الدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایرج نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون
گھوڑون سے کود ے آپس مین کشتی ہونے لگی اہل لشکر نور الدہر کے دیکھ رہے
ہین مگر کسی کی یہ مجال نہین کہ دخل دے سکے طہماس بن عنقویل دیو پرور دیکھ دیکھکر
بہت جلا ساطور ہلا کر کہا جی چاہتا ہی ایک ہاتھ ماردون کہ ایرج کے دو ٹکڑے ہون
یہ کلمہ جو ایرج نے سُنا بیقرار ہو گیا نور الدہر کو ڈھکیل کر للکارا کہ او گُنڈے کیون
تیری شامت آئی ہی ابھی آکر تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکے طرف طہماس کے چلے طہماس
کو خیال ہوا کہ اگر مقابلہ کرونگا تو آقا کے خلاف ہوگا ساطور پھینک کر بھاگا ایرج پیچھے
چلے چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق چمک کر گری اور
ایک پنجہ اُس مین سے پیدا ہوا ایرج کو اُٹھا کر لیگیا نور الدہر نے اپنے کو گرا دیا
ہائے بھائی کہکر رونے لگے شبرنگ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام ابھی جاتا ہی
پتہ لگا کر آتا ہی یہ کہکے تفنتور ہاے نذر بقتی آراستہ کیے یا نہاے عیاری درست کیے
شبرنگ تو تلاش مین چلا مگر شاپور جست کرکے ایرج کے گھوڑے پہ سوار ہوا
طرف لشکر ایرج کے بھاگا ہر چند نور الدہر نے چاہا اسکا تعاقب کرون کہ فسادی
نہ جانے پائے مگر کرہ بن اشقر طرار سے بھڑتا ہوا شاپور کو لشکر مین لایا گھوڑے کو

میری تو عجب نوبت ہی کنیز کی یہ کیفیت ہی **نظم**

پھیر کر منھ کو دوپٹے سے چھپاتے ہو عبث
حسن رخ دیکھ لیا دوڑ کے جاتے ہو عبث

مین نے خود آنکھ سے دیکھا تمھین لیتے دل غیر
قسمین تم جھوٹھی مری جان کی کھاتے ہو عبث

کیا ہوا آنکھ سے ای جان جو نکلے آنسو
تہمت عشق مرے دل کو لگاتے ہو عبث

ایکدن پھر یہ کہو گے کہ مرے گھر سے نکل
قسمین دیدے کے مجھے اب تو بلاتے ہو عبث

سرمہ ہی غیر نے آنکھون مین لگایا بیشک
نیچی نظرین کئے دیتی ہین چھپاتے ہو عبث

آتش عشق سے خود سینہ پھکا جاتا ہی
دل کے غیرون سے مجھے یار جلاتے ہو عبث

حسن بے دیکھے ہوا ہون مین تمھارا عاشق
نازو انداز مجھے اپنا دکھاتے ہو عبث

حال دل سنکے عجب ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
سن چکا ہون یہ کہانی مین سناتے ہو عبث

ایک مدت سے حسینون پہ ہون مین خود مرتا
واعظو موت سے تم مجھکو ڈراتے ہو عبث

کربلا جاؤ گے قسمت مین جو ہی ای سطوت
بخت برگشتہ ہی کیون رنج اٹھاتے ہو عبث

اُس نازنین نے یہ اشعار پڑھ کے آواز دی منم غواص غوطہ زن ای طلسم کشا تیرے اشتیاق مین گھر بار چھوٹا عزیز و اقارب دشمن ہوے راہ بہ راہزن ہوے کہ تانتک بیوفائی کریگا یہ کہکے رونے لگی نور الدہر کو اُسکے رونے پر رحم آگیا بڑھکر کہا کہ کیا چاہتی ہو غواص نے کہا اِسی چشمے مین آیئے تو مین اپنے باغ مین لیچلون نور الدہر اُس شعبدہ باز کی باتون پر قریب چشمے کے آئے دامن گردانتے لگے قصد کیا کہ پھاند پڑون کہ لوح یاد آئی اور کسی نے آواز بھی دی کہ ہوشیار ہو جایئے دیکھا کہ ایک درخت پر ایک طائر یہی کہ رہا ہی کہ ہوشیار رہنا نور الدہر کو ہر چند کہ اُس نازنین کی ناز و ادا بہت پسند آئی ہی مگر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اُسکو نذر دو نور الدہر نے لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی وہ نازنین جھجکی کہ اُٹھا لون لوح سے ایک شعلہ چمکا کہ اُسکے ہاتھ مین آگ لگ گئی آواز دیتی تھی کہ او جلاد صاحب بیدادیہ کیا ستم کیا مین جلتی ہون تم ٹھنڈے رہو خیر وقت پہ ہمین کام آئینگے غوطہ مارکر جلتی ہوئی غائب ہوئی نور الدہر اِس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہین کہ نوبت

در جہان باشد ہمیشہ سرنگون بار دنیا ہر کہ بردارد بدوش
اہل دل داند برابر عیش وغم مرد حق یکسان شمارد نیش ونوش
بندہ را حق سوے خود خواند مدام میدہد آواز از ہر سو سروش
کی رسد لیکن بگوشش این صدا ہر کہ دارد پنبۂ غفلت بگوش
اہل غفلت ہست غافل از خدا میگذارد عمر خود در ناؤ نوش
ہست حق غفار وستار العیوب عاصیان را پردہ دار وپردہ پوش
بندہ را آموخت طرز بندگی مرحمت فرمود عقل وفہم وہوش
داد از روے عنایت بندہ را جسم وجان ودست وپا وچشم وگوش
آسمان در پیش حکمش سرنگون مہر ومہ شام وسحر حلقہ بگوش
ہست در اظہار وحدانیتش خلق در جوش وزمانہ در خروش
شرح توحید خداے لایزال کی توانی کردن ای ہندی خموش

نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہی مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آیا اُسنے اپنا رنگ جمایا شبرنگ جو جھپٹ کر آیا دیکھا ایک نخل پر ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی شبرنگ کنارے ہٹا ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آیا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ نامہ قدرت نے بھیجا ہی سکان ساحر کو دیکھکر شاخ نخل سے اُتر آئی نامہ شبرنگ سے لیا سر جھکا کر پڑھنے لگی شبرنگ نے دیکھا کہ سکان نامہ پڑھنے لگی پہلو سے آکر حلقے کمند کے مارے جھٹکا دیکر گرا دیا گرا کر سکان کو خنجر مار دیا مگر سکان تڑپ کر نکلی حلقے جلا دیے شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی ہوا کا وہی جوش وخروش ہی سارے لشکر مین ہنگامہ ہی مگر سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ سکان شبرنگ کو لیے جاتی ہی ہاتھ ہلایا کہ سکان کے پنجے سے شبرنگ چھوٹا سکان نے چاہا تڑپ کر گردن اور شبرنگ کو اُٹھا لیجاؤن نجم اختر شناس نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ سکان کے دو ٹکڑے ہوے لشکر مین اب اطمینان ہوا ایک پنجہ تڑپ کر گرا لاشۂ سکان اُٹھا لیگیا یہان نور الدہر اور دیوانے

تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ زنگن اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ ای شخص تو نے بڑا غضب کیا میرے معشوق کو مارا یہ کہکے پیٹنے لگی کہتی تھی تو مجھکو قبول کر میرا ہمراہی تو عدم کو گیا اُسنے کیا تیری خطا کی تھی نور الدہر نے کہا اِس سے بڑھ کے کیا خطا ہوگی کہ ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ مارا گیا زنگن نہین مانتی لپٹی جاتی ہی نور الدہر نے ایک جھڑکی دی یہ سُنکر زنگن بہت بیقرار ہوئی کہا آپ مجھکو گھر کتے ہین میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

ہو ستم کی مشق مجھپر بار بار اُٹھتے بیٹھتے ہون فرہ کے تیر دل کے پار اُٹھتے بیٹھتے
قول اُس ظالم سے ہی میرا وہ ہون ایذا پسند دل دکھانا جا مرا ہر بار بار اُٹھتے بیٹھتے
خون بہانا کسکا او جلاد ہی مد نظر اُبلی پڑتی ہی تری تلوار اُٹھتے بیٹھتے
دل جگر دونون لیے جاتا ہون پیش شاہ حُسن نذر دونگا مین سر بازار اُٹھتے بیٹھتے
اب مرا آنا مناسب تیری محفل مین نہین ور پئے آزار ہین اغیار اُٹھتے بیٹھتے
کہتے ہین وہ دل مجھے دیدے مین کہتا ہون نہین روز رہتی ہی یہی تکرار اُٹھتے بیٹھتے
شربت دیدار کے مشتاق ہو کر ای مسیح تیرے پاس آئے ہین ہم بیمار اُٹھتے بیٹھتے
ہو طلب عشاق کی گر ناتوانی ہی تو ہو جائین گے ہم بھی حضور یار اُٹھتے بیٹھتے
ناتوانی نے بنایا تھا ہمین نقش قدم تھی کہان طاقت جو ہم ای یار اُٹھتے بیٹھتے
غیر کو تو نے بٹھایا بزم مین ای رشک گل کیون نہ کھٹکے دل مین میرے خار اُٹھتے بیٹھتے
گھر مین وہ آئینہ رو آتا تو بہر تعظیم کو گرد سان ہم ناتوان و زار اُٹھتے بیٹھتے
خاک ہو جاتے جو کوے یار مین اِک لطف تھا کِس مزے سے صورت دیوار اُٹھتے بیٹھتے
فصل گل مین تھا مزہ میخانے مین آنا اگر کیا اُچھلتی شیخ کی دستار اُٹھتے بیٹھتے
دل مین تیر آکر جو اُس ناوک فِگن کا رہ گیا چٹکیان لینے لگا سوفار اُٹھتے بیٹھتے
ڈھونڈھنے یوسف کو اپنے ضعف مین سطوت مغرور جائینگے ہم مصر کے بازار اُٹھتے بیٹھتے

اُس زنگن نے جو اِسطرح کے اشعار پڑھے نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر کہا مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ ایک ہاتھ مار دونگا زنگن نے دوڑ کر چاہا لپٹ جاؤن کہ

مذہب عشق مین زاہد یہی واجب ہی نماز
کاجل آنکھون مین لگاکر ہین وہ گھر سے نکلے
اُنکے دربار مین ہین آس لگاکر آئے
عشق بازی سے نہ ہم ہاتھ اُٹھائینگے کبھی
مجمع عام ہی کس سمت کھڑے ہون جاکر
حُسن کے رعب سے آنکھین جو مری بند ہوئین
دونون معدوم ہین دنیا سے مثال عنقا
دل کے آئینہ پہ کھنچوائی ہی اُنکی تصویر
ایک تازہ چمن آئیگا نظر ای سطوت

اپنے محبوب کو ہم شام و سحر دیکھین گے
قتل ہو جائین گے عشاق جدھر دیکھین گے
نذر دل اپنا کرینگے جو اِدھر دیکھین گے
ناصحا اِس مین اگر لاکھ ضرر دیکھین گے
ہاے یہ بھی نہین معلوم کدھر دیکھین گے
ہنس کے وہ بولے کہ پھر آپ ادھر دیکھین گے
نہ دہن آپ کا دیکھا نہ کمر دیکھین گے
اب مزے لوٹین گے ہم آٹھ پہر دیکھین گے
آج رنگینیِ اشعار قمر دیکھین گے

شاپور جو لطف سے گایا کئی ساحر کہ شاخون پر درختون کی طائر بنے بیٹھے تھے وہ سب شاخون سے اُترے اُتر کر ساحر نے شاپور نے گھبرا کر کہا کیون بھائیو اور بھی بھائی ہمارے ہین ایک اُن مین سے بول اُٹھا کہ بیس جادوگر ہین ہم سب کے ساتھ نگہبان ہین شاپور نے پکار کر سبھون کو ایک مقام پر جمع کیا گانا اپنا سب کو سنانا چاہتا ہی اور سب تعریفین کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ قدرت نے آپکو بڑا اشرف دیا شاپور نے کہا بھائیو اب مجھے یاد آیا ہرچند کہ تمھارا افسر ہون مگر تمھارا ساقی بنتا ہون چاہتا ہون میرے ہاتھ سے شراب پیو سب کی عمر بڑھیگی رونق ہوگی یقین ہی کہ قدرت نظر آوین یہ مضمون سنکر سب ساحر خوش ہوے کنجی میخانے کی نکالکر شاپور کو دی شاپور نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملاکر آواز دی کہ یارو مین ساقی ہوا کوئی باقی نہ رہے تنیس طائر اور شاخون سے اُترے سب پچاس جادوگر تھے سب نے آپس مین شراب تقسیم کی اب شاپور چند گلابیان لیکر محفل مین آیا شراب سر پر رکھی سب کو شراب پلانا شروع کی پچاس جادوگر جو گلابیان اُٹھاکر لیگئے تھے وہ تو الگ جاکر بیٹھے شراب پینے لگے باقی جو محفل مین تھے اُنکو شاپور نے پلائی جو ساحر الگ بیٹھے تھے آپس مین وست درازی بیان کر رہے ہین کوئی گر کر بیہوش

خلل پذیر ہمیشہ ہی کارخانۂ عقل
یہ حسن وعشق ہین ہرحال مین شریک ہم
یہ رنگ موج ہمامیری آہ گرم سے ہی
جہان نظر ہین یہ تاریک تھاکہ ای تانخ

کبھی نہ خانۂ زنجیر یان خراب ہوا
نہ آیا غش مجھے اُسکا جووقت خواب ہوا
ہرایک مرغ ہوا سیخ کا کباب ہوا
سواد گور مجھے رشک ماہتاب ہوا

صدا طائرون کی سُنکر نورالدہر کو پسینہ آگیا قلب تھرّا گیا نورالدہر نے فوراً لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واے سیارہ این عجائبات یہ طائر ان طلسم ہین انکی صدا سے پریشانی ہوتی ہی لوح کو سینے سے مس کرو اور آگے بڑھ جاؤ نورالدہر لوح کو سینے سے مس کرتے ہوے آگے بڑھے گرمی قلب وجگر کی کم ہوئی دوسرے صحرا مین پہونچے تھے کہ بائین پر سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک کرگدن مست صحرا مین آکر جھومنے لگا کہ دوسری طرف سے بھی گرد اُڑی ایک شیر ببر چیخین مارتا ہوا قریب کرگدن کے آیا کرگدن کو چیر پھاڑ کر کھا گیا کئی کرگدن آئے ہاتھ سے شیر کے مارے گئے کہ ایک طرف سے ایک زنگی آیا پشت شیر پر سوار ہو نورالدہر پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے لوح جھکا کر عکس ڈالا جیسے ہی عکس لوح زنگی پر پڑا پشت شیر سے کود کر بھاگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیاہرو سے جادو کہان جاتا ہی نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایک تاجدار دریاے سلاح مین غوطہ زن آتے ہی شیر پر سوار ہوا مقابلہ نورالدہر مین آیا نورالدہر نے للکارا تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے لوح محفوظ جھکائی عکس لوح سے وہ تاجدار کود پڑا نورالدہر کو لپیٹ پڑا لیکن نورالدہر نے دے مارا شیر چیخین مارتا ہوا بھاگا نورالدہر نے چھاتی پر بیٹھکر کہا ای تاجدار شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی تاجدار نے ہاتھ باندھکر کہا مین تابعدار ہون میرے ساتھ چلیے مین آپ کو باغ رنگین مین پہونچادونگا آیندہ آپ کو اختیار رہی وہ تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا نورالدہر کو ساتھ لیکر چلا قریب ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا تھا نورالدہر ساتھ اُس تاجدار کے باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار ہی نخل گل

حقیقت مین تمنے بڑا انتظام کیا لیکن یہ عیارہ کل خدمت مین بہمن شعبدہ باز کی بھیجا جائیگا
اور بارہ دری مین وحید نغمہ پیرا قید ہی وہ ہمارے آقا کی منسوبہ ہی وہ اُس سے وصل
حاصل کرینگے اِسیوجہ سے اُسکو اُٹھا لائے اب قید کیا ہی شاپور نے باتون مین لگا کے
اُس ساحر کو بیہوش کیا کونے مین ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر بارہ دری مین آیا دیکھا
کہ شبدیز شعبدہ باز بیٹھا ہی اِسنے آکر سلام کیا شبدیز شعبدہ باز نے پوچھا اے جفاکش
اِسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شاپور نے جواب دیا ہر وقت مالک کے دیکھنے کے
مشتاق رہتے ہین سرکار کے سلام کو آیا ہون شبدیز نے کہا آج تم خلاف وقت آئے
اور خلاف وقت سلام کیا اِسوجہ سے مجھکو کھٹکا ہوا ہر وقت خوف لگا رہتا ہی کہ ایسا
نہ ہو کیسی شکل پر عیارہ چلا آئے شاپور نے کہا حضور یہ وہ مقام نہین ہی کہ جہان عیار
آسکے جو عیار آئیگا وہ خود گرفتار ہو جائیگا شبدیز نے کہا جاؤ جاکر حفاظت کرو شاپور
نے کہا ذرا باہر چلیے آج ایک نیا معرکہ گذرا ہی دو تین بڑھیان بیرون باغ پھر رہی
ہین حضور ذرا اُنکو پہچان لین کہ وہ کون ہین ابھی ایک بڑھیا آئی تھی جھانک کر
بھاگی مین پیچھے دوڑا جنگل مین جاکر گھبرا بڑھیا رونے لگی کہا مین راہ گیر ہون مینے
جھانک کر دیکھا کہ اِس باغ مین کون رہتا ہی مین نے اُسکو چھوڑ دیا یہ مجھکو لیاقت نہ تھی
کہ مین پہچانتا یہ عیار ہی یا کون ہی آپ چلکر پہچان لیجیے اور عیار گرفتار کو بھی ساتھ لیجیے
وہان اِسکے قتل کا سامان کرینگے اگر وہ عیار ہی تو ضرور دوڑ کر آئیگا اُسکو بھی گرفتار کیجیے
یہ حال سُنکر شبدیز ساتھ ہوا راہ مین کہتا ہوا چلا کہ جو آگے باغ مین جھانکے اُسکو فورًا
گرفتار کرلو یہ حرکتین تمنے عیارہ کی بیان کین بیرون بارہ دری آکر شبرنگ کو پکارا
کہ میان عیار صاحب ذرا ایہان آئیے شاپور نے شبرنگ کو دیکھکر ایک دھکا دیا
اور کہا کہ او نا عیار چل تجھکو قتل کرینگے شبرنگ کو بھی ساتھ لیا بیرون باغ آئے
شاپور نیمچہ پکڑ کر چھپٹا پکار کر کہا کہ شبرنگ قتل ہوتا ہی کوئی عیار سامنے نہ آیا پھر
شاپور نے کہا اے شبدیز شعبدہ باز وہ عورت کوئی راہ گیر تھی مگر دیکھو وہ جاتی
ہی جیسے ہی شبدیز پلٹا شاپور نے حلقہ ہائے کمند مارے شبرنگ پکارنے لگا کہ ای

جواب دیا ای شہر یار اب کنیز نے دیکھا کہ جو سامان طلسم کشا کے پاس ہی اسوقت مین کسی کو یہ سامان ممکن نہین ہوا اور وہ جادوگر نبیان ہمراہ ہین کہ جنکا سحر مین مثل نہین یہان نیلم گرد و فیلم گرد وغیرہ جانے سے ایرج نوجوان کے پریشان ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی فاقولۂ صحر نشین مقابلے مین آکر اُترا جب فاقولہ میدان کارزار مین نکلکر للکارا سرداران ایرج بھی سُنکر میدان مین آئے جنگ ہونے لگی سرداران ایرج ہاتھ سے فاقولہ کے زخمی ہوے متواتر سات میدان داریان سات دن تک فاقولہ نے کین آٹھوین دن میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی پر لشکر ایرج کا بند ہی جب وہ آواز دیتا ہی تو سردار قصد کرتے ہین مگر بسبب زخمداری کے نکل نہین سکتے بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای رب کارسازندہ ای مالک بے نیاز اس مصیبت کو آسان کر للکارنا اسکا ہمپر بہت شاق ہی تو رحم شریک کر نظم

ذاتِ تو گر نہ در میان باشد
نہ مکان و نہ لا مکان باشد

نہ مہ و مہر جلوہ گر گردد
نہ زمین و نہ آسمان باشد

نہ بہ ظاہر جہ و جسم بود
نہ بہ باطن ظہور جان باشد

گاہ پوشیدہ باشد اندر دل
گاہ مذکور بر زبان باشد

گاہ در زمرۂ شہنشاہان
گاہ در سلک بندگان باشد

گاہ موجود در بہار چمن
گاہ در موسم خزان باشد

گل بہ گلزار کردہ جلوہ
تا نہ در باغ باغبان باشد

روشن از فیض نام تو ہر نام
از تو اظہار ہر نشان باشد

نور ذاتت بہ دیدۂ مردم
گہ عیان و گہے نہان باشد

گاہ اندر وجود موجود است
گاہ حاضر بہ بود نابود است

سب سرداران ایرج دعائین مانگ رہے ہین فاقولہ کا قصد ہی کہ گینڈا اُٹھا کر جا پڑون مغلوبہ مین سب کو گرفتار کر دن اہل لشکر گھبرا رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا مہ پارہ نے عرض بھی کی کہ مین سحر کرکے اِسکو قتل کرون

یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ جا کر دیوانے کو سزا دونگا اور طہماس کو چھڑا کر لاؤنگا
یہ کہکے مرکب چمکایا تعاقب مین دیوانے کے چلے دیوانہ کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی
طہماس کو مسلسل و مطوق کرا رہا ہی آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان پہنا رہے ہین کہ نعرۂ شیر
کی آواز آئی کہ او دیوانۂ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول اسطرح دیوانے کو للکارے کر
دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا قریب نور الدہر کے پہونچا آتے ہی فوراً
چوبدست لگائی نور الدہر گھوڑے سے پھاند پڑے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانہ
لپٹ پڑا چنگل مارا کہ بدن نور الدہر کا فگار ہوگیا مگر نور الدہر نے چنگل کھا کر ایک
تمانچہ مارا نور الدہر دیوانے سے لڑ رہے ہین کہ شبرنگ روتا ہوا سامنے آیا
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا وہ چارون شاہزادیان جو آئی تھین اُن مین سے
وحید نغمہ پیرا کو کوئی اُٹھا لیگیا نور الدہر نے دیوانے کو ڈھکیل دیا شبرنگ کے
کہنے پر پلٹے چاہا کہ لشکر مین جاؤن دیکھون کہ وحید کو کون لیے جاتا ہی اُسوقت پہونچے
کہ پنجہ لیکر بلند ہوچکا تھا لشکر مین اُلٹر ہو رہا ہی وہ تینون شاہزادیان رو رہی ہین
کہ ہماری بہن غائب ہوئی نور الدہر نے کہا اے شبرنگ تم مجھے خبر کرنے دوڑے
آئے تعاقب مین نہ گئے شبرنگ نے عرض کی غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکے شبرنگ روانہ
ہوا جسطرف پنجہ لیگیا تھا اُسی طرف چلا صحرا مین جو آیا تو دیکھا کہ صحرا پر بہار ہی عروسان
چمن کا نکھار خلعت سبز پہنے ہوے جمال اپنا دکھا رہی ہین کہ ایک طرف سے گانیکی
آواز آئی کہ کوئی بصد لطف یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی **نظم**

اُس رُخ کے آگے ماہ کی توقیر او رہی — ذرہ ہی اور نہ مہر کی تنویر او رہی
طالب جفا کا عاشق دلگیر او رہی — باقی کوئی ستم بُت بے پیر او رہی
تڑپا چکا فراق مین برباد کر چکا — اب کونسی جفا فلک پیر او رہی
خاک در صنم کی ہوس ہی جہان مین — اے کیمیا گر و مری اکسیر او رہی
تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو — کہتے ہین وہ اِک ایسی ہی تصویر او رہی
کہتے ہین مجھسے ابرو و مژگان دکھا کے وہ — یہ تیر او رہی ہین یہ شمشیر او رہی

دیکھا کہ ایک تخت پر ایک ساحرہ آئی نہایت حسین وجمیل گلرخسار کی بہن مہ پارہ اُسکا نام ہے
آتے ہی گلرخسار کے پاس بیٹھ گئی مگر ایرج نے جو مہ پارہ کو دیکھا ٹھنڈھی سانسین بھرنے
لگے شاپور سے اشارہ کیا کہ یہ معشوق پری پیکر ہو دیکھو کیسی حسین وجمیل گلرخسار قمر عذار
ناز و ادا حسن مین یکتا ہو میرا دل اسپر لپٹا ہو شاپور نے مہ پارہ سے بڑھکر کہا کیون
ملکۂ عالم اس جوان کی سراسر حماقت ہو کہ ایسا گلرخسار کو نہین قبول کرتا تمھارا مزاج
کیسا ہو مہ پارہ نے اشارہ کیا کہ اگر مجھکو قبول کرے تو مین اسکو ابھی مار لون میرے
ہاتھ سے کیا بچ سکتی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ سوال کیجیے مہ پارہ نے گلرخسار سے
کہا کیون بوا یہ جوان تمکو نہین قبول کرتا ہمین دیدو کہ ہم اسکو لیجائین شاید قبول
کرے گلرخسار نے کہا بوا ایسی بات نہ کہو تین دن برابر گذرے اسکو سمجھاتے ہوئے
مگر یہ مغرور نہین مانتا مین تمھین کیونکر جوالے کر دون مہ پارہ نے کہا بوا غصہ نہ کرو
مین اسکو لیجاؤنگی علاوہ اسکے بڑا معتقد مذہب ہو مین اسکا حکم قبول کرونگی طلسم کشائی
مین ساتھ دونگی مگر گلرخسار نے کہا تمھاری کیا مجال ہو کہ میرے معشوق کو ہاتھ لگاؤ
دونون بہنون مین تکرار ہونے لگی شاپور آتش افروزی کر رہا ہو کبھی گلرخسار
کو بھڑکاتا ہو کبھی مہ پارہ کو سمجھاتا ہو آخر گلرخسار نے مہ پارہ پہ سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مہ پارہ نے زلف عنبرین کو ہلا دیا تمام آگ باطل ہوئی اب مہ پارہ نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا ایک نشتر نکالا وہ نشتر اپنی پیشانی پر مارا خون پیشانی سے لیکر کارد پر ڈالا وہ کارد
خون آلود گلرخسار پر کھینچ ماری گلرخسار نے ہر چند چاہا بچون مگر اُس کارد سے نہ بچ سکی
سینے پر پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری اسنے ہنسکر کہا نہ مارا مرنے سے گلرخسار کے
وہ باغ تمام جلگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گلرخسار
جادو بود مارکر گلرخسار کو مہ پارہ قریب آئی کہا اے شہریار مین نے آپ کے واسطے
بہن کو مارا ایرج نے کہا اول تو اطاعت اسلام کرو جسطرح اور جادوگرنیان ہین
اُسی طرح تم بھی رہو انشاء اللہ اگر لقراط ثانی کو مین نے قتل کیا تو عقد کرونگا اور اگر
طلسم ہاتھ سے نور الدہر کے فتح ہوا تو مجبور و ناچار ہون مہ پارہ نے عرض کی ہین

حضور کا تا بہ قصر ہشت پہل جانا ہو یہان تو یہ ذکر ہی چارون شاہزادیان عرض کر رہی ہین کہ کچھ کنیزون کے نام حکم ہو ہم بجا لائین نجم نے کہا جب طلسم کشا کا داخلہ ہوگا تب ہم لوگ پہونچین گے سب تدبیرین ہو جائینگی مگر اِس حکایت کو یون تحریر کرتا ہون کہ بہمن شعبدہ باز اپنے قلعے مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رہا ہی صاحبو خداوند بقراط سکان کو بچائین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی بہمن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سکان بلند پرواز خستہ و شکستہ حیران و پریشان سر سے خون بہ رہا ہی آکر سامنے بہمن کے گر پڑی کہا ای برادر بڑا غضب ہوا مین نے تو خاتمہ کر دیا تھا لیکن طلسم کشا صاحب اقبال ہی میخوار گلگون پوش نے عاشق ہوکر قیامت برپا کی چارون شاہزادیان سطیعان خداوند عین وقت پر بگڑ گئین تحفہ جات سامنے سے قدرت کے اُٹھا لیے اور طلسم کشا کو پہونچائے مجھکو سوا سے جنگ کے کیا چارہ تھا مین مصروف جنگ ہوئی آخر لڑ بھڑ کر نکل آئی قدرت بھی زخمی ہوکر گئے یہ سُنکر بہمن بہت پریشان ہوا کہ چند ساحر آکر پہونچے وہ ہمراہیان سکان تھے سکان کو جو اِس مقام پر صحیح و سالم دیکھا بہت خوش ہوے عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کا لاشہ میدان کارزار مین جو دیکھا فرار پر قرار کیا اور یہی تدبیر سوچی کہ ملکہ کے بھائی کے پاس جائین اور باقی سب مسلمان ہو گئے سکان نے کہا اب یہان سے وہ تدبیر کرون کہ پھر طلسم کشا کو گرفتار کرون اور اُسی وقت قتل کر ڈالون اب ہم لوگون کے لیے وہ زمانہ ہی کہ کسی کا اعتبار نہ کرین ای برادر سوچو تو کہ قدرت کے پاس تحفہ جات رکھے تھے چارون شاہزادیان اُنکے ساتھ آئی تھین اُنھون نے تحفہ جات لیکر طلسم کشا کو دیے اِسی وجہ سے شکست حاصل ہوئی مین نے وقت پر ایسی تیزی صرف کی کہ اپنی ہم شبیہ کو قتل کرایا تب وہان سے نکلی یقین تو ہی کہ اُن سب کو دھوکا ہوا ہو کہ سکان قتل ہو گئی بہمن نے کہا ہمشیرہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا کو جان اپنی بچانا مشکل ہو صحبت بہمن شعبدہ باز مین بڑے بڑے ساحر بیٹھے تھے اُن مین ایک ساحر کہ نام اُسکا شبدیز شعبدہ باز تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شہنشاہ ساحران

مہربانی سے جو وہ جلوہ کنان ہوتا ہی
غیرت برج قمر اپنا مکان ہوتا ہی

سبزہ اُس عارض رنگین پہ عیان ہوتا ہی
چمن حُسن گل اندام خزان ہوتا ہی

چشم گریان مین تصور ہی تری زلفونکا
قدرت حق ہی کہ پانی مین دھوان ہوتا ہی

بلبلین ہوتی ہین گلزار مین بے تیغ حلال
محو تقریر جو وہ سیف زبان ہوتا ہی

دل سوزان سے دم گریہ نہ کیون نکلے آہ
آگ پانی سے جو بجھتی ہی دھوان ہوتا ہی

نکلے آتے ہین تری بزم مین آنسو میرے
ہی غضب راز اب اُلفت کا عیان ہوتا ہی

ہنسکے فرماتے ہین وہ دیکھ کے مضطر مجھکو
کیون تڑپتے ہو بہت درد کہان ہوتا ہی

کوچۂ یار کی ادنیٰ سی ہی یہ اِک تاثیر
پیر آتا ہی جو کوئی تو جوان ہوتا ہی

بزم عشاق مین گو تم نہین لیتے صاحب
دل کے لینے کا مگر تمپہ گمان ہوتا ہی

بام پر منھ سے جب اپنے وہ اُلٹتے ہین نقاب
شب کو چاند ابر کے پردے مین نہان ہوتا ہی

دوستو ہجر مین کیا حال کہون آنکھونکا
اشک بہ چکتے ہین تو خون روان ہوتا ہی

اِسطرح ہی دل پہ داغ مین اپنے ناسور
باغ کے بیچ مین جسطرح کنوان ہوتا ہی

تیر سے ٹوٹ کے رہتا ہی جو پیکان تیرا
وہہین زخم مین مانند زبان ہوتا ہی

جب خیال آتا ہی اُس پردہ نشین کا سطوت
راز کی طرح مرے دل مین نہان ہوتا ہی

میخوار بھی اگر صحبت مین شریک ہوئی ہی وہ چارون شاہزادیان بھی داخل صحبت ہین ملکہ رنگین ادا و ملکہ شیرین ادا و وحید نغمہ پیرا و بے نظیر یکتا نور الدہر نے اِن چارون کو مقام صدر پر جگہ دی ہی کہ نجم اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا ساحران قتل نہین ہوئی آپ نے بے لوح دیکھے ہوے ہاتھ مار دیا نور الدہر نے کہا اے نجم مقام انصاف ہی کہ سب طرف سے ساحر سحر کر رہے ہین حربے جسم پر پڑ رہے ہین بھلا ایسے وقت مین لوح کیونکر دیکھتا نجم نے کہا وہ تو نکل گئی اِن سب کا قتل وقت پر موقوف ہی یہ لوگ نامی گرامی ہین کہان جا کے چھپین گے آخر مقابلے مین آوینگے اب حضور فکر کرین کہ اپنے کو قلعۂ بہمن شعبدہ باز پر پہونچائین ہم سب بھی بلوہ کرکے اُسکے قلعے مین گھس پڑین وہ بھی قتل ہو تو پھر

آواز دی کہ او طلسم کشا قضا نے تجھکو گھیرا ہی منہم سکان بلند پروانہ یہ کہکے نیچہ مارا صد ہا تلوارین نور الدہر پر گرین مگر لوح طلسمی نگہبان ہی وہ تلوارین الگ گرین نور الدہر نے تیغہ طلسمی چمکایا اُسکی چمک جو آنکھون مین پہونچی سکان کے ہاتھ سے نیچہ چھوٹ پڑا چاہا بھاگون مگر نہ بجز موت پانُون مین پڑ گئی سر آگے کر دیا منھ سے یہ نکلا کہ ای طلسم کشا تجھے اختیار ہی یہ سر حاضر ہی اس سر سے کون ماہر ہی نور الدہر نے لوح کو نہ دیکھا اور تیغہ ماردیا سکان کے دو ٹکڑے ہوے بقراط اُچھل پڑا پکارتا تھا کہ ای سکان کیا کہنا ایک غبار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین سب ساحرون نے ملکر بقراط پر سحر کیے بقراط زمین پر آیا سب ساحرون کے سحر کا جواب دے رہا ہی کہ پہلو سے نور الدہر نے آ کے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوندہ
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوندہ
لقا را بہ یک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط کا رنگ رو اُڑ گیا نور الدہر کو دیکھکر کانپنے لگا تیغہ کمر سے کھینچا نور الدہر پہ ہاتھ مارا نور الدہر پہ صد ہا خنجر گرے مگر نور الدہر نے لوح کو چمکایا اور تیغہ طلسمی کا ہاتھ چمکا کر مارا بقراط نے ہاتھ سے اشارہ کیا سپر ہاے فولادی سر پہ لہرائین مگر تیغۂ طلسمی جو چمک کر گرا سپرون کے پرکالے اُڑا دیے تاج بقراط کا کاٹا سر پر اوچھا زخم بقراط کے آیا نور الدہر نے چاہا دبالون زمین شق ہوئی بقراط زمین مین سما گیا لاشہ سکان جو ساحرون نے دیکھا اور بقراط کو بھی دیکھا کہ غائب ہوا چادر ہلانے لگے کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ دائرہ اسلام مین آئے نور الدہر نے ہاتھ روکا سب لشکر نور الدہر کا آگیا تھا مگر نجم نے عرض کی کہ حضور بقراط نکل گیا نور الدہر بہ فتح و فیروزی قلعۂ سکان مین داخل ہوے جشن عالی ترتیب ہوا سب سردار جمع ہین شبرنگ بن عمرو محفل مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گا رہا ہی نظم

شب وصلت کا مین نے ذکر جب چھیڑا تو وہ بولے — زبان کو روکو بس چپ بھی رہو اب شرم آتی ہی
رُخِ شفاف جانان سے ہو کیونکر ہمسر آئینہ — صفائی حسن ہی اسکا تو اُسکا حسن ذاتی ہی
نہایت بیقراری سے گذرتی ہی شب فرقت — نہ وہ دلدار آتا ہی نہ سطوت نیند آتی ہی

نجم اختر شناس نے دیکھا کہ تینون شاہزادیون نے اپنے شعبدے مین سکان کو پھنسایا سکان لہراتی ہوئی آتی ہی نجم اختر شناس نے بھی سحر کیا کہ سکان اور زیادہ جوش مین آئی مگر بقراط چاہتا ہی کہ سکان کو روکون پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ سحر و ساحری وای ثانی سامری اُسطرف نہ جانا یہ کہکے ہاتھ اُٹھایا سو تیون کا مالا جو ہمارے مرصع پوش نے مارا تھا وہ سر پر سکان کے لہرا رہا تھا بقراط نے آواز دی کہ ای عقاب بلند پرواز تو یہ موتیون کا مالا لینا ایک عقاب تڑپ کر گرا اُسنے موتیون کا مالا دہن مین لیا شعلۂ جوالہ کا پھولون کا ہار مثل برق چمک رہا تھا اُسی عقاب کے پرون کی ہوا سے ایک برق گری کہ ہار کو جلا دیا گرداب دریانشین نے جو گجرا مارا تھا وہ بچا نہ جلا نہ کسی نے اُسے اُٹھایا نجم نے جو دیکھا کہ دو سحر بقراط نے باطل کیے جھولی پر ہاتھ ڈالکر سحر کیا کہ سکان یا تو رُکی تھی یا پھر لہرائی اُدھر سے لڑتے ہوے نور الدہر آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ہمارے ساحرون نے سکان کو گھیرا ہی سکان چاہتی ہی کہ سحر کر کے نکلجاؤن لیکن گجرہ جو سر پر لہرا رہا ہی اسوجہ سے رُکی ہی کف افسوس مل رہی ہی ہر مرتبہ طرف بقراط کے دیکھتی ہی اور پکارتی ہو کہ یا خداوند مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا دل بیچین ہی جی چاہتا ہی دم شمشیر پہ گلا رکھدون مجھکو بچایئے کہ پہلو سے نور الدہر کا نعرہ ہوا للکارے کہ او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگی ای نجم اب سحر کرو مین سمجھ لونگا نجم نے پلٹ کر دیکھا کہ طلسم کشا شیرانہ جنگ کرتے ہوے آتے ہین لوح طلسمی گلے مین اور لوح محفوظ بازو پر تیغ طلسمی کھینچے ہوے جو ساحر راہ مین ملا اُسکو قتل کیا ساحرون نے چہار جانب سے گھیرا ہی سحر کی بوچھار کردی مگر یہ لوح کو چمکاتے ہین سب کے سحر پلٹ جاتے ہین نور الدہر برابر سکان کے پہونچے سکان نے جو دیکھا کہ ملک الموت قریب آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا تیغ سحر نیام انتقام سے کھینچا

یقین ہوا کہ بقراط تخت سے گرے مگر بقراط نے اپنے کو سنبھالا اُسوقت اِس میدان مین عجب ہنگامہ ہی کہ ایک طرف طلسم کشنا لڑ رہے ہین جو ساحر سامنے آیا نہ مارا گیا اِدھر ہمارے مرصع پوش وغیرہ صفون مین لڑ رہی ہین جس صف پہ جسکا سحر چلا وہانکی زمین تک تھرا گئی جادوگر آپس مین لڑنے لگے مگر سکندرہ ثانی خوب جمکر آج سحر کر رہا ہی بقراط پر تلوارین برس رہی ہین مگر بقراط اُن تلوارون کو کب مانتا ہی اِشارون مین سحر دفع کرتا ہی جو سحر سکندرہ کا آیا بقراط نے ہاتھ ہلا دیا سکندرہ ثانی و بقراط دونون ہوا پر تھرا رہے ہین اِسقدر منھ سے آگ چھوڑ رہی ہی کہ دو برج آتشین بنکر تیار ہوے ہین جب سحر پڑتا ہی برج شق ہوتے ہین کبھی سکندرہ ثانی مثل برق چمکا کبھی بقراط ثانی مثل فیل دمان برج سے ظاہر ہوا سکان جادو نے جو دیکھا کہ ہمارا بادشاہ عاجز ہو رہا ہی سکان بھی جست کرکے ہوا پر پہونچی بقراط کے ساتھ سحر کرنے لگی جب سحر کرتی ہی سکندرہ ہاتھ مار دیتا ہی سحر اُسکا پلٹ کر باطل ہوتا ہی مگر ملکہ ہمارے مرصع پوش وگرداب دریا نشین و شعلۂ جوالہ اِن تینون شاہزادیون نے ایک طرف سے سحر کیا ایک نے مونیون کا مالا اُتارا دوسری نے گجرہ اُتارا سکان پر کھینچ مارا سکان لہرا کر جھومنے لگی آنکھین سرخ ہوئین اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی چلی

نظم

ترے کوچے سے کس ناشاد کی یہ لاش جاتی ہی
نہ ارمان رو رہے ہین او حسرت خاک اُڑاتی ہی

محبت کرکے ہم رسوا ہوے سارے زمانے مین
نہین پروا کچھ اُسکو ہاے جسپر جان جاتی ہی

نہ رویا گر کوئی آکر تو مجھکو غم نہین اصلا
مری تُربت پہ شب بھر شمع خود آنسو بہاتی ہی

تڑپ کر مین بسر کرتا ہون او بیرحم فرقت مین
نہ دن کو چین آتا ہی نہ شب کو نیند آتی ہی

ملی ہی کاسۂ سائل مین بعد مرگ خاک اپنی
محبت اے صنم تیری ہمین در در پھراتی ہی

خفا ہوکر نکلوایا تو ہی اُس یار نے گھر سے
اب آگے دیکھیے تقدیر کیا مجھکو دکھاتی ہی

دوا اِسکی وصالِ یار ہی کیونکر میسر ہو
نہ دل کا درد جاتا ہی نہ مجھکو موت آتی ہی

ابھی تو رنج ہین صدمے ہین تنہائی ہی ابتدا ہی
جدائی اُنکی آگے دیکھیے کیا کیا دکھاتی ہی

تیغۂ طلسمی کھینچا ادھر سکان چاہتی ہو کہ انکو قتل کر ڈالون آپس مین سحر ہو رہے ہین سکان نے قریب بقراط کے آکر فریاد کی کہ یا خداوند ان چارون کو سزا دیجیے انھون نے بڑی بغاوت کی اگر یہ نہ لیجاتین تو تحفہ جات طلسم کشا کو نہ ملتے بقراط نے سحر کیا کہ چارون شاہزادیون کے چہرے سرخ ہوئے جھومنے لگین مگر قضائے کار ملکہ ہمائے مرصع پوش وغیرہ جو چلی تھین اُسیوقت پر آکر پہونچین وہ بھی سحر کرنے لگین مہجوارہ نے جو اِن سب کو دیکھا کہ سحر کرنے پر آمادہ ہین آواز دی اے شاہزادیو اِن چارون کو بچائے رہنا یہ تمھاری شریک ہین سب نے ملکر سحر کیا یہ چارون شاہزادیان رُکین ورنہ اِرادہ تھا کہ اپنے کو قریب سکان کے پہونچائین اور سر جھکا دین کہ سر کاٹ لے سکان نے جو دیکھا کہ یہ وہ شاہزادیان ہین کہ جو ارکان طلسم خیال سکندری ہین اگر اِنسے اُلجھونگی تو جان بچنا دشوار ہوگی ایکطرف شعلۂ جوالہ نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف سے مربع نشین دوسری طرف سے گرداب دریا نشین تیسری جانب سے ملکہ ہمائے مرصع پوش اِن شاہزادیون نے جو اِسطرح کے سحر کیے سکان گھبرائی ہرچند کہ کسی کے سحر نے اسپر تاثیر نہین کی مگر گھبرا گئی ہمائے مرصع پوش کے سحر نے اُسکے پانؤن روکے تھے مگر زمین سے دھوان نکلا کہ پانؤن اُسکے زمین نے چھوڑ دیے ایک طرف سے سکندر ثانی کا نعرہ ہوا سکندر ثانی نے آتے ہی سحر کیا کہ تخت بقراط تھرّایا بقراط نے للکارا کہ او سکندر کیون شامتین آئی ہین دیوانہ کرکے مارونگا طلسم کشا کو دعا دے کہ پھر تجھکو سلطنت نصیب ہوئی مین نے بڑی خطا کی کہ تجھکو قتل نہ کر ڈالا اگر قتل کر ڈالتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا سکندر نے للکارا کہ او بقراط زمین پر آ آج میرے تیرے امتحان ہو قصر ہشت پہل مین کہانتک چھپے گا یقین ہو کہ ایکدن تو اُسی صحرا مین مارا جائے کیونکہ تو اپنے ہاتھ سے کتاب مین لکھ چکا ہو کہ صحرائے مروارید مین میری قضا ہو وہ زمانہ قریب آتا ہو یہ کہکے گولہ مارا معلوم ہوا کہ توپ کے منھ سے گولہ چلا اِس دنّاٹے سے جا کر تخت پر پڑا کہ تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا

قطع خالق نے کیا قد پر ترے پوشاک ناز — ختم تجھپر ای صنم لبس جامہ زیبائی ہوئی
جب مین سودائی چلا صحرا کو اول گام پر — جھٹ قدمبوس آکے اپنے آبلہ پائی ہوئی
گر گیا نظرون سے نقشہ صاف مہر و ماہ کا — صورت اُس مہ کی ہوا پنے دل کو بھائی ہوئی

اِسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے کوہستان مین پہوںچے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے غل مچاتے تھے کہ ای ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لائین کنیزان مینجوار نے اِشارہ کردیا کہ فوج سکان کو قتل کرو سکان نے جھلا کر آوازہ دی کہ او مینجوار تیری کنیزونکو کیا ہو گیا یہ کیسے اِشارے کر رہی ہین مین سمجھی کہ یہ سب طلسم کشا پر مائل ہوئی ہین یہ تو ایک ایک کو للکارتی ہی کنیزین طرف سکان کے دیکھکر ہنستی ہین سکان پایۂ تخت بقراط چھوڑ کر کڑکی منظور یہ ہوا کہ طلسم کشا کو اُٹھا لیجاؤن چارون شاہزادیان جو قریب بقراط کے بیٹھی ہین اُنکو بہت ناگوار ہوا نورالدہر پر یہ عاشق تو ہو ہی چکی ہین تحفہ جات آگے سے بقراط کے اُٹھا لیے اپنے کو تخت سے گرا دیا بقراط نے اُن چارون پر سحر کیا کہ پانٔون اِنکے زمین نے تھام لیے سکان کو اِشارہ کیا کہ اِن چارون کے سر کاٹ لے کہ تحفہ جات لیے جاتی ہین کہ زمین شق ہوئی اب ارسطوے ثانی پیدا ہوے اُسنے شاہزادیون کو اِشارہ کیا کہ لوح چمکا دو پھر تمھارے پاس کوئی نہ آسکیگا شاہزادیون نے لوح چمکائی سکان پیچھے ہٹی مینجوار نے جو دیکھا کہ سکان و نجم سے سحر ہونے لگا تڑپ کر گری قریب نورالدہر کے پہونچی قید کاٹی کہا ای شہریارہ اُٹھیے نورالدہر نعرہ کرکے اُٹھ کھڑے ہوے نعرۂ نورالدہر

همای اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اِسلام نورالدہر کز بیمش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقارا بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نو جوانان لقب یافتم

نعرہ کرکے لڑنے لگے چارون شاہزادیان لڑتی بھڑتی قریب مینجوار کے پہونچین مینجوار نے اُتنے تحفہ جات لیے نورالدہر کو پہنائے اب نورالدہر شیرانہ لڑنے لگے

للکار کر کہا ای مادرِ نا مہربان مجھکو اب دشمن جانو بیٹی نہ سمجھو مین طلسم کشا کو نہ قتل ہونے دونگی سکان نے چاہا کہ بیٹی پر جا پڑون بقراط نے ہاتھ پکڑ لیا کہا دیکھو مین اُسے بیکار کیے دیتا ہون کیا مجال کہ زبان ہلا سکے یہ کہکے ہاتھ ہلایا کہ مینجوار خاموش ہو گئی مگر کنیزین سحر کر رہی ہین تخت سے پھاندین چاہتی ہین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین مگر مینجوار سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے خاموش کھڑی ہی کنیزون نے جو دیکھا کہ مالک ہماری بیکار ہوئین بلوہ کر کے چلین کہ طلسم کشا پر قبضہ کرین بقراط نے دوسرا ہاتھ ہلا دیا کہ سب کنیزین ایک مقام پر ٹھہر گئین آگے نہ بڑھ سکین اِنکا ٹھہرنا کہ سکان نے تیسرے جلاد کو اِشارہ کیا کہ تیسرا جلاد خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے طرف نور الدہر کے چلا چاہا تھا کہ قریب پہونچون اور ہاتھ مارون کہ زمین سے دھوان نکلا جلاد دیوانہ ہو گیا پہاڑون مین جا کر سر ٹکرانے لگا سکان نے کہا یا خداوند اب یہ کسکی آمد ہوئی کہ جلاد دیوانہ ہو گیا بقراط نے کہا ای سکان ہوشیار ہو جاؤ یہ آمد سکندر ثانی ہی وہ بلاے روزگار ہی سکان نے طرف دھوئین کے گولہ مارا وہ گولہ اُلٹا پلٹا کئی ساحرونکو مار اکئی جادوگرون کو جلایا بقراط نے کہا ای سکان یہ اُس ظالم کی آمد ہی کہ جس نے ہمیشہ اِس طلسم مین سلطنت کی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد ہوا کہ سحر کرون کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ سکندر ثانی تاج پہنے ہوے نعرہ کرتا ہوا زمین سے نکلا بقراط نے سکان سے کہا مینجوار کا تو سر کاٹ لے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم نجم اختر شناس نجم نے آتے ہی مینجوار پر سے سحر اُتارا مینجوار لڑنے لگی کئی ہزار جادوگر بلوہ کر کے بڑھے تھے لیکن مینجوار نے گلے سے گجرہ پھولون کا اُتار کر پھینک مار ابس کئی ہزار جادوگر جھومنے لگے بیقرار ہو کر پکارتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے غلام ہین جو چاہے کیجیے

نظم

زینتِ ظاہر سے کب اُس بُت کی زیبائی ہوئی — سربسر کانِ ملاحت شان مرزائی ہوئی
زلف کے سودے سے پیدا فکر بالائی ہوئی — سر سے یہ آفت بھی ٹلتی ہی کبھی آئی ہوئی
پھر بہار آئی جنونکا جوش ہی سر مین مرے — اندنون پھر دل کو فکر دشت پیمائی ہوئی

نہ وکند حکمتش کہ دارد این طمع	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نیست ہندی را بدنیا فکر و غم	حامی اش باشد اگر ایزد تعال

اُسوقت ایک عجب ہنگامہ برپا ہو دوست و دُشمن کفِ افسوس مل رہے ہین ہر ایک
کا یہی قول ہو کہ صاحبو مقام افسوس ہو کہ عجب صاحب حُسن وجمال قتل ہوتا ہو جلاد
نے طرف سکان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم قدرت ابھی سامنے موجود
ہین حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین سکان نے
پکار کر آواز دی او بیجیا تو کیون خوف کرتا ہو جب مین نے ایسے شخص کو گرفتار کرلیا
تو کسکی مجال ہو کہ دعویِ خون کرسکے لشکرون کو ستاؤ نگی اِسکے عزیزون کو خاک مین
ملاؤ نگی کیا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا اور
خنجر برہنہ پکڑ کر شلنگین لگانے لگا مہجوار نے کہا لو صاحبو وقت خاتمہ آگیا کنیزون
نے کہا بسم اللہ مہجوار نے اِشارہ کیا کنیزون کو کہ اوّل جلاد کو تو مار لو یہ بیجیا مہلت
نہ پائے اسکا سر اُڑ جائے ایک کنیز نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ جلاد کا سر
اُڑ گیا سکان نے پلٹ کر دیکھا کہا ارے یہ کسنے سحر کیا اور جادوگرون پر خفا ہونے
لگی ساحرون نے جواب دیا کہ حضور ہمنے نہین دیکھا کہ یہ کسکا سحر ہو سکان نے
دوسرے جلاد کو اِشارہ کیا دوسرا جلاد کانپتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا خنجر پکڑ کر
چاہا وار کرون ایک کنیز نے پھر ہاتھ ہلا دیا اب تو سکان نے دیکھ لیا پکار کر آواز
دی کیون او مہجوار تیری کنیز نے دو جلاد مارے اِسکا کیا سبب کیا یہ لوگ طلسم کشا
سے ملے ہین یہ کہکے جھپٹی کہ اُس کنیز کو پکڑ کے کھینچ لون مہجوار نے موتیون کا مالا گلے
سے اُتارا خبردار خبردار کہکے پھینک مارا جیسے ہی موتی ٹوٹے سکان پر آگ
برسنے لگی تھوڑے عرصے مین آگ کا انبار ہوگیا کئی ہزار جادوگر جل گئے بقراط
نے کہا کیون سکان تیری بیٹی کو کیا ہوا ہو سکان نے کہا مین تعجب کرتی ہون
کہ یہ کیا معرکہ ہو مہجوار نے کیون سحر کیا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بُریدہ تیرے
سحر سے کئی ہزار جوان مارے گئے اب بھی راہ پر آ کیون شامتین آئی ہین مہجوار نے

آنکھون سے آنسو جاری بیقراری کر رہے ہین مگر مہیجوار گلگون پوش کنیزون سے صلاح کرتی ہی کہ کیون تم سب کی کیا رائے ہی اب مین سحر کرتی ہون کنیزین کہتی ہین کہ واری ٹھہر جائیے ابھی سکان نے حکم قتل نہین دیا ہی مگر مہیجوار طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی اور ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ سردار ان طلسم کشا کو خبر نہین ہوئی سکان پایۂ تخت بقراط پکڑے کھڑی ہی ہر طرف دیکھ رہی ہی شاہزادیان بقراط کے ساتھ تخت پر بیٹھی ہین اور تحفہ جات سامنے رکھے ہین جمال بے مثال نور الدہر دیکھکر سب افسوس کر رہی ہین کہتی ہین صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر صفت مین قتل ہوتا ہی ہمنے سُنا تھا کہ اِنکے لشکر مین بڑے بڑے سردار ہین چند شاہزادیان سحر و شعبدے مین کامل اِسپر عاشق ہین افسوس ہی وہ لوگ اپنی جان کو ڈر گئے اور ایسے وقت پر مدد کو نہ آئے کیسے عاشق صادق ہین یہ ضرور ہی کہ اُنکو خبر پہونچی ہوگی جابجا ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا اگر اُنکو خبر ہوتی تو عاشق جمال مدت سے ہمراہ تھے ایسا بھی تھا کہ سنتے اور نہ آتے یہ ذکر تھا کہ سکان نے جلاد کو اِشارہ کیا کہ ارے طلسم کشا کا سر کاٹ لے جلاد نے جھپٹ کے نور الدہر کو ارابے سے اُتارا اِدھر شاہزادیون نے بہ نگاہ یاس چہار طرف دیکھا مہیجوار تو ذبح ہو گئی پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنا رحم کر نظم

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چار سو روشن از و نور جمال
خامہ در تحریر وصفش سینہ چاک	در ثنا نوک زبان گردید لال
چار سو از فیض ابر رحمتش	گشتہ جاری چشمۂ آب زلال
گاہ از خود می نماید روے خویش	گاہ از بدر و گہ از روے ہلال
ہیر سد انسان بہ اوج معرفت	گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال
میکند تقسیم گنج سیم و زر	حضرت قاسم بہر اہل سوال
تنگ دستان را فراخی میدہد	چون کشاید آن سخی دست نوال
مالک ملک و خداوند جہان	صانع اکبر خداے لایزال

لے آئیے یہ شخص دیکھکر تڑپے سکان نے پلٹ کر حکم دیا کہ ہان صاحبو طلسم کشا کو لاؤ اور تحفہ جات بھی لیتے آؤ کنیزین گئین نورالدہر کو ارا بے پر سوار کیا گرد کنیزین گھیرے ہوے نورالدہر نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا کہ سامان ہمارے قتل کا ہو رہا ہی جلاد ہنگامے کر رہے ہین نورالدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے آنکھون سے آنسو جاری عرض کر رہے ہین ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز تو مالک ہی اس مشکل کو آسان کر نظم

رسد بہ منزل مقصود خود کجا گستاخ — کہ ہست راندۂ درگاہ کبریا گستاخ
بہ بند رنج و الم بندہ بے ادب ماند — بود بدام غم و رنج مبتلا گستاخ
خراب و خستہ و رسوا بہ ابتدا باشد — ذلیل و عاجز و مضطر بہ انتہا گستاخ
خدا بہ رحم و تفقد برو نظر نکند — بود کسے کہ شر انگیز و شوخ یا گستاخ
کند بہ عادت خود شوخ بے ادب شوخی — خطا نمیکند از جرم و از خطا گستاخ
بود ہمیشہ پریشان و نادم و مغموم — بحال خویش گرفتار در بلا گستاخ
نگاہ دار بہ وقت سخن ادب ہندی — کہ اہل خلق نگویند مر ترا گستاخ

نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا سب سجدے کرنے لگے دیکھا سب نے کہ بقراط ثانی تخت پر سوار چار شاہزادیان یمین و یسار بڑے رعب و دبدبے سے آکر پہونچا سکان بلند ہوکر قریب تخت کے آئی کہا یا خداوند اس کنیز نے جان اپنی لگادی یہ کمال کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب اسکو قتل کیجیے نامہ آپ تک نہین پہونچا معلوم ہوتا ہی راہ مین کسی نے زمزمہ جادو کو گرفتار کیا نامہ لے لیا مگر قدرت کو خبر پہونچ گئی بقراط نے کہا مین سب مقدمات دیکھ رہا تھا مجھکو معلوم ہو گیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو گیا تحفہ جات لاکر سکان نے بقراط کے پاس رکھے کہا یا خداوند یہ تحفہ جات طلسم کشا ہین اپنے پاس رکھیے مجھکو ابتک خوف ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا کا کوئی مددگار پیدا ہو جائے بقراط نے سکان سے کہا کہ کیا مجال ہی کسیکی جو زبان ہلا سکے ہنگامہ ہو رہا ہی نورالدہر ارابے پر بیٹھے ہین اور

کہا یہ کام سار بان زادے کے چھو کرے کا ہی زمزمہ نے کہا مین رخصت ہوتا ہون اب ساماں قتل طلسم کشا ہو گا سکان نے حکم دیا تھا کہ کل صبح کو قتل کرونگی ساحران تاجدار و سردار ان مکارہ و غدار سب جمع ہونگے بقراط یہ سُنکر اُٹھا تخت پر اپنے سوار ہوا تخت کو حکم دیا کہ مجھکو صحرائے قلعۂ سکان مین لیچل تخت بلند ہوا شاہزادیون نے عرض کی کہ یا خداوند ہم لوگ بھی ساتھ چلین آپ کا قصر مین نہ ہونا باعث پریشانی ہو گا ہم لوگ گھبرائینگے کنیزون کا یہ حال ہو گا نظم

ہمارے ذبح کا غم کوئی پوچھے اُنکے خنجر سے ۔ بہائے ہین لہو کے اشک برسون چشم جوہر سے
کہا ہون تشنۂ دیدار جب تو ہنسکے وہ بولے ۔ ہمیشہ ہم بجھایا کرتے ہین پیاس آب خنجر سے
فلک پر برق بالائے زمین سیماب عالم مین ۔ تڑپنا دونون یہ سیکھے ہین میرے قلب مضطر سے
ضیافت ای ہمائے میری کرونگا بعد مرنے کے ۔ بچا گر استخوان کوئی سگان کوے دلبر سے
مسیحا اور وہ ہین ایک لیکن فرق اتنا ہی ۔ جِلاتا ہی کوئی قم کہکے ٹھکرادے کوئی ٹھوکر سے
مرے سنگ لحد پر آکے عاشق سجدہ کرتے ہین ۔ کہا ہی نصب کیا احباب نے مس کرکے اُس در سے
وہ دریا نوش ہون ساقی کہ خم کے خم چڑھاتا ہون ۔ بھریگی میری نیت کیا بھلا دو چار ساغر سے
دُر دندان جانان کی محبت مین ہی موت آئی ۔ مرے لاشے کو دینا دوستو غسل آب گوہر سے
بھلا پہلے فلک کو گردشین ایسی کب آتی تھین ۔ تمھاری چشم سے سیکھی ہین یا میرے مقدر سے
اگر جاتا ہوا سکے کربلا کی سمت ای سطوت ۔ نہ آتا لکھنؤ مین روضۂ سبط پیمبر سے

بقراط نے جھڑک دیا کہ تم لوگون کا جانا غیر ممکن ہی جب سب نے بہت کہا تو چار شاہزادیون کو چھانٹ کر ساتھ لیا زنگین ادا و شیرین ادا و حمیدہ و بینظیر ان سب کو ساتھ لیکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ہی یہان سکان نے سب طرح کا سامان کیا ہی خود بھی موجود ہی میدان خونی تیار جلاد موجود ہین دار بن استادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے ہین مگر میخوار جان دینے پر آمادہ ہی سات سی کنیزین پشت پر ہر ایک کا قول ہی کہ دارمی آپ نے اشارہ کیا اور ہم لوگ جا پڑے زمین ہلا دینگے کیا کنیزین کسی مقام پر رکین گی لیکن حضور تحفہ جات کا خیال کرین میخوار نے بڑھکر کہا ای مادر مہربان تحفہ جات بھی سب دان مین

مین رکھ کے روانہ ہوا بعد جانے سکندر کے نجم اختر شناس وارسطوے ثانی بھی چلے
ملکہ ہماے مرصع پوش وشعلۂ جوالہ وگرداب دریا نشین وملکہ مربع نشین وغیرہ سب
شاہزادیان دریاے سحر مین غوطہ مار کر بلند ہوئین شبرنگ فوج لیکر چلا سب کے
آگے طہماس گینڈے پر سوار ساطور ہفت صدمنی کاندھے پر پشت پر فوج بیشمار یہان
سکان بلند پرواز رات بھر قصر زمردین مین جاگا کی اور قصر عجائب کو دیکھا کی وہی
جو علامتین بنا کر آئی ہو شعلے بھڑک رہے ہین لکۂ ابر کڑک رہے ہین صداے ہاہو
بلند صبح ہوتے ہی سوار ہوئی جیسے ہی میدان قصر عجائب مین آئی تاجداران جلیل
سب طرف سے آنے لگے جو آیا اُسنے سکان کو مبارک باد دی کہ ای ملکۂ عالم کارنمایان
کیا سکان نے کہا کہ اب بعد قتل طلسم کشا مبارک باد دینا کہ ابر گلنار اُٹھا سکان نے
کہا صاحبزادی آتی ہین اُنھین کا حکم پورا کرنا ہی کہ میخوار آکر پہونچی دریاے سحر مین غوطہ
مارے ہوے موتیون کے مالے اور کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو ہین ساتھ سی کنیزین
گرد گھیرے ہوے ایک ایک بلاے روزگار آکر سکان کو سلام کیا میخوار نے
پوچھا کیون مادر مہربان ابھی قدرت تشریف نہین لائے بقراط کی یہ کیفیت ہوئی
کہ نامہ وار تو اِستک نہین پہونچا قصر ہشت پہل مین داخل ہو شاہزادیان پوچھ
رہی ہین کیون خداوند سکان پر کیا گذری ہر مرتبہ بقراط ثانی ہنستا ہی کہتا ہی کہ کیا
کیا کارہاے نمایان سکان کر رہی ہی مگر زمزمہ جادو جو صحرا مین بیہوش پڑا تھا اُسکو
صبح کو کاہ فروشون نے آکر بیدار کیا جھولی مین ہاتھ ڈالا نامہ نہ پایا روتا ہوا طرف
بقراط کے روانہ ہوا بقراط قصر ہشت پہل مین داخل ہو بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ سکان
نے طلسم کشا کو گرفتار کر کے قصر عجائب مین قید کیا ہی اب اُسکو قتل کیا چاہتی ہی قدرت
بھی جائینگے کہ نگہبان در نے بڑھکر عرض کی یا خداوند فرستادۂ سکان زمزمہ
جادو در دولت پر حاضر ہی بقراط نے کہا بلالو زمزمہ جادو روتا ہوا سامنے آیا
بقراط نے پوچھا کیون خیر تو ہی زمزمہ نے عرض کی یا خداوند مین نامہ سکان کا لیے
ہوے آتا تھا راہ مین کسی نے بیہوش کر کے ڈالدیا نامہ لے لیا یہ سُنکر بقراط جھلّایا

کون برداشت کریگا سب بھر یہی ذکر رہا لیکن آب و دانہ میخوار نے نہ کھایا ہر چند کنیزون نے
کہا کہ واری کچھ تو نوش کیجیے میخوار نے جواب دیا خاک میرے کھانے پر کہ وہ شہریار تو
اِس مصیبت مین ہے کہ آب و دانہ بند گرداگرد آگ روشن ہے اُس دریچہ مین بیٹھے ہین اور مین کھانا
کھاؤن مگر ذکر لشکر کیا جاتا ہے کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہے سب سردار جمع ہین کہ یکایک
شبرنگ بن عمرو دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار ابھی دو جادوگر باتین کرتے ہوے
جاتے تھے اُنکی زبانی سُنا کہ آقاے نامدار گرفتار ہو گئے سب شاہزادیان رونے لگین
سکندر نے کہا یارو نہ گھبراؤ میدان قصر عجائب مین یہ معاملہ درپیش ہوگا ہم تم سب
چلینگے اور چلکر ٹوٹ پڑینگے کیا کوئی بات اُٹھ رہیگی وہ سحر کرین کہ بقراط گھبرا جاے
اور سکان کی کیا حقیقت ہے اُسکو تو ایک اشارے مین قتل کرونگا مگر اے شبرنگ
خبر مفصل لاؤ اِس خبر کا اعتبار نہین شبرنگ گھبرا کر نکلا صحرا مین بہ شکل جادوگر پھرنے
لگا دو پہر رات گئے دیکھا کہ ایک جادوگر اڑا ہوا آتا ہے شبرنگ نے بہ شکل ساحر
اُس سے ملاقات کی پوچھا اے برادر کہان جاتے ہو اُس نے کہا زمزمہ جادو میرا
نام ہے ملکہ سکان کا نامہ لیکر بخدمت خداوند جاتا ہون کل صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا
تمام اہل طلسم کو خبر پہونچیگی شبرنگ نے باتون مین لگا کر زمزمہ کو بیہوش کیا اور نامہ
نکال لیا ساحر کو گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت سکندر مین آیا وہ نامہ پیش کیا کہ
سب حال اُسمین لکھا تھا کہ اِسطرح مین نے طلسم کشا کو قید کیا تحفہ جات لیے وقت
آپ تشریف لائیے یہ یقین ہے وہ فرصت ہو کہ کبھی ایسی ممکن نہین ہوئی ہو بعد قتل
طلسم کشا طلسم کو بنا لیجیے گا مرحلے پھر از سر نو درست ہو جائینگے سکندر نے یہ نامہ
پڑھکر تاج دے مارا سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین ہما نے عرض کی
اے شہریار وزیر سکان لگا کر طلسم کشا کو لیگئی تھی وہان مین نے آگاہ کیا لیکن نہین
معلوم کیا غفلت ہوئی کہ گرفتار ہو گئے تحفہ جات لے لیے جب ہما نے یہ کلمات
کہے سکندر نے کہا شبرنگ نے وہ کار نمایان کیا کہ اب کوئی محل کلام نہین ہے آقاے
نامدار قید ہو گئے اب تدبیر کرو مین تو جاتا ہون یہ کہکے سکندر اُٹھا اسباب سحر معمولی

ہٹ جاے قدرت کو عرضی لکھی کہ طلسم کشا کو قید کیا ہی کل صبح کو آپ بھی تشریف لائیے
قتل طلسم کشا ملاحظہ فرمائیے کل طلسم کو مین نے بچا لیا طلسم کشا قصر عجائب مین قید ہی
یہ عرضی ایک ساحر لیکر طرف لبقراط ثانی کے چلا مگر مینخوار جو پلٹ کر آئی اپنے باغ مین
پہونچی بیقرار و بیچین رنگ رو اُڑا ہوا کنیزون نے پوچھا واری خیر تو ہی آپ کو
عجب حال مین پاتے ہین کیا کچھ مادر مہربان سے تکرار ہوئی ہم تو عرض کرتے ہین
کہ آپ کا مزاج خلاف ہی آپ نہ تشریف لے جایا کیجیے آجکل مادر مہربان کو آپ کی
بڑی بڑی فکرین ہین یہ جو کنیزون نے کہا مینخوار رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوگیا
مجھ بدنصیب کی زندگی کی کون صورت ہی طلسم کشا کو مادر مہربان نے گرفتار کر لیا اور
قصر عجائب مین قید کیا ہی تحفہ جات اُنکے سب قبضے مین آگئے اِسقدر رات باقی ہی
جو تم لوگون سے ہوسکے وہ تدبیر کرو صبح کو مین جان دونگی لڑ پڑونگی میرے سامنے
وہ شہریار قتل ہو اِن آنکھون سے دیکھون مجھسے نہ ہوسکیگا سب نے کہا واری بڑا
خوشی کا مقام ہی کہ ایسا شخص قید ہوا جسکا گرفتار ہونا ممکن نہ تھا اب چین کیجیے
طلسم پر عملداری آپ کی ہوگی قدرت طرۂ پیغمبری عطا کرینگے بدون آپ کے حکم کے
کوئی قدم نہ اُٹھائیگا مینخوار نے کہا ایسی عملداری پر آگ لگے کہ ایسا شیر قتل ہوجاے
جسکا عدیل و نظیر نہین مین کیا زندہ رہونگی مادر مہربان کو مبارک ہو کہ اُنھون
نے جلادی پر کمر باندھی ہی سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ عاشق ہوکر آئین کولی کہتی ہی کہ
واری جب آپ بگڑینگی تو ہم لوگ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے
کیا کوئی سحر اُٹھا رکھین گے جب آپ اپنی جان دینگی تو ہم لوگ زندہ رہکے کیا کرینگے
جسطرح بنے گا طلسم کشا کو نکالین گے اور تحفہ جات پر قبضہ کرینگے مینخوار نے سبکو
گلے سے لگا لیا کہا صاحبو تمسے یہی امید ہی کہ ہمارے واسطے جان دوگی مادر مہربان
کو بھی معلوم ہو کہ کوئی بگڑا مین کیا کوئی سحر اُٹھا رکھونگی اور یقین کامل ہی کہ اُنکے
سردار بھی آوین نجم کاہن کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گا ارسطوے ثانی آئیگا سکندر
ثانی بادشاہ اُنکے لشکر کا ہی جسکے سامنے سے قدرت بھی بھاگتے ہین اُسکے سحر کی

مجبور بیٹھا ہی اپنے مقام سے ہل نہین سکتا مینجوار نے کہا ای مادر مہربان یہ جوان دشمن
خداوند ہی اسکو یون نہ قتل کیجیے قید کیجیے تمام رعایا جمع ہو قدرت بھی تشریف لائین اُس
مجمع عام مین اِسکو قتل کیجیے اور سزا اِسکو عجب طرح سے دیجیے پہلے ہاتھ قلم کیجیے پھر پانُون
قلم کیجیے اِسطرح تڑپایئے کہ یہ اپنے کیے کو یاد کرے اور کل طلسم والے بھی دیکھ لیین کہ
ایسا گنہگار یون قتل ہوتا ہی تب قدرت خوش ہونگے سکان نے کہا ای نور نظر خوف
ہی کہ یہ رہا نہ ہوجاے قدرت نے سوانحات مین جو کتاب لکھی ہی اُسمین یہ بھی لکھدیا
ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی مجھکو اپنی جان کا خوف ہی مینجوار رونے لگی دل تو بھرا
ہوا ہی خیال یہ ہی کہ کسی طور سے یہ شخص بچے شاید کوئی تدبیر بن پڑے پوچھا یہ تو فرمایئے
کہ یہ تحفہ جات کہان رکھیے گا ایسا کون معتبر ہی جو اِن چیزون کی حفاظت کرے جو
معتبر اِس خاندان کی تھی عقیل جادو وہ ماری گئی یا تو تحفہ جات اپنے پاس رکھیے
یا مجھکو دیجیے سکان نے کہا تمھارے پاس اِسوجہ سے نہین رکھتی کہ اِسکے بڑے بڑے
سردار ہین نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی و چند شاہزادیان سحر مین بے مثل و
بے نظیر وہ سب بلوہ کرینگی جسکے پاس تحفہ جات ہونگے اُسکی برائی ہوگی اِسی قصر
مین تحفہ جات مین رکھتی ہون آج کی شب قید کرتی ہون کل صبح کو قتل کرونگی اِسی
قصر مین قید رہے تم اپنا سحر کرو مین اپنا سحر کردون کہ سواے تمھارے اور میرے
کوئی نہ آسکے مینجوار اِسپر راضی ہوئی دل تڑپ رہا ہی کہ ہاے یہ شہریار قتل ہوجائیگا
کیونکر دل تسکین پائیگا مین کیونکر زندہ بچونگی اِسکی حفاظت گویا اپنی حفاظت ہی اب
سکان نے اُسی وقت نور الدہر کو ایک طرف بٹھایا اور سحر کیا کہ گرد آگ روشن
ہوگئی اژدرہان آتش فشان گرد آ گئے تحفہ جات ایک گوشے مین رکھے اُسپر
یہ سحر کیا کہ عقرب و اژدر گرد بیٹھے ہین منھ سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین
گرد قصر کے بھی آگ روشن کردی مان بیٹیون نے خوب سحر کیے کہ تمام قصر کرۂ آتش
ہوگیا سامان مذکور کرکے سکان نے کہا بیٹیا اب اپنے باغ مین جاؤ مین قصر زمردین
مین جاتی ہون شب بھر جاگ کر بسر کرونگی حکم دیا کہ اشتہار چسپان ہوجائین ڈھنڈھورا

وہ موجود ہوتی تو میرا جانا کاہیکو گوارا کرتی یہی جواب دیتی کہ اول مین جاؤن جب
مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ جائیے گا اِتنے ساحر بیٹھے تھے کسیکا حوصلہ نہ پڑا آخر مین نے جاکر
کارنمایان کیا خود جاکر طلسم کشا کو لائی اب قتل مین کیا دیر ہی جلاد آمادہ ہوا کہ ایک ابر
گلنار اُٹھا سکان نے ہنسکر کہا لو صاحبو صاحبزادی آتی ہین ملکہ میخوار گلگون پوش
ابر مین مخفی سب سردار ابر کو دیکھنے لگے کہ ابر آکر پھٹا نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین
گلفام نازک اندام میخوار گلگون پوش نام دریاے جواہر بین غوطہ زن حسن مین رشک
چمن عارض وو نون رشک گل نسرین و نسترن حور پیکر سمن بر رخسار رشک قمر کبک
رفتار شیرین گفتار ہی نور الدہر دیکھکر بیقرار ہوے مگر میخوار تخت سے اُتری اول آکر
مان کو سلام کیا سکان نے ہانتھ پھیلا دیے میخوار سکان کی گود مین آبیٹھی سکان
نے کہا بی بی دیکھو طلسم کشا کو گرفتار کر لائی میخوار نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نور الدہر پر
نگاہ پڑی آنکھین چار ہوئین برچھیان جگر کے پار ہوئین نور الدہر جوان حسین و جمیل
ہین رشک یوسف کنعان شکیل و نوجوان غزال چشم شیر خشم ہر چند کہ ماران سیاہ
لپٹے ہین مگر سینہ تانے بیٹھے ہین میخوار کی جو آنکھ جمال نور الدہر پر پڑی بے اختیار آہ
کرکے گر پڑی مان کی گود مین بیہوش ہو گئی آنکھین گردش کرنے لگین چہرہ اُداس
عالم یاس سکان رونے لگی منھ پر منھ رکھدیا پکارتی تھی ای نور نظر وای راحت
جان یہ کیا سحر کہ ہوا گلاب کیوڑہ منگا کر چھڑکا میخوار کو ہوش آیا سکان نے پوچھا
کیون ای نور نظر کیا ہی یہ کیا سامان ہوا میخوار حیران تھی کہ کیا کہون مگر بات بنانے
کو جواب دیا کہ ای مادر مہربان مین نے کبھی کسی انسان کو اِس حال خراب مین نہین
دیکھا اِس جوان کا حال دیکھکر کلیجہ تھرا گیا غش آگیا مگر مین آپ سے پوچھتی ہون کہ یہ
کون شخص ہی جسکا یہ حال کیا سکان نے کہا یہ وہ شخص ہی جسکے ہاتھ سے قدرت بھاگے
بھاگے پھرتے ہین ساحران طلسم چھپتے ہین بس میرا مرحلہ اور بھائی صاحب کا مقام
باقی ہی قصر ہشت پہل کا راستہ کھل جائیگا میخوار نے پھر سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان ہی
آفتاب جمال خورشید مثال مگر پریشان حال کرتہ شنجرابی کا جسم مین پریشان و حیران

اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ کیا مین تم لوگون کے بھروسے پر رہون پر پروانہ پیدا کرکے چلی اُس صحرا مین آکر اُتری قریب پہونچی دیکھا کہ نورالدہر غافل سورہے ہین سکان قریب آئی اول اُسنے لوح آتاری گل مراد لیا تیغۂ طلسم اُٹھا لیا لوح محفوظ بھی گلے سے لی جب یہ سب چیزین لے لین تو للکاری کہ او خفتہ بخت بیدار ہو کہ وقت تیری قضا کا قریب آیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی اس زور سے آواز دی کہ تمام صحرا ہلگیا نورالدہر بیدار ہوے دیکھا سکان بلند پروانہ سرپہ کھڑی ہی چاہا قبضے پہ ہاتھ ڈالون تلوار نہ پائی لوح کو ٹٹولا وہ بھی نہ ملی گل مراد کے خواہان ہوے اُسکو بھی نہ پایا جب تو گھبراکر اُٹھنے لگے سکان نے سحر کیا اور پنجہ کمر مین ڈیکر لے اُڑی قصر مین لیکر آئی کئی سو ساحر بارگاہ مین جمع تھے اور آپس مین کہ رہے تھے کہ طلسم کشا کے پاس تحفہ جات کا اجماع ہی دیکھیے ملکہ زندہ بچین یا مرنے کی خبر پائین کہ سکان آکے پہونچی سامنے نورالدہر کو ڈالدیا ہاتھ پانون بیکار دونون لوحین وگل مراد وتیغہ تخت پر رکھا نازکر رہی ہی کہ صاحبو سہرا ہی الیسا کلیجہ تھا کہ مین نے یہ تحفہ جات لیے ورنہ کسکی مجال تھی کہ اِسکے پاس جاسکتا مین نے وہ سحر کیے کہ نیند کا زیادہ غلبہ ہوا اُسی حال مین مین نے تحفہ جات لیے ہر ایک کہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم اب کیا منظور ہی سکان کہہ رہی ہی ابھی اِسکو قتل کرونگی یہ کہکے حکم کیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد باخنجر برہنہ آیا آکر نورالدہر کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا آوازین دیتا تھا فرد سلطنت سلطان کند فرپا دیر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✤ ای ملکۂ عالم تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرونگا مگر مقدمۂ قتل طلسم کشا ہی جو جرأت مین یکتا ہی حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا سکان نے جواب دیا کہ اِس شخص کے قتل ہونے سے قدرت خوش ہونگے کل اہل طلسم کی جان بچیگی اپنے اپنے گھرون مین گھی کے چراغ جلائینگے سب کو نفع ہوگا اِسکا قتل سب کو گوارا ہی اِسنے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا ہی میری وزیر اعظم بموجب قاعدے کے اُسکے سامنے پہونچی آخر قتل ہوگئی میری سلطنت کمزور ہوئی

نازنین ایک مرد کا جنازہ زانو پہ رکھے ہوئے ست ست پکارتی ہوئی آتی ہی نورالدہر نے جو اُسی نازنین کو دیکھا تو بہت ناگوار ہوا چاہا کہ بڑھکر منع کرین مگر تخت کے ساتھ کئی جوان ہوا رہین کھینچے ہوئے اہتمام کر رہے ہین کہ کوئی قریب نہ آنے پائے نورالدہر نے دور سے منع کیا مگر وہ لوگ تخت کو قریب آگ کے لائے وہ نازنین لاش کو لیکر آگ پر چڑھ گئی لاش سے لپٹی ہوئی جل رہی ہی اور پکار رہی ہی کہ یارو آگاہ رہو مین نے اپنے شوہر کے ساتھ جان دی مگر زمانہ اختتام ہی طلسم کشا نے میری ثابت قدمی کو دیکھا اب مین تم سب صاحبون سے رخصت ہوتی ہون طلسم کشا کو سب طرح کا اختیار ہی یہ کہکر جل جلکر خاک ہوئی جو لوگ ساتھ تھے اُنھون نے خاک کو اُسکی سمیٹا اُسی مقام پر ایک گنبد بنایا خاک کو گنبد مین رکھدیا سب پوجا پاٹ کرنے لگے غل مچا رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ بی ستی صاحب میرے یہان اولاد نہین ہوتی کوئی پکارتا ہی ستی صاحب ہماری آرزو پوری کیجیے ہم بیکار ہین گنبد سے آواز آتی ہی تمھاری کسی کی آرزو نہ پوری ہوگی ساحرون کا وقت اختتام ہی نورالدہر حیران یہ عجائب وغرائب دیکھ رہے ہین کہ یہ کون لوگ ہین جو عورت کہ اپنے شوہر کے عشق مین جل گئی ہی اُسکو مقام پوجا بنایا ہی کہ ایک شخص نے سامنے آکر کہا اے جوان تو دعا نہین مانگتا ہی نورالدہر نے کہا ہم ایسے افعال پر لعنت کرتے ہین ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین ہی اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرنا تھا اُسکا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین ہو حق کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن طومارہ جادو بود بعد تھوڑے عرصے کے نورالدہر نے دیکھا کہ نہ وہ میلہ ہی اور نہ وہ دوکاندار نہ وہ ستی کا حیران ہو گئے کہ اے نورالدہر یہ کیا معرکہ ہی دیکھیے سکان نے کیا کیا شعبدے دکھائے اِس فکر مین تھے کہ رات ہوگئی نورالدہر نے اُسی نخل کے نیچے آرام کیا سکان اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ چند طائر آکر چہکنے لگے سکان نے ہنسکر کہا کہ مین سمجھی صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا زیر نخل سو گیا ہی اُسکو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا سکان خود

تماشے ہونے لگے ایک طرف دو کانین بھٹگیر نون کی کپڑے زرد و سرخ پہنے زیور سے آراستہ اپنے اپنے تختون پر جمی ہوئی بیٹھی ہین ایک تپائی پر چلمین وچند حقے مداریے رکھے ہوے ساقنون کی گوری گوری صورتین جوڑے ترچھے بندھے ہوے جوانان شوقین سے ہنس رہی ہین کوئی پکارتا ہی کہ بی ساقن صاحب ہم بھی تمھارے دم سے آئے ہین کشمیر کی خراب نہ پلانا امید وار ہین پیڑو پر سے کوئی ٹرہ سالبھان کا اپنے بٹوے سے نکالکر پلاؤ اسی کے مشتاق ہین ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے کہا پیاری ذرا منھ تو لگا دو ساقن نے دم لگایا دوسرا جوان پکار اٹھا کہ بی ساقن ہمکو دم ہی دم مین رکھوگی ہمنے تو تمھارے پرانے خریدار ہین ہمکو بھی ایک دم لگانے دو ساقن نے چلم بھر کر دی جوان نے خوش ہو کر حقہ لیا اور پکار اٹھے نظم

نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم جو سونکار ندونمین	پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردے و زندونمین
نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی	بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی دڑنگا ہی

میلے مین عجب ہنگامہ ہی ایک جانب دو کانین تنبولنون کی لباس سرخ اور سبز پہنے ہوے تماشہ بین بھی آڑے ترچھے دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوے تنبولنون سے سرخ رو ہو رہے ہین پان کھا رہے ہین تنبولنون کا رنگ شباب دیکھ رہے ہین واہنی بائین جانب کھلونے والے اپنی صناعی دکھا رہے ہین ایک سمت کھنڈ ہو رہے ہین دوسری جانب کبت ہو رہے ہین کسی مقام پر مداری تماشہ دکھا رہے ہین جابجا ناچ ہو رہے ہین کہین پر کہار ڈھڑک جھانج بجا رہے ہین میلے مین گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار گجرے ہاتھون پر پڑے ہوے کثرت جاؤ سے جابجا لوگ اڑے ہوے شانے سے شانہ چھلتا ہوا ہر شخص ٹہلتا ہوا کسی طرف ہنڈولے اپنی جھون چرا کر رہے ہین **نورالدہر** یہ تماشہ دیکھ رہے تھے کہ تھوڑی دیر مین آتنا بڑا میلہ کیونکر آراستہ ہوا کہ دیکھا چند تبردار آکے موجود ہوے صحرا کے نخل کاٹنے لگے تھوڑے عرصے مین نخل کاٹ کر لکڑیون کا انبار لگا یا رال اسپر چھڑک دی تیل ڈالا آگ روشن کی کہ ایک طرف سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا چند مزدور تخت اٹھائے اسپر ایک

اُس نازنین نے پہ نے نورالدہر کا دامن تھام لیا کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا اب مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ اپنی کنیزون مین مجھکو منسوب کیجیے نورالدہر نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین کہ ایسی عورت کو اپنے قبضے مین کرین سب کنیزین سمجھانے لگین کہ ای شہریار اِسکا کہین ٹھکانا نہین شوہر اسکا مارا گیا اب یہ کہان جائے نورالدہر سمجھا رہے ہین کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم تمکو کوئی عہدۂ جلیل دیا جائیگا نہ گھبراؤ کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار جس پہلوان کو آپ نے مار ڈالا اُسکا بھائی بہ دعوی خونخواہی برابر آیا ہی نورالدہر تلوار پکڑکر باہر نکلے دیکھا ایک پہلوان گینڈے سے اُتر ا روتا ہوا سامنے نورالدہر کے آیا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین انصاف فرمائیے کہ آپ نے میرے بھائی کو مارا اُسنے کیا خطا کی تھی نورالدہر نے کہا اُسنے ارادہ عورت کے قتل کا کیا تھا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُس پہلوان نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا نورالدہر پر مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا وہ پہلوان زخمی ہوکر بھاگا نورالدہر نے پیچھا کیا وہ نازنین غل مچاتی تھی کہ ای شہریار اِسکے تعاقب مین نہ جائیے مگر نورالدہر نے نہ قبول کیا کہ لوح نے خبر دی تھی تھوڑی دور پر جاکر اُس پہلوان نے غل مچایا کہ یارو مجھکو طلسم کشا کے ہاتھ سے بچاؤ کئی ہزار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے نورالدہر کو گھیر لیا مگر نورالدہر نے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لڑتے بھڑتے قریب اُس پہلوان کے پہونچے اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا ہرچند کہ زخمی ہو مگر دل مضبوط کرکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پہ روکا روک کر ہاتھ مار دیا تڑپ کر جو تلوار گری اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے جسم سے خون نکلا جسپر قطرہ پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا اُس پہلوان کا مارے جانا کہ سب ساتھ والے جلگئے بعد چند ساعت کے یہ دیکھا کہ صدہا دوکاندار آنے لگے دوکانین اپنی اپنی آراستہ کرنے لگے تھوڑی ہی دیر مین سارا اسامان میلے کا جم گیا

ہو کہ مین نے اِس شخص کے واسطے کیا کیا جفائین اُٹھائین اور یہ ظالم بہ نگاہ دشمنی مجھکو بغور دیکھتا ہو اور یہ بہری یہ کیفیت ہی نظم

نہین ہون مجھسے دل اُسکا پھرا ہی
نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
یہ تیرا چھیڑنا اِک گل بنا ہی
مرے رونے پہ بیٹھا ہنس رہا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کر
نہین معلوم کس کسکی قضا ہی
رخ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے
چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
بڑھے کیونکر نہ میرے دل کی اُلجھن
اسیر حلقۂ زلف دوتا ہی
پسند آئی ہی کسکی جامہ زیبی
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
تم اپنے حسن پر ناحق ہو نازان
سدا جوبن کسیکا بھی رہا ہی
نہ اِتنا غل مچاؤ عندلیبو
مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی
نہ اُس زلف پریشان پر ہو مائل
ارے دل کیون تجھے سودا ہوا ہی
جو یکتائی کا دعوی ہی برہمن
معاذ اللہ ترا بُت کیا خدا ہی
زمانے مین ہی ارمان ہر مرض کا
مگر اِک دردِ فرقت لا دوا ہی
جو ہی اُنکو مسیحائی کا دعوی
اِدھر آئین مرا مُردہ پڑا ہی
وفا کرتا نہین بھولے سے ظالم
ارے تو انتہا کا بے وفا ہی
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت
مرا حامی علیؑ مرتضیٰ ہی

اُس نازنین نے اِسطرح یہ اشعار پڑھے کہ نور الدہر نے ہاتھ اُس نازنین کا تھام لیا اُس نازنین نے پلٹ کر ساتھ والیون سے اِشارہ کیا ارے بارگاہ اِستادہ کرو ایک خیمہ اِستادہ ہوا نور الدہر اُس خیمے مین آئے جب مسند پر آکر بیٹھے پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے للکارا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان طلسم کشا کو لا کر تو نے یہان بٹھایا ہی تجھکو کچھ خداوند کا خوف نہین یہ کہکے جھپٹ کر چاہا کہ اُس نازنین پر ہاتھ مارون نور الدہر نے سینہ سپر کر دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تیغ طلسمی کھینچا اُسکی تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے

کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی حضور کا نام لیکر پکار رہا ہو نور الدہر نکلکر ابرش پر سوار ہوے
سامنے اُس پہلوان کے آئے اُس پہلوان نے کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم
کیے جب تیر بیکار گئے تو اُس پہلوان نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نور الدہر نے جھٹکا دیکر نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ
تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر گانتھا گانٹھکر جیسے ہی تلوار چمکائی فوراً وہ
پہلوان سامنے سے بھاگا فوج اُس پہلوان کی نور الدہر پر ٹوٹ پڑی نور الدہر نے
نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے سرداران نور الدہر آکر شریک ہوے نور الدہر نے
اُس پہلوان کا پیچھا کیا سرداران نور الدہر نے فوج کو شکست دی وہ پہلوان
بھاگ کر قریب ایک چشمے کے پہونچا گینڈے سے کود کر چشمے مین پھاند پڑا جیسے ہی
وہ پہلوان چشمے مین پھاندا پانی اُس چشمے کا جوش مارنے لگا نور الدہر نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اپنے کو اِس چشمے مین گرا دو نور الدہر ابرش سے اُتر کر چشمے
مین پھاند پڑے غلطان پیچان چلے پانؤن زمین پر جو قایم ہوے دیکھا وہی پہلوان
ایک زنگن سے مصروف عیش و نشاط ہو نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا آواز دی کہ
او بیحیا یہ کیا حرکت ہو کیون شامتین آئی ہین اُس پہلوان نے کہا میرا یہی کام ہی مگر
نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دونون کو قتل کرو نور الدہر تلوار کھینچکر
بڑھے اُس پہلوان نے چاہا بھاگ جاؤن نور الدہر نے پھول پھینک مارا زنگن
کے سینے پر پڑا اُسکو پسینہ آگیا جلنے لگی یہ پہلوان اُس سے لپٹ گیا دونون جلکر
خاک ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے جو دیکھا سامنے باغ کا
دروازہ ہی چند زنگی دروازے پر باغ کے کھڑے ہین نور الدہر نے جو اُن زنگیونکو
دیکھا لوح پر نگاہ ڈالی تسکین طبیعت کر کے آگے بڑھے وہ زنگی نور الدہر کو دیکھکر
بھاگے نور الدہر باغ مین داخل ہوے ہزارہا طائر طلسم کشا کو دیکھکر زمزمہ سرائی
کرنے لگے کنج باغ سے نازنینان مہجبین پیدا ہوئین اُن سب کی ایک افسر جو
سب کے آگے تھی اُسنے مسکرا کر اِشارہ کیا ساتھ والیون سے پلٹ کر کہا صاحبو جاتی

نیچے اندھیرا آگیا آنکھیں بند کرلین مگر پھول کو کلیجے سے لگائے ہوے ہین لوح وا اپنے ہاتھ مین
اب جو آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ جلسہ تھا نہ وہ نازنینان مہ جبین تھین اپنے کو ایک صحرائے
سبزہ زار مین پایا دیکھا نواح دلکشا سبزۂ خوابیدہ و بیدار ہی ہر سمت طائرون کی پکار ہی
بلبلین چہچہہ زن ہین نورالدہر حیران ہوے کہ یہ کیا مقام ہی یا تو اُس جلسۂ پاک وپاکیزہ
مین تھے یا اِس صحرائے سبزہ زار مین پہونچے مگر اُس نازنین کی یاد ہی فرماتے ہین کیا
ستم ہوا کہ وہ ظالم آنکھون سے نہان ہوگئی اِس خیال مین کھڑے تھے کہ ایک طرف سے
وہی نازنین دلفریب آئی آکر ہنسی پکار کر کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا ایسے جلسے کو
مٹایا نورالدہر نے جو اُسکو آتے ہوے دیکھا دل مین دھڑکن پیدا ہوئی لوح کو
ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا اگر یہ نازنین قریب آئے تو گل مراد اِسپر پھینک
مار وسکان بلند پروازہ کی وزیرزادی ہی مگر وہ نازنین منتین کرتی ہوئی آتی ہی کہ ای
شہریار مجھکو قریب آنے دیجیے جب مین قریب پہونچ لونگی تو کچھ عرض کرونگی جیسے ہی
وہ قریب آئی نورالدہر نے پھول پھینک مارا جیسے ہی پھول اُسپر پڑا جلنے لگی
تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من ارکان بلند پرواز بود
مار کر اُسکو لوح ملاحظہ کی نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیارہ این عجائبات بعد قتل
ارکان خیال کرکے دیکھو کہ اسی درخت پر ایک طائر سبز رنگ بیٹھا زمزمہ سرائی
کررہا ہی اُسکو تیر سے مارو جب وہ مارا جائے تو اُسکا شکم چاک کرو دل اُسکا نکال کر
اپنے پاس رکھو بروقت قتل سکان کام آئیگا نورالدہر نے بہ تدبیر مذکورہ اُس طائر
کو مارا جب وہ نخل سے گرا تو اُسکا شکم چاک کرکے دل نکال لیا بموجب ہدایت لوح
ایک جانب چلے دیکھا لشکر اپنا سامنے اُترا ہی سردارون نے آکر استقبال کیا اور
نورالدہر نے نجم کاہن سے سب عجائبات بیان کیے نجم نے کہا حضور نے بڑی کمی
کی جیسے ہی وہ نازنین تخت سے اُٹھی تھی آپ نے پھول پھینک مارا ہوتا اب بل
پڑگیا سکان نے او مضبوطیان کرلین نورالدہر یہ باتین کررہے تھے کہ شبرنگ
دوڑا ہوا آیا بعد دعا کے عرض کی ایک پہلوان زبردست ایک لشکر گران لیکر آیا ہی

تو اگر غیرت لیلی ہی تو مین ہون مجنون … میرے باعث سے جہان مین ہوئی شہرت تیری
عمر بھر جان حفاظت مین رکھی تھی یارب … ملک الموت کو سونپی ہی امانت تیری
تھا غضب صبح شب وصل گجر کا بجنا … جھلملا نا وہ چراغون کا وہ رخصت تیری
دور ساغر مین کوئی جام جو مجھکو نہ ملا … ہنس کے ساقی نے کہا گردش قسمت تیری
یار کہتا ہی گلے میرے لپٹ کر سطوت … ابتو باقی نہین کچھ مجھ سے شکایت تیری

نور الدہر نے جب یہ صدا سنی مبہوت ہوکر آگے بڑھے اُس نازنین نے عرض کی کہ جلد تشریف لائیے بادشاہ طلسم آپ کی مشتاق ہی بعد ملاقات جو مناسب ہو وہ کیجیے نور الدہر نے پردہ اُٹھایا قصر کو دیکھا مثل عروس شب اول کے آراستہ ہی جھاڑ کنول مردنگیان کس لطف سے آراستہ ہین شمع ہاے مومی وکافوری دوشاخے کنول کے مثل دست دعا بلند ہین اور بیچ مین تخت زمردین ہی اُسپر ایک پریزاد تاج شہریاری برسر وچار قب شہنشاہی دربر بہ صد شوکت وحشمت جلوہ فرما ہی اور گرد صدہا نازنینان مہ جبین ایک ایک شعلہ جوالہ آفت کا پرکالہ نازو کرشمے مین مصروف ہین وہ نازنین جو نور الدہر کو ساتھ لیکر آئی ہی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ طلسم بقراط ثانی اب طلسم کشا موجود ہین مین نے یہانتک پہونچا دیا اب آپ کو جو منظور ہو وہ کیجیے ایسے ہوشیار رہین کہ دم بدم لوح ملاحظہ فرماتے ہین وہ نازنین تخت نشین ہاتھ اُٹھا کر بڑھی تخت سے اُٹھکر آواز دی کہ تشریف لائیے مین آپ کے جمال جہان آرا کی مشتاق تھی مگر پھول اور لوح مجھکو دیجیے خداوند نے طلب فرمایا ہی نور الدہر نے لوح پر ہاتھ ڈالا پھول کو بغل سے نکالا چاہا کہ اُس نازنین کو دیدون کل نازنینان مہ جبین مبارک مبارک کہہ رہی ہین کہ زمین شق ہوئی ملکہ ہماے مرصع پوش نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ آپ کیا ستم کرتے ہین یہ مکارہ بادشاہ طلسم نہین ہی سکان بلند پرواز اسی کا نام ہی پھول پھینک مار یے جیسے ہی ہما نے یہ کہا وہ نازنین تخت نشین قہقہہ مار کر ہنسی ایک سناٹا ہوا قصر مین جنبش ہوئی وہ جو نازنین نور الدہر کے ساتھ آئی تھی اُسنے دستک دی نور الدہر کی آنکھون کے

مین آیا کہ اے نور الدہر حقیقت مین سالہا سال گذرے عجائب و غرائب نے پریشان کر رکھا ہی اِسکے ساتھ چلو بادشاہ طلسم کو دیکھو کہ انجام اِس طلسم کا کیا ہی فرمایا کہ اے مہ جبین اول مجھکو صحبت بادشاہ طلسم مین لیچل مین اُسے قتل کرلون تب میری تیری محبت ہو جو تو کہیگی وہ قبول کرونگا وہ نازنین یہ فقرہ کہتی جاتی ہی اُس قصر سے نکلکر دوسرے قصر کے قریب جو آئی آواز سُنی کہ کئی نازنینان مہ جبین بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین اُس نازنین نے پلٹ کر کہا دیکھیے صحبت بادشاہ طلسم مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی معلوم ہوتا ہی اُنکو حال معلوم ہوگیا کہ طلسم کشا آتے ہین صحبت کو جما یا گلزار خوش آواز گا رہی ہی

نظم

در بدر مجھکو پھراتی ہی محبت تیری … آرزو ہی نظر آئے کہین صورت تیری
کیا کہون حد سے سوا ہوگئی فرقت تیری … خواب مین بھی نظر آتی نہین صورت تیری
گر جگہ مجھسے گنہگار کو دی جنت مین … ہی عنایت تری بخشش تری رحمت تیری
سامنے تجھکو شب و روز بٹھا کر ای یار … دل مین آتا ہی کہ دیکھا کرون صورت تیری
عمر بھر بھول کے بھر گل کو نہ وہ یاد کرے … دیکھ لے بلبل شیدا جو نزاکت تیری
ظلم تو لاکھ اگر مجھ پہ کرے گا ظالم … نہ زبان سے کبھی نکلے گی شکایت تیری
بوسہ اِک مانگا جو مین نے تو دیے دو تونے … بڑھ کے حاتم سے جہان مین ہی سخاوت تیری
کیا خطا تھی مری جو آنکھ پھرائی تونے … دیکھ لی دیکھ لی ای یار مروت تیری
توبہ اِس منھ سے بھلا شکوہ کا کرنا کیسا … نہ سُنی اور کسی سے بھی شکایت تیری
قتل کیا تجھکو کرون مجھسے کہا قاتل نے … رحم آتا ہی مجھے دیکھ کے صورت تیری
عالم نزع مین عاشق سے اجل کہتی ہی … حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت تیری
ہڈیان بعد فنا میری ہما نے کھائین … رہ گئی ای سگ دلدار ضیافت تیری
جاکے دوزخ مین نکل آؤنگا مین بہشت … میرے معبود بچالیگی جو رحمت تیری
ظلم ایجاد ہوا کرتے ہین عاشق کے لیے … ستم و جور پہ مائل ہی طبیعت تیری
دیکھتا ہون مین جدھر تو ہی نظر آتا ہی … بس گئی جب سے مرے دل مین محبت تیری

پایہ بوسہ بدکہ غرفے سے اُس نازنین نے سر نکالا پکارکر آوازدی کہ ای طلسم کشا اِس پھول کو پھینکدو مرجھا گیا نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ پھینک دون لوح طلسمی یاد آئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر دم کرو وہی خوشبو پاؤگے نورالدہر نے جو لوح کو دیکھا اُس نازنین نے پکارکر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ کیا اب تسکین ہوئی اینو تشریف لائیے اِسم حاشیہ لوح پڑھیے آپنے مجھکو کیا دشمن جانا ہی مین آپ کی مشتاق تھی خبر مین رو رہا تی تھی حیران تھی کہ اِس مرحلے پر کب توجہ فرمائین گے نورالدہر حیران حیران اُسکی صورت دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا کہتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ ای شہریار لوح طلسمی مجھے دیجیے لوح مین دیکھ لیجیے یقین ہی کہ لوح بھی خبر دے کہ لوح اِسکو دیدو یہ تو آپکو ثابت ہوگا کہ یہ مرحلہ سکان بلند پرواز ہی شعبدے کا یہان آغاز ہی نورالدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح اِسکو دیدو دیکھو کیا انجام ہوتا ہی وہ نازنین غرفے سے باہر نکل آئی ہاتھ بڑھایا نورالدہر لوح اُتار کردینے لگے جیسے ہی عکس لوح پڑا ایک شعلہ چمکا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک زنگین نحیف وضعیف جھریان گالون پہ پڑی ہوئین ہاتھ بڑھاے کھڑی ہی لیکن رورہی ہی کہتی ہی ای شہریار آپ نے میرا کمال کھو دیا پھول نے جو خوشبو دی تو میرا رنگ تبدیل ہوا لوح مین بھی تاثیر ہی مٹانے کی ہمارے اب تدبیر ہی نورالدہر نے ہاتھ روک لیا اُسنے بھی ہاتھ نہ بڑھایا دامن نورالدہر کا تھام لیا کہا بالاے قصر آئیے اگر میری یہ صورت ہوئی تو دختر میری حسینان عالم سے ہی کہ تمام اہل طلسم اُسپر جان دیتے ہین نورالدہر ساتھ اُسکے چلے سیڑھیان طی کرکے جب بالاے قصر آئے تو دیکھا مسند پر ایک زن حسین بیٹھی ہی نورالدہر کو دیکھکر اُٹھی ہنسکر کہا آپ نصیب ورین مادر مہربان نے چاہا تھا کہ اپنے دام مین آپکو لین مگر جو اصلیت تھی وہ ظاہر ہوگئی ای شہریار آپ کو بڑی تکلیفین پڑینگی یہ مرحلے بہت سخت ہین مین آپ کو صحبت مین بادشاہ طلسم کی لیچلون پہلو مین لے چلکے بٹھاؤن پھر آپ کو اختیار ہی جسطرح چاہیے قتل کیجیے اول تو نورالدہر اُسکے جمال بے مثال پر مائل ہوے اور یہ کہنا اُسکا خیال

چاک کرکے سر ٹکرانے لگا کوئی سر جبراں بیقرار ہو رہے ہیں بعض اُنہی بیقراری میں یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے

نظم

آج وہ حمام جاتے ہیں نہانے کے لیے — ہم چلیں زیر قدم آنکھیں بچھانے کے لیے
او سنگ دلدار آنا ہو اگر تو جلد آ — ہڈیاں میری ہما آیا ہی کھانے کے لیے
چونک او غافل نہیں دنیا ہی رہنے کا مقام — خوش مہمان بیٹھا ہی کیا آیا ہی جانے کے لیے
بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر — آئے ہیں وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے
اِس سرائے دہر سے ملک عدم کا قصد ہی — ہم کمر باندھے ہوئے بیٹھے ہیں جانے کے لیے
آج مہندی ملکے اپنے ہاتھ پانوں میں وہ شوخ — مستعد بیٹھا ہی میرا خون بہانے کے لیے
میری تربت پر نہیں کچھ حاجت شمع و چراغ — دوست آپنے اپنے آئے دل جلانے کے لیے
کام آئیگی نہ کر برباد او ناوک فگن — خاک میری رہنے دے تودہ بنانے کے لیے
اِس زبان سے شکر خالق کیا ہو اے سطوت بھلا — نعمتیں دنیا کی ہیں موجود کھانے کے لیے

[illegible]

ان عاشقوں نے جو یہ اشعار پڑھے نورالدہر کو بھی اُس نازنین پر توجہ ہوئی اُس مہ جبین نے اِشارہ کیا کہ بالائے قصر آیئے نورالدہر سیڑھیاں طے کرکے چلے مگر جیسے ہی دو سیڑھیاں طے کیں کہ پہلو سے آواز آئی کہ او اجل گرفتہ کہاں آتا ہی خبردار یہاں نہ آنا ان عاشق تنوں کو منع کردو کہ بالائے قصر نہ آئیں نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تیغ برہنہ کھینچے ہوئے اِسقدر جلدی میں آیا کہ نورالدہر کی پلک جھپک گئی اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے پھول کو جنبش دی وہ زنگی چیخ مار کر بھاگا وہ زن قصر میں مخفی ہوا نورالدہر حیران تھے کہ الیبار وزن اُسمیں یہ زنگی کیونکر داخل ہوا اِس حیرانی میں لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا کیوں حیران ہو یہ مقدمۂ طلسم ہی یہ مقام سکان بلند پرواز ہی ایسے ایسے شعبدے بہت دیکھو گے گل مراد کو سونگھو دیکھو کیسی خوشبو آتی ہی جیسے ہی نورالدہر نے پھول کو سونگھا وہ بوے بد آئی کہ دماغ اُلٹ گیا نورالدہر حیران ہوئے کہ بوے بد کا کیا باعث یا تو وہ خوشبو تھی کہ راستے مہکتے تھے

ہر اک وقت عاشق کو یہ دھیان ہی ‌ ‌ کہ میخانے مین آج ساماں ہی
چلین رند میخوار با صد خوشی ‌ ‌ کہ پیر مغان کو نہ ہو سر کشی
ہر اک منیچے کو تو خواہش ہوئی ‌ ‌ مگر دختر رز کو کاہش ہوئی
کہ رندون کا مجمع نہ ہو دہر مین ‌ ‌ پھرین اسطرح سے نہ وہ شہر مین
اُٹھا ساقی بیخبر لاجواب ‌ ‌ رُخ صاف سے جلد اپنے نقاب
وہ ضو تھی کہ میخانہ روشن ہوا ‌ ‌ وہ گرمی کہ ہر ذرہ گلخن ہوا
اُٹھے می پرستان فرخندہ خو ‌ ‌ کہ کرتے ہین میپوش کی آبرو
دکھا وصف تحریر ای خوش مقال ‌ ‌ کہ ساقی کو ہو شوق مین انفعال
لکھو داستان مرصع تمر ‌ ‌ کہ محظوظ ہون ناظرین سربسر

چہرہ سیاحان دشت پرہول اور ساحران ساحری قول اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج و دانا ے شیرین زبان ✤ چنین ہنگارد زکلک بیان ✤ سابق مین عرض کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان گل مرادہ وابرش طلسمی کو لیکر دشت لالہ زار مین پہونچے جسوقت سے پھول گلے مین پڑا ہی اسطرح کی خوشبو آتی ہی کہ تمام جسم مشک و عنبر کا معلوم ہوتا ہی جسطرف سے گذرتے ہین راستہ معطر و معنبر ہو جاتا ہی بوے جسم اقدس جو پھیلی اُس دشت لالہ زار مین ایک قصر دکھائی دیا دروازہ قصر کا کھلا چند کنیزون نے کرسی بچھائی نور الدہر زیر قصر پہونچے کہ ایک نازنین آکے کرسی پہ بیٹھ گئی زلفین چہرے پر آراستہ معلوم ہوتا ہی کہ ناگنیان بڑی مس کو ڈس رہی ہین عارض النور مین ضو ہی کہ صاف ثابت ہوتا ہی کہ چاند کے دو ٹکڑے دونون طرف نصب ہین بقول میر حسن مرحوم اشعار جہان راستی چاہیے راستی ✤ کجی جس جگہ چاہیے وان کجی ✤ تبسم حیانا نہ شوخی غرور ✤ ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور ✤ نور الدہر نے جو جمال جہان آرا اُس نازنین کا دیکھا بے اختیار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اور کئی سو جوان کہ زیر قصر جمع تھے ہو حق کرنے لگے کوئی چیختا ہی کوئی کہتا ہی فقیر ہو کر بیٹھون کوئی گریبان کو

سینۂ حسبنہ کو توڑ کر پشت کے پار گذرا حسینہ جادو کا مرنا کہ سامنے جو کوہ حائل تھے وہ گر پڑے جب پہاڑ گرے مقناطیس وغیرہ پہاڑ کے اسپار انتظار مین تھے نعرۂ صاحبقران کی صدا سنکر آئے آکر شریک جنگ ہوے ساحرون نے چادر ہلائی امیر نے امان دی کہ ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آئے کنجیان لاکر صاحبقران کے سامنے پیش کین کہا یہ کنجیان خزانے کی حاضر ہین امیر نے آکے کوٹھے خزانے کے کھلوائے مال بیحساب نکلا مقناطیس جنی بھی آکر ملا رفقاے روئین تن نے آکر امیر کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی مبارک ہو کہ حضور نے طلسم فتح کیا مگر غلام کی آرزو نہ پوری ہوئی صاحبقران نے مقناطیس سے اقرار کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمہاری دختر سے عقد کرینگے اور اخفاے روئین تن کی معشوقہ دلوا دی عقد شرعی ہو گیا خزانہ لدوا کر اول صاحبقران اس مقام پر آئے جہان لشکر ظفر اثر ہی لندھور وغیرہ نے دیکھا کہ صاحبقران بڑی شان و شوکت سے آئے سینے آکر استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا ای دارا ے ہند لشکر تیار کرو کہ ہمکو قصر ہشت پہل پر جانا ہی لندھور و مالک نے اسیوقت لشکر مین حکم پکروا دیا کہ کل صاحبقران کا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ ہی تمام لشکر تیار ہوا کل فوج امیر کے ساتھ بارہ لاکھ ہی افسران نامی و تاجداران گرامی تختون پر سوار دیو اپنے چیخین مارتے ہوے زنجیرین ہلاتے ہوے صاحبقران کے ساتھ ہوے امیر نے اس شان و شوکت سے طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم کشا نور الدہر بن بدیع الزمان کے ذکر کرتا ہون ـ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان — کہ پھر رنگ پر آگئی داستان

گلابی اٹھا ساقی سیمبر — کہ عاشق کے دل کی ہی تجھکو خبر

شراب مضامین کا بویا رہا — ترے ہجر مین یہ ستم بھی سہا

لے لی اب طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح میرے پاس موجود ہی یہ کہکے لوح ہتھیلی پر رکھی کل لشکر کو دکھائی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا کہ پہلو مین اِسکے وزیر اعظم عقیل جادو جو کھڑا تھا اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے اور لوح ہاتھ سے حسینہ جادو کے لے لی اور نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کر کے طرف امیر کے لوح پھینکی امیر نے جست کر کے لوح کو لیا لوح کو لیتے ہی وہی جنگ و جدل تھی وہی ساحرون کی پریشانی لیکن خواجہ عمرو حلقہ ہاے کمند مار کر بھاگے حسینہ جادو نے چاہا عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے گلیم اوڑھ لی حسینہ غل مچانے لگی ارے ساربان زادہ سامنے سے غائب ہو گیا ارے صاحبو کس ہما ہمی سے لوح کو مجھے لیا مین نے ایسی تدبیر سے لوح لی تھی کہ جانتی تھی اب لوح مجھسے جدا نہ ہو گی اب جدھر امیر حملہ کر کے جا پڑتے ہین مجمع ساحرون کے متفرق ہو جاتے ہین ہر طرف سے صدائین بلند ہین کہ اے ملکۂ عالم ہم جلے جاتے ہین عکس لوح نے آگ لگا دی دیکھیے کیونکر بچین مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے تخت کے پہونچے حسینہ نے دیکھا کہ طلسم کشا نزدیک قریب آتا ہی تخت کو ہٹایا ساحرون سے کہا تخت کو بلند کرو تخت کو ساحر بلند کرنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ حسینہ جادو کا تخت بلند ہوتا جاتا ہی کمان طلسمی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا حسینہ جادو کو تاک کر تیر مارا حسینہ جادو نے تیر جلا دیا امیر نے بوچھار کر دی آخر ایک تیر آنکھ پر آ کے پڑا کہ آنکھ حسینہ جادو کی نکل پڑی غل مچانے لگی کہ اے طلسم کشا غضب کیا آنکھ میری بیکار ہوئی ڈھیلا آنکھ کا لٹکا ہوا آنکھ سے خون جاری تڑپ رہی ہی عمرو نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ کیون رک گئے تیر سینے پر مارئے حسینہ نے وہی خون آنکھ کا لشکر امیر پر پھینکا جسپر قطرہ پڑا وہ جلگیا امیر نے اپنے جو کمان کیانی روش سے اُتاری تین بھال کا تیر اُس مین پیوست کیا سینہ حسینہ کا تاک کر مارا ہرچند حسینہ جادو نے چاہا بچون مگر وہ تیر قضا کئی ساحرون کے کلیجون کو برما کے

به بارگاه مقدس سران ملک کنند | همیشه سجدۂ تسلیم و زاری و الحاح
خدا به آئنۂ سینه روشنی بخشند | همیشه حالت بد را خدا کند اصلاح
به ذکر اوست همه خلق در جهان مشغول | زمانه هست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بکشتی مخلوق ناخدا باشند | درین جهان نه باشد کسے دگر ملاح
به اوج معرفت حق رسید در یکدم | کشاده هر که میان ہوائے شوق جناح
جهاد بر سر میدان به نفس شیطان کرد | ز صبر و شکر و ریاضت به بست هر که سلاح
چو ہست سایۂ درگاہ پاک بر ہندی | کشاده دار بر و باب فضل یا فتاح

امیر نے جو الماس تاجدار کی یہ کیفیت دیکھی بڑھکر لوح کو مس کیا الماس نے قید سے رہائی پائی جتنی دیر مین امیر باہر نکلے اُتنے عرصے مین حسینہ جادو نے سارے لشکر کو سحر مین پھنسا دیا امیر نے نکلکر دیکھا کہ کل لشکر مبتلاے سحر ہی صاحبقران نے آتے ہی عکس لوح کا ڈالا کل سردارون کو عکس ڈال کر ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے تو پھر جنگ مین مصروف ہوے مگر صاحبقران لوح کو ملاحظہ فرما چکے ہین لوح مین نوشتہ پایا کہ جبتک حسینہ جادو نہ قتل ہوگی لشکر پر یہی آفت رہیگی حسینہ جادو بلاے روزگار ہی مگر لوح سے ہوشیار رہیے گا عین گرمی جنگ مین صاحبقران نے کئی مرتبہ خواجہ کو پکارا مگر خواجہ کا پتہ نہ ملا آخر ناچار ہوکر صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا لوح کو ہاتھ مین لیا اِس خیال سے کہ لوح کو ملاحظہ کرون کہ ایک مقام پر دیکھا خواجہ شعلۂ آتش مین گھرے ہین کل اعضاے بدن جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی صاحبقران کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس غلام کو بچائیے صاحبقران نے بڑھکر لوح پھینکی فرمایا خواجہ لوح لو اِسکو جسم سے مس کرو خواجہ نے لوح کو رومال مین لپیٹا پکار کر آواز دی کہ اے صاحبقران دیکھیے لوح یون لیتے ہین منم حسینۂ حسن ساز اب اُس گیسو بریدہ کو بھی گرفتار کرونگی جسکے عشق مین طلسم توڑا یہ کہکے بھاگی اُچک کر تخت پر سوار ہوئی اُسی صورت پر تھی جس صورت پر لڑنے آئی تھی نعرے کر رہی ہی یارو مین نے لوح طلسم

خدا کے پہاڑ مین قید تھے امیر نے آکر اُن سب کو رہا کیا رہا کر کے آگے بڑھے دیکھا وہی قلعہ ہی جسمین مین سابق مین آیا تھا مگر ہزارہا زنگی برجون مین کھڑے ہین امیر کو جو سب نے آتے ہوے دیکھا قرناؤن کو دم دیا اندر سے قلعے کے فوج پیدا ہوئی حسینہ جادو تخت پر سوار کئی لاکھ ساحر ساتھ لیکر قلعے سے باہر آئی امیر کو دیکھکر آواز دی ہان یارو اِسکو مار لو کل فوج نے امیر پر بلوہ کیا امیر لوح کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ نابینا ہو گیا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی الماس تاجدار و تمکین تاجدار و کوہ آہن ربا خونخوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچے آکر شریک جنگ ہوے جب فوج ساحران کا زیادہ بلوہ ہوتا ہی تو صاحبقران لوح کو گردش دیتے ہین ساحر عاجز ہو کر بھاگتے ہین مگر الماس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے چڑھا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی یکایک لڑتے لڑتے کانپا گھوڑے سے گرا فوراً غائب ہو گیا تمکین تاجدار نے امیر کو خبر دی کہ ای شہریار الماس غائب ہوا امیر نے لوح کو اُٹھایا مگر وہ جنگ عظیم ہی کہ لوح بمشکل بھی نہ دیکھ سکے ساحر مہلت نہین دیتے مگر صاحبقران لڑ بھڑ کر کنارے آئے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ پہلو پر گنبد سیاہ ہی گنبد جادو الماس تاجدار کو پکڑ لیگیا لوح گنبد سے مس کرو ایک راستہ پیدا ہوگا امیر نے جا کر لوح کو گنبد سے مس کیا دروازہ گنبد کا ظاہر ہوا دیکھا الماس تاجدار ایک ستون سے بندھا ہی بیقرار و اشکبار دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز امیر کو پہونچا نظم

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح | خدا رساند جہان را بمنزل اصلاح
پئے کشایش باب امید مخلوق است | بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
مطیع حکم خداوند مالک الملک است | ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بہ تن قوت و بجان آرام | رسد بہ فضل کمالش بہ روح فرحت و راح
خدا بہر دل تاریک میکند روشن | ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک | کند نہ شام ہویدا ظہور نور صباح
بہ شرق و غرب بگردد فلک بفرمانش | بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح

اور خواجہ جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین یہان صاحبقران نے جو تمکین کو
بہت بیقرار پایا فرما رہے ہین کہ ای تمکین نہ گھبراؤ خواجہ عمرو لیکر آتے ہونگے کہ
سامنے سے زنگ کی آواز بلند ہوئی تمکین بیقرار ہوکر دوڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
معشوقہ میری ملی عمرو نے کہا مین تو لایا مگر راہ مین مہاجنون نے چھین لیا کچھ روپیہ
دو تو مین اُسکو طلب کرون تمکین تاجدار نے اپنے خزانے کا پرچہ دیدیا خواجہ نے
زنبیل سے ملکہ کو نکالا عاشق ومعشوق ایک جگہ ہوے صاحبقران نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا لوح نے خبر دی کہ قتل ملکہ حسینہ جادو ابھی باقی ہی امیر سب سے رخصت
ہوے صحرا مین آئے ہزارہا زاغ وزغن نے آکر امیر کو گھیر لیا امیر نے لوح کو دیکھا
اُسمین نوشتہ پایا کہ بیچ مین زاغون کے جو زغن کلان ہی اُسکو تیر سے مارو تب یہ سب
غائب ہونگے امیر نے جیسے ہی کمان کاندھے سے اُتاری وہ زغن کلان چیخ مار کر
بلند ہوئی امیر نے تیر مارا داہنے بائین جاتا تھا مگر قضا وقدر نے اُسکے سینے پر پہونچایا
زغن مرکر گری تمام زاغ جلنے لگے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام مس زغن
جادو بود امیر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پہاڑ حائل ہی امیر نے لوح کو پہاڑ سے
مس کیا پہاڑ مین ونا ٹا ہوا ایک ساحر قوی ہیکل جوف کوہ سے نکلا للکارتا ہوا کہ
او طلسم کشا مجھکو سوتے مین بیدار کیا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا صاحبقران نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے دو جادوگر ویسے ہی بنکے
تیار ہوے تھوڑے عرصے مین کئی سو ساحر ایک وضع اور ایک قد وقامت کے بنکر
تیار ہوے کلھاڑے سب کے ہاتھ مین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ کنارے
پر جو ساحر کھڑا ہی جسکی پیشانی پر خال سفید ہی اگر قادر انداز بے بدل ہو تو اُس
سفیدی پر تیر مارو صاحبقران نے کمان کاندھے سے اُتاری اُس ساحر نے چاہا
تڑپکر نکلجاؤن امیر نے عکس لوح ڈالا وہ ساحر جہان کھڑا رہا تیر آکر خال پر پڑا کہ
اندھیرا ہوگیا سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے سب جلکر خاک ہوے آواز آئی
کشتی مرا نام مس کوہان جادو بود وہ کوہ کلان ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کئی ہزار بندے

عمرو کو دیکھکر کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا اِسکی موہبائی نکال لو کارخانے مین
اب نہین ہی اور اِسکا علاج کرو اُس گرگے نے تڑپا تڑپا کر کمال کو مارا عمرو نے گرگے
کو کہا زنبیل مین جاؤ گرگا کانپتا ہوا زنبیل مین گیا عمرو نے مڈھی رکھی ملکہ کو ساتھ لیکر
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار پشت مرکب پر
سوار اور پشت پر چند سوار پیدل شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اُسنے جو اِس مہ جبین کو دیکھا
پکار کر کہا او بڈھے اس عورت کو کہان لیے جاتا ہی گھوڑا اُڑا کر قریب آیا عمرو نے
کہا مین اسے بیچتا ہون خرید لیجیے اقلیم تاجدار نے موتیونکا مالا گلے سے اُتارا
کہا لو بڑے میان یہ کئی لاکھ روپیکا ہی ہمیشہ آباد رہو گے عمرو نے مالا لیکر زنبیل مین
رکھا ملکہ سوسن سے کہا لو بی بی خدا حافظ اب تم اِنکے ساتھ جاؤ سوسن رونے لگی
کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو مین اِسکے ساتھ نجاؤنگی عمرو نے خفیہ کہا بھلا مین تمھین جانے دونگا
تم اِسکا ہاتھ پکڑ لو مین اِسکو مارے لیتا ہون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا اقلیم تاجدار
خوش ہو گیا عمرو نے کہا ذرا کنارے چلیے اِس عورت کے جو عیب و ہنر ہین وہ کہدون
کہ آپ آگاہ رہین یہ عورت بڑی بد مزاج ہی ہر وقت وصل اِسکی خوشامد کرنا اقلیم تاجدار
کو کنارے لاکر حباب مار کر بیہوش کیا تاج وغیرہ اُسکا لیا اُسیکی شکل بنکر باہر نکلے اور
سوارون سے کہا جلد جاؤ ایک محافۂ زرین لیکر آؤ مگر دیر نہ لگانا تم سبکو نہال کر دونگا
آج مین نے صحرا مین دولت لونہین پائی سوار گھوڑے اُڑاتے ہوے چلے کہ جا کر
محافہ لائین عمرو ملکہ کو لیکر بیٹھا تھا پھر سوچا کہ اِسکو زنبیل مین رکھ لون ملکہ سے کہا
ذرا تم تو اِس بٹوے کی سیر کرو ملکہ جھک کر بٹوے کی سیر کرنے لگی عمرو نے ملکہ کو
زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی ملکہ زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزین دوڑین کہ
اِسکو ستائین عمرو نے آواز دی خبردار اِسکو بہ اعزاز و اکرام رکھنا یہ ہمارے
آقا کے سردار کی معشوقہ ہی کنیزون نے ہاتھون ہاتھ سوسن کو لاکر ایک قصر
مین بٹھایا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئین کہنے لگین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین سوسن
حیران ہی کہ مین کہان پہونچ گئی خاموش بیٹھی ہی کسیکی بات کا جواب نہین دیتی

اس شراب نے بڑا نشہ کیا حقیقت مین خداوند آئے ہین اور مجھے بلاتے ہین عمرو نے کہا تم بھی بلا لو ذرہ اُٹھکر استقبال کرو محال جادو گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ملکہ نے ہاتھ خواجہ کے چوم لیے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا سر برندہ جادوگران وریش تراشندہ کافران میرا لقب ہے عمرو نے چاہا ملکہ کو ساتھ لون اور نکل چلون مرنے کی محال کے جو آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من محال جادو بود پہلو سے آواز آئی کہ ارے تو کون ہے کہ محال کو مارا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا آتے ہی اُسنے سحر کیا عمرو کے پانؤن زمین نے پکڑ لیے لاشہ جو محال کا دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کمال جادو اِسکا نام ہے محال کا چھوٹا بھائی ہے کہنے لگا او ظالم تو نے میرے بھائی کو مارا اب مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ نہ موڑونگا عمرو نے کہا کمال تمھارا نام ہے تم اپنے کمال مین یکتا ہو کچھ اپنا کمال دکھاؤ ورنہ ابھی ہمارا کمال دیکھو ہمتو تمھارے کمال کے مشتاق ہین ابھی یہ بٹوا جو ہمارے گلے مین پڑا ہے اسمین بہت سا مال رکھا ہے جسقدر چاہو مجھسے لے لو مگر مجھکو معاف کرو مین نے تمھارے بھائی کو نہین مارا اِس عورت نے تمھارے بھائی کو مارا ہے تم اسکو بھی لیجاؤ جاکر عیش کرو ملکہ یہ سنکر رونے لگی عمرو نے اِشارہ کیا کہ خاموش رہو کمال قریب عمرو کے آیا کہا یہ بٹوا مختصر ہے عمرو نے کہا میرے پانؤن رہا کر دیجیے پھر بٹوے کو ملاحظہ کیجیے کمال نے عمرو کے پانؤن کھولے عمرو نے زنبیل کو کھولا کمال نے جھک کر دیکھا تو ایک مجمع عظیم نظر آیا مال جابجا انبار ہے عمرو نے منڈھی نکالی اپنے اوپر اوڑھ لی اب کمال نے دیکھا کہ وہ بڈھا اور عورت دونون ایک خیمے مین بیٹھے ہین کمال نے کہا او بڈھے یہ خیمہ کہان سے لایا عمرو نے گالیان دینا شروع کین کمال بڑھا کہ ٹانگ پکڑ کے کھینچ لون جیسے ہی طناب پہ ہاتھ رکھا ڈھی مین لٹک گیا عمرو نے سوا نکالکر پیشانی پر مارا اور نیچے آگ روشن کر دی بھیجا کمال کا نکلنے لگا تڑپنے لگا مگر خواجہ کب مانتے ہین کہا میرا کمال دیکھا یہ کہکر ایک گرگا زنبیل سے نکالا گرگا جو گھبرا کر نکلا

کہا بڑے میان صاحب مین نے ایک جادوگر کو مار کر اِسکو لیا ہی یہ مجھکو نہین قبول کرنی
مین گلدستہ بنا رہا ہون کہ اِسکو سُنگھا دون یہ مجھپر عاشق ہوجائیگی بڈھے نے کہا یہ کام
ہمارا ہی کہ ناراض کو راضی کردین سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا جو خواہان ہوا
اُسکے پاس پہونچا یا آپ ایسا جوان اور عورت نہ قبول کرے یہ بڑے بڑے ہاتھ
پانوٗن اور کالی کالی صورت اِسپر کون نہ مائل ہوگا آپ ہٹ جائیے مین ابھی اِسکو
راضی کیے دیتا ہون محال جادو ہٹا خواجہ نے پوچھا اے ملکۂ عالم تمھارا نام نامی
کیا ہی ملکہ نے رو کر کہا مجھکو سوسن نثر زبان کہتے ہین اول مین مجھکو شتاب جادو
اُٹھا کر لایا تھا اِسنے اُسکو مار ڈالا اب یہ دشمن وصل کا خواہان ہی اور مین معشوقۂ تمکین
تاجدار ہون یقین ہی کہ صاحبقران زمان میرے واسطے کوشش کرین کسکی مجال ہی
کہ مجھپر دست انداز ہوسکے خواجہ نے اپنا نام بتایا کہا اے ملکۂ عالم اِس ساحر سے کہدو
کہ مین خود تجھپر مرتی ہون بڑے میان نے ٹھیک ٹھیک سمجھا دیا تیری بدعت سے
مجھکو انکار تھا اب تو راہ پر آیا تجھکو کبھو نکر نہ قبول کرونگی مین ابھی اِسکو مار لونگا ملکہ نے
کہا خواجہ یہ میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ نے کہا میرے کہنے پر تو تم اِسکا پاس
کرو مین ابھی اِسکو مارے لیتا ہون شاید صاحبقران سے ذکر سنا ہو مین عمرو ہون
تمھاری فکر مین نکلا ہون اب کیا یہ بچ سکتا ہی ملکہ سر جُھکا کر خاموش ہوئین خواجہ نے
آواز دی کہ اے محال جادو عجب بے وقوف ہو وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی تمھاری
بدعت سے بیزار تھی لیکن شراب لاؤ نشے مین لطف ہوگا محال جادو یہ سنکر دوڑا
بھٹی سے شراب لایا کہا لو بڑے میان یہ شراب حاضر ہی مجھکو بھی پلانا عمرو نے کہا
تمکو نہ پلاؤنگا تو کسے پلاؤنگا عمرو نے جام بھر کر لبریز کیا چند اشعار پڑھکر پکارا اُٹھے
یہ جام موجود ہی اِسکا انجام بُرا ہی اے محال جادو اِسکو پی جاؤ تمکو یہ معلوم ہوگا کہ
صحبت خداوند مین بیٹھے ہو محال نے خوشی خوشی وہ جام لیا کہتا ہی اِس معشوقہ کو تو
پلاؤ عمرو نے کہا تم مشقت کروگے اِسوجہ سے پینا ضرور ہی دیکھتا ہون کہ آنکھون
مین سرور ہی محال جادو نے وہ جام لیکر پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہی میان گوتے صاحب

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہی لیکن محال جادو نے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنا رہا ہی کہتا ہی ای ملکۂ عالم یہی سنگھا دونگا مثل بھیرے مجھپر مائل ہو جاؤگی ملکہ بیقرار ہی خدا سے دعائیں کر رہی ہی کہ ای رب دوسرا ای خالق یکتا اِس ظالم کی بدعت سے بچائے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی محال نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک گویا پیر زمین گیر کمر میں خم ڈھول گلے میں پڑا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا تانیں لگاتا ہوا چلا آتا ہی

نظم

کہتی ہی باد صبا آکے یہ میخواروں سے
مژدۂ موسم گل لائی ہوں گلزاروں سے

لاکھ پوچھے کوئی لیکن نہ کہوں عشق کا راز
ہوں وہ دیوانہ کہ بہتر ہی نہیں ہشیاروں سے

ہیں ضرور ابروِ خمدار کا بوسہ لونگا
گو مجھے آج وہ ٹکڑے کرنے تلواروں سے

گل تر شاخ سے مرجھا کے چمن میں جو گرے
بلبلیں جھک کے اٹھانے لگیں منقاروں سے

مجھکو خالق نے قناعت کی وہ دولت دی ہی
ہوں غنی کام نہیں ہی مجھے زرداروں سے

اقربا جتنے ہیں رکھتے ہیں یہ عقرب کا خواص
ہاں کچھ امید بھلائی کی ہی تو یاروں سے

ناز کیوں کرتے ہو معلوم ہوئی قیمت حسن
پوچھ آیا ہوں میں یوسف کے خریداروں سے

جگر و دل تو ہیں کیا جان تصدق کرتے
تم ذرا بھی جو وفا کرتے وفاداروں سے

ناحق ای برہمنو بت کو خدا کہتے ہو
مشکیں محشر میں کسی جائینگی زناروں سے

تیری مسجد میں یہ کثرت نہیں دیکھی واعظ
میکدہ روز بھرا رہتا ہی میخواروں سے

تندرستوں کا بھلا کاہیکو پوچھوگے مزاج
ہو مسیحا تمھیں مہلت نہیں بیماروں سے

غل مچائیں نہ گلستاں میں عنادل اتنا
نکل آئیں نہ کلیجے کہیں منقاروں سے

منفعل ہو کے جو رو دئے تو بجھی ساری آگ
سرد بازار جہنم ہی گنہگاروں سے

پاؤں پھیلا دیا اور کھینچ لیا سطوت ہاتھ
ہو نہیں قانع مجھے مطلب نہیں زرداروں سے

محال جادو نے جو اُس گویے کو دیکھا حیران ہو گیا کہ ایسا نحیف وضعیف مگر کیا خوش آواز ہی آواز میں سوز وگداز ہی پکار کر آواز دی بڑے میاں صاحب اِدھر آؤ بڑے میاں قریب آئے کہا گستیاں یہ عورت کون ہی اور کیوں رو رہی ہی محال نے

کلام کر رہا ہی خیال مین گذرا کہ اِس ساحر کو مارو ن اور اِس معشوقہ کو چھین لون قریب آکر للکارا کہ او بیحیا یہ معشوقہ حور مثال تیرے لایق ہی اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہی تو مجھے حوالے کر دے تو صحرا کا راستہ لے شتاب نے کہا او کر یہ منظر یہ معشوقہ کیا تیرے لایق ہی آپس مین تکرار ہونے لگی اُس ساحر کا محال جادو نام تھا گولہ نکالکر شتاب پر مارا شتاب نے گولہ کاٹا ملکہ دیکھکر ڈر رہی ہی کہتی ہی کہ دیکھون اب یا تقدیر مجھکو دکھاتی ہی اور کیا صورت نظر آتی ہی محال جادو نے دو چار سحر کیے آخر کار دھبوہ سے نکالی خون اپنا لگا کر کھینچ ماری شتاب نے ہر چند چاہا بچون مگر اُس کارد سے کب بچتا ہی سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری جب شتاب مرا تو محال قریب آیا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل عاشقان مین نے تمھارے واسطے یہ کام کیا اب مجھکو قبول کرو ورنہ جبر کرونگا سحر کرونگا کہ تمھارا دل اُلٹ جاے اور میرا وصل قبول کرو مین مثل اِس بیحیا کے نہین ہون مجھکو سب طرح کا اختیار ہی ملکہ رونے لگی کہتی ہی کہ ای محال اگر جان لینا منظور ہی تو ایک کارد مجھے بھی مار دے مگر عصمت کا نام نہ لے جو مجھکو منظور تھا وہ ہو گیا اب صرف جان دینا ہی وہ تجھے اختیار ہی یہ ساحر بے حیا مجھپر بدعت کرتا تھا اُسکا انجام پایا اب تم عصمت بگاڑنے پر آمادہ ہو یہ وردگار حاکم و ناظم ہی شاید کوئی صورت پیدا کرے کہ وہ حافظ حقیقی و مالک تحقیقی ہی

نظم

رونما بد آفتاب و ماہتاب	پیش لمعان رُخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو	میشود پیدا بہ عالم اِنقلاب
باد و آتش جلوہ ذات تو اند	مظہر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنی اندوہ دور	می بری از دل تو رنج و اضطراب
حامی و ہمدم بہ خیر و شر توئی	حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
بار دیگر بر در دیگر نہ رفت	شد بہ دربار تو ہر کس فیضیاب
نیکی حاصل از تو نیکو کار را	بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست سو گردن کشد از حکم تو	یا بہ تندی دم زند وقت خطاب

یہ ذکر ہو رہا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین صاحبقران کو جابجا تلاش کیا یہان پتہ ملا آکر امیر کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر کہا اے آقاے نامدار اہل لشکر آپ کے لیے تڑپ رہے ہین مین تلاش کرتا ہوا یہان پہونچا امیر نے فرمایا خواجہ ایک مشکل درپیش ہی جو مانگو گے وہ ملیگا ملکہ سوسن تر زبان معشوقہ تمکین تاجدار کو ایک ساحر لے گیا ہی اُسکی تلاش کرو عمرو نے اُسیوقت بانہاے عیاری ذات پر لگاے تلاش مین ملکہ کی چلے صحرا وکوہ و دشت وبیابان کو چھانتے ہوے جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ افریق جادو مالک کوہ افریقیہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اِسکو خبر ملی کہ ملکہ سوسن تر زبان کی شادی تمکین تاجدار کے ساتھ ہوگئی اِسکو سنکر بڑا صدمہ ہوا جھلا کر ایک ساحر سے کہا کہ جاکر سوسن تر زبان کو لے آؤ مین اُس سے وصل حاصل کرونگا شتاب جادو آیا ملکہ کو اُٹھا لیگیا راہ مین جو جمال دیکھا خود عاشق ہوگیا ایک پہاڑ پر آکر ملکہ کو ہوشیار کیا کہا اے ملکۂ عالم تمکو افریق جادو نے طلب کیا ہی مین نے جو تمکو دیکھا دل سے عاشق ہون مجھکو قبول کرو مین تمکو طلسم سے نکال لیچلونگا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا اے شتاب جادو کیون دیوانہ ہوا ہی میری شادی تمکین سے ہوچکی جو تقدیر مین تھا وہ ہوا صاحبقران زمان کہ بڑی بڑی شاہزادیان اُنپر عاشق ہین مگر مین نے تمکین ہی کا خیال رکھا تیرا جہان چاہے لیچل تیرے بس مین ہون جو چاہے کر مگر عصمت کا نام نہ لے ورنہ اپنی جان دونگی تیرے کیا ہاتھ آئیگا آخر مین پچھتائیگا شتاب جادو سوچنے لگا کہ کیا کرون اگر افریق کے پاس لیجاؤنگا وہ قبضہ کریگا لیکر اِسکو نکل چلون کسی بادشاہ کی نوکری کرونگا جس بادشاہ کے پاس جاؤنگا وہ قدر کریگا وہین اِس معشوقہ کو رکھونگا یہ سوچکر پھر لے اُڑا گھڑی بھر کامل اُڑا کیا جب بازوون مین طاقت نہ رہی تو ایک صحرا مین اُترا کہنے لگا اے سوسن ذرا مُنھ سے بولو اپنی زبان شگفتہ سے کلام کرو ملکہ کچھ جواب نہین دیتی خاموش اپنے حال پر روتی ہی شتاب منتین کر رہا ہی کہتا ہی مین اب تمکو غیر اقلیم مین لیے چلتا ہون کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر مہیب بہ شکل عجیب وغریب پیدا ہوا آتے ہی دیکھا کہ ایک ساحر ایک معشوقہ سے

جسم پر پٹیان چڑھائین تمکین تاجدار کا علاج کیا ملکہ سوسن برائے رفع حاجت جو اُٹھی کنیزین دروازے پر خیمے کے موجود تھین ملکہ بیت الخلا مین آئی کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا سوسن کو اُٹھا لیگیا سوسن نے تڑپ کے آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے جو آواز سوسن کی سُنی بیقرار ہو کر دوڑے آکر دیکھا ایک ساحر سوسن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے جبتک تیر و کمان کو اُٹھایا وہ ساحر ملکہ کو لیکر غائب ہو گیا تمکین تاجدار جو اِس مضمون سے آگاہ ہوا بیقرار ہو کر گر پڑا اور غش آگیا صاحبقران نے سر تمکین کا زانو پر رکھا فرمایا اے فرزند آنکھین کھولو مین تمھاری معشوقہ کو تلاش کرونگا صاحبقران یہ فرما رہے ہین تمکین تاجدار بہوشی مین آنکھین کھولتا ہی پھر بند کر لیتا ہی کبھی کہتا ہی اے شہریار معشوقہ نے میری محبت مین بڑے صدمے اُٹھائے باپ اِسکا گرفتار کر لیگیا کوڑے مارا مگر کیا ثابت قدم کوے محبت تھی کہ ایسے جلاد کے سامنے بھی اپنی کہے گئی۔ نہین معلوم یہ ساحر کہان سے آیا کہ اُسکو اُٹھا کر لیگیا کاشکے مجھکو لیجاتا میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

کیا جنون مین چاہیے ہی مجھ پریشا نکے لیے
خوشنما اُسکے رُخ رنگین مین ہی چاہ ذقن
جیسے آکر آپ کے کوچے کی دیکھی ہی بہار
روز آتا ہی مرے دل مین خیال روے یار
دشت گردی کے لیے ہین پانوٗن میرے اے جنون
لیجیے میرا دل صد چاک حاضر ہی حضور
اب مری یون روز ہوتی ہی رسائی اُستاںک
جان ہم حاضر کرین آیا ہی دل مین عشق یار
فصل گل مین قید سے لڑ کے چھڑا ئینگے مجھے
عشق بازی مین مجھے دو دل عطا کر یا خدا
کربلا کے شوق مین سطوت تڑپتا ہون کمال

گرد کی چادر ہی کافی جسم عریان کے لیے
چاہیے ایسا کنوان ایسے گلستان کے لیے
بلبلین جاتی نہین سیر گلستان کے لیے
خوب یہ مہمان سرا ہی ایسے مہمان کے لیے
ہاتھ ہین یہ چاکِ دامان و گریبان کے لیے
چاہیے شانہ اگر زلف پریشان کے لیے
اِک نہ اِک تحفہ مین لیجاتا ہون دربان کے لیے
کچھ ضیافت چاہیے ہی ایسے مہمان کے لیے
ہاتھ تھین تیغ لیے ہین قفل زندان کے لیے
ایک حسرت کے لیے ہو ایک ارمان کے لیے
دل ہی مضطر روضۂ شاہ شہیدان کے لیے

ہوے دیکھا تمام زرہ جسم کا بھول گئی عرض کرتی تھی اے کریم و رحیم تونے اپنا فضل شریک
کیا کہ مین نے اپنے شوہر کو زندہ دیکھا مگر امیر باتوقیر کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائے
تمکین لڑتا ہوا قریب نخل کے پہونچا تلوار سے کمندین کاٹین ملکہ کو اپنے گھوڑے پر ڈالا
لڑتا بھڑتا چلا لوگون نے غل مچاکر شمشاد سے کہا شمشاد پلٹا کہ بڑھکر تمکین کو روکون
تمکین نے پکار کر آواز دی اے شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائیے امیر نے
پلٹ کر دیکھا کہ تمکین تاجدار نے معشوقہ کو رہا کرلیا ہی گھوڑے پر سوار کیے جاتا
ہی شمشاد للکارتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی بڑھکر بیٹی کو چھین لون اور تمکین کو قتل کرون
ساتھ والون سے کہتا ہی بڑے افسوس کی بات ہی اگر جانتا کہ یہ زندہ ہی تو ایک ہاتھ
اور مار دیتا مقام افسوس ہی کہ یہ ظالم زندہ رہے اور میری بیٹی کو لیجائے امیر اشقر
اڑا کر اسطور سے سامنے آئے کہ تمکین تاجدار کو پشت پر لیا آپ مقابلے مین
شمشاد کے پہونچے شمشاد نے نیزہ مارا امیر نے فرمایا اے شمشاد سب حسرتین تو
نکال لے کوئی حربہ نہ باقی رہے کہ دل مین تیرے حوصلہ باقی رہجاے نیزہ شمشاد کا
نیزے پر روکا اتنے عرصے مین الماس تاجدار بھی فوج کو لیکر آگیا فوج سے فوج
لڑرہی ہی گھمسان کی تلوار چل رہی ہی شمشاد و صاحبقران سے نیزہ چل رہا ہی چالیس
طعن آپس مین ردوبدل ہوے امیر نے اکتالیسوین طعن پر نیزہ شمشاد گرد کا
گانٹھا گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ شمشاد کا ہوائی ہوا شمشاد نے تلوار کھینچی امیر نے
فرمایا اے شمشاد گرز زنی رہی جاتی ہی شمشاد نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا
قربوس زین سے گرز اٹھایا خبردار خبردار کہکے گرز مارا امیر نے تھپکی ماردی
کہ گرز اسکا زمین پر گرکے پیوند خاک ہوا تب اسنے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ
مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ ماردیا
کہ شمشاد گرد کے دو ٹکڑے ہوے شمشاد کا مارے جانا کہ فوج بیدل ہوئی اور
بھاگنے لگی بعض نے چادر ہلائی صاحبقران نے تلوار روکی اہل فوج شمشاد
مسلمان ہوے امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے تمکین کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سوز کے

رباعی تو آن رفیع مکانی که ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چه احتیاج
بہ پیش تو حال دل گفتن + که حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + ملکہ چنین بار رہی ہی
صاحبقران در باغ پر پہونچ چکے ہین ملکہ کے پکارنے کی جو آواز سنی اندر باغ کے
گھسے شمشاد گرد نے پلٹ کر دیکھا کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا سامنے
سے صاحبقران زمان نعرے کرتے ہوئے آتے ہین ملکہ نے جو امیر کو دیکھا پکار کر
آواز دی ای شہریار اِس کنیز کا اِس ظالم نے یہ حال کیا ہی امیر نے جو سوسن کو دریاے
خون مین نہاے ہوے دیکھا آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرّا گیا للکارے
کہ او نامرد عورت پر کیا غصہ کرتا ہی میرے پاس تو آ اور آواز دی ای فرزند تم نہ گھبرانا
اِسکی قضا لیکر آئی ہی مین کیا اِسکو زندہ چھوڑونگا اِدھر سے شمشاد گرد چلا دروازے
پر اہالی فوج نے دیکھا تھا کہ صاحبقران باغ مین گئے ہین وہ بھی ہنگامہ سنکر اندر
گھس آئے شمشاد نے اِشارہ کیا ہان صاحبو گھیر کر حمزہ کو مار لو اِنکو اپنی جرأت کا
بڑا دعوی ہی سب بلوہ کر کے صاحبقران پر چلے امیر نعرہ کر کے اُن سب سے لڑنے
لگے شمشاد گرد نے دور سے دیکھا کہ امیر کو بڑا غصہ ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے
چاہتے ہین اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر اہل فوج روکے ہوے ہین آگے
نہین بڑھنے دیتے کئی پلٹنین رسالے باغ مین آگئے ہر طرف سے صاحبقران پر حربے
پڑ رہے ہین مگر صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے زور و شور سے لڑ رہے ہین دریاے
خون جاری ہی صدہا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر تمکین تاجدار کو ہرکارون نے
جب یہ خبر دی کہ صاحبقران اکیلے طرف باغ لالہ زار کے گئے عرصہ ہوا پلٹ کر نہین
آئے معلوم ہوتا ہی کہ شمشاد گرد سے لڑائی پڑی فوراً نہ ٹھہرا رہی مین اُٹھا پشت مرکب
پر سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ملکہ بہ نگاہ یاس امیر
کو دیکھ رہی ہی ہر وار پر عرض کرتی جاتی ہی ای شہریار اپنے کو بچائیے پشت سے اُس
گبر نے نیزہ مارا پہلو سے تلوار چلی تمکین نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا نعرہ کر کے
اُکر اڑنے لگا نعرے کی جو تمکین کے آواز بلند ہوئی اور ملکہ نے تمکین کو جو لڑتے

ساتھہ کرتا اب مارے کوڑون کے مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا سوسن نے کہا اے پدر
عالی مقدار مین خالی بات کرنے کی گنہگار ہون دامن عصمت مین دھبہ نہین آنے دیا ہی
آپ نے اُس بیگناہ کو مارا بہت بُرا کیا شمشاد نے ایک کوڑا مارا استرا اٹے خون کے
اڑنے لگے تمام جسم گلنار ہوگیا جب تو سوسن بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق
بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر امیر کو پہونچا نظم

از وجود بے وجودی گشت اظہار وجود	شد عیان از پردہ اسرار اسرار وجود
جلوہ جان ہم بچشم باطنش جلوہ دہد	ہر کسے کاز دیدہ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پرتو فگن	شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان را شد بہ باغ دہر عطر آگین دماغ	چون شد از گلہاے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدارد مکان آن دلربا	خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

مگر صاحبقران زمان جو سوکر اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلے فرماتے
ہوے کہ تمکین تاجدار نے کچھ خبر نہین دی کہ طلاے پر کیا گذری کہ چند خدمتگار
تمکین کے روتے ہوے آئے عرض کی اے شہریار شمشاد گرد بارگاہ مین تمکین کی
گھس آیا بیٹی کو پکڑ لیگیا تمکین کو مار ڈالا صاحبقران روتے ہوے بارگاہ تمکین مین
آئے دیکھا تمکین کا سر اور شانہ زخمی بیہوش پڑا ہی صاحبقران نے تمکین کو اُٹھایا
زخمون مین ٹانکے دیے تمکین نے آنکھ کھولکر کہا آقاے نامدار مین تو زندہ ہون
مگر آپ کی کنیز کو لیگیا نہین معلوم اُسکے ساتھہ کیا کرے صاحبقران روتے ہوے
باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے خدمتگارون سے پوچھا کہ شمشاد گرد اپنی بیٹی
کو لیکر کس جانب گیا خدمتگارون نے عرض کی حضور باغ لالہ زار کے راستے پر
گیا ہی صاحبقران زمان گھوڑا دوڑا کر اُسی طرف چلے یہان وہ وقت ہی کہ شمشاد گرد
باغ مین پہونچ چکا ہی بیٹی کو اپنی نخل بستہ کرکے کوڑون سے تعزیر دیچکا ہی ملکہ گالیان
دے رہی ہی کہ او بے حیا جسطرح میرے عاشق کو مار ڈالا مجھکو بھی مار ڈال شمشاد
نے خنجر کھینچا ہی ہر مرتبہ بڑھتا ہی کہ سر کاٹ لون ملکہ تڑپ تڑپ کے پکار رہی ہی کہتی ہی

آرام دل مشتاقان اِس شب تیرہ و تار میں تم کہاں آئیں کہا ای تمکین تاجدار مجھکو معلوم
ہوا ہے تو صاحبقران کا رفیق ہوا لہذا میں نکل آئی میں سمجھ گئی کہ اب میرے باپ کا کوئی
زور نہ چلیگا صاحبقران جو کہتے ہیں وہی کرینگے کنارے پر لشکر کے تمکین تاجدار کی
بارگاہ تھی اُسمیں لاکر بٹھایا چار پہر رات خدمتگزاری میں مصروف رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران کے پاس آکر عرض کی ای شہریار اب آپ برائے مقابلہ نہ جائیں میں اپنی
معشوقہ کو پا گیا شب کو آپ کا نام سنکر وہ نکل آئی وہ بھی مجھپر عاشق ہی میں نے اپنی بارگاہ
میں جگہ دی صاحبقران یہ سنکر خاموش ہو رہے فرمایا بھئی مبارک ہو کہ معشوقہ تمھاری
تمکو ملگئی مگر شمشاد گرد جو سوار ہوا چند کنیزیں روتی ہوئی آئیں کہا ای شہریار ملکہ کا
پتہ نہیں شمشاد گرد نے جھلا کر اپنے عیار صبا رفتار سے حکم دیا دریافت تو کرو کہ ملکہ
کہاں ہی عیار پھرتا پھراتا تلاش ملکہ میں چلا قریب خیمۂ تمکین تاجدار کے پہونچا آنکھوں سے
اپنی دیکھا کہ ملکہ بہ اطمینان خیمۂ تمکین تاجدار میں بیٹھی ہیں عیار آیا شمشاد گرد غصے
میں بیٹھا کانپ رہا ہی کھانا بھی صبح سے نہیں کھایا کہ عیار نے آکر خبر دی کہ ملکۂ عالم پاس
تمکین تاجدار کے پہونچ گئیں شمشاد گرد اپنے مقام سے اُٹھا کہا دونوں کا سر
لاتا ہوں گینڈا اُڑاتا ہوا چلا دربار گاہ تمکین پر پہونچا گینڈے سے کود کر اندر آیا اِدھر
تمکین تاجدار نے جو شمشاد گرد کو دیکھا تلوار کھینچکر دوڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
مگر شمشاد گرد حقیقت میں بڑا سپاہی ہی وار اِسکے روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سر تمکین
کا زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اِسکا شانہ بھی زخمی ہوا تمکین تو زمین پر گر کر بیہوش
ہو گیا شمشاد گرد سمجھا کہ یہ مارا گیا طرف بیٹی کے جھپٹا وہ بے دست و پا سر جھکا کے
بیٹھ گئی شمشاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا دو چار تماچے مارے کھینچتا ہوا باہر لایا گینڈے پر
ڈال کر لے چلا ملازموں نے چاہا روکیں مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا شمشاد تیغۂ برہنہ
ہاتھ میں لیے بیٹی کو گینڈے پر ڈالے ہوئے باغ میں آیا ملکہ کو نخل سے باندھا
کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا تھا کیوں او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے میرے نام میں
فرق ڈالا مجھکو بد نام کیا میں حمزہ سے لڑتا اگر زیر ہو جاتا تو تیری شادی تمکین کے

آیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو اب تم سب کو اختیار ہی چلی جاؤ مگر گیتی افروز کو میرے حوالے کرو اب مجھے تاب فراق نہین ہی وہان سے تیر پڑنے لگے کئی ہزار جوان ایرج کے کام آئے ایرج نے خود مرکب بڑھایا طرف پہاڑ کے چلا تیر پڑنے لگے مگر ایرج اُن تیرون کو کب مانتا ہی قلم کرتا ہوا چلا قریب درۂ کوہ کے پہونچا ملکہ گردیہ بانو کو چند کنیزون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان آ پہونچا سپر شمشیر لیکر اُٹھین ہر چند شاہزادیون نے روکا مگر یہ کب مانتی ہین فورًا ہی جا پڑین اول ایرج سے نیزہ چلا نیزہ ایرج نوجوان کا توڑ ڈالا مگر جب ہاتھ تلوار کا مارا تو گھوڑے نے سکندری کھائی ایرج نے ہاتھ مار کر زخمی کیا بعد اِنکے ملکہ زُبیدہ نکلین یہ بھی زخمی ہوئین اب ایرج نوجوان نے چاہا کہ درے مین گُھس جاؤن کہ لشکر سے ایرج کے فریاد و فریاد کی آواز آئی پلٹ کر ایرج نے دیکھا کہ نقابدار پلنگینہ پوش لشکر پر گرا ہی میری فوج کو قتل کر رہا ہی ایرج کو بہت غصہ آیا للکار کر آواز دی او نقابدار تو اکثر آیا مگر میرے ہاتھ سے بچ گیا آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا نقابدار نے تلوار کا ہاتھ چمکا کر مار دیا ایرج زخمی ہو کر پلٹا نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب درۂ کوہ کے آیا شاہزادیون سے عرض کی آپ لوگ قلعے مین جائین آپ لوگون نے آج نام ہی مٹایا آج کل ایرج کا زمانہ ہی زورون پر چڑھا ہوا ہی سب شاہزادیون کو نقابدار نے سوار کرایا ایرج نے اپنے لشکر سے دیکھا کہ نقابدار نے سب بی بیون کو قلعے مین پہونچا دیا جب سب قلعے مین داخل ہو گئین تب نقابدار روانہ ہوا یہ حکایت سُنکر سوسن نے آہ کی کہا اگر وہ صاحبقران ہین تو باپ میرا مغلوب ہوگا کنارے آکر لباس شب روی ذات پر آراستہ کیا نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی بادبان پر سوار ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہان طلایۂ لشکر صاحبقران تمکین تاجدار دورے رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہی گھوڑے کو بڑھا کر آواز دی اِس شب تیرہ و تار مین کون آتا ہی ملکہ نے آواز دی کہ ای تمکین تاجدار ذرا میرے قریب آؤ جب تمکین قریب پہونچا تو ملکہ نے نقاب چہرے سے اُٹھا دی قریب تھا کہ تمکین بیہوش ہو کر گرے مگر اپنے کو سنبھالکر پوچھا کہ ای جان جہان دای

جاکر کہا صاحبقران نے فرمایا آنے دو شمشاد گرد اندر پہونچا صاحبقران کو سلام کرکے بیٹھا کہا اے شہریار آپ میرے مقابلے مین آئے ہین تمکین تاجدار آپ کو لایا ہی امیر نے فرمایا منظور تو یہی ہی کہ تجھسے مقابلہ کرین جسکو پروردگار فتح دے تمکین شمشاد گرد کو دیکھکر کانپنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے تمکین تاجدار کیون اسقدر خائف ہوتا ہی اُس نے بڑھکر عرض کی اِسکے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خوف دل مین سمایا ہوا ہی شمشاد گرد نے ہاتھ بڑھایا کہا یا صاحبقران پہلے مجھسے پنجہ کیجیے امیر نے بخوف ہاتھ بڑھا دیا شمشاد گرد نے پنجہ گانٹھا کیسے کیسے زور کیے کہ چہرہ سرخ ہوگیا تھک کر کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون صاحبقران نے ایک کچی ماردی کہ اُنگلی شمشاد گرد کی ٹوٹ گئی قریب تھا کہ شمشاد گرد کو غش آجاے اپنے کو بمشکل روکا صاحبقران نے فرمایا اے شمشاد گرد اب کیا ارادہ ہی شمشاد نے کہا سر میدان سمجھونگا پنجے کا زور عادت پر موقوف ہی اسکو عادت ہی مجھکو عادت نہین یہ کہکے شمشاد گرد اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا طبل جنگی بجوادیا مگر دختر شمشاد گرد سوسن نغز زبان محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپ کا عاشق تمکین تاجدار کوہ ہیہات سے چھوٹا صاحبقران کو لیکر آیا ہی آپ کے والد گئے تھے پنجے مین مغلوب ہوے اب طبل جنگی بجوایا ہی سر میدان مقابلہ ہوگا سوسن نے جو یہ معاملہ سُنا کنیزون سے پوچھا صاحبقران کون شخص ہین کنیزون نے کہا کہ شوہر گردیہ بالنوید رزمیدہ شیرگیر یہ وہ عورتین ہین جنھون نے ایرج نوجوان پر شبخون مارا اور زخمی کرکے پکڑ لیا اور اپنے پر ڈال لیا لیکر طرف قلعے کے چلی تھین کہ طرماس پہونچا اُسنے جاکر وہ شمشیر زنی کی کہ شاہزادیان متفرق ہوگئین طرماس نے ایرج کو رہا کیا مگر شاہزادیان جو چلین شب کا وقت تھا راستہ بھول کر کوہ دوشاخ پر پہونچین پہاڑ کو دیکھکر اُسی درے مین داخل ہوئین مگر ایرج جو پلٹ کر آیا شاپور کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون تھے شاپور بلاے روزگار تھا عیاری کرکے درۂ کوہ مین پہونچا سب شاہزادیون کو دیکھا آکر ایرج کو خبر دی کہ کل زوجات امیر نے آپ پر شبخون مارا ہی اب وہ کوہ دوشاخ مین چھپی ہین ایرج یہ سُنکر سوار ہوا سامنے کوہ کے ۲۷

جنون کا زور ہی ایسا اگر دبتا ہون مین جھٹکا — تو ٹکڑے ٹکڑے ہیں پانون کی زنجیر ہوتی ہی
مرے پر درد نالے سُنکے پتھر تک پگھلتے ہین — مگر دلبر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی
مین یون حیرت زدہ ہون سامنے اُس بُت کی محفل مین — کہ جیسے سامنے تصویر کے تصویر ہوتی ہی
بناتے ہین اِدھر اِک میکدہ ہم رندای سطوت — اُدھر زاہد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

جام ارغوانی گردش مین ہی صدا ے ہوشنا ہوش ونوشنا نوش جو بلند ہوئی شمشاد اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اُسنے جو یہ ہنگامہ سُنا آوازہ دی ارے یہ کون بے ادب ہی جو ہمارے صحرا مین جشن کر رہا ہی ہرکارون کو اِشارہ کیا مفصل خبر لاؤ کہ یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی اے شہریار تمکین تاجدار طلسم کشا کو ساتھ لیکر آپ کے مقابلے کو آیا ہی اُنھین کی بارگاہ مین یہ جلسہ آراستہ ہی یہ سُنکر شمشاد گرد اپنے مقام سے اُٹھا سلاح جسم پہ آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہو کر چلا لشکر مین امیر کے سیر کرتا ہوا آیا دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین کوئی سپاہی ڈنڈ پیل رہا ہی کوئی مگدر ہلا رہا ہی کہین پٹا ہلایا جاتا ہی کہین لکڑی کی کسرت ہو رہی ہی کسبیان اپنے اپنے خیمون مین بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی تماشہ بین بھی بیٹھے ہین گانا سُن رہے ہین کسی نے روپیہ دیا کسی نے دو روپے دیے سازندے خوشی مین پھولے سماتون سُر بھولے ساز رکھکر روپے اُٹھانے لگے نائکہ جی پاندان کھولے ہوے بیٹھی ہین سبکو پان لگا کر دے رہی ہین سب سے سُرخ رو بن رہی ہین پوچھتی ہین کیون صاحب آپ کا مزاج کیسا ہی کسی سے کہا اجی کمیدان صاحب آپ دو دن سے کہان تھے جو نہین آئے اُن لوگون نے جواب دیا خانم صاحب بوجہ لڑائی کے چھُٹی نہ ملی مگر بے تمھارے یہان کے آئے چین نہین پڑتا دوسری جانب شمشاد گرد نے دیکھا دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین بزازون کی دوکانین کھُلی ہین دلالون کی بول چال لشکر آباد رعایا دلشاد شمشاد گرد دیکھتا ہوا در بارگاہ امیر پر پہونچا دیکھا درگہ سالار بیٹھا ہی اُسنے روکا کہ ٹھہر جائیے جو کہیے وہ خبر کرین شمشاد نے کہا صاحبقران سے کہدو کہ آپ کے مقابلے کو شمشاد گرد آیا ہی درگہ سالار نے

یہان سے بارہ کوس پر ایک کوہ تمکین ہی ہین وہانکا حاکم و ناظم ہون براے شکار نکلا تھا ایک معشوق پریچہرہ سے مقابل ہوا اُسنے چاہا نکل جاؤن مگر مین نے اُسے گھبرا باگ مرکب کی تھام لی تب اُسنے کہا اے تمکین تاجدار مین دختر شمشاد گرد ہون کہ جو پہلوان یگانہ ہی پہلے آکر اُس سے مقابلہ کرو اگر اُسپر غالب ہونا تو مجھسے پیغام وصل کرنا مین اُسی جوش و خروش مین براے مقابلہ شمشاد گرد گیا جانبین سے طبل جنگی بجے مگر اُسنے میدان مین آکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی گینڈے کو اُٹھا کر میرے لشکر پر آپڑا جسطرف نکلا پہلوانون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا ساتھوالے لیکر بھاگے اُسی اثنا مین طرف سے اِس پہاڑ کے گذر ہوا ہیہات جادو نے مجھکو بھی قید کرلیا یاد مین اپنی معشوقہ کی رو رو یا کرتا ہون مگر ہیہات جادو رات کو آتی تھی اِنھین قیدیون سے مانوس ہوتی تھی جب کبھی میرے پاس آئی تو مین مانوس نہ ہوا اِسوجہ سے مجھپر بدعنین کرتی تھی اگرچہ حضور شمشاد گرد سے لڑسکین تو بڑا احسان ہی صاحبقران نے فرمایا اے تمکین تاجدار مین ضرور چلونگا اگر نہ غالب ہونگا تو جان دونگا اُن سب قیدیون کو ساتھ لیکر مع تمکین تاجدار صاحبقران طرف شمشاد گرد کے چلے کئی صحرا طے کر کے ایک صحراے ویران مین پہونچے تمکین نے عرض کی یہی صحرا ہی کہ وہ ظالم بصد جوش و خروش نکلتا ہی آپ لشکر اُتار دیجے وہ خبر سنکر آئیگا صاحبقران نے اُسی مقام پر لشکر اُتار دیا آکر داخل بارگاہ ہوے الماس تاجدار و آہن رباے خونخوار و تمکین تاجدار خدمت مین حاضر ہین نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

شب وصلت جو مین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی	موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
جو پوچھا اُسنے کیون ہر روز مشق تیر ہوتی ہی	کہا اِک یہ بھی تیرے قتل کی تدبیر ہوتی ہی
اِشارہ ہی کرینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجھکو	جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی ہی
تصور مین ترے اِسطرح چپکا بیٹھا رہتا ہون	مکان مین جسطرح ساکت کوئی تصویر ہوتی ہی
خدا محفوظ رکھے شر سے ظالم نے بلایا ہی	ہمارے اُسکے دیکھین آج کیا تقریر ہوتی ہی

نوجوان کو دیکھا کہ ایک گوشے مین بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ بآواز پڑھ رہا ہی

نظم

پہونچادے کوے یار تلک آہ رسا تو ہی — ای ضعف تار اشک بچا سے عصا تو ہی
نادم ہون وصف گیسوی جانان کیا تو ہی — دی ہی مثال مشک ختن سے خطا تو ہی
سینے پہ میرے آکے رکھا تمنے جیسے ہاتھ — ای جان درد دل مرا کچھ کم ہوا تو ہی
برگشتہ ہو گئے جو بُتان جہان تو کیا — مجھ بیکس و غریب کے سر پہ خدا تو ہی
رکھیگا اپنے پاس حفاظت سے ای صنم — مکر و دغا سے تونے مرا دل لیا تو ہی
اُسکی گلی کا گو مجھے ملتا نہین پتہ — جاونگا مین کہ عشق مرا رہنما تو ہی
وہ دل چُرا کے بولے کہ ہمنے نہین لیا — ہم سر جھکا کے چُپکے سے بولے لیا تو ہی
فرقت مین ہاے حال نہ کیا کیا ہوا مرا — تم دیکھنے نہ آئے کبھی یہ گلا تو ہی
مرنے کا میرے اُنسے کسی نے کیا جو ذکر — وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سُنا تو ہی
ہم آج قسمین دیکے اُسے گھر مین لائینگے — جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہی
لاتی ہی زاہدون کو یہ مکر و فریب مین — دنیاے پیر زال بھی اِک بیسوا تو ہی
گر ہی مسیح ہونے کا دعوی حضور کو — آکر جلائیے مرا مُردہ پڑا تو ہی
شکر خدا بشر کو بہر حال چاہیے — قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی
سمجھین گے ایک دن فلک کج مدار سے — گر آہین کارگر نہین تیر دعا تو ہی
گو اِسقدر مفید نہین حُسن کا خیال — درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سطوت عدو ہوا ہی جو اُلفت مین ہر صنم — ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

صاحبقران اُس جوان کے قریب آئے ہاتھ تھام کر بہ محبت فرمایا ای برادر ہوش مین آؤ اپنی کیفیت ہمکو سُناؤ تمہارا ابھی علاج کرینگے وہ جوان یہ سُنکر اُٹھا آنسو پونچھے عرض کرتا تھا قربان اِس وقت و ساعت کے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے ہین آج یہ مژدہ سُنا کئی برس اِسی آفت مین گذرے کہ مبتلا ہون یاد مین اُس محبوب کی رہ رہا ہون صاحبقران نے اُس جوان کو قید سے رہا کیا بیرون قصر لیکر آئے فرمایا ای برادر حال بیان کرو اور اپنے نام سے آگاہ کرو اُس جوان نے کہا ای شہریار تمکین تاجدار یہ ماجرا ہی

داخل ہوے اشقر دیو زاد الیاس مرکب زیر ران ہی اُس راہ سنگ لاخ کو طی کر رہا ہی ہر مقام پر ٹھوکرین کھاتا ہی مگر رہروی کر رہا ہی جب اُس درے کو امیر نے طی کیا تو صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا نخل ہاے خود رَو کی کیفیت نہرون کی عجب صورت کہ آب صاف و شفاف موج مار رہا ہی مچھلیان بڑی بڑی اُبھر کر بلند ہوتی ہین کہ برق چمک جاتی ہی صاحبقران اُس تماشے کو دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار یاقوت پوش صحرا مین آکر ٹھہرا لاف و گزاف کرنے لگا صاحبقران کا ارادہ ہوا کہ اُسکے مقابلے مین جاؤن کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی ایک نقابدار زعفران پوش پیدا ہوا یاقوت پوش سے آکر ہم نبرد ہوا ہاتھ سے یاقوت پوش کے زعفران پوش مارا گیا اہل فوج نے اُسکے جنازے کو اُٹھایا نقاب جو چہرے سے ہٹی امیر نے دیکھا کہ یہ تو ایک نازنین مہ جبین تھی نہایت ناگوار ہوا للکارے کہ او ظالم تو نے اِسکو کیون مارا یاقوت پوش نے آواز دی کہ مین تیرا بھی متلاشی ہون صاحبقران مقابلے مین جا پڑے یاقوت پوش نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ یاقوت پوش کا ہوائی کیا یاقوت پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو سامنے کر دیا جیسے ہی نقابدار نے لوح کو دیکھا گھوڑا پھیرا چاہا بھاگ جاؤن مگر صاحبقران کب جانے دیتے ہین چمک کر ہاتھ تلوار کا مارا یاقوت پوش کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت پوش کا مارے جانا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت پوش جادو بود بعد اِسکے سامنے سے ایک مرد نحیف و ضعیف کنجیان ہاتھ مین سامنے صاحبقران کے آیا کہا اے شہریار مبارک ہو کہ آپ نے سہہات جادو کو پہلے مارا اب یاقوت پوش آپ کے ہاتھ سے مارا گیا زندان کوہ سہیاتیہ مین جلیلے سب قیدی آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اُس مرد ضعیف کے ساتھ چلے اُسی صحرا مین ایک قصر سیاہ ملا امیر اُس قصر مین آئے دیکھا صدہا بندگان خدا قید بیٹھے ہین امیر نے آکر سب کو رہا کیا اُنھین قیدیون مین بیٹا فولاد زرہ زین ترکش کا بھی تھا مگر ایک

پہونچایا امیر نے فرمایا ای فولاد زرین ترکش کوہ سیہات کہان ہی عرض کی ای شہریار کوہ سیہات میری عملداری مین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ تمھارے بیٹے کی بھی رہائی کا وقت قریب آگیا کل مجھکو تابہ کوہ سیہات پہونچا دو تمھارے بیٹے کو رہا کرکے لاؤنگا وہان کی خبر سب کو سناؤنگا فولاد نے عرض کی ای شہریار فراق فرزند مین مجھکو ایک سال کا زمانہ گذرا اب کچھ کچھ صبر ہوتا جاتا ہی آپ قصد نہ کیجیے بڑے بڑے عقیل گئے کوئی پلٹ کر نہ آیا جو جاتا ہی وہین کا ہو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا ای فولاد اُس ظالم سے مین نے شرط کی ہی خبر لانا کوہ سیہات کی ضرور ہی ساری رات اِسیطرح باتون مین گذری وہ وقت آیا کہ

نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھو نسے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوے فولاد زرین ترکش بھی روتا ہوا ساتھ ہوا ہر قدم پر دامن تھام لیتا تھا کہ آقا برائے خدا آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائیے جب فولاد نے بہت حیران کیا تو صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ کوہ سیہات مین طلسم کشنا کا جانا ضرور ہی یہ بھی جزو طلسم حسینان ہی فتاحی اِسکی ذات پر طلسم کشنا کی موقوف ہی دو دن رہروی کرکے صاحبقران سامنے کوہ کے پہونچے دیکھا سر کوہ پر ایک مینار بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا سیہات وافسوس کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس طائر کو تیر سے مارو جہان یہ مرکر گرے اُسی راہ سے تم بھی جاؤ اگر سیہات جادو کو مارا تو کوہ سیہات کا راستہ کھلجائیگا یہ وہی کوہ ہی کہ جسکے پہلو مین آپ کے ملازم فروکش ہین صاحبقران نے حکم لوح دیکھکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کرکے تاکا وہ طائر جیسے ہی سیہات کہکے اُڑا عقاب تیر نے جاکر اُسکو شکار کیا وہ طائر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گرا اندھیرا ہوا آندھی سیاہ چلنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیہات جادو دربان کوہ سیہاتیہ بود یکایک کوہ پھٹ گیا راستہ وسیع ظاہر ہوا امیر فولاد سے رخصت ہو کر اُسی رخنہ مین

لپٹا عرض کرتا تھا کہ غلام کو بڑی خوشی تھی کہ مشرف ہون زر نثار کرتا ہوا امیر کو بارگاہ مین لایا سامان عیش و جشن مہیا کیا ساقی بیچے عمدہ نازنینان مہ جبین گائنین خوش آوا بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہین

نظم

ابر گھر آیا ہوا ے خوشگوار آنے کو ہی
اب خزان گلشن سے جاتی ہی بہار آنے کو ہی

جائین ہم بھی طائر دل لیکے سوے صیدگاہ
آج وہ ابرو کمان پھر شکار آنے کو ہی

اے فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین
اسطرف بھی میری آہِ شعلہ بار آنے کو ہی

ہاے اِس صدمے سے ہوگا روح پر میری فشار
غیر کے ہمراہ وہ سوے مزار آنے کو ہی

شاد کیون ہو پوچھتا ہی جو کوئی کہتے ہین ہم
بعد مدت کے ہمارے گھر مین یار آنے کو ہی

کس خوشی سے میکدے کو بھیج رہے ہین مغبچے
ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہی

باغ مین جو پھول اچھا ہو وہ لانا بلبلو
آج پھر سیر ہیر اگلعذار آنے کو ہی

اے اجل لِلّٰہ تھوڑی دیر مہلت دے ہمین
سُنتے ہین پھر عیادت آج یار آنے کو ہی

چلتی ہین ٹھنڈی ہوائین جام چھلکا ساقیا
آسمان پر جھوم کر ابر بہار آنے کو ہی

اے جنون سوے گریبان جو کھنچا جاتا ہی ہاتھ
دل کو ہی کیون جوش وحشت کیا بہار آنے کو ہی

آج دیکھون کِسقدر ساقی پلاتا ہی شراب
پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہی

آنکھ سطوت سے جو اُس بُت نے پھرائی یکبیک
موت کیا اب اے مرے پروردگار آنے کو ہی

شب بھر امیر دعوت مین رہے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری تو امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ فولاد رو رہا ہی صاحبقران نے پوچھا کیون اے بادشاہ عالیجاہ رونے کا کیا باعث ہی فولاد نے کہا اے شہریار اِس حال پر ملال کو نہ پوچھیے ایک بیٹا پروردگار نے دیا تھا کہ رستم صولت سہراب ہیبت جری بہادر صف شکن تیغ زن تھا اتفاق سے کوہ منقناطیس پر گیا وہان سے خبر کہی گئی کہ کوہ ہیہات کی خبر لاؤ وہ دیوانہ وار یہان آیا مین نے ہرچند سمجھایا مگر کچھ نہ مانا کوہ ہیہات پر جاکر غائب ہوا اُسی کے فراق مین آٹھ پہر روتا ہون اسوقت اگر وہ ہوتا تو آپ کی خدمت مین مصروف ہوتا اِس پہلوان کی کیا مجال تھی کہ لشکر کشی کرتا یا مجھسے سرکشی کرتا اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مگر پروردگار نے آپ کو

امیر عرب ضیغم روزگار
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بیکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

فولاد نے دیکھا کہ صاحبقران زمان بہ شوکت آ پہونچے الماس تاجدار تخت پر ہی اور آہن ربا ے خونخوار پہلو مین سپر کا سایہ امیر پر کیے ہوے گینڈے کو بڑھاے ہوے آنا ہی پشت پر پلٹنین رسالے امیر نے جو لولاک کو دیکھا کہ لولاک خندق فرایا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ او پہلوان خبردار آگے نہ بڑھنا گھوڑا اُڑا کر مقابلہ لولاک مین آئے لولاک نے جو جمال جہان آرا دیکھا کہ یا دین اُس پر پیزاد کی چہرہ اُداس عالم یاس ہی پوچھا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی مین تو بحکم خداوند آیا ہون فولاد کو معزول کرکے جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا وہ حکم دینے والا کون ہی اُسکو پراے گھر مین کیا دخل ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جا لولاک نے کہا آپکا دامن پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کشان کشان یہان لایا ہی اب پلٹ جائیے مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرا کوئی حریف بچا نہین جس سے لڑا اُسکو مارا بڑے بڑے پہلوانون کو للکارا صاحبقران نے فرمایا جو ہوسکے وہ قصور نکر لولاک نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر جو تلوار کو چمکایا لولاک گینڈا پھیر کر بھاگا امیر نے پیچھا کیا جب وہ قریب اپنے لشکر کے پہونچا افسرون نے پکارکر کہا اے افسر اعلی ہم تیری مدد کو آوین صاحبقران کے ہاتھ سے بچائین لولاک کو غیرت آئی پلٹ کے پھر ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا لولاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا یہ تیغۂ عقرب سلیمانی ہی بُرش مین لاثانی ہی چمک کے جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا لولاک کے دو ٹکڑے کیے صاحبقران نے فوج کو اُسکی شکست دی وہ لوگ لاشہ لیکر بھاگے آپس مین کہتے تھے کہ صاحبقران حد طلسم کشا ہین اِنسے کون مقابلہ کرسکتا ہی غرض فولاد زرین ترکش نے مال و اسباب لولاک کا لوٹ لیا صاحبقران کے قدمون نے

کہ کیا سبب ہو جو تم مسلمان ہوئے بقراط ثانی نے حکم دیا ہی کہ فولاد زرین زرکش کو جا کر معزول کرو فولاد نے بھی جواب سخت دیا جانبین مین طبل جنگی بجے دونون لشکر مقابلے مین آئے پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم لولاک مردم در جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے فولاد نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین لولاک کے پہونچا نیزہ بازی ہونے لگی بعد نیزہ بازی نوبت تلوار کی پہونچی شستی طالع سے زخمی ہوا لولاک نے چاہا سر کاٹ لون فوج فولاد جا پڑی تھوڑی دیر مغلوبہ ہوئی مگر لولاک غالب آیا افسر زخمی ہو چکا تھا آخر سب بھاگ کر قلعے مین آئے دروازہ بند کر لیا خندق پر آب کر لی لولاک نے جو یہ معرکہ دیکھا قلعے کو گھیر لیا طبل یورش بجوایا دوسرے دن بلغر کرکے چلا فولاد نے دیکھا لولاک نہین رکتا چلا ہی آتا ہی بیقرار ہو کر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے عرض کر رہا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر تیری کیا صفت بیان کرون تو رب بے نیاز ہی بندے کے واسطے کبھی سوز کبھی ساز ہی نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت	گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بہ سجدہ سر نہادہ	گہے معبود محراب عبادت
گہے مفلس گدا سے زار محتاج	گہے سلطان بہ تاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش	گہے پابند زندان مصیبت
گہے عارف بہ عرفان الٰہی	گہے قاضی بہ احکام شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون	گہے خرسند در جشن مسرت
گہے در لبستہ بہ خلق از چپ و راست	گہے بکشادہ ابواب سعادت
گہے در حالت غم سینہ صد چاک	گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم خلوت جلوہ دادہ	گہے روپوش اندر کنج خلوت
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

فولاد بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی لولاک جنگ کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا چاہتا ہی کہ خندق فراؤن کہ صحرا سے گرد اٹھی نعرۂ شبیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

یہی سبب ہی جو آنکھون سے دم نکلتا ہی — کہ مرتے وقت ترے دیکھنے کی حسرت ہی
امید عفو ہی قائل ہون اُسکی رحمت کا — نہین ہی غم جو گنا ہون کی میرے کثرت ہی
کریگی دل مرا پامال یہ تمھاری چال — ستم ہی قہر و غضب ہی بلا ہی آفت ہی
یقین ہی غیر کے گھر آج وہ گئے ہونگے — ہمارے دل مین جو ای درد و تیری شدت ہی
غضب کا تیر مرے دل کے پار ہوتا ہی — تمھاری شرم کی ترچھی نظر قیامت ہی
خراب آپ ہوے مجھکو بھی کیا رُسوا — بڑی یہ حضرت دل آپ سے شکایت ہی
وہ عاشقون سے یہ آئینہ دیکھ کے بولے — کوئی جہان مین ہمسا بھی خوبصورت ہی
شگفتہ کیون نہ ہون دل زائرونکے ای سطوت — نجف جہان مین مانند باغ جنت ہی

ملکہ نے یہ اشعار پڑھکے کہا ای شہر یار اب بہتر اسی مین ہی کہ آپ طرف کوہ ہیہات کے جائیے کیا باعث ہی کہ وہان سے کوئی پلٹ کے نہین آتا صدہا عاشق گئے مگر کسی کا پتہ نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای محبوب کرسی نشین مین جاکر کوہ ہیہات کی خبر لاتا ہون بلکہ اُسے درہم و برہم کردونگا یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوے طرف کوہ ہیہات کے چلے کہ صحراے گرد اُڑی الماس تاجدار و آہن ربا آگر پہونچے امیر کو بیچ مین لے لیا مقناطیس نے قصر سے دیکھا کہ کئی ہزار ملازم صاحبقران کے گرد آگئے کنیزون سے پوچھا دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین کنیزون نے خبر دی کہ آہن ربا ے خونخوار کے مقام پر امیر نے ایک دیو بچی کو مارا آہن ربا مطیع ہوا الماس تاجدار مالک قلعۂ الماسیہ ہمیشہ سے مسلمان تھا اب اپنے آقا کی تلاش مین آئے ہین ساتھ اُنکے جاتے ہین امیر جانب کوہ جا رہے ہین کہ راہ مین ایک قلعہ ہی فولاد زرین ترکش اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہی مگر خواب دیکھکر مسلمان ہوا ہی حیران ہی کہ صاحبقران تک کیونکر پہونچون گا بزرگون نے خواب مین بشارت دی ہی دیکھیے کیونکر دیکھون اسی تصور مین اور اسی خیال مین قلعے سے باہر آیا دوسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج ساتھ مقابلے مین فولاد زرین ترکش گے وہ پہلوان آکر اُترا اور کہلا بھیجا

یکایک وہ مکان روشن ہوا دیکھا ایک مہ جبین قمر طلعت برج قصر سے نکلی کرسی پر آکر بیٹھی حسن و جمال دکھایا کسی نے گریبان چاک کیا کوئی فقیر ہوکے بیٹھ گیا دعویٰ رسائی ناگاہ کوہ سے ایک بادشاہ جلیل آتا تاج شہریاری برسر چارقب شہنشاہی دربر ہوا ادا پرستو اسے پکار کر آواز دی یارو کیون گریبان چاک کرتے ہو اور کیون اسقدر ہنگامہ ڈالا ہی ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ جسکو میرے وصل کی تمنا ہو وہ کوہ ہیہات کی خبر لاے تب میرے وصل سے کامیاب ہو میرا نام مقناطیس جنی ہی مین تمکو خبر دیتا ہون کہ یہ تیر ہوا ان جلسہ ہی ہماری کتاب مین لکھا ہی کہ ایکے مجمع مین طلسم کشا بھی آئیگا اور وہ کوہ ہیہات کی خبر لائیگا لہذا اُنکو مناسب ہی کہ اپنے کو ظاہر کرین اور کوہ ہیہات کی خبر لائین تاجر جہانگرد نے پکار کر آواز دی اے مقناطیس جنی صاحبقران یہ موجود ہین تمہاری کتاب مین ٹھیک ٹھیک لکھا ہی جو تمنے حکم نکالا وہی ٹھیک ہی کسکو تمہارے حکم مین تشکیک ہی جب صاحبقران نے اپنے کو ظاہر کیا مقناطیس نے پکار کر آواز دی اے دختر بلند اختر طلسم کشا تشریف لاے ہین اُس معشوقہ نے جمال جہان آراے صاحبقران کو سر اُٹھا کر دیکھا لوح طلسمی گلے مین ضو سے اُسکی چہرہ روشن ہو رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر آفتاب نکلا ہی ملکہ نے جو جمال صاحبقران دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہین اپنی خود یہ کیفیت ہی

نظم

ہمین خود ایسے پریزاد سے محبت ہی — کہ جسکے حسن کی سارے جہان مین شہرت ہی
بغیر اُسکی اجازت کے لے لیے بوسے — نہ ہم دکھائین گے منھ یار کو شکایت ہی
وہ مہربان ہوے ہین ہوا ہی وصل نصیب — نہ آے غیر کوئی کہدو آج خلوت ہی
وہ بے سوال کے دیتا ہی رزق گھر بیٹھے — کریم کی یہ مرے حال پر عنایت ہی
لفافہ خط کا عداوت سے پھاڑ کر پھینکا — ہمارے نام سے اسدرجہ اُنکو نفرت ہی
چمن مین ساتھ مرے کھیلتے ہین وہ گیندا — کلائی اُنکی لچکتی ہی یہ نزاکت ہی
ہماری خاک اُڑاتا ہی کھیل سے وہ شوخ — فنا کے بعد بھی عاشق سے یہ کدورت ہی

تاجر چلے آتے ہین بڑے بڑے تاجدار آکر اُترے بارگاہین اُس صحرا مین استادہ ہوئین تاجدار لوگ بارگاہون مین داخل ہوئے تاجر بھی جابجا اُتر پڑے دوکاندارون نے دوکانین آراستہ کین مگر صاحبقران حیران ایک جانب بیٹھے ہین تاجر جہانگرد ساتھ ہی فرماتے ہین اہو برادر اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

جو دل مین ہی کسی صورت سُنا نہین سکتے — اکیلا اُنکو کسی وقت پا نہین سکتے

غم فراق بھلا اُٹھ سکے گا کب ہمسے — یہ ضعف ہی کہ ترے ناز اُٹھا نہین سکتے

یہی ہی خوف وہ کمسن ہین غش نہ آجاے — جگر کا زخم بھی اُنکو دکھا نہین سکتے

خیال ہی یہ ہمین ہو نہ اُنکی رسوائی — اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہین سکتے

گیا عدم کی طرف قافلہ احبا کا — ہزار جلد چلین اُنکو پا نہین سکتے

کہین گے بدشگنی میرے گھر مین ہوتی ہی — ہم اُنکی بزم مین آنسو بہا نہین سکتے

کرینگے ذبح مجھے کسطرح وہ کمسن ہین — ابھی تو ہاتھ مین خنجر اُٹھا نہین سکتے

صنم خدا کی قسم آپ کی محبت مین — مزہ ملا جو ہمین لب پہ لا نہین سکتے

کچھ ایسا مین نہین نادان کہ مفت دل دیدون — فریب حسن مین وہ مجھکو لا نہین سکتے

تمھارے کوچے مین یہ بھیڑ عاشقون کی ہی — کہ سیر کیسی قدم تک اُٹھا نہین سکتے

ہمارے سامنے ہی سہل جان دیدینا — پر اُنکے ہجر کا صدمہ اُٹھا نہین سکتے

دلا وہ اُٹھکے گئے ہین جو میرے پہلو سے — حواس کھو گئے ایسے کہ آ نہین سکتے

غزل دکھائین لطافت کو کیون نہ اے سطوت — جہان مین اُنسا ہم اُستاد پا نہین سکتے

صاحبقران زمان یہ سب تماشہ دیکھا کیے چار پہر رات اِسی تردد مین گذری جسوقت کہ محبوبۂ زرین پوش نے نقاب شعاع چہرے سے اُلٹی تمام عالم روشن ہوا صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے اور سنا سنے کوہ کے آکر ٹھہرے دیکھا ایک قصر عالی بنا ہی اُسمین پردہاے زنبوری کھنچے ہین یکایک چند کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے پردے باندھے ایک کرسی جواہر نگار لاکر بچھائی صاحبقران بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کئی سو تاجدار بھی کھڑے ہین ایک جانب تاجر صف باندھے ہوے ہین

نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد ٭ نوبت بہ زلف او چو رسد آہ میکشد ٭ دیگر بانی
چو نقش آن بت بدست میکشد ٭ چون میرسد بہ ساعد او دست میکشد ٭ امیر تصویر
کو دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوے فرمایا ای تاجر جلیل یہ کس ظالم کی تصویر ہی کہ دل پر
تاثیر کی بتاؤ کہ یہ کہان ہی تاجر نے کہا ای شہریار یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک
کوہ مقناطیس ہی مقناطیس جنی وہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکی دختر بلند اختر مسمے بہ
مقناطیس شعبدہ باز اُس کوہ پر رہتی ہی بعد سال بھر کے اپنے عاشقون کو جمال
دکھاتی ہی جسنے اُسے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہزارہا تاجدار و تاجران جلیل اُسکا جمال بیمثال
دیکھکر دیوانے ہو گئے کوہ سے سر ٹکراتے تھے اگر کوئی اُس سے سوال کرتا ہی تو وہ
جواب دیتی ہی کہ سامنے کوہ ہیہات ہی اُسکی خبر لادو تو مین عقد کرون جو وہان گیا وہ
پھر پلٹ کر نہ آیا میرے سامنے کئی تاجر اور تاجدار جاکر آفت مین پھنسے ہین نہین معلوم
اندر کوہ ہیہات کے راحت فراوان ہی یا مصیبت گران ہی کہ جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا
غلام نے ناچار ہو کر تصویر کھینچ لی اور اِس صندوقچے مین رکھی اِسیکو لیے لیے پھرتا
ہون مین اپنے دل سے کہتا تھا اگر کبھی کوئی قدردان ملیگا تو اُسکے ہاتھ یہ تصویر بیچونگا
صاحبقران نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا تاجر جہانگرد میرا نام ہی امیر نے
سب تاجرون سے کہا یارو اِسکو تھوڑا تھوڑا مال دو کہ یہ تجارت مین تمھارا شریک
ہو یہ عیش و عشرت اپنی بسر کرے مین تو اب طرف کوہ مقناطیس کے جاؤنگا جاکر
جمال اُس ظالم کا دیکھون جہانگرد نے کہا یہی زمانہ ہی کہ پردے سے باہر آتی ہی
صاحبقران نے الماس تاجدار و آہن ربا ے خونخوار کو آپس مین ملوایا اور
آپ جہانگرد کے ساتھ ہوے فرمایا کہ ای برادر چلو ہمکو صرف مقام دکھا کر چلے آؤ
ہرچند کہ پریشانی مین تھے مگر لوح کو ملاحظہ کیا لوح نے خبر دی کہ یہ معشوقہ آپ کی
تقدیر مین ہی یہ بھی جزو طلسم ہی یقین ہی کہ اِس معشوقہ کی وجہ سے طلسم پر قبضہ ہوا ہمراہ
ہمراہ تاجر جہانگرد کے بیقرار و بیتاب روانہ ہوے ایک دن اور ایک شب مین
راہ صحرا ے پُر خار طی کر کے سامنے کوہ مقناطیس کے پہونچے دیکھا صحرا پر بہاری

ایک دیونی غریو کرتی ہوئی نکلی یہی نعرہ تھا کہ باش اے آدم زاد تجھکو کھا جاؤنگی میرے معشوق کو تو نے کیسا آزار دیا کہ غل مچا رہا ہے چوبدست آہن ہاتھ مین قریب صاحبقران کے آئی ضرب چوبدست لگائی امیر نے آہن ربا کو چھوڑ کر چوبدست کو پکڑ لیا ایک جھٹکا مارا چوبدست کو چھینکر پھینک دیا دیونی لپٹ پڑی امیر نے اکھیڑ کر مارا اور عفریتہ کو چیر کر پھینک دیا آہن ربا قدمون پر گر پڑا کہتا تھا اے شہریار اب کبھی ایسی بدعت نہ کرونگا اسی عفریتہ کے بھروسے پر مین نکلتا تھا صاحبقران نے آہن ربا کو گلے سے لگایا آہن ربا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کوہ آہن ربا پر تشریف لے چلیے خزانہ بے حساب جمع ہے جو تاجر اسطرف آیا مین نے اُسے لوٹ لیا صاحبقران نے فرمایا یہ مال غصبی ہے مین اسکو نہ لونگا جنکا مال ہے اُنکو واپس دیا جائیگا کہ کئی سو تاجر حاضر ہوے آکر صاحبقران سے عرض کی ہم لوگ تباہ ہو گئے تمام مال ہمارا اسی کوہ آہن ربا مین ہے صاحبقران سب تاجرون کو ساتھ لیکر اندر درے کے آئے فرمایا اپنا اپنا مال پہچانکر لے لو ایک بارہ دری بنی تھی اُسمین تمام مال انبار تھا سب تاجرون نے اپنا اپنا مال پہچانکر لیا مگر ایک تاجر اُسنے ایک صندوقچہ اُٹھا لیا کنارے لیجا کر بیٹھا اُسکو دیکھکر خوش ہوتا تھا صاحبقران ٹہلتے ہوے اُسکے قریب آئے فرمایا اے برادر مال عالم جمع ہے تمنے اس صندوقچے پر اکتفا کی اسقدر خوش ہو رہے ہو کہ معلوم ہوتا ہے مال عالم اسی مین ہے اُس تاجر نے صندوقچہ بند کر دیا کہا آپ کو میرے فعل سے کیا مطلب ہے آپ نے ہماری دادرسی کی ہم سب آپ سے راضی ہوے امیر نے فرمایا مین تو اس صندوقچے مین دیکھون کہ کیا جائداد ہے تاجر نے صندوقچہ پیش کیا اور بدرد گریہ شعر پڑھا فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ٭ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ٭ اس ظالم نے متاع صبر لوٹ لی کل روپیہ صرف کیا آخر فقیر ہو گیا یہی صندوقچہ جان و ایمان ہے اب آپ کی قدردانی پر موقوف ہے امیر نے جو اُس صندوقچے کو کھولا ایک پرچہ کاغذ کا نکلا امیر نے اُس پرچے کو کھولا ایک پریزاد کی تصویر کھینچی ہوئی دیکھی کبھی ایسی صورت نگاہ سے نہ گذری تھی مصور نے جا بجا اُسپر عذر لکھا ہے بموجب قول شاعر فرد

نہ جائینگے اگر صاحبقران زیر ہوے تو وہ ہم سب کو مار ڈالیگا صاحبقران نے فرمایا
اے الماس تم چلو تو اسقدر نہ گھبراؤ انشاء اللہ تعالی اُسکو سزاے معقول دونگا امیر
سوار ہوے صرف الماس تاجدار تخت پر سوار ہوکر ہمراہ ہی نوبت و نقارہ بھی ساتھ
نہین ہی کہ سامنے کوہ آہن رُبا کے جاکر پہونچے صاحبقران نے دامنے مین جاکے
نعرہ کیا کہ او خونخوار میرے مقابلے مین تو آ دیکھا اندر سے درے کے ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار نکلا الماس تاجدار کو للکارا کہ او الماس
تو ساتھ آیا تو نے میرا کچھ خوف نہ کیا آخر یہ طلسم کشا کبتک رہین گے بعد انکے جانیکے
سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نچھوڑونگا میرے مقابلے مین طلسم کشا کو لایا ہی
الماس تاجدار ہاتھ باندھنے لگا کہتا تھا اے خونخوار مین مجبور ہون طلسم کشا خود
تشریف لاے ہین مین تو منع کرتا تھا غرض خونخوار میدان مین آیا صاحبقران پر
نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا امیر نے بعد
چند طعنون کے نیزۂ خونخوار کا ٹھکر تھپیڑا مارا اگر آہن ربا ے خونخوار ایسا صاحب
طاقت ہی کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلا فورًا ٹوٹ گیا خونخوار نے قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا
کہا او حمزہ یہ وہ تیغ بے دریغ ہی کہ برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتا ہی خبردار
خبردار کھکے ہاتھ مارا امیر نے بار بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرے ہاتھ سے ہتھکڑی
کا ہاتھ مارا تلوار چھوٹ کر گری خونخوار لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے اپنے گینڈے
اور گھوڑے سے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی صاحبقران نے فورًا
اُترتے ہی زور صاحبقرانی صرف کیا آہن ربا ے خونخوار عاجز ہورہا ہی امیر جب
پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے ایسے لگاتے ہین کہ آہن ربا ے خونخوار گھبرا جاتا ہی زرہ
بھی پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہی ہر مرتبہ اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی لیکن
صاحبقران نے تارہ باندھ دیا ہر مرتبہ پکڑ لاتے ہین سہ بارہ جو پکڑ لاے اور دو چار
گھسے مارے گردن پر گھٹنہ جو رکھا آہن ربا نے ایک چیخ ماری اور پکارا کہ کہا اے
عفریتۂ خونخوار جلد آ ورنہ حمزہ مجھکو مار ڈالے گا مین زندہ نہ بچونگا اندر سے کوہ کے

حضور کے ساتھ چلینگے ایسی ایسی تکلیفین ہم لوگونکو پہونچائی ہین کہ بیان نہین
کرسکتے صاحبقران فرماتے ہین جہان اتنا زمانہ جفا مین تمپر گذرا ایک شب کی اور
مہلت دو صاحبقران نے بروقت سونے کے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ
پایا کہ آہن ربا ے خونخوار ایک پہلوان ہی صاحبقران نے لوح کو اس وجہ سے
دیکھا یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر ہو یا شعبدہ باز ہو اگر زور و طاقت مین زبردست
ہی تو دیکھا جائیگا شب اسی خیال مین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا **نظم**

یکایک ہوا اوان سحر کا ظہور — اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

صاحبقران زمان اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کی کہ الماس تاجدار نے آکر سلام
کیا صاحبقران نے فرمایا اشقر تیار کرو ہمکو طرف آہن ربا ے خونخوار کے لیچلو ای
الماس تاجدار رعایا کے کہنے اور اُنکی بیقراریون کا مجھکو بڑا خیال ہی افسوس ہی کہ اہل
اسلام پر یہ بدعت کرتا ہی الماس نے عرض کی ای شہریار وقت بے وقت فوج کو ساتھ
لیکر قلعے مین گھس آتا ہی مال و اسباب رعایا کا اُٹھا لیجاتا ہی کل رعایا نے پریشان
ہو کر یہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ آیا مکانون کو خالی چھوڑ دیا اُسنے مال و اسباب وغیرہ
لوٹ لیا اور ہنستا ہوا چلا گیا آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے نئی بات کی کہ خزانہ سلطنت
پر پہونچا تمام خزانہ لوٹ لیگیا اب یہ نوبت ہی حیران ہون کہ تنخواہ کیونکر تقسیم کرونگا
خزانہ دار کو مار ڈالا اُسنے فقط اتنا کہا تھا کہ یہ خزانہ واسطے فوج کے ہی اسپر دست انداز
نہ ہو نا بس اُس خونخوار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ خزانہ دار کے دو ٹکڑے ہوے
توڑے روپیون کے لیکر گھوڑون پر رکھ لیے اور سب اُسکی فوج والے ہنستے ہوے
چلے گئے غلام بہت عاجز ہی صاحبقران یہ سب حال سُنکر سوار ہوے الماس تاجدار
کانپتا ہوا تخت پر سوار ہوا افسرون سے کہا لشکر تیار کرو افسرون نے کہا ہم ساتھ

قاف تک بھی مذہب ہوگا ایک نازنین سبکی افسر آگے بڑھی ہوئی چنگ مرصع بجاکر یہ اشعار گاتی ہی دلکو لبھاتی ہی نظم

آئی بہار پھر وہی وحشت کا ڈھنگ ہی — بدلا ہوا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
جوبن پہ آجکل وہ بُت شوخ وشنگ ہی — نام خدا شباب کے دن ہین اُمنگ ہی
پیری مین بھی شباب کی بالکل اُمنگ ہی — سب سے جدا ہماری طبیعت کا رنگ ہی
دل توڑکر جگر کو بھی مجروح کردیا — تیر نگاہ یار بلا کا خدنگ ہی
عاشق ہوا ہون جیسے ترا ہی یہ بیخودی — کچھ دھیان آبرو کا نہ کچھ پاس ننگ ہی
اُلٹی جو تمنے چہرۂ پر نور سے نقاب — دیکھو فلک پہ آئنۂ مہر دنگ ہی
مطلق ہماری آہ کا ہوتا نہین اثر — فولاد ہی کہ دل ترا ای یار سنگ ہی
کاہیکو دل بچیگا کہ ہر وقت اُسکے پاس — ابرو کی ہی کمان مژہ کا خدنگ ہی
اُس سے لپٹ لپٹ کے شب وصل سوئینگے — کم عرض اِس غرض سے ہمارا پلنگ ہی
دیکھو صفاے قلب کی اِک یہ بھی ہی دلیل — نصب آئنہ لحد پہ مرے جاے سنگ ہی
عاشق جناب خضر ہین جیسے جمال کے — مغرور حسن پر وہ بت سبزہ رنگ ہی
سطوت کلام کو نہ ترقی ہو کسطرح — اُستاد مہربان ہین نیا رنگ ڈھنگ ہی

اِس عظم وشان سے صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا امیر کو مقام صدر پر بٹھایا عرض کی ای شہریار اِس شہر والے آپ سے فریادی ہین سامنے شہر کے ایک کوہ آہن ربا ہی آہن ربا ے خونخوار ایک پہلوان ظالم اُسپر رہتا ہی ہمیشہ آکر اہل شہر کو دق کرتا ہی قتل کرکے مال لوٹ لیتا ہی آپ اُسکو منع کیجیے امیر نے فرمایا مجھکو لے چلو اگر نہ مانیگا تو مین اُس سے جنگ کرونگا آپ لوگون کے واسطے اُسے تنگ کرونگا الماس دعوت وضیافت مین مصروف ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی جو سردار آتا ہی وہ آہن ربا ے خونخوار کا شاکی ہوتا ہی الماس تاجدار اُن لوگون سے کہتا ہی کہ یارو کیون گھبراتے ہو آقاے نامدار فرما چکے ہین کہ مین اُسکو سزاے معقول دونگا کل صبح کو تشریف لے چلین گے سب رئیسان شہر جمع ہین اور سب کا یہی قول ہی کہ ہم مرد

ای رب یکتا مشکل میری آسان کر **قطعہ**

پیش کن بیے عذر گر خواہد ز تو دلدار دل	تا نماند در وجود خاکیت بیکار دل
خدمت لایق نیاید از تن بیجان ظہور	گر بود جان و جگر ناطاقت و بیمار دل
روشن از انوار نعمت کن کہ در برج تنت	شکل مہر و ماہ گردد مطلع انوار دل
دیدہ در خواب تغافل گر بہ بندد مرد حق	باشدش اندر خیال دلربا بیدار دل
وقت مشکل اہل دل را دل بود مشکل کشا	دوست دل دلدار دل ہمراز دل غمخوار دل

امیر نے دونون مونڈھے تھامے رہا کر لے دوڑے کہ ایک طرف سے ڈنکے کی آواز آئی دیکھا ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار فوج بے انتہا پشت پر پکارتا آتا ہی کہ ارے سفاک غدار کر یہ بیشک طلسم کشا ہین ای اہل شہر فخر کرو کہ طلسم کشا نے تمھارے شہر مین داخلہ کیا آج آرزو ہماری پوری ہوئی ای سفاک زیادہ گستاخی بہتر نہین یہ وہ بہادر ہین کہ جنھون نے پردۂ قاف مین جا کر دیو زادون کو مارا عفریت الیاد یو انکے ہاتھ سے قتل ہوا تیری کیا حقیقت ہی مناسب یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے بس وہ پہلوان قدمون پر گر پڑا عرض کرتا تھا کہ ای شہر یار مین نے اپنا امتحان کیا اب مجھکو یقین ہوا وہ بادشاہ تخت سے کودا عرض کی ای شہر یار بارگاہ مین تشریف لے چلیے تاج و تخت حاضر ہی امیر نے تاج و تخت کا نام سنکر فرمایا خدا امیر سے تاجدار کو سلامت رکھے بعد فتح طلسم وہ تخت پر بیٹھین گے میرے واسطے مرکب کافی ہی ہر چند اُس بادشاہ نے چاہا کہ صاحبقران کو تخت پر سوار کرے مگر امیر نے نہ قبول کیا اشقر پر سوار ہو کر اُس بادشاہ کے ساتھ ہوے وہ بادشاہ پیدل ساتھ ہی چوب و چماق ہاتھ مین نقیبان بلند آواز آوازین دیتے ہین کہ ای اہل شہر الماسیہ آج روز عید اسلام قائم ہوتا ہی بانی بنائے اِسلام آج شہر مین تشریف لاے ہین الماس تاجدار نے جشن کیا ہی جسکو شرکت منظور ہو آکر شریک ہو ایک طرف سے دیکھا کہ ہزارہا نازنینان مہجبین برقعے اوڑھے ہوے چہرون کو چھپاے ہوے پکارتی ہوئی آتی ہین کہ مقام شکر ہی صاحبقران زمان کا داخلہ ہوا اب کفر معدوم ہوگا اہل اسلام کا زور ہوگا اور

بڑے بڑے مکر کیے مگر آپ صاحب لوح تھے خدا نے آپ کو بچا لیا اب اُسنے لشکر جمع کیا ہی جنگ پر آمادہ ہی اب آپ آگے جائیے شہر ملیگا اُس شہر کا بادشاہ اہل اسلام سے ہی وہی فوج ممکن کر دیگا اُسکی فوج لیکر مقابلۂ حسینہ مین جائیے کنیز بھی وقت پر آئیگی اور ہ اخفاے روئین تن ایک لاکھ فوج سے درۂ کوہ پر منتظر ہی وہ بھی آپ کا شریک ہوگا اب مین تو رخصت ہوتی ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا کوئی مکر حسینہ اُٹھا نہ رکھے گی بڑے بڑے ارسطو فطرت لقمان حکمت وہان جمع ہین ہر شخص کو یہی خیال ہی کہ ہم لوح لے لین طلسم کشا کو قتل کرین بہت کچھ سمجھا کر ملکہ نور رخصت ہوئین صاحبقران ایک جانب چلے مگر لوح کو دیکھ لیا بموجب ہدایت لوح جاتے ہین قریب ایک شہر کے پہونچے تو دیکھا ہزار ہا کاہ فروش ہیزم فروش شہر مین جاتے ہین امیر اُنکے ساتھ شہر مین داخل ہوے دیکھا بازار کھلا ہی تمام دوکاندار مرفہ حال ہر دوکان پر سجادہ بچھا ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کارساز ہمکو جمال طلسم کشا دکھا دے اپنی زندگی مین زیارت سے مشرف ہون اِسی امید مین ساری عمر گذری امیر نے دوکانداروں سے ملاقات کی فرمایا یارو مین ہی طلسم کشا ہون تمہاری ملاقات کو آیا ہون دوکاندار کہتے تھے کہ ہمکو کیونکر یقین آئے کہ آپ طلسم کشا ہین البتہ سفاک نقارہ نواز کے مکان پر جائیے اُس سے مقابلہ کیجیے جب اُسکو زیر کیجیے گا تب ہملوگ سمجھین گے کہ آپ طلسم کشا ہین یہ سُنکر صاحبقران نے فرمایا مین اُس پہلوان کا مکان نہین جانتا کہ دوکاندار نوبت نقارے بجانے لگے دیکھا ایک پہلوان بہ زور و خروش آکر پہونچا نعرے کرتا ہوا کہ منم سفاک نقارہ نواز ای طلسم کشا اِس دعوے سے کیا ہوتا ہی مجھسے مقابلہ کیجیے یہ کہکے قریب پہونچا امیر کو نیزہ مارا اسب اہل بازار دیکھ رہے ہین کہ امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی وہ پہلوان گھینڈے سے کود اکہا فنون سپاہ گری سے تو ماہر ہوا اب زور کا مشتاق ہون امیر بھی دامن گردانکر موجود ہوے اُس پہلوان نے لپٹ کر بڑے بڑے زور کیے مگر امیر کے لنگر کو جنبش نہ ہوئی سفاک بیقرار ہو کر دعائین مانگتا تھا کہ ای خالق ارض و سما اور

شناعر و یار کی رفتار سے نسبت انھین کیا — کبک کہسار ہین ہین ٹھوکرین کھانے والے
ضد یہ اچھی نہین غیر دنکو نہ پہلو مین بٹھا — ادھر سے دکھتے ہوے دل کے دکھانے والے
ان حسینون سے محبت نہ کرو ای سطوت — جانتے ہین کہ یہ ہین دل کے دکھانے والے

امیر نے جو یہ صدا اے دردناک سُنی بیقرار ہوگئے لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ یہ صدا ے دردناک شہلا ہی تلاش کیجیے امیر مکانون مین گھسنے لگے ایک کمرہ جو کھولا ایک جوان زنگی تیغ بکف نکلا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے امیر نے نعرۂ تکبیر کیا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے امیر پر حملہ کیا امیر نے اُن دونون کو قتل کیا چار ہوگئے جون جون صاحبقران زنگیون کو قتل کرتے ہین وہ زنگی دونے ہوتے جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سارا مکان زنگیون سے بھر گیا امیر پر حملہ کرتے ہین امیر نے حیران ہوکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بیچ مین سب زنگیونکے ایک زنگی کلان سب کو ترغیب دے رہا ہی اول اُسکو قتل کرو تو یہ لوگ غائب ہون امیر لڑتے ہوے قریب اُس زنگی کے پہونچے سب زنگی بیتاب ہوگئے چاہتے ہین اُستک صاحبقران کو نہ جانے دین مگر صاحبقران نے قریب پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا وہ زنگی مرکر گرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلکر خاک ہوے دوسرے کمرے مین پہونچے بہت سے گرگ پیدا ہوے ایک جوان گرگ سوار کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہی امیر نے لوح کو دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اس گرگ سوار کو قتل کرو امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس گرگ سوار کے پہونچے اُسنے حربہ کیا امیر نے روک کر ہاتھ مارا مع گرگ چار ٹکڑے ہوے سب گرگ جلکر خاک ہوگئے اب ایک طرف سے آواز آتی ہی ای فلک کج رفتار داد گر دون غدار مسیحاے زمان کو پہونچا امیر جو تیسرے کمرے مین پہونچے دیکھا ملکہ شہلا رسّی سے بندھی ہوئین قصر مین لٹک رہی ہین امیر کو دیکھکر آواز دی کہ ای مسیحاے زمان مجھکو رہا کیجیے امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا رسن کو قلم کیا شہلا کو سنبھالا تمام جسم مین ماران سیاہ لپٹے تھے لوح دکھا کر اُن ماران سیاہ کو ہلاک کیا جب ماران سیاہ دور ہوے تو ملکہ نے عرض کی ای شہریار اپنے کو بچایئے گا حسینہ نے

مین سب آپس مین لڑکر مارے گئے ایک شیر کلان باقی رہا امیر نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ اِسکی پشت پر سوار ہوجیے امیر جھپٹ کر اُسکی پشت پر سوار ہوے وہ شیر بھاگا ایک شہر مین صاحبقران کو لایا مثل اِنسان کے غل مچاتا تھا کہ یارو دوڑو مین طلسم کشا کو لایا ہون کہ ڈنکے پر چوب پڑی ایک بادشاہ تخت پر سوار نہرا رہا ساحران غدار اُسکی پشت پر آیا آتے ہی حکم دیا کہ ببران جادو کی پشت سے طلسم کشا کو اُتار لو صاحبقران نے لوح کو گریبان مین رکھا ہی سب کی نگاہ سے مخفی ہین آخر سب نے یہ تجویز کیا کہ ببران جادو کو قتل کرو طلسم کشا مارا جائیگا سب ساحرون نے تلوارین کھینچا ببران جادو کہ رہا ہی بار و میری پشت پہ طلسم کشا موجود ہی سب نے تلوارین مارین صاحبقران پشت شیر سے کود کر الگ ہوے ببران جادو مارا گیا ببران کا مرنا اندھیرا ہوگیا امیر نے اپنے کو ایک قصر آہن مین پایا اور آواز دردناک سُنی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی نظم

دور سے آتے ترے در پہ ہین آنے والے ... پاس آجا نہ سہی صورت کے دکھانے والے
ہمکو افسوس نقاہت نہین اُٹھنے دیتی ... اُسکی محفل مین چلے جاتے ہین جانے والے
ہاے اِن شعلہ عذارونسے محبت کیون کی ... ہمنے پیدا کیے خود دل کے جلانے والے
منزل قبر مین آخر مین اکیلا پہونچا ... راہ مین بیٹھ رہے ساتھ کے جانے والے
مرگئے طالب دیدار تو روکر بولے ... کیا ہوے وہ مجھے آنکھونپہ بٹھانے والے
خاک پر بعد فنا کنج لحد مین افسوس ... سو رہے پھولونکی چادر کے چڑھانے والے
ہی یقین مجھکو کہ ہمراہ لیے غیرون کو ... آتے ہونگے وہ مرے دل کے دُکھانے والے
ابتدا آپ مرے عشق کی پوچھین اُنسے ... ابھی دو چار جو ہین اگلے زمانے والے
چھپ کے جاتا ہی کہان مین نے تجھے دیکھ لیا ... اِدھر آمنھ کو دوپٹے سے چھپانے والے
صورت مور و ملخ حشر کو ہونگے پامال ... دار دنیا مین ہین جتنے سر اُٹھانے والے
لاکھ تو گھات کرے اگے چمن مین صیاد ... ہم وہ بلبل ہین نہین دام مین آنے والے
لے میرا دل گم گشتہ تو لیتے آنا ... سُن لے او کوچۂ دلدار کے جانے والے
بے ثباتی نے کہا توڑ کے دریا کے حباب ... یون فنا ہوتے ہین دیکھو سر اُٹھانے والے

حسینان مجھکو مرحمت فرمائیے ذرا مین اُسے دیکھون صاحبقران نے ایک ہاتھ طرف جام
کے بڑھایا دوسرا ہاتھ گلے پر ڈالا کہ لوح اُتارون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا چند کنیزون دوڑی
ہوئی آئین عرض کی ای شہریارا ابھی لوح نہ اُتاریے ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین امیر نے دیکھا
ملکہ شہلا سامنے سے آئین اور آواز دی او حسینہ تونے بڑا مکر کیا جیسے ہی شہلا نے
آواز دی بادشاہ کی صورت تبدیل ہوگئی صاحبقران نے جام پر ہاتھ مار دیا اور لوح
کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا یا صاحبقران زمان یہ حسینہ جادو ہی بادشاہ کی شکل بنکر آئی ہی
مناسب یہ ہی کہ لوح اِسپر پھینک مارے امیر نے جیسے ہی لوح اُٹھائی حسینہ جادو فوراً
جھپٹ کر بلند ہوئی اور آواز دی او شہلا تو نے غضب کیا کہ عین وقت پر اپنے کو پہونچایا
میرا شعبدہ خالی گیا مگر تجھسے سمجھونگی جبتک امیر ہوشیار ہون حسینہ بلند ہوگئی آواز بن
رہی ہوئی غائب ہوئی امیر نے اپنے کو ایک نخل کے سایے مین پایا ملکہ شہلا برابر کھڑی
ہین امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم عین وقت پر پہونچین اِسنے اپنے شعبدے مین مجھکو پھنسا
لیا تھا مگر خدا نے محفوظ رکھا اب تم رخصت ہو مین جاکر حکم لوح پورا کرون ملکہ چند
قدم بڑھی تھین کہ آسمان سے شعلہ گرا ملکہ کے جسم مین لپٹ گیا آواز دی کہ او طلسم کشا
اب جاکر ایسے مقام پر قید کرونگی کہ جہان ہوا بھی نہ پہونچ سکے صاحبقران ملکہ کے
غائب ہونے سے نہایت متردد ہوے اُسی وقت سامنے سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ
جھپٹے ہوے آتے ہین عرض کی ای شہریارا مین نے سُنا ہی کہ آپ نے طلسم حسینہ مین
داخلہ کیا لہذا لوح دیکھون امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ بھی مکار ہی اِسکا
نام طرطوس جادو ہی لوح اِسکو دکھا دیجیے امیر نے فوراً لوح گلے سے اُتاری کہا
خواجہ لو عمر و نقلی نے ہاتھ بڑھایا امیر نے عکس لوح ڈالدیا طرطوس جادو جلنے لگا
تھوڑی دیر مین جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طرطوس جادو بود امیر
طرطوس کو مارکر بحکم لوح آگے بڑھے سامنے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہی چند شیران
صحرائی راستہ درۂ کوہ کا روکے کھڑے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح
اِنکے سامنے ڈالدو امیر نے لوح ڈالدی شیر آپس مین لڑنے لگے تھوڑے عرصے

بعد داداجان تشریف لیجائینگے چند نازنین مہ جبین آکر بیٹھین یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و انداز آہنگ بنا بنا کر گانے لگین

نظم

دل یہ کہتا ہی حسینون کا گنہگار ہون مین — یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون مین
عشق مین غیر سے کہتا ہون اگر زار ہون مین — تیری آنکھون مین کھٹکنے کے لیے خار ہون مین
تو عیادت کو نہ آیا کبھی اے رشک مسیح — ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون مین
جان حاضر ہی جو کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ — ہان اگر بیچیے دلکو تو خریدار ہون مین
دونون عالم ہین فراموش مجھے اے ساقی — نشۂ بادۂ اُلفت سے یہ سرشار ہون مین
قتل کیجے مجھے یا دیجیے تعزیر اے یار — آپ کے دام محبت مین گرفتار ہون مین
عشق اک طفل برہمن سے ہوا ہی مجھکو — ناصحا اِس لیے پہنے ہوے زنار ہون مین
بوسہ بے حکم لیا اُنکے گل عارض کا — اِسکی جو چاہین سزا دین کہ گنہگار ہون مین
قہر ہین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین — ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون مین
سر جو گردن سے کٹا ہی تو کھلی ہین آنکھین — ذبح کے بعد بھی یہ محوِ رُخِ یار ہون مین
گر جراحت کوئی دیکھے تو کرے اُسکا علاج — کیا کہون زخمیِ تیغِ نگہِ یار ہون مین
یار آئینے سے کہتا ہی جو کرتا ہی بناؤ — ہیچ بتا حسن مین معشوقونکا سردار ہون مین
مین نے ایدل جسے معشوق بنایا صد حیف — اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون مین
بخشش ہی دیگا گنہ میرے خدا اے سطوت — دل سے احمدؐ کے نواسے کا عزادار ہون مین

جب گانے کا رنگ بندھا شراب چلنے لگی تو بادشاہ نے ساقی بچے کو اِشارہ کیا ساقی نے جام لبریز کر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ جام شراب لیکر ہاتھ پر رکھکر تخت سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے آئے عرض کی یہ جام نوش فرمائیے اور سب حال اپنا بادشاہ بیان کر رہے ہین امیر کو بادشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہی عرض کی حضور کیون تکلیف فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا یا صاحبقران زمان مین دل و جان سے مشتاق تھا کہ آپ سے ملون آپ کے ملنے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہی آپ نے پرورش فرمائی کہ مجھکو بادشاہ لشکر قرار دیا آج چاہتا ہون کہ بدل و جان خدمت کرون اور امیدوار ہون کہ لوح طلسم

بخوبی سمجھا کر ملکہ کو رخصت ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آ کے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا شہنشاہ اوج عیاری سامنے سے آ کے امیر کو سلام کیا
کہا ای شہریار تمام طلسم مین ہنگامہ ہی کہ لوح طلسم طلسم کشا نے نہین پائی ہین تو ذرا آپ
لوح کو دیکھون صاحبقران کو وصیت شہملا یاد آئی امیر نے لوح کو اُٹھایا نوشتہ پایا
کہ یہ عمرو نہین ہی بلکہ مکار جادو ہی لوح اِسکے جسم سے مس کرو امیر نے جو لوح اُٹھائی
اور عکس پڑا عمرو چیخ مار کر بھاگا امیر نے تیر مار کر مکار کو قتل کیا اور آگے بڑھے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا لندھور بن سعدان فیل سفید پر سوار دونون فرزندیمین ع
لیا رپشت پر جوانان ہندی صاحبقران کو دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے امیر نے ہاتھ
پھیلاے لندھور سلام کرتے ہوے بڑھے جب قریب پہونچے تو امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا یہ نوشتہ پایا کہ سوفار جادو کو ملکہ شہملا کا ہی اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کرو
امیر نے جو اسم پڑھکر دم کیا لندھور کے جسم سے آگ نکلی بدن جلنے لگا شعلے اہل فوج
پر گرے تھوڑے عرصے مین سب جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مارا نام من سوفار جادو
بود مار کر سوفار کو آگے بڑھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ بادشاہ لشکر اِسلام
سعد بن قباد تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار سوار پشت پر وہین سے صاحبقران کو
دیکھکر براے تسلیم خم ہوے عرض کی داداجان آپ نے بڑی مشقت اُٹھائی بادشاہ کو
دیکھکر امیر کو بڑی خوشی ہوئی جی مین کہتے ہین پروردگار نے بڑا افضل کیا کہ فرزند ارجمند
کو صحیح و سالم پایا مجھے امید نہ تھی بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ والون سے کہا
بارگاہ اِستادہ کرو بارگاہ استادہ ہوئی ساتھ والون نے کھونٹیں کھولین جابجا خیمے نصب ہوے
بادشاہ صاحبقران کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے امیر دنگل آصفی
پر اور سرداران بادشاہ جابجا آکر بیٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہریار بادشاہ نے
بڑی مشقتین اُٹھائین کیسے کیسے پہلوان اِنکے ہاتھ سے مارے گئے ہر مقام پر اِنکی
پروردگار نے مدد کی ہی کبھی کسی مقام پر ایسا نہین ہوا کہ بادشاہ ہمارے رہ گئے امیر
سنکر خاموش ہو رہتے ہین کہ بادشاہ نے اِرشاد فرمایا یار وگائیون کو بُلاؤ چند ساعت کے

ابھی بڑے بڑے جھگڑے آپ کے واسطے باقی ہین جب مین مادر مہربان کی ملاقات کو
گئی تھی تو میرے سامنے کئی سو ساحرون کو یہ کہکے روانہ کیا کہ صاحبو طلسم تو مین نے بچا لیا
اب تمھارا یہ کام ہی کہ جسطرح بنے امیر حمزہ کو گرفتار کرو وہ صاحب اسم اعظم ہین محترم
اور محتشم ہین کئی سو ساحر آپ کی تلاش مین نکلا ہی ایک ایک مکارہ و حیلہ ساز شعبدہ باز
اُن سب سے آپ کو بچنا چاہیے جسوقت آپ لوح ملاحظہ کرتے رہین گے تو کسی کا مکر
نہ چلیگا ہر ساحر شرمندہ ہوگا لوح وہ شی ہی کہ عجائب و غرائب طلسم کو حل کرتی ہی امیر نے
فرمایا ای ملکۂ عالم بچپن سے اور آجتک صدہا طلسم فتح کیے دھوکا کھا جانا کچھ بات نہین
ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ و او شوخدیدہ ہماری وصیت کا خوب پاس
کیا سب حال طلسم بتا رہی ہی اُس دام مین گرفتار کرون کہ جس سے حمزہ نکل نہ سکے
جہانتک تیرے اختیار مین ہی سمجھا دے منم حسینۂ تندخرام صاحبقران نے سر اُٹھاکر
دیکھا وہی جادوگرنی جو شیر پر سوار ہوتی تھی بالاے آسمان اُڑ رہی ہی اور نعرے کرتی ہی
کہ باشید او طلسم کشا و شہلا تم سب سے بدلہ لونگی ایک کو زندہ نچھوڑونگی صاحبقران نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جب تیر بجر کمان مین پیوست کرنے لگے تو حسینہ نے
آواز دی او حمزہ کیون دیوانہ ہوا ہی تیر مجھپر خطا کریگا بلکہ اُلٹا پلٹ جائیگا لے اب مین
جاتی ہون مجھکو کیونکر پائیگا یہ کہکے حسینہ اُڑتی ہوئی آسمان مین ڈوب گئی شہلا نے
کہا ای شہریار آپ نے اِسکی چالاکی دیکھی مجھکو ڈرانے آئی تھی خیر جو تقدیر مین ہوگا وہی
ہوگا مجھے کچھ خوف نہین مجھے سارا خیال آپ کا ہی جسوقت سے آپ یہان آئے اُسکے
کلیجے مین درد ہوگا اور یہی خیال ہوگا کہ لوح مین نے کیون بھیجی یہ نہ سمجھی کہ طلسم کشا صاحب
اقبال ہی مگر قدرت خدا کی تھی کہ لوح پھر صاحبقران کو ملی بسم اللہ اب آپ تشریف
لیجائیے دیر نہ لگائیے مجھکو بڑے بڑے خیال ہین امیر ملکہ سے رخصت ہوئے ملکہ کا
بلک بلک کے رونا اور عرض کرنا کہ حضور ہوشیار رہیے گا امیر نے سمجھایا ای ملکۂ عالم
خیال رکھو جو میرے مقدر مین ہونے والا ہی وہ ضرور ہوگا کسیکی مجال نہین کہ احکام
رب العالمین کو رد کرے یا تحریر تقدیر مین دخل دے جو خرابی درپیش ہی اُسکا کیا لیس و پیش ہی

پر پروانہ پیدا کرکے اُڑتی ہوئی چلی لغمان نے کہا ای شہریار اگر یہ نکلجائیگی تو بڑی آفت برپا کریگی ابھی صدہا ساحر آوینگے ہر چند کہ آپ کا کچھ نہ کر سکین گے مگر لڑائی پڑیگی امیر بانو قبر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینۂ پر کینۂ کمیل پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا الاشہ کمیل کا زمین پر گرا شہلا نے ہاتھ صاحبقران زمان کے چوم لیے کہا ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا لیکن صاحبقران نے فرمایا اب مین برآے طلسم کشائی جاتا ہون ملکہ نے کہا ای شہریار آپ کو بڑی جفائین درپیش ہین اور مجھکو بھی بڑے پس و پیش ہین

نظم

ابھی جہان مین مسنو بہار باقی ہی — لب شراب کا کچھ دن شکار باقی ہی
کھلی ہین آنکھین وہی اضطرار باقی ہی — پس فنا بھی ترا انتظار باقی ہی
مزار پر مرے پھولی ہی نرگس شہلا — ضرور حسرت دیدار یار باقی ہی
عجیب طرح کی اسکے چلی ہوا ے خزان — چمن مین گل ہی نہ باقی نہ خار باقی ہی
ابھی مٹا نہ مجھے ای اجل خدا کے لیے — کہ دل مین آرزوِ وصل یار باقی ہی
رفو کرون مین گریبان کو کیونکر ای وحشت — بتا کوئی مرے دامن مین تار باقی ہی
پھڑک کے کہتی ہی بلبل نہ قید کر صیاد — چمن مین رہنے دے جبتک بہار باقی ہی
ہزار شکر ہی سب کچھ مجھے دیا تونے — اب اور کیا مرے پروردگار باقی ہی
نگاہ لطف سے دل سبکے تونے شاد کیے — مگر ہمارا دل بیقرار باقی ہی
تم اپنو خوب لٹاتے ہو دولت دیدار — ق — اِدھر بھی کچھ کہ یہ امیدوار باقی ہی
پھرا کے آنکھ کہا اُسنے تیری قسمت مین — ابھی یہ گردش لیل و نہار باقی ہی
گلے لگا کے شب وصل خوب لین بوسے — یہ آرزو ترے عاشق کی یار باقی ہی
عدم گئے مجھے سب چھوڑ کے یہان سطوت — نہ یار ہی نہ کوئی غمگسار باقی ہی

صاحبقران نے آنسو ملکہ کے پونچھے فرمایا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین اب ہوشیار ہون انتہا یہ کہ اگر تم بھی سامنے آوگی تو لوح دیکھکر کام کرونگا اب بدون ملاحظہ لوح کے قدم نہ بڑھاؤنگا ملکہ ہنس پڑین کہا ای شہریار اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ ہی کے واسطے بہتر ہی

فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ✤ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✤ بلکہ فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ ملکہ نے مسند سے اُٹھکر ہاتھ بڑھا دیا امیر نے ہاتھ مین ہاتھ دیا معلوم ہوا کہ دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے امیر کو لا کر مقام صدر پر جگہ دی لوح طلسمی سامنے رکھی ہی عرض کی اے شہریار مکارہ نے آپ کے ساتھ مکر کیا آپ نے بڑا دھوکا کھایا ایسی نایاب شی کسیکو کوئی دیتا ہی یہ نہ آپ سوچے کہ دختر حکیم آغازہ مصری اِس مقام پر کیونکر آئی کہ آپ نے لوح اُتار کر دیدی امیر نے شرما کر سر جھکا لیا مگر شہلا نے لوح اُٹھا کر صاحبقران کے آگے رکھدی کہا اے شہریار مین جانتی تھی کہ آپ آج یہان تشریف لاوینگے اے نعمان جنی تم اپنے کو بچانا رہبران نے کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین چھوڑے ہین نعمان نے عرض کی اے ملکۂ عالم مین غلام قدیم ہون صاحبقران کا میرے باپ اور چچا راشد و ارشد ابتدا مین صاحبقران کے ساتھ رہے میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مین ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہون جو کچھ خیر خواہی مجھسے ہو سکے گی وہ کرونگا قتل مین حسینہ جادو کے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھونگا اب آپ سے رسم ہوا امید ہی کہ ہر مقام پر آپ مدد کرین اُسکے مکر سے صاحبقران کو بچائین مجھکو کچھ خوف نہین میرے بزرگ اِنکے خدمتگزار ہین یہ کہکے صاحبقران کے کان مین کہا لوح اُٹھا لیجیے پروردگار نے اپنا فضل کیا یہ دختر بادشاہ طلسم ہی اِسکے تسخیر ہونے سے مطلب نکلین گے امیر نے جو لوح کو اُٹھایا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے شہریار لوح کی بہت حفاظت رہے میری بھی فکر ہوگی ساحر آوینگے یہ ذکر تھا کہ وہی ساحرہ جو لوح دیگئی تھی موسوم بہ کمیل جادو پہلوے باغ سے پیدا ہوئی للکار کر آواز دی کہ کیون شہلا تمنے وصیت کو مان کی بھلا دیا اور طلسم کشا سے دل لگایا اب کہو کیا ہوگا ہم لوگون کے قتل کا سامان ہی دیکھین کیونکر جان بچے شہلا نے کہا اے شہریار یہ ساحرہ جانے نہ پاے صاحبقران لوح لیکر اُٹھے نعرہ کیا کہ او کمیل کہان جاتی ہی کمیل نے گولہ مارا صاحبقران نے لوح کو سامنے کیا گولہ اُلٹا پلٹا کمیل نے اپنے کو بچایا فورًا اپنے کو زمین مین گرایا غلطک مار کر شانون پر

مین کیا خوبی ہی اگر مین جمال جہان آرا دیکھکر بوح دیدون اور اپنے ہوش مین نہ رہون تب امان کا قانون پورا ہو لغمان نے عرض کی ای شہریار اب اپنے کو ظاہر کیجیے صاحبقران پشت تحمل سے بیتاب و بیقرارانہ جھومتے ہوے نکلے مگر نشۂ شراب عشق سے مبہوت ہو رہے ہین کلیجے پر ہاتھ یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

دانہ کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے — پیسین گی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے
در پردہ قہر ہی ستم آسمان مجھے — معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے
سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید — حداد ہین بنھانے عبث بیٹر یان مجھے
جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند — سم ہی ترے بغیر مے ارغوان مجھے
تقدیر مین لکھی تھین اُٹھائین یہ سختیان — بیٹھے بٹھاے ہو گیا عشق بتان مجھے
بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے — تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے
ای یار ابتو آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین — اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے
زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار — رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے
سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین — آکر بچائیے گا شہ انس و جان مجھے

ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے صاحبقران کو دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم ہی بقول شاعر

نظم

رباعی

جمالی دید از حد بشر دور + — ندیدہ از پری نشنیدہ از حور
زباغ نوجوانی سر بسر حُسن — جمالی بر جمالی حسن بر حُسن +
مکحل نرگسش از سرمۂ ناز — زمژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان — معنبر سائبان بر خواب ناکان
کہتے ہین کہ حُسن کا تھا بانی یوسف — رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
سب کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا — ہرگز بھی نہ ہو گا اسکا ثانی یوسف

شہلا کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا دریاے عرق مین غرق صبر و تحمل مین فرق ہر چند چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی کہ ای شہریار تشریف لائیے

ہماری مالک آجائین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی روشنی اور زنبیر ہوئی ماہ تابان کامل
ہوگیا ایک تخت آسمان سے اُترا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ بے مثل و بے نظیر چہرہ
ماہ منیر لباس عمدہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن رشک غنچۂ یاسمن آکے اُتری
کنیزون سے کہا اری کیا گا رہی ہو یہ بھی تمکو خبر ہی کہ آج کون دن ہی سب نے کہا واری
لونڈیان نہین جانتین موافق قاعدۂ قدیم کے ہم گا رہے ہین وہ نازنین مہ جبین موسوم
بہ شہلا سے دراز گیسو ہی جوڑا بندھا ہوا چند لٹین کھلی ہوئین کمر سے نیچی معلوم ہوتا ہی کہ
ناگنیان لہرا رہی ہین اِسنے مسکرا کر کہا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا اِس باغ مین آوینگے امیر نے
جو اُس مہ جبین کو دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا لغمان نے امیر کو سنبھالا یقین تھا
کہ گر پڑین لغمان کہتا ہو ای شہریار اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو کہ حال کھلجاے کنیزین ہر
طرف دیکھتی پھرتی ہین جب کوئی نظر نہ آیا تب کنیزون نے عرض کی حضور اِس باغ مین
کسی غیر کا گذر نہین ہی تب وہ نازنین مسند پر بیٹھی کہا صاحبو ذرا مادر مہربان کو خبر کرد
مجھکو خوشی تو سُنا ئین مین نے سُنا ہی کہ لوح طلسم لے لی آخر وہ اب کہان رکھی جاے گی
یہ جو شہلا نے کہا چند کنیزین کچھ اسم سحر پڑھنے لگین بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا کہ پہلوے
باغ سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے آکر شہلا کو سلام کیا کہا واری یہ لوح طلسم موجود
ہی مگر بہت بہت تاکید کی ہی کہ جمال طلسم کشا عابد کش و زاہد فریب ہی کئی شاہزادیون نے
عاشق ہوکر اِس طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا یہ طلسم اِسواسطے بنایا گیا تھا کہ قفر ہشت پہل
پر نہ جاسکین اِسی مقام پر اٹک جائین مادر مہربان نے آپ کی بڑا اکار نمایان کیا کہ لوح
طلسم طلسم کشا سے لے لی اور پھر نکل آئین لہذا لوح طلسم بہ احتیاط رکھنا اور طلسم کشا
کے دیکھنے کی خواہش نکرنا یہ کہکے لوح جھولی سے نکالی کہا میرا ایسا ہی اعتبار تھا کہ آپکی
مادر مہربان نے لوح بھیجی اور فرمادیا تھا کہ اندر سے زمین کے جانا مین نے وہی کیا
کہ آپ کے باغ مین آکر نکلی اب آپ جانین اور آپ کا کام جانے مین نے لاکر لوح
پہونچا دی شہلا نے لوح کو لیکر مسند پر رکھ لیا وہ ساحرہ چلی گئی جب کنیزین عیش و
عشرت کرنے لگین شہلا نے کہا صاحبو مجھے اشتیاق ہی کہ طلسم کشا کو دیکھون طلسم کشا

صاحبقران کو پشت باغ پر لایا کہا کمند مار کر چڑھیے صاحبقران دیوار پر چڑھے لغمان جنی بھی برابر آیا مگر دیکھا باغ مین روشنی کی کثرت ہی صاحبقران دیوار سے اُترے نخلستان کی آڑ پکڑتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک چبوترہ مدور بنا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی ایک مسند آراستہ ہی صدہا کنیزین گرد مسند کے کھڑی ہین امیر نے لغمان سے فرمایا مسند نشین کوئی نہین ہی لغمان نے عرض کی اب تھوڑے عرصے مین مسند نشین بھی آیا چاہتی ہی صاحبقران نخل کی آڑ مین کھڑے ہین اگر کوئی کنیز اُس طرف سے نکلتی ہی تو اپنے کو مخفی کرتے ہین لغمان صاحبقران کو سمجھاتا جاتا ہی کہ ای شہریار اپنے کو مخفی رکھیے یکایک وہ سب کنیزین آوازین ملا کر یہ اشعار گانے لگین نظم

رنج فراق نے جو کیا زعفران مجھے	ہنستے ہین دیکھ دیکھ کے پیر و جوان مجھے
قاتل کا میرے کوئی بتاوے نشان مجھے	اب سہر ہوا ہی جسم پہ بارِ گران مجھے
اِن مہوشونکے عشق مین کسدن ہوا تھا شاد	ہر دم رُلا رہا ہی جبو ای آسمان مجھے
اُس گل سے وعدہ وصل کا ہی کیفیت ہو آج	ساقی پلادے جام مے ارغوان مجھے
ہاتھ اِک لگادے اور کہ قصہ تمام ہو	قاتل چلا ہی چھوڑ کے کیون نیمجان مجھے
دل کو بڑی خوشی ہو کہ ہی آج روز عید	اپنے گلے لگاؤ جو ای مہربان مجھے
ذکر وصال بھی نہین آتا زبان پر	رنج فراق نے یہ کیا ناتوان مجھے
دنیا مین آکے رنج اُٹھاے ہزار ہا	لایا کہان سے میرا مقدر کہان مجھے
عشق بتان مین غیرت ناقوس ہو گیا	دن رات کوئی کام نہین جز فغان مجھے
قصہ ہر اِک خوشی کا فراموش ہو گیا	ہی یاد تیرے غم کی فقط داستان مجھے
جوش جنون مین چاک گریبان تو کر چکا	دامن کی ہین اُڑانی فقط دھجیان مجھے
قبلے سے مجھ مریض کا مُنھ پھیر دے کوئی	آئیگا دیکھنے وہ بُتِ بدگمان مجھے
کیا جلد شعر کہنے مین مبسوط ہوا ہی دخل	اُستاد لگئے ہین عجب مہربان مجھے

صاحبقران زبان سُن رہے ہین کہ کنیزین خوشی کر رہی ہین اُچھلتی ہین اور کودتی ہین کہ رہی ہین کہ آج ہماری مالک کے آنے کا دن ہی خداوند بقراط مہربانی کرین کہ

حیران و پریشان کھڑے ہین سوچ رہے ہین کہ یا امیر یہ کیا ہوا کیا موت لیکر اس طلسم مین آئی ہی ای خالق ارض و سما و ای مالک یکتا لوح پھر دلوا بڑا دھوکا مین نے کھایا کہ دیکھا سامنے سے نعمان جنی آتا ہی مگر زار زار گریان و نالان آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہر یار مین چند ساعت کو صحرا مین ٹھہر گیا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آپ پر آفت آجائیگی سبک خیز جادو اس مرحلے کی مالک ہی اُسی نے یہ فتور کیا مگر حضور کسی مقام پر ٹھہرین مین شب کو آپ کو لیچلونگا کیا عجب ہی کہ لوح طلسمی پھر دستیاب ہو اور اگر خدا نخواستہ لوح نہ ملی تو اس غلام کی بھی قضا ہی میری شرکت ظاہر ہوگئی حسین جادو میری تلاش مین ہی آج جان پر کھیلونگا اب تدبیر مین جاتا ہون یہ کہکے نعمان تو غائب ہوا امیر اُسی صحرا مین ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مگر وہ مقام خوف ہی کسی طرف شیر معلوم ہوتا ہی کسی طرف بھیڑیا آتا ہی مگر صاحبقران جب اسم اعظم پڑھتے ہین تو وہ شیر اور بھیڑیے بھاگ جاتے ہین کئی اژدر منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے آئے امیر نے حرز کل کو جنبش دی اژدہے بھی بھاگ گئے جب کہ صاحبقران فلک چہارم لباس زرین زیب جسم کیے کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے دیکھا کہ نعمان جنی آتا ہی مگر ایک دست بقچہ بغل مین دبائے ہوے امیر کے سامنے لاکر دست بقچہ رکھدیا نعمان جنی نے پوچھا کہ ای شہر یار اس مقام پر کیا گذری صاحبقران نے فرمایا شیر و گرگ و اژدر آئے مگر عنایت پروردگار سے دور رہے نعمان نے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہر یار آپ ہی کا کام تھا کہ اس صحرا مین بسر کی اگر اپنے وقت کا رستم ہوتا تو وہ بھی بھاگ جاتا مگر آپ نے قدم مردی نہ ہٹایا مین جانتا تھا آپ اس صحرا مین نہ بلینگے صاحبقران نے فرمایا تمسے وعدہ تھا تو وعدے کے پابند رہے اس مقام سے نہ ہٹے اگر آگ بھی برستی تو یہان سے نہ ہٹتے نعمان جنی نے وہ دست بقچہ پیش کیا کہا یہ لباس شب روی ہی اسکو زیب جسم فرمائیے ایسے مقام پر آپ کو لے چلون کہ آپ بہت خوش ہون مگر اپنے کو ظاہر نہ کیجیے گا صاحبقران نے لباس سیاہ پہنا نعمان جنی کے ساتھ چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نمایان ہوا صدہا کنیزین در باغ پر کھڑی ہین نعمان

صندوق کھولا ایک برق چمک گئی دیکھا ایک تختی الماس کی رکھی ہی ریشم مین گُندھی ہی
مہر پر اُسکے لکھا ہی کہ لوح طلسم حسینان امیر نے تختی کو اُٹھا کر گلے مین ڈالا کبوتر سفید
خوش فعلیان کرتا ہوا اُڑ گیا امیر نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پہلو مین
اِسی قصر کے ایک حوض کلان ہی اُس مین آب صاف و شفاف مثل آب گوہر موج مار رہا
ہی اپنے کو اُس چشمے مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھو امیر قریب چشمے
کے آئے حوض مین پھاند پڑے غلطان و پیچان چلے آخر پانؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی
امیر طرف باغ کے چلے قریب در باغ کے نہ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے کچھ عورتون
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو آگے آگے سلماے گوہر پوش پشت پر کئی سو کنیزین ملول و
حزین سر جھکاے ہوے در باغ پر آکر ٹھہرین امیر کو سلام کیا امیر نے جو ملکہ سلما کو
دیکھا کہ ملول و حزین ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیقرار ہو گئے فرمایا کیون ملکۂ عالم
تم یہان کہان ملکہ سلما رونے لگی کہا اے شہریار آپ کے جانے کے بعد ایک ساحر
مجھکو گرفتار کر کے بقراط کے پاس لیگیا تھا اُسنے سوال وصل کیا مین نے اِنکار کیا
تب اُسنے حکم دیا کہ اِسکو لیجا کر طلسم حسینان مین ڈالدو کنیز قید تھی کہ اسوقت حسین جادو
آئی اُسنے کہا اے ملکۂ عالم تم بڑی صاحب اقبال ہو عاشق تمھارا آگیا براے استقبال
جاؤ مگر وہ کہتی تھی کہ مین نے لوح بدل لی اب گرفتار بھی کر لونگی تو حضور مفصل فرمایئے
کہ لوح ہی یا نہین امیر نے فرمایا لوح میرے پاس موجود ہی نعمان جنی نے پتہ دیکے
دلوائی ملکہ نے کہا ذرا مین لوح دیکھون امیر نے سلما کے جوش محبت مین لوح گلے سے
اُتاری فرمایا یہ دیکھو لوح موجود ہی ملکہ نے ہاتھ مین لیکر فرمایا دیکھیے وہ حسین جادو
آتی ہی اپنے کو بچایئے امیر دیکھنے کو پلٹے تھے کہ ایک صداے مہیب آئی کہ باش او
جد طلسم کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین اِسطرح دھوکا دیتے ہین صاحبقران نے پلٹکر
دیکھا کہ ایک ساحرہ مہیب ... وضع کھڑی للکار رہی ہی امیر نے غصے مین چاہا اُسپر جا پڑون
اُسنے دونون پانؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی اب صاحبقران

ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا ای شہریار راشد و ارشد جنی جو پردۂ قاف مین آپکے معین رہے ہین مین راشد جنی کا فرزند ہون لغمان جنی میرا نام ہی برا سے سیر اس صحرا مین آیا اس ساحرہ نے کہ جسکا حسین جادو نام ہی مجھکو گرفتار کرلیا اور شیر بنادیا مجھپر سوار ہوکر اس صحرا مین آتی ہی چند ساعت بیٹھتی ہی اندر درۂ کوہ کے ایک قلعہ ہی کہ جسکو طلسم حسینان کہتے ہین اب جو حضور تشریف لیجائین گے سحر تو آپ پر تاثیر نہ کریگا یہ جسقدر طائر اس صحرا مین ہین سب ساحران غدار ہین اُسکی اطاعت مین رہتے ہین مگر آپ نے جو اسم اعظم پڑھا خوف سے جان کے بھاگ گئے پہلو مین اس درے کے ایک نخل چنار ملیگا اُسکو بہ قوت صاحبقرانی اُکھیڑیے وہینہ نقب کا پیدا ہوگا اُس نقب مین جب جائیے گا تو ایک قصر عالی مین پہونچیے گا اُسی قصر مین لوح طلسم ہی آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین بہ شکل کبوتر آؤنگا آپ کو اشارہ کرونگا کہ فلان مقام پر لوح ہی اُسکو حاصل کر کے بموجب تحریر کام کیجیے گا امیر نے سب قبول کیا اور لغمان جنی کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو ہمارا فرزند ہی اس طلسم کو فتح کر کے تجھکو نامہ دینگے اپنے باپ سے جاکر ملنا اور ہمارا اسلام کہنا انشاء اللہ آسمان پر بھی تجھکو عہدۂ جلیل عطا کرینگی لغمان جنی نے کہا خدا حضور کو مظفر و منصور کرے صاحبقران لغمان سے رخصت ہوکر اُس جانب چلے لغمان جنی بہ شکل کبوتر سفید اُڑکر غائب ہوا صاحبقران درۂ کوہ پر آئے دیکھا ایک دیوارہ حائل ہی امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ رکھا وہ دیوار گری امیر درے کے اُس پار نکلے دیکھا پہلوے درہ مین نخل ہی امیر نے اُسکو اُکھیڑا ایک نقب ظاہر ہوئی نقب کو طی کر کے قصر مین پہونچے دیکھا قصر نہایت لطف سے آراستہ ہی سامنے ایک قصر عالی ہی اُسمین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر وہی ساحرہ بیٹھی ہی امیر نے للکارا وہ ساحرہ اُٹھکر غائب ہوئی اب امیر حیران ہین کہ لوح کہان تلاش کرون اِس حیرانی مین کھڑے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک کبوتر برنگ سفید اُڑتا ہوا آیا اُسی تخت پر بیٹھ گیا آنکھون سے اشارہ کیا کہ اِس تخت کو اُٹھائیے امیر نے بڑھکر تخت اُٹھایا زیر تخت ایک صندوق طلائی پایا کبوتر گونجنے لگا اشارہ تھا کہ اِسکو کھولیے امیر نے

نہ گاڑین میری میت کو احبا وہم آتا ہی ۔ کہ میرے دل کے آئینے مین ہی تصویر قاتل کی
چمن کا رنگ بدلا کس گل بکنا کی آمد ہی ۔ گلستان مین ہوئی ہی آج کیون کثرت عنادل کی
بگڑ کر خود رہا کر دینگے اپنی زلف کے قیدی ۔ صدا آئے نہ انکے کان مین اکدن سلاسل کی
وہ اپنے عاشقونکو ذبح کرکے ناز سے بولے ۔ بہت ہمکو پسند آتی ہی محفل رقص بسمل کی
اطاعت سے مسخر اُس پری کو کر لیا ہمنے ۔ نہ اب حاجت ہی عامل کی نہ خواہش نقش عامل کی
یہ ہی شوق شہادت عشق سے فورًا چونک جاتا ہون ۔ ہوا آتی ہی جسدم دامن شمشیر قاتل کی
محبت گلا خونکی تمم کردے گے کیونکر اے سطوت ۔ نہین قابو مین دل فریاد سُن سُنکر عنادل کی

امیر نے جو یہ آواز طائرون کی سُنی مبہوت ہونے لگے مگر فورًا ہی اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا جیسے ہی اسم اعظم پکار کر پڑھا طائر اُڑکر شاخون پر درختونکی جا بیٹھے کوئی زمزمہ سرائی نہین کرتا اُس نازنین نے امیر کو بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے للکارا کہ او نازنین تو ساحرہ معلوم ہوتی ہی طبیعت کو یقین ہوا یہ طائر کیون اُڑ گئے نازنین نے کہا اے شخص معلوم ہوتا ہی تیرا گریبان اجل نے پکڑا ہی جو میری جستجو مین آیا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی پشت پر شیر کی سوار ہوئی شیر لیکر اُسکو بھاگا درۂ کوہ پر وہ نازنین پشت شیر سے اُتری اندر جاکر وہ نازنین تو غائب ہوگئی مگر وہ شیر درۂ کوہ پر مثل نگہبانون کے بیٹھ گیا امیر نے قریب درۂ کوہ آکر بہ فصاحت فرمایا اے شہنشاہ درندگان کیا سبب ہی کہ جو تو اِس نازنین کو پشت پر سوار کرتا ہی اُس شیر نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے شیر نے جو آواز اِسم اعظم کی سُنی دُم کو ہلاتا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے مثل اِلنسان گویا ہوا کہ اے شہریار شاید آپ ثانی سلیمان ہین شوہر آسمان پری پدر قریشہ کہ آپ کو دیکھکر دل کو فرحت ہوئی یقین ہوا کہ وقت میری رہائی کا قریب آیا حرز ہیکل جو گلے مین ہی حضور کے اِسکا عکس مجھپر ڈالیے کہ مین بصورت اصلی ہو جاؤن تو کل کیفیت بیان کرون امیر نے فورًا حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا عکس کیسا گردن مین شیر کی ڈالدی شیر زمین پر گرا دو چار غلطکین مارکر زمین سے اُٹھا امیر نے دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف مگر نہایت حسین وجمیل ہی

نقاب ٹوٹا صورت زیبا دیکھکر ہاتھہ پانؤن مین رعشہ آگیا ہاتھہ کانپا نقاب ادھر چھوٹا مین غش کھا کے گرا نقاب دار مجھکو غش مین چھوڑ کر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا مین جو اُٹھا تو بلک بلک کے رویا اُسی حال مین اپنے قلعے مین آیا عیار میرا او ہام دوندہ واسطے خبر کے گیا معلوم ہوا کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم سلیمان تاجدار ہی اُسکی دختر بلند اختر ملکہ شیرین زبان ہی مین نے پیام عقد دیا سلیمان نے جواب دیا کہ میرے قلعے کے سامنے ایک کوہ ہی درۂ کوہ مین ایک شیر رہتا ہی بعد ہفتے کے اُس شیر کی پشت پر سوار ہوکر ایک نازنین نکلتی ہی تمام طائران صحرا گرد اُسکے جمع ہوتے ہین چند ساعت صحرا مین پھرتی ہی پھر اُسی شیر کی پشت پر سوار ہوکر درۂ کوہ مین چلی جاتی ہی مگر وہ شیر بطور نگہبانون کے درۂ کوہ پر بیٹھا رہتا ہی اِس راز سے مجھے آگاہ کرو کہ وہ نازنین کون ہی وہ طائران صحرا کیون تسخیر ہوتے ہین مین اِن شرطون کے ادا کرنے سے عاجز ہون صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ضرور اِس راز کو تم پر ظاہر کرینگے اور تمھاری شادی ساتھہ اُس مہ جبین کے ہوگی اخفائے رؤئین تن کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کا سامان دعوت کیا لشکر بھی امیر کا قلعے مین آیا دو دن تک سامان دعوت رہا دو دن کے بعد صاحبقران نے فرمایا اے اخفا ہمکو لیچلو وہ پہاڑ وغیرہ دکھاؤ اخفا نے کہا دو دن کے بعد بروز پنجشنبہ چلیے گا وہ نازنین اُسیدن نکلتی ہی ملاحظہ فرمالیجیے گا صاحبقران نے تامل فرمایا بعد دو دن کے جب روز مذکور آیا تو بعد نماز سحر صاحبقران سوار ہوے اخفائے رؤئین تن کو ہمراہ لیا راہ طی کر کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا فرش معقول بچھا ہی ایک نازنین نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی شیر سامنے بیٹھا دُم ہلا رہا ہی ہزارہا طائر گرد بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ اُنکی زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے ہین

نظم

عجب شوق شہادت ہی عجب جرأت مرے دل کی — بچھوڑی آمد و رفت ایکدم بھی کوے قاتل کی
مرا سر کاٹ کر یہ گفتگو ہی میرے قاتل کی — کہ تجھسے چاہنے والے کی آسان مین نے مشکل کی
اُٹھا کر مجھکو حیلے سے بلائیگا رقیبون کو — ارے نادان میرے ناخنون مین ہی ترے دل کی

نوکر دان دونون پر کیا گذری ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی ای شہریار دیوالون
نے قلعے مین جاکر بڑی بدعت کی مگر اخفاے روئین تن نے اُنکو قید کیا ہی وہ دیوانے
مسلسل و مطوق قید خانے مین بیٹھے ہین یہ سُنکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا شبدیز
اشقر پر سوار ہوے سرداروں نے چاہا کہ ہمراہ چلین امیر نے سب کو منع کیا کہ خبردار
میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا جاکر اُس سے سمجھ لونگا گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے
قبضۂ تیغۂ عقرب پر ہاتھ پڑا ہوا در قلعہ پر پہونچے نگہبان مانع ہوے صاحبقران کے
تیور پر بل پڑے ہوے فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ نگہبان ہٹے اگر کسی نے روکا تو
وہ ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا صاحبقران اُسی حال مین دربارگاہ اخفا پر
پہونچے گھوڑے سے کود پڑے پہیلے سے تلوار کے پردہ اُٹھایا اخفا اُسی حال مین
بیٹھا تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران اندر آئے اخفا سے آنکھ ملا کر کہا او نامرد
تو نے میرے رفیقون کو قید کیا ہی جلد اُنکو منگوا دے ورنہ خون کا دریا بہا دونگا
اس دبدبے سے صاحبقران نے فرمایا کہ اخفا اپنے مقام سے اُٹھا امیر کو سلام
کیا کہا تشریف لائیے آپ کے رفقا نے ایسی بدعت کی کہ غلام سے صبر نہ ہو سکا آخر
وہ قید ہوے مین ابھی منگوائے دیتا ہون یہ کہکے رفقا سے اشارہ کیا کہ دونون
دیوالون کو لاؤ اور صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا رفقا گئے اور دیوالون کو
قید خانے سے لائے دونون چوبدستین پکڑ کے داہنے بائین کھڑے ہوے امیر نے
کہا ای اخفاے روئین تن مذہب وحدہٗ لاشریک قبول کر و اِس سوال پر اخفا
اُٹھا گرد صاحبقران کے پھرنے لگا عرض کی ای شہریار ایک دردلادوا رکھتا ہون
امیدوار ہون کہ اُسکا علاج کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملک و مال حاضر ہی اُسکو
لیکر قبضے مین کیجیے صاحبقران نے پوچھا وہ کیا مصیبت ہی اخفا چیخین مار کر رونے
لگا کہا ای شہریار مین ہمیشہ شکار دوست ہون کئی ہفتے گذرے بر اے شکار صحرا
مین گیا تھا ایک نقابدار سے دوچار ہوا اُسنے مجھپر ہاتھ تلوار کا مارا مین روئین تن
ہون تلوار و خنجر سے نہین ڈرتا بے خوف ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر نقابدار کو اُٹھا لیا ہنہ

مارکر دونون دیوانے اندر گھسے اخفاے روئین تن مقام صدر پر بیٹھا تھا کہی سو افسر گرد بیٹھے ہین اخفا کہ رہا ہی یار واب زندگی دشوار ہی موت کا مجھکو انتظار ہی نظم

اُس بیوفا کو اب نہ کبھی یاد کیجیے
معشوق اور کوئی پریزاد کیجیے

دل میرا اپنے وصل سے اب شاد کیجیے
للہ قید رنج سے آزاد کیجیے

کیا قہر ہی کہ ہمپہ تو بیداد کیجیے
دیدیکے بوسے غیر کا دل شاد کیجیے

اُس رشک گل کے ہجر مین مانند عندلیب
گلشن مین جاکے نالہ و فریاد کیجیے

دل لے چکے تو کہتے ہین ملکے غیر سے
وہ رنج دون کہ آپ بہت یاد کیجیے

عاشق پہ ظلم کرکے یہ کہتا ہی وہ صنم
جاکر خدا سے اب مری فریاد کیجیے

کچھ بھی اثر نہ ہوگا کہ پتھر ہی اُسکا دل
کیا فائدہ جو نالہ و فریاد کیجیے

تقدیر ہو جو کچھ بھی موافق شباب مین
ہر دم وصال یار سے دل شاد کیجیے

اپنی گلی مین قبر بنی رہنے دیجیے
للہ میری خاک نہ برباد کیجیے

ذکر بتان سے فائدہ دنیا مین کچھ نہین
سطوت خدا کو اپنے نہ کیون یاد کیجیے

مصاحب لوگ حیران ہین کہ آقا کو کیا کہکے سمجھائین اخفا چپ بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس کہ دونون دیوانے اندر آئے للکارے کہ او اخفاے روئین تن ہمارے آقا تیری سرحد مین آئے اور تو سامان دعوت لیکر حاضر نہ ہوا اخفا نے جوابدیا مین تمھارے آقا کو کیا مانتا ہون یہ کہتا تھا کہ دیوانون نے چاہا اخفا پر جا پڑین اخفا اپنے مقام سے اُٹھا مصاحبون سے کہا اِنکو گرفتار کرلو یہ سنکر دیوانے غصے مین لڑنے لگے اخفا نے پشت سے آکر دونون کو زخمی کیا اِسقدر خون سر سے بہا کہ دونون لڑکھڑا کے گرے اخفا نے حکم دیا کہ اب اِنکو گرفتار کرلو آہنگر حاضر ہوے دونونکو عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اور دونون کو قید خانے مین بھیجدیا آپ اپنے مقام پر آبیٹھا وہان صاحبقران جو صبح کو اُٹھے سرداروں سے پوچھا دیوانے کہان گئے سب نے کہا حضور ہمکو نہین معلوم کہ لالان قزاق نے آکر خبر دی کہ غلام کو مجروح کیا دونون قلعے مین گئے جب سے پلٹ کر نہین آئے ہرکارون سے کہا دریافت

ہی سب رفقا اُسکی خدمت مین حاضر ہین دونون دیوانون نے صاحبقران سے پوچھا کہ کیون آقا سے نامدار اِس قلعے کا حاکم برا ے خدمتگزاری نہین حاضر ہوا غلام جائین اُسکی گردن پکڑ کے لائین صاحبقران نے فرمایا کیا ضرورت ہی جسطرح ہی اُسی طرح رہنے دو مگر یہ دونون بڑی رات گئے لشکر سے نکلکر طرف قلعے کے چلے لالان قزاق برسر طلایہ تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون جاتا ہی سہراب دیوانہ چوبدست پکڑ کے جا پڑا کہا کہ او قزاق ہمکو ٹوکتا ہی یہ کہکے چوبدست ماردی لالان قزاق نے چاہا بچون مگر نہ بچ سکا نشانہ ہوا لالان قزاق نے دیکھا کہ یہ دیوانہ بیباک ہی اِسکی فریاد کون سنےگا ساتھ والون سے کہا اِسکو جانے دو تعرض نہ کرو دونون دیوانے جھومتے ہوے چلے آپس مین کہتے ہوے کہ چلکر اخفا سے روئین تن کو پکڑ لائین قدمون پر اپنے آقا کے گرائین مقام افسوس ہی کہ جس راستے سے ہمارا آقا گذرے اور قلعہ تسخیر سے رہجاے اور ہم ایسے رفیق ساتھ ہون اور کوشش نہ کرین غرض دونون دیوانے درقلعہ پر پہونچے ہین ساسان تیغ زن کہ درقلعہ پر بطور نگہبانون کے تھا اُسنے للکارا کہ کون آتا ہی مگر یہ دیوانے کب جواب دیتے ہین جب پھاٹک مین گھسنے لگے ساسان نے ہاتھ تلوار کا مارا سامنے سے سہراب نے روکا پشت پر آکر شہران نے چوبدست ماردی کہ ساسان پرا ٹھا ہوکر رہگیا اور جو چند سپاہی تھے آپس مین کہنے لگے بارہ وان دیوانون کو نہ روکو جب دربار مین جاوینگے سزا پاوینگے سپاہیون نے اپنے کو چھپایا یہ دونون قلعے مین آئے پہر رات پچھلی باقی ہی کوہ وبرزن مین سناٹا یہ دونون پھرتے پھراتے صبح ہوتے دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار دیوانون کو دیکھکر بھاگا آکر اخفا سے اطلاع کی کہ دونون دیوانے ملازم صاحبقران سارے قلعے کو ٹوکے دربارگاہ پر آئے ہین چاہتے ہین اندر آوین اخفا نے کہا خبردار آنے نہ پائین یہ سُنکر درگہ سالار پلٹا دربارگاہ پر آکر کہا خبردار اندر نہ آنا افسر ہمارا منع کرتا ہی یہ دیوانے کب سنتے ہین کہ سہراب نے بڑھکر چوبدست لگائی درگہ سالار نے سپر اُٹھائی مگر چوبدست جو پڑی ہاتھ درگہ سالار کا کانپا سر گردن مین گردن سینے مین تھلتھلہ خون کا ہوکر رہگیا درگہ سالار کو

آگ برسائی مگر صاحبقران پر آگ نے تاثیر نہ کی دو چار سحر اسطرح کے کیے لیکن کسی سحر نے تاثیر نہ کی اب سوچا کہ نکلجاؤن اپنے کو زمین پر گرا یا غلطک ماری شانون پر پر پرواز پیدا ہوے اُڑتا ہوا چلا عمرو نے قریب آکر صاحبقران کو خبر دی کہ ای شہریار صیاد جاتا ہی اگر نکلگیا تو آفت برپا کریگا آپ کا تو کیا کر سکیگا مگر ملکہ کو باغ مین رہنا مشکل پڑیگا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر سینۂ پر کینہ صیاد کا تاکا صیاد دام اجل مین پھنسا سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے صیاد کا لاشہ جلکر خاک ہوا ساحر ایک جانب بھاگے کچھ پہلے قتل ہو گئے کچھ اس خیال مین آئے کہ تاج اسکے سر کا زمین پر گرا ہی یقین ہی کچھ فتور برپا ہو حقیقت مین تاج جو زمین پر گرا تھا اُس تاج سے شعلۂ آتش نکلنے لگے صحرا مین آگ لگ گئی ساحرون نے چاہا بھاگین نہ بھاگ سکے جل جلکر خاک ہوے تھوڑے عرصے مین ایک آواز آئی جس سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ کوئی غل مچا کر کہ رہا ہی کہ کشتی مرا نام من صیاد بلند پرواز بود اب صاحبقران کی فتح ہوئی بارگاہ مین آکر ملکہ کو قفس سے نکالا محافے مین سوار کر کے ساتھ لیا دونون دیوانے گرد محافے کے چوبدستین ہلاتے ہوے آگے صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار اس شان و شوکت سے ملکہ کو لیکر آئے لشکر والون نے پوچھا حضور کہان گئے تھے صاحبقران نے فرمایا ملکہ کو صیاد جادو اُٹھا لیگیا تھا جا کر اُسکو مار املکہ اور دیوانون کو رہا کیا ملکہ کو داخل قصر کیا حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم طرف قصر ہشت پہل کے جائینگے لشکر تیار رہوا دونون دیوانے ساتھ ہوے ہر مقام پر بے اعتدالیان کرتے ہین مگر صاحبقران اُنکی گوشمالی کر دیتے ہین جب ماتے ہین ایک مقام پر جو آکر پہونچے سامنے دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی مگر قلعے مین سنّاٹا ہی اتنا بڑا لشکر صاحبقران کا آکر اُترا مگر کوئی تماشہ دیکھنے نہین آیا امیر نے اپنے ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ قلعہ کسکا ہی ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی اخفاے روئین تن اس قلعے کا حاکم ہی اپنے زور و طاقت پر نہایت ناز رکھتا ہی مگر فی الحال براے شکار گیا تھا وہان سے جو پلٹ کر آیا بیمار پڑا ہوا ہی یہی باعث سنّاٹے کا

خاصہ کہا کے جو سوے دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ مالکہ نمکین شبیر بن کلام قفس مین بند ہی اور دونون دیوانے نخل سے بندھے ہین لشکر صیاد اُترا ہی صیاد دمبدم دیوانون پر بدعت کرتا ہی اور دیوانے پکار رہے ہین کہ ہمارے آقا کو خبر کرو صاحبقران یہ خواب دیکھکر بیدار ہوے مقبل سے فرمایا اشقر کو تیار کرو فوراً اشقر تیار ہوا نکلکر بپشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اُڑاتے ہوے چلے ایک مقام پر آکر دیکھا لشکر ساحران فروکش ہی اور دونون دیوانے نخل مین بندھے ہوے ہین یہان عمرو نے چاہا ہی کہ صیاد سے کلید میخانہ لون ساقی گری آغاز کرون کہ

صاحبقران کا نعرہ ہوا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شبشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

صیاد نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سُنی گھبرا کر کہا اہرنگار رنگ غضب ہوا امیر اگئے پہلے نکلکر اُنکو گرفتار کرلون پھر تمھاری ساقی گری دیکھونگا عمرو ناچار ہوا جی مین کہتا ہی آقا نے جلدی کی افسوس ہی مین اپنا کام نہ کرنے پایا صیاد اسباب سحر لیکر باہر نکلا دیکھا کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب اُس نخل کے پہونچے اِسم اعظم ورد زبان کیا دیوانون نے قید سحر سے رہائی پائی قید ظاہر توڑ کر پھینکدی چوبدستین لیکر صاحبقران کے ساتھ ہوے صاحبقران دیوانون کو رہا کر کے طرف بارگاہ صیاد کے چلے ہین کہ صیاد قریب آیا دیکھا کہ صاحبقران نے دیوانون کو رہا کرلیا صیاد نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالکر پھینکا آسمان پر آکر گولہ پھٹا اِسقدر دھوان نکلا کہ ابر تیار ہوا اُس ابر سے تلوارین برسنے لگین مگر صاحبقران اِسم اعظم پڑھ رہے ہین دونون دیوانے محفوظ ہین اور خواجہ بھی بچ رہے ہین ہرچند تلوارین برسائین مگر کسی تلوار نے تاثیر نہ کی صیاد گھبرایا بلکہ یہ دیکھا کہ اِسی کے ہزارون آدمی مارے گئے ہزارہا ان لاشے لوٹنے لگے آخر اپنے سحر کو آپ دفع کیا دوسرا ابر پیدا کیا اُس ابر سے

کیا ہی ساحر نے کہا میرا نام رنگار نگ جادو ہی مقرب قدرت ہر وقت خدمت مین رہتا ہون قدرت سرفراز فرماتے ہین مگر ایک کمال مجھکو دیا ہی چاہتا ہون اُسے سُنیے یقین ہی کہ بہت خوش ہوجیے گا یہ کہکے بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے صیاد بلند پرواز کے گانے لگا نظم

جسکا کہ حسن قدرت پروردگار ہی
اُسپر ہزار جان سے مرا دل نثار ہی

ای دل نترپ نہ تو اگر آزردہ یار ہی
اس مین بھی کچھ مشیت پروردگار ہی

کوئی دو نیم سینہ کسی کا فگار ہی
دونون بھوین ہین آپ کی یا ذوالفقار ہی

رشک جنان ہی قابل جاے مزار ہی
دل سے مجھے پسند بہت کوے یار ہی

سنگ لحد پہ میری یہ کندہ ہو دوستو
یہ اِک شہید ناز و ادا کا مزار ہی

آراستہ ہوے ہین زمانے کے میکدے
شاید کہ آمد آمد فصل بہار ہی

بجلی چمک رہی ہی وہ بادل مین جسطرح
صاحب اِسی طرح مرا دل بیقرار ہی

کہدے کوئی یہ جاکے ہمارے مسیح سے
دم ہی لبوں پہ اور ترا اِنتظار ہی

مد نظر ہوا ہی کسی بے گنہ کا خون +
غصے سے آج سرخ جو روے نگار ہی

او بے خبر خدا کے لیے اپنو جلد آ
ہنگام نزع مجھکو ترا انتظار ہی

دم بھر تو سیر کرنے کو تشریف لائیے
داغون سے دل مرا صفتِ لالہ زار ہی

دل عاشقوں کے دیکھتے ہی ہوگئے دو نیم
تیغ نگہ مین کیا برش ذوالفقار ہی

کہتا ہی میری قبر پہ دل تھام کے وہ یار
حسرت برس رہی ہی یہ کسکا مزار ہی

زائر ہوا مزار حسین شہید کا
سطوت پہ کیا عنایت پروردگار ہی

صیاد گانا سُنکر بہت خوش ہوا کہا ای رنگار نگ خوب گاتے ہو عمرو نے کہا یہ سب کمال قدرت نے دیے ہین ایک کمال ہین اور کامل ہون ایسا تمکو راضی کرون کہ تم خوش ہوجاؤ صیاد نے پوچھا وہ کمال کیا ہی عمرو نے کہا ساقی گری ایسی کرون کہ مُنھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پیر سے ناچون سر سے شراب پلاؤن صیاد نے کہا یہ تو بہت دشوار ہی عمرو نے کہا ابھی ملاحظہ فرمائیے یہان تو خواجہ رنگ جما رہے ہین لیکن امیر

ملکہ کو رہا کر دے صیاد نے سحر کیا کہ دونون کے پانؤن زمین نے تھام لیے سامنے درخت
تھا اُسمین دونون کو بندھوا دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہتا ہی کیون او دیوانو تمنے ہزارون کو
قتل کیا دیوانے جھلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین مگر قید نہین ٹوٹتی کہ صیاد نے
سحر سخت کر دیا ہی دونون تڑپ رہے ہین قضاے کار خواجہ پھرتے ہوے ایک پہاڑ پر
آئے دیکھا زیر کوہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بارگاہ عالی اِستادہ ہی پہاڑ سے اُترے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ صیاد بلند پرواز ملکہ کو گرفتار کر کے لایا ہی دونون دیوانون کو بندھے
ہوے دیکھا کہ چیخ رہے ہین غل مچاتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار کو خبر کرو کہ جو حضور
منع کرتے تھے وہی معرکہ درپیش ہوا خواجہ نے دیکھا کہ صیاد کرسی پر بیٹھا ہی کنیزین اندر سے
پلٹ کر آتی ہین خبر دیتی ہین کہ وہ ظالم نہین قبول کرتی ہر چند سمجھایا مگر وہ مبہوت ہو رہی ہی
وہ ہرگز نہ مانیگی صیاد نے جھلا کر جواب دیا کہ اب میرا پتہ بھی مانگیا دونون دیوانے آئے
اُنھون نے لشکر کو تباہ کیا ہزارہا جوان مارے گئے اب مین نے اُنکو قید کیا ہی لیکن
بے قتل کیے نچھوڑونگا خواجہ نے یہ سب معاملہ سُنا آخر خیال مین آیا کہ کوئی عیاری
کرون جنگل مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر سوچنے لگے کہ دیکھا ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی خواجہ نے ساحر بنکر اُسکو پکارا کہا بھائی دھوپ مین کہان جاتے ہو
دم بھر یہان سایے مین ٹھہر جاؤ اُس ساحر نے کہا قدرت نے مجھکو پاس صیاد کے
بھیجا ہی حکم دیا ہی کہ ملکہ کو لاؤ مین یہ نامہ لیکر جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس
ساحر کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا جھولی سے اُسکی نامہ نکال لیا اُس مین لکھدیا
کہ یہ ساحر جو آتا ہی ایسا سحر تعلیم کریگا کہ جو آرزو ہی وہ پوری ہوگی اُسکو یاد کر لینا یہ نامہ لیکر
چلے لشکر مین آئے دیکھا دیوانے بندھے ہین صیاد دمبدم اُنپر بدعت کرتا ہی کہتا ہی
تمنے بڑے ستم کیے اِسطرح پیش آؤن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر
روئین اور مجھکو ترس نہ آئے دیوانے گالیان دے رہے ہین کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے
وہ کر لیکن اگر آقاے سرخ کو خبر پہونچیگی تو وہ ضرور براے رہائی آوینگے صیاد کہتا ہی
کیا مجال کہ نامہ وار نے آکر نامہ دیا صیاد نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا ای ساحر تیرا نام

عرض پیرا ہوے کہ اے شہر یار غلامان جانباز جائین قصر ہشت پہل مین تہلکہ ڈالدین اور نزرک کو آپ کی لائین صاحبقران نے جھڑک دیا فرمایا کہ اگر سامنے بقراط کے جاؤگے تو وہ ایسا سحر کریگا کہ تمھارے پانوُن زمین تھام لیگی شمیران نے سہراب کو اشارہ کیا کہ آقا کی بات کا جواب نہ دو ہم تم چلین یہان تو امیر نے خواجہ کو سمجھایا خواجہ نے امیر سے کچھ روپیہ لیا طرف قصر ہشت پہل کے چلے مگر سہراب اور شمیران باہر نکلے چوبدست ہلاتے ہوے چلے یہان صبیاد نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا کنیزین مقرر کین کہ میرے وصل پر اسکو آمادہ کرو اور یہ کہو کہ اگر نہ مانوگی تو صبیاد قتل کریگا ملکو زندہ نچھوڑیگا کنیزین سمجھا رہی ہین ملکہ زار زار روتی ہی کنیزون کو جواب دیتی ہی کہ صاحبو مین اس ہیبا سیاہ رو کو نہ قبول کرونگی اُس سے جاکر کہو کیون دیوانہ ہوا ہی ذرا اپنے کو خیال تو کر میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کس سے کہون نظم

ہمنے ترے فراق مین ایسے اُٹھاے رنج	نزدیک اب خوشی نہین آتی سواے رنج
گر ہجر کا مرض ہو نہ اِنسان کھاے رنج	ہوگی خوشی وصال صنم کی دواے رنج
مرجاؤن مین کہ برسون رہون مبتلاے رنج	اِسکی خوشی ہی دل سے کہین اُنکے جاے رنج
جسطرح اُسکے ہجر مین ہمنے اُٹھاے رنج	دشمن بھی اِسطرح سے نہ ہو مبتلاے رنج
اُس بیوفا سے جاکے یہ کہنا تو اے صبا	کبتک ترے فراق مین عاشق اُٹھاے رنج
ملک عدم مین خوش تھے نہ تھا غم کا ہم بھی	دنیا مین آکے ہوگئے ہم مبتلاے رنج
افسوس وقت ہجر مین کسی نے دیا نہ ساتھ	کوئی نہین فراق مین ہمدم سواے رنج
طاقت نہین ہی مجھ مین کہ سطوت بیان کرون	مین نے فراق یار مین جو جو اُٹھاے رنج

دونون دیوانے طرف قصر ہشت پہل کے چلے تھے کہ راہ مین لشکر صبیاد کا ملا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملکہ تمکین شیرین کلام اِسکے پاس قید مین ہی یہ سُنکر دونون دیوانے لشکر پر گرے لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا صبیاد نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور سہراب دیوانہ و شمیران دیوانہ آپ کے لشکر پر آپڑے ہین ہزارون کو قتل کر ڈالا لڑتے ہوے آتے ہین صبیاد باہر نکلا دیکھا دونون دیوانے لڑرہے ہین اور نعرے کررہے ہین کہ صبیاد سے کہو کہ

ہاتھ سینے پہ جو دم دیکھنے کو تمنے رکھا	اپنے داغ دل بیتاب کا پھاہا سمجھے
کیون رقیبون پہ نہین فخر کرون ای سطوت	عاشقو نہین وہ مجھے چاہنے والا سمجھے

کنیزین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین صاحبقران زبان سے عرض کیا جائیگا ملول وحزین
صحن خانہ مین آکے بیٹھی ہین مگر رو رہی ہین ادھر صیاد جادو ایک صحرا مین آکر اترا ہی
سب ساحر اسی مقام پر اُتر پڑے یہ بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ایسا نہ ہو مقابلے مین جاؤن اور
صاحبقران مقابلے مین نکلین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا بڑی مشکل پڑیگی جاکے ملکہ کو اُٹھا
لاؤن یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھا اُڑتا ہوا چلا باغ پر آکر ٹھہرا دیکھا ملکہ بیٹھی ہین
لگر ذکر صاحبقران ہو رہا ہی صیاد جل گیا جی مین کہتا ہی صاحبقران پر دل وجان سے
عاشق ہی قدرت کو کیونکر قبول کریگی مگر مین اسکو بہکا کے اپنی طرف رجوع کرون گا
حقیقت مین نہایت حسین وجمیل ہی بڑے لطف سے گذریگی مجھکو قبول بھی کرلے گی
یہ سوچکر تڑپ کر گرا ملکہ کو اُٹھا لیا اور لیکر چلا پنجے مین دبائے ہوے گلچینی گلشن جمال
کی کر رہا ہی دل مین کہتا ہی عجب معشوق خوبرو ہی دام بلا اِسکا گیسو ہی اسیطرح اُڑتا ہوا
اپنی بارگاہ مین لایا آپ مسند پر بیٹھا لباس عمدہ پہنا تاج سر پر رکھا کہ رہا ہی ای ملکہ عالم
تمنے غضب کیا کہ قدرت کو بُرا کہا قدرت بہت تمسے بیزار ہین مجھکو بھیجا کہ جاکر پکڑ لاؤ
ملکہ یہ سُنکر رونے لگین کہا او سیاہ رو تیرہ درون کیا بیہودہ بکتا ہی اب ہم تیرے قیدی
ہوے ہین جو چاہے سزا دے مگر عصمت کا نام نہ لے انشاء اللہ تعالی جسوقت امیر کو
خبر ہوجیگی یقین ہی تشریف لائین مجھکو چھڑائین صیاد نے کہا اب یہ کسکی مجال ہی کہ
تمھارے تعاقب مین آئے اگر مجھکو نہ قبول کروگی تو قتل کرونگا ملکہ نے کہا تجکو اختیار
ہی چاہے قتل کر چاہے بخشدے صیاد جھلا رہا ہی اِدھر کنیزین روتی پیٹتی خدمت
صاحبقران مین آئین وہ وقت ہی کہ صاحبقران دربار مین جلوہ فرما ہین دونون
دیوانے سامنے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو بھی سامنے حاضر ہین کہ کنیزون نے آکر
عرض کی ای شہریار ایک ساحر آکر ملکہ کو اُٹھا لیگیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم
جاکر دریافت تو کرو کہ کسنے یہ بے ادبی کی مگر دونون دیوانے صاحبقران کے سا

کچھ معلوم ہی صاحبقران نے آکر دیوانہ سہراب کو زیر کیا شہران بھی مسلمان ہوا ہی اب صاحبقران آپ پر لشکرکشی کر کے آیا چاہتے ہین دختر سہراب پر قبضہ کیا نام دختر سہراب سُنکر بقراط کو سناٹا آگیا کئی سو ساحر گرد اُسکے بیٹھے ہین ایک ایک کو اپنے اپنے سحر پر ناز ہی بقراط نے پکار کر آواز دی یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ دختر سہراب کو لاے قدرت اُسکے وصل حاصل کرین ایسی نازنین مہ جبین قبضۂ مسلمانان مین جاے اگر تم مین کسی کو حوصلہ نہ ہو تو قدرت خود جا مین نگے کئی سو جادوگر جو گرد بیٹھے تھے اُنمین ایک ساحر نہایت ہی مغرور و متکبر تھا کہ اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا صتیا دبلند پرواز نام اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند ہم لوگ موجود ہین آپ کیون تکلیف فرمائیے ابھی جاکر نمکین کو لاتا ہون آپکی معشوقہ کو آپسے ملاتا ہون بقراط نے حکم دیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لیلو جیسے بارگاہین جتنی مناسب جانو وہ اپنے ہمراہ لے لو صتیا د سازو سامان لیکر فکر ملکہ نمکین مین چلا یہان ملکہ نمکین شیرین کلام خبرین سُن رہی ہی کہ صاحبقران تیاری کر رہے ہین جانیکا ارادہ ہی ملکہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو مین حیران ہون کہ فراق صاحبقران مین کیونکر زندہ رہونگی اور کیونکر جدائی کی جفا سہونگی میرا تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی

نظم

اپنے دل مین تو کرو غور یہ تم کیا سمجھے غیر سمجھے مجھے اور غیر کو اپنا سمجھے
کتنے کج فہم ہو نادان ہو یہ تم کیا سمجھے عرض حال دل بیتاب کو شکوا سمجھے
دل بہلنے کے لیے بیٹھ گئے پاس اگر میری بیتابی دل کو وہ تماشا سمجھے
ایک عاشق کا بھی مُردہ نہ جِلایا صاحب کیا زمانے مین تمھین کوئی مسیحا سمجھے
راز دل تمنے کہا غیر سے جا کر کیا خوب ہاے افسوس مجھے دوست نہ اپنا سمجھے
اُسکی رحمت ہی بڑی بخشش ہی دیگا غفار مین گنہگار ہون ہر وقت وہ بندا سمجھے
مار ڈالا مجھے آنکھو نسے جِلایا لب سے آپ جو سمجھے مرے حق مین وہ اچھا سمجھے
جبکہ ماتھے پہ سنہری نظر آئی افشان مصحف چہرۂ جانان کو مطلا سمجھے
دیکھا جلوہ ترا سجدا وہین سجدہ کو جھکے ہم نہ مسجد نہ شنوالا نہ کلیسا سمجھے

کیجیے امیر نے ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ جھاڑ پونچھکر پھر لپٹ پڑا امیر نے پھر اُٹھالیا دیوانہ عجز کرتا ہی کہ آقا مین تابعدار ہون صورت زیبا دکھایئے خود سر سے ہٹایئے امیر نے جو خود کو ہٹایا شیران قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا ای آقاے نامدار ایک آقاے سرخ ہیرے خواب مین آئے تھے اُنھون نے خبر دی تھی کہ تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوگا کچھ کلمے بھی کہے تھے وہ تو مین بھول گیا مگر تابعداری مین موجود ہون امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا دیوانہ بہت ہنسا کہا ای شہریار یہی لفظین اُن بزرگ نے بھی فرمائی تھین مین بھول گیا تھا آپ کے کہنے سے یاد آیا مین اِس کلمے کو پڑھونگا بمشکل دیوانے نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای آقاے نامدار اب باغ مین نرزک کے جاؤن عمرو نے بڑھکر کہا وہ نرزک تیرے آقا کی ہی سہراب کو بھی معلوم ہوا کہ امیر بھی باغ مین میری دختر کے آئے تھے وہین آکر شیران نے گھبرا ہنسکر کہا کہ ای آقاے نامدار کیا وہ نرزک پسند آئی ہین آپ کے پہلو مین سلاؤنگا یہ کہکے دوڑا باغ مین جا کے بیٹی کو اُٹھالیا سمجھاتا ہوا کہ ای نرزک خبردار جو آقا کہین وہ منظور کرنا ملکہ غل مچاتی ہی کہ ای شہریار مجھکو بچایئے امیر نے جاکر سہراب سے ملکہ کو چھڑایا سہراب بہت خفا ہوا اب امیر دیوانہ سہراب و شیران کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے لشکر مین آئے ملکہ سے وعدہ کیا کہ ای ملکۂ عالم گھبرانا نہین انشاء اللہ بعد فتح طلسم تمسے عقد کرونگا ملکہ بہت روئی کہا ای شہریار اتنی مدت کیونکر ہجر جھیلونگی امیر نے فرمایا اب فتح طلسم قریب ہی ایک مرتبہ لشکر بقراط مین ہو آیا ہون حقیقت مین بقراط نے بڑی فوجین جمع کی ہین معرکۂ عظیم پڑے گا لیکن بقراط ثانی کہ قصر ہشت پہل مین داخل ہی ہر وقت مصروف عیش رہتا ہی نشے مین شراب کے بیٹھا ہی بلبلا رہا ہی نازنینان مہ جبین پہلو مین ہین کسی کا بوسہ لیتا ہی کسی کے ساتھ ہنسی دل لگی کرتا ہی خوش فعلیان کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کافرون نے کافر کو بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند + شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگار نگ + بر سر تو مو کلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم کہین جلد تباہ ہو کہ مسلمانون کی عملداری ہو مگر قدرت کو

شیران نے جو دیکھا کہ ہمارا آقا پست معلوم ہوتا ہی یقین ہی کہ یہ جوان سرخ رو ہمارے
آقا کو پست کرے چوبدستین اُٹھا کر دوڑے صاحبقران نے دیوانے کو ڈھکیل دیا
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا دیوانون نے جو چوبدستین لگائین امیر نے جسکو ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو لاشے پڑے پھڑک رہے ہین مگر ہرکارے لشکر اسلام کے
جو بیراے خبر موجود تھے خبرین لیکر بھاگے کنارے پر لشکر کے جو پہونچے دیوانہ سہراب
شلنگین لگا رہا تھا ہرکارون کو دیکھکر دوڑا کہا ارے کیا خبرین لائے ہرکارون نے
بیان کیا آقاے نامدار دیوانون مین گھرے ہوے ہین یقین ہی دیوانے گھبیر کر زخمی کرین
یہ سُنکر سہراب دوڑا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران دیوانون سے جنگ کر رہے ہین
شیران الگ کھڑا دیکھ رہا ہی سہراب نے للکارا کہ او نامنصف ساتھ والون کے بدلے
پر جنگ کرتا ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا ایک چوبدست شیران کو لگائی شیران نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا سہراب سے چوبدست چھینکر پھینکدی
دوڑ کر لپٹ پڑا سہراب نے آواز دی اے آقاے نامدار مجھکو بچائیے گا اس ظالم کے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ ظالم بلاے روزگار ہی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ
سہراب پست ہوا چاہتا ہی للکار کر جا پڑے شیران کو لپٹ گئے اب سہراب چوبدست
لیے کھڑا ہی کسیکو قریب نہین آنے دیتا جو کوئی آیا اُسکو چوبدست دکھائی وہ پیچھے ہٹا مگر
پکار رہا ہی کہ ہان آقاے نامدار اس دیوانے کو خوب سمجھا دیجیے یہ بڑا مغرور ہی شیران
نے جواب دیا کہ او سہراب مین اسنے مہلت پالون تو تجھسے سمجھونگا سہراب نے کہا
او دیوانے یہ میرے آقاے نامدار ہین انپر کیا غالب ہوگا ہین نے کیا کوئی طریقہ اُٹھا
رکھا تھا صاحبقران نے شیران کے دونون مونڈھے تھامے ریلکر لے دوڑے
دس بارہ قدم پر لاکر ٹکر ماری دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے امیر نے
کمر بخیر مین ہاتھ ڈالا ہرچند دیوانہ چاہتا ہی کہ زمین سے نہ اُٹھون مگر امیر نے نعرہ کرکے
زور رہلا کیا کہ دیوانے سے زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ زانو تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا ایسا چرخ دیا کہ دیوانے نے آنکھین بند کرلین پکارتا ہی کہ اے آقاے سرخ معاف

باغ کے آفتاب عالمتاب شہر یاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری صاحبقران زمان تیغہ ہاتھ مین للکارتے ہوے آتے ہین شیران نے جو صاحبقران کو اس جاہ و جلال سے دیکھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی ای آقاے سرخ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا میرے مقابلے مین نہ آؤ مگر صاحبقران جست کر کے قریب دیوانے کے پہونچے دیوانے نے پیچھے ہٹ کر چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو بعجلت دو دستی اُٹھائی یہان ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا دیوانہ ضرب لگاتا ہی خدا صاحبقران کو بچالے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز صاحبقران کو اِس آفت سے بچالے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای رحیم کارساز اِس دشمن سخت کے ہاتھ سے بچالے مگر دیوانے نے چیخ مار کر چوبدست دو دستی لگائی صاحبقران نے پہلو تہی کر کے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا امیر نے دو تین جھٹکے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی جب ہاتھ پر صدمہ پہونچا فورًا چوبدست کو چھوڑ کر کہا ای آقاے سرخ چوبدست تو ہی لیلے مین ہاتھون سے جنگ کرونگا یہ کہکے چنگل مارا زرہ نوچ لیگیا امیر کے جسم سے خون بہا ملکہ کی بیقراری بڑھی کہتی ہی صاحبو تم لوگ دیکھتے ہو کہ اِس دیوانے نے کیسا چنگل مارا مگر امیر نے چنگل کھاکر ایک گھونسہ مارا امیر پر دیوانے کے پڑا کہ دیوانے نے منھ کھولدیا اسکو معلوم ہوا کہ سر اُڑ گیا بعد دیر کے ہوشیار ہوا منھ بڑھایا مطلب یہ تھا کہ دانتون سے جنگ کرون صاحبقران نے گھونسہ دکھایا گھونسہ دیکھکر کانپنے لگا کہتا تھا ای آقاے سرخ اب گھونسہ نہ ماریے گا مجھکو بڑا صدمہ پہونچا ہی امیر نے فرمایا او دیوانے مجہول تو نے تمام بدن نوچ ڈالا ہمکو نہین صدمہ پہونچا تجھکو اپنے صدمے کا خیال ہی اگر کاٹے گا تو ایسا گھونسہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا دیوانہ لیٹ پڑا ریل پیل کے زور ہو رہے ہین ملازمان

ملکہ ان کلمات پر رونے لگی کہا اے شہریار برا ہے خدا ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے امیر نے فرمایا جنگ دو سروار جب ایسا زبردست ہو تو غالب آئیگا کیا عجب ہے کہ خاتمہ میرا اسیکے ہاتھ سے ہو غرضکہ وہ باقی دو پہر رات انھیں کلمات حسرت میں گذری مگر وہان شیران جو سو کر اٹھا ایک دیوانے سے کہا کہ بیشے مین جا اور سہراب کو بلا لا کہ ہرکارے سامنے سے دوڑے ہوئے آئے بعد بد دعا کے عرض کی حضور سہراب بیشے مین نہین ہے امیر نے اسکو زیر کیا وہ مسلمان ہو گیا انھین کے لشکر مین ہے مگر اسی مقام پر دیکھیے باغ مین ملکۂ عالم موجود ہین انپر قبضہ کیجیے یہ سنکر شیران نے چوبدست سنبھالی جھومتا ہوا طرف باغ کے چلا دروازے پر ملکہ کی طرف سے جو نگہبان مقرر تھے وہ تیر مارنے لگے لیکن شیران انکے تیرون کو کب مانتا ہے لباس چرمی پہنے ہوئے چوبدست ہلاتا ہوا طرف باغ جھپٹا نگہبان غل مچانے لگے ان سب کی آواز ملکہ نے سنی کنیزون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کنیزین گئین اور خبر لائین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم شیران صفدر آپکے لینے کو آتا ہے بس صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ نے دامن تھام لیا کہ اے شہریار آپ کیا کرتے ہین آپ پشت باغ سے نکل جائیے مین لڑ کر مر جاؤنگی کیا مجھکو زندہ لیجائیگا اسکو بھی معلوم ہو کسی معشوق کے لینے کو گیا تھا وہ نیچے پڑین کہ ہمیشہ یاد رہے امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم دامن چھوڑ دو مین زندہ بیٹھا رہون اور سنون کہ دو چیا آتا ہے یہ جو غصہ کر کے صاحبقران نے کہا ملکہ ڈر گئی صاحبقران تیغ تولتے ہوئے چلے شیران قریب دروازے کے پہونچا تھا کہ آواز آئی او نامردانہ لی وابدی آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال ... منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون تہ پیشم فراری شدہ ... زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ... سلیمان کو چاک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد ... کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی شیران کے جسم مین رعشہ آگیا سر اٹھا کر دیکھا کہ اندر سے

تم عارض پرنور مین اپنے جو جگہ دو — گھٹ کر شب دیجور بنے تل کے برابر
پردہ نہ اُٹھا قیس نے لیلی کو نہ دیکھا — جھونکا بھی نہ آیا کوئی محمل کے برابر

صاحبقران و ملکہ گا نے پر خواجہ کے تعریفین کر رہے ہین عمرو بھی دل کھو لکر گا رہا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم غضب ہوا شیران صفدر دیوانہ بارہ ہزار دیوانون سے آیا ہی بیرون باغ اُتر پڑا ہی کہتا ہی کہ صبح کو پیغام دونگا سہراب سے کہلا بھیجونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردے ورنہ بیشہ ویران کردونگا ملکہ دیوانے کا نام سنکر کانپنے لگی کہا ای شہریار شیران صفدر وہ شخص ہی کہ جسنے کئی سو پہلوانون کو مارا ہر ملک پر چڑھ گیا اور شاہون سے خراج لیا کئی سال کا زمانہ گذرا کہ شکار کھیلتا ہوا اِسطرف آیا تھا مین اپنے کوٹھے پر کھڑی بال سُکھا رہی تھی مجھ سوختہ بخت کو اُسنے دیکھ لیا غرض صبح کو شیران صفدر نے سہراب کو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو سہراب نے اِنکار کیا اُسنے طبل جنگی بجوایا اِدھر سے سہراب چلا دونون میدان مین نکلے آپس مین خوب زور ہوے مگر شیران غالب آیا سہراب مجبور ہوا شیران سے اقرار کیا کہ بعد سال بھر کے شادی کردونگا وہ اپنے وعدے پر آیا ہی اب آفت برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا مین ابھی اُسکے مقابلے مین جاتا ہون یا جان دونگا یا مشکین باندھکر لاؤنگا ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین نے بھی اِس فن مین کمال حاصل کیا ہی مگر شیران ایسا پچیت ہی کہ سہراب ایسے کو دنگ کر دیا مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اُسکے مقابلے مین جائیے مجھپر جو گذریگی وہ جھیلونگی اپنی جان پر کھیلونگی آپ دوسرے جنگل سے ہوکر طرف اپنے لشکر کے جائیے بلکہ بن پڑے تو سہراب ہی کو مقابلے مین بھیجیے وہ بھی دیوانہ یہ بھی دیوانہ آپس مین ٹکرائین گے آپ تماشہ دیکھیے گا بقول شاعر ع خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو + صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھروسہ پروردگار کا رکھتا ہون انشاء اللہ اگر بن پڑا تو شیران کو لاتا ہون نہین تو اپنی جان دونگا اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آنا فاتحہ خیر سے فراموش نکرنا بقول شاعر فرد چو آید بے مروت بعد مردان بر مزار ما + بہ استقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پر آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین

وہ دل مین رہتے ہین پر در دل سے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علی کیجیے	ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر

خواجہ ملکہ سے وعدہ کر کے اُٹھے بیرون باغ آئے شگوفہ کو ہوشیار کر دیا بصورت اصلی خدمت صاحبقران مین آئے کہا ای شہریار چلیے طرف ثانی کا حال آپ سے بدتر ہی امیر اُٹھے سلاح آراستہ کر کے ساتھ خواجہ کے چلے خواجہ امیر کو لیے ہوے در باغ پر پہونچے ملکہ براے استقبال کھڑی تھین امیر کو دیکھکر پکارا اُٹھین فرد بیا بیا کہ تُرا تنگ در کنار کشم + بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم + امیر نے ہاتھ پھیلا کر کہا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ای ملکۂ عالم تمنے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا امیر کو لیکر باغ مین چلین امیر نے فرمایا نام نامی و اسم گرامی تمھارا کیا ہی کہا اس کنیز کو نمکین شیبر بن کلام کہتے ہین آپکے سردار کی دختر ہون سہراب دیوانہ جو آپ سے زیر ہوا مین نے خبر سنی آئی تھی کہ جا کر اپنے باپ کا بدلہ لونگی مگر آپ کو دیکھکر گرفتار طرۂ گیسو و نیم خنجر ابرو ہوئی لیکن آپ نے کمال کیا کہ سہراب ایسے دیوانے کو زیر کیا آجتک جو پہلوان اُسکے مقابلے مین آیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا ضرب چپ و دست اُسکی خالی نہین جاتی اس حوالی مین کون ایسا بادشاہ ہی جو سہراب کو تحفہ نہین بھیجتا کئی کوس کی زمین اُسکے قبضے مین ہی اُنھین شاہونکی زمین و بالی ہی ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین پھر ملکہ نے جام بھر کر پیش کیا امیر نے سوال اسلام کیا ملکہ نمکین کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئی زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہی خواجہ بیٹھے اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

بیماری غم ہو مرض سل کے برابر	سختی کہین پیدا نہ کرے دل کے برابر
ای بلبل و پروانہ و قمری و سمندر	تڑپو تو مری فاختۂ دل کے برابر
آئینہ ہو یا پھول ہو یا شیشۂ می ہو	جو چیز کہ نازک ہی وہ ہی دل کے برابر
کر دے جو کرم ای یم خوبی تو وہین ہو	جلسہ یہ جمیگا لب ساحل کے برابر

اور مُہر کردی عمرو نے وہ رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا جستجو مین نقابدار چرم پوش کی چلے قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا دروازے پر ایک سائیس نقابدار کے مرکب کو ٹہلا رہا ہی عمرو نے کنارے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بلایا اُسکو دم دیکر بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر خواجہ چلے اندر باغ کے آئے دیکھا کنیزین ٹہل رہی ہین عمرو نے ایک کنیز سے پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین کنیزون نے کہا جب سے میدان کارزار سے پلٹ کر آئی ہین چھپر کھٹ پر پڑی ہین آہ آہ کر رہی ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارہ دری مین آئے سر زانو پر رکھ لیا کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران نے پیغام دیا ہی فرد تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست * بر دل نشست وخوب نشست وبجا نشست * ملکہ نے آنکھین کھولدین کہا کیون شگوفہ تو اُن تک کیونکر پہونچی جو یہ پیغام پایا عمرو نے عرض کی اُٹھیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ خوشی مین اُٹھ بیٹھین خواجہ عمرو نے کہا مین آپ کا غلام ہون عمرو عیار فرستادۂ صاحبقران عالیوقار جسوقت سے آپ پلٹ کر آئی ہین صاحبقران کا عجیب حال ہی آنکھین بند دل دردمند چلتے وقت فرمایا تھا کہ ملکہ سے جاکر کہدینا نظم قمر

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوان محبت مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت
اِک دام مین صیاد کے اِک طوق بگردن قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابروِ خمدار کی رہتی ہی قمر کو ہی ورد زبان مصرع دیوان محبت

ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا خواجہ دُکھے ہوے دل کو تم کیون دُکھاتے ہو خواجہ اگر خوشی ہماری منظور ہی تو جاکر صاحبقران کو جلد لاؤ ورنہ چند ساعت مین ہمکو زندہ نہ پاؤ گے اشعار میان قمر یاد آگئے خواجہ ہماری جانب سے ایک مطلع اور تین شعر سامنے امیر کے پڑھدینا نظم

مین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر پیمبرونکو نہ ای دل ملی جہان کی خبر

کلام آقاے نامدار خبر تو ہی امیر نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا ای یار وفادار مین کیا حال بیان کرون اتنو یہ کیفیت ہی نظم

حسرتونکا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ / سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

خنجر ابرو سے دل زخمی ہی اُس شمشیر سے / دیکھیے بسمل تڑپتا ہی پڑا بسمل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان / یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

ایسی مے نوشی کرین ساقی کے بھی اُٹھجاین ہوش / سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم مل کے ساتھ

اسقدر رفق محبت ہو کہ بعد مرگ بھی / روح بھی ہیری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین / آہ مجنون اسطرح ہی نجد مین محمل کے ساتھ

ہو برا اس عشق کا اُس بُت کا مین بندہ بنا / مذہب حق تھا جو بدلا مذہب باطل کے ساتھ

کوئی او ظالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی / حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ

زلف کے کوچے مین لیجا کر کیا اُسکو تباہ / عشق کو تھی دشمنی ایسی ہمارے دل کے ساتھ

روز رہتی ہی شہادت کی مرے دل کو امید / ایک مدت سے پڑا پھرتا ہو مین قاتل کے ساتھ

ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے پھرے / شعر گوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

خنجر ابرو سے زخمی دل جگر دونون ہوے

خواجہ عمرو نے کہا ای شہریار اپنے کو سنبھالیے مفصل احوال فرمایئے میرے ذہن نشین ہو تو مین تدبیر کرون صاحبقران نے فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری جو نقابدار چرم پوش براے مقابلہ آیا تھا دل لے گیا بڑا ملال دیگیا اتنا دریافت کرو کہ یہ نقابدار کون تھا اور کہان سے آیا تھا مین تو جمال بیمثال دیکھکر بیہوش ہوا وہ نیم بسمل چھوڑ کر چلا گیا عمرو نے یہ حال سُنکر کہا حضور مین سمجھ گیا اگر میری راے کے موافق ہو تو جا کر پتہ لگا کر آتا ہون لیکن اکیلے خوف ہو کہ مین لشکر سے نکلون شاید کوئی مہاجن ملجاے تو مشکل ہو کچھ زر نقد مرحمت فرمایئے کہ سود تو مہاجن کو دیدون کہ قید سے بچون امیر با توقیر نے اُس بیقراری مین انگوٹھی مُہر کی انگلی سے اُتاری فرمایا جو جی چاہے لکھا لو عمرو نے رقعہ طرف سے امیر کے لکھا کہ لاکھ روپیہ مین نے عمرو سے قرض لیا اگر کل نہ ادا کرون تو مجھکو آب و دانہ حرام ہو امیر سے کہا اپنے دست حق پرست سے مُہر کیجیے امیر نے رقم کو بھی نہ دیکھا

زخمی ہوا خون کی چادر منھ پر آئی خون سے لیکر دیوانہ اپنا چاٹنے لگا نقابدار نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا دیوانہ خاموش کھڑا ہی صاحبقران بیقرار ہو گئے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او نقابدار وہ خاموش کھڑا ہی اور تو اُسپر ہاتھ مارتا ہی زخمی پر ہاتھ نہ اُٹھا نا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان سرکوب دشمنان نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

اس ہیبت سے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ نقابدار جھجک کر ٹھہر گیا امیر گھوڑا اُڑا کر مقابلے مین آئے دیوانے کو ہٹایا نقابدار نے نیزہ مارا مگر جمال جہان آرا سے صاحبقران دیکھکر نقابدار دنگ ہو رہا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی نیزہ آپس مین چلنے لگا صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ نقابدار کا نتھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بڑے زور و شور سے ہاتھ مارا مگر صاحبقران نے بار ٹھہر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی نقابدار نے کہا اپنے زور پر ناز نہ کیجیے گھوڑے سے اُتریے کشتی مین امتحان ہو صاحبقران نے جو یہ سُنا فوراً گھوڑے سے کودے نقابدار بھی کود پڑا امیر کو لپٹ گیا مگر امیر جسم نقابدار سے وہ لذت پا رہے ہین کہ ہر مرتبہ زور مین کمی کرتے ہین نقابدار تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہی ایک مقام پر نقابدار صاحبقران کو ریلکر لے چلا صاحبقران بھی ہنستے ہوے چلے آتے ہین پانچ سات قدم آکر صاحبقران پلٹے ہکہ جو مارا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا چہرۂ خورشید مثال ظاہر ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک نازنین رشک قمر نوجوان حسین و جمیل ہی امیر نے جو جمال جہان آرا دیکھا ہر چند اپنے کو روکا مگر ضبط نہ ہو سکا لہرا کر گرے اور بیہوش ہو گئے نقابدار نے بند نقاب چہرے پر اپنے درست کیا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا عمرو نے جو امیر کو بے ہوش دیکھا آکر گلاب چھڑکا امیر ہوشیار ہوے مگر رنگ رو متغیر متردد و متحیر عمرو نے پوچھا

علم آفتاب نکلا جب ✝ نوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ✝ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ✝ مہ انجم سیاہ روبہ فرار

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکہ ہٹے نقیبان خوش گلو بصد سوز وگداز یہ آواز میدان مین دیتے تھے

نظم

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا ✝ نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے ✝ کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے ✝ گرد واڑ نے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ✝ جسکو گل کرنہ گئی جنبش دامان فنا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ✝ ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم ✝ کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار ✝ جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ✝ اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری ✝ کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس ✝ کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

نقیبون نے وہ اشعار پڑھے کہ سب بہادر جھومنے لگے یہی چاہتے ہین کہ دشمن پر جا پڑین بڑھکر لڑین حقیقت مین دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نقابدار چرم پوش نے مرکب اپنا میدان کارزار مین بڑھایا جیسے ہی نقابدار میدان مین پہونچا دیوانے بیقرار ہوکر کہا اے آقاے سرخ مین جاکر نقابدار پر وہ چوبدست ماروں کہ پیوند زمین کردون کہ نقابدار نے پکارا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا چوبدست نقابدار پہ لگائی نقابدار نے تلوار سے چوبدست کو قلم کیا دیوانے نے ڈنڈو کہ کھینچ مارا نقابدار نے خالی دیکر تلوار کو چمکایا دیوانے نے چمک تلوار کی دیکھکر آنکھین بند کرلین نقابدار نے باطمینان ہاتھ مارا کہ سر دیوانہ کا

غل کرتا تھا کہ یہ دشمن میرا پیچھا نہین چھوڑتا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ دیوانہ اپنی جان
دے رہا ہی صاحبقران باہر نکل آئے ہاتھ تھام کر سامنے مین لائے دیوانہ خوش ہوگیا
امیر نے فرمایا تیرے دشمن کو مین نے مارا دیوانہ قدمون کو بوسے دیتا تھا کہ آقا آپ نے
بڑے دشمن کو مارا ہمیشہ میرا پیچھا لیتا تھا صاحبقران خوب سمجھا کر بارگاہ مین لائے
فرمایا اب یہان سے نہ اُٹھنا مگر پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایک پہلوان پشت کرگدن پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر دیوانے نے جو آتے
ہوے دیکھا کہا کیون آقا یہ پہلوان اِدھر سے کیون گذرا جاکر اِسکو سزا دون امیر
ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب سُنتا ہی چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا اُس پہلوان کو
للکارا اُسنے چاہا بھاگ جاؤن مگر دیوانہ کب پیچھا چھوڑتا ہی آگے بڑھکر ہاتھ مارا اُس
پہلوان نے گھبرا کر سپر کو اُٹھا دیا مگر دیوانے کی چوبدست جو پڑی ہاتھ اُس پہلوان
کا کانپا سپر گری سر گردن مین گردن سینے مین مع گینڈے دونون ایک ہوگئے دیوانہ
غل مچاتا ہی کہ ارے پہلوان کہان گیا اُٹھکر مجھسے مقابلہ کر جب وہ نہ اُٹھا تو فوج پر
چوبدستین مارنے لگا سب لوگ بھاگے کہتے تھے کہ یہ دیوانہ بلاے روزگار ہی بڑا
زبردست ہی اِس کے مقابلے مین کون ٹھہر سکتا ہی اُسکی چوبدست جان کو ملک الموت
ہی کون مقابلہ کرے سب کو بھگا کے دیوانہ جھومتا ہوا پلٹا جو راہ مین ملا اُسکو مارا
صاحبقران یہ حال سُنکر باہر نکل آئے دیکھا دیوانہ پھر رہا ہی کان پکڑ لیا فرمایا سیدھے
اِس خیمے مین رہو قضاے کار دختر سہراب نمکین شیرین کلام اِسنے خبر سُنی کہ باپ
میرا ہاتھ سے صاحبقران کے زیر ہوا اب اطاعت مین ہی نقاب چہرے پر ڈال لی
لباس چرمی پہنا گھوڑے پر سوار ہوئی چار ہزار کنیزون کو ساتھ لیا مقابلے مین لشکر
صاحبقران کے اُتری امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک نقابدار چرم پوش آپکے
مقابلے مین آیا ہی دیوانے نے کہا آقا مین جاؤن نقابدار کو پکڑ لاؤن صاحبقران
مانع ہوے نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین نوازش طبل کا حکم دیا
اُسیوقت تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر گے اب وہ وقت آیا کہ نظم

دیوانے کو پلٹے چونکہ لندھور زخمی تھے امیر تو اُنکے علاج کی فکر مین بارگاہ مین گئے دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی سوچا کہ طرف قصر ہشت پہل کے چلون بقراط کو پکڑ لاؤن یہ سوچکر چپکا چلا راہ مین جسنے پوچھا کہا آقا کے دشمن کو پکڑنے جاتا ہون منزلون کو طی کر کے سامنے لشکر بقراط کے پہونچا چوبدستین مارنے لگا لشکر مین غریو ہوا بقراط نے جو خبر سُنی کہ ایک دیوانہ لشکر مین گھس آیا ہی لشکر کو تباہ کر رہا ہی لاکھون ساحر بھاگے جاتے ہین قصر سے نکل آیا آکر دیکھا اکیلے دیوانے نے لاکھون کو بھگا دیا ہی دیوانہ کی جو نگاہ بقراط پر پڑی للکارا کہ او بقراط میرے ساتھ چل آقا خطا معاف کرینگے ورنہ پکڑ کے لیجاؤنگا بقراط نے پکارا کیون شامتین آئی ہین وہ سحر کرون کہ آگے نہ بڑھ سکے دیوانہ جھپٹا کہ بقراط پر جا پڑون بقراط نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ دیوانے کے پانؤن زمین مین دھنس گئے آپ اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی اور چاہتا ہی آگے بڑھون مگر پانؤن نہین اُٹھتے غل مچا رہا ہی کہ آقاے سرخ کو خبر کرو امیر لندھور کا علاج کر کے جو باہر نکلے پوچھا دیوانہ کہان گیا دیوانون نے کہا وہ براے گرفتاری بقراط گیا ہی صاحبقران گھبرا کر پشت اشقر پر سوار ہوے گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے اُسوقت پہونچے کہ دیوانہ کھڑا ہوا ہی اور غل مچا رہا ہی صاحبقران نے قریب آکر اسم اعظم پڑھکر ہاتھ دیوانے کا تھام لیا کہا او دیوانے لشکر مین چل دیوانے نے سر جھکا لیا صاحبقران کے ساتھ ہوا مگر کہتا تھا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس میرے پانؤن بیکار ہوگئے تھے رات کو جا کر بقراط کو مارونگا صاحبقران زبان فرماتے ہین ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ پھر گرفتار ہو جاؤگے وہ ساحر زبردست ہی کہا ای آقا گردن اگر پکڑ لون تو تڑپ کر رہجائے گا مین فقط آپ سے دبا ہون اُسکی کیا حقیقت سمجھتا ہون صاحبقران دیوانے کو لیکر لشکر مین آئے ایک مقام پر بٹھایا خیمہ استاد کرا دیا دیوانہ اندر خیمے کے نہین بیٹھتا ہی باہر نکل آتا ہی غل مچاتا ہی کہتا ہی مین خیمے مین ہرگز نہ بیٹھونگا جب صاحبقران خبر سنتے ہین پھر آکر اُسکو خیمے مین بٹھاتے ہین دیوانہ برابر غل مچا رہا ہی کہتا ہی آقا نے مجھپر ستم کیا مین نہ بیٹھونگا صاحبقران پلٹ کر بارگاہ مین گئے دیوانہ جو خیمے کے باہر آیا دھوپ مین کھڑا ہوا اپنی پرچھائین دیکھکر چوبدستین مارنے لگا

دیوانے نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا چرخ دیکر چوبدست ماری صاحبقران نے کلہ
چوبدست پہ ہاتھ ڈالدیا سہراب کی چوبدست چھین کر پھینکدی دیوانے نے جھلا کے
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا امیر لپٹ پڑے دیوانہ جکت مار کر بوٹی نوچ لیگیا امیر نے
ایک تھپڑ مارا کہ دیوانے کو چرخ آگیا مُنھ سے بوٹی نکل پڑی جب دیوانہ مُنھ پھیلاتا ہی
تب صاحبقران تمانچہ مارنے کا اِرادہ کرتے ہین دیوانہ رُک جاتا ہی صاحبقران
شیرانہ لڑرہے ہین شانے سے خون جاری ہی مگر خیال نہین کرتے جب ریلکر دیوانے
کو دوڑتے ہین دیوانہ عاجز ہوجاتا ہی بہ مشکل پلٹتا ہی کیسے کیسے زور کر رہا ہی مگر امیر پر
زور نہین چلتا امیر نے دوچار مرتبہ ریلکر دیوانے کو کولے پر لادا لادکر زمین پر مارا
کہ دیوانہ چت لیٹ گیا امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سہراب مار ڈالونگا زندہ
نچھوڑونگا بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دیوانے نے کہا ای آقا سے سرخ خود سر سے
ہٹائیے امیر نے جو خود سر سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقاے سرخ
مین نے آپ کو خواب مین دیکھا تھا مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران زمان نے
چھوڑدیا دیوانہ اُٹھا سراپاے صاحبقران کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہی کہ مین اِسلیے
کیونکر گرا معلوم ہوتا ہی کہ میرا پاٗون پھسل گیا تھا اِسیوجہ سے مین گرا پھر لپٹ پڑا
صاحبقران نے پھر دے مارا دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار اب مین زیر ہوا
اب اطاعت کرونگا صاحبقران نے پھر چھوڑدیا پھر دیوانہ سوچا کہ مین زیر نہین
ہوا سہ بارہ لپٹ پڑا اب کے مرتبہ امیر نے دے مار کر دیوانے کی گردن پر خنجر رکھدیا
فرمایا سر کاٹ لون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقاے نامدار خنجر گردن سے ہٹائیے
میرا خون خشک ہوتا ہی اب کبھی نہ آپ سے لڑونگا اب جو اُٹھا قدمون سے لپٹ گیا
کہا آقا اب آپ ہی کے ساتھ رہونگا آپ کے دشمنون کو مارونگا آپ کا دشمن کون ہی
مین نے سُنا ہی کہ لقراط ثانی آپ سے دشمنی کرتا ہی اُسکے قصر ہشت پہل مین گُھس جاونگا
گردن تھام کے کھینچ لاؤنگا صاحبقران دیوانے کو ساتھ لیکر پلٹے سب دیوانے امیر
کو دیکھکر کانپتے ہین کہتے ہین ہمارے آقا کو زیر کرلیا ہم سب تابعدار ہین امیر لیکر

دیوانے نے جو صاحبقران ک
چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا سہ
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگی
ایک تھپڑ مارا کہ دیوانے ک
تب صاحبقران تمانچہ مار
شیرانہ لڑرہے ہین شانے
کو دوڑتے ہین دیوانہ عاجز
زور نہین چلتا امیر نے د
کر دیوانہ چت لیٹ گیا امیر
نچھوڑونگا بہتر یہ ہی کہ دین
ہٹایئے امیر نے جو خود س
مین نے آپ کو خواب مین د
چھوڑ دیا دیوانہ اٹھا سر ا
کیونکر گرا معلوم ہوتا ہی کہ
صاحبقران نے پھر د
اب اطاعت کرونگا صاحب
ہوا سہ بار لیٹ پڑا اب
فرمایا سرکاٹ لون دیوانہ
میرا خون خشک ہوتا ہی ا
کہا آقا اب آپ ہی کے سا
مین نے سنا ہی کہ بقراط تا
گردن تھام کے کھینچ لاؤ
کو دیکھکر کانپتے ہین سکتے

نگرلندھور نے گرز کوٹالا خم ہو گئے گرز شانے پر پڑا کہ شانہ لنشانہ ہوا لندھور گھوڑے سے گرے دیوانے نے چاہا چوبدست مارون کہ ہڈیان بھی ٹوٹ جائین مگر فرہاد خان بن حمزہ فرزند لندھور لڑتا ہوا سامنے آگیا چوبدست کو چرخ دیا اور نعرہ کیا کہ باش او دیوانے خبردار ہاتھ نہ مارنا اسطرح فرہاد خان نے للکارا کہ سہراب پیچھے ہٹا لیکن فرہاد خان آگے بڑھکر اپنے گینڈے سے کود پڑے اور چاہا کہ باپ کو اٹھالون دیوانے نے للکارا کہ او جوان خبردار میرے شکار کو ہاتھ نہ لگانا دوسری چوبدست فرہاد خان پر لگائی فرہاد خان اپنی چوبدست پھینک چکا تھا دونون ہاتھ بڑھا دیئے اور کلائی چوبدست تھاما کئی جھٹکے فرہاد خان نے مارے مگر دیوانے نے چوبدست نہ چھوڑی سہراب کا بھائی سیلاب دیوانہ پشت سے آیا اُسنے فرہاد خان پر چوبدست ماری فرہاد خان کے ہاتھ سے کلائی چوبدست چھوٹا اُنکا بھی شانہ لنشانہ ہوا باپ پر لڑکھڑا کر گرے سہراب نے چاہا دونون پر چوبدست مارون کہ پہلو سے نعرہ ہوا خبردار ہم ارشیون پریزاد تلوار کا ہاتھ چکا کر سیلاب پر مارا سیلاب نے چمک تلوار کی دیکھکر آنکھین بند کرلین ارشیون نے ہاتھ مارا کہ سر سیلاب کا زخمی ہوا سیلاب سامنے سے بھاگا ارشیون نے پیچھا کیا دیوانے بھاگے چمک تلوار کی دیکھکر ڈرے اور ڈرکر بھاگے ارشیون نے لڑائی کو سنبھالا باپ بھائی کو اٹھایا اور ہوادار پر ڈال لیا سہراب پھر پلٹا اب ہندیون پر شکست واقع ہوئی جان دیتے ہین اور بھاگتے نہین صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ہندیون پر شکست ہوئی صرف ارشیون لڑتا ہوا آتا ہی دیوانہ چاہتا ہی ہوادار چھین لون مگر ارشیون زخمی ہی باپ کا ہوادار نہین چھوڑتا صاحبقران نے وہین سے للکارا کہ او دیوانے مجہول زخمیون پر یہ بلوہ خبردار آگے نہ بڑھنا ای دیوانگان دست خود نگہ دارید کہ اینک رسیدیم تلوار کھینچکر جا پڑے سہراب نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہی پکارا اُٹھا ای آقا سے سرخ تم میرے مقابلے مین نہ آؤ ورنہ ایک چوبدست مارونگا یہ چاندسی صورت خاک مین مل جائیگی صاحبقران سامنے سہراب کے پہنچے

آتی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعاو ثنا کے عرض کی کہ دیوانہ سہراب
آپ کے لشکر کا حال سُنکر آتا ہی صاحبقران نے فرمایا آنے دو لندھور نے عرض کی
غلام جاکر روکے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لندھور مسلح ہوکر شبرنگ تازی پر
سوار ہوے براے مقابلہ سہراب چلے جب سامنے پہونچے اور دیوانے نے
لندھور کو دیکھا کہ بڑے قد و قامت کا جوان گرز آہنی کاندھے پر گھوڑے کو
اڑاے ہوے آتا ہی وہین سے للکارا او دیو کے بچے مین نے تجھے پہچانا ایک
چوبدست مین پامال کرونگا میرے مقابلے کو آتا ہی نام میرا انہین سُنا سہراب
دیوانہ مجھکو کہتے ہین بڑے بڑے پہلوان میرے مقابلے مین نہین آتے ہین تمام
دشت و جبل تھراتے ہین مگر لندھور اُسکی یاوہ گوئی کو کب مانتے ہین فوراً مقابلے
مین جا پڑے ہندیون نے تلوارین کھینچین جا پڑے جس دیوانے نے ہاتھ مارا
خم ہوکر خالی دیا کمر پر ہاتھ مارا کہ مثل خیارہ تر کے دو ٹکڑے ہوے کئی سو دیوانون کو
مارکر گرادیا ہندیون کی تلوار جوہردار فنون سپاہ گری سے واقف چمک چمک کے
لڑ رہے ہین سہراب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چوبدست کو چرخ دیتا ہوا سامنے
لندھور کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اب دیوانے بھی پھر یہان لیکر سنبھلے
اور یکبارگی غلغلہ کرکے چلے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دیوانے جان توڑکر لڑ رہے ہین اور
چوبدستین مار رہے ہین اکثر کم طاقت ہندیون کو دیوانون نے بھی مارا چھینین مار رہے
ہین مگر جب تلوار چمکتی ہی تو آنکھین بند کر لیتے ہین اُسی مین ہندی مار لیتے ہین سامنے
دیوانہ کھڑا ہی مگر آنکھین بند تلوار کو کہتا ہی یہ نہ چمکاؤ ہمکو ناگوار معلوم ہوتا ہی ہماری
آنکھین جھپکتی ہین یہ آئینہ تم خود دیکھو آئینہ لیکر لڑنے آئے ہو ہندی ہنس دیتے
ہین اور فرماتے ہین کہ یارو یہ آئینۂ شمشیر ہی جلوہ عروس مرگ دکھائی دیگا مگر سہراب
نے چوبدست کو چرخ دیکر جو بر سر لندھور لگایا لندھور نے گرز اُٹھادیا چوبدست
آکر گرز پر پڑی لندھور کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سہراب نے ایک چیخ
ماری لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹا اگر سر پر پڑے تو پرانٹھا ہو جائین

حکم دیا نقابدار پردہ اٹھا کر اندر آیا قریب صاحبقران کے آکر بیٹھ گیا طرف حکیم کے متوجہ ہو کر کہا کیون جناب حکیم صاحب قبلہ و کعبہ آپ نے علوم شعبدہ سے مہلت پائی امیر کو خوب تکلیف پہونچائی اب ترنج خوشبوئی کا حکم دیجیے حکیم نے شرما کر سر جھکا لیا اور خود اپنے مقام سے اُٹھے ترنج خوشبوئی طلب کیا سینے پر صاحبقران کے لگایا کہا سب صاحب آگاہ ہون کہ مین نے سلمائے گوہر پوش کو صاحبقران کے ساتھ منسوب کیا امیر بہت خوش ہوے دوسرے دن باغ مراد مین جلسہ ہوا امیر کا عقد ساتھ ملکہ سلما کے پڑھا گیا مگر وصل موقوف رہا صاحبقران نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم و فیصلہ لقراط ثانی یہ امر واقع ہوگا سلما نے بدل قبول کیا وزیرزادی ملکہ سلما کی گہرائے روشن چہر تھی اُسکے ساتھ عمرو کا عقد ہوا اِن دونون شاہزادیونکا ذکر علحدہ طلسم مین بیان کیا جائیگا عجب طرح کا معرکہ درپیش ہوگا کہ سلما کے بطن سے شاہزادۂ والا قدر نہنگ بحر جرأت یکہ تاز میدان جلالت پیدا ہوگا اور گہرائے روشن چہر کے بطن سے عیار طرار خنجر گزار پیدا ہوگا صاحبقران نے بعد اِس معاملہ کے کوچ کا حکم دیا صبح کو لشکر تیار ہوا صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے چلے راہ مین ایک بیشہ ہے دیوانہ سہراب اژدر پوش وہان رہتا ہے ساٹھ ہزار دیوانے اُسکے ملازم ہین اور کئی سو کوس تک اُسکی عملداری ہے کیا مجال ہے کہ اِسکی سرحد سے کوئی گذر سکے اپنے مقام پر بیٹھا چنگھاڑ رہا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر پوچھا یہ نوبت نقارہ کیسا بجتا ہے ملازمون نے عرض کی صاحبقران طرف قصر ہشت پہل کے جاتے ہین اُنھین کے ساتھ اِسقدر رجاؤ ہے کہ تمام بیشہ معمور ہوگیا بس دیوانہ نے سنکر چوبدست پکڑ کے اُٹھا کہا صاحبقران کون شخص ہین ہمارا کچھ خوف نہ کیا اور ہمارے بیشے مین چلے آئے ابھی جاکر سب کو بھگا دونگا یہ کہکے سہراب چوبدست ہلاتا ہوا چلا ساٹھ ہزار جوان مع چوبدست آہنی کے شلنگین لگاتے ہوے آتے ہین یہان صاحبقران بعد اُترنے لشکر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے صحرا کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ زنجیرون کی آواز کان مین آئی فرمایا خواجہ دریافت توکرو یہ کیسی آواز

تھے کہ مین آٹھ برس کے بعد پلٹا اور اشقر یہین کھڑا رہا حکیم قدم بقدم خواجہ عمرو کی تعریفین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آج وہ شعبدہ کیا ہی کہ ہیر سے ہوش درست نہ رہے اگر خواجہ تم صاحبقران کے ساتھ نہ ہوتے تو یہ اوج اسلام نہ ہوتا تمنے کافرون کے سر توڑے خواجہ ہنستے ہوے ساتھ ہین سرداران صاحبقران نے جو سُنا کہ آقاے نامدار آتے ہین سب نے آکر استقبال کیا صاحبقران کو بارگاہ مین لاے امیر مقام صدر پر بیٹھے پہلو مین آغازہ مصری آکر متمکن ہوے امیر نے بعد مدت کے جو اپنا مقام پایا نہایت خوشی ہوئی فرمایا خواجہ آج روز جشن ہی اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ خواجہ نے زنبیل سے نکالی بموجب حکم صاحبقران زبان پر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب بن یار سے — سر کو ٹکراتا ہون اٹھ اٹھکر در و دیوار سے
ہی دل پر داغ انکی زلف پیچان پر نثار — ہو گئی طاؤس کو کیسی محبت مار سے
حُسن کے نظارے کو کوچے مین آئے کسطرح — دو قدم چلنا نہین ممکن تمھارے زار سے
حضرت فرہاد و مجنون نے بھی پایا وہ نہین — عاشقو ہمکو ملا جو عشق کی سرکار سے
جیسے وہ شیرین اور انکھون سے پنہان ہو گیا — صورت فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے
زندگی سے الفت ابرو مین ہون بیزار مین — کیون ڈراتا ہی مجھے تو خنجر خونخوار سے
باغ ہو ساقی ہو مے ہو یار گل اندام ہو — بس جوانی مین محبت ہی انھین دو چار سے
ہی وصیت بعد مردن دفن کر دینا وہین — ہی بہت مجھکو محبت کوچۂ دلدار سے
آکے ملجائے گلے سے ہی نہایت آرزو — ہی محبت مجھکو اے قاتل تری تلوار سے
نزع کا ہی وقت اک دم حال آکر دیکھ لے — چاہیے پرہیز اے عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے
بے محل اُسکا تبسم دلفریب اُسکی ہنسی — غنچہ و گل کو ہی کیا نسبت دہان یار سے
گو کہ اے سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین — کچھ غرض ہمکو نہین مطلب ہی اپنے یار سے

خواجہ گا رہے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے سامنے آئے عرض کی ایک نقابدار رنگین پوش در دولت پر حاضر ہی چاہتا ہی مین بھی صحبت مین آؤن صاحبقران نے

اِس پنی کے اوصاف کتاب مین دیکھے تھے آج اسکو دیکھا پھر آغازہ مصری نے کہا استاد سبحان اللہ اب آپ کی ذات پردۂ دنیا مین بہت غنیمت ہی آج وہ شی دیکھی کہ جسکا ہمیشہ سے مشتاق تھا بقراط نے ایک شاخ توڑی کہا ای آغازہ مصری خیر اب تو تو آگیا مزہ تو اسکا چکھہ لے آغازہ مصری کہ اِس نسخے کا بہت مشتاق تھا شاخ کو لیکر جلدی سے کھا گیا جیسے ہی پتی حلق سے اُتری آنکھون مین سرخی آئی گھبرا کر کہا کہ خواجہ بڑا غضب کیا چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون مگر بیہوش ہوکر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرہ

گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زبکرش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

امیر جو باغ مین بیٹھے تھے نعرۂ عمرو کی صدا کان مین آئی اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ حکیم آغازہ مصری بیہوش پڑے ہین اور خواجہ خنجر مارا چاہتے ہین امیر نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا فرمایا ہان خواجہ یہ کیا کرتے ہو یہ حکیم معتقد وحدانیت ہی ایسا نہ ہو قتل ہو جاے تو باعث بدنامی ہو عمرو کے ہاتھ سے خنجر لے لیا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار مین بھی ایک معشوق کے عشق مین مبتلا تھا کہ خبر سنی حکیم نے جشن کیا ہی مین بیقرار ہوکر نکلا اور یہ بھی خبر سُنی کہ صاحبقران اِس حال زار مین ہین کلیجہ منھ کو آگیا امیر نے حکیم کو بیدار کیا حکیم قدمون پر عمرو کے گر پڑا امیر کے گرد پھرتا تھا عرض کرتا تھا کہ میری خطا کو معاف فرمایئے مجھسے بڑی خطا ہوئی مگر مین یہی چاہتا تھا کہ بعد اِن شعبدون کے آپ کا عقد ہمراہ ملکہ سلما کر دونگا امیر نے فرمایا اِس شہر مین مجھسے ایک بے وقوفی ہوئی ہی میرے دو فرزند ہین ایک معشوقہ آفتاب جمال حور تمثال سے حکیم نے سر جھکا کر کہا اب اسکا خیال نہ فرمایئے یہ سب رنگ شعبدہ تھا اب تشریف لے چلیے سب حال آپ پر کھل جائیگا صاحبقران حکیم اور خواجہ کو ساتھ لیکر چند قدم چلے تھے کہ وہی زردکوہ ملا اشقر کو وہین پر کھڑا دیکھا اشقر نے زبان جنی مین عرض کی کہ حضور اب تشریف لائیے امیر حیران

کاروبار والے آکر ٹھہر نے جاتے ہین صاحبقران ہتھیار لگائے کھڑے ہین کہ اندر سے چوبدار آیا اُسنے کہا سب صاحب اندر چلین سب کے آگے صاحبقران مزدور اُنکے ساتھ اندر بارگاہ کے آئے دیکھا حکیم آغاز مصری بتکلف تمام تخت پر بیٹھا ہی تاج شہریاری برسر و چارقب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین امیر کی نگاہ جو آغاز مصری پر پڑی امیر کو اپنی مصیبت پر نہایت افسوس آیا نعرہ کیا کہ او حکیم قارورے کے دیکھنے والے تو نے مجھکو خوب پریشان کیا آٹھ برس کا زمانہ گذرا کہ مین اِس ملک مین پریشان ہون یہ سُنکر حکیم اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا عجز کرنے لگا کہ معاف فرمایئے مجھسے خطا ہوئی یہ کہکے امیر کو ساتھ لیا ایک باغ مین لیکر آیا امیر کو تخت پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھا ہی مگر اپنے شعبدے پر مسکرا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا حکیم نے دیکھا کہ بقراط اصلی ایک تخت پر سوار اور ایک شاگرد پہلو مین بیٹھا ہی اور ایک انگیٹھی روشن شاگرد ہاتھ باندھ رہا ہی کہ جناب حکیم صاحب برائے خدا نسخۂ کیمیا تعلیم فرمادیجیے مین اِس علم سے عاجز ہون حکیم صاحب فرماتے ہین ای نور نظر آج تجھکو جلکر تی دکھادون اُسے خوب پہچان لے ایک رتی سے باون تولے تانبے کا سونا بنتا ہی چاہنا تو سارا مکان سونیکا بنا لینا آغاز مصری نے جو بقراط اصلی کو دیکھا اور شاگرد کی باتین سُنین طریقے سے معلوم ہوا کہ نسخۂ کیمیا تعلیم کرنے جاتے ہین بیقرار ہو گیا صاحبقران سے یہ کہکر اُٹھا کہ آج اُستاد کو بعد مدت کے دیکھا نسخۂ اکسیر مین بھی سیکھ لون یہ کہکے بلند ہوا تخت آگے جاتا ہی پیچھے پیچھے آغاز مصری پکارتا ہوا کہ اُستاد ذرا ٹھہر جایئے مین بھی آلون تو بتی بتایئے گا بقراط نے تخت لا کر ایک صحرا مین اُتارا اُس مقام پر جھاڑی تھی اُس جھاڑی کے سایے مین ایک بیل پھیلی ہوئی ہی شاخین اُسکی سرخ ثابت ہوتا ہی کہ شاخ مرجان ہرتی چھوٹی چھوٹی معلوم ہوتا ہی کہ اُس مقام پر کسی نے گھی بہت سا ڈالدیا ہی ہزارہا چونٹیان اُس مقام پر رینگ رہی ہین بقراط نے شاگرد سے کہا اندھے اِسے پہچان لے شاگرد پہچان رہا ہی مزہ بھی چکھ رہا ہی کہ آغاز مصری پہونچا کہا اُستاد حقیقت مین

کام کرتی ہین کسی نے کڑھاؤ دھویا کوئی مٹھائی اُٹھا دیتی ہی بہر رات گئے صاحبقران نے
خوانچہ برخاست کیا کوٹھری مین آکر اُس نازنین کے ساتھ سوئے نخل شباب سے گل
مراد حاصل کیا وہ نازنین حاملہ ہوئی بعد نو مہینے کے نازنین کو دردزہ لگے امیر نے
حلوائی سے کہا حلوائی نے دائی کو بلوا دیا لڑکا آفتاب جمال پیدا ہوا مگر بروقت پیدا
ہونے لڑکے کے صاحبقران کو افسوس ہوا اور بہت روئے اپنا عظم دستان یاد
کرتے تھے کہ یا صاحبقران کس شہر مین آوارہ ہو کر آئے کیسی مصیبت مین پھنسے آج
اگر اپنا شہر ہوتا تو لڑکا ہونے کی کیا خوشی ہوتی ہمارا عیار وفادار عمرو نامدار بھی ہم تک
نہ پہونچا نہین معلوم اُسپر کیا گذری غرض جب لڑکا ایک سال کا ہوا تو نازنین کو دوسرا
حمل رہا بعد نو مہینے کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا امیر باتوقیر پہلے لڑکے کو گود مین لیے رہتے
تھے جب دوسرا لڑکا بھی قریب سال بھر کے ہوا تب دونون لڑکے سامنے امیر کے
کھیلنے لگے امیر اپنی دوکانداری مین مصروف رہا کرتے تھے بعد عرصہ دراز کے جب
ایک لڑکا آٹھ برس کا اور دوسرا چھ برس کا ہوا اور دونون لڑکے دوڑنے پھرنے
لگے تو حلوائی سے اور امیر سے بڑا یارانہ ہو گیا حلوائی امیر کا بڑا اعتبار کرنے لگا تھا
کہ ایک روز حلوائی نے کہا اے نوجوان غریب الوطن تجھکو سات آٹھ برس سے زیادہ
یہان گذرے کل حکیم صاحب کے یہان جشن ہوگا سب اپنے اسباب لگا کینگے
مین نے عمدہ عمدہ مٹھائی بنائی ہی تم ہی لیکر جانا جو انعام ملیگا وہ تمھارا حق ہی کیونکہ
تم صاحب عیال ہو صاحبقران بہت خوش ہوے اُس میدان مین تیاری ہونے
لگی دوکاندار آکر بسے ایک جانب گلفروش دوسری جانب نانبائی مگر جہان امیر تھے
اِس حلوائی نے کئی گلدستے بنائے تین دن مین نہایت عمدہ عمدہ اسباب تیار کیا
چوتھے دن سویرے چوبدار نے آکر کہا آج تیسرے پہر کو حکیم آغازہ مصری جلوس
کرینگے سب اپنا اسباب لیکر حاضر ہو حلوائی نے گلدستے ساتھ کیے صاحبقران سے
کہا یہ سب لیکر جائیے جو انعام آج ملیگا وہ سب تمھین کو دیا جائیگا صاحبقران اِس
خوشی مین مزدور کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلے دربارگاہ پہ آکر ٹھہرے سب

حلوائی نے کہا جاہئے جب مزدوری کیجیئے گا تب سکہ رائج الوقت ممکن ہوگا امیر واپس آئے سارے شہر مین پھرے کسی نے روپیہ نہ لیا امیر نے یہ بھی فرمایا کہ جواہر لیلو لوگون نے کہا یہ کنکر پتھر ہین ہم کیا کرین جب امیر انتہا کے بھوکے پیاسے ہوے تو اُسی حلوائی کی دوکان کے سامنے آکر پہونچے حلوائی نے جو دیکھا حلوائی کو ترس آیا کہا ای جوان اگر تیرے مزاج مین آئے تو میرے یہان مزدوری کرین وجہ معاش دیا کرونگا امیر نے قبول کیا ہتھیار کھولکر کوٹھری مین رکھے خوانچہ لیکر بیٹھے مٹھائی لگانے لگے شام کو سب حساب حلوائی کو سمجھا دیتے ہین کئی مہینے اسی حال مین گذرے ایک دن صاحبقران نے کہا اگر تمھاری خوشی ہو تو مین سیر کر آؤن حلوائی نے کہا میرے وقت پر آجانا صاحبقران حلوائی سے رخصت ہوکر ایک طرف چلے قریب اُس چشمے کے پہونچے وہی معشوقہ نہاکر چشمے سے نکلی ہی حیران حیران اسطرف دیکھ رہی ہی آنکھین نرگس شہلا حسن وجمال مین یکتا عارض النور رشک مہر وقمر غنچہ دہن سیمبر امیر کو دیکھکر پکار اُٹھی ای جوان فردیا بیا کہ ترا تنگ درکنار کشم ✤ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✤ اور جو شاہزادیان وہان کھڑی تھین وہ طعن وتشنیع کرنے لگین کہ او بے وقوف ایک غریب الوطن کا ساتھ دیتی ہی اُس نازنین نے کہا ابوا انصاف سے جمال جہان آرا کو دیکھو گرد چہرے کے زلف النور ہی کہ سورج کے گرد کرن ہی حسین وجمیل غنچہ دہن ہی بڑے لطف سے گذرے گی میری جان کو تو چین ہوگا سب عورتین خاموش ہو رہین اُس نازنین نے آکر امیر کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شخص مین تیرے ساتھ رہونگی جو جفا ہوگی وہ سہونگی تین چار کنیزون نے بھی ساتھ دیا اور باقی چلی گئین صاحبقران اُس محبوب کو لیکر مع کنیزون کے حلوائی کی دوکان پر آئے جس کوٹھری مین آپ رہتے تھے اُسی کوٹھری مین نازنین کو لاکر بٹھایا حلوائی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہا ای شخص یہ تو نے کیا کیا تیری وجہ معاش تو یہ مشکل ہوتی تھی اب اور بھی زیادہ تکلیف مین بسر ہوگی صاحبقران نے کہا مین نے ہرچند دل کو سمجھایا مگر دل نے نہ مانا حلوائی خاموش ہو رہا وہی خوانچہ لگا کر امیر کو دیا صاحبقران مونڈھے پر بیٹھے مٹھائی فروخت کر رہے ہین وہ کنیزین بھی دوکان کا گل

تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُبتران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر دست زبردست صاحبقران سے گری سپر کے مع اُبتران چار ٹکڑے ہوے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے تلوار چلنے لگی اُدھر سے لندھور و مالک وغیرہ مدد کو پہونچے فوج کفار نے شکست کھائی فریاد کرتے ہوے بھاگے امیر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے امیر داخل لشکر ہوے لیکن حکیم آغاز مصری یہ تکلیفین صاحبقران کی سُنکر فرماتے تھے کہ ابھی چندے صاحبقران کو تکلیف ہی صاحبقران زمان نے لشکر مین مقام کیا حکیم سے کہا ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی حکیم نے ایک نوشتہ ہاتھ مین دیا کہا اسیر خیال کیجیے گا اِسکے خلاف نہ کیجیے گا اور ملکۂ عالم نے آپ کو بُلایا ہی باغ مراد مین ہین امیر اشقر پر سوار ہوے جیسے ہی لشکر سے نکلے دیکھا کہ صحرا سے ایک آہو آتا ہی امیر نے اُس آہو پر گھوڑا اڑالا ایک درۂ کوہ مین آہو جاکر غائب ہوا امیر گھوڑے سے اُترکر درۂ کوہ مین گھسے تلاش کرتے ہوے آہو کو درے سے باہر نکلے دیکھا ایک صحرا سبزہ زار و نواح دلکشا ہی تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دروازہ ایک شہر کا معلوم ہوا چندکاہ فروش ہیزم فروش طرف شہر کے جاتے تھے صاحبقران تھکے ہوے تھے اُن کاہ فروشون کے ساتھ داخل شہر ہوے دیکھا شہر آباد پر رونق پاکیزہ کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی ایک طرف دیکھا ایک چشمۂ آب ہی اُسپر نازنینان مہ جبین نہا رہی ہین ایک معشوق پریچہرہ جو نہاکر نکلی صاحبقران نے اُسکے جمال کو دیکھا اُسنے بھی اِشارہ کیا آپس مین چشمک ہونے لگی مگر صاحبقران نے دیکھا اور بہت سی عورتین بیچ مین آگئین صاحبقران وہان سے پلٹے شہر مین آئے جابجا دوکانین آراستہ ہین شیرینی وغیرہ رکھی ہی امیر نے جیب مین ہاتھ ڈالا روپیہ نکالکر ایک حلوائی کو دیا کہ شیرینی ہمکو دو حلوائی نے روپیہ پھیر دیا اور کہا کہ یہ تو کنکر پتھر ہین سکۂ رائج الوقت دیجیے اور اپنے غلّے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا ایک پرچہ کاغذ تھا اُسپر تصویر آغاز مصری تھی کہا اِسکو سجدہ کیجیے امیر نے فرمایا مین کبھی سجدہ نہ کرون گا

اپنا شریک کر اس آفت سے بچائے نظم

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم   در دو رنگی رنگ آن یکرنگ پنہان یافتیم
نقد جان از دست خود دادیم جانان یافتیم   جنس مطلوبہ درین بازار ارزان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم   ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم
قطرہ از فیضان جود ش ابر نیسان یافتیم   ذرہ ز انوار رُخش مہر درخشان یافتیم
گنج گوہر از فیوض چشم گریان یافتیم   سینہ و ا روشن ز نور آہِ سوزان یافتیم
مسکن محبوب نزدیک از رگِ جان یافتیم   در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم
علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم   اُنچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم
یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور   خم بمحراب اطاعت جن والنسان یافتیم
شکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم   در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

سب دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے امیر آتے ہین تخت پر ایک تاجدار ہی اُدھر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان مین جھوم رہا ہی کئی پہلوان ہمارے لشکر کے زخمی ہین وہ پہلوان للکار رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین نکلتا صاحبقران یہ دیکھکر بہت بیقرار ہوے خواجہ سے فرمایا یہ پہلوان کون ہی کہ میدان مین للکار رہا ہی یہ کہکے اشارہ کیا مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے مین بتران تیغ زن کے پہونچے بُتران نے جو جمال جہان آرا ے صاحبقران دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی امیر نے فرمایا تمام عالم مین نام ہمارا مثل آفتاب کے روشن ہی ذکر سُنا ہوگا ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان بُتران تیغ زن نام سُنکر بہت جھلایا دبکھکر آواز دی کہ تمھارے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا صاحبقران نے فرمایا مقابلے کا یہی انجام ہی کہ ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا مغلوب ہوتا ہی اُسنے مقابلہ کیا وہ مارا گیا اب جو تجھسے ہوسکے وہ تو کر بُتران نے جھپٹ کر نیزہ مارا امیر نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو

شبیر بن اداکا رونا اور بلکنا کیا تحریر کرون کہ بیقرار ہوکر دامن تھام لیا اور یہ عرض کرتی تھی ای شہر یار کیونکر صبر کرونگی میرا تو عجیب حال ہی ربط و ضبط محال ہی کیا کہون نظم

ساقی کی چشم مست جو دیکھی مچل گئے ۔ شیشونکے ساتھ دل بھی بغل سے نکل گئے
دیکھا نگاہ تیز سے ابرو کمان نے جب ۔ مژگان کے تیر سینۂ عاشق پہ چل گئے
نالے مہیب جبکہ ہمارے ہوے بلند ۔ کمسن حسین جتنے تھے سنکر دہل گئے
کی مین نے سینہ تھام کے جب آہِ دردناک ۔ دل سب فرشتگان فلک کے دہل گئے
رویا جو اپنے دلبرِ کمسن کے ہجر مین ۔ کیا طفل اشک آنکھ سے گر کر مچل گئے
نکلا سمند ناز پہ جب ہو کے وہ سوار ۔ دل عاشقون کے سینے کے اندر کچل گئے
گلشن مین جا کے تمنے خوش الحانیان جو کین ۔ بلبل خجل ہوے تو چمن سے نکل گئے
بوس و کنار وصل کا کیا آگیا خیال ۔ شرما کے سامنے سے مرے تم جو ٹل گئے
مستون کی بزم مین یہ ہوا وعظ کا عروج ۔ جب آئے واعظونکے عمامے اچھل گئے
مین نے سوال وصل کیا کیا ہوا گناہ ۔ بیفائدہ حضور کے تیور بدل گئے
دیکھا نگاہ لطف و کرم سے جو یار نے ۔ ارمان جسقدر تھے ہمارے نکل گئے
اچھی طرح ابھی نہ ملائی تھی اسنے آنکھ ۔ تیغ نگہ کے دل پہ کئی وار چل گئے
کیا خاک رکھون مین سگ دلدار کو لیے ۔ سب میرے استخوان تپ فرقت سی جل گئے
دنیا کو ہم سرا جو سمجھتے تھے غافلو ۔ مثل مسافر آج یہان آئے کل گئے
گم کردہ ہوش ہم ہین چمن مین وہ عندلیب ۔ ہوش آیا اب بہار کے جب دن نکل گئے
کوچے مین انکے زہر ہزارون نے کھا لیا ۔ تھی لاش پر جو لاش تو مردے بدل گئے
ہم کربلا مین جا کے نہ ای سطوت آئینگے ۔ گھبرا کے لکھنؤ سے جو اب کے نکل گئے

صاحبقران نے ملکہ کو سمجھایا کہ ملکہ انشاء اللہ اِسی سال مین طلسم فتح ہوگا تب ہم اگر عقد کرینگے ملکہ نے ناچار ہوکر سر جھکا لیا امیر نے مع کاؤس تاجدار کوچ کیا طرف لشکر کے چلے اُسوقت پہونچے کہ بُرّان شمشیر زن میدان مین للکار رہا ہی بَرا لشکر اِسلام کا بند ہی اہل اِسلام دعا کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز رحم ۲۰

اوجوان ہین خداوند لقراط کو برانہ کہونگا امیر نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ
ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیا سر سیلان کا کھینچ لیا سر کو رومال ہین باندھا ہر چند کہ اور
پہلوان بھی بیٹھے تھے مگر کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ صاحبقران کو روکتا صاحبقران نے
چلتے وقت فرمایا بھی کہ تمھارے افسر کو ہین نے مارا جسکو دعوی ہو وہ ہمسے سمجھ لے
سب پہلوان کانپنے لگے کسی نے جواب نہ دیا صاحبقران سر لیے ہوے نکلے باغ
ہین آئے سامنے شیر بن ادا کے سر ڈالدیا فرمایا یہ اُسکا سر ہی جسکو غرور تھا کہ تمکو
لیجانے کو کہتا تھا بہ عنایت پروردگار اُسکا سر لایا یقین ہی کہ اہل لشکر چلے جاوینگے
شیر بن ادا تھرا گئی جی ہین کہتی ہی صاحبقران بہادر بے نظیر ہین حقیقت ہین بڑے
جری ہین مگر اہل لشکر آپس ہین صلاح کرتے تھے کہ افسر تو ہمارا مارا گیا اب یہان پر
ٹھہر کر کیا کرینگے یہ سوچکر لاشہ سیلان کا اُٹھا لیا رات ہی رانا کوچ کیا راہ ہین ایک
قلعہ ہی کہ بُتران تیغ زن بھائی اِسکا رہتا تھا لاشہ لیکر اُس قلعے ہین آئے اُسنے جو
سُنا کہ بھائی میرا مارا گیا سرداروں سے پوچھا کہ تمنے بدلہ نہ لیا اُن سب نے کہا کہ سر
دربار صاحبقران نے آکر مارا سر اُسکا کھینچ لیا ہم لوگ مجبور ہوکر چلے آئے وہان
کیا کرتے کاؤس تاجدار بلوہ کرتا بُتران تیغ زن نے سب کو ساتھ لیا کوچ کرکے
چلا راہ ہین لشکر صاحبقران ملا کہا پہلے اِس لشکر کو تباہ کرلون تب آگے بڑھونگا
لندھور وغیرہ کو خبر پہونچی کہ بُتران تیغ زن نامے پہلوان برائے مقابلہ آیا ہی
جانبین ہین طبل جنگی بجے صبح کو لشکر میدان ہین آئے بُتران تیغ زن نکلا لندھور
مقابلے ہین گئے مگر گھوڑے نے سکندری کھائی ہاتھ سے اُسکے زخمی ہوے مالک نے
مقابلہ کیا اتفاق سے یہ بھی زخمی ہوے کئی میدان داریان کرکے چھ سات پہلوان
اِسنے زخمی کیے ساتوین دن میدان ہین نکلا ہی اہل اِسلام کا پرا بند ہی وہان امیر
نے بعد قتل سیلان سرخ پوش کے کاؤس سے سوال کیا کہ ہمارے ساتھ اپنی
دختر کی شادی کردے کاؤس یہ سُنکر بہ خوشی عقد پر آمادہ ہوا صاحبقران زمان نے
وعدہ کیا کہ بعد فتح طلسم انشاء اللہ عقد کرینگے یہ کہکر شیر بن ادا سے رخصت ہوے

یہ فرماکر بڑھے ورگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر ورگہ سالار کا اُڑ گیا سیلان جو بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ سر ورگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پوچھا کسنے بے ادبی کی میرے ورگہ سالار کو کس اجل گرفتہ نے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا نزلزل قاف ثانی سلیمان نمایان ہوے فرمایا اے سیلان کاؤس پر کیون جبر کرتا ہی سیلان نے کہا آپ کون ہین مین اپنی معشوقہ لونگا کیونکہ ایک سال کا زمانہ گذرا اُسکے ہجر مین تڑپتا ہون میری تو یہ نوبت ہو رہی ہی نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان مین بک گئے

آواز بھی نہ تو نے سُنائی ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آئے بھی سر بھی پٹک گئے

ایک لمحہ ہاے آنکھو نسے جب تو نہان ہوا
اے یار میرے دل مین ہزارون ہی شک گئے

پہلو مین میرے آکے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے

دو بیا جو اپنے ساقی فیاض کے لیے
لبریز ہو کے چشم کے ساغر چھلک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پانون تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

تھی بھیڑ عاشقون کی نہ ملتا تھا راستہ
مشکل سے آج ہم در دلدار تک گئے

ہین زار و زرد جبکہ بنا کشت زعفران
وہ دیکھتے ہی مارے ہنسی کے پھڑک گئے

جام شراب اُسنے دیا جب رقیب کو
اشکو نسے میری چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل مین رہنے کی خاطر شب فراق
لینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکے بدگمان ہوے سطوت ہم اِسقدر
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ کیا بکتا ہی وہ معشوق تجھکو نہ ملیگی یہ سُنکر سیلان اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے بارڈھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سیلان لپٹ پڑا امیر نے کولے پر لادکے مارا ادھم سے لٹھے کا لٹھا گرا امیر کودکر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا سیلان نے انکار کیا کہا

ایک پہلوان ہی وہ براے ملاقات کاؤس آیا ہی کل اُنکی ملاقات کو جائیگا آج یہان
اُترپڑا عمرو نے جاکر ملکہ سے اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاے ہین ملکہ براے
استقبال آئین امیر کو لاکر بہ اعزاز باغ مین پہونچایا آپ پہلو مین بیٹھین کہ ایک
کنیز نے آکر عرض کی آپ کے والد آپ کو بلاتے ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف رکھیے
مین ابھی آتی ہون کاؤس نے بُلاکر بیٹی سے کہا اے نور نظر منسوب تمھارا آیا ہی جنے
سال بھر کا وعدہ کیا تھا لہذا اب باغ مین نہ جاؤ اُسکا لشکر وہین اُترا ہی ایسا نہ ہو کہ
قصد کرے اور باغ مین چلا آئے تو سامنا ہو جائے ملکہ نے کہا مین ابھی باغ مین
جاتی ہون وہان سے سامان اُٹھاے لاتی ہون مگر کلیجے پر چوٹ لگی جی مین کہتی ہی
کہ اے شیرین ادا انجام اِسکا کیا ہوگا مین تو اِس بے حیا سیاہ رو کے ساتھ نہ جاؤنگی
تھراتی ہوئی رنگ رو اُڑا ہوا باغ مین آئی امیر نے جو نہایت پریشان دیکھا کہا
کیون ملکہ خیر تو ہی مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار کیا
بیان کرون فلک نے گردش دکھائی سیلان سرخ پوش ایک پہلوان ہی کہ جنے
میری نسبت کا والد نامدار سے پیغام دیا تھا والد نے قبول کرکے سال بھر کا وعدہ
کیا تھا وہ اب فوج لیکر آیا ہی اور آمادہ جنگ وجدال ہی آج والد سے کہتا تھا کہ اگر
ملکہ کو نہ دوگے تو جنگ کرکے لونگا صاحبقران نے ہاتھ پکڑکے برابر بٹھالیا فرمایا
کیون گھبراتی ہو اُسکی کیا مجال ہی مین آج شب کو جاکر اُسکو سمجھا دونگا ملکہ رونے
لگی کہا اے شہریار مجھکو بڑا افسوس ہی کہ اُسکے ساتھ فوج ہی خود بھی پہلوان زبردست
بادہ کبر ونخوت سے مست ہی دیکھیے کیا ہو ایسا نہ ہو آپ کے دشمنون کو صدمہ پہونچے
صاحبقران نے فرمایا تم مطمئن رہو یہ کہکر صاحبقران اُٹھے ہر چند ملکہ نے روکا مگر
صاحبقران نے نہ مانا باہر نکلکر ٹہلتے ہوے دربارگاہ سیلان پر آئے درگہ سالار
بیٹھا تھا اُس سے کہا اپنے پہلوان سے اطلاع کرو کہ تمھاری ملاقات کو ایک
مرد سپاہی آیا ہی درگہ سالار نے کہا یہان ٹھہرو جب کوئی مصاحب آئے گا تو ہم
اطلاع کرینگے صاحبقران نے فرمایا ہم کیا اُسکے نوکر ہین ہم جاتے ہین بھلا روکو تو

آنکھین بھر گئی ہین خاموش پڑی ہی کچھ حال دل نہین کہتی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ اُسی کا کام ہی خواجہ عمرو کاؤس سے رخصت ہو کر قریب باغ آئے دیکھا چند کنیزین حیران کھڑی ہین عمرو نے ایک کنیز کو اشارے سے بلایا اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر در باغ پر آئے مگر حیران تھے کہ خواجہ اِس کنیز کو تو بیہوش کیا مگر اسکا نام نہین جانتے کہ ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شعلہ کہان سے آتی ہو عمرو نے اُسکو جواب دیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُس کنیز کا نام شعلہ تھا اب اندر باغ کے آئے دیکھا باغ سارا رنگا رنگ ہی گلہاے نادر شگفتہ ہین طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا شیرین ادا خاموش پڑی ہی دل دھڑک رہا ہی خواجہ نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران زمان تمھارے لیے بہت بیقرار ہین یہ سُنکر شیرین ادا نے آنکھ کھولدی کہا کیون بوا شعلہ تمھین اُنکی بیقراری کا حال کیونکر معلوم ہوا کیا اُنکے پاس گئی تھین عمرو نے کہا اُٹھکر بیٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے تو مین حال بیان کرون شیرین ادا اُٹھ بیٹھی عمرو سمجھ گیا کہ بیشک یہ آقا پر عاشق ہوئی ملکہ نے جلدی سے منھ ہاتھ دھویا پکار کر کہا شعلہ ہمارے پاس آؤ جب عمرو قریب آئے تو ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا شعلہ سچ بتاؤ کہ تمکو کیونکر حال معلوم ہوا یہ سُنکر شعلہ نے کہا مین کسی کام کو خدمت صاحبقران مین گئی تھی ایک انگوٹھی ہاتھ مین لیے رو رہے تھے مین نے جو پوچھا تو فرمایا فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسی را بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را + مین نے جو انگوٹھی کو دیکھا تو وہ انگشتر آپ کی تھی اِسوجہ سے مین نے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کی انگشتر امیر کے پاس ہی ملکہ نے کہا شعلہ تم امیر کے پاس جاؤ اگر لاسکو تو اُنکو یہان تک لاؤ شعلہ نے عرض کی مین ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکے عمرو نکلا خدمت مین صاحبقران کی آیا عرض کی ای شہریار چلیے مین پتہ لگا آیا دختر کاؤس تاجدار ہی نام اُسکا شیرین ادا ہی وہ آپ سے زیادہ بیقرار ہی صاحبقران ساتھ خواجہ کے اُٹھے طرف باغ کے چلے در باغ پر آکر دیکھا کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہی امیر نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سیلان سرخ پوش نامے

گرہی تڑپ دل کی زیادہ پائی اُسی انگوٹھی کو کلیجے سے لگائے ہوے تھی ہرمرتبہ یہی خیال تہا کہ صاحبقران بیدار ہونگے تو یقین ہی انگوٹھی دیکھین یہان امیر جو صبح کو بیدار ہوے منھ دھونے کو جو ہاتھ اُٹھایا انگوٹھی پر نگاہ پڑی دیکھا یاقوت سرخ کی انگوٹھی اُسپر نام شیرین اداکندہ ہی اپنی مُہر کی انگوٹھی ہاتھ مین نہ پائی انگوٹھی کو بہ نگاہ حسرت دیکھا فرمانے لگے یہ انگشتری کس محبوب جادو دانی کی ہی بیتاب ہوکر فرمانے لگے **نظم**

زمانہ ہی تنگ اُسکی جفا سے — نہین ڈرتا ذرا وہ بُت خدا سے
کرو پھر قتل کیون تیغ ادا سے — اُٹھایا ہاتھ گر تمنے جفا سے
نقاب اُس رُخ کی غیرونمین اُلٹ دی — نہ تھی امید یہ باد صبا سے
زمانے بھر مین ہین معشوق جتنے — کوئی بہتر نہین اُس دلربا سے
کہا جب مین نے مرتا ہون مین تمپر — وہ بولے ہنسکے پھر میری بلا سے
خبر لے جلد اب مرتا ہی عاشق — یہ کہہ آئے کوئی اُس بیوفا سے
بلینگے ہاتھ مین کیا خون عاشق — اُنھین نفرت ہی کیون رنگ حنا سے
مریض عشق ہون بچنا ہی مشکل — نہ ہوگا فائدہ کچھ بھی دوا سے
زمین کربلا مدفن ہو سطوت — دعا یہ مانگتا ہون مین خدا سے

اِس بیقراری مین صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سردار آکر جمع ہوے عمرو نے جو امیر کو متغیر دیکھا گھبراکر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی امیر نے گوشے مین لیجاکر فرمایا خواجہ عجب معاملہ گذرا کہ کوئی انگشتر اپنی عالم خواب مین پنہا گیا اور میری انگوٹھی لے گیا خواجہ نے کہا اِسکی تلاش کرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ جلدی کرو مجھے اپنے لشکر کا خیال ہی کہ نہین معلوم اُنپر کیا گذری آج مین نے خواب پریشان دیکھا تھا معلوم ہوتا ہی وہ لوگ مصروف جنگ ہین خواجہ عمرو اُسی وقت باتہاے عیاری لگاکر تلاش مین چلے جب قصر سے نکلے تو کاؤس سامنے آیا عمرو نے پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کہان سے آتے ہو کاؤس نے کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا مین اِسوقت باغ گلزنگ سے آتا ہون شیرین ادانامے میری دختر ہی شب سے اُسکا عجیب حال ہی

اقرار وصل کر لو تو دون اپنا دل ابھی
جیسا چراغ جلاتے ہین ویسا ہی وہ جلین
ساقی نہین تو جام ہین خالی پڑے ہوے
ہو نا خدا ہم نا خدا یہ اِنکے نہ شیفتہ
برسون گذر گئے ہین اِسی اشتیاق ہین
بوسہ لیا ہی چشم کا سوتے مین غیر نے
پامال کیجیے اِسے ترچھی نگاہ سے
حیران ہون یار سوتا ہی اور ہی شب وصال
شیفتہ گرا تو مستون سے ساقی نے یہ کہا
ڈرتا ہون دلکو میرے وہ لیکر مکر نہ جائین

دیکھے ہین ورنہ یار بہت تمسے چاہیے
معشوق کوئی ڈھونڈھکے ایسا لگا لیے
اب آنسو وہ لتے چشم کے ساغر کھنگا لیے
اے دل یہ سب حسین ہین زمانیکے چاہیے
للہ آج وصل کا وعدہ نہ ٹالیے
غصے سے آپ مجھپہ نہ آنکھین نکالیے
گیندے کیطرح دلکو نہ میرے اچھالیے
دل مین جو حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
جب جانین ہم نگاہ ہو نہ پہ اپنی سنبھالیے
سطوت وہ ہین زمانے مین مشہور چاہیے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران جلوہ فرما ہین قضاے کار دختر کاؤس تاجدار ملکہ شہبرین ادا قصر سے اُس صحبت کو دیکھ رہی تھی اُسکی نگاہ حُسن جہان آراے صاحبقران پر پڑی جمال خورشید مثال دیکھکر حیران وار محو دیدار ہوئی قلب کو بہت بیقراری آنکھون سے اشکباری پانؤن چاہتے ہین راہ کوے محبوب چلین ہاتھ گریبان کے جویا ہین کہ تار تار کرین دو پہر رات گئے صاحبقران دربار سے اُٹھے ملکہ شہبرین ادا نے جو دیکھا کہ صاحبقران سامنے سے اُٹھ گئے دل کی بیتابی بڑھی کسی پہلو آرام نہین آتا آخر کنیزون سے کہا کہ لباس شب روی لاؤ کنیزون نے حیران ہوکر پوچھا کیون حضور لباس شب روی کیا ہوگا جھلا کر جواب دیا کہ تم لوگون کو اِس مقدمے مین کیا دخل ہی مین کہین جاؤنگی یہ کہکے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا کمندین بھی لے لین اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی چلی کوٹھے پر آکر کمند ماری اُترکر اُس قصر مین آئی کہ جہان صاحبقران آرام فرما رہے ہین امیر غافل سو رہے تھے انگوٹھی مُہر کی صاحبقران کی اُتار لی اور اپنی انگشتر میعادی ہر چند کہ دل تردد منزل کو زیادہ ہوس تھی مگر ضبط کو کام فرمایا اُسی طرح پلٹ آئی بستر پر آکر

دہ دوا ای چارہ ساز درد دل — بر مریض خود مسیحا کن کرم
کن نظر بر حالت ما بیکسان — بر ہمہ حال تمنا کن کرم
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز — خود بر این قطرہ چو دریا کن کرم
بندۂ ہندی غلام زار تست — بادشاہ کار فرما کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

کاؤس تاجدار اِس پریشانی مین تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے آگے تخت پر ایک تاجدار اور ایک قزاق فوج کو ساتھ لیے ہوے اِس جاہ و جلال سے نمایان ہوے دیکھا کہ کاؤس بیقراری کر رہا ہی صاحبقران زمان نے جو کاؤس کو بدحواس پایا وہین سے للکارے کہ او سرفراز تاجدار مین آپہونچا کاؤس نے اشقر بھجوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے طرف میدان کے چلے للکارے کہ او بیحیا کیون اسپر دباؤ ڈالتا ہی مجھسے مقابلہ کرمین جواب دونگا یہ فرما کر مقابلے مین سرفراز تاجدار کے آئے سرفراز نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنون مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُس نے چاہا تلوار مارکر پلٹون امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا سرفراز تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے اب تو کاؤس نے فوج کو گھیر لیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا جہانتک ممکن ہوا لڑے آخر شکست کھا کر بھاگے امیر بہ فتح و فیروزی قصر مین کاؤس تاجدار کے آئے کاؤس نے بڑی دھوم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے تھے

نظم

دشنام بوسہ دیکے نہ منھ سے نکالیے — بس بس حضور اپنی زبان کو سنبھالیے
وعدہ ہی آج وصل کا کل پر نہ ٹالیے — یہ بات اپنے ذہن سے صاحب نکالیے
بیٹھے ہین گر رقیب نہ بانو نہین ٹالیے — آہین مین کر رہا ہون دل اپنا سنبھالیے

مقابلے مین سالوس کے نہین نکلتا لالان بیتاب ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر ہمراہ فاروق تاجدار کے آکر پہونچے لالان قزاق کی شکست دیکھکر گھوڑے کو چمکایا مقابلۂ سالوس مین آئے سالوس نے پوچھا ای جوان تو کون ہی اِس قزاق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا ار سال کا روپیہ جاتا تھا وہ لوٹ لایا مین کیا کوئی بنیا بقال ہون خبر سنتے ہی چڑھ آیا امیر نے فرمایا اب جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مین ملازم لالان قزاق کا ہون سالوس نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ شکست کیا سالوس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تیغۂ عقرب پیر رد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر اِس کن سے ہاتھ مارا کہ سالوس کے دو ٹکڑے ہوے فوج کو اُسکی شکست دی لالان قزاق نے جو یہ مہربانی دیکھی آکر قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا کہتا تھا آپنے میری جان بخشی کی یہ تاجدار کیونکر آپ کے ساتھ آیا امیر نے فرمایا ای لالان قزاق بدلہ اِس خیر خواہی کا یہ ہی کہ فاروق تاجدار کو بہ فرزندی قبول کرو لالان نے عرض کی کہ میری شرط یہ تھی کہ جو مجھکو زیر کرے اُسکو بیٹی دون مگر حضور نے ایسا احسان کیا کہ آپ سے اِنکار نہین کر سکتا دختر کیا چیز ہی اگر جان تک کام آئے تو قدمون پر نثار کر دون امیر نے لالان کو مسلمان کیا فاروق تاجدار کا عقد کرایا اب وہان سے اِن سبکو ساتھ لیکر طرف کاؤسیہ کے پلٹے یہان سرفراز تاجدار کاؤس تاجدار پر چڑھ آیا ہی کاؤس کو زخمی کیا ہی اور یہی قول ہی کہ ای کاؤس تو نے غضب کیا کہ میرے پہلوان کو مارا مین سلطنت کو تیری برباد کرونگا کاؤس تاجدار زخدار دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچانے

نظم

برمن مسکین خدایا کن کرم — کن کرم ای شاہ والا کن کرم
سائلم بر درگہ والا ے تو — اندرین حالت کریما کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دو جہان — ای شہنشاہ معلے کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا — فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش — بر دعا گویان رحیما کن کرم

یہ صداے دردناک سُنکر صاحبقران بیتاب ہو گئے دل سے کہتے ہین یہ کون درد رسیدہ آفت دیدہ ہی کہ بلک بلک کے رو رہا ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ کسی پر عاشق ہی بیقرار ہو کے اُٹھے صدا پر چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک جوان تاجدار دیوانہ وار اور وحشی مثال سر جھکاے رو رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی امیر نے قریب آکر فرمایا اے جوان تاجدار براے خدا اپنی مصیبت بیان کر تیرے رونے پر کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی وہ جوان کھڑا ہو گیا لڑکھڑا کر گرا چاہتا تھا امیر نے ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای برادر جلد بیان کرو کہ کس مصیبت مین ہو مین اُسکی فکر کرون یہ سُنکر وہ تاجدار خوب رویا کہا ای دردخواہ وای مہربان سامنے کوہ لالانیہ ہی لالان قزاق اُس پہاڑ پر رہتا ہی ایک روز اُسکی دختر ملکہ سوسن گل پیرہن براے شکار صحرا مین آئی تھی مین نے اتفاق سے اُسکو دیکھ لیا جب سے عاشق ہون مین نے اُسے پیغام دیا لالان قزاق نے کہا جو مجھکو زیر کرے مین اُسکو داماد اپنا قرار دون مین نے جا کر اُس سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوا لوگ لے بھاگے مین اپنے قصر سے نکلکر دیوانہ وار وحشی مثال اِس صحراے ویران مین آبیٹھا یہان کے بیٹھنے سے یہ تسکین ہی کہ وہ محبوب مطلوب اپنے قصر پر کھڑی ہوتی ہی مین جمال دیکھ لیتا ہون اِسی امید پر جیتا ہون ورنہ ابتک خاتمہ ہو گیا ہوتا امیر نے فرمایا تا بہ کوہ لالانیہ چلو مین اُس قزاق سے پیغام کرون تمام رات صاحبقران کو اُسی مقام پر گذری اُس سوختۂ آتش مہجوری کو سمجھاتے رہے کہ گریبان سحر غم مین اُس تاجدار کے چاک ہوا اب صحراے گرد اُڑی کئی ہزار ملازم فاروق تاجدار کے تاج و تخت لیے ہوے ڈھونڈھتے پھرتے تھے اپنے آقا کو دیکھکر سامنے حاضر ہوے امیر نے فاروق کو تخت پر سوار کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوے طرف کوہ لالانیہ کے چلے یہان لالان قزاق سالوس تاجدار کا مال لوٹ کر لایا تھا سالوس نے آکر گھیرا ہی لالان زخمی ہوا سالوس گینڈے پر سوار میدان مین کھڑا پکار رہا ہی کہ ای لالان قزاق مال کے واسطے اپنی جان دیگا جسقدر مال لایا ہی وہ میرے حوالے کردے ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لالان پریشان ہو رہا ہی براافوج کا بند ہی کوئی

لشکر کشی کر کے آئے غلام کو حضور نے نہین پہچانا یہ سرحد ملک کاؤس بیہ ہی آپ کے فرزند کا یہان گذر ہوا تھا یعنی جب مالک سنجان کو شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن جانتے تھے تو مین اُنسے لڑکر زیر ہوا حلقہ اطاعت کان مین ڈالا آج خدا نے فضل کیا کہ حضور میرے گھر مین آئے مین خدمتگزاری کرونگا اپنا فخر جانونگا صاحبقران نے دست شفقت کاؤس تاجدار کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ ای کاؤس تم ہمارے معین و جان بخش ہو اگر تم نہ لے آتے تو اشقر نہ معلوم کس مقام پر گرا دیتا تاجدار نے کہا بیشک حضور ضرور ہلاک ہوتے صاحبقران نے فرمایا اِسی سے تمھارا نام جان بخش رکھا ہم تمکو ہدایت کرتے ہین کہ مُہر مین اپنی یہی کُھدوانا کہ جان بخش صاحبقران یقین ہی کہ وہ تاجدار بھیر تم پر قصد کرے مین جان لڑاؤنگا اُس سے مقابلہ کرونگا انشاءاللہ تمھاری وہانتک عملداری کرا دونگا اور اگر موت لیکر آئی ہی تو مجبوری ہی کاؤس تاجدار بہ کیفیت تمام خدمت کر رہا ہی یخنی مرغ کی حاضر کی اشقر دیوزاد کو ملیدہ وغیرہ بھجوایا شب کو صاحبقران اکیلے پڑے ہوے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی یہ صداے دردناک دیتا ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی میرے ساتھ کی اور یہ اشعار دردناک پڑھکر رو رہا ہی نظم

تہونکے عشق کو اب ترک کردین پیری آئی ہی	کرین اپنے خدا کی یاد اب دل مین سمائی ہی
لب رنگین پہ اپنے تمنے کیون لالی جمائی ہی	کروگے عاشقون کا خون کیا دل مین سمائی ہی
بتادو مجکو بھی صاحب کبھی دِکھلاؤگے جوبن	ہوے آراستہ کیون کس لیے مستی لگائی ہی
بچیگی جان اب کیونکر اِسی کی فکر ہی مجھکو	غم و رنج والم کی آجکل مجھپر چڑھائی ہی
کہان نالے کی طاقت ہجر مین ہون ناتوان ایسا	بڑی مشکل سے وقت سے لبونتک آہ آئی ہی
ہوا اِک وار مین گردن سے میرا سر جدا قاتل	غضب کی ہاتھ مین تیری ہی آفت کی صفائی ہی
نہ گھبرا تیرے گھر مین اُس گل خوبی کی ہی آمد	خبر ہیک صبا نے آکے یہ طرفہ سُنائی ہی
تغافل سے ترے عاجز ہین اِکدن زہر کھائینگے	تجھی پہ جان دینگے اب یہی دل مین سمائی ہی
نہین ہین بے سبب نالے یہ رونا اور یہ بیتابی	کسے دیکھا ہی ای سطوت طبیعت کسپر آئی ہی

نعرہ کرکے فوج پر جاپڑے اُدھر سے سرداران تہمتن پہونچے جنگ ہونے لگی مگر امیر خدا
تھے دیکھا کہ ایسا نہ ہو پشت مرکب سے گر پڑون ہاتھ گلے مین ڈالدیے فرمایا ای مرکب اصیل
مجھکو لے نکل ایسا نہ ہو کہ تیری پشت سے گر پڑون مرکب نے جو صاحبقران کو بیہوش
دیکھا امیر کو لے نکلا الندھور وغیرہ نے لڑائی کو فتح کیا فوج کو بھگا دیا سب ملازمان
قیروان بھاگے مگر صاحبقران کو جو اشقر لیکر نکلا ایک صحرا مین پہونچا صاحبقران
کو لیے لیے پھر رہا ہی خون ٹپک رہا ہی قضائے کار کا وس تاجدار کہ اِس سرحد کا
مالک ہی جنگ سے پلٹا ہوا آتا ہی ایک پہلوان کہ چڑھ آیا تھا اُسکو بھگا کر پلٹا ہی دور سے
جو اُس نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار گھوڑے پر سوار مرکب لیے لیے اُسکو پھر رہا ہی
ساتھ والون سے اِشارہ کیا اِس مرکب کو گھیر لو لوگون نے آکر اشقر کو گھیرا مگر اُس
تاجدار نے پکار کر کہا کہ ای مرکب اصیل تو نہ گھبرا ہم تیرے آقا کے دشمن نہین ہین
اشقر ٹھہر گیا اُس تاجدار نے آکر امیر کو پشت سے مرکب کی اُتارا جمال جہان آرا
دیکھکر حیران ہو گیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ یارو یہ جوان کون ہی مرکب بھی
بے عدیل و بے نظیر سے چشمی ہی جوان بھی حسین و جمیل ہی کس ظالم کے ہاتھ سے زخمی
ہوا کہ گھوڑا نکال لایا ہی مرکب وہی ہی کہ راکب کا اپنے خیر خواہ ہوا اگر زخمی ہو تو فورًا
لے نکلے اگر گرے تو گرنے نہ دے دیکھو کس احتیاط سے نکال لایا ہی اپنے راکب کی
جان بچائی صاحبقران کو ہوادار پر ڈال لیا اپنے قلعے مین لیکر آیا وزیر اِس تاجدار
کا کہ برائے انتظام امور سلطنت قلعے مین رہگیا تھا جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا تاجدار
سے کہا ای شہریار آپ اِنکو پہچانتے ہین لقب اصلی اِنکا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہی
آپ کا اقبال ہی کہ آپ کے گھر مین آئے اُس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ یہ صاحبقران
زمان ہین امیر کو چھپر کھٹ پر لٹایا جراح کو بُلایا ٹانکے دلوائے امیر کو ہوش آیا کاوس
تاجدار نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہریار ناز کرتا ہون کہ آپ نے آج مجھکو
سرفراز کیا ہی یہان سے بیس بائیس کوس پر ایک قلعہ ہی سرفراز نہ تاجدار رہتا ہی اُسکا حکم
ہی اُسنے ایک پہلوان کو بھیجا تھا اُس پہلوان کو مین نے قتل کیا اب یقین ہی کہ وہ مجھپر

تیسرے دن بادیان پھر نکلی اشقر اُس سے موصول ہوا بادیان بحری حاملہ ہوکر دریا مین پھاند گئی اشقر نے دور سے لشکر دیکھا سمجھا کہ یہ میرے آقا کے دشمن ہین لشکر پر جا پڑا اصدہا جوان مار ڈالے نور الدہر کنارے پر لشکر کے تھے کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا حکم ہوا کہ اِس ہنگامے کا دیکھنا ضرور ہی نور الدہر نے قریب آکے ملاحظہ کیا کہ اشقر دیو نژاد جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای مرکب جد ذیوقار یہ لشکر تو میرا ہی زبان دیوان مین جو کلام کیا اشقر نے پلٹ کر نور الدہر کو دیکھا زبان جنّی مین جواب دیا کہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ لشکر حضور کا ہی مین چار دن سے اپنے آقا سے جدا ہون جدائی اُنکی مجھپر شاق ہی لہذا سوار ہو جیے نور الدہر فورًا پشت مرکب پر سوار ہوے اشقر لیکر چلا اُسوقت پہونچے کہ قیروان تلوار کھینچے ہوے صاحبقران پر ہاتھ مارا چاہتا ہی اشقر نے جو امیر کو اِس حال سے دیکھا اگر بیدل دیکھا جوش محبت مین دوڑ پڑا نور الدہر اشقر سے کود ے اشقر نے جھپٹ کر قیروان کے گینڈے کے منھ پر اِسطرح کی دولتّی ماری کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا قیروان گینڈے سے گرا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے فرمایا ای یار وفادار کہان تھے اشقر قدمون پر منھ ملنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے زبان جنّی مین کہتا تھا ای آقا میری خطا معاف کیجیے جہالت مین یہ حرکت ہوئی مگر نور الدہر نے جو ابرش سکندری کو کوتل دیکھا فورًا اُسپر سوار ہوے دم کب نور الدہر کو لے بھاگا کہ ذکر اِنکا وقت پر ہوگا مگر صاحبقران نے قیروان کو مارا قیروان کی فوج نے جو اپنے افسر کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے آپڑے ہرچند کہ امیر زخمی تھے مگر مرکب بڑھا کر نعرہ کیا فرماتے تھے کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بُردغا کہان جاسکتے ہو نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے ابرش کو اِشارہ کیا وہ مرکب بادپیما فوراً اطراتا ہوا چلا بموجب قول حضرت قمر نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون — کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے — اِسی سے لقب اُسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اِک نعل ہی نیمچہ بے مثال — قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون — وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی
نکاوے کا محتاج ہو کس طرح — کہ وُسعت جہان کی بہت تنگ ہی

دیگر

حبذا رخش قمر طلعت و خورشید ضیا — آنکہ چون فکر منجم بدود فوق سما

تین جھپکون مین مرکب مقابلۂ قیروان مین پہونچا قیروان نے جھلا کر کہا ای امیر آپ اِس مرکب پر کیونکر سوار ہوے آپ کے پاس کوئی نسخۂ تسخیر ہی امیر نے فرمایا یہ مرکب خاندان عالی سے ہی مجھکو دیکھکر تسخیر ہو گیا میرے ساتھ بدلگامی نہین کی بلکہ مجھکو دیکھکر اِشارے کرتا تھا کہ مجھپر سوار ہو جیسے مین بہ کیفیت سوار ہوا اِتنے مین قیروان نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنون مین امیر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا قیروان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مرکب مارا جاے تو مین خوش ہون مقام افسوس ہی کہ میرے مرکب پر سوار ہو کے مجھی سے مقابلہ کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ مرکب قتل ہو جائیگا مرکب سے کود پڑے تلوار کو سپر پر لیا سر امیر کا زخمی ہوا اب صاحبقران زیر مرکب کھڑے ہین قیروان چاہتا ہی کہ دوسرا ہاتھ مارون کہ امیر کا سر اُڑ جاے مگر حال اشقر عرض کرنا ضرور ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان لشکر سے نکلکر مرحلے پر چلے ہین مگر اشقر دیوزاد جو دریا مین کود اتھا کر اُسی سرحد مین نکلا جہان کہ لشکر نور الدہر تھا کنارے دریا کے ٹہل رہا ہی کہ ایک مادیان دریائی پیدا ہوئی اشقر شیفتہ ہو کر اُسکی جانب چلا مادیان دریا مین کود پڑی تین دن اشقر اُسی مقام پر کھڑا رہا

مرکب نے صاحبقران کو دیکھا مثل غنچۂ گل شگفتہ ہوا صاحبقران اٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیکر چمکارتے ہوے سامنے پہونچے گھوڑے نے پیچھے پر گھانس کے منھ ڈالدیا امیر نے پشت پر ہاتھ رکھا مرکب نے سینے پر منھ رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا امیر نے اور اشیاء منگوا کر کھلاے اور اپنے ہاتھ سے مرکب کو کسا بسم اللہ کہکر سوار ہوے اب جو امیر نے پٹری جمائی گھوڑا چاہتا ہی سبزۂ فلک کو پامال کرون طرارے بھرون ٹاپ مارتا ہی کہ زمین ہلجاتی ہی اسطور سے صاحبقران ابرش سکندری پر سوار ہو کر میدان کارزار مین تشریف لاے مگر اشقر دیوزاد نے جو صاحبقران کو اوس مرکب پر دیکھا بس ایک شیہہ مارا کہ زمین تھرا گئی سامنے دریا تھا ایک بلندی پر چڑھ گیا اور آواز دی کہ یا صاحبقران مجھسے بہتر کوئی اور مرکب بھی دنیا مین ہی آپ نے غضب کیا کہ میری زندگی مین اور مرکب پر سوار ہوے اب مین زندہ نہ رہونگا ابھی اپنی جان دیتا ہون یہ کہکے جھم سے دریا مین پھاند پڑا امیر نے دام دارون کو بھیجا دام دارون نے کئی کوس تک دام پھینکے مگر اشقر کا پتہ نہ پایا امیر کو نہایت قلق ہی مگر ایسا مرکب پایا ہی کہ اشقر کو بھولے جاتے ہین میدان کارزار مین آکر ٹھہرے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے فرماتے ہین میرے رفیق و شفیق پر نہین معلوم کیا گذری مین یہ نہ جانتا تھا کہ اشقر یون برہم ہو جائیگا مین نے عہد کے خلاف کیا مین نے اُس سے کوہ نورستان پر عہد کیا تھا کہ دوسرے مرکب کی پشت پر نہ سوار ہونگا مگر یہ ایسا مرکب دلچسپ تھا کہ اسپر سوار ہو بیٹھا مین نے بڑی خطا کی خدا اُسکو زندہ مجھسے ملاے یہ فرما کر ابرش سکندری پر سوار مقابلے مین حریف کے تشریف لاے قیبروان نے گینڈا بڑھایا مگر اپنے مرکب پر جو صاحبقران کو سوار دیکھا ساتھ والون سے کہتا تھا بڑے تعجب کی بات ہی کہ یہ وہی خونی مرکب ہی کہ جسنے سیکڑون سائیس مار ڈالے اور چابک سوارون کو قتل کیا جسکو دولتی ماری وہ بخشش ہو گیا مگر حمزہ کیا ساحر ہی کہ ایسے مرکب پر بیخوف سوار ہوا لوگون نے کہا حضور امیر کی صورت دیکھکر رام ہو گیا امیر بسہولیت سوار ہوے گویا اُسکے اشتیاق مین تھا قیبروان جھلاتا ہوا میدان مین

وہ کہان تشریف لے گئین حکیم نے کہا اے شہریار اور کسی کا خیال دل مین نہ لائیے کیونکہ
سلماے گوہرپوش منظور نظر حکیم مشتاق مصری ہین ایسا نہ ہو کہ قاعدے مین فرق پڑے
امیر نے فرمایا یہان کے عجائب و غرائب میری سمجھ مین نہین آتے آغاز مصری امیر کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو حکیم صاحب یہ کہکے اُٹھے
کہ مین تو رخصت ہوتا ہون حضور لشکر ہی مین تشریف رکھین ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑ جائے
صاحبقران اچھا اچھا کہکے بیٹھے حکیم تو گئے امیر نے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے
صحرا کا تماشہ دیکھ رہے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار مسلح و مکمل موسوم بہ قیروان مصری
صاحبقران کے مقابلے مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران آپ اس قلعے سے ابھی
چلے جائیے ورنہ بہت پریشان کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی امیر نے ایلچی کو نکلوا دیا
قیروان نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیار بیان
رہین صبح کو امیر لشکر لیکر چلے کہ دیکھا لشکر مین ایک طرف ہلڑ ہی فرمایا خواجہ دریافت
تو کرو یہ کیا معرکہ ہی خواجہ گئے اور دیکھکر آئے کہا اے شہریار یہ جو پہلوان آیا ہی نسل مین
سکندر کی ہی مرکب اسکی سواری کا کہ اُسکو ابرش سکندری کہتے ہین رات کو تھان سے
چھوٹا آپ کے لشکر مین آگیا کئی سو جوان اُسنے مار ڈالے لوگ چاہتے ہین گرفتار کر لین
مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ہر چند نبرد ران صاحبقران وہ مرکب ہی کہ جسکا نظیر ممکن نہین
مگر نام مرکب سُنکر منھ مین پانی بھر آیا فوراً گھوڑے سے کود پڑے ٹہلتے ہوے چلے دور
سے دیکھا کہ ایک مرکب ہی کوہ سرین کوہ کفل دونون آنکھین رشک دیدۂ غزال تھوتھنی
غنچۂ گل کھیت کو مین سے توسل دُم کو اُٹھاے ہوے جسکو ستارۂ دنبالہ دار کہنا چاہیے
کمر نازک بگڑا ہوا کھڑا ہی جسنے قصد کیا شیہہ بھر کر اُسپر جا پڑا کسی کا سر چبا لیا کسی کو دولتی
ماروی کسی پر پشتک چل گئی گرد لاشے پڑے ہوے ہین تیور بدلے ہوے کھڑا ہی
صاحبقران مرکب کو دیکھا عاشق ہوگئے سب کو پکار کر منع کیا کہ گھوڑے پر حملہ نہ کرو
لوگ رکے بلکہ قریب سے ہٹے صاحبقران نے اپنی صورت مرکب کو دکھائی جیسے ہی مرکب

یار تو بھولا کرے غماز کو ہو کاش یاد — دوست تو غافل ہو دشمن بھی کہین غافل
نیم بسمل کیطرح سے زندگانی ہی خراب — اسقدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہ
اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا — سخت کافر ہی جو وحدت کا نہی قائل
اے بت بے رحم عزرائیل کا عاشق نہین — رشتۂ بیمار اُلفت کے لیے تو سل
اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین تجھے — گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل
کنج تنہائی مین مین نے زندگانی کی بسر — گور بھی میری کسی کی گور کے شامل
دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا — باغ ہی کچھ بلبلو قمری کی یہ محفل
حشر تک زیر زمین تڑپا کریگا گور مین — کشتۂ ابرو ہی آتش تیغ کا بسمل

صاحبقران اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوے اُس باغ مین پھرے رات
وہین گذری جب گریبان سحر چاک ہوا صدا اے موذن کان مین آئی تو امیر
دیکھا کہ ایک باغ ویران ہی روش پٹریان ٹوٹی ہوئین گلے سڑے پھل جابجا
ہوے ہین امیر کو بڑی نفرت ہوئی حیران ہوے کہ شب کہان بسر کی مگر باغ کا در
سامنے معلوم ہوتا تھا جیسے ہی دروازے سے باہر نکلے دیکھا کہ لشکر سامنے
باغ کے اُترا ہوا ہی لندھور و مالک وغیرہ امیر کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین
کو جو آتے ہوے دیکھا سب دوڑ پڑے دامن پکڑ کر سردارون نے عرض کی
شہریار آپ کہان تشریف لے گئے تھے صاحبقران نے فرمایا اے برادران کیا
پوچھتے ہو آوارۂ دشت ادبار ہو رہا ہون کہ پہلو سے طرفوا کی آوازہ آئی دیکھا
آغا زہری ہوادار پر سوار کئی سو جوانان سفید پوش ہمراہ بخورات لیے ہاتھ
روشن سینے صاحبقران کو سلام کیا حکیم ہوادار سے اُترے صاحبقران
کا دامن تھام لیا عرض کی تشریف لے چلیے آپ کیون اسقدر ملول و حزین
ہین اب دفع ملال کا زمانہ آتا ہی ہرچند کہ ابتک مجھسے کوئی گستاخی نہین ہوئی
چاہا کہ آپ کے دشمنون کو ملال پہونچے صاحبقران نے فرمایا آپ کی نظر
ہی تو سب تکلیفین دفع ہو جائینگی لیکن اب تو مجھکو خیال محال مین یہ تردد

آنکھ ملائی کہ صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا پسینے پسینے ہو گئے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا گائن سے اِشارہ کیا گائن پھر بہ زور و شور گانے لگی وہ نازنین بہ محبت پوچھنے لگی اے شہریار اِس باغ مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا امیر نے فرمایا مین تو ایسے وقت مین یہان آیا تھا کہ ایک ساحر یہان تھا ایک پہلوان آیا اُس سے دن بھر لڑا نہین معلوم اُسپر کیا گذری بعد اُسکے جانے کے چند ساعت یہان سناٹا رہا بعد اُسکے تمھارا اسا سامنا ہوا مین تو برائے ملاقات ملکہ سلماے گوہرپوش جاتا تھا نام ملکہ سلما کا سُنکر وہ نازنین رونے لگی کہتی تھی اے شہریار آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھے سرفراز فرمایا ملکۂ عالم دیکھکر بہت رنجیدہ ہونگی صاحبقران نے فرمایا مین کیا ملکہ کا نوکر ہون اپنا تو یہ دستور ہے کہ جو بہ محبت ملے یک نظرے خوش گذرے لمحہ بھر بیٹھ گئے لہذا اگر تمھاری راے ہو تو مین چلا جاؤن تمھارے نام نامی سے آگاہ ہون کہ تمھارا اِسم مبارک کیا ہے اُس نازنین نے نام کے ذکر پر ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا حضور نام میرا بتانے کے لایق نہین صاحبقران ایسی باتین اُس نازنین سے کر رہے ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین گھبرا کر عرض کی اے شہریار غضب ہوا ملکہ سلماے گوہرپوش تشریف لاتی ہین صاحبقران نام ملکہ کا سُنکر گھبراے کہ پہلوے نخل سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا ملکہ سلما بے نقاب آتی ہین وہ نازنین اُٹھکر بھاگی تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ کنیزین بھی بھاگ گئین سناٹا ہوا صاحبقران اُٹھے منظور ہے کہ سلما سے عذر کرون کہ ملکہ گھبرا کر پلٹین کہا اے شہریار مین آپ سے بات نہ کرونگی امیر عذر کرتے ہوے بڑھے کبھی فرمایا کہ ملکہ معاف کرو مگر ملکہ نے جواب نہ دیا ایک نخل کے پہلو مین جا کر غائب ہو گئین صاحبقران حیران تھے کہ اِس یوسف گم گشتہ کا کیونکر پتہ لگے کبھی پکارتے ہین کبھی رو رو کے نعرے مارتے ہین کہ اے محبوب جانی وائے یارِ جاودانی نظم

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو
روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

قریب نہین آتا ہر مرتبہ فوج کو اشارہ کرتا ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کر لو فوج سمٹ کر آتی ہی صاحبقران تیغہ عقرب کھینچے ہوے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ جا پڑون مفتاح فوراً ہٹ جاتا ہی شام تک تلوار چلی شام کو یکایک دیکھا کہ وہ سب بھاگے باغ مین سناٹا ہو گیا یکایک ایک شعلہ چمکا خود بہ خود روشنی ہونے لگی پتے نخلستان کے مثل جگنو چمکنے لگے ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

بہار مین جو ہوا ہی مرا گریبان چاک — ہوے ہین لالہ و گل کیطرح جسے خندان چاک
صدا یہ غنچہ گل کی ہی کھلتے ہی آئی — کرے جو تنگ گریبان ہی اسکی شایان چاک
بناے ساغر مے جو کمہار نے تیرے — پیالے ہین مہ و خورشید چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا — کیے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھائیگی اپنے جوہر روح — کھلیگا مطلب خط جبکہ ہوگا عنوان چاک
جنونکا جوش اُتاریگا پھاڑ کر کپڑے — بہار مین بدن اپنے کرینگے عریان چاک
کرونگا زلف کے سودے مین تار تار الیبا — دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملاؤن پیرہن گل سے کیا لباس اپنا — ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک
دکھاے عالم صبح بہار اگر رکھواے — نقاب کے وہ رُخ غیرت گلستان چاک
کیا ہی عشق نے اِک مہروش کا دیوانہ — سحر کی طرح سے رہتا ہو نہین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو — کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُسنے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہی دل کی بیتابی — قباے صبر کو کرتا ہی آتش انسان چاک

صاحبقران اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے دیکھا وسط باغ مین جو چبوترہ ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی اُسپر مسند زرتار اُسپر ایک نازنین ماہ رخسار بکمال ناز و ادا سے بیٹھی ہی ایک گائن شوخ و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہی کہ کنیزون نے عرض کی حضور صاحبقران آتے ہین امیر کو آتے ہوے دیکھکر وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اول براے تسلیم خم ہوئی صاحبقران نے جواب سلام دیا مگر اُس تکلف سے اُسنے

وقت پر پہونچا اب سرکاٹ کر سامنے قدرت کے لیجاؤنگا صاحبقران نے غصہ مین قید کو توڑ ڈالا اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سامنے سے بھاگا ایک گوشے مین آ کر کہا ای مفتاح بلندر رکاب صاحبقران کو لینا امیر نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ہی پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزے ہاتھ مین آتے ہی اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم مفتاح بلندر رکاب سب فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا امیر تیغہ عقرب کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر بیقرار ہو کر دعا مین خالق سے مانگتے ہین کہ ای معین الضعفا ای رب دوسرا تیری کیا صفت بیان کرون نظم

حق جواہر میکند پیدا ز سنگ قطرہ را بخشند چو گوہر آب و رنگ
گربہ را سازد ضعیف و ناتوان زور را سر پنجہ بخشد با پلنگ
تازہ تازہ میدہد ہر دم شکار رازق روزی بہ شیر تیز چنگ
بردا انسان را بران عالی مکان مرکب اندیشہ جد جائے کہ لنگ
گہ کند با صلح اصلاح جہان انتظام خلق گہ سازد بہ جنگ
میشود تعمیل احکام خدا در زمانہ بے توقف بے درنگ
صاحب بینش چو بیند قدرتش صاف ماند صورت آئینہ ونگ
بے نوا را سلطنت بخشد خدا او بہ گمنامان بہ بخشد نام وننگ
میدہد از ابر رحمت کردگار سبزہ وگل را بہ گلشن آب و رنگ
رنگ تازہ روز و شب شام وسحر میشود ظاہر ازین کارخ دو رنگ
اہل دولت را فراخی داد حق تنگ دستان را بہ تنگی کرد تنگ
جن و انسان جملہ وحش و طیر را روزی ہر روزہ بخشد بیدرنگ
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
ہندی آن صورت کجا آید نظر تا نہ گردد دور از آئینہ زنگ

مگر جنگ مین مصروف ہین مفتاح بلندر رکاب دور سے لینا لینا کر رہا ہی امیر چاہتے ہین مفتاح پر جا پڑون افسر کو قتل کرون یا گرفتار کر لون مگر مفتاح

ناموبہ کے ہمراہ ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے گذارش کرونگا کہ ایرج کس مقام پر
پہونچین گے مگر حال صاحبقران ذکر کرنا ضرور ہی کہ صاحبقران زمان دربار مین حکیم
آغاز مصری کے موجود ہین آغاز مصری نے صاحبقران سے عرض کی کہ آپ سلما
سے عقد کیجیے یہ آپ کی زوجہ ہو صاحبقران زمان نے فرمایا کہ باغ مراد مین یہ چلین مین
آؤنگا ملکہ سلما باغ مراد مین آئین دلھن بنکر مسند پر بیٹھین دل سے کہتی ہین کہ یقین ہی
اب صاحبقران بھی آتے ہونگے مگر صاحبقران جو دربار سے اُٹھے خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیا سمجھے کہ عاقلہ بالغہ سے عقد ہی ہم دونون ایجاب و قبول کر لینگے کہ راہ مین دیکھا
فرزند خواجہ بزرجمہر ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سلام کیا عرض کی
اے شہریار غلام کو معلوم ہوا کہ آج حضور اپنا عقد کرینگے اِس خیال سے غلام پیشتر سے
آکر بیٹھ رہا امیر کو بزرگ امید کا پاس ہی کہا تشریف لے چلیے مین آپ کو ضرور یاد
کرتا بزرگ امید نے کہا ایک گلوری تو نوش فرمائیے یہ کہکر جیب سے ڈبیا نکالی ایک
گلوری امیر با توقیر کو دی صاحبقران نے جیسے ہی گلوری کھائی ہاتھ پانون مین
رعشہ آیا چند قدم چلے تھے کہ لہرا کر گرے عمرو نے چاہا پشتارہ باندھون صاحبقران
کو لیجاؤن باغ مراد مین چلکر ہوشیار کرونگا پانون پھیلا کر کچھ لونگا پھر خیال مین یہ
گذرا کہ جواہرات بہت پہنے ہین کچھ اُتار لون سپر پشت سے صاحبقران کی اُتاری
چاہتے ہین کہ اِکتہ کھولون کہ زمین کانپی زمین سے دھوان نکلا ایک ساحر مہیب
بہ شکل عجیب و غریب زمین سے پیدا ہوا للکارا کہ او ساربان زادے دیکھیو ن
لیجاتے ہین اب مین کیا صاحبقران کو چھوڑونگا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا عمرو حیران
ہی کہ یہ کیا سحر کر تھا تعاقب مین چلا مگر سیبران جادو صاحبقران کو لیے ہوے اپنے
باغ مین آیا اُسی عالم غشی مین مسلسل و مطوق کیا اب صاحبقران کو ہوشیار کر دیا
امیر کی جو آنکھ کُھلی اپنے کو گرفتار طوق و زنجیر پایا اشتیاق عقد مین تھے بہت برہم
ہوے فرمایا او بیحیا تو کون ہی مجھے کیونکر لایا سیبران نے کہا منم سیبران جادو قدرت
نے مجھکو نشان بتایا کہ فلان صحرا مین عمرو نے امیر کو بیہوش کیا جاکر گرفتار کر لے مین

ساز خوب بجاتے ہو لڑکے نے سامنے سیبراب کے ناچنا شروع کیا سیبراب بہت خوش ہوا کہا صاحبزادے تم تو ناچنا بھی خوب جانتے ہو لڑکے نے کہا اب گانا بھی سنیے مگر فی چیز ایک پیسا لونگا سیبراب نے کہا مین روپیہ دینے کو موجود ہون یہ کہکے کمر سے روپے نکالے لڑکے نے کہا مین یہ نہ لونگا پیسہ دیجیے سیبراب نے کہا مین جاکر پیسے لاتا ہون یہ کہکے جھپٹا بھٹی پر آکر اس خیال سے شراب خریدی کہ لڑکا پی کر خوب گائیگا تھوڑی دیر مین شراب لیکر آیا کہا لو صاحبزادے ایک جام شراب کا تو پیو لڑکے نے اِس خوبصورتی سے شراب کو گریبان مین گرا دیا کہ سیبراب نے جانا پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری لڑکا شعر کہنے لگا اِس لطف سے گت ناچتا ہی اپنے کو زمین پر گرا دیتا ہی اور لوٹ مارتا ہی کہ معلوم ہوتا ہی نشہ زیادہ ہو گیا لوٹا شراب کا اُٹھایا کہا تمنے مجھکو شراب پلائی مین تمکو پلاؤنگا سیبراب نے منھ کھولدیا لڑکے نے سارا لوٹا دہن مین ڈالدیا شراب پیتے ہی سیبراب گھبرایا کہا میان لڑکے سب مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی لڑکے نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو سیبراب جھپٹ کر اُٹھا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے گرتے گرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک مارکر سیبراب کو گلفام کو رہا کیا کہا تم عمرو یہان شاپور دریا کو دیکھ رہا تھا کہ غراتا ہوا دریا غائب ہونے لگا تھوڑے عرصے مین سب دریا خشک ہو گیا شاپور سمجھا کہ سیبراب مارا گیا طرف صحرا کے دوڑا دیکھا سامنے سے گلفام آتی ہی شاپور نے دوڑکر پوچھا ای ملکۂ عالم کیونکر رہائی پائی گلفام نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا ہمارے قبلہ و کعبہ کرامت دکھاتے ہین ہر مقام پر عیاری کرتے ہین ای ملکہ گلفام اب نکل چلو یہان ایرج نوجوان مشتاق بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاپور و گلفام آتے ہین ایرج نے آکر استقبال کیا گلفام شریک ایرج ہوئی یاقوت جنی نے عرض کی اب طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیجیے ایرج نے لشکر تیار کیا کئی جادوگرنیان عاشق جمال ابرہاے سرخ و سبز تیار کرکے اُسپر سوار ہوئین غیر ساحرون کا لشکر چند سردار

بھاگا شاپور نے چاہا بھاگکر دن آ ہو غائب ہو گیا مگر دریا اُسی طرح قائم ہی ہر طرف موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر کر نکلتی ہین ہر مرتبہ قصد کرتی ہین کہ شاپور کو کھینچ لین آخر شاپور بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سیراب گلفام کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا صورت زیبا پر نگاہ ڈالتا ہی بیتاب ہوتا ہی آخر زبان مین سوزن دی ایک نخل کے نیچے آکر گلفام کو ہوشیار کیا آپ بہ صورت اصلی بنا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بحکم خداوند تیری گرفتاری کو آیا تھا مگر تیرے دام گیسو مین پھنسا امیدوار ہون کہ مجھکو قبول کر گلفام نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کہ او سیاہ رو تیرہ درون یہ کیا خیال خام اور تصور ناتمام ہی تو نے مجھکو گرفتار کیا چاہے قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نہ لے مین جان دینے پر آمادہ ہون سیراب قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین اپنی جان نثار کرونگا مگر مجھکو قبول کر و سیراب حیران ہو کر منتین کر رہا ہی کہ ایک طرف سے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار گا رہا ہی نظم

خط سے جوبن پہ عذار یار ہی — واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی
مستعد جان بخشیون پر یار ہی — گر یہ سچ ہی تو اجل بیکار ہی
ناز سے وہ گل جو ٹھکراتا ہمین — کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون — حد ہو گیا حسرت دیدار ہی
طی کرون روے زمین اک گام مین — پانؤن مین خاصیت پرکار ہی
دانت پر قاتل لگایا کیا اِسے — تیغ تیری ابر گوہر بار ہی
جھانکنا چھوڑا ہے کس بیدرد نے — چشم گریان روزن دیوار ہی
جا کے سطوت کربلا مین موت آے — اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

سیراب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن ڈفلی ہاتھ مین تانین مارتا ہوا آتا ہی سیراب نے پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اِسطرف آؤ لڑکے نے منھ پھیر کر کہا ہمارا وقت بھٹی پر جانے کا ہی وہان چار آنے ملجاتے ہین ہمین ٹھہرا کر تم حرج کروگے سیراب نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا صاحبزادے جو مانگوگے وہ تمکو دونگا

والدنا مدار یا قوت جنی بڑی کوشش کر رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ انکو تا بہ قصر ہشت پہل
پہونچاؤن مگر ناممکن ہی ہر مقام پر اُفتادین پڑتی ہین عمرو نے خوب شاپور کو سمجھایا فرمایا
اے نور نظر و اے پارۂ جگر ابرج کو روکے رہو شاپور گلفام کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے
روانہ ہوا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے زانو پر ہاتھ مارا
کہا لو غضب ہوا ابریق قتل ہو گئی یارو کوئی تم مین ایسا ہی کہ جا کر گلفام کو گرفتار کر لے
سیراب جادو اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غلام جاتا ہی ابھی گرفتار کر کے گلفام
کو لاتا ہی مجھکو صحرا کا پتہ دیجیے کہ فلان مقام پر ہین مین دریاے سحر جاری کرونگا وہ تدبیر
کرینگی کہ اِس دریا کو جھیلون اور مین انکو گرفتار کر لونگا بقراط نے جو پتہ بتایا اُس پتہ پر
سیراب جادو چلا اِدھر گلفام شاپور کا ہاتھ پکڑے ہوے باتین کرتی ہوئی آتی ہی
کہ غرّاٹے کی آواز کان مین آئی سامنے دیکھا کہ ایک دریاے قہار و زخار موج مار
رہا ہی کہ کسی طرف راستہ نہین کہا اے متروالا گہر ہم تو گھر گئے کسی ساحر نے سحر کیا کہ صحرا
کو روک لیا دیکھو دریا گھیرے ہوے ہی مگر سیراب جادو دریاے سحر کا بنا کر بالاے
کوہ آیا وہان دیکھنے لگا نگاہ جو جمال بے مثال گلفام پر پڑی بیتاب ہو گیا جی مین
کہتا ہی مان باپ اِسکے قتل ہوے اگر اِسکے مقدمے مین قدرت سے عرض کرونگا تو
یقین ہی کہ میرے ساتھ منسوب کر دینگے مگر کیا تدبیر کرون کیونکر اِس آہوے وحشی کو
قبضے مین لاؤن کنارے آیا ایک آہو کی شکل بنا گلفام حیران کھڑی ہی دیکھا کنارے
کنارے دریا کے ایک آہو چلا آتا ہی گلفام نے کہا اے شاپور شیر دل اِس آہو کو
گرفتار کرین کیا تعجب ہی کہ کوئی مطلب حاصل ہو شاپور کمندین درست کر کے پیچھے
اُس آہو کے چلا آہو نے جو صیاد کو کمین مین دیکھا جست کرنے لگا شاپور نے دیکھا
مین اِس آہو کے قریب نہین پہونچتا پتھر گوپھن مین رکھکر مارا آہو بیقرار ہو کر بھاگا
گلفام نے جو دیکھا کہ آہو میری جانب آتا ہی جھولی سے کچھ اسباب سحر نکالا چاہا سحر کرون
آہو قریب آیا گلفام کو منھ مین دبا لیا ہرچند گلفام تڑپتی ہی پھڑکتی ہی مگر رہا نہین ہو سکتی
شاپور نے جھپٹ کر حلقہ ہاے کمند مارے مگر حلقون سے آہو نکلگیا اور گلفام کو لیکر

رات دن نور خدا کوہ نجف سے ہی عیان ‖ مجھکو تا ہیچ جبل طور سے کچھ کام نہین

فقیرنی نے کہا بی بی نہ گھبراؤ سنو مہر سپہر عیاری تم میرے فرزند کی معشوقہ ہو مین اِس
ملعونہ کو ابھی قتل کرتا ہون اب یہ کیا میرے ہاتھ سے بچ سکتی ہی خدا کی قدرت کہ مین
پہونچ گیا ایرج نوجوان سے ذکر کردینا کہ خواجہ نے مجھکو رہا کیا یہ کہکے پکارے اے ملکہ
آؤ وہ تو نگوڑی روتی ہی کہتی ہی کہ مین اماّن سے پھر سکتی ہون میری مادر مہربان ہین
جسطرح چاہین رکھین جسکے آگے عذر کرا مین بین عذر کرونگی ابریق خوشی خوشی آئی کہا
بڑی بی تمنے بڑا احسان کیا کیا کہدیا کہ یہ راضی ہوگئی بڑھیا نے کہا مین نے مرتبہ مان کا
سمجھایا کہ زیر قدم والدین بہشت عنبر سرشت ہی اگر خلاف حکم کروگی تو قدرت جہنم مین
داخل کرینگے اب تو یہ کہتی ہی کہ مان جس حال مین رکھین مجھے قبول ہی لیکن میرا وقت
بھٹی پر جانے کا تھا اب دیکھو آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک جام شراب پلوادیجے
ابریق نے گلفام کو رہا کیا کہا بی بی بھٹی سے جا کر شراب لاؤ گلفام جا کر شراب لائی عمرو
نے جام بھرا چاہا پی جاؤن پھر توبہ توبہ کرکے سامنے ابریق کے پیش کیا کہا حضور نوش
فرمائین مین آپ کے بعد پیونگی تب میرے دل کو آرام ہوگا ابریق وہ جام پی گئی پی کر
گھبرائی کہا بڑی بی صاحب کلیجے مین آگ لگ گئی خواجہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کہ ہوا لگے
ابریق اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوش ہوکر گری خواجہ نے خنجر مارا کہ ابریق کے دو ٹکڑے
ہوے کپڑے اُسکے اُتار لیے مگر شاپور جنگل مین دوڑتا پھرتا تھا کہ اِسکے کان مین آواز
آئی کشتی مرا نام من ابریق جادو بود حیران ہوا کہ کسنے ابریق کو مارا دوڑ کر دردہ کوہ
مین آیا دیکھا خواجہ کپڑے اُتار رہے ہین شاپور نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے
شاپور کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند کہو ایرج کا کیا حال ہی شاپور نے کہا بڑی تباہیان
اُٹھائین عمرو نے کہا اے شاپور فتاح طلسم نور الدہر بن بدیع الزمان ہی تحفہ جات
اُسکو دستیاب ہوے جتنا مین صاحبقران نے اُٹھائین کل مراد فتاح طلسم لے گئے
جہانتک بنے ایرج کو روکو ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائین تو رہائی نور الدہر
کے ہاتھ سے ہوگی خواجہ زادے کہ پہلے اِلکی کد و کاوش بیکار ہی شاپور نے کہا کہ اے

نکلے تھے دور سے دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہی ایک شاہزادی پر بدعت کر رہی ہی خواجہ ایک فقیرنی کی شکل بنکر سامنے آئے سوال کیا بی بی آرزوے دلی پوری ہو یہ آپ کے قبضے مین آجاے کیون شاہزادی یہ بڑی بی سمجھاتی ہین تم کیون تمردی کرتی ہو کیون حضور یہ کیا معرکہ ہی ابریق نے کہا بوا اِس گیسو بُریدہ نے بڑا غضب کیا نبیرۂ حمزہ سے نین مٹکا کیا مین اِسکو سمجھا رہی ہون مین نے اپنے سحر مین اُن سب کو پھنسایا تھا مگر اِسنے اُن سب کو رہا کیا اور یہ پھر زبان درازی کرتی ہی مین سمجھا رہی ہون خداوند لقا ایسا جاگتی جوت کا خداوند اُس سے برگشتہ ہوئی فقیرنی نے کہا بی بی آپ ذرا ہٹ جائیے تو مین اِنکو سمجھاؤن ابریق تو چاہتی ہی کہ گلفام عذر کرے تو مین خطا معاف کرون کہا اے بوا فقیرنی مین ہٹی جاتی ہون یہ کہکے الگ ہوئی خواجہ نے قریب آکر کہا اے شاہزادی والا قدر یہ کیا معرکہ ہی گلفام رونے لگی کہا بڑی بی صاحب میرا دل دام گیسوے پُرپیچ مین پھنسا ہی کیا بیان کرون اپنے ہوش مین نہین ہون میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی طبیعت نڈھال ہی

نظم

گر اُسے ناسخ مہجور سے کچھ کام نہین
بہ خدا اُس بُت مغرور سے کچھ کام نہین

مرغ دل بط ہی ہے داغ جنون پیتا ہون
شیشہ و ساغر بلّور سے کچھ کام نہین

نان خورشید تو ہر صبح دکھاتا ہی کسے
مجھکو گردون ترے تنّور سے کچھ کام نہین

اُس پریزاد سے ہم خواب مین کہ آتے ہین
ہین تو جنت مین مگر حور سے کچھ کام نہین

بوسہ ہاے لب شیرین ہین شراب عناب
میکشو بادۂ انگور سے کچھ کام نہین

ہر جگہ کام تصور ہی سے لے لیتے ہین
ہمکو نزدیک سے اور دور سے کچھ کام نہین

سوز خورشید ہی کافور سحر سے کیا کم
داغ کو مرہم کافور سے کچھ کام نہین

داغ فرقت سے جلین گے نہ ملین گے اُس سے
نار سے کام ہی یان نور سے کچھ کام نہین

یار کے دست حنائی کی ہی مچھلی کیا کم
مجھکو ماہیِ سقنقور سے کچھ کام نہین

اہل تزویر سے اِسدرجہ ہی مجھکو نفرت
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہین

شعلہ رویون کو نہین اپنے مربی کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

ہین وہ کمسن شام ہی سے نیند آتی ہو اُنھین — وصل کی شب بھی کوئی ارمان نکلتا ہی نہین
وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے — کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین
کربلا جانیکا ای سطوت اِرادہ ہو ضرور — ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

اِس رنگ سے یہ آواز آئی کہ ابریق بیقرار ہو گئی خیال کر کے جو دیکھا تو بارگاہ ایرج نوجوان سے یہ آواز آتی ہو جی مین کہتی ہو کہ یہ لوگ یا تو اِس آفت مین تھے یا ایسے شگفتہ ہوے کہ رقص و سرود ہو رہا ہو یہ لوگ بڑے بیخوف ہین کہ مہلت پاتے ہی ایسے مغرور ہوے مین اب چلکر اُسکو پکڑے لیتی ہون مگر ای ابریق مقام تعجب ہو کہ گلفام نے جو ردسحر کیا اُسکو کچھ خوف نہ آیا یہ سوچتی ہوئی طرف بارگاہ ایرج کے چلی جب دربارگاہ پر پہونچی تو درگہ سالار نے روکا کہا ہم تمھین نہ جانے دینگے ابریق نے جھلا کر جواب دیا تمھاری کیا مجال ہو کہ ہمکو روک سکو یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ درگہ سالار اُسی طرح بیٹھے کا بیٹھا رہگیا چاہتا ہو کہ تلوار کھینچون مگر ہاتھ قبضے تک نہین جاتا ابریق جادو نے درگہ سالار کو بیکار کر کے پردہ اُٹھایا وہ معاملہ دیکھا کہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا بیٹی کو دیکھا بصد فرحت پہلوے ایرج مین بیٹھی ہو اختلاط ظاہری ہو رہا ہو دیکھتے ہی آگ جلگئی للکار کر آواز دی کہ او گیسو بُریدہ و او شوخ دیدہ اب مین سمجھی کہ تو نے اِسوجہ سے ردسحر کیا یہ کہکے جھپٹی چاہا گلفام کو پکڑلون گلفام سحر کر کے بلند ہوئی منظور یہ ہوا کہ نکلجاؤن ابریق بھی سحر کر کے بلند ہوئی ہوا پر دونون مین سحر ہونے لگے ابریق نے بال اپنے کھولدیے جیسے ہی بال کھلے گلفام لہرائی ابریق نے جھپٹ کر بال تھامے گرفتار کر لیا لیکر چلی اِدھر ابریق گلفام کو لے چلی اُدھر ایرج نوجوان آہ کا نعرہ کر کے فرش خاک پر گرے فرمایا ای شاپور لینا شاپور تعاقب مین چلا مگر ابریق گلفام کو لیے ہوے ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری بیٹی کی محبت ناچار سمجھانے لگی کہ ای گلفام یہ تو نے کیا حرکت کی بہتر یہ ہو کہ توبہ کر مین قدرت کے سامنے تجھکو لے چلون خطا معاف کرا دون گلفام نے کہا ای مادر مہربان مین تو اب لقراط کو پرکھ چکی اب مجھسے نہو سکیگا کہ مین اُنکے سامنے عذر کرون قضاے کار مہر سپہر عیاری لشکر سے براے بالادوی

اور غافل رہتی تو آپ لوگ ہلاک ہوجاتے مگر نہین معلوم سحر کرنے والا کہان گیا ایرج نے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمنے جان بخشی کی سب کو بچا لیا ورنہ سب ہلاک ہوجاتے اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای شہریار آپ کا خدا اسے نادیدہ کام آیا اُسنے مدد کی مجھکو بھی خیال آگیا کہ آکر سحر کو دفع کیا ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا مگر سحر کا کرنے والا بڑا سخت تھا کہ جلا دی سحر کر گیا کہ کوئی باقی نہ رہے یہ ذکر ہو رہا ہی ایرج بھی شکریہ ادا کر رہے ہین اور گلفام عذر کرتی ہی کہتی ہی آپ صاحب اقبال ہین آپ کے اقبال کی خوبی ہی کہ یہ مشکل آسان ہوئی ورنہ تھوڑی دیر مین آفت بر پا ہوجاتی اب مین رخصت ہوتی ہون ایرج نے کہا جانا تمھارا بہت شاق ہی چلکر بارگاہ مین بیٹھو لمحہ بھر صحبت ہو گلفام ایرج کے ساتھ چلی بارگاہ مین آکر بیٹھی اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین مگر ابریق جادو جو بقراط سے سُنکر چلی تھی سامنے آکر پہونچی دور سے دیکھا کہ نہ دریا ہی نہ آتش سحر کنیزون سے کہا صاحبو غضب ہو گیا کسی نے میرا سحر دفع کیا یہ سوچکر پہاڑ پر اُتری دیکھا ایک طرف چوکہ دیا ہوا ہی اُس چوکے کے قریب آئی وہان کی خاک جو اُٹھائی تو بوے سحر گلفام آئی حیران ہوئی کہ یہ سحر گلفام کہان وہ باپ کے غم مین بیقرار ہی لیکن یہ جگہ یہی کہتی ہی کہ یہان بیٹھکر سحر کیا یہ سوچ رہی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ اشعار بہ آواز دردناک گا رہا ہی

نظم

سر بکف مدت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین ۔۔ اپنے گھر سے ہاے وہ قاتل نکلتا ہی نہین

ای صنم بہر خدا مجھکو دکھا دے اپنی شکل ۔۔ اب تو میرا دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

کر دیا ہی عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ ۔۔ اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین

قتل پر اُس ترک نے باندھی ہی اب ایسی کمر ۔۔ زندہ کوچے سے کوئی عاشق نکلتا ہی نہین

ایک لمحہ آنکھ سے اوجھل تجھے ہونے نہ دون ۔۔ کیا کرون مجبور ہون بس میرا چلتا ہی نہین

بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ ۔۔ کیسا سائل ہی کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین

جسطرح مین اُسکا عاشق ہون وہ عاشق ہی مرا ۔۔ اُس سے دل کو مین بدلتا ہون بدلتا ہی نہین

تڑپتے تڑپتے اُٹھی باہر نکل کے دیکھا آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی آگ برس رہی ہی گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی کسنے آگ برسائی سحر کرکے بلند ہوئی دیکھا سارا لشکر آفت مین ہی قصائے کار جس بارگاہ مین ایرج نوجوان تھے وہ بارگاہ گر پڑی ہی ایرج نوجوان عجب مصیبت مین ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اور لڑکھڑا کر گرتے ہین بیقرار ہوکر پکارتے ہین

ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

ای خالق ارض و سما صدقہ بزرگان دین کا اِس مصیبت کو جلد آسان کر یا ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح آکے قبض کرے اب مجھسے یہ سختی نہین اُٹھتی ایرج کا یہ حال زار دیکھکر گلفام بیقرار ہوگئی جھولی پر ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا پہلے سحر کیا کہ ایرج کے گرد جو آگ تھی وہ آگ بجھی مگر سارا لشکر اُسی آفت مین ہی شاپور نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بیتاب و بیقرار سحر کرتی پھرتی ہی جس مقام پر دریا جوش مار رہا ہی وہان پر وہ آکر اُتری مگر بہت بیقرار ہی شاپور نے ایرج سے کہا دیکھیے حضور پروردگار نے سامان پیدا کیا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ سحر کو ہر طرف کرتی پھرتی ہی ایرج نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ کنارے دریا کے وہ نازنین آکر ٹھہری ایک ساری نصف باندھی اور نصف اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی مچھلیان چاہتی ہین کہ اُس نازنین کو کھینچ لین مگر وہ نازنین مچھلیون کو مار رہی ہی کبھی دریا مین اپنے تئین گرا دیتی ہی کبھی چمک کر نکلتی ہی ایسی گرمی دکھاتی ہی کہ مچھلیان تڑپنے لگتی ہین پانی دریا کا کھولنے لگتا ہی ہزارون ہی مچھلیان جلگئیین نہنگان خون آشام جو دریا سے نکلے اُنکو بھی مارا ایرج نوجوان دیکھ رہے ہین کہ اُس نازنین نے تھوڑے ہی عرصے مین دریا کو مٹایا سب کو خاک مین ملا کر آپ ٹہلتی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے آئی کہا ای شاہزادہ والاقدر اب جاکر چین کیجیے میری مان نے سحر کیا تھا شکر کرتی ہون کہ مین نے اُسکو مٹایا اگر تھوڑی دیر

بقراط ثانی مست بیٹھا ہی کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی سر اُٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہی کہ ابریق جادو سر برہنہ گریبان چاک مُنھ پر خاک روتی پیٹتی سامنے آئی دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا یا خداوند مسلمانون نے میرے شوہر کو مارا مین نے سب کو مٹا دیا امیدوار ہون کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے مجھے بے شوہر کے آرام نہ آئیگا آجکل زمانہ سردی کا ہی جب اکیلی سوؤنگی تو نیند نہ آئیگی میرا کہنا قبول کیجیے بقراط نے حال پوچھا ابریق نے سب کیفیت بیان کی کہا شوہر نے میرے جا کر سحر کیا کسی نے اُسکو مار ڈالا کنیز نے جا کے ایسا سحر کیا کہ گرد دریا کر دیا لشکر مین دُھوان چھایا ہوا ہی سب تڑپ رہے ہین چار پہر مین سب تمام ہو جائین گے یہ سُنکر بقراط ہنسا کہا ای ابریق تو نے سب کچھ کیا مگر جا کر خبر تو لے یقین ہی کہ مسلمانون کو اُس حال مین نہ پائیگی اب وہ لوگ آرام مین ہین یہ سُنکر ابریق پلٹی معرکہ یہ گذرا کہ گلفام پڑی تڑپ رہی ہی زبان پر یہ ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہانتک کجروی کریگا اب تو برداشت نہین ہوسکتی ہے

نظم

ای جان جان بس اب ہی یہی آرزو مجھے
دکھلا دے خواب مین کبھی شکل اپنی تو مجھے
تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم
ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار
تیغ نگہ سے تیرے پڑے ہین جو دل مین زخم
چھپ چھپ کے مجھسے رات کو جاتا ہی وہ کہان
سینہ اگر ہو چاک نکلکر یہ دل کہے
نالان ہون دل کے ہاتھ سے دیدونگا مین اِسے
کعبے سے دیر دیر سے آیا کنشت مین
گلشن سے کچھ غرض نہین وہ عندلیب ہون
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم
پھر مجھکو کربلا کی زیارت نصیب ہو

دل مین فدا کرون جو نظر آے تو مجھے
ہون ناتوان بہت نہ پھرا کو بکو مجھے
دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے
پہلو مین ای صنم جو بیٹھا تا ہی تو مجھے
کرنا پڑا ہی تار نظر سے رفو مجھے
رہتی ہی اب ہنوز وہی جُستجو مجھے
ای جان تیرے وصل کی ہی آرزو مجھے
آجائیگا نظر جو کوئی خوبرو مجھے
کیا کیا پھرا رہی ہی تری جُستجو مجھے
دل سے پسند ہی گل عارض کی بو مجھے
تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے
سطوت دوبارہ جاؤن یہ ہی آرزو مجھے

سجدہ کن اے بندۂ ناداں بر خاک نیاز ۔ گردن صدق و صفا خم ادہ بر خاک نیاز
سا جبین عاجزی ہر بار بر خاک نیاز ۔ سر بنہ چون بندگان زار بر خاک نیاز

سر بلند و سرفراز و سرور و سردار باش

روشنی بخشند ز ہر سو آفتاب دل ترا ۔ دیدہ را سازد منور ماہتاب دل ترا
رہنما گردد بسوی جانان جناب دل ترا ۔ حق نماید روی روشن از حجاب دل ترا

ہر زمان امیدوار ای طالب دیدار باش

دم بھر مین ابریق نے سب لشکر کو اپنے سحر مین مبتلا کیا یہ سامان کر کے بلبٹی کہ جا کر قدرت سے گذارش کرون کہ دشمنون کو مٹا آئی شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے تخت کو اڑاتی ہوئی کنیزین ساتھ گریان و نالان قصر ہشت پہل مین آئی بقراط ثانی بیٹھا ہوا ہی نازنینان مہ جبین سامنے اسکے گا رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین نظم

کبھی جنون مین جو صحرا کی سمت جاتا ہون ۔ تو قیس کو سبق عشق مین پڑھاتا ہون
مین خوش بیان جو پئے سیر باغ جاتا ہون ۔ گلون کے سامنے بلبل کے ہوش اڑاتا ہون
مین اپنے عشق کا جب حال اسے سناتا ہون ۔ کچھ آپ روتا ہون کچھ قیس کو رلاتا ہون
یہ شوق قتل ہی خنجر بکف جو پاتا ہون ۔ خوشی سے سامنے قاتل کے سر جھکاتا ہون
جنون مین جبکہ گریبان گھونٹتا ہی گلا ۔ ہزارون دھجیان دامن کی مین اڑاتا ہون
ہین تنگ اشک ندامت سے کاتب اعمال ۔ گنہ وہ لکھتے ہین تحریر مین مٹاتا ہون
خوشی یہ آمد فصل بہار کی ہی مجھے ۔ کہ پیرہن مین نہین آجکل سماتا ہون
وہ ہنسکے کہتے ہین قلب و جگر سنبھالیے آپ ۔ نقاب الٹ کے مین صورت ابھی دکھاتا ہون
نہ ہوگا وادیٔ الفت مین رہنما مجھسا ۔ جناب خضر کو بھی راہ مین بتاتا ہون
ہزارون ملتے ہین جب بوسۂ گل رخسار ۔ شب وصال مین پھولا نہین سماتا ہون
خیال کرکے ہین اس شمع رو کا ہجر کی شب ۔ بجھا ہوا ہی جو دل کا کنول کھلاتا ہون
دل و جگر نہ سہی عقل و ہوش و صبر سہی ۔ مین کچھ نہ کچھ ترے کوچے مین کھو کے آتا ہون
مین اپنے دل سے ہون ناچار ہو گیا مطعوت ۔ ہزارون جور و ستم یار کے اٹھاتا ہون

طبیعت کو کیا کرون ہرچند چاہتا ہون کہ ضبط کرون قلب تھرا رہا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو مگر سبب نہین ظاہر ہوتا کہ اِس پریشانی کا کیا باعث ہو یہ باتین کرتے کرتے ایرج نے آرام کیا شاپور بھی اُسی مقام پر سو رہا مگر مارے جانے انصار کی جو خبر مشہور ہوئی زوجہ اِسکی ابریق جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین رو رو کر عرض کرنے لگین کہ حضور بڑا غضب ہوا آپ کے سر کا تاج اُتر گیا انصار جادو مار آگیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر ابریق نے پچھاڑ کھائی ہاے صاحب کہکے رونے لگی بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کنیزین بھی اِسکی جادوگرنیان ہین سب نے کہا واری اِس رونے سے کیا فائدہ ہو چلکے دشمن کو ہلاک کرین دشمنون کا قصہ پاک کرین پھر خدمت خداوندین چلکر دامن اُنکا پکڑیے کہ میرے شوہر کو زندہ کر دیجیے یقین ہو کہ قدرت زندہ کر دین قدرت تو صاحب کشف وکرامات ہین اُنکے نزدیک ایک بندے کا زندہ کرنا کتنی بڑی بات ہو ہم سب ملکے قدرت کے قدمون پر گرینگے کہ اِس بندے کو زندہ کر دیجیے قدرت فورًا زندہ کر دینگے مگر دشمنون کو قتل کر کے چلیے کہ قدرت کو خوشی حاصل ہو کہ ہمارے دشمن مرے کیسے اِسکا انعام یہ ہو کہ شوہر کو میرے زندہ کر دیجیے یہ راے ابریق کو بہت پسند آئی کہا صاحبو خوب صلاح بتائی یہ کہکے جھولی سحر کی اُٹھائی اُسمین اسباب سحر رکھا کنیزین اسباب سحر لیکر موجود ہوئین ابریق جادو ایک تخت پر سوار ہو کر چلی گرد کنیزین جوشان وخروشان بالاے آسمان آئی دیکھا کہ بارگاہین اِستادہ ہین لشکر آباد اہل لشکر دلشاد اپنے اپنے خیمون مین سو رہے ہین ابریق نے جو اہل لشکر کو غافل پایا سحر کرنے لگی جسکی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہو جو اُٹھا وہ بلا مین مبتلا ہو گیا بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگتے تھے یا رب یا مستغیثاہ کی صدائین بلند تھین جادوگرنیان جو ابرج کے ساتھ ہین اُنکی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہو گئین آگ برس رہی ہو اور ایک طرف سے دریا موج مار رہا ہو اہل لشکر پکار رہے ہین کہ اے کریم کارساز واے مالک بے نیاز تو رحیم ہو تیری امداد اِسوقت کافی ہو تو اپنا رحم شریک کر یہ کیا آفت ہو جو ہم پر نازل ہوئی اِس سے بچائے نظم بطور خمسہ

اُس جوان کو بُلا لائین یا آپ تشریف لے چلیے گلفام نے آنکھون مین آنسو بھر کر جوابدیا
کہ صاحبو غیرت دامن نہین چھوڑتی اپنے جانے مین شرم ہی بلانے مین دل مانع ہی لہذا اب
جو فلک دکھاے وہ دیکھونگی اب سواے صبر کے کوئی چارہ نہین ہرچند کنیزون نے ملکہ
کو سمجھایا کہ حضور بہت بیقرار ہین ہم لوگ بُلا لائین مگر گلفام نے نہ قبول کیا دل پر ہاتھ
رکھے ہوے اُس قصر سے اُٹھی اپنے باغ مین آئی آکر ملول وحزین بیٹھی ناچ گانا سب موقوف
کیا کھانے کو بھی حکم نہین دیا ادھر ایرج نوجوان قلعے مین آکر اُترپڑے مسجدون کی بنا
کرائی اہل شہر آکر شریک ہوے انتظام کرکے شام کو بارگاہ مین آکر بیٹھے شاپور سے کہا
کیون اے منتروالا اگر اب قصر ہشت پہل کتنی دور رہا اب جو یہان سے کوچ کرین تو سامنے
قصر ہشت پہل کے اُترین جنگ تو بقراط سے آغاز ہو جاے اگر اُسکو مارا تو فتح طلسم
ہمارے نام رہے شاپور نے عرض کی حضور آپ کے نام سے بھاگے گا کیا آپ کے
مقابلے مین آئیگا اور اگر نکل آیا تو بیشک آپ مارلین گے سردار بھی بلبلا رہے ہین اور
آپس مین کہتے ہین جو عظم وشان ہمارے آقا نے پیدا کیا وہ طلسم کشا کو کہان ممکن برائے
نام طلسم کشا ہین تحفہ جات مل گئے اُسی کے بھروسے پر لڑتے پھرتے ہین ہمارے آقا تے
نامدار پروردگار پر تکیہ رکھتے ہین ایرج اِن باتون کو سُنکر خوش ہو رہے ہین فرماتے
ہین یارو انجام بخیر ہو کہ بقراط کو قتل کرون یہ تنبغۂ دودمۂ سکندری اُسکے سر پر پڑے
شکست کھا کر بھاگے ہم تعاقب مین جائین اُسکو بھگا کر پھر طلسم کشا سے جھڑپ کرینگے
شام تک یہی باتین رہین دربار آراستہ رہا سردار تدبیرمین عرض کرتے ہین کہ کل حضور
کوچ کرین قصر ہشت پہل پر چلکر ٹھہرین ایرج نے فرمایا اب کسی مقام پر نہ رُکین گے
جادوگرنیان رخصت ہو کر اپنی اپنی بارگاہ مین آئین سب نے آرام کیا سردار اپنے اپنے
مقام پر گئے ایرج شاپور کا ہاتھ تھام کے اپنی بارگاہ مین آئے فرماتے تھے کہ اے یار
وفادار جسوقت سے اِس مقام پر آئے ہین خود بخود دل گھبراتا ہی لوگون نے بیان کیا
تھا کہ دختر القصار جادو نہایت حسین وجمیل ہی کچھ احوال نہ معلوم ہوا شاپور نے کہا
اب شب کو آرام فرمائیے کل غلام پتہ لگائے گا حال کھل جائیگا ایرج نے کہا مین پریشانی

لیکر آنکھون سے لگاؤن کنیزون نے گھبرا کر پوچھا کہ واری آپ کیون یکایک متغیر ہوگئین گلفام نے آہ بھر کے کہا کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو **نظم**

ترے مجنون کا گلشن مین نہین جب دل بہلتا ہی
گریبان چاک کرکے جانب صحرا نکلتا ہی

جو اُس کمسن کا قد بوٹا سا پھر جاتا ہی نظرون مین
زمین پر طفل اشک آنکھون سے گر گر کر مچلتا ہی

سواری جب درگلشن پہ اُس گل کی ٹھہرتی ہی
چمن سے بہر استقبال ہر بلبل نکلتا ہی

تڑپ کر تیری فرقت مین نکلجائیگا پہلو سے
بہت مین نے سنبھالا دل نہین لیکن سنبھلتا ہی

ہوا سے اُڑ کے دامن مین لپٹتا ہی غبار اپنا
اگر گور غریبان کی طرف سے وہ نکلتا ہی

عداوت بعد مردن بھی کچھ ایسی مجھسے باقی ہی
مری تُربت کو ٹھکراتا ہوا وہ شوخ چلتا ہی

خوشی سے نذر اپنے اپنے سر دیتے ہین سب عاشق
سر وہی باندھکے جب وہ بُت قاتل نکلتا ہی

صدا ہم روز دیتے ہین یہ بازار محبت مین
کوئی معشوق بوسے سے ہمارا دل بدلتا ہی

تمھارے وصل کی حسرت ہمیشہ دلمین رہتی ہی
الٰہی دیکھیے کس روز یہ ارمان نکلتا ہی

اثر پیدا کیا کیا سنگ مقناطیس کا دل نے
نہین سینے سے میرے تیر کا پیکان نکلتا ہی

تو نکے عشق مین ہو جہ کیا عشاق روتے ہین
جو دل پر چوٹ پڑ جاتی ہی تب آنسو نکلتا ہی

گلے تمکو لگائین وصل کی شب خوب بوسے لین
ہمارے دل کا یہ ارمان دیکھین کب نکلتا ہی

ہو دیکھین نبض تو پڑ جائین چھالے دست عیسی مین
بدن ایسا ہمارا اب تپ فرقت سے جلتا ہی

گلی مین انکی جب کرتا ہو نمین نالے تو کہتے ہین
صدا کسکی ہی یہ پُر درد دل میرا دہلتا ہی

ادائین دیکھتے ہین جب قضا آتی ہی ای سطوت
ہمیشہ ناز جانان پر ہمارا دم نکلتا ہی

کنیزون نے عرض کی اگر ہمکو حکم ہو تو جاکر اُس شہر پارہ کو لائین جمال جہان آرا سے حضور وہ بھی دیکھین یقین ہی کہ اپنے ہوش مین نہ رہین حضور کا جمال عابد کش زاہد فریب ہی جو دیکھ لے وہ دیوانہ ہو جاے پہاڑ سے سر ٹکراے گلفام نے جواب دیا صاحبو یہ خیال خام تمھارا ہی ذرہ آفتاب عالمتاب کے سامنے کیا چمک سکتا ہی اُنکا جمال جہان آرا دیکھکر دل کو سکتہ ہوتا ہی ہوش درست نہین رہتے آنکھین چاہتی ہین ہر وقت جمال جہان آرا دیکھین چشم اشک بار ہی دل بیقرار کنیزون نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو ہم لوگ جائین

مرض عشق سے فورًا ابھی ہو جاے شفا
وصل کے شوق مین مرتا ہون کبھی جیتا ہون
ہاے اِس بات کی امید نہ تھی قاتل سے
کوئی اُس غیرت لیلی سے یہ جا کر کہدے
ہر گھڑی ساتھ رہا زیست مین جنکا افسوس
باغ جنت مین نہ حورونسے مخاطب ہونگا
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام

شکل دم بھر جو دکھاے وہ مسیحا مجھکو
ہی قیامت سے سوا وعدۂ فردا مجھکو
جائیگا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجھکو
اب جنون لیکے چلا جانب صحرا مجھکو
وہ چلے چھوڑ کے اب قبر مین تنہا مجھکو
وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجھکو
غم ہی دنیا مین حسینؑ ابن علیؑ کا مجھکو

اُس طائر نے اِس طور سے یہ اشعار گائے کہ الضار جادو اپنے مقام سے اُٹھا دیکھا کہ ایک جادوگر سحر کرتا ہوا آتا ہی وہین سے للکارا کہ او ساحر تو کون ہی نجم اختر شناس نے کارد سحر نکالی بلقیس نے موتیون کا مالہ مارا دونون طرف سے سحر جو پڑا الضار کا سر اُڑ گیا ابر پھٹ کر گرا صبح کو ایرج کو معلوم ہوا بلقیس نے آکر خبر دی کہ رات کو لشکر حضور کا تباہ ہو گیا ہوتا مگر نجم اختر شناس ملازم نور الدہر سحر کرتا ہوا آیا کنیز نے بھی اُسکی شرکت کی الضار جادو کو مارا اب قلعۂ الضار یہ پر چلیے ایرج خوشی خوشی سوار ہوے جادوگرنیان داہنے بائین بیٹی الضار جادو کی ملکہ گلفام شوریدہ سر اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران قلعے مین آتے ہین اور رات کو آپ کے باپ مارے گئے گلفام یہ سُنکر بہت روئی قلعے سے نکلکر باہر آئی سر راہ ایک قصر تھا اُسمین آکر بیٹھی کئی سو کنیزین پشت پر آپ چلمن کے پاس کھڑی ہی کہ دیکھا کئی سو سانڈنی سوار اہتمام کرتے ہوے نکل گئے بعد اُسکے دیکھا کہ کئی مرکب تازی کچھی یمنی عراقی موتیون کی پاکھرین پشت پر دو دو سائیس نگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اِسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان لباس زرنگار جسم مین ہی اور مرکب برق وش پر سوار کئی سو سردار ان تہمتن صف شکن گرد اُس شیر کے ہین اِس شان و شوکت سے جو گلفام نے ایرج نوجوان کو دیکھا بیساختہ آہ زبان سے نکل گئی پیشانی پر پسینہ آگیا جسم مین رعشہ پڑا قصد ہوا کہ اپنے کو گرا دون خاک پا اُسکی

بیٹھکر سایۂ دیوار مین رو یا ہون جو مین — بنگیا آج ترا سایۂ دیوار گھٹا
چیکے چیکے ہمین رو رو کے بہاتے ہین اشک — بُت پرستی سے جو جلاتی ہی سو بار گھٹا
کل گھٹا دیکھ کے فرقت مین جو مین رونے لگا — روئی اور بھاگنے پر ہوگئی تیار گھٹا
قابل رحمت حق کوئی مقلد کب ہی — کیا بھلا گلشن تصویر کو درکار گھٹا
اپنی زلف اُسنے چھپائی جو مین گریان پہونچا — جیسے چھپ جاتے ہین جب دیکھتے ہین مار گھٹا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی عین وقت پر ایرج نے دیکھکر آواز دی کہ ای یا قوت جنّی نورالدہر کو گل مراد ملگیا دن بدن عظم وشان بڑھتا جاتا ہی اب یہان سے کوچ کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا ایرج نوجوان کوچ کرکے چلے اِدھر نورالدہر بن بدیع الزمان نے بعد قتل تمرد خون آشام طہماس کو بُلاکر حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا طرف قصر ہشت پہل کے چلے ایرج نوجوان ایک صحرا مین پہونچے قضاے کار وہ صحرا قبضے مین الضمار جادو کے تھا الضمار نے رات کو آکر ابر سحر بنایا لشکر اسلام پر ابر کو بھیجا آگ برسنے لگی قضاے کار طلاے پر لشکر نورالدہر کے نجم اختر شناس تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ سامنے ایک صحرا ہی وہان کوئی کسی پر سحر کر رہا ہی نجم بلند ہوا دیکھا پہاڑ پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی نجم نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا لشکر ایرج نوجوان مین بلقیس زعفران پوش طلایہ دے رہی تھی اِسنے دیکھا کہ ایک ابر سے آگ برس رہی تھی یا یکایک ابر پھٹا بلقیس زعفران پوش نے دوبارہ بلند ہوکر دیکھا کہ ایک ساحر پہاڑ سے سحر کر رہا ہی اور نجم اختر شناس سحر کو روک رہا ہی بلقیس نے جو یہ معرکہ دیکھا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر جھولی سے نکالا اُسکو طرف ہوا کے چھوڑا اب وہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ ظاہر تھا نظم

حُسن ہوگا کسی خوش چشم حسین کا مجھکو — ہی جو مطبوع گل نرگس شہلا مجھکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجھکو — ہوگیا اُلفت گیسو مین یہ سودا مجھکو
قاصدا اُسکو یہ پیغام زبانی دینا — لب پہ دم ہی غم دوری نے ہی مارا مجھکو
ہی یقین دیکھ کے مجنونکا جگر شق ہوجاے — وحشت دل نے دکھایا ہی یہ صحرا مجھکو

گھوڑا اڑاکر قریب پہونچا کمر پہ ہاتھ مار دیا نور الدہر نے پلٹ کر کہا ای برادر مردہ گشتی تمھارے خاندان سے ہوتی چلی آتی ہی کیا کار نمایان کیا ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نور الدہر نے کہا ہمارے جاہ و جلال پر رشک کرتے ہو طلسم کشائی پر مرتے ہو آجتک کسی مرحلے پر بھی پہونچے مجھکو تو بفضلہ گل مراد دستیاب ہو چکا اب قصر ہشت پہل پر آؤ ایرج نے تیغہ چمکایا چاہا کہ ہاتھ ماردون دور سے یاقوت جنی نے جو یہ معرکہ دیکھا سوچا کہ قبضۂ نور الدہر مین تیغۂ طلسمی ہی جب وہ وار کرینگے آقاے نامدار زخمی ہونگے جھپٹ کر بیچ مین آگیا سینہ سپر کردیا نور الدہر کو منع لیا کہا ای شہریار آپ طلسم کشا ہین صبر و جبر بھی آپ کو مناسب ہی نور الدہر تمرد کو مار کر پلٹے راستہ صحرا کا لیا صاحبقران زمان بھی پلٹ گئے طہماس نے جو دیکھا کہ آقا تمرد کو مار کر گئے ساتھ والون سے کہا یارو پلٹ چلو سب ساتھ والے طہماس کے ساتھ ہوے گینڈے گھوڑے اڑاتے ہوے نکل گئے اِنکے جانے کے بعد ایرج نے فوج کو شکست دی خیمے بارگاہین لوٹ لین شام کو اسی صحرا مین اُترے شاپور شیردل سامنے آکر بیٹھا ایرج نے پوچھا ای برادر یہ بتاؤ کہ اِس کشتی گیر زادے کو کیونکر خبر ہوئی شاپور نے کہا غلام کو خبر نہین ایرج نے فرمایا ای شاپور کچھ گاؤ شاپور نے اسی وقت چنگ مرصع نکالا یہ اشعار عاشقانہ بصد جوش و خروش گانے لگا

نظم

رات آئی تری فرقت مین جو ای یار گھٹا ۔۔۔ میری آنکھون کی طرح ہوگئی خونبار گھٹا
چاہیے پانی کے بدلے ہو شرربار گھٹا ۔۔۔ دودِ آہِ دل سوزان ہی دھوانددھار گھٹا
جاے شبنم یہ بہے اشک مری حالت پر ۔۔۔ بن گئی ہی شب فرقت کی شب تار گھٹا
ہجر مین بجلی کی تلوار دکھاتی ہی مجھے ۔۔۔ آج مانند فلک ہوگئی خونخوار گھٹا
جانب رحمت حق دھیان ہی بس رندونکا ۔۔۔ شاد ہو جاتے ہین کیا دیکھ کے میخوار گھٹا
ہوش بدمستون کے جاتے ہین پے استقبال ۔۔۔ جاتی ہی لو طرف خانۂ خمار گھٹا
اوپری روہی ترے کان کی بجلی بجلی ۔۔۔ نظر آتے ہین ترے گیسوے خمدار گھٹا
روے روشن ہی وہی ہوگئی گو زلف دراز ۔۔۔ بڑھ گئی رات نگر ون نہین زنہار گھٹا

آسمان گشت ہشت ✤ گرد و غبار بلند ہر کافر دیدمند طہماس بھی زخمی جھوم رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا قریب پہونچ کے نعرہ ہوا النعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمای اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوندہ
نقارا بیک دست برداشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم
شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

نعرہ کرکے آگر گرے تمرد نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا نور الدہر پر جا پڑا کنارے پر لشکر کے مقابلہ پڑا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا اگر ایرج نوجوان قید خانے مین بیقرار بیٹھا ہی نعرۂ صاحبقران تک تو خبر تھی نعرۂ نور الدہر کی جو صدا سُنی رنگ رو متغیر ہوا گھبرا کر زنجیرین ہلانے لگا پیکان خون آشام بھائی تمرد کا صاحب اختیار قید بان ہی دیکھا اِسنے کہ ایرج زنجیرین ہلا رہا ہی للکارا کہ او قیدی کیون زنجیرین ہلاتا ہی یہ کہتا ہوا بڑھا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نے وہی ہتھکڑی پیکان خون آشام پر کھینچ ماری پیکان کا سر پھٹا ایرج نے نعرہ کرکے قید کو توڑ ڈالا سرداروں کو اپنے رہا کیا غصے مین بھرا ہوا قید خانے سے نکلا آتے ہی شمشیرزنی کرنے لگا اودھر نور الدہر اور تمرد سے مقابلہ تھا تمرد نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار پر گانٹھا اور تیغۂ طلسمی چمکا کے للکارے کہ او بیحیا ایک وار تو مردان عالم کا قبول کر اِدھر نور الدہر نے تیغہ چمکایا اُدھر ایرج نے جب چمکتی ہوئی تلوار نور الدہر کی دیکھی سمجھے کہ یہ وار گشتی گیر زادے کا خالی نہ جائیگا وہین سے للکارا کہ دیکھیے بھائی صاحب خبردار ہاتھ نہ ماریے گا شاہزادۂ نور الدہر گرم جنگ ہین ہاتھ تلوار کا مار ہی دیا تیغۂ طلسمی دست زبردست طلسم کشا سے جو گرا سپر کو کاٹتا تلوار کھنچتی ہوئی چلی سر اسر کلے و جبڑے کو کاٹتا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند سیماب گذر کر جگرگاہ تک پہونچ چکی ہی کہ ایرج نوجوان

یہ سُنکر نور الدہر اُٹھے طہماس سے اِشارہ کیا ای ہنر بر بنیۂ کلنگان تم اپنے کو قبل پہونچاؤ مین بھی عقب مین آتا ہون طہماس نے جو رہائی ایرج کا معاملہ سُنا خوش ہو گئے گینڈے پر سوار ہوے فوج کو ساتھ لیے ہوے چلے یہان تمرد خون آشام اُن قیدیون کو لیے ہوے کئی کوس پر آیا ایک مقام پر آکے اُترا قیدیون کو قیدخانے مین بھیجدیا آپ بارگاہ مین داخل ہوا رات بھر اُسی مقام پر بسر کی صبح کو بارگاہ مین بیٹھا ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر مین کمربندی ہونے لگی کہ نعرۂ طہماس کی صدا آئی طہماس آکر گرا جنگ کرنے لگا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نعرۂ صاحبقران زمان کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام	بیکے تیغ عقرب بیکے ذوالحجام
بکن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے صاحبقران بھی آپڑے تلوار چل رہی ہی مگر فوج مین صاحبقران زمان بھی گھرے ہوے ہین تمرد خون آشام ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ صاحبقران سے مقابلہ کرون بیچ مین سردار آجاتے ہین جو سردار سامنے پہونچا تمرد کے ہاتھ سے زخمی ہوا لندھور و مالک و بہرام وغیرہ نیرہ سردار ہاتھ سے تمرد کے زخمی ہین اور صاحبقران آواز دیکر کہ رہے ہین کہ ہاے میرے سردار کشتہ ہو رہے ہین اور مین اِسکے مقابلے مین نہین پہونچتا جب صاحبقران نے زیادہ بلوہ دیکھا تو نیمچہ سہراب یل نیام انتقام سے کھینچا دست زبردست صاحبقران نیمچۂ سہراب یل نے صفون کو درہم و برہم کردیا ہر طرف سے صداے الامان بلند ہی یہ سب کچھ کیا مگر افسر اعلیٰ تک نہین پہونچتے جب اشقر کو بڑھاتے ہین اور نیمچہ جھکاتے ہین اور سردار مقابلے مین آجاتا ہی صاحبقران پر اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر نیمچہ مارد یا دو ٹکڑے کیے کئی سو سردار تمرد کے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مگر تمرد برابر قیدخانے کے گھر اڑا ہی بڑے غضب کی تلوار چل رہی ہی دریاے خون جاری ہی بقول شاعر اسقدر گرد اُڑی ہی کہ چھ طبقے زمین کے رنگئے اور آٹھ آسمان کے ہوگئے فرد زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و

کیون آقاے نامدار کیون تاءمل فرمایا نور الدہر نے کہا لوح مین نوشتہ پایا کہ ایک شب تاءمل کرو کل انشاءالله جاؤنگا یہ فرماکر بارگاہ مین آبیٹھے تمام شاہزادیان گرد بیٹھی ہین اور صحبت عیش آراستہ ہی شہرنگ بن عمرو یہ اشعار گارہا ہی نظم

خفر بھی اُنکے خط سبز پہ شیدا ہوتے ۔ لب جان بخش پہ مرتے جو مسیحا ہوتے
ہمکو معلوم جو ہوتا کہ ہی تو ہرجائی ۔ تجھکو دل دیکے زمانے مین نہ رُسوا ہوتے
اُنکو منظور رہی حورون سے لڑائین آنکھین ۔ ہین اِشارے طرف عالم بالا ہوتے
وعدۂ وصل جو لینا تھا تو اُسنے یہ کہا ۔ بات کچھ کہتے ذرا آپ جو تنہا ہوتے
بن سنور کے جو کبھی گھر سے نکلتا وہ شوخ ۔ دیکھکر لوگ اُسے محو تماشا ہوتے
توجو آیا ہی مرے ساتھ تو کر سیر چمن ۔ دیکھ اِشارے گل وبلبل مین ہین کیا کیا ہوتے
تن بیجان مین ابھی جان مرے آجاتی ۔ لب جان بخش سے کچھ آپ جو گویا ہوتے
تجھسا معشوق حسین اور بھی پیدا کرتے ۔ ہل ہی جاتا جو ہم اِس بات کے جویا ہوتے
نوجوان کو مرے ای چرخ کہن چھڑوایا ۔ رنج ہر روز نئے تجھسے ہین پیدا ہوتے
لب جان بخش کی جنبش سے جِلا لیتے ہمین ۔ جان کیون جاتی اگر آپ مسیحا ہوتے
ہاے بدنام جہان مین ہوے دلکے باعث ۔ اُسنے اُلفت جو نہ کرتے تو نہ رسوا ہوتے
شمع فانوس مین ہی گرد ہین پروانے جمع ۔ دیکھ لو عاشق ومعشوق مین پردا ہوتے
کربلا جاکے قضا آتی اگر ای سطوت ۔ دفن پائین مزار شہ والا ہوتے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ شاپور آکر پہونچا دربار گہ سالار نے اُٹھکر عرض کی ای شہریار شاپور در دولت پر حاضر ہی مگر بہت منتشر ہی نور الدہر نے نام شاپور سنکر کہا اُسے کیون روکا ہی اندر بلالو شاپور اندر آیا سامنے نور الدہر کے کھڑا ہوکر رونے لگا نور الدہر نے پوچھا ای شاپور خیر تو ہی کہا ای شہریار غضب ہوا ایرج نوجوان ایک بیشے مین جاکر اُترے تمردخون آشام وہانکا حاکم ہی تین لاکھ فوج سے آپڑا آٹھ پہر تلوار چلی آخر عیارون کو اُسنے مقرر کیا عیارون نے آقا کو گرفتار کرلیا سولہ سردار گرفتار ہوے اب سب کو لیکر طرف قصر ہشت پہل کے جاتا ہی یقین ہی راہ مین ہو-

کھایا تمرد ہر مرتبہ وار کرتا ہی اور ہٹ جاتا ہی جھومتا پھرتا ہی عیار اِسکا کاؤس دوندہ برابر گینڈے کے تھا اُس سے کہا کہ نہین ہوسکتا کہ ایرج کو گرفتار کرلے کاؤس نے کہا کہ ابھی ممکن ہی یہ کہکے چار سو عیار ساتھ لیے سامنے آکر سیاہہ دکھایا ایرج جھپٹے جیسے ہی نخلستان مین آئے چار سو عیارون نے حلقہ ہاے کمند مارے ایرج نے کئی سو حلقے کاٹے مگر چند حلقے گردن مین پڑے کہ گھوڑے سے گرے تمرد نے سردارون کو اِشارہ کیا از روے بلوے کے ایرج کو گرفتار کرلیا فوراً آہنگر حاضر ہوا ایرج کو مسلسل و مطوق کیا اور اپنے پر سوار کرلیا سرداران ایرج جانباز سرفروش تلوارین کھینچکر گرے چاہتے ہین قیدی چھین لین مگر تمرد خون آشام اپنے سردارون کو ساتھ لیے ہوے لڑ رہا ہی قیدی پر قبضہ ہی کئی ہزار نیزہ دار گرد مقرر کیے ہین وہ کسی کو قریب نہین آنے دیتے نیزے چمکار رہے ہین گھوڑے دوڑا رہے ہین سرداران ایرج زخمدار ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے نیلم زنگی و فیلم زنگی مردانہ وار لڑ رہے ہین کیا مجال کہ ایک کافر کو جینے دین ہر مرتبہ جا پڑتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اپنی جان دین ایرج کو چھڑائین مگر تمرد خون آشام گینڈا بڑھا کر جا پڑتا ہی نیلم کو زخمی کیا فیلم کو بھی زخمی کیا تمرد نے کاؤس کو اِشارہ کیا کہ اِنکو بھی گرفتار کرلے کاؤس چلا آکر نیلم و فیلم کو گرفتار کرلیا جملہ سردار ساتھ ایرج کے گرفتار ہوے اب تمرد خون آشام بلبلا رہا ہی کہتا ہی صاحبو تمنے دیکھا میرے بیٹے کی طرف آنیکا لطف اُٹھایا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون آجتک کوئی میرے بیٹے سے صحیح و سالم نہین گذرا جو آیا زیر و زبر ہوا اب سب کو خدمت خداوندین لیے چلتا ہون شاپور نے جو دیکھا کہ آقا کے ساتھ سب سردار گرفتار ہوے حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون سوچا کہ نور الدہر کو جا کر اطلاع کرون وہ فوراً آدینگے مگر آقا کے خلاف ہوگا خیر جو کچھ ہو تمرد نے اُسی وقت کوچ کیا طرف قصر ہشت پہل کے چلا مگر شاپور بھی نکلکر بھاگا سوچتا ہوا چلا کہ نور الدہر کس مقام پر ہین قضاے کار شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گل مراد لیکر آئے ہین نوح کو ملاحظہ کیا ہی نوح نے خبر دی کہ بعد ایک دن کے مرحلے پر جانا چاہیے نور الدہر رک گئے نجم اختر شناس نے پوچھا

ہمراہ ہوے صبا سے سحر خیز و گلگونہ جادو امیر کے ہمراہ ہی یہ فوراً اپنے مقام سے اُٹھیں ابر بہار کیے سوار ہوکے چلیں امیر نے منع کیا کہ تمھارا جانا بہتر نہیں جادوگرنیوں نے عرض کی کنیزیں جاکر ایک سحر مین آفت برپا کر دینگی امیر نے فرمایا تمھارا پہونچنا اُس کے خلاف ہوگا ہرچند کہ وہ نہ خدار ہی مگر قاعدے کا پابند ہی یہ فرماکر روانہ ہوے جادوگرنیوں نے اپنے اپنے ابر روکے امیر سرداروں کو ساتھ لیکر چلے یہان وہ وقت ہی کہ ایرج نوجوان تمر دخون آشام سے مصروف جنگ ہین سرداروں نے جو ایرج کو زخمی دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر

نظم

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب ۔۔۔ بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب
شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن ۔۔۔ موسم گل رفت رفت از جسم جان عندلیب
خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن ۔۔۔ مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب
گل نمیدارد ز سوز باطن بلبل خبر ۔۔۔ گرچہ تا گردون رود شور و فغان عندلیب
از گہر پُر کرد دامان گل اندر بوستان ۔۔۔ مثل شبنم دیدۂ گوہر فشان عندلیب
ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان ۔۔۔ نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب

جب تمر دخون آشام طرف ایرج نوجوان کے بڑھتا ہی ہر سردار آگے بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی اپنے کو زخمی کراتے ہین مگر اپنے آقا کو بچاتے ہین آٹھ پہر گذر چکے ہین کہ ایرج نوجوان تین لاکھ کافرون مین گھرے کھڑے ہین کہ دیکھیے اس بلا سے کیونکر نجات ہو مگر فوج تمر دخون آشام کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی تمر دخون آشام ایک پہلوان ہی دیو خصال عفریت مثال مصروف جنگ ہی یہی چاہتا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرلوں ساتھ والوں سے کہتا ہی ان مسلمانون نے تمام طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا مگر کہین آجتک شکست نہ کھائی تھی مین ہمیشہ امیدوار تھا کہ میرے بیٹے کی طرف رُخ کرین تو مین خدمت کرون ایرج نے گرہ بن اشقر کو بڑھایا ہر مرتبہ یہی چاہتے ہین کہ تمر د کو مار لون مگر تمر د سپر فولادی سر پر کھینچے ہوے اپنے کو بچاتا ہی ایرج نے جب سامنا کیا زخم کاری

اور لیکر روانہ ہو گئے سیمران جنی اپنی پشت پر لیکر آیا اور پھر اُسی طرح لیگیا یہ دن بھلا کسکو نصیب ہوا خدا نے یہ فخر نورالدہر کو دیا دست چپی خاموش بیٹھے ہین بلکہ ملول و حزین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے آقاے نامدار و مولاے قدر شناس نہین معلوم کس فکر مین ہین صاحبقران سب کی سُن رہے ہین فرماتے ہین اِس طلسم کی فتاحی خواجہ زادون نے بنام نورالدہر بیان کی ہی وہی طلسم کا فتاح ہی منازل عجائب وغرائب کا سیاح ہی آپ سب صاحبون نے دیکھا کہ بمقدمۂ گل مراد کیا گذرا حکیم صاحب کا قول تھا کہ پھول آپ کو ملیگا عین وقت پر کیسے آکے پہونچے پھول لے گئے خدا اُسکو فتح و ظفر نصیب کرے حقیقت مین یہ طلسم بڑا سخت ہی عجب عجب قاعدے نکلتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر صاحبقران کو دعائین دینے لگے قطعہ

ای مہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد — وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر — لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز ہو یہان سے بارہ کوس پر نقد روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان بالشکر و فوج آتے تھے بیشہ مین ایک پہلوان رہتا تھا اُسنے آکے روکا اُس سے مقابلہ پڑا اُس شیر نے اُسکو زخمی کیا فوج بے حساب اُسکے ساتھ تھی یلغر کر دیا آٹھ پہر گذرے کہ وہ اُس مجمع مین گھرے ہوے ہین غلام اپنی آنکھون سے دیکھ آئے کہ زخمون مین چور چور لڑ رہے ہین یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جائین یہ سُنکر امیر اُٹھے تیغۂ عقرب پر ہاتھ ڈالا نگر مالک نے سب سے پہلے اُٹھکر عرض کی حضور کیون تکلیف فرماتے ہین غلام جاکر اُنکو لیے آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مالک تم ایسے ہی ہو جو کہتے ہو وہی کروگے مگر میرا دل کیونکر قرار پکڑے یہ خبر سُنکر ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے ہرچند کہ مین اِس فکر مین تھا کہ طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کرون بقراط ثانی سے جنگ آغاز ہو مگر اب یہ خبر وحشت اثر سُنی مگر کیون یارو قاسم ساتھ ہین نوش کی اُنکا نشان نہین ہمنے اُنکو نہین دیکھا اور سرداران ایرج ہین امیر نے اشقر طلب کیا پشت اشقر پر سوار ہوے سرداران دست راستی و دست چپی اُٹھے امیر کے

ہاتھ سے اہل اسلام کے بچائیے ایک طرف سکندر نے کشتون کے انبار کردیے لیکن
سہیران جنی نے جب دیکھا کہ فوجین بھاگنے لگین نورالدہر دریاے خون مین ڈوبے
ہوے تیغہ طلسمی ہاتھ مین ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین سہیران جنی ایک طرف
کھڑا دیکھ رہا تھا آخر کو جھپٹا قریب نورالدہر کے آیا عرض کی آقاے نامدار نکل چلیے آپ کو
مرحلے پہ جانا ہی نورالدہر جست کر کے بموجب حکم لوح گردن پر سہیران جنی کی سوار
ہوے سہیران جنی نورالدہر کو لے اُڑا طہماس نے جو دیکھا کہ آقا نکل گئے فوج کو
لیکر ایک طرف روانہ ہوا جب طہماس بھی نکلگیا اور صاحبقران نے دیکھا کہ میدان
صاف ہوا اُس باغ کا وہ اعزاز و اکرام نہ رہا درخت جل گئے پتون سے آگ نکل رہی ہی
خواجہ عمرو برابر کھڑے عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار شکر پروردگار کیجیے کہ گل مراد
نورالدہر نے پایا اب وہ کامل طلسم کشا ہوے بقراط پہ جفا پڑیگی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ ہماری فوج نے لڑائی فتح کی اب اِن صاحبون کو لیکر کہان چلین کہ طرف سے صحرا
کے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی امیر کو آکر خبر دی
کہ حضور مبارک ہو طلسم کشا نے گل مراد پایا اب وہ نو مرحلے پر جاتے ہین آپ قلعے پر
تشریف لے چلیے صاحبقران نے چاہا پلٹون فوج سب ساتھ ہی جادوگرنیان ابرہاے
آتش فشان پر سوار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
حکیم آغاز مصری کئی ہزار سفید پوش ساتھ بخورات سب کے ہاتھ مین روشن بہ اعزاز
آکر پہونچے صاحبقران کو نذر دی کہا حضور مبارک ہو کہ آپ کے پوتے کو گل مراد
پہونچا اب جو جفائین ہین وہ آپ کی ذات کے واسطے موجود ہین کئی پہلوان آپ کے
مقابلے کے مشتاق ہین یہ کہکے صاحبقران کو پشت اشقر پر سوار کیا امیر مع کل فوج
وجادوگرنیون کے بہ اعزاز و اکرام تمام بہ شوکت مالاکلام قریب قلعہ آکر اُترے بارگاہ
سلیمانی استادہ ہوئی امیر آکر بیٹھے سرداران نامی و پہلوانان گرامی گرد آکر بیٹھے مگر جتنے
دست راستی ہین جرأت نورالدہر کی تعریف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حقیقت
ہین صاحب اقبال ایسے ہوتے ہین کہ وقت پر آپہونچے کس زور و شور سے گل مراد لیا

لوٹ لوٹ کر گھوڑون پر لادرہے ہین جنگ مین بھی مصروف ہین جو سامنے آیا اُسے ٹوکا اور
مارا کسی پر تیر مار دیا کسی کو بڑھکر نیزہ مارا ۔ ہا کافر گرے پامال کرتے ہوئے نکل گئے دور
جاکر تیرون کی بوچھار کر دی ہر چند نور الدہر نے پکارا اگر غضنفر لڑتا بھڑتا ہوا نکل گیا
کسی کے پکارنے کا غضنفر نے جواب نہ دیا بوق ترکی نکالکر بجایا جس مین یہ صدا اٹھی کہ ای
قزاقان بدر رہ وید سکندر ثانی نے چاہا بڑھکر نور الدہر کو تخت پر سوار کرون اِدھر
سیران جنی جنگ طلسم کشا دیکھ رہا تھا کہ جو قریب پہونچا وہ مارا گیا ایک طرف امیر جنگ
کر رہے ہین ایک ہاتھ مین تیغۂ عقرب سلیمانی دوسرے ہاتھ مین نیمچۂ سہراب یل عمرو نے
قریب آکر کہا ای شہریار اب زیادہ کد و کاوش نہ کیجیے ملاحظہ فرمائیے طلسم کشا نے گل مراد
لے لیا دیکھیے چمکا رہے ہین ہزار ہا ساحر نابینا ہو گئے اُسی کے آنے سے بھگدر پڑی
ہوئی ہی فوج کافران جنگ سے عاجز ہی دیکھیے مجبور ہو رہے ہین ایکطرف سے گرد اُڑی
ہمراہیان صاحبقران بھی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے کفار اِن فوجون کو دیکھکر
کہتے ہین اِن مسلمانون نے آپس مین وعدہ کر لیا تھا دیکھو کیسے وقت پر پہونچے ہین
بادشاہ اسلام بھی کیسے وقت پر آ گئے نقش سحر کش گلے مین کسی ساحر کا سحر تاثیر نہین
کرتا صاحبقران زمان کا یہ حال ہی کہ اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر کسی نے کیا اُلٹا پلٹکر
اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاکھون جادوگر کا کشت و خون ہوا آخر
چارون بادشاہ ہاتھ سے سکندر ثانی کے مارے گئے بادشاہون کا مارے جانا اور
فوجون کا بیدل ہونا علمداران لشکر اشعار پڑھتے ہوئے بڑھتے ہین ساتھ والون کو
پکار رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید ایک علمدار پر صاحبقران زمان
جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم علمدار کو قلم کیا ایک علمدار کو بادشاہ اسلام نے
بڑھکر مارا دو علم جو سرنگون ہوئے فوجون مین بھگدر پڑی دو علمدار نور الدہر نے
مارے ایک طرف سے نازنینان مہ جبین نے ایسا سحر کیا کہ ہر طرف لوگ چیختے پھرتے
ہین کوئی غل مچاتا ہی کوئی گریبان چاک منھ پر خاک سر ٹکرا رہا ہی کوئی فریاد کر رہا ہی کوئی
سامری و جمشید کو پکارتا ہی کوئی پکار رہا ہی کہ یا خداوند لقا اطلسم ثانی اِسوقت مدد کو آئیے

یوسف سے حسین ہو گے کوئی طفل تو چاہون — کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دل کو
بازیچۂ ہستی مین وہ مجنونِ پری ہون — اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دل کو
پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لالہ — داغ اوڑھنا ہی داغ بچھونا مرے دل کو
نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا — رسوائی ہوا اُس دُکھڑے کا رونا مرے دل کو
نظارہ کیا تھا یہ وہ دیدار کو ترسا — دن رات رہا آنکھون کا رونا مرے دل کو
خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہی — اچھا نہین اِس تخم کا بونا مرے دل کو
تر گریۂ شادی سے رہونگا مین شب وصل — بے وصل کے منھ مین ہی بھگونا مرے دل کو
گل سے جو کبھی قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے — یاد آتا ہی منھ کا ترے دھونا مرے دل کو
کچھ خاک اُڑانے سے نہین ملنے کا آتش — بیکار یہ مٹی کا ہی ڈھونا مرے دل کو

ہزارہا جادوگر اور غیر ساحر اشعار پڑھتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے ایک طرف سے ملکہ زعفران زعفران پوش نے بھی یہی سحر کیا مگر سکندر ثانی نے صفین اُلٹ دین اِدھر کیوان زرین علم جو لڑ رہا تھا تیغہ ہاتھ مین چاہتا ہی کہ جاکر نور الدہر کو مارون سکندر نے بڑھکر زلفین ہلائین کاکل کو جو جنبش ہوئی صدہا مار ان سیاہ آسمان سے گرنے لگے جس پر مار سیاہ گرا اُسکو ڈس لیا سیکڑون گرے ہزارون تڑپ رہے ہین ہزارون پانی ہوکر بہ گئے ایک طرف سے جمشید زرین ترکش سحر کر رہا ہی ایک بادشاہ کو بڑھکر مارا فوج کو بے سردار کیا مگر نور الدہر نے جب سے پھول پایا جب سے آفت برپا کردی ہی جب پھول چمکاتے ہین ساحرون کے بدن مین آگ لگی جاتی ہی جل جلکر گر رہے ہین بعض دیوانہ وار پھر رہے ہین عجب ہنگامہ ہی بارہ کوس کے گرد مین وہ باغ ہی سارا باغ فوجون سے بھرا ہی کہ ایک طرف سے بوق ترکی کی آواز آئی دیکھا شاہزادۂ غضنفر بن اسد اپنے قزاقون کو لیکر پہونچا ایک طرف سے فوج مین داخل ہوا دوسری طرف سے لڑتا بھڑتا نکل گیا پھر اُدھر سے پلٹا نور الدہر نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر ریحان برابر ہمسے ملاقات کرکے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا بوق ترکی کو بجایا جسمین یہ آواز تھی کہ اے قزاقان بزنید و بہ بندید و بکشید قزاقون نے پھر ہری لی مال

دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جن کی گردن پر سوار چلے آتے ہین اُس جن نے نور الدہر کو قریب نخل مراد پہونچایا نور الدہر نے قریب پہونچتے ہی پھول پر ہاتھ ڈالا اہل فوج نے تعاقبِ صاحبقران چھوڑ نور الدہر پر آگرے نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کھینچا گل مراد ہاتھ مین لیکر گردن سے سیمران جنی کی اُترے اپنے نام کا نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ نداند داند و نشناسد بشناسد منم نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران عالیشان فتاح طلسم خیال سکندری بہادر روجری

مہر سپہر برتری نعرۂ نور الدہر

همای اوج رفعت شاهبازِ عرصهٔ مردی — که شاهانش جهانگیر و فلک گیتی ستان خوانده

پناه لشکر اسلام نور الدهر کز بیمش — عدو ورزم گاهش صد هزاران الامان خوانده

ز طفلی به جرأت هنر داشتم — دیگر — نقاره ابیک دست بر داشتم

ظفر بر یلان عرب یافتم — شه نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی ہمائے مرصع پوش و ملکہ شعلۂ جوالہ و ملکہ زعفران زعفران پوش و حکیم ارسطوے ثانی و سکندر ثانی و جمشید زرین ترکش وغیرہ بڑھکر مصروف سحر خوانی ہوے سکندر نے بڑھکر اُن بادشاہون پر سحر کیا آگ برسنے لگی ایک دریاے قہار نے موج ماری آگ برسنے لگی ہر طرف سکندر دوڑتا پھرتا ہی جس طرف زیادہ بلوہ دیکھا اُسی طرف جاکر دریا جاری کیا لاکھون کو ڈبوکر مارا لیکن ہمائے مرصع پوش نے جوڑا کھولکر جو سحر کیا تو ہزارہا ساحر بیقرار ہوکر یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگے

نظم

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دل کو — میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دل کو

اکسیر سے بہتر ہی در یار کی مٹی — منظور نہ چاندی ہی نہ سونا مرے دل کو

تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر — بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دل کو

ہیوچہ رُلانا نہین دکھلاکے رُخِ یار — آنکھون کو ہی ساتھ اپنے ڈبونا مرے دل کو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو کو نکل جاے — رکھتا ہی بہت تنگ یہ کونا مرے دل کو

صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیوپرور دس لاکھ فوج سے پیدا ہوا طہماس آکے فوج پر گرا انجم اختر شناس وغیرہ مصروف سحرخوانی ہوے اِسطرح کے سحر کیے کہ اہل فوج متفرق ہونے لگے امیر حیران ہین کہ طہماس آیا مگر نورالدہر ہمراہ نہین ہین یہ کیا معرکہ ہو کہ یکایک طہماس نے بیقرار ہوکر دست دعا بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق ارض وسما صاحبقران کو اِس آفت سے بچالے اور ای کریم ورحیم تو مالک ومختار ہی اب اپنا رحم شریک کر نظم بطور مسدس

ہست اندر اختیارت ہر درون وہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون وچگون
روز وشب گردد بہ فرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار وبے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار — گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان وگاہ از رنگ بہار — گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون — بردی از عاشق قرار وطاقت وصبر درون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون — در دل ہر سوختہ دلسوز غم کردی فزون

گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

دہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردۂ — تحفۂ مرقوم بہر حمد جانان کردۂ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردۂ — در زبان پارسی تحریر دیوان کردۂ

منسلک ہندی بہ نظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

طہماس نے جو بیقرار ہوکر دعا کی ساتھ والون نے آمین کہی آسمان پر سناٹا ہوا

بہ لقمان زرین علم چار لاکھ فوج سے پیدا ہوا چوتھی طرف سے گرد اُڑی جو تھا بادشاہ موسوم بہ جشندر ان زرین پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچا آتے ہی حکم دیا کہ امیر کو مار لو چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہی اُس مجمع مین صاحبقران لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ شاہزادہ سعد بن قباد آکر پہونچے صاحبقران کو جو گھرے ہوے دیکھا فوج کو اِشارہ کیا جادوگرنیون نے بڑھکر سحر آغاز کیا غیر ساحر بھی تلواریں کھینچکر جا پڑے بادشاہ یہی چاہتے ہین کہ ڈبھڑ کر اپنے کو تا بہ صاحبقران زمان پہونچاؤن مگر فوج کا وہ بلوہ ہی کہ لڑ رہے ہین ایک ایک اِنکے پہلوان پر دس دس اہل فوج چھاے ہوے ہین مگر ہمراہیان بادشاہ وہ دلبر ہین کہ جان پر کھیل رہے ہین اور لڑائی کو جھیل رہے ہین مگر خواجہ عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہے ہین فوج کو للکار رہے ہین اُس مجمع عام مین عمرو نے سرود نکالا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

سر بکف مدت سے ہون کچھ زور چلتا ہی نہین
اپنے گھر سے ہاے وہ قاتل نکلتا ہی نہین

کر دیا ہی عشق کی گرمی نے خشک ایسا دماغ
اب ہماری آنکھ سے آنسو نکلتا ہی نہین

ہجر کی شب گرچہ آہین ہین ہماری پر اثر
دل ترا او بُت وہ پتھر ہی پگھلتا ہی نہین

لاکھ سمجھایا اُسے تو پاس غیرون کے نہ جا
رنگ اُس گل کی طبیعت کا بدلتا ہی نہین

بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ
کیسا سائل ہی کہ دروازے سے ٹلتا ہی نہین

دوستو فرقت سے بہتر ہی جو آے مجکو موت
سخت جان ایسا ہون دم میرا نکلتا ہی نہین

ناتوانی نے یہ اے قاتل دکھایا ہی اثر
کُند خنجر ہو گیا گردن پہ چلتا ہی نہین

وصل کی امید ہو کسطرح اُس بے رحم سے
جو فقط بوسے سے دل میرا بدلتا ہی نہین

وحشت دل سوے صحرا کیون نہ لیجاے مجھے
کیا کہون دل سیر گلشن سے بہلتا ہی نہین

کربلا جانیکا اے سطوت اِرادہ ہی ضرور
ہند مین اب دل کسی صورت بہلتا ہی نہین

عمرو کے گانے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ ہزارون جوان گانے پر متوجہ ہوے عمرو نے جو دیکھا کہ میرے گانے پر سب متوجہ ہین اور زیادہ نغمہ سرائی کرنے لگا اب تو لاکھون جادوگر بھی مبہوت و بے خبر ہو رہے ہین صاحبقران قتل کر رہے ہین عمرو نگار رہا ہی امیر پر انتہا کا بلوہ ہی کہ

جب قریب پہونچے تو بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک پھول مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی کان مین آواز آئی کہ یا صاحبقران دھوکا نہ کھائیے گا یہی گل مراد ہی ہماری نصیحت آپ کو یاد ہی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر اشارہ کیا تخت اُڑتا ہوا قریب اُس نخل کے پہونچا مگر تخت کا جو عکس پڑا روشنی نخل کی کم ہوئی پہلے مثل برق چمک رہی تھی اب بہ نگاہ غور دیکھا کہ اُس پھول کی خوشبو سے تمام باغ معطر و معنبر ہو رہا ہی امیر نے چاہا ہاتھ بڑھا کے پھول توڑ لون کہ نقارے پر چوب پڑی آواز آئی کہ منم سلمان زرین علم دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج تخت اُڑائے ہوے آتا ہی اور ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ یارو غضب ہوا جد طلسم کشا قریب گل مراد پہونچ چکا اب ہاتھ بڑھانیکی دیر ہی مگر اسطرح گھیرو کہ پھول نہ پا سکین فوج نے بلوہ کیا حربے صاحبقران پر پڑنے لگے صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچا اور نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار　　بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام　　یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بُن کافران از جہان پاک کرد　　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ عمرو نے بھی بہ جوش و خروش اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون　　زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو　　نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون　　جہانگیر عالم کا عیار ہون

صاحبقران تیغۂ عقرب سے لڑنے لگے کہ دوسری طرف سے ڈنکے کی آواز آئی دوسرا بادشاہ سبکسار اختر فوج پشت مرکب پر سوار چھ لاکھ فوج پشت پر آگے گراہی حکم ہی کہ صاحبقران کو مار لو امیر تخت سے کود پڑے اب گل مراد سے الگ ہوے عمرو نے حقہ ہاے آتش بازی مارے کہ تیسری طرف سے گرد اُڑی ایک بادشاہ موسوم

ہنسکے وہ شوخ مجھسے کہتا ہی — آپ کیا مجھکو پیار کرتے ہین
آپ کے گیسوون کی خوشبو پر — مشک و عنبر نثار کرتے ہین
ضد ہی ہمسے ہوا کے جھونکون کو — گل جو شمع مزار کرتے ہین
غیر سے کھیلتے نہین گیندا — وہ مجھے سنگسار کرتے ہین
دل چرایا ہی جب سے عاشق کا — نہین آنکھین وہ چار کرتے ہین
روز ہم تجھکو اے شہ خوبی — یاد بے اختیار کرتے ہین
غمزہ و ناز پہ ترے اے جان — جگر و دل نثار کرتے ہین
دل مین رہ رہ کے کیا ہی درد اٹھتا — آہ جو بار بار کرتے ہین
تیرے عارض پہ باغ مین بلبل — گل تر کو نثار کرتے ہین
توڑکر پھول باغ مین گلچین — دل بلبل فگار کرتے ہین
جب تجھے دیکھتے ہین اے ساقی — یاد فصل بہار کرتے ہین
تیر مژگان سے اب وہ درپردہ — طائر دل شکار کرتے ہین
دیکے خط اُس سے نامہ بر کہنا — ہم ترا انتظار کرتے ہین
باتین کیا غیر سے ہین درپردہ — کیون وہ شغل ستار کرتے ہین
قہر ہی اپنے عاشقون مین وہ — نہین مجھکو شمار کرتے ہین
نعمتین اُسنے دی ہین اے سطوت — شکر لیل و نہار کرتے ہین

صدا سے طائرون کی سر پھرنے لگا مگر خواجہ عمرو پایۂ تخت سے لپٹے ہوے ہین ایک جانب نگاہ اُٹھاکے دیکھا گوشۂ باغ مین وہ روشنی ہی معلوم ہوتا ہی کہ نیر اعظم خروج کر رہا ہی ویسی ہی شعاعین وہی روشنی عمرو نے کہا یا صاحبقران طرف گوشۂ باغ کے نگاہ اُٹھاکر دیکھیے امیر نے سر اُٹھاکر دیکھا حقیقت مین انتہا کی روشنی ہی کہا خواجہ کسطرف آگذرے نیر اعظم خروج کر رہا ہی یہ اُسی کی روشنی ہی طائرون نے جب دیکھا کہ ہماری زمزمہ سرائی سے کچھ نہ ہوا اور صاحبقران نے تخت اپنا طرف روشنی کے بڑھایا تخت سن سن جاتا ہی جب اسم اعظم پڑھکر اشارہ کرتے ہین تخت بڑھ جاتا ہی امیر

زیادہ جستجو نہ کرین ورنہ بدنام ہوجیےگا ایسا نہ ہو کہ لقراط ثانی کو خبر ہوجاے فوجین قہرہشت پہل پہ جمع ہین اس پھول کے ملنے سے طلسم کشا کو قوت ہوگی عجب کیفیت ہوگی یہ سُنکر حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا پلٹ کر ساتھ والون سے کہا یارو تم لوگ نکل چلو وقت پر براے مدد آوینگے وہ فوجین آتی ہین کہ جنکی برداشت کوئی نہ کرسکیگا مگر اُنھین جلیل کا کام ہی فرزند اُنکے آتے ہین جو آئیگا وہ قیامت برپا کریگا بادشاہ اسلام کہ مالک نقش سحر کش ہین وہ تشریف لائینگے آج ساحرون کا خاتمہ ہی سب ساتھ والے غائب ہوے حکیم صاحب نے صاحبقران سے کہا اے شہریار جب تخت آپ کا باغ مراد مین پہونچے اور گل مراد نظر آئے فوراً اُسپر ہاتھ ڈالدیجیےگا مگر اسم اعظم الٰہی ورد زبان رہے تب پھول ہاتھ لگےگا مین تو رخصت ہوتا ہون یہ کہکر حکیم صاحب نے پایۂ تخت سے ہاتھ ہٹایا مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہوگئے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دور سے یہ معرکہ دیکھا آکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا باد مُہرے پانؤن مین باندھ لیے گلیم عیاری ایک کاندھے پر دوسرے کاندھے پر جال الیاسی جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین تخت یہانتک بلند ہوا کہ امیر جانتے تھے مین آسمان کو چھولونگا دور سے روشنی معلوم ہوئی تمام باغ گلہاے رنگارنگ سے بھرا ہوا ہی یہانتک عظیم الشان اُسپر بیلین بنی ہوئی ہین نقش ونگار بے حد وبے شمار امیر نے جو اُس باغ کو دیکھا پلٹ کر کہا خواجہ اگر یہی باغ مراد ہی تو حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہی نہین معلوم گل مراد کیا چیز ہی کیونکر دستیاب ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کی اے شہریار آپ قصد کرین کہ باغ مین داخل ہو امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا تخت طرف تخت کے متوجہ ہوا جیسے ہی باغ کی سرحد مین پہونچے ہزارہا طائر جو درختون پہ باغ کے بیٹھے تھے شاخون سے اُڑے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز معلوم ہوتی تھی

نظم

جان اپنی نثار کرتے ہین
جب کسی بت کو پیار کرتے ہین

ہم تجھے دل سے پیار کرتے ہین
شکر پروردگار کرتے ہین

نقاب بدار نے بند نقاب چہرے سے اُلٹا امیر نے ملکہ سلما سے گوہر پوش کو دیکھا ملکہ نے کہا ای شہریار اگر مین فکر مین مصروف نہ رہتی تو آپ کو یہانتک پہونچنا دشوار تھا امیر سلما سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی سلما نے کہا کہ ای شہریار حکیم صاحب آتے ہین مین تو رخصت ہوتی ہون وہ آپ کو باغ مراد مین ضرور لیجائینگے انشاء اللہ گل مراد دستیاب ہوگا ملکہ سلما بند نقاب چہرے پر آراستہ کر کے روانہ ہوگئین سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا امیر نے دیکھا کہ آگے آگے حکیم آغازہ مصری ایک تخت ہمراہ لیے ہوے کئی سو جوانان سفید پوش اُس تخت کو کاندھا دیے ہوے آتے ہین پشت پر کئی ہزار جوانان سفید پوش بخورات سب کے ہاتھ مین روشن امیر کو آکر گھیر لیا حکیم صاحب نے عرض کی تخت پر سوار ہوجیے امیر نے فرمایا خدا امیر تخت نشین کو سلامت رکھے مین تخت پر نہین بیٹھ سکتا حکیم نے عرض کی ای شہریار آپ کو تخت پر سوار ہو کے باغ مراد مین چلنا ہوگا سواے اِس تخت کے ممکن نہین کہ گل مراد دستیاب ہو ناچار ہو کر صاحبقران تخت پر سوار ہوے کہ ایک طرف سے فراٹا ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال پیدا ہوا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا اور بہ فصاحت آواز دی کہ ای ساکنان طلسم خیال سکندری آگاہ ہو جبہ طلسم کشا یعنی صاحبقران زمان قریب باغ مراد آپہونچے جسکو روکنا ہو وہ آکے روکے یہ وہ دلیر ہین کہ لاکھون سے اکیلے لڑین مگر بموجب قاعدے کے مین نے اطلاع کر دی حکیم صاحب منع کرتے ہین کہ ای طاؤس جنتی زیادہ غل نہ مچاؤ لڑائی سخت پڑیگی مگر یہ صاحبقران زمان ہین مالک تیغۂ عقرب سلیمانی نیمچۂ سہراب یل بھی انکے قبضے مین ہی سپر گرشاسپ نوجوان انکی پشت پر اگر ساحر جمع ہونگے تو کیا کرینگے یہ تخت سکندری پر سوار ہین یہ تخت انکو برابر گل مراد کے پہونچائیگا ای طاؤس جنتی انکے خیر خواہ رہو تمنے جو آواز دی شوکت و حشم بڑھایا بس اب خاموش رہو وہ طاؤس اور زیادہ بلند ہوا اور کہا جناب حکیم صاحب اب آپ تو رخصت ہو جائیے امیر کو جانے دیجیے آپ کی صاحبزادی نے نگہبانون کو مٹایا صاحبقران کو یہانتک پہونچایا اب آپ

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کرین
فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کرین

وہ عشق باز ہین جس سے کہ رسم و راہ کرین
کبھی نہ ترک کرین عمر بھر نباہ کرین

نحیف ہمکو کیا ہی یہ ہجر جانان نے
محال کیا ہی جو کروٹ بدل کے آہ کرین

خدا گواہ نہین انکے عشق مین راحت
کبھی نہ بھولے سے ہمتو بتون کی چاہ کرین

یقین ہی زلزلہ آئے زمین شق ہوجاے
جو تیرے عاشق مضطر لحد مین آہ کرین

خدا نے حسن دیا ہی وہ ای صنم تجھکو
جو دیکھین حضرت یوسفؑ تو تیری چاہ کرین

بتون کا عشق جنون مین جو لاے جانب کوہ
تو سنگسار ہمین اُڑکے سنگ راہ کرین

فراق یار مین گر امتحان ہو منظور
ابھی ہلا دین فلک کو جو دل سے آہ کرین

مزہ شراب کا ہرگز نہ ہوگا پیری مین
بھلا خضاب سے بال اپنے کیون سیاہ کرین

کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہمکو
جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کرین

ہوے ہین بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا
جو نکرین بھی وہ تو آنکھون کو ہم گواہ کرین

قسم خدا کی سمایا ہی وہ حسین دل مین
جو حور ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کرین

کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُلٹے
تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین

اگر ہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو
تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین

حسینؑ ابن علیؑ کا رہے غم ای سطوت
سنین جب اُنکے مصائب تو دل سے آہ کرین

امیر نے جو یہ اشعار سُنے گھوڑے سے اُتر پڑے اُن نازنینون کے ساتھ چلے لیکن وہ نازنینان مہ جبین صاحبقران کو لگاے ہوے لیے جاتی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار آکر اُن عورتون پر گرا جو سب کی افسر تھی پہلے اُسکو قتل کیا پھر کنیزون پر دست درازی کی دم بھر مین سب کو قتل کر ڈالا امیر نے دیکھکر فرمایا ای نقابدار بہادر عورتون پر اِسقدر بدعت نہ چاہیے نقابدار ہنسا کہا ای شہریار اگر مین نہ آجاتا تو یہ کل عورتین آپ کو لگا کر لیجاتین باغ ویران مین پہونچاتین یہ سب راہ مین نگہبان تھے جنکو کہ آپ نے قتل کیا غرض اِس فصاحت سے نقابدار نے کلام کیا کہ امیر باتوقیر نے مبہوت ہوکر فرمایا ای نقابدار بہادر اب اپنا نام نامی مجھکو بتاؤ صورت دیدار دکھاؤ یہ سنکر

بہادر تونے عین وقت پر آکر مدد کی اپنے نام نامی سے مجھکو آگاہ کر نقابدار نے ہنسکر کہا نام ہمارا آپ کو ظاہر ہوجائیگا آپ تشریف لیجائیے اگر اسوقت ہم نہ آتے تو یہ لوگ آپ کو نہ جانے دیتے اس سرحد سے کوئی گذر نہین سکتا بڑے بڑے بہادر آئے ان زنگیون کے ہاتھ سے مارے گئے مین جانتا تھا کہ آپ اس صحرا مین آوینگے ضرور آپکو یہ زنگی روکینگے آپ سے اور اسنے فساد ہوگا لہذا مین نے ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب صاحبقران مہمان آوین اور مجمع مین زنگیون کے گھرین تو ہمکو خبر کرنا شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچا انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مجھکو نام کے دریافت کرنیکی بڑی آرزو ہی اگر اپنے نام نامی سے اسوقت ہمین آگاہ کردو تو گویا پھر تمنے احسان کیا ایک یہ بھی احسان تمنے کیا کہ وقت جنگ میری مدد کو آکر پہونچے نقابدار نے کہا یہ کوئی وجہ احسان کی نہین ہی بہادر کا شریک بہادر ہوتا ہی اب جائیے شام قریب ہی ایسا نہ ہو کہ آپ کے اعزاز و اکرام مین فرق ہو امیر فوراً اسطرف متوجہ راہ ہوے نقابدار پلٹ آیا اُدھرسے ایک شیر سامنے امیر کے ظاہر ہوا وہ دھڑ کہ مارکر امیر پر آپڑا صاحبقران نے ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا مرنا شیر کا کہ صحرا مین ہنگامہ برپا ہوا صدہا شیر گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے امیر کو گھیر لیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا صاحبقران شیرون سے مصروف جنگ ہین گھوڑے کو بھی سنبھالتے جاتے ہین کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار آکر شیرون پر گرا قتل کرنے لگا تھوڑے عرصے مین سب شیر قتل ہوے صاحبقران قریب نقابدار کے آئے آکر فرمایا ای نقابدار بہادر یہ بھی تمنے احسان کیا کہ پھر تم آکر موجود ہوے نقابدار نے کہا ای شہریار احسان کیسا مین نے تو خدمتگزاری کی شکر ہی کہ آپ نے مہلت پائی اب مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ہرچند پوچھا مگر نقابدار نے اپنا نام پھر نہ بتایا اور آپ چلا گیا صاحبقران آگے بڑھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صاحبقران زمان نے دیکھا کہ کئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئی دلونکو لبھاتی ہوئی آتی ہین

نظم

دل مین سلما کی طرف سے بڑی جگہ ہی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین سب سردار حاضر خدمت ہین مگر حکیم اپنی بارگاہ سے اُٹھے باغ مراد مین آئے دیکھا کہ نخل مراد مین گل مراد کھلا ہوا ہی اور خوشبو سے اُسکی سارا باغ مہک رہا ہی حکیم نے آکر بیٹی سے اپنی ملاقات کی کہا ای نور نظر اگر ہو سکے تو صاحبقران کو اطلاع کرو آج کی شب پھول اور رہیگا اور کل غائب ہو جائیگا سلما اپنے مقام سے اُٹھین ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جاکر صاحبقران سے اطلاع کرو کہ باغ مراد مین تشریف لائیے کنیز نے آکر صاحبقران سے اطلاع کی اور کہا کہ تنہا تشریف لائیے گا کسیکو اطلاع نہ کیجیے گا صاحبقران سب کی نگاہ بچا کر اُٹھے اشقر کو خود کسا سوار ہو کر چلے جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک زنگی راہ مین کھڑا ہوا للکار رہا ہی کہ یا صاحبقران آپ کہان جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا ہم اپنے دل کے مختار ہین جہان مزاج مین آیا وہان جاتے ہین تو روکنے والا کون ہی زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگی کا کہ صحرا مین تلاطم ہوا کئی ہزار زنگیان آدم خوار اژدہا ہاے پشت نہنگ ہاتھ مین کلہاڑے چمکاتے ہوے بعضون کے ہاتھ مین دارہاے آہنی انکو ہلاتے ہوے بعض نیزے چمکاتے ہوے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے نعرہ کیا اُن زنگیون سے لڑنے لگے جس کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر زنگیون نے چہار جانب سے گھیرا ہی صاحبقران کو سنبھلنے نہین دیتے چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش دو سو جوان پشت پر نیزے ہلاتے ہوے تلوارین چمکاتے ہوے آیا نقابدار نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای زنگیان آدم خوار کب تمکو چھوڑتا ہون اور آواز دی کہ یا صاحبقران آپ نہ گھبرائیے گا یہ کہکے نقابدار آگر گرا نقابدار مع دو سو جوانون کے شیرانہ لڑتا ہی لاش پر لاش گرا دی جس افسر کو دیکھا کہ ترغیب جنگ کر رہا ہی اُسی پر جا پڑا تلوار مار کر اُسکے دو ٹکڑے کیے اس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ دو سو جوانون سے اُن سب کو قتل کیا باقی جو بچے وہ زنگی بھاگے بھاگ کر نکل گئے نقابدار نے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار

اپنے افسر کو کشتہ پایا کل فوج نقابدار پر آپڑی نقابدار نے صاحبقران کو منع
کیا کہ آپ میری شرکت نہ کیجیے مگر صاحبقران نے کہنا نقابدار کا نہ مانا گھوڑا اڑا کر
جا پڑے سرداران صاحبقران بھی آپڑے مگر نقابدار صاحبقران سے آگے
بڑھا ہوا جاتا ہی جسنے سامنا کیا نقابدار نے ہاتھ مار دیا بڑھ بڑھ کے افسرون کو
قتل کیا ایک مقام پر ایک افسر نے بڑھکر سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کے
شانے پر وہ تلوار پڑی کہ شانہ لنشانہ ہوا نقابدار کے گھوڑے نے بدلگامی کی گھوڑے
نے طرارہ بھرا بند نقاب چہرے سے نقابدار کے ہٹ گیا شانے سے نقابدار کے
خون جاری ہوا مگر نقاب جو چہرہ بے نظیر سے ہٹی روشنی اُس مقام پر ہوگئی امیر نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا تو ملکہ سلماے گوہرپوش کو پایا حیران جمال محو دیدار ہوے
خواجہ تو ہمراہ رکاب صاحبقران تھے فرمایا ای خواجہ نئی بات دیکھو کہ ملکہ جنگ
کر رہی ہین خواجہ نے کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی حکیم نے اپنی بیٹی کی شوکت بڑھانے
کو یہ شعبدے کیے ہین امیر نے چاہا اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن مگر ملکہ اِس
جوش وخروش مین جاتی ہین کہ صاحبقران قریب ملکہ کے نہین پہونچ سکتے ملکہ
لڑتے لڑتے کونے پر لشکر کے آئین وہان پر آکے مادیان کو مہمیز کیا زخم شانے کا
باندھ لیا گھوڑا اُٹھا کر طرف صحرا کے روانہ ہوگئین امیر نے لشکر کفار کو شکست
دی اسباب لوٹ لیا بارگاہین اُکھڑوالین خواجہ نے خزانے پر قبضہ کیا امیر نے
جو پوچھا کہ کیون خواجہ خزانے مین کتنا مال تھا خواجہ نے جواب دیا خزانے مین
کچھ نہ تھا امیر خاموش ہو رہے فرمایا جہان تمھارا اقدم گیا پھر خزانہ کہان مل سکتا ہی
عمرو نے کہا ای شہریار مین تو قرضے کے بارے سے حیران ہون آج ایک حبہ نہین پایا
امیر خاموش ہو رہے فرمایا ایسے لالچی سے کون کلام کرے امیر با توقیر بہ فتح وفیروزی
پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے حکیم نے پوچھا باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا کہ ای
حکیم صاحب حقیقت مین آپ نے اپنی دختر کو خوب تعلیم کیا کس زور وشور سے آج
لڑی ہین کیسے کیسے سردار مارے حکیم نے سر جھکا لیا مگر حکیم کو بڑا خیال ہوا کہ امیر کے ب

لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری وقت سحر آیا نظم

رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباسِ فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

صاحبقران زمان سوار ہوے سردارون کو لیکر میدان مین آئے اُدھر سے دیکھا سفاک سوار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچا جابجا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سفاک نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان مین سوائے صاحبقران کے اور کسیکو نہین چاہتا امیر با توقیر نے اشقر اپنا بڑھایا کہ لندھور و مالک وغیرہ گھوڑون سے کود پڑے منتین کرنے لگے کہ اے شہریار اس ملعون کے مقابلے مین ہم جاوینگے صاحبقران فرمانے لگے اے سرداران نامی تم قالون سے میرے واقف ہو اُسنے میرا نام لیکر پکارا ہے تم لوگ تامل کرو حکیم صاحب بھی سردارون کو منع کر رہے ہین کہ آپ لوگ قصد نہ کرین مگر سردار نہین مانتے ضد کر رہے ہین کہ ہمین جاوینگے آقا کو نہ جانے دینگے اسوجہ مین دیر جو ہوئی سفاک نے بلبلا کر آواز دی یا صاحبقران آپ نے ایلچی کو ذلیل کیا اب میرے مقابلے مین آئیے تو بدلہ لون صاحبقران نے جھلا کر چاہا کہ اشقر نکالون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا نقابدار مرصع پوش صحرا سے پیدا ہوا مرکب باد رفتار زیر ران نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچھکاتا ہوا سامنے سفاک کے پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران ٹھہر جائیے یہ میرا شکار ہے نقابدار جو سامنے سفاک کے آیا سفاک نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ کاٹا سفاک نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا برق شمشیر جو چمک کر گری سفاک نے سپر چہرے کی پناہ کی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر اسر گلے جبڑے کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی سفاک دو ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہیان سفاک نے جو

آنسوون کے ساتھ دل بھی خون ہو کر رہگیا	رنج دے دیکر مجھے ایسا رلایا آپنے
یا حسینؑ ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا	کربلا مین پھر نہ سطوت کو بلایا آپنے

سنگ بار یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے سلما کے آیا سلما نے کہا او سنگ بار دعوی عشق کرتا ہی اور دیکھ رہا ہی کہ احتشام ہمکو تنگ کر رہی ہی کیسے کیسے سحر کیے ہمنے اپنے کو بمشکل بچایا یہ سُنکر سنگ بار طرف احتشام کے چلا جو کنیز راہ مین ملی اُسے قتل کیا احتشام نے دیکھا کہ سنگ بار اپنے ہوش مین نہین ہی کلمات سخت وسست کہتا ہوا آتا ہی کارد سحر جھولی سے نکالی سلما نے پلٹ کر کہا خواجہ نکل چلو آپس مین گوشت خود دندان سگ ہونے دو یہ کہکر سلما نے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا ہر چند خواجہ چیخے مگر سلما نے کچھ جواب نہ دیا لے اُڑی یہان جب احتشام نے دیکھا کہ سنگ بار قریب آیا چاہتا ہی کارد سحر جھولی سے نکالکر سنگ بار پر کھینچ ماری کہ سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ بار کو مار کر احتشام نے کنیزون کو ہوشیار کیا مگر بلکہ سلما نے جب دیکھا کہ قلعہ قریب رہگیا صحرا مین آکر خواجہ کو چھوڑ دیا کہا خواجہ اب جاؤ مین وقت پر آؤنگی خواجہ طرف لشکر کے چلے سلما غائب ہو گئین صبح کو صاحبقران قلعے سے نکلکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سب سردار بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب مسلح ومکمل مقابلے مین صاحبقران کے آکر اُترا ایلچی پاس صاحبقران کے بھیجا اور ایک نامہ بھی دیا مضمون یہ تھا کہ منم سفاک کرگدن سوار یا صاحبقران قلعہ چھوڑ دیجیے آپ چلے جائیے مین حکیم کو سزا معقول دونگا صاحبقران نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا ایلچی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھینکر ایلچی کو اُٹھا لیا جب وہ منتین کرنے لگا تب صاحبقران نے چھوڑا ایلچی رنجیدہ روانہ ہوا سفاک سے آکر کہا نامہ صاحبقران نے آپکا پھاڑ ڈالا مجھکو چند آدمی لپٹ گئے مین اپنی جان بچا کر نکل آیا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون

لشکرون

کیسے نکل گئے یہ کہکے گولہ مارا چاہا عمرو کو گرفتار کرلون کہ سلما آگے بڑھ گئین گولے کو کاٹا ساحر نے آگ برسائی شعلے جو چمکے تو منہہ بھی برسنے لگا احتشام پر دو چار قطرے جو گرے احتشام کی آنکھہ کھلی دیکھا محفل مین دریاے خون بہ رہا ہی کئی کنیزون کے لاشے تڑپ رہے ہین للکارا کہ او سلما تو نے میرے پھاٹک پر یہ آفت برپا کی اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگی احتشام نے اشارہ کیا کہ اے سنگ بار جادو اسکو زندہ نہ چھوڑنا اُس ساحر نے ایک دو پتھر زمین پر مارا پتھر برسنے لگے سلما نے آنکھہ سے اِشارہ کیا جو پتھر گرا کنیزان احتشام پر گرا کئی سو کے سر پھٹے جب دیکھا احتشام نے کہ میرے سحر نے میری کنیزون کو قتل کیا چاہا سامنے سے نکلجاؤن سنگ بار جادو سے کہا یہ دختر حکیم آغاز مصری ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا حکیم صاحب نے اِسکو سب کچھ تعلیم کیا ہی احتشام سے یہ سُنکر اُس ساحر نے چاہا غرق زمین ہو جاؤن سلما نے سحر کیا زمین سخت ہو گئی وہ ساحر غرق زمین نہ ہو سکا احتشام آگ برسا رہی ہی کبھی خاک اُڑاتی ہی مگر سلما ہر ایک سحر کو دفع کر دیتی ہی آخر سلما نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتار اُسپر اسم سحر پڑھا سنگ بار پر پھینک مارا جیسے وہ مالہ ٹوٹا فورًا سنگ بار جادو جھومنے لگا اور پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اور پھر بھی تو یہ کیفیت ہی

نظم

کب مین رو یا پھر شکوہ کیون بلایا آپنے — بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اُٹھایا آپنے
پاس اِک لحظہ نہ محفل مین بٹھایا آپنے — اپنے عاشق پر نہ اِکدن رحم کھایا آپنے
جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر — مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپنے
عاشقون مین ناتوان مجھکو سمجھکر اے صنم — جانکر کوہ غم فرقت گرایا آپنے
گرد اگر عندلیبون نے کیا ہی کیون ہجوم — عطر گل پوشاک مین شاید لگایا آپنے
کیا ہوا برسون جمایا جو حنا نے اپنا رنگ — خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپنے
بعد مرنے کے تو دل ہوتا شگفتہ قبر مین — پھول اِک آکر نہ تربت پر چڑھایا آپنے
فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یاد — حیف ہی ایسا مجھے دل سے بھلایا آپنے

تیرے ہاتھون مین رقیبون نے لگائی مہندی
مین تو واقف بھی نہ تھا عشق و محبت سے کبھی
کچھ خبر تجھکو نہین اے صنم پردہ نشین
واہ رے شوق ہوا سنتے ہی مین شادی مرگ
اے فلک اِس سے ہوا تجھکو بھلا کیا حاصل
اُستخوان تک سگ دلدار کے قابل نہ رہے
خوف سے زرد ہوا رنگ مرے چہرے کا
خیر میخانے کی تقسیم کیے خم کے خم
پھر رقیبون مین کسینے نہ اُٹھایا سطوت

میری تقدیر نے یہ رنگ دکھایا مجھکو
بیٹھے بٹھلائے ولا تو نے ستایا مجھکو
دربدر تیری محبت نے پھرایا مجھکو
مژدۂ وصل جو قاصد نے سنایا مجھکو
میرے محبوب سے کیون تو نے چھڑایا مجھکو
آتش عشق نے اِسدرجہ جلایا مجھکو
شب فرقت نے جو مین آکے ڈرایا مجھکو
تو نے اِک جام بھی ساقی نہ پلایا مجھکو
رات کو بزم مین اُنکی جو غش آیا مجھکو

اِس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گاے کہ بقراط مبہوت ہو گیا خبر آئندہ و گذشتہ کی فکر نہ رہی خواجہ نے سر پر رکھ کے جام دیا بقراط نے دونون ہاتھ بڑھا کے جام لے لیا لبون سے لگا کر پی گیا اب عمرو نے پلٹ کر احتشام کو جام دیا احتشام حیران ہی کہ آج گلنار نے یہ کمال کہان سے پیدا کیا کس لطف سے برابر گا رہی ہی اور سر سے شراب پلا رہی ہی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے خواجہ نے اول سلما کو رہا کیا زبان سے جو سلما کی سوزن نکلی سلما اُٹھی چاہا بقراط پر کڑک کر گرے ون خواجہ نے ہاتھ پکڑ لیا سلما نے کہا خواجہ اِس مرتد کو چھوڑتے ہو اگر یہ قتل ہو جاے تو بڑا مطلب حاصل ہو وے سارا طلسم یون ہی پڑا رہجاے جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ سلما کا پکڑا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا بقراط کو اُٹھا لیگیا اب عمرو نے کنیزون کے کپڑے اُتارے زیور سبھون کا اُتار لیا بعضون کو قتل کیا اب طرف احتشام کے چلے کہ اِسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او جلاد خبردار احتشام کو قتل نہ کرنا عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام پہلوے کوہ سے پیدا ہوا کہتا تھا کہ واہ بی سلما تمنے غضب کیا تھا خداوند کو قتل کراتی تھین مگر دیکھا کہ قدرت

نہایت ناز ہی صاحب کو اپنی خوش بیانی پر ذرا گلشن مین چلکے چہچہے سنیے عنادل کے
لگایا ہاتھ گردن پر جو ہین تلوار کا اُسنے مرے سہرے لیے کیا گر کے بوسے پای قاتل کے
غش آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین قیامت ہی ہوا سے اُڑ گئے پردے جو محمل کے
زبان حال سے یہ مہر کا ہی قول گردون پر بہت مدت سے ہین ہم سر بکف مشتاق قاتل کے
شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونکی یہ حسرت ہی ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے اُنکی محفل کے
ترے دیوانے کا جب خانۂ زندان مین دم نکلا فغان کرنے لگے کس درد سے حلقے سلاسل کے
خدا دست طلب کو تا گریہ رکھے تو بہتر ہی عجب ہوتا ہی اک رنگ خجالت مُنھ پہ سائل کے
روان رہتا ہی دریا آنسوؤنکا چشم گریان سے گمان ہین آشناؤنکو مری مژگان پہ ساحل کے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سطوت گئے گھر اپنے احباب اقربا سارے گلے مل کے

قضائے کار گائن گاتے گاتے کسی کام کو اُٹھی زیر کوہ آئی اُدھر سے خواجہ آتے تھے خواجہ نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر بالائے کوہ آئے مقام پر گائن کے بیٹھے کچھ اشعار گائے بقراط بہت خوش ہوا عمرو نے کہا یا خداوند مجھکو آپ نے کمال دیا ہی اگر حکم ہو تو ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے بقراط نے احتشام سے اِشارہ کیا کہ کلید میخانہ اِسکو دیدو احتشام نے کنجی میخانے کی نکالکر حوالے کی خواجہ کنجی لیکر میخانے مین آئے پُکار کر آواز دی ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑین اور گلابیان اُٹھا کر لیگئین کسی نے تپلے اُٹھا لیے تھوڑے عرصے مین سب ملازم ملکہ احتشام جادو کے شراب اُٹھا کر لیگئے خواجہ نے چالیس گلابیان بہ تکلف آراستہ کین اُسکو لیکر محفل مین آئے بقراط نے ہنسکر کہا کہ ای احتشام گائن تمھاری بڑی سلیقہ دار ہی کس تکلف سے شراب لائی ہی جی چاہتا ہی کہ بلا تامل پیجیے خواجہ نے لاکر شراب رکھی گھنگرو پائون مین باندھے گت ناچنا شروع کی آنکھ ملا کر بقراط سے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

چہرہ اُس شوخ نے جسدن نہ دکھایا مجھکو دل بیچین رہا چین نہ آیا مجھکو
مثل موسی کے نظر کی تو غش آیا مجھکو یار نے حسن کا جلوہ جو دکھایا مجھکو

آیا کہا امو شہر یار غضب ہوا کہ سلما کو بقراط لیگیا خواجہ عمرو اپنے مقام سے اُٹھے کہا حکیم صاحب مین تلاش مین اُس معشوق کی جاتا ہون مگر خوف ہی کہ ایسا نہو قمر عندار ملجائین اور مجھکو روکین تو کچھ روپیہ دلوائیے کہ مین سود تو ادا کردون حکیم صاحب نے ایک کوٹھا کھولکر دکھلایا کہ ہزار طاؤسان یاقوت احمر اُسمین بھرے ہوے تھے کہا خواجہ یہ سب آپ کا حق ہی خواجہ نے کہا مین دو چار لون حکیم نے کہا بس انکو ہاتھ نہ لگائیے جب سلما کو رہا کرکے لائیے گا تو کل کوٹھے پر اختیار ہی قبضہ کیجیے گا اور قصر مرواریدنگار مین ایک کوٹھا ہی کہ اُسمین سب موتی بھرے ہین سواے میرے اُسکو کوئی دوسرا انہین جانتا وہ خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ عمرو خوش ہوگئے بانہاے عیاری لگا کر اُٹھے مگر بقراط جو سلما کو لیکر چلا سامنے کوہ احتشام کے پہونچا ملکہ احتشام جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد اِسکے جو آمد بقراط دیکھی کئی سو طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے سامنے سے نمایان ہوے سمجھی کہ اب بقراط آتا ہی مسند سے اُٹھی کنیزون کو ساتھ لیکر صف باندھکر کھڑی ہوئی بس جیسے ہی بقراط سامنے پہونچا احتشام نے جھک کر سلام کیا بقراط نے جمال جہان آراے احتشام دیکھا کہ چہرہ چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ گرد ماہتاب ہالہ پڑا ہی چہار جانب کنیزین مثل سیارگان ہیچ مین وہ ماہ تابان ملکہ نے کہا کہ یا خداوند آئیے آج کہان تکلیف فرمائی بقراط نے کہا سلماے گوہرپوش کو لیے جاتا ہون احتشام نے کہا مقام تاسف ہی کہ ہمارے کوہ کے سامنے سے جائیے اور یہان تشریف نہ لائیے بقراط یہ سنکر اُتر پڑا مسند پر آکے بیٹھا سلما کو سامنے رکھدیا اب جو سلما کی آنکھ کھلی اپنے کو کوہ احتشام پر پایا بقراط سامنے بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھر آے بیساختہ پکار اُٹھی اور یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے لگی

نظم

نکالے خوب بعد ذبح مین نے حوصلے دل کے | دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
غضب ہوکر جو دیکھا آج اُس سفاک نے مجکو | ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے
اُٹھا لو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہی | مجھے ڈر ہی نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے

کہ ملکہ سلما کی آمد ہوئی چند نازنینان مہ جبین آکر کرسیون پر بیٹھین ملکہ سلما بھی آکر بیٹھین امیر نے دیکھا ملکہ دریاے جواہر مین غوطہ زن ہین لباس فاخرہ پہنے ہوے چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب ملکہ نے آکر امیر کو سلام کیا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ جو آکر تخت پر بیٹھین ہمراہ گائنین بھی موجود تھین ساز درست کیے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

آے جب کپڑے پہنکر باغ مین وہ یار سرخ — کیون نہ ہو فرط خوشی سے ہر گل گلزار سرخ
ہو جو منظور نظر ای یار نہ تمکو ہار سرخ — لخت دل کے لعل اشک خونکے دونمین تار سرخ
پوچھیے میرے جنونکو قیس اور فرہاد سے — پانون سے ہی لال صحرا سر سے ہی کہسار سرخ
ذبح جب مجھ سوختہ تن کو کیا اُس تُرک نے — ہو گیا حدت سے فورًا خنجر خونخوار سرخ
روند تو آکر ہماری لاش کو ای شہسوار — دفعتہً ہو جائینگے چارون سم رہوار سرخ
موتیونکا ہار پہنے ہی جو وہ رنگین ادا — عکس لعل لب سے ہی ہر گوہر شہوار سرخ
زخم دل دست حنائی سے جو دیکھا یار نے — ہو گیا پھاہے کا میرے مرہم زنگار سرخ
حشر کو پیش خدا کہدونگا ہی قاتل وہی — خون سے عاشق کے ہی جس ترک کی تلوار سرخ
بلبلو کیسا تمھین ہی عشق صادق باغ مین — صحبت گل سے نہ برسون مین ہوئی منقار سرخ
لعل میرے لخت دل کے ایسے ارزان ہو گئے — آجکل رہتا ہی سارا جوہری بازار سرخ
دیکھنے کو باغ مین آئے جو وہ رشک مسیح — ہو خوشی سے رنگ روے نرگس بیمار سرخ
دیکھیے کس بے گنہ کا آج سطوت خون ہو — کپڑے پہنے ہی ہمارا قاتل خونخوار سرخ

خوب محفل مین رنگ جما ہوا ہی ملکہ سلما تخت پر حکیم صاحب مصروف خدمتگزاری کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او حکیم تو نے غضب کیا اپنے مکان مین ہمارے دشمن کو جگہ دی اور بٹھایا کہ جسپر ہماری نگاہ پڑتی تھی اُسکو سامنے کردیا اب تیرا کیا حال کرون دیکھا بقراط دربارگاہ سے پیدا ہوا حکیم صاحب تو ایک گوشے مین چھپے صاحبقران تیغہ کھینچکر اُٹھے فرمایا او بیحیا خبردار حکیم کو نہ ستانا بقراط نے کہا حمزہ بیٹھو مین تمسے کب خوف کرتا ہون یہ کہکے جھپٹ کر ملکہ سلما پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا حکیم روتا ہوا سامنے

نہ کیجیے ملکہ سلماے گوہر پوش تختی کی حفاظت مین تھین اسوجہ سے آپ غالب نہین ہوے آپ اپنے زمانے کے صاحبقران ہین مین شکر پروردگار کرتا ہون کہ ہمیشہ سے مسلمان ہون مین یہ چاہتا کہ آپ کو صدمہ پہونچے انشاء اللہ تعالی آپ کے ہمراہ چلونگا قصر ہشت پہل پر مقابلہ پڑے کہ یہ ملعون دعوی خدائی کیے ہوے بیٹھا ہوا ہو اسکو سزا اسلیے کہ یہ قصر ہشت پہل سے بھاگے اور قصر مرواریدین پہونچے وہان چلکر گھیریے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمائیے گا مگر اب قلعے مین تشریف لے چلیے آج حضور کی دعوت ہو صاحبقران زمان ہمراہ حکیم کے مع سرداران نامی باتین کرتے ہوے چلے مگر حکیم عمرو کو دیکھکر کہتا ہو کہ یا صاحبقران زمان عیار آپ کا بلا روزگار ہو مجھکو جاکر بیہوش کیا تھا مگر مین نے حفاظت اپنی کر رکھی تھی مین نکل گیا ورنہ خواجہ کی عیاری مین آگیا تھا خواجہ عمرو خاموش باتین حکیم کی سنتے ہوے آتے ہین کہتے ہین جناب حکیم صاحب حقیقت مین آپ بہت ہوشیار ہین کہین ایسی تکلیف نہین پڑی آپ کے واسطے بڑی فکرین کین حکیم صاحب صاحبقران کو لیے ہوے بہ عظم وشان تمام بہ کیفیت مالاکلام قلعے مین آئے امیر نے دیکھا شہر آباد ہو بہت پاکیزہ ہر دکاندار مرفہ حال تاجر صاحبان جاہ وجلال جس راہ سے سواری صاحبقران کی گذری دکاندار برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتے تھے کہ پروردگار اِس شہریار کو سلامت رکھے یہ وہ شہریار ہین کہ اِنکے عہد سخاوت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہو قواعد مذہب کے پابند بڑے ہوشمند امیر سب کا سلام لیتے ہوے قصر رفعت مین آئے تخت یاقوت احمر وہان بچھا تھا حکیم نے عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین امیر نے فرمایا خدا امیرے تاجدار کو سلامت رکھے مین سپہ سالار لشکر ہون مین تخت پر نہین بیٹھتا آپ تخت پر تشریف رکھیے حکیم نے کہا مین صاحب خانہ ہون مین خدمتگذاری کرونگا یہ کہکے پلٹ کر خدمتگار سے کہا ملکہ سلما کو بلا لا کہنا اے نور نظر آؤ صاحبقران تشریف لائے ہین خدمتگار نے جاکر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ خوش ہوگئین کنیزون کو ساتھ لیکر چلین صاحبقران بیٹھے تھے

آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی برابر نیزہ چلا صاحبقران نے نیزہ نقابدار کا نکالا اب
نقابدار نے قبضۂ تلوار پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے تلوار
کو تلوار پر رد کا نقابدار نے جھپٹ کر گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون گھوڑے سے
اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون کس زور و شور سے لڑ رہے ہین جانبین کے
لشکر والے تعریفین کر رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی صاحبقران نے
ہرچند چاہا کہ زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا جب دن کم باقی رہا تو نقابدار امیر کو روک کر کھڑا
ہوا کہا یا صاحبقران ہمارا دستور نہین کہ شب کو مقابلہ کرین اب مین رخصت ہوتا
ہون ہرچند کہ امیر ستیزندۂ ناگریزندہ ہین مگر سوچے کہ اگر شب کو مقابلہ ہوگا تو خرابی
پڑیگی کچھ جواب ندیا نقابدار امیر با توقیر کو چھوڑ کر پشت مرکب پر سوار ہوا باد بان جو
تڑپی گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹ گیا امیر نے دیکھا کہ ملکہ سلماے گوہر پوش باد بان
کو اُڑاتی ہوئی روانہ ہوگئین بارگاہین بھی سب لدین ہمراہیان لشکر بھی روانہ ہوگئے
صاحبقران رنجیدہ بیٹھے مگر بڑا انتشار ہی سرنگون ہین کسی سے کلام نہین کرتے
عمرو نے پوچھا کیون شہریار باعث انتشار کیا ہی امیر نے فرمایا خواجہ مقام انتشار
یہ ہی کہ یہ نقابدار ملکہ سلماے گوہر پوش تھین چار پہر برابر کشتی ہوئی اور مین زیر
نہ کرسکا معلوم ہوتا ہی کہ میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہوا مین اب آج سے سپاہ گری ترک
کرونگا عمرو نے کہا اسمین کچھ بھید تھا ورنہ کسکی مجال ہی کہ آپ سے لڑسکے صاحبقران نے
فرمایا کیونکر معلوم ہوگا کہ کیا بھید تھا یہ کہکر صاحبقران چاہتے ہین کہ ہتھیار کھول ڈالون
آج سے پہلوانی ترک کرون کہ دروازہ قلعے کا کھلا دیکھا وہ حکیم پشت پر بارہ چودہ ہزار
سفید پوش بخورات سب کے ہاتھون مین روشن ہین ایک تخت کو کاندھا دیے ہوے
آئے اُس تخت پر تاج رکھا ہی نوبت نقارے بجتے ہوے اِس عظم و شان سے آکر
حکیم نے صاحبقران کو سلام کیا اور ہاتھ مین ہاتھ ڈال کر یہ عرض کی ای شہریار آپ
کیون ملول و حزین ہین امیر نے فرمایا میرا ارادہ ہی کہ پہلوانی ترک کرون کہ عورت
سے چار پہر مقابلہ ہوا اور مین اُسے زیر نہ کرسکا حکیم نے کہا ای شہریار اِسکا افسوس

یہ سنکر ملکہ سلما گھوڑے پر سوار ہوئین اور نقاب چہرے پر ڈال لی مرکب اُڑا کر چلین
یہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ کنارے پر لشکر کے
ایک نقابدار کھڑا ہوا حضور کو پکار رہا ہی صاحبقران نکلے نقابدار نے گھوڑا اپنا
بڑھایا امیر تعاقب مین چلے تھوڑی دور جا کر وہ نقابدار غائب ہو گیا امیر صحرا مین
پھر رہے ہین کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے کئی سو نازنینان مہجبین
آپس مین چہلین کر رہی ہین سلماے گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہین بعد نارہ گلفشانی
کر رہی ہین صاحبقران نے جو ملکہ سلما کو دیکھا چاہا کہ گلے لگا لون ملکہ سلما کرسی سے
اُٹھین مادیان تیار کھڑی تھی فورًا الپشت مادیان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئین امیر
نے پلٹ کر دیکھا کہ لشکر سامنے ہی لشکر مین آ کر بارگاہ مین بیٹھے خواجہ عمرو نے پوچھا
کہ اے شہریار کہان تشریف لیگئے تھے امیر نے فرمایا خواجہ عجب معرکے گذر رہے
ہین سلما ملاقات نہین کرتین دھوکا دیکر چلی جاتی ہین ابتک اُنکا مشتاق ہون
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے نقابدار مرصع پوش پشت پر دو
لاکھ نیزہ دار گھوڑے عربی زیر ران نقابدار آ کر اُترا طبل جنگی بجوایا ہرکارون
نے امیر کو خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش بر سر حرب و پیکار ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی
امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرونمین طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا امیر نے
نماز صبح پڑھی اب وہ وقت آیا کہ نیر اعظم آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہاے ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی مین آیا اپنی تیزی دکھانے لگا فوج سیارگان بھاگی امیر
باتوقیر بھی لشکر لیکر میدان مین آئے ایک طرف سے نقابدار مع لشکر کثیر آیا
جب دونون لشکر میدان کارزار مین آ چکے جانبین کی صفین جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر ہٹے نقابدار نے مرکب میدان مین نکالا پکار کر
آواز دی کہ صاحبقران زمان کہان ہین مقابلے مین نہین آتے صاحبقران
نے مرکب صف سے نکالا جیسے ہی سامنے پہونچے نقابدار نے بڑھکر نیزہ مارا

کمال حکمت دکھائین گے تب بقراط شکست کھائیگا بھاگ کر قصر مروارید مین جائے گا دہان جاکر خوب لڑیگا اہل فوج حضور کے پامال ہونگے تب آید طلسم کشا ہوگی جب وہ آکر لوح چمکائین گے تب اُسکے سحر سے مہلت ملیگی امیر نے یہ سُنکر ہاتھ بڑھایا قصد کیا کہ ہاتھ ملکہ سلما کا تھام لون سلما اُٹھین طرف دروازے کے چلین صاحبقران بھی ساتھ ہی اُٹھے کہ دامن سلما تھام لون گلگونہ نے دوڑ کر امیر کو روکا کہا دیکھیے گستاخی نہ کیجیے امیر پلٹے کہ گلگونہ کو مارون دامن اپنا چُھڑا لون حرز ہیکل جو چمکی سلما تو نکل گئین صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا کہ دروازے اُس مکان کے بند ہوگئے امیر نے ایک دروازے پر ہاتھ رکھا اور اسم اعظم الٰہی پڑھا ایک دناٹا ہوا اور دروازہ کھل گیا امیر باہر نکلے قصر گر پڑا صحراے ویران معلوم ہونے لگا دیکھا بونڈلے گرد کے بلند ہین خاک اُڑ رہی ہو لشکر اپنا اُسی صحرا مین اُترا پایا سرداروں نے جو صاحبقران کو دیکھا براے استقبال دوڑے صاحبقران کو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے مگر حکیم آغاز مصری قصر عجائب مین بیٹھا ہو کہ احوال معلوم ہوا کہ امیر قصر رنگارنگ مین گئے اور بخیر و خوبی نکل آئے مگر اعزاز و اکرام سلما اُنپر ظاہر ہوا حکیم قصر عجائب سے اُٹھا باغ مین ملکہ سلما کے آیا بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر یہ مقام فخر ہو کہ صاحبقران جد طلسم کشا ہین وہ تمپر مائل ہوے تو تمکو چاہیے ہو کہ یکایک نہ ملو اعزاز اپنا بڑھنے دو باغ گلفشان کا راستہ اُنکو بتاؤ آخر مین تمھارے اُنکے مقابلہ ہوگا چار پہر لڑنا پھر چھوڑ کے چلی آنا مگر اسطور سے جانا کہ اُنکو ثابت ہوجاے کہ یہ ملکہ سلماے گو بہ پوش ہین پھر مین سمجھ لونگا مین اُنکی تکلیف نہین چاہتا قواعد طلسم صرف کر رہا ہون آخر مین مجھسے زیادہ اُنکا کون خدمتگزار رہی بقراط کو ایسا حیران کرون کہ قصر بہشت پہل سے بھاگے اور قصر مروارید مین پہونچے کسی طور سے قصر مروارید بھی فتح کراونگا اِس ملعون نے دعویِ خدائی کیا دل مین آبلے پڑے ہوے ہین ہمیشہ مجھسے کہا کرتا تھا کہ مجھکو سجدہ کرو مین نے حیلہ کر کے ٹالا آجتک اُسکو سجدہ نہین کیا اب جاؤ باغ گل فشان مین اپنے کو پہونچاؤ

مہ صیام مین نہ ہاتھ کے جلانے کو
بغل مین شیشۂ مے بادہ خوار رکھتے ہین

کبھی نہ چھوڑینگے وہ میرے طائر دل کو
سُنا ہی مین نے کہ شوق شکار رکھتے ہین

مکان عمر دو روزہ مین کیون کرین تعمیر
کہ ہم تو زندگیِ مستعار رکھتے ہین

تمھاری تیغ نگہ سے ہوے ہین ہم مجروح
جگر بھی سینہ بھی دل بھی فگار رکھتے ہین

رفو کرینگے گریبان قیس مین جا کر
ہم اپنی جیب مین دو چار تار رکھتے ہین

اگر تمھین نہ یقین ہو تو دیکھ لو منھ کو
مثال آئنہ دل خاکسار رکھتے ہین

ہزار درد جدائی ہو منھ سے اُف نکرین
ہم اپنے دل پہ ابھی اختیار رکھتے ہین

عجیب کرتے ہین احسان ہماری روح پہ وہ
جو آکے پھول بروے مزار رکھتے ہین

شراب کی ہمین ساقی کچھ احتیاج نہین
مے ولاے شہ ذو الفقار رکھتے ہین

تصور اُس رُخ رنگین کا ہی سدا اسطوت
نئے چمن کی نظر مین بہار رکھتے ہین

اِس لطف سے اُن نازنینان مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران اُنکے بیچ مین ہو گئے ہر چند عمرو نے پکارا کہ یا امیر آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اُن نازنینون کے ساتھ قصر مین داخل ہو گئے امیر نے جا کر دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین غائب ہو گئین قصر نہایت تکلف سے آراستہ ہی کھانا وغیرہ رکھا ہی جابجا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود ہین چند ساقی بچے بھی حاضر ہوے جام ارغوانی لبریز کیا صاحبقران نے جام پیا اُسکا یہ انجام ہوا کہ دوسرا دروازہ قصر کا کُھلا دیکھا سب سے پہلے ملکہ سلماے گوہر پوش آکر تخت پر بیٹھین بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گلگونہ آئین آکر سلما کو سلام کیا پہلو مین آکر بیٹھ گئین دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ہم آپ کی کنیز ہین عنایت فرمائیے گا پھر گلگونہ نے اُٹھکر جام لبریز کیا ملکہ سلما کو دیا سلما نے وہ جام پیا مسکرا کر صاحبقران سے پوچھا اے شہریار آپ نے مرتبہ میرا دیکھا ہم لوگ جو آپ کے ساتھ ہونگے تو لقراط کو خوف پیدا ہوگا لقراط وہ شخص ہی کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دے طبقات زمین ہلا دے جسدن اُس سے معرکہ پڑیگا حکیم آغاز مصری والد اِس حقیرہ کے براے مدد حضور آوینگے

بیٹھا ہی دونون سینگھ اپنے نرگاؤ نے شبیر پر مارے سر شبیر کا کاغذ کا تھا سینگ پڑنے سے
پھٹ گیا جیسے ہی سر پھٹا سر سے شبیر کے ایک دھوان نکلا نرگاؤ اور سوار کے دماغ
مین پہونچا دونون بیہوش ہوکر گرے خواجہ نے دونون کے سر کاٹ لیے ایک
آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام ہن گاؤ سوار جادو بود خواجہ انکو مارکر
طرف لشکر کے چلے قضائے کار صاحبقران زمان کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے
خواجہ کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار اُٹھے فرد اے پیک راستان خبر یار ما بگو
احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار یہ حکیم بڑا ہوشیار
ہے بہ عنایت پروردگار مین پہونچا اُسکو بیہوش بھی کیا مگر وہ غائب ہو گیا کنارے تک
لشکر کے اُسنے برابر ساحر بھیجے سب میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی نرگاؤ سوار
کو مین نے مارا مگر اے شہریار خدا اُس سے محفوظ رکھے دیکھیے کیا شعبدہ دکھایا تھا
کہ سردار آپ کے مارے گئے اُنکو خبر بھی نہین ہوئی مگر خیر شکر ہے کہ ابھی تک کوئی
نقصان نہین ہوا لیکن درپئے آزار ہے صاحبقران اِس فکر مین کھڑے تھے کہ
دیکھا سامنے صحرا مین ایک قصر ظاہر ہوا سر قصر پر ایک مرغ بیٹھا ہوا بانگ دیرہا ہے
جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کبھی صدا ہیہات ہے اور کبھی صدائے افسوس ہے
صاحبقران نے فرمایا خواجہ دیکھو یہ قصر کیسا ظاہر ہوا اور یہ مرغ کیسی بانگ دیتا
ہے مین اِس مرغ کو مارتا ہون یہ کہکر صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس مرغ کو مارا تیر جاکر مرغ کے سینے پر پڑا توڑکر
پشت کو پار گذرا طائر بلک کر اپنے مقام سے اُڑا آواز دی یا صاحبقران آپنے
غضب کیا کہ طیران جادو کو مارا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین غول باندھے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی آتی ہین

نظم

جو تجھسے عشق ہم اے گلعذار رکھتے ہین — رقیب دل مین عداوت سے خار رکھتے ہین
شراب پینے سے ہمکو نہ منع کر زاہد — ازل سے شوق مے خوشگوار رکھتے ہین

اُس طائر نے ہرچند آوازین دین مگر خواجہ نے گلیم نہ اُتاری اوڑھے ہوے ایک گوشے مین کھڑے رہے آخر طائر نے شاخ نخل سے پروانہ کی اُڑکر قلعے مین جاکر غائب ہوا خواجہ نے اب گلیم اُتاری طرف لشکر کے چلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ نے آہو کو دیکھکر حلقہ ہاے کمند زمین مین لگا دیے اور آپ گوشے مین چھپکر بیٹھے وہ آہو دوڑا ہوا آیا حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے جھٹکا مارا وہ آہو گرا عمرو نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ سر آہو کا اُڑ گیا آہو کے مرتے ہی اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آہوان جادو بود مارکر آہوان کو خواجہ آگے بڑھے حکیم قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر نے ہنسکر کہا کہ حکیم صاحب مبارک ہو آہوان مارا گیا حکیم نے یہ سُنکر ایک نعرہ آہ کیا منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا طرف آسمان کے وہ شعلہ چلا خواجہ جاتے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نرگاؤ پر سوار آتا ہی آدھا جسم ڈھلکا ہوا زمین پر آدھا بر سر پشت نرگاؤ خواجہ سمجھ گئے کہ میری فکر مین آتا ہی خواجہ نے زنبیل سے ایک آدمی نکالا اپنی صورت بناکر ایک مقام پر بٹھا دیا وہ نرگاؤ سوار آیا اُس مقام پر آکر اُترا عمرو نقلی کو اُٹھا لیا کمر سے خنجر نکالا اُسکا سر کاٹ کر ڈالدیا اور پھر پشت نرگاؤ پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا یہان حکیم تو قصر عجائب مین بیٹھا ہی کہ ایک تصویر قہقہہ مارکر ہنسی کہا جناب حکیم صاحب آپ کو کیا معلوم ہوا عمرو نے ایک گنہگار کو قتل کرایا خود صحراے عجائب سے نکل گیا اب لشکر مین اپنے پہونچا چاہتا ہی نرگاؤ سوار آیا اُسنے مونچھون پر تاؤ پھیرکر کہا جناب حکیم صاحب مین نے عمرو کو قتل کیا حکیم نے کہا او بیوقوف وہ عمرو نہ تھا عمرو قریب لشکر کے پہونچا ہی اب داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ایک گنہگار کو اُسنے قتل کرایا نرگاؤ سوار نے کہا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے پھر بھاگا یہان خواجہ نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی نرگاؤ سوار آتا ہی خواجہ سمجھ گئے کہ پھر میری فکر مین آتا ہی جھٹ پٹ خواجہ نے ایک شیر مقوے کا زنبیل سے نکالا ایک نخل کے نیچے بٹھا دیا آپ فوراً جاکر ایک گوشے مین چھپ گئے اُس نرگاؤ سوار نے قریب آکر دیکھا کہ ایک شیر

جیسے ہی عمرو نے نعرہ کیا حکیم نے آواز دی کہ ای سریع السیر مجھکو بچانا آسمان سے ایک طائر تڑپ کر گرا عمرو نے چاہا جال الیاسی مار کر طائر کو بھی پکڑ لون مگر طائر نے اِس جلدی مین اٹھایا کہ خواجہ جال نکالتے رہگئے تڑپ کے گرا اور حکیم کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو ناچار ہو کر رہگئے اُسی تخت پر سوار ہوے قصر عجائب سے نکلے راہ مین آواز آئی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ حکیم ایسے ہوشیار کو دھوکا دیا عمرو کے جو کان مین یہ آواز آئی تخت تو عمرو نے زنبیل مین رکھا آپ گلیم اوڑھکر غائب ہوا دیکھا کہ آسمان سے آکر ایک طائر اُترا درخت پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز آتی تھی

نظم

پریشان ہین بلا مین پھنس گئی ہین ہاتھ ملتے ہین — گرفتاران دام زلف جانان کب نکلتے ہین
اُنھین دل کیون دیا اسیر کف افسوس ملتے ہین — رقیبونکو میسر وصل ہم فرقت مین جلتے ہین
صدا دیتے یہ ہم بازار اُلفت مین نکلتے ہین — کوئی معشوق لے بوسہ سے دل اپنا بدلتے ہین
حسینان جہان افسوس دل عشاق کی لیکر — بڑے بیدرد ہین کس کس طرح تلوونسے ملتے ہین
دُکھے دل کو مرے اُس ترک نے ایسا دُکھایا ہے — کہ بیتابانہ ہر ہر بات پر آنسو نکلتے ہین
عدم کا شوق ہے اِکدن گلا رکھا نگے ہم جا کر — کمر سے وہ لگا کر نیمچہ اکثر نکلتے ہین
گلے سے وہ لپٹ کر دیکھیے دیتے ہین کب بوسے — مرے دل کے خدا جانے یہ ارمان کب نکلتے ہین
کسی کمسن حَسین کی آنکھ کی پُتلی جو دیکھی ہے — مری آنکھونسے طفل اشک کیا گر گر نکلتے ہین
جفائین اُنکی وان حد سے زیادہ بڑھتی جاتی ہین — کہانتک ضبط اب یان بھی گِلے منھ سے نکلتے ہین
ہمارے دل کی بیتابی بھی اِک طرفہ قیامت ہے — اُلٹتا ہے زمانہ جب کبھی کروٹ بدلتے ہین
تمھاری چاند سی صورت جو ہمکو یاد آتی ہے — نہین پھر نیند آتی کروٹین شب بھر بدلتے ہین
غبار اُڑ اُڑ کے میرا اُنکے دامن سے لپٹتا ہے — جو وہ گور غریبانکی طرف ہو کر نکلتے ہین
وہ افشان اپنی زلفون پر چھڑکتے ہین تماشا ہے — ہوا ثابت اندھیری رات مین تارے نکلتے ہین
ٹھہر جاؤ کوئی کہدے عدم کے جانیوالونسے — چلین گے ساتھ ہی ہم بھی ذرا کپڑے بدلتے ہین
زیارت کو حسینؑ ابن علیؑ کی جا کے ای سطوت — پھر آئے لکھنؤ مین کیون کف افسوس ملتے ہین

کر لیا کہ عمرو کو قیصر تصویر مین بھیجا اب ارادہ ہی کہ عمرو کی صورت بنکر صاحبقران کو لاؤن اسم اعظم سے کچھ نہ ہوگا سر کاٹ کر آپ کی خدمت مین بھیجونگا عمرو نے کہا ای حکیم صاحب مجھکو خیال ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو قید سے چھوٹ جاے تو باعث خرابی ہو مین نے بھی جستجو کی ہی حکیم نے کہا یا خداوند آپ تردد نہ فرمائیے اب رفتہ رفتہ طلسم کشا کی بھی تدبیر ہوگی افسوس ہی کہ امیر کو ابتک میرا خوف نہین اپنے اسم اعظم پر بڑا گھمنڈ ہی چاہتے ہین کہ قلعے مین داخل ہو جائین تمام عمر قلعے مین نہ آسکین گے علاوہ اِن شعبدات کے کسی ایسے عجائب مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر یاد کرین بقراط نقلی نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ تم جو تدبیر کروگے وہ ٹھیک پڑیگی لیکن مین تمھارے واسطے شراب شباب لایا ہون ایک دو قطرے پیو جوان ہو جاؤگے شراب شباب کا نام سُنکر حکیم نے کہا مناسب ہی کہ مجھکو دیجیے عمرو نے زنبیل سے ایک شیشی نکالی کہا از آغاز مصری یہ وہ شراب ہی کہ جسکو سامری و جمشید نے قصد کیا کہ ہم پیین اور اُنکو ممکن نہ ہوا مین آج اُٹھا لایا کہ اپنے دوست صادق و حکیم موافق کو پلاؤن ہمیشہ جوان رہوگے کبھی زوال نہ آئیگا نصف مین پیونگا نصف تمکو دیتا ہون یہ سُنکر حکیم بہت خوش ہوا خواجہ نے نصف شراب تو آپ پی اور ہنسکر کہا روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی رگین بڑھ رہی ہین آمد شباب کا تقاضا ہی حکیم نے کہا مجھکو بھی دیجیے خواجہ نے شیشی منھ سے لگا دی حکیم پی گیا جب پی چکا تو زانو پر ہاتھ مارنے لگا کہتا تھا کہ ای عمرو تو نے غضب کیا کہ مجھکو شراب پلا دی اب میرا عجیب حال ہی مگر جسواسطے تو نے یہ مشقت اُٹھائی وہ آرزو پوری نہ ہوگی عمرو نے جھلا کر کہا او بے وقوف نعرۂ عمرد

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرارہ ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

تمکو اِس حال مین دیکھا اب مین کہو کیا کرون عمرو نے کہا نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالی اِن حکیم کی فکر ہو گی ایسے پریشان ہون کہ سارے شعبدے کرنا بھول جائین ایک آواز آئی کہ او ساربان زادے تیری کیا مجال ہی کہ ہمپر عیاری کرے عمرو خاموش ہو رہا اور کہا اے شہریار آپ سُنتے ہین یہ حکیم بہت ہوشیار رہتا ہی دیکھیے کیا جواب دیتا ہی مگر اب مین اُنکی تلاش مین نکلتا ہون امیر نے فرمایا خواجہ بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے خواجہ بامہانے عیاری لگا کر بارگاہ سے نکلے طرف قلعے کے چلے میدان مین جاتے ہین کہ قلعہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا خواجہ ایک درخت کے نیچے چھپ گئے وہ طائر صحرا مین ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اور بشکل انسان کے آواز دیتا ہی کہ خواجہ عمرو کہان گئے خواجہ گلیم اوڑھکر قریب اُس طائر کے آئے وہ طائر اپنے پرون کو تول کر اُڑ گیا حکیم آغاز مصری قصر عجائب مین بیٹھے تھے طائر کو بھیجا تھا کہ عمرو کو پکڑ لا کہ وہ طائر پلٹ کر آیا مگر ہانپتا ہوا کانپتا ہوا کہا جناب حکیم صاحب عمرو مجھکو نہین ملا خواجہ نے یہان تدبیر کی کہ آپ تو گوشے مین ہو گئے ایک شخص کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنایا کہا میدان قلعہ مین جا قلعے کو جھوم کر چلا آ وہ جوان چلا یہان حکیم نے جو طائر کو مایوس پایا تصویرین کاغذ کی سامنے موجود تھین ایک تصویر سے اشارہ کیا کہ عمرو قریب قلعے کے پہونچ چکا ہی اُسکو جا کر اُٹھا لا وہ تصویر چلی بالائے قلعہ سے دیکھا کہ میدان مین ایک شخص چلا آتا ہی تصویر تڑپ کر گری ہم صورت عمرو کو اُٹھا لیگئی خواجہ نے گوشے سے دیکھا کہ میرے ہم شبیہ کو ایک تصویر اُٹھا لیگئی خواجہ عمرو بقراط ثانی کی شکل بنے تخت زبرجدی پر سوار ہوے تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان حکیم نے دیکھا کہ عمرو گرفتار ہو آیا ہنسکر کہا اِسی منھ پر دعویِ عیاری کرتا تھا پکارکر آواز دی کہ اے نگہبان عمرو کو لیجا کر قصر تصویر مین قید کرو اب مجھے اطمینان ہوا یہ کہکر قصر عجائب مین بیٹھا ہی اور راق شعبدہ دیکھ رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا بقراط ثانی تخت اُڑاے ہوے آتا ہی آغاز مصری اپنے مقام سے اُٹھا پکارکر آواز دی کہ یا خداوند آئیے عمرو نے تخت اُتارا حکیم نے بڑھکر ہاتھون کو بوسہ دیا کہا اِسوقت قدرت کیونکر تشریف لاے غلام نے انتظام

سونگھے کبھی جو آ کے مرے گلبدن کی بو
پھر عندلیب کو نہ خوش آئے چمن کی بو

آتی ہی مجھکو یاد جو اُس گلبدن کی بو
گلشن مین سونگھتا ہون گل یاسمن کی بو

مہکی جو باغ مین مرے غنچہ دہن کی بو
شرما گئی چمن مین گل نسترن کی بو

پھولون سے کام ہی نہ غرض عطر سے مجھے
مین روز سونگھتا ہون ترے پیرہن کی بو

کوچے مین اُسکے آ کے ابھی آشیان بنائے
بلبل جو سونگھ لے مرے رشک چمن کی بو

بوسہ لیا جو مین نے معطر ہوا دماغ
بہتر ہی بوے گل سے تمہارے دہن کی بو

ای یار آ گئی تن بیجان مین میرے جان
آئی دماغ مین جو ترے پیرہن کی بو

سطوت خدا سے مانگتا ہون روز یہ دعا
پھر سونگھون جا کے مرقد شاہ زمن کی بو

یہ اشعار پڑھکر سلما نے کہا ای شہریار اُٹھیے یہ وقت ہی کہ گل مراد کھلا ہی بو سے اسکی تمام باغ معطر ہو رہا ہی صاحبقران اُٹھے بارگاہ سے نکلے آگے آگے سلما پیچھے پیچھے امیر دونون لشکر سے نکلکر صحرا مین جب پہونچے امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ سلما ٹھہر مین امیر نے ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی وای غنچۂ ریاض محبوبی ہم اب بہت بیقرار ہین حکیم صاحب نے بہت شعبدے ہمارے ساتھ کیے سلما ہنسنے لگی کہا ای شہریار آپ مجھے نہ چھوئیے ورنہ بہت پچتایئے گا امیر نے جو بنگاہ غور دیکھا ایک حبشن سامنے کھڑی ہنس رہی ہی امیر نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا تو کون ہی وہ زنگن غرق زمین ہو گئی امیر لاحول پڑھتے ہوے پلٹے بارگاہ مین آئے دیکھا عمرو رو رہا ہی امیر نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ای شہریار مین نے ابھی خواب دیکھا کہ نور الدہر آئے ہین مگر سر سے پا تک زخمی ہین مین نے پوچھا کیون فرزند خیر تو ہی جواب دیا ای عم نامدار مین باغ مراد مین گیا تھا وہان تلوار چلی بڑے بڑے پہلوان نگہبانان گل مراد ہین اگر آپ کچھ مدد کرین تو شاید وہ پھول ملے مین چاہتا تھا کچھ تدبیر بتاؤن کہ آنکھ کھل گئی آپ کو دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ عجب شعبدے ہین مجھکو ملکہ سلما اپنے ساتھ لیگئی تھین راہ مین جا کر جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک حبشن نہایت سیاہ فام بد انجام غرق زمین ہو کر غائب ہو گئی مین پلٹ آیا

عمرو نے آکر امیر کو سمجھایا عرض کی اے شہریار کیون آپ اسقدر بیقرار ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اول تو مجھپر یہ معرکہ گذرا کہ جملہ سردار میرے آپس مین لڑ بھڑ کر قتل ہوے اب مین ایسے سردار کہان پاؤنگا دوسرے یاد ملکہ سلماے گوہرپوش عمرو نے کہا اے شہریار آپ ناحق ملول و حزین ہین لندھور کو مین نے ابھی دیکھا کہ بارگاہ سے نکلے تھے برآے رفع حاجت گئے ہین دوسری طرف سے مالک نکلے آپس مین دونون بہ محبت باتین کر رہے تھے کہتے تھے صاحبقران نے کیون دیر کی قلعے پر بلوہ نہین کرتے امیر نے فرمایا خواجہ برائے خدا میرے رفیقون کو بلاؤ میرے دلپر چھُری چل رہی ہے عمرو نے جاکر مالک و لندھور سے کہا کہ آقا بہت بیقرار ہین چلو تم سب صاحبون کو بلایا ہے لندھور و مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ سب سردار صاحبقران کے آئے امیر نے فرمایا یارو تمھارے واسطے مین بہت بیقرار تھا یہ کیا جہالت تھی کہ آپس مین لڑے سب سردار ہنسنے لگے کہا اے شہریار ایسا نہ فرمائیے ہم لوگ تو اپنے اپنے خیمون مین سوتے تھے ایسی بے ادبی ہمسے نہین ہوئی صاحبقران نے فرمایا مین نے سب کے لاشے صحرا مین جاکر دفن کیے تم لوگ بالکل انکار کرتے ہو عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار یہ بھی شعبدہ حکیم آغاز مصری کا تھا کہ دن بھر آپ کو ملول و حزین رکھا یہ سُنکر امیر نے فرمایا ایسی سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے سردارون نے عرض کی ایسے بزرگ کے بارے مین کچھ نہ فرمائیے صاحبقران فرماتے ہین دیکھو تو یارو کیا شعبدہ اُسنے دکھلایا ہے مین کل سے پریشان ہو رہا ہون غم و الم کا سامنا ہے دیکھیے اب کیا ہو جملہ سردار بیٹھے صاحبقران نے دربار برخاست کیا سردار رخصت ہو ہو کر امیر سے اپنی اپنی بارگاہ مین گئے آپس مین جا بجا یہی ذکر ہے کہ یارو دیکھو کیا معرکہ گذرا امیر ہم سب کو متہم کرتے ہین ہم لوگ اپنی بارگاہ سے نہین نکلے ناحق کی تہمت ہے لیکن صاحبقران چھپر کھٹ پر آکر بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوے تھے آنکھ بند ہو گئی جب صاحبقران سوئے کسی نے جگا دیا امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا ملکہ سلما سامنے کھڑی ہوئی عرض کر رہی ہین کہ اے شہریار کیا بیان کرون اپنا تو یہ حال ہے

نظم

جب افسر اعلیٰ آفتاب عالمتاب مع نیزہ ہاے ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی سے قلعۂ مغرب مین گیا تب یہ لوگ رکے صاحبقران نے دیکھا کہ اہل فوج اپنے اپنے افسرون کا لاشہ اٹھا رہے ہین صاحبقران سب کے ساتھ ہوے ایک صحرا مین آکر قبرین کھدنے لگین سب نے اپنے اپنے افسرون کو دفن کیا صاحبقران زمان ہر ایک کی قبر پر جاتے ہین اور بیقرار ہوکر فرماتے ہین کہ یارو تم سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا اب ایسے سردار مجھکو کہان ملین گے کیونکر غنچۂ آرزو کھلین گے تم وہ لوگ ہو کہ ہمیشہ عیش و راحت مین بسر کی آج اس گوشۂ تنہائی مین آرام کروگے مین کیا کہکے تمکو روؤن عمر بھر میرا ساتھ دیا اس ضعیفی مین ساتھ چھوڑا آگر ساتھ والون نے صاحبقران کو منت کرکے قبرون سے اٹھوایا کہا ای شہریار چلیے انجام یہی ہونا تھا صاحبقران روتے ہوے پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے یاد ملکہ سلما کی جو آئی بیقرار ہوکر یہ اشعار فرمانے لگے

نظم

دل کو لگا چکے ہین جو اُس سیمتن سے ہم ۔۔۔ واقف ہوے ہین عشق و محبت کی فن سے ہم
اُس بُت کا وصل ہوگا ہمین بھی کبھی نصیب ۔۔۔ پوچھینگے آج جاکے کسی برہمن سے ہم
وہ رشک گل ہی پاس نہ ساقی نہ جام مے ۔۔۔ مانند غنچہ تنگ ہین سیر چمن سے ہم
ملجاے ہمکو جامۂ یوسفؑ اگر کہین ۔۔۔ بو سونگھکر بلائین ترے پیرہن سے ہم
پایا دہان یار کا ای جوہری اُگال ۔۔۔ لاے ہین اِس عقیق کو ملک یمن سے ہم
آئی بہار خوب جوانی کا جوش ہی ۔۔۔ دل کو لگائین جاکے کسی گلبدن سے ہم
گلچین کا ظلم دیکھ کے کہتی ہی عندلیب ۔۔۔ یارب کدھر کو جائین نکلکے چمن سے ہم
ای شوخ بھولکر بھی نہ اب دینگے تجھکو دل ۔۔۔ واقف ہوے ہین آج ترے مکر و فن سے ہم
میرے سوال وصل کا دیتا نہین جواب ۔۔۔ ای کم سخن بتنگ ہین تیرے دہن سے ہم
خوشبوے زلف یار ہین دن رات سونگھتے ۔۔۔ بہتر کہین سمجھتے ہین مشک ختن سے ہم
کیا خار کھا رہی ہی گلستان مین عندلیب ۔۔۔ خوش ہین جو وصل دلبر گل پیرہن سے ہم
سطوت نجف مین ایکی جو پہونچا دیگا خدا ۔۔۔ آئین گے پھر نہ مرقد شاہ زمن سے ہم

تڑپنے لگا صاحبقران اشقر کو مہمیز کرکے پلٹے گھوڑے سے اُترے مالک کو اُٹھایا تو دیکھا سر مالک کا پھٹ گیا بھیجا الگ پڑا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے لندھور یہ کیا ستم کیا بابان ہاتھ ہیرا تو توڑ ڈالا مالک ایسا شخص مارا گیا ہین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار کھینچی لندھور نے عرض کی مین کیا حضور سے باہر ہون یہ کہکے گرز اُٹھایا صاحبقران نے فرمایا او ہندی پہتی خور مجھکو کیا سمجھا ہی لندھور نے گرز مار دیا صاحبقران نے گرز کو گرز سام بن نریمان پر روکا تڑاقے کی آواز ہوئی امیر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر دودستی گرز مارا لندھور نے گرز کو گرز پر روکا مگر لندھور کا ہاتھ کانپا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر گرا سر پر پڑا کہ لندھور مثل مالک کے گرا بھیجا نکلگیا ہاتھی طرف صحرا کے بھاگا ہندیون نے شور گریہ و زاری بلند کیا کہ یا صاحبقران آپ نے غضب کیا کہ ہمارے سردار کو مار ڈالا ہم سب بدلہ لین گے آپ کو قتل کرینگے ہم بے سردار کے ہوگئے تمام ہندیون پر عرب بگڑ گئے کہ ہم اپنے افسر کا بدلہ لین گے کیا زندہ چھوڑین گے اب امیر حیران کھڑے ہین لاشۂ لندھور و مالک پڑا ہی ہندی و عرب آپس مین لڑرہے ہین لاشے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا صاحبقران ہرچند منع کرتے ہین مگر کوئی نہین مانتا آپس مین لڑ رہے ہین اُدھر فرامرز عاد مغربی مرکب کو مہمیز کیے ہوے آتا تھا دوسری طرف سے جمہور آتا تھا کہ جمہور نے کہا او مغربی بچے مرکب کو آہستہ سے دوڑا ہمیر گرد پڑتی ہی فرامرز نے جواب دیا تم اپنا گھوڑا اہٹاکر چلو جمہور تبرزرین کھینچکر جا پڑا فرامرز نے ہاتھ تلوار کا مارا جمہور نے روک کر تبر مارا ہرکارون نے بڑھکر امیر کو خبر دی کہ سارے لشکر مین بلوہ ہوگیا لندھور و مالک کا مارے جانا ایسا نہین ہی وہ دیکھیے فرامرز و جمہور لڑرہے ہین امیر گھوڑا بڑھاکر قریب جمہور کے آئے فرامرز کو للکارا کہ او فرامرز یہ کیا کرتا ہی فرامرز نے کچھ نہ سُنا اس کن سے تیغہ مارا کہ جمہور کا سر زخمی ہوا جمہور نے تبر مار دیا فرامرز بھی زخمی ہوا اب جو امیر نے سر اُٹھایا دیکھا کہ کل دست راستی و چپی آپس مین لڑرہے ہین امیر گھوڑا اُڑاکر اُنکے قریب جاتے ہین ہرچند منع کرتے ہین کوئی نہین سُنتا مختصر یہ کہ دن سارا اسی معرکہ مین گذرا

خرش جو آئے تری ترش روئی — ایسا اپنا مزاج حار نہین
دل مین کرتا ضرور کوئی خلش — یہ وہ گل ہی کہ جسمین خار نہین
عاشق زلف تھا سو میرے لیے — گور مین بھی عذاب مار نہین
دو شبون مین ہی جلوہ گر اک رو ز — دونون زلفون مین روی یار نہین
ہوے یے نور دیدۂ نا سخ + — ہاے وہ گرد رہگذار نہین

جیسے ہی اُس طائر نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران لپشت مرکب پر سوار ہوے سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مرکب پر سوار ہوے لندھور نے ہاتھی کو ہولا مالک نے مادیان کو بڑھایا عرب اور ہندی آپس مین تکرارین کرتے ہوے ہندی چاہتے ہین کہ ہم بڑھجائین عرب کہتے ہین ہمارے سامنے اِن تیلی دال کھانے والون کی کیا حقیقت ہی کہ جو آگے بڑھین سگے الیاس ہندی عیار لندھور آتا تھا طرف مالک کے اور عرب درازعیار مالک آتا تھا طرف لندھور کے عرب دراز نے الیاس کو جھڑک دیا کہ او عیار ہندوستانی آگے نہ بڑھنا الیاس نے کہا کیون تیری شامتین آئی ہین عرب دراز نے نیمچہ مارہ الیاس کا سر زخمی ہوا سب ہندی بگڑ گئے تلوارین کھینچکر عربون پر جا پڑے مالک نے مادیان کو بڑھایا لندھور پر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے گرز اُٹھایا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریارہ اگر فتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان + نعرۂ لندھور کی صدا صاحبقران نے سُنی پلٹ کے دیکھا کہ لندھور نے دودستی گرز اُٹھایا نعرہ کیا کہ اے لندھور خبردار دودستی گرز نہ مارنا اور مالک قریب لندھور کھڑے ہین فرماتے ہین اے لندھور قسم ہی تجھکو سر صاحبقران کی کہ دودستی گرز لگا دیکھ کسطرح روکتا ہون تجھکو یہ دعوی ہی کہ گرز خوردی و مُردی اِسکا نام ہی ہرچند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر لندھور قسم سر صاحبقران سُنکر ایسا غصے مین تھا کہ امیر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا گرز مار دیا مالک نے گرز کو گرز پر روکا امیر نے دور سے دیکھا کہ مالک کے ہاتھ سے گرز چھوٹا سر پر پڑا کہ مالک گھوڑے سے گرا زمین پر

حکیم نے کہا امیر تلوار ٹھیک کر اُٹھے حکیم نے ہنسکر کہا یہ جرأت آپ کی مجھپر نہ چلیگی امیر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اُس حکیم کے دو ٹکڑے ہوے امیر نے للکار کر اپنا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار　　بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام　　یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد　　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے سب سردار چونک پڑے صاحبقران نے جب آنکھین کھولین دیکھا کہ مین اپنے لشکر مین کھڑا ہون تمام سردار گرد ہین عمرو نے آکر پوچھا کیون شہریار آپ نے نعرہ کیون کیا امیر نے فرمایا خواجہ مین تو باغ سلما مین تھا حکیم میرے ہاتھ سے مارا گیا اب جو آنکھ کھُلی اپنے کو لشکر مین پایا سب سردارون نے عرض کی سامنے قلعہ ہی بلوہ کر دیجیے پھاٹک توڑ ڈالین گے قلعے مین چلکر اُس حکیم سے سمجھ لیجیے وہ شمشیرزنی ہو کہ زبان تیر دکلۂ عمود ر سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو وہ حکیم بھی جانتے کہ امیر سے مقابلہ کرکے کیا نفع حاصل ہوا یہ ذکر تھا کہ قلعے پر ایک طائر اُڑتا ہوا آیا ایک نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُسکے زمزمے سے یہ آواز آتی تھی **نظم**

پاس وہ طفل نو سوار نہین　　نور آنکھون مین جز غبار نہین
اُسنے لکھا ہی اپنے ہاتھ سے خط　　قاصد اُمجھکو اعتبار نہین
کیا ہی قاصد نے کی ہو خاطر جمع　　کیون دلا آج انتشار نہین
آمد آمد ہو خود مسافر کی　　مجھکو اب خط کا اِنتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل　　نرم پتھر مین بھی شرار نہین
گرچہ جبری نہین ہو نہین لیکن　　کچھ محبت پہ اختیار نہین
گویا قید حکم ہے لیکن　　خلوت دل مین مجھکو بار نہین
غیر رگ ہاے جسم زار یہان　　اے جنون پیرہن کا تار نہین
حد سے کیون بڑھکے کرتے ہین زخمی　　تیرے ابرو ہین ذوالفقار نہین
مثل شبنم جو آگیا ہو عرق　　بار سے اُس گل کو اب بخار نہین

یقین ہی ہمارے استقبال حضور آئین یہ کہکے خواصین اندر گئین صاحبقران در باغ پر ٹھہرے جب عرصہ گذرا اور کوئی استقبال کو نہ آیا تو صاحبقران اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پُر بہار ہی طائرونکی پکار گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا چمن ہاے طولانی شگفتہ سبزہ بیدار نہفتہ امیر تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ملکہ سلما مسند پر بیٹھی ہین کنیزین کچھ عرض کر رہی ہین سلما نے جو صاحبقران کو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھین امیر کا استقبال کیا لا کے مسند پر بٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھین پوچھا اے شہریار آج آپ دن بھر آوارہ رہے بڑی تکلیف اُٹھائی صاحبقران نے فرمایا ایسا صحرا سبزہ زار ملا کہ اُسکے تماشے مین تمام دن گذرا ملکہ نے کہا انشاء اللہ مین قریب نخل مراد آپ کو لیچلونگی گل مراد آپ توڑ لیجیے گا وہی آپ کے کام آئیگا صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون ملکۂ عالم وہ نخل کہان ہی سلما نے عرض کی پہلو مین اِس باغ کے دوسرا باغ ہی اُسمین وہ نخل ہی بعد سال بھر کے ایک گل شگفتہ پیدا ہوتا ہی سات دن قایم رہتا ہی پھر مرجھا کر گر جاتا ہی لہذا ایک شب اور باقی ہی کہ وہان حضور کو پہونچنا چاہیے امیر وعدہ فرما رہے ہین کہ پہلوے باغ سے ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ کیون او گیسو بُریدہ تو نے اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا نہ مانا اب یہ بھی مجال ہی کہ گل مراد دلوا دے اگر عمر بھر صاحبقران کوشش کرینگے تو بھی گل مراد تک نہ پہونچین گے امیر نے حیران ہو کر نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ وہی حکیم کہ جو بالاے قلعہ کھڑا تھا وہ نعرے کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا اے شہریار میرے قبلہ و کعبہ آ گئے کسی درانداز نے خبر پہونچا دی یہ کہکے پہلوے صاحبقران سے اُٹھنے لگی کنیزین طرف گوشۂ باغ کے بھاگین مگر وہ حکیم للکارتا ہوا قریب امیر کے آیا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ناموس مین ہمارے رخنہ اندازی کی اِس گیسو بُریدہ نے غضب کیا کہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوا ہم تو خود جانتے تھے کہ فتح تمھاری تقدیر مین ہی مگر اِسکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا قاعدے کے خلاف کیا اِسی مین خیریت ہی کہ اپنے لشکر مین جائیے آپ کو باغ مراد سے کیا کام ہی یہ جو پکار کر اُس

دشوار ہی یقین ہو کہ حکیم آغاز مصری خود برائے استقبال آئین اور حضور کو لیجائین یا درد
غیبی ہو تب حضور کا قلعے مین داخلہ ہو سلما نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا گلگونہ کو دیکھکر
بہت رشک ہوا نہ لف عنبرین پر ہاتھہ ڈالا ایک بال توڑ کر اُسکو جنبش دی وہ موے
زلف بشکل زنجیر طلائی ہو گیا اُس زنجیر کو لٹکایا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک زنجیر
آسمان سے اُتری گلگونہ کی مشکین بندھ گئین زنجیر طرف آسمان کے لے چلی امیر نے
اُٹھکر ہاتھہ تیغہ عقرب کا مارا کہ زنجیر کٹی ایک قہقہے کی آواز کان مین آئی امیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بالاے ہوا ایک طاؤس
زرین بال پر سوار ہنس رہی ہی درج دہان جو کھلتا ہی برق دندان خرمن ہوش و حواس
کو جلا دیتی ہی صاحبقران بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور پکار کر آواز دی فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ سلما نے جو
یہ سُنا فوراً طاؤس سے اُتر آئی قریب صاحبقران کے آکر بیٹھی عرض کی ای شہریار آپ
کیون منتشر ہین صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم آج مین نے دن بھر رہروی کی مگر
قلعے تک نہ پہونچ سکا یہی انتشار ہی کہ یہان کے حکیم کو بڑا غرور ہی سلما نے کہا کل آپ خود
تکلیف فرمایئے مین زیادہ نہین ٹھہر سکتی باغ نسترن اِس صحرا سے آگے ہی وہان آپ
تشریف لایئے تو مین گل مراد آپکو دون اُسکو ہاتھ مین لیکر تشریف لیجایئے قلعے مین
یقین ہی کہ پہونچیے گا اور حکیم صاحب خود استقبال کرینگے صاحبقران سے یہ وعدہ کر کے
سلما تو روانہ ہو گئین مگر صبح کو صاحبقران نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے پشت مرکب
پر سوار ہوے طرف باغ نسترن کے چلے راہ مین صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ایسے
ملے کہ صاحبقران اُسکی سیر مین مصروف رہے جب آفتاب غروب ہو گیا تو اُن جنگلون
سے نکلے سامنے باغ دکھائی دیا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی کئی کنیزین
دروازے پر کھڑی ہین جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے وہ کنیزین براے اِستقبال
بڑھین صاحبقران کو گھوڑے سے اُتارا جب صاحبقران قریب در باغ پہونچے تو
اُن کنیزون نے عرض کی کہ حضور آہستہ آہستہ آدین ہملوگ جا کر ملکہ سے اطلاع کرین

وہ خفتہ بخت ہوں جیسے قفس میں بند ہوا — کبھی نہ خواب میں کی سیر بوستان صیاد
قفس میں بدھیاں پھولوں کی رکھیں لا لاکر — ہوا جو مجھپہ کبھی روز مہربان صیاد
اسی کی فکر ہی صحبت برا رہو کیونکر — بُرا مزاج مرا اور بدزبان صیاد
پھنسا یا دام میں نقد یہ نے مری لاکر تجھے — وگرنہ تو مجھے پاتا بھلا کہاں صیاد
کبھی ایسا ہی پٹ تھا نہال نہ آکر دے — چھُڑا دیا جیسے مرا تو نے آشیان صیاد
گل عذار پہ عاشق ہوں دام زلف میں قید — میں تیرے پاس سے جاؤنگا اب کہاں صیاد
کبھی نہ ہول کے گلشن کی سیر دکھلائی — نہ ایک روز ہوا مجھپہ مہربان صیاد
یقین ہی سنتے ہی فوراً ٹپک پڑیں آنسو — بیان جو تجھسے کروں غم کی داستان صیاد
چمن میں لے نہیں چلتا تو گل ہی لاکے سنگھا — قفس میں اور کوئی دم ہوں میہمان صیاد
وہ عندلیب ہیں ہاں چمن بہار میں ہم — کہ قدردان ہوے گلچین نگاہبان صیاد
چمن دکھا دیا فصل بہار میں سطوت — ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

یہ اشعار سُنکر حکیم کو خیال ہوا کہ سلما کے گوہر پوش ضرور جائیگی کہا اے تصویر سلما تجھسے ہو سکتا ہی کہ جا کر سلما کو روکے وہ تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ حضور کی لاڈلی صاحبزادی ہیں میرے روکے سے نہ رکینگی اُنھیں کی ذات سے آفت برپا ہوگی مگر چونکہ حکیم صاحب خوب سمجھا گئے تھے دو پہر رات گئے تک سلما نے اپنے کو روکا مگر جب آدھی رات ہوگئی تو وہ بیقراری ہوئی کہ مجمع سے کنیزوں کے اُٹھی سب نے پوچھا کہ حضور کیا ارادہ ہی سلما نے کہا کچھ حال نہ پوچھو میرے کان میں خواجہ عمرو کے گانے کی آواز آتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی ہرچند کہ قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہی مگر میں کیا کروں کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اور طرف لشکر صاحبقران کے چلی یہاں وہ وقت ہی کہ صاحبقران زمان دربار میں تشریف رکھتے ہیں خواجہ عمرو سامنے بیٹھے گا رہے ہیں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر صاحبقران ملول و حزین بیٹھے ہیں ہر مرتبہ فرماتے ہیں کہ کیوں اے گلگونہ اِس قلعے تک کیونکر پہونچیں گے گلگونہ نے عرض کی اے شہریار یہ مقام شعبدہ ہی اسکی شکست

گلگونہ نے کیسے کیسے سحر کیے آگ بھی برسائی دریا بھی بنایا مگر صاحبقران قریب قلعے کے نہ پہونچ سکے امیر نے اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا ایک دناٹا ہوا قلعہ دور ہٹ گیا ہرچند امیر نے تا بہ قلعہ جانا چاہا مگر نہ جا سکے آغاز مصری نے جو قلعے سے یہ سب معرکہ دیکھا ایک مشت خاک لیکر اُڑا دی غبار نے قلعے کو گھیر لیا صاحبقران شام کو تھک کر اپنے مقام پر واپس آئے پشت مرکب سے اُترے آغازہ مصری قلعے سے اُتر کر اپنے قصر مین آئے دختر بلند اختر انکی ملکہ سلماے گوہرپوش ہو اُسنے پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج امیر نے ارادہ کیا تھا کہ قلعہ لیلین قلعے تک آئے یا نہین حکیم نے جواب دیا بڑی کوشش کی اور دن بھر رہے وہی ہوئی آخر تھک کر اُتر پڑے دس برس تک بھی قلعے تک نہ آسکین گے سلما نے کہا اے والد نامدار اِس دق کرنے سے کیا نفع ہوگا حکیم نے جواب دیا منظور یہ ہی کہ اپنے عجائب و غرائب اُنپر ظاہر کرون جب جی چاہیگا اُنکو جا کر لے آؤنگا قلعے مین آکر جشن کرین مصروف عیش و نشاط ہون یہ تو گمان دل سے نکلجاے کہ جب چاہونگا فتح کر لونگا سلما نے کہا اگر آپ حکم دیجیے تو مین جاؤن اور اُنکو قریب قلعے کے لے آؤن حکیم نے کہا اے نور نظر مین یہ چاہتا ہون کہ تمھارا اعزاز و اکرام اُنپر ظاہر ہو سلما نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا مگر جسوقت سے کہ صاحبقران سامنے قلعے کے آکر اُترے ہین دل یہی چاہتا ہے کہ جا کر شریک جلسہ ہون خواجہ عمرو الیبا علم موسیقی کا کامل و اکمل دربار مین موجود ہے اُسکو بھی سنون حکیم نے کہا اے نور نظر مین قصر عجائب مین جاتا ہون تم اِسی قصر مین رہنا خبردار جنبش نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ صاحبقران نزدیک قریب قلعے کے آجائین یہ کہکے حکیم تو قصر عجائب مین گئے سامان عجائب و غرائب ملاحظہ فرما رہے ہین چند طائر چند تصویرین گلی سامنے رکھی ہین اُنمین سے ایک تصویر دل پذیر بصورت سلماے گوہرپوش قہقہہ مار کر ہنسی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

دکھا جو سیر چمن ہو کے مہربان صیاد ۔۔ سناؤن تجھکو نئی روز داستان صیاد
قفس مین بند نکر خود ہون ناتوان صیاد ۔۔ پنہا دے مجھکو رگِ گل کی بیڑیان صیاد
جو تو رہا بھی کرے اُڑ کے جا نہین سکتا ۔۔ بہ ہجر گل مین ہوا ہون مین ناتوان صیاد

وہ ساق بلورین مصفا ہوئی ۔ بنا حسن کی جس سے قایم ہوئی
ترا نقش پا تاج سر ہو رقم ✤ ترے پاے نازک کی مجھکو قسم ✤
یہ کہتا ہو کلک جلالت شعار ۔ کہ ہو تاج فرق و سر افتخار
لکھو اے کلک شیرین رقم صاف صاف ۔ کرین ناظرین اب قمر کو معاف

✤ چہرہ غازیان غزوات و شیرین بیان وطی کنندگان مراحل امتحان اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرجع نگار فصاحت رقم ✤ چنان کلک را مینماید بہم ✤ صاحبقران زمان کا قصد ہو کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ فوجین صاحبقران کی آکر پہونچین صاحبقران نے سب کو ساتھ لیا طرف قصر ہشت پہل کے کوچ کیا خواجہ عمرو بھی عین وقت پر آگئے یہ بھی ہمراہ ہوے حال نور الدہر و سعد شہریار بیان کیا کہ دونون جوان بہ شوکت تمام طرف قصر ہشت پہل کے آتے ہین صاحبقران نے کوچ کیا تیسری منزل پر آکر اُترے ہین صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا طائرون کی اُچھل کود ہی سامان قدرت معبود ہی صاحبقران شب کو اُس صحرا مین رہے صبح کو جو اُٹھے خواجہ سے فرمایا آفتابہ پانی کا لاؤ مین طاعت پروردگار بجا لاؤن خواجہ نے آفتابہ پانی کا لاکر موجود کیا امیر نے وضو کیا رو بہ قبلہ ہوکر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوے براے فرحت چہار جانب ٹہلنے لگے نظر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ سر راہ حائل ہی صاحبقران زمان نے بہ صلاح سرداران تہمتن قریب کوہ آکر اسم اعظم پڑھکر ہاتھ رکھا پہاڑ شق ہوا دیکھا ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ سامان حرب سے آراستہ ہی صاحبقران نے فرمایا کیون اے ملکہ گلگونہ اِس قلعے کا کون حاکم ہی گلگونہ نے عرض کی حضور یہ قلعہ حکیم آغاز مصری کا ہی عجائب و غرائب سے معمور ہی امیر نے فرمایا اے ملکہ اِس قلعے کا فتح کرنا مجھکو ضرور ہی گلگونہ نے پھر عرض کی کہ حضور یہ مقام عجائب مین بے نظیر ہی اِس قلعے تک نہ پہونچ سکیے گا صاحبقران نے نہ مانا فرمایا مین ابھی جاکر فتح کرتا ہون صاحبقران زمان فوراً ابلیشت اشقر پر سوار ہوے طرف قلعے کے چلے جون جون صاحبقران آگے جانب قلعہ بڑھتے جاتے تیغ قامہ پیچھے ہٹتا جاتا

خبر دی کہ لیلا اور فیروزہ آتے ہین قبقاب براے استقبال دوڑا استقبال کرکے لیلا کو لایا لیلا آتے ہی قدمون پر بادشاہ کے گری کہا کنیز حضور کے ساتھ ہی طرف قصر ہشت پہل کے چلیے بادشاہ نے سردارون کو حکم دیا تیاری ہونے لگی بادشاہ کا ارادہ ہی کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین خزانہ بے حساب ساتھ ہی ور دیان نئی تقسیم کراہین بادشاہ تیاری مین مصروف ہین کہ طرف قصر ہشت پہل کے جائین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا حکیم آغاز مصری سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف

پلا ساقیا جام صہباے عشق ۔ کہ دل مین ہمارے جگہ پاے عشق
گلابی اُٹھا ساقی سیمبر ۔ نہ ہو حال اُلفت سے دل بیخبر
اُٹھو اے ساقی سیمبر لاجواب ۔ کہ آتا ہی بستر پہ ہر وقت خواب
یہ سُن سُنکے ساقی ہوا خوش مزاج ۔ رکھا سر پہ جوش محبت کا تاج
رُخ صاف پر تھی جو اُسکے نقاب ۔ اُٹھائی تو رُخ ہوگیا بے حجاب
وہ عارض صفائی مین ہین آئنہ ۔ کہ روح سکندر کو سمجھا سے یہ
وہ گیسوے مشکین معنبر سواد ۔ کہ سنبل کرے اُسکو ہر وقت یاد
وہ زلف سیہ ہی کہ دامِ بلا ۔ جسے دیکھکر دل پریشان ہوا
نگاہین جو اِکبار باہم ہوئین ۔ دل غمزدہ پر سنانین چلین
اِشارون سے عاشق کو بیجان کیا ۔ کہ مقتول عاشق ہوا بر ملا
نگہ ہی کہ ہی خنجر آبدار ۔ لکھون ابروِ صاحب کو ذوالفقار
سراپا مین اُس یار محبوب کے ۔ یہ نغمے ہین معشوق مطلوب کے
شکم ہی کہ تختی ہی بلور کی + ۔ ویا شمع مومی ہی کافور کی +
کمر ہی عدم مثل ہیم عدم ۔ پشیمان و مضطر ہی میرا قلم

اب تو اے بے رحم جلوہ اک نظر دکھلا مجھے ۔ کب سے مین عاشق تڑپتا ہون تری دیدار کو
کہ رہی ہین یہ خزان مین آہ کر کے بلبلین ۔ بد نظر گلچین کی آخر کھا گئی گلزار کو
تو نہ آیا ایک دن بہر عیادت او مسیح ۔ لوگ آکر دیکھ جاتے ہین ترے بیمار کو
او ستمگر کیا ہمارے خون کا پیاسا ہی تو ۔ دیکھتے ہین ہم جو لب کھولے ہوے سوفار کو
تیرے سمجھانے سے واعظ ترک کرنیکا نہین ۔ ہی نہایت عشق بنت رز سے مجھ میخوار کو
اُس سے جا کر کوئی کہہ آئے خدا کیواسطے ۔ ای مسیحا جاکے دم بھر دیکھ آ بیمار کو
ہاے قد بوٹا سا پھر جاتا ہی آنکھون مین مری ۔ ہجر مین جب یاد کرتا ہون خرام یار کو
عشق مین میری پریشانی اسی سے بڑھ گئی ۔ چھو لیا تھا مین نے اکدن گیسوِ دلدار کو
قہر ہی سطوت کہ اعدا کربلا سے شام تک ۔ پا پیادہ لیگئے ہین عابد بیمار کو

لڑکے نے اسطرح یہ اشعار گاے کہ پروانہ خوش ہو گیا روپیہ نکالکر دیا کہا میان صاحبزادے اور گاؤ لڑکے نے روپیہ پھینکدیا کہا یہ چینی کا ٹکڑا مین نہ لونگا امان نے سمجھا دیا ہی مین پیسہ یا چیز لیتا ہون اسوقت تک دو چار کو زبان شراب کی پی چکا ہوتا آپ نے مجھکو ناحق ٹھہرالیا پروانہ نے کہا مین شراب تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکے دوڑتا ہوا گیا لوٹے مین شراب لایا لڑکے نے جام بھرا کہا حضور نوش فرمایئے پروانہ بے اندیشۂ انجام جام پیگیا جانتا ہی کہ یہ لڑکا بھولا ہی ایسا نہ ہو آزردہ ہو جاے جام پیتے ہی آنکھون مین سرور آیا کہا صاحبزادے دیکھتے ہو قدرت آئے ہین لڑکے نے کہا قدرت کو بھی بلایئے پروانہ اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا اب فیروزہ نے نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ سر پروانہ کا اُڑ گیا زبان سے لیلا کی سوزن نکالی لیلا نے ہاتھ فیروزہ کے چوم لیے کہا ای فیروزہ بڑا کام کیا ہمنے بدل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی فیروزہ لیلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ قبقاب بھی مطیع اسلام ہوا یہان قبقاب پریشان ہو رہا تھا بادشاہ سمجھا رہے تھے کہ ای قبقاب نہ گھبراؤ انشاء اللہ اگر لیلا کو قصر ہشت پہل مین بھی لیگیا ہو تو وہان سے رہا کر کے لاؤنگا کہ ہرکارون نے

فرد عشاق کو وہ دیکھ رہے ہین یارب | کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
قفسون مین جو کرین نالۂ پر درد اسیر | پھر یہ ممکن ہی کہ صیاد نہ آزاد کرین
ہون وہ بلبل جو پھڑک کر ہون رہا دام سے مین | قید پھندے مین مجھے گیسوِ صیاد کرین
شعر مین نے کوئی بیتابی دل کا جو پڑھا | بولے وہ آپ ذرا پھر اِسے اِرشاد کرین
حسرتین آرزوئین دل مین ہمارے ہون مقیم | گھر ہی مدت سے یہ اُجڑا ہوا آباد کرین
سیکڑون دوست گئے ملک عدم ای سطوت | کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

لیلا نے منھ پھیر کر کہا ای پروانہ جو قدرت نے حکم دیا ہی اُسکو بجا لا ایسا نہو کہ تجھپر تیرے خداوند کا غضب نازل ہو پروانہ رونے لگا منتین کرتا ہی کہ ای لیلا مجھکو قبول کر ورنہ اپنی جان دونگا یہ کہکے قدمون پہ گر پڑا اگر لیلا جھڑکیان دے رہی ہی کہ صحرا سے گانیکی آواز آئی سر اُٹھا کر پروانہ نے دیکھا کہ ایک گوَیّے کا لڑکا مانجھے کے کپڑے پہنے ہوے زردرو بنا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین سر ہلاتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی پروانہ نے جو لڑکے کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی میان صاحبزادے ذرا یہان تشریف لاؤ لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا جب پروانہ نے کئی بار کہا اور لڑکے نے نہ سُنا آخر خود پہاڑ سے اُتر آیا آکر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر پہاڑ پر لایا لڑکے نے کہا مجھکو جانے دیجیے میری مزدوری کا وقت ہی باپ میرے بلند خان کوٹھے سے گر پڑے اُنکا کولہ اُتر گیا اب گھر کا خرچ کھانے پینے کا میرے ذمے ہی روز بھٹی پر جاتا ہون چار آنے ملجاتے ہین مان میری دروازے پر انتظار کرتی ہونگی کپڑے رنگین جب وہ پہنتی ہین بہت اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ صاحب کون ہین کہ جنکو قید کیا ہی پروانہ نے کہا یہ میری معشوقہ ہی تم ایسا گاؤ کہ یہ راضی ہو جاے لڑکے نے کہا ایسا گاؤن کہ دل آپ کا بہلاؤن اور خوب آپ کو بھی راضی کرون جب پروانہ نے بہت کہا تو لڑکے نے گنگنا کر ڈفلی بجائی اور یہ اشعار گائے

نظم

بعد مردن دفن کر دینا وہین مجھ زار کو | غیرت جنت سمجھتا ہون مین کوے یار کو
بند اُسنے کر دیا کیون روزن دیوار کو | جھانکتے دیکھا ہی شاید طالب دیدار کو

یہ اشعار پڑھتے ہوے ساحر تو الگ ہوے قبقاب ہمراہ لالہ زار کے ہو گیا کہتا ہی کہ مجھکو قدمون پر بادشاہ کے گرا دیجیے تھوڑے ہی عرصے مین ملازمان مرجان بھاگ گئے بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے لباس فاخرہ تبدیل کیا کہ فریاد فریاد کی صدا آئی قبقاب آکر پہونچا قدمون سے بادشاہ کے لپٹ گیا کہا ای شہریار اقرار کرتا ہون کہ بدل اطاعتِ حضور کرونگا مگر میری معشوق کو لقراط نے بلوا لیا چاہتا ہون کہ معشوق میری مجھکو ملے یہ کہکے زار زار رونے لگا بادشاہ نے اشک اُسکے پاک کیے فرمایا ای لالہ زار و شورش اِسکی فکر کرو کہ لیلا اِسکو ملے لالہ زار فوراً اُٹھی کہا کہ کنیز جاتی ہی اگر راہ مین کہین پا گئی تو فوراً لاتی ہون اگر پروانہ نکلگیا تو قصر ہشت پہل مین اپنے کو پہونچاؤنگی وہانسے لیلا کو لاؤنگی بادشاہ نے فرمایا ای لالہ زار ایسا نہ کرو مناسب یہ ہی کہ ہم فیروزہ کو روانہ کرتے ہین یہ خبر مفصل لائیگا اگر مناسب ہوگا تو تمکو روانہ کرینگے لالہ زار تو سر جھکا کے بیٹھ گئی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ جا کر مفصل خبر لاؤ کہ لیلا پر کیا گذری فیروزہ بن عمرو اُسی وقت اسباب عیاری ذات پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہ تو پھرتا ہوا جاتا ہی مگر پروانہ جادو جو لیلاے دشت نشین کو لیکر چلا راہ مین جمال بےمثال ملکہ جو دیکھا حیران جمال محو دیدار ہوا چاہتا ہی اِس سے وصل حاصل کرون آخر کوہ دخان پر آکر اُتر پڑا لیلا کو ہوشیار کیا مگر زبان مین سوزن دے دی ہی منتین کر رہا ہی کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای غنچۂ نو دمیدہ ریاض محبوبی ہرچند کہ خداوند نے حکم دیا ہی کہ لیلا کو لاکر قتل کرو مگر مین یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ تمکو بچاؤن خاتون محل قرار دون ہمیشہ خدمتگزاری مین رہون یہ سُنکر لیلا نے تیور بدلے اِشارے سے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی پروانہ رونے لگا کہا ای شہنشاہ حسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال مقام افسوس ہی

نظم

قہر ہی ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین	ہاے وہ بزم مین اغیار کا دل شاد کرین
ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین	اِسطرح سے دل ناشاد کو اب شاد کرین
ضعف ہی اُٹھ بھی تو سکتا نہین مین دیوانہ	طوق و زنجیر کو تیار نہ حداد کرین

جو بد دکی قدرت کو ناگوار ہوا طائر آکر میرے ہوش اُڑ اگیا لیلا کو اُٹھا کر لیگیا مرجان نے کہا خدمت خداوند مین تمکو لے چلینگے معشوق دلوا دینگے کوئی جبر اُسپر نہ ہونے پائیگا یہ سُنکر قبقاب نے کہا مین نے سُنا ہو کہ تو نے شکست کھائی پھر بادشاہ سے کیون لڑتا ہو اور کسواسطے مقابلہ کرتا ہو مرجان نے کہا اگر تمکو ناگوار ہو تو چلے جاؤ مجھسے تکرار نہ کرو ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگا قبقاب نے کہا کیا مجال اگر تلوار مارو تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین بادشاہ کی خدمت مین جاؤنگا وہ معین و مددگار ہر ایک شخص کے ہین یقین ہو کہ میری بھی مدد کرین اور معشوق دلوا دین تو کس شمار مین ہو اور کس قطار مین ہو مرجان نے ہاتھ تلوار کا مارا قبقاب نے روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ مرجان زخمی ہوا قبقاب نے چاہا سر کاٹ لون ہمراہیان مرجان ٹوٹ پڑے قبقاب مجمع مین لڑنے لگا مرجان تو نکلگیا مگر اہل فوج مرجان چاہتے ہین کہ قبقاب کو مار لین سامنے لڑتی ہوئی ملکہ لالہ زار آتی تھی قبقاب پکار اُٹھا ای ملکۂ عالم مجھکو بچائیے مین نے مرجان کو شکست دی وہ تو بھاگ کر نکلگیا مگر افسرون نے مجھے گھیرا ہو یہ سُنکر لالہ زار نے بڑھکر مونہ پھکا مالہ مارا اور یہ آواز دی کہ دیوانے ہو جاؤ کئی سو ساحرون کے سر پر موتی گرے جسکے سر پر موتی گرا وہ پکار اُٹھا کہ ای ملکۂ عالم ہم تو تابعدار ہین اپنا تو یہ حال ہو

نظم

گو یہ غم ہو کہ وہ حبیب نہین — پھر خوشی ہو کوئی رقیب نہین
کیون نہ ہو طفل اشک آوارہ — کہ معلم نہین ادیب نہین
کل تصور مین آئی جو شب گور — شب فرقت سے وہ مہیب نہین
ہو سواری کے ساتھ فریادی — کوئی اور آپ کا رقیب نہین
مد تو نسے یہ جانتا ہون مین — دشت غربت مین ہین غریب نہین
مجھسے ای دل خدا تو ہو اقرب — غم نہین وہ اگر قریب نہین
جان کیونکر بچیگی فرقت مین — ہین عدو سیکڑون حبیب نہین
زندگانی مرض ہو موت شفا — جز اجل کوئی اب طبیب نہین
جیتے جی پاؤن دوست کا دیدار — ناسخ ایسے مرے نصیب نہین

خون کا قطرہ پی کر طرف لیلا کے پلٹی لیلا ہر چند دستکین دیتی ہی اور چاہتی ہی کار دکو پلٹاؤن مگر ممکن نہین ہوتا آخر کار د آگر گری نشانہ لیلا کا نشانہ ہوا ادھر قبقاب ردسحر کر رہا ہی جب شورش سحر کرتی ہی تو قبقاب اُس سحر کو دفع کر دیتا ہی ایک مقام پر لیلا نے کچھ سحر کیا ملکہ شورش نے دستک دی کہ درخت جنبش مین آئے تھے کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اُس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے لیلا چلو تمکو خداوند نے بلایا ہی کئی مرتبہ اُس طائر نے آواز دی لیلا کچھ متوجہ نہ ہوئی آخر طائر نے پر پھیلائے منقار کھولی اور پکار اُٹھا اے لیلائے دشت نشین یہ اشعار آتش کے ہین اِنکو سُن لو ایسا نہ ہو کہ تمکو یقین نہ آئے سب کا یہی قول ہی

نظم

آرزو ہی مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہوکے زبان ورد ترا نام کرین

مرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجھکو بھی نہ بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہی ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پانوٗن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

منھ لیسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا اثمر خام کرین

مست رکھتی ہی تری گردش مست اے ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھسے طلب جام کرین

دل مین جز یاد خدا کفر بتون کا ہی خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

النظر حسن رخ و زلف و جبین کو دکھلائے
پھر مہ و مہر سے گشتی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہی ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اِتنا جھوٹھ
قصد بھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

لیلا طرف طائر کے متوجہ ہو گئی اِن اشعار کو بگوش ہوش سننے لگی طائر نے یہ اشعار پڑھے لیلا سے آنکھین ملائین تڑپ کر گرا اور پنجے مین لیلا کو دبا لیا لیکر بلند ہوا آواز دی منم فرستادۂ خداوند بقراط ثانی یہ آواز دیکر طائر تو غائب ہوا لیلائے دشت نشین کو لیگیا مگر مرجان کے قریب قبقاب کھڑا تھا قبقاب نے جو دیکھا کہ لیلا کو طائر لے گیا بے اختیار رونے لگا مرجان نے پوچھا اے قبقاب کیا ہوا کہا اے مرجان تمھاری

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھڈی مین ڈالا ہی — کہا ہی توڑ تو لو گے نہ تم سیب زنخدان کو
ترا مُنھ دیکھکر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا — مسلمان ہون بجالاتا ہون مین تعظیم قرآن کو
نہین تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی — سکندر تشنہ بہجا ہے خضر آب حیوان کو
تری درگاہ کے ذرونسے ہی جب سامنا ہوتا — حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین مہر تابان کو
فغان کرتا ہون جب اندام مین رعشہ سا ہوتا ہی — دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہی زندان کو
فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر — بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

یہ ہنگامہ تھا کہ قبقاب آکر پہونچا ایک طرف سے لیلا دوسری جانب سے قبقاب دونون نے آکر لشکر اسلام پر سحر کیے مرجان سے قبقاب نے آواز دیکر کہا ای مرجان نہ گھبرانا مین آپہونچا دم بھر مین لشکر تباہ کردونگا مرجان یا تو بھاگا ہوا آتا تھا لیکن قبقاب نے اسکو مضبوط کیا پھر ٹھہر کر لڑنے لگا لیلا نے چاہا بڑھون بادشاہ اسلام پر جا پڑون اُدھر سے شورش آتی تھی اُسنے پکار کر پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارون نے خبر دی کہ قبقاب و لیلا سے دشت نشین براے مدد آگئین یہ سُنکر شورش نے چاہا کہ پلٹون خدمت مین بادشاہ کی جاؤن اور عرض کرون کہ حضور سنبھلکر لڑین ملکہ لیلا نے للکارا کہ بی شورش کہان جاتی ہو خوب اپنے بزرگونکا نام روشن کیا سب جگہ یہی مشہور ہی کہ بی شورش مسلمان ہوگئین تمھارے بزرگون کے نام پر سب ساحر طعنہ دیتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بادشاہ اسلام ایسے خوبصورت ہین کہ بی شورش جوش عشق مین مسلمان ہوگئین یہ حالات سُنکر شورش پلٹی کہ سامنے سے لیلا چلی آتی تھی لیلا نے شورش پر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین ردو قدح ہونے لگی ساحرون نے جو دیکھا کہ شورش و لیلا سے مقابلہ پڑ گیا دور سے تماشہ دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ شورش بلاے روزگار ہی وہ لیلا کے سحر کو کب مانیگی لیلا کو قتل کر ڈالیگی یا سحر مین پھنسا کر کہین بھیجدیگی مگر لیلا نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک ماری شورش نے انگلی کو چاک کرکے خون اپنا ہتھیلی پر لے لیا جیسے ہی وہ کارد سامنے آئی ہاتھ بڑھا کر کہا لے یہ بھوگ اپنا کھالے کارد ہاتھ پر گری

سلطان جو بھاگا دربار مین بقراط کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا قبقاب تاجدار نے میری معشوقہ کو چھین لیا بقراط یہ سُنکر بہت جھلایا پکار کر آواز دی پروانہ جادو کہان ہی ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا بقراط نے کہا ای پروانہ جاؤ اور جا کر لیلا کو لاؤ خبردار چھوڑنا نہین یہ سُنکر طائر اُڑتا ہوا چلا مگر قبقاب کئی دن سے لیلا کی خدمت کر رہا ہی لیلا ابھی آمادہ ہی کہ اگر یہ بعجز سوال کریگا تو اِسکو قبول کرونگی تین دن گذرے اُسی جنگل مین لشکر اُترا ہوا ہی چوتھے دن بیٹھا تھا کہ ہاہو کی صدائین کان مین آئین آسمان پر شعلۂ آتش چمکے اِسنے ہرکارون سے کہا دریافت کرو ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی ای شہریار بادشاہ اسلام مقابلۂ مرجان مین اُترے ہوے تھے مرجان نے کئی مرتبہ شکستین کھائین مگر مقابلے سے نہین ہٹا آج بادشاہ نے قصد کیا مرجان نے بڑھکر روکا دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی مرجان بھاگا ہوا آتا ہی بادشاہ تعاقب نہین چھوڑتے وہی ہنگامہ بلند ہی سحر چل رہا ہی کس زور و شور سے ساحر لڑ رہے ہین مگر بادشاہ کے ساتھ جادوگرنیان بلاے روزگار ہین ملکہ لالہ زار و شورش ایسے سحر کر رہی ہین کہ ساحرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا مگر لڑ رہے ہین قبقاب نے کہا ای ملکہ لیلا اگر تمہاری خوشی ہو تو چلکر مرجان کی مدد کرین لیلا نے کہا چلو ہم بھی اِسیواسطے آئے ہین کہ لشکر بادشاہ تباہ کرین یہ کہکر قبقاب سوار ہوا لیلا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی ساٹھ ہزار کا لشکر سب کے ساتھ حربہاے سحر موجود بجر نگ بجر نگ کرتے ہوے چلے یہان ہر دو لشکر لڑ رہے ہین مرجان کیسے کیسے سحر کرتا ہی مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی لالہ زار و شورش نے جب بڑھکر گولہ مارا اوس بین کے سر اُڑ گئے بعض بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہی اِنسانکو	لحد مین پاس رکھدیتے ہین دو افتادہ دندانکو
جلا دیتی ہی اپنی گرم رفتاری بیابان کو	کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلانکو
بہار آئی ہی دیوانو چلو سیر بیابان کو	گریبان پھاڑنے پر باندھو اپنے اپنے دامانکو
روا ہی عاشقونکو اپنے معشوقونکی دلداری	محبت سے محبت ہوتی ہی اِنسانسے اِنسانکو

رو رو کے اب خزان سے یہ کہتی ہین بلبلین
شکوہ زبان سے نکلے نہ ظالم تیرا آنکھین
بلبل کے حال زار پہ لازم ہی تجھکو رحم
جوبن دکھا دکھا کے نہ بے صبر کر مجھے
دینا پڑیگا روز قیامت تجھے حساب
اے زلف یار ہوش و قرار و خرد نہ لے

للہ تو بہار گل بوستان نہ لوٹ
مجھکو ستا کے صبر دل ناتوان نہ لوٹ
کیا فائدہ بہار چمن اے خزان نہ لوٹ
میرے متاع دل کو تو اے جان جان نہ لوٹ
نعمت کے دونون وقت مزے اے زبان نہ لوٹ
سطوت کا دل ہوا ہی ترا میہمان نہ لوٹ

کچھ لوگ بھاگے قبقاب تاجدار نے قریب لیلا کے آکر کہا اے ملکۂ عالم باعث فساد کیا ہی لیلا نے کہا اے قبقاب تاجدار مین کیا بیان کرون اس بیحیا نے ناحق کا جبر کیا ہی مجھپر عاشق ہوا ہی لشکر سے گرفتار کر لایا تھا اگر مین نے اپنے کو رہا کرایا اور منظور تھا کہ ڈوبکر مر جاؤن تم عین وقت پر آگئے تمھارے آنے سے تسکین حاصل ہوئی تقویت دل ہوئی قبقاب نے بہت محبت سے کہا اے ملکۂ عالم یہ بیحیا جھک مارتا ہی کوئی زبردستی کرتا ہی یہ کہکے دونون نے ملکر سحر کیا سلطان تاجدار زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا لیلا نے ایسے سحر کیے کہ سلطان تاجدار طرف صحرا کے بھاگ گیا بارگاہین خیمے اسکے لوٹ لیے ہر چند کہ قبقاب تاجدار دل مین بہت بیقرار ہی صورت زیبا بہ حسرت دیکھ رہا ہی مگر کچھ کہتا نہین جب لڑائی فتح ہو چکی تو استقبال کر کے ملکہ کو بارگاہ مین لایا تخت اپنا خالی کر دیا کہا اسپر آکے بیٹھیے لیلا آکر تخت پر بیٹھی قبقاب خدمت کرنے لگا جام اپنے ہاتھ سے دیتا ہی خاک پا لیکر آنکھون سے لگا لیتا ہی لیلا کو خدمتگزاری قبقاب کی بہت پسند آئی جی مین کہتی ہی کہ یہ جوان بھی حسین ہی بہت تکلف سے پیش آرہا ہی کنیزون سے اشارہ کرتا ہی کہ با اعزاز خدمت کرو کسی طرح کی ملکہ کو تکلیف نہ پہونچنے پائے کنیزین ہر مرتبہ سامنے آتی ہین خدمتگزاری کر رہی ہین گلابیان شراب کی لاکے آگے رکھی ہین کشتیان کباب کی سامنے حاضر ہین گائنین خوش آواز با کرشمہ و ناز رقص کر رہی ہین ملکہ خوش بیٹھی ہی جی مین کہتی ہی حقیقت مین قبقاب بڑے لطف سے پیش آیا جبر و ظلم کا نام نہین لیلا کو بھی تسکین ہی کہ یہ ہماری رائے پر رہیگا لیکن

تو باعث خرابی ہو یہ سوچکر کہا ای سلطان اگر معشوق قرار دینا ہی تو اِس حال سے کیون رکھا کہ زبان مین سوزن ہاتھ پانوٗن سحر سے بیکار کر دیے چاہیے کہ زبان سے ہماری سوزن نکال سحر اُتار جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی یہ سُنکر سلطان نہال ہوگیا جی مین کہتا ہو اب معشوق راضی ہوئی راہ پر آئی بہ تعجیل زبان سے سوزن نکالی ہاتھ پانوٗن کا جو سحر تھا وہ اُتارا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لیلا تڑپ کر اُٹھی کہا او ناہنجار بدکردار چاہتا ہو کہ عصمت پر ہاتھ ڈالون اب جو ہو سکے وہ کر یہ کہکے سحر کیا کہ زمین ہلنے لگی اہل لشکر مین ہلڑ ہوا کہ ای شہنشاہ ساحران زمین کانپ رہی ہو کچھ نکلکر تدبیر کیجیے یہ سُنکر سلطان باہر نکلا دیکھا کئی ہزار ساحر سرنگون پڑے ہین اور کئی سو مر گئے اور کئی سو تڑپ رہے ہین سلطان نے اگر سحر اُتارا اگر لیلا جسپر گرتی ہو اُسکے دو ٹکڑے کر دیتی ہو ہرچند سلطان روکتا ہو مگر نہین رُک سکتی مثل برق تڑپ رہی ہو ہنگامہ ڈالدیا ساحر بھاگتے پھرتے ہین لیکن سلطان حتی المقدور روک رہا ہو بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہو مگر یہ خیال ہو کہ ایسا نہ ہو معشوق کے ہاتھ پانوٗن مین رعشہ پڑے یکایک صحرا سے گرد اُڑی قبقاب تاجدار جوان حسین وجمیل بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اِسنے دور سے دیکھکر لیلا کو پہچانا کہ ایک لشکر گران لیلا کو گھیرے ہوے ہو سلطان کو نہین جانتا آتے ہی للکارا کہ او بیحیا یہ تونے کیا غضب کیا ایک شاہزادی کو کل لشکر نے گھیرا ہو تجھکو شرم نہین آتی ایسا نہ ہو باعث خرابی ہو پلٹ کر سلطان دیکھنے لگا حیران تھا کہ یہ کہان سے آیا اِسکی مشکین باندھکر سامنے خداوند کے لیجاوٗنگا یہ سنتے ہی ملکہ لیلا نے گجرہ پھولونکا ہاتھ سے اُتار اخبردار کہکے پھینک مارا کئی سو جوان جھومنے لگے گریبان پھاڑے خاک منھ پر ملی بصد جوش وخروش پکارتے پھرتے تھے

نظم

ای محتسب ظروف مے ارغوان نہ لوٹ — جرمانہ لے لے پیر مغان کی دکان نہ لوٹ
آنکھین لڑا نہ یون لب و دندان یار سے — ای جوہری یہ لعل و گہر کی دکان نہ لوٹ
آوارہ فصل گل مین نہ کر عندلیب کو — ای باغبان برای خدا آشیان نہ لوٹ
پھولون کے توڑنے کا نہ گلچین کو حکم دے — للہ یہ بہار چمن باغبان نہ لوٹ

قمر وروزبان رہے نظم

آنکھیں وہ پھوٹ جائین نہ دیکھیں جو روے یار — کرہون وہ گوش جو نہ سُنین گفتگوے یار
گھر بار ہمنے چھوڑ کے کی جستجوے یار — ابتک مگر ہمین نہ ملی راہ کوے یار
بربادمین نے اپنی جوانی کو کر دیا — اِسکی گواہ رہیو تو ای خاک کوے یار
رگ رگ مین ہو محبت دلبر بھری ہوئی — کسطرح میرے جسم سے آے نہ بوے یار
آگاہ اس بہار سے ہین رہروان عشق — ہی جادۂ بہشت برین راہ کوے یار
جیتے جی یہ لباس رہی جسم زار کا — مرنے کے بعد ہوگی کفن خاک کوے یار
آئینۂ خیال مین دیکھا جو ای قمر — اِس آئنہ مین صاف نظر آیا روے یار

یہ اشعار جو سلطان نے پڑھے لیلا نے بگڑ کے جواب دیا کہ کیون دیوانے ہوے ہو اپنے ہوش مین آؤ کیا خانگی کسبی بنایا ہی یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسکو نکالدو فوراً کنیزون نے ہاتھ پکڑ کے سلطان کو نکالدیا سلطان سر جھکاے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا بیٹھکر رونے لگا کہتا تھا یار ومعشوق نے نہ قبول کیا اب مین کیا تدبیر کرون مصاحبون نے کہا حضور آپ نے تو غضب کیا کہ جاتے ہی سارا حال کہدیا اُنھون نے درست فرمایا کہ کیا خانگی کسبی بنایا ہی پہلے رسم پیدا کیجیے جب تسخیر ہوجاے تب حال دل کہیے سلطان نے کہا مین کیا کرون دل میرا قابو مین نہین ہی اپنی تو یہ نوبت ہی کہ راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کیونکر صبر کرون دن بھر اِسی حال مین سلطان کو گذرا کہ کھانا بھی اِسنے نہ کھایا رات کو لیٹے لیٹے اِسنے سوچا کہ چلکر اُٹھالاؤن اپنی بارگاہ مین لاکر راضی کرونگا یہ سوچکر اُٹھا طرف لشکر لیلا کے چلا چھپا ہوا جاتا ہی لشکر مین آیا سحر کرکے بارگاہ مین پہونچا لیلا پڑی سو رہی تھی اِسنے سحر کرکے بیہوش کیا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اپنی بارگاہ مین لاکر مسند پر بٹھایا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا لیلا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اِس حال زار مین پایا سلطان سامنے بیٹھا ہی ہاتھ باندھے ہوے کہ رہا ہی مین تابعدار ہون ای لیلا مجھے قبول کرو مجنون نہ بناؤ لیلا یہ سُنکر دل مین سوچی کہ اگر سرکشی کرتی ہون تو ایسا نہ ہو کہ یہ بیحیا بدی پیش آئے یا عصمت پر ہاتھ ڈالے

جانبر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر | آخر مین دق اول مین مرض ہی خفقان کا
بنیاد فسادون کی ہی آغاز مین اُسکے | انجام قیامت ہی جہانِ گذران کا
پیری مین جوانی کے کہان چھپے آتش | اب اپنی غزلخوانی ہی غل برگ خزان کا

مصاحبون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین معشوقہ کو آپ کی تلاش کرینگے اور حضور سے ملا وینگے اِس سوچ مین سلطان بیٹھا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر لیلا کو دیکھا کہ بڑے ساز و سامان سے آتا ہی کہ خود تخت پر سوار زلفین چہرے پر آراستہ گرد کنیزین گھیرے ہوے سلطان نے جو جمال جہان آرا ے ملکہ دیکھا مصاحبون سے کہا کہ یارو یہ وہی معشوق پریچہرہ ہی ذرا نگاہ اُٹھا کے دیکھو تو فرد این است کہ دل بردہ و کُشت ست لبسم اللہ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ہا کیون صاحبو کیونکر بے قرار نہ ہون صورت زیبا دیکھو کس جاہ و جلال سے آتی ہی کیا رعنائی و زیبائی ہی سب نے عرض کی دیکھیے لشکر کا وہ بھی اِسی صحرا مین اُترتی ہی جو معلوم ہوا کہ لشکر سلطان اِسی مقام پر اُترا ہی اُترکے بارگاہ درست کرائی اندر بارگاہ کے داخل ہوئی سلطان تو انتہا کا بیقرار ہو رہا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پشت مرکب پر سوار ہوا مرکب کو ٹہلاتا ہوا لشکر معشوقہ مین لایا کنیزان لیلا کو جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا اور پوچھنے لگا کہ ملکۂ عالم کہان ہین سب نے کہا دربار مین تشریف رکھتی ہین سلطان گھوڑے سے اُترکر بارگاہ لیلا مین آیا لیلا کو تخت پر پایا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپ کو معلوم ہوگا کہ صحرا مین مجھسے بے ادبی ہوئی تھی معاف کرانے آیا ہون امیدوار ہون کہ معاف فرماکر میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے سامان عیش و جشن مہیا ہی آپ کے تشریک ہونے سے اور رونق ہوگی لیلا ایک بدمزاج معشوقہ ہی اِسنے دیکھکر کہا اے سلطان اپنے ہوش مین آؤ مین براے تباہی بادشاہ اسلام چلی ہون وہین تم بھی آنا جو تمسے ہوسکے وہ تم کرنا جو مجھسے ہوسکیگا وہ مین کد و کوشش کرونگی خداوند نے ایسا حکم دیا کہ مین جاتے ہی لشکر شاہ تباہ کرونگی سلطان ہاتھ باندھنے لگا منتین کرتا ہی کہتا ہی کہ اے ملکۂ عالم یہ رات مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹی ہی کسیطرح سحر نہ ہوتی تھی آٹھ پہر یہ اشعار

اب جو اُٹھا بیقرار و اشکبار نعرہ ہاے آہ کھینچتا ہوا ساتھ والے آئے اُنھون نے جو بیقرار دیکھا سلطان کو ہوادار پر سوار کر کے لشکر مین لاے لیکن سلطان کو قرار نہین ٹھنڈی سانسین کھینچ رہا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ کیون اے بادشاہ کچھ حال تو کہیے کیا رنج اُٹھایا کیا معرکہ گذرا سلطان کہتا ہی یارو کیا بیان کرون فلک مجھپر ٹوٹ پڑا ہین کیا بتاؤن ساتھ والے سمجھا کر دربارگاہ پہ لاے کرسی پر لاکر بٹھایا ہرچند کہ سامنے صحراے سبزہ زار ہی مگر اِسکی آنکھون مین خار ہی ہر نخل کو دیکھکر قد محبوب یاد کرتا ہی یادمین عارض رنگین کی فریاد کرتا ہی بیقرار و اشکبار نہایت بیچین ہی کہتا ہی یارو کیا کرون کیا کیجے دل کو صبر دون دم بدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہاے کیا غضب ہو گیا میرے بیہوش ہونے نے بہ پریشان کیا رات تڑپ تڑپ کے کٹی ہی اسوقت یہ کیفیت ہی نظم

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو بیس و پیش ہو ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہی قبول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھاے نہین لطف بیان کا

منھ تمنے شب وصل مین کسواسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہی کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوے رسا کو
اُترا ہوا چلّہ کہون ابرو کی کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونیکا مجھسے
بوجھ اُٹھیگا سینے سے نہ اِس سنگ گران کا

پُرسان جو ترے حسن کا عالم مین ہی تجھسے
مشتاق ہی موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

ہر وقت کی بک بک سے خموشی ہی ہوئی ہی
کیا شعر کہون قافیہ ہی تنگ زبان کا

غنچہ نہ دہن ہی نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہی ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہمسے
کیا حوصلہ ہی تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچے مین ترے قبر ہماری
دروازہ کُھلا اپنے لیے باغ جنان کا

بے مثل ہی یکتا ہی جو تصویر ہی اُسکی
کھینچا ہوا یہ کسکا مرقع ہی جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر جسنے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اُسکے مکان کا

لطف دو جہان ہی رُخ پر نور مین تیرے
چہرہ ہی پری کا تو بدن حور جنان کا

کولنسا اُس مین تکلف نہین پاتے ہر چند
کولنسا دل ہی جو دیوانہ نہین ہی اُسکا
تا کجا شرح کرون حُسن کی اُسکے آتش

نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلّا ہو وہ رُخ
خط شبرنگ سے سرمایۂ سوداہو وہ رُخ
مہر ہی ماہ ہی جو کچھ ہی تماشا ہو وہ رخ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لقراط نشے مین مست بیٹھا ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اٹھا لقراط نے دیکھکر کہا کہ ملکہ لیلاے دشت نشین آتی ہین کہ ابر آکر پھٹا اُس مین سے ایک ساحرہ نہایت حسین پیدا ہوئی لقراط کو آکر سجدہ کیا لقراط نے پوچھا اے ملکہ لیلاے دشت نشین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا لیلا نے کہا یا خداوند مین نے سُنا کہ چہار جانب سے آپ پر چڑھائی ہی جسکو حکم ہوا اُسکو جاکر تباہ کرون لقراط ثانی نے کہا فی الحال بادشاہ لشکر اسلام کی بڑی شورش ہی ابھی نامہ آیا تھا مجھسے وہ اطاعت کے خواہان ہین مین نے جواب جنگ دیا سلطان تاجدار گیا ہی تم بھی اُسکی مدد کو جاؤ لیلا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اِس دھوم سے روانہ ہوئی مگر اسباب شکار بھی سب ہمراہ درست ہی یہ بھی شکار کھیلتی ہوئی جاتی ہی مگر لشکر کو حکم دیدیا ہی کہ فلان منزل پر آنا شام کو اُس مقام پر آکر اُترتی ہی مصروف عیش و نشاط رہتی ہی صبح کو پھر روانہ منزل مقصود ہوتی ہی سلطان تاجدار ایک منزل پر پہونچا لشکر کو اُس مقام پر اُتارا اور آپ گھوڑے پر سوار ہوکر براے شکار چلا اِدھر سے لیلا شکار کھیلتی ہوئی جاتی تھی اُدھر سے سلطان جاتا تھا سلطان نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو تیر کھاکر چوکڑی بھرتا ہوا جاتا تھا پیچھے پیچھے سلطان گھوڑا اڑائے ہوے تیر پھر کمان مین جوڑے ہوے جاتا ہی اتفاقاً وہ آہو سامنے لیلا کے پہونچا لیلا نے اُسکو شکار کرلیا سلطان آکر جھلایا کہا میرے شکار کو کیون شکار کیا ملکہ لیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا سلطان نے کلائی تھام کے اُٹھا لیا بند نقاب جو ٹوٹا تو جمال جہان آرا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا ہاتھ جو کانپا لیلا چھوٹ کر زمین پر گری بند نقاب درست کرکے پھر گھوڑے پر سوار ہوئی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگئی مگر سلطان جو بیہوشی حُسن لیلا سو نگھکر گرا تھا اسکو بعد تھوڑے عرصے کے ہوش آیا

قصر ہشت پہل کو آکر فتح کرلونگا یہ نامہ نیلم جادو کو دیا کہ جاکر بقراط کے ہاتھ مین دینا نیلم نامہ لیکر روانہ ہوا لشکر مین بقراط کے جو پہونچا ہر ایک ساحر پوچھنے لگا کہ اے نیلم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نیلم جادو نے جواب دیا کہ مین مطیع بادشاہ اسلام ہوا آج وہ سامان اُنکے پاس موجود ہی کہ ہر ایک کے پاس ہونا غیر ممکن ہی جسوقت لشکرکشی کرینگے بقراط کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا مین نامہ لیکر آیا ہون سرداروں نے جاکر بقراط سے عرض کی کہ نیلم جادو نامہ سعد بن قباد کا لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی بقراط ثانی شراب کے نشے مین مست بیٹھا ہی حکم دیا بلالو نیلم سامنے آیا بقراط کو سلام نہ کیا بقراط نے برہم ہوکر کہا اے نیلم تو میرا بندہ رہا بادشاہ کی اطاعت کرکے ایسا مغرور ہوا کہ ہمکو سلام نہین کرتا نیلم نے کہا اے بقراط مین برا سے مناظرہ نہین آیا ہون نامہ لایا ہون وہ پڑھکر جواب دیجیے یہ کہکے نامہ پیش کیا بقراط نے سُنا مضمون سے آگاہ ہوکر بہت جھلایا اور لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ نیلم سے کہا تم جاؤ ہم فوج روانہ کرتے ہین - نیلم جادو رخصت ہوکر طرف بادشاہ کے چلا بقراط نے پکارکر آواز دی اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ برا سے مقابلۂ بادشاہ اسلام جاے نقش سحرکش اُن سے چھین لے اور سب کو گرفتار کرکے لاے سلطان تاجدار اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوندا اس رنگ سے جاؤن کہ لشکر تباہ کردون اکیلے کو بھٹکا کر گرفتار کرلون نقش سحرکش اُنسے لیلون بہ ذلت گرفتار کرکے لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا کہ جسقدر فوج چاہو ہمراہ لو ستر ہزار فوج سلطان کے ساتھ کی اب سلطان شکار کھیلتا ہوا چلا سلطان کے جانے کے بعد بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی شاہزادیان یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

قدرت حق ہی صباحت سے تماشا ہی وہ رُخ — خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہی وہ رُخ

پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اُسے — آئنے سے دل عارف کے مصفا ہی وہ رُخ

سامری چشم فسونگر کی فسون سازی سے — لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہی وہ رُخ

سایہ کرتے ہین ہما اُڑ کے پرونسے اپنے — ترے رُخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہو وہ رُخ

وہان لیگئی اتنو قید ہوگیا ہوگا اُسکی رہائی غیر ممکن ہو جب اس کنیز کو کوئی قتل کرے تب اُسکی رہائی ہو یا خود کنیز رہا کرے بادشاہ نے فرمایا ای شورش وہ ساحر بیگناہ ہم جان کے حکم سے آیا تھا تمسے ہوسکے تو اُسکو رہا کردو شورش نے اُسیوقت دوسری پُتلی جھولی سے نکالی اُس سے کہا دلفگار کو بُلا لا وہ پُتلی گئی باغ مراد مین آکر دیکھا کہ نیلم جادو پاس اُسی معشوقہ کے بیٹھا ہی شراب خواری کر رہا ہی اُس پُتلی نے جاکر پیغام دیا کہ تمکو ملکہ شورش نے بُلایا ہی یہ سُنکر نیلم اُٹھا وہ پُتلی بھی ہمراہ ہوئی دلفگار بھی ساتھ ساتھ ہی مگر نیلم اُسکے شمع رُخ پر پروانہ ہی جمال جہان آرا دیکھ رہا ہی آکے دربار مین شورش کے پہونچا اُس معشوقہ نے دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم اِسکو عمر بھر دام فریب سے نہ نکلنے دیتی آپ کا حکم نہ تھا ورنہ ابتک قتل کر ڈالتی شورش نے کہا اب رخصت ہو وہ نازنین زمین پر گر پڑی وہی فولاد کی پُتلی بنی شورش نے اُٹھا کر جھولی مین رکھ لیا اب نیلم کو ہوش آیا دربار کو دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت شاہی پر ہین ایک طرف ملکہ لالہ زار دوسری جانب سیماب گر تیسری سمت مہتاب نامدار چوتھی طرف کہرام مرتع دربار تھا دیر سردارہ ان سے معمور ہی کمیدان رسالدار خوش بیٹھے ہین اور جام ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہی نیلم جاہ وجلال بادشاہی دیکھکر قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار مین مطیع ہون بادشاہ نے پشت پر اُسکی ہاتھ رکھا نیلم نے دست بستہ عرض کی مین چاہتا ہون کہ حاضر خدمت رہون اور فیض خدمت حاصل کرون بادشاہ نے قاعدۂ اِسلام اُسکو تعلیم کیے اب نیلم بادشاہ کی خدمت مین رہکر اطاعت کرنے لگا سرداروں نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو بقراط کو ایک نامہ لکھیے اگر وہ آپ کی اطاعت کرے تو طلسم پر آپ کا قبضہ ہو بادشاہ نے سب سردارون کی صلاح سے بقراط کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بقراط ثانی بہ عنایت پروردگار ہمنے یہ شان وشوکت پیدا کی ساحرون مین لالہ زار وشورش اور غیر ساحرون مین سیماب گر دیا لک طلسم مجنون کہ حکیم زبردست تھا اُس طلسم کو توڑا خزانہ بے حساب حاصل ہوا اور نقش سحر کش میرے پاس موجود ہی جسوقت لشکر کشی کرونگا اُسوقت

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھون کو اشتیاق | بند نقاب کو سر بازار توڑیے
سوداے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو | جبتک نہ خوب پاے خریدار توڑیے
نامرد آسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ | آتش سپر کو چیریے تلوار توڑیے

یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے شورش کے آئے شورش نے اُن سب سے کہا نیلم کو پکڑ لاؤ نیلم نے جو پشتارہ زمین پر رکھا برقع چہرے سے ہٹا جمال جہان آرا چمکا شورش بیقرار ہو گئی کہتی تھی او بیحیا غضب کیا تھا کہ ملکہ لالہ زار کو لے نکلا نیلم مقابلہ شورش مین آیا آکر گولہ مارا شورش نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار گولے چلے کہ شورش نے جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا اے دلفگار نیلم کو لینا پہلو سے ایک نازنین پیدا ہوئی نیلم کے قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے نیلم باغ مراد مین چلیگا نیلم نے مسکرا کر کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تیرا تابعدار ہون جہان کہے وہان چلون مین تو خود مشتاق تھا کہ کچھ حکم دو تو بجا لاؤن اُس نازنین نے نیلم کا ہاتھ تھام لیا طرف صحرا کے لیگئی شورش نے لالہ زار کو ہوشیار کیا لالہ زار نے اُٹھتے ہی دو تین گولے لشکر پر مارے کہ کئی ہزار ساحر مرے لشکر مین ہنگامہ ہوا مرجان پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کُھلی باہر نکل آیا دیکھا دونون معشوقان پری چہرہ کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہین لالہ زار کو دیکھکر پکارا اے جانجہان جی چاہتا ہے تیرے گرد پھرون خاک پا تیری لیکر توتیاے چشم بناؤن لالہ زار کو بہت ناگوار ہوا خنجر کمر مین لگا تھا نکالکر پھینک مارا خنجر سر پر پڑا کہ سر مرجان کا زخمی ہو گیا لالہ زار نے چاہا دوسرا سحر کرون مرجان بھاگ کر بارگاہ مین گھس گیا ساحرون سے کہا پلٹ آؤ ساحر پلٹ آئے ملکہ شورش لالہ زار کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئی بادشاہ بیدار ہوے تھے خبر سُنکر ارادہ تھا کہ سوار ہون کہ شورش حاضر ہوئی عرض کی آپ کے اقبال سے لالہ زار کو رہا کیا لالہ زار نے بھی شکریہ شورش ادا کیا تمام ساحرون مین غُل تھی کہ آج شورش نے بڑا کمال کیا لالہ زار کو لشکر مین سے رہا کر کے لائی ورنہ نیلم بارگاہ مین مرجان کی پہونچ ہی چکا تھا بادشاہ نے فرمایا اے شورش حقیقت مین تمنے بڑی جرأت کی مگر نیلم کو کہان بھیجدیا شورش نے کہا اِسی صحرا مین باغ مراد ہے دلفگار اُسکو

تو قبضہ کرونگا یہان کا ہیگولاؤنگا لیکن جوش و خروش مین چلا تصویر خیالی لالہ زار کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی لشکر والے پریشان تھے کہ مرجان آکر پہونچا بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہنے لگا کہ یارو کسی سے ہوسکتا ہی کہ لالہ زار کو یہان لاے کہ مین زبردستی وصل حاصل کرون ایک ساحر سے نیلم نیل پوش ہم مرادانہ و ہم عیارہ ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ مین جاکر اُسکو لاتا ہون یہ کہکے بارگاہ سے نکلا صورت بدل کے لشکر بادشاہ مین آیا ٹہلتا ہوا پشت بارگاہ لالہ زار پر پہونچا اور جوڑی خنجر کی پکڑ کے نقب کھودنے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ لالہ زار مین توڑہ ادیکھا لالہ زار سو رہی ہی کھڑے ہوکر سحر کیا لالہ زار سوتی تھی بیہوش ہوگئی نیلم نے پشتارہ باندھا لالہ زار کو لے نکلا لیے ہوے جاتا ہی قضاے کار طلاے پر ملکہ شورش بھی اسنے دیکھا کہ ایک ساحر پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی ارے جانے والے ٹھہر جا نیلم بھاگا شورش نے پیچھا کیا جب کنارے پر لشکر کے نیلم پہونچا تو اسنے پکار کر آواز دی کہ یارو مجھے بچاؤ مین لالہ زار کو لایا ہون شورش نے پیچھا کیا ہی چند ساحر دوڑے شورش نے جو دیکھا کہ اور بھی ساحر آتے ہین گلے سے ہار اُتار کر پھینک مارا سب ساحر گھبرا گئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

بند نقاب عارض دلدار توڑیے
دیکھے ترا جو مصحف رو برہمن کہے
بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
مرغ ترانہ سنج ہون اُس بوستان کا مین
اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
فتراک صید زندہ ہی زلف سیاہ یار
عاشق کی بیقراری سے ای بت پناہ مانگ
بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
انسان کو پاس خاطر نازک ضرور ہے

باغ مراد عشق کی دیوار توڑیے
بت کو سلام کیجیے زنار توڑیے
لازم ہی بال مرغ گرفتار توڑیے
خون جگر بہاؤن اگر خار توڑیے
پرہیز سے نہ خاطر بیمار توڑیے
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے
ٹکرائے وہ جو سر کو تو کہسار توڑیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے
شیشہ شراب کا تو نہ زنہار توڑیے

برباد کرنہ ناحق ای باد صرصر اُسکو ‏ ‏ ‏ بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا
غزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ ‏ ‏ ‏ کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا
پھونک آشیان ہمارا ای برق آتش گل ‏ ‏ ‏ رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا
بھری ہی خاک پرکی منھ زوری اُسنے آتش ‏ ‏ ‏ پھرون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

یہ اشعار محبت آمیز پڑھتا ہوا سامنے لالہ زار کے آیا لالہ زار نے پوچھا کہ وہ تختی کہان ہی مرجان نے جواب دیا کہ میرے مصاحب ریحان جادو کے پاس موجود ہی لالہ زار نے کہا اُسکو بُلاؤ جیسے ہی وہ ساحر آیا لالہ زار نے اُس سے تختی مانگ لی بادشاہ کے گلے مین پہنائی بادشاہ کو رہا کرلیا مگر مرجان جادو اُسی طرح رقص کرتا ہوا سامنے ملکہ لالہ زار کے کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن لالہ زار کے مُنھ سے نکلا کہ بقراط کا سر لاؤ خیال مین گزرا کہ ذرا وہان جاکر تماشہ ہو مرجان جھومتا ہوا طرف بقراط کے چلا لالہ زار نے بادشاہ کو ساتھ لیا پلٹ کر بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہوئی مگر مرجان جادو قریب قصر ہشت پہل کے پہونچا لشکر کو پامال کرنے لگا ہنگامہ جو ہوا البقراط نے پوچھا کہ بارو یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مرجان دیوانہ وار وحشی مثال لشکر کو قتل کر رہا ہی ہزارہ ساحر مار ڈالے حضور کو بُرا بھلا کہ رہا ہی بقراط اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکے دیکھا کہ مرجان لشکر پر بدعت کر رہا ہی کئی سو سردار مار کر ڈالدیے بقراط نے للکارا البقراط کو دیکھکر مرجان جا پڑا للکارا کہ او بھینا خداوند بنکر بیٹھا ہی تجھکو اپنی بھی کچھ خبر ہی بلکہ لالہ زار نے تیرا سر مانگا ہی یہ کہتا ہوا تیغ کھینچکر جا پڑا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ اسکا سر اُڑ جاے بقراط نے کلائی پکڑ لی پشت کے اوپر ہاتھ پھیرا مرجان کو ہوش آگیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا یا خداوند معاف فرمایئے مین سر لالہ زار لاتا ہون بقراط نے جو لالہ زار کا نام سُنا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہتا تھا ای مرجان اگر تو لالہ زار کو لایا تو تجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرونگا وہ مرتبہ دونگا کہ سارا طلسم رشک کرے مرجان نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکے پلٹا مگر جی مین کہتا ہی ای مرجان خداوند نے جو کہا ہی تو کہنے دو میری خود اُسپر جان جاتی ہی مین اُسکو پاؤنگا

لالہ زار کی بنائی ٹہلتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار آج مرجان نے کیا کیا سحر کیے مگر حضور پر تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے فرمایا نقش سحر کش میرے گلے مین ہو یہ اُسی کا باعث ہی کہ سحر نے تاثیر نہ کی مرجان نے عرض کی ذرا وہ تختی مین دیکھون بادشاہ نے تختی اُتار کر دی مرجان نے تختی لیکر سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے مرجان بادشاہ کو بغل مین دبا کر لے بھاگا فیروزہ جو بلیٹ کر آیا اسنے بادشاہ کو نہ پایا سمجھا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ مرجان گرفتار کر لے گیا بدحواس ہو کر خیمۂ لالہ زار مین آیا جگا کر رونے لگا لالہ زار نے پوچھا خیر تو ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لے گیا لالہ زار نے کہا ابھی جاتی ہون اور بادشاہ کو لیکر آتی ہون مرجان کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے چلی فیروزہ بھی ہمراہ ہوا مگر مرجان جو لشکر مین پہونچا ساحرون نے پوچھا ای شہریار کیا کیا کہا لو یارو حال کھلا بادشاہ کے قبضے مین نقش سحر کش تھا وہ چھینکر مین نے گرفتار کیا دیکھو گرفتار کر لایا ساحر ساتھ ہوتے جاتے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم لالہ زار او مکار و محیل اب کہان جائیگا یہ سُنتے ہی مرجان پلٹا تختی ایک مصاحب کو دی پشتارہ بادشاہ کا رکھدیا لالہ زار پر گولہ مارا لالہ زار نے گولے کو کاٹ کر موتیون کا ہار اپنے گلے سے اُتارا یا سامری کہکر پھینک مارا وہ ہار بلند ہوا ہوا سے سر د چلی لالہ زار کے سحر سے مرجان جھومنے لگا بیقرار ہو کر جمال جہان آرا کو دیکھتا تھا کہتا تھا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی چاہتا ہون قدم بوسی کرون خاک پا لیکر توتیا ے چشم بناؤن گرد پھرون

نظم

اِک جا کہین پہ مثل ریگ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذب اُلفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک عنبر تجھ سے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے ای نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین ای ابرو کمان نہ ٹھہرا

ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اِک میہمان ٹھہرا

مرجان نے قصد کیا کہ اٹھکر لالہ زار کے لپٹ جاؤن کہ بارگاہ پر ہلڑ ہوا سردرگہ سالار سامنے آیا اور پردہ بارگاہ کا اٹھا مرجان نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شش جہت افروز جہانداری یعنی بادشاہ جمجاہ تیغ برہنہ ہاتھ مین نمایان ہوے اور آواز دی کہ او جلاد خبردار اگر ہاتھ پڑ گیا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگا جلاد رکا بادشاہ نے بڑھکر جلاد کو ایک قبضۂ تلوار مار دیا جلاد کانپتا ہوا بھاگا مرجان ہان ہان کرتا رہ گیا بادشاہ نے جھپٹ کر زبان سے لالہ زار کی سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی لالہ زار فورًا تڑپ کر اٹھی اٹھتے اٹھتے سحر کیا آگ برسنے لگی کئی سو ساحر جلے بارگاہ مین آگ لگ گئی مرجان چاہتا ہی کہ آگ بجھاؤن مگر آگ کو دم بدم ترقی ہوتی جاتی ہی بارگاہ جلکر گری مرجان باہر نکلا بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر آئے مرجان نے طبل امان بجوا دیا بادشاہ لالہ زار کو ساتھ لیکر پلٹے مرجان نے بعد جانے بادشاہ کے سرداروں سے کہا کہ یارو یہ بڑا غضب ہی کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ نے اسیوقت لالہ زار کو لاکر بارگاہ مین پہونچایا مرجان جادو حیران ہو رہا ہی کہتا ہی بادشاہ بڑے سرکش ہین میری بارگاہ سے آکے لالہ زار کو لے گئے اور مین کچھ نہ کر سکا کئی سحر کیے انپر تاثیر نہ ہوئی ملازمون نے کہا حضور بادشاہ کا مقابلہ نہ کیجیے گا مرجان نے کہا آج شب کو بادشاہ کو لے آؤنگا اگر بادشاہ لشکر مین نہ ہون تو سب کو پامال کر ڈالون شورش و لالہ زار کی کیا حقیقت ہی مگر ہاے فراق لالہ زار نے مارا جبتک لالہ زار کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان دونگا اسکی سرکشی نے پریشان کیا ایسی ظالم نے باتین کین کہ دل میرا بیقرار ہو گیا مگر مشتاق طرحدار ہی دن بھر تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹا رات کو اپنے مقام سے اٹھا یہان رات کو بادشاہ سے لالہ زار نے براے طلایہ عرض کی بادشاہ نے فرمایا فرد لاؤ جسکا دن پڑیگا وہ طلایہ پر جائیگا فرد منتظم نے پیش کی بادشاہ نے جو ملاحظ کیا اپنا نام پایا فرمایا ہم خود جاوینگے بادشاہ خاصہ نوش کرکے بیرون بارگاہ تشریف لاے طلاے کا انتظام کیا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے مرجان نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہین فیروزہ کسی کام کو گیا سحر سے اپنے صورت

ضرور تشریف لاوینگے ہرچند مرجان نے منتین کین مگر لالہ زار عاشق جمال بادشاہ ہر جواب ہاے سخت دے رہی ہو مرجان کہتا ہو اے معشوق خوبرو تیرا غصہ کرنا مجھکو بھلا معلوم ہوتا ہو اگر اپنے ہاتھ سے قتل کرتو مین نہال ہوجاؤن لالہ زار نے منھ پھیر کر کچھ جواب نہ دیا آخر مرجان نے حکم دیا اِسکو لیجاکر قید کرو صبح کو پھر دربارہ سمجھونگا اگر مجھکو نہ قبول کیا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا چند ساحر لالہ زار کو قید خانے مین لے گئے خیمے مین بٹھاکر بہ عہدۂ نگہبانی بیٹھے مگر صبح کو بادشاہ جمجاہ جو بارگاہ مین آئے کنیزین لالہ زار کی روتی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار غضب ہوا رات کو مرجان جادو آکر ملکہ لالہ زار کو اُٹھا لیگیا یقین ہو کہ بر سر فساد ہو اور لالہ زار عاشق جمال حضور ہو کبھی اُسکو قبول نہ کریگی بادشاہ نے فرمایا فیروزہ جاکر خبر تو لاؤ کہ لالہ زار پر کیا گذری فیروزہ روانہ ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا لشکر مرجان مین آیا وہ وقت ہو کہ مرجان نے لالہ زار کو سامنے بلوایا بہ عتاب خطاب کر رہا ہو کہ کیون لالہ زار مجھکو نہ قبول کریگی لالہ زار نے کہا کہ او سیاہ رو بد خو حلوا خوردن را روے باید اپنی صورت تو دیکھو مرجان نے جھلاکر حکم دیا کہ اِس گیسو بریدہ کو قتل کرو جلاد حاضر ہو لالہ زار کو سمجھا رہا ہو کہتا ہو اے لالہ زار مرجان جادو بادشاہ قلعۂ مرجان ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کرکے لشکر اِسلام پر جا پڑے لالہ زار کو بڑا افسوس ہو دعائین مانگ رہی ہین کہ اے کارساز بے نیاز اِس ظالم کی بدعت سے بچالے اپنا رحم شریک حال کر اِس مشکل کو آسان کر نظم

محض بے سود است ہر سوداے بازار ہوس	نفع کو حاصل کنند ز آنجا خریدار ہوس
رشتۂ خود از خدا بگسست در دنیا و دین	ہر کہ او بر گردن خود بست زنار ہوس
ہست بنیاد طمع در عاقبت ناپائدار	منہدم گردد ز پاے خویش دیوار ہوس
کی بود با خود در بند طمع اہل صفا	دوستدار حضرت حق کی شود یار ہوس
طالب دنیاست مستغرق بکار حرص و آز	نیست کار آمد بکار اہل دین کار ہوس
کی شود بلبل بہ بستان ہوا نغمہ سرا	می خلد در پاے جانش زین چمن خار ہوس
ہین میا ہر گز مشو ہر گز مشو	تا توانی اندرین عالم گرفتار ہوس

کر رہے ہین کہ دیکھا سحر اسے گرد اُڑ رہی اور مرجان سامنے آکر اُتر آنگر اسنے دیکھا کہ لشکر کا انتظام لالہ زار کر رہی ہی لوگون سے پوچھا کہ یہ ساحرہ کون ہی سب نے بیان کیا کہ عاشق بادشاہ جمجاہ مینا نگار نے اِن سب کو سحر مین پھنسا لیا تھا بادشاہ نے آکر مینا نگار کو مار امینا نگار کا مارے جانا کہ اِن سب کا ہوشیار ہونا پھر ہم سب لوگون نے شکست کھائی آخر کار مجبور و ناچار ہو کر لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے مرجان یہ سُنکر چُپکا ہو رہا طبل جنگی تو بجوا دیا رات کو اُٹھا طرف لشکر اِسلام کے چلا قضائے کار ملکہ لالہ زار طلاے پر تھی مرجان نے جو لالہ زار کو دیکھا گوشے مین آکر سحر کیا کہ لالہ زار خاموش ہو گئی مرجان جادو نے لالہ زار کو اُٹھا لیا مگر صورت زیبا دیکھکر حیران ہو گیا کہتا تھا کیا معشوق ہی یہ تو اِس لایق ہی کہ صحبت آراستہ ہو اور یہ معشوق پہلو مین ہو تب زندگی کی کیفیت ہی لاتے لاتے اپنی بارگاہ مین پہونچا بارگاہ مین لاکر مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر خوشامد کرنے لگا کہتا تھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

تنگ دنیا کی خرابی سے ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کو کو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کیے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

لب جان بخش سے ہی چشم فسونگر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہو وے جو مرے جادو سے

نہین معلوم اُن آنکھون کا اِرادہ کیا ہی
کچھ اِشارے ہین تو مژگان نے کہا ابرو سے

صورت جام و سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردن کو مین توڑونگا دم یا ہو سے

دیکھکر چشم سیہ کو تری کہتے ہین عرب
شیر مست کو اندیشہ ہی اِس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو ای عزرائیل
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

لالہ زار نے تیور پر بل ڈال کے کہا او بیحیا کیا سوال کرتا ہی خبردار ایسی باتین نہ کرنا مین بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہون کل تو خود قتل ہو جائیگا اگر بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ

جاکر مقابلہ پڑیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساحرون کا افسر لالہ زار کو کیا غیر
ساحرونکا سیماب گرد سپہ سالار ہوا ارادہ ہی کہ کل کوچ ہو شب کو دربار مین بیٹھے ہین
معشوقان پریچہرہ پہلو مین گائن سامنے گا رہی ہی جام ارغوانی گردش مین صدا ے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر وہ فراری جو لاشۂ مینا نگار لیکر بھاگے تھے صبح ہوتے
سامنے قلعۂ مرجان کے پہونچے مرجان سرخ پوش کہ قلعے کا حاکم ہی مینا نگار سے
کچھ رشتہ رکھتا ہی مرجان سرخ پوش بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ اِسنے دیکھا چند ساحر ایک
لاش لیے ہوے آئے ارتھی وغیرہ بنانے لگے دو بانس باندھے اُسپر تھوڑا سا پھولس
بچھادیا چند لکڑیان پہلو مین لگاکر اُسپر ناریل لگاے ناریلون پر پتی جیسا ان کی اب
لاشۂ مینا نگار کو ارتھی پر لٹایا اوپر سے ایک لال تافتہ اُڑھایا چار ساحرون نے ارتھی
کو کاندھے پر رکھا ایک ساحر ہمراہ اِسطور سے کہ سر مُنڈا ہوا ہاتھ مین ایک ہانڈی اُسپر
ایک کنڈے کا ٹکڑا جلتا ہوا دوسرے ساحر کے ہاتھ مین کچھ کوڑیان کچھ تال مکھانے
ملے ہوے لاش پر سے لُٹاتے ہوے جَے سامری کی بولتے ہوے اِس دھوم سے لاشہ
لیکر چلے مرجان نے جو یہ ہلڑ ہنگامہ سُنا ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون
لوگ ہین اور کسکی لاش ارتھی بناکر لیے جاتے ہین ہرکارے گئے خبر لیکر آئے آکے
عرض کی کہ حضور مینا نگار مارا گیا اُسکی لاش لیکر جاتے ہین مرجان یہ سُنکر رونے لگا
اور کہا مینا نگار ایسا ساحر مارا گیا وہ تو بڑا ساحر تھا کسکے دام مین پھنسا کہ جان نہ بچا سکا
قلعے سے اُتر آیا قلعے سے تھوڑی دور پر ایک صحرا تھا اُس صحرا مین لاشہ لیے ہوے جارہے
ہین مرجان پیچھے پیچھے اسطور سے کہ لباس بادشاہی تو اُتار ڈالا ایک دھوتی میلی
باندھے ہوے ساتھ ساتھ ہی غرض صحرا مین پہونچے لکڑیون کا انبار لگاکر لاشہ جلادیا
جب لاشہ اُسکا جل چکا تو ساتھ والون سے کہتا ہوا پلٹا کہ مجھکو چلکر وہ مقام بتاؤ کہ
جہان مینا نگار مارا گیا سب نے عرض کی کہ حضور قلعۂ مینا نگار پر لشکر بادشاہ اسلام
فروکش ہی بادشاہ نے اُسکو قتل کیا مرجان نے فورًا اپنے قلعے مین آکر تیاری کی دس
ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیکر چلا منزلین طے کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ بادشاہ تیاری (تیاری)

لالہ زار کو دیکھ دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب — روبروے یار ہی اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ — دیدۂ خفّاش کو کرتا ہی بے نور آفتاب
منھ نہین دیکھا تمہارا اس رشک سے جلتا ہون مین — ای صنم جب پوجتے ہین گبر مغرور آفتاب
نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع — آسمان نیلگون چھتہ ہی زنبور آفتاب
داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہو — چشم حربا مین پری بنجاے یا حور آفتاب
حُسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہی اُسے — تابہ آہن ہی پیش روے انور آفتاب
بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی — پردۂ شب سے نہ نکلے تابہ مقدور آفتاب
سر بلندونکے لیے ہی عیب بھی آتش ہنر — آسمان کا داغ پیشانی ہی مشہور آفتاب

سب ساحر سر ٹکرا کے رہگئے لاشہ مینا نگار اُٹھایا پانچ ہزار جادوگر طرف صحرا کے بھاگ گئے لالہ زار نے چاہا اُن فراریونکا پیچھا کرے بادشاہ نے منع کیا کہ بھاگے ہوؤن کے پیچھے نہ جاؤ تب لالہ زار پلٹی بادشاہ بہ فتح و فیروزی واپس ہوے بیہوش سرداروں کو ہوش آیا قلعے مین آکر سجدے بجا لائے جو مقامات خلاف تھے وہ کھدوا ڈالے اب جمعیت معقول بادشاہ کے ساتھ ہو گئی لالہ زار نے عرض کی ہر چند کہ سختی ہی اور وہانکی فتح ذات پر طلسم کشا کی موقوف ہی لیکن حضور بھی چلین یہ لوح سحر کش حضور کو خوب ملگئی کیا عجب ہی کہ بقراط ثانی بھی گھبرا گئے یہ کنیز بھی اُس سے مقابلہ کریگی ہر چند کہ بقراط وہ شخص ہی کہ غار افراسیاب کہ مقام امتحان ساحران ہی وہان اِسنے کامل سند پائی جسدن سے سند پائی اُسی دن سے مغرور ہو گیا قصر سکندری مین آکر دعویٰ خدائی کیا اب اُس بیچارے پر وہ اُفتاد پڑی ہی کہ بھاگتے راستہ نہین ملتا اور طلسم کشا نے طرف مرحلۂ نجومیون کے رُخ کیا ہی بڑے بڑے وہان ستارہ شناس ہین دمبدم ساعت کا نیک و بد دیکھتے ہین دیکھیے وہان کیا گذرے لیکن طلسم کشا کے ساتھ بھی نجم اختر شناس ایسا نجومی موجود ہی کہ آسمان و زمین کا حال آیندہ و گذشتہ ورد زبان رکھتا ہی علاوہ نجم کے سکندر ثانی جو بادشاہ لشکر ہی ہمہ دان و ہمہ گیر ہی یہ سب لوگ ساتھ طلسم کشا کے بلوہ کرینگے قصر ہشت پہل پر

سامنے گائن حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

کیجیے ثابت دہان روے رشک ماہ کو — کان مدت سے سُنا کرتے ہین اِس افواہ کو
کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا — سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو
ہم فقیرون کو تمنا ہی یہی اے شاہ حُسن — جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو
باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط — جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اُس دلخواہ کو
اِسقدر رہی سر کو سوداے زنخدان حبیب — تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو
بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار — کسطرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو
موسم گل مین یہی ساقی سے کہتا ہون مست — جام بالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو
دیکھیے دونون مین کسکا ہو بخیر انجام کار — بُت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو
سبزۂ خط نے کیا ہی جب سے اُس رُخ پر اُبھار — کوہ پر بھاری سمجھتا ہون مین برگ کاہ کو
زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نہ ڈال — ہی شگونِ بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو
پست کردے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا — طول دے جوش جوانی جامۂ کوتاہ کو
مہر کی صورت نہ ذرے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے — دلفریبی یار کے رُخ کی جو ملتی ماہ کو
فکر رنگین نے تمھین مفلس کیا تو کیا عجب — یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہی نوشاہ کو

گانا سُن رہی ہین کہ یکایک باغ مین آگ لگ گئی ایک شعلے نے گائن کو جلا دیا ایک شعلہ سازیہ گر اسازہ کو جلایا ایک طائر نے گرد آکر چرخ مارا چرخ مارکر جلا جلتے ہی طائر نگے دونون کو ہوش آیا اپنے مقام سے اُٹھین کہتی تھین یہان ہمکو کون لایا لالہ زار نے کہا سحر مین مینا نگار کے تھے معلوم ہوتا ہی مینا نگار مارا گیا دونون پر پرواز پیدا کر کے چلین اُسوقت قریب قلعۂ مینا نگار کے پہونچین کہ دیکھا آندھی چل رہی ہی آواز آرہی ہی کشتی مرا نام من مینا نگار جادو بود بادشاہ مینا نگار کو مار کر فوج پر جا پڑے تلوار چل رہی ہی بادشاہ جسپر جا پڑے اُسکو قتل کیا شورش نے کہا اے لالہ زار مینا نگار تو مارا گیا آوازہ آرہی ہی مگر بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین لالہ زار نے بڑھکر سحر کیا کہ ساحر دیوانے ہوے صحرا مین جا کر سر ٹکرانے لگے بعض جو زیادہ دیوانے ہوے

کہ لشکر اسلام پر جا پڑون ایسا سحر کرون کہ سب غرق زمین ہو جائین یہ سوچکر بڑھا اِس طرف
اہل اسلام نے بیقرار ہو کر دعا کی صدا اے بار تاہ یا مستغیثاہ بلند ہوئی کوئی آمین کہتا ہی اور
کوئی پکارتا ہی کہ ای پروردگار مدد کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد
از دامن دشت کوہ اور رنگ + گردی برخاست تو تنیا رنگ + سب دیکھنے لگے کہ تخت پر
بادشاہ جمجاہ دو سپہ سالار ساتھ مہتاب نامدار و سیماب گرد مرکب ہاے پری پیکر پر
سوار تخت شاہی پر ہاتھ رکھے ہوے لپشت پر ساٹھ ہزار فوج گلے ہین وہ تختی جسپر نقش
کندہ ہی کہ نقش سحر کش اُسکا نام ہی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ چالیس سردار میدان
مین بیہوش پڑے ہین لالہ زار و شورش کا پتہ نہین مینا نگار میدان مین کھڑا ہوا
للکار رہا ہی فیروزہ نے بڑھکر بادشاہ کو خبر دی کہ مینا نگار نے آج صبح سے قیامت برپا
کی ہی ملکہ شورش و لالہ زار غائب ہو گئین اب وہ مبارز طلبی کر رہا ہی یہ سُنکر بادشاہ
مرکب پر سوار ہوے مرکب باد رفتار با ساز و یراق مرصع کار کندھا مثل ماہ نو کیے
ہوے دُم سے چنور کرتا ہوا بادشاہ مرکب اُڑا کر چلے مینا نگار سوچا کہ اِنکو بھی بیہوش
کر دونگا جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا مینا نگار نے گولہ مارا بادشاہ نے نقش
سحر کش سامنے کر دیا گولہ پھٹکر گرا کئی سحر مینا نگار نے کیے حیران ہی کہ آج یہ کیا معرکہ ہی کہ
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر تلوار کھینچکر چلا بادشاہ نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
مینا نگار قریب آکر برس پڑا ہاتھ تلوار کے مارنے لگا بادشاہ تلوار پر روک رہے ہین
شعلہ ہاے آتش گرتے ہین مگر بادشاہ پر تاثیر نہین ہوتی جب دو چار وار مینا نگار کر چکا
تو بادشاہ نے تلوار کو روکا اور فرمایا کہ ای مینا نگار خوب شعبدے کیے اب کیا باقی ہی
ہمارا بھی وار قبول کر یہ فرما کر ہاتھ تلوار کا مارا مینا نگار نے سحر کیا کہ کئی سپرین فولادی
سر پر قایم ہوئین مگر تیغۂ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپرون کو کاٹا مینا نگار ہر چند کلوا
بھیرون نار سنگھ کو پکارتا ہی مگر تلوار کاٹتی چلی آتی ہی سپرون کو کاٹ کر سر کو تراشتی
تا جگر گاہ پہونچی مینا نگار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک
ہو گیا ہوا ے تند چل رہی ہی مگر شورش و لالہ زار ایک باغ مین بیٹھی ہیکستی کر رہی ہین

ہی وہان چلکر سیر کیجیے لالہ زار اُس جوان کے ساتھ ہولین وہ جوان لیکر لالہ زار کو غائب ہوگیا مینانگار نے وہی سحر کیا کہ دوسرا جوان خوشرو آیا وہ شورش کو لے گیا جب دونون شاہزادیان غائب ہوئین تو مینانگار نے پکارنا شروع کیا قہرمان بھی میدان مین ہی پکار کر آواز دی کہ ای کہرام میرے مقابلے مین آؤ کہرام گھوڑا بڑھا کر جا پڑا جیسے ہی میدان مین پہونچا مینانگار نے سحر کیا کہ کہرام گھوڑے سے گرا پہلوانون نے جی واری کرکے ارادہ کیا جو میدان مین پہونچا گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا جب چالیس پہلوان میدان مین آکر بیہوش ہوے قہرمان ہر چند پکارتا ہی مگر کوئی مقابلہ مین نہین آتا اہل لشکر بیتاب و بیقرار خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق جزو کل و ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مشکل کو ہماری آسان کر اپنا رحم شریک کر نظم

جلوہ گر بر اوج خوبی نیر اکبر یکے است　　　روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است　　　شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر　　　صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است　　　بیگمان لاریب و بیشک خالق اکبر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا　　　بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سرخط عالم صاحب لوح و قلم　　　اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بیمثال و بے نظیر و لاشریک　　　طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور ہندی کہ در ہر کار تو صبح و مسا　　　حامی و مشکل کشا و ناصر و سرور یکے است

بلک بلک کے سب دعائین مانگ رہے ہین مینانگار پکار رہا ہی کہ ای مسلمانو جلد او آج تمھارے معین و مددگار کہان ہین مین آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا چالیس جوان تو میدان مین بیہوش پڑے ہین آخر سب نے قصد کیا ہی کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دو سب کو قتل کرے افسوس نہین معلوم کہ ہمارے بادشاہ پر کیا گذری سرپرست نہونے سے یہ جفائین ہمپر پڑی ہین مینانگار آج در پی آزار ہو دیکھیے اس بیحیا کے ہاتھ سے کیونکر جان بچے ای خالق ارض و سما و ای مشکل کشا رحم اپنا شریک کر مگر مینانگار چاہتا ہی

رہا چند سحر عمدہ تیار کرکے لایا ہو دونون لشکر میدان مین آئے مینانگار سب کے آگے بڑھا ہوا اُدھر سے لشکر کو لیکر کہرام آیا جب لشکر جم چکے تو مینانگار میدان مین نکلا اور پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آج میدان مین آؤ تو احوال معلوم ہو شورش نے چاہا کہ مین نکلون مگر لالہ زار نے منع کیا کہا بوا آج مینانگار کی اور صورت ہی ہرکارون نے خبر دی تھی کہ یہ ملعون رات بھر سحر خوانی مین مصروف رہا مگر مین اِسکے سحر کو روکونگی بس یہ کہکے طاؤس بڑھایا جیسے ہی مینانگار نے دیکھا کہ لالہ زار سامنے آئی سحر کرنے لگا آگ برسادی مگر لالہ زار ہاتھ ہلا دیتی ہی آگ بجھ جاتی ہی جب دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے تو مینانگار نے ایک دستک دی صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان خوشرو سلاح جنگ سے آراستہ اشعار ذکور گاتا ہوا آیا نظم

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سرو چار ہاتھ
رتبہ بلند ہی ترے قد کا ہزار ہاتھ

دامن چھُڑا کے جیسے گیا ہی وہ بے وفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دوکو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو ای صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کپڑون کے پھاڑنے کے ہین امیدوار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے اُلٹ کر نقاب کو
دکھلا رہے ہین قدرت پروردگار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہی دام فکر
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بے رحم چوم کر
وقت عطا ہی رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہی بیحساب
خالی نہ کر سکین جسے ہژدہ ہزار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور پاؤن سے ہی شرمسار ہاتھ

منہ بھی لگا کے قتل جو مجھکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہی حسرت سے یار ہاتھ

چاہے جو ہمنشین کے حق کو ادا کرے
آتش ہو یار توڑ کے گلچین کا خار ہاتھ

اُس جوان نے آکر ملکہ لالہ زار کا ہاتھ تھام لیا کہا آپ صحرائے ویران مین کیون کھڑی ہین میرے ساتھ تشریف لے چلیے باغ مراد مین گلہائے رنگا رنگ کھِلے

بادشاہ کو لیکر اپنے ہمراہ چلا اندر جاکے پہونچا بادشاہ نے دیکھا بڑے بڑے صندوق رکھے ہین جن نے بڑھکر صندوق کلان کھولا بادشاہ نے دیکھا تختیان جواہرات کی یاقوت احمر والماس کی تمام اشیاء بھری ہوئی ہین ایک تختی مثل ستارے کے چمک رہی تھی ریشم مین گندھی ہوئی بادشاہ نے اُسکو اُٹھایا اُسپر نقش کندہ تھا اوصاف صاف اُسپر رقوم تھے کہ جسکے پاس یہ تختی ہو اُسپر سحر کبھی تاثیر نہ کرے بادشاہ نے اُسکو اُٹھا کر گلے مین ڈال لیا کہ سیماب گرد آکر پہونچا اُسنے دیکھا صندوق خزانے سے نکل رہے ہین آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور کہا کہ یہ خزانہ حضور کی تقدیر کا تھا بادشاہ نے فرمایا اے سیماب ایک تحفہ معقول پایا کہ ایک تختی پر نقش کندہ ہے اور لکھا ہے جسکے پاس تختی رہے اُسپر کبھی سحر تاثیر نہ کریگا اُسکو تو مین نے اپنے گلے مین پہن لیا اور یہ خزانہ نکل رہا ہے اس سب کو تم دیکھو جو تمھین خواہش ہو وہ لیلو سیماب گرد نے کئی صندوق لیے اور کئی چھکڑے منگوا کے خزانہ بیحساب نکلا بادشاہ اُس خزانے کو لیکر درہ کوہ سے نکلے اہل فوج نے آکر گھیر لیا مہتاب نامدار قزاق بھی حاضر ہوا عرض کی اے شہریار سیماب گرد نے حضور کے ساتھ مکر کیا تھا کہ بندگان عالی دیوانے ہو جائین مگر آپ صاحب اقبال ہین اِس مشکل کو بھی آسان کیا یہ خزانہ بے حساب ملا سیماب نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار اصل مین یہی چاہتا تھا کہ حضور کسی آفت مین مبتلا ہون مگر پروردگار نے آپ کی مدد کی یہ خزانہ حضور کو ملا اب بہ دل وجان تابعدار ہون کیا مجال جو آپ سے گردن تابی کرون نذر مین حضور مجھپر غالب آئے اِس مشکل کو آسان کیا اب کوئی عذر نہین مین حضور کے ساتھ ہون بادشاہ نے قلعے کو اسلام آباد کیا ظہیر جنّی بھی ساتھ ہو مہتاب قزاق و سیماب گرد اپنی فوجین لیکر ہمراہ ہوے بادشاہ نے طرف قلعہ مینا نگار کے کوچ کیا یہان مینا نگار نے قہرمان کو صلاح دی ہے کہ طبل جنگی بجواؤ ملکہ لالہ زار و شورش کو مین پکڑ لونگا تم لشکر تباہ کرو قہرمان نے طبل جنگی بجوا دیا لالہ زار نے کہا ہم سمجھ گئے کہ مینا نگار کی یہ صلاح ہے سر سبد ان سمجھا جائیگا اے کہرام تم بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوا دو پروردگار معین و مددگار ہے مینا نگار رات بھر سحر خوانی مین معروف

بندگان عالی کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے سیماب کو ایک بارگاہ عنایت فرمائی اور وعدہ فرمایا کہ کل چلکر اُس درۂ کوہ مین دیکھین گے مگر وہ کتاب منگواؤ وہ کتاب جو آئی اور بادشاہ نے کھولی صفحۂ اول مین یہ مضمون پایا کہ ای سعد بن قباد جب مار سیاہ کا سامنا ہو تو اسم یاد دودو وسو مرتبہ پڑھکر مار سیاہ پر دم کرنا بادشاہ پڑھکر خاموش ہو رہے سیماب گرد نہایت حیران ہی کہ جب مین پڑھنے کا ارادہ کرتا تھا تو آندھی چلتی تھی مگر بادشاہ نے پڑھ لیا آندھی وغیرہ نہ چلی بیشک یہ صاحب اقبال ہین ظاہر انکے جاہ وجلال ہین مگر بادشاہ نے تمام شب آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکر فرمایا کہ ای سیماب گرد چلو تمھارا وعدہ پورا کرین یہ سنکر سیماب گرد ساتھ ہوا قریب درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ بند ہی مار سیاہ اُسمین لپٹا ہی بادشاہ نے اِسم مذکور بہ تعداد مسطور ورد زبان کیا اور پڑھکر اُسپر دم کیا وہ مار سیاہ جلگیا اسکو سیماب بہت پریشان ہوا جی مین کہنے لگا ای سیماب گرد اِس دروازے کا کھلنا انھین کی ذات پر موقوف تھا جب دروازہ کھلگیا تو بادشاہ نے پھر کتاب کو دیکھا دوسرے ورق مین مرقوم پایا کہ اگر مار سیاہ مرے اور دروازہ کھلے تو بہت سمجھ کے اندر قدم رکھنا اِسم مذکور ورد زبان رہے داخلہ دروازے مین مشکل ہی بادشاہ نے کتاب کو پڑھکر بند کیا طرف دروازے کے چلے جیسے ہی اندر قدم رکھا شیر کے دھڑوکر کی آواز آئی کہ ایک شیر ببر پہلو سے نکلا اُسنے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے تلوار کا ہاتھ مارا تلوار اُچٹ گئی اب وہ شیر سدِ راہ ہی بادشاہ کو جانے نہین دیتا راہ روکے ہوے کھڑا ہی بادشاہ نے پھر کتاب کو دیکھا تیسرا ورق جو ہر چند کہ صاف وشفاف تھا مگر نوشتہ پایا کہ ای سعد بن قباد وہی اِسم مذکور اسپر بھی دم کرو تسخیر ہو جائیگا بادشاہ نے اِسم پڑھا وہ شیر قدمون پر لوٹنے لگا مثل انسان کے بولا کہ ای شہریار مین تابعدار ہون ظہیر جنی میرا نام ہی امیدوار ہون کہ قید سے غلام کو رہا فرمائیے بادشاہ نے چوتھا ورق کتاب کا دیکھا مرقوم تھا کہ ظہیر جنی کی پشت پر ہاتھ پھیرو اُسی اسم کو پڑھو بادشاہ نے جیسے ہی اِسم پڑھا وہ شیر غلطک مار کے مثل انسان کے بنگیا دیکھا بادشاہ نے کہ ایک جوان خوشرو کنجیان بہت سی ہاتھ مین

جب یہ دیوانے ہو جائینگے تب مین اِنکے لشکر سے سمجھ لونگا میرے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا
دیکھیے کیا کیفیت ہو سب نے کہا حضور یہی مناسب ہی اُسیوقت اپنے مقام سے اُٹھا
رومال سے ہاتھ باندھے چند کشتیان جواہرات کی ساتھ لین براے اصلاح چلا یہان
بادشاہ مہتاب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے ہین ستارۂ سحری چمک چکا ہی کہ
خبر پہونچی سیماب گرد آتا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ بہ ارادۂ اصلاح وہ آتا ہی بادشاہ نے
مہتاب کو حکم دیا کہ استقبال کر کے سیماب کو لاؤ مہتاب روانہ ہوا راہ مین آکے
سیماب سے ملاقات کی پوچھا ای سیماب کیا ارادہ ہی سیماب نے عرض کی کہ مین نے
اپنا امتحان کر لیا مین اُنکو زیر نہ کر سکونگا وہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین
مہتاب سیماب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا سیماب نے آکر قدمونکو شاہ
کے بوسہ دیا کشتیان پیش کش کین کہا ای شہریار چاہتا ہون کہ حلقۂ اطاعت گوش
جان مین ڈالون مگر ایک مشکل در پیش ہی اُسکا پس و پیش ہی درۂ کوہ پر ایک دروازہ
ہی جسپر قفل مار سیاہ لگا ہی جب کوئی ارادہ کرتا ہی کہ دروازہ کھولون وہ مار سیاہ کفچہ
اُٹھا کر فرآتے بھرنے لگتا ہی کئی سو حکیم و فہیم اگر دیوانے ہوے حضور یہی چاہین تو
نصیب آزمائی کرین اُسکے اندر بڑا خزانہ ہی اگر حضور نے اُس مار کو مارا اور دروازہ
کھول لیا تو وہ خزانہ حضور کو ملیگا کئی برس سے خاندان غلام کے قبضے مین ہی مگر
آجتک آگاہ نہین ہوا کہ وہان کیا خزانہ ہی لیکن ایک کتاب ہی ہمارے خاندان مین
چلی آتی ہی اُسمین حال لکھا ہی اُسکو اکثر قصد کیا کہ پڑھین جب ارادہ کیا آندھی سیاہ
چلی زمین کانپنے لگی ناچار تامل کرتے ہین اگر حضور مناسب جانین تو اقبال آزمائی
فرمائین بادشاہ نے فرمایا ای سیماب تمھارا مسلمان ہونا موقوف بشرط ہی انشاءاللہ
اِس شرط کو پورا کرینگے دیکھینگے کہ اُس خزانے مین کیا ہی اگر اقبال ہمارا یاور رہا اور
طالع ہمارے مددگار رہین تو اُس مار سیاہ کو مارینگے اور کیون ای سیماب اگر سانپ
نہ مارا گیا تو کیا ہونا ہی سیماب چپ ہوا جب بادشاہ نے بہت پوچھا تو کہا ای شہریار
کئی سو جوان سڑی ہو گئے مین کیا گذارش کرون مجھکو بڑا افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو کہ

بہتر یہ ہو کہ اِسکو چھوڑ دے سیماب کب مانتا ہی یہ نہ رکا بادشاہ نے مرکب مہمیز کیا اور یہ نعرہ کیا
نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوُس وجم + ہرچند کہ سیماب گر دنے
آواز سُنی مگر اپنی بارگاہ مین داخل ہو گیا بادشاہ مرکب اُڑاتے ہوے دربارگاہ پر آئے
ہمراہیان سیماب روکنے لگے بادشاہ نے کئی جوانون کو مارا جب کئی جوان مارے گئے
تو ہمراہیان سیماب ہٹے بادشاہ دربارگاہ پر آ کے گھوڑے سے اُترے درگہ سالار کھڑا
ہو گیا کہا اے شہریار اندر نہ جانیدونگا بادشاہ نے فرمایا ضرور جاؤنگا درگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مارا دیا درگہ سالار کے دو ٹکڑے ہوے درگہ سالار
کو مار کر بادشاہ اندر تشریف لاے دیکھا مہتاب بیٹھا ہی سیماب گرد سوال کر رہا ہی کہ اے
مہتاب میرا مذہب اختیار کر مہتاب نے جواب دیا کہ مین تو بدل وجان بادشاہ لشکر
اسلام کی اطاعت کر چکا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر سیماب نے پکار کر کہا کہ جلاد حاضر
ہو بادشاہ پردہ اُٹھا کر اندر آئے للکارے کہ او سیماب تو خود اِسکو قتل کر جلاد کو تو کیون
بلاتا ہی جلاد جو باہر تھا اُسکو مین نے قتل کیا اب طرف مہتاب کے چلے سیماب کو تاب
نہ آئی تخت سے کود پڑا بادشاہ پر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی
سیماب لپٹ پڑا بادشاہ اور سیماب سے کشتی ہونے لگی اہل بارگاہ دیکھ رہے ہین
کہ بادشاہ جہان پکڑ لاتے ہین دبا کر ایسے گھسے مارتے ہین کہ سیماب پریشان ہو جاتا
ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی ایک بار جو بادشاہ پکڑ ٹلاے تو نکلنے نہین دیتے سیماب نے
گھبرا کر عرض کی کہ اے شہریار مین آپ سے میدان کارزار کا وعدہ کرتا ہون یہ وقت
میری کثرت کا ہی اگر آپ مجھے زیر کرینگے تو مین عذر کرونگا بادشاہ نے چھوڑ دیا مہتاب
کو اپنے ساتھ لیا سیماب بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو تمنے
دیکھا کہ بادشاہ نے کیا حرکت کی اپنے پہلوان کو لیگئے مہتاب جو اُنکو لایا ہی کچھ تو
سمجھ لیا ہی میرا اِرادہ یہ ہی کہ اُسکے اصلاح کرون کیونکہ لڑائی مین اُنپر غالب نہ ہونگا
اصلاح کر کے درۂ کوہ پر جو ایک طلسم بندھا ہی جہان مال حکیم مجنون نے رکھا ہی اُس
طلسم پر اُنکو ڈالدون آجتک تو یہی ہوا کہ جو مال کی خواہش مین گیا وہ دیوانہ ہو گیا

بادشاہ نے گھوڑا بڑھاکر جواب دیا کہ ای سیماب اسقدر بیقرار ہی نہ کر سر میدان حال کھلیگا تجھ ایسے بہت مین نے زیر کیے ہین سیماب گرد پلٹ گیا اپنے مقام پر آکر بیٹھا رفقا سے کہا صاحبو میرا ارادہ ہی کہ بادشاہ سے سر میدان مقابلہ کرون اور اُنکو زیر کرون یہ تو معلوم ہو کہ کیا رنگ ہوتا ہی یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر رات کو مہتاب نے عرض کی ای شہر یار غلام براے انتظام طلایہ جاتا ہی بادشاہ نے فرمایا کچھ یہ خبر معلوم ہوئی کہ اُسطرف طلاے پر کون ہی مہتاب نے عرض کی خود سیماب گرد طلاے پر ہی بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تمھارے ساتھ بدی پیش آئے تم پر غالب ہو چکا ہی مہتاب نے کہا جہانتک ہو سکیگا اُس سے غلام مقابلہ نہ کریگا اپنے لشکر کی سرحد مین رہیگا بادشاہ نے فرمایا بہت سمجھ بوجھ کے انتظام کرنا ورنہ مین خود طلاے پر جاؤن مہتاب نے کہا حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ نے فرمایا سپاہیون کو تکلیف نہین ہوتی انشاء اللہ محل موقع سے سمجھا جائیگا مگر مہتاب نے قبول نہ کیا اور طلاے پر آکے انتظام کرنے لگا پہر رات باقی تھی کہ سیماب گرد پھرتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مہتاب تو کیا سمجھ کے بادشاہ کو لایا ہی اب کیونکر میرے ہاتھ سے بچیگا یہ کہکے سیماب نے گھوڑا بڑھایا مہتاب بھی پہلوان منچلا ہی گھوڑا اُڑا کر سامنے سیماب گرد کے پہونچا نیزہ آپس مین چلنے لگا مگر سیماب گرد بہت چست وچالاک ہی اُسنے نیزہ مہتاب کا توڑ ڈالا مہتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا سیماب نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیتا ہوا لیچلا مہتاب کے جو ساتھ تھے وہ غل مچانے لگے کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی بادشاہ کی آنکھ کھلگئی بادشاہ نے اُٹھکر خادم سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی خادم نے عرض کی کہ مہتاب قزاق کو سیماب گرد گرفتار کرکے لیے جاتا ہی یہ سُنکر بادشاہ نے فرمایا مرکب لاؤ مرکب پر سوار ہو کے چلے باہر آکر دیکھا کہ ہمراہیان مہتاب فریاد کر رہے ہین بادشاہ نے فرمایا کیا معرکہ ہوا ساتھ والون نے سب حال بیان کیا کہ وہ سامنے لیے جاتا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مغرور اِس پہلوان کو کہان لیے جاتا ہی

نہ ہوا اُسی طرح بادشاہ کو لیے ہوئے پہاڑ پر آیا مرکب کو بادشاہ کے ملازم لیکر آئے غرضکہ
بادشاہ کو چھپر کھٹ پر لٹایا خود پاس بیٹھکر زخموں مین ٹانکے دیے پٹی مرہم کی چڑھائی بیٹھکر
رومال جھلنے لگا آرام جو پہونچا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک جوان حسین سرہانے
بیٹھا ہوا رومال جھل رہا ہی اٹھ بیٹھے فرمایا ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے عرض کی کہ مجھے سب
مہتاب نامدار کہتے ہین اسی قلعے پہ میرا مقام ہی مگر آپ کا نام نامی کیا ہی بادشاہ نے صاف
صاف بتادیا مہتاب کو جو معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین حیران ہوگیا جی مین کہنے
لگا کہ زہے میرے نصیب کہ مین نے بادشاہ کا علاج کیا قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار
مین مدت سے آپ کی جنگ وجدل کا حال سُنا کرتا تھا حضور یہ کیونکر یہانتک پہونچے
بادشاہ نے فرمایا قہرمان نامے پہلوان چڑھ آیا تھا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اب جلد
تدبیر کرو کہ مین وہان پہونچون اسپر مہتاب نے کہا ای شہریار حضور صحت پالین تو ایک
مشکل ہی اُسکو پیش کرون یقین ہی کہ حضور کے دست حق پرست سے فتح ہو میرے حوالی
مین ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ گردانیہ اُس قلعہ کا نام ہی سیماب گرد اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہی اور
سُنتا ہون کہ اُس قلعے مین بڑا مال ہی کوئی حکیم تھے مجنون بن لقراط اُنھون نے بہت سا
خزانہ وہان جمع کیا ہی مین جب قصد کرکے گیا تو اُس سیماب گرد سے مقابلہ پڑا مین زخمی
ہوکر پلٹ آیا لہذا امیدوار ہون کہ حضور کو ہمراہ لیکر چلون اگر حضور نے سیماب گرد کو
زیر کیا اور خزانہ وہانکا دستیاب ہوا تو مین تمام عمر ممنون ہونگا بادشاہ نے فرمایا مین
ضرور برائے مقابلۂ سیماب گرد چلونگا کئی دن مہتاب قزاق نے علاج کیا جب کہ
بادشاہ نے صحت پائی مہتاب قزاق نے بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا آپ فوج لے کر
ہمراہ ہوا نوبت نقارے بجتے ہوئے جب سامنے قلعۂ گردانیہ کے پہونچے سیماب کو
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ لشکر اسلام لشکر کشی کرکے آئے ہین لشکر تیار کرکے باہر
نکلا اور پکار کر آواز دی ای بادشاہ لشکر اسلام یہ قلعۂ گردانیہ ہی میرے ہاتھ سے بڑے
بڑے پہلوان مارے گئے جس قزاق کو ساتھ لیکر آئے ہو یہ میرے ہاتھ سے شکست
کھا چکا ہی تمکو دم دیکر لایا ہی وہ آفت برپا کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ

دیوانہ وار پکارتے پھرتے ہین **نظم**

نقشۂ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق	پانؤن مین اپنے پہن لیتا ہون زنجیر فراق
دیکھ ای ناصح اِسے کہتے ہین تقدیر فراق	خواب وصلت مین جو دیکھون پاؤن تعبیر فراق
رسم و راہ شہر فرقت سے ہین سب کوچے الگ	شہر کو رستہ بنا دیتے ہین رہگیر فراق
ای جنون تیری بدولت ہی یہ حالت قیس کی	ہی وہ دیوانہ پہن لیتا ہی زنجیر فراق
ملک غم کی اُسنے کُل تحصیل مجھکو بخشدی	ای قمر ملتی ہی کس کو ایسی جاگیر فراق

اِسطرح کے اشعار پڑھتے پھرتے تھے مینا نگار نے قریب **قہرمان** کے آکر کہا اب بادشاہ لشکر اسلام کا نشان نہین معلوم ہوتا لہذا اب طبل بازگشت بجوا کر بیٹھو کل مین اور تدبیر کرونگا اُسی وقت طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر پلٹے کہرام سب کو ساتھ لیے ہوئے جب بارگاہ مین آیا اور بادشاہ کا نشان نہ ملا تو **فیروزہ** سے کہا بادشاہ جمجاہ غائب ہوے لہذا جاکر تلاش کرو دیکھو تو بادشاہ پر کیا گذری **فیروزہ بن عمرو** بانہاے عیاری لگاکر تلاش مین بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ پشت مرکب پر تھے گلے مین مرکب کے ہاتھ ڈالے ہوئے خون بہتا ہوا ایک صحرا مین گھوڑا پھر رہا ہی چاہتا ہی بادشاہ کو پشت سے اپنی گراؤن مگر بادشاہ گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے ہین قضاے کار **مہتاب** نامدار نامی قزاق کہ پہاڑ پر قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی ایک قافلہ لوٹ کر پلٹا ہی دس ہزار جوان ساتھ گھوڑون پر لدے پھندے ہوئے چلے آتے ہین ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہ ایک مرکب ایک جوان زخمی کو لیے ہوئے پھر رہا ہی اُس قزاق نے **مہتاب** سے پکار کر آواز دی کہ ای افسر اعلیٰ دیکھو یہ گھوڑا کس زخمی کو لیے ہوئے پھر رہا ہی **مہتاب** نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک جوان زخمدار مگر حُسن مین لاجواب معلوم ہوتا ہی آفتاب تابان بر سر مرکب ہی **مہتاب** نے اِشارہ کیا کہ اِس گھوڑے کو ہمارے پاس لاؤ چند قزاق گئے گھوڑے کو گھیر کر لاے **مہتاب** نے جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا عاشق ہو گیا خود بھی خوبصورت جوان ہی خوبصورت کو دیکھکر خوش ہوا آکر بادشاہ کو گود مین اُتارا گود مین لیکر اپنے گھوڑے پر ڈال لیا ہرچند کہ خون کے قطرے جسم مین **مہتاب** کے بھر گئے مگر ناراہن

مرکب طرف صحرا کے لیے جاتا ہی سمجھی کہ یہ تاثیر سحر مینانگار ہی وہین سے سحر کیا کہ گھوڑا بادشاہ کو لیکر پلٹا مینانگار نے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کاٹا مینانگار نے کل فوج کو اشارہ کردیا لالہ زار نے دیکھا کہ کل فوج بادشاہ پر آتی ہی لالہ زار نے بڑھکر موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتارا اور بادشاہ کے گلے مین پہنا دیا اور آواز دی کہ ای شہریار ساحرون پر آپ جایئے مین سحر مینانگار سٹاتی ہون اب بادشاہ گھوڑا اُڑا کر چلے کہ ساحرون پر جا پڑون قہرمان نے جو دیکھا کہ بادشاہ ساحرون پر جاتے ہین گینڈا بڑھا کر بادشاہ کو روکا یہ دیکھکر لالہ زار نے بڑھکر پھولون کا گجرہ پھینکا ساحر جھومنے لگے ایک ایک کا قول تھا کہ ہم عاشق جمال لالہ زار ہین اسی کے تابعدار ہین کیا حال بیان کرین بادشاہ پر جو قہرمان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قہرمان کا شانہ جھول پڑا اتنو قہرمان نے چاہا بھاگون کہ مینانگار جھپٹ کر آیا اُسنے بادشاہ پر سحر کیا خون اپنا ٹکا کر پھینکا بادشاہ خاموش ہوے قہرمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا بادشاہ ایسے مبہوت تھے کہ سپر بھی چہرے کی پناہ نہ کی ایسی تلوار پڑی کہ سر زخمی ہوا عجب بادشاہ کا سر زخمی ہوا مینانگار نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرون لالہ زار نے بڑھکر آواز دی کہ او مینانگار دیکھ تیری پشت پر کون ہی مینانگار نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار اشارے کر رہی ہی مینانگار تو اُسکے پیچھے چلا وہ نازنین بھاگی مگر بادشاہ زخمی ہو کر سُست ہوے خیال مین گذرا کہ انتہا کا مجمع ہی ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حائل کر دیے مرکب بادشاہ کو لیکر نکلا اُٹکلین مارتا ہوا دولتیان اُچھالتا ہوا نکل گیا یہان مینانگار جب صحرا مین آیا دیکھا وہ نازنین غائب ہو گئی بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ سحر لالہ زار تھا صدہا ساحر سر ٹکرا کر مرے بہت سے جھیلون مین پھاند پڑے غرق دریا ہوے لعنت ہوے مینانگار نے دیکھا کہ بادشاہ کا نشان نہین معلوم ہوتا قہرمان کا شانہ جھولا ہوا ایک گوشے مین کھڑا ہی فوج کو کھڑا ترغیب دے رہا ہی کہ ہان یارو مارو لو مگر فوج سحر مین لالہ زار کے ہی دلدہی نہین کرتی سب لوگ سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض اُن مین

بادشاہ کو دیکھا کہا ای بادشاہ تمنے کچھ خوف نہ کیا کہ ایسے زبردست شخص کے مقابلہ مین نہ جاؤن
بادشاہ بولے جب تلوار باندھی تو سپاہی کو روز ہی سامنا ہو مرنا بھرنا اپنی بات پر جان نثار
کرنا اسکا خوف کیا قہرمان نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے گا بادشاہ نے فرمایا جس حربے پر بڑا
ناز ہو وہی حربہ کرو یہ سُنکر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس مین چلے تھے کہ بادشاہ نے ایک مقام پر کمر کو
بنا کر سر پر ہاتھ مار دیا قہرمان بخوبی زخمی ہوا بادشاہ نے دوسرا ہاتھ اُٹھایا اب تو قہرمان
گھبرایا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا گھبرا گیا طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا جب دن تمام
ہوکر رات ہوئی تب اندر بارگاہ کے آیا چہار جانب دیکھنے لگا اِس حیرانی سے معلوم
ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ مینانگار آتا ہی قہرمان نے آگے
بڑھکر استقبال کیا بہ اعزاز واکرام بارگاہ مین لایا کہا ای مینانگار آج بادشاہ سے مقابلہ
ہوا تھا جو گذرا وہ تمنے دیکھا مین تو بہت پریشان ہو رہا ہون لہذا چاہتا ہون کہ
اگر تم مدد کرو تو مین پھر مقابلہ کرون مینانگار نے کہا مین سحر کرونگا کہ بادشاہ کا زور
گھٹے اور تمھارا زور بڑھے یقین ہی کہ ضرور غالب آؤگے قہرمان نے کہا کہ مین نے
قبول کیا اگر بادشاہ کو پکڑ لاؤن تو اُسی وقت دار پر کھینچون میرا حکم ایسا ہی کہ اُسمین تامل
نہوگا اگر بادشاہ کو مٹا دیا تو پھر کوئی میرے مقابلے کے لایق نہین ہی یہ کہکے مینانگار
اپنے قصر مین آیا صبح کے انتظار مین بیٹھا ہی کہ سامنے صحرا مین دیکھا ایک مار سیاہ بیٹھا
ہوا پھنکار رہا ہی مینانگار کے مُنھ سے نکلا کہ اِس مار کو پکڑ لاؤ چند ساحرون
نے بڑھکر اُسپر سحر کیا مار نے سر ڈالدیا ساحر اُسکو پکڑ لاے مینانگار نے اُسکو بند کر دیا
صبح جو ہوئی میدان کارزار مین آیا اُدھر سے قہرمان جوشان وخروشان میدان مین
پہونچا جب صفین جم چکین تو گینڈا اپنا نکالا پُکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے مین آئے بادشاہ نے مرکب نکالا مینانگار نے سحر کیا مرکب بادشاہ کا
بدلگامی کرنے لگا چاہتے ہین کہ مقابلۂ قہرمان مین پہونچون لیکن گھوڑا الگ الگ
پھرتا ہی بادشاہ کو طرف صحرا کے لیے جاتا ہی لالہ زار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ کو

کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے قہرمان کے آیا پردہ بارگاہ کا اُٹھا آواز آئی کہ او بیحیا منم بادشاہ جمجاہ قہرمان اپنے مقام سے اُٹھا کہ بادشاہ کو روکے کون بادشاہ نے جھپٹ کر کہرام کی فوراً ہتھکڑی کاٹ دی کہرام نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوا بادشاہ نے آتے ہی اپنا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ لشکر اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + او قہرمان کیا سمجھا ہی مردان عالم کے ساتھ ٹکر کرتا ہی غضب کیا کل سر میدان کہرام کا گولہ اُڑ گیا اور تو اُسی حال مین پکڑ لایا اسیر نار کرتا ہی قہرمان نے جو بادشاہ کو دیکھا للکار کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر قہرمان کا زخمی ہوا کہرام کو ساتھ لیکر لڑتے ہوے باہر نکلے قہرمان نے جب دیکھا کہ بادشاہ باہر نکلگئے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا بادشاہ کہرام کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے چند تیر خود بھی کھاے تھے یہی حال کہرام کا تھا دونون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان ہم کی چڑھ گئین مگر قہرمان جو پلٹا ساتھ والون سے کہا یارو تمنے کدوکاوش نہ کی بادشاہ لڑتے بھڑتے نکل گئے سب نے کہا آپ نے طبل بازگشت کیون بجوا دیا قہرمان نے کہا وہ لڑتے بھڑتے باہر جا چکے تھے مین نے دیکھا کہ اب یہی مناسب ہی اسوجہ سے مین نے طبل بازگشت بجوا دیا مگر قہرمان نے پھر طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے لگے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بادشاہ نے نماز صبح پڑھی جب طائر زرین بال قفس مشرق سے نکلکر نخل فلک پر آکے بیٹھا بڑی تیزی سے چہکارنے لگا ٹہنیان ضیا و شعاع کی جھومنے لگین بادشاہ میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین طرف سے قلعے کے مینا نگار مع بارہ ہزار جادوگرون کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرا ظاہر ہی کہ تماشہ دیکھنے آیا ہی حقیقت مین ایک جانب کھڑا ہی دونون سمت لشکرون کو دیکھ رہا ہی کہ قہرمان نے گینڈا انکالا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی آج بادشاہ جمجاہ کا مشتاق ہون سمجھا تھا کہ بادشاہ میرے مقابلے مین نہ آوینگے لیکن بادشاہ گھوڑے کو اُڑا کر شیرانہ سامنے پہونچے جیسے ہی قہرمان نے

کرتا ہی مگر قہرمان نے کچھ خیال نہ کیا کہرام کو گرفتار کر کے لیگیا زخمونمین ٹانکے دلوا کے کولہ وبت
کرایا قید خانے بھیجا اور حکم دیا کہ کل اسکا دربار سجھونگا صبح کو لباس گلنارہ پہنکر بارگاہ مین
آکر بیٹھا کہا اُس پہلوان کو لاؤ کہرام نہ بنجیر مین ہلاتا ہوا آیا قہرمان نے کہا اہی رفیق و
ملازم بادشاہ مین نے مجھکو سر میدان زیر کیا میری اطاعت کر ورنہ سر دربار قتل کرونگا
کہرام نے کہا او نامرد کیا جھک مارتا ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا ورنہ تیری کیا مجال
تھی کہ مجھکو گرفتار کرتا اب قید سے رہا کر کے دیکھ لے مجھسے مقابلہ کر لے تیری مشکین
باندھکر لیجاؤنگا مین رفیق شہریار لشکر اسلام ہون تیری اطاعت نہ کرونگا یہ سُنکر
قہرمان بہت جھلایا جلاد کو بلایا کہا اِس پہلوان کو قتل کر جلاد خنجر لیکر سر پر کہرام
کے آیا کوٹلے کا خط گردن پر کھینچا شلنگین لگانے لگا اُسوقت کہرام کی بیقراری
اور اشکباری دعائین کرنے لگا کہ اہی خالق کارساز واہی بندہ نواز اِس نامرد کے ہاتھ
سے مجھے بچالے ہرکارے جو لشکر اسلام کے برائے خبر موجود تھے اُنھون نے جو
دیکھا کہ رفیق ہمارے آقا کا قتل ہوتا ہی خبرمین لیکر بھاگے چند ہرکارون نے جاکر
بینا نگارہ کو یہ خبر دی کہ کہرام تیغ زن قتل ہوتا ہی بینا نگارہ بھی بارگاہ قہرمان مین آیا
کہا اہی قہرمان اِسکو قتل کر دیہ سُنکر جلاد قریب قہرمان کے آیا مگر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے
تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کہرام قتل ہوتا ہی بادشاہ یہ سُنکر بیقرار ہوگئے فرمایا
فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ لالہ نزار نے عرض کی کہ وہان بارگاہ مین بینا نگار بھی موجود ہی
یقین ہی کہ حضور پر سحر کرے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مرکب پر سوار ہو کر چلے
رفیقون کو منع کر دیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر لالہ نزار کوکب آرام آتا ہی مخفی
ساتھ ہوئی اِس خیال سے کہ اگر بینا نگارہ سحر کریگا تو مین روکونگی اگر مقدمہ زور کا
ہوگا تو بادشاہ سمجھ لین گے یہان وہ وقت ہی کہ جلاد قریب سر کہرام خنجر بکف
کھڑا ہی کہ دربارگاہ پر بلوہ ہوا باعث یہ تھا کہ جب بادشاہ دربارگاہ پر آئے درگہ سالار
نے روکا بادشاہ نے گھوڑے سے اُترکر فرمایا کہ ہم جاتے ہین تو روک تو سہی یہ کہکر
بڑھے درگہ سالار نے چاہا ہاتھ تھام لون بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار

ہی عیاری خواجہ عمرو کی کرامات ہی کس رنگ مین لقراط کو پھنسایا تھا کہ بغیر بیہوش کیے نہ چھوڑا بادشاہ نے پردے بارگاہ کے اُٹھا دیے جلسہ آراستہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی قہرمان فیل در مقابلے مین آکر اُترا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آکر پہونچا کہ

نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ۔ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ۔ بہت گرم خو اور روشن نگاہ

سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ۔ نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار ۔ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

بادشاہ جمجاہ سوار ہوے اُدھر سے قہرمان لشکر اپنا لیکر چلا مینا نگار نے جو خبر سُنی کہ ایک پہلوان پایہ تخت خداوند سے آیا ہی مقابلہ ہوا چاہتا ہی یہ بھی تماشہ دیکھنے کو آیا ہی ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہوئین اور نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ قہرمان میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کہرام تیغ زن گنیڈا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا بخدا سپردم کہرام سامنے قہرمان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا گرز بھی چلے مگر مطلب حاصل نہ ہوا آخر قہرمان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کو کاٹ کر کہرام کے سر پر گری کہرام کا سر زخمی ہوا کہرام نے زخمی ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا قہرمان نے دیکھا کہ یہ جوان زخدار ہی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہرام بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی تین چار داؤ پیچ آپس مین ہوے تھے کہ ایک دفعہ قہرمان نے جھک کر کہرام کے پیچ کا توڑ جو کیا کولہ کہرام کا اُتر گیا بیہوش ہوگیا اب قہرمان نے کہرام کو باندھ لیا ہرچند پہلوانون نے آواز دی کہ اوقابو پرست یہ کیا

بقراط نے جو نعرۂ عمرو کی صدا اُسنی بیقرار ہو گیا جھپٹا کہ عمرو کو گرفتار کر لون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا خواجہ نے چاہا خنجر مارون کہ بقراط ثانی کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی وہی پتلہ فولادی پیدا ہوا بنجہ کمر مین بقراط کی دیا لیکر بھاگا بعد جانے بقراط کے خواجہ ٹہلتے ہوئے قریب لالہ زار کے آئے زبان سے اُسکی سوزن نکالی لالہ زار اُنکے ہاتھون کو خواجہ کے بوسے دینے لگی کہتی تھی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری یہ باغ کہان سے آیا آپ نے تو ساحرون کے کان کاٹے جو بہ شکل سامری آیا تھا وہ کون تھا خواجہ نے کہا یہ سب طریقے عیاری کے ہین تمکو رہا کر لیا بس اب نکلچلو لالہ زار نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر بادشاہ کے چلی مگر بقراط ثانی جو قصر ہشت پہل مین آیا شاہزادیان پیٹنے لگین گلاب کیوڑہ چھڑک کر بقراط کو ہوشیار کیا بقراط سر پیٹنے لگا کہتا ہی صاحبو سارہ بان زادہ بلاے روزگار ہی کس قیامت کی عیاری کی ہی شاہزادیان افسوس کر رہی ہین کہتی ہین یا خداوند آپ ہاتھ سے اُس ظالم کے بچگئے ورنہ ہم لوگ کہان جاتے کیسے گھبراتے بقراط نے کہا مجھکو قتل نہین کر سکتا جب مین بیہوش ہونگا فوراً یہ پتلہ فولادی پہونچیگا مجھکو اُٹھا لائیگا شاہزادیون نے کہا اے خداوند اپنی حفاظت ضرور رہے اسیوجہ سے ہم آپ کو جانے نہین دیتے تھے بقراط نے کہا کچھ بیٹھکر گاؤ کہ دل بہلے یہ ذکر تھا کہ پھر اسے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا سامنے بقراط کے آیا تیس ہزار فوج پشت پر آتے ہی قدرت کو سجدہ کیا کہا یا خداوند منم قہرمان فیل در مین نے خبر سُنی ہی کہ بادشاہ مقابلے مین قلعۂ مینا نگار کے فروکش ہین اگر حکم ہو تو مین اُنکو باندھکر لاؤن بقراط نے کہا اے قہرمان بڑے بڑے پہلوان ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو تو بھی ہاتھ سے بادشاہ کے مارا جاے قہرمان نے کہا یا خداوند مین جس لڑائی پر گیا اُسے فتح کیا مجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی جاتے ہی چیر پھاڑ کر پھینکدونگا یہ کہکے بہت کچھ غرور کیا تیس ہزار فوج ساتھ ہی براے مقابلۂ بادشاہ چلا یہان بادشاہ پریشان بیٹھے تھے کہ خواجہ لالہ زار کو لیکر آئے لالہ زار نے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہریار عجب بات

جمشید ہنس رہے ہین کہتے ہین ای لالہ زار تجھکو بادشاہ کی بڑی بادہو دیکھ تیرے دل سے یہ نقش مٹاتے ہین بقراط پر تجھکو مائل کیے دیتے ہین بقراط کے عشق مین دیوانی رہیگی بڑی جفائین سہیگی بقراط تیری بڑی خاطر کریگا وہ مرتبہ دیگا کہ تمام عالم مین مشہو ہو جاؤگی بقراط نے جو یہ باتین جمشید کی سنین نہال ہو گیا جی مین کہتا ہی میری جانب سے بھائی صاحب معشوق کو سمجھا رہے ہین مگر وہ معشوق سرکش کچھ خیال نہین کرتی قریب لا کے گلابیان رکھدین کہا لو بھائی صاحب شراب پیو جمشید نے جام شراب سے بھرا قریب منھ کے لگا کر اس خوبصورتی سے گریبان مین گرایا کہ بقراط سمجھا بھائی صاحب پی گئے دوسرا جام بھر کر کہا کہ ای بقراط لے تو بھی پی لے سو برس تیری عمر بڑھ جائیگی اس کے لئے ہین جس سے کلام کریگا وہ تجھپر مائل ہوگا ہمیشہ شباب قائم رہیگا طلسم کی رعنائی بڑھیگی اس جام مین بڑی بڑی تاثیرین ہین کبھی ایسی شراب نہ پی ہوگی مین نے اپنا نام اسپر پڑھ دیا پونے دوسو بھائی سب ملکر کرامت کرینگے تیرا دل محبت سے طلسم کی بھرینگے بقراط نے خوش ہو کر جام لیا ہر چند کہ دل دھڑکا مگر بقراط نے کچھ خیال نہ کیا یہی سوچا کہ پونے دوسو بھائی اسوقت موجود ہین جمشید اپنے ہاتھ سے شراب پلاتا ہی اس جام کو پی جاؤ تامل نہ کرو ورنہ پھر ایسی شراب نہ ملیگی یہ سوچکر بے اندیشۂ انجام جام شراب پی گیا پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا کبھی کہتا ہی ای لالہ زار مین تیرا غلام ہون لالہ زار ہی جواب دیتی ہی اسنے چاہا لالہ زار کو لپٹ جاؤن جمشید نے منع کیا کہ او بیحیا خبردار یہ کیا کرتا ہی معشوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ سب تاثیر شراب کی جاتی رہیگی طبیعت تیری مصیبت سہیگی او بیحیا تو نے مجھکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون یہ کہکے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرارہ ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

ایسے مقام پر گئی کہ جہان اِنسان کا گذر نہین بقراط لالہ زار کو چھوڑ کر طرف قصر ہشت پہل کے گیا گھبرایا ہوا اندر پہونچا شاہزادیون نے پوچھا کیون خداوند کیون گھبراے ہوے ہو بقراط نے کہا اِسوقت نہ بولو میرے چھوٹے بھائی آئے ہین ساحری و جمشید کا گذر ہی ایک دو گلابیان شراب کی دو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر دین بقراط لیکر آیا اُسی باغ مین آکر دیکھا کہ ساحری و جمشید کھڑے ہین لیکن جمشید سمجھا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای لالہ زار بقراط کو قبول کرو ورنہ تجھکو جہنم مین پھینکدونگا عمر بھر جلا کریگی پھر تیرا کوئی حال بھی نہ پوچھے گا لالہ زار سر جھکاے بیٹھی ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین کہتی ہی کس بلا مین پھنسی ہون یہ نگوڑا جمشید کون ہی کیا سمجھا رہا ہی اپنی عجب صورت ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

گھر مین جب اُسکو نہین پاتے ہین ہم
ہوش مین پہرون نہین آتے ہین ہم

قدر کچھ تو نے نہ کی او بے وفا
دیکھے دل کیا تجھکو پچتاتے ہین ہم

ہجر مین اُس شعلہ رو کے دوستو
آتش غم سے جلے جاتے ہین ہم

کیون بٹھایا پاس تو نے غیر کو
بزم سے تیری اُٹھے جاتے ہین ہم

ای مسیحا تو کبھی آتا نہین +
ہجر مین تیرے مرے جاتے ہین ہم

ڈھونڈھنے تیری کمر کو ای صنم
جانب ملک عدم جاتے ہین ہم

آسیاے چرخ کی گردش ہی قہر
صورت دانہ پسے جاتے ہین ہم

دوسرے سے دل لگائین کیا بھلا
ابتو عاشق تیرے کہلاتے ہین ہم

چھوڑ آتے ہین دل بیتاب کو
کوچۂ جانان مین جب جاتے ہین ہم

کوئی بھی کرتا نہین تمکو خبر
در پہ تیرے جاکے پھر آتے ہین ہم

دم جو گھٹتا ہی شب فرقت بہت
سر کو دیوارون سے ٹکراتے ہین ہم

ہنسکے وہ کہتے ہین ملکر غیر سے
دیکھ کیسا تجھکو تڑپاتے ہین ہم

آئیگا وہ گل شب وعدہ ضرور
بلبل دل کو یہ سمجھاتے ہین ہم

اسقدر صدمے سہے ہین رنج و غم
نام سے فرقت کے تھراتے ہین ہم

خود عاشق ہی جو تو کہیگا وہی قبول کریگی اور اگر یہان نہ آئیگا تو معشوق پر قبضہ نہ ہوگا یہ معشوق پریچہرہ تیرے ہی واسطے مقرر ہوئی ہی جلد یہان آ معشوق پر قبضہ کر کے لیجا اگر تامل کریگا تو پھر معشوق پر قبضہ نہ پائیگا لقراط نے کہا ای لالہ زار سُن رہی ہی کہ اب خداوند سامری تشریف لائے ہین تجھے اور مجھے بلا رہے ہین لالہ زار نے جواب دیا کہ مین تو سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون یہ بھی کوئی مکار ہی کہ اپنا مکر دکھا رہا ہی تو جا کر قدمبوسی کر یہ سُنکر لقراط لالہ زار کا ہاتھ تھام کر کوہ سے اُترا اُپکار کر کہا یا خداوند مین آؤن آواز آئی کہ آتا کیون نہین اب کیون تامل کرتا ہی آج ہی طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لے کل طلسم پر قبضہ کر یہ مژدہ سُنکر لقراط نہال ہو گیا باغ مین آیا ہوا سے سرد چل رہی ہی گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین اور ایک شخص بڑے قد کا باغ مین ٹہل رہا ہی ہر طرح کی لقراط کو آواز دیتا ہی لقراط نے جو اُس جوان کو دیکھا جھک کر سلام کیا کہا بھائی جمشید اچھے رہے جواب دیا کہ ای لقراط تیرے تباہ ہونے پر پونے دو سو خداوندون مین کھلبلی پڑی ہی الیسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجائے اور تجھکو قتل کرے لقراط نے کہا ای برادر جمشید کوئی تدبیر تو ایسی کرو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لین مین وعدہ کرتا ہون کہ اُسی وقت دار پر کھینچ دونگا اب مہلت نہ دونگا جمشید نے جواب دیا کہ ای لقراط تیرا قصر ہشت پہل قریب ہی معشوق کو یہان چھوڑ جا چند گلابی شراب کی لا ہم اور تو بیٹھکر پئین سب بھائی آوینگے طلسم کشا کو تو لیگا یہ عہد کر کہ قتل کرنا یہ کہکر زنبیل مین ہاتھ ڈالا نور الدہر کو نکالا دکھایا کہ گلے مین طوق ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ہین کہا طلسم کشا کو لے مین جب چلا تھا تو سوچا کہ خالی کیا جاؤن طلسم کشا کو لیتا جاؤن لوح چھینکر دریائے قلزم مین پھینکدی لوح محفوظ کو توڑ ڈالا اسباب طلسمی کو بھی دریا مین غرق کر دیا اِنکو اُٹھا لایا مگر سب خداوندون سے رائے لینا ضرور ہی اُن سب سے صلاح کیجائیگی لقراط نے جو نور الدہر کو گرفتار دیکھا خوش ہو گیا کہتا تھا کیون بھائی اب یہ طلسم بے لوح کا رہیگا جمشید نے جواب دیا اب اِس طلسم کو کوئی فتح نہ کر سکیگا لوح اِسکی معدوم ہوئی

آیا نہ جب وہ یار ستمگر تمام رات
آیا نہ جبکہ وہ مہ انور تمام رات
فرگان یار کا جو شب ہجر تھا خیال
سونا لپیٹ لپیٹ کے جو یاد آیا آپ کا
مین بوسہ مانگتا ہون تو وہ مانگتے ہین دل
پہلو سے اٹھگیا جو وہ جان جہان کبھی
پوچھا نہ ایک روز بھی اُس بیوفا نے ہاے
راضی وصال پر نہین ہوتے کسیطرح
ہم لذت وصال سے ہوجائینگے جو سیر
کرتے رہے وہ زلف مین کنگھی شب وصال
شانے کے بدلے یہ دل صد چاک لیکے تم
سطوت شب فراق کا کیا ماجرا لکھون
تڑپا کیا مین بستر غم پر تمام رات
تاریک مثل قبر رہا گھر تمام رات
نشتر لگا گیے مرے دل پر تمام رات
عاشق کو نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
طرفہ لڑائی رہتی ہی دم بھر تمام رات
بیچین ہی رہا دل مضطر تمام رات
کاٹی ہمارے ہجر مین کیونکر تمام رات
رہتا ہی اُنکے پانوُن پہ یہ سر تمام رات
دیکھین گے اُنکو پاس بٹھا کر تمام رات
آرے چلا گیے مرے سر پر تمام رات
سلجھاؤ اپنی زلف معنبر تمام رات
رہتی ہی نیند آنکھون کے باہر تمام رات

لالہ زار ہر مرتبہ غصہ کرتی ہی کہ ای لقراط کیون دیوانہ ہوا ہی مین مطیع اسلام ہوئی اب مین خدمت شاہ مین رہونگی کہ لقراط نے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہی اُس تخت پر ایک شخص بیٹھا ہی کہ اُس شخص کے سات سر ہین جو سر بیچ مین ہی وہ انسان کا ہی اور چھ سر داہنی و بائین جانب وہ شیر و پلنگ کے ہین سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او لقراط کیون دیوانہ ہوا ہی معشوق ناراض کو چاہتا ہی کہ تجھسے زیر ہو لیکن دیکھ قدرت نے کیا کارخانہ دکھایا منم خداوند سامری بھائی جمشید بھی آئے ہین دیکھ زیر کوہ باغ آراستہ ہی اگر تو بھی چاہتا ہی کہ یہ معشوق راضی ہو اور تجھکو قبول کرے تو اِس باغ مین جا جب اِس باغ کی ہوا لگے گی تو لالہ زار تجھسے راضی ہوگی لقراط نے سر اُٹھا کر دیکھا زیر کوہ مختصر سا باغ ہی مگر خوب آراستہ ہی چہار دیواری عمدہ اُسپر گلکاری جواہرات اعلیٰ بیش قیمت کی ثبت ہی دروازے پر بجاے کیلون کے مروارید نصب ہین کیسا سرسبز و شاداب باغ ہی سامری نے تخت جا کر باغ مین اُتار ا پکار کر آواز دی او لقراط یہان آ لالہ زار تجھپر

کہ بادشاہ جمجاہ پلٹ کر بارہ گاہ میں آئے لالہ زارہ وشورش پہلو ون مین بیٹھی ہین فیروزہ
بن عمرو سامنے حاضر ہی کہ گھبراکر لالہ زارہ اُٹھی کہتی ہوئی کہ دل گھبراتا ہی مین ذرا باہر ٹہلون
کہ طبیعت کو فرحت حاصل ہو یہ کہتی ہوئی باہر آئی بادشاہ نے چاہا کہ لالہ زار کو بلالین
پکار کر آواز دی کہ ای لالہ زار آؤ بیٹھو لالہ زارہ نے کہا ای شہریار دل بہت گھبرا رہا ہی یہ کہکر
دربارہ گاہ پر آئی ٹہلنے لگی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای لالہ زارہ کہان جاؤگی اِس زور سے
کڑک کر گرا کہ لالہ زارہ کی پلک جھپک گئی پنجہ کمر مین دیکر لیچلا بادشاہ نے گھبراکر خواجہ سے
کہا لو خواجہ غضب ہوا کہ لالہ زارہ کو پھر کوئی لیگیا خواجہ گھبراکر چلے بقراط لیے ہوے
جاتا ہی مگر جمال جہان آرا ہے لالہ زارہ دیکھکر بیقرار ہو رہا ہی قریب قصر ہشت پہل کے
ایک کوہ پر آکر ٹھہرا لالہ زارہ کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہتا ہی کیون ای جان
جہان اب مناسب یہ ہی کہ چلکر قصر ہشت پہل مین رہو کئی سو شاہزادیون پر افسر کرونگا
سب تمھارے اختیار مین رہینگی خدائنی کہلاؤگی تمام اپنے اختیارات تمکو دونگا لالہ زار
کی زبان مین سوزن ہی اشارے سے جواب دیا یا خداوند آپ میری فکر نہ کیجیے مین نکل گئی
مینا نگار آپ سے زیادہ بیقرار ہی کل سلطنت دیتا تھا غلامی کا دعوی رکھتا تھا مجھسے جو
حرکت ہوگئی وہ ہوگئی سعد بن قباد کی کنیزی کرونگی اُنکا قدم اقدس نہ چھوڑونگی مقام تعجب
ہی کہ آپ کو معشوق کی فکر ہی اپنی جان بچانے کی فکر کیجیے طلسم کشا بڑی دھوم سے آتا
ہی بقراط نے کہا ای لالہ زار جسدن سحر کرونگا طبقے زمین کے ہلادونگا مجھکو کوئی ہرگز قتل
نہین کرسکتا ہوا سے زیادہ چالاک ہون سحر مین بیباک ہون ابتو میرا پردہ کھل گیا ہی
تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ بقراط ثانی ساحر ہی ہر شخص ماہر ہی پھر مین کیون تامل
کرون سحر کا دعوی رکھتا ہون وہ سحر کرون کہ طلسم کشا کو پھنساؤن میرا قتل بہت
دشوار ہی تم لوگونکا خیال بیکار ہی جسروز قصر ہشت پہل پر آئیگا سزا پائیگا ہرچند کہ لشکر
اُسکے ساتھ بہت ہی مگر ایک سحر مین سب کو مٹاؤنگا لالہ زارہ سے یہ باتین کر رہا ہی اور
دم بدم منتین کرتا ہی کہ ای لالہ زار اب میرا کہنا مان لو اب مجھکو نہ جلاؤ میرے دل مین
طاقت نہین ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

لگین بقراط نے آنکھین کھولکر قصر ہشت پہل کو دیکھا شاہزادیان قریب پائین سب نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ گذرا بقراط نے کہا برا ے مدد مینا نگار گیا تھا شور شش و ملکہ لالہ زار کو گرفتار کیا مگر راہ مین سار بان زادے نے ایسی عیاری کی کہ قدرت پھنس گئے مگر پنجۂ فولادی اٹھا لایا شاہزادیان پیٹنے لگین کہتی تھین ہاے خداوندیہ آفت ہوئی مگر قدرت مقام تعجب ہی کہ آپ نے سار بان زادے کو ہنر انہ دی بقراط نے کہا سب اختیار اُسی کے ہاتھ مین دیدیے جو چاہے سو کرے جسدن قدرت برہم ہونگے دم بھر مین اُسکو مٹا دینگے اسکے جسدن گرفتار ہوا اُسیوقت قتل کرڈالونگا یہ کہکے بقراط ثانی اُٹھا کہا قدرت اب خود جاتے ہین شاہزادیان لپٹ گئین کہا یا خداوند آپ نہ جائیے ایسا نہو سار بان زادے کا ہاتھ قدرت پر پڑجاے تو ہم لوگ کسکے ہوکے رہین گے بقراط نے کہا لالہ زار کے واسطے بہت دل بیقرار ہی مقام افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ پریچہرہ مسلمان ہوکر مسلمان کے قبضے مین جاے اور بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہو آٹھ پہر اُسی کی یاد ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہاے اُس بیداد گر سے ہی محبت آجکل ظلم کی جسکے زمانے مین ہی شہرت آجکل
عاشقون سے اپنے تو کرتا نہین بیجا غرور پاس تیرے حُسن وخوبی کی ہی دولت آجکل
مجھسے آزردہ جو ہی وہ ساقی مہوش مرا ہی شراب ارغوانی سے بھی نفرت آجکل
سامنے جلتی تھی جنکے شمع کافوری مدام بے چراغ اُنکی پڑی رہتی ہی تُربت آجکل
ترک کردی ہی اطاعت اُس بُت مغرور کی ہم کیا کرتے ہین خالق کی عبادت آجکل
دل ہی دل مین جل رہے ہین کسقدر سارے رقیب ہی جو مجھپر کچھ تری چشم عنایت آجکل
مین نہ مانون مجھسے وہ باتین صفائی کی نہین دل مین اُنکے کچھ نہ کچھ تو ہی کدورت آجکل
کینہ و بغض و حسد سے خلق مین ملتے ہین دوست مثل عنقا کے ہی دنیا مین محبت آجکل
ہوگا سطوت کیا کیسکی زلف کا سودا ہمین بڑھتی جاتی ہی ہمارے دل کی وحشت آجکل

جب شاہزادیون نے دیکھا کہ بقراط براے لالہ زار بہت بیقرار ہی تو دامن چھوڑدیا کہا قدرت سار بان زادے سے اپنے کو بچائیے گا بقراط ثانی پھر چلا یہان وہ وقت ہی

یہ سُنکر بقراط ہنسنے لگا کہا اے جان جہان تخت سحر تیار کرون اُسپر بٹھا کر تمکو لے چلون نازنین نے کہا اختیار ہی مین اب آپ ہی کے ساتھہ رہونگی بقراط نے شاخہاے نخل توڑین تخت بنانے لگا اُس نازنین نے جھجک کر کہا یا خداوند مین گوشے پر بیٹھونگی بقراط نے کہا بہتر ہی گوشے ہی پر بیٹھنا یہ باتین کرتے کرتے اُس نازنین نے کہا یا خداوند ذرا اِدھر دیکھیے میرا چہرہ اُداس ہوا جاتا ہی جیسے ہی بقراط نے آنکھہ ملائی اُس نازنین نے حباب بیہوشی مارا منھہ پر بقراط کے پڑا بیہوشی دماغ مین پہونچی بیہوش ہوکر گرا لالہ زار و شورش قہقہہ مار کے ہنسین کہا خواجہ سبحان اللہ اِسکی جھولی مین ایک تیلی ہی اُسکو نکالکر ہمارے جسم سے مس کرو تو ہمارے ہوش درست ہون اسکی گرفتاری کا اِرادہ نہ کرنا اب اِسکا معین آیا چاہتا ہی وہ لیجائیگا اِسنے بڑے انتظام کر رکھے ہین خواجہ نے فوراً جھولی پر ہاتھہ ڈالا تیلی کو نکالکر جسم سے لالہ زار کے مس کیا لالہ زار کو پھریری آئی ہوش درست ہوے ملکہ شورش کو بھی اِسیطرح ہوشیار کیا دونون شاہزادیان اُٹھین چاہتی تھین کہ بقراط کو گرفتار کرلین کہ صحرا سے آواز آئی کہ خبردار اِسپر ہاتھہ نہ ڈالنا یہ قدرت ہی ورنہ سب کو مار ڈالونگا لالہ زار نے دیکھا ایک پُتلہ فولادی پُکارتا ہوا آتا ہی جست کرکے برابر پہونچا لالہ زار نے چاہا اِسکو روکون مگر وہ پُتلہ برق جہندہ تھا تڑپ کے برابر پہونچا لالہ زار ہٹ گئی شورش نے گولہ مارا اُس پُتلے نے پلٹ کر کہا اے شورش جاؤ تمکو معاف کرتا ہون ورنہ تمکو بھی لیجاتا میرے ہاتھہ سے جان بچانا دشوار تھی مگر مین تو قدرت کا نگہبان ہون ہرچند کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اور کئی مرحلے بھی فتح ہوے مگر مجھپر زوال نہین آیا جسوقت طلسم کشا مرحلۂ آخر پر پہونچیگا تو مجھپر بھی زوال آئیگا تڑپ تڑپ کر جان دونگا تب قدرت گرفتار ہوجائینگے یہ کہکے بقراط کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا مثل ستارۂ سحری کے بلند ہوگیا ملکہ شورش و لالہ زار و خواجہ عمرو ایک طرف روانہ ہوے لیکن بقراط ثانی کو پُتلا لیے ہوے قصر ہشت پہل مین آیا تمام شاہزادیان دوڑ پڑین اور بیقرار ہو ہو کر پُکارنے لگین کہ ارے قدرت کو کیا ہوا کسنے ہاتھہ لگایا کہ قدرت ایسے بیہوش ہوے سب شاہزادیون نے دوڑ کر بقراط کو گود مین لیا گلاب کیوڑہ چھڑکنے

رحم آگیا بیقرار ہوگیا ہوا سے اُتر آیا پکار کر آواز دی کہ اے مہ جبین دلفریب تو نے قدرت کو پکارا قدرت موجود ہوے جو کہو وہ کرین تجھکو ایسے مقام پر جگہ دین کہ تو ہمیشہ خوش رہے کبھی رنج وملال نہ پہونچے وہ نازنین جھپٹ کر قریب آئی کہا یا خداوند یہ دونون کون ہین جنکو پنجے مین دبا کر لاے ہو بقراط نے کہا تم انکا خیال نہ کرو یہ دونون گنہگاران قدرت ہین لالہ زار آنکھین کھولے دیکھ رہی ہے شورش نے بھی آنکھین کھولین دونون آنکھین کھولے ہوے دیکھ رہی ہین مگر حیران ہین کہ یہ عورت مہجبین کون ہے جسنے آکر قدرت کو روک لیا کس لطف سے باتین کر رہی ہے مگر بقراط لپسا جاتا ہے دل سے کہتا ہے اسے قصر ہشت پہل مین لیجاؤن بڑی آسایش سے گذریگی حقیقت مین صاحب نازو کرشمہ ہے کبھی ہنسکر کہتا ہے اے جان جہان تیرا شوہر کون ہے کہ تجھ ایسی معشوقہ پر بدعت کی اور اسکو رحم نہ آیا وہ نازنین رو رو کر کہنے لگی کہ یا خداوند مان باپ نے یہ آفت برپا کی کہ ایسے جلاد کے ساتھ مجھکو بیاہ دیا کہ اُسنے میری حیثیت شادی تمام گرستی بیچ لی زیور وغیرہ کل سب جوے مین ہار دیا میری سرپرستی نہ کی چھ سات روپے روز ہارتا ہے کوڑی پاس نہین رکھتا ابھی تھوڑا اسباب باقی ہے وہ بھی ہر داؤن مانگتا ہے مگر مین نہین دیتی اسی پر مجھکو مارنے دوڑا مین گھر سے نکل آئی اُسوقت میری زبان پر یہ اشعار جاری تھے نظم

بے نقاب آیا جو وہ رشک قمر آجکی رات
ہوگیا نور سے روشن مرا گھر آجکی رات

کیا وہ دلدار گیا غیر کے گھر آجکی رات
بڑھگیا ہے جو مرا درد جگر آجکی رات

بام پر اپنے مرا ماہ جو بیٹھا جب آ کر
شرم سے چرخ پہ نکلا نہ قمر آجکی رات

شام سے تا بہ سحر شاد کیا اُس گل نے
ملگیا نخل محبت کا ثمر آجکی رات

ہے شب وصل چھری سے ترا کاٹونگا گلا
بول اُٹھے گا جو تو اے مرغ سحر آجکی رات

ہے یقین مجھکو نکلجائیگا دم گھٹ گھٹ کر
نہین ہوتی ہے جو فرقت کی سحر آجکی رات

در و دیوار سے ٹکرا کے سر اپنا پھوڑا
وہ جو آیا نہ مجھے گھر مین نظر آجکی رات

شام سے یار کی افشان کا تصور جو بندھا
تارے گن گن کے ہوئی مجھکو سحر آجکی رات

بستر غم پہ بسر مجھکو ہوئی اے سطوت
گھر مین آیا جو نہ وہ رشک قمر آجکی رات

خواجہ کے دیکھا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو دیکھ رہے ہو کہ بقراط لالہ زار و شورش کو لیے جاتا ہی آپ کچھ تدبیر کیجیے جو مانگیے گا وہ دونگا خواجہ یہ سنکر ایک جانب چھپے بادشاہ بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کارساز دو امی بے نیاز ان معشوقونکو بچائے نظم

رنگ و بو از یک گل است اندر چمن گلزار را — میرسد فیضش برابر ہر گل و ہر خار را
دیدۂ بینندہ باید طالب دیدار را — تا بہ بیند چار سو روشن جمال یار را
جان فدا ہر اہل جان بر حسن آن جانان کند — دل دہد ہر کس کہ بیند روے آن دلدار را
رو نمود از پردۂ وحدت چو آن پردہ نشین — کرد روشن از رخ انور در و دیوار را
در مقام یک زبانی اہل وحدت کی دہند — دخل در اقرار و حدانیتش اقرار را
یکزمان محروم نگذارد ز فیض عام خویش — جن و انسان بلکہ وحش و طیر و سور و مار را
میدہد ہر نیک و بد را روزی آن روزی رسان — میرساند حصہ زان ہر خفتہ و بیدار را
داد گل را در گلستان رنگ و بو آن گلبدن — شور و غوغا بلبلان را نالہ موسیقار را
گاہ خنداند بہ گلشن غنچۂ لب بستہ را — گاہ گریاند بہ صحرا عندلیب زار را
گاہ در محراب مسجد سر نہند اندر سجود — گاہ بر گردن بہ بند در رشتۂ زنار را
بر زمین پیش درش سایند مشتاقان جبین — سرمہ میسازند پاکان خاک این دربار را
قطرۂ از بحر فیضانش بہ ابر تر رسید — ذرۂ ز انوار رویش مہر پر انوار را
دردمندان محبت را غمش بخشد شفا — میدہد دردش دوا ہر عاشق بیمار را
از رہ فضل و کرم کن یا الٰہ العالمین — دولت عرفان عنایت ہندی نادار را

بادشاہ بلک کر دعائین مانگ رہے ہین مگر بقراط دونون کو بغل مین دبائے ہوئے کوہ و دشت و بیابان دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی بقراط نے جو رونے کی آواز سنی دیکھا ایک مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب کپڑے پھٹے ہوے بدن مین معلوم ہوتا ہی کہ چاند گہن مین ہی پکار رہی ہی کہ یا خداوند میری مدد کیجیے میرے شوہر نے مار کے نکالدیا اب مین کہان جاؤن امیدوار ہون کہ زیر سایۂ دامن دولت مجھکو پناہ دیجیے بقراط نے جو یہ سنا اور اُس مہ جبین کو اِس حال مین دیکھا

مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا اُپکارکر آواز دی ای رنگ آمیز مینا نگار کو لینا یہ سنکر لالہ زار قہقہہ مارکر ہنسی مینا نگار ہنسی کو دیکھکر بہت بیقرار ہوا معلوم ہوا کہ ایک بجلی گری خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا پکارکر آواز دی کہ ای لالہ زار ہم مدت سے تمہارے مشتاق ہین اگر ایسی ہزار آوین تو ہم کب توجہ کرتے ہین ہم تو تمہارے طالب ہین لالہ زار نے ہنسکر کہا ذرا میرے قریب آؤ ابھی تو قتل پر کمر باندھی تھی اب اشتیاق بیان کرتے ہو بھلا تمہاری بات کا کیا اعتبار کرین مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین تو غلام زر خرید ہون بقراط نے کہا تھا کہ جاکر اُسکا سر لاؤ مجھسے بے ادبی ہوئی اب اُسے معاف کرو لالہ زار نے قریب بلا کر موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا مالا جو گلے مین مینا نگار کے پڑا رقص کرنے لگا اور بقراط کو گالیان دینا تھا لالہ زار چاہتی ہی کہے کہ جاکر سر بقراط کا لاؤ کہ ایک آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر آشوب ہوگیا درخت گرنے لگے اِسقدر خاک اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا ای شورش اپنے کو بچاؤ معلوم ہوتا ہی بقراط آتا ہی یہ تو اُسی کی علامت ہی غرض ملکہ شورش نے یہ سُنتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ اسباب نکالون کہ ایک نعرے کی آواز آئی پہلے مینا نگار پر برق گری برق گرتے ہی ہوش مین آگیا لالہ زار نے دیکھا کہ بقراط آگیا دونون پانوٗن زمین مین مارے اپنے کو غرق زمین کیا بقراط نے دیکھا کہ لالہ زار جاتی ہی آواز دی کہ ای ارض جادو اِسکو لینا نصف زمین مین لالہ زار غرق ہوئی تھی کہ کسی نے گلے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے ایک تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی بقراط نے دیکھا ایسا نہ ہو کہ ارض جادو قتل ہو خود لالہ زار پر ہاتھ ڈالدیا گردن پکڑ کے لالہ زار کو کھینچا لالہ زار تڑپ کر بیہوش ہوئی دوسرا ہاتھ شورش پر مارا دونون کو پنجے مین دبایا مینا نگار سے اِشارہ کیا کہ قلعے مین جاؤ بقراط لالہ زار و شورش کو لیکر چلا کنیزون نے غل مچایا کہ ای شہریار دوڑیے بقراط شورش و لالہ زار کو لیے جاتا ہی بادشاہ بارگاہ سے تیغ کھینچکر نکلے بقراط نے جو بادشاہ کو دیکھا پکارکر آواز دی کہ ای سعد بن قباد اِن دونون کو تو مین لیے جاتا ہون تمہاری تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے بلند ہوا اگر دونون معشوقان پریچہرہ پنجے مین دبی ہوئین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر طرف

آخر لالہ زار نے جب دیکھا کہ مینا نگار نہین مانتا تو گلے سے پھولون کا ہار اُتارا اور کہا ای مینا نگار دیکھ ہوشیار ہو اب تیری شامت آئی ہی بہت پچھتائیگا رونا پیٹتا ہوا جائیگا یہ کہکے ہار پھینک مارا اور آواز دی کہ ارے گل اندام جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ صحرا مین ایک ہنگامہ ہوا مینا نگار سر اُٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک مہ جبین آگے آگے دریا مین پھولون کے غوطے مارے ہوئے پشت پر کئی سو کنیزین آپس مین رنگ کھیلتی ہوئین جو سب کے آگے تھی وہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی تھی

نظم

مقتل کو یون رواں ستمگر مرا ہوا	بل ابروؤن پہ ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا
قاصد پیام غیر کا لیکر صنم کے پاس	جاتا ہی توبہ توبہ پیمبر بنا ہوا
ای شاہ حسن شکل دکھا مجھ فقیر کو	مدت سے تیرے در پہ ہی بستر لگا ہوا
واعظ کو میکشی کا ہوا شوق لیجیے	رکھا ہی اک سبو تہ ممبر چھپا ہوا
کہتے ہین مست چودھوین کا چاند دیکھکر	رکھا ہی بام چرخ پہ ساغر بھرا ہوا
کعبے سے ہو کے آئے ہین کوئی بتا نہین ہم	ای شیخ پاؤن تھک گئے چکر جدا ہوا
ای یار اپنے گھر مین بلا لیجیے مجھے	روتا ہون کب سے آپکے در پر کھڑا ہوا
نکلا تھا اپنے گھر سے جو شیخ آج میکشو	اک شیشہ می کا تھا تہ چادر چھپا ہوا
بیٹھے رہے وہ جبتلک اُٹھنے کا خوف تھا	اُٹھنے لگے تو دل مرا مضطر سوا ہوا
ہو کر رہا قفس سے یہ کہتی ہی عندلیب	کسطرح اُڑ سکون کہ ہی شہپر بندھا ہوا
آئینے کو وہ توڑ کے بولے یہ غیظ سے	بیٹھا تھا اپنی جا پہ سکندر بنا ہوا
سطوت کہونگا حیدر صفدر سی خلد مین	دو جام آب ساقی کوثر بھرا ہوا

مینا نگار نے جو یہ معاملہ دیکھا آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا کہ ای رنگین پوش ہمارے ساتھ آکر رنگ کھیلو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ ہمارے پاس تم خود آؤ یہ نیا رنگ ہی اور ساتھ والیان جسقدر تھین وہ سب ٹھٹھا مار کر ہنسین کہا ای مینا نگار ہم دور سے اِسیواسطے آئے ہین کہ تمھارے ساتھ رنگ کھیلین اِدھر شورش نے دیکھا کہ لالہ زار نے بڑا رنگ دکھایا اب مینا نگار کو دیوانہ کرو شورش نے موتیون کا

لیکن میرے لیے بڑی خرابی ہی یقین ہی کہ بقراط خود آئے یہ کہکے باہر نکلی دیکھا کہ مینانگار دیوانہ وار وحشی مثال بکتا جھکتا لڑکھڑاتا ہوا یہ اشعار بہ آواز بلند پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

یقین ہو درد دل پہلو مین عاشق کے سوا ہوگا — نہ چین آئیگا پہلو سے جو تو اے بت جدا ہوگا
خدا جانے لحد مین بعد مردن حال کیا ہوگا — غریز اپنا کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا
جہانمین مہربان معشوق کوئی دوسرا ہوگا — اگر وہ بت خفا ہو جائیگا مجھسے تو کیا ہوگا
جہانمین ہین بہت معشوق کچھ پروا نہین اُسکی — جو تم ناحق خفا ہو جاؤ گے مجھسے تو کیا ہوگا
رہیگا تار بھی باقی نہ دامان و گریبان مین — بہار اب آگئی ہی پھر مرا سودا سوا ہوگا
کرو گے ذبح گر مجکو تم اپنے دست نازک سے — نہایت سخت جان ہو نہین نہ سر تن سے جدا ہوگا
خط اُسکو مین نے تو بھیجا ہی لیکن یہ تردد ہی — خدا معلوم قاصد کس مصیبت مین پھنسا ہوگا
مین ہون عشاق مین فرد اور تم یکتا زمانے مین — مرا ثانی نہ کوئی ہوگا نہ تمسا دوسرا ہوگا
پرستش بت کی ہی بے فائدہ اے برہمن سُنلے — بنایا جسکو بندون نے بھلا وہ کیا خدا ہوگا
جہانمین رشک لیلا آپ تو ہم فخر مجنون ہین — ہماری آپ کی اُلفت کا چرچا جابجا ہوگا
کہا مین نے جو اُسنے زہر کھالونگا تو کہتی ہین — کہ ناحق جان جائیگی تمھاری میرا کیا ہوگا
کبھی اُس زلف پر عاشق نہ ہونا اے دل نادان — کہے دیتے ہین ہم تجھسے بلا مین مبتلا ہوگا
بیان ہی ہر حباب بحر سے یہ بے ثباتی کا — جہانمین اِسطرح جو سر اُٹھائیگا فنا ہوگا
نہ سطوت لغزش پا ہوگی بالائے صراط اصلا — ہمارے ہاتھ مین تو دامن مشکلکشا ہوگا

اِسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا اسحر کر رہا ہی لالہ زار نے للکارا کہ او مینانگار کیون تیری شامتین آئی ہین بس اب پلٹ جا جو ہمارے دل مین آیا وہ کیا مینانگار نے جھلا کر کہا کہ او گیسو بُریدہ ننگ خاندان تو نے بڑی آفت برپا کی ہماری مشقت کو بھولی ہر مہینے مین تحفے بھیجتا تھا اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ بادشاہ کو قید سے چھڑایا پہلو مین لیکر بیٹھی ہی بانفعل تجھکو لیجاؤنگا قدرت تیری بڑی شکایت کرتے ہین کہ تجھسے اِنکار بادشاہ سے یہ اِقرار دیکھتے ہی بادشاہ کو عاشق ہوئی یہ تجھکو مناسب نہ تھا یہ کہکے گولہ مارا لالہ زار نے گولہ کا ہاتھ آپس مین گولہ چلنے لگا مگر لالہ زار اسی مقام پر کمی نہین کرتی ہی

سحر کرنے لگین سب کو رہا کیا اب بادشاہ کے ساتھ بارگاہ مین جاکر بیٹھی ہین تاریخ گانا بھی ہو رہا ہی بادشاہ پر عاشق ہوئی ہین یہ سُنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا ای مینا نگار تو نے اپنے سحر کا انجام دیکھا تو نے غضب کیا کہ باغ لالہ زار مین جاکر اوصاف بادشاہ بیان کیے اُسنے جاکر اُنسے دل لگایا آخر ہا کیا اب کیا ارادہ ہی مینا نگار نے کہا ہر چند کہ قدرت جانتے ہین اور مدت سے آگاہ ہین کہ لالہ زار پر میری جان جاتی ہی مگر مشکین باندھکر لاؤن گا سر بارگاہ سزا دونگا کیا عشق و محبت صرف کرونگا یہ حال سُنکر میری محبت مٹگئی کہ وہ مکارہ شوخ دیدہ بادشاہ پر عاشق ہوئی میرا سحر اُتارا اب مین اُسے زندہ نہ چھوڑونگا اسطرح سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے دیکھیے مین ابھی جاکر لاتا ہون بقراط نے کہا ای مینا نگار لالہ زار بلاے روزگار ہی ذرا سمجھ کے جانا مین نے لالہ زار کو چند سحر ایسے بتا دیے ہین کہ وہ خالی نہین جاتے لہذا خوب تم سمجھ لینا جاتے ہی اپنا وار کرنا ایسا نہ ہو اُسے دیکھکر محبت آجائے اور تم میرے قتل کے درپے ہو کر آؤ مینا نگار بل کرکے اُٹھا طرف لشکر بادشاہ کے چلا بقراط نے کہا کہ فوج اپنے ساتھ لیلو وقت پر کام آئیگی مینا نگار نے کہا یا خداوند سامنے میرا قلعہ ہی چالیس ہزار ساحر ہر وقت تیار رہتے ہین وہ آپڑینگے بڑھکر لڑینگے ایک ایک اُنمین بلاے روزگار ہی مجھکو فوج کی کیا احتیاج ہی بکتا جھکتا چلا کہتا ہی واہ ری معشوقہ ہمنے برسون اُسکا انتظار کیا لاکھون روپے ہمنے مخفی اُسکو بھیجے اُسنے اُسکا بدلہ یہ کیا کہ بادشاہ کے جمال ظاہری پر عاشق ہوئی ہمارا خیال نہ کیا یہان بادشاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین مگر لالہ زار ہر مرتبہ چونک اُٹھتی ہی کہتی ہی ای شہریار کچھ بلا آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ بقراط کو بھی خبر ہو جاے میرا نکل آنا اُسپر بھی شاق ہوگا کیا عجب ہی کہ خود بقراط آوے یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لالہ زار اپنے مقام سے اُٹھی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مینا نگار جادو لشکر پر آپڑا بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا لالہ زار نے کہا حضور تماشہ دیکھین مین جاکر اُسکو پٹاے دیتی ہون آپ کے اقبال سے دیوانہ ہو جائیگا جاکر بقراط کو حیران کریگا

بیٹی کا پاس نہ کیا وزیر کو جلا کر مارا بیٹی کو قید کر آیا ہون بارہ چودہ ہزار مسلمان مبتلاے آفت ہین دو دن مین تباہ ہو جائین گے امیدوار ہون کہ سواے طلسم کشا کے اور کسی مسلمان کو بتائیے اُسکو جا کر تباہ کرون مین نے سُنا ہی کہ صاحبقران خود بھی آتے ہین مین جا کر اُنکو بھی لوٹ لون وہ سحر کرون کہ ہرگز اثر مرین جب افسر کو مار لیا تو پھر کتنی بڑی بات ہی سب اُنکے مطیع و منقاد جان دینگے یہ کہکے طرف قصر ہشت پہل کے چلا یہان لقراط بارگاہ مین بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین خدمت مین حاضر ہین صداے عیش و نشاط بلند ہی افسران فوج حاضر ہین خبر طلسم کشا پوچھ رہا ہی ایک ایک سے کہتا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو دھوکا دو اگر وہ گرفتار ہو کر میرے سامنے آجاے تو اُسی وقت قتل کرون تحفہ جات چھین لون کیا مجال ہی کہ میرے سامنے زبان ہلا سکے یہ ذکر تھا کہ مینا نگار آ کر پہونچا لقراط ثانی کو سجدہ کیا کہا یا خداوند مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام کو مبتلاے بلا کیا کل سب کا خاتمہ ہوگا یہ سُنکر لقراط بہت خوش ہوا کہا اے مینا نگار تمنے بڑا کار نمایان کیا آجتک مسلمانون نے جا بجا سے خروج کیا ہر مقام پر در بند فتح کیے اکثر مقامات پر گرفتار بھی ہوے لیکن قتل نہ ہوے اِنکا معین آسمان سے آجاتا ہی اے مینا نگار جا کر سحر کو زور دو قتل کر ڈالو تمھارے نام یہ نیک نامی لکھی تھی کہ قتل بادشاہ اسلام تمھارے ہاتھ سے ہوا مینا نگار نے عرض کی یا خداوند غلام نے بیٹی کا بھی پاس نہ کیا عقیل ایسے وزیر کو جلا دیا لقراط نے کہا قدرت کے سامنے کہتا ہی کہ عقیل کو مٹا دیا عقیل میرے پاس قید ہی جسوقت رہائی پائیگا زمین ہلا دیگا اِن باتون پر مینا نگار خوش ہو رہا ہی کہتا ہی یا خداوند آپ کو سب باتین معلوم ہو جاتی ہین لقراط ثانی خوش ہو گیا کہا اے مینا نگار قدرت کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین یہ ذکر تھا کہ ایک طائر سامنے سے آیا مگر آنکھون سے آنسو بہتے ہوے سامنے آ کر گر پڑا ایک ساحر کی شکل بنگیا کہا یا خداوند عجب معرکہ درپیش ہوا بادشاہ نے رہائی پائی شورش بھی چھوٹی سارا لشکر مصروف عیش و نشاط ہی لقراط نے جھلا کر کہا آخر سبب کیا ہوا ساحر نے عرض کی غلام آپ کا بیٹھا دیکھ رہا تھا بر سر کوہ لاجورد مین نے مسکن بنایا ہی یکایک دیکھا کہ بی لالہ زار تشریف لائین پہلے سب کا حال دیکھا آخر مین

نکرین بادشاہ یہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوے بڑے اعزاز و اکرام سے لالہ زار کو لیکر بارگاہ مین آئے خود مسند پر آکر بیٹھے دونون معشوقین پہلو مین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ خوش آواز با کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

اے شہہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا — کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ایک بوسہ گل عارض کا اگر ملجاتا — اے صنم دل مرا غنچے کی طرح کھل جاتا
قیس کہتا تھا جو لیلی کا پتہ مل جاتا — خاک اڑاتا ہوا مین بھی پس محمل جاتا
زندہ ہو جاتا ابھی غنچۂ دل کھل جاتا — جان آجاتی مسیحا جو ابھی مل جاتا
اے جنون توڑ کے اسواسطے پھینکا مین نے — طوق بھاری تھا گلا اس سے مرا چھلجاتا
بھیجتا اسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ — چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
عشق شیرین مین بتا تو نے مزہ کیا پایا — پوچھتے ہم بھی جو فرہاد کہین مل جاتا
آئے تجھے کو کو لگا کے ترے در پہ ساقی — کیا دعا دیتے تجھے جام جو اک ملجاتا
پہلوے غیر مین کیون بیٹھنے کو جاتی تھے — کیا مرے دل کو دکھانے سے تمھین ملجاتا
لاکھ ڈھونڈھا مگر اس بت کا پتہ بھی نہ ملا — جستجو ایسی جو کرتے تو خدا مل جاتا
اپنے دیوانے پہ آتا اسے کچھ رحم ضرور — کان تک اسکے اگر شور سلاسل جاتا
آپ دیتے جو اگر غنچۂ لب کا بوسہ — اے صنم کیا ہی مرے دلکا کنول کھلجاتا
باغبان ہنسنے پہ اسکے ہی تعجب مجھکو — گوش گل تک نہین کیا شور عنادل جاتا
چاندنی رات مین کرتا جو وہ محبوب بناؤ — آئنہ سامنے بنکر مہِ کامل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت — گر لطافت سا نہ استاد مجھے مل جاتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی یہان تو یہ کیفیت ہی مگر مینا نگار جو باغ لالہ زار سے اٹھا رفیقون سے کہا اب تم لوگ تو قلعۂ مینا نگار مین چلو آج طبیعت کو فرحت ہی خدمت خداوندی مین بھی ہو آؤن دیکھون قدرت کس رنگ مین ہین اور یہ بھی بیان کرون کہ مین نے

شورش نے جو یہ اشعار پڑھے لالہ زار چوٹ کھاے ہوے تھی بیتاب ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے عرصے مین بوے خوش آئی شورش کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا سحر وغیرہ یاد آیا ساتھ لالہ زار کے قریب بادشاہ آئین دونون نے ملکر سحر کیا بادشاہ نے دیکھا کہ سحر سے لالہ زار کے تمام درخت سرسبز و شاداب ہوے ہزارہا طائر اُڑتے ہوے آئے درختون پر آکر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی صدا سے بادشاہ کا چہرہ سرخ ہوا جھومنے لگے نگاہ جو جمال جہان آراے لالہ زار پر پڑی دیکھا ایک محبوب خوشرو خوشخو خال ہند وچشم جادو زلف عنبرین چہرے پر بل کھارہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ناگنیان لہرا رہی ہین یا چشمۂ خورشید کے قریب مار ان سیاہ پیچ وتاب مین ہین قد موزون چہرہ گلگون عارض رشک قمر معشوق بیمبر بادشاہ نے نخوبی جمال بیمثال ملکہ دیکھکر ٹھنڈھی سانس کھینچی بے اختیار فرمانے لگے ای محبوب مطلوب تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تو نے صبر وطاقت چھین لیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی یہ نہ خیال کیا کہ ہمپر کوئی شخص مرتا ہی ایسا نہ ہو کہ اُس غریب کی جان پر بنے لالہ زار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا ای شہریار مین تابعدار ہون آپ کی سطوت وصولت پر نثار ہون اب ملازم بھی آئے آکر حاضر ہوے کہتے تھے ای شہریار ان ملکہ نے بڑا احسان کیا جب یہ ہم لوگون کے قریب آئین تو دھوان غائب ہو گیا ہوش ہمارے درست ہوے چالاک وچست ہوے آپ سے بات کرنے کے لائق ہو گئے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرتے جان نہ بچتی یہ سنکر بادشاہ نے شکر یہ ادا کرتے ہوے ہاتھ لالہ زار کا تھام لیا مگر متردد ہو کر طرف ملکہ شورش کے دیکھا فرمایا ای شورش یہ تو صاف صاف بتاؤ کہ یہ جمال اصلی ہی یا نمونۂ سحر ہی کیونکہ مجھکو شک ہوتا ہی شورش نے عرض کی ای شہریار اِنکے حسن کی تمام طلسم مین دھوم ہی بڑے بڑے شاہان جہان اِنکی نسبت کا پیغام دیتے ہین خود قدرت نے ایک دن فرمایا کہ ای لالہ زار ہماری صحبت مین رہا کرو ہم تمکو طرۂ پیغمبری عطا کرینگے وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ تمام شاہان طلسم رشک کرین لیکن اِنھون نے قبول نہین کیا اُسدن سے خدمت قدرت مین جانا موقوف کر دیا اِنکا یہ جمال اصلی ہی حضور کچھ گمان

جو کچھ ہو سو ہو ان قیدیان مصیبت کو رہا کرو اگر بگڑے گا تو کیا کر لیگا جب اُس سے بگڑی تو بگڑی سمجھا جائیگا اُسکا ملنا مجھکو کیا گوارا ہی زبردستی گلے پڑتا ہی جواب صاف دیدونگی ساتھ شہ قدرت کے اگر معاملہ پڑیگا تو صاف صاف کہدونگی کہ مین تو اِس سے کہکر آئی تھی کہ مین انکو دیکھنے جاتی ہون اُسنے بے ترکیب رنج کیا مجھکو بہت ملال ہوا ایسا ظلم کون کریگا کہ بیٹی کو بلامین پھنسایا ہی اور آپ چین سے بیٹھا ہی میرے وصل کی فکر کر رہا ہی اِس کو سزا دینا چاہیے یہ سوچکر پہاڑ سے اُتری ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی جسطرف سے گذری دُھوان موقوف ہوا اہل لشکر کو ہوش آنے لگے ٹہلتی ہوئی قریب شورش کے پہونچی کہا کیون ای حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق کیا گذر رہی ہی ہم بھی تو تیرا حال سنین مثل تیرے ہم بھی گرفتار دام گیسو ہوے کہ اِس دام سے نکلنا دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی جی چاہتا ہی کہ شہریار کے پاس بیٹھین حال دل اپنا بیان کرین چونکہ خوف ہی کہ اِس جمال کو وہ خلاف نہ سمجھین یہ نہ دُھن مین آجاے کہ یہ ساحرہ ہی اِسکی صورت کا کیا اعتبار لہذا تمکو معین و مددگار اپنا گردانتے ہین کہ اُسوقت مددگاری کرنا یہ نہ سوچنا کہ ہماری ہمچشم ہین یہ سنکر شورش نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا ای نازنین مہ جبین میرا حال پر ملال کیا پوچھتی ہی یہ نوبت گذر رہی ہی

نظم

غیر کے آگے جو مین اُسکو بلا کر رہگیا ‏ — ‏ شرم سے وہ بھی قدم آگے بڑھا کر رہگیا
ہم یہ سمجھے تھے قفس سے آج کر دیگا رہا ‏ — ‏ پر چمن صیاد بلبل کو دکھا کر رہگیا
واہ رہی قسمت سوال وصل جب مین نے کیا ‏ — ‏ شرم سے اقرار اُسکے لب تک آکر رہگیا
ہاتھ مین جب یار کے شمشیر عریان دیکھ لی ‏ — ‏ جس جگہ تھا مین وہین گردن جھکا کر رہگیا
جب اِشارہ وصل کا مین نے کیا اُس شوخ سے ‏ — ‏ شرم سے گردن جھکالی مسکرا کر رہگیا
آج شاید بے گناہی میری ثابت ہو گئی ‏ — ‏ وہ ستمگر قتل کا بیڑا اُٹھا کر رہگیا
کوچۂ دلدار کی جانب چلا جب مین نحیف ‏ — ‏ ناتوانی کے سبب اِک گام اُٹھا کر رہگیا
شرم آئی پیش منعم جب گیا بہر سوال ‏ — ‏ کچھ نہ بولا مُنھ سے ہاتھ اپنا بڑھا کر رہگیا
کربلا مین کیون نہ کی تو نے سکونت اختیار ‏ — ‏ ہاے سطوت ہند مین بیکار آکر رہگیا

دیتا نہین جو بات کا وہ مہ لقا جواب — کیونکر جواب دے دہن اُسکا ہی لاجواب
بھڑکانے سے رقیب کے ایسا ہی وہ خفا — دیتا نہین غضب ہی کسی بات کا جواب
اُلٹے سوال وصل جو کرتا ہون جاکے مین — کہتے ہین تجھکو دے چکے ہم بارہا جواب
ابرو کا بوسہ مانگنے پر یہ خفا ہوے — مجھکو زبان تیغ سے تمنے دیا جواب
خط مین نے سیکڑون ہی روانہ کیے اُسے — ابتک نہ یار نے کسی خط کا لکھا جواب
پیغام وصل سُنکے عجب گھات مجھسے کی — بُت بنگیا نہ مدتون اُسنے دیا جواب
افسوس اُنکے ناز اب اُٹھینگے کسطرح — مجھکو تو ہاے تاب و توان نے دیا جواب
تقریر کرتے کرتے زبان اُسکی کھل گئی — دینے لگا مجھے وہ بُت مہ لقا جواب
اُنکے مریض ہجر کو کیا ہو امید زیست — دیجاتی ہی طبیب سے پہلے شفا جواب
کسطرح چاند سے اُسے تشبیہ دون بھلا — ای یار ہی ترا رُخ پر نور لاجواب
ڈرتا ہون ہوگی پرسش اعمال حشر مین — سطوت خدا کے سامنے دونگا مین کیا جواب

زار زار روتی ہی ٹھنڈھی سانس بھر کے کہتی ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ مجھے امید نہ تھی کہ یون گرفتار دام مصیبت ہونگے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذری یہ حال شورش کا دیکھکر قلب تھرّایا جی مین کہتی ہی کہ ای لالہ زار اسیر کیا گذرتی ہوگی حقیقت مین ایسی معشوق محبوب وہ اِس بلا مین مبتلا ہی خدا اے نادیدہ اسیر اپنا رحم کرے خداوند بقراط کو تو یہ لوگ بُرا کہتے ہین اِسی وجہ سے یہ حال ہوا یہ باتین دلسے کرتی ہوئی نگاہ کو آگے بڑھایا دیکھا ایک بادشاہ جلیل تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گلے مین عین شباب عارض رشک آفتاب و مہتاب سطوت و صولت مین لاجواب سپر لشت سے گری پڑی ہوئی ہی تلوار قبضے سے نکلگئی ہی بے حس و حرکت کھڑے ہین مگر خاموش مثل بید کانپ رہے ہین لالہ زار نے یہ جو حال بادشاہ جہجاہ کا دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا جی مین کہتی ہی ای لالہ زار یہ بنانگار بڑا ظالم ہی خوب خداوند نے مجھے اُس سے بچایا جسدن بگڑتا تو میرا ابھی یہی حال کرتا گو مین اُس سے سحر مین کم نہین ہون مگر یہ فرق کیا کم ہی کہ وہ مرد اور مین عورت ای لالہ زار

ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے اشتیاق مین سب کچھ بھولا اور وہ لوگ اسی قابل
تھے جو اُنکے ساتھ کیا مجھسے مقابلہ کیا مجھکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو شورش غالب آجاے تب
مین نے سحر کیا آخر مین اُنکو گرفتار کیا لالہ زار نے سُنا اپنے مقام سے اُٹھی کہا لو صاحب
مین تو جاتی ہون انتو تمھارا وعدہ پورا ہوا مین بھی جاکر اُن گنہگارون کو دیکھون کہ کس
حال مین ہین مینا نگار بولا ای ملکۂ عالم براے خداوند بقراط ثانی تم اُس مقام پر نہ جاؤ اُن
لوگون کا حال زار نہ دیکھو لالہ زار نے کہا مین ضرور ہی جاؤنگی اُنکو بھی دیکھتی چلی جاؤنگی
مین تو دیکھون کیونکر بلبلا رہے ہین تڑپ رہے ہین مینا نگار نے کہا آپ کو اختیار ہی
اور دو چار گھڑی ٹھہریے تو میرے دلکو تسکین ہو آپ کے آنے سے روح کو راحت
دل کو فرحت حاصل ہوئی لالہ زار نے کہا اب میرے ٹھہرنے کا موقع نہین ہی مین
رخصت ہوتی ہون اول طرف صحراے مینا نگار کے جاؤنگی پھر سکان پر امورات
ضروری سے فرصت کرکے کاروبار دنیا مین مصروف ہونگی کیون مینا نگار اپنے سحر کو
تم کیا جانتے ہو ہم مین تم مین کیا فرق ہی مینا نگار نے کہا آپ منظور نظر خداوند ہین
میری کیا حقیقت ہی مین کیا اور میرا سحر کیا جسوقت ارادہ کیجیے مثل نقش قدم مٹا دیجیے غرض
لالہ زار رخصت ہوئی مگر حال بادشاہ سنکر بیقرار و مضطر ہی تاسف آتا ہی جی مین کہتی ہی
اِس بیحیا نے سخت سحر کیا ہوگا مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہونگے یہ سوچتی ہوئی طرف
صحراے مینا نگار کے چلی جب صحرا مین پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہری سر اُٹھا کر دیکھا کہ
اہل لشکر بیتاب و بیقرار ہین دھوان آنکھون مین لگ رہا ہی پکار رہے ہین کہ ای
خالق بے نیاز و ای رب کارساز و ای چارہ گر عالم رحم اپنا شریک کر اِس آفت سے
نجات دے کس بلا مین پھنسے ہین کہ رہائی نہین پاتے ایک رات اور ایک دن
کس مشکل مین گذرا ہی دن روز قیامت تھا شب شب آفت لالہ زار سب کو دیکھ
رہی ہی ایک مقام پر جو نگاہ پڑی ملکہ شورش کو دیکھا ایک نخل سے لگی ہوئی کھڑی
ہی مگر بیہوش و مدہوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا ہوا چلنے سے معذور عقل سے دور
زبان پر یہ اشعار جاری ہین نظم

مینا نگار نے بلند ہو کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ صاحب آج
ہمارے باغ مین کیون آکر بیٹھے آج کیا باعث ہوا مینا نگار نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا غلام
بڑے کام مین مصروف تھا اپنے قلعے کو خالی کر دیا مین نے کہا چلکر باغ مین ملکہ کے بیٹھون
کہ راحت ملے جسوقت سے یہان آیا آپ کے اشتیاق مین تھا لالہ زار نے تیور پر بل
ڈالکر کہا صاحب مین یہ باتین کیا جانون آپ اپنے کار ضروری کو آئے آج کیا کام کیا جو
تمھارا چہرہ اُترا ہوا ہی مینا نگار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو خدا سلامت رکھے کہ آپ ہماری
پریشانی کو دیکھتی ہین اور کون دیکھنے والا ہی بی شورش نے بڑا احسان کیا کہ بادشاہ پر
عاشق ہو کر نکل گئین مگر مین نے اُنکو بھی پھنسایا ہی کیا اب زندہ چھوڑونگا آپ کو خبر ہوگی
کہ بی شورش قتل ہو گئین تین دن خداوند آرام سے گذر لالہ دین آجتک مین نے یہی
سُنا ہی کہ جب مسلمانون پر کوئی وقت پڑتا ہی تو اُنکا خداے نادیدہ اُنکی مدد کرتا ہی مین نے
ایسے سحر مین پھنسایا ہی کہ تا قید حیات رہا نہ ہون لالہ زار نے دوبارہ کہا کہ صاحب یہ تو
پہیلیان میری سمجھ مین نہین آتین صاف صاف بیان کرو مینا نگار نے کہا اے ملکۂ عالم
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد میری سرحد مین آکر اُترے مین نے اُسی وقت تعرض کیا
کہ میری سرحد سے اُٹھ جاؤ اور شورش کو بھیجا کہ جا کر اُن سب کو تباہ کر دو وہ جا کے
جمال بادشاہ دیکھکر عاشق ہو گئین مین نے بڑی بڑی کد کی سارہ بان زادہ عیار آیا اگر
بہ شکل عقیل روشن راے عقیل کو لیگیا بی شورش کو چھڑایا مین نے تو یہ چاہا تھا
کہ مارے کوڑون کے مار ڈالون مگر سارہ بان زادے نے ایسا مکر کیا کہ کچھ نہ بن پڑا آخر
مین یہ ہوا کہ عقیل اور شورش جا کر ظاہر مین شریک ہوے مجھسے مقابلہ کرنے لگے
مین جا پڑا عقیل کو تو جلا دیا شورش کو مع بادشاہ قید کیا اسی مین مجھکو تکلیف پہونچی
آپ جانتی ہین کہ جب ساحر سحر کرتا ہی تو خون اُسکا گھٹتا ہی مین نے عمداً ان کو کاٹ کر
سحر کیا اور سب کو پھنسایا اُسی انتشار مین یہان آبیٹھا صاف صاف یہ معرکہ گذرا اگر
آپ کے آنے کی مجھکو بڑی خوشی تھی لالہ زار نے جھلا کر جواب دیا کہ مین اگر ایسا جھتی
تو کبھی نہ آتی تم بڑے جلاد ہو بیٹی کا یہ حال کیا اور کچھ افسوس نہ آیا مینا نگار نے کہا

ہوئی ہی گلگونہ نے آکر سلام کیا عرض کی حضور مینانگار نے مزاج اقدس پوچھا ہی اور یہ فرمایا ہی کہ آج سرفراز نہ فرمائیے گا لالہ زار نے جھلاکر جواب دیا کہ مین کیا اُنکی نوکر ہون کہ کبھی کو بلائین مجھے اگر فرصت ہوگی تو آؤنگی کنیز نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مین نے اپنی طرف سے عرض کیا اُنھون نے صرف مزاج پوچھا ہی بلایا نہین ایسا نہ ہو حضور اُنکے سامنے ذکر کر دین تو مجھپر آزردہ ہونگے اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت تشریف لیچلیے بہت بیقرار ہو رہے ہین لالہ زار نے کہا تم چلو مین آتی ہون اپنے امورات ضروری سے فرصت کرکے براے چند ساعت آؤنگی مگر سمجھا دینا کہ مجھکو زیادہ روکین نہین سالہا سال گذرے کہ وہ اشتیاق اپنا ظاہر کرتے ہین اور مین اپنے کو کھینچتی ہون آج یہ نئی بات ہوئی کہ کنیز کو بھیجا ہی خیر مین آکے سمجھ لونگی گلگونہ تو روانہ ہوئی لالہ زار نے کنیزون سے اِشارہ کیا کہ صندوقچے جواہرات کے لاؤ کنیزون نے فوراً حکم کی ملکہ کے تعمیل کی ملکہ نے زیور پہنا جوڑا ابھاری پہنکر کنیزون سے کہا کہ ہماری جھولی سحر کی بھی لیتی آؤ زربفت کی جھولی کنیز نے لاکر دی اُسمین اسباب سحر رکھا تخت پر سوار ہوئی طرف مینانگار جادو کے چلی یہان مینانگار جادو کو گلگونہ نے آکے پیغام دیا کہ حضور مجھسے اُنھون نے وعدہ کیا ہی تشریف لایا چاہتی ہین مینانگار مثل گل شگفتہ ہوگیا اور دمبدم کہہ رہا ہی کہ تیاری کرو صاحبو خبردار ملکہ کے سامنے کوئی کلمہ خلاف نہ نکلنے پائے آج برسون کے بعد وعدہ کیا ہی اگر تشریف لائین تو بڑا احسان ہی مینانگار اشتیاق مین بیٹھا زانو بدل رہا ہی کنیزون سے دمبدم تاکید کرتا ہی کہ محفل کو خوب آراستہ کرو کوئی امر ملکہ کے خلاف نہ ہو آج اُس محبوب کا وعدہ ہی کہ جسکے لیے سالہا سال سے مین تڑپ رہا ہون وہ معشوق خوبرو خوشخو کمان ابرو خال ہند وچشم جادو ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا صدہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین رعد کی گرج برق کی چمک مینانگار اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہی جاکر ابر سے لپٹ جاؤن کنیزون سے کہتا ہی ادب سے رہو صف باندھکر کھڑی ہو ملکۂ عالم آگئین آج میرے طالع نے رسائی کی کہ ابر برسر باغ آکر پھٹا ایک معشوق پریچہرہ نازک اندام گلفام ابر سے پیدا ہوئی

ہمیشہ سر بکف رہتے ہین بہ شوق شہادت ہی
کسی رشک چمن کی آمد آمد کا سُنا مژدہ
غضب ہو جاے بجلی گر پڑے صیاد کے اوپر
جنون بہ نجد مین کہتا تخفا الُفت اسکو کہتے ہین
بلا ہی زلف اُسکی چشم آفت ہی زمانے مین
بہار آئی ہی پھر تقدیر مین صحرا نوردی ہی
ملون آنکھین مزار حیدر صفدر سے ای سطوت

پتہ ہم پوچھتے پھرتے ہین سب سے اپنے قاتل کا
خوشی سے ہی شگفتہ آج کیا غنچہ مرے دل کا
فلک پر پھر اثر نالہ اگر پہونچے عنا دل کا
دل مجنون نہین نقشہ ہی یہ لیلی کی محمل کا
انھین دونون نے ملکے خوب لوٹا قافلہ دل کا
بہت ہی بیطرح پھر رنگ وحشت مین مرے دل کا
الٰہی جلد بر آئے کہین یہ مدعا دل کا

ہرچند کہ وہ نازنین بڑے لطف سے گا رہی ہی مگر مینا نگار پریشان بیٹھا ہی دمبدم زانو بدلتا ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی اکثر کنیزون نے عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون پریشان ہین آج آپ کا عجیب حال دیکھ رہے ہین کیا کسیکا اشتیاق ہی مینا نگار نے جواب دیا کہ صاحبو تم لوگ کیا جانو جو میرے دل پر گذر رہی ہی تم لوگ میرے دل کے حال سے کیا واقف ہو اس باغ مین کیون آکر بیٹھا ہون ہرچند باغ مین آنے سے دل شگفتہ ہوتا ہی مگر مین ملول و حزین ہو رہا ہون دل مثل غنچۂ ناشگفتہ بند ہو رہا ہی جب کنیزون نے بہت کہا کہ حضور ہم لوگ امیدوار ہین کہ اگر ہمپر حال کھُلے تو ہم اُسکی فکر کرین مالک اگر انتشار مین ہو تو ملازمون کو مناسب ہی کہ شگفتگی مالک کی تدبیر کرین اسیوجہ سے دمبدم پوچھتے ہین اور حضور کو ہم بہت منتشر پاتے ہین مینا نگار نے کہا صاحبو ملکہ لالہ زار صندلی پوش کہ مدت سے اُسکا خواہان ہون یہ باغ اُسیکے نام کا بنوایا کہ وہ آئے اور اس باغ مین صحبت آرا ہو آج آنیکا وعدہ کیا ہی ایک ایک دم مجھپر زیر دم شمشیر گذر رہا ہی ایک کنیز نے عرض کی وا ہی ہین جو اکثر تحفہ جات لیکر گئی قصر یاقوت نگار مین اُنکو پایا اگر حکم ہو تو جاؤن جا کر آپ کی بیقراری اُنسے بیان کرون مینا نگار نے کہا ای گلگونہ وہ نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہی ایسا نہو اس بات پر رنجیدہ ہو کہ کنیز کو کیون بھیجا لہذا نہایت ادب سے جاؤ یہ نہ کہنا کہ آپ کو بلایا ہی صرف اتنا کہنا کہ آپ کا مزاج پوچھا ہی ایسا نہو کہ وہ آزردہ ہون گلگونہ یہ پیغام لیکر چلی قصر یاقوت نگار من آئی ملکہ لالہ زار صندلی پوش مسند پر بیٹھی

شورش نے کیے مگر مینانگار نے بہ آسانی مٹائے پھر خنجر کمر سے نکالا ران کو چاک کیا اور خون چلو مین لیکر طرف لشکر اسلام کے پھینک مارا کچھ قطرے بادشاہ پر گرے کچھ قطرے شورش پر اور ایک دھوان اُٹھا اُسنے لشکر کو گھیر لیا بادشاہ بیہوش ہو کر گرے شورش کھڑی ہی مگر اپنے ہوش مین نہین آہ آہ کر رہی ہی اہل لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم دھوئین مین گھرے ہوے ہین بادشاہ پابہ گل مرکب رانون سے نکلگیا اِس حیرانی مین بادشاہ کھڑے ہوے ہین ہاتھ پانوٗن کو جنبش نہین شورش کی زبان بند ہوگئی اپنی زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران ہی کہ کیا کرون کوئی سحر یاد نہین آتا مگر مینانگار نے گرد لشکر حصار دود کر کے گویا قلعۂ دُخان بنادیا یہ رنگ کر کے پلٹا کہتا ہوا کہ آج کے تیسرے روز یہ لوگ سب ہلاک ہو جائینگے یا یہ لوگ خاک ہو کر بہجائین گے یا بالکل پانی ہو کر بہ جائینگے دیکھیے کیونکر نجات ہو اِن لوگونکا تو یہ حال ہی مینانگار نے پلٹ کر اہل لشکر سے بہ فخر کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ مین نے کیا کیا سارے لشکر کا خاتمہ کر دیا اب اِن کو کون بچائیگا یہ کہتا ہوا مینانگار طرف باغ لالہ زار کے چلا باغ مین آکر بیٹھا مصاحب وغیرہ سب حاضر ہین کچھ کنیزین نہایت تکلف سے موجود ہین جلسہ آراستہ کیا ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین یہ اشعار عاشقانہ ایک مہ جبین بیٹھی ہوئی بصد ناز و انداز بتا بتا کر گا رہی ہی

نظم

کہون کیا ہمدمو ہی عشق اک لیلی شمائل کا	عجب ہی اندنون کچھ حال اپنی وحشت دل کا
جو اُس بحر کرم کی یاد مین روتا ہون دریا پر	پتہ ملتا نہین اشکونکے ملجانیسے ساحل کا
یقین ہی عمر بھر اُسکو کسی پہلو نہ چین آئے	تڑپنا دیکھ لے آکر اگر کوئی مرے دل کا
وہ میکش ہون رہیگی روح بھی خوش بعد مرنیکے	مرا ساقی اگر بنوائیگا ساغر مری گل کا
وہ دلبر آکے پہلو مین مرے بیٹھے یہ حسرت ہی	خداوندا کسی دن تو بر آئے مدعا دل کا
ہزارون عاشقون نے جان اپنی نذر دی لاکر	ہوا تمکو مبارک اے صنم لینا مرے دل کا
کبھی آیا نہ وہ عیسیٰ لحد پر فاتحہ پڑھنے	ستم ہی بعد مردن بھی نہ نکلا حوصلہ دل کا
کیا تھا امتحان روز ازل جب تیر مژگان کا	بنایا اُس کمان ابرو نے تھا تودہ مرے دل کا
تڑپ کر دیکھنا اکدن نکلجائیگا سینے سے	بہت مشکل ہی اُلفت مین عزیزو تھامنا دل کا

اُنکے مقابلے مین کسی پہلوان کو بھیج تو جرأت کا حال اُنکی کھلے یون کیا امتحان کرتا ہی تیرے
سحر سے مین مہلت دونگی یہ کہکے شورش نے موتیونکا ہار گلے سے اُتار اکچھ اسم سحر پڑھا
مینا نگار نے دیکھا کہ اگر یہ ہار چلگیا تو باعث خرابی ہوگا فورًا جھولی پر ہاتھ ڈالا شورش نے
جیسے ہی ہار پھینکا اُسنے پتلی نکالکر پھینکی صحرا مین جاکر ہار پھٹا ایک مہ جبین دریا مین پھونکے
غوطہ مارے ہوئے ہنستی ہوئی سامنے آئی چاہتی ہی مینا نگار کے سامنے جاؤن کہ درۂ
کوہ سے ایک جوان پیدا ہوا دریا سے جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین وجمیل سپر وشمشیر
لگائے ہوئے سامنے اُس نازنین کے آیا پکارکر آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل
ذرا اِدھر متوجہ ہو ہم تمھارے مشتاق ہین اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا
غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال ہی جیسے ہی اُس نازنین کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر
پکار اُٹھی کہ ای خورشید صورت ماہ سطوت بلند بالا مین خود تیری مشتاق ہون اُس جوان
نے ہاتھ بڑھا دیا اُس مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ دیا جوان ہاتھ پکڑے ہوئے اُس جبین کا
درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا مینا نگار نے پکارا کہ او شوخ دیدہ او ساحر کہنہ جو سحر تجکو تعلیم
کیا ہی اُسکا توڑ بھی ہمارے پاس موجود ہی اب اور سحر کرتیرا کمال دیکھون شورش نے دیکھا
کہ میرا سحر اِسنے مٹادیا اور بادشاہ پر آگ برسائی بادشاہ کے ہاتھ مین انگشتر جمشیدی عقیل
کی دی ہوئی موجود تھی بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ مین میرے جانور ہی ہاتھ کو جو بلند کیا
انگوٹھی بشکل طائر بنکر ہاتھ سے نکل گئی مگر شورش نے جو دیکھا کہ انگشتر جاتی ہی جھپٹ کر ایک
پنجہ سحر پھینکا پنجے نے جاکر انگشتر کو تھاما مگر پنجہ جلگیا کئی پنجے سنہرے شورش نے پھینکے مگر
جس پنجے نے انگشتر کو تھاما وہ جلکر گرا جب کئی پنجے جلے تب شورش ناچار ہوئی انگشتر
اُڑکر نکلگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طائر خُرد جاتا ہی دم بھر مین نظرون سے مخفی ہوئی
شورش نے اِشارہ کیا پکار کر آواز دی او عشرت خیز کہان جائیگا آج شب کو کھانا یہان
کھانا تیرا بھوگ تجکو ملیگا مگر مینا نگار کو لینا کہ ایک پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا
مینا نگار نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا طرفِ صحرا منھ کرکے دستک دی ایک شیر صحرائی
پیدا ہوا اُس شیر نے آکر اُس جوان کو چیر پھاڑ ڈالا اور پھر صحرا مین جاکر غائب ہوا اُسکی جگہ

یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ اے شہریار غضب ہوا عقیل مارا گیا شورش سے سامنا ہی بادشاہ بیقرار ہو کر رو پڑے مگر زبان پر یہ اشعار ہین

نظم

جدائی مین بھی وصلت کا مزا مجنون کو حاصل تھا — خیال یاد لیلی تھا دل مشتاق محمل تھا
خوشی تھی وصل کی شب مجھکو لطف عید حاصل تھا — نہ تو نکلے وست یار گردن مین حمائل تھا
نگہ کی تیغ کیون دیپر لگا کے ہمکو تڑپایا — تمھین کیا دیکھنا منظور دم بھر رقص بسمل تھا
چلا تھا وہ ستمگر قتل کرنے جب رقیبون کو — عجب حسرت سے مڑ کر دیکھتا مین سوی قاتل تھا
سوال وصل اگر کرتا بھی تو آتی نہ شرم انکو — اکیلے آج وہ تھے ایک مین تھا اک مرا دل تھا
تڑپنے نے عجب احسان کیا جو چھوٹ کر آیا — مثال شمع خاموش آج ہر اک اہل محفل تھا
سواری دھوپ مین نکلی تھی جب اُس رشک لیلی کی — مثال ابر آہون کا دھوان بالائے محمل تھا
ہر دم بار کیا مین نذر دیتا شرم آتی تھی — تری تیغ نگہ سے دل مرا ای یار گھائل تھا
نہ شیشے مین اُتارا اُس پری کو کیون ہوا عاجز — فن تسخیر مین میرا دل شیدا نو کامل تھا
کسی پہلو نہ سطوت کو قرار آیا شب فرقت — تڑپتا بستر رنج والم پر مثل بسمل تھا

مگر بادشاہ اُسوقت پہونچے کہ مینا نگار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کئی ہزار آدمی جلکر خاک ہوے اہل لشکر بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہے ہین پکارتے ہین کہ ای بے نیاز و ای کارساز اس مشکل کو آسان کر

نظم

نہ عزت در جہان ماند نہ ذلت — نہ این کثرت بود باقی نہ قلت
بہ دنیا از مددگاران دنیا — مدار ای یار امید عنایت
بہ وقت رحلت از دنیائے فانی — نگردد حاصلت غیر از ندامت
بہ بالاخانۂ دولت مکن ناز — کہ گردد غارت آخر این عمارت
چو مہلت بگذرد از تو بگیرند — کہ ہست این جان بجسم تو امانت
نہ عسر و یسر دنیا برقرار است — بیک حالت نہ رنج است ونہ راحت

ہر طرف ہنگامہ ہی یہان شورش نے جو دیکھا کہ بادشاہ سے مقابلہ ہوا چاہتا ہی ایسا نہ ہو بادشاہ کا قلب اُلٹ جاے تو باعث خرابی ہو آگے بڑھکے للکارا کہ او دشمن خدا کہان آتا ہی

طلاے پر جائیگا ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر عقیل نے نہ قبول کیا اسباب سحر سے مسلح ہوکر برسر طلایہ آیا بازارون کا انتظام کرکے کنارے پر ٹھہرا دو پہر رات گذر چکی تھی کہ سامنے سے مینا نگار آیا عقیل کو دیکھکر چلگیا پکار کر آواز دی کہ اونمکحرام ہمارے دشمن کا ساتھ دیا اب طلاے پر آیا ہی میرے ہاتھ سے اب کہان جائیگا مینا نگار و عقیل سے سحر چلنے لگے اِدھر ملکہ شورش پڑی ہوئی سو رہی تھین کہ کنیزون نے جگا کر خبر دی کہ واری غضب ہوا عقیل و مینا نگار سے مقابلہ پڑ گیا یقین ہی کہ عقیل سامنے مینا نگار کے حقیر ہو مینا نگار کل لشکر پر سحر کر رہا ہی یہ سُنکر شورش اُٹھی جھولی اُٹھا کر گلے مین ڈالی بیقراری مین پکارتی چلی نظم

بیکار غم فراق کا کھایا غضب کیا ۔ دل اپنا اُس صنم سے لگایا غضب کیا
صدمے اُٹھاے رنج بھی کھایا غضب کیا ۔ اُس بیخبر سے دل کو لگایا غضب کیا
افسوس دشمنون کی نگاہون مین چڑھگیا ۔ محفل مین اُسنے پاس بٹھایا غضب کیا
تو نے عجیب عاشق صادق کی قدر کی ۔ غیرون سے ملکے مجھکو جلایا غضب کیا
آئے ہمارے گھر مین وہ ہمراہ غیر کے ۔ دُکھتا ہوا دل اور دُکھایا غضب کیا
کیا کیا فراق مین نہ مرا حال ہوگیا ۔ وہ شوخ دیکھنے بھی نہ آیا غضب کیا
وہ قبر میری روند چکے اب کہے یہ کون ۔ تنکے دبے ہوے کو دبایا غضب کیا
سطوت نجف مین جاکے پھر آئے ہو ہند مین ۔ مسکن بہشت کو نہ بنایا غضب کیا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی اُسوقت پہونچی کہ مینا نگار نے خون اپنا نکالا چلو مین لیکر پھینک مارا عقیل کے بدن مین آبلے پڑ گئے ہر آبلے سے شعلہ نکلا مثل ہیزم خشک جلنے لگا یہ معاملہ جو شورش نے دیکھا سر پیٹنے لگی کہتی تھی بڑا غضب ہوا عقیل اب نہ بچیگا مگر عقیل نے جب دیکھا کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے نکلنے لگے گھبرا کر دوڑا سامنے مینا نگار کے آیا لیکن مینا نگار نے کہا اے عقیل بس اب تمھارا پاس نہ کرونگا جلا کے مارونگا دوسرا چلو خون کا پھینک مارا تمام جسم عقیل کا جلکر خاک ہوا للکارا کہ او گیسو بریدہ تیرا ابھی یہی حال کرونگا شورش نے کہا مین اپنی جان دینے پر خود آمادہ ہون کہ اپنی جان دون یا تجھکو قتل کرون مینا نگار نے کہا او گیسو بُریدہ اب مین تجھکو زندہ نہ جانے دونگا ہرکاروان نے

شقیل نے دیکھا ہی مہ جبین واسئہ مہر امین کھڑی ہی بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

پر اثر ہی ترا حسن اے مہ کامل کیسا — ہی سدا مثل کتان چاک مرا دل کیسا
ہاے بے رحم ہی وہ حور شمائل کیسا — ملکے غیرون سے جلایا ہی مرا دل کیسا
جبکہ مین یار سے کہتا ہون مرا دل دیدے — ہنس کے کہتا ہی ہمارا ہی ترا دل کیسا
دیکھتا رہگیا منھ یاس سے کچھ بس نہ چلا — لے کے اٹھا ہی وہ پہلو سے مرا دل کیسا
ذبح کر کے مجھے تم آہ چلے جاتے ہو — دیکھتے جاؤ تڑپتا ہی یہ بسمل کیسا
اُسکو جسوقت محبت مری یاد آے گی — بعد مرنے کے مجھے رویگا قاتل کیسا
ہاے حسرت یہ رہی آکے کبھی وہ پوچھین — تیر مژگان سے ہوا دل ترا گھائل کیسا
باغ مین فصل گل آتے ہی ہوا حشر بپا — باغبان چیختے ہین شور عنادل کیسا
پھر نجف کی ہی زیارت کا ارادہ سطوت — ہند مین رہکے تڑپتا ہی مرا دل کیسا

یہ اشعار جو اُس نازنین نے پڑھے شقیل نے کلیجہ تھام لیا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی ہمارے پاس نہ آؤ گے چلو باغ مین فصل گل کی بہار ہی بلبلو نکی پکار ہی طائرو نکی چہکار ہی صبا کے دامن کی بار ہی ہم تم وہان چلکر چین کرین یہ سُنکر شقیل مونڈا شورش نے اُس نازنین کو اشارہ کیا کہ اپنے ساتھ اسکو لیجا یہین خاتمہ کرا دے یہ سنکر اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ اے شقیل تلوار کھینچو شقیل نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلا اپنا کاٹ لو شقیل نے فوراً تلوار گلے پر رکھی ہاے جان جہان کہکر گلا اپنا کاٹ ڈالا لاشہ اُسکا تڑپا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من شقیل مردار خوار بود ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے مینا نگار بارگاہ مین آکر بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ اب شقیل کی خیر نہین ہی شورش کو مین نے خوب سکھایا ہی ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے بعد بد دعا کے عرض کی اے شہنشاہ ساحران جو آپ فرماتے ہین وہی ہوا مینا نگار نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ جنگی گرگڑایا کہ ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین مینا نگار نے حکم دیا آج طلایۂ گشت ہم خود پھیرینگے یہان عقیل نے بادشاہ سے عرض کی حضور نے خبر سُنی کہ مینا نگار طلاے پر ہی غلام بھی

ایک ہی وار مین سر تن سے کیا تو نے جدا　ادستمگر بہ خدا بندۂ احسان ہون مین
سرخ پوشاک جوانی مین جو پہنی اُسنے　ہنسکے بولا ہمہ تن لعل بدخشان ہون مین
آنکھ دشمن جو نہین مجھسے ملاتے سطوت　جانتے ہین کہ غلام شہ مردان ہون مین

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے شقیل کے گائے یہ اُسکے سامنے ہاتھ جوڑنے لگا کہتا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تیرا تابعدار ہون جو حکم دے بجالاؤن اُس نازنین نے کہا بادشاہ کا جاکر سر لا تب تیری نیک نامی ہو یہان تو بدنام ہوگیا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائے شقیل نے کہا ای ملکۂ عالم آپ ٹھہرین مین جاتا ہون یہ کہکے اُس نازنین نے پشت پہ ہاتھ پھیرا شقیل جھومتا ہوا پلٹا راہ مین جو لوگ ملے اُنھون نے پوچھا کہ ای شقیل کہان جاتے ہو کہتا ہی معشوق پریچہرہ نے وعدہ کیا ہی مین سر بادشاہ اسلام لینے جاتا ہون ہرکارون نے جو یہ معاملہ دیکھا خبر لیکر بھاگے یہان شورش و عقیل آکر بیٹھے ہین بادشاہ جمجاہ شورش کی تعریفین کر رہے ہین عقیل کہتا ہی ای شہریار حقیقت مین شقیل کی کیا لیاقت ہی آپ کے اقبال سے اب وہ جاکر ہاتھ سے مینانگار کے مارا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر بادشاہ کو دعا دی نظم

ای مہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد　وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یاریت ولم یولد ہمہ جا دستگیر　لم یکن یاری دہ و مونس لہٗ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شقیل جو یہان سے گیا کئی ہزار آدمی قتل کیے مگر مینانگار نے اسیر سحر کیا وہ پھر بہ ارادۂ فاسد آتا ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا شورش نے کہا وہ بھیا آگیا ای عقیل اب چلکر اِسے قتل کر ڈالو کہ اِسکا بلبلانا ٹھیک یہان مینانگار نے ہرکارے ساتھ کر دیے ہین اور کہدیا ہی کہ ہمکو خبر پہونچانا کہ شقیل پر کیا گذری اُسنے جاکر کیا کیا یہان شورش و عقیل اپنے مقام سے اُٹھے باہر آکر دیکھا شقیل مبہوت لشکر کو قتل کر رہا ہی لشکر مین صدائے فریاد بلند ہی کہ عقیل نے آکر للکارا کہ او بھیا ذرا اِدھر متوجہ ہو عقیل نے اپنی جانب متوجہ کیا شورش نے آکر گجرہ پھولونکا ہاتھون سے گتھا ہوا ساحری کہکے مار دیا پھر اسے آواز آئی ای شقیل اِدھر متوجہ ہو

کہ رہا ہی کہ شقیل نے جاکر لشکر مسلمانان مین آفت برپا کی ہوگی اب تھوڑی دیر مین پلٹکر آئیگا حقیقت مین اُسنے خوب فکر کی افسران فوج کہہ رہے ہین کہ حضور نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ افسرون نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی کس کس سے لڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا مینا نگار نے کہا یارو دیکھو یہ کیا ہلڑ ہی ہرکارون نے آکر عرض کی کہ حضور شقیل لڑ رہا ہی تمام لشکر پامال کر ڈالا کئی گولے ایسے مارے کہ کئی ہزار آدمی تباہ ہوے دریاے خون بہ رہا ہی صدہا سر پڑے ہین یہ سُنکر مینا نگار اُٹھا بیرون بارگاہ آیا آکر للکارا کہ او شقیل یہ کیا حرکت ہی سارا لشکر تونے تباہ کر دیا مین نے تجھکو کس کام کو بھیجا تھا شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی جھپٹ کر چلا مینا نگار نے للکارا کہ او بیحیا میرے سامنے تو آ شقیل نے جو آواز مینا نگار کی سُنی چاہا جاکر مینا نگار کو قتل کرون کہ فوج والے روکنے لگے جسنے روکا شقیل نے گولہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا کئی سو جوانون کو مارکر گرا دیا مینا نگار نے جو دیکھا کہ فوج پامال ہوئی جاتی ہی جھپٹ کر سامنے آیا دیکھا کئی پھول کلاہ پر پڑے ہین للکار کر شقیل پر جا پڑا کہا او شقیل یہ تجھکو کیا ہوگیا مین نے تجھکو کس کام کو بھیجا تھا تو وہان سے دیوانہ ہوکر آیا شقیل نے جواب دیا کہ ای مینا نگار معشوقہ نے تیرا سر مانگا ہی بہتر یہ ہی کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر لیجاؤن معشوقہ کے پاس پہونچاؤن مینا نگار نے کہا آؤ سر کاٹ لو شقیل بڑھا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مینا نگار نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکالی اُسکو سامنے چھوڑ دیا کہا ای سینہ شگاف اِسکو لینا وہ سامنے شقیل کے کھڑی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ناز و انداز آئی نظم

عشق مین دل کے تڑپنے سے پریشان ہوئین — کیا کرون اسکا علاج آپ ہی حیران ہوئین
جوش وحشت ہی ترے ہجر مین نالان ہوئین — شام سے مثل سحر چاک گریبان ہوئین
کوئی یہ جاکے مرے رشک چمن سے کہدے — باغ عالم مین کوئی آن کا مہمان ہوئین
ظلم تھا اُنکا گوارا تو شکایت کیون کی — یہ سبب ہی جو بہت دل مین پشیمان ہوئین
نظر لطف و عنایت سے جو دیکھا تمنے — اب کسی چیز کا ہرگز نہین خواہان ہوئین
گالیان دے چکے بس اپنی زبان بند کرو — میرے منھ سے بھی نہ کچھ نکلے کہ انسان ہوئین

عذر کرنے لگا کہرام قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا کہ ای شہریار غلام سے بڑی بے ادبی
ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای کہرام حقیقت یہ ہی کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے جو سرزد ہوا وہ ہوا
آسے معاف کیا پھر بادشاہ نے فرمایا تمنے اِسوقت ہماری سپاہ گری بھی دیکھی کہ تم سب کے
وار مین نے روکے کسی پر ہمنے وار نہین کیا جانتے تھے کہ تم لوگ سحر مین ہو خدا نے سب کو
بچایا کوئی زخمی نہین ہونے پایا مین اِسکا شکر کرتا ہون وہان شقیل بلبلا کر سامنے اُس
نازنین کے پہونچا اُس نازنین نے طرف شورش کے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ
حضور کیا خدمت اِنکے متعلق کرون شورش نے کہا سر مینا نگار لادے اُس نازنین نے
شقیل کا ہاتھ تھام لیا اور کہا ای یار وفادار و ای مونس غمگسار مین تیری کنیز ہون بڑی دور
سے تیرے اشتیاق مین آئی ہون مگر ای بہادر مینا نگار جادو نہین چاہتا کہ میرے
تمھارے میل ہو مین دلھن بنکر بیٹھتی ہون تم جاکر سر مینا نگار لاؤ تو شادی ہماری تمھارے
ساتھ ہو جائے مہراین دیکھو سب مہمان جمع ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گلپوش کی شادی
شقیل کے ساتھ ہوتی ہی مگر مینا نگار بیچ مین حائل ہی اُس نازنین نے جو شقیل کے منہ پر
ہاتھ پھیرا چہرہ سرخ ہو گیا خوش ہو کر کہا ای جان جہان یہ کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جاکر
اُسکا سر لاتا ہون اُسکی مجال ہی کہ میرے سامنے گردن تابی کرے مین جاتے ہی اُسکا
کاٹ لونگا اور اگر کچھ بگڑا تو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے اُس نازنین نے اور اُسکو بکایا
خوب غصہ دلوایا کہا ای شقیل اُسکو اپنی سلطنت پر ناز ہی وہ جانتا ہی میرا کوئی کیا کر سکتا ہی
تمام میرے عزیزون مین کہلا بھیجا کہ گلپوش کی شادی ساتھ شقیل کے نہ کرنا شقیل حرارت
جسمی نہین رکھتا کل شب کو جو یہ سب نے کہا تو مین نے اُنکو جواب دیا کہ وہ ایسا مرد دلیر ہی
کہ تم لوگ امتحان کر لو سب شاہزادیان شرما گئین ہر ایک نے یہی کہا ای گلپوش تمکو اختیار
ہی مگر شوہر کا نیک و بد سمجھ لینا کہ خوب چالاک و چست ہو ایسا نہ ہو کہ سست ہو تو باعث خرابی
ہی اب مین نے آکے تمکو دیکھ لیا اب مجھکو تسکین ہوئی اب جو کوئی تمکو بُرا کہے اُسکا منہ
توڑ ڈالون اِن باتون کو سُنکر شقیل مست ہو گیا تیغ نیام سے کھینچا طرف لشکر مینا نگار کے
چلا مینا نگار کا لشکر تو بیرون قلعہ پڑا ہوا ہی مینا نگار کسی کام کو بارگاہ مین آیا ہی بیٹھا ہوا

تو نے غضب کیا کہ بادشاہ کے قتل کا سامان کر رہا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا شقیل نے جو شورش کو دیکھا بڑھا کہ اسکو اُٹھا لیجاؤن شورش نے پیچھے ہٹ کر گجرہ پھولونکا ہاتھون سے اُتارا اور آواز دی کہ ای گل اندام دلفریب جلد آؤ یہ کہکے گجرہ پھینک مارا صحرا مین جاکر وہ گجرہ پھٹا شقیل طرف شورش کے آتا ہی اور شورش نے دیکھا کہ اُن سرداروں کے سامنے بادشاہ نکل آئے کہ جو سحر مین شقیل جادو کے تھے چالیس سردار کمیدان رسالدار اکتالیسوان کہرام یہ سب تلوارین کھینچکر بادشاہ پر گرے بادشاہ اُن سب کے وار روک رہے ہین انتہائے سپاہ گری یہ ہی کہ اُنکے وار روکتے ہین لیکن اپنا وار کسی پر نہین کرتے مگر شورش کا گجرہ جو صحرا مین جاکر پھٹا تھا ایک نازنین مہ جبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن حُسن مین رشک چمن یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آ پہونچی

نظم

کیا وجہ کیون ہوا آجکل ای مہربان اُداس
آزردگی ہی کس سے جو ہو جان جان اُداس

عاشق جو مر گیا تو ہی سارا جہان اُداس
خاک اُڑتی ہی زمین پہ ہی آسمان اُداس

آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی
پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس

اُس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا
کیونکر نہ وقت ذبح ہون مین نیم جان اُداس

گھر سے ہمارے رات کو جایا نہ کر کہین
تیرے بغیر رہتا ہی سارا مکان اُداس

مین نے تو تلخ بات بھی کوئی نہین کہی
کیا وجہ کیون ہوا ہی وہ شیرین زبان اُداس

دیوانہ مر گیا ہی ترا جب سے ای پری +
زنجیر مین ہین درونکی خموش اور مکان اُداس

آزردہ آجکل مرا رشک بہار ہی
دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس

سطوت کو اپنے در سے نہ ای جان جان اُٹھا
پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

شقیل نے جو آواز سُنی طرف نازنین کے پلٹا اُسنے پُکار کر آواز دی ای شقیل ذرا تم میری جانب متوجہ ہو شقیل پلٹا اُس نازنین نے آنکھون سے اِشارہ کیا شقیل کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہو کر طرف اُس نازنین کے چلا وہ نازنین زیور مین پھولون کے لدی ہوئی ہی گلے سے پھولونکا ہار اُتارا طرف اُن لوگون کے پھینکا جو بادشاہ پر حملہ کر رہے تھے اُن پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ ہوش مین آگیا بادشاہ کے سامنے

کہ دست چپ پر بیٹھا تھا اسنے جو سُنا کہ عقیل ٹر بھر کر نکلگیا بہت خوش ہوا سامنے بینا نگار
کے آیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ اگر حکم ہو تو عقیل کو پکڑ لاؤن اور بی شورش کو بھی ذلیل کرون
بینا نگار نے کہا عقیل جادو نہایت زبردست ساحر ہی وہ تمھارا دبالو نہ مانیگا مجکو خوف
ہی کہ ایسا نہ ہو تمکو گرفتار کرلے یہ سنکر شقیل نے کہا ای شہنشاہ کسی مقام پر کبھی نہ کرونگا
بی شورش و عقیل کو گرفتار کر لاؤنگا ایسا سحر کرون کہ سارہ الشکر دیوانہ ہوجائے نگران
دونونکا دشمن ہو بینا نگار نے کہا ای شقیل دعوی تو کرتے ہو لیکن مجکو ڈر ہی کہ ایسا
نہ ہو تمپر کوئی اُفتاد پڑے تو مشکل ہو شقیل نے کہا مین سمجھ لونگا سحر اُسکا رد کرونگا یہ کہکر
شقیل چلا جب سامنے لشکر کے پہونچا قرنا ے کار کہرام طلایہ پھر کر آیا ہی کنارے پر
لشکر کے کھڑا ہی کہ شقیل نے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان
بادشاہ اسلام سے لڑوگے کہرام نے کہا وہ ہمارے آقاے نامدار مولاے باوقار
ہین بس شقیل نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور کہرام پر پھینک مارے
کہرام کانپنے لگا چہرہ سرخ ہوگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای ساحر مین بادشاہ سے لڑونگا
سر لاکے تجھکو دیتا ہون شقیل نے اور افسرون پر بھی ماش کے دانے پھینکے چالیس
افسر کہرام کے ساتھ ہوے اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ چلکر بادشاہ کو قتل کردیہان
بادشاہ جہانپناہ بیٹھے تھے بی شورش پہلو مین عقیل ایک طرف بیٹھا ہی کہ دربارگاہ پر غل
ہوا فرمایا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہی کہ زرہ گہ سالار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار چالیس
افسر بہ نسبت حضور کلمات سخت کہتے ہوے آتے ہین غلام نے اُنکو روکا ہی مگر وہ لوگ
نہین مانتے ہین بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے دربارگاہ پر تشریف لاے شورش
ساتھ ساتھ بادشاہ نے آواز دی کہ ای کہرام کیا ہی کہرام نے پکار کر آواز دی ای شہریار
آپ کا سر بینا نگار نے مانگا ہی سامنے ساحر کھڑا ہوا ہی سر حضور مانگ رہا ہی بادشاہ
نے فرمایا مین آیا شورش یہ سنکر باہر نکلی کہا ای شہریار مین بڑھکر اُسکو روکتی ہون انکے
مقابلے مین نہ جایئے یہ لوگ سحر مین ہین بادشاہ نے فرمایا ای شورش نہ گھبراؤ انکی کیا
مجال کہ مجھے قتل کرسکین شورش نے بڑھکر شقیل کو للکارا کہ او نابہنجار کہان آتا ہی یہ

غم فرقت مین ترقی وتنزل کے مزے — غم جو بڑھتا ہو گھٹتی جاتی ہو طاقت میری

جسکی اُلفت مین زمانہ ہی مرا دشمن جان — اُسکے دل مین نہین افسوس محبت میری

قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین — جوش سودا ہی سنے کون حکایت میری

ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی — ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری

سینے چھوڑا مجھے تھپر جو ہوا مین عاشق — بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری

دوڑکر چوم لیے فخر سے مجنون نے قدم — نجد مین جب کہ مجھے لیگئی وحشت میری

مجھکو کیا ڈر ہی علیؑ کا ہون غلام ای سطوت — بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

جیسے ہی یہ اشعار عبرت آثار اُس نازنین نے گائے عقیل بیقرار ہو گیا ہاتھ باندھکر طرف مینا نگار کے چلا کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ مین تابعدار ہون جو مناسب جانیے وہ میرے حق مین کیجیے یہ سُنکر مینا نگار نے ہاتھ بڑھایا کہ زبان مین سوزن دون اور وہ نازنین کھڑی ہنس رہی ہی خواجہ نے جو درۂ کوہ سے دیکھا کہ عقیل پھر گرفتار ہوا چاہتا ہی فورًا کلہ گوپھن مین پتھر دیا تاک کر اُس نازنین کو مارا اُس نازنین کا سر پھٹا وہ لڑکھڑا کر گر پڑی جیسے ہی وہ مری عقیل کو ہوش آگیا عقیل نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا مینا نگار گولے کو باطل کرنے لگا عقیل نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگا خواجہ دوسری جانب سے نکل گئے مینا نگار کو بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہی کہ فریب جادوری یہ سحر میرا پڑا نا تھا جب یہ سحر کیا کبھی خالی نہین گیا آج اُس سارہ بان زادے نے فریب کو مار اُٹھا فریب دیا اور عقیل نکلگیا اب چلکر بارگاہ سے لاؤن پھر سوچا کہ وہان شورش ہوگی ضرور اُلجھ پڑیگی برابر کی ساحرہ ہی مشکل پڑیگی ایسا سوچکر مینا نگار پلٹا یہان بادشاہ جمجاہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ عقیل نے آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار غلام مینا نگار سے باغی ہوا راہ مین مقابلہ پڑا عمرو نے فریب جادو کو مارا تب مجھکو ہوش آیا پھر نکل آیا کہ خواجہ بھی آکر پہونچے تمام کیفیت بادشاہ سے بیان کی یہان تو یہ کیفیت ہی مگر مینا نگار جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین آکر سر جھکا کر بیٹھا نہایت متردد ہی کہ کیا کرون عقیل دست راست پر بیٹھتا تھا اُسکے سامنے کسی کا مرتبہ نہ تھا عقیل مردار خوار

مین خاک ڈالکر لیجاتے ہین بینا نگار سے نامہ پڑھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یار و غضب ہوا کہ
عمر و عقیل کو آکر لیگیا جھپٹ کے ذرا دیکھو تو اگر ملجاے تو پکڑ لاؤ سہر داب جادو ایک بڑا
ساحر یہ کہکر چلا کہ مین گھسکر بارگاہ سے لاؤنگا ہر چند بینا نگار نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا پر پرواز
پیدا کرکے چلا یہان خواجہ عقیل کو لیے ہوے جب صحرا مین آئے تو اُسکو ہوشیار کیا اور بیان
کیا کہ مین تمکو لایا اب ذرا ہوشیار رہو کوئی تمھاری فکر مین آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ نعرہ ہوا منم
سہر داب جادو عمرو نے عقیل کو اشارہ کیا عقیل نے للکارا کہ او بیحیا کیون شامتین آئی
ہین سہر داب نے بڑھکر گولہ مارا عقیل نے کہا او بیحیا تیری قضا لیکر آئی ہی فورًا گولہ کاٹا
سہر داب نے کئی سحر کیے مگر عقیل جادو اُسکے سحر کو کب مانتا ہی اشارون مین دفع کردیے
عقیل نے تلوار کھینچی کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او نمکحرام منم بینا نگار جادو کہان جائیگا
تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی سے تیلی نکالی کہا ای فریب جادو اس نمکحرام کو لینا
وہ تیلی نکلتے ہی غائب ہوئی عقیل بڑھا تھا کہ مین بینا نگار سے رد و قدح کرون خواجہ
نوکو دیکر چھپ گئے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ای عاشق صادق و ای یار موافق ذرا ادھر
متوجہ ہو عقیل نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل یہ اشعار گاتی ہوئی
مستانہ وار آتی ہی

نظم

ہجر مین جسکے ہوئی ہاے یہ حالت میری — جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری
بگڑے جاتے ہین صنم دیکھ کے صورت میری — کیا بنائی بُری اللہ نے قسمت میری
دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری — ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری
دم نکلجائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو — ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
دل کے ہاتھون سے مرے قلب کو وہ کہتے ہین — سچ بتادے اسی دل مین ہی محبت میری
منہدی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے — یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
کیا سمجھتے ہین مجھے عاشق رفتار حسین — ناز سے آکے جو ٹھکراتے ہین تربت میری
عشق مین مجھکو بھی ساتھ اپنے کیا ہی برباد — دل شیدا نہین سنتا ہی نصیحت میری
اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا — میری تربت پہ سدا روئیگی حسرت میری

مقام پر مقرر رہتا ہون کہ جو کوئی آے اُسکو پانی پلاؤن اِس چشمے سے بچاؤن ساحر نے کہا آپ کا نام کیا ہی عمرو نے کہا چشمہ نشین جادو میرا نام ہی اسیوجہ سے بینانگار نے مجھکو یہان مقرر کیا ہی یہ کہکے درۂ کوہ مین گئے جام مین پانی بھر کر لائے کہا لو یہ پانی پیو ساحر نے وہ پانی پیا مگر نام پوچھ لیا اُسنے کہا قاصد جادو میرا نام ہی پانی پی کر وہ ساحر بیہوش ہوا خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنے نامہ لیکر طرف قلعے کے چلے جیسے ہی سامنے قلعے کے آئے آوازہ آئی کون آتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر بیرون قلعہ ٹہل رہا ہی آوازہ دی کہ بھائی مین ہون قاصد جادو قدرت نے نامہ بھیجا ہی براے ملاقات بینانگار آیا ہون امیدوار ہون کہ بینانگار سے عرض کرو کہ قاصد جادو فرستادۂ قدرت نامہ لیکر آیا ہی امیدوار ہی کہ اِسکو پڑھکر عقیل جادو کو مجھے دیدیجیے وہ ساحر آگے آیا دروازے پر جو پہونچا دروازے پر چند ساحر مقرر تھے اُنھون نے نام پوچھا عمرو نے اُنسے بھی نام بتایا دس بارہ ساحر عمرو کو گھیرے ہوے قصر مین لائے بینانگار کو جگایا عمرو نے نامہ دیا بینانگار نے نامہ پڑھا مضمون مذکورہ اُسمین درج تھا بینانگار نے پڑھکر حکم کیا کہ قفس لاؤ عمرو کے ہاتھ مین قفس دینے لگا عمرو نے کہا مین اِسطرح نہ لیجاؤنگا قفس سے نکالکر مجھکو دیجیے اور سحر اپنا اِسپر سے اُتار لیجیے تاکہ وہان جاتے ہی یہ قتل کیا جاے بینانگار نے قفس سے عقیل کو نکالا سحر اپنا اُتار لیا عمرو نے لپشتارہ دوش سے لگایا اور کہا اے بینانگار یہ دوسرا نامہ قدرت نے دیا تھا کہ بروقت رخصت دیدینا اور عقیل کو لیکر آنا لہذا مین تو جاتا ہون کیونکہ قدرت منتظر بیٹھے ہونگے مین اِسکو پہونچاؤن آپ نامہ پڑھ لیجیے گا نامہ ہاتھ مین بینانگار کے دیکر خواجہ عقیل کو لیے ہوے باہر نکلے بینانگار نے نامہ کھولا اُسمین بخط جلی مرقوم تھا کہ او بینانگار بموجب وعدے کے مین آیا اور عقیل کو تجھسے لے لیا اور نعرہ خواجہ کا یہ لکھا تھا نعرۂ عمرو بن امیۂ ضمری ہی

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

بباغ دین ز نکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گزان اُستاد عیاران عالم
جہان سر سنگ در خنجر گذاری
او بینانگار دیکھیو آنکھ

تدبیر کرلونگا دیکھون تو یہ سار بان زادہ کیونکر آتا ہی اور کسطرح اِس گنہگار کو چھڑاتا ہی میرا
وہ سحر ہی کہ زمین کو ہلائے طبقات زمین آسمان پر پہونچائے کیا مجال ہو سار بان زادے کی
کہ یہان تک آوے مگر تم لوگ ہوشیار رہنا جا بجا پہرے مقرر کر کے قفس عقیل لاکر قصر مین
لٹکادیا یہان خواجہ جب دربار مین آئے اور ہرکارون نے بادشاہ سے عرض کی کہ اے شہریار
عقیل جادو قید ہوگیا اور خواجہ نے اُس سے تکرار کی بادشاہ نے فرمایا اے عمر نابدار آپنے
سُنا کہ عقیل جادو قید ہوگیا عمرو نے کہا سُنا کیسا آنکھون سے دیکھا اب تک عقیل نے چھپایا
اب حال کھلگیا بادشاہ نے فرمایا مین نے سُنا ہی کہ آپ سے تکرار ہوئی آپ نے وعدہ کیا ہی
خواجہ نے کہا کہ ہان مین نے آپ کی بات رکھنے کیواسطے گفتگو کی اور باقی آپ میرا حال جانتے
ہین کہ یہان کے مہاجنون کا قرضدار ہون بارگاہ مین ہر وقت بیٹھا رہتا ہون باہر نہین
نکل سکتا بادشاہ نے دس توڑے منگوا سامنے خواجہ کے رکھدیے کہا یہ حاضر ہین
عمرو نے کہا یہ تو سود کو بھی اکتفا نہ کرینگے اور سردارون نے بھی روپیہ پیش کیا عمرو طرف
شورش کے متوجہ ہوے کہا بی شورش تم بھی کچھ دوگی شورش نے گہنا اپنا پیش کیا خواجہ
نے لیا بادشاہ نے فرمایا خواجہ مہان کا گہنا لیتے ہو عمرو نے کہا سب صاحب قرضہ ادا
کرتے ہین مین کیون نہ لون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ تشریف لیجایئے خواجہ اُٹھے طرف
قلعے کے چلے راہ مین آتے تھے اور ایک چشمے پر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور
دیکھا کہ ایک ساحر چشمے پر اُترا خواجہ نے اپنے کو مخفی کیا وہ ساحر پانی پینے کو چلا خواجہ نے
ایک ساحر کی شکل بنکر للکارا کہ خبردار پانی نہ پینا وہ ساحر رُک گیا کہا کہ او بھیا تو کون ہی ساحر
نے کہا آپ نے کیون منع کیا عمرو نے کہا مین طرف سے مینا نگارہ کے مقرر ہون بندگان
خدا کو بچاتا رہتا ہون اِس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی اگر تو پانی پیتا تو پانی ہوکر بہجاتا تم
کون ہو کہان سے آتے ہو اُس ساحر نے کہا مین قدرت کا نامہ وار ہون قدرت کو
معلوم ہوا کہ عقیل جادو کو مینا نگارہ نے قید کیا ہی حکم ہی کہ ہمارے پاس بھیجدو ہم یہان
سزا دینگے اب جو تمکرامی کریگا اُسکو قتل کرونگا کہ ساحرون کو عبرت ہو ہر شخص نے تمکرامی
پر کمر باندھی ہی عمرو نے کہا تم پیاسے ہو تو پانی تمھارے واسطے لاؤن اِسی لیے مین اِس

دیکھ

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب
چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب

کیا وہ دم بھر آکے بیٹھی تھی تری دیوار پر
چومتا ہر غنچۂ گل ہی جو پائے عندلیب

سامنے آنکھون کے گلچین نے اُجاڑا آشیان
کسطرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑائے عندلیب

سیر کرنے کو اگر جائے ہمارا نازنین
توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھائے عندلیب

قید سے کردے رہا صیاد کو آجائے رحم
داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب

عارض گلرنگ پر تیرے کہین عاشق نہو
ہو مری تاکید گلشن مین نہ آئے عندلیب

ہو ہمارا یار ایدل کسقدر نازک مزاج
ورد سر ہوتا ہی سُنکر نغمہ ہائے عندلیب

فصل گل آئی ہی مجھکو ای ستمگر چھوڑدے
روز ہی صیاد سے یہ التجائے عندلیب

مژدہ باد ای وحشت دل موسم گل آگیا
ہر طرف پھر باغ مین ہین نالہ ہائے عندلیب

دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو
بنکے پروانہ تری محفل مین آئے عندلیب

صحن گلشن مین وہ رشک گل ہی محو خواب ناز
کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچائے عندلیب

روضۂ شبیر بھی سطوت ہی اک باغ بہشت
نالہ ہر زائر کا ہی گویا صدائے عندلیب

اُس نازنین نے یہ اشعار اِسطرح گائے کہ عقیل جادو خاموش ہوگیا لڑتا ہوا بیرون قلعہ پہونچ چکا تھا ہنگامہ جو ہوا ہر ایک کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ وزیر و شاہ لڑ رہے ہین یہ شور و غل سنکر خواجہ عمرو اپنے خیمے سے نکل آئے دیکھا کہ عقیل و مینا نگار لڑ رہے ہین اور مینا نگار نے عقیل کو اپنے سحر مین مسحور کیا ہی خواجہ نے آنکھون سے دیکھا کہ مینا نگار نے عقیل کو پکڑ لیا کہنے لگے معلوم ہوتا ہی حال عقیل کا کُھلا جب تو مینا نگار نے یہ حرکت کی مینا نگار نے عقیل کو قفس مین بند کیا سامنے لشکر اسلام کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان یہ تمھارا معین گرفتار ہوا اب اِسکو قید سے چُھڑاؤ خواجہ عمرو کو یہ بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی کہ او مینا نگار کیون گھبراتا ہی آج ہی رات کو اِسکو ہم رہا کرلین گے مسلمانون کا دوست قید مین رہے کفار کی جفا سے مینا نگار نے کہا کیا مجال خواجہ نے کہا او مینا نگار کیون غرور کرتا ہی آج ضرور اِسکو رہا کردونگا مینا نگار قفس لیکر پلٹا جادوگرون کو حکم دیا کہ بہت ہوشیار رہنا قلعے مین کوئی غیر شخص نہ آنے پائے مین

ایسا عقیل نے سمجھایا کہ مینانگار نے طبل بازگشت بجوایا عقیل نے ٹرھکر بادشاہ کو بھی یہی
اشارہ کیا کہ حضور پلٹ جائین بادشاہ یہ کہکر پلٹے کہ ای مینانگار تمنے سحر نہ کیا مقام افسوس ہی
ہم سمجھے تھے کہ مقابلہ ہوگا مگر ہم بے مقابلہ پلٹے اب دیکھیے کب مقابلہ ہو مینانگار نے شرماکر
سر جھکا لیا کچھ جواب دینے کا موقع نہ تھا پلٹ کر اپنی بارگاہ مین پہونچا کہا ای وزیر اعظم اتنا
سحر تیار کرکے بھیجون عقیل نے کہا ابھی مناسب نہین ہی مین عرض کرونگا مینانگار کو بہت
ناگوار ہوا جی مین کہتا ہی یہ وہ وزیر ہی کہ ہمیشہ راے نیک دیتا تھا آج کیا باعث ہی کہ جب
پوچھتا ہون تب منع کرتا ہی کہ سحر نہ کیجیے مسلمانون کو آفت سے بچاتا ہی اسکا کیا باعث مجھکو
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر بہرا مگیا گوشے مین آکر چراغ روشن کیا پکارکر آواز دی کہ ای چراغ
جمشیدی وزیر میرا کیون منع کرتا ہی مفصل حال ثابت ہو پردہ نہ رہے یکایک کو چراغ کی
بھڑکی مثل انسان کے آواز دی کہ ای مینانگار تجھکو کچھ خبر ہی تیرا وزیر بادشاہ سے ملگیا
انگشتر جمشیدی وے آیا ای مینانگار وزیر تمھارا شریک مسلمانان ہوگیا جلد انتقام کرلے
ورنہ سلطنت تباہ ہوگی عمرو ایسا عیار اسطرف موجود ہی دم بھر مین گرفتار کرلیجائیگا جان
بچانا مشکل ہوگی یہ حال سنکر مینانگار جھلایا جی مین کہتا ہی وزیر اعظم نے غضب کیا کہ مجھکو
بدنام کیا ادھر عقیل بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ مینانگار اندر سے جھلاتا ہوا نکلا کہا کیون ای
وزیر اعظم تمنے ہمارے ساتھ دغا کی ہی شرط کہ پھونکدون جلاکر خاک کردون عقیل تو
گیا جی مین کہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسیر حال کھلگیا اب کوئی عذر نہ چلے گا دیکھیے کیا کرے
عقیل تڑپ کے اٹھا کہ نکلجاؤن مینانگار نے کہا کہ او عقیل اب مین تجھکو جانے دونگا
اسطور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجھکو ذرا
ترس نہ آئے یہ کہکے مینانگار نے گولہ مارا عقیل نے گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا عقیل
ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ مین تڑپ کے نکلجاؤن مگر مینانگار نہین نکلنے دیتا جدھر جاتا ہی معلوم
ہوتا ہی دیوار آہن لگی ہوئی ہی آخر مینانگار نے ایک تیلی جھولی سے نکالی تیلی کو ہاتھ
سے چھوڑا عقیل نے دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار سامنے آئی اور
یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور مسکراتی ہی نظم

ایک پہلوان مسلح و مکمل گینڈے پر سوار سامنے بمنا نگار کے آیا مینا نگار نے کہا ای قوی تن
بادشاہ کو ٹوک کے گرفتار کرلا قوی تن نامی پہلوان گینڈا اڑا کر میدان مین آیا ناظرین پر
واضح رہے کہ جب مینا نگار قصد کرتا ہی کہ سحر کرون لشکر پر آگ برسادون عقیل منع کرتا ہی کہ سحر
ابھی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی پڑجاے مینا نگار رک جاتا ہی عقیل اپنی عقل سے روک رہا ہی
کہ اُس پہلوان نے بڑھکر میدان مین آوازدی مین براے مقابلہ بادشاہ آیا ہون بادشاہ
میرے مقابلے مین آوین بادشاہ نے سُنا کہ میرا نام لیتا ہی انکو بھلا کب تاب رہتی ہی فوراً حکم
دیکر گھوڑا طلب کیا تخت سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوے میدان کارزار مین آئے اُس
پہلوان نے بڑھکر چاہا کہ نیزہ مارون بادشاہ نے نیزے کو روکا مگر انگشتر کو چمکادیا نیزہ اُس
پہلوان کا ٹوٹ گیا جب نیزہ ٹوٹا تو پہلوان نے گرز پر ہاتھ ڈالا چاہا گرز مارون بادشاہ نے
انگشتر کو چمکادیا گرز بھی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا پہلوان نے تلوار کھینچی بادشاہ نے پھر
انگشتر کو چمکایا تلوار بھی پہلوان کے ہاتھ سے چھوٹی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا گینڈے کو
پھیرا سامنے مینا نگار کے آیا کہا ای بادشاہ ساحران میرا حربہ بادشاہ پر نہین پڑتا تین حربے
اُٹھاے تینون چھوٹ گئے اب مین کیا کرون مین نے چاہا لپٹ پڑون حوصلہ نہ پڑا ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا مینا نگار نے کہا ای عقیل یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر میرا پلٹ آیا عقیل جانتا ہی
کہ میری انگشتر کا باعث تھا کہا ای شاہ ساحران معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کے پاس کوئی تحفہ ہی
مینا نگار نے کہا مین ابھی دریافت کرتا ہون بس جھولی سے ایک چراغ نکالکر روشن کیا
عقیل نے خفیہ سحر کیا وہ ہر چند آواز دیتا ہی کہ ای چراغ جمشیدی احوال مجھپر روشن ہو کہ میرا سحر
کیون پلٹ آیا کچھ نہین معلوم ہوتا آخر ناچار ہو کر ایک لات ماری کہ چراغ گر گیا اور کہا ای
عقیل دیکھتے ہو سامری و جمشید کی تاثیر جاتی رہی مجھ ایسا ساحر انتظام کر رہا ہی اور یہ چراغ
آواز نہین دیتا کہ مجھپر روشن ہو کہ پہلوان پر سحر کیون پلٹ آیا عقیل نے کہا ای شہنشاہ آپ
سر میدان سحر کرتے ہین اسی وجہ سے سحر تاثیر نہین دکھاتا لشکر بلیا کر پلٹ چلیے بارگاہ مین چلکر
انتظام کرلین گے اِن لوگون کی کیا حقیقت ہی جسوقت چاہیے گا گرفتار کر لیجیے گا مگر یہان
ٹھہرنا بہتر نہین اب سرکار کے لیے بدنامی ہی لوگ دیکھین گے کہ مینا نگار کا سحر باطل ہوا

شیر کے دھڑ وکہ کی آواز دی مینا نگار رُکا عمرو نے جھٹکا مارا مینا نگار گرا عمرو نے جھپٹ کر جا
مارا مینا نگار بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا اِسکا پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی
کہ او سارہ بان زادے یہ کیا کرتا ہی پہلو سے ایک پتلہ پیدا ہوا اُسنے آکر مینا نگار کو اُٹھا
لیا خواجہ کود کر بھاگے مگر دیکھا کہ پتلہ مینا نگار کو لیے جاتا ہی خواجہ پلٹ آئے آکر فیروزہ
سے کہا کہ بیٹا ہوشیار رہو غفلت نہ کرو مینا نگار فکر مین بادشاہ کی آتا تھا مگر مین نے
اُسکو پلٹا دیا فیروزہ نے کہا آپ جاکر آرام فرمایئے مین انتظام مین مصروف ہون عمرو
نے کہا تم کیا انتظام کروگے وہ اگر آجاتا تو بادشاہ کو لیجاتا مگر پتلے نے لاکر مینا نگار کو بارگاہ
مین پہونچایا خادم خدمتگار دوڑ پڑے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا مینا نگار کو
ہوشیار کیا پتلے نے پوچھا کہ کیون حضور یہ کون شخص تھا جو آپ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا
مینا نگار نے کہا سوا سارہ بان زادے کے اور کون ہوگا مگر تو خوب وقت پر
پہونچا پتلے نے کہا مین آپ کا نگہبان ہون جب آپ پر اُفتاد پڑیگی برابر پہونچونگا اور
آپ کو بچاؤنگا مینا نگار نے پھر قصد کیا کہ عقیل نے آکر کہا اے شہنشاہ اب ارادہ نہ
کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہوجائین تو پھر ہم لوگ کیا کرینگے سارہ بان زادے کے
پاس زنبیل ہی اُسمین بند کردیتا ہی الیاس کو نکلنا دشوار ہوتا ہی الیاس مینا نگار کو عقیل
نے ڈرایا کہ مینا نگار نے پھر ارادہ نہ کیا چار پہر رات انتظام مین گذری وہ وقت آیا
کہ جواہر پوش زرین گوش جواہر خانۂ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا جواہرات
بیش قیمت جسم پر آراستہ سلیمان ضیاء و شعاع کی گلے مین ڈالے ہوے تماشا دیکھ رہا ہی
دلشکر میدان کارزار مین آئے بادشاہ بھی سوار ہوے خواجہ عمرو چست و چالاک
بادشاہ کے ہمراہ رکاب کہتے ہوے کہ حضور کا اقبال پروردگار روشن کرے مین بھی
خدمت مین حاضر ہون رات کو مینا نگار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کرلیا تھا لیکن
نگہبان اُسکا موجود تھا اُٹھا لیگیا ورنہ مشکین باندھکر لاتا یقین ہی کہ مینا نگار مسلمان
ہونگے مینا نگار نے جب دیکھا کہ صفین آراستہ ہوچکین نقیب بھی نقابت کرچکے کڑکیت
کڑکا کرکے ہٹے تو مینا نگار نے طرف صحرا کے دیکھا ایک دستک دی کہ صحرا سے گرد اُڑی

دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام تخت پر ایک پہلوان قوی تن قوی من گینڈے پر سوار اہتمام لشکر کرتا
ہوا اور خواجہ عمرو کو دیکھا پایے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے قلعۂ مینا نگار کو بغور دیکھ رہے
ہین مینا نگار جلگیا عقیل روشن رای کے برابر کھڑا تھا کہا ای عقیل دیکھ کس دبدبے
بیسارہ بان زادہ آتا ہے اِسی جانب دیکھ رہا ہے جی چاہتا ہے کہ جا کر اُٹھا لاؤن لا کر اسکو قید کرون
یا سر کھینچکر پھینکدون عقیل نے کہا مناسب نہین اگر آپ عمرو کو لائے تو ابھی بادشاہ بلوہ
کر دینگے مقابلے مین چلکر اُتریے طبل جنگی بجوائیے ایک پہلوان سحر کا بنا کر بھیجیے وہ بادشاہ
کو پکڑ لاے۔ بادشاہ کو یون گرفتار کیجیے پھر عمرو کو مین گرفتار کر دونگا عمرو بلاے روزگار ہے
یون گرفتار کیجیے گا تو کچھ ایسا فتور برپا کریگا کہ جان آفت مین ہو جائیگی اور وہ رہا ہو جائیگا
لشکر کشی کیجیے مقابلے مین جا کر اُتریے مینا نگار رای پر وزیر کی پابند ہے اُسی وقت حکم
دیا کہ لشکر ساحران تیار ہو بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر مینا نگار مقابلے مین آکر اُترا اِدھر
بادشاہ اپنے لشکر مین آئے افسران فوج استقبال کر کے لائے بادشاہ آکر بارگاہ
مین بیٹھے خواجہ عمرو پہلو مین بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی لشکر کفار سے آئی بادشاہ
نے طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا ہے فیروزہ نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض
کی کہ مینا نگار نے طبل جنگی بجوایا ہے بادشاہ نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی
بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین پہر رات گذری تھی کہ
آسمان پر برق چمکی عقیل روشن رای آکر پہونچا بادشاہ سے ملاقات کی اور ایک
انگوٹھی بطور نذر پیش کی کہا حضور اِسکو انگلی مین رکھین کسی کا سحر اسپر تاثیر نہ کریگا
جب میدان مین کوئی پہلوان مقابلے مین آئے تو اِسکو چمکا دیجیے گا یقین ہے کہ سحر
اُتر جائیگا انگوٹھی دیکر عقیل تو رخصت ہو گیا بادشاہ نے آرام فرمایا فیروزہ طلایہ
پر رہا رات کو مینا نگار اپنی بارگاہ سے اُٹھا ٹہلتا ہوا طرف لشکر بادشاہ کے چلا
خواجہ عمرو کو کب نیند آتی تھی آگے بڑھکر دیکھا کہ مینا نگار آتا ہے خواجہ نے کنارے
آکر حلقہ ہاے کمند ڈالدیے چھپکر بیٹھے مینا نگار جسوقت بیچ حلقون کے آیا عمرو نے

صاحبقران ہون خواجہ قہقہہ مارکر ہنسے کہا بس اب باتین نہ بناؤ اور بائین آنکھ کا تِل دکھادیا تب تو بادشاہ اُٹھکر لپٹ گئے کہرام نے رفقا سے کہا لو بھائیو مین نے بھی دھوکا کھایا حقیقت مین سوداگر سچ کہتا ہی دیکھو اُٹھکر لپٹ گئے افسر بھی افسوس کرنے لگے کہرام نے کہا مین کیا یون جانے دونگا بہت ذلیل کرونگا کہ بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار صورت اصلی دکھایے تب خواجہ نے کہا ای نور نظر رونمائی تو منگاؤ بادشاہ نے کہرام سے فرمایا کہ ای پہلوان دوران کیون منتشر ہوتے ہو میرے عم نامدار خواجہ عمرو عالیوقار ہین اِنکے فقرون سے ابھی آگاہ نہین ہو کچھ نقدی منگاؤ کہرام نے دس توڑے روپے کے منگاکر سامنے رکھے خواجہ نے جست کی اور آواز دی کہ باوا آدم درویش از کل عالم پیش میری صورت اصلی عنایت فرمایئے دادا تو پوتے کے تابعدار ہین اب جو جست کرکے زمین پر آئے سب نے دیکھا کہ ایک شخص عجیب وغریب ناریل سا سر کلچہ سے گال مرواریدسے دانت چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا اوپر کا سامنے آکر کھڑے ہوے کہرام حیران ہوگیا بادشاہ نے خواجہ کو کرسی پر بٹھایا حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ عقیل تو مسلمان ہوا اب لشکر کشتی کرکے چلیے بادشاہ نے اُسیوقت کہرام کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو کہرام نے لشکر تیار کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوے لشکر کا انتظام کرتے ہوے کہرام بھی ساتھ ہوے اِس دھوم سے لشکر روانہ ہوا خواجہ بھی پایے تخت پر ہاتھ رکھے ہوے اِس دھوم سے لشکر جارہا ہی یہان مینانگار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ عقیل آکر حاضر ہوا عرض کی ای شہنشاہ انتظام سے کام کیجیے مین صاحبزادی کو آپکی باغ مین پہونچا آیا علاج اُنکا ہورہا ہی مگر ایسی جلادی نہ کیجیے گا آپ نے مار ڈالنے مین اُسکے کوئی بات باقی نہین رکھی تھی مگر اُسکی حیات تھی کہ بچ گئی اب بادشاہ کو پتہ لگا کر گرفتار کیجیے اِن سب مسلمانون کو ایک دن مین تباہ کردینگے مگر صاحبزادی پر غصہ نہ کیجیے مین نے سب طرح دریافت کرلیا وہ سراسر بخطا ہین جو آپ کا گمان ہی اُسکا بالکل سایہ بھی نہین عقیل یہ باتین بادشاہ سے کر رہا تھا اور بادشاہ بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ دیکھا اِسنے صحرا سے گرد اُڑی مینانگار نے کہا دوربین لاؤ دوربین لگاکر دیکھنے لگا

عیاری کرین تو مین ہر بات مین دخل دونگا خواجہ نے کہا ای عقیل تم دربار مین چلو مین بھی آتا ہونگا بابین آنکھ کا تل تمکو دکھاؤنگا مین دربار مین اُسکے بشکل لقبراط پہونچونگا اور یہ کہونگا کہ خدائے نادیدہ کو سجدہ کرو مین بھی مطیع مذہب مسلمانان ہوگیا ہون آپس مین دیر تک صلاح مین ہوا کین خواجہ باغ سے شورش کے نکلے اول لشکر مین آئے اہل لشکر خواجہ کو دیکھکر بہت خوش ہو گئے کہتے تھے ای شہنشاہ اوج عیاری تمھارے آنے سے دلکو قوت ہوئی مگر بادشاہ کا پتہ لگاؤ ہم اپنے شہریار کو دیکھین تو آنکھین روشن ہون خواجہ سب کو مطمئن کر کے تلاش مین بادشاہ کی نکلے ایک پہاڑ سے آکر دیکھا کہ ایک لشکر فروکش ہی جوان معقول معقول ٹہل رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خواجہ پہاڑ سے اُترے بہ صورت مبدل لشکر مین آئے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی لوگون نے کہا بادشاہ لشکر اسلام یہان تشریف لائے ہین ہمارے افسر نے اُنکی اطاعت کی بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ طرف بارگاہ کے چلے ایک سوداگر کی شکل بنکر در بارگاہ پر آئے آکر درگہ سالار سے کہا اپنے افسر سے کہدو کہ دروازے پر ایک تاجر حاضر ہی کہرام دست بستہ خدمت شاہ مین حاضر تھا درگہ سالار نے آکر بیان کیا کہرام نے کہا بلالو خواجہ اندر آئے کہرام نے دیکھا کہ ایک تاجر معقول ہی لباس بھاری پہنے ہوئے تختیان الماس کی گلے مین آکر کہرام کو سلام کیا کہرام نے کہا ای خواجۂ بازرگان آئیے آپ کسکی تلاش مین ہین خواجہ نے کہا ای افسر ہیر اغلام پرورش کردہ صندوقچہ جواہرات کا لیکر بھاگا ہی مین نے سُنا کہ اُسنے تمھاری بارگاہ مین آکر بڑی آبرو پائی ہی کہرام نے کہا دیکھ لیجیے خواجہ چشمہ لگائے ہوئے دیکھتے پھرتے ہین تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین قریب آکے چشمہ لگایا جُھک جُھک کے سلام کرنے لگے صورت زیبا دیکھکر بہ تعظیم سلام کیا کہا صاحبزادے بڑے اقبال مند ہو کہ یہان تمکو سلطنت ملی زوجہ میری بڑھیا کئی دن سے اُسنے کھانا بھی نہین کھایا ہی کہتی ہی میرے بچے کو ڈھونڈھکر لاؤ چلو اب اُٹھو سلطنت کر چکے بادشاہ حیران ہوگئے کہ یہ سوداگر کون ہی اور کیا کہتا ہی کہرام اپنے مقام سے اُٹھا حیران ہی کہا ای خواجۂ بازرگان تمھاری نگاہ مین فرق ہی یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا ارے سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی مین فرزند

ہوے عقیل کو ہوشیار کیا یا نوز نبیل کی بدعنین اُشمارہ ہاتھا یا اب اپنے کو دیکھا کہ ہین بندھا ہون ملکہ پلنگ پر ایک شخص دبلا تا منیا کوڑا لیے کھڑا ہی کہ رہا ہو کہ ای عقیل سنم مہر سپہر عیاری بہتر یہ ہو کہ اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ تجھکو قتل کرونگا اگر حکم دینا تو ابتک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہوتے بقراط ثانی وہ شخص ہی کہ نبیرۂ صاحبقران کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اب طلسم فتح ہوگا وہ قتل ہوگا اسی کو خداوند جانتے ہو خداوہ ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا بہ قول شاعر

نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون — از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان — سقف فرازندۂ نہ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او — نقش طرازی صور کار او
چہرہ کشائے صور کائنات — راہ نمائے ہمہ سوئے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین + — پہن بگسترد لباط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد — گرم بجوہر معرکۂ روز کرد

اُسی خدا کو سجدہ کر جسنے زمین و آسمان کو بنایا اِسطرح عمرو نے جو اوصاف الٰہی و نعت رسالت پناہی بیان کیے عقیل نے اِشارہ کیا کہ مین بدل و جان اطاعت کرتا ہون حقیقت مین تمھارا خداے نادیدہ خداے حقیقی ہی اور بقراط جعلساز شعبدہ باز سحر ساز ہی تمام کام سحر کے زور سے کرتا ہی خواجہ نے عقیل کو رہا کیا عقیل قدمون پر خواجہ کے گرا بصدق دل مسلمان ہوا اور اطاعت کی کہا اب آپ تامل فرمایئے مین بادشاہ کے ہاتھ سے اِس قلعے کو فتح کرادونگا اور بلکہ معین و مددگار ہونگا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ بینا نگار نے دریافت کرایا تھا بادشاہ لشکر مین نہین ہین ملکہ رونے لگی خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم پریشان نہ ہو یہ فرزندان صاحبقران ہین راہ مین کہین رک گئے ہونگے فوج و لشکر ممکن کیا ہی نگا انشاءاللہ ساتھ عظم وشان کے آوینگے مین جاکر تلاش کرتا ہون مگر ای عقیل روشن راے تو بتا کہ بینا نگار کیونکر تسخیر ہو عقیل نے کہا ای ملکۂ عالم اب جو کچھ وہ ارادہ کریگا مین اُسکو روکونگا اور اف اُسنے بنائے ہین اُنکو دیکھا کرتا ہوا اب مین مانع ہونگا اگر خواجہ وہان آئین اور

نہ لاے کہ اُس شہریار پر کیا گذری فیروزہ نے کہا مین دور دور گیا مگر کہین نشان نہ پایا یہ
تو خبر معلوم ہوئی کہ دریا کی قید سے رہائی پائی مگر نہین معلوم کہ کس طرف آوارہ ہوگئے
کہان جاکر ڈھونڈھون ہرکارون نے جو یہ خبر سُنی حیران و پریشان پلٹے سامنے مینانگار
کے آگے کہا اے شہریار بادشاہ تو لشکر مین نہین ہین رفقا اُنکے خود گھبرا رہے ہین عیار
ڈھونڈھنے گیا ہے مینانگار نے کہا خیر جسوقت آوینگے اُسوقت گرفتار کر لاؤنگا مینانگار
تو اس فکر مین بیٹھا مگر بادشاہ نے جب خواجہ کو خبر دی تو خواجہ قلعے مین آئے وزیر کلان
کا نام دریافت کر کے اُسکے مکان پر پہونچے جاکر اُسکے مکان پر اُسے گرفتار کیا زنبیل مین
رکھ لیا اُسکی شکل بنکر آئے ملکہ کو طرف باغ کے روانہ کرایا بادشاہ سے کہا مین جا کے
اُس کمبخت کا علاج کرون ایسا نہو تڑپ کر دم نکلجائے مینانگار نے کہا اے وزیر اعظم
تمنے اُسے گو دیون مین کھلایا ہے بہ سہولیت پوچھنا کہ بادشاہ سے تجھکو کیا واسطہ ہے حقیقت
مین میرے سحر نے بُرا کیا کہ اُسکا نام بتا دیا یہ بدعت ہوئی اور نام نہ بتایا یہ جو جھلا کر اُسنے کہا کہ
قتل کر ڈالیے مجکو غصہ آگیا تم پوچھنا کہ عاشق ہے یا نہین مگر مجھے اُسپر گمان نہین ہوتا اِسوجہ
سے کہ اُسکو تو مرد کے نام سے نفرت ہے اور مین نے بادشاہ کو دیکھا کچھ بہت خوبصورت
نہین ہین یہ خود اُسنے بہتر ہے مگر سحر نے اُلٹا اثر دکھایا خواجہ عمرو مینانگار سے رخصت ہوکر
باغ مین آئے دیکھا ملکہ چھپر کھٹ پر پڑی ہے کنیزون نے خون دُھلایا پٹیان وغیرہ زخمون پر
چڑھا دین ملکہ یاد مین بادشاہ کی تڑپ رہی ہین کہ کنیزون نے خبر دی کہ وزیر اعظم تشریف
لاتے ہین آج تو وزیر نے بڑا کام کیا کہ آپ کے واسطے شاہ کو سخت باتین کہین اور
آپ کو رہا کیا اب تشریف لاتے ہین اُنسے ملاقات کیجیے کہ خواجہ بارہ دری مین آئے
شورش نے سلام کیا وزیر نے حکم دیا سب کنیزین باہر جائین کل کنیزین باہر گئین عمرو
نے کہا اے فرزند مجھکو پہچانا شورش نے کہا آپ میرے عم نامدار ہین عمرو نے منھ پر ہاتھ
پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی ملکہ ڈر گئی کہا آپ کون صاحب ہین کہلا اے نور نظر مین ہون
عمرو عیار وزیر اعظم میری زنبیل مین ہے یہ کہکے عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا اور
ستون سے باندھ دیا ملکہ اُٹھکر بیٹھی زبان مین خواجہ نے سوزن دیدی کوڑا لیکر کھڑے

پوچھو کہ تونے رہا کر کے اُنھین کیا کیا رفقا نے جو بڑھ کے پوچھا کہ کیون بی بی بادشاہ کو رہا کر کے
کیا کیا شورش کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کچھ جواب نہین دیتی آخر میناؔ نگار نے
ایک کوڑا مارا وہ جسم نازنین بہ قول شاعر فرد یہان تلک وہ نزاکت مین اب یگانہ ہوا؂ جو
پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا؂ اُس جسم پر کوڑا پڑا خون کے سراٹے اُڑنے لگے
سرستون پر دے مارا بیباک ہوکر کہا او جلاد خنجر مار کہ نیرا مطلب حاصل ہو یہان سب کے
سامنے کیون ذلیل کرنے کو لایا صحرا مین کیون نہ قتل کر ڈالا مین شاہ کو کیا جانون مین انکو
کیون رہا کرتی مجھپر ناحق کی تہمت ہی اگر اسی حیلے سے قتل کرنا منظور ہی تو کون منع کرتا ہی فوراً
قتل کر ڈال میناؔ نگار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا تھا کہ تلوار کا ماردن کہ وزیر کلان اِسکا
عقیل روشن راے ناگاہ دربارگاہ سے آیا پکار کر آواز دی کہ ای میناؔ نگار یہ وای بادشاہ
عالیمقدار یہ کیا حرکت ہو رہی ہے تمھاری کیا کیا میناؔ نگار نے کہا ای عقیل روشن راے
اگر احوال تو سنو کہ اس فتنہ انگیز نے کیا قیامت برپا کی بادشاہ لشکر اسلام کو مین نے قید
کیا تھا پہلی مرتبہ سحر ہبرا اِسنے اُنپر سے اُتار امین خاموش ہو رہا دوبارہ دریا پر جا کر اِسنے
قید سے رہا کر دیا عقیل بہت منھ لگا ہی اور میناؔ نگار بھی اُسکو خوب مانتا ہی اُسنے ہاتھ سے
تلوار چھین لی کہا ای شہنشاہ اُسکی صورت زیبا دیکھو ایسا نہ ہو کہ دم اُسکا نکل جاے
یہ کہکے بادشاہ کو عقیل نے ڈھکیل دیا کہا او جلاد تو نے غضب کیا کہ اُسکو کوڑا مارا وہ
حقیقت مین سچ کہتی ہی جھوٹھی نہین ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی ضرب شدید لگجاے تو جان سے جاے
خبردار ایسی حرکت اب نہ کرنا یہ کہکے ملکہ شورش کو کھولا کنیزون سے کہا اِنکو باغ مین لیجاو
کنیزون نے آکر گود مین اُٹھایا منکا ڈھلا ہوا ہچکیان لیتی ہوئی اِس حال سے کنیزین اُنکو
لیگئین بعد جانے شورش کے میناؔ نگار سر جھکا کر بیٹھا وزرا نے کہا حضور غم غلط
کیجیے کہنے لگا صاحبو بیٹی کو مار کر مجھکو بڑا قلق ہی یہ کمبخت نازک مزاج و نازک اندام اُسپر
یہ بدعت کہ کوڑا مارا اب مجھے خیال آیا کہ مین بادشاہ کو پھر پکڑ لاتا بس یہ کہکے ہرکارون کو
حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ کیا کر رہے ہین ہرکارے جو بارگاہ مین آئے دیکھا کہ رفقا
سب بیٹھے ہین تخت خالی پڑا ہی فیروزہ سے سب کہ رہے ہین کہ ای عیار طرار بادشاہ کی خبر

سحر جو کیا ہی تو پسینے پسینے ہو باپ کو جو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی جُھک جُھک کر سلام کرنے لگی یہ حالت دیکھکر مینا نگار نے کہا اری کہان سے آتی ہو گھبرا کر شورش نے کہا کہین سے نہین براے سیر گئی تھی اب پلٹ کر آئی ہون مینا نگار نے کہا تو طرف سے دریا کے آتی ہو براے رہائی بادشاہ گئی تھی شورش نے کہا مین بادشاہ کو کیا جانون مجھے اُنسے کیا مطلب یہ سُنکر مینا نگار نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کشان کشان طرف دریا کے لیچلا جب قریب دریا کے پہونچا تو دور سے دیکھا کہ آگ گل ہو گئی ہو دروازہ گنبد کا کھلا ہو مینا نگار کے ہوش اُڑ گئے کہا او گیسو بریدہ جو مین سمجھا تھا وہی ہوا آگ جو روشن تھی وہ کیا ہوئی دروازہ گنبد کا کسنے کھولا جو جو مینا نگار یہ کہتا ہو رنگ روے شورش اُڑتا جاتا ہو آنکھون مین حلقے پڑ گئے چہرے پر زردی چھا گئی اُداس عالم یاس مینا نگار نے کنارے پر دریا کے اُسکو چھوڑا مگر سحر کر دیا کہ پانؤن زمین نے تھام لیے خوف تھا کہ بھاگ نہ جاے آپ ٹاپو پر آیا اور دیکھا کہ چوکا دیا ہوا ہو اسباب سحر پڑا ہوا ہو دروازے پر جھانک کر دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہین بادشاہ کو نہ پایا پلٹ کر چوکے سے خاک اُٹھائی پتلہ بنا کر تیار کیا پوچھا تو کسکا سحر ہو فوراً پتلے نے آواز دی ہین شورش آپ کی دختر کا سحر ہو اُنھون نے دریا مین نہا کر چوکہ دیا اور پانی برسا کر آگ بجھائی ہم دیکھتے تھے کہ بادشاہ کو نکال لیا اب تو مینا نگار پلٹ کر غصے مین آیا بال پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہا او نالایق تجھے مسلمانون سے کیا کام تھا تو نے کیون رہا کیا افسوس کہ مین تمام طلسم مین بدنام ہوا تمام طلسم مین مشہور ہو کہ فرزندان حمزہ سحر گاہ ہین جو انکے دم مین پھنسا پھر نہ نکلا یہ کہکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا طاؤس پہ شورش کو ڈال لیا چاہا تھا کہ قلعے مین لیجا کر سزا دون اسی دھیان مین بکتا جھکتا قلعے تک آیا یہان رفقا بھی مشتاق بیٹھے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ مینا نگار آتا ہو مگر بیٹی کو مضبوط پکڑے ہوے ہو جس سے ثابت ہوتا ہو کہ غصے مین چہرہ سرخ ہو رہا ہو زمین سے اُترا اسنے ستون سے شورش کو باندھ دیا کوڑا لیکر چلا کہ مارون شورش کانپ رہی ہو کہ اگر یہ کوڑا پڑا تو کیونکر زندہ بچونگی رفقا ہان ہان کہکر لپٹ گئے مینا نگار نے سب کو جھڑکا کہا تم لوگ الگ رہو تمکو خبر ہو کہ اسنے کیا کیا مین بادشاہ کو قید کر آیا تھا اسنے انکو رہا کر دیا یہ تو اس بیچاے

آکر جمع ہوے بادشاہ بیٹھے ہین مگر بیقرار ہین دمبدم ناتو بدل رہے ہین فرماتے ہین کہ نہین معلوم اُس ماہ تابان پہ کیا گذری کہرام خاطر کہ رہا ہی کہتا ہی ای شہریار مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون بادشاہ نے فرمایا ای کہرام کیا حال پوچھتا ہی اپنا تو یہ حال ہی **نظم**

چپچے ہین کر رہے مرغ خوش الحان آجکل　　ہم بھی چلکر ہون گلستان مین غزلخوان آجکل
کیا جنون کے ہاتھ سے دل ہی پریشان آجکل　　دیکھنے جائین گے ہم سیر بیابان آجکل
ذبح ہوتے ہین چھری سے روز عاشق بیگناہ　　مسلخ قصاب ہی کیاکوے جانان آجکل
پھول کا کیا ذکر بلبل تک نہین اِک باغ مین　　ہی خزان کے ہاتھ سے ویران گلستان آجکل
وصل اِک بلقیس وش کا ہی میسر رات دن　　اوز ہے قسمت ملا بخت سلیمان آجکل
ہاے پیری مین نہین دیتا کسیکا کوئی ساتھ　　ساتھ میرا چھوڑتے ہین میرے دندان آجکل
ہی مرے دل کی تڑپ سے برق کو شرمندگی　　اور رونے سے خجل ہی ابر باران آجکل
دیکھتے ہی دیکھتے عشق وجنون کے ہاتھ سے　　سیکڑون گھر ہوگئے آباد ویران آجکل
اِسقدر ای شمع فرقت مین تیری کھاے داغ　　دیکھ لے دل ہی مرا سر و چراغان آجکل
ای صنم ہی لطف اپنے اپنے معبد چھوڑ کر　　تیرے در کے بندے ہین گبر ومسلمان آجکل
شعلے میری آہ کے جاتے ہین سوے آسمان　　کیون نہ حدت پر ہو خورشید درخشان آجکل
فصل گل آئی ہی نالا مال سب کو کر دیا　　ہی زرگل سے بھرا گلچین کا دامان آجکل
اپنے جوبن پر اکڑتے ہین جوانان چمن　　طرفہ کیفیت یہ ہی رنگ گلستان آجکل
کسکا روے صاف ای سطوت مجھے آتا ہی یاد　　جو مثال آئنہ رہتا ہون حیران آجکل

مگر شورش تو طاؤس پر سوار ہوکر اُدھر چلی گئی اِدھر بادشاہ بارگاہ کہرام مین گھبرا رہے ہین اُدھر مینانگار بیٹھے بیٹھے اپنے قلعے مین گھبرایا رفیقون سے کہا یارو دل گھبراتا ہی مین نے اُس گیسو بُریدہ سے کہدیا کہ قیدی کو دریا پر لیے جاتا ہون خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو وہ جا پہونچے اور بادشاہ کو رہا کردے سب نے کہا حضور آپ کا خیال خام ہی اُسکو کیا ضرورت ہی مینانگار طاؤس پر سوار ہوا طرف دریا کے چلا اِدھر سے مینانگار جادو جاتا تھا قضاے کار راہ مین ملکہ شورش کو آتے ہوے دیکھا پریشان حال دوپٹہ ڈھلکا ہوا

اُٹھی جھولی اُٹھاکر بائین ہاتھ پر ڈالی طاؤس نورین بال پر سوار ہوئی اُس شب تیرہ و تارین اُڑی ہوئی جاتی ہی مگر کلیجہ دھڑک رہا ہی حیران ہی کہ کس طرف جاؤن آخر سوچی کہ اُس ملعون نے دریا کا نام لیا تھا بس دریا پر چلو یہ خیال کرکے طرف دریا کے روانہ ہوئی اُس مقام پر جاکر پہونچی کہ دریاے قہار موج مار رہا ہی مچھلیان اُبھر رہی ہین اور وسط دریا مین ایک گنبد ہی اُسکے گرد آگ جل رہی ہی سوچی کہ یہی مقام سحر ہی یہ سوچکر تاپو مین آئی چوکا دیا ایک ساری نکالی آدھی باندھی آدھی اوڑھی سحر کرنے لگی ایک لکۂ ابر بنایا اُسکو برسایا اس زور سے پانی برسا کہ تمام آگ پانی ہوگئی آگ کو بجھاکر قریب دروازہ گنبد کے آئی آکر دروازہ کھولا دیکھا شہر یار بیہوش پڑے ہین قریب آکر خون اپنا کاٹ کر ڈالا انب شہر یار کو ہوش آیا قوت جسم مین نہ تھی منھ پر ہاتھ پھیرا بادشاہ کو نکالکر باہر لائی کہا حضور طرف لشکر کے چلین آب دمیدہ سحر دیدیا کہ یہ جاکر لشکر والون پر چھڑک دینا سب مین طاقت آجائیگی یہ سامان کرکے گھبرائی ہوئی باہر نکلی چوکے کا تو خیال نہ کیا طاؤس پر سوار ہوکے چلی مگر بادشاہ جاتے ہین راہ مین ایک مرکب ملا اُسپر سوار ہوے گھوڑے کو اُڑاے ہوے جاتے ہین صحرا سے نکلے تھے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ آواز زنگ کی آئی خواجہ عمرو کو دیکھا کہ لپکے ہوے آتے ہین بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا خواجہ نے پوچھا حضور کہان سے آتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین گنبد مین بند تھا شورش دختر بینا نگار نے مجھکو رہا کیا مگر ای عمر نامدار واسطے شورش کے دل بیقرار ہی مین تو لشکر مین جاتا ہون آپ اُسکی خبر لائیے مین آپ کی خدمتگزاری کرونگا یہ سُنکر خواجہ خوش ہوگئے اُسی طرح بھاگا بھاگ چلے مگر بادشاہ بھی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی افسر لشکر کنارے پر ٹہل رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا جھک کر سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تیرا نام نامی کیا ہی اُس پہلوان نے عرض کی میرا نام کہرام بلند آوازہ ہی مین براے مقابلۂ حضور چلا تھا راہ مین خواب دیکھکر مسلمان ہوا حضور کو تلاش کر رہا تھا یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر سُنایا کہا غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہی کچھ خوف نہ کیجیے بارگاہ مین تشریف لائیے کہرام بادشاہ کو بہ اعزاز و اکرام اپنی بارگاہ مین لایا رفیق

حاضر و ناظر ہیں وبہشت خدا آید نظر | زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر مینانگار پلٹ کر قلعے مین آیا رفقا سے کہہ رہا ہی کہ یارو مین نے بادشاہ کو ایسی بلا مین مبتلا کیا کہ جہان کوئی جا نہین سکتا زبان ہلا نہین سکتا رفقا نے پوچھا حضور وہ کون مقام ہی مینانگار نے کہا مین مقام کا نام نہ لونگا مین نے کسی کے سامنے زبان سے نہین نکالا اسی رات کو تڑپ تڑپ کے تمام ہوجائیگا رفقا نے عرض کی حضور ان مسلمانون کو موت نہین ہی ہر مقام سے رہا ہوجاتے ہین ایسے ایسے مقام پر قید ہوے اور پھر رہا ہوگئے مینانگار ان باتون کا جواب دیتا ہی یہ مقام ایسا نہین ہی کہ جہان سے رہائی پائین مگر وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پلنگ پر پڑی ہی لیکن بیقرار کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی کبھی پروانون پر نگاہ ہی اُنکا حال دیکھکر آہ آہ کرتی ہی بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکلجاتے ہین نظم

گشتہ اک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا | استخوانون مین مزہ پاتے ہین سگ بادام کا
ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے | دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تختہ میت فراق یار مین معراج ہی | وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی | زیر پا ہر اک قدم ہی یان محمل آرام کا
ای صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھین تری | نشہ دونا ہی شراب حسن کے دو جام کا
گیسوون نے کردیا دہ چند حسن روے یار | نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا
عرصۂ روے زمین ہوجاے دشت کربلا | یار کو پھر بے ارادہ ہو جو قتل عام کا
ہمت عالی یہ بعد مرگ بھی ظاہر ہوئی | گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا
ہی یہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی | حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست | ٹوٹتا ہی نخل پر انجام خشت خام کا
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ | حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

اس بیقراری مین دوپہر رات گذری رہ رہ کے دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی جی مین یہ کہتی ہی کہ اس شہریار پر نہین معلوم کیا گذری جب رات کم رہی تو صبر نہ آیا اپنے مقام سے

درچمن میرسد برابر فیض ٭ ازتو باہر گل وخس وخاشاک
درمیان جہان ہمیشہ ارد ٭ دوست تو زجور دشمن باک
درخوشی خوش نمی شد عاشق ٭ نہ بوقت غم والم غمناک
خاکساران عشق میدارند ٭ زیب تن از برہنگی پوشاک
درغم ہجر ہست عاشق را ٭ سینہ صد پارہ وجگر صد چاک
داغ اُلفت بہ دل نہان دارد ٭ بررخ از بندگی نشان دارد

کنیزین خاموش ہورہین مگر شورش بیتاب وبیقرار ہوا ادھر بینا نگار بادشاہ کو لیے ہوے قریب ایک دریا کے پہونچا کہ دریاے قہار زخار تلاطم سیخ آفت زا ہی موجین بلند ہورہی ہین نہنگان خون آشام بہے ہوے جاتے ہین مچھلیان کلان منھ کھولے ہوے برابر شناوری کررہی ہین کہ جو شے سامنے آئے اُسے کھا جائین وسط دریا مین ایک مقام پر ٹاپو ہی اُس ٹاپو مین گنبد بنا ہوا ہی دروازہ گنبد کا کُھلا ہوا بینا نگار بادشاہ کو لیکر قریب در گنبد آیا گنبد مین بادشاہ کو ڈالدیا دروازہ بند کردیا گرد گنبد کے آگ جلادی کچھ پیرا اپنے مقرر کیے اور وہان سے پلٹا جا کے قلعے مین داخل ہوا یہ تو اس حال مین بادشاہ گنبد مین پڑے ہوے آہ آہ کررہے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ہر مرتبہ بیقرار ہوکر پکار اُٹھتے ہین کہ اے رحیم فضل اپنا شریک کر یہ گنہگار نہایت بیقرار ہی نظم

بینا بدروے خود زرہ وحدت وکثرت وحید ٭ ظاہر از ہر فرد میگردد خداوند فرید
شد ازو اظہار ہر روز وشب وشام وصباح ٭ شد ازو اصلاح ہر نیک وبد وپاک وپلید
گاہ از ذرہ بہ بیند چہرہ گاہ از آفتاب ٭ ہر کہ باشد طالب دیدار وخواہشمند دید
از وجودش آشکارا ابتدا و انتہا ٭ ظاہر از ذات قدیمش ہر قدیم وہر جدید
نکتۂ توحید ذاتش خارج از شرح وبیان ٭ علم تشریح صفاتش زاید از گفت وشنید
قدرتش موجود درہر ظاہر وہر باطن است ٭ صنعتش پیدا است اندر ہر قریب وہر بعید
گم شد آن سالک کہ در راہ طریقت بانہاد ٭ گشت بے نام ونشان ہر کسکہ در منزل رسید
چشم دل ہندی بنور کن بنور معرفت ٭ گر صفائے دل بچشمت روشنی آید پدید

حال دل کس سے کہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

جوش سودا ہی بیابان مین مجھے جانے دو
وحشیون سے دل دیوانہ کو بہلانے دو

عید کا چاند مجھے ماہ محرم ہوگا ❊
اُس قمر کو تو سفر سے مرے گھر آنے دو

ہوگی صحت دل بیمار کو دم مین حاصل
میرے عیسیٰ کو تو بالین پہ مرے آنے دو

یہ بلا مجھکو ہی سر کار جنون سے خلعت
جسم مین جامۂ صد چاک کو پھر آنے دو

شعر یہ آنے سے اُلجھنا ہی مرا دل ای جان
زلف پُر خم کو فقط دوش پہ لہرانے دو

یار کو فصل بہاری مین ہی شوق گلگشت
داغ دل چیر کے سینہ مجھے دکھلانے دو

اُس مسیحا سے کہا مین نے کہ مرتا ہی شفا
ہنس کے بولا کہ جو مرتا ہی تو مر جانے دو

اِس خیال مین کھڑی تھی کہ دیکھا سامنے سے مینانگار بادشاہ کو لیے ہوے آتا ہی مگر بادشاہ ملول وحزین تاج سر سے گر گیا چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین مینانگار جھلاکر کہتا ہی کہ کیون او مغرور سحر سے جو چھوٹے تھے تو بھاگ گئے ہوتے ایسے مغرور ہوے کہ قلعے کی تسخیر مین پڑے یہ کہکے شورش سے کہا کہ اپنے باغ مین جاؤ خبردار اِس مقدمے مین اب دخل نہ دینا مین جاکے اِس شخص کو دریاے قلزم مین جو گنبد ہی اُسمین قید کرتا ہون شورش ناچار دیکھا کی کہ مینانگار تخت اُڑاتا ہوا روانہ ہوگیا شورش کی آنکھون سے اشکون کی شورش دل بیقرار آنکھین اشکبار رونا اِسکا تھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ کو جاکر مار ڈالے ای پروردگار اُس شہریار کو بچالے تو حاکم وناظم ہی ایسا نہ ہو یہ دشمن مسلمانان اُس شہریار کے ساتھ بدی پیش آئے اِس خیال مین اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا واری ہم آپ کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو نہ حال پوچھو میرے حال دل کو کون جانتا ہی وہ رب رحیم رحم اپنا شریک کرے اُنکو بچالے باواجان کی بدعت سے نجات دے نظم

ای خدا اے کریم وایزد پاک
واسع ارض ورافع افلاک

آدمی را تو دادۂ اعزاز
خاک را کردی از نجاست پاک

تو دۂ خاک را عطا کردی ❊
عقل وفہم ولیاقت وادراک

تیلے نے صاف صاف کہدیا کہ بی شورش نے سحر کیا پانی برساکر آگ بجھائی ہم مجبور تھے یہ سنکر مینانگار نے شورش کو ایک تمانچہ مارا شورش رونے لگی سر جھکاکر کہا باواجان آپ کامل واکمل ہین جو چاہیے وہی ہوسکتا ہی آپ نے حکم دیا تیلے نے میرا نام لے لیا اب آپکو اختیار ہی اسطرح مجبور ہوکر شورش نے کہا کہ مینانگار کو رحم آگیا اتنی بڑی حکومت ہین بس یہی ایک بیٹی ہی کہا اِسی مقام پر کھڑی رہنا ہین ابھی بادشاہ کو پکڑے لاتا ہون شورش نے کہا آپ کو اختیار ہی مجھکو انکی گرفتاری سے کیا کام مینانگار جھومتا ہوا چلا یہان بادشاہ یا دہین شورش کی دربارگاہ پر کھڑے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا اسنم مینانگار جادو وای بادشاہ اب کیونکر بچوگے ایسے گستاخ ہو کہ کھڑے رہے چلے نہ گئے سحر اُتر نا غنیمت نہ جانا اب ایسی آفت مین پھنساؤنگا کہ عمر بھر رہائی نہ ہوگی بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا مینانگار نے اِشارہ کیا تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑی مینانگار نے جھپٹ کر کمر مین پنجہ دیا لشکر پر اِشارہ کیا کہ لشکر والون کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے دریا ہی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے بیٹھے ہوے سب دعائین مانگ رہے ہین کہ اے مالک کارساز و اے رب بے نیاز اِس بلاے آسمانی و آفت ناگہانی سے بچالے رحم اپنا شریک حال کر سوا تیرے اِس عالم یاس مین کون دستگیر ہی تو ہی فریاد رس ہی اِس بحر متلاطم سے نجات دے

نظم

هرآنکه داد به دنیا و اهل دنیا دل — به غیر ذلت و بے حاصلی نه شد حاصل
مشو به صورت زیباے این جهان مائل — که نیست زو بجز از درد و رنج و غم حاصل
به زیب و زینت دنیاے دون مشو نازان — که هست بهر دو سه روز گرم این محفل
چو ابر رحمت حق باش در میان جهان — سخی و فیض رسان فیض بخش و دریا دل
بغیر یاد خداوند مگذران یکدم — به ذکر و فکر خدا باش هر زمان شاغل
به کار و بار جهان شو نه آن چنان مشغول — که از جناب الٰهی شوی دران غافل
ز لطف نظم تو هندی شود به دل خرسند — بود هر آنکه سخندان و عالم و فاضل

بہ رنگ لشکر کا کمر کے بادشاہ کو لیے ہوے مینانگار اُس طرف چلا کہ جہان شورش تھی لیکن حیران تھی کہ کیونکر جاکر بچاؤن اب جاکر نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا اے شورش

بہے لخت جگر آنکھوں سے میری اشک بن بنکر
بنے گا حشر کو محضر ہمارے خون ناحق کا
ہوا اِک داغ دل پر یاد آیا ساقی مہوش
رقیبوں کا مزہ اُس بزم میں کچھ بھی نہیں ہوتا
نہ چونکا حشر تک اِسطرح عاشق چین سے سویا
غم فرقت میں مر مر کے بسر کی زندگی ہمنے
تلاطم بحر میں ہوتا ہی اشکوں کی روانی سے
محبت دلکو تھی روز ازل سے اُسکی اے سطوت

یہان تک تو تری فرقت کا صدمہ ہی مرے دل پر
پڑی ہین اُڑ کے چھینٹین خون کی داماں قاتل پر
شب مہتاب مین کی سیکشی مین نے جو ساحل پر
نگہ کا تیر جو چلتا ہی پڑتا ہی مرے دل پر
تھکا تھا راہ مین پہونچا لحد کی پہلی منزل پر
نہ پوچھا ایک دن اُسنے گزری کیا ترے دل پر
تمھاری یاد مین روتا ہون جب مین جا کے ساحل پر
فدا کر دی جو مین نے جان نقش پائے قاتل پر

شب بھر یہی ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو ملکہ شورش نے کہا کنیز رخصت ہوتی ہی مگر بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے کوچ کر جائیے مینانگار جادو کو جو ظاہر ہوگا کہ یہ سحر دفع ہوا تو وہ فتور برپا کریگا بادشاہ نے فرمایا مین بدون فتح کیے اِس قلعے کے نہ ٹلونگا شورش نے عرصۂ دراز تک سمجھایا مگر بادشاہ اپنے قول کے پابند رہے واضح رہے کہ لشکر قلعے سے تین کوس پر ہی صبح کو جو مینانگار اُٹھا تو بالائے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا کے دیکھا چارونطرف گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہتا ہی یا خداوند لقرا اط جو ابر کہ مین نے حائل کیا تھا وہ معلوم نہین ہوتا رفقا سے کہنے لگا کہ یارو وہ آگ وغیرہ کیا ہوئی لشکر مین دشمن کے چہل پہل ہو رہی ہی یہ دیکھ کے اُڑا طرف لشکر بادشاہ کے چلا وہان شورش بارگاہ سے بادشاہ کی نکلی طاؤس پر سوار ہوئی اِدھر سے یہ طرف قلعے کے جاتی تھی اُدھر سے مینانگار آتا تھا باپ کو جو شورش نے آتے دیکھا تھرا گئی پسینے پسینے ہوگئی مینانگار نے پاس آکر کہا اری کہان گئی تھی شورش نے گھبرا کر کہا کہ کہین نہین مینانگار نے کہا یہ جو سحر مین نے کیا تھا اُسکی علامت کیا ہوئی شورش نے کہا مین کیا جانون ہین تو اُس صحرا کی سیر کو گئی تھی گل بوٹے دیکھکر پلٹ آئی مینانگار کا اور زیادہ شک بڑھا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا لایا جس مقام پر آگ روشن تھی وہان پہونچا دیکھا دامنۂ کوہ مین چوکہ دیا ہوا ہی اسباب سحر جمع ہی جھلا کر کہا او شوخدیدہ بتا یہ سحر کسنے کیا شورش نے پھر انکار کیا مینانگار نے وہان کی خاک اُٹھائی اور پتلہ بنا کر اُس سے پوچھا تو کسکا سحر ہی

جان تک مجھکو نہین ہی بخدا اُسنے عزیز
ظلم کی اُسنے نہین مجھکو شکایت ہرگز
جز غم سبط نبیؐ کوئی نہ غم ہو سطوت

وہ جو دل لیکے مکرتے ہین بُرا کرتے ہین
جو مرے حق مین وہ کرتے ہین بجا کرتے ہین
اپنے خالق سے بھی روز دعا کرتے ہین

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر شورش خوب روئی اشک جو آنکھون سے ٹپکے شعلۂ آتش بجھے آخر ناچار ہوکر اپنے ابر کو اونچا کیا اسقدر پانی برسایا کہ تمام آگ بجھ گئی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں نے آکر نذرین دین مبارکباد کہی بادشاہ فرماتے ہین پروردگار نے عجب قدرت دکھائی خود بخود مینھ برسا آگ بجھ گئی یہ باتین جو شورش نے سنین دل مین آیا کہ اس شہریار کو آگاہ تو کردون تخت اپنا ابر سے نکالا بادشاہ فرمارہے ہین کہ بھائیو یہ پانی اصلی نہ تھا کسی مہربان نے سحر کیا اُسنے اِس سحر آتش کو دفع کیا کہ فیروزہ برابر کھڑا تھا اُسنے عرض کی کہ دیکھیے معین آتا ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ایک مہ جبین نہایت حسین کو دیکھا کہ تخت پر سوار ہی زلفین چہرے پر ہوا سے اُڑ رہی ہین اور آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو بشکل تیغۂ ہلال خوش مزاج و خوش جمال زلفین ہراے عاشقان جنجال لبون پر مسیحائی جب کبھی مسکرا دیتی ہی تو گوہر دندان کھلجاتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مروارید بے بہا دُرج مین چمک رہے ہین بادشاہ نے آہ کی اور بے اختیار پکار اُٹھے آئیے تشریف لائیے **فرد** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ شورش مسکرا کے تخت سے اُتری بادشاہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلے جب بارگاہ مین لائے جلسہ آراستہ ہوا فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

قمر نے داغ کھایا ہی مرے زہرہ شمائل پر
نظارہ حُسن کا ہر پل رہے صدمہ نہ ہو دل پر
بنا مجنون ہوا عاشق جو اُس لیلی شمائل پر
کرین تو ذبح وہ آئے تو تھے پھرون ہی مین پڑا اُن
پھنسا یا ہاے آنکھون نے نظارہ کر کے عارض کا
مرا پیغام ای باد صبا اُس گل کو یہ دینا

تصدق ہین تمھارے چاند سے رخسار کے تل پر
مری آنکھو نکے پردے ہون جو اُس لیلی کی محمل پر
سنبھالون کسطرح ہرگز مرا قابو نہین دل پر
سُنا ہی یہ ہنسی آتی ہی اُنکو رقص بسمل پر
ہوا کب حُسن پر مائل یہ تہمت ہی مرے دل پر
تری فرقت کے صدمے اُنکو تیا کبتک سہون دل پر

مبتلا ہوا شورش نے کہا بادا جان آپکو معلوم ہو کہ مین نے اپنے باغ مین مردانہ نام کا پھول بھی نہین رکھا مجھے اِن باتون سے نفرت ہو مین نہین چاہتی کہ اپنے کو بلا مین پھنساؤن فقط دیکھکر چلی آؤنگی یا اپنے باغ مین جاؤنگی کنیزین یاد کر رہی ہونگی آپ جانتے ہین کہ میرے باغ مین کیسی کیسی مصاحبان دمساز جمع ہین جب جاتی ہون اُنھین مین کھیلا کرتی ہون سب کو میری یاد ہوگی لب پر یہی فریاد ہوگی کہ آج بی بی کہان چلی گئین کیون دیر لگائی ہین دم بھر ٹھہر کے چلی جاؤنگی مینا نگار نے کہا جاؤ دیکھ لو کنارے پر لشکر کے ستارہ چمک رہا ہو وہی سب کا افسر سعد بن قباد والا نژاد ہو حقیقت یہ ہو کہ اپنے وقت کا یوسف ہو یہ باتین کہکر مینا نگار خاموش ہوا شورش اپنے مقام سے اُٹھی اُسی طرح ابر پر سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی آسمان سے آکر دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو تڑپ رہا ہو چاہتا ہو اُٹھون مگر جب اُٹھتے ہین پھر لڑکھڑا کر گرتے ہین رفقا چاہتے ہین ہاتھ تھام لین مگر وہ بھی سب مجبور و ناچار ہین جب ہاتھ تھامتے ہین خود بھی گر پڑتے ہین سب لشکر والے رو رہے ہین شعلے آگ کے بھڑک کر آتے ہین اُس آگ کی سوزش سے اور زیادہ پریشان ہین بھائی سے بھائی مل رہا ہو باپ بیٹے کو گلے لگا کر رو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اب اِس آگ مین جل جاوینگے اب کیونکر بچین گے یہ حال دیکھکر شورش بیقرار ہو گئی بلندی سے پکار اُٹھی کہ ای شہریار میرا دم لبون پر ہو اپنی تو یہ صورت ہو کہ کسی سے بیان کرنے کے لایق نہین **نظم**

ہی غضب چاہنے والون پہ جفا کرتے ہین ہونگے معشوقون مین بدنام برا کرتے ہین
اپنے عاشق پہ جو کم جور و جفا کرتے ہین رحم آتا ہی انھین خوف خدا کرتے ہین
جان جانیکا نہین خوف ذرا کرتے ہین منھ سے جو کہتے ہین عاشق بخدا کرتے ہین
کیون نہ اشعار ہون اپنے صفت سلک گہر ذرہ وار ان حسینان کی ثنا کرتے ہین
غیر کے ساتھ وہ آتے ہین عیادت کے لیے درد دل کی وہ مرے خوب دوا کرتے ہین
قابل رحم جو ہو حال شب ہجر مرا دشمن جان بھی مرے حق مین دعا کرتے ہین
جان دینے کو کہا مین نے تو بولا وہ شوخ کبھی دیکھا نہین ہمنے پہ سنا کرتے ہین
بیچنا ہو جسے منظور وہ بیچے جا کر ایک بوسے پہ وہ دل مول لیا کرتے ہین

یہ سب تمام ہوجائینگے یہ جو آگ بیرون لشکر ہی یہ جلتے جلتے بیچ لشکر مین پہونچیگی سب کو جلادیگی کوئی زندہ نہ بچیگا سب جاکر خاک ہوجائینگے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور طلسم کشا کی بھی آمد ہی مینا نگار نے کہا میرے قلعے پر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا جو میرے قلعے کے سامنے آئیگا فوراً مٹادونگا وہ آگ جلاؤن کہ کسیکو مہلت نہ ملے طلسم کشا اکیلا ہی کیا ملکہ ارمی کرے اتنے ساحر بھیجون کہ اسکو گرفتار کرلین قلعے مین لاکر دار پر کھینچون اور بوح وغیرہ چھین لون بھاگ کر نہ جانے دون باتین غرور کی کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک ابر سنہرا پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک ابر لہراتا ہوا سامنے آکر پہونچا مینا نگار نے دیکھکر کہا بی شورش آتی ہین بیٹی میری سحر مین خوب طاق ہی اور حسن مین بھی شہرۂ آفاق ہی کہ ابر آکر پھٹا شورش آسمان سے اُترکر سامنے آئی مینا نگار نے جو بیٹی کو دیکھا شورش نے سلام کیا مینا نگار نے گلے سے لگالیا محبت مین آکر پیشانی پر بوسے دیے کہا کیون بیٹا کہان سے آتی ہو اب تمھارا وقت شباب ہی گلی گلی نہ پھرا کرو اپنے باغ مین جاکر بیٹھو کنیزون کے ساتھ مشغول عیش و نشاط ہو شورش نے کہا مین جو سوکر اُٹھی تو مین نے حال سُنا کہ ایک لشکر سامنے قلعے کے آیا اُسکو بابا جان نے آتش سحر مین پھنسایا ہی مجھکو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگ کون ہین ایسے گستاخ کہ سحر نہین جانتے اور سامنے قلعۂ ساحران کے اُتر پڑے مینا نگار نے کہا کہ ای نور نظر یہ لوگ اہل اسلام ہین تمکو خبر نہین اس طلسم کے بڑے بڑے ساحر مارے گئے لوح طلسمی طلسم کشا کو ملگئی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی مین اگر قصد کرون تو ایک دن مین سب کو مٹادون مگر مجھے فرصت نہین اپنے امورات مین مصروف رہتا ہون مین کاہیکو بیٹھے بیٹھے اپنے کو آفت مین پھنساؤن قدرت نے لکھا تھا کہ جو تمھارے قلعے کے سامنے آئے اُسکی فکر کرنا ای نور نظر مین نے وہی کیا اور یہ بھی ارادہ ہی کہ اپنے قلعے سے باہر نہ جاؤنگا ہر طرف غدر ہین یہ قلعہ نایاب ہی ساحر لاجواب کسکی مجال ہی کہ ہمسے مقابلہ کرے یا ہمارے سحر اُٹھا سکے شورش نے کہا باواجان مین بھی جاکر دیکھون کہ انکا افسر کون ہی مینا نگار نے زانو پر ہاتھ رکھکر کہا پیاری تم دیکھنے نہ جاؤ ایسا نہ ہو عشق سر کھینچے یہ مسلمان حسن مین بے نظیر چہرے انکے رشک ماہ منیر ہین جو انکے سامنے گیا آفت مین

لکھا جو قلم نے عشق کا حال ظاہر ہوا پھر یہ جان پہ جنجال
ہین حاکم ملک دلبری ہون اور دولت نظم سے غنی ہون
ای بلبل کلک نغمہ پردازہ کر قصۂ حسن و عشق آغاز
سلطان سریر حسن و الفت ہین راہ نورد دشت کلفت

چہرہ بلاکشتان صحرا سے پر بلا سے صعوبت و مفتیان دائرہ القضا سے ہمت اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف و اقفان مذاق حسن بیان ٭ مینولیسند قصۂ شاہان ٭ تحریر کرچکا ہون کہ بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد و قزاقون کو ساتھ لیکر چلے ہین اور ملکہ سرو دلکشا ہمراہ ہین یہ ظاہر ہی کہ بغیر ساحرہ ہی منزلین طی کرتے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچے ہین قلعۂ مینا نگار جسکا مینا نگار جادو مالک ہی اُسی صحرا مین بادشاہ اُتر پڑے جب بادشاہ اُتر چکے مینا نگار جو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی بادشاہ لشکر کو جو دیکھا سامنے کھڑے ہین اسنے پلٹ کر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین جو سامنے قلعۂ مابدولت کے آکر اُترے ہین جاکر منع کرو ایک ساحر یہان سے چلا سامنے بادشاہ کے آیا جاہ و جلال دیکھکر برا سے تسلیم خم ہوا عرض کی ای شہریار نامی حضور کا کیا ہی ہمارا بادشاہ پوچھتا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام واسطے ایک شب کے اِس مقام پر اُترے ہین صبح کو چلے جاوینگے تمھارا کچھ نقصان نہ کرینگے ساحر نے کہا ہمارے بادشاہ کا حکم ہی کہ ابھی لشکر اُٹھائیے ہم نہ اُترنے دینگے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا بادشاہ کا ہاتھ تھام کر جھٹکا دون بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ ماردیا وہ ساحر لڑکھڑا کر گرا بادشاہ نے ایک لات ماری کہ ہڈیان چور چور ہوگئین مینا نگار نے بارگاہ سے اپنی دیکھا کہ میرے ساحر کو مار ڈالا جھلا کر اُٹھا فورا آسمان پر بلند ہوا ایک سحر کیا کہ گرد لشکر بادشاہ آگ روشن ہوگئی اور لشکر سے دھوان نکلنے لگا بادشاہ اُسی مقام پہ بیہوش ہوکر گرے ساتھ والے فریاد کرنے لگے مگر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے فریاد فریاد کررہے ہین یہ سحر کرکے مینا نگار اپنی بارگاہ مین آبیٹھا ساتھ والونسے کہتا ہی یار و تمنے دیکھا بے ادبی کی ہین نے سزا دی اب تین دن مین

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر مع قزاقون کے تیس ہزار فوج ہمراہ ہی پہونچنا بر سر قلعہ مینانگار و مقابلہ مینانگار جادو سے اور دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ای ساقی دلکش و دل آرام
رنگین مزاج ہون شرابی
چندے اسی جا پہ اب رہونگا
ساقی کوئی جام بھر کے لانا
سلطان سریر دلبری ہی
مملو ہی شراب غم سے مینا
ای ساقی بادہ جاودانی ✢
اس می کو بہ عشق ڈھالتا ہون
ہی جوش پہ فصل بادہ خواری
رندون کو پیام یہ پہونچ جاے
مفتاح الم ہی بادہ خواری
ساقی سے جو ہو یہان ملاقات
وعدے کی وفا پہ مین تُلا ہون
گستاخ ہون دست و پا بڑھاؤن
مبہوت غریق عشق و لذت
ہر رند کو جام غم کی خواہش
مینائے قلم ہی بر سر جوش
ای کلک مدار ہی تجھی پر ✢

دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
کیفیت عشق کچھ سونگا ✢ ✢
آسان نہین میکدے مین آنا
باتون مین یہ کیفیت بھری ہی
مشکل نہ ہو جام غم کا پینا
ہی رنگ شراب ارغوانی
مطلب دل کا نکالتا ہون
آج آئی نظر یہ نمگساری
ہر بادہ گسار رنگ کچھ لاے
نکلے کہین آرزو ہماری
ہو رنج مین پھر بسر نہ اوقات
ساقی تجھسے بہت کھلا ہون
شوخی تجھے ناز سے دکھاؤن
ظاہر ساقی کی ہوگی ہمت
معلوم ہوئی نہ اسکی کاہش
رندون کے بھی اُڑ گئے ہین ابتھی
اب عشق کی منزلون کو سر کر

گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا سر سے بلند آیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے کہا او مغرور شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی جب کلنگ نے کچھ جواب نہ دیا نور الدہر نے چیر کر پھینک دیا ساتھ والے رونے پیٹتے بھاگے وہان بہمن کہہ رہا تھا کہ یقین ہی قطمیر کا خاتمہ ہوا ہیرے مالے کا موتی ٹوٹ گیا کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی ہمراہیان قطمیر نے آکر فریاد کی کہ اے شاہان جلیل افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بھاگ آئے ورنہ قتل ہوتے نور الدہر پلٹے بہمن نے کہا خیر اگر یہ فقرہ نہ چلا تو مین اور تدبیر کرتا ہون پھر بہمن نے کہا مین تدبیر کر چکا اب طلسم کشا کو آنیدو آتے ہی انکو لونگا کیا میرے ہاتھ سے بچ سکتے ہین یہان نور الدہر کا ننگ کو مار کر جب پلٹے سکندر وغیرہ زرنثار کرتے ہوئے لے چلے بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر نے کہا اے شہریار آجکا دن بھی ناغہ گیا حضور تا بہ درخت چنار نہ پہونچے نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ دیر ہونا باعث خرابی ہی جسوقت قتل کلنگ سے فراغت پاؤ اسی وقت جاؤ نخل چنار کو جا اکبر و نقب مین داخل کرو نور الدہر تلوار ٹیک کر اٹھے جملہ سردار قدمون سے لپٹ گئے سکندر نے کہا اے شہریار وقت شب ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے تو غلام بیکس و بے بس ہو جائین گے اہل طلسم ہمپر دباؤ ڈالین گے ہرچند کہ غلام آپ کا سحر مین کسی سے کم نہین ہی مگر طلسم کے عجائب و غرائب سے خوف آتا ہی نور الدہر نے کہا مجھکو لوح حکم دیتی ہی مین خلاف حکم لوح نہ کرونگا انشاء اللہ تعالے لوح سے ہوشیار رہونگا سکندر مجبور ہو گیا نور الدہر تنہا چلے مگر ہمارے مرصع پوش نگاہ بچا کر اٹھی کہتی ہی جو کچھ ہوگا شاہزادے کا ساتھ دونگی ہرچند کہ مقدمۂ طلسم بہت سخت وصعب ہی مگر پروردگار معین و مددگار ہی ایسا نہ ہو وقت شب ہی شاہزادہ راستہ بھولے نور الدہر کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا ہمارے مرصع پوش آتی ہی فرمایا اے ملکۂ عالم تمنے کیون تکلیف فرمائی ہمانے کہا آپ تشریف لے چلیے مین ہمراہ چلونگی ہرچند نور الدہر نے منع کیا مگر ہمارے مرصع پوش نے نہ مانا ناظرین پر واضح رہے کہ نور الدہر وقت شب طرف مرحلے کے جاتے ہین اور ہما ہمراہ ہی ذکر انکے پہونچنے کا تحریر کیا جائیگا

ای یار چھین لیتے ہین نازو ادا سے آپ — کسطرح آپ کو کوئی عاشق دکھاے دل
مانند شیشہ ٹوٹا ہی سنگ فراق سے — ہمنے سُنی ہی کانون سے اپنے صداے دل
سطوت وہ ایکدم بھی نہ ٹھہرے ہمارے پاس — اُنسے بیان کرنے کو تھے ماجراے دل

قطمیر نے جو دیکھا کہ ایک گویا گاتا ہوا آتا ہی اور بڈھا ڈھول بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی اکثر طائر آشیانون سے سر نکالکر آوازین سُن رہے ہین قطمیر نے پُکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا اِدھر آؤ بڑے میان نے سلام کیا قطمیر نے کہا آپ کا مزاج کیسا ہی بڈھے نے کہا ہم تو آپ کے پُرانے میراثی ہین آپ چھوٹے سے تھے آپ کے گھر پر جایا کرتے تھے آپ اپنی مان کی گود مین ہوتے تھے آپ کی مان بڑی خوش مزاج تھین اُنکا پردے سے جھانکنا اور کہنا کہ ہان گویتے وہی شعر گاؤ جس مین ہجر کا ذکر ہو مین گھڑیون کھڑا ہو کر گاتا تھا آپ اپنی مان کی گود مین پہرون ہنسا کرتے تھے ابتو یہ عنایت خداوند بقراط ہوئی کہ داڑھی مونچھ والے ہوے ہو اب کیا پہچانیے گا ہم آپ کی مان کے دیکھنے والے ہین اکثر آپ کے باپ خفا بھی ہوتے تھے مگر مان نے آپ کی کبھی نہین مانا ضرور دروازے پر آتی تھین اب مجھے افسوس ہوتا ہی کہ وہ بڑھیا ہو گئی ہونگی قطمیر نے کہا ان نے ہماری انتقال کیا بڈھا رونے لگا کہا ہاے بڑا داغ دے گئین قطمیر نے کہا اب باتین نہ بناؤ وہی اشعار گاؤ مین ایک کام سے کھڑا ہون شبرنگ نے پوچھا کیا کام ہی قطمیر نے کہا طلسم کشا سے کلنگ لڑ رہا ہی مین حیران ہون کہ لوح کیونکر لون بڈھے نے کہا مین ابھی لوح لیے لیتا ہون آپ نہ گھبرائیے یہ گلوری کھائیے منھ مین تمام نہ ہونے پائیگی کہ مین لوح لیکر فورًا آتا ہون یہ کہکے ڈبیا سے گلوری نکالی ہاتھ بڑھا کر کہا لو بیٹا کھالو قطمیر نے منھ کھولا منھ مین شبرنگ نے گلوری دی قطمیر نے کہا بڑے میان صاحب معلوم ہوتا ہی تمباکو بہت پڑا تھا شبرنگ نے قریب آکر کہا تمباکو تو نہین مگر ذرا سی سنکھیا اِسمین پڑ گئی مین مجبور ہون اِدھر شہرت نے کہا ابے اپنی مان کے یار وفادار کو نہین پہچانا قطمیر جھپٹا کہ گرفتار کرلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی قدم اُٹھاتے ہی گر کر بیہوش ہوا شبرنگ نے بڑھکر اُسکو قتل کیا اِدھر تو یہ قتل ہوا اُدھر نور الدہر کلنگ کو لے دوڑے دس قدم پر لاکر رکھ مارا دونون

اور کلنگ کا نور بڑھے کلنگ زیر کریگا قطمیر جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے سردار ان نامی غلام کو حکم ہو کہ مین بھی فعل جا کر کرون اسطرح کا سحر کر دون کہ طلسم کشا مغلوب ہو یہ کہکر بہمن وغیرہ سے رخصت ہوا زمین مین غرق ہو کر چلا اُس مقام پر آیا کہ جس مقام پر دونون جوان لڑ رہے ہین ہر چند سحر کرتا ہی مگر نور الدہر جب کلنگ کو پکڑ لاتے ہین تو ایسے گھسے مارتے ہین کہ کلنگ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی قطمیر حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون باعث یہ ہی کہ لوح گلے مین طلسم کشا کے پڑی ہی ایک گوشے مین جاکر نکلا ایک نخل کے نیچے سرنگون کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون قضا سے کار شہرت کی نگاہ پڑی کہ ایک نخل کے نیچے ایک ساحر کھڑا ہی کچھ بڑبڑا رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ کسی طور سے لوح لون شہرت نے شبرنگ سے کہا کہ مرشد زادے دیکھیے وہ سامنے ایک ساحر آیا ہی مگر دور کھڑا ہی اسکو کسی تدبیر سے مارییے شبرنگ نے ایک گوییے کی شکل بنائی شہرت سے کہا ایک نوجوان کی شکل بنکر تیار ہو جاؤ شہرت ایک نوجوان گوینے کی شکل بنا کان مین ایک چھلا پڑا ہوا مشروع کا پائجامہ پہنے ہوے انگرکھا بہت معقول جوتا بھاری پانوٴن مین رنگین دوپٹہ گلے مین پڑا ہوا گلوری کلے مین یہ صورت بنکر سامنے شبرنگ کے آیا از سرتا پا شبرنگ نے دیکھا اور بہت تعریف کی شبرنگ ڈھول بجاتا ہوا چلا شہرت نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بیٹھا ہون مین حسینوں سے اپنا چھپائے دل
ڈرتا ہون دام مکر مین اِنکے نہ آئے دل

ہین عاشقون کے خاک مین تو نے ملائے دل
تجھپر خدا کرے کہ کسیکا نہ آئے دل

تشریف لائیے جو کسی روز سیر سے گھر
آنکھین غلام پانٔون کے نیچے بچھائے دل

وہ گلبدن گلے سے ملے گر شب وصال
اِسدرجہ ہو خوشی کہ نہ پھولون سمائے دل

افسوس قیس و وامق و فرہاد مر گئے
اب داستان عشق کی کسکو سنائے دل

ہوش و قرار و صبر و خرد آپ لے چکے
اب کچھ نہین ہی پاس ہمارے سوائے دل

پہلو کو چاک کر کے نکل آیا ہمدمو
کبتک بھلا فراق کے صدمے اُٹھائے دل

نکلین گی آرزوئین تو ارمان آئین گے
خالی کبھی رہیگی نہ مہمان سرائے دل

گرفتار کر کے لیجاؤن مگر تو نے بے ادبی کی کہ سلام نہ کیا اگر سلام کرتا شاید مجھکو رحم آجاتا اب زندہ
نچھوڑونگا نورالدہر نے کہا او مغرور زبان بند کر یہ مقام میدان کارزار ہی کچھ جرأت دکھا اُسنے
کہا حربہ کر نورالدہر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ پہلے حملہ کرین جب تیرے حربے سے مجھکو
پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حملہ کرینگے اور اگر تیری ضرب ہی نہ اُٹھا سکے تو پھر اختیار ہی کلنگ
نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چالیس طعنین
ردوبدل ہوئی تھین کہ نورالدہر نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑ امار دیا نیزہ ہاتھ سے کلنگ کے
نکلگیا کلنگ کو بہت ہی غصہ آیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نورالدہر
نے بار دھر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر تلوار چھین لون مگر کلنگ لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی کلنگ ہرچند چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا نورالدہر فرماتے
ہین کہ ای کلنگ میرا قبضے مین آنا بہت دشوار ہی کلنگ کہتا ہی مشکین باندھکر لیجاؤنگا یا ماہ
نہ دونگا دیکھو تو کیا حال کرتا ہون نورالدہر نے جواب دیا کہ تمھارے زور ہی سے معلوم ہوتا
ہی ریل پیل کے دونون جانب سے زور ہو رہے ہین لیکن ہرکارون نے جو دیکھا کہ لڑائی
اُلجھ گئی خبر لیکر بھاگے سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز اپنے قصر مین بیٹھے ہین یہی
ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کلنگ نے جاکر کیا کیا سکان کہتا ہی کلنگ بلاے روزگار ہی
طلسم کشا کا جی چھڑوا دیگا بہمن کہتا ہی طلسم کشا سے سربر نہ ہوگا بڑے بڑے پہلوان اُسکے
ہاتھ سے مارے گئے زیر بھی ہوے کیسے کیسے پہلوان اُسکے ساتھ ہین رفیق قدیم اُسکا
ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور ازتب
ہی جسکے ہاتھ سے دو بیٹے صاحبقران کے مارے گئے جسکے زور و شور اور حالات ایرج نامہ
مین درج ہین ناظرین ملاحظہ فرمائینگے یہ ذکر دربار مین ہو رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے کافرون کو کافرون نے بد دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچرند ✽
شکست طبل تاسگان بدرند ✽ گرزہ آتش ہزار رنگ ✽ بر سر تو موکلان بزنند ✽
سرکار کی عمر کوتاہ ہو طلسم جلد تباہ ہو کلنگ جاکر خوب لڑا اب اسوقت طلسم کشا سے کشتی
ہو رہی ہی بہمن نے کہا کوئی ساحر تیز پرواز جائے اور جاکر ایسا سحر کرے کہ طلسم کشا کا زور گھٹے

کلنگ نیزہ باز شروع ہوئی پلٹنین رسالے سب کے آگے کلنگ نیزہ باز گینڈے کو
بڑھاے ہوے پشت پہ فوج ظفر موج اس جاہ وحشم سے کلنگ نیزہ باز بھی مقابلے
مین آیا فوج کو جما یا بعد ترتیب لشکر نقیبون کو اشارہ ہوا نقیبون نے بڑھکر اشعار عبرت
آمیز پڑھے بڑھ بڑھ کے پکارتے تھے کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد
روز جنگ است جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ کہان ہو رستم اور سام
کیا ہوا سہراب پر کیا گذری نریمان کا ذکر رہگیا گرز کے مقام پر ذکر آتا ہو ضحاک ماران
سکندر رسا جلیل نوشیروان ایسا عادل حکومت مین کامل یہ سب شاہان جہان کیا ہوے
جس بانی نے انکو بنایا پھر بگاڑ دیا آخر پیوند خاک ہوے اب کسی قبر کا نشان بھی نہین
باقی بہ قول شاعر مصرعہ یہ سب سنے خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ✤ اب یہ میدان
کارزار ہے جس بہادر کو اپنا نام روشن کرنا ہو نکلکر جرأت دکھائے سامنے حریف کے
ابرو پر بل نہ آنے تا نام نامی اس صفحۂ عالم پر ثبت رہجائے جب کبھی ذکر آئے تو شمشیرزن
تعریف کرین یہ کہکر نقیب ہٹے کلنگ نیزہ باز کھڑا جھوم رہا ہی گینڈا اپنا بڑھایا میدان
مین آکر نیزہ ہلانے لگا جب خوب نیزہ ہلا چکا تو گینڈے کو بڑھا کے آواز دی کہ ای فرقۂ
خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور میرے مقابلے مین آئے مگر سوا ے طلسم کشا کے
اور کسی کو نہین چاہتا نام جو نورالدہر کا لیا طہماس کا ارادہ تھا کہ مین مقابلے مین جاکر
کلنگ نیزہ باز سے لڑون مگر جب اُسنے دوبارہ نورالدہر کا نام لیا تو اُسنے باگ کو روکا
نورالدہر نے مرکب بڑھایا سامنے سکندر کے آئے عرض کی ای شہریار اجازت میدان
ملے سکندر نے تخت رکھوا دیا ہاتھ باندھکر عرض کی خدا کے سپرد کیا نورالدہر مرکب کو
اُڑاتے ہوے چلے مرکب بادرفتار طرارہ و فرارہ طرارے بھرتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا
میدان کارزار مین آکر پہونچا جیسے ہی اس ملعون نے نورالدہر کو قریب پایا گینڈا اپنا
بڑھا کر تگاورزن ہوا فرد عنان تگاور بدولت سپرد ✤ نمود وہ قوی دست را دست برد ✤
کلنگ نے پوچھا ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو نام و نشان اپنا ظاہر کر فرد بگو نام خود را
دریں انجمن ✤ کہ بسیار تند آمدی سوے من ✤ مین یہ چاہتا ہون کہ تجھکو قتل کردون

بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سرداران جمع ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان قوی تن قوی ہن موسوم بہ کلنگ نیزہ باز آکر پہونچا مقابلۂ نور الدہر مین اُترا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ادھر ہرکارون نے خبر نور الدہر کو دی نور الدہر نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سکندر نے فرمایا کہ ای سکندر اب مین برا سے طلسم کشائی کیونکر جاؤن سکندر نے کہا حضور تشریف لیجائین ہم لوگ پہلوان سے سمجھ لین گے نور الدہر نے کہا وہ جاتے وقت روکیگا اُسوقت کیا تدبیر ہو سکندر نے کہا غلام روک دیگا نور الدہر نے کہا یہ مجھکو گوارا نہین کہ غیر ساحر کو ساحر روکے بڑی بدنامی ہوگی اور مشکل یہ ہی کہ اس سرحد مین ہم شکل میرا موجود ہی برابر اُنکو خبر پہونچیگی وہ اپنے مقام پر مضحکہ کرینگے خاص دربار مین ذکر ہوگا کہ ساحرون کے بھروسے پر طلسم فتح کیا مجھے شرمندگی ہوگی لہذا کل جھٹ پٹ اس سے فیصلہ کرکے مین قریب درخت چنار جاؤنگا یہان سے وہ پیڑ معلوم نہین ہوتا مگر اسی حوالی مین وہ نخل ہی سکندر نے عرض کی حاکمان مرحلہ نے یہ پیچ ڈالے ہین چاہتے ہین کہ طلسم کشائی مین دیر ہو دربند بنیاد کر رہے ہین ہرچند کہ آپ فتاح ہین آپ کے آگے کسی کی حقیقت نہین مگر دیر ہوگی اُنکا مطلب بن پڑیگا یقین ہی کہ دربندون کے حاکم آکر سحر کرین ہرچند کہ جسنے غلام کا نام سُنا وہ رُک گیا اور بھی جا بجا ذکر ہوتا ہی کہ لشکر طلسم کشا مین سکندر ثانی بادشاہ ہین نام حقیر کا سُنکر ساحر مقابلہ لشکر حضور مین نہین آتے رات بھر یہی صلاحین رہین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا

نظم

علم آفتاب نکلا جب ۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ۔ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ۔ ہے انجم سیاہ رو بہ فرار

نور الدہر پشت مرکب پر سوار ہوے چار سو ساڑھے چار سو سردار نور الدہر کو گھیرے ہوے طہماس انتظام کرتے ہوے پشت پر لشکر گران ساحر و غیر ساحر آمادۂ حرب و پیکار سکندر ثانی تخت پر نجم اختر شناس و ارسطوے ثانی ہمراہ رکاب سعادت انتساب اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُٹھی آمد آمد لشکر

اُس شعلۂ رخسار کا پھر عشق ہوا کب
نکلا جو مرے پانوں کے چھالوں سے لہو گرم
تاثیر ہوئی سوز غم ہجر کی ایسی
پوشاک جو پہنے ہوئے ہین سرخ پریزاد
ہین رہ ہون گنہگار سیہ گرم جو نالے
کیا معجزہ ہی شعلۂ عارض سے نمایان
بھڑکی جو ہی سینے مین مرے آتش فرقت

یارب یہ کہان سے دل نالان مین لگی آگ
خار ایک طرف دشت کے دامانین لگی آگ
آنسو جو بہے گرم تو مژگان مین لگی آگ
عشاق مین غل ہی کہ پرستان مین لگی آگ
کیا حشر کے دن دفتر عصیان مین لگی آگ
اِکدن نہ نقاب رُخ جانان مین لگی آگ
سطوت پس مردن تن بیجان مین لگی آگ

مصباح کے اُسوقت مارے خوشی کے بند قبا ٹوٹ گئے دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ امید نہ تھی کہ حیات مین تمکو پاؤنگا مگر طلسم کشا کے قربان کہ بہری مشکل آسان کی ایسے دشمن کو مارا کہ جسنے ہزارہا بندگان خدا کو قتل کیا لوگون نے بیان کیا کہ حضور بڑے بڑے قافلے جو ادھر سے گذرے اُنکو اسنے لوٹ لیا کون گذر کرسکتا تھا اگر رئیس اسپر چڑھائی کرکے آئے تو یہ بھاگ کر پہاڑ پر جاتا تھا وہ لوگ پڑے پڑے چلے جاتے تھے مگر طلسم کشا کیا صاحب اقبال ہین کہ آتے ہی اُسکو مار لیا مہلت نہ دی کس لطف سے جنگ کی ہی سب فوج عاجز ہوگئی یہان تو یہ باتین تھین مگر یہ خبر سکندر ثانی نے کل لشکر کو پہونچائی اور رنجم نے بھی کہا کہ آقاے نامدار صحراے ویران مین ہین شاہزادیان پریشان ہورہی تھین مشتاق تھین کہ جمال دیکھین آخر سب نے کوچ کیا اور شبرنگ نے آکر خبر پہونچائی کہ صحراے ویران مین شاہزادہ پہونچا تھا مصباح تاجدار کی معشوق دلوائی نہال جادو کو مارا سب لشکر نورالدہر کا اُسی صحرا مین آیا آقا کو اپنے دیکھا کہ مسند پر جلوہ فرما ہین مصباح پہلو مین بیٹھا ہی کہ سب سردار آکر ملے قدمبوس ہوے سکندر نے سب حال پوچھا نورالدہر نے سب کیفیت بیان کی اور کہا بڑا خیال مجھکو غضنفر کا ہی کہ عجب بیباک ہی ہر مقام تک اُسکا اقبال اُسکو پہونچاتا ہی نورالدہر نے حال غضنفر سکندر سے بیان کیا سکندر نے عرض کی حضور اب عرصہ نہ کرین عرصہ ہونے مین مقام خوف ہی ایسا نہ ہو دشمنان حضور کسی بلا مین مبتلا ہو جائین نورالدہر نے کہا صبح کو جاؤنگا سکندر سے وعدہ فرما کے

مہال جادو یقین ہی کہ طلسم کشا اسکی رہائی کو ضرور آئے جب وہ اسکے ساتھ آئے تو یقین ہی کہ
ضرور یہان آکر اسکو رہا بھی کرین اور ہر حال مین اسکی مدد کرین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور
ساحر بھاگنے لگے نعرۂ شبیر کی آواز آئی با شنید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا آگاہ ہو جاؤ منم
نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے سے جو آئے مہال جادو اٹھا کہ نور الدہر پر سحر کرون
مگر نور الدہر نے مصباح کو جو پڑے ہوئے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا کہ
او ساحر مکار اس قید کرنے کو بڑی بات جانتا ہی بہتر یہ ہی کہ مصباح کو رہا کر دے اور معشوقہ
اپنی اسکے حوالے کر دے مہال کو تو اپنے سحر پر ناز ہی آگ برسا دی مگر نور الدہر پر آگ تاثیر
نہین کرتی ہر طرف گر رہی ہی اسی کے ساحر جل رہے ہین ہر مرتبہ مہال سحر کرتا ہی کبھی تلوارین
برسائین لیکن کوئی تلوار نور الدہر پر نہ گری نور الدہر سحر کو دفع کرتے ہوئے برابر مہال
کے پہونچے جب مہال نے دیکھا کہ نور الدہر میرے قریب آگئے تلوار کھینچکر حربہ کیا اب جو
نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا بہت سے شعلے سر پر گرے مگر کسی کی تاثیر نہ ہوئی الجھاوے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ جھک کر تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مہال کے دو ٹکڑے
ہوئے آندھی سیاہ چلی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من مہال جادو بود بارے جانا مہال
کا سب ساحر امان مانگنے لگے آکر قدمون پر گرے مسلمان ہوئے ان سب کو تسخیر کر کے اب
نور الدہر آگے بڑھے پردہ پڑا ہوا تھا پردہ اٹھایا گوہر دندان نے جو نور الدہر کو دیکھا
اپنی جگہ سے اٹھی اٹھکر سلام کیا قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا نور الدہر نے مصباح
کو بلایا کہا یہ معشوقہ موجود ہی مصباح نے جو معشوقہ کو دیکھا چاہا جھپٹ کے معشوقہ کو مین
لپٹ جاؤن کہ گوہر دندان نے کہا اے مصباح خیال تو کرو کہ کتنے دنون تمھارا ہجر جھیلا اس
ساحر کو نہ قبول کیا ہر روز چاہتا تھا کہ عصمت کو بگاڑ دے مگر اپنے کو بچایا اب تو یہ کیفیت ہی قطعہ

سوز غم فرقت سے دل و جان مین لگی آگ
دامن سے جو بھڑکی تو گریبان مین لگی آگ

کیون دل نہ جلے ہجر مین گلگشت سے گلچین
ہین پھول کھلے یا ہی گلستان مین لگی آگ

لالی جو لگائی لب گلرنگ پہ تمنے
دھوکا یہ ہوا شہر بدخشان مین لگی آگ

مجھ سوختہ دل کو جو کیا قید جنون مین
آہین یہ اٹھین خانۂ زندان مین لگی آگ

ناچار ہوے شہرت قریب گھڑا تھا اُسنے عرض کی اے شہریار پلٹیے مارے سے بھگایا بہتر ہی آخر نورالدہر مجبور پلٹے یہ تو اپنی بارگاہ مین آئے مگر مرصع پوش جو پلٹا بارگاہ مین اپنی آکے بیٹھا گوہر دندان آئی کہا اے جان جہان اوربھی تمنے سُنا مصباح تاجدار تمپر عاشق ہوا ہی طلسم کشا تمھاری نسبت سوال کرتا ہی مین نے جواب صاف دیا گوہر دندان نے کہا کہ ای نہال جادو سالہا سال گذرے کہ تو نے مجھپر قبضہ کیا مگر آجتک مین تیرے قبضے مین نہ آئی امر اصلی سے ہمیشہ انکار رہا اگر وہ تقاضا کرتا ہی اور مناسب ہو تو میری ذات کے واسطے فساد نہ کرو مجھکو حوالے کر دو مین تمسے وعدہ کرتی ہون کہ مین جاکر مصباح کو زہر دونگی اور پھر مین تمھارے پاس چلی آؤنگی نقابدار نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای گوہر دندان تمھارے عشق مین ہمیشہ رنج و ملال اُٹھائے تم ہمیشہ انکار ہی کرتی رہین کبھی وعدہ پورا نہین کیا مین تو اپنی خوشی سے نہ دونگا آج جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتا ہون اگر دستیاب ہوتا ہی تو جاکر مصباح کو لاتا ہون یہ کہکے اُٹھا گوہر دندان بیٹھی رہی نہال جادو اُڑتا ہوا لشکر مین نورالدہر کے پہونچا زمین پر اُترا ٹہلتا ہوا سامنے بارگاہ مصباح کے پہونچا سحر کیا کہ نگہبان سو گئے پردہ اُٹھاکر اندر آیا مصباح کو دیکھا سو رہا ہی سحر کرکے اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا لیکن شہرت ایک مقام پر پڑا سو رہا تھا اِسکی جو آنکھ کھلی دیکھا وہی ساحر مصباح کو لیے جاتا ہی ارادہ ہوا کہ چلکر عیاری کرون مگر نہال جادو پر پرواز پیدا کرکے چلا شہرت ناچار ہوا کہ اب یہ تو آسمان پر جاتا ہی مین کیا تدبیر کرون بارگاہ نورالدہر پر آیا جاکر قدمون پر ہاتھ رکھا نورالدہر نے آنکھ کھولدی سامنے اپنے شہرت کو پایا پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور وہی جادوگر آیا تھا مصباح کو اُٹھاکر لے گیا مین نے چاہا تھا کہ جاکر عیاری کرون مگر وہ سحر کرکے بلند ہوا مین ناچار ہوکر پلٹ آیا آپ کو جگایا نورالدہر اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر نقابدار کے چلے یہان نقابدار مصباح کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامنے معشوق کے ڈالدیا کہا لو صاحب یہ تمھارا عاشق ہی یہ وہی شخص ہی کہ طلسم کشا کو لایا مین اِسکو ابھی قتل کرونگا گوہر دندان نے مصباح کو جو اِس حال مین دیکھا سر جھکا لیا کہا ای نہال جادو اِس بدعت سے کیا فائدہ اگر مناسب جانو اِسکو رہا کر دو اِسکا قید رکھنا بہتر نہین ہی ای

اور مرکب نور الدہر تین قدم مگر نقابدار سنبھلکر گینڈے پر بیٹھا کہا ای طلسم کشا تمنے کیون یہ
تکلیف فرمائی ایسا نہو کہ آپ کو صدمہ پہونچے نور الدہر نے کہا ای نقابدار اصلاح کی یہ صورت
ہے کہ گوہر وندان کو کوئی معشوقہ ہے اُسکو حوالے مصباح کے کرو یہ سنکر نقابدار بہت جھلایا کہا
ای طلسم کشا کس سے ہوسکیگا کہ اپنی معشوقہ کو اور کے حوالے کر دے یہ کہکے نیزہ مارا نور الدہر
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین ایک
مقام پر نور الدہر نے نیزہ لگا نتھکر تھپیڑا مارا دیا نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا نقابدار نے
گرز پر ہاتھ ڈالدیا خبردار خبردار کہکر گرز مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا گرد کا غبار بلند ہوا
نقابدار نے آواز دی وہ مارا نور الدہر نے گھوڑا اُڑایا آواز دی ارے کیسے مارا مین تیرا
حریف موجود ہون گرز طلسمی کو جنبش دی خبردار خبردار کہکر گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا غبار بلند ہوا نقابدار نے جو گرز کو گرز پر روکا ہاتھ کانپے گرز گرز پر پڑا وہان سے جو
گرا سر پر گینڈے کے آیا گینڈا نقابدار کا مارا گیا نقابدار گینڈے سے کود تلوار کھینچکر چاہا
کہ گھوڑا نور الدہر کا پی کرون نور الدہر نے جھپٹ کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ
پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہرچند کہ اول مین نور الدہر کو گرمی
معلوم ہوئی تھی مگر جب لوح پر ہاتھ پھیرا گرمی موقوف ہوئی بہ لطف لڑ رہے ہین نور الدہر
نے وہ وہ گھسے مارے کہ نقابدار دنگ ہو رہا ہے کئی مقام پر پکڑ لائے گردن پر گھٹنہ رکھکر
ایسا گھسہ مارا کہ نقابدار کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ ٹکڑے ہوگئی گھبرا رہا ہے ہر چند
چاہتا ہے اپنی جان بچاؤن جان بچاکر نکلجاؤن مگر شیر کے قبضے سے نکلنا دشوار ہے غرض شام
تک اُلجھ اُلجھ کے لڑا شام کو روک کر کھڑا ہوا کہا ای طلسم کشا اب جاکہ آرام کرو رات کو ہم تم
جانبازی کرینگے کون دیکھیگا نور الدہر نے کہا ہمارا دستور ہے کہ بے زیرہ و زبر کیے میدان
سے نہین پلٹتے اور بادشاہون کو کیا مشکل ہے رات کا دن ہوسکتا ہے روشنی کو حکم دیدو
سب دیکھینگے نقابدار نے دیکھا کہ طلسم کشا نہین چھوڑتے زبردستی ہاتھ چھڑا کر الگ کھڑا
ہوا کہا مین اب نہ لڑونگا نور الدہر نے بڑھکر ہاتھ پکڑا کہا مین نہ جانے دونگا ہرچند نور الدہر
نے چاہا نہ جانے دون مگر نقابدار ہتھیار اُٹھاکر یہ کہکر چلا کہ اب مین کل مقابلہ کرونگا نور الدہر

سزا پائیگا آخر بھاگ جائیگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے شہرت نے آکر نور الدہر کو خبر دی کہ حضور نقابدار بہت مغرور رہا اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی نور الدہر نے مصباح سے کہا تم بھی طبل جنگی بجواؤ انشاء اللہ میدان مین سمجھا جائیگا سارا غرور نکلجائیگا کیون اے شہرت کچھ تمکو معلوم ہوا کہ یہ نقابدار کون ہی شہرت نے عرض کی غلام نے دریافت کیا کہ یہ نقابدار ساحر ہی اِسی صحراے ویران کا مالک ہی جو قافلہ اِسطرف سے نکلا اُسکو لوٹ لیا پیشۂ قزاقی پر بسر ہوتی ہی اسی صحرا مین رہا کرتا ہی نور الدہر نے کہا انشاء اللہ سمجھا جائیگا یہان بھی طبل جنگی بجا ہی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ہر ایک طرف یہی ہنگامہ ہی کہ طلسم کشا براے مقابلۂ نقابدار مرصع پوش آئے دیکھیے کیا گذرے چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جبکہ نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش ملک مشرق سے نکلکر صحراے ملک زبرجدی مین آیا فوج ضیا اور شعاع نے صفین باندھین اُدھر نور الدہر نماز سے فراغ حاصل کرکے پشت مرکب طلسمی پر سوار ہوے مصباح تاجدار تخت پر چھ ہزار جوان مسلح ومکمل پس پشت مین دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے تھے ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا
رُستم ہی نہ اب نہ سام باقی

دل مردونکا بھر جنگ بھڑکا
رُستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
مردونکا فقط ہی نام باقی

کہ نقابدار نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سلحشوری کی رُک کر کھڑا ہوا اپسینہ ٹپک رہا ہی پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین طلسم کشا صاحب کے انتظار مین ہون کیا سمجھکر آئے ہین اب میدان مین حال کھلجائیگا یہ سنکر نور الدہر نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے مصباح تاجدار کے آئے عرض کی اے شہریار اجازت میدان کی ملے مصباح نے عرض کی حضور کو پروردگار مظفر ومنصور کرے آپ کو خدا کے سپرد کیا اب نور الدہر سلام کرکے طرف میدان کارزار کے چلے نقابدار نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا گرز وہ سپر کا لیکر براے تگاور بڑھا جب تگاور چلی نقابدار کا گینڈا پانچ قدم ہٹا

کرد و غریبون کو آزار نہ پہونچاؤ نقابدار نے مجھکو رہا کر دیا مگر عہد لے لیا مین جو بارگاہ نقابدار
سے نکلا دل قابو مین نہ تھا گھر بار سب چھوڑ اسلطنت سے منھ موڑا اسی نخل کے نیچے قیام کیا اٹھ
پہر رویا کرتا ہون مگر حوصلہ نہین پڑتا کہ اُس نقابدار کے مقابلے مین جاؤن امیدوار ہون کہ
وہ معشوق مجھکو دلوا دیجیے نور الدہر نے کہا چلو مین جاکر غضنفر سے رخصت ہوآؤن مرکب پر
سوار ہوکر آتا ہون انشاء اللہ اُس نقابدار کو سزا دونگا یہ کہکر لشکر مین آئے غضنفر کو رخصت
کیا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا نور الدہر مرکب پر سوار ہوے پاس مصباح تاجدار کے
آئے دیکھا تمام صحرا فوج سے بھرا ہوا ہی مصباح تاجدار تخت پر متمکن ہی اہل فوج تخت کو
گھیرے ہین نور الدہر کو جو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا کہا
ای آقاے نامدار آپ کے جانے کے بعد خدمتگزار حاضر ہوے مین نے اُن سب کو اسی مقام
پر جمع کیا تخت پر سوار ہوکر بیٹھا انتظار حضور کر رہا تھا بارے حضور تشریف لائے خیمہ بارگاہ
سب حاضر ہی نور الدہر آگے آگے مصباح تاجدار تخت پر فوج پشت پر علمہاے زنگاری
پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہی نور الدہر نے مصباح تاجدار سے پوچھا
کہ ای برادر تم مسلمان ہو مصباح نے عرض کی ای شہریار یہ سرحد قلعۂ حلب ہی وہ جو عبد الجبار
و عبد القہار حلبی سردار قزاقان مسلمان ہوے ہین اُنکا پوتا ہون نور الدہر نے یہ سُنکر
مصباح کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا ای مصباح تم تو ہمارے عزیز ہو تمھارے جد عالی
تبار لشکر صاحبقران مین موجود ہین ہمکو بڑی خوشی حاصل ہوئی اِس کرّ و فر سے لشکر کو لیے
ہوے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا بارگاہ نقابدار اِستادہ ہی لشکر اُترا ہوا ہی اہل لشکر نقابدار نے
جاکر نقابدار کو خبر دی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آپ کے مقابلے مین آئے ہین اور مصباح ساتھ
ہی نقابدار صحبت مین بیٹھا تھا ہنسکر کہا کہ طلسم کشا کی قضا لائی ہی مصباح تاجدار کو گھسکر
مارونگا اپنے نزدیک طلسم کشا کو بہ مدد لایا ہی وہ سزا دون کہ طلسم کشا ساری طلسم کشائی
بھول جائین چند دربند جو فتح کیے اُسپر یہ غرور یہ صحراے ویران کھلا تا ہی کبھی کسی نے
یہان فتح نہین پائی بہت تاجدارونکو مار ڈالا کہ اُنکا اب نشان نہین اُنکی اولاد اکثر
مقابلے کو آئی مگر شکست کھا کے بھاگی مصباح کیا سمجھا ہی کہ طلسم کشا کو لیکر آیا ہی بڑی

نہایت مضطر و بیقرار رہی مگر حضور کو طلب کرتا ہی آپ کا نام سُنکر بحال ہو گیا نور الدہر فورًا
روانہ ہوے شہرت پیچھے پیچھے جب صحرا مین آئے تو دیکھا کہ وہ جوان اُٹھا ہی وجد مین ہی
طرف آسمان کے دیکھکر پکارتا ہی کہ ای پروردگار آج تو مسیحا کا نام سُنا مگر مجھتک آئے تو کیا
عجب ہی کہ علاج ہو جائے نور الدہر نے پکار کر آواز دی ای جوان مین آپہونچا امیدوار
ہون کہ اپنے حال مصیبت سے آگاہ کر اُس جوان نے جو نور الدہر کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے عالم خواب مین دیکھا تھا کہ طلسم کشا تیری مدد کو آئیگا شکر ہی کہ
آپ مجھتک آ گئے مصباح تاجدار غلام کا نام ہی قلعۂ صبوح یہان سے قریب ہی وہان
رہتا ہون ملکون کا خراج آتا ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا شکارگاہ مین خود
شکار ہوا ایک ہرن کو شکار کیا تھا کہ سامنے سے بونڈلہ گرد کا اُٹھا پھر دیکھا کہ ایک
نقابدار مرصع پوش نے آکر مجھکو للکارا کہ کیون تو نے میرے صید پر ہاتھ ڈالا مین نے
جواب دیا کہ صحرا مین سب شکار کھیلتے ہین میرے سامنے شکار آیا مین نے بھی تیر مار دیا
اسمین کیا خطا ہوئی اُس نقابدار نے کہا تو نے بڑی خطا کی مین تجھکو قتل کرونگا مین نے
یہ سُنکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجھکو اُٹھا لیا ہر چند
کہ میرے چند رفیق کھڑے تھے مگر اُنکو ایسا للکارا کہ کوئی متعرض نہین ہوا نقابدار
چرخ دیتا ہوا مجھکو لے گیا صحرا مین بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین لیگیا بارہ ہزار فوج
اُتری ہوئی اندر بارگاہ کے لیجا کر مجھکو بٹھایا آپ مسند پر بیٹھا حکم کیا کہ معشوق کو لاؤ یہ سُنکر
چند ملازم گئے ایک معشوق پریچہرہ موسوم بہ گوہر دندان بہ ناز و کرشمہ آئی پہلو مین آکر
اُسکے بیٹھ گئی آپس مین باتین ہونے لگین مین نے جو اُس آفت جان کو دیکھا پسینے پسینے
ہو گیا اُس معشوق نے میری جانب دیکھکر نقابدار سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی نقابدار
نے بیان کیا کہ اِسنے میرا آہو صید کیا مین اِسکو گرفتار کر لایا ہون اُس مہ جبین نے ہنسکر
کہا ای نقابدار بہادر اِسکو رہا کر دو خطا معاف کر و اب کبھی اِس صحرا مین نہ آئیگا اور
میرے قریب آکے ناز سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا ای گرفتار دام مصیبت
مین تجھسے وصیت کرتی ہون کہ اِس صحرا مین کبھی نہ آنا اور پھر نقابدار سے کہا کہ اِسکو آزاد

دفتر شکایتون کے ہین صد ہا بھرے ہوے — مین حال دل کا اُنکو سُناؤن کہان تلک
ہلجائین گے یقین ہی سب قدسیون کے دل — نالہ پہونچگیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سطوت جہانین دے — کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

نور الدہر کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین کبھی اِس سوچ مین کہ ایسا نہ ہو کہ اِن مرحلہ کے بڑے
زور و شور سنے ہین خیال ہی کہ لشکر کی تباہی پر ہاتھ ڈالین اس سے تو عاجز ہین کہ طلسم کیسا
پر قبضہ نہین ہوسکتا لشکر ہی اُنکا ستائین لیکن سکندر ثانی ایسا بادشاہ موجود ہی وہ ضرور
حفاظت کریگا لشکر کو تباہ نہ ہونے دیگا اِس فکر مین بیٹھے تھے کہ ایک صداے دردناک
کان مین آئی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہانتک کجروی کریگا افسوس ہی کہ اسی
حسرت مین جان گئی اب مستفیض بہ ملاقات نہ ہونگے ہاے کیا کرون کہ کیا بے لطف
زندگی کٹی یہ صدا پے در پے آئی نور الدہر کا دل دُکھ گیا شہرت نے جو دیکھا کہ آقا بیٹھے ہین
تو یہ بھی اُٹھ بیٹھا نور الدہر نے کہا ای شہرت ایک تکلیف تمکو دینگے عرض کی جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن نور الدہر نے کہا یہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون نعرے کر رہا ہی کون آفت کشیدہ
ہجران دیدہ ہی شہرت روانہ ہوا باہر آکے دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک جوان
تاجدار لباس پھٹا ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک جسم پہ میل جما ہوا ملول و حزین بیٹھا
ہی ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہی کہ ای فلک کجرفتار کہانتک ستائیگا شہرت نے قریب آکر پوچھا کہ ای
نوجوان تو کون ہی ہمارے آقا نور الدہر نے پوچھا ہی اُس جوان نے سر اُٹھایا آنکھون
سے آنسو بہنے لگے کہا ای شخص کیون میرا حال پوچھتا ہی اور جس شخص نے مجھکو پچھوایا ہی
وہ کون بزرگ ہی شہرت نے کہا نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان
بہادر جری فتاح طلسم خیال سکندری یہ سُنکر وہ جوان ہنس پڑا کہا ای شاطر میری جانب
سے عرض کر کہ حضور تکلیف فرمائین اور تشریف لائین تو مجھپر احسان ہوگا حال مفصل
عرض کرون شہرت یہ سُنکر پلٹا خدمت نور الدہر مین آیا نور الدہر بیقرار ہو رہے تھے
آوازین برابر آرہی ہین دلپر چوٹ پڑتی ہی حسرت و یاس دل سے ٹپکتی ہی دروازے پر
بارگاہ کے ٹہل رہے ہین کہ شہرت حاضر ہوا عرض کی کہ حضور ایک جوان تاجدار

کہارین ساتھ لیکر وہ آوینگے سب لٹینگے یہی سب سے وعدہ ہو آپ کے اس لشکر سے زیادہ وہ گنوار ہونگے کئی لاکھ تو یاسی آئیگا زمیندار اپنے اپنے قریون سے پہونچین گے بڑے بڑے تعلقدار راجہ بابو بھی آوینگے دو پہر رات گئے نور الدہر اُٹھے بارگاہ آرام مین غضنفر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچا کر پلٹے نور الدہر نے کہا بھائی کہان جاتے ہو چھپر کھٹ تو موجود ہی آرام کرو غضنفر نے کہا آج آپ کے تشریف لانے سے بڑا حرج واقع ہوا سب قزاق باہر فروکش ہین مین اُنکا افسر ہون اُسی مقام پر جاکر آرام کرونگا نور الدہر خاموش ہو رہے مگر تماشہ دیکھنے کو اُٹھے دیکھا غضنفر جاکر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے دائرہ ہاتھ مین لیکر بجانے لگے سب قزاقون نے آنکھین کھولین چہار بیت ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ ہی کہ شہنشاہ قزاقان آگئے غضنفر ایک ایک سے ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین قزاق بھی خوش غضنفر بھی محظوظ نور الدہر کو بڑی حیرت ہوئی شبرنگ سے فرمایا کہ ہمارے بھائیصاحب اس مجمع مین بہت خوش رہتے ہین یہی حال اُنکے والد نامدار کا رہا جبسے نظر کردہ ہوے یہ حرکات ترک کین اب تو بڑے سلیس ہین خدا نے اُنکو یہ فخر عطا کیا تمام اقلیمون مین نام ہو گیا کہ اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا اب لشکر مین اُنکے مثل کون ہی شہرت بھی حاضر ہو کر بارگاہ نور الدہر مین سویا نور الدہر چھپر کھٹ پر لیٹے ہین کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی یاد مین معشوقان پریچہرہ کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اُنکا خیال کر رہے ہین نظم

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک ۔ آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا ۔ تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان تلک
اِسدرجہ آگ عشق کی دل مین بھڑک گئی ۔ جل جلکے خاک ہو گئے سب اُستخوان تلک
آزردہ مجھسے کیا سگ دلدار بھی ہوا ۔ آکر نہ کھائے اُسنے مرے اُستخوان تلک
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہگیا ۔ افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک
رسوا ہُونگا آپ کی اِسدرجہ تھا خیال ۔ دل جلگیا پہ مُنھ سے نہ نکلا دھوان تلک
صیاد پر کتر کے رہا کیون کیا مجھے ÷ ۔ مین کسطرح سے جاؤن بھلا آشیان تلک
کھینچی جو ایک سینے سے آہ شرر فشان ۔ چھالے ہزارون پڑگئے ولسے زبان تلک

مگر سہیل نے جو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بار دھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر پاروں سہیل نے آوازدی کہ الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان ہی سہیل نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا نورالدہر نے ہاتھ سے رکھدیا سہیل قدمون سے لپٹ گیا فوج کو آوازدی خبردار اب کوئی ہاتھ اپنا نہ اُٹھائے اہل فوج بھی رُکے تلوار روکی سہیل کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج نے بھی کلمہ پڑھا سہیل نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی نورالدہر کو بہ اعزاز واکرام بارگاہ مین لایا نورالدہر مسند پر بیٹھے غضنفر بھی آکر بیٹھا شبرنگ تعاقب مین نورالدہر کے آیا تھا داخل بارگاہ ہوا نورالدہر نے فرمایا آج میان غضنفر ٹھہر گئے ہین ای شبرنگ کچھ سامنے اِنکے گاؤ شبرنگ نے ساز بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آوازبلند شروع کیے

نظم

دل لیا عشق نے دیوانہ بنایا افسوس
ہائے اِسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس

کیا خطا مجھسے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے
تونے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس

دل دیا اُسکو جو بیرحم بھی ناقدر بھی ہی
بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس

بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا
حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا افسوس

ہائے محفل مین تری آنے کے قابل نہ رہا
ایسا نظرون سے مجھے تونے گرایا افسوس

کسنی سے تو غش آیا اُسے پچپاتا ہون
ہائے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس

کبھی ہنس ہنسکے نہ کین آپ نے دو دو باتین
عمر بھر مجھکو محبت مین رُلایا افسوس

ہائے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی
زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس

اب جو بیٹھے ہوے پچپاتے ہین کیا ہوتا ہی
اِن حسینون سے نہ کیون دلکو بچایا افسوس

اُستخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا
آتش عشق نے اِسدرجہ جلایا افسوس

قبر مین بھی یہی ارمان سدا ہی سطوت
بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

دوپہر رات گئے تک جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا نورالدہر غضنفر سے حال پوچھا کیے غضنفر نے عرض کی بھائی صاحب قریات تو مین نے سب تباہ کردیے سب قریون مین بادشاہ کے نام کا گزو سکہ جاری ہی جسرو زحضور مقابلے مین بقراط کے پہونچین گے

یہ آوازین سنکر مردون کو جوش ہوا بہ تکلف مصروف جنگ ہوے مگر حربہ ہاے نور الدہر
سے تبنگ ہین چہار طرف سے حربے پڑ رہے ہین مگر نور الدہر سب کے حربے خالی دیتے
ہین کسی کو تلوار سے مارا کسی کو نیزہ مار دیا کسیکو گرز مارا کہ پیوند خاک کر دیا علمدار نے
جو غضنفر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کمسن کہ پشت مرکب پر اچھی طرح سے پٹری نہین جمتی باگ تہامے
ہوے گھوڑا اُڑا رہا ہی جس غول پر جا پڑا افسر ہی کو تاک کر مارا علمدار نے ہاتھی بڑہایا
چھتر کو بغل مین دباے ہوے پھر رہا ہوا ہین اُڑ رہا ہی جسپر تعریف بقراط ثانی مرقوم
للکارا کہ او طفل بے ادب اِدھر تو آ ہمسے تو آنکھ ملا غضنفر فرزند اسد نامدار جیت و چالا
بیباک ٹوکتے ہی گھوڑا اپھیر دیا جیسے ہی سامنے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے
سپر پر روکا خیال کیا کہ اِسکا مار ڈالنا بہتر نہین ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا
ہرچند علمدار روکتا ہی مگر سونڈ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا ہاتھی بھاگا جاتا ہی غضنفر نے
قزاقون کو اشارہ کر دیا قزاقون نے نیزے پشت پر مارے عیار نے بڑھکر جنگی بان
داغ کر پھینک مارا بان جو جا کر پھٹا ہاتھی اِسقدر تڑپا کہ علمدار گرا چھتر ٹکڑے ٹکڑے ہوئی
پھر ہرے کی دھجیان اُڑ گئین آخر ہاتھی نے علمدار کو گرا کر پامال کیا روندتا ہوا طرف
صحرا کے نکلگیا کئی سو جوان ہاتھی کی وجہ سے قتل ہوے سوار جھڑپ سے گرے پیدل اور
سوار پامال ہوے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا مسکرا کر فرمایا اے برادر ماشاء اللہ
مگر نور الدہر نے دیکھا کہ غضنفر اِس فکر مین ہین کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن نور الدہر گھوڑا اپنا
بڑہا کر قریب آئے غضنفر نے جھک کر سلام کیا نور الدہر نے کہا برخوردار اے فرزند
برسون کے بعد ملاقات ہوئی ہی مگر تم بھاگا چاہتے ہو ہم چاہتے ہین آج شب کو تمھارے
ساتھ رہین ہم تم ایک ہی بارگاہ مین بیٹھین غضنفر نے کہا ایسا ہی ہوگا کہ سہیل نے قریب
آکر نور الدہر کو للکارا غضنفر نے کہا مین مقابلہ کرون نور الدہر نے کہا تمھاری کیا
احتیاج ہی مین سمجھ لونگا نور الدہر گھوڑا اچمکا کر سامنے سہیل کے پہونچے سہیل نے ہاتھ
تلوار کا مارا غضنفر نیزہ لیے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے جو کوئی آیا اُسکو
نیزہ مار کر گرا دیا کئی جوان غضنفر نے اُسی مقام پر مارے لاشون کے انبار کر دیے

پکارکر آواز دی کہ ای برادر ہمسے ملاقات کرکے جانا غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا علمدار فوج کو ترغیب دے رہا ہی علم کے پھریرے کھولدیے ہین آگے آگے نقیب یہ آوازین لگاتے ہین کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جو گھنٹے ہین وہ کرو ایسی لڑائیان کبھی نہ دیکھی ہونگی کس دھوم دھام سے دونون شمشیر لڑ رہے ہین جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے نورالدہر ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو قریب سہیل کے پہونچاؤن مگر فوج کے وہ ریلے ہین کہ ایک کو قتل کیا دس آگئے غضنفر مجمع کو منتفرق کردیتا ہی ہر طرفسے آواز آتی ہی کہ یارو ہم یہ جانتے تھے کہ طلسم کشنا اکیلا ہی اسکا تو بڑا مددگار آیا جسنے ہمارا ستھراؤ کردیا ہی لاشون سے میدان بھر دیا ہی نقیب پکارتے پھرتے ہین

نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وحش

اس چمن کی ہوا سے بہمن ہو دی
آستین زن چراغ عقل یہ ہی

خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آئے گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

سکندر ثانی مخفی شاہزادے کے ساتھ ہوے سحر کرکے آسمان پر اُڑ گئے طائر کی شکل بنکر
دیکھتے ہوے جاتے ہین نورالدہر اُس صحرا سے گذر کر ایک صحرا مین پہونچے کہ نہایت ویران
لق دست میدان تنہا اُسکو طے کرتے ہوے چلے بونڈلے گرد کے برا سے تعظیم اُٹھ رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار دس بارہ ہزار جوان جلو مین
مرکب تازی کچھی یمنی عراقی ہمراہ گینڈے کو اُڑا ے ہوے آتا ہی دور سے نورالدہر کو دیکھا
عیار سے کہا دریافت تو کر یہ جوان کون ہی اِس صحرا ے ویران مین کیونکر گذر ہوا عیار
نے بڑھکر نورالدہر سے نام پوچھا اُنھون نے نام اپنا مفصل بتایا اُس عیار نے جا کر اُس
پہلوان سے کہ جسکا نام سہیل ارہ کش ہی کہا کہ طلسم کشا اُس جوان کا نام ہی یہ سنکر سہیل نے
کہا اب طلسم کشا کی یہ مجال ہوئی کہ اِن جنگلون مین تنہا پھرتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشہ
صاحبقرانی اب آگے نہ بڑھنا منم سہیل ارہ کش تلوار کھینچکر قریب آیا فوج سے آواز دی
کہ اِس جوان کو سب ملکر گھیر لو سب فوج نے بلوہ کیا نورالدہر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران
بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نبیرہ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان ایک
سوار کو مار کر گھوڑا الیا مصروف جنگ ہوے عین گرمی جنگ ہی وہ لوگ نورالدہر کو گھیرے
ہوے ہین ہر طرح چاہتے ہین کہ شاہزادے کو گرفتار کرلین مگر کسکی مجال ہی کہ شیر پر ہاتھ ڈالے
نورالدہر نے جدھر گھوڑا بڑھایا لاشونکا انبار کردیا سوار و پیدل لڑ رہے ہین بعضے نیزہ
مار کر بھاگتے ہین کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی نورالدہر سر اُٹھا کر دیکھنے لگے غضنفر بن
اسد کو دیکھا کہ اسپ بادپا پر سوار اسّی ہزار فوج ساتھ بوق ترکی پھک رہا ہی معلوم ہوتا ہی
کہ صور اسرافیل پھکا دور سے جو غضنفر نے دیکھا کہ نورالدہر گھرے ہوے ہین نعرہ کیا
کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم شہنشاہ قزاقان غضنفر نامدار تلوار کھینچکر کے
گرا نورالدہر غضنفر کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ آج اِس سے ملاقات ہوگئی رات اِسکے
ساتھ بسر کرینگے صبح کو مرحلے پر جائینگے مگر غضنفر نے جو پڑی جمائی تیغہ روئین تنگاف
کھینچا اِنکا تیغہ کھینچنا کہ اسّی ہزار تلوارین کھنچگئین دیوانون نے پھر ہری لی اب جو فوج سہیل پر
گرے چُن چُن کے افسرون کو مارا فوج کو پامال کردیا دشمنون کا عجب حال کردیا نورالدہر نے

سیمین عذار نے کہا کہ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین کرتا ہی خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا شفیق نے ہاتھ بڑھایا سیمین عذار نے تمانچہ مارا میان رفرف کہتے جاتے ہین ہان ہان ڈرو نہین ای سیمین عذار کیا نقصان ہی کہنا اِسکا مان لو یہ اب طرف عدم کے جائیگا اِسکی حسرت نہ باقی رہے سیمین عذار نے جواب دیا کہ تم قبول کرو مسافر عدم کا کیا اعتبار ہی آخر دونون مین خوب جوتی پیزار چلی لڑ بھڑ کر دونون بیہوش ہوے خواجہ نے دونون کے سر کاٹ لیے کپڑے اُتار لیے لاشہ ہاے برہنہ دونون کے جنگل مین پڑے رہے قضاے کار شہرت جہان پیما کہ اِنکی فکر مین جنگل مین کھڑا تھا کہ کان مین اِسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ سیمین عذار جادو و شفیق جادو بود یہ آواز سُنکر شہرت جھپٹا جنگل مین آکر دیکھا کہ دونون کے لاشے پڑے ہین حیران ہو گیا کہ اِنکو کسنے مارا سوچا کہ اب خدمت اُستاد مین چلو آکر حاضر خدمت ہوا عرض کی اُستاد سیمین عذار و شفیق قتل ہو گئے خواجہ نے کہا مین نے بھی سُنا تھا کہ رفرف کو طلسم کشا نے مارا وہ دونون جنگل مین مارے گئے اور کپڑے اُنکے میرے پاس ہین شہرت سمجھا کہ یہ کام اُستاد کا ہی شہرت تو خدمت خواجہ مین رہا خواجہ نے کہا ای شہرت تا فتح طلسم خدمت مین طلسم کشا کی رہو جب لشکر ایک مقام پر قایم ہوگا اور صاحبقران بھی آوینگے تو تمکو عہدہ ملیگا شہرت نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن امیدوار ہون کہ اگر حضور کے کیے تدبیر ہو سکے تو ہمیشہ خدمت مین نور الدہر کی رہون مجھے خُلق شاہزادے کا بہت پسند ہی خواجہ نے کہا انشاء اللہ یہی تدبیر کر دینگے یہ کہکر شہرت کو شبرنگ سے ملوایا شبرنگ نے شہرت کو پسند کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان نے شب کو تو آرام فرمایا صبح کو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ صحراے پر آشوب داہنے پہ ہی اُسکو طی کر کے صحراے ویران مین پہونچو صحراے ویران مین ایک نخل چنار ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اُسکو تیر سے مارو وہ جہان پر گرے اُس نخل کو اُکھیڑو دہنہ نقب کا ظاہر ہوگا اُس نقب سے سیدھا راستہ مرحلۂ سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز کا ملیگا مگر لوح سے غفلت نہ کرنا یہ وہ ساحر ہین کہ قدم با قدم سحر کرتے ہین جملہ صحرا سحر سے معمور ہین نور الدہر اُٹھے سب سے رخصت ہوے مگر

شاید اُسکے رُخ رنگین سے ہی منظور سوال
محتسب آیا ہی میخانے مین بھرا ے سطوت

بلبلو شاخ پہ گل ہی کف سائل کی طرح
ٹوٹ جائے کہین شیشہ مرے دل کی طرح

طائرون نے جو یہ اشعار پڑھے نور الدہر نے کئی تیر مارے کہ طائرون کے دوسارہ ہوے طائر مر مر کر گرے ایک طائر کلان سب کا افسر وہ بڑھ بڑھ کے زمزمہ سرائی کرتا تھا نور الدہر نے جب اُسکو تیر مارا تو سب طائر جل گئے ایک سناٹا ہوا رفرف نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ نور الدہر نے مجھکو تاکا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا تمسے سمجھ لونگا یہ کہکے پلٹنا چاہا نکلجاؤن کہ سکندر ثانی اپنی بارگاہ سے نکل آئے رفرف کو جو دیکھا کہا اے شہریار یہ دشمن بزرگ ہے بڑے فتور کریگا یہ کہکے سکندر نے للکارا کہ او رفرف خبردار آگے نہ بڑھنا جدھر رفرف جاتا ہے دیکھتا ہے دیوار آہن گھری ہے پلٹ آتا ہے سکندر نے آواز دی اے شہریار اب تیر مارئیے یا لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ پیکان تیر پر اسم حاشیۂ لوح دم کرکے مارو نور الدہر نے اسم پڑھا پیکان پر دم کیا اب جو تیر جوڑ کر مارا کب خطا کرتا ہے سینۂ پر کینۂ رفرف پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا رفرف کا لاشہ زمین پر گرا بس دیکھتے ہی سیمین عذار و شفیق جادو بھاگے اور بھاگ کر نکل گئے اپنے لشکر مین پہونچے یہان کئی ہزار جوان جو لشکر نور الدہر کے جلے تھے لوح کا پانی اُنپر چھڑکا کہ سب کے سب زندہ ہوگئے بخیر و عافیت پلٹ کر بارگاہ مین آئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ شفیق اور سیمین بھاگے خواجہ اُنکے تعاقب مین چلے راہ مین آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا رفرف کی شکل بنکر آواز دی کہ اے رفیقان ہمدم و اے انیسان باکرم ذرا ٹھہر جاؤ سیمین عذار نے دیکھکر کہا اور لطف دیکھو کہ رفرف تو مارا گیا تھا وہ تو ہمکو پکار رہا ہے دونون اُتر آئے خواجہ نے جیب سے ایک سیب نکالا اور کہا کہ اے سیمین عذار و شفیق اِسکو نوش کرو زندگی جاوید ملیگی مجھکو لاکر خداوند نے کھلایا تھا ایک سیب مین تمھارے واسطے چرا لایا کہ اپنے دوستون کو کھلاؤنگا شفیق و سیمین عذار نے نصف نصف کھایا کھانے کے بعد دونون ناچنے لگے شفیق نے کہا اے سیمین عذار مین تو پاس خداوند کے جاتا ہون اب ملاقات نہ ہوگی مین چاہتا ہون کہ آج کی شب اور رہجاؤن تو مراد ملے

کھل بلی ڈال دی ہی نجم ہر طرح سے تدبیر کرتا ہی آخر سوچا کہ طلسم کشا کو خبر کرون ورنہ تھوڑے عرصے مین آفت برپا ہوگی آخر گھبرا کر خیمۂ نورالدہر مین آیا پائون پر ہاتھ رکھ کے شاہزادے کو جگایا جب نورالدہر اُٹھے نجم نے سب کیفیت بیان کی کہ حضور رفرف خود آگیا ہر چند کہ مین انتظام کر آیا ہون مگر حضور کے چلنے سے مطلب نکل آئیگا نورالدہر خیمے سے نکلے لوح گلے مین پہنے ہوے لوح محفوظ بھی گلے مین تیغۂ طلسمی قبضے مین لباس طلسمی زیب جسم آگے دیکھا ایک ساحر تاجدار آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی ایک عورت اور ایک مرد پشت پر ہی نورالدہر نے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مرزی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیمش
زطفلی بجرأت ہنر داشتم +
ظفر بر یلان عرب یافتم +

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خواند
لقارا بیک دست برداشتم +
شہ نوجوانان لقب یافتم +

نعرۂ نورالدہر کی صدا جو بلند ہوئی زمین تھرائی مگر رفرف نے اشارہ کیا کئی ہزار طائر درختون سے اُڑے اور پھر درختون پر بیٹھکر زمزمہ سرائی کرنے لگے اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز ہی

نظم

دیکھتے غیر عداوت سے ہین قاتل کی طرح
یاد جانان مین تڑپتا ہون جو بسمل کی طرح

ہون وہ مجنون کہ غبار اُڑکے مرا بعد فنا
گرد اُس غیرت لیلی کے ہو محمل کی طرح

خنجر عشق نے مجروح کیا ہے ایسا
بستر غم پہ تڑپتا ہون مین بسمل کی طرح

آبلے فرقت ساقی مین پڑے ہین ایسے
صاف ہی خوشۂ انگور مرے دل کی طرح

اپنی زلفین وہ بناتے ہین نہ کیون سود آہو
کہ گلے پڑتی ہین عاشق کے سلاسل کی طرح

شب کو اُلٹی رخ جانان سے ہوا نے جو نقاب
صاف چہرہ نظر آیا مہ کامل کی طرح

آج وہ ترک ستمگر جو مجھے یاد آیا +
دل تڑپتا ہی سدا رنج مین بسمل کی طرح

عاشقون کو جو گلستان مین وہ گل یاد آیا
دل ہوے نالہ کنان غم سے عنادل کی طرح

ہجر کے رنج اُٹھانے سے ہو واقف تو بھی
دل ترا بھی کہین آجاے مرے دل کی طرح

رخ پرنور سے اُسنے جو اُلٹ دی ہی نقاب
شب وصلت ہی مکان ماہ کی منزل کی طرح

مہ نو سے مجھے کیا قتل کرے گا گردون
ابتو خنجر لیے پھرتا ہی یہ قاتل کی طرح

ایک شہد سے کی شکل بنکر ایک خالی دوکان مین آپڑے مگر بک رہے ہین کہ آج تو ہٹایان ہرگز گئین وہ وہ داؤن ہری ہین کہ دوسر بدہنے کیے تھے مگر رات کا دن ہوگیا اور دن کی رات ہوگئی عجب بات ہوگئی ہم تو اس داؤن پر جان دیتے ہین لیکن یہ جو پریان ناچتی ہین انکا کچھ اعتبار نہین یکایک ایک آندھی چلی اُسکے بعد آگ برسنے لگی نجم اختر شناس کو تو خیال تھا کہ ضرور لشکر مین ہنگامہ ہوگا اور بہت سے بندگان خدا ضایع ہونگے جیسے ہی لشکر مین ہلڑ ہوا یا رحیم ویا کریم کی صدا بلند ہوئی پکار اُٹھے کہ ای پروردگار اِس آفت سے بچا قطعہ

شاہا زکرم برمن درویش نگر
برحال من خستہ دلریش نگر
ہرچند نیم لایق بخشایش تو
برمن منگر بکرم خویش نگر

یہ ہلڑ جو ہوا سب سے پہلے نجم اختر شناس بارگاہ سے اپنی نکل آیا نکلکر دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی ہوا کا وہ زور ہی کہ نخل اُکھڑ اُکھڑ کر گر رہے ہین آپس مین بھائی سے بھائی باپ سے بیٹا چھٹ گیا اسباب عیش وجیش لٹ گیا نجم نے بہ نگاہ غور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک عورت اور ایک مرد کھڑے ہوے سحر کر رہے ہین ناگاہ طرف دست راست کے بجلی چمکی نجم نے پہچانا مگر رفرف جادو جو اپنے مقام پر بیٹھا تھا اُسنے سُنا کہ عمرو نے شہرت کو ذلیل کیا اور مضبوق کو ایسا حقیر کیا کہ آخر اُسنے اپنی جان دی سوچا کہ بے اپنے جاے کچھ نہوگا اُسوقت آکر پہونچا دور سے آکر دیکھا کہ شفیق جادو اور یسمین عذار آسمان سے آگ برسا رہی ہین یہ دیکھکر رفرف بہت گھبرایا کہ انکو کیونکر خبر ہوئی یہ کیون آئے غرض سامنے آکر صاحب سلامت کی دونون نے جو اپنے افسر اعلیٰ کو دیکھا سلام کیا رفرف سے شفیق نے سب حال بیان کیا کہ ملکہ کے ساتھ مین بھی چلا آیا ہم دونون ملکر تمام لشکر کو تباہ کر دینگے رفرف نے کہا مین بھی شریک ہون یہ کہکے ہاتھ ہلایا ہوا تیز ہوئی آگ برسنے لگی نجم اختر شناس نے اول ہوا کو روکا پھر ایک ابر بنایا کہ جسپر آگ کے شعلے گرتے تھے اُسی ابر پر رہجاتے تھے زمین پر اہل فوج کو تسکین حاصل ہوئی لیکن ہوا کے جھونکے چل رہے ہین کہ اُس ہوا کے زور سے خیمے گرے پڑتے ہین آپس مین ٹکرا رہے ہین اور اہل فوج کا یہ حال ہی کہ جا بجا اُڑتے پھرتے ہین اور اِن تین شخصون نے سارے لشکر مین

شفیق منع کرتا ہی کہ صاحب اپنے ہاتھ سے قتل نہ کرو مین ابھی جلاد کو بلاتا ہون صاحب یہ بھی
مشہور ہی کہ مسلمان کے قتل کرنے والے کی عمر گھٹ جاتی ہی ہمیشہ سے ساحر قتل مسلمانان سے
ڈرتے ہین اپنے کو اُنکے قتل سے الگ کرتے ہین کہ شہرت آکر پہونچا شہرت نے دیکھا
کہ خواجہ بے حرکت پڑے ہین اور یہ مہین عذار قتل کیا چاہتی ہی شہرت نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا ملکۂ عالم آپ اِسکو میرے سپرد کیجیے مین اِسکو لیجا کر تشہیر کرون اِسطور سے قید کرون کہ
آب و دانہ بند کرکے اِسکو مارون تڑپ تڑپ کے مرے اور یہ کوئی بات نہین ہی کہ یون اِسکو
قتل کیا جاے اتنا بڑا عیار اِسطرح مارا جائے اِسکو بھی یاد رہے کہ ایسی ذلت اُٹھائی ہی
کبھی کسیکو ذلیل نہ کرون مین نے بڑا رنج و ملال اِسکی ذات سے اُٹھایا ہی شفیق نے کہا کہ
اے شہرت لیجاؤ شہرت نے کہا آپ اپنا سحر اُتار لیجیے کہ جو صدمہ اِسکو پہونچے اُسکا مزہ تو
اُٹھائے اپنے قتل سے گھبرائے شفیق نے سحر اُتار لیا شہرت نے مشکین باندھ لین
پشتارہ دوش پر لگایا باہر نکلا شاگردون نے پوچھا اُستاد کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ اِس
ساربان زادے کو درہ کوہ مین قید کرونگا کہ کوئی پتہ نہ پائے شاگرد ٹھہر گئے شہرت خواجہ
کو لیے ہوے صحرا مین آیا آکر مشکین کھولین کہا اُستاد خدا حافظ مین آپکا یہ ولی شاگرد
ہوا اِسی وجہ سے وقت پر پہونچا آپ کو دشمنون سے نکال لایا خواجہ رہا ہوکر بھاگے
مگر شہرت سے کہ گئے کہ شفیق کو لیکر آنا شہرت نے کہا اگر میرا پنجہ قابض ہوا تو مین دونونکو
لاتا ہون یہان خواجہ پلٹ کر لشکر مین آئے نور الدہر سے ملاقات کی سب حال بیان کیا
نور الدہر نے کہا اب آپ تشریف رکھین مین کل خود جاؤنگا مین نے لوح کو دیکھا اُسمین
حکم نکلا ہی کہ سکان عرش پرواز و بہمن شعبدہ باز کا مرحلہ ملیگا لہذا آپ تشریف رکھین
اب کسیکی احتیاج نہین مین سمجھ لونگا دو پہر رات گئے تک دربار مین جلسہ رہا یہی صلاح
رہی سکندر ثانی بھی بیٹھے رہے مگر نجم اختر شناس خبر دے رہا ہی کہ لشکر پر کچھ آفت آیا
چاہتی ہی سکندر نے کہا اے نجم اختر شناس حقیقت مین تمہارے حکم مین فرق نہین پڑتا
مگر کسکی مجال ہی کہ اِس لشکر ظفر اثر پر نگاہ ڈالے دیوانہ کرکے مارون یہ فرما کر دربار برخاست
کیا سکندر اپنے مقام پر گئے نور الدہر اپنی خوابگاہ مین آئے خواجہ عمرو کا جو طریقہ ہی

مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے عیاری سکھائیے عمرو نے کہا اوسکار ہبرے ساتھر یہ جعلسازی کرتا ہی تجھے زندہ نچھوڑونگا یہ کہکے خنجر نکالا خنجر دیکھکر شہرت تڑپ گیا منتین کرنے لگا کہ مین مسلمان ہوتا ہون جو حکم فرمایئے وہ بجالاؤن عمرو نے کہا یہ دو ساحر جو آئے ہین انکا کیا نام ہی شہرت نے کہا مرد شفیق جادو ہی اور عورت سیمین عذار یہ دونون دعوی کرکے آئے ہین کہ ہم لشکر طلسم کشا کو مٹادینگے مین اُنسے وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین عمرو کو لاتا ہون مین آکے گرفتار ہوا عمرو نے کہا مرد کو پکڑ لاؤ شہرت نے کہا خواجہ قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ شفیق کو پکڑ لاؤنگا مہلت نہ دونگا مجھکو تو اپنا دوست جانتا ہی فقرہ دیکر تنہائی مین لیجاؤنگا حباب مارکے گرفتار کرلونگا خواجہ نے دیکھا کہ تیور شہرت کے سیدھے معلوم ہوتے ہین خواجہ نے شہرت کو کھولا کھلتے ہی شہرت قدمون پر گر پڑا کہا اُستاد مین بڑے بڑے مقام پر جاکے لڑا عیارون کو زیر کیا مگر آپ کے ہاتھ سے وہ ذلت اُٹھائی کہ سب عیاری بھول گیا اب مین امیدوار ہون کہ کچھ تعلیم کیجیے خواجہ نے کہا بڑا کام یہ ہی کہ حواس ہر معرکے مین درست رکھو اور دشمن کو حقیر جانو جس تدبیر سے بنے اُسکو گرفتار کرلو رنگ و روغن سے ہمیشہ ہوشیار رہو چند باتین خواجہ نے کلیہ کی تعلیم کین شہرت خوش ہو گیا کہا اُستاد اب جاتا ہون فوراً شفیق کو لیکر آتا ہون چند قدم شہرت بڑھا تھا خواجہ نے چاہا کہ طرف لشکر کے پلٹین کہ فوراً آسمان پر کڑاکا ہوا آواز آئی کہ او ساربان زادے اب آگے نہ بڑھنا مین ہون شفیق جادو کڑک کر گرا خواجہ کو اُٹھا کر لیچلا ہر چند خواجہ نے فریاد کی اُسنے ایک نہ سُنی مگر شہرت نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کو شفیق لیے جاتا ہی پکار کر آواز دی ای شفیق بڑا کام کیا شفیق کو اپنی شوکت دکھانا منظور ہی کہ اپنا زور سحر دکھاؤن سیمین عذار بیٹھی تھی شفیق اُس سے وعدہ کر گیا تھا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون لاکر سامنے ڈالدیا سیمین عذار نیمچہ کھینچکر اُٹھی کہ قتل کر ڈالون خواجہ بیقرار ہوے دعائین مانگنے لگے اور پکارتے تھے کہ ای پروردگار و ای خالق لیل و نہار و ای مونس و مددگار رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

اب گلنار زعفران پوش پہونچی ہین باپ کو قتل کرایا طلسم کشا کی شریک ہوئین کیونکر دل تقویت کرے کہ ہم لوگ سحر کرینگے کیا وہ لوگ ہاتھہ مین مہندی لگائے ہین کہ دفع سحر نہ کرینگے ای ملکہ سامنے لشکر طلسم کشا کے تھمنا مشکل ہوگا لیکن شہرت جو کچھ کام کرے اُسکو غنیمت جانو آخر بہمن عذار و شفیق نے یہی صلاح دی کہ ہم اسی مقام پر اُترے ہین ای شہرت تم جا کے عیاری کرو اور عمرو کو گرفتار کر لاؤ شہرت اُسی وقت با نہاے عیاری سے آراستہ ہو کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر کا اِرادہ ہی براے فتاحی مرحلہ جات جاؤن سکندر ثانی آمادہ ہین کہ مین بھی ساتھہ چلونگا طلسم کشا منع کرتے ہین کہ ای سکندر لوح ہر مرتبہ یہی خبر دیتی ہی کہ اکیلے جاؤ دوسرے کا دخل نہ ہو سکندر نے کہا ای آقاے نامدار غلام کے دل کو تاب نہین آتی بڑے بڑے ساحرونکا مجمع ہی سکان عرش پروانہ و بہمن شعبدہ باز یہ دونون ایک جگہ ہوے ہین اِنکا ایک جگہ ہونا قیامت کا سامنا ہی یقین ہی جب حضور جاوین اور غلام بھی ہمراہ ہو ہر مقام پر مقابلہ ہو مگر خواجہ عمرو بارگاہ مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے باہر نکلے کہ شبرنگ نے خبر دی ای والد نامدار یہان سے بارہ کوس پر دو ساحر اُترے ہوے ہین اور شہرت آپ کی فکر مین آیا ہی لشکر مین کہین ہوگا خواجہ نے کہا مین تلاش کرونگا یہ کہکے خواجہ آگے بڑھے صحرا مین آکر ٹھہرے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ شہرت آتا ہی خواجہ نے حلقہ ہاے کمند بچھا دیے اور آپ چھپ کر بیٹھے شہرت جب قریب پہونچا دل اِسکا دھڑکنے لگا رُک کر آواز دی کہ او ساربان زادے مین نے دیکھ لیا کیون چھپا بیٹھا ہی نکلکر مقابلہ کر خواجہ سمجھے کہ اِسنے دیکھ لیا مگر پھر سوچے کہ شاید حیلہ نہ کرتا ہو شہرت نے کئی آوازین دین پھر سوچا کہ دل جو دھڑکتا ہی ساربان زادے کے ہاتھہ سے ذلت اُٹھا چکا ہون وہی دلکو خوف ہی یہ سوچکر بڑھا بیچ حلقہ ہاے کمند مین آیا خواجہ نے دھڑو کہ شیر کی آواز دی شہرت رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا شہرت گرا خواجہ جست کر کے قریب آئے حباب مار کر شہرت کو بیہوش کیا مشکین باندھکر ایک درخت سے باندھدیا ہوشیار کر کے پوچھا ای شہرت سنم مہر سپہر عیاری صورت دیکھکر شہرت کی جان نکل گئی سوچا کہ عمرو زندہ نچھوڑیگا منتین کرنے لگا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین آپ کا شاگرد ہوتا ہون

ایک وشتنک دی وہ نازنین ہاتھہ تھامے ہوے قریب صحرا کے لائی صحرا مین آکر کہا سامنے درۂ کوہ ہی اُسمین چلو مین آتی ہون سردار درۂ کوہ مین گیا وہ نازنین پیچھے پیچھے پہونچی درۂ کوہ سے نکلکر ایک باغ ملا نازنین نے اشارہ کیا باغ مین چلیے سردار باغ مین آیا نازنین نے آکر ہاتھہ تھام لیا لیجا کر بارہ دری مین پہونچایا بارہ دری مین لاکر ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین ایک گوشے مین بٹھا دیا ایک پرچہ کاغذ کا لکھکر اُڑایا شفیق کے زانو پر وہ پرچہ آگرا شفیق نے جو پرچہ دیکھا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای شفیق مین نے سردار کو قید کیا ہی کہو تو اُسکا سر کاٹ کر بھیجدون ہیر سے قبضے مین ہی شفیق نے جواب لکھا کہ اُسکا سر کاٹ کر بھیجدو سیمین عذار حیران دیکھہ رہی ہی کہ یہ کیا ہو رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ وہی نازنین ہنستی ہوئی آتی ہی بال بکھرے ہوے سر سردار کا لٹکا ہوا لاکر سامنے شفیق کے ڈالدیا کہا ای شفیق مین نے اسکو قتل کیا اب شفیق طرف سیمین عذار کے پلٹا کہا ای ملکۂ عالم اب تشریف لیچلو مین تمھارا بہت مشتاق ہون یہ سنکر سیمین عذار اُٹھی کہا ای شفیق قدرت نے حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو ایسا نہو کہ قدرت کے خلاف ہو شفیق نے کہا مین بھی تمھارے ساتھہ چلونگا سیمین عذار نے فورًا اسیوقت لشکر کو حکم دیا لشکر تیار ہوا شفیق و سیمین عذار برای مقابلۂ طلسم کشا چلے رات کو ایک صحرا مین آکر اُترے شفیق نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا سیمین عذار کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا چاہتا ہی اختلاط کرون سیمین عذار منع کرتی جاتی ہی کہ شہرت جہان پیما آیا اُسنے کہا ای شفیق آقا میرا مارا گیا عمرو نے اُسکو بہت ذلیل کیا تھا اب ایک منزل طلسم کشا کا لشکر باقی ہی اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور عمرو کو گرفتار کرون شفیق اور سیمین عذار نے کہا ای شہرت ایسا نہو کسی بلا مین جاکر پھنس جاؤ عمرو کے حالات سُنے ہین کہ بلاے روزگار ہی تمکو تشہیر کرا چکا شہرت نے کہا مین اپنی جان لگا دونگا جسطرح سے بنے گا عمرو کو لاؤنگا سیمین عذار نے کہا ای شہرت جاؤ تم عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ ہم اور شفیق لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے شفیق نے کہا ای ملکۂ عالم طلسم کشا کے لشکر مین وہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکا مثل نہین سکندر ثانی ایسا بادشاہ نجم اختر شناس ایسا کاہن کہ آٹھہ پہر گردش سیارگان کو دیکھتا رہتا ہی نیک و بد طلسم کشا کو بتلاتا ہی اور چند شاہزادیان مثل ہمامے مرصع پوش و مربع نشین

یہان آپ کی دعوت ہی امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے سردار بول اُٹھا کہا کہ ای شفیق جادو اُنکو فرصت نہین ہی یہ نہ جائینگی شفیق بہ قہر و غضب طرف سردار کے پلٹا کہا آپ کون صاحب ہین آپ کیون دخل دیتے ہین مین نے ملکہ سے کہا تم بول اُٹھے ہین مین نے جب سے جمال جہان آرا دیکھا ہی دل بیقرار ہی اور یہ حال ہی

نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق ... دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عشق
فخر سے میرے قدم چومنے مجنون آیا ... لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا ستا ہون سے ... میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے ... ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق
حسن کی دید کرون مین نہ کبھی آنکھ ہو بند ... مجھکو آئینہ بنادے اگر ای حیرت عشق
کیون پلاتا ہی مجھے جام شراب ای ساقی ... مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق
تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا ... بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق
رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون ... قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرت عشق
مدتون اِسنے پھرایا ہی بیابانون مین ... دیکھون اب لیکے کہان جائے مجھے شدت عشق
کیا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت ... خواب مین بھی نظر آئے نہ مجھے صورت عشق

شفیق نے جو یہ اشعار اِسطور سے پڑھے اور اپنا عشق ظاہر کیا سردار نے جھلا کر کہا کہ ای شفیق بس اب خاموش رہو ایسا نہو مجھکو غصہ آجائے شفیق نے کہا ای برادر قہر درویش بجان درویش اپنے اوپر غصہ کرو مجھپر غصہ کرکے کیا کروگے مین نے معشوق کی دعوت کی ہی مین ضرور لیجاؤنگا سردار نے کہا کیا مجال اگر ہاتھ لگاؤ تو ہاتھ کاٹ ڈالون مین نے تو مصنوق کو مار ڈالا شفیق نے کہا وہ سحر سے ناواقف تھا اُسکو مار لیا مجھپر اگر سحر کرو تو دیوانہ بنادون تنکے چنوادون شفیق اپنے مقام سے اُٹھا سردار نے گولہ مارا شفیق نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے سیمین عذار دیکھ رہی ہی کہ دونون مین سحر ہو رہا ہی مگر شفیق نے ایک دستک دی پہلوے صحرا سے ایک نازنین آئی اگر سردار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو دلفریب نے بلایا ہی یہ سُنکر سردار اُسکے ساتھ ہوا شفیق نے

دعوی کرکے چلی ہین جاتے ہی آگ برساوینگی چاہیے کہ انکے سحر سے کوئی بچ جائے غیر ممکن ہی
اس وقت مین نہ روکو اور ہم انکے ساتھہ ہین آج کئی دن گذرے شب کو محفل عیش وجشن
رہتی ہی دن بھر منزل چلتے ہین اب لشکر طلسم کشا قریب ہی یہ بھی سحر کرینگی مین بھی مقابلہ کرونگا اور
شہرت عیار بھی بہت ذلیل ہوا ہی یہ بھی عیاری کریگا یقین ہی فتح ہو جائے یہ سنکر سردار جادو
بہت جھلایا کہا ای مضبوق مین تو مدت سے عاشق ہون تم بھی دعوی عشق کرتے ہو مین نے
یہ اشعار نہین پڑھے سب حال ہجر سنا اپنے حال سے آگاہ کیا یقین ہی کہ ملکۂ عالم کو رحم آجائے
تم دخل نہ دو مضبوق نے کہا ہم بحکم خدا اندر جاتے ہین قدرت نے ہمارے ساتھہ کیا ہی ہم
وہین جائینگے مقابلہ طلسم کشا مین پہونچینگے سردار نے کہا ہم تمکو منع کرتے ہین کہین
ایسا نہو میرے ہاتھہ سے مارے جاؤ مضبوق نے قبضے پر ہاتھہ ڈالا سردار نے پیچھے
ہٹکر ایک گولہ مارا سینے پر پڑا توڑکر پشت کے پار گذرا فوج والون نے چاہا کہ بدلہ لین ملکہ
سیمین عذار نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو مگر سردار مضبوق کو مارکر ڈنگل پر بیٹھہ گیا کہتا ہی
ای سیمین عذار اٹھو میرے ساتھہ چلو مین تمھاری بڑی خاطر کرونگا ایک شب رہکر چلی آنا
بیچ مین کانٹا تھا اسکو تو مین نے نکال دیا مضبوق بھی دعوی عشق کرتا تھا وہ تو واصل
جہنم ہوا اب کیا عذر ہی مقام افسوس ہی کہ تم عذر کرتی ہو مین بہت بیقرار ہون اب مجھسے صبر
نہین ہو سکتا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا جاتا ہی شیشۂ دل بدعنت سنگ عشق سے
ٹوٹا جاتا ہی اب مجھکو محروم نہ کرو سیمین عذار پریشان ہی کہ اب کیا کرون سردار بہت بگڑا ہوا
ہی ہر مرتبہ ہاتھہ پر ہاتھہ ڈالتا ہی کہ ملکہ تشریف لے چلو سیمین عذار پریشان نہایت حیران ہی
کہ اسنے غضب کیا مضبوق کو مار ڈالا اب بگڑا ہوا ہی کہ ضرور میرے ساتھہ چلو اس حیرانی مین
سیمین عذار بیٹھی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی قضاے کار شفیق جادو اس صحرا کا حاکم ہی اسنے
جو خبر سنی کہ ملکہ سیمین عذار ہماری سرحد مین اتری ہین چند ساحرون کو اپنے ساتھہ لیکر برائے
استقبال آیا ہی مدت سے شہرہ حسن کا سنتا تھا نادیدہ مائل ہوا بے دیکھے تیغ ابرو کا گھائل ہوا
وقت پر آکر پہونچا سردار جادو نے دیکھا کہ شفیق قبضے پر ہاتھہ رکھے ہوے اکڑتا ہوا
آتا ہی اگر صاحب سلامت کی ایک ڈنگل پر آکر بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم آپ کہان جاتی ہین حیر

اپنی جان کا خوف کیا اور یہین جاتے ہی آگ لگا دونگی مضبوق بھی جنگل پر بیٹھا ہی سیمین عذار کا جمال دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سردار جادو بارہ ہزار ساحرون کی جمیعت سے برائے شکار آیا تھا اُسنے سیمین عذار کی خبر سُنی مدت سے اسیر عاشق ہی کہتا ہوا چلا کہ آج معشوقہ کا نشان پایا چاہیے قبضہ کرون یہ کہکے گینڈے سے اُترا سامنے سیمین عذار کے پہونچا جمال بے مثال دیکھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

کس سے کہون کٹتی ہی تڑپ کر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجھکو مقدر شب فراق

ای ماہ رو جو تجھکو نہین دیکھتا ہون مین
واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق

یارو تڑپ تڑپ کے گذارا ہی روز ہجر
موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شب فراق

توکیون ہی بیقرار گذرتی ہی دلپہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

یاد آئیگا ترا قد موزون جو باغ مین
نالے کرونگا زیر صنوبر شب فراق

جب دیکھتا ہون ماہ شب چاردہ کو مین
آتا ہی یاد عارض دلبر شب فراق

رویا لہو جو دست حنائی کی یاد مین
تر خون سے ہوگیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجھکو نیند نہ چین ایک دم ملا
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

ہر ساعت اک مہینہ تھی ہر پل تھا اک پہر
مجھکو تھی اک برس کے برابر شب فراق

اُس ماہوش کے دانت جو یاد آگئے مجھے
تا صبح مین گنا کیا اختر شب فراق

پہلوے نکلون مین جو مجھے رو کیے نہ آپ
کہتا ہی مجھسے یہ دل مضطر شب فراق

اُس شمع رو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا
کسطرح مین نے کاٹی ہی رو کر شب فراق

یہ اشعار پڑھکر منتین کرنے لگا کہ ای سیمین عذار ہمکو کئی سال گذرے تمھارا فراق جھیلا مگر اب ہمکو محروم نہ کرو یہان سے قلعہ ہمارا قریب ہی وہان چلو ورنہ وہان رہو پھر ہم بھی ساتھ تمھارے چلین گے سیمین عذار نے شرما کر سر جھکا لیا مضبوق نے کہا ای سردار زیادہ رباؤ نہ ڈالو یہ برائے مقابلۂ طلسم کشا جاتی ہین قدرت نے انکو بھیجا ہی تم ایسی باتین کہتے ہو ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف ہو بہت جادوگر گئے ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوے اب یہ

معاف کیجیے شہرت بارگاہ مین آیا اول نقارچیون کو منع کیا اُنھون نے نہ مانا آخر ناچار ہو کر
نقارچیون کو مارا نقارچی کہنے لگے آپ ہی کہ گئے تھے کہ جسکے کان مین آقا کی آواز جائیگی وہ
دیوانہ ہو جائیگا اسوجہ سے ہم بجائے جاتے ہین شہرت نے بہ مشکل اندر آکر دیکھا کہ ہمارے
آقا مضبوق چوبیخا بندھے ہین اور تمام بدن شگافتہ ہی اور آگ زیر جسم رکھی ہی شہرت نے
سر پیٹ لیا مضبوق کو دھلایا نمک و مرچ زخمون سے چھڑایا تب مضبوق کو ہوش آیا کہا ای
شہرت عمرو غضب کر گیا میرا یہ حال کر گیا تجھکو تشہیر کیا شہرت نے کہا آپ قدرت کے پاس
چلیے وہان چلکر فریاد کیجیے شہرت و مضبوق اُسی حال سے روتے پیٹتے قریب قصر ہشت پہل
کے پہونچے بقراط کو ہرکارون نے خبر دی کہ مضبوق آدم در و شہرت جہان پیما دونون
فریادی آتے ہین بقراط نے دونون کو سامنے بلوایا مضبوق کا حال دیکھکر بڑا افسوس کیا
کہا ای مضبوق بڑی تکلیف اُٹھائی مضبوق نے کہا اب غلام برسون مین صحت پائےگا
اسقدر خون جسم سے جاری ہوا کہ تھالے بھر گئے شہرت کو تشہیر کیا بقراط نے کہا کہ مین
فوج ساحران تمھارے ساتھ کرتا ہون مقابلۂ طلسم کشا مین جاؤ مضبوق نے کہا مین نام
طلسم کشا سے ڈرتا ہون وہ سار بان زادہ وہان موجود ہی ایسا نہ ہو اب کے مرتبہ مار ڈالے بقراط
نے کہا تم تک کوئی نہ آنے پائیگا اب لشکر ساحران لیکر جاؤ یہ کہکے آواز دی ای ساحران غدار
کون مضبوق کے ساتھ جائیگا کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو تباہ کرے ساحرون نے جو مضبوق
کا یہ حال دیکھا کانپ رہے ہین ایک ایک کا یہ قول ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو ہمارے ساتھ عیاری
کرے کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید آیا دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار کہ ساحرۂ نہایت حسین و جمیل ہی آگر
پہونچی کہا یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی یہ ساحر طلسم کشا سے ڈرتے ہین مین خوف نہ کرونگی فوراً
جاتے ہی لشکر پر آگ برساونگی بقراط نے حکم دیا پچیس تیس ہزار ساحر ہمراہ کیے شہرت
و مضبوق سیمین عذار کو ساتھ لیکر چلے منزل در منزل جاتے ہین ایک صحرا مین آگر اُترے
بارگاہین استادہ ہوئین سیمین عذار کرسی پر بیٹھی شہرت کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم جان اپنی لگا دینگا
اور عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا سیمین عذار کہتی ہی ای شہرت تمکو تکلیف نہ دیگی مین چلکر دو
آگ برساؤن کہ لشکر طلسم کشا کو امان نہ ملے آجتک جو ساحر گئے وہ جا کر طلسم کشا سے ملگئے

ایسے شخص کا زندہ رہنا بہتر نہین شہرت نے قریب آکر کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان
مجھکو یہ خوف ہی کہ اگر یہ قتل ہو جائیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون کا یہ افسر ہی وہ سب آوینگے
اور نائب اسکا مہتر قران کہ اُسکے بغدے کی پناہ نہین ہی ایسا نہو کہ حضور کو مارڈالے مین نے
نسخہ حاصل کیا ہی چاہتا ہون کہ آپ کو روئین تن بنادون تب اسکو قتل کرون اگر مہتر قران آئے
تو اُسکا بغدہ تاثیر نہ کرے روئین تن پر ضرب آہنی تاثیر نہین کرتی یہ سُنکر مضبوق بہت خوش ہو گیا
کہا اے شہرت کیا معقول بات تجویز کی ہی عمرو نے کہا اندر چلیے تو مین آپ کو روئین تن بناؤن یہ سنکر
مضبوق اندر آیا عمرو نے کہا لباس اُتار دیجیے مین آپ کو باندھ دون روغن رگ رگ مین تاثیر
کریگا آپ تڑپین گے مین اُسوقت خیال نہ کرونگا تھوڑی دیر کی تکلیف اُٹھائیے دروازے پر
اگرچند نگہبان بٹھائے اُسنے کہا کہ جب مین حکم دون تو برابر نوبت بجانا کوئی کیسیکی نہ سُنتا غرض
نقارہ نواز چوبین ہاتھ مین لیکر بیٹھے خواجہ نے مضبوق کو چوبیجا باندھا برہنہ تو کر ہی چکے تھے
آگ قریب موجود ہی نمک و مرچ بسیار کہا ہی اب خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا کہ او مضبوق سنم مہر
سپہر عیاری تیرا عیار تشہیر ہو چکا تجھکو کباب بناؤنگا اُشترے سے جسم اُسکا فگار کیا اسپر نمک و مرچ
ڈالا اسطرح مضبوق کو کباب بنادیا مضبوق غل مچاتا ہی کہ یارو دوڑو عمرو مجھکو مارے ڈالتا ہی
باہر نوبت و نقارے بج رہے ہین بقول شخصے کہ طوطی کی آواز نقارخانے مین کون سُنتا ہی اگر
کسی کے کان مین آواز گئی تو وہ کہتا ہی آقا روئین تن بن رہے ہین دیکھو غل مچاتے ہین خواجہ
نے سب مال و اسباب بارگاہ کا لیا مضبوق چیختے چیختے بیہوش ہو گیا سب اسباب لیکر باہر
نکلے شاگردون سے کہا عمرو کو لیجا کر قید کرو مین آتا ہون ایک پٹی محرا سے لے آؤن تو آقا کو
کھلاؤن کہ پکے روئین تن ہو جاوین شاگرد شہرت کو لیکر چلے خواجہ نکلکر طرف لشکر نورالدہر
کے روانہ ہوے راہ مین شاگردون نے شہرت کو تمانچے مارے جوتیان مارین وہ اشارہ منع
کرتا ہی ایک شاگرد نے کہا دیکھو صاحب بات نہین کرتا ایک نے کہا گردن پھولی ہوئی ہی
دوسرے نے کہا مُنھ مین تو ہاتھ ڈالو مُنھ مین ہاتھ ڈال کے گیند نکالا شہرت نے کہا یارو
مین ہون شہرت وہ ساربان زادہ تھا چل کے آقا کی تو خبر لو دیکھین اُنکے ساتھ کیا کیا ہی
شاگردون نے شہرت کا مُنھ دُھلایا اب منتین کرنے لگے کہ اُستاد ہمنے بھی جوتے مارے تھے

اِسی منھ پر دعویِ عیاری نہ پہچانا اب کہ تیرا کیا حال کرون منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار نعرۂ عمرو

گزان اُستادِ عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنگرشش آبیاری	جہان سرہنگ و زخنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

شہرت کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہورہا ہی عمرو نے جو نعرہ کیا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تا نیر کر چکی تھی اُٹھتے ہی گرا گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین کھڑے ہو کر سوچنے لگے خیال مین آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا آپ شہرت کی شکل بنے اور شہرت کو اپنی شکل بنایا بہ شہرت باہر نکلے نائکہ پیٹنے لگی کہتی تھی میری نوچی کہان گئی عمرو نے کہا ارے نہ گھبرا یہین ہوگی خواجہ نے اُسے صندوق سے نکالا تب نائکہ خاموش ہوئی خواجہ نے شاگردون کو بلایا اور اِشارہ کیا کہ گدھا لاؤ گدھے پر شہرت کو سوار کیا نرسنگھا منگوایا اِسطرح شہرت کو تشہیر کرتے ہوے لے چلے جو شاگرد سامنے آیا شہرت شاگرد کو دیکھکر غین غین کرنے لگا وہ مڑ سے جوتا منھ پر مار دیتا ہی کہتا ہی ارے گونگا بنا ہی غرض چند شاگردون نے جوتے اور تھپڑ مارے شہرت حیران ہی کہ شاگرد میرے مجھسے کیون باغی ہوگئے نرسنگھا پھنکتا ہوا ڈہل زن ساتھ ہر مرتبہ چوب لگاتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ہمارا جو ہمسے عیاری کرے اُسکا یہ حال مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو کو شہرت نے گرفتار کیا ہی تشہیر کراتا ہوا آتا ہی مضبوق نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کے شہرت سے کہو تمام لشکر مین پھرا چکے اب اُس ساربان زادے کو یہان لاؤ ہرکارے نے آکر خبر دی خواجہ یا تو بازار مین پھر رہے تھے یا حکم سُنکر پلٹے سامنے مضبوق کے آئے مضبوق نے بھی قریب آکر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے تو نے میرے عیار کو ذلیل کیا دیکھ اُسکا انجام کیا ہوا پھر کہا ای شہرت اِسکو دار پر کھینچ دے خواجہ نے کہا کہ اگر حضور کی یہی مرضی ہی تو مجھے کیا عذر ہی مین تو چاہتا تھا اِسے قید کیجیے میرے شاگردون کی قید مین رہیگا ایسے لوگ مقرر کرونگا کہ کیا مجال ہی زبان ہلا سکے مضبوق نے کہا ای شہرت ۱۱

شکست کھا کے آیا ہی جب وہان سے بھاگے تو مال ظاہری لُٹا آشنا ہمارے چند مسلمان بھی
تھے اُن مین ایک رسالدار تھے وہ بہت کچھ دیتے تھے اور آٹھوین دن آگر مجرا کرکے چلے جاتے
تھے وضعداری اُنپر ختم تھی ایسی شکست تھی کہ وہ سب چھوٹے مگر آپ مہتر لشکر ہین آپ کے
قول سے انکار نہین کرسکتی آپ کا کہنا بہ دل وجان قبول ہی جسوقت مزاج مین آئے تشریف
لائیے گا خانہ بے تکلف ہی لڑکی بھی آپ کو یاد کرتی ہی آپ کے آنے سے طبیعت خوش ہو گی بلکہ
وہ ہروقت کہا کرتی ہی کہ ہمارے لشکر کے مہتر صاحب بہت خوبصورت ہین ننھی ننھی آنکھین مثل
جگنو کے چمکتی ہین ناک بڑی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مینڈک بیٹھا ہی اور ایک بھجنی اور
چھوکری نے کہی ہی تمھارے گالون پر چند داغ جو چیچک کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ گوبر پراولے
پڑے ہین یا بے مونگھڑ کی جھجھری ہی قد ہی کہ تاڑ ہی یہ سب تقدیر کا بگاڑ ہی خلوت مین علٰحدہ جاکر
اُس سے باتین کرو وہ اپنا اشتیاق ظاہر کریگی جو دوگے وہ لے لیگی تمھارے حکم سے انکار
نہ کریگی شہرت خوشی خوشی نکلا عیارون نے پوچھا اُستاد آج بہت خوش ہو کیا عمرو مل گیا
شہرت نے کہا عمرو کے تو مقدمے کو مین نے ترک رکھا ہی مگر آج ایسی معشوق ملی ہی کہ میرا دل
بحال ہو گیا پانچسو روپے کا مہینہ دونگا اور اے برادران اُسکی نائکہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ
وہ خود مجھپر عاشق ہی یہ کہکے حمام مین آیا غسل کیا کپڑے بھاری پہنے عطر کا شیشہ اپنے اوپر
انڈیل لیا یا نہائے عیاری جسم پر لگائے اسطرح بن ٹھن کے چلا آکے دیکھا کہ کُٹنا دروازہ
پر کھڑی ہین شہرت کو جو آتے ہوے دیکھا جُھک کر سلام کیا کہا مہتر صاحب آئیے مین آپکی
مشتاق تھی پلنگ پر جاکے لیٹی نیند نہ آئی انتظار کر رہی تھی آپ نے کہان دیر لگائی آپ کو
ہمارا بالکل خیال نہین شہرت خوش ہو گیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا خیمے مین آیا دیکھا چھپر کھٹ
لگا ہی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین شہرت کو بٹھایا اختلاط کرنے لگی کبھی
پٹے پکڑ لیتی ہی کبھی تمانچہ مار دیتی ہی شہرت خوش ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی بڑی بھین ہی آخر اُس
نازنین نے گلابی اُٹھائی کہا مہتر صاحب جام تو نوش کرو شہرت تو خوش ہو رہا تھا جام
ہاتھ سے لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان کیسی شراب تھی کہ کلیجے مین آگ لگا دی نازنین نے ہنسکر کہا او بیوقوف

قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین
جوش سودا ہی سنے کون حکایت میری

ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی
ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری

قبر مین چھوڑ گئے مجھکو اکیلا احباب
محو دل سے ہوئی کیا ہاے محبت میری

سب نے چھوڑا مجھے تمپر جو ہوا مین عاشق
بس غم و درد نے کی آکے رفاقت میری

محبس دل مین مگر قید کیا ہی غم نے
کیا سبب ہی جو نکلتی نہین حسرت میری

مجھکو کیا ڈر ہی علی کا ہون غلام ای سطوت
بس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

شہرت نے دیکھا آخر وقت ہی جا بجا مجرے ہو رہے ہین ایک خیمے مین ایک مہ جبین نازنین دوازدہ سالہ نہایت حسین وجمیل کہ چہرے کی ضو پڑ رہی ہی گرد سپید حلقہ پڑا ہوا ہی جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہی کس لطف سے گا رہی ہی اور بتا رہی ہی اور گرد جو لوگ بیٹھے ہوے ہین سب بیل وے رہے ہین اہالی محفل کہہ رہے ہین بی گنّا کیا کہنا اسپر وہ نازنین چمک چمک کے مشتاقون کے سامنے گا رہی ہی شہرت نے جو جمال جہان آرا دیکھا پسینے پسینے ہو گیا اُس مجمع مین آیا سب جانتے ہین کہ لشکر کا مہتر ہی اُس نازنین نے جھک کر سلام کیا کہا میان مہتر صاحب آیئے نائکہ نے جھٹ پٹ پاندان کھولکر گلوری دی شہرت نے پانچ روپے پاندان مین ڈالدیے شہرت لگاؤ کر رہا ہی وہ نازنین ہر مرتبہ طرف شہرت کے دیکھکر یہ اشعار بصد غمزہ و ناز بتا کر گا رہی ہی

نظم

حسر تو نکا اسقدر مجمع ہی میرے دل کے ساتھ
سانس اب سینے مین آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ

ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان
یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ

ایسی مے نوشی کرین ساقی کے بھی اُڑ جائین ہوش
سوے میخانہ چلین ای یار ہم تم مل کے ساتھ

اسقدر فرط محبت ہی کہ بعد مرگ بھی ہا
روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ

پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین ہا
آہ مجنون اسطرح ہی بخدا مین محمل کے ساتھ

ہین بڑے جاہل وہ سطوت جو لطافت سے پھرے
شعر گوئی کا مزا کچھ ہی تو اِس کامل کے ساتھ

اِسطرح سے سامنے شہرت کے یہ اشعار گائے کہ شہرت مائل ہوا جھک کر اِسنے نائکہ سے پوچھا بی گنّا نوکری کرینگی نائکہ نے کہا مہتر صاحب جانتے ہو کہ آج لشکر مین انتشار ہی افسر ہمارا

تو تیرا سر کاٹ لیتا مگر دعا دے کہ صاحبقران کا حکم نہین ہی اب میرے مقابلے مین نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا میرے ہاتھہ سے مارا جائیگا تو نے سُنا ہوگا کہ مہنیر کا کیا حال کیا اُسی کے مالک کے ہاتھہ سے اُسکو قتل کرایا مضبوق نے شہرت کے منھ پر تھوک دیا کہا او بیحیا اِسی منھہ پر دعویِ عیاری ہی عمرو سچ کہتا ہی اگر چاہتا تو تجھکو قتل کر ڈالتا جا کر اُسکا شاگرد ہو ورنہ تجھکو وہ قتل کریگا شہرت نے کہا ای شہنشاہ مین فورًا جاتا ہون یا تو عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا ہرچند شاگردون نے کہا کہ اُستاد ہم بھی ساتھہ چلیں لیکن نہ مانا شہرت کو بڑا اقلق ہی کہتا ہی اب عمرو کو نہ چھوڑونگا مضبوق نے کہا ای شہرت اگر تجھسے کچھ نہ ہوسکے تو مین طبل جنگ بجواؤن سر میدان طلسم کشا سے مقابلہ کرون شہرت نے کہا تامل کیجیے کہ مین بڑی جستجو کرونگا یہ کہتا ہوا باہر نکلا لشکر مین خیمے اِستادہ ہین نازنینان مہ جبین و مہر تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین مجرا ہو رہا ہی چند نازنینین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہجر مین جسکے ہوئی حیف یہ حالت میری — جانتا بھی نہین افسوس وہ صورت میری
دوستو کیا کہون تغییر ہی حالت میری — عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری
بگڑے جاتے ہین صنم دیکھکے صورت میری — کیا بنائی بُری اللہ نے قسمت میری
دل مین قاتل کے ابھی تک ہی عداوت میری — ٹھوکرون سے وہ مٹاتا ہی یہ تربت میری
دم نکلجائیگا گھٹ کے یقین ہی دل کو — ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
چھو کے ہاتھونسے مرے قلب کو وہ کہتے ہین — سچ بتا دے اِسی دل مین ہی محبت میری
مہندی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے — یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
وہ نزاکت کے سبب آ نہین سکتے مرے پاس — مجھکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری
عشق مین مجھکو بھی ساتھہ اپنے کیا ہی برباد — دل شیدا نہین سنتا ہی نصیحت میری
اقربا دوست اگر ہونگے نہ گریان تو کیا — میری تربت پہ سدا روئیگی حسرت میری
عشق صادق مین یہ تاثیر ہی آنسو ٹپکین — دل لگا کر جو سُنین آپ حقیقت میری
تیرا دیدار میسر نہ ہوا آگئی موت + — دلکی دل ہی مین رہی ہائے یہ حسرت میری
سنگ دل جو کہ زمانے مین بہت ہی مشہور — آگئی اُس بُت کافر پہ طبیعت میری

گرفتار کرلیا قدرت کا حکم کب خالی جاتا ہی فرما دیا تھا کہ تو ہی غائب آئیگا وہی ہوا قدرت کا
فرمانا کیون خالی جاتا یہ اتفاق ہی کہ طلسم شکست ہو رہا ہی قدرت چپکے بیٹھے ہین وہ تو فرماچکے
ہین کہ جو بندے ہمکو بھولے ہوے ہین انکی سرکوبی کو مسلمانون کو بلایا ہی جب وہ قتل ہو لینگے
ایک دن مین مسلمانون کو غارت کر دینگے یہ باتین کرتے ہوے دربار مین مضبوق کے
پہونچے مضبوق نے کرسی بچھوادی عمرو کو سامنے ڈالدیا ساحر کرسی پر بیٹھا کہ شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اے سرخیل ساحران آج تمنے بڑا کام کیا اگر آجتک قدرت پہلے سے تمکو
بلاتے تو یہ نوبت بہم نہ پہونچتی مگر قدرت نے خیال نہ فرمایا اب ہوش آیا ساحر نے کہا مجھو طلسم
بچائیگا کیا بات ہی قدرت مین کرامات ہی کہ شہرت نے پھر عرض کی آپ کو تکلیف تو ہوگی
مجھکو روئین تن بنانے کو فرمایا تھا ساحر نے اشارہ کیا کہ کپڑے اتارو اور ایک غرقی باندھلو
شہرت نے کپڑے اتارے ساحر نے وہ کپڑے اپنی کمر مین باندھ لیے کہا اے شہرت یہ بھی
دستور ہی کہ روئین تن بننے والے کے کپڑے لے لیے جاتے ہین قدرت قاعدے مین لکھ
چکے ہین یہ کہکے جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُسمین سرخ عرق بھرا تھا وہ بدن پر شہرت
کے ملا ہوا جو لگی شہرت نے چاہا کھجاؤن ساحر نے منع کیا کہ کھجانا نہین ورنہ کچے رہجاؤگے
جب شہرت بیقرار ہوا تو ساحر صاحب نے کہا ایک پرانا جوتا لاؤ پشت پر اور سر پر شہرت
کے چند جوتے مارے شہرت نے کہا میان ساحر صاحب اِسکی چوٹ سے مجھکو راحت ملتی
ہی جب دس پانچ جوتیان مار چکے تو کہا اے شہرت مین جاتا ہون مگر یہ پرچہ کاغذ کا مین دیے
جاتا ہون اِسمین قاعدہ لکھا ہی اِسکو پڑھ لینا سب حال معلوم ہو جائیگا کاغذ دیکر ساحر صاحب
بیرون بارگاہ نکلے سب نے دیکھا کہ غائب ہو گئے جب شہرت بدن کی کھجلی سے بہت بیقرار
ہوا شاگردون سے کہنے لگا پرانی جوتیان لاؤ پشت و پہلو پر لگاؤ پھر شہرت نے کہا کاغذ تو
دیکھو کیا قاعدہ لکھا ہی اب کپڑے پہنون یا نہ پہنون شاگردون نے کہا اُستاد ضرور ملاحظہ ہو
ابھی سے دیکھنے پر حال کھلیگا کاغذ کو کھولا دیکھا بخط جلی لکھا تھا کہ اے شہرت تو بڑا بے غیرت
ہی کہ سر دربار جوتیان کھائین کپڑے تیرے اور رکسوت عیاری مین لے آیا اور پھر مجھے دعوی
ہی شرم نہین کرتا اُسکے بعد لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری اگرچہ چاہتا

شاگرد ون مین غل ہوا کہ دیکھیے اُستاد کمال کرلائے زندہ باش خداوند تقبر اطر کی تقدیر کیا خالی جائیگی کیا تقدیر برجستہ کی ہم لوگ بہت خوش ہوے کہ سار بان زادہ گرفتار ہوا اب اسکو ہم بہ ذلت قتل کرینگے اسطرح اسکو مارین کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اِسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور ہم لوگون کو ترس نہ آئے یہ صلاحین کر رہے ہین کہ ساحر پشتارہ عمرو کا لیے ہوے قریب آیا کہا مہتر صاحب لیجیے اسکو لیجائیے چاہیے قتل کیجیے چاہیے قتل کے بدلے بخشدیجیے شہرت نے کہا دربار مین تشریف لیچلیے مضبوق بھی آپ کے مشتاق ہین عمرو نے کہا مین جھپٹا ہوا آگیا اور پھر جلدی آیا تھک گیا ہون اب قدم نہین اُٹھتا شہرت نے کہا تخت منگواؤن ساحر نے کہا خوشی تمھاری دربار مین ایک مطلب ہوگا کہ تمکو روئین تن بناؤنگا اور تمھارے آقا کو بھی روئین تن بنادونگا جب دونون روئین تن ہو جاؤگے تو کوئی پیغمبر قتل نہ کرسکیگا اِسپر شہرت بہت خوش ہوا اور تخت منگوایا ساحر تخت پر سوار ہوا اور عمرو کا پشتارہ آگے رکھ لیا عیار اُچک اُچک کے دھولین مارتے جاتے ہین اور ساحر صاحب منع کرتے ہین کہ بھائیو کیون ذلیل کرتے ہو دربار مین چلکر بار تا بر وقت قتل سب بدعتین کرلینا کون تمھین روکیگا اتنو قبضے مین آیا ہی کبھی عمرو کو یہ ذلت نصیب نہین ہوئی جو عیار آیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا شاگرد کہتے ہین اُستاد ساحر صاحب سچ کہتے ہین کہ اِس سرحد مین مہمیز سبک رو کیسا عمدہ عیار تھا بیٹی اُسکی ملکہ نسیم سبک خیز اُن دونو نکو اِسنے ذلیل کیا مہمیز کو اُنھین کے ہاتھ سے قتل کرایا اور نسیم کو بیاہ کے لے گیا سبکو عمرو کی عیاری پر حیرانی تھی سب کو یقین تھا کہ نسیم غالب آئیگی جب وقت پڑا تو کچھ نہو سکا یہی ساربان زادہ گرفتار کرکے لیگیا مضبوق کو خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا اُٹھ ہی دھوم سے لیے ہوے آتے ہین بے اختیار بارگاہ سے اُٹھا دروازے پر بارگاہ کے آکر ٹہلنے لگا اب جو سر اُٹھایا دیکھا ایک ساحر نہایت کہن سال تخت پر بیٹھا ہی اور عمرو سامنے بند ھا پڑا ہی شہرت جہان پہلا پایہ تخت کے ہاتھ رکھے ہوے سب عیار گھیرے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا سارے لشکر کے سپہ سالار دوڑ پڑے ہین تخت کے ساتھ آتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہو کہ قدرت نے کیا تقدیر کی اپنے راندہ دار کو بھیجا اُسنے آتے ہی عمرو کو

مرکوب مسلمانان کبتک عبادت کرو گے تمہاری عبادت قبول ہوئی فلان صحرا مین جاؤ اور
ہمارا بندۂ خاص شہرت جہان پیما عمرو کے ہاتھ سے حیران ہو رہا ہی عمرو کو گرفتار کر کے اُسکے
حوالے کر دو خبردار تامل نہ کرنا لہذا مین تین منٹ مین یہان آیا ہون کجا سرحد ترکستان کجا
یہ مقام ہندوستان مگر خداوند بقراط کا کہنا بدل وجان قبول کیا ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت
چھوٹے تھے مگر تقدیرین رگ وپی مین بھری تھین اُس کھیل مین بھی قدرت نمائی تھی ہم لوگ
ساتھ کھیلتے تھے ایک دن قدرت نے کھیلتے کھیلتے مجھسے کچھ ہنسکر کہا اور کہا ذرا اور درخت کے
پیچھے چلو مین بھی بچپن سے نیز وطرار تھا جب درخت کے پیچھے گیا تو قدرت مجھے ڈھونڈھنے
لگے مین نے پلٹ کر ایک چپت ماری اور ایک لات ماردی قدرت تو منھ کے بھل گر کے
رونے لگے مین بھاگ گیا جب قدرت میرے سامنے آئے تب مین نے قدرت کو پتہ دیا
کہ مین وہی ہون کہ بچپن مین بے ادبی ہوئی تھی مگر معاف فرمایئے قدرت نے گلے سے لگایا
اور کہا اے سرہنگ جادو قدرت کا کیا کچھ حرج ہو گیا تھا تمھارا وہی تقرب ہی مین مدت
سے تمکو تلاش کرتا تھا اب خبر معلوم ہوئی کہ یار غار ہمارا غارہ افراسیاب مین ہی اور یہ بھی
خبر سُنی کہ پوچھ کر رہا ہی بس اب تم بہت جلد وہان جاؤ اے شہرت جہان پیما تم کسکے ساتھ ہو
شہرت نے جواب دیا کہ مضبوق آدم درہ پہلوان جہان ہی اگر طلسم کشا سے دبتا ہی اگر
مقابلہ پڑے تو بھی غالب ہو مگر قصد ہی نہین کرتا ساحر نے کہا مین اُنکو تمکو دونون کو ردئین تن
بنا دونگا اسیر اگر باندھنا خالی نہ جائیگا یہ کہکر وہ ساحر پلٹا کہا تم اسیج مقام پر کھڑے رہنا دیکھا
سب نے کہ وہ ساحر تھوڑی دور جا کر غائب ہو گیا شاگردون نے کہا اُستاد دیکھیے ایک تو
یہی کمال ہی کہ نظرون سے ہم سب کی غائب ہو گئے اب لشکر طلسم کشا پر پہونچے ہونگے یہ سنکر
شہرت نے ہنسکر کہا صاحبو اُسکی کیا بات ہی صاحب کشف وکرامات ہی صورت نورانی سحر
مین لاثانی یہ خالی نہ پلٹےگا شہرت سب شاگردون کو لیے کھڑا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ ساحر
پشتارہ بدوش آتا ہی عمرو پشتارے مین بندھا ہوا ہی خواجہ نے یہ کیا کہ راہ مین جا کر کھڑے
ہوے قضاے کار ایک گنوار اُدھر سے نکلا اُسے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکے
اپنی صورت بنا کر لے بھاگے شہرت نے جو دیکھا کہ وہی ساحر پشتارہ بدوش آتا ہی سب

اُنکو بلایا اور کہا کہ یارو وقت مشقت ہی کنارے پر لشکر کے اہتمام کرو کہ کوئی غیر نہ آنے پائے کیونکہ
ساربان زادے نے اقرار کیا ہی شاگردون نے کہا ہم چہار جانب سے لشکر کو گھیرے لیتے ہین
دن رات برابر چوکی پہرہ دینگے آپ خاطر جمع رکھیے پانچ سو شاگردون نے لشکر کو گھیر لیا اپنے
بیگانے کو آنے نہین دیتے جو آتا ہی وہین سے پکار دیتے ہین کہ بھائی اسطرف نہ آؤ یہ خبر خواجہ
نے سُنی کہ یہ انتظام ہوا ہی پانچ سو شاگرد لشکر کو گھیرے ہوے حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین
یہ سُنکر طرف لشکر دشمن کے چلے راہ مین شبرنگ سے ملاقات ہوئی شبرنگ نے کہا قبلہ و
کعبہ مین بھی چلون خواجہ نے کہا بیٹا انتہا کی روک ٹوک ہی پانچ سو ایک بچہ لشکر کو گھیرے ہوے
ہی کسی کے آنیکا حکم نہین پس تم چلکے کیا کروگے مین بھی نہ جا سکونگا خواجہ یہ باتین کر کے یکہ و
تنہا چلے دور سے دیکھا کہ عیاران کفار حاضر باش و ناظر باش کر رہے ہین انتہا کا انتظام ہوا تو
خواجہ بہت پریشان ہوے مگر پھر سوچے کہ جانا ضرور ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنے اور اُسی طرف چلے شاگردون نے بڑھکر روکا اور پکار کر کہا میان
ساحر صاحب اِدھر نہ آؤ ساحر نے کہا ہمکو جانتے ہو کہ ہم کون ہین مسلمان کش ہمارا نام ہی ذرا اپنے
اُستاد کو بلا لاؤ تو ہین عمرو کو گرفتار کر لاؤن شاگردون نے جو یہ حال سُنا خوش ہوگئے دوڑے
ہوے پاس شہرت کے آئے کہا اُستاد چلیے ایک ساحر کہنہ رہنے والا غارہ افراسیاب کا
بحکم خداوند آپ کی مدد کو آیا ہی آپ چلیے تو عمرو کو گرفتار کر لائے یہ سنکر شہرت خوش ہوگیا اور
خوشی خوشی آیا آگے دیکھا کہ میان ساحر صاحب ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور سحر پڑھ رہے ہین
کلوا بھیرون نارسنگھ لونا چماری گوگل داس مرچیا جن سیکے پل والا پیپل کے پیڑ والا ہنومنت سنگھ
مہابیر کوئل داس سیتا ستی گورا پاربتی دریا سنگھ حباب خان گورا کالا سانولا نیلا پیلا بھوت
پلید پکڑے جانے والے کی عید خبر دار نہ چھوڑیو دشمن کو گردن پکڑ کے لائیو اب ڈھونڈھکر کہاں جھیو
جہان پر ہو ڈھونڈھ کے لائیو ٹیڑھے زمین کے ہلائیو شہرت نے جو دور سے دیکھا کہ ساحر بیٹھا
ہوا بکبلا رہا ہی جھپٹ کر قریب پہونچا جا کر سلام کیا ساحر نے گلے سے لگایا کہا اے فرزند مین غار
افراسیاب مین بیٹھا عبادت کر رہا تھا یونے دو سو خداوند جمع تھے سب کو سجدہ کر رہا تھا مگر
جسوقت خداوند لقا کا نام لیا وہ سامنے پیدا ہوے مجھے کہا اے سرہنگ سرہنگان وای

پاس آئے کہا ای افسر ساحران کیا خوب سحر کرتے ہو اگر مجھکو حکم ہو تو مین جا کے گرفتار کر لون یہ
سُنکر ہوشنگ نے کہا تو کیونکر گرفتار کریگا خدمتگار نے کہا دیکھیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا کس
رنگ سے گھبراتے ہین جا کر کمند مارونگا ملاحظہ کریجیے ہوشنگ پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند
گلے مین ڈالدیے ہوشنگ پلٹا حباب بیہوشی ماردیا ہوشنگ بیہوش ہو کر گرا خواجہ
نے خنجر مارکے شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اُسکا کہ نورالدہر نے سب کو تلوار کے نیچے رکھ لیا
ہزارہا کافر مارے گئے طہماس نے جو خبر سُنی کہ آقا وہان گھرے ہوے ہین طہماس فورًا
سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ مضبوق بھاگ چکا تھا نورالدہر نے لڑائی فتح کی عمرو
نے خوب حقے ہاے آتش بازی مارے مرنے سے ہوشنگ کے لوگون کے جی چھوٹ گئے
آپس مین کہتے تھے کہ بڑا مددگار مارا گیا اگر ہوشنگ زندہ رہتا تو طلسم کشا کو گرفتار کرادیتا
حقیقت مین اُسنے کیا کیا سحر کیے مگر عمرو ایسا عیار موجود تھا وہ ہر مرتبہ طلسم کشا کو ہوشیار کرتا تھا
شہرت نے بھی صلاح دی کہ حضور اِسوقت ٹل چلیے پھر مین وعدہ کرتا ہون کہ ساربان زادے
کو پکڑ لاؤنگا اور طلسم کشا کا گرفتار ہونا کوئی بات نہین ہی جب قصد کرونگا پکڑ لاؤنگا لیکن
ساربان زادے سے جان بچانا دشوار ہی تدبیرین نے کی ہی ضرور نورالدہر کو گرفتار کرونگا
کیا میرے ہاتھ سے بچ سکیگا مگر اِسوقت لڑائی بگڑ گئی ہی ٹھہرنا حضور کا مناسب نہین ہی
ایسا نہو کہ آپ پہ کوئی چشم زخم پہونچے تو غضب ہوجاے ہمارا بھروسہ آپ ہی سے ہی
آپ سر پر ہاتھ رکھے رہین مین سب تدبیرین کر لونگا مضبوق نے یہ باتین سنکر فرار پر قرار
کیا دس کوس پر آکے ٹھہرا وہان بارگاہ اِستادہ کرائی ہر چند کہ بارگاہین لٹین مگر ایک بارگاہ
کھنہ کھینچ کھانچ کر لیگیا ہو مگر جب شہرت بھاگنے لگا تو عمرو کا سامنا ہوا عمرو نے للکارا شہرت
نے کہا او ساربان زادے یہ وقت تو ہماری شکست کا ہی جہان جا کر اُترونگا ضرور اگر تجھکو
گرفتار کر بھجواؤنگا خواجہ نے کہا ای شہرت سر بارگاہ تمھارے کپڑے اُترواؤن اور جوتیان
مارون اور ایسا ذلیل کرون کہ اگر غیرت دار ہو تو پھر نہ منھ دکھاؤ اور بے غیرت کی بلا دور
ہی آج بھی مرد ربارہ دیکھو تمھارے کیسا چونہ لگایا خیر اب تو بھاگ جاؤ مین آگے تمسے فرود
سمجھونگا شہرت تو بھاگ کر نکلگیا دس کوس پر جا کر اُترا پانچ سو شاگرد اِسکے موجود ہین

ای صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے — باغ مین جا کر تو ای سرو خرامان رہگیا
حسن ہی بھی عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہی — گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا
کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل — بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا
راہ وحشت مین نہین اندیشہ پست و بلند — گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا
جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز — مرگ صاحب خانہ ہی فاقہ جو مہمان رہگیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل — شکر ہی گردن تک آتے آتے احسان رہگیا
کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون — روشنی جاتی رہی سر و چراغان رہگیا
شام ہجران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل — سانپ کو کچلا پر آتش گنج پنہان رہگیا

اس نازنین نے یہ اشعار اِسطرح سے گائے کہ نور الدہر لڑتے لڑتے متوجہ ہوے ہاتھ روکا وار پڑنے لگے خواجہ نے دیکھا یہ کیا معرکہ ہوا پکار کر آواز دی ای فرزند نوح دیکھو ہوشنگ برابر سحر کر رہا ہی آخر اپنے کو ظاہر کیا قریب مضبوق کے پہونچا کہا ای پہلوان تجھکو جرات پر بڑا ناز تھا مگر تجھسے کچھ نہ ہو سکا اب ایسے مین طلسم کشا کا ہی پشت سے جا کر مار لے یہ سنتا تھا کہ مضبوق جھومتا ہوا چلا چاہا پشت پر سے آکر ہاتھ مارون نور الدہر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ سحر ہوشنگ ہی اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو نور الدہر نے اسم لوح کو پڑھا ہی کہ مضبوق نے آکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا یکایک جھناٹے کی صدا بلند ہوئی مضبوق نے چاہا پلٹ جاؤن مگر سامنے سے ملک الموت کے زندہ پلٹنا دشوار تھا نور الدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا مضبوق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود سر سے مضبوق کے گرا مضبوق نے خود کا بھی خیال نہ کیا ننگے سر بھاگا اور پہلوان بیچ مین آگئے اُنسے تلوار چلنے لگی ہوشنگ نے دور سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سحر کی تاثیر مٹی دوبارہ سحر کیا کئی نازنینان مہ جبین گاتی ہوئین سامنے آئین مگر اسم جو ورد زبان ہی اُسکی برکت سے قریب نہ آسکین ناچار ہو کر پلٹ گئین کہا ای ہوشنگ ہمارا فقرہ نہین چلتا طلسم کشا لوح کو دیکھ رہا ہی اسم خدائے نادیدہ ورد زبان ہی سحر تاثیر نہین کرتا مگر خواجہ نے ہوشنگ کو باتین کرتے ہوے دیکھا بشکل خدمتگار ہوشنگ کے

زوال دولت اہل کرم ہمی خواہد + گروہ اہل حسد تیرہ باطن و او باش
اگرچہ مہر فشاند ز اوج گردون سوزنہ کند غبار حسد کور دیدۂ خفاشش
ببزم دہر شود تازہ ہر زمان اجلاس ہمیشہ مسند تازہ بگستر و فراشش
برائے نشو و نمائے چمن بہر موسم بباغ دہر کند باغبان تراش و خراشش
بغیر ذکر الٰہی اگر شود گویا + + بکام حضرت الشان زبان نبودی کاشش
نکوئی کن کہ بیابی جزائے نیکی نیک مکن بدی کہ بدی را بدی بود پاداشش
بجوش غصہ مشو ہمچو برق در تب و تاب. زحلم آب بر آتش چو ابر نیسان پاشش
زانقلاب زمانہ مدار در دل رنج + + بحال خویش بہر حال ہند یا خوش باشش

کہ جلاد نے چاہا خنجر ماروں خواجہ کو تاب نہ باقی رہی گوشے سے آکر تیغ مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا وہ مارا کا تلڑ ہوا مصبوق نے دیکھا کہ لاشہ جلاد تڑپ رہا ہے گنہگار بیٹھا ہے جھلا کر کہا کہ یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا کر اپنے سر پر مار لیا دوسرا جلاد لاؤ مجمع سے جلاد نکلا خنجر چمکاتا ہوا قریب آیا کہا ای شاہ جسکا حکم دیجیے سر کاٹ لوں شہرت بھی دیکھ رہا ہے کہ خواجہ بڑھکر نورالدہر کے قریب آئے اشارہ کیا کہ سنبھل کر بیٹھو مین خنجر مارتا ہوں شہرت نے کہا ارے یہ جلاد کیسی چکنی چپڑی باتین کر رہا ہے شہرت کے ایک شاگرد نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون خواجہ نے اسکو خنجر مارا وہ عیار جو گرا تلڑ ہو گیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلائے روزگار ہے عمرو نے جلدی مین ہتھکڑی نورالدہر کی کاٹی نورالدہر نے قید کو توڑ کر پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے ایک پہلوان قریب تھا اُس سے تلوار چھین لی لڑنے لگے ملحوظ رہے کہ لوح طلسمی گلے مین ہے ہوشنگ کہ رفرف سے وعدہ کر کے چلا تھا اِس پہلوان کو بھیجکر آپ بھی آیا دیکھا تلوار چل رہی ہے جب بہت گھبرایا ایک دستک دی کہ پہلوے بارگاہ سے ایک مہ جبین با ناز و کرشمہ یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پنہان رہگیا
بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم توبہ کی ولیکن داغ داماں رہگیا
جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

حقیقت مین ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر شہرت نے جھپٹ کر نخل کی آڑ پکڑی پشتارہ گوشے مین رکھدیا آپ خالی ہاتھ سامنے آیا کہا یار مین راہگیر ہون آپ لوگون نے ناحق گھیرا چادرہ کاندھے پر رکھا تھا اُسکو آپ پشتارہ سمجھے اب لوگ حیران ہوے کہ حقیقت مین یہ تو خالی ہاتھ ہی کہ خواجہ بھی آکر پہونچے دیکھا ایک عیار کو سوار گھیرے ہوے ہین مگر پشتارہ نہین ہی خواجہ نے فرمایا یارو ہٹ جاؤ مجھے اِس سے بات کرنے دو سوار ہٹے خواجہ قریب آئے فرمایا مسٹر صاحب تمھارا کیا نام ہی عیار نے کہا شہرت جہان ہیچ میرا نام ہی مضبوق کا عیار ہون براے خبر لشکر آیا تھا آپ لوگون نے ناحق گھیرا خواجہ دھوکے مین آگئے فرمایا اِسکو جانے دو سوار الگ ہوے شہرت پلٹا گوشے مین آکر پشتارہ اُٹھایا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا چلا خواجہ پلٹے کہ جاکر سورہون کہ چند خدمتگار روتے ہوے آئے عرض کی کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا خواجہ یہ سُنکر جھپٹے دور سے دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی خواجہ نے للکارا مگر وہ نکل گیا خواجہ صورت بدلکر بارگاہ مین پہونچے دیکھا مضبوق نے نورالدہر کو مسلسل کرکے ہوشیار کیا نورالدہر بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے سلام کیا مضبوق نے جھلاکر کہا ای طلسم کشا کیا دعوی ہی کہ اب بھی بل کرتے ہو نورالدہر نے جوابدیا کہ او مکار عیار کے بھروسے پر یہ غرہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است فرد

سپر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ؎ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤

مضبوق نے جھلاکر کہا جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر گو گلے کا خط کھینچا خنجر پکڑ کے کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ای شہریار حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہی اِسکے خون کے دعویدار بہت ہین چہار طرف سے بلوہ کرینگے باپ اُس جوان کا شاہزادہ بدیع الزمان سرفتنہ ملک سنجان جسنے گنجاب کو شکست دی ہی۔ یا جوان اسکے سردار آئین گے کس کسکو جواب دیجیے گا مضبوق نے کہا مین سمجھ لونگا تو سر کاٹ ے جلاد تیغہ کھینچکر قریب سر نورالدہر آیا نورالدہر نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار رہے تھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز بندہ نواز ای کریم و رحیم فضل کر رحم اپنا شریک کر

نظم

ز صفحۂ دل و جان نقش غیر حق بتراش	ز لوح خاطر خود حرف ما سوا بخراش

روباہ کا بچنا دشوار تھا چمک کے تلوار گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری برق جہندہ تھی کمر تک
گینڈے چار ٹکڑے کیے مدقوق کا مارے جانا کہ بڑے بڑے پہلوان تھرا گئے ایک ایک
کا قول تھا کہ وہ پہلوان آج مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا ہر چند پہلوانون نے کہا مگر مضبوق نے
کہا کہ طبل بازگشت بجواو فوراً طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بارگاہ مین آکر اکیلا بیٹھا حکم دیا
کوئی ہمارے سامنے نہ آئے مگر عیار اسکا شہرت جہان پیما اسنے جو خبر سنی کہ آقا اکیلے بیٹھے
ہین پردہ اٹھا کر سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین
آپ کو بہت پریشان پاتا ہون امیدوار ہون کہ صاف صاف ارشاد فرمائیے تاکہ غلام اسکا
انتظام کرے مضبوق نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شہرت کیا بیان کرون بھائی
صاحب کے مارے جانے سے دل کانپ گیا ایسے زور شور سے طلسم کشا نے اسے مارا کہ دل
خائف ہو گیا اگر ہو سکے تو عیاری سے گرفتار کر لاؤ اور دوسرا جو وہ دیو بچہ ہے اسکو بھی گرفتار
کر لا مین ان دونون کو قتل کرلون تو پھر کسی سے خوف نہین سارے لشکر کو تباہ کر دونگا
شہرت نے کہا غلام ابھی جا کر لاتا ہے غرض صورت بدلکر چلا لشکر نور الدہر مین آیا بارگاہ کا
حال دریافت کیا طرف بارگاہ نور الدہر کے چلا دیکھا بارگاہ استادہ ہے ایک گوشے مین آکر بیٹھا
نقب کھودتا ہوا چلا پہر رات رہے آکر بارگاہ مین پہونچا سر نکالکر دیکھا کہ شمع ہاے مومی اور
کافوری روشن ہین عطر کے شیشون کے منھ کھلے ہوے ایک جانب لخلخے چھپرکھٹ بچھا ہوا
اسپر شاہزادہ سو رہا ہے شہرت نے اول شمع ہاے کافوری و مومی گل کین دو شمع روشن رہنے
دین کہ ایسا نہ ہو اندھیرے مین کسی ظرف پر پاؤن پڑے تو کم ظرف کہلاؤن یہ انتظام کرکے
قریب چھپرکھٹ کے آیا بیہوشی نکالی کپڑے مین رکھکر برابر دماغ کے لگا دی شاہزادہ چھینک مار کر
بیہوش ہوا شہرت نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب مین پھاند پڑا اسی طرح راہ طے کرکے
نقب سے نکلا خواجہ ایک دوکان پر شہدے بنے ہوے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی دیکھا
کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے للکار کر آواز دی او جانے والے کہان جاتا ہے میر طلایہ کو آواز
دی کہ ای میر طلایہ دیکھو یہ شخص پشتارہ بدوش جلتا ہے دیکھ لینا کہ پشتارے مین کیا ہے خواجہ
نے یہ آواز جو دی صدران ماہ منظر کہ طلاے پر تھا آواز خواجہ کی سنکر دوڑا جا کر دیکھا

مگر کسی دیو کو ساتھ نہین لیا یہ اُنھین کا پوتا ہی یہ بھلا کب دیو کو ساتھ رکھیگا مگر ہمارے آقا کیا کہتے
ہین کہ دیو کو دیکھا اور اُس سے مقابلہ بھی کیا مگر مضبوق آکر بیٹھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی
پر فوراً چوب پڑی ہرکارون نے نورالدہر کو خبر دی طہماس کا حال سُنکر نورالدہر مسکرائے
اور خود بھی طبل جنگی کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین لشکرون مین طبل جنگی بج رہے ہین سلاح
درست ہو رہے ہین چار پہر رات اِسی تیاری مین گذری کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ادھر
نورالدہر سوار ہوے اُدھر سے مضبوق گینڈے پر سوار ہوا غرور مین بلبلاتا ہوا میدان
مین آیا دیکھا کہ وہی جوان ساطور کاندھے پر رکھے ہوے آگے لشکر طلسم کشا کے جھوم رہا
ہی صورت طہماس کی دیکھکر ڈرا اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل مرکب بادرفتار
پر سوار سب سردار گھیرے ہوے آیا لوگو نسے پوچھا یہ جوان کون ہی اِسکے سردارون نے کہا
یہی طلسم کشا ہین نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان ایک پہلوان کو مضبوق
نے اِشارہ کیا کہ میدان مین جاکر طلسم کشا کو للکار اگر وہ تیرے مقابلے مین آئیگا تو مین اُنکو
دیکھونگا کہ کیا طریقہ جنگ ہی مدقوق کرگدن سوار مضبوق کا بھائی گینڈا چمکا کر میدان
مین آیا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا میرے مقابلے مین آؤ مین تمہارا بڑا
مشتاق ہون نورالدہر نے مرکب طلسمی اُڑایا گھوڑا آہو چشم شیر خشم کوہ سرین کوہ کفل
گلے مین سونے کی ہیکل دُم سے چنور کرتا ہوا طرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا نورالدہر
نے چمکار کر روکا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ زمین ہلگئی مدقوق چاہ چشم شاہزادے کا دیکھکر
جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا کہ اے طلسم کشا اگر میرے ساتھ چلو تو مین اپنے
بھائی صاحب سے صفائی کرادون بہت رحم دل ہین فوراً مہربان ہونگے اپنے لشکر کا تمکو
سپہ سالار کرینگے نورالدہر نے کہا او بیوقوف کیا بیہودہ بکتا ہی کچھ جرأت دکھا یہ میدان
کارزار ہی زبان تیغ سے جواب دے یہ سُنکر مدقوق نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُسکا
ہوائی کیا اُسنے گرز مارا نورالدہر نے تلوار سے قلم کیا گرز کا کٹنا کہ مدقوق گھبرایا چاہا کہ
سامنے سے چلا جاؤن مگر تیغۂ طلسمی نیام انتقام سے کھنچا خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ مارا
تیغۂ برق مثال جو چمکا مدقوق کی آنکھ مین اندھیرا آگیا چاہا کہ بھاگون مگر شیر کے پنجے سے

بل کرتا ہوا جاتا ہی پہلوانون نے چاہا ساتھہ وین اسنے سب کو جھڑک دیا کہا میرے ساتھہ نہ آؤ
مین یکہ و تنہا جاؤنگا قضائے کار طہماس بن عنقویل دیوپرور کنارے پر لشکر کے انتظام
کر رہے ہین دیکھا کہ ایک پہلوان آتا ہی پکار کر کہا ای پہلوان ادب سے آ نہین جانتا کہ یہ لشکر
طلسم کشا کا ہی تجھہ ایسے بہت سے آئے اور مارے گئے کیون اسقدر گھمنڈ کرتا ہی اور دیو کو
اڑاتا ہوا آتا ہی میرا آقا ے نامدار دیو بند و دیو کش ہی مضبوق نے قریب آکر کہا سامنے سے
ہٹ جا طہماس نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور شرفا سے یون بات کرتا ہی بات
کرنا تو سیکھہ ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ تجھکو قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر طہماس نے ساطور اُٹھایا مضبوق
نے دیکھا کہ سترہ سو من کا ساطور اگر یہ پڑیگا تو کیا حال ہوگا ساطور کو دیکھکر گھبرایا چاہا گینڈے کو
پھیرون طہماس نے للکارا کہ او بھگوڑے کہان بھاگا جاتا ہی مضبوق نے پلٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا تیغہ ٹوٹ گیا قبضہ جو ہاتھ مین باقی رہا وہ اسنے کھینچ مارا
جیسے ہی قبضہ مارا طہماس نے خالی دیا قبضے کا خالی جانا کہ مضبوق گھبرا گیا طہماس نے
ساطور مارا لنگر ساطور کا دیکھکر سوچا کہ اگر یہ پڑیگا تو دو ہی ٹکڑے ہونگے گینڈے سے کود پڑا
ساطور گینڈے پر پڑا گینڈے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس نے جو دیکھا کہ گینڈا مضبوق
کا مارا گیا اور یہ مغرور بچا للکارا کہ ایک ضرب لیتا جا مگر مضبوق نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا
جاتا ہی لشکر مین اسکے پہلوان کھڑے تھے اُنھون نے دیکھا کہ مضبوق بھاگا ہوا آتا ہی آگے
بڑھکر پوچھا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان آپ کیون بھاگ آئے مضبوق نے
کہا لشکر طلسم کشا کا نگہبان ایک دیو ہی اُسنے میرا گینڈا مار ڈالا مجھکو بھی مناسب معلوم ہوا
کہ اب ٹھہرنا مناسب نہین چلا آیا میدان مین سمجھ لونگا اور طلسم کشا پر بہت طعن و تشنیع کرونگا
کہ کیا سمجھے کہ ہم لوگون سے مقابلے مین آئے ہو دیو کے بھروسے پر مقابلہ کرتے ہو یقین ہی
شرما جائے مگر مین اُسکو گھیر گھار کر مار لونگا میرے ہاتھہ سے کبھی کوئی بچا نہین جس سے مقابلہ
کیا اُسے چیر پھاڑ کر کھا گیا آج یہ جوان بچا مین سوچا کہ دیو کو میدان مین مارونگا یہ کہتا ہوا طرف
بارگاہ کے چلا ساتھہ والے کہتے ہین کہ ہمارے آقا کیا کہتے ہین یہ مسلمان دیو کو ساتھ نہین
رکھتے خبر مشہور ہی کہ صاحبقران اُٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے کیسے کیسے دیو مارے

زندگی مین کیا مجال ہی کہ طلسم کشا قلعے مین آسکے یہ کہکے آواز دی ای ہوشنگ مردار خوار طلسم کشا کو جا کر روکو ایک ساحر مہیب وضع پہلو سے قصر سے آیا سلام کرکے براے انتظام چلا لیکن حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون اُڑا ہوا جاتا تھا ایک صحرا مین دیکھا ایک پہلوان ہی اکھاڑا کُھدا ہوا ہی شاگردونکو زور دلا رہا ہی کئی سو پہلوان گرد فوج بے حساب اُتری ہوئی ہی ہوشنگ اُترا اُس پہلوان سے ملاقات کرکے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی پہلوان نے کہا مضبوق آدم در میرا نام ہی اسی صحرا مین رہتا ہون جسکے مقابلے مین گیا چیر پھاڑ کر کھا گیا میرے ہاتھ سے کوئی بچتا نہین یہ سنکر ہوشنگ نے کہا براے مقابلہ طلسم کشا جاؤ اُنکو گرفتار کر لاؤ مضبوق نے کہا مین اگر جاؤنگا تو چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا میرے ہاتھ سے زندہ بچنا دشوار ہی اُسیوقت مضبوق سوار ہوا اسب پہلوانون کو ساتھ لیا براے مقابلہ طلسم کشا چلا اگر گلنار رفرف سے رخصت ہوئی قریب طلسم کشا آئی کہا ای شہریار ہوشنگ مردار خوار حضور کی فکر مین چلا ہی جہانتک بن پڑے اُسکی فکر کیجیے نور الدہر نے کہا انشاءاللہ بعد اداے نماز ظہر مین لوح دیکھونگا جو حکم دے وہ بجالاؤن گلنار خاموش ہو رہی کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو نامدار سامنے آئے احوال قتل کاکل کشا بیان کیا اور کہا کہ ای فرزند مین پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال تمھارے مقابلہ مین آتا ہی بڑا اُسکو اپنی جرأت کا دعویٰ ہی کئی سو پہلوان اُسکے ساتھ ہین مین دیکھکر بھاگا کہ جاکے فرزند کو خبر کرون نور الدہر نے کہا مین ہوشیار ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا مضبوق گینڈے پر سوار تین سو پہلوان ساتھ چہار جانب سے گھیرے ہوے بلبلاتا ہوا آیا مقابلہ نور الدہر مین اُترا ساتھ والون سے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر دربار طلسم کشا کو دیکھون معلوم ہو کہ کیسے کیسے پہلوان اُسکے دربار مین ہین ایک دو کو لیتا بھی آؤنگا شاید بھاگ جاے اگر اُسکی موت ہی تو مجبوری سب نے کہا حضور آپ کا جانا بہتر نہین ہم لوگون کو حکم ہو جسکو آپ فرمائیے وہ جاے جیسا فرمائیے ویسی جاکر بدعت کرے مضبوق نے کہا میرے جانے سے طلسم کشا ڈر جائیگا یقین ہی کہ پلٹ جاے تم لوگون کے جانے سے نہ مانیگا میرا گینڈا تیار کرو اُسیوقت گینڈا تیار کر لایا پشت پر گینڈے کی سوار ہوا ایک تلوار کمر مین دوسری کاندھے پر

کو دا نہ زنگی کو جھڑک دیا کاغذ کاکل کشا کے ہاتھہ مین دیا کاکل کشا نے جیسے ہی لفافہ کھولا
اُسمین سے بیہوشی اُڑی کاکل کشا کے دماغ مین تاثیر پہونچی اُسنے جھپٹ کر لغبدہ مارا کہ سر
ملکہ کاکل کشا کا اُڑ گیا زنگی پانی ہوکر بہ گیا شبیر سوار نے نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم
جہان سر ہنگ در خنجر گزاری
منم مہتر قران شمشیر زبانم

خواجہ نے قران کا ہاتھہ پکڑ لیا کہا ای نور نظر خوب وقت پر آئے ورنہ اِسنے خاتمہ کر دیا تھا اب کوئی صورت بچنے کی نہین تھی تمنے کیونکر دیکھا قران نے کہا مین عرصۂ دراز سے آپ کے تعاقب مین پھرتا تھا اب دیکھا کہ آپ گرفتار ہوے اور تدبیر قتل ہو رہی ہی بہی عیاری بن پڑی دوڑ پڑا اگرچہ جیسے ہی کاکل کشا مری لاشہ زمین مین غرق ہوگیا زنگی جو گرا تھا سب جسم تو اُسکا پانی ہوکر بہا مگر سر اسمرا اچھل رہا تھا اُڑ کر طرف آسمان کے چلا بال اُسکے سر کے مثل پرون کے ہوگئے رفرف جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی تدبیر سے غافل نہین کہ سر سامنے آکر گرا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای رفرف جادو میرے مالک کو اگر قران نے مارا اب ساربان زادہ اُسی صحرا مین پھر رہا ہی گلنار زعفران پوش رفرف کے پاس موجود تھی کہا ای رفرف دیکھا تمنے کہ کیا تیز عیار ہی کہ کاکل کشا ایسی ساحرہ کو مارا رفرف نے کہا ای گلنار مین نے یہ تماشہ تجھکو دکھایا دیکھیے کیا گذرے اب طلسم کشا کا قصد ہی کہ قلعے مین آئے گلنار نے کہا تمھارے بعد کون ساحر ہی رفرف نے کہا میرے آگے فرفر جادو میرا اُستاد ہی اُسنے مجھسے کہلا بھیجا ہی کہ طلسم کشا نہ آنے پائے جسطرح بنے روکنا اب مین تدبیر کر رہا ہون گلنار نے کہا مین اب جاتی ہون پھر تمھاری ملاقات کو آؤنگی تمکو سامری وجمشید بچائین رفرف نے کہا ای ملکۂ عالم اب جان پر بنی ہی آج کی شب رہجاؤ شب کو جلسہ آراستہ ہو تم پہلو مین رہو تو دل کو تسکین ہو مدتین تمھارے اشتیاق مین گذرین آج کے روز یہ اتفاق ہوا کہ تم آگئین اب تمھارا جانا نہین گوارا ہی چاہتا ہون کہ ایک شب تو آرام اُٹھاؤن گلنار نے کہا ای رفرف اب زمانہ اختتام کا ہی فکر جان کی چاہیے ہی مین جاکر طلسم کشا کو برباد کرون ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا داخل قلعہ ہو جائے رفرف نے کہا میری

سفر طی کن بہ شہراہ طریقت کہ تا فائز شوی اندر حقیقت
مطیع حکم شو کز بندۂ خویش نمی خواہد خدا غیر از اطاعت
چو مردان کار کن ای صاحب کار بجان مشغول در زہد و ریاضت
صدا کن ای گدا حلقہ بہ جنبان کہ بکشاید خدا در اجابت
مجرد شو مجرد شو مجرد + کہ تا گردی خلاص از دام آفت
بزودی ہندیا رخت سفر بند کہ دنیا نیست جاے استقامت

خواجہ دعائین مانگ رہے ہین مگر اُس نازنین نے جو آواز دی کہ ای مریخ خنجر زن جلد اگر حاضر ہوا اِسکو آکر قتل کر کہ گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے حاضر حاضر کہتا ہوا آیا آتے ہی عمرو کو اُسکے ہاتھ سے لے لیا کہا ای ملکہ تم تکلیف نہ کرو مین سمجھ لونگا عمرو کی گردن پر کولے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا اب عمرو کو یقین ہوا کہ جان نہ بچیگی بلک کر پکار اُٹھے کہ ای کریم کارساز یہ وقت مددگاری ہی بخوبی جانتا ہون کہ بزرگان خاص بھی تیرے اِس دنیاے ناپائدار کو چھوڑ گئے یہی ہمارے واسطے بھی ہونا ہی **نظم**

نہ این دولت رود با تو نہ حشمت بجز رنج و پشیمانی و حسرت
بہ اندک انقلاب دور گردون نماند حسن و خوبی و نہ صورت
براے گنج سیم و زر مبر رنج مکن سعی فراوان بے ضرورت
نہ فقر و فاقہ و افلاس ماند نہ جاہ و دولت و ملک و حکومت
ببین از روے صنعت شکل صناع مصور را بکن حاصل ز صورت
کسے از دوستداران تو ہندی نباشد ہمرہت ہنگام رخصت

وہ زنگی خنجر برہنہ سر پر کھڑا ہی مگر انتظار ہی کہ کاکل کشا اِشارہ کرے تو خنجر مارون خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک شیر سوار ساحر زبردست ایک نامہ ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہی کہ ای کاکل کشا خبردار اگر ایک موے جسم عمرو کا کم ہو گیا تو حساب دینا پڑیگا دیکھ قدرت نے کیا لکھا ہی اب تو کاکل کشا حیران ہو گئی کہ یہ بڑا ساحر زبردست ہی شیر صحرائی پر سوار ہو کر آیا ہی کیونکر اسکو تسخیر کیا کہ وہ ساحر قریب آکر

دست نازک سے کیا ذبح جو اُسنے مجھکو
پاس غیرون کے شب و روز رہا کرتے ہو
مدح مین چہرۂ روشن کو جو خورشید کہا
اُس پریرو کی جو لیتا ہی بلائین عاشق +
جوش وحشت کا ہوا فصل بہار آپہونچی
قصد یہ ہی کہ رہون جا کے نجف مین سطوت

زخم خنجر کا لگا خط گریبان کی طرح
میرے گھر مین کبھی آتے ہو تو مہمانکی طرح
اُسنے منھ پھیر لیا مہر درخشان کی طرح
ہنسکے کہتا ہی کہ بیٹھے رہو النسان کی طرح
تنگ ملبوس سے رہتا ہون گریبانکی طرح
چند دن لکھنؤ مین اور رہون مہمان کی طرح

اُس کنیز نے جو یہ اشعار سامنے خواجہ کے پڑھے خواجہ کے ہوش اُڑ گئے دلمین کہتے ہین کہ اب بھاگنا کیا ضرور رہی جہان لے چلے اِسی کے ساتھ چلو دیکھو تو کیا ہوتا ہی وہ کنیز عمرو کو لیکر چلی جب سرحد نخلستان مین سے نکلی تو ایک طائر نے آواز دی کہ ای گلعذار عمرو کو تو گرفتار کیا لیکن تا بہ باغ نہ پہونچوگی جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی اُس کنیز نے پلٹ کر جوابدیا او نگوڑے چپ رہ کیون چانون چانون کرتا ہی اب خواجہ اپنے ہوش مین آئے سوچے کہ کہان اِسکے ساتھ جاتے ہو یہ لیجا کر گرفتار کریگی کاکل کشا زندہ نہ چھوڑے گی یہ سوچکر کمر پر ہاتھ ڈالا اور خنجر نکالا کہا ای نازنین وہ سامنے دیکھ نیولہ اور سانپ لڑ رہے ہین سانپ نے نیولے کو کاٹا مگر نیولہ پتی دافع زہر کھا آیا اب خوب دونون جنگ کر رہے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی خواجہ نے خنجر مارا آہ کرکے وہ گری خواجہ لباس اُتارنے لگے مگر لباس جسم سے نہین اُترتا آخر پھاڑ کر کپڑے اُتارے کہ ایک صدائے مہیب کان مین آئی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری کنیز کو مارا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی دیکھا سامنے سے وہی نازنین آتی ہی خواجہ نے چاہا بھاگون لیکن پانوٗن زمین مین جم گئے قدم نہ اُٹھا سکے اُسنے قریب آکر کاکل سے ایک بال توڑا بہ شکل زنجیر بنا کر خواجہ کو باندھ لیا اور لیکر چلی کہا او نا عیار ابھی تجھکو چلکر قتل کرتی ہون اب تجھکو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خواجہ کو ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور پکار کر آواز دی ای مریخ خنجر زن جلد حاضر ہو کر اِسکو قتل کر خواجہ یہ آواز سنکر بیقرار ہو گئے دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو بڑا غفور و رحیم ہی اِس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

مین بیٹھی کنیزون نے چند دیگچیان سامنے رکھدین انگوٹھیکر باجنے لگی یہان خواجہ گیسوکشا کو زنبیل مین ڈالکر رنگ وروغن عیاری کا لگا کر گیسوکشا کی شکل بنکر غل مچاتے ہوے باہر نکلے وہان اُس نازنین نے پوچھا ارے کیا ہلڑ ہو کنیزون نے عرض کی حضور وہ قید خانے مین گئی تھی وہان سے ہٹرن ہوکر نکلی کچھ عجب باتین کہتی ہو اُس تاجدار نے کہا ارے سامنے لاؤ خواجہ غل مچاتے ہوے سامنے پہونچے اُس نازنین نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا خواجہ نے کہا جب مین اُسکو قید خانے مین لیکر پہونچی اُسوقت چند فرشتے آسمان سے آئے کہتے تھے کہ ہمکو قدرت نے بھیجا ہی یہ کہکر اُسکو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے پاس بٹھا لیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ فرشتے یہان چلے آئین اور مجھکو لیجائین تو باعث خرابی ہو اُس نازنین نے کہا او سارہ بان زادے کیون باتین بناتا ہی مین خیال کر رہی تھی کہ تو نے گیسوکشا کو اپنی زنبیل دکھائی اور پھر اُسکو اُسی زنبیل مین ڈال لیا میرے ہاتھ سے تو نہ بچیگا خواجہ کے سامنے ایک کنیز کھڑی تھی اُسکو خنجر مارکر بھاگے وہ نازنین اُس تاجدار سے یہ کہکر اُٹھی کہ کہان جائیگا مین اِسکو گرفتار کرکے لاتی ہون خواجہ جنگل مین آئے مگر حیران ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین دل سے کہرہے ہین کہ بڑی ہوشیار ساحرہ سے مقابلہ پڑا کہ دیکھا اُسی نخل سے ایک کنیز نے آواز دی کہ باش او سارہ بان زادے یہان آکر چھپا ہی کاکل کشا کے سحر سے مہلت نہ پائیگا جہان جائیگا گرفتار ہوگا یہ سارا اسمر اُنھین کے سحر سے آراستہ ہی یہ کہکے نخل سے اُتر کے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار عاشقانہ بصد ناز و ادا گانا شروع کیے **نظم**

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح — سینہ بنجاے جو داغون سے گلستان کی طرح
چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شب کو — بام پر یار جو آیا مہ تابان کی طرح
چھوڑکر مجھکو اکیلا وہ گیا غیر کے گھر — اب مکان میری نگاہون مین ہی زندان کی طرح
آمد فصل بہاری کی خبر سُن سُنکر — چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح
لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجھکو جواب — بستر خواب پہ ہون قالب بیجان کی طرح
دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفون مین کرو — شل نہ ہوجاے کہین پنجۂ مرجان کی طرح
آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی — داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح

مذہب بد ہو ریائی ہو عبادت ساری | خاک سطوت کو پسند آئے بیان واعظ

ہر چند خواجہ نے منت و خوشامد کی مگر ایک جنبش اُٹھی اور اُسنے خواجہ کی مشکین باندھین خواجہ نے ہر چند فریاد کی مگر اُس نازنین نے کچھ جواب باصواب نہ دیا کہا اے گیسو کشا اسکو لیجا گیسو کشا نے خواجہ کو گرفتار کرکے مسلسل و مطوق کیا اور لیچلی لاکر ایک مکان مین قید کیا خواجہ نے کہا اے گیسو کشا مین لاکھ روپیہ تجھکو دیتا ہون گیسو کشا سمجھی کہ اول تو غلط کہتا ہی لاکھ روپیہ اسکو کہان ممکن اور اگر ہونگے تو کون پوچھیگا یہ سوچ کے کہا روپیہ کہان ہی خواجہ نے زنبیل دکھائی کہ اِسمین روپیہ ہی میری ہتھکڑی کھولدے تو تجھکو دکھادون گیسو کشا نے کہا مجھکو خواجہ یقین نہین آتا خواجہ نے کہا اِس زنبیل مین بہت کچھ ہی یہ کہکے گھنڈیان کھولین اور فرمایا کہ اے گیسو کشا دیکھ لو روپیہ رکھا ہی گیسو کشا نے دیکھا جا بجا روپے کے انبار ہین ہزارہا غلامان زرین کمر کنیزان حسین و جمیل چہلین کرتی پھرتی ہین ایک طرف دریاے زخار ناؤ بجرے جہاز چلے آتے ہین کچھ شاہزادیان نواڑا کھیل رہی ہین مکان عمدہ عمدہ بنے ہین ہر مکان مین تاج متعدد رکھے ہین گیسو کشا حیران ہوگئی کہتی تھی کہ اے عمرو یہ کیا طلسم دکھایا عمرو نے کہا ملکہ بنگاہ غور دیکھیے گیسو کشا دیکھنے لگی وہ باغات دیکھے کہ ہوش پراگندہ ہوگئے گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون باغبانیان نہایت حسین و جمیل پھر رہی ہین روشون کو صاف کرتی پھرتی ہین اِس تماشے کو دیکھکر ایسی حیران ہوئی کہ نصف جسم اپنا زنبیل مین ڈالدیا خواجہ نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر گیسو کشا کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی گیسو کشا زنبیل مین گری کنیزون نے دوڑکر پکڑا ایک کہتی ہی کہ کپڑے اُتار دوسری نے کہا اِسے باورچی خانے مین لیچلو دیگچیان دھویا کریگی گیسو کشا چاہتی ہی کہ سحر کرکے نکلون مگر سحر فراموش ہی ایک لفظ بھی یاد نہین آتا حیران ہی کہ یہ کیا ہوا کہ مین بالکل سحر بھول گئی ملکہ کاکل کشا کے سامنے کیا کیا سحر کرتی تھی آخر ایک زنگن نے آکر لباس اُتارا دوسری کشان کشان گیسو کشا کو باورچی خانے مین لائی دیکھا دیگین چڑھی ہین دیگچیان آگ پر لگی ہین سیکڑون کنیزین کاروبار مین مصروف ہین ہر ایک کا قول یہ ہی کہ ہم کنیزان خواجہ عمرو ہین ہر چند گیسو کشا چاہتی ہی کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا آخر ناچار باورچی خا

آئے ای سطوت جو بہر سیر وہ رشک بہار … رات کو گلزار مین لالے کے ہون روشن چراغ

خواجہ نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ وہ تاجدار تعریفین کرنے لگا مگر اُس نازنین نے ہنسکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کیا مزے سے گاتے ہو دل کے ٹکڑے کر دیے ہر مقام پہ موجود رہتے ہو تمھارے ہاتھ سے خداوند لقراط ثانی بچا وین حقیقت مین تم اپنا مثل نہین رکھتے مگر یہ سر حد رفرف بلند پرواز ہی یہان مکر وحیلہ نہ چلے گا خواجہ نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور کہا حضور نے کسکو فرمایا ہین تو آپ کی نیاز مند ہون ایسے کلمے میرے واسطے زیبندہ نہین اُس نازنین نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بناؤ ارے گیسو کشا اِس ساربان زادے کو لیجا اور قیدخانے مین قید کر اُس تاجدار نے گلے مین اُس نازنین کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای جان جہان کیا کہنا خوب اِس ظالم کو پہچانا صاحب مجھکو بالکل خیال نہ تھا اُس نازنین نے کہا مین سمجھ رہی تھی پہلے یہ صحرا مین کھڑا رہا پھر مجھکو دیکھا آخر پیچھا کیا اپنے کو یہان پہونچایا تمکو بھی سمجھاتی ہون کہ ہوشیار رہنا خواجہ نے چاہا کہ اُٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین نے پانوٗن تھام لیے اب تو بیقرار ہو کر رونے لگے اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجھکو چھوڑ دیجیے ورنہ حضور کو ملال ہوگا میرا تو اب یہ قول ہی

نظم

چلتی ہی صورت مقراض زبان واعظ … تا کہ سمجھے کوئی رندون مین بیان واعظ
دیر ست آئے ہین سُننے کو بیان واعظ … آج سب خاک مین ملجائیگی شان واعظ
بادہ خوارون کے دُکھین دل کہ بُرا مانے کوئی … نہین مر کتی کبھی ممبر پہ زبان واعظ
ڈر کا ممبر پہ حقارت سے اگر لیگا نام … نہین رندون سے بچیگی کبھی جان واعظ
دکتی خوب ہو جی بھر کے جلائین اُسکو … تیرے مستونکو جو ملجائے مکان واعظ
دل تمھارے یہ جلاتا ہی بہت ممبر پر … پھونک دو بادہ کشو چل کے مکان واعظ
منع کرتا ہی مجھے عشق بتان سے ہر روز … مین سنون خاک بھلا جاکے بیان واعظ
صورت قبہ عمامہ ہی عبا مثل کفن … دیکھے ممبر پہ کوئی شوکت و شان واعظ
گرم رہتا ہی جو بازار ترے مستون کا … ایک مدت ہوئی ہی بند دکان واعظ
دختر رز کی مذمت سے کیا دل ٹکڑے … قطع ہو جائے کہین جلد زبان واعظ

تھام لیا خواجہ بھی عقب مین چلے آتے ہین کہ وہ تاجدار اُس نازنین کو لیے ہوے اُس باغ مین داخل ہوا خواجہ پشت باغ سے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ وہی تاجدار اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے باغ مین ٹہل رہا ہی پھرتے پھرتے وسط باغ مین آیا چبوترے پر فرش تھا اُسپر اُس معشوق کو لیکر بیٹھا تاجدار دم بدم بوسے لیتا ہی خواجہ دیکھ دیکھکر جل رہے ہین جی مین کہتے ہین ای خواجہ یہ تاجدار اِس مہ جبین سے کیا واسطہ رکھتا ہی کہ یہ آپس مین بے تکلف ہین چند کنیزین چمنستان مین ٹہل رہی تھین ایک کنیز کو خواجہ نے اِشارے سے بُلایا کنیز نے دیکھا خیال کیا کہ یہ بندر بشکل انسان دیوار پر بیٹھا ہوا ہی مجھکو کیون بُلاتا ہی یا باغ کا مالی ہی غرض یہ سوچکر قریب دیوار آئی خواجہ نے کہا ای کنیز دیکھو تمھارے پیچھے اور کون چلا آتا ہی جیسے کنیز پلٹی خواجہ نے حباب بیہوشی مارا کنیز بیہوش ہوکر گری اُسکو تو فوراً دیوار سے کود کر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر مجمع مین آئے ٹہلتے ہوے سامنے چبوترے کے پہونچے چاہتے ہین کہ اِس تاجدار کو مارون مگر حوصلہ نہین پڑتا اور تاجدار اُسی طرح بیٹھا ہوا بوسہ بازی کر رہا ہی خواجہ نے بڑھکر پایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک بجانے لگے تاجدار نے پوچھا کیون او گلرخسار تجھے کچھ گانے مین بھی دخل ہی کہا ہان واری سماعت فرمایئے شاید آپ کو پسند ہو

نظم

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ
دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ

میرے گھر مین ہی جو تیرے حُسن کا روشن چراغ
میری قسمت سے بنا ہی صورت رہزن چراغ

بعد مردن بھی سیہ بختی نے دکھلایا اثر
میری تربت پر کوئی کرتا نہین روشن چراغ

ٹھنڈے ولسے زہر کھا کر جبکہ مر جاؤنگا مین
ہو نگے خوش گھی کے جلائینگے مری دشمن چراغ

ہاے دل سوزونکے ملجاتے ہین روغن مین جو اشک
رات کو تربت پر کرتا ہی مری شیون چراغ

روے پر نور اُسکا جب آیا نظر زیر نقاب
ہوگیا عاشق یہ روشن ہی تہ دامن چراغ

یون دل پر نور میرا اِن سیہ زلفون مین ہی
جسطرح کر دے کوئی ظلمات مین روشن چراغ

تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کچھ کم ہوئی
چرخ پر شب کو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ

طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم
تیر سے آکر اُڑاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

ہین ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین کچھ لوگ گریبان دریدہ خاک بر سر کنان نوحہ وزاری کرتے پھرتے ہین ویرانہ دیکھکر اہل لشکر گھبرانے لگے مگر سکندر ثانی نے بڑھکر سحر کیا کہ ایک ابر آسمان پر آیا اسقدر برسا کہ تمام چشمے مملو ہوگئے گرد درختون کے پانی جوش مار رہا ہی پپیہے کوئل آوازین دینے لگے پپیہہ پی پی پکار رہا ہی کوئل کی کوک دل کو برماتی ہی ہر طرف صحرا مین عجب رنگ ہوا اُس ویرانے مین کہین نخل سرسبز و شاداب کہین چشمے لاجواب مگر خواجہ عمرو یہ رنگ دیکھکر لشکر سے نکلے صحرا مین جو پہونچے دیکھا صدہا آہوان صحرائی چہار طرف سے دوڑے ہوے آئے کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ دیکھین اب کیا انجام ہوتا ہی کہ سکندر ثانی نور الدہر کو لیکر پلٹے بارگاہ مین آکر ٹھہرے مگر سکندر یہ ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ مین صحرا مین جاؤن جاکر دیکھون کہ خواجہ کہان گئے ایسا نہ ہو کہ خواجہ پر کوئی اُفتاد پڑے مگر خواجہ اُن آہوون کے بیچ مین کھڑے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ا ایک نازنین مہ جبین بہ قول شاعر بیت برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ مرادون کی راتین جوانی کے دن ٭ جوڑا بندھا ہوا ایک آہو پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین طائر وہم و خیال کا شکار کھیلتی ہوئی سامنے سے گذری خواجہ عمرو نے جو اُس محبوب پری طلعت کو دیکھا بیقرار ہوگئے پکارنے لگے کہ ای محبوب پریچہرہ ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمھارے جمال سے مستفیض ہون مہ جبین نے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ چلے آؤ بیہودہ نہ بکو ایسا نہ ہو کوئی اُفتاد پڑے خواجہ دوڑے آگے آگے وہ آہو پر سوار جاتی ہی اور خواجہ چاہتے ہین کہ اُسکے قریب پہونچون مگر وہ نازنین اِسقدر تیز جاتی ہی کہ ہوا کی بھی کچھ حقیقت نہین کہ سامنے دیکھا ایک تاجدار گھوڑے پر سوار تاج سر پر کج رکھے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اُس مہ جبین کو پکارا کہ ای غزال صحرا نشین ذرا ٹھہر جاؤ اُس نازنین نے آہو روکا وہ تاجدار قریب آیا آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان عاشقان اِس صحراے ویران مین یون پھرنا تمھاری لیاقت کے خلاف ہی مین نے باغ جو آراستہ کرایا ہی وہان تشریف لیچلو بہت راحت حاصل ہوگی وہ نازنین آہو پر سے کود پڑی رکاب پر اُس تاجدار کی ہاتھ ڈالدیا دوڑی ہوئی ساتھ جاتی ہی خواجہ دوڑے کہ دیکھون یہ کس مقام پر ٹھہرے کہ سامنے ایک باغ دکھائی دیا وہ تاجدار در باغ دیکھکر کود نازنین کا ہاتھ

سنی کہ تمھارے مان باپ قتل ہو گئے گلنار رونے لگی کہا اے رفرف مین اسیواسطے آئی ہون کہ اب میرا کوئی سرپرست نہ باقی رہا خیال مین آیا کہ اپنے وارث کے پاس جاؤن طلسم مین ہنگامے پڑے ہوے ہین ساحران نامی قتل ہو رہے ہین مین تمھارے پاس پناہ لینے آئی ہون کہ کیا تدبیر کرون مان باپ سحر کرنے گئے تھے عمرو نے اُنکو مار لیا اب کدھر جاؤن سوا تمھارے کوئی سرپرست نہ معلوم ہوا الہذا ناچار ہو کر آئی ہون کہ تم سر پر ہاتھ رکھو اسوقت مین وارثی کرو رفرف نہایت خوش ہوا کہا اے ملکۂ عالم طلسم کشا میری سرحد سے نہ گذر سکیگا وہ صحراے ویران بنایا ہی اور ویرانہ صحرا النشین عہد کر کے گیا ہی کہ سب کو جلادونگا یقین ہی کہ آتا ہو گلنار نے کہا اے رفرف اپنی جان بچانے کی تدبیر کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجاے یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد بدوعا کے عرض کی اے شہنشاہ ساحران طلسم کشا با فوج قاہرہ آپہونچا بالاے قلعہ سے دیکھیے لشکر کس زور و شور سے آتا ہی رفرف یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم چلکر بلاحظہ فرمائیے یہ جی مین کہنے لگی اے گلنار ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو کوئی صدمہ پہونچے مگر دیکھون تو یہ کیا کرتا ہی رفرف بالاے قلعہ آیا نگاہ اُٹھا دیکھا کہ لشکر نورالدہر سامنے صحرا مین اُتر رہا ہی قلعے سے کوئی دو کوس کا فاصلہ ہی رفرف نے دستک دی نورالدہر اُتر رہے ہین. بارگاہ وغیرہ استاد ہوئی ہی سکندر ثانی بھی تخت سے اُترے ہین کہ یکایک ایک جھونکا ہواے گرم کا چلا ایک دیوار آہن سامنے کھنچ گئی۔ نورالدہر نے حیران ہو کر سکندر سے کہا کہ اے شہنشاہ آپنے ملاحظہ فرمایا یا تو قلعہ معلوم ہوتا تھا یا قلعہ نظرون سے مخفی ہوا یہ دیوار ظاہر ہوئی سکندر نے کہا اب اسوقت تو اُٹھیے صبح کو تشریف لیجائیے گا اِس دیوار کی تدبیر ہو جائیگی یہ نمود بے بود طلسم ہی اِس صحرا کا حاکم ویرانہ صحرا النشین کسی مقام پہ ہوگا اور رہا رفرف بلند پرواز سحر کر رہا ہوگا مگر جب لوح لیکر جائیے گا تب آپ کو حال کُھلے گا یہ ذکر تھا کہ درخت خشک ہونے لگے پتے بھی درختون سے گرنے لگے غنچے کمھلائے پھول درختون سے گرے تھوڑے ہی عرصے مین تمام صحرا نمونۂ صحراے محشر ہو گیا ہر درخت پہ زاغ و زغن غلغلہ کر رہے ہین کہ اُنکی صداؤن سے عبرت ہوتی ہی بونڈرے گرد کے پیچ و تاب کھا کر بلند ہوتے ہین اور پھر گرتے

اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوشش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

دونون کے سر کاٹ لیے کپڑے اُتارنے لگے قضائے کار گلنار جادو اُڑتی ہوئی آتی
تھی اِسنے جو راہ مین آواز سُنی کہ کشتی مرا نام من سر سام جادو و زغن جادو بود حیران
تھی کہ زن و شوہر کو کسنے مارا آگے دیکھا کہ خواجہ دونون کے کپڑے اُتار رہے ہین خون
وغیرہ پونچھ رہے ہین زنبیل مین کپڑے رکھکر فرماتے ہین کہ بھائیو اِن کپڑدن کو دھو ڈالنا
اور صبح کو گدڑی بازار مین لیجانا گلنار زمین پر آئی کہا خواجہ اِنکو کیونکر پایا عمرو نے سب
حال بیان کیا خواجہ و گلنار پہاڑ سے اُترے نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے اول پہاڑ
پر ہلڑ ہوا شبنم نے خبر دی کہ پہاڑ پر دو جادوگر مارے گئے دیکھیے ہنگامہ ہو رہا ہی یہ سُنکر
نورالدہر بارگاہ سے نکل آئے یا دین گلنار زعفران پوش کی پریشان ہو رہے تھے
کہ دیکھا سامنے سے خواجہ و گلنار آتے ہین نورالدہر نے بڑھکر خواجہ کو سلام کیا اور
گلنار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حالات پوچھے خواجہ نے سب حال بیان کیا نورالدہر نے
لئی کشتیان جواہرات کی خواجہ کے سامنے پیش کین خواجہ نے دعاے جان درازدی
اب بارگاہ مین آکر بیٹھے گلنار نے کہا ای شہریار اب آگے مقام سخت و صعب ہی اسواسطے
کہ رفرف بلند پرواز جسکا لقب ہی وہ مجھپر جان دیتا ہی وہ ضرور فکر کریگا اب جلد کوچ کیجیے
کل لشکر ساتھ ہی یقین ہی کہ وہ سحر بھی کرے گا اگر حکم ہو تو جاؤن نگر رفرف اپنے مقام پر
بیٹھا ہی قلعے کی آراستگی کر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای رفرف تمکو
کچھ خبر بھی ہی کہ سر سام مع زوجہ قتل ہوگیا اب طلسم کشا مع لشکر اِدھر آتا ہی رفرف نے کہا
کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے گزر سکے وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی جان سے بیزار
ہو جائے چاہتا ہی کہ اُٹھون کہ سامنے سے ابر زعفرانی نمایان ہوا ابر نے آکر گرد قلعہ
چرخ مارا ابر پھٹا رفرف نے دیکھا کہ ملکہ گلنار زعفران پوش ایک طاؤس زرّین
بال پر سوار آکر پہونچی رفرف نے جو معشوق کو دیکھا خوش ہوگیا برائے تعظیم اُٹھا اور
پوچھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کیا عنایت فرمائی کہ ہمکو سرفراز کیا تمنے خبر بھی

کہ سو برس عمر کے بڑھ جائین مین ایک پھل لیتا آیا ہون آدھا تم دونون میان بی بی کھاؤ آدھا مین کھاؤن سمرسام نے کہا ای حکاک تم تو اُس باغ مین جاتے ہو جب جاؤگے جب پھل لیلوگے ہمکو کہان میسر ہوگا پورا پھل ہمکو دو ہمسے جو کہو وہ دینے کو حاضر ہین زغن نے کڑے ہاتھ سے اُتارے کہا ای حکاک جادو تم یہ لیلو سمرسام نے بھی جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ اشرفیان نکالین زن وشوہر نے قدم پر حکاک کے ڈالدین کہا ای حکاک اِسکو خرچ کرو اور پھر آؤگے تو اور کچھ بھی حاضر کرینگے حکاک نے جو ذرا تامل کیا اور یہ کہا کہ نصف مین کھاؤنگا مجھپر ضعف طاری ہو لہذا طاقت آجائیگی زغن نے سب زیور اپنا اُتارا اور کہا ای حکاک اب ہمارا عذر قبول کرو اِسوقت ہم عاجز ہین اگر اپنے گھر پر ہوتے تو بہت کچھ دیتے یہان گھر سے اپنے باہر ہین جو کتنے ہین اِسکو قبول کرو ہم تمھارا احسان مانینگے حکاک نے آخر ناچار ہوکر وہ زیور اور اشرفیان لے لین سیب نکالکر دیدیا مگر کہا کہ مین اپنے ہاتھ سے کِھلاؤنگا ابھی تم دونون زن وشوہر راضی ہو جاؤگے اُس سیب کے دو ٹکڑے کیے زغن چاہتی ہو کہ ملے تو مین سب کھالون اور سمرسام کو اشتیاق ہو کہ یہ نئی چیز سب مین کھا جاؤن مگر حکاک نے اُسکو تراشا ایک ٹکڑا منھ مین سمرسام کے دیا وہ خوشبو آئی کہ سمرسام قدم چومنے لگا دوسرا ٹکڑا زغن کے منھ مین دیا مگر جب کِھلایا تو کہا کہ زہر مار ہو سمرسام نے کہا ای حکاک یہ کیا کہا حکاک نے کہا اِسکے بہت سے معنی ہین ابھی تم دونون پر کھلجاوینگے دونون کو سیب کِھلاکر حکاک نے کہا مین تو اب جاتا ہون اب آپس مین نہ لڑنا ورنہ قدرت کے خلاف ہوگا زن وشوہر اپنے مقام سے اُٹھے کہتے ہوے کہ ای حکاک بڑا احسان کیا دو دو قدم چلے تھے کہ زن وشوہر لڑکھڑا کر گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

گذر رہا ہی دمبدم اُسکے بوسے لے رہا ہی وہ بھی رضامند ہی سینہ کھولے بیٹھی ہی بڑے اختلاط ہو رہے ہین پیار اخلاص کی باتین دونون کر رہے ہین محبت کا جوش دین و دنیا فراموش زغن نے جو دیکھا آسمان پہ آکے کڑکی کڑک کر جوگری غراب کے دو ٹکڑے کیے غراب کو مار کر سرسام کے ایک تمانچہ مار کہا او ناہنجار یہ تیری کون تھی جس سے یہ حرکتین کر رہا تھا تجھکو شرم نہ آئی اِسکے ساتھ ایسی باتین کر رہا تھا سرسام کو کہتا اُسکا بہت ناگوار ہوا کہا ای زغن تو نے بڑا غضب کیا کہ میری معشوقہ کو مار ڈالا اگر تو اُس سے مقابلہ کرتی تو وہ سزا دیتی زغن نے جھلاکر پھر ہاتھ بڑھایا کہ بال سرسام کے پکڑ لون سرسام نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک تمانچہ مار کہا او فاحشہ مجھکو ذلیل کرتی ہی کیا مین تجھسے کمی کرونگا سب طرح موجود ہون مگر اِس زور سے تمانچہ پڑا کہ زغن لڑکھڑا کر گری پھر اُٹھکر سرسام سے لپٹ گئی خوب آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی زغن نے بال سر کے نوچ ڈالے داڑھی پکڑ کے لٹک گئی سرسام نے چُٹیا پکڑ کے کئی تمانچے مارے قضائے کار خواجہ عمرو بھاگے ہوے جو آئے دیکھا کہ پہاڑ پر سرسام و زغن سے جوتی پیزار ہو رہی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر سامنے آئے آواز دی ارے تم کون ہو کہ اِس مقام پر لڑ رہے ہو یہ مقام عیش گاہ خداوند لقراطِ ثانی ہی اگر ابھی آجائین تو کیا ہو سرسام نے کہا یہ میری زوجہ ہی میری معشوقہ کو اِسنے مارا مین اِسکو مار ڈالونگا بدلہ لونگا کہ پھر کبھی ایسی حرکت کوئی نہ کرے یہ سُنکر زغن نے کہا ای ساحر تم کون ہو جو میان بی بی کے لڑنے مین دخل دیتے ہو عمرو نے کہا مین کوتوال خداوند لقراط ہون مجھکو حکم ہی کہ جہان لڑائی ہو اُنکو گرفتار کرو سرسام نے کہا ای کوتوال خداوند اِسنے بڑی بدعت کی کہ غراب کو مارا مجھپر شاق ہوا یہ مجھسے بھڑتی ہی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے جادوگر نے کہا کہ مین اپنا حال مفصل بیان کرون مین بیشۂ سنبلستان مین بیٹھا تھا کہ حکم خداوند آیا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ فلان کوہ پر ہمارے دو بندے لڑ رہے ہین اُنمین جاکر اصلاح کراؤ غراب کی تو موت آئی تھی اِس حیلے سے وہ قتل ہوئی ایسا نہ ہو کہ تم مین سے کسی کی موت آجائے تو باعث خرابی ہی باغ عیش بہار جو ہی اُس مین قدرت نے ایک درخت سیب خاص اپنے ہاتھ سے بویا اب اُسمین پھل پیدا ہوے ہین قدرت نے حکم دیا ہی کہ جو آدھا پھل کھائے یہ پھل پائے

طلسم کشا کو قتل کرونگا لشکر کو دیوانہ کردونگا میرے سحر سے ایک نہ بچیگا یہ کہکے اُڑا قریب
لشکر طلسم کشا کے ایک نخل تھا اُسپر آ کے بیٹھا قضائے کار غراب جادو ایک ساحرہ
اِس جنگل مین رہتی ہی وہ آکر بہ شکل زاغ نخل پر بیٹھی کائون کائون کرنے لگی مگر سر سام
نہایت ہوشیار رہا اِسنے قریب آکر اِشارہ کیا کہ ای غراب جادو مین نے تجھکو پہچان لیا
پہاڑ پر چل تو میرے تیرے باتین ہون غراب و سر سام پہاڑ پر آئے دونون بصورت
اصلی بنے غراب کو جو سر سام نے دیکھا ہنسکر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
آج تو تمپر خوب جوبن ہی نکھار چڑھ گیا ہی تو کیا کسی اپنے چھوٹے ہوے معشوق سے ملنے جاتی
ہو غراب نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا
تجھسے کسی بات مین باہر ہون تو اپنا مطلب بیان کر آخر سر سام و غراب مین راز و نیاز
ہوے جب دونون کے نشے اُترے تو غراب نے پوچھا کہ ای سر سام اِسوقت تم
کہان آئے تھے سر سام نے کہا کہ عمرو کو مین نے قید کیا تھا میری قید سے بھاگ آیا
ہی اُسی کی فکر مین آیا ہون غراب نے کہا تم اپنے باغ مین چلو مین لشکر تباہ کیے دیتی
ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اگر دس بیس لاکھ ہون تو دیوانے ہو جائین سر ٹکرانے
لگین سر سام نے کہا ای غراب یہ لشکر طلسم کشا ہی طلسم کشا صاحب لوح ہی جسوقت
لوح دیکھیگا اُسے معلوم ہو جائیگا ورنہ مین کسی بات مین رہجاتا مگر تم کد و کوشش نکرو
مین سمجھ لونگا میرے تمھارے رسم محبت ہوا جب طلب کروگی آؤنگا غراب نے
بہت سمجھایا مگر سر سام نے نہ مانا کہا صاحب تم سحر نکرو پہاڑ پہ دونون بیٹھے ہوے باتین
کر رہے ہین مگر زوجۂ سر سام زغن جادو بارگاہ مین آئی سرداروں نے سلام
کیا زغن نے پوچھا کہ صاحب کہان گئے سب نے کہا عمرو کی فکر مین گئے ہین عمرو کو
قید کیا تھا وہ جلاجل کی صورت بنکر نکلگیا جلاجل کو اُسکے شبہے مین جوتیان پڑین
اُسی غصے مین تشریف لیگئے ہین یقین ہی اُسے لیکر آئین زغن نے سر پیٹ لیا کہا
عجب شخص کی تلاش مین گئے ہین ایسا نہ ہو عمرو میرے شوہر کو مار ڈالے یہ کہکے
اُڑی ہر جگہ دیکھتی چلی کہ آسمان پہ سے اِسنے دیکھا سر سام ایک جادوگرنی سے باتین

حباب مار کر بیہوش کیا جلاجل بیہوش ہو کر گرا گلے مین اِسکے گیند ٹھونس دیا اور زبان مین
سوزن کے بجاے تکلہ چڑھا دیا اُسکی شکل بنکر نکلے اپنی شکل پر اُسکو بنا دیا بھاگ کر نکل گئے
مگر سرسام بیٹھے بیٹھے گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ دل گھبرا رہا ہی ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور
ساربان زادہ کرے ٹہلتا ہوا قریب قید خانے کے آیا دیکھا جلاجل دروازے پر نہین
ہی خادمون سے پوچھا تمھارا افسر کہان ہی اُن سب نے کہا قید خانے مین گئے ہین لیکن
پلٹ کر نہین آئے سرسام گھبرا کر قید خانے مین آیا دیکھا عمرو بیہوش پڑا ہی ایک لات
ماری کہ او ساربان زادے اُٹھ کیا چین سے سو رہا ہی کچھ خوف تجھکو نہین آتا جلاجل نے
آنکھ کھول گلے مین گیند ٹھُسا ہوا ہی زبان مین تکلا غین غین کرنے لگا سرسام نے زور
سے ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے اب گونگا بہرا بنا ہی جون جون جلاجل منت
کرتا ہی سرسام جوتیان مار رہا ہی جب سر پر جوتیان پڑین تو جلاجل قدمون سے لپٹ گیا
ہاتھ باندھتا ہی اشارہ یہ ہی کہ گلے سے گیند نکالیے تو مین اپنا حال کہون سرسام نے
اُسکے اِشارے سے گیند گلے سے نکالا زبان سے تکلہ دور کیا تب جلاجل نے کہا ای
شہنشاہ مین ہون جلاجل جادو آپ نے مجھے ناحق مارا میرے سر مین درد ہونے لگا
ایسی زور زور جوتیان مارین کہ بھیجا ہلگیا عمرو مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا آپ بھاگ گیا
سرسام کو یقین نہ آیا اور لوگون نے کہا گرم پانی سے اِسکا منھ دُھلائیے جو رنگ و
روغن ہوگا چھوٹ جائیگا آخر سرسام نے گرم پانی سے جلاجل کا منھ دُھلایا جب
رنگ و روغن چھوٹا تو صورت اصلی نکل آئی اب سرسام گھبرایا کہتا ہی ہو یار دغضب
ہوا عمرو دھوکا دیکر نکلگیا ای جلاجل معاف کرنا مین نے تمھین جوتیان مارین یہ سُنکر
جلاجل نے کہا حضور میرے سر مین شدت سے درد ہو رہا ہی اب میرے معاف کرنے
سے کیا ہوتا ہی سردارون نے جو یہ معرکہ دیکھا سب کے ہوش اُڑ گئے کہتے تھے کہ یہ
سخت مصیبت ساحرون پر پڑی حقیقت مین عمرو بلاے روزگار ہی کیا فقرہ دیکر نکلگیا
اُسکی جو نگہبانی کرے وہ جوتیان کھاے میان جلاجل کا قول تھا کہ ساربان زادے
کو نکلنے دونگا خوب مزہ اُٹھایا سرسام نے کہا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون اور یا

کھانا اندر لیجاؤن جلاجل نے حکم دیا بہت ہوشیار رہنا گلچہرہ اندر آئی آکے دیکھا کہ قیدی بیٹھا ہوا رو رہا ہی گلچہرہ نے پوچھا کیون قیدی کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ اپنے مال کے لیے روتا ہون کہ مجھکو سہر سام قتل کریگا میرا مال کون لیگا کنیز نے کہا وہی جلاد لیگا جو قتل کریگا اُسی کو مال مقتول ملتا ہی گلچہرہ نے کہا ابتو نہ رو ئیگا حال تجھکو معلوم ہوا خواجہ اور زیادہ رونے لگا گلچہرہ گھبرا گئی کہتی ہی ای شخص تو بہت دُبلا پتلا ہی ایسا نہ ہو دم نکلجائے رونے کو تو اپنے موقوف کر عمرو نے کہا بوا میرے پاس جو روپیہ ہی مین چاہتا ہون کہ میرے دفن و کفن مین صرف ہو اہل اسلام مین یہ بات مقرر ہی کہ تیجہ و چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اگر ایسا نہ ہو تو مقتول ننگا رہتا ہی گھر گھر مانگتا پھرتا ہی اسوجہ سے مجھے زیادہ انتشار ہی گلچہرہ نے کہا ارے تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی جو کہیے وہ حاضر کرون کچھ جواہر ہی کچھ اشرفیان ہین کچھ روپیہ ہی گلچہرہ سمجھی کہ اس قیدی کی کون سماعت کریگا جو دیدے وہ لیلو کہا او قیدی مجھے روپیہ دے مین تیرا تیجہ وغیرہ کردونگی عمرو نے جیب سے پوٹلی روپے کی نکالی ہاتھ مین گلچہرہ کے دی گلچہرہ نے روپیہ لیکر اپنے پاس رکھا عمرو نے دوسری پوٹلی نکالکر دی گلچہرہ نے وہ بھی رکھ لی پھر عمرو نے ایک ڈبہ نکالا وہ ہاتھ مین گلچہرہ کے دیا کہا اسکو کھولنا نہین مجھکو خوف ہی کہ اُڑ نہ جائے گلچہرہ نے کہا ارے بیوقوف جواہر کہین اُڑ جاتا ہی جواہر ایک مال ہی مین دیکھکر بند کردونگی ان سب چیزون کو بکواؤنگی تیرے دفن و کفن مین لگا دونگی تیرا تیجہ و دسوان و بیسوان و مہینہ و چالیسوان بہ تکلف کردونگی مگر مین دیکھ لون کہ یہ کیا ہی عمرو نے کہا تمکو اختیار ہی تم تو میری مہربان ہو گلچہرہ نے وہ ڈبہ کھولا ڈبے سے ایک دُھوان ایسا نکلا کہ وہ دماغ پر گلچہرہ کے پہونچا بیہوش ہوکر گری خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسکی صورت بنکر غل مچایا کہ ای جلاجل دوڑو بڑا غضب ہوا کئی آدمی بدصورت آئے تھے عمرو کو اُٹھا کر لیگئے لو اُسے چیر پھاڑ ڈالا ہوا بتو کھا رہے ہین ای جلاجل آکر بچاؤ جلاجل اندر آیا دیکھا گلچہرہ پیٹ رہی ہی جلاجل کو دیکھکر کہا ذرا آسمان پر دیکھو عمرو کو فرشتے کھا رہے ہین لو ہاتھ بھی توڑ ڈالا پانوبھی الگ کر ڈالے جلاجل نے سر اُٹھایا عمرو نے بہ چالاکی حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے

سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کر لاؤنگا تاکہ اُنکو بھی داغ ہوگا بیان لاکر سامنے رکھدین ساحر
شراب کے بھوکے شراب پینے لگے تھوڑے عرصے مین وہ سب شراب پی کر بیہوش ہوے
خواجہ نے آکر قفس اُتارا گلنار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ میری زبان سے سوزن
نکال لیجیے مین خود قید توڑ کر نکل آؤن خواجہ نے زبان سے گلنار کی سوزن نکالی گلنار
تڑپی قفس کو توڑ ڈالا قید ٹوٹ کر گری گلنار جب باہر نکلی تو خواجہ نے کہا ملکہ تم چلو مین دو
چار کوڑی کا روزگار کر لون گلنار نو اڑ کر روانہ ہوئی مگر خواجہ بشکل سرسام تخت پر بیٹھے
خادمون سے کہا جواہر خانے کے صندوقچے لاؤ خادم صندوقچے لا کر رکھنے لگے خواجہ عمرو
ایک ایک صندوقچہ کھولکر جواہرات نذر زنبیل کرتے جاتے ہین اور خالی صندوقچے بند کرکے
خادمون کو دیتے جاتے ہین کہ ایک خدمتگار گھبرایا ہوا اُس خیمے مین گیا دیکھا کہ سرسام
بیہوش پڑا ہے اُسنے آتے ہی سرسام کو ہوشیار کیا کہا حضور ملکہ گلنار رہا ہوگئین آپ تو وہان
تخت پر بیٹھے ہین سرسام یہ سُنکر اُٹھا گھبرا کر باہر آیا آکر دیکھا کہ میری شکل کا آدمی تخت پر بیٹھا ہے
للکارا کہ او ساربان زادے اب کہان جائیگا اپنی عیاری کا مزہ اُٹھائیگا خواجہ نے چاہا کہ
کود کر بھاگون سرسام نے سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے اور سب مصاحبون کو ہوشیار کیا
جو اُٹھا یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اے سرسام ہم تیرے نام سے بیہوش ہوے ورنہ کیا مجال تھی کہ ہمپر
ہاتھ ڈالتا مگر خدمتگار نے بڑا کام کیا کہ آپ کو ہوشیار کر دیا کہ آپ نے آکر ساربان زادے کو
گرفتار کیا سب سے اِسنے اسباب منگوایا تھا ہم لوگ لیکر آتے یہ نذر زنبیل کر لیتا سرسام
نے گرفتار کرکے مشکین باندھین جلاجل جادو سامنے موجود تھا اُس سے کہا کہ لیجا کر اِس
ساربان زادے کو قید کردو جلاجل جادو خواجہ کو لیچلا ایک قصر مین لاکر قید کیا جلاجل
دروازے سے قید خانے کے نہین ہٹتا نگہبانی کر رہا ہے اُدھر سے کسیکو راستہ نہین چلنے دیتا
جو کوئی اُدھر آتا ہے آواز دیتا ہے کہ اِسطرف نہ آنا گنہگار شاہی قید ہے لوگ سُنکر ہٹ جاتے ہین
شام کو سرسام نے حکم دیا کہ گلچہرہ سے کہو کھانا برائے قیدی پہونچا آئے مین چاہتا ہون
کہ اس قیدی کو تڑپا کر مارون بعد کئی دن کے آب و طعام بند کرونگا اب آج روز اول ہے
گلچہرہ کنیز جادوگرنی کھانا لیکر چلی دروازے پر آکر جلاجل سے پوچھا میان افسر صاحب

جاتے ہین جو آیا اُسنے دیکھا کہ سمر سام غصے مین بیٹھا ہی مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور یہ
وہی ہی کہ گو دیون مین یعرقی تھی آج آپ کی دشمنی پر کمر باندھی ہی ہمسے کب دیکھا جاے گا
کہ یہ آوارہ ہو اور ہم لوگ دیکھین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی دروازے پر ایک ساحر حاضر
ہی نامۂ خداوند لایا ہی سمر سام نے کہا بلا لو پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف
نامہ ہاتھ مین لیے ہوے آیا سمر سام کو دیا سمر سام نے نامہ کھولکر پڑھا طرف سے
بقراط کی مرقوم تھا کہ اے سمر سام ہمنے اس ساحر کو بھیجا ہی اور ہمکو تمھارا بڑا خیال ہی کہ
ایسا نہو سار بان زادہ اگر کوئی عیاری کرے تو باعث خرابی ہو اس ساحر کے ہاتھ
ہمنے ایک سحر بھیجا ہی اس سے سیکھ لو اُسی سحر کو لشکر طلسم کشا پر روانہ کرو کل لشکر طلسم کشا کا
دشمن ہو جائیگا جان بچانا مشکل ہو گی سمر سام نے نامہ پڑھکر کہا اے حکاک جادو
کیا سحر قدرت نے عنایت فرمایا ہی ساحر نے کہا قدرت کے راز و نیاز کی بات آپ سبکے
سامنے پوچھتے ہین کیونکر بیان کرون علحدہ گوشے مین چلیے تو مین بیان کردون وہ
سحر ہی کہ جاتے ہی آفت برپا کریگا نو دس لاکھ کا لشکر جب بغاوت پر کمر باندھے گا تو پھر
اکیلا طلسم کُشا کیا کر سکتا ہی اور نہ اُسکی جان بچیگی کس کسکا وار روکے گا اور کس کسکو
لڑوے گا سمر سام اپنے مقام سے اُٹھا ہمراہ اُس ساحر کے گوشے مین آیا ساحر نے
اُٹھتے اُٹھتے قفس کے قریب آکر کہا او گیسو بُریدہ تجھکو قتل کرونگا اور چپکے سے کہا تم
مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون انشاء اللہ تمکو رہا کر کے لیچلونگا نہ گھبراؤ گلنار
خوش ہو گئی کہتی تھی کہ طلسم کشا کو ہماری فکر ہی دیکھیے خواجہ کیونکر رہا کرتے ہین خواجہ
سمر سام کو ساتھ لیکر گوشے مین آئے کہا آگ منگائیے اُسنے انگیٹھی منگا کر رکھی خواجہ
نے اُسمین کوئلے سلگائے جیب سے لوبان نکالا سمر سام کو دیکر کہا اِسے آگ پر ڈالو
دھوئین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب حال تمسے کہیگی سمر سام نے جیسے ہی وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا ایک دُھوان نکلا دماغ پر سمر سام کے پہونچا سمر سام چھینک
مار کر بیہوش ہوا خواجہ نے تاج اُسکا لیکر زنبیل مین رکھا سمر سام کی شکل بنکر باہر نکلے
مصاحبون سے کہا صاحبو خالی کیا بیٹھے ہو شراب پیو مین اس شوخ دیدہ کو رہا کرتا ہون

کرکے اسکا دل پھیر دونگا تمھاری محبت اسکے دل مین نقش کر دونگا بخوبی سرسام کو سمجھا
بقراط تو روانہ ہوا مگر سرسام قصر مین بیٹھا سُن رہا ہے کہ گلنار فراق مین نور الدہر کے
رو رہی ہے اشکون سے منھ دھو رہی ہے بیقرار ہو کر پکارتی ہے اے طلسم کشا کینہ کا وقت آخر
ہے اگر آپ کا جمال جہان آرا دیکھ لیا تو حیات تازہ پائی اگر جمال سے محروم رہی تو قبر مین
بھی تڑپونگی پشت قبر سے نہ لگیگی آپ کے اشتیاق نے مارا یہ قید ہماری تقدیر مین
تھی بی مربع نشین کی ذات سے یہ اتفاق ہوا ایسا باتون مین لگایا کہ مین بالکل غافل
ہو گئی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ مجھکو گرفتار کر لاتا سرسام نے قریب آکر کہا کہ اے لیکاتہ
او گیسو بریدہ و او شوخ دیدہ جسکے واسطے یہ ذلت اُٹھائی اُسی کی اب بھی یاد ہے اسقدر
نالہ و فریاد ہے مین اب تجھکو سامنے لشکر طلسم کشا کے پیچل کے قتل کرونگا ہمارے سمجھانے
پر کیا کیا جواب دیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جو ایسا کرتی ہین انکو انسانیت نہین
ہے دل پر اپنا قابو نہین رکھتین مین نگاہ اُٹھا کے بھی طلسم کشا کو نہ دیکھونگی اُس سمجھانیکا
کیا خوب بدلہ کیا گلنار نے جواب دیا کہ اے والد نامدار خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے مگر یہ نقش
دلبر سے نہ مٹیگا اسی غم مین تڑپ تڑپ کے مرونگی چند دن مین دیکھ لیجیے گا کہ مین اپنی جان
دونگی اگر آپ نے قتل کیا تو میرا خون آپ پر ہوگا مین جملہ گناہون سے بری ہو جاؤنگی
ورنہ یہی منظور ہے کہ اپنی جان دون آپ کا احسان ہے اگر سامنے لشکر طلسم کشا کے پہلے
قتل کیجیے مین جمال جہان آرا دیکھ لون قبر مین تو جا کر نہ تڑپون سرسام جھلا رہا ہے کہ
چند مصاحب اسکے آئے اُنھون نے آکے دیکھا کہ سرسام تیغ کھینچے کھڑا ہے کہتا ہے کہ
ابھی تجھکو قتل کرونگا مصاحبون نے ہاتھ تھام لیا سرسام نے کہا صاحبو دیکھو کیسی
مابدولت کے سامنے کلام کرتی ہے صاف صاف کہتی ہے کہ سامنے لشکر طلسم کشا کے
قتل کرو مین کیا اب اسکو زندہ چھوڑونگا ایک لشکر تجویز کیا ہے وہ مقابلے مین جا کے
طلسم کشا کے اُترے تو مین اسکی قید لیکر جاؤن طلسم کشا میدان مین آئے تو اسکو
دار پر کھینچون کہ طلسم کشا بھی دیکھے کہ گلنار قتل ہوئی مصاحبون نے کہا حضور جب
وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا سمجھا کر سرسام کو قفس سے الگ کیا جملہ مصاحب بھی آتے

دلفریب کو بلایا ہی تو آپ ہی کی شکل بنکر ساربان زادہ آیا تھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس مین آپ تشریف لائے میرا گمان غالب ہوا کہ ساربان زادہ پھر آگیا ابھی یہ میرا ہاتھ چل گیا معاف فرمائیے سہرسام نے بقراط کو لاکر بٹھایا اور سب حال بیان کیا کہ بیٹی میری ہاتھ سے گئی بقراط کے سامنے بیٹی کو بلایا کہا کیون او شوخ دیدہ تو طلسم کشا پر جاکر مائل ہوئی طلسم کشا کی معشوقین بہت ہین وہان تیرا اعزاز واکرام نہ ہوگا ہمیشہ پریشان رہیگی گلنار نے ضبط کرکے کہا او موے بوڑھے یہ سچ ہین تجھسے فریاد کرنے نہ آؤنگی مین کیا کرون طاقت ضبط نہین ہو البتہ معشوق یوسف لقا کہ جسپر چند شاہزادیان عاشق ہین یہ کسکو لیاقت ہی اُسی شہریار کا مرتبہ ہی اور اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو	پروانہ صفت ہائے جلایا مرے دل کو
خاموش کسی گل کی جدائی نے کیا یہ	ہی بلبل تصویر بنایا مرے دل کو
شک وزد حنا پر کبھی وز دیدہ نگہ کرکے	معلوم نہین کسنے چرایا مرے دل کو
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلوون سے ملتے	تم جانتے ہو یار پرایا مرے دل کو
اے اشک روان جلد مدد کے لیے نکلو	ہی آتش فرقت نے جلایا مرے دل کو
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا	اے جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو
لی مفت مری جان اسے عشق تمھا قد کا	کیون دار پہ تمنے نہ چڑھایا مرے دل کو
سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے تمکو ملا کیا	کیون دام محبت مین پھنسایا مرے دل کو
ہی جی مین یہی ترک ملاقات کرون مین	سطوت بہت اُسنے ہی دکھایا مرے دل کو

اسطرح پر رو رو کر جو بقراط سے گلنار نے باتین کین بقراط بہت جھلایا کہتا تھا اے سہرسام مجھکو تیرا پاس ہی ورنہ اسکو ابھی قتل کرتا یہ کہکے بقراط نے کہا قفس اسکا ہم اسکو قصر ہشت پہل مین بلوائین گے بہت اچھی طرح سمجھائینگے اگر اسنے ہمارا کہنا مانا تو تمھارے قدمون پر گروا دینگے ورنہ اسکو سامنے لشکر طلسم کشا کے تیرباران کرینگے سہرسام نے کہا یا خداوندا آپکو اختیار ہی مین اسکو بڑی تدبیر سے گرفتار کرکے لایا ہون سحر مین یہ بہت طاق ہی حسن وجمال مین شہرۂ آفاق ہی بقراط نے کہا مین تقدیر

بیٹی کو قفس مین بند کیا اور قفس کو لٹکا دیا آپ مسند پر بیٹھا سوچ رہا ہو کہ اب کیا تدبیر کرون مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آواز دی کہ گلنار زعفران پری جا کر نور الدہر پر عاشق ہوئی بقراط جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی جاتا ہون اور اُسکو گرفتار کر کے سر سام کے حوالے کرتا ہون جو چاہے وہ سزا دے تخت پر بیٹھکر چلا یہان سر سام بیٹھا سوچ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب ہو کہ وہ سار بان زادہ اِسکی رہائی کو آئے سابق مین بقراط ابتک آیا تھا اب جو آئے تو ایسا تھپڑ مارون کہ سر اُڑ جائے اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا بقراط تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی جی مین کہنے لگا کہ دیکھو سار بان زادہ آیا بظاہر جھک جھک کر سلام کرنے لگا بقراط سوچا کہ یہ میرا بندۂ خاص ہو میرے آنیکی خوشی کرتا ہی بقراط تخت سے اُترا سراپا کو سر سام دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہو کیا رنگ و روغن لگاتا ہی نہین معلوم کہان سے تخت لایا ہی کہ تخت اُڑتا ہوا آیا ہی کسی شی مین فرق نہین فریب اگر ہاتھ پکڑ لیا کہا او سار بان زادے اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا دلفریب کو تو تو نے قتل کرا دیا اگر تو تھوڑی دیر نہ آتا تو مین نوچ لے لیتا بقراط نے ہنسکر کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہی میری صورت سار بان زادہ بن سکتا ہی مین تم سبھونکا خداوند ہون سر سام نے ایک تمانچہ مار اکہا او مکار اب بھی مکاری کرتا ہی اِس زور سے تمانچہ پڑا کہ تڑا تڑ کی آواز ہوئی بقراط نے لپٹ کر سر سام کو دے مارا سر سام کا جب زور نہ چلا تو اُسنے کاٹ کھایا بقراط نے ایک چیخ ماری کہ او ملعون یہ کیا کرتا ہی مگر سر سام نے بوٹی اُتار لی کہا ارے سار بان زادے تیری بوٹیان چبا جاؤنگا بقراط نے پانؤن سے جوتا اُتارا آپس مین خوب جوتا چلا جب دو چار جوتے بقراط نے سر سام کو مارے اور سر سام پیٹ رہا ہی اور رو رہا ہو کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا پانچ چار پتلیان یہ کہتی ہوئی آئین کہ اے سر سام تو نے غضب کیا کہ قدرت کے تمانچہ مارا دیکھ قدرت کا گال سرخ ہو گیا توبہ کر قدمونکو بوسہ دے جب سر سام کے پیرون نے اِسطرح کہا تو سر سام قدمون پر گر پڑا اور کہا یا خداوند معاف فرمایئے مگر ترچھی ترچھی نگاہون سے دیکھ رہا ہی بقراط نے ہاتھ پکڑ کے پوچھا کیون اے سر سام تجھے کیون دھوکا ہوا سر سام نے کہا یا خداوند جب مین نے

محفل مین شراب پی رہی ہین خوش اور محظوظ بیٹھی ہین ہم لوگون کو بہ نگاہ حقارت دیکھتی
ہین مناسب یہ ہی کہ انکو گرفتار کرلو سہر سام نے کہا تم جاکر اُس سے باتین کرتی ہوئی
صحرا مین لاؤ مین کڑک کر گرونگا اُٹھا لیجاؤنگا اِس سختی مین قید کرون کہ تا قید حیات رہا
نہ ہو مربع نشین نے سہر سام سے وعدہ کیا کہ مین فلان صحرا مین لیکر آؤنگی تم غفلت
مین آنا گرفتار کرلینا وہان سے مربع نشین نے آکر گلنار سے کہا تمھاری ہمارے یہان
دعوت ہی گلنار ہمراہ مربع نشین کے آئی پہلے بارگاہ مین دعوت کھائی ناچ گانا سنا
اور پھر ہاتھ پکڑے کے باہر نکلی پوچھا ای گلنار تم کیا سمجھے کہ نور الدہر پر عاشق ہوئین
بارہ چودہ معشوقین ہین گلنار نے کہا مجھے اُنکی خیر خواہی منظور ہی جسدن میرے ساتھ
بے اعتدالی کرینگے چلی جاؤنگی ہر چند کہ آرام نہ ملیگا مگر تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی
اُنکی محبت گریبان گیر ہی حقیقت مین کیا حُسن پایا ہی آپ اللہ نے بنایا ہی خوش مزاج
خوش چلن باجاہ وحشم فتاح طلسم خیال سکندری بقراط ایسا جادوگر اِنکے ہاتھ سے
بھاگا بھاگا پھرتا ہی اِسی خیال مین مین بھی چلی آئی دل نے نہ مانا کیا کرون یہ باتین کرتی
ہوئی صحرا مین پہونچی مربع نشین ہاتھ چھوڑ کر الگ ہوئین سہر سام آسمان پر ٹھہرا ہوا
تھا دیکھا کہ گلنار باتون مین مصروف ہی کڑک کر گرا کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا گلنار نے
چاہا سحر کرون لیکن ایسا نعرہ دیکر بلند ہوا کہ گلنار بیہوش ہوگئی کچھ زور نہ چلا سہر سام
نے لاتے ہی لاتے راہ مین زبان مین سوزن دی قصر مین اپنے لیکر پہونچا اب جو گلنار
کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا زبان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن بیقرار ہوکر
رونے لگی جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے اب کیا ہو مگر یقین ہی کہ جب طلسم کشا کو خبر پہونچیگی
تو وہ ضرور میری رہائی کی تدبیر کرینگے یہان مربع نشین روتی ہوئی سامنے نور الدہر
کے آئین کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا کہ سہر سام آکر گلنار کو لیگیا مجھکو خیال یہ ہی کہ لوگ
طعنہ دینگے اور کہین گے کہ دعوت مین لیگئین اور گرفتار کرادیا مجھکو بڑا افسوس ہی اب ہی
نور الدہر طرف خواجہ کے پلٹے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بہت کچھ خدمت مین حاضر
کرونگا گلنار کی رہائی کی تدبیر کیجیے خواجہ تو یہان سے نکلکر چلے مگر سہر سام نے اپنی

ہین جانتا تھا کہ خیر و عافیت سے نہ پلٹے گی مگر تو تو کہتی تھی کہ اَور عورتین مائل ہوتی ہین ناحق
اپنے کو دیوانہ بناتی ہین صدمات اُٹھاتی ہین وہی تو نے بھی کیا اب براے ملاقات
جاتی ہو گلنار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ باپ کُندے باندھے ہوے آتا ہو چاہتا ہو کہ گرز
پنجہ دیگر اُٹھا لیجاؤن گلنار نے سحر کیا کہ سر سام اُلٹ گیا سر سام نے گولہ مارا گلنار
نے کاٹ دیا بجلی کان سے اُتار کر پھینک ماری برق گری کہ سر سر سالم کا زخمی ہوا یہ
کہکر بھاگا کہ او گیسو بریدہ تجھسے سمجھونگا تجھکو یہان رہنے نہ دونگا یہ کہتا ہوا نکل گیا
گلنار نے قریب نور الدہر کے آکر کہا لیجیے شہریار حال میرا کُھل گیا سر سام جادو وہی
تھا نیپال کے مرتے ہی اُسکو خبر ہو گئی چند طائر اُسنے بنا رکھے ہین سب طرح کی خبرین
اُسکو سُناتے ہین وہ اِس ارادہ سے آیا تھا کہ مجھکو لیجائے لیکن مین کب اُسکے سحر کو
مانتی ہون سر سام کو حقیر جانتی ہون لیکن وقت بے وقت یہ حملہ مجھپر کریگا نور الدہر نے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر کہا کیا مجال ہو اُسکی جو تمکو نگاہ کج سے دیکھے اگر پہلے سے مین یہ جانتا
کہ سر سام جادو وہی ہو تو اُسکی تدبیر کرتا تیر مارتا کہ خطا کار زخمی ہو کر گرتا ہر چند کہ سحر
تمھارا چلگیا لیکن تمھارا خوف نہ گیا سونے کے وقت انتقام کریگا گلنار نے کہا کیا
مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی باتین کرتے ہوے دونون دربار مین آئے ہما و مربع نشین
وغیرہ نے جو دیکھا سب شاہزادیون کو رشک ہوا آپس مین اشارے کرنے لگین
کہ صاحبو اِسکا بڑا اعزاز و اکرام ہوگا مربع نشین نے کہا اِسکا باپ اِسکا دشمن ہو اگر
وہ ہمسے میل کرے تو ہم اِسکو گرفتار کرا دین اِسکا یہان رہنا بہتر نہین ہما نے کہا کہ
طلسم کشا کو ملال ہوگا مربع نشین نے کہا ملال ہو تو ہو ہم ملاقات اُس سے ضرور
کرینگے اور اِسکو گرفتار کرا دینگے یہ کہکے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی اور طرف
قلعۂ سر سام کے چلی سر سام ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا زخم کو اپنے باندھ رہا تھا کہ دیکھا
ایک ابر آتش فشان آتا ہو جب قریب پہونچا تو مربع نشین کو پہچانا سر سام نے
اُٹھکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اِس وقت کہان آئین مربع نشین نے کہا تمھاری ہی
ملاقات کو آئی تھی تمھاری صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہو کر پہلو مین جا کر بیٹھین

سرو باغ محبوبی نظم

بلبل کو ہی بہار مین گلزار پر گھمنڈ ؎ مجھکو ہی یار کے گل رخسار پر گھمنڈ
دنیا بھی ہی ساتھ مرا رنج ہجر مین ؎ کیونکر مجھے نہ ہو دل بیمار پر گھمنڈ
وہ سخت جان ہون مجھکو بھی ہی ناز وافتخار ؎ قاتل کو ہی جو خنجر خونخوار پر گھمنڈ
دن آگئے خزان کے خبر عندلیب لے ؎ تا حق ہی تجھکو رونق گلزار پر گھمنڈ
اک وار مین نہ تن سے مرا سر جدا ہوا ؎ بے فائدہ ہی آپ کو تلوار پر گھمنڈ
سب عاشقون کو اپنی رگ جان پہ ناز ہی ؎ اُس بُت کو ہی جو رشتۂ زنار پر گھمنڈ
ٹھنڈھا کرینگے داغ جگر کو دکھا کے ہم ؎ خورشید کو ہی گرمی بازار پر گھمنڈ
نکلا خط سیاہ گئی رُخ کی سادگی ؎ باقی ہی آجتک تمھین اے یار پر گھمنڈ
سب مال چھوڑ جائیگا دنیا مین اے بخیل ؎ بے فائدہ ہی دولت بیکار پر گھمنڈ
خورشید داغ دل پہ ہی سطوت کو فخر وناز ؎ تمکو اگر ہی چاند سے رُخسار پر گھمنڈ

یہ اشعار اور کلمات محبت آمیز جو سُنے تو گلنار کی شرم وحیا نے پردہ اُٹھا دیا دل ہی کہتا ہی کہ جلکر اِس نوجوان سے ملون دیکھون کیا خواہش رکھتا ہی سب سردار نور الدہر کو گھیرے ہوے گرد ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہی گرد ہالہ پڑا ہوا ہی حیران جمال محو دیدار ہو رہی ہی پہاڑ سے اُتر آئی نور الدہر بڑہے کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدون مگر سرسام جادو قصر مین اپنے بیٹھا ہی کہ نیپال کی تصویر جلگئی گھبرا کر کہا کہ غضب ہوا کسی نے نیپال کو مارا یہ کہکے پکارا کہ اے اخبار جادو خبر گلنار سُنا سامنے چند طائر بیٹھے تھے اُنمین سے ایک طائر اُڑ کر آیا اُسنے اپنی زبان مین کچھ کہا سرسام نے سر پیٹ لیا مصاحبون نے پوچھا اے افسر اعلیٰ خیر تو ہی سرسام نے کہا کیا کہون زبان سے نہین نکلتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا افسوس مجھکو یہ ہی کہ مین نے اسما سحر اُسکو تعلیم کر دیے جب مقابلہ پڑیگا تو مشکل پڑیگی مگر مین ابھی لاتا ہون یہ کہکے کڑکا گلنار پہاڑ سے اُتر رہی ہی نور الدہر بھی قریب آچکے ہین یقین ہی کہ گلنار قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ ہمارے سمجھا نیکا یہ انجام ہوا

درپی خیر خواہی رہتا ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ براہ خیر خواہی تم کل کام کرو آخر مین پچتاؤگے سب گرفتار ہو جاؤگے مگر سردار بگڑے ہوے ہین کہ ہم آپ کو قتل کرینگے نورالدہر ڈٹے ہوے کھڑے ہین نگاہ طہماس دیکھ رہے ہین طہماس ہر مرتبہ ساطور پر ہاتھ ڈالتا ہی اور کانپکر رہجاتا ہی کہتا ہی اے شہریار مجھکو خیال یہ آتا ہی کہ آپ کے والد تاجدار بدیع الزمان عالی وقار آپ کے غم مین جان دیدینگے اور یہ مشہور ہوگا کہ طہماس نے اپنے معشوق کو مار ڈالا اہل لشکر اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین سردار لشکر والون کو سُنا کر کہتے ہین کہ صاحبو تم بھی بلوہ کرو نورالدہر کو گھیر لو چہار طرف سے آپڑو مگر لشکر والے خاموش بیٹھے ہین اپنے مقام سے نہین اُٹھتے مگر گلنار نے جو دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام پر بیٹھے ہین حیران ہوکر کہا کہ اے گلنار پہلے اِن سب کو بگڑنا چاہیے تھا پلٹ کے جو دیکھا اِسنے تو نیپال جادو سحر کو گلنار کے روک رہا ہی کہا کیون او ناہنجار تونے یہ کیا کیا نیپال نے چاہا جواب دون گلنار نے ہاتھ ہلادیا ایک برق کڑک کر گری کہ نیپال کے دو ٹکڑے ہوے مارکر نیپال کو گلنار اُٹھی کہ دیکھون میرے سحر نے کیا کیا کچھ بڑبڑاتی جاتی ہی کبھی نگاہ سحر آگین سے اِشارہ کرتی ہی کہ زیر کوہ بلند ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال یوسف خصال کئی سو جوانون کے بلوے مین گھرا ہوا مگر تلوار کھینچے کھڑا ہی اور جواب دیتا ہی کہ دیکھو یارو مجھے قتل کرکے بہت پچتاؤگے تم سب قید ہو جاؤگے مین جانتا ہون کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہی کسی ساحر کے سحر کی تاثیر ہی کہ میرے قتل کی تدبیر ہی گہرریزی زبان معجز بیان کی گلنار کو بہت پسند آئی جی مین کہتی ہی کہ حقیقت مین طلسم کشا نہایت فصیح و بلیغ ہی اِتنے جوانون کو روکے ہوے کھڑا ہی کچھ خوف جان نہین حقیقت مین کیا دلیر ہی بیشہ جرأت کا شیر ہی کسکی مجال ہی جو اِس سے آنکھ ملائے یا مہلت پائے کیا تدبیر کرون یہ سوچکر ہاتھ ہلادیا سب تاجدارون پر سے سحر اُتر گیا طہماس منتین کرنے لگا کہتا تھا آقاے نامدار مین تو عاشق صادق ہون کسکی مجال ہی کہ آپ سے آنکھ ملائے اب گلنار سامنے ٹہلنے لگی کہ نورالدہر کی نگاہ پڑی دیکھا ایک مہ جبین سامنے کھڑی ہی ہنس رہی ہی دیکھتے ہی نورالدہر مائل ہوے اِشارہ کیا کہ اے شہنشاہ خوبی والے

نکل آئے مگر خوف کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو تم جا کر طلسم کشا پر مائل ہو اور رہبری دشمن
ہو جاؤ سحر تمکو سب طور کے تعلیم کر چکا اگر مقابلہ پڑے تو مین تمھارا کچھ نہین کر سکتا مین نے
کتاب تمکو تعلیم کردی اسوجہ سے سمجھاتا ہون گلنار نے کہا آپ کو وحشت ہی مین ابھی
جاتی ہون اور لشکر طلسم کشا تباہ کر کے آتی ہون طلسم کشا اکیلا رہے دشت نوردی
کی جفا سہے یہ کہکے گلنار زعفران پوش طاؤس پر سوار ہوئی برائے تباہی لشکر طلسم کشا
چلی بعد جانے گلنار کے سرسام کو ایسا خیال تھا کہ نیپال سے کہا کہ اے نیپال تم
جا کر اس مہ جبین کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو دیکھکر وہین رہجائے تو میری
جان پر بنجائیگی جو حرکت کرے مجھکو خبر دینا خبردار بیٹھ نہ رہنا نیپال بعد جانے گلنار کے
چلا یہان گلنار آکر پہاڑ پر ٹھہری یہان وقت وہ ہی کہ نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین
کل سرداران غیر ساحر قریب بیٹھے ہین ایک سمت سب ساحر بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی
کہ اب حضور طلسم کشائی کو جاوینگے نورالدہر فرماتے ہین کہ اب مین کیا تامل کرونگا
نورالدہر سے سکندر ثانی نے عرض کی اب حضور جلدی کرین مگر مجھکو یقین نہین ہی
کہ حضور برائے طلسم کشائی جا سکین کوئی اُفتاد آیا چاہتی ہی کہ طہماس اپنے مقام سے
اُٹھے کہا اے شہریار آپ نے ہمارے ساتھ بڑی کج ادائی کی ہمکو مسلمان کر لیا اپنے مذہب
سے چھوٹے آپ نے کیا مرتبہ دیا ہم آپ کو قتل کرینگے دوسرا سردار اُٹھا اُسنے بھی
ایسا ہی کچھ کہا چالیس سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے نورالدہر کو گھیر لیا قبضون
پر ہاتھ ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم حضور کو قتل کرینگے نورالدہر جواب دیتے ہین
کہ یارو مین نے کیا تمھاری خطا کی کہ جو یہ ارادہ کرتے ہو یہ تکرار ہو رہی ہی نورالدہر
تیغہ طلسمی لیے کھڑے ہین سب اِسی کے منتظر ہین کہ طہماس وار کرے تو ہم بھی اپنا وار
کرین سب گھیرے ہوے ہین نورالدہر بیرون بارگاہ آئے سب کو جواب دیتے
ہین بھائیو تم ہمارے رفیق ہو آج کیا وجہ ہوئی کہ جو اِسقدر بگڑے ہو ساحر بھی اندر
سے نکل آئے مگر سکندر سب کو روکتے ہوے کہتے ہین کہ یارو تم بہت پچتاؤ گے
ایسے آقا کے ساتھ بُرائی کرتے ہو کہ جنسے کبھی تمھارے حق مین بُرائی نہین کی ہمیشہ

تھی کہ گلنارہ زعفران پوش کو روانہ کرین مگر تمہیر ظاہر کیا جاتا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو تباہ کرو
مگر اوی نور نظر جمال طلسم کشا بھر ہی نگاہ اُٹھا کے نہ دیکھنا جہانتک ہوسکے اپنے کو بچانا گلنار
نے کہا اوی والدہ نامدار وہ عورتین بڑی حماقت زدہ ہین کہ جمال طلسم کشا دیکھکر مائل ہوئی ہین
مین نگاہ بھر کے بھی نہ دیکھونگی جاتے ہی لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون اوی قتال تمنے کیا کیا
کہ جاکر گر رہے یہ بُرا کام کیا قتال نے کہا اوی ملکۂ عالم مین پہر بھر کامل لڑا آخر طلسم کشا سے
جب مقابلہ پڑا تو زیر ہو گیا طلسم کشا نے مجھکو چیر کر پھینکدیا ابر رحمت خداوندی اگر برسا
اُسنے روح تازہ عطا کی یہانتک پہونچا گلنار زعفران پوش نے کہا اوی والدہ نامدار مین
جاکے لشکر طلسم کشا کو ویران کر دونگی کہ طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال جنگلون مین مارا
مارا پھرے اور لوح نہ دیکھ سکے سر سام نے کہا اوی نور نظر مین نے بڑے بڑے انتظام
کیے اور حکم خداوند کا آگیا ہی کہ ہمارے مرحلے سے طلسم کشا نہ گذرنے پاے مین نے قلعہ
دلفریب بنایا طلسم کشا کو تسخیر کر لیا تھا عین وقت پر ساربان زادہ آیا اُسنے آکے
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا طلسم کشا نے لوح دیکھی مین تو بھاگا مگر دلفریب قتل ہو گئی
ایک چند ساعت اگر طلسم کشا ہوشیار نہ ہوتا تو مین لوح لے لیتا پھر طلسم کشا کی کیا مجال
تھی کہ مجھپر دباؤ ڈالتا گرفتار کر کے خدمت خداوند مین لے جاتا وہان پہونچتے ہی مین
سامان قتل کراتا مگر ساربان زادہ بہ صورت خداوند لقراط آیا ہوشیار کر دیا لیکن اوی
نور نظر ایسا سحر کرنا کہ ہمراہیان طلسم کشا اُسکے دشمن ہو جائین اور ارادہ قتل کا کرین
مگر تم پردے مین رہنا گلنار نے کہا اوی والدہ نامدار مین خود ایسی ایسی صورتین بناتی
ہون کہ جنکو انسان دیکھے تو مبہوت ہو جائے مین کیا اُسکے جمال ظاہری کو دیکھونگی
مین بھلا اُسکو دیکھکر کیا مائل ہونگی وہ فساد برپا کرون کہ سرداران طلسم کشا دیوانے
ہو کر طلسم کشا پر تلوار کھینچین طلسم کشا کو جان بچانا دشوار ہو سر سام نے عرصۂ دراز
تک گلنار زعفران پوش کو بخوبی سمجھایا آخر گلنار نے بگڑ کر کہا اوی والدہ نامدار جو آپ
کو یہ خیال ہی تو مجھکو نہ بھیجیے سر سام نے کہا اوی نور نظر وہ سختی پڑی ہی کہ مجھکو کچھ نہین
سوجھتا ہی یہی خیال ہی کہ جان جاے مگر طلسم کشا برباد ہو شاید اس تدبیر مین مطلب

ہوگا نیپال جادو بڑا مکارہ وحیلہ ساز ہی اُسنے قتال کو بھیجا مگر نور الدہر جھپٹ کر چھاتی پر
سوار ہوئے فرمایا کہ حالا ورشناختن پروردگار چہ میگوئی قتال نے کہا ای طلسم کشا مین
خداوند کو بُرا نہ کہونگا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کیو نور الدہر نے قتال کو چیر کر پھینکدیا قتال
کا مارے جانا کہ اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آنے لگین بیر غل مچاتے تھے کہ ہمارا افسر
قتل ہوا اب کیا تدبیر کرین کہ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے پانی برسنے لگا چند قطرے جو جسم
قتال پر پڑے یا خداوند لقراط کہکے اُٹھ بیٹھا نور الدہر نے چاہا پیچھا کرون مگر قتال
نکلگیا آگے جا کر گینڈے پر سوار ہوا طرف قصر سہر سام کے چلا نور الدہر تو لڑائی کو فتح
کر کے پلٹے سب سردار بخیر وعافیت پلٹے مگر سکندر نے کہا ای شہریار غلام کو حرارت
معلوم ہوتی ہی لوح کا عکس مجھپر ڈالیے جیسے ہی نور الدہر نے لوح کو چمکایا سکندر کے
ہاتھ پانوٗن مین طاقت آگئی حرارت موقوف ہوئی مگر سہر سام جادو اپنے قصر مین
بیٹھا ہی کہ لکہٗ ابر آسمان پر نمایان ہوا وہ آکر پھٹا دیکھا نیپال جادو پریشان آکر پہونچا
سہر سام نے پوچھا ای نیپال کیا کیا نیپال نے کہا مین نے اپنی بھائی قتال کو برائے
تباہی لشکر طلسم کشا روانہ کیا ہی سہر سام نے کہا اُس سے کچھ نہ ہوگا کہ سامنے سے دیکھا
قتال بھاگا ہوا آتا ہی آکے سامنے گر پڑا نیپال نے پوچھا ای برادر کیا ہوا قتال نے
کہا طلسم کشا سے لڑا آخر زیر ہوا اُسنے مجھے چیر کر پھینکدیا مگر لکہٗ ابر رحمت خداوند آکر برسا
اُسنے روح تازہ عطا فرمائی مین اُٹھتے ہی بھاگا یہان تک پہونچا چاہا تھا کہ سکندر کو
بیمار کر دون مگر عکس لوح نے اُسکو بھی بچایا صحیح وسالم ہوا سہر سام و نیپال و قتال
یہ تینون بیٹھے صلاحین کر رہے ہین مگر سہر سام کہتا ہی مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہووے
طلسم کشا پر مائل ہو ورنہ گلنار زعفران پوش اپنی بیٹی کو روانہ کرتا یہ ذکر تھا کہ ایک
ابر زعفرانی سامنے سے اُٹھا سہر سام نے کہا لو وہ خود آتی ہین ابر سامنے آکے پھٹا
تخت پر ایک نازنین کو دیکھا چہاردہ سالہ نہایت حسین وجمیل دریائے جواہر مین
غوطہ زن حسن مین رشک نسرین ومشتری غنچہ دہن رشک چمن جھولی بائین ہاتھ پر
تخت زمین پر آیا سہر سام کو سلام کیا سہر سام نے کہا ای نور نظر ابھی ابھی صلاح ہوئی

غائب ہوا اپنے کو کنارے پر لشکر کے پہونچایا خواجہ عمرو برابر کھڑے ہین اور کہ رہے ہین کہ ای نور نظر حقیقت مین اس طلسم مین بڑے عجائب و غرائب ہین قدم با قدم لوح دیکھو کسی مقام پر تامل نکرو سکندر نے بڑھکر خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اگر آپ ذرا بھی دیر کرتے تو لوح نکلجاتی مگر افسوس ہی کہ سر سام نکلگیا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا دیکھا کہ سب بھاگے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین نورالدہر نے پوچھا خیر تو ہی یہ کیا معرکہ ہی کہ شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال آپڑا سات لاکھ فوج ساتھ ہی طہماس بھی زخمی ہوے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی اور وہ پہلوان دمبدم نعرے کرتا ہی کہ منم قتال مردم در سکندر نے کہا جلد اپنے کو پہونچایئے جو سردار اُسکے سامنے گیا وہ زخمی ہوا وہ حضور ہی سے دبے گا نورالدہر پشت مرکب پر سوار ہوے مقابلے مین قتال کے پہونچے جسپر مکس لوح کا ڈالا وہ بھاگا للکار کر آواز دی او قتال کہان جاتا ہی قتال نے گینڈا بڑھایا مقابلہ نورالدہر مین آیا نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُسکا نکالدیا اُسنے گرز کا وار کیا نورالدہر نے گرز کو قلم کیا مگر اب قتال دست پاچہ ہوا چاہتا ہی کہ گینڈا بڑھا کر نکلجاؤن مگر سکندر نے سامنے آکر للکارا کہ او قتال شہریار سے مقابلہ نہین کرتا اب جرأت اپنی دکھا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک ہکہ مارا کہ قتال گینڈے سے گرا نورالدہر بھی گھوڑے سے کودے آپس مین کشتی ہونے لگی ہر طرف سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی ہمراہیان قتال بھاگے صحرا مین جا کر غائب ہوتے تھے اپنی بیکسی پر روتے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ قتال نے وعدہ کیا تھا کہ مین طلسم کشا کو قتل کرونگا اب کیون گھبرا رہا ہی نورالدہر نے ایسے دو تین گھستے مارے کہ ذرہ ذرہ پارہ پارہ ہو گئی جسم سے خون کا فوارہ نکل رہا ہی جان سے بیزار ہی لیکن ہر مرتبہ چاہتا ہی لوح پر ہاتھ ڈالون اور لے بھاگون نورالدہر ہاتھ پر اُسکے تھپکی مار دیتے ہین آخر کو لے پر لا کے قتال کو دے مارا قتال کا گرنا کہ سب فوج والے بھاگ گئے جا کر درختون کے پیچھے چھپے کہتے تھے طلسم کشا کے قبضے مین لوح ہی اُسپر کون غالب

کہ سامنے سے پردہ اُٹھا برق چمک گئی نورالدہر نے آنکھین ملا کر دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ کہ چہرے پر اُسکے نگاہ نہین ٹھہرتی مسکراتی ہوئی باہر نکلی قریب نورالدہر آکے بیٹھی ہنسی مذاق کرنے لگی یکایک کہا کہ اے شہریار میرے سینے مین درد ہوتا ہی ذرا لوح طلسمی مجھکو دیجیے کہ مین سینے سے مس کرون ساحران طلسم نے سحر کیا ہی کہ کلیجہ نکلا جاتا ہی قلب تھرّاتا ہی نورالدہر نے چاہا کہ لوح گلے سے اُتارون اور دلفریب کو دون کہ ایک آواز آئی اے دلفریب کیا کہنا خوب مرغ زیرک کو پھانسا اب لوح لے لو یہ جانے نہ پائے بابدولت بھی آگئے دلفریب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند بقراط بھی تخت اُڑاتے ہوے آتے ہین دلفریب اُٹھ کھڑی ہوئی نورالدہر بیٹھے رہے قبضے پر ہاتھ رکھا ارادہ ہی کہ اسپر جا پڑدن کہ دلفریب نے پشت پر نورالدہر کی ہاتھ رکھا کہا اے شہریار یہ خداوند ہین اِنکا پاس ضرور ہی نورالدہر نے اُٹھکر سلام کیا بقراط نے دعاے جان درازدی مگر بقراط نے تخت سے کود کر دلفریب کا ہاتھ تھام لیا اور طرف نورالدہر کے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا مراد یہ تھی کہ بائین آنکھ کا تل دکھایا اور اشارہ تھا کہ نوح ملاحظہ کرو نورالدہر نے فوراً لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ یہی لوح ملکہ دلفریب کے سر سے مس کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو لوح دیکھتے ہی نورالدہر کو ہوش آگیا اور سمجھے کہ بہ شکل بقراط خواجہ عمرو ہین اِن کا حکم ضرور بجا لاؤن ظاہر ہوا کہ براے تعلیم آئے ہین فوراً قبضے پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے اور للکارا کہ او دلفریب اب کہان جائیگی لوح کو اُسکے سر پر رکھدیا جیسے ہی لوح اُسکے سر سے مس ہوئی اُسنے ایک چیخ ماری سحر دفع ہوگیا نورالدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کھڑا ہی مگر گندے نول رہا ہی فوراً اپر پرواز پیدا کیے اور سامنے سے نکلگیا یہ کہکر کہ اے طلسم کشا کہان جاؤگے اُن عورتون نے چاہا کہ بھاگین نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کھینچا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو نازنین سب کے آگے تھی کہ اِنکو لگا کر لائی تھی وہ بھاگتی پھرتی ہی سامنے نہین آتی نورالدہر نے بڑھکر جب لوح چمکائی تو وہ ٹھہری فوراً نورالدہر نے بڑھکر یا تختہ تلوار کا مارا اُسکا مرنا کہ سب عورتین جل گئین مکان بھی

غم فرقت کی داستان لکھون — اسقدر ہی کہان بھلا کاغذ
روے رنگین کی جب ثنا لکھی — تختۂ باغ ہوگیا کاغذ
ہوش گم کردہ کا جو حال لکھا — اڑ گئے حرف رہگیا کاغذ
ہجر کا حال اگر لکھون گا مین — ہوگا وصلی کا بھی جدا کاغذ
نامہ لکھنے کے بدلے وحشت مین — پھاڑ کر ہمنے رکھدیا کاغذ
ہاے قاصد کو قتل کر ڈالا — پڑھکے دلدار نے مرا کاغذ
اُس مسیحا کا جب کہ خط آیا — پائی صحت ہوا وہ اسکا کاغذ
حال وحشت لکھا تو چاک ہوا — دامن جیب سے سوا کاغذ
لکھنے بیٹھا جو حال سوز جگر — شعلے اٹھ اٹھکے جل گیا کاغذ
غیر کو لکھ کے مجھکو لکھتے خط — واے تقدیر ہو چکا کاغذ
مرکے یہ میرے استخوان ہین سبک — جانتا ہی اُنھین ہما کاغذ
ہین وہ نازک پڑھینگے کیا سطوت — اسقدر تمنے کیون لکھا کاغذ

اُن سب کے آگے ایک حور شمائل با ناز و ادا ابتاتی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا بے اختیار ہاتھ بڑھا دیے اُس مہ جبین نے بڑھکر ہاتھہ مین ہاتھ دیا کہا اے شہریار خانۂ عیش مین چلیے ملکہ دلفریب آپ کی مشتاق ہین نور الدہر اُن سب کے ساتھہ چلے سکندر نے جو بیرون قلعہ سے یہ حال دیکھا کہا لو غضب ہوا اب یہ جاکر لوح طلسمی دیدینگے اے شہنشاہ اوج عیاری آپ اپنے کو پہونچائیے ایسا نہو کہ لوح قبضے سے نکلجائے سامنے عیش خانہ ہی خود سرساحر دلفریب بنا ہوا بیٹھا ہی دل پر اُسنے قبضہ کرلیا دیکھیے لوح نہین ملاحظہ فرماتے باعث خرابی ہی غلام کو بڑی بینائی ہی خواجہ کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بہ شکل بقراط بنے اور تخت زبرجدی پر سوار ہوے یہان نور الدہر ہمراہ اُن عورتون کے ایک قصر مین آئے مسند بچھی اُسپر بیٹھے کہ پہلو سے پردہ اُٹھا اُن سب نازنینان مہ جبین نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ دلفریب باہر آؤ طلسم کشا تشریف لائے ہین

آپ کے قریب نہین آتی سحر اُسپر غالب ہو اپنے ہوش مین نہین ہو نور الدہر جھپٹ کر قریب نخل چنار آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی عکس پڑا نخل تھرا کر گرا بیخ سے اُسکی چنارہ جادو نے سر نکالا اُپکارکر کہا ای طلسم کشا یہ سحر سرسام کا ہو میرے مارنے سے کیا فائدہ ہوگا مین رخصت ہوتا ہون نور الدہر نے گھیرا چنارہ بھاگا بھاگا پھرتا ہو نور الدہر قریب نہین پہونچ سکتے کہ ایک مقام پر ہمارے مرصع پوش روئی چنارہ جادو قریب پہونچا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا اسکندر ثانی نے جو دیکھا کہ چنارہ جادو نکلا جاتا ہو ہما اُسکے پنجے مین ہو جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک عقاب نکالا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا اور پڑھکر اُس عقاب کو چھوڑا عقاب نے جا کر چنارہ کو روکا اور پر مارتا ہوا نیچے لایا کہ پنجے سے ہما چھوٹی اور چنارہ نور الدہر کے سامنے گرا نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کا ہاتھ مارا کہ چنارہ کے دو ٹکڑے ہوے چنارہ کا مرنا کہ ہمارے مرصع پوش کو ہوش آیا دوڑ کر قدمون پر گری عرض کی ای شہریار آپ کے اِس انتظام سے مین بچی ورنہ دل مین یہ آتا تھا کہ آپ کے دشمنون کو قتل کرون نور الدہر نے کہا ای ہمارے مرصع پوش یہ شعبدات طلسمی ہین یہ باتین کر رہے تھے کہ دیکھا باغ غائب ہوا سامنے ایک قلعہ ہو سر بہ فلک کشیدہ بُرج بارے کنگرے ہر برج مین زنگی بیٹھے ہین قرنا کو دم دے رہے ہین اُس قرنا سے یہ آواز آتی ہو کہ ای طلسم کشا اِسطرف نہ آنا اگر سکندر نے اِشارہ کیا نور الدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ سرسام جادو نے یہ شعبدہ بنایا ہو مگر آپ قلعے مین بہت ہوشیار ہو کے جائیے گا قدم با قدم لوح ملاحظہ ہو سرسام جادو خود آیا ہو یہ قلعہ اُسی نے بنایا ہو نور الدہر طرف قلعے کے جاتے ہین سرسام جادو کہ برج کلان مین بیٹھا ہوا تھا نور الدہر کو جو دیکھا کہ قریب قلعے کے آ پہونچے اپنے مقام سے اُٹھا ایک گوشے مین آکر اِسنے جھولی سے چند تصویرین کاغذ کی نکالین پکار کر کہا ای دلفریب طلسم کشا کو مبہوت کر اپنے کو جلد پہونچا نور الدہر جیسے ہی پھاٹک پر پہونچے کہ پھاٹک قلعہ کا کھلا دیکھا کئی سو نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے آئین نظم

لکھ چکا جب مین قاصد ا کاغذ
ہوے جانان خود اُڑ گیا کاغذ

اشعار گا کر گئی تو ہماری بی بی اُسکے تعاقب مین گئین اُسوقت سے پلٹ کر نہین آئین ہم
متردد ہین سکندر نے عرض کی ای طلسم کشا یہ رنگ اچھا نہین کل آپ تشریف لیجائین
اور لوح کو اِس پہاڑ سے مس کرین پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھیے لیکن رات ہی کو
ارسطوے ثانی بھی نکل گئے درۂ کوہ طی کر کے باغ مذکور مین پہونچے اُس نازنین نے
اِنکے ہاتھ مین بھی بیلچہ دیا یہ بھی مصروف کاروبار ہوے صبح کو جو نورالدہر نے دربار کیا دربار
مین آکر ارسطو کا حال پوچھا خدمتگارون نے بیان کیا کہ شب سے درۂ کوہ مین گئے
ہین پلٹ کر وہ نہین آئے سکندر نے کہا حضور جلدی کرین ایسا نہ ہو کہ کل سردارون
پر یہی معرکہ گذرے دیکھیے سردارون کا رنگ کیا ہو رہا ہی اِسی کے مشتاق ہین کہ مہلت
پائین تو درۂ کوہ مین جائین نورالدہر اُٹھے وضو کر کے جیسے ہی متصل کوہ پہونچے دیکھا
درۂ کوہ مین فیلبان فیلدر فوج کو لیے کھڑا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اِدھر نہ آئیے گا مگر یہ شیر بیشۂ
جرأت کب خوف کرتے ہین جھپٹ کر قریب درۂ کوہ کے پہونچے لوح کو جو کوہ سے مس
کیا ایک دناٹا ہوا پہاڑ یکایک گرا وہ باغ ظاہر ہوا نورالدہر نے خود دیکھا کہ ہما اور
ارسطوے ثانی بیلچے ہاتھون مین لیے ہوے چمنستان مین کام کر رہے ہین نورالدہر
نے بڑھکر لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح کی چمک ہوئی ارسطوے ثانی بیلچہ پھینک کر
دوڑے پکارتے ہوے کہ ای شہریار غلام سے بڑی خطا ہوئی نورالدہر نے کہا کہ
ہمارے مرصع پوش کو بھی لاؤ ارسطوے ثانی جھپٹتے ہوے سامنے ہما کے پہونچے
ہمارے مرصع پوش نے جو ارسطو کو دیکھا بیلچہ دکھا کر کہا اِسطرف نہ آئیے گا ورنہ بڑا
صدمہ اُٹھائیے گا نورالدہر نے جو دیکھا کہ ارسطوے ثانی سے ہمارے مرصع پوش
بغاوت کرتی ہی اور سکندر نے بھی پکار کر کہا کہ حضور ملاحظہ فرمائیے لوح کیا حکم دیتی ہی
نورالدہر نے جو لوح کو دیکھا نوشتہ پایا وسط باغ مین نخل چنار ہی چنار جادو اُسکی بیخ مین
چھپا ہی اُسکو تلاش کر کے قتل کرو تب مشکل آسان ہوگی ایسا نہ ہو ہمارے مرصع پوش
اپنی جان دیدے کہ اُسکو رات بھر اِسی باغ مین گذری ارسطوے ثانی آپ کے
سامنے آگئے لوح کا عکس اُنپر پڑ گیا اِسوجہ سے اُنکو ہوش آیا مگر ہمارے مرصع پوش

ل رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون غضب کر گئی سب یہی جانتے ہین کہ اِسکے پیچھے درہ کوہ مین جاکر تلاش کرین اور ڈھونڈھکر اُسکو لائین مگر نور الدہر چونکہ سامنے کھڑے ہین اور سکندر ثانی ایک ایک کو للکار رہے ہین فرماتے ہین یارو اِدھر نہ جانا جو سامنے ہین پہاڑ کے جائیگا اُسپر عیش و آرام حرام ہوگا اگرچہ اِس خوف سے کوئی نہین جاتا مگر تڑپ رہے ہین ہماے مرصع پوش سکندر کی نگاہ بچاکر قریب درہ کوہ آئی جیسے ہی اندر قدم رکھا ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا ہماے مرصع پوش آگے بڑھی دیکھا دروازہ باغ کا کھُلا ہی ملازمان فیلان تلوار کھینچے کھڑے ہین کسیکو جانے نہین دیتے ہماے مرصع پوش نے بڑھکر کہا ہم اُس شاہزادی کی ملاقات کو آئے ہین اُن لوگون نے راستہ دیا ہماے مرصع پوش اندر باغ کے آئی وہ ہوا اے خوشگوار چل رہی ہی کہ ہما کو فرحت حاصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی بوا آؤ کیون تامل کرتی ہو بہ قول شاعر

نظم

آج آیا مرے گھر مین جو وہ یار آپ سے آپ
ہو لیے شاید ہوا دور اُسکے غبار آپ سے آپ

نہین معلوم رقیبون نے کہا کیا اُس سے
رُک گیا مجھسے جو ابدل وہ نگار آپ سے آپ

بن سنور کر جو تم اے یار نکل آے کبھی
دل ہوا آکے مرا تم پہ نثار آپ سے آپ

فصل گل کے لیے اِتنا نہ تڑپ اے بلبل
جب خزان جائیگی آئیگی بہار آپ سے آپ

آپ کی تیغ نگہ کا نہین اے جان قصور
دل جگر ہی مرا ہر ایک فگار آپ سے آپ

عطر بالون مین لگا کر جو وہ آیا شب وصل
پھنس گیا زلف مین اُسکی دل زار آپ سے آپ

بھولی صورت نظر آئی جو کبھی رُتے ہین
اُنپہ آنے لگا سطوت مجھے پیار آپ سے آپ

یہ اشعار جو اُس نازنین نے گائے ہماے مرصع پوش نے کہا بوا مین تمھاری ہی تلاش مین آئی تھی اُسنے ہنسکر کہا بوا مین تو باغبانی ہون اگر میری برادری مین مجکو منظور ہو تو ملجاؤ ہمانے قبول کیا اُسنے بیلچہ ہاتھ مین دیا ہماے مرصع پوش روشین صاف کرنے لگی یہان سکندر سب کو ساتھ لیکر پلٹے جب بارگاہ مین آئے تو ہما کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا تمھاری مالک کہان گئی ہین سبنے عرض کی حضور جب وہ نازنین

آپ کو بڑی مشکلین درپیش ہین مجھکو بیرزن نے خبر پہونچائی ہو کہ سرسام جادو وعدہ کر کے آیا ہو کہ مین آگے نہ جانے دونگا لیکن غلام اُسکے سحر کو روک رہا ہو یہ ذکر تھا کہ ایک دناٹا ہوا زمین صحرا ہل گئی اور آواز آئی کہ ارفیلان تو نے غضب کیا کہ کلمہ پڑھا دیکھا جس مقام پر فیلان کھڑا تھا زمین شق ہوئی اور فیلان زمین مین سما گیا سامنے دیکھا کہ ایک کوہ کلان دورہ کھینچے ہوے ہو معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے دیوار بنا دی ہو سکندر نے کہا دیکھیے اُسکا ظہور ہوا اور ہمراہیان فیلان جسقدر آئے تھے وہ غرق زمین ہو گئے کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی دیکھا نورالدہر نے کہ ایک نازنین نہایت حسین گلنار پوش کمال ناز و ادا سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو **نظم**

کسی نے مجھسا بھی صابر کوئی کہان دیکھا — کہ ہجر یار مین سہے نالہ و فغان دیکھا
جو دلپہ گرد ملال آہ کا دھوان دیکھا — نئی زمین نیا ہمنے آسمان دیکھا
بھلا سوال وصال اُس سے کسطرح کرتے — نہ اُس صنم کو کبھی ہمنے مہربان دیکھا
کبھی حرم مین کبھی اے صنم کلیسا مین — تمھارے حُسن کا جلوہ کہان کہان دیکھا
ہمیشہ حسرتین رہتی ہین خانۂ دل مین — تمھارے عشق مین خالی نہ یہ مکان دیکھا
خزان کی فصل مین تم دونون رہتے ہو نالان — نتیجہ ظلم کا صیاد و باغبان دیکھا
ہو آئے قبر پہ میری تو رو کے کہنے لگے — کہ عاشقون مین نہ ایسا مزاجدان دیکھا
اُجاڑا فصل بہاری مین ضد سے گلچین نے — کہین جو باغ مین بلبل کا آشیان دیکھا
میان کوچۂ جانان صدا یہ آتی ہے — یہین پہ لٹتے ہوے مال کاروان دیکھا
زہے نصیب سگ یار نے پسند کیا — گرا پڑا جو مرا کوئی اُستخوان دیکھا
نظر مین اُسکی وقار فلک نہین سطوت — جہان مین جسنے علی کا ہی آستان دیکھا

اِس رنگ مین یہ غزل گاتی ہوئی وہ نازنین آئی کہ نورالدہر اُسکی جانب بڑھے اور پکار رہے ہین کہ اے نازنین مہ جبین ذرا قریب آ مگر سکندر ثانی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ اشیاے سحر نکالون وہ نازنین بھاگ کر درۂ کوہ مین غائب ہو گئی مگر گئی سو جوان اُس نازنین کے پیچھے درۂ کوہ مین غائب ہو گئے ہر سردار کف افسوس

صاحبقرانی بہ لطف جنگ کر رہے ہین اپنے زخمی ہونے اور شانے سے خون بہنے کا خیال بھی نہین کہ یہ سانحہ کسپر گذرا کہ ایک مقام پر فیلان ریلکر لے دوڑا چند قدم ریلکر لایا نور الدہر دم کے بھروسے پر اور قدم کے شمار پر چھ سات قدم ہٹے وہان لاکر فیلان نے ہکہ مارا بایان گھٹنہ آشنا بہ زمین ہوا فیلان اوپر آکے چھایا ایک زور اِس طرح پر کیا تھا کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا اُکھیڑ لیتا مگر اِس کوہ وقار کے لنگر مین حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کے اُٹھے ریلکر لے دوڑے پندرہ قدم پر لاکر ہکہ مارا دونون گھٹنے فیلان کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا تڑپ کے لنگر قایم کرون مگر نور الدہر نے دونون ہاتھ سنتون کیے لنگر نہ جمنے دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون فیلان نے پکار کر آواز دی ای شہریار الامان یہ نیازمند مسلمان ہوتا ہی چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون حلقۂ اطاعت گوش جان مین ڈالون نور الدہر نے بہ سہولیت ہاتھ سے رکھدیا فیلان کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج والون کو بلایا کہا صاحبو مین نے اِس شیر کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ یہان رہے ورنہ میرے ساتھ سے نکلجائے نصف فوج مسلمان ہوئی نصف بے ایمان رہی راہ صحرا لی نجم اخترشناس وارسطو وغیرہ حاضر خدمت ہین سکندر ثانی بھی حاضر ہین خواجہ عمرو سے نور الدہر باتین کر رہے ہین کہ عم نامدار آپ کو بڑی تکلیف ہوئی یہ جو لوگ نئے مسلمان ہوے ہین خیمے وغیرہ لیکر آتے جاتے ہین نور الدہر باتین کر رہے ہین خواجہ عرض کرتے ہین کہ ای فرزند افلاس نے بہت پریشان کیا ہی مہاجن بگڑے ہوے ہین کہتے ہین کہ اِس مہینے کا سود ادا کیجیے نور الدہر نے کہا خزانہ جو یہ آیا ہی اِسمین آپ کا حصہ ہی اِسے لیجیے اور صرف مین لائیے خواجہ نے خوشی خوشی خزانے پر جاکر جال مارا سارا خزانہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا نور الدہر سے آکر عرض کی کہ حضور وہ خزانہ تو خالی پڑا ہی نور الدہر نے کہا جہان آپ کا قدم جائے پھر وہان زر کب رہ سکتا ہی کہ سکندر نے کہا ای شہریار

بیقرار ہوکے جو سب نے دعا کی اہل نوج نے آمین کہی فیلان نے قصد کیا کہ یہی لشکر
لیکر جا پڑون مگر یہہ ڈرتا ہی کہ شاہزادیان کھڑی ہین نجم اور ارسطو آگے بڑھے ہوے
سکندر ثانی بھی تلوار تول رہے ہین ڈور آتلوار کا کھول رہے ہین فیلان گینڈا
بھنبھیر کر رہا ہی اہل فوج آمادہ ہین کہ یکبارگی جا پڑین اور خوب بھڑ کر تلوار چلے افسرونکو
تو آغا زخمی کر چکے کوئی افسر لایق مقابلہ نہین ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا
کہ آگے آگے سب کے نور الدہر بن بدیع الزمان تخت پر ما ہیار تاجدار بارہ ہزار
جوان ہمراہ آتے ہین نور الدہر نے جو دیکھا کہ فیلان میدان مین جھوم رہا ہی اہل لشکر بھی
بیتاب و بیقرار ہین سکندر ثانی نے تاج کو بوسہ دیکر تخت پر رکھا ہی مرکب طلب کیا ہی کہ
سوار ہوکر مقابلۂ فیلان مین جاؤن نور الدہر نے وہین سے نعرہ کیا کہ اے بادشاہ
جمجاہ عہد کے خلاف ہی یہ خفیر آپہونچا مرکب کو چمکا کر مقابلۂ فیلان مین آئے تھے
کہ فیلان نے دیکھتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے چند طعن مین نیزہ ہوائی کیا فیلان نے
گرز اٹھایا نور الدہر نے گرز کو تلوار سے قلم کیا فیلان نے تلوار کھینچی ہاتھہ تلوار کا
مارا نور الدہر کا شانہ زخمی ہوا گھوڑے سے کود پڑے خوف ہوا کہ گھوڑے کو زخم نہ
پہونچے فیلان نے جو نور الدہر کو پیدل پایا بڑی دھت سے گنکے اشارہ کیا فیل
نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھہ بڑھا دیے اُسنے بھسونڈے مین دونون
ہاتھہ لپیٹے نور الدہر نے بہ قوت صاحبقرانی دونون پانوٗن پانوٗن پر فیل کے جمائے
اور دونون ہاتھون سے بھسونڈ اتھاما بہ قوت تمام جھٹکا مارا کہ ہاتھی کی گردن کھینچکر
پھینکدی ہاتھی چرخ کھا کر گرا اگر فیلان کود کر الگ ہوا پیدل دیکھکر نور الدہر کو
فیلان لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ نور الدہر
کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ہر چند کہ شانے سے خون بہہ رہا ہی مگر اس قوت سے
لڑ رہے ہین کہ فیلان تنگ ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر جان بچ جائے تو پھر کبھی
ارادہ نہ کرون طلسم کشا بلاے روزگار ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون قصد کرتا مگر جان
دیے ہوے لڑ رہا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر سست پاؤن تو لے دوڑون مگر یہ شیر بیشۂ

گنبد سے پر سوار ہوکر چلا یہان نور الدہر کو بڑا خیال لشکر کا تھا دو دن قلعے پر مقام کیا ملکہ حسینہ بانو سے وعدہ عقد کا کر کے لشکر ساتھ لیا ماہیار بھی ہمراہ ہی غرض طرف فیلان کے روانہ ہوے یہان فیلان کئی دن سے جنگ کر رہا ہی جو سردار نکلا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ساتوان دن ہی میدان مین نکلا پکار رہا ہی شبرنگ بھی ڈھونڈھکر آیا کہین نور الدہر کا پتہ نہ پایا شبرنگ سردارون سے کہہ رہا ہی کہ اگر آپ لوگ حکم دین تو نور الدہر کی صورت بنکر اِس سے مقابلہ کرون اِسکو مار ڈالونگا یا کسی کنوئین مین گراؤنگا مگر فیلان سر میدان پکار رہا ہی کہ ای فرقۂ خدا پرستان کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا سب سردار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خدا اے بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نجم اختر شناس آمادہ ہی کہ اگر لشکر پر آپڑیگا تو مین ضرور سحر کرونگا شبرنگ کہتا ہی آقاے نامدار کے خلاف ہوگا تمھاری صورت سے بیزار ہوجائینگے اور فیلان بھی پکار کر کہہ رہا ہی کہ طلسم کتابھر دے پر ساحرون کے تھے ہین تو غیر ساحر کا مشتاق ہون اگر سحر کے مشتاق ہو تو سر سام کو بُلاؤن سب کی مشکین باندھ لے جائیگا کوئی اُسکے سحر سے امان نہ پائیگا شبرنگ ہر مرتبہ قصد کرتا ہی مگر نجم روکتے ہین سکندر ثانی بوٹیان اپنی کاٹ رہے ہین کہتے ہین کیون شبرنگ یہ کیسا ستم ہی ابھی کہو تو ایسا سحر کرون کہ یہ اپنا گلا کاٹ لے یا بھاگ جائے کوئی سامنے نظر نہ آئے اور سردار پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کردے نظم

ای از کرمت امید دارم
رحمی کن و دستگیر من شو
تو آن عزیز جہانی کہ ساکنان فلک
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن
شاہا ز کرم بر من درویش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائش تو

دیگر رباعی

جز مرحمت تو کس ندارم
ای قیصر سان جملہ عالم
بر آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی
بر حال من خستہ و دلریش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر

تھا ای شہریار عمر بھر رسا تجھ رہونگا نور الدہر نے ماہیار کو گلے سے لگایا لڑائی فتح ہوئی لڑائی کو فتح کرکے پلٹے مگر نیران عیار بیتاب ہوکر بھاگا حیران ہو کہ ماہیار نے کیا غضب کیا کہ مسلمان ہوگیا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ یون جھٹ پٹ مسلمان ہوجاے گا اب چلکر وہ تدبیر کرون کہ اِن سب کو قتل کراؤن ہوشیار گرگ دن سوار اسکا بھائی ہو اُسکو لاؤن اِسنے تصویر خیالی ملکہ حسینہ بانو کی کھینچی اور لیکر چلا قلعہ ہوشیار مین پہونچا ہوشیار کو خبر ہوئی کہ نیران عیار آتا ہو اِسنے سامنے بلوایا نیران نے فورًا آتے ہی تصویر پیش کی تصویر جو ہوشیار نے دیکھی بیقرار ہوگیا کہتا تھا کہ ای نیران یہ کیا غضب تو نے دکھائی دل قابو مین نہین رہا نظم

مبتلاے آتش رخسار ہی
طوطی خط مرغ آتش خوار ہی

زورق مین ابروے دلدار ہی
آب مین ڈوبی ہوئی تلوار ہی

تا جبین پہونچا ہی جو دریاے اشک
صورت گرداب اب دستار ہی

دیکھکر جسم و سر مجنون کہا
آبلہ بالاے نوک خار ہی

یہ جہازی تیغ اگر تیری چلے
ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہی

عاشقون کا خون ہی سر پر چڑھا
یا کہ سرخ اُس ترک کی دستار ہی

کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ
مرکے بھی دو گز کفن درکار ہی

مین وہ عاصی ہون مرا تار سرشک
غیرت تسبیح اِستغفار ہی

کہتے ہین عقدہ ثریا سب جسے
اُس قمر کا طرۂ دستار ہی

خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی
کسکا سطوت طالب دیدار ہی

یہ اشعار پڑھکر رونے لگا نیران نے کہا اے شہریار یہ معشوق تلوار کی باڑھ یہ ہی آپ کے بھائی صاحب اِسپر عاشق ہوے تھے وہ طلسم کشا پر مائل ہوئی اب اُسکے قبضے مین آگئی اگر آپ چلکر طلسم کشا کو قتل کرین اور بھائی کو بھی مٹائین تو البتہ اس معشوق کو پاوین ورنہ بہت دشوار ہی کہ یہ معشوق دستیاب ہو ہوشیار نے کہا مین ابھی چلتا ہون یہ کہکے لشکر تیار کرایا ساٹھ ہزار پیدل جمع ہوے آپ

ترغیب دے رہا ہی ہر ایک سے یہی قول ہی کہ بڑھکر طلسم کشا کو مار لے جو پہلوان سامنے جاتا ہی ہاتھ سے نور الدہر کے واصل جہنم ہوتا ہی کئی سو پہلوان مقابلے مین نور الدہر کے آئے مگر ہاتھ سے اُس شہریار کے مارے گئے ملکہ نیزہ چمکا رہی ہین جو پشت پر سے آیا نیزہ مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذر ا گئی جوان جوش جرأت مین آئے مگر کچھ نہ کر سکے مگر گھوڑی نے جو بدلگامی کی اور طرارہ بھرا ایک غول مین آگر بادبان اُتری کہ گوشہ نقاب کا چہرے سے ہٹ گیا اہل فوج کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئے کلیجہ تھام لیا ہر ایک کا قول تھا کہ کیا عورت حسین وجمیل ہو انتہا کی شکیل ہی ایک نے کہا وہ مرد بھی تو وضعدار ہی صاحب جرأت واختیار ہی اتنی بڑی فوج کو جھیل رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین جاتا جو گیا وہ پست ہوا یا مارا گیا دیکھیے اِسکے ہاتھ سے کیونکر جان بچے کیسے کیسے ساحرون سے مقابلے پڑے ہر مقام پر یہ جوان لڑا مگر کبھی کسی سے زیر نہین ہوا فیلان کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ادھر آیا تھا فیلان کو بڑا دعوی ہی مگر کچھ نہ چلی اِنکا سردار طہماس اُسنے بارگاہ مین آکر کیسے دریاے خون بہائے کسی سے کچھ نہ ہو سکا کہ اُسکو ٹوکتا یا لڑائی مین روکتا لیکن نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب ماہیار پہونچے ماہیار نے جو آتے ہوے دیکھا پہلوانون کو اشارہ کیا سوفار صف شکن جھومتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے اوجھڑ سپر کی ماردی تلوار سوفار کی شکست ہوئی سوفار حیران ہوکر دیکھنے لگا نور الدہر نے کہا کیون گھبراتا ہی اور تلوار لاکسیکو براے مدد بلالے جب تو حکم دیگا تب ہم وار کرینگے عاجز کرکے نہ مارینگے سوفار دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا لاکھ جان میری آپکے ناخن پا پر نثار ہی یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ نور الدہر کے لڑنے لگا تین ہزار جوان کہ جنکا یہ افسر تھا اُنھون نے جو اپنے سردار کو دیکھا کہ فوج ماہیار کو قتل کر رہا ہی یہ بھی تلوارین پکڑ کے جھکے ماہیار کو گھیرا اب ماہیار حیران ہوا پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان نور الدہر نے تلوار روک لی ماہیار دوڑ کر قدمون پر گرا پروانہ وار گرد شمع جمال پھرتا تھا عرض کرتا

جب ہوا مرحِ خزان کا ڈر — خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس — گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون کی آواز سنکر پرے فوج کے بڑہے مگر ملکہ اپنی مادیان کو کنارے لائین جب دیکھا کہ فوج نے ماہیار کو گھیرا ہی مادیان کو ایڑ کی مادیان طرارہ بھر کر قریب بارگاہ آئی جوش محبت مین اپنے کو اندر پہونچایا دیکھا کئی سو نیزہ باز اُس شیر کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین مگر نور الدہر بل کر رہے ہین زنجیر ہلا رہے ہین ایک جوان نے اُنہین سے کہا کہ او جوان ہمکو حکم ہی کہ اگر یہ جوان زیادہ بل کرے تو قتل کرڈالنا ہم تجکو قتل کرینگے نور الدہر نے کہا وہ نامرد ہی مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہی مقابلہ کرکے ہمکو گرفتار کرتا تو ہم معقول ہوتے اُس جوان نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی اُس شیر نے بپھر کر نعرہ کیا قید سلاسل ٹوٹی نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک جوان نے بڑھکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار اُسکی چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا اور نعرہ کرکے اُٹھے لڑنے لگے اب نگہبان بھاگتے پھرتے ہین کہ پہلو سے نعرہ ہوا اسم نقابدار گلگون پوش اب نور الدہر نے دیکھا اور پہچانا کہ ملکہ حسینہ بانو ہی آواز دی کہ اے جان جہان دلارام دل مشتاقان تمنے کیون تکلیف کی نقابدار نے جواب دیا کہ تجھ ایسا معشوق تو گرفتار ہو اور مین گھر مین بیٹھون مجھسے تو ضبط نہ ہوسکا آخر آکر لڑی شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا باہر آکے نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم ہتہ — شنہ سنتار جشم شاہزادہ نور الدہر

نعرۂ شیر کی صدا لشکر ماہیار کے ہوش اُڑ گئے گھوڑا ہٹا کر کنارے پہ [illegible]

کیاکہ اِس نامرد کو مار لو مگر صاحبو خبر تو لو کہ اُس شہریار پر کیا گذری کنیزون نے خبر دی کہ بارگاہ مین قید بیٹھے ہوے ہین کئی سو نیزہ دار گرد جلاد قتل کرتا تھا جب آپ پہونچین تو آپ کے آنے سے قتل موقوف رہا مگر ناہیار باہر نکل آیا ہی حسینہ بانو نے فوج کو اِشارہ کیا کہ ناہیار کو گھیر لو نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین کہ ای مردان عالم دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار رہی دارا و کیقباد و منوچہر کیا ہوے ع یہ سب بنے خاک کے تھے پُتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر + بزرگان دین کہ جنکے واسطے زمین و آسمان پیدا ہوا وہ آخر کہان گئے کیا عدالت پروردگار ہی کہ اُنپر بھی وہی گذرا جو اہل دنیا پہ گذرتا ہی انسان عیش و جیش دنیوی پر مرتا ہی سوچو تو کہ شداد ایسا صاحب اختیار جسنے اتنا جواہر جمع کیا کہ بہشت بنوائی مگر انجام کار حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا خود بہشت کو دیکھنے بھی نہ پایا راہی عدم ہوا نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اِس چمن کی ہوا سے بہن و دہی	آتشین زن چراغ محفل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل ورد	جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل	تب نظر آئے گیسوِ سُنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان +	ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار +	تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین +	چشم نرگس جُھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن	کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان	غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتیِ عالم +	ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

ڈکر کے دربار مین ماہیارہ کے آیا صبح کا وقت ہی ماہیار تخت پر بیٹھا ہی کہ نیران سنے آکر پیشتارہ پیش کیا ماہیارہ نے کہا ہوشیارہ کرو کہا ای شہر یار یہ قمیر مبنئہ جرأت بکہ تازیبدان جلالت ہوا ابھی تو آفت برپا کر دیگا بہتر یہ ہی کہ اول اسکو مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار ہو ماہیارہ نے حکم دیا لوگون نے نورالدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین ہوشیار کیا نورالدہر بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ماہیار نے جھلاکر کہا او جوان تو نے میرا حکم دیکھا کہ تجھکو پھر قید کرا منگوایا اب کیونکر زندہ بچیگا یہ کہکے جلاد کو بلایا کہا اس جوان کو جلد قتل کر مگر ملکہ حسینہ بانو کی جو آنکھ کھلی پہلو مین شاہزادہ نورالدہر کو نہ پایا بیقرار ہو کر اُٹھی کنیزون سے کہا دیکھو تو شہر یارہ کہان تشریف لیگئے کنیزون نے کہا باغ مین تو کہین نشان نہین مگر دیوار پر نشان معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آکے لیگیا ملکہ حسینہ بانو نے حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ کون لیگیا چند کنیزین گئین اور روتی ہوئی آئین کہا ای ملکۂ عالم ماہیارہ نے شہر یار کو منگوایا دربار مین سامان قتل ہو رہا ہی یہ سُنکر ملکہ حسینہ بانو اُٹھی نقاب چہرے پر ڈالی مادیان پر سوار ہو کے باہر نکلی بارہ ہزار سوار اسکے ملازم ہین اُنھون نے جو خبر پائی کہ ملکہ سوار ہوئین تیار ہو کر آئے بارہ ہزار سوار اون کو لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ نورالدہر زیر تیغ بیٹھے ہوے ہین جلاد نے کوے کا خط گردن پر کھینچا شلنگین لگا رہا ہی ماہیارہ حکم دے رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد ہر مرتبہ خنجر چمکا کر قریب آتا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون مگر صورت زیبا دیکھکر تھم جاتا ہی کہتا ہی ای بادشاہ یہ جوان بے خطا ہی اگر مناسب ہو تو معاف کیجیے کہ یکایک بیرون بارگاہ بلوہ ہوا ماہیارہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ حضور حسینہ بانو بارہ ہزار فوج سے آئی ہی آپ کی فوج کو قتل کر رہی ہی فوج مین ہنگامہ گرم ہی افسر سب غل مچاتے پھرتے ہین اُسکے ساتھ کے بارہ ہزار وہ جری و بہادر ہین کہ پچاس ہزار کے جی چھڑوا دیے ہین ماہیارہ یہ سُنکر سوار ہوا باہر آکر دیکھا کہ ملکہ حسینہ بانو ایک مادیان مشکی پر سوار نیمچہ ہلالی ہاتھ مین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑی سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا دیا فوراً اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے کئی پہلوانون کو مارا ماہیارہ کو جو آتے ہوے دیکھا فوج کو اشارہ

ابھی کھالین گے وزیرزادی نے کھانا تقسیم کیا سپاہیون نے کھڑے کھڑے کھایا لیکن دم بھر کے لیے وزیرزادی ہٹ گئی تھوڑی دیر مین سب سپاہی بیہوش ہوے اب وزیرزادی نے آکر سب کو قتل کیا قیدخانے مین آکر نورالدہر کو بیہوش کیا اور لے آئی صبح کو جو ملازمان ماہیار تاجدار آئے دیکھا قیدخانہ ٹوٹا پڑا ہی اور قیدی ندارد وہی عیار نیران تیزرو کو حکم ہوا کہ تلاش کرو یقین ہی کہ ملکہ حسینہ بانو کے یہان سے یہ فساد ہوا نیران چلا پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا تھا کہ کان مین آواز گانے کی آئی کھڑا ہو کر سننے لگا کہ کوئی خوش آوازہ بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

دل عشاق لیکر ہاے کیا برباد کرتے ہین
عبث بیداد کرکے عشق مین برباد کرتے ہین
تمھارے عشق نے ہی کردیا زار و نحیف ایسا
ہمین کچھ فائدہ ہرگز نہ ہوگا ان حسینو سے
کبھی نزدیک اپنے غم کو آنے ہی نہین دیتے
جو تمنے چھین کر دل میرا بیدل کردیا مجھکو
رہا کرتے ہین اب اپنے اسیران محبت کو
مجھے ڈر ہی نہ اُنپر ہو کہین قہر خدا نازل
ہمیشہ قمریان کہتی ہین کوکو کرکے گلشن مین
بلا کا سامنا جب ہند مین ہوتا ہی اے سطوت

ستم ایجاد دہر روز اک ستم ایجاد کرتے ہین
خدا سے ہم بتان دہر کی فریاد کرتے ہین
کلیجہ تھام کر ہم ہجر مین فریاد کرتے ہین
عبث اپنے متاع دل کو ہم برباد کرتے ہین
جمال یار ہر دم دیکھکر دل شاد کرتے ہین
یون ہی معشوق سب عاشق کو کیا برباد کرتے ہین
ہمارے حق مین وہ کیا دیکھیے ارشاد کرتے ہین
بتان دہر عاشق پر بہت بیداد کرتے ہین
تجھی کو یاد ہم اے غیرت شمشاد کرتے ہین
حسینؑ ابن علیؑ آکر مری امداد کرتے ہین

یہ اشعار سنکر نیران پشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نورالدہر ملکہ حسینہ بانو کے پہلو مین بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی نیران جل گیا دیوار سے اُترا منظور یہ ہی کہ دو مین سے ایک کو چرا لیجاؤن ایک گوشے مین آکر چھپا دو پہر رات گئے عاشق و معشوق نے آرام کیا نیران دبے پاؤن سے آیا پہلے قصد ہوا تھا کہ معشوق کو مین لیچلون مگر سوچا کہ یہ جوان صبح کو آفت برپا کریگا دربار مین ماہیار کے کشت و خون ہوگا یہ سوچکر نورالدہر کو بیہوش کیا اپشتارہ سہولیت مین اُٹھا لیا لیکر چلا ادھر اکو

لگی کہتی ہی کہ اے صاحبو ذرا الصاف تو کرو مین کیونکر دل کو صبر دون معشوق قید ہی اور میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا افسوس صد ہزار افسوس ایسا شخص اور یون گرفتار ہو نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے جُرا لیے — ہان ناز کر کے عاشقونکے دل لُبھا لیے
یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن — جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
تمکو کہونگا مین تو نہ تہارا اب مسیح — کیون عاشقونکے مُردے نہ دم مین جلا لیے
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا — جب جاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
اُس شہسوار حُسن نے سب عاشقونکے دل — کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے
پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر — عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
معشوق کوئی ڈھونڈھکے مین بھی مزے اُڑاؤن — تمنے تو اپنے چاہنے والے بنا لیے
افشانکے ذرے تیری جبین کے جو گر پڑے — چرخ بریں نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے
بہر وصال یار جو تڑپا دل حزین — جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے
مرکر چھٹے ہما سے جو سطوت کے اُستخوان — شکر خدا یہ ہی سگ جانان نے کھا لیے

کنیزون نے کہا واری جو حکم دیجیے وہ بجا لائین وزیرزادی نے کہا کھانا آغشتہ بدارو ے بیہوشی پکوایئے کنیز لیجائے نگہبانون کو قتل کرے اور قیدی کو چھڑا کر لائے مالکہ نے حکم دیا کھانا تیار کرو فوراً کھانا تیار ہوا اُسمین بیہوشی ملائی کنیزون کو ارشاد ہوا کنیزون نے خوانون مین کشکر سر پر رکھا وزیرزادی سوار ہوئی کھانا لیکر چلی جب قریب قیدخانے کے پہونچی تو نگہبانون نے پوچھا کون آتا ہی جواب دیا حسینہ بانو کی وزیرزادی ہون برائے ضرورت نکلی ہون یہ کہکے قریب پہونچی نگہبانون نے پوچھا کیا لائی ہو کہا نذر لات و منات کا کھانا ہی لیلو قیدی کو بھی کھلواؤ نگہبانون نے کہا رات کا وقت ہی دروازہ نہین کھلسکتا وزیرزادی نے کہا کیسے دیوانے ہو تم لوگ تقسیم کر کے کھالو مین جاکر مالک سے کہدونگی قیدی کو بھی کھلا دیا اُسنے کیا کوئی کہنے جائیگا شاہزادیون کے یہ تو ڈھکوسلے ہین نگہبان خوش ہو گئے کہا اے وزیرزادی سچ کہتی ہو وزیرزادی نے کہا ایک قید ہی یہ کھانا نذر کا ہو رکھا نہین جائیگا کھڑے کھڑے کھالو سپاہیون نے کہا

ملکہ حسینہ بانو نے ہنسکر کہا کہ صاحب تمنے تو اشعار کا تار باندھدیا مین تو تمکو محب پاکباز سمجھ کے آئی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ بُری طرح نگاہ ڈالوگے مین نے سُنا ہی کہ کسی جوان کو صحرا سے اُٹھا لائے ہو مین اُسکے دیکھنے کو آئی ہون ماہیارہ نے ملازمون کو حکم دیا اُس جوان کو لاؤ نورالدہر پر انتہا کا ضعف طاری ہی خادم ہاتھہ تھام کر نورالدہر کو لائے نورالدہر کی یہ حالت ہی کہ آنکھون مین حلقے چہرہ زرد دلشکستہ جدائی کا درد آتے ہی ماہیارہ کو سلام کیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ تم نے بڑا احسان کیا اگر تم نہ اُٹھا لاتے تو صحرا مین کوئی جانور کھا جاتا مگر ملکہ حسینہ بانو نے جو نورالدہر کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھہ پانٔون کانپنے لگے پُھکر پوچھا ای جری نیر اکیا نام ہی نورالدہر نے اصلی نام بتایا ماہیارہ نے کہا ای جوان تو نے ہمسے مکر کیا تھا کہ نام اصلی نہ بتایا اب جو معشوقہ نے پوچھا تو صاف صاف بتادیا مجھے تجھسے دشمنی پیدا ہوئی ای ملکہ حسینہ بانو اب تم جاؤ مین کل اسکو ضرور قتل کرونگا اور خبردار کھانا وغیرہ نہ بھیجیے گا مین دعوت آپ کی نہین قبول کرتا یہ سنکر ملکہ حسینہ بانو نے کہا کیون ای ماہیارہ تاجدار مجھسے کیا خطا ہوئی اور اِس جوان نے کیا خطا کی ماہیارہ نے کہا ای ملکہ عالم مین تو تمکو دیکھکر دیوانہ ہوگیا اِس جوان نے پہلے اپنا نام اصلی نہ بتایا تمکو دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ اپنا نام اصلی بتایا یہ وہ شخص ہی کہ تمام طلسم جسکا دشمن ہی مین جو اِسکا سر کاٹ کر پاس خداوند کے روانہ کرونگا تو قدرت بہت خوش ہونگے کیا عجب ہی کہ پھر الملک مجھکو جاگیر مین دین خراج موقوف ہوجائے ملکہ حسینہ بانو سے کہا اب مین کل آپ کو طلب کرونگا یا آپ کے قلعے مین خود ہی آؤنگا ملکہ حسینہ بانو نے کہا ای ماہیارہ تمکو اختیار ہی مگر یہ جوان بے گناہ ہی یہ سنکر ماہیارہ غصّے مین کانپنے لگا کہا ای ملکہ عالم تم اِس راز سے بخوبی آگاہ نہین ہو قدرت نے کل تاجدارون کو آگاہ کیا ہی کہ جو سر کاٹ کر طلسم کُشا کا بھیجے گا اُسنے قدرت پر احسان کیا بس قدرت پر احسان نہ کردن آپ جا کر آرام فرمائیے کل جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوجائیگا ملکہ حسینہ بانو ناچار پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی روانہ ہوئی یہان ماہیارہ تاجدار نے نورالدہر کو قید کیا مگر ملکہ حسینہ بانو جو اپنے باغ مین آئی نام لے لیکر نورالدہر کا رونے

کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل چر رہا ہی ساتھہ والون سے کہا کہ اِس گھوڑے کو گرفتار کرو جیسے ہی لوگ براے گرفتاری مرکب دوڑے مرکب بھاگ کر سرھانے نور الدہر کے آیا گرد پھرتا تھا اور شیہے کرتا تھا کہ لوگون نے تاجدار سے کہا اِس مرکب کا سوار بھی زخمی پڑا ہی وہ تاجدار قریب آیا آکر جمال جہان آرا دیکھکر بیتاب ہوگیا کہا یار کسی جلاد نے اِس جوان کو زخمی کیا مگر اسباب جواہر ذات پر آراستہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان خوب لڑا اِسکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا یہ کہکے نور الدہر کو اُٹھوا لیا اور ہوادار پر سوار کیا قضنا سے کہ راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو حُسن آباد کہتے ہین وہان کی شاہزادی ملکہ حسینہ بانو اپنے مقام پر بیٹھی تھی ہرکارون نے خبر دی کہ ماہیار تاجدار براے شکار آیا تھا جنگل مین ایک جوان حسین کو پایا اُسکو لیے ہوے جاتا ہی ملکہ حسینہ بانو نے پیغام بھیجا کہ اے ماہیار تاجدار آج ہماری عملداری مین رہو دعوت ہماری قبول کرو ماہیار ملکہ حسینہ بانو کا نام سُنتا تھا مگر کبھی دیکھا نہ تھا پیغام سُنتے ہی اُتر پڑا بارگاہ اِستادہ ہوئی رات کو ملکہ حسینہ بانو دریاے جواہر مین غوطہ مار کہ براے ملاقات ماہیار تاجدار آئی ماہیار نے جمال بیمثال ملکہ حسینہ بانو دیکھا بیتاب ہوگیا سراپا کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور بیقرار ہو ہو کے اِسطرح سے کہتا ہی نظم

سدا او رو زبان محبوب کا ہم نام کرتے ہین	خدا ہو جس سے راضی عشق مین وہ کام کرتے ہین
دکھا کر حُسن دل چھینا بنایا مجھکو دیوانہ	مزا یہ ہی کہ اب خود ہی مجھے بدنام کرتے ہین
حسینون مین ہو شہرت اے صنم بوسے دیا کیجے	سخاوت کرکے سب دنیا مین اپنا نام کرتے ہین
جمال یار پہرون دیکھتے ہین خط بناتے ہین	ہمین تو رشک ہوتا ہی سرے حجام کرتے ہین
کسی نے گر مجھے پوچھا تو بولا ہنسکے وہ قاتل	لحد مین پانوٗن پھیلاے ہوے آرام کرتے ہین
کرینگے قتل گر یا گر میو لنے دیکھین کس کسکو	نکھرتے ہین الٰہی خیر ہو حمام کرتے ہین
نہین ہوتی ہی آرایش سے فرصت رات دن انکو	کبھی کپڑے بدلتے ہین کبھی حمام کرتے ہین
کبھی افشانہ ہوتا از عشق اپنا زمانے مین	نکلکر آنکھ سے آنسو ہمین بدنام کرتے ہین
قدم اُٹھتا ہی جسکا کربلا کی سمت اے سطوت	زمم خور گرا فرشتے زائرون مین نام کرتے ہین

کہا زخم اوچھا پڑا اب میدان مین ٹوک کر مارونگا یہ ذکر تھا کہ نعرۂ شیر کی آوازہ کان مین آئی کہ او مکار مین تیری فکر مین آیا ہون اب کیونکر بچیگا کیوان نے جو طہماس کو دیکھا کانپنے لگا فیلان نے کہا ای کیوان مارے میرے دربار مین چلا آیا ہی فیلان کے کہنے سے کیوان اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی اور ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل گرا طہماس نے ایک گھونسہ مارا کہ کیوان کے کاندھے پر پڑا اور پھر اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا سر کو لیکر شکاربند سے باندھا اور طہماس یہ کہکر نکلا کہ ای فیلان تو نے مردان عالم کا زور دیکھا تیرے سامنے آکر تیرے پہلوان کو قتل کیا سر میدان تجھسے سمجھونگا مجھکو بڑا قلق ہی ہرچند کہ اِس ملعون کا سر کھینچا مگر رنج دل سے دفع نہین ہوا جب سر میدان تجھکو ٹوکونگا تب میرے دل کا غبار نکلیگا فیلان نے کچھ جواب نہ دیا جب طہماس سر کیوان لیے ہوے باہر نکلا تو پکارکر افسران فوج سے کہا کہ ای نامردو اسے مارلو چہار طرف سے اہالی فوج لینا لینا کہکر آپڑے طہماس لڑنے لگا ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی ہرچند کہ زخمدار تھے مگر خبر طہماس سُنکر نورالدہر سوار ہوے براے مدد طہماس چلے یہان طہماس گھرا ہوا لڑرہا ہی کہ آوازہ آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نورالدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب طہماس کے پہونچے مگر زخمون سے خون جاری ہوا اِسقدر خون بہا کہ نورالدہر کو غش آنے لگا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیا گھوڑا نورالدہر کو لے نکلا تھوڑے عرصے مین جلد سردار آپہونچے طہماس کو لڑبھڑ کر نکال لائے لاکر زخمدوزی کی مگر نورالدہر کو جو دریافت کیا شاگردان شبرنگ نے خبر دی کہ اُنکو گھوڑا نکال لیگیا طہماس نے کہا ای شبرنگ جا کر تلاش کرو تمام اقلیم دشمن ہی ایسا نہو آقا کے ساتھ بیدردی سے پیش آئین شبرنگ تلاش مین نورالدہر کی چلا مگر نورالدہر کو گھوڑے نے لاکر ایک صحرا مین گرایا بے زبان چرا مین مصروف ہوا گھوڑا تو چر رہا ہی نورالدہر زیر شجر بیہوش پڑے ہین قضاے کار ماہیار تاجدار براے شکار نکلا تھا اُسکی نگاہ پڑی

کرتے ہین وہ نور الدہر کے جسم پر روکتا ہی کئی زخم جسم پر نور الدہر کے آئے آخر کیوان نے پشتارہ ڈالدیا اپنی جان بچا کر بھاگا مگر طہماس نے نور الدہر کو اُٹھایا چاہتا ہی کہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے کہتا ہی ہاے طہماس یہ کیا غضب کیا اس افسوس مین طہماس نے کیوان کا پیچھا نہ کیا نور الدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا شبرنگ نے جو آقا کو بستر پر نہ پایا حیران کھڑا ہوا تھا کہ ای شبرنگ آقا کو کون لیگیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ طہماس لیے ہوے نور الدہر کو آئے طہماس نے حال بیان کیا کہ ای شبرنگ بوجہ احسن حفاظت نہین کرتے ہو مین نے خواب پریشان دیکھا آقا کو جا کر رہا کیا مگر اُس مکار نے ہر مرتبہ آقا ہی کو پیش کر دیا میرے ہاتھ سے زخم آقا کے جسم پر آئے چاہتا ہون کہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالون شبرنگ نے کہا اس سے کیا فائدہ ہوگا جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ ہوا زخم و زی کرو جراحون کو طلب کرو غرض جراح آئے آکر زخم و زی کی ادھر کیوان گھبرایا ہوا سامنے فیلان کے پہونچا فیلان نے پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کی کہا ای فیلان مبارک ہو کہ طہماس نے نور الدہر کو مار ڈالا مین نے قتل کرادیا کہ طہماس جنازہ لیکر گیا فیلان نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ کہ وہان کیا گذری ہرکارے جو آئے ہرکارون نے دیکھا کہ نور الدہر بیٹھے ہین جراحون نے زخم و زی کی ہی طہماس عذر کر رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین کہ ای عاشق صادق آج پروردگار کو منظور تھا کہ اسقدر خون جسم سے بہ جائے لہذا اسکا افسوس کیا شکر ہی کہ مین تمھارے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا اگر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھی زخمی ہوتا انجام خرابی کا تھا طہماس کہتا ہی آقاے نامدار جی چاہتا ہی کہ ہاتھون کو اپنے کاٹ ڈالون کہ مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے آخر طہماس رنجیدہ باہر نکلا گینڈے پر سوار ہو کر طرف بارگاہ فیلان کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سامنے فیلان کے کیوان باتین کر رہا ہی کہ مین نے نور الدہر کو ہاتھ سے طہماس کے قتل کرایا اب یقین ہی کہ لاشہ لیے بیٹھے ہون کہ ہرکارے آئے ہرکارون نے عرض کی کہ ای شہریار نور الدہر صحیح و سالم بیٹھے ہین فیلان کہہ رہا ہی کہ ای کیوان یہ کیا ہوا کیوان نے

اُس پری زاد کو شیشے مین اُتارا ہمنے
کچھ نہین لطف حسینون کا جہان نام نہو
جان دینے کا کیا قصد نہ کچھ ہوش رہا
تیری آہو لسنے جو اے قیس اُڑے ہین پردے
حور کا ذکر بھی کرنے نہین پاتا سطوت

جب کہ تسخیر سے اُسکی ہوے عامل عاجز
ایسی بستی سے تو ہوتا ہی مرا دل عاجز
تیری فرقت مین ہوا جب کہ مرا دل عاجز
کسقدر رنجد ہین ہی صاحب محمل عاجز
بدگمانی سے ہی اُس شوخ کی کیا دل عاجز

افگار نے قریب آکر پوچھا اے نازنین تو کون ہی اُسنے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا گرفتار رنج و مصیبت عاشق صاحبقران زمان اُسی جرم مین گرفتار ہوئی افگار نے بیقرار ہو کر قفس اُتارا کہنے لگا صاحب نام تمھارا کیا ہی کہا نام میرا گلگونہ گوہر پوش ہی افگار نے فوراً پنجہ کمر مین دیا اور لے اُڑا اقتضاے کار افگار لیے ہوے جاتا ہی اُدھر سے صاحبقران آتے تھے سناٹا جو ہوا بالاے آسمان سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام ملکہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا اُس تیر نے خطانہ کی سینۂ پر کینہ افگار پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا گلگونہ پنجے سے چھوٹی مین صاحبقران نے روک لیا اب گلگونہ صاحبقران کے ساتھ ہوئین کہا چلیے مین آپکو قصر ہشت پہل پر پہلون امیر طرف قصر ہشت پہل کے جاتے ہین یہان کیوان مسلمان ہوا مگر نور الدہر کی فکر مین ہی رات کو نور الدہر سے کہکر طلایہ گشت لیا جب دو پہر رات گذری تو خیمۂ نور الدہر پہ آیا پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا بیہوشی لیتا آیا تھا شاہزادے کو سُنگھا کر بیہوش کیا پشتارہ اُٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر طہماس نے رات کو خواب پریشان دیکھا کہ آقا کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی اپنے مقام سے اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ دیکھا کیوان پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر کہا ارے کون ہی کہان جائیگا کیوان نے اپنا نام بتایا طہماس نے پوچھا پشتارے مین کیا ہی کیوان نے نہ بتایا طہماس نے کہا مین تجھکو جانے نہ دونگا معلوم ہوتا ہی آقا کو لیے جاتا ہی کیوان پیچھے ہٹا طہماس نے بڑھکر نیزہ مارا پانون نور الدہر کا لٹکا ہوا تھا پانون پر شاہزادے کے نیزہ پڑا توڑ کر اُستخوان کو پار گذرا جب طہماس اپنا دا

نعرۂ تکبیر کیا اُس زخمداری مین کیوان کو اُٹھا لیا ہاتھ پر چرخ دیا بایان ہاتھ بڑھا کے طہماس کو اُٹھا لیا دونون کو ہاتھ پر چرخ دیتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے فیلان نے جو یہ طاقت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے کہ دو جوان فیل پیکر اُنکو ہاتھون پر اپنے اُٹھائے ہوے لیے جاتا ہی زخم سر ہر مرتبہ چرّاتا ہی مگر کچھ خیال نہین آخر نور الدہر اپنے لشکر کے کنارے پر پہونچے دونون کو ہاتھ سے رکھا طہماس کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی آقائے نامدار آپ نے کیا کار نمایان کیا ہی سبحان اللہ غلام کو اپنے رہا کرلائے مگر کیوان جو ہوشیار ہوا کہا ای شہریار مین آپ کے زور کا قائل ہوا حقیقت مین فیلان آپ سے کیا لڑ سکتا ہی اُسکی کیا حقیقت ہی مین نے دل سے آپکی اطاعت کی نور الدہر نے کیوان کو گلے سے لگایا مگر واضح رہے کہ کیوان مکر سے مسلمان ہوا ہی چاہتا ہی کہ نور الدہر کو کسی طرح گرفتار کرکے لیجاؤن نور الدہر اُسکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے مگر شبرنگ نے عرض کی ای شہریار یہ پہلوان بڑا مکار معلوم ہوتا ہی نور الدہر نے جھڑک دیا کہا یہ پہلوان قوت دیکھکر مسلمان ہوا ہی اور یقین ہی کہ ہم سے مکر نہ کرے اور اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا یہان تو یہ ذکر ہین مگر نور الدہر نے جو قلعہ جات پر ملکہ شبنم کا قبضہ کرایا شبنم نے افگار جادو کو منتظم قرار دیا افگار جادو نے قید خانے مین آکر دیکھا کہ کئی سو تاجدار قید ہین منجملہ اُنکے ایک قفس مین ایک مہ جبین قید ہی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہی یہ اشعار پڑھ رہی ہی

نظم

ظلم کرنے مین ہوا وہ بُت قاتل عاجز ... پہ ہوا اُسکے ستم سے نہ مرا دل عاجز
ذبح کے بعد جو پہرون مین مرا دم نکلا ... سخت جانی سے ہوا خنجر قاتل عاجز
پیچ ہر بات پہ ہی رمز ہی ہر فقرے مین ... اُسکی تقریر سے ہوتا ہی مرا دل عاجز
کمسنی ہی اُسے پیغام زبانی بھیجون ... خط کے پڑھنے سے ہی وہ حور شمائل عاجز
رُخ پہ زلفین ہین تو اسطرح پریشانی ہی ... جیسے ہوتا ہی گہن سے مہ کامل عاجز
آج پُر زور جو تو نے یہ صدائین ہین سنین ... ہاتھ سے میرے ہین صیاد و عنادل عاجز
جوش وحشت مین ہوا سر کا اُٹھانا مشکل ... طوق آہن سے نقاہت مین ہوا دل عاجز

ڈال لیا اور مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا چلا شبرنگ نے آکر نور الدہر کو خبر دی کہ حضور اسطرح پر ایک پہلوان آیا تھا وہ طہماس کو لیگیا نور الدہر غصے مین کانپنے لگے نجم نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے نور الدہر نے کہا یہ قاعدے کے خلاف ہی اپنے مقام پر فیلان کہیگا کہ جب خود کچھ نہ ہوسکا تو ساحر کو برا ے مدد بھیجا مین ابھی جاتا ہون اے شبرنگ مرکب تیار کر و شبرنگ نے مرکب تیار کیا نور الدہر سوار ہوکر چلے ہرکارون نے بڑھکر فیلان کو خبر دی کہ لشکر نور الدہر مین جو بڑا پہلوان تھا آپ کے پہلوان نے جاکر اُسکو زیر کیا وہ اُسکو لیے ہوے آتا ہی طلسم کشا خود سوار ہوا ہی فیلان نے کہا کیا مجال کہ جو میرے پہلوان کو روکے ہاتھی میرا تیار کرو فوراً فیل پر گدی کھنچی جھومتا ہوا دروازے پر آیا رکاب مین پانون دیکر فیل پر سوار ہوا دیکھا سامنے سے کیوان انجم سیاہ آتا ہی طہماس کو بیہوش گینڈے پر ڈالے ہوے فیلان کھڑا ہوکر تماشہ دیکھنے لگا کہ پشت سے نعرۂ شیر کی آواز آئی اور للکارا کہ او پہلوان مکار یہ تو نے کیا حرکت کی یہ وہ جوان ہی جسکا لقب ہژبر بیشۂ کلنگان حمہ ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور اسکو کون زیر کرسکتا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اسکو چھوڑ دے کیوان انجم سیاہ دیکھتا ہی کہ مالک میرا کھڑا ہی کنارے پر لشکر کے اپنے پہونچ چکا ہون اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہی کہ نور الدہر قریب پہونچے فیلان نے جو دیکھا کہ میرے پہلوان کو طلسم کشا نے گھیرا اب مقابلہ ہوا چاہتا ہی للکار کر آواز دی اور جا پڑا آتے ہی نور الدہر پر گرز مارا نور الدہر نے گرز کو تلوار سے کاٹا جب گرز کٹا تو فیلان بہت شرمندہ ہوا کہا اے طلسم کشا اپنے پہلوان کو بچاؤ کیوان انجم سیاہ نے بہت برا کیا کہ بیہوشی مین پکڑ لایا مین تمسے سر میدان مقابلہ کرونگا نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ کیوان نے تلوار کا ہاتھ مارکر سر نور الدہر کا زخمی کیا نور الدہر نے زخمی ہوکر گھوڑا بڑھایا گینڈے کے منھ پر گرد اسپر کا مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا کیوان گینڈے سے گرنے لگا کہ نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر دست حق پرست بڑھایا کمر مین کیوان کی ڈالدیا اور

زبردست ہی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے نامہ اُٹھا لیا کہ مین طلسم کشا کو بہت سمجھاؤنگا یقین ہی کہ پلٹا دون اگر نہ مانیگا تو پھر آپ کو اختیار ہی انجم سیاہ نامہ لیکر چلا قضائے کار ادھر لشکر نور الدہر مین آج شب کو طلایہ طہماس کا تھا کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کہ لشکر مین تلاطم ہوا دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ہٹو بچو کرتا ہوا آتا ہی طہماس نے پکار کہ کہا ای پہلوان یہ لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ادب سے آنا بیجا زبان نہ ہلانا انجم نے کہا ای جوان تو کون ہی نہین جانتا کہ مین فرستادہ فیلان فیلدر ہون اگر وہ میدان مین آئیگا تو زمین کو ہلا دیگا طہماس نے بڑھکر لگام پر ہاتھ رکھدیا کہا ای جوان گینڈے سے اُتر مین تجھکو سامنے آقا کے لے چلون چلکر دیکھ کہ کیا خُلق اور محبت ہی کیسا جری ہی انجم نے کہا ای پہلوان ایسا نہ ہوگا مین تجھکو سمجھاتا ہون کہ چلکر رفاقت فیلان کر طہماس نے کہا مین اُسکی اطاعت کرون جو مجھکو زیر کرے نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجھے کوہ آذر پر زیر کیا مین نے بدل اطاعت کی مین اب اُسکا عاشق زار ہون انجم نے کہا ہمسے مقابلہ کرو ہم تمھین زیر کرکے لے چلینگے طہماس نے کہا بسم اللہ انجم گینڈے سے کودا طہماس سے دھینگا مشتی ہونے لگی طہماس نے کہا ای پہلوان یہ شہد پن کیا ضرور ہی یا مجھکو جگہ دے یا مین تجھکو جگہ دون یا کوئی پیچ کرکہ پھیرے تیرے کشتی شروع ہوجائے انجم نے ہاتھ بڑھا کر پیچ باندھا طہماس نے توڑ کیا انجم نے کہا کہ تم بڑی زبردستی کرتے ہو یہ کہکر پلٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی طہماس اُسکے لپٹتے ہی ریلکرے دوڑے انجم پینترا کاٹ کر ہٹتا ہوا چلا آتا ہی طہماس نے جو بڑھا کر پانوُن رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پانوُن طہماس کے موشخانے مین گئے انجم نے کہا ای طہماس اب ہوشیار رہنا مین نے ایسا ایسا قلعہ جنگ سے فتح کیا جس سے پہلوان میر القب ہوا بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم اتنے بڑے پہلوان اور مجھ سے تمھاری کچھ تیزی نہ چل سکی یہ باتین کرتے کرتے انجم نے کہا کہ دونون پانوُن موشخانے سے نکال جیسے ہی دونون پانوُن طہماس کے نکلے انجم نے آکھیڑ کر مارا کہ کولہ طہماس کا اُتر گیا غش آگیا انجم نے اُسی حال مین طہماس کو اُٹھا کر گینڈے پر

کہ جسکو مسلمان بدل نہ سکین جب آکے لڑین شکست کھائین قدرت خود بھی آوینگے
ور بندون پہ پہونچین گے یہ تدبیرین بیان کرکے سر سام روانہ ہوا اپنے مقام
پر آیا کوہ سرسام کہ نہایت بلند اور مرتفع ہی اُسپر بیٹھکر سحر کرنے لگا اور کچھ نامے لکھکر
پھینکے وہ نامے ہوا اُڑا کر لے گئی یہان فیلان فیلدر اپنے بیشے مین بیٹھا ہی اپنے
زور و قوت پر مغرور ہی پہلوان جا بجا بیٹھے ہین اکھاڑہ اکھدا ہوا ہی پہلوان اکھاڑے
مین لڑ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اگر رُستم اور افراسیاب ہو تو اُس سے مقابلہ
کرین کیوں ان اے فیلان یہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی ایک شخص اپنے کو طلسم کشا قرار دیتا
ہی فتح کرتا ہوا چلا آتا ہی فیلان کہتا ہی کہ مجھے کیا غرض ہی آخر قدرت یا سر سام مجھسے
رجوع کرینگے تو مین جا کر سمجھ لونگا کہ طائر نے آکر نامہ دیا فیلان نے نامہ پڑھا کہا
لو بھائیو تیار رہو وقت جنگ آگیا اور ہمارا افسر سر سام جادو آمادہ ہوا ہی کہ
طلسم کشا سے مقابلہ ہو ہم بھی چلکر دیکھین کہ طلسم کشا کون شخص ہی سات سو پہلوان
جمع ہو کر سامنے آئے نیزے ہلاتے ہوے کر گدن ہاے مست پر سوار کہا اے پہلوان
دوران و اے گرشاسپ جہان سوار ہو جیے ہم سب آپ کے ساتھ ہین وہ جنگ
کرین کہ طلسم کشا کو تنگ کرین ہمسے کون لڑسکیگا فیلان نے کہا اب مین چلتا ہون
اول طلسم کشا کو سمجھاؤنگا کہ اِس راہ سے ہاتھ اُٹھاؤ آیندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے سوار
ہوا سات سو پہلوان چار لاکھ فوج گویا سمندر کی موج اِس کروفر سے فیلان چلا
یہان نور الدہر اُترے ہوے ہین ارادہ ہی کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیلان فیلدر فیل مست پر سوار پشت پر پہلوان چار لاکھ کا لشکر اِس کروفر سے
مقابلۂ نور الدہر مین اُترا اپنے مقام پر آیا بارگاہ مین بیٹھا غرور مین جھوم رہا ہی
ہنسکر کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ نامہ لیکر بہ خدمت طلسم کشا جاے سنتا ہون
کہ جوان حسین و جمیل ہی اور اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی اگر مان جاے اور یہان سے
چلا جاے تو مین اُسکی جان بخشی کرتا ہون اور اگر نہ مانیگا تو سزا پائیگا گھسکر بارگاہ
مین قتل کرونگا یہ جو پکار کر فیلان نے کہا کیوان انجم سپاہ ایک پہلوان ہی نہایت

فتاحی مرحلہ جات جاؤنگا نجم اختر شناس نے عرض کی کہ غلام ضرور ساتھ چلیگا مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ چند طائر آکے گرے غلطکین مار کے بشکل انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی کہ قدرت کی عمر کوتاہ ہو طلسم خیال سکندری جلد تباہ ہو جالینوس ثانی ووسواس جادو و نیرنگ جادو و قسطاس جادو مالکان مرحلہ جات یہ سب واصل جہنم ہوئے فقط بیچ مین چند قلعہ جات ہین اور چند پہلوان ہین یقین ہی کہ طلسم کشا انکو فتح کرتا ہوا قریب قصر ہشت پہل آجائیگا بقراط کو سناٹا آگیا خاموش بیٹھا ہی شاہزادیان عرض کر رہی ہین کہ یا خداوند کچھ تدبیر کیجیے مگر بقراط کچھ جواب نہین دیتا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار اُٹھا قصر پر آکے پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوئے جھولی آگے رکھی ہوئی ہاتھ ہلاتا ہوا آکر پہونچا بقراط نے کہا تو قوت بازو و زینت پہلو آگیا ای سر سام جادو اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر سام نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین نے سُنا کہ جالینوس وغیرہ قتل ہوے طلسم کشا کا بلوہ ہی آپ بخوبی جانتے ہین کہ میرا کوئی کیا کر سکتا ہی جہان چلا جاؤن وہ بادشاہ میرا بڑا مرتبہ کریگا مگر کئی سو سال سے آپ خدائی کرتے ہین اور غلام منتظم خدائی کہلاتا ہی آپ کو کیا ضرور تھا کہ ہفت پیکر کی ملاقات کرتے اُس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام طلسم درہم و برہم ہو گیا ساحر اپنا منھ چھپاتے پھرتے ہین مین جاکر کچھ دربند بناتا ہون اول تو جاکر فیلان فیل درہ کو بھیجتا ہون کہ وہ جاکر مقابلے مین طلسم کشا کے اُترے کم سے کم ایک مہینہ بھر لڑیگا اگر وہ غالب آگیا تو خاتمہ ہی اور اگر اُسکو شکست ہوئی تو طلسم کشا کو راستہ نہ ملیگا مجھ تک نہ پہونچ سکیگا جب مین راستہ نہ دونگا تو آپ تک کیونکر پہونچیگا درمیان مین کوہ آتش فشان پڑیگا اُس کوہ سے گذرنا نہایت دشوار ہی آپکو یاد ہوگا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اسکو کوئی فتح نہ کر سکیگا بلکہ آتش فشان گوہر بار وہان کی حاکم و ناظم ہی وہ انتظام کریگی کسیکو گذرنے نہ دیگی بقراط نے کہا کہ ای سر سام جو بن پڑے وہ انتظام کرو اب وقت آخر ہی قدرت بھی وہ تقدیر کرینگے

کہ ایک لشکر گران ہمارے لشکر کو قتل کر رہا ہی ہمارے مرصع پوش نے بڑھکر سحر کیا کئی ہزار جوان سر ٹکرانے لگے اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

رونق فزا جو رات کو جانا نہ ہو گیا — معمور نور سے مرا کاشانہ ہو گیا
رہنے لگا جہان کے حسینونکا دلین دھیان — ویرانہ ابتو اپنا پری خانہ ہو گیا
افسوس ہجر ساقی مہوش مین دوستو — معمورہ اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا
اُس غنچہ لب کے پھول سے رخسار دیکھکر — بلبل ہر ایک باغ مین دیوانہ ہو گیا
ساحل پہ کیا شراب پیےگا وہ نازنین — ہر اک حباب اُلٹ کے جو پیمانہ ہو گیا
اُس شمع رو پہ مین بھی یون ہی دونگا اپنی جان — جیسے نثار شمع پہ پروانہ ہو گیا
جا نکلا دیر مین جو ہمارا صنم کبھی — تھا کونسا وہ بت جسے سکتا نہ ہو گیا
کا ہیکو دیکھیےگا بھلا مجھ فقیر کو — ابتو مزاج آپ کا شاہانہ ہو گیا
غمگین وہ ہون گیا جو مین شادی کی بزم مین — عشرت کدہ بھی مجھکو عزا خانہ ہو گیا
وحشی وہ ہون اثر یہ مری ہڈیون مین ہی — کھا کر سگ حبیب بھی دیوانہ ہو گیا
سطوت ہم اُنکے دانتونکی اُلفت مین پھنسے — ہر اشک غیرت ڈر یکدانہ ہو گیا

سر ٹکراتے ہوے سامنے سے بھاگے کوئی صحرا مین پہونچا کسی نے پہاڑون سے سر ٹکرایا سب شاہزادیون نے سحر کیے بارہ چودہ ہزار جوان آپس مین لڑنے لگے ایک ایک شاہزادی بلاے روزگار ہی جسنے سحر کیا زمین اُلٹ دی نیرنگ نے بھی پلٹ کر دیکھا کہ لشکر والے بیتاب ہوے نور الدہر قریب لڑتے ہوے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی نیرنگ کو کچھ بن نہ پڑا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا برقین نور الدہر پر گر پڑا مگر بہ سبب لوح کے تاثیر نہ ہوئی تیغہ طلسمی کا وار کیا نیرنگ نے سپر پر روکا مگر سپر کو کاٹ کر تلوار گری نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے مرنا نیرنگ کا کہ فوج والے اِسکے کچھ بھاگے کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوے نور الدہر فتح کر کے لڑائی کو پلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین مشورہ ہو رہا ہی نور الدہر فرماتے ہین ہین کل برا۔

ساتھ لیے ہوے پشت مرکب پر سوار آتے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی نیرنگ کو دیکھا تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا نور الدہر نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری لشکر کو لائیے نور الدہر اُسی مقام پر ٹھہر گئے خواجہ نے جاکر لشکر کو خبر کی کل اہل لشکر شام کو آکر پہونچے نیرنگ نے شب کو اُٹھا طبل جنگی بجوا دیا اور ٹہلتا ہوا طرف لشکر نور الدہر کے چلا منظور یہ ہی کہ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن جب کنارے پر پہونچا نجم نے کہ طلایہ دے رہا تھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی نیرنگ نے نجم کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تو نے خوب طلسم کشا کا ساتھ دیا اب سامنے سے ہٹ جا مین طلسم کشا کو لینے جاتا ہون نجم نے سحر کیا نیرنگ نے دفع کر دیا ارسطو کہ بازار غلہ فروشان مین تھے دیکھا کہ کنارے پر لشکر کے آگ برس رہی ہی ارسطو دوڑے اُسوقت پہونچے کہ نیرنگ نے سحر کیا ہی نجم کے پانؤن زمین نے تھام لیے ہین ارسطو نے آکر پشت پر سے گولہ مارا کہ پشت پر اِسکی پڑا اگر نیرنگ نے پلٹ کر سحر کیا کہ گولہ پانی ہوکر بہ گیا یکایک بارگاہ کا پردہ اُٹھا نیرنگ نے دیکھا کہ گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان لوح طلسمی گلے مین تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لیے ہوے برآمد ہوے اور یہ دیکھا کہ نجم وارسطو دونون سحر کر رہے ہین اور نیرنگ نہین جھپکتا دونون کے سحر دفع کر رہا ہی ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس آپ اپنے کو اُستک پہونچائیے ارسطو ونجم ہٹ گئے نور الدہر جو سامنے نیرنگ کے پہونچے للکار کر نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گرز بیش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
نقارہ ابیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سب شاہزادیان خیمون سے نکل آئین دیکھا

لیکن نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہین تیغہ اخون آلودہ ہاتھ مین جس ساحر پر جا پڑے اُسے
ہاتھ مار او دو ٹکڑے کیے خواجہ نے بڑھکر للکارا کہ او حران کہان جاتا ہی یہ کہکے
گلیم جو سر سے اُتاری حران نے جو خواجہ کو دیکھا سحر کیا کہ پانؤن زمین نے تھام
لیے حران نے چاہا تڑپ کے گردن خواجہ کو اُٹھا لیجاؤن خواجہ نے پکار کر
آواز دی کہ ای نور نظر مجھکو بچانا یہ سنکر نور الدہر جھپٹے قریب حران کے پہونچے
یلان جادو نے جو دیکھا کہ طلسم کشا قریب حران کے پہونچ گئے بیچ مین پھاند پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پہ روکا ہاتھ تلوار کا مارا یلان
نے سپر کو اُٹھا دیا مگر یہ تیغۂ طلسمی سپر سے کب رُکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے
اب جو تلوار گری یلان جادو کے دو ٹکڑے ہوے یلان کا مارے جانا اور
لاشہ کا زمین پر تڑپنا حران نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
زمین کو بھی جنبش دی مگر نور الدہر اُسی طرح قایم رہے اور کئی ہو ساحر ٹنکھ کے
بھل گرے نور الدہر نے اُنکو قتل کیا آخر حران نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نور الدہر نے روک کر ہاتھ مارا حران کے بھی دو ٹکڑے ہوے حران جو
مارا گیا اندھیرا ہو گیا ہر طرف سے آوازین آنے لگین کہ مرحلہ حکما بھی مٹا بڑا
جادوگر نامی مارا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من حران جادو
بود باقی ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے تھوڑی دیر کے بعد سناٹا ہو گیا نور الدہر
وخواجہ و شبنم اُس قصر سے نکلے خواجہ نے خزانہ لوٹ لیا نور الدہر نے پوچھا ای
عم نامدار کیا خزانہ اِس مکان مین موجود نہ تھا خواجہ نے کہا بیٹا یہان ایک حبہ
نہین نکلا اب اُس قصر سے نکلے قلعے مین آئے اہل قلعہ نے اطاعت کی نور الدہر
نے قلعۂ جالینوس و قلعۂ حران ملکہ شبنم کے سپرد کیا مگر نیرنگ جادو اپنے مقام
پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حران و جالینوس مارے گئے قلعہ جات
پر قبضہ شبنم کا ہوا یہ بہت گھبرایا لشکر جمع کیا تین لاکھ ساحر جمع ہوے اُن سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا منزل و بمنزل آتا ہی ادھر نور الدہر شبنم کو مقرر کرکے خواجہ کو

تعریف مین نے کی جو کسی گلعذار کی
دلبر مرے گرادیا کیون اسنے کو غم
گلشن کا تختہ صفحۂ قرطاس بنگیا
کھولا نہانے کے لیے جوڑا جو یار نے
گلشن مین جا کے تمنے کیے تھے جو قہقہے
ہم بھی فقیر مست ہین ہو میکدے کی خیر
بعد فنا بھی مجسے عداوت نہین گئی
پہونچا دیا صبا نے جو کوچے مین یار کے
سطوت بتونکے عشق سے کیسا بچالیا

غصے سے رنگ سرخ ہوا مہربار کا
مین تو عدو نہ تھا فلک کجمدار کا
لکھا جو وصف اُس صنم گلعذار کا
گویا کہ نافہ کھل گیا مشک تتار کا
دم بند ہوگیا تھا چمن مین ہزار کا
ساقی پلادے جام مئے خوشگوار کا
اُسنے نشان مٹادیا میرے مزار کا
ملتا نہین مزاج ہمارے غبار کا
مجہپر ہی فضل کیا مرے پروردگار کا

خواجہ نے جو شبنم کو اسقدر بیقرار دیکھا جھپٹ کے نعرہ کیا کہ او قمار ورے کے پینے والے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا جالینوس پلٹا نور الدہر نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہ جالینوس کے دو ٹکڑے ہوے شبنم کو فراغت حاصل ہوئی آگ بھی حران نے جو دیکھا کہ جالینوس مارا گیا للکارا کہ او شبنم تو نے باپ کو قتل کرایا اب تجھکو صبر آیا شبنم نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر نے لوح اُٹھالی اُٹھا کے گلے مین ڈالی سب ساحر ٹوٹ پڑے کہ لوح چھین لین مگر نور الدہر نے تیغۂ طلسمی کھینچا خواجہ نے حقۂ آتشبازی مارا ساحرون کے منھ جلے الامان الامان کرتے تھے بھاگ جانے کا راستہ نہ ملتا تھا ہر طرف ہنگامۂ گیر ودار بلند ہی مگر نور الدہر شیرانہ لڑرہے ہین شبنم نے بھی دیکھا کہ جالینوس مارا گیا مگر حران کا بلوہ ہی یہی چاہتا ہی کہ سب ساحر نور الدہر کو لپٹ جائین لوح چھین لین مگر کسکی مجال ہی کہ اُس شیر پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا وہ مارا گیا جب کئی ہزار جادوگر واصل جہنم ہوے تو حران تیغہ کھینچکر دوڑا قریب آکر نور الدہر پر وار کیا صدہا تلوارین پڑین مگر نور الدہر پر تاثیر نہ ہوئی کوئی تلوار نہ پڑی جب جنگ کو عرصہ گذرا اور شبنم نے دیکھا کہ نور الدہر گھرے ہوے ہین حران ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گرفتار کرلون

خواجہ و شبنم قریب آئے دہنہ نقب کا دیکھا آگے نور الدہر پیچھے خواجہ و شبنم ایک قصر مین پہونچے حقیقت مین دیکھا کہ ایک قفس لٹکا ہوا ہی قمری گونج رہی ہی جیسے نور الدہر کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل طائر غل مچانے لگے طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ جالینوس کی آنکھ کھُلی جالینوس نے دیکھا طائر کلان مرا پڑا ہی دہنہ نقب کھُلا ہوا سب بیہوش پڑے ہین حران کو اُٹھایا حران نے جو اُٹھتے ہی یہ معرکہ دیکھا کہا ای جالینوس غضب ہوا طلسم کشا پہونچ گیا یہ کہکے حران نے ایک چیخ ماری کل طائر زمین پر گرے جادوگرون کی شکل بنکر حران کے ساتھ ہوے حران نقب مین بہاند اسب جادوگر پشت پر حربہ ہاے سحر ہاتھون مین لیے ہوے یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر نے قفس اُتارا چاہتے ہین قمری کو نکالین قمری بھڑک رہی ہی گوشون مین چھپتی ہی عمرو نے آواز دی ای نور الدہر جلدی کرو نور الدہر نے قمری کو نکالا ہی کہ آواز آئی ای طلسم کشا کیون دھوکہ کھاتا ہی اِس قمری کے شکم مین لوح نہین ہی حران نے غلط بیان کیا اِس بے زبان کو نہ مارنا مگر نور الدہر نے قمری کو کھینچا خنجر کمر سے نکالا نتھا کہ نعرے کی آواز آئی ہنم حران جادو ای طلسم کشا کیون ظلم کرتا ہی عمرو نے آواز دی کہ ای فرزند جلدی کرو لوح نکال لو نور الدہر نے خنجر مارا قمری کا شکم چاک ہوا لوح مثل ستارۂ سحری چمکی زمین پر گری پہلو مین لوح کے تیغہ بھی تھا نور الدہر نے تیغہ اُٹھا لیا جالینوس نے جو دیکھا کہ لوح زمین پر پڑی ہی کڑک کر گرا کہ لوح اُٹھا لون جیسے ہی کڑک کر گرا شبنم نے نیمچہ مارا کہ جالینوس کا سر زخمی ہوا وہی خون جالینوس نے شبنم پر پھینک مارا شبنم جلنے لگی آہ کرتی تھی خواجہ نے جو دیکھا کہ شبنم جل رہی ہی اور بیقرار ہو کر پکار رہی ہی

نظم

مژدہ سُنا ہی آمدِ فصلِ بہار کا	چہرہ خوشی سے سرخ ہی ہر بادہ خوار کا
آئے جو غیظ مین فرس اُس شہسوار کا	دم بند کر دے ابلق لیل و نہار کا
نالے جو کر رہا ہی یہ دل مثل عندلیب	شاید ہوا ہی عشق کسی گلعذار کا
فوراً جنون نین پرزے گریبان کے کر دیے	مین نے کسی سے نام سنا جب بہار کا

کہ یہ بڈھا کون ہی کہ اشارے مین خواجہ نے پوچھا کہ کہون اے ملکۂ عالم یہ بتاؤ کہ حال لوح بھی کچھ دریافت ہوا شبنم نے بھی اشارہ کیا کہ مین دریافت کر چکی مگر سواے طلسم کشا کے کسی کے ہاتھ نہ لگے گی خواجہ نے اشارے مین جواب دیا کہ نور الدہر میرے پاس موجود ہین شبنم کو بھی خواجہ نے جام پلایا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی اتنے مین حیران گھبرا کر اُٹھا کہا او یارو خداوند آئے ہین یہ کہکے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے غلبہ کیا دھڑ سے زمین پر گرا کل اہالی محفل لیٹا لیٹا کہکے دوڑے گر گر کر بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہو چکے تو خواجہ نے چاہا کہ حیران کو قتل کرون کہ شبنم نے ہاتھ پکڑ لیا اور واضح رہے کہ جالینوس بھی عین وقت پر آگیا وہ بھی شریک جلسہ ہوا اسنے بھی شراب پی یہ بھی بیہوش ہوا خواجہ نے کنارے آکر نور الدہر کو زنبیل سے نکالا نور الدہر نے نکلتے ہی خواجہ کو سلام کیا کہا زنبیل مین کیا رعنائی ہی جب مین پہونچا تو کئی سو تاجدار براے استقبال آئے یہی ہلڑ تھا کہ ہم خواجہ کے خراج گزار ہین خزانے جمع ہین آپ کو جو ضرورت ہو وہ حاضر کرین مین نے جواب دیا مجھے کوئی ضرورت نہین پھر اتنا بڑا دستر خوان بچھا کہ جسپر کئی سو تاجدار بیٹھے سب کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا ناچ ہو رہا تھا ہر نازنین کا قول تھا کہ مین خواجہ کی کنیز ہون چاہین مجھکو بیچ ڈالین کیا عمدہ عمدہ نازنینان مہ جبین رقص مین تھین کہ یکایک آواز آئی کہ خواجہ عمرو یاد فرماتے ہین سب تاجدار آکر پہونچا گئے خواجہ نے کہا اے نور نظر مین نے کہدیا تھا کہ فرزند صاحبقران کی مدارات کرنا ورنہ وہ سب کپڑے اُتروا لیتے تمکو زندگی دشوار ہوتی مگر اب خطانہ کرو جس درخت پر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سر نخل پہ طائر کلان بیٹھا ہی اُسکو تیر مارو شبنم کو ہوشیار کرو نور الدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار ہی سب طائر غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی آواز ہی کہ اے طلسم کشا وقت رحم ہی نور الدہر نے کچھ خیال نہ کیا اور تاک کہ تیر مارا تیر نے خطانہ کی تیر سینۂ طائر پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا طائر نخل سے اُڑے نور الدہر نے بڑھکر خون اُسکا چلو مین لیا بیخ نخل پر مارا ایک دنّاٹا ہوا نخل تھرا کر گرا نور الدہر اور

بڈھے نے کہا حضور اس کمال کی کیا حقیقت ہی پانوٗن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ راضی ہون حران نے کہا بڑے میان یہ تو بہت مشکل ہی بڑے میان نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ابھی ملاحظہ کیجیے مگر سرکار کا نقصان ہوگا میخانے کی کُنجی مجھے عنایت فرمایئے حران نے کُنجی دی بڑے میان کُنجی لیکر میخانے مین آئے پُکار کر آواز دی صاحبو مین آج ساقی ہونگا کوئی باقی نہ رہیگا لوگ دوڑے گلابیان اُٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتلہ لے گیا خواجہ کتنے جاتے ہین یہ دس آدمی کا حصہ ہی ایک ایک گلابی مین دو دو مست ہونگے جب شراب بانٹ چکے چند گلابیان عمدہ چُنین اُسمین شراب ارغوانی بھری ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے محفل مین لیکر آئے گھنگرو پانوٗن مین باندھے حران نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لایا ہی بڑے میان نے پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کر کے سر پر رکھا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے چلے نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہی کرتا
سوے عدم کمر کے جو پا سدھارتے ہین

وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین تجھکو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنے نالونکی گرمیونکا
داغون کو میرے دلکے کیا کیا اُبھارتے ہین

دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین

دن رات کھیلتے ہین باہم قمارِ اُلفت
وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین

شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
بوسے کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرنے
پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین

مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

اسطرح کے اشعار گاتے ہوے سامنے حران کے آکر سر جھکایا کہا کہ ایسے شاہونکو سر سے شراب پلانا چاہیے حران نے جام لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا مگر شبنم حیران ہی

کرتا تھا آسمان پر جا کر گاتا تھا سامری و جمشید خوش ہوتے تھے ایک دن جو مین لطف مین گا رہا سامری نے پردے سے جھانکا مین نے بھی نگاہ ڈالی سامری نے دیکھ لیا مجھکو ڈھکیل دیا ہر آسمان سے دوسرے آسمان کا پانچ سو برس کا راستہ ہے سات نیچے پینتیس سو سال مین زمین پر آیا ہوا جو جا بجا کی لگی کرہ پیرونے سے گذرا فرش خاک پر آیا گرو مین اٹ گیا ان صدمات سے دانت گر گئے مگر طاقت وہی جوانون کی ہے امیدوار ہون کہ پھر اگانا سنیے ایسے خوش ہو جیے گا کہ جسکا جواب نہین آپ کو خوب سامنی کر دنگا یہ کہکے نئی نکالی نئے طور سے یہ اشعار گانے گئے نظم

عجیب طرح کی اُلجھن تھی دل بحال نہ تھا — نصیب ہمکو ہوا اُس سرو کا وصال نہ تھا
فلک کے ظلم اُٹھاتا یہ مجھ مین حال نہ تھا — ہزار شکر کہ مین صاحب کمال نہ تھا
کبھی نہ دیتے انھین حیلے سیکڑون کرتے — کہ دلکو لیکے وہ نکر ینگے یہ محال نہ تھا
خط سیہ کی محبت مین ہو گیا بیکار — ہمارے شیشہ دل مین تو ایک بال نہ تھا
جو بہر وصل وہ آیا تو دل ہوا راضی — صنم سے اسکے سوا اور کچھ ملال نہ تھا
بغیر بوسہ دیئے لے لیا دل شیدا — ہمارے آپ کے صاحب یہ انفصال نہ تھا
اُتارتے جسے ہم اپنے دلکے شیشے مین — جہان مین کوئی بھی ایسا پری جمال نہ تھا
یقین تھا آکے پلائین گے شربت دیدار — نہ آئین گے وہ دم نزع یہ خیال نہ تھا
بنا تا زخم جگر کا مین کسطرح مرہم — کہ ہائے مجھکو میسر ترا اُگال نہ تھا
نہ سمجھے تھے وہ بت ایمان بھی لیگا دلکے سوا — قسم خدا کی ہمین اسکا کچھ خیال نہ تھا
حضور جاکے بدخشان مین دیکھ آیا ہون — لبون سے آپ کے خوشرنگ کوئی لال نہ تھا
جو شعر کہنا لطافت سے سیکھا ای سطوت — جہان مین اُنکا کوئی صاحب کمال نہ تھا

یہ غزل اسطور سے اُس بڈھے نے گائی کہ شبنم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے حیران تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے بڑے میان کیا کہنا حقیقت مین خوب گاتے ہو بڑے میان نے کہا ای شہنشاہ ساحران ایک کمال ایسا جانتا ہون کہ کبھی وہ آپنے نہ دیکھا ہوگا حیران نے پوچھا وہ کیا ہوگا سنے تو ایسا ہو کہ کبھی آجتک نہین سُنا

دل مجھسے مانگتے ہو تو لو کچھ نہین ہی عذر — بیکار اتنی بات پہ ہو جان جان اُداس
دیوانہ مر گیا ہی ترا جب سے اے پری — زنجیرین ہین درو نکی خموش اور مکان اُداس
سطوت کو اپنے در سے نہ اے جان جان اُٹھا — پچھتائیگا جو ہوگا ترا آستان اُداس

تڑپ تڑپ گئے یہ زمانہ کاٹا شبنم نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ اے حیران لوح کہان رکھی ہی حیران نے کہا یہ جو سامنے نخل ہی اسپر طائر بہت سے بیٹھے ہین جو طائر سب سے کلان بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی کوئی شخص ایسا ہو کہ اُس طائر کو مارے اور فورًا اُسکا شکم چاک کرے اور خون چلو مین لیکر اسی نخل کی جڑ پر ڈالے نخل اُکھڑ کر گریگا ایک قصر عالی ظاہر ہوگا اُس قصر مین قفس قمری لٹکا ہی اُس قمری کو مارے اور شکم چاک کرے اُسکے شکم مین لوح ہی کیون اے ملکۂ عالم کسکی یہ لیاقت ہی کہ تا بہ قمری پہونچے مین نے لوح کی حفاظت کی ہی اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا تھا جانتے تھے کہ حیران جادو انتہا کا منتظم ہی یہ باتین کر رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک پیر کلانوت حاضر ہی امیدوار باریابی ہی حیران نے کہا بلا لو سحر کہ یہ گذرا ناظرین پر واضح ہو کہ جب شبنم چل چکین اور کہکر گئین کہ مین لوح دریافت کرنے جاتی ہون تو خواجہ نے نور الدہر سے کہا اے نور نظر تم طلسم کشا ہو اگر شاید شبنم نے دریافت کیا اور پتہ لوح کا ملا تو یہ مقدمۂ لوح طلسمی ہی سوائے تمھارے کسی کے ہاتھ مین نہین آئیگی خواجہ نے باتین کرتے کرتے نور الدہر کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھا اور تلاش مین روانہ ہوے جب چوبدار نے حیران سے عرض کی کہ پیر کلانوت حاضر ہی اور حیران نے کہا بلا لو شبنم حیران ہی کہ یہ کون آیا دیکھا ایک گویا نحیف وضعیف کرتا چکن کا پہنے ہوے مگر پُرانا کہ جسکی بوٹیان کیڑے کھا گئے ہین اور کچھ باقی ہین جوتا گھیتلا پانؤن مین جسکے تار اُڑے ہوے زردسوت نمایان آتے ہی بڈھے نے سلام کیا اور کہا کہ اعلی اعلی مراتب رہین آفتاب عالمتاب سحر طالع رہے حیران نے پوچھا بڑے میان صاحب کہان سے آتے ہو بڈھے نے کہا مجھے بڈھا نہ کہیے مین نوجوان ہون سامری کی خدمت مین جایا

روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی شبنم نے کہا صاحب صاف تو یہ ہی کہ ہمکو تمھارا بڑا خیال تھا کہ جب چاہین گے جب ملین گے لیکن بیٹھے بیٹھے خبر سنی کہ تمنے لوح کو اپنے پاس رکھا ہی تمام مسلمان تمھاری فکر مین ہین ہر جگہ یہی ذکر تھا کہ حیران کی فکر کرو حیران گرفتار ہو اور اُسکو قتل کیا جاے تو لوح دستیاب ہو مین نے جو یہ ذکر سُنا کئی دن مین رو یا کی آب و دانہ ترک رہا کہتی تھی کہ بیٹھے بیٹھے یہ کیا شامت آئی لوح کو کیون اپنے پاس رکھا تمام دنیا کو دشمن بنایا طلسم کشا کے ساتھ سکندر ثانی ہی و نجم اور ارسطوے ثانی چند شاہزادیان بھی عاشق ہین آخر کنیزون نے صلاح دی کہ پاس حیران کے جایئے انکو دیکھ آیئے جو حسرت ہو نکالدیجیے کنیزون کے کہنے نے تاثیر کی اسوجہ سے مین آئی اے وارث میرے جسطرح بنے لوح کو پھینکو طلسم کشا صاحب اقبال ہے والد نے کیا کیا سحر کیے کیسے کیسے انتظام کیے مگر طلسم کشا کی رہائی ہوئی اسیطرح کو اب آتے ہین حیران ان باتون سے شاد ہو گیا کہا صاحب تمکو خیال نہو تو کسکو خیال ہو آخر میری آہ نے تاثیر کی تمکو بھی ضرورت ہوئی کہ میرا خیال آیا مین نے راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین مصاحبون سے پوچھو تو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی کبھی اُٹھنا اور کبھی بیٹھنا کبھی یہ اشعار زبان پر تھے

نظم

کیا وجہ کیون ہو آجکل ای مہربان اُداس — آزردگی ہی کس سے کہو جان جان اُداس
آئی خزان بہار گلستان سے چل بسی — پھر کسطرح رہے نہ دل باغبان اُداس
شاید کسی کا عشق ہوا چاہتا ہی پھر — رہتا ہی کیون ہمارا دل ناتوان اُداس
آزردہ ہوئی ہین کیا دل شیدا مین حسرتین — میری نگاہ مین ہی جو سارا جہان اُداس
آزردہ آجکل مرا رشک ہما رہی — دکھلائی دے نہ کیون مجھے باغ جہان اُداس
باتین ہزارون مجھکو سنائے وہ شوق سے — اے دل مگر رہے نہ مرا بدزبان اُداس
اُس نازنین کا ہاتھ نزاکت سے تھک گیا — کیونکر نہ وقت ذبح ہو نیم جان اُداس
آباد بادہ خوارون سے یہ میکدہ رہے — مستون کی ہی دعا نہ ہو پیر مغان اُداس
گھر سے ہمارے رات کو جا یار کر کہین — تیرے بغیر رہتا ہی سارا مکان اُداس

خواجہ نے آگے بڑھکر ملاقات کی کہا اے شبنم دیکھا کسطور سے تمکو رہا کر لیا شبنم نے قدمون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کا کیا کہنا کیا لطف کی عیاری کی ہی عمرو نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ دربار مین نیرنگ کے جاؤن لوح کا پتہ لگاؤن نہ معلوم لوح کہان ہی شبنم نے کہا اب کنیز جاتی ہی مین نے یہ خبر پائی ہی کہ لوح حران جادو مالک باغ ویران کے پاس ہی اُس سے جاکر ملاقات کرون وہ ہمیشہ سے خواہش رکھتا تھا کہ شبنم میرے پاس آئے خواجہ نے کہا اچھا جاؤ شبنم پری پروانہ پیدا کرکے چلی حران جادو ساحر نوجوان عشق مین ملکہ شبنم کے بیقرار رہتا ہی کنیزین وغیرہ جمع ہین یہی باتین کر رہا ہی کہ مقام افسوس ہی کہ آجتک شبنم نے ہمارا خیال نہ کیا کبھی نہ آئی اپنا یہ حال ہی کہ جینا وبال ہی

نظم

شب کو پہلو سے اُٹھا جبکہ خفا تو ہو کر — حسرتین دل کی ٹپکنے لگین آنسو ہو کر

باغ سے اپنے نکالے جو خفا تو ہو کر — زار ایسا ہون کہ بھولو نہین رہون بو ہو کر

دیکھے ہر شہر مین جب تیری بھوونکے مشتاق — نکل آیا مہ نو چرخ پہ ابرو ہو کر

لب رنگین جو ترے ہجر مین یاد آتے ہین — لخت دل آنکھ سے گر پڑتے ہین آنسو ہو کر

باتون باتون مین دل زار کو لے لیتے ہین — انکی تقریر اثر کرتی ہی جادو ہو کر

شاد ہو جاتے ہین کیا میرے رقیبونکے دل — بات جب کرتا ہی وہ مجھسے ترش رو ہو کر

وصف اُس چشم سیہ کا جو کبھی لکھتا ہون — سامنے آتے ہین مضمون مرے آہو ہو کر

جو کہ دشمن ہین نبیؐ اور علیؑ کے سطوت — حشر کے روز اُٹھینگے وہ سیہ رو ہو کر

کنیزین سمجھا رہی ہین کہ اے حران نہ گھبراؤ ہم لوگ پیغام لیکر جاوینگے بُلا کر تمھاری معشوقہ کو لاوینگے جسوقت پیغام دینگے خوشی خوشی آوینگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سنہرا نظر آیا حران نے خوش ہو کر کہا تو قدرت نے میری دعا قبول کی معشوقہ آتی ہی ابر آکر پھٹا دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش کمال چمک دمک سے ظاہر ہوئی زمین پر اتری حران کھڑا ہو گیا ہاتھ تھام کر کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی اسوقت کیا احسان کیا ہی مین تڑپ رہا تھا تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا اسوقت دل کو چین آیا

ہین نے کبھی حضور کا شکوہ نہین کیا ای توبہ توبہ آپ کے سر کی قسم غلط
سطوت نہ اسنے وصل کا وعدہ وفا کیا کسطرح اسکے قول کو سمجھین نہ ہم غلط

نور الدہر نے تیر و کمان اٹھایا تیر بارہ اجالینوس نے تیر چلادیا اور پکار کر کہا اد طلسم کشا غنیمت جان کہ تجھکو چھوڑے جاتا ہون آگے تجھکو بھی بچا ؤنگا جب تیر چلا تو نور الدہر نے پکار کر کہا کہ چھوٹے دادا جان خبر لیجیے خواجہ عمرو دوڑے اوپر اوپر جالینوس جاتا ہی نیچے خواجہ دوڑے ہوے جاتے ہین جالینوس دو کوس نکلگیا تھا کہ آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص کیا کہنا ہماری محبت مین تجھکو سبکی محبت فراموش ہی تجھکو طرۂ پیغمبری عطا کرونگا جالینوس نے جھک کر دیکھا خداوند بقراط کھڑے ہین اور تعریفین جالینوس کی کر رہے ہین جالینوس نے جو بقراط کو دیکھا ہوا سے اتر آیا بقراط نے کہا ای جالینوس یہ ہماری بندی خاص ہی اسکو رہا کر دے ہم اسکو صحبت خاص مین بلوائینگے سمجھا دینگے اسکا نشہ اتر جائیگا جالینوس نے کہا یا خداوند آپ رہا کیجیے بقراط نے کہا اگر مین رہا کرونگا تو پھر تمھارے واسطے ضرر ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تمکو ضرر پہونچے جالینوس نے شبنم کو ہوشیار کیا دیکھا قدرت کھڑے ہین ایک طرف جالینوس ہی شبنم نے بقراط کو سلام کیا خواجہ عمرو نے کہ بصورت بقراط تھے بائین آنکھ کا تل شبنم کو دکھایا شبنم سمجھ گئی کہ خواجہ ہین پھر جھک کر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اور کہا یا خداوند معاف کیجیے امیدوار ہون کہ آپ کے ساتھ رہون جالینوس نے ہنسکر کہا یا خداوند آپ کے نظارۂ جمال سے اسکے ہوش درست ہوے ورنہ کبھی ایسے کلام نہ کرتی تھی آج سمجھکر کلام کیا جالینوس نے کہا ای فرزند انکی اطاعت سے انجام بخیر ہوگا ورنہ جہنم مین پھینکی جاؤگی شبنم رونے لگی کہا خداوند کی اطاعت سے روگردانی نہ کرونگی جالینوس نے کہا جاؤ یہ سنکر شبنم پر پرواز پیدا کر کے چلی بقراط نے کہا ای جالینوس اب جاؤ جالینوس طرف اپنے لشکر کے چلا بقراط؛ ہین کھڑے کھڑے غائب ہوگیا جالینوس کو اور زیادہ اعتقاد ہوا ادھر شبنم بھاگی ہوئی جاتی ہی

کچھ شبنم کا انتظام نہ کیا جالینوس نے کہا مجھکو بھی خوف ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اُٹھا عقاب بنکے چلا مگر نہایت جھلایا ہوا یہان وہ وقت ہی کہ خواجہ شبنم سے باتین کر رہے ہین کہ ایک عقاب نے آکر اپنا سایہ ڈالا شبنم کے پانؤن زمین نے تھام لیے شبنم نے پکارکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرے پانؤن زمین نے تھام لیے خواجہ یہ سنتے ہی بھاگے کہ عقاب نے جھپٹ کر خواجہ پر بھی سایہ ڈالا خواجہ کے پانؤن بھی زمین نے تھام لیے شبنم نے چاہا سحر کرون مگر زبان سے سحر نہ نکلا زبان مین لکنت ہی عجب کیفیت ہی اب آسمان سے جالینوس اُترا بصورت اصلی سامنے شبنم کے آیا بال پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہا او گیسو بریدہ و او ننگ خاندان تونے خوب بدنام کیا تمام دنیا مین رسوا ہوا مشہور ہی کہ شبنم پر اوس پڑی طلسم کشا کے عشق مین نکل گئی اُدھر خواجہ بھی ایک مقام پر کھڑے ہین آگے نہین بڑھ سکتے ہین لشکر مین ہلڑ ہوا کہ جالینوس آیا ہی شبنم کو سحر مین پھنسایا ہی عیار چہار طرف سے دوڑے نورالدہر نے جو خبر سنی تلوار ٹیک کر اُٹھے لوح محفوظ چمکاتے ہوے چلے چاہا کہ قریب جالینوس کے پہونچون جالینوس کو قتل کرون نعرہ کرکے بڑھے تھے کہ جالینوس نے پنجے مین شبنم کو دبایا اور خواجہ پر اشارہ کر دیا پکار کر کہا کہ ارے ساربان زادے بھاگ تجھکو پھر بچاؤنگا خواجہ نے جو دور سے دیکھا کہ شبنم کو جالینوس لیے جاتا ہی اور شبنم کی بیقراری پکار کر کہتی ہی ای شہریار اپنا تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

سچ سچ کہین دروغ خدا کی قسم غلط
ای بت ترے سخن کو سمجھتے ہین ہم غلط

غیرون نے آکے اُسکو دیے اسقدر فریب
قسمین صحیح کھاؤن تو سمجھے صنم غلط

حال فراق اُسکو رقم کر رہا ہون مین
لکھنا نہ کوئی حرف ذرہ ای قلم غلط

مین عشق خط سبز مین کرتا ہون سیر باغ
دیکھے سے سبزہ زار کے ہوتا ہی غم غلط

ای جان مجھکو تجھسے امید وفا نہین
تیرا دروغ قول تری ہی قسم غلط

کہتے ہین پھر مین مجھے سب دیکھکر عزیز
ذکر وصال چھیڑیے ہو جاے غم غلط

کیا مجال ہو کہ میرے دربار مین آسکے یا زبان ہلا سکے اور لوح طلسمی اب خدمت خداوند مین جائیگی طلسم کشتا کو نہ ملیگی جو تجھسے ہوسکے وہ کرلینا یہ کہکے پلٹا اگر سردارون سے کہتا ہوا کہ مہنیر کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا نسیم کو میدان سے باندھکر لیگیا اب یارو حفاظت کرنا ایسا نہ ہو یہ سارہ بان زادہ آئے اور مین بھی انتظام کرونگا لوح ایسے کے پاس ہو کہ وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ ذکر تھا اور نیرنگ پلٹا ہوا آتا ہو قلعے مین داخل ہورہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان دس بیس ہزار جوان ساتھ مین گھوڑے پر آپ آگے آگے لباس طلسمی زیب جسم اور لوح محفوظ گلے مین اور شبنم گوہر پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار طاؤس کو اُڑاے ہوے آتی ہو خواجہ نے بڑھکر نورالدہر سے ملاقات کی نیرنگ نے جو آمد نورالدہر دیکھی تھرا گیا کہتا تھا یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہین جالینوس ثانی کی دختر کو دیکھکر بہت جھلایا کہا ای نیرنگ اِس شوخ دیدہ نے بڑی آفت برپا کی دیکھنا اسکا کیا حال کرتا ہون خواجہ نے نورالدہر کی بارگاہ اِستادہ کرائی سامنے قلعے کے لشکر اُتارا اِدھر نیرنگ جو پلٹ کر آیا اِپنے ساحرونکو جا بجا مقرر کیا سب سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر نہ آنے پائے دروازے پر افہام جادو جو سپہ سالار لشکر ہو اُسکو مقرر کیا اور کہا کہ خبردار نہایت حفاظت رکھنا اگر مین بھی آؤن تو وقت کو دیکھنا کہ وقت میرے آنیکا ہو یا نہین اور بے پہچانے اندر نہ جانے دینا افہام نے کہا اے شہریار کیا مجال کہ ہوا بھی اندر قلعے کے آنے پائے مین کل انتظام کرلونگا یہان خواجہ نے جب نورالدہر کو بارگاہ مین داخل کرلیا تو آکر بیٹھے شبنم کو بُلایا پوچھا کیون ملکۂ عالم تمکو کچھ معلوم ہو کہ لوح طلسمی لیجاکر نیرنگ نے کہان رکھی ہو شبنم نے کہا خواجہ مجھکو نہین معلوم کہ لوح کہان رکھی ہو عمرو نے کہا خیر آج دریافت کرلونگا یہ کہکر خواجہ باہر نکلے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی قلعے کے دروازے پر افہام جادو نگہبان ہو شبنم بھی باہر نکل آئی پکارنے لگی کہ خواجہ بہت سمجھکر جانا افہام جادو بلاے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین پھنس جائین خواجہ سے شبنم یہ باتین کررہی ہو وہان دربار مین نیرنگ نے کہا اے جالینوس

کسیکی آنکھ کی پتلی جو دیکھی ہو مچلتا ہو
کسی صورت دل نادان بہل جاتا تو کیا ہوتا
گئے مجھکو اکیلا چھوڑ کر وہ غیر کے گھر مین
مرا دم گھٹ کے فرقت مین نکلجاتا تو کیا ہوتا
وہ آئے تھے عبادت کو کچھ انسے بات کر لیتا
ذرا تو ای دل مضطر سنبھلجاتا تو کیا ہوتا
خدایا قدر اس بت کو بھی ہوتی ظلم سہنے کی
جو اُسکے دلسے دل میرا بدل جاتا تو کیا ہوتا
بُلایا غیر کو اُس شمع رو نے اپنی محفل مین
مرا دل صورت پروانہ جلجاتا تو کیا ہوتا
کیے فرقت مین نالے عاشقون نے پر نہ یہ سمجھے
دل اُس کمسن کا سینے مین دہلجاتا تو کیا ہوتا
مرا دل لیکے پھینکا اپنے کوچہ مین نہ یہ سمجھے
کسیکی آمد و شد مین کچل جاتا تو کیا ہوتا
سدا اٹکھیلیونکی چال چلتے تھے وہ ای سطوت
دل عشاق سینے مین نہ ملجاتا تو کیا ہوتا

یہ اشعار سنکر نسیم کو اور زیادہ غصہ آتا ہی جمک جمک کے ہاتھ مار رہی ہی اور دولھا خالی دے رہا ہی لڑتے لڑتے ایک مقام پر کاندھے پر ہاتھ گیا سپر کاغذی نکالی نسیم تو نیچے مار رہی ہی دفعۃً جھپٹ کے نیچہ مارا دولھا نے سپر کو آگے کر دیا سپر کٹی دُھواں نکلا نسیم بیہوش ہو کر گری دولھا نے جھک کر اٹھایا اور پکار کر آواز دی ای نیرنگ اسکو لیے جاتا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

خواجہ عمرو پشتارہ باندھکر بھاگے عیارہ بچیان دوڑ پڑین وہی براتی جو کھڑے تھے اُنکے نعرے ہوے منم گلباد عراقی منم ابوالفتح اصفہانی ایک طرف سے نعرہ ہوا منم مہتر قران نامدار کوئی عیارہ بچی قریب خواجہ کے نہ پہونچ سکی زنبیل مین نسیم کو رکھ لیا اور پکار کر کہہ گئے کہ ای نیرنگ ہوشیار رہنا کل تجھے بھی تو نگا زنبیل کی سیر کراؤنگا کیفیت حاصل ہوگی بہتر یہ ہی کہ لوح طلسمی حوالے کردے نیرنگ نے پکار کر کہا او ساربان زادے یہ عیاری اس عیارہ سے چل گئی مجھے پہلے ہی کھٹکا ہوا تھا مگر یہ عیارہ بچی نہ سمجھی کہ خلاف وقت برات کیون آئی

ہین طاق شہرۂ آفاق سینون پر اُبھار جال پُر بہار سرو قد خورشید خد چہرے مثل آفتاب روشن حسن ہین رشک چمن عارض رشک گل نسرین و نسترن کبک رفتار شیرین گفتار نسیم اُن سب کے آگے مثل برق جہندہ تڑپتی ہوئی سب سے آگے آگے میدان ہین آکر پہونچی مگر حیران ہی کہ دوسرا لشکر مقابلے ہین نہین اس حیرت ہین کھڑی تھی کہ جنگل سے نفیر و ڈفلے کی آواز آئی دیکھا ایک جوان کانی ٹٹو پر سوار موہر کاغذ کا سر پر رکھے ہوے جامۂ زرد زیب جسم چاندی کے کڑے ہاتھ ہین چاندی کے جوشن بازوون پر بندھے ہوے بھاری ہنسلی چاندی کی گلے ہین باجہ بجتا ہوا پشت پر ایک کہار ایک بہنگی ہین ایک جانب لہنگہ پھریا دوسری جانب مونگ کی کھچڑی تھوڑا نمک اُسپر رکھا ہوا وہ بہنگی کو کاندھے پر لیے ہوے اس تکلف سے برات آتی ہی نسیم دیکھنے لگی یا تو شلنگین لگا رہی تھی یا حیرت ہین آئی کہ یہ برات کسکی آتی ہی ٹٹو دولہا کی جو قریب پہونچی اور دولہا نے نسیم کو دیکھا بیقرار ہوگیا کہا ارے میری دُلھن محافے سے نکل آئی یہ سُنکر نسیم نے جھلاکر آواز دی او نگوڑے موے مونڈی کاٹے گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی یہ سنکر دولہا ٹٹو سے کود پڑا کہا ارے گالیان دیتی ہی ایسی دُلھن بدزبان نہین دیکھی یہ کہکر برات والون سے پلٹ کر کہا تم سب لوگ جاؤ ہین اس سے سمجھ لونگا اِسکو بیاہ کے لاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا نسیم نے جھپٹ کر نیمچہ مارا کہ اِسکا سر اُڑ جاے دولہا جھک گیا تلوار خالی گئی دولہا میان کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان

نظم

تری فرقت ہین دم تن سے نکلجاتا تو کیا ہوتا	عدم سے جامۂ ہستی بدل جاتا تو کیا ہوتا
مجھے تمنے نہ اپنی زلف کی زنجیر پہنائی	سُوے صحرا ہین دیوانہ نکل جاتا تو کیا ہوتا
اشارہ کر کے ابرو سے وہ قاتل ہنسکے کہتا ہی	جو یہ خنجر تری گردن پہ چلجاتا تو کیا ہوتا
لیا کیون ای زبان نام اُس بت بیرحم کا تونے	دل نادان جو سینے ہین مچل جاتا تو کیا ہوتا
عبث ہمنے سنایا اُس صنم کو قصۂ یوسف	اگر ذکر حسین سنکر وہ جل جاتا تو کیا ہوتا

ہین وہ سب کدو کاوش کرینگے معرکہ عظیم پڑیگا خواجہ نے کہا انشاء اللہ اِس سبکی سے
اِسکو مارلونگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی نسیم نے خواجہ کو سمجھا کر کہا مین رخصت ہوتی
ہون اور جاکر طبل جنگی بجواتی ہون مگر حال یہ ہو کہ تھوڑی دور جاتی ہو اور پھر پلٹ آتی
ہو حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون عمرو بلاے روزگار ہو دیکھیے اس سے کیونکر چھٹکارہ
ہو وہان سے جست وخیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی سامنے نیرنگ کے آئی کہا اے
شہنشاہ ساحران مقام افسوس ہو کہ آپ کے دربار سے عمرو مجھکو گرفتار کرلیگیا
اور آپ نے دخل نہ دیا نیرنگ نے کہا عمرو برق جہندہ ہو ایسی جلدی نکل گیا
کہ ہم لوگ دیکھنے بھی نہ پائے نسیم نے کہا آپ طبل جنگی بجوائیے مین صبح کو میدان
مین نکلونگی عمرو سے مقابلہ ہوگا سر میدان کمال عیاری کھلجائیگا نیرنگ نے
قبول کرکے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان عیارہ سے مقابلہ ہوگا طبل جنگی بجا
جواب مین بھی صداے طبل جنگی جنگل سے آئی نسیم نے گھبرا کر کہا کہ عمرو تو اکیلا ہو مگر
طبل جنگی کی صدا کہان سے آئی ہرکارون نے خبر دی کہ جنگل مین ایک بارگاہ اِستادہ
ہو کچھ عیار بھی جمع ہین عیار شلنگین لگا رہے تھے نسیم کو بڑی حیرت ہوئی کہ عیار
کہان سے آئے عمرو تو جنگل مین اکیلا تھا خیر اِسی فکر مین تمام رات رہی اور میدان
مین جا بجا کنوئین بنائے کہین نقب کھودی کہین بیہوشی بچھائی اُدھر عیاران لشکر
عمرو نے بھی میدان کو تیار کیا رات بھر یہی چرچے رہے کہ صبح کو دور گردون
دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت
کسکے سر پر ڈالے اِسی ہنگامے مین چار پہر رات گذری وہ وقت آیا کہ عیار زرین
پوش بصد جوش وخروش کاشانۂ مشرق سے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا
کمندہاے شعاع بازو ونیر سنگ نجوم النور توڑے مین پڑے ہوے اس زدوشور
سے میدان مین آکر ٹھہرا شلنگین لگانے لگا اُدھر سے نیرنگ سوار ہوا لیکن
نسیم سبک رو آگے آگے لشکر کے جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین پہونچی
کئی سو عیار بچیان پشت پر ایک ایک بلاے روزگار طرارہ وفرار فنون عیاری

عذر نہین ہی جسوقت سے تمہارا گانا سُنا دل مشتاق ہی کہ پھر گانا سنون خواجہ نے اُسی وقت نی نکالی اور سامنے نسیم کے نئے طور سے بجائی اور یہ اشعار شروع کیے نظم

بیان یار سے فرقت کا حال کیا کرتا — کمال ضعف سے دل نتھانڈھال کیا کرتا
ہوا تھا دل مین پشیمان کمال کب کرتا — وہ میرے خون سے ہاتھ اپنے لال کیا کرتا
وہ بادہ کش ہون کہ پیتا ہون خم کی خم ساقی — مین ایک جام کا تجھسے سوال کیا کرتا
جو بوسہ مانگنے پر مدتون رہا بیزار — وہ اپنے وصل سے مجھکو نہال کیا کرتا
صدائے قلقل مینا کو دل سے سنتا تھا — شراب پی کے عبث قیل وقال کیا کرتا
غم فراق یہ جھیلے کہ ہوگئی عادت — اب اُسنے وصل کا جاکر سوال کیا کرتا
وہ دل شکستہ ہین بن ٹکے ٹوٹ جانے جام — ہماری خاک کو لیکر کلال کب کرتا
لیا جو بوسۂ عارض تو جان بھی دیدی — مجھے تھا اُسنے بہت انفعال کیا کرتا
غنی کے آگے بڑھایا نہ مین نے دست طلب — سوا خدا کے کسی سے سوال کیا کرتا
دل حزین کو مرے پھینک کر وہ کہتے ہین — کہ لیکے مین کسی مُردے کا مال کیا کرتا
نصیب ہوگا نہ اُسکا وصال اے سطوت — عبث عبث ہی خیال محال کیا کرتا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ نسیم رو یا کی کبھی ہنس دیتی ہی جب مسکراتی ہی تو گوہر دندان کھلجاتے ہین برق چمک کر گرتی ہی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلادیتی ہی دیر تک خواجہ سامنے نسیم کے گائے نسیم نے وعدہ کیا کہ مین جاکر طبل جنگی بجواتی ہون سر میدان آئیے اگر سب کے سامنے آپ مجھکو زیر کرینگے تو مین بدل اطاعت کرونگی باپ تو میرا مہتیر مارا گیا مگر منقاد تاجدار نے مجھکو بیٹی کیا ہی وہ سلطنت مجھکو دستیاب ہوگی جسوقت وہ خبر سُنے گا کہ بیٹی میری زیر ہوگئی فوراً اطاعت کریگا خواجہ نے کہا مین تو یہان بے سامان ہون آقا میرے دور ہین مین اکیلا میدان مین آؤنگا کوئی عیار وغیرہ بھی نہین ہی اگر آقاے نامدار میرے یہان ہوتے تو آبرو میری ظاہر ہوتی مین برائے قتل نیرنگ آیا ہون اسکو مارکر جاؤنگا اور لوح طلسمی لیجاؤنگا نسیم نے کہا خواجہ یہ ارادہ بڑا سخت کیا ہی نیرنگ کے بہت نگہبان

آپ بھی تعریف کرینگے نسیم نے جھلا کر کہا ای شہنشاہ اِسکی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے عیاری کر سکے عمرو نے کہا گرفتار کرکے لیجاؤن مگر امیدوار ہون کہ حضور کسیطرح دخل نہ دین بعد اُسکے آپ کو اختیار ہی نسیم نے کہا وہ کیا عیاری ہی جو آپ کیجیے گا عمرو نے کمر سے خنجر نکالا کہا یہ خنجر لوہے کا ہی ملکہ کھینچکر میرے سر پر لگائین اگر میرا سر کٹ جاے تو مین نے معاف کیا اور مین پھر اِسی خنجر سے چورنگ کاٹ دونگا خواہ کوئی نہنگ ہو خواہ گاے بیل بھینسا یا کوئی گھوڑا ہو میری عیاری کھلجائیگی نسیم نے کہا او ساربان زادے یہ کیا چونچلا ہی اگر خنجر میرے ہاتھ سے نہ کاٹے گا تو تیرے ہاتھ سے بھی نہ کاٹے گا خواجہ نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی سامنے شہنشاہ کے انصاف ہو جائیگا نیرنگ نے پکار کر کہا ای نسیم خنجر کھینچکر مار دے کہ اِسکے دو ٹکڑے ہون ساری عیاری بھول جائے یہ سُنکر نسیم نے خنجر اُٹھا لیا عمرو نے کہا میرے ہاتھ پانوُن تو کھولدو عمرو کے ہاتھ پانوُن کھولدیے سر جھکا کے بیٹھے نسیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر کو جو کھینچا نیام سے اُسکے دھوان نکلا وہ دماغ مین نسیم کے پہونچا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے جھپٹ کر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیارہ صاحبقران — مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرارہ ہون — جہانگیر عالم کا عیارہ ہون

نعرہ کرکے نسیم کو اُٹھا لیا ساحر ہان ہان کرتے رہے خواجہ لیکر بھاگے کسی نے پہچانا نہ کیا خواجہ لیکر صحرا مین آئے ایک نخل کے نیچے فرش وغیرہ بچھایا مسند بچھاکر نسیم کو ہوشیار کیا فرمایا کیون ای نسیم دیکھا نسیم نے کہا خواجہ مین تمسے برابر ہون ایک مرتبہ مین نے تمکو گرفتار کیا اب تمنے مجھکو گرفتار کیا مین امیدوار ہون کہ مجکو رہائی بخشیے ابکی مرتبہ جو جسکو گرفتار کرلے وہ غالب ہی پھر مجھے آپ سے

وہان سے نکلے مگر بعد جانے خواجہ کے نسیم بھی نکلی بانہاے عیاری ذات پر آر آستہ
کیے شعلۂ جوالہ بنکر چلی خواجہ ایک مقام پر بیٹھے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اُڑی
خیال کر کے دیکھا کہ نسیم سبک رو آتی ہے ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے کمندین
خس پوش کر دین جب اُس مقام پر نسیم پہونچی یا تو مثل ہوا کے آتی تھی یا رُکی اور
پکار کر آواز دی کہ او سارہ بان زادے کیون چھپا بیٹھا ہے نکلکر مقابلہ کر کچھ فن عیاری
دکھا ہم بھی دیکھین کہ تو کیسا عیار ہے کئی آوازین دین خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا اور
خاموش چھپے رہے نسیم سمجھی کہ یہ خیال خام تھا ناحق کو دل دھڑکا جھپٹ کر نکل چلو
یہ سوچکر جست کی بیچ کمندون مین اُتری خواجہ نے شیر کے دھڑوکے کی آواز دی نسیم
رکی خواجہ نے جھٹکا تار النسیم گری خواجہ جست کر کے چھاتی پر آئے نسیم نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا میری پشت مین کانٹا چُبھ گیا حسرت پر اُسکی خواجہ کا دل دُکھا گھٹنہ
ڈھیلا کیا جیسے ہی گھٹنہ ڈھیلا ہوا نسیم نے دونون ہاتھ مُنھ پر خواجہ کے مارے
خواجہ بیہوش ہو کر گرے نسیم جست کر کے چھاتی پر چڑھی مشکین باندھین خواجہ کو
ہوشیار کیا کہا کیون سارہ بان زادے دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر گرفتار کر لیا
عمرو نے کہا وہی محبت نے پھنسایا نسیم نے کہا جھک مارتے ہو اب تمھاری
بات کا اعتبار نہین مین ہوشیار کر چکی تھی ہر چند خواجہ تڑپے مگر نسیم نے کچھ قبول
نہ کیا گرفتار کر کے پشتارہ باندھا طرف دربار نیرنگ کے لے چلی یہان وہ وقت
ہے کہ دربار نیرنگ جما ہوا ہے ساحر بھی بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نسیم
عمرو کو لیے ہوے آتی ہین نیرنگ نے کہا جلد لاؤ چند ساحر واسطے استقبال کے
اُٹھے استقبال کر کے نسیم کو سامنے نیرنگ کے لائے نیرنگ نے پوچھا اے
نسیم عمرو کو کیونکر گرفتار کیا نسیم نے کہا اسنے مجھکو گرفتار کیا تھا مگر مین نے اسکو
خود گرفتار کر لیا اس سے دریافت کر لیجیے عمرو کو ہوشیار کیا عمرو نے کہا کہ اے
شہنشاہ مین اسیر عاشق ہون جو فقرہ اسنے کیا وہ مین نے بدل منظور کر لیا ورنہ
اسکی کیا مجال تھی کہ مجھے گرفتار کر سکتی ابھی آپ کے سامنے ایک عیاری کرتا ہون

ملال و رنج ہمیشہ رہے مرے دلمین — سرور و عیش سے آباد یہ مکان نہ ہوا
بہت سے رنج و الم اسکے ہاتھہ سے ہوتے — ہزار شکر مرا طفل دل جوان نہ ہوا
جو ہوتی بوے محبت تو پوچھتا سگ یار — رقیب کا کوئی مرغوب اُستخوان نہ ہوا
خدنگ آہ لگاتے رقیب کے دل پر — جھکا بھی قد جو ضعیفی سے تو کمان نہ ہوا
لیا نہ مول کسی نے مرا دل شیدا — جہان مین کوئی بھی معشوق قدر دان نہوا
خدا کی یاد رہی دل مین بہر دای سطوت — ہزار شکر کہ مین عاشق بتان نہ ہوا

اِس رنگ مین یہ غزل گائی کہ نسیم تڑپ گئی مگر بہ نگاہ غور دیکھنے لگی پہچانا اِسنے کہ بیشک یہ عمرو عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے کسی کام کے حیلے سے اُٹھی پشت پر آکر حلقہ کمند مارے پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے خوب مکر کیا خواجہ نے چاہا اُٹھکر بھاگون مگر حلقہ ہاے کمند ایسے پڑے کہ لڑکھڑا کر گرے نسیم نے حباب مارکر بیہوش کیا مشکین باندھکر ہوشیار کیا کہا کیون ساربان زادے دیکھا تونے ہمنے تجھکو کیونکر پہچانا جلد بتا کہ میری گائن کو کیا کیا عمرو نے کہا صندوق مین بند ہے ملکہ نے کنیزون کو بھیجکر اُسے بُلوایا اور خواجہ کے رُخ سے رنگ و روغن چھڑایا صورت اصلی نکل آئی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم بستۂ کمند عشق ہون تمپر عیاری نہین کرسکتا ہاتھہ ہی نہ اُٹھیگا عیاری نہ ہوسکیگی نسیم نے قہقہہ مار کر کہا دیکھو صاحبو یہ بھی ایک عیاری ہے مین اسکو کب مانتی ہون جو یہ گرفتار ہونگے تو عذر عشق کرینگے اور جو مجھکو گرفتار کرینگے تو کہین گے کہ مین نے عیاری کی مین اِس بات کو کب مانتی ہون عمرو نے کہا ملکہ آج تو مین دیکھنے آیا تھا کہ قریب سے جا کر جمال دیکھ لون آتے ہی مین نے سینے پر ہاتھہ رکھا ملکہ نے حجاب سے سر جُھکا لیا کہا او مکار و غدار تو ایسے کلمے زبان سے نہ نکال مجھکو حجاب آتا ہے مگر خیر مین رہا کرتی ہون اب جو آسمجھ کے آنا ابکی جو گرفتار کرونگی تو پاس نیرنگ کے لیجاؤنگی یہ کہکے عمرو کو رہا کیا عمرو نے کہا اب مین فراق مین تڑپونگا چاہتا ہون کہ ایک لمحہ بھر صحبت مین حاضر رہون جمال جہان آرا بہ غور دیکھون ملکہ نے کہا اب باتین نہ بنائیے تشریف لیجائیے خواجہ تو

استاد کرائی گئی ہو کنیزون کو لیکر اُتری خواجہ دیوانہ وار ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ چند کنیزون کو دیکھا کہ صحرا مین پھر رہی ہین خواجہ نے عورت بنکر پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ بارگاہ سامنے جو استادہ ہو اُسمین تشریف رکھتی ہین خواجہ ٹہلتے ہوے لشکر مین آئے دیکھا ایک خیمے مین ایک نازنین مجرا کر رہی ہو دریافت ہوا کہ ملکہ نسیم کی مجرائی ہو خواجہ نے چوبدار بنکر اُسے بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر بیٹھے کہ ایک کنیز نے آکر کہا ای شعلہ رُخ چلو تمکو ملکہ بُلاتی ہین خواجہ تانگے مین سوار ہوے راہ مین سب لوگ آوازے کستے ہین سب کو جواب دیتے ہوے جاتے ہین کسیکو گھوسا کسی کا منھ چڑا دیا کسیکو کہا کہ آنکھین پھوٹین کسیکو کہا کہ تم پر بجلی گرے اِسطرح کی باتین کرتے ہوے دربارگاہ نسیم پر آئے تانگے سے اُترے اندر آکر سلام کیا نسیم نے کہا کیون شعلہ رُخ مزاج کیسا تھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کو دعائین دیتی ہون ایک ہفتے سے بخار مین مبتلا ہون ہر وقت بند اجلتا ہو دل اُلجھتا ہو دیکھیے اِسوقت بھی بند اپھبکا ہو نسیم نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا ای شعلہ رُخ حقیقت مین ہڈیان پھک رہی ہین کیا کسی پر عاشق ہوئی ہو عرض کی سوا حضور کے اور کہین مجرے کو نہین جاتی حضور کے جمال جہان آرا کو دیکھا کرتی ہون یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھدیا نسیم نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا ای شعلہ رُخ کچھ دیوانی ہوئی ہو کہان ہاتھ رکھتی ہو مردانی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر گستاخ ہوگئی ہو بیٹھکر گانا گا خواجہ نے سامنے بیٹھکر ساتھ ناز و ادا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصال یار سے اِک روز شادمان نہ ہوا — کہ مہربان کبھی بھولے سے آسمان نہ ہوا
چہ ذقن مین گرا ہو ہمارا یوسف دل — نکال لینے کو خط اُسکا کاروان نہ ہوا
ہمیشہ غیرون پہ لطف و کرم کیا اُسنے — ہزار حیف کبھی ہم پہ مہربان نہ ہوا
فلک نے خاک مین ایسا ملا دیا افسوس — ہماری قبر کا معلوم بھی نشان نہ ہوا
نہ تمنے مجھکو بُلایا نہ آئے میرے گھر — تمہارا وعدہ وفا کوئی میری جان نہ ہوا
جنون کے جوش مین کہتا ہون ہاتھ مل ملکر — کہ اِپنے دامن کہسار دھجیان نہ ہوا

آتی ہی خواجہ دیکھتے ہی بیقرار ہوگئے پکار کر آواز دی اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان ذرا ادھر پلٹ کے دیکھو کہ کیا حال ہی نظم

رُخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین	حسین ہوتے ہین طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین
وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے	ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین
ہمین سے ہی جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ	نقاب اُٹھے وہ سہ ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین
کہون کیونکر نہ اُنکے نور کے تکتے ہین رخسارے	اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین
ہمیشہ رہتی ہی اصلاح یان رنگین خیالونکی	پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین
ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر یون راہ صحرا کی	نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین
کھڑے رہتے ہین در پر اُنکے مشتاق اُنکی صورت کے	توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین
دل بیتاب کو عاشق تیرے رکھتے ہین شکنجے مین	ستم اے کج کلاہ تیری قبا کے بند کرتے ہین
تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے	ہزار آپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین
محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے	نیاز اپنا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین
نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے	خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

خواجہ نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلٹ کر اُس محبوب نے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا کھڑا ہی مگر رنگ رو اُڑا ہوا شیون کر رہا ہی کہ ذرا ادھر دیکھتی جاؤ مشتاقون کو صورت دکھاؤ نسیم نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے تونے غضب کیا کہ میرے باپ کو مارا مین تیرے قتل کو آئی ہون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اپنا تو یہ قول ہی فرد ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ✝ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ✝ یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے آپ کو مشقت پڑے گی نسیم نے کہا خواجہ یہ فقرے تمھارے نہ چلین گے بہت پچتاؤ گے خیر اسوقت تو مین جاتی ہون ابکی جو آؤگے تو گرفتار کر لونگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے مین نے بڑے بڑے عیار مارے میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ کہکے فوراً جست و خیز کرتی ہوئی روانہ ہوئی کوس بھر پر باغ تھا اُسکے دروازے پر بارگاہ

تیر و کمان ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا کئی سو تیر انداز تیر و کمان لیکر قریب آئے نیرنگ نے
تیر مارا کئی سو تیر چلا سینہ عمرو نقلی کا فگار ہوا عمرو قریب نیرنگ کے آیا کہا کہ اے
شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا غضب کیا اپنے عیار کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا
اب بتائیے کیا ہوگا بہتر یہ ہے کہ تحفہ جات نور الدہر ہمکو حوالے کر دو ورنہ تمھارا
بھی یہی حال ہوگا نیرنگ نے کہا اے مہیبر کیا کہتا ہے میری سمجھ مین نہین آتا عمرو نے
ایک ڈھول مار کر تاج نیرنگ لیا اور نعرہ کر کے بھاگے چلتے وقت صاف صاف
کہہ گئے کہ مہیبر مارا گیا اے نیرنگ اب تیری کون حفاظت کریگا نیرنگ لینا لینا
کرتا رہا چاہا کہ سامنے ٹھہرے تو سحر کرون کہ پانوٴن عمرو کے زمین تھام لے مگر
خواجہ مثل برق کے نکل گئے نیرنگ روتا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ یارو غضب ہو گیا
مہیبر کا مجھکو بڑا قلق ہے دربار مین آکر بیٹھا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ در
بارگاہ پر ہلڑ ہوا نیرنگ نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہے لوگون نے کہا دختر مہیبر کی ملکہ
نسیم سبک رو دعویٰ خون پدر پہ آئی ہے نیرنگ نے کہا بلا لو دیکھا سامنے سے
ایک شعلۂ جوالہ نہایت حسین و جمیل دریائے جواہر مین غوطہ زن پایچے سنبھالے
ہوئے نیمچہ حمائل کمندین بازوون پہ آکے نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا
اے شوخ و شنگ تیرا کیا نام ہے اُسنے کہا میرا نام نسیم سبک رو ہے مہیبر کی بیٹی
ہون ابھی مجھکو خبر ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا مین بھی عیاری مین طاق ہون شہرۂ
آفاق ہون عمرو کی کیا حقیقت ہے سرکار کے حکم کی دیر ہے عمرو کو باندھکر لاؤن ایسی
ذلت سے قتل کرون کہ عمرو کو بھی معلوم ہو کہ عیارہ ایسی ہوتی ہے باپ کو میرے
اُسنے بیکس و بے بس کر کے مارا اور حضور نے بھی دریافت نہ کیا فوراً تیر مار دیے
کہ باپ میرا مارا گیا اب جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن نیرنگ نے کہا اے نسیم کمال
یہ ہے کہ عمرو گرفتار ہو کے آئے نسیم اُسی وقت اُٹھی طرف بازار کے روانہ ہوئی
خواجہ ایک نخل کے نیچے کھڑے تھے کہ سامنے سے چمک معلوم ہوئی اور دیکھا
کہ ایک عیارہ بوٹا سا قد نہایت خوشرو چشم آہو خال ہندو جست و خیز کرتی ہوئی

اُترے ساحر کی جھولی وغیرہ لیلی اُسی کی شکل بنے کہ سامنے سے دیکھا مہنیر آتا ہی مہنیر
نے پکار کر پوچھا ای روباہ عمرو کو کیا کیا عمرو نے کہا ای مہنیر اُسکا سر کاٹ کر پھینکدیا
حکم تھا شہنشاہ کا کہ جہان پانا وہین مار ڈالنا مین نے تعمیل حکم کی کہ سر کاٹکر پھینکدیا
جانوران مردار لاشہ کھاگئے یہ باتین کر کے مہنیر کے ساتھ چلے مہنیر باتین کرتا ہوا
آتا ہی تھوڑی دور پر آکر خواجہ نے کہا ای مہنیر وہی زنگی آتا ہی جسکے ہاتھ سے تم
بھاگے تھے جیسے ہی مہنیر نے پلٹ کر دیکھا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
مہنیر کے ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنے مہنیر کو اپنی شکل بنایا اُسکی
مشکین باندھکر لے چلے گلے مین گیند عیاری کا ڈھول لٹکا دیا ہی کہ مہنیر غین غین
کر رہا ہی راہ مین شاگرد ملے اُنھون نے عمرو جانکر کسی نے ڈھول ماری کسی نے
تمانچہ مارا کہتے ہین او بیحیا تو نے ہمارے اُستاد کو ذلیل کیا دیکھ انجام کیا ہوا
عمرو نے کہا یارو ایک گدھا لاؤ اُسپر اِسکو سوار کرو نرسنگھا پھونکتا ہوا لے چلے
اِسطرح سامنے نیرنگ کے لیچلو کہ اُسکو بھی معلوم ہو کہ عمرو کے لیے یہ ذلت
ہوئی شاگردان مہنیر دوڑ کر گدھا لائے خواجہ نے بصورت مہنیر ڈھول اپنے
گلے مین ڈالا بجاتے ہوے چلے کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا جو ہمسے عیاری
کرے اُسکا یہ حال ہر مرتبہ ڈھول پر چوب لگاتے ہین اور آوازہ دیتے ہین کہ ہمسے
کیا عیاری کریگا نیرنگ کو یہ خبر پہونچی کہ عمرو گرفتار ہوا مہنیر بذلت لیے ہوے
آتا ہی باہر نکل آیا دیکھا صدہا آدمی جمع ہین بیچ مین گدھے پر عمرو و مہنیر ڈھول بجاتا
ہوا آتا ہی بہت خوش ہوا کہا دیکھو یارو میرے عیار نے کیا کار نمایان کیا عمرو
کو کس حال سے لایا حقیقت مین مہنیر کا مثل نہین ہی خلعت منگوایا مہنیر نقلی
کو خلعت پہنایا گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور مہنیر اصلی شاگردون کے
سامنے غین غین کرتا ہی شاگرد مار رہے ہین لیکن نیرنگ نے مہنیر نقلی کو راضی
کر کے کہا اب اِسکو قتل کرو عمرو نے کہا آپ اِسکو دار پہ کھینچیے نیرنگ نے اِشارہ
کیا دار اِستادہ ہوئی نیرنگ نے اپنے ہاتھ سے پانون باندھے دار پر کھینچ دیا

ہتا ہی تمنے گرفتار نہ کرلیا وہ لوگ جواب دیتے ہین کہ وہ بھی لینا لینا کرتا جاتا تھا
ہم سمجھے کہ جانے والا کوئی آگے بھاگا جاتا ہی مہنیر خاموش ہو رہتا ہی جب قلعے سے
باہر نکلے اور نخلستان مین آئے خواجہ نے دیکھا کہ مہنیر پیچھا نہ چھوڑیگا ٹھہر گئے
فرمایا ای مہنیر کیا مجھکو کم جانتا ہی جو چلا آتا ہی اسی مین بہتر ہی کہ پلٹ جاؤ ورنہ تمھاری
شامتین آجائینگی مہنیر نے بڑھکر نیمچہ مارا عمرو سے نیمچہ چلنے لگا مگر مہنیر بھی بلا سے
دو زنگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا نیمچے کا جھنکاٹا بلند ہی صحرا کا سناٹا وہ چند ہی
ادھر نیرنگ نے چلتے وقت جب دیکھا کہ مہنیر عمرو کے تعاقب مین جاتا ہی تو
روباہ جادو کو حکم دیا کہ تو جا اگر مہنیر و عمرو سے کسی مقام پر نیمچہ چلے تو عمرو کو
تو اٹھا لانا روباہ آکر پہونچا اور آسمان سے دیکھا کہ عمرو و مہنیر لڑ رہے ہین یہ
لپک کر گرا عمرو کو پنجے مین اٹھا لیا لیکر چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر
مجھکو لیے جاتا ہی ہنسکر کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو کہان لیجاؤگے روباہ نے
کہا تمکو نیرنگ نے طلب کیا ہی اب تمکو قتل کریگا خواجہ نے کہا کسی مقام پر
ٹھہر جائیے مین اپنا حال آپ سے بیان کرونگا غرض ایک کوہ سامنے تھا اُسپر
آکر روباہ ٹھہرا عمرو کو سامنے بٹھایا کہا بیان کرو عمرو نے کہا میری پاس کچھ
مال ہی وہ لیلو تب اختیار ہی ہم مسلمانون مین یہ دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ
چالیسوان وغیرہ ہوتا ہی اب نیرنگ ہمکو قتل کریگا بعد ہمارے مرنے کے تم
دفن و کفن سے فراغت پاکر تیجہ وغیرہ کردینا کہ یہ ضرور ہی یہ کہکے عمرو نے کہا میرے
ہاتھ کھولدیجیے تب مین روپیہ نکالون روباہ سوچا کہ اِسکے روپے کا حال کون
پوچھیگا مین کہدونگا یہ جھوٹا ہی میرا کہنا قبول ہوگا فورًا ہاتھ سحر سے کھولدیے
عمرو نے زنبیل سے ایک پوٹلی نکالی روباہ کو دی روباہ نے جو اُس پوٹلی کو
کھولا بیہوشی اُڑی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے کمند نکالی اِسکے سر پر ماری گردن
مین کمند پھنسی اپنے قریب کھینچا ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ہتوڑا مارا
کہ سر روباہ کا پھٹ گیا جب روباہ مرا تو خواجہ کے پانوٴن چھوٹے پہاڑ سے

پڑے ہین بعض مسخرہ پن کر رہے ہین کسی نے کسی کے سر پر دھول ماردی بعض نے منھ چڑا دیا ایک دوسرے کو دبوچے پڑا ہی ایک سے ایک کہہ رہا ہی کہ کیون بے حرامزادے ہمنے تجھکو سویرے بلایا تھا تو کیون نہ آیا چند انمین سے نشہ شراب مین بدمست کہہ رہے ہین کہ ہم اسوقت کھانا نہ کھاوینگے البتہ بھونے ہوے چنے بلین تو خوب چباوین کوئی کہتا ہی اسوقت بنڈے کے کچا لو کھانے کو دل چاہتا ہی دوسرے نے جواب دیا ابے کچالو پھر کھانا دیکھ تیری مونچھ پہ کوا بیٹھا ہی تیسرے نے جواب دیا ابے کانون کانون کرتا ہی تو کیسا دوست ہی کہ اڑا نہین دیتا اُسنے مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا وہ بھی گرا اور اُسنے بھی پٹخنا کھایا مہنیر نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا کر بارگاہ مین آیا دیکھا رنگ محفل جما ہوا ہی ناچنے والے نے جام ہاتھ مین نیرنگ کے دیا ہی نیرنگ جام شراب پیا چاہتا ہی کہ مہنیر نے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ یہ جام نہ پیجیے گا یہ شخص کوئی مکار ہی مین جب قریب آلون تو جام پیجیے گا جھپٹ کر مہنیر قریب آیا نیرنگ کے ہاتھ سے جام لیا کہا ای بسیط جادو یہ جام تم پیو خواجہ نے کہا مالک کے نام کا جام مین کیونکر پیون مجھسے تو ایسی بے ادبی نہ ہوگی مہنیر نے کہا ای بسیط ضرور تمکو پینا پڑیگا مالک کو جام دیتے تھے خود نہین پیتے عمرو نے جام ہاتھ مین لیکر مہنیر پر کھینچ مارا جام سر پہ مہنیر کے پڑا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے خواجہ جست کر کے بھاگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہی جہان

تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون

اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پاے مری گرد پاپوش کو

مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم

مہنیر نے خواجہ کا پیچھا کیا نیرنگ نے پکار کر آواز دی ای مہنیر یہ جانے نہ پاے اِسکو گرفتار کر کے لانا مہنیر تعاقب مین لینا لینا کرتا چلا جاتا ہی آگے آگے خواجہ لینا لینا کہتے ہوے بھاگے جاتے ہین جب مہنیر قریب پہونچتا ہی راہ گیرون سے

نامہ پڑھ کے کہا قدرت سے عرض کرنا کہ مین بہت ہوشیار ہون کیا مجال ہی کہ لوح لے سکے لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہی کہ وہان کوئی جا نہین سکتا بسیط نے کہا ذرا اغلام کا گانا سنیے تو آپ کو حال معلوم ہو یہ کہکے پایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کر دیے نظم

راست گفتاری مزاج سیمتن مین کیون نہین
آج وہ تشریف لائے انجمن مین کیون نہین

فصل گل مین گل کھلے ہین ہر طرف ای باغبان
اندلیبون ہو بلبل شیدا انجمن مین کیون نہین

کج ادائی عاشق و معشوق سے کرتا ہی یہ
راست بازی یار واِس چرخ کہن مین کیون نہین

کون مانع جا کے دامانی کا ہی تجھسے جنون
وائے دست انداز میرے پیرہن مین کیون نہین

اُس پری طلعت نے دیوانہ بنایا ہی مجھے
عمر ہو اپنی بسر رنج و محن مین کیون نہین

دیکھکر مجرم کو اپنے کیا انھین رحم آگیا
باندھتے ہین ہاتھ زلفونکی رسن مین کیون نہین

تازہ دیوانہ ہوا ہون تجھپہ ای یوسف جمال
ذکر میرے عشق کا ہر انجمن مین کیون نہین

کیا پھر آئی فصل گل سودا ہوا ہی جوش زن
پانوُن رُکتے ہین ہمارے اب وطن مین کیون نہین

وصل کی شب داغ اُس گلرو نے ہین مجکو دیے
رنگ گلشن ہو ہمارے زخم تن مین کیون نہین

فیض اُستاد قمر کا ہی طبع مین ای شفیق
عاشقانہ لطف ہو تیرے سخن مین کیون نہین

اِس رنگ سے یہ اشعار خواجہ نے گائے کہ نیرنگ تعریفین کرنے لگا بسیط نے عرض کی حضور یہ دو کمال مجھکو قدرت نے دیے ہین ایک تو ساقی گری خوب کرتا ہون دوسرے گانا قدرت خواب مین آکر تعلیم کر گئے تھے جسکو شراب پلاؤنگا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی لیکن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے نیرنگ نے کلید میخانہ دی خواجہ نے آکر میخانے کا قفل کھولا اندر جا کر شراب تقسیم کی چند گلابیان درست کر کے محفل مین لائے گھنگرو پانوُن مین اپنے باندھے گت ناچنا شروع کی چند اشعار شراب گائے جام لبریز کیا ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے نیرنگ کے آئے سر جھکایا نیرنگ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا چاہتا تھا کہ یون کہ زنگ کی آواز کان مین آئی پھیر جو باغ مین پہونچا جا بجا دیکھا خدمتگار بیہوش

کہ آگے بڑھون کہ ایک طرف سے آواز آئی اے خارستان کیا کار نمایان کیا حمزۂ عرب کو قید کر لیا خداوند نے تیری بڑی صفت و ثنا کی ہے اس کاغذ کو پڑھکے آگے بڑھنا خارستان نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پہ سوار آتا ہے للکارتا ہوا کہ آگے نہ بڑھنا قریب پہونچکر وہ کاغذ ہاتھ مین دیا خارستان نے وہ کاغذ ہاتھ مین لیا مُہر جو بقراط کی دیکھی خوش ہو گیا کاغذ کو کھولنے لگا زور سے جو کھولا اُس مین سے بہونی اُڑی پہلو سے نعرہ ہوا النعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری — جہان سرہنگ درہ خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم — منم مہتر قران شیر ژیانم

نعرہ کر کے بغدہ مارا کہ سر خارستان کا اڑ گیا صاحبقران کے ہوش درست ہوئے قید توڑ ڈالی ساحرون سے مقابلہ پڑا صاحبقران نے ساحرون کو قتل کیا باقی ماندہ بھاگے مہتر قران صاحبقران کو لیکر لشکر مین آئے قران نے سب حال خواجہ کا بیان کیا صاحبقران اُسی جانب چلے لیکن خواجہ عمرو بعد جدا ہونے قران کے طرف قلعے کے چلے تھے راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہے خواجہ نے آگے بڑھکر اُسے روکا اور اپنے پاس اُسے بُلایا اور پوچھا بھائی کہان جاتے ہو اُسنے کہا خداوند بقراط نے نامہ پاس نیرنگ کے بھیجا ہے مین نامہ لیے ہوے جاتا ہون خواجہ نے نام پوچھا اُسنے کہا لبسیط جادو میرا نام ہے نیرنگ کو سمجھانے جاتا ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کیا نامہ اُسکی جھولی سے نکالا اُسکی شکل بنکر طرف قلعہ چلے نام تو اُسکا اول ہی پوچھ لیا تھا قریب قلعہ پہونچے نگہبانون نے پوچھا کون ہے خواجہ نے بیان کیا کہ میرا نام لبسیط جادو ہے قدرت کا نامہ لیکر آیا ہون میان نیرنگ کہان ہین یہ سُنکر نگہبانون نے بتایا کہ بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین خواجہ ٹہلتے ہوے بارگاہ نیرنگ مین آئے وہ نامہ نیرنگ کو دیا نیرنگ نے پڑھا اُس مین مضمون پایا کہ اے نیرنگ ہوشیار رہنا عمرو تمھارے ملک مین پہونچ گیا نیرنگ نے

بخیریت اُنکو چھوڑ آیا تھا منتر قران نے کہا آپ کے بعد یہ معرکہ گذرا یہ کہکے منتر قران تو روانہ ہو گئے مگر صاحبقران پر یہ سانحہ گذرا کہ جب عمرو کو روانہ کر چکے تو خود بھی روانہ ہوے اور ایک صحرا مین پہونچے کہ نرا کانٹون کا جنگل تھا کانٹے اُنگلیان اپنی اُٹھاتے تھے گویا راستہ بتاتے تھے صاحبقران اُسی صحرا مین اُتر پڑے وہان کا حاکم خارستان جادو رات کو اُٹھا خیمۂ صاحبقران مین آیا عالم خواب مین امیر کو گرفتار کر لیگیا اپنے مقام پر لایا اپنے ساتھ والون کو بلایا امیر کو مسلسل و مطوق کیا آپ ایک آہو پر سوار ہوا اور امیر کو لیکر چلا راہ مین جاتا تھا کہ ایک طرف سے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گاتی ہوئی آئین نظم

پیری مین آیا وہ رُخ روشن نظر مجھے — دکھلائی آفتاب نے صورت سحر مجھے
خالِ رُخ صبیح ہی بدِ نظر مجھے — یوسف سے بھی عزیز ہی زنگی پسر مجھے
ای نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی — دکھلا رہے ہین اپنے شگوفے شجر مجھے
رُسوا چکور سے ہون سوا اُسکے عشق مین — بھاتا ہی خوب وہ رشک قمر مجھے
لب بند ہو گئے لب شیرین کے وصف مین — پیراہن ہوا گرہ نیشکر مجھے
کس مست کے خیال مین پیران پارسا — عینک کی طرح رکھتے ہین پیش نظر مجھے
برسون سے مین خراب ہون دلکی تلاش مین — رکھتا ہی شوق کعبہ میان سفر مجھے
معشوق تھے غرور سزا وار تھا تمھین — شکوہ نہین ہی تمنے نہ پوچھا اگر مجھے
طالب نہین ہی دولت دنیا کا دل مرا — اُس سیمتن کا وصل ہی تحصیل زر مجھے
جب دیکھتا ہی یار تو ہی دانت پیستا — ڈوبونگا مین ڈبوئیگا آب گہر مجھے
شمشیر خارجی نہین ہونے کی کارگر — حُبّ علی کی کافی ہی آتش سپر مجھے

وہ نازنینان مہ جبین یہ اشعار گاتی ہوئین سامنے سے نکل گئین ایک اُنمین نہایت حسین تھی اُسنے قریب صاحبقران کے آکر ناز و غمزہ کیا کہ صاحبقران مبہوت ہو گئے سر جھکا کر بیٹھے وہ نازنین گا کر چلی گئی خارستان جادو چاہتا ہی کہ اِس صحرا سے نکلون صاحبقران کو لیجاؤن ایک مقام پر آ کے ٹھہرا تھا چاہتا ہے

دل مدار از بہر این دنیا حزین / تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی / گر توئی از بندگان کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گردی سرفراز / در میان خلق چون چرخ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون / نہ بہ خاک عاجزی روے جبین
نقش کن نقش خدا بر لوح دل / تا شود روشن از ان نقشت نگین
بام قصر خود مبر بر آسمان / زانکہ ہست آخر مکانت در زمین
رخت خود بر بند زین فانی سرائے / چون سفر در پیش داری ای کہین
بہر مال و دولت فانی مباش / در جہان ای مرد حق اندوہ گین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن / دور کن یکسر غبار بغض و کین
دشمنی از نیک و بد با کس مدار / تا تو باشی از بلاہا رستگار

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دیکھا کہ سامنے سے صاحب بغدۂ گران مہتر قران چالیس پیک بچے ساتھ آتے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ اُستاد مین آپہونچا یہ کہکے بغدہ کھینچکر مہتر قران جو گرے کئی پیک بچون کو قتل کیا ساتھ والون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ تمام مقام دھوان دھار ہو گیا مہنیر سامنے سے بھاگا خواجہ نے پیچھا کیا جب مہنیر نے دیکھا کہ عمرو قریب آگیا راہ بین کانٹون کا جنگل ملا اِسنے حقۂ آتشبازی مار دیا وہ جنگل جلنے لگا مہنیر تو نکلگیا مگر خواجہ ٹھہر گئے پکار کر کہا کہ بچہ نکل گئے ورنہ آج تمکو جو میخہ کرتا ساتھ والے مہنیر کے سب قتل ہوے مہتر قران و خواجہ سے ملاقات ہوئی قران نے پوچھا اُستاد یہان کہان آپھنسے تھے عمرو نے کہا ای فرزند تحفہ جات نور الدہر یہان آئے ہین مگر بڑا انتظام ہی گنبد نشین کو مار اتب راستہ کُھلا قلعے مین گیا تھا مگر نکل آیا اِسی مہنیر کی وجہ سے وہان دخل نہ ہوا مگر بیٹا تم کہان جاتے ہو قران نے کہا مین نے خبر پائی ہی کہ صاحبقران زمان پہ کوئی ساحر چڑھکے آیا تھا گرفتار کر کے لیے جاتا ہی مین اِسی فکر مین جاتا ہون عمرو نے کہا مین تو

ہم لوگ کیا کرین وہ بلاے روزگار ہی مگر قلعے سے تو نکلگیا اب قلعے کا انتظام کیجیے
کہ وہ اندر نہ آنے پائے مہمنیر نے کہا ات کو جالینوس ثانی نے بڑی بڑی حفاظت
کی اگر وہ نہ ہوتے تو تابہ نیرنگ پہونچ جاتا مگر وہ سوتے مین بھی اپنا انتظام
کرلیتے ہین ہاتھہ نہ ڈال سکتا دو شیر قریب پلنگ بیٹھے رہتے ہین وہ کسی کو نہین
آنے دیتے مگر اب مین تلاش مین عمرو کی نکلتا ہون جسطرح بنیگا اُسے گرفتار کرکے
لاؤنگا یہ کہکے مہمنیر چلا شاگردونکو منتفرق کردیا خواجہ پھرتے پھراتے ایک
ویرانے مین آئے کہ یکایک کراہنے کی آواز کان مین آئی اسی آواز کی جانب
چلے جب قریب پہونچے تو دیکھا ایک بیمار پڑا کراہ رہا ہی خواجہ کو رحم آیا پوچھا
کہ او بیمار تو کون ہی کہ جو یہان پڑا ہی اُسنے کہا مین سوداگر ہون جب یہ عارضہ
ہوا تو لاکھون روپے صرف کیے نوکر چاکر موجود رہے جب روپیہ صرف ہوگیا
تو سب نے جدائی کی اب مین یہان حیران و پریشان ہون کوئی پوچھنے والا
نہین عمرو نے کمر سے کچھ پیسے نکالے قریب آکر چاہا دون اُسنے کہا بابا میرے
ہاتھ تو بیکار ہین دیکھا عمرو نے کہ ہاتھ پھٹے ہوے خون بہ رہا ہی پھر بیمار نے
کہا جھولی مین پیسے رکھدو جیسے ہی خواجہ نے ہاتھ بڑھایا بیمار نے پانون سمیٹے
اور حلقہ ہاے کمند مارے خواجہ جست کرکے الگ ہوے بیمار للکارا کہ او بھیا
مین نے پہچانا منم مہمنیر تیز رو یہ کہکے بیمار اُٹھا خواجہ سے نیمچہ چلنے لگا مگر مہمنیر بھی
بلاے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا جب خوب نیمچہ چلنے لگا تو مہمنیر نے
زفیل بجائی جنگل سے چالیس پیک بچے نکل آئے چہار طرف سے خواجہ عمرو کو
گھیر لیا سب جانب سے خواجہ پر کمندین پڑ رہی ہین خواجہ کمندین کاٹتے ہین
کبھی جست کرکے نکلتے ہین لیکن عاجز ہو رہے ہین چالیس پیک بچے برابر
کے حربے کر رہے ہین خواجہ عمرو بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین
کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ان ظالمون سے نجات دے انکے
حملون سے بچالے

نظم

ہاتھ پیچھے کا مارا کہ بایان پانؤن اُسکا اُڑ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا مگر گیا تیز تھا کہ ایک پانؤن سے نکل گیا مین پلٹ آیا سوچا کہ اب تڑپ تڑپ کے مریگا پانؤن کٹا ہوا جنگل مین کہین نہ کہین پڑا ہوگا مگر مین نے تعاقب نہین کیا چلو تم سبھون کو دکھادین عیارون نے کہا خلیفہ اب اُسکا کٹا ہوا پانؤن دیکھنے سے کیا فائدہ آپ کو خداوند بقراط نے بچایا عمرو نے کہا اُستاد کو خبر کرو اُستاد کہان ہین کہ دیکھا سامنے سے مہیر آتا ہی عمرو نے پکار کر کہا اُستاد ساربان زادے کو مین نے شکست دی آپ کے اقبال سے ایک پانؤن اُسکا کاٹ ڈالا مہیر نے فورًا چار آنکھین کر کے دیکھا دل مین کہتا ہی کہ کیا ساربان زادہ دلیر ہی نہین معلوم کہ رنگریز کے ساتھ کیا کیا کہ اُسی کی صورت بنا کھڑا ہی کس دلیری سے کھڑا باتین کر رہا ہی ٹہلتا ہوا قریب آیا کہا ای رنگریز ذرا قریب آؤ خواجہ او پیچھے ہٹے مہیر نے کہا ہم بلاتے ہین تو ہٹتا جاتا ہی ارے مین تجھکو انعام دونگا کہ تو نے بڑا کام کیا عمرو ایسے عیار کا پانؤن کاٹا خواجہ نے کہا اُستاد مین آیا عیارون نے کہا الگ ہٹو عیار ہٹے مہیر نے کہا ارے ہٹے کیون جاتے ہو شاگردون نے کہا اُستاد خلیفہ نے حکم دیا ہم ہٹ گئے خواجہ عمرو جیسے ہی قریب آئے کہا اُستاد دیکھیے وہ لنگڑا بھاگا جاتا ہی مگر ٹانگ سے خون بہت جاری ہی مہیر جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ایک دھول ماری کلاہ مہیر لی اور جست کر کے بھاگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ✢ ✢	رنگ از رُخ بختک بد اختر بہ برم
در محفل خسروان جو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم

مہیر لینا لینا کہکے دوڑا خواجہ بھی لینا لینا کہتے ہوے جاتے ہین مہیر کو بڑی مشقت ہوئی شاگردون پر خفا ہو رہا ہی کہ تم کیون ہٹکر کھڑے ہوے شاگرد کہتے ہین اُستاد اُسنے کہا ہم ہٹ گئے ہماری کیا خطا ہی جب اُسنے دھول ماری تب آپ سے ہاتھ نہ پکڑ لیا سر باز اِدہ یہ حرکت کر گیا ذلت کا ٹوکرا آپکے سر پر دھر گیا

سے اُتر اطرف باغ کے آیا اندر آ کے دیکھا باغ مین سناٹا پڑا ہی ہر طرف نخل خاموش مگر
تاریکی ہو رہی ہی خواجہ پھرتے ہوے قریب بارہ دری کے آئے دیکھا در بارہ دری
پر جالینوس ثانی کھڑا ہی پکار کر پوچھا کون آتا ہی سہیم نے اپنا نام بتایا کہا حکیم صاحب
مین حکم لگانے آیا ہون مگر شہنشاہ ساحران کہان ہین جالینوس نے کہا آرام
فرماتے ہین مگر منع کیا ہی کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے سہیم نقلی نے کہا مجھے اِسوقت
ملاقات کرنا ضرور ہی جالینوس منع کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ شب کو ملاقات
نہ ہوگی خواجہ فرماتے ہین مین دو باتین کر کے چلا جاؤنگا کہ خبر پہونچی مہیر آتا ہی
ایک کنیز نے آکر کہا میان حکیم صاحب نہ گھبرائیے وہ آتے ہی پہچان لیگا خواجہ
یہ سنکر گھبرائے کہ مہیر آیا اُسنے آتے ہی پہچان لیا اور للکارا کہ او ساربان زادے
مین نے پہچانا تو نے غضب کیا کہ سہیم اختر شناس کو مارا اور گھر اُسکا لوٹ لیا مین
دیکھہ آیا اُسکو مین نے جا کے بخوبی دیکھا خواجہ بھاگے مہیر دوڑا خواجہ تو جست
کر کے دیوار کے پار ہوے مگر شاگرد مہیر کا رنگریز تیز رو اُسنے بھی برابر جست
کی اور دیوار کو پھاند کے اُس پار پہونچا مہیر تو ٹھہر گیا مگر رنگریز نے پیچھا کیا جب
خواجہ قریب جنگل کے پہونچے پلٹ کے دیکھا ایک عیار چلا آتا ہی اور للکار رہا ہی
کہ ای عمرو ٹھہر جا مین بھی اکیلا ہون خواجہ نے جو دیکھا کہ یہ تنہا آتا ہی اُس مقام پر
رُکے کہا او بیحیا کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون رنگریز نے بڑھکر اپنا رنگ
دکھایا ایک ہاتھہ نیمچے کا مارا خواجہ نے کاغذی سپر سامنے کر دی جیسے ہی سپر پر
نیمچہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی رنگریز بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے کسوت عیاری
نکالی رنگ و روغن لگا کر رنگریز کی شکل بنے اُسی کا لباس پہنا اُسکو تو ایک
گوشے مین ڈالدیا آپ روانہ ہوے یہان سب عیار جمع ہین چانون چانون
کر رہے ہین کہ سب نے دیکھا رنگریز آتا ہی پکار کر کہا خلیفہ صاحب کیا گذری عمرو
نے جواب دیا یارو مین نے ساربان زادے کو مارا راہ مین جا کر گھیرا خوب
نیمچہ چلا مگر بلا ے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہ کرتا تھا مین نے سر کو بتا کر ایک

حکم پر ہوتا تھا وہ آکر حکم لگائے تو مین کھانا کھاؤن یہ باتین کر رہے تھے کہ جیب
مین ہاتھ ڈالا خاصدان نکالا کہا حضور گلوری کھائیے گلوری کھا کر سہیم بیہوش ہوا
خواجہ نے اُسکی مشکین باندھین اُسکو تو ایک صندوق مین بند کیا اُسکی شکل بنکر
اندر پہونچے پکار کر کہا صاحبو تم لوگ غافل بیٹھے ہو عمرو عیار کا مجھکو بڑا خوف ہی
تم لوگ زیور پہنے ہو ایسا نہ ہو اِس زیور کی وجہ مین جان جاے لہذا سب
عورتین زیور اُتار کر میرے سامنے لاؤ مین بہ احتیاط رکھدونکا کل دیدونگا
بلکہ دوتا کر کے دونگا سب عورتون نے یہ سُنکر اپنا اپنا زیور اُتارا لاکر سہیم نقلی
کو دیا عمرو نے خوشی خوشی سب زیور نذر زنبیل کیا جواہر کے صندوقچے منگوائے
وہ بھی نذر زنبیل کیے سارا گھر سہیم کا صاف کیا تانبا تک نہ چھوڑا کمرے مین آکر
سہیم کو صندوق سے نکالکر اُلٹا لٹکا دیا گلے مین پھانسی لگا دی آپ اُسی کی شکل
بنکر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلے یہان نیرنگ شعلہ خو
باغ مین بیٹھا ہی عیار نے آکر سب معرکہ بیان کیا مگر جالینوس ثانی خدمت مین
حاضر تھا اُسنے کہا ای نیرنگ آج رات کو عمرو ضرور آئیگا بہت ہوشیار رہنا
نیرنگ نے کہا مہمیز کو بُلاؤ مہمیز جو آیا کہا ای عیار طرار بڑی ہوشیاری سے آج
طلایہ دینا رات کو عمرو کے آنیکی خبر ہی جالینوس ثانی و نیرنگ نے مہمیز کو خوب
سمجھا دیا مہمیز کئی سو پیک بچون کو لیکر باہر نکلا آکر دیکھا کہ سہیم اختر شناس گھوڑے
پر سوار آتا ہی مہمیز نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی سہیم نے بہ آواز بلند جواب دیا
منتر صاحب مین ہون مہمیز نے آکر رکاب تھام لی کہا ای اختر شناس آج تیرے
حکم مین فرق پڑا بڑا بلوہ تھا مین نے کئی لاکھ روپیہ تقسیم کر کے بلوے کو روکا
سب کوٹھیان جوہریون کی بند ہو گئی تھین مین نے خود جاکر بازار کھلوایا عمرو
نے کہا منتر صاحب تمنے ایسا ستم کیا کہ کاغذ ستارہ شناسی و حکم نکالنے کا چاک
کر ڈالا کئی سال مین مین نے اُسے تیار کیا تھا مگر خیر اب حکم لگاؤنگا عمرو کو مین
گرفتار کرا دونگا مہمیز آگے بڑھا سہیم نقلی در باغ پر آیا نگہبانونکو نام بتاکر گھوڑے

ہوے کھڑے ہین کہتے ہین صاحبو ہمارا بڑا نقصان ہوا ہم لوگ کوٹھیان اپنی بند
کر دینگے آپ کے ملک مین نہ رہین گے جب ہماری ساکھ نہ رہی تو ہمارا رہنا
بیکار ہی ملکون ملکون بدنام ہوے ہماری ہنڈویان سکرتی تھین اُس مین فرق
پڑا مہمیز نے اُن سب کو سمجھایا کہ بھائیو معاف کرو ہمنے اُسکو نکال دیا اب وہ
سرکار مین نہ آنے پائیگا بلکہ سزا پائیگا اُسنے حقیقت مین خلاف کیا ہم لوگ سب
اُسکے دشمن ہین خواجہ سپاہی بنے ہوے مہمیز سے باتین کر رہے ہین کہتے ہین
حضور بڑا اچالاک ہی مگر حکم مین سہیم کے فرق پڑا بڑا اسقام تعجب ہی کبھی اُسنے
حکم خلاف نہین لگایا مہمیز نے کہا مین نے آج اُسکا کمال خاک مین ملا دیا اُسکا
کاغذ پھاڑ ڈالا کئی سال مین اُسنے بنایا تھا اب کیا جواب دیا جائے خواجہ نے
جواب دیا اُستاد آپ درست فرماتے ہین لیکن اِن مہاجنون کو کون سمجھاوے
یہ لوگ نہین مانتے کہتے ہین کہ اب ہم لوگ دوکانین نہ کھولین گے مہمیز نے کچھ
روپیہ خزانے سے منگا کر دیا مہاجن بمشکل راضی ہوے خواجہ اُس مجمع سے نکلے
مکان پر سہیم ستارہ شناس کے آئے مگر چوبدار بنے ہوے دیکھا دروازہ بند
ہی سہیم بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہتا ہی آج میری بات گئی دیکھیے عمرو میرے ساتھ کیا کرتا
ہی مین نے جو حکم لگایا وہ خلاف نکلا اب مجھے اپنی جان کا خوف ہی یہ باتین اپنے
محل مین بیٹھا کر رہا تھا کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی حضور دروازے پر چوبدار
شاہی آیا ہی آپ کو بُلاتا ہی کہتا ہی کہ شاہ نے طلب فرمایا ہی آپ کی خطا معاف
ہوئی شاہ کا حکم ہوا کہ ہمارے ستارہ شناس کو بلاؤ اب حکم لگائے کہ عمرو
کہان گیا بے اُسکے حکم کے اُسکا پتہ نہ ملیگا سہیم اُٹھا دروازے پر آیا دیکھا کہ
چوبدار شاہی کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ذرا مجھکو بلائیے جو شاہ نے کہا ہی وہ مین
عرض کرونگا سہیم نے دروازہ کھولا چوبدار کو اندر بُلایا جیسے ہی خواجہ اندر
پہونچے سہیم کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لائے کہا شاہ تمھاری تعریفین کر رہے ہین
فرماتے ہین میرے نجومی کو بلاؤ مجھکو بغیر اُسکے آرام نہین کھانا پینا اُسی کے

اُٹھالین وہان سب چوبدار گرفتار ہوے دروازے پہ باغ کے سہیم اختر شناس کو لیے ہوے مہنیر قطرہ زن عیار بیٹھا ہی کہ چوبدار گرفتار ہوکر آئے مگر سب اپنا سر پیٹتے دوہائی دیتے ہوے کہ مہتر صاحب آج ہماری سب کی آبرو گئی ہم لوگ حکم پہونچانے والے ہین ہمارا اگر فتار ہونا بڑی ہتک ہی مہنیر کہ رہا ہی یہ سب گوارا ہی مگر وہ مکار گرفتار ہو تو مجھکو خوشی ہو جب چوبدار سامنے آچکے اختر شناس نے سب کو دیکھا اور دیکھکر کہا ای مہنیر عمرو اِن مین نہین ہی وہ نکلگیا اب وہ چوک مین جوہری بنا بیٹھا ہی مہنیر نے اشارہ کیا سب جوہریون کو پکڑ لاؤ پیادے چلے چوبدار بھی پیادون کے ساتھ چلے مگر مہنیر خفا ہو رہا ہی کہ ای اختر شناس تمنے جو حکم لگائے وہ سب خلاف نکلے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی سہیم اختر شناس کہ رہا ہی اب کی مرتبہ جو دوڑ گئی ہی اگر جوہریون مین وہ نہ نکلا تو بڑی بدنامی ہوگی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ہلڑ ہوا کہ جوہری گرفتار ہوے مگر فریاد کرتے ہوے آتے ہین لیکن جب جوہری گرفتار ہونے لگے اور خواجہ نے سُنا کہ جوہری گرفتار ہو رہے ہین خواجہ اُس دوکان سے اُٹھکر بھاگے پیادون مین جا ملے جوہریون کو گرفتار کیا جوہریون کا گرفتار ہونا کہ کل بازار بند ہوگیا ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ اب اِس شہر مین نہ رہین گے یہان بڑی ذلت ہوتی ہی کوٹھی والون نے کوٹھیان بند کر دین اور جوہریون کے ساتھ آئے مہنیر کے سامنے آکر فریاد کرنے لگے کہ مہتر صاحب ہمارے ساکھ گئی اب ملکون ملکون خبر پہونچیگی کہ جوہری گرفتار ہوے کوٹھی والون نے آکر اپنی اپنی پگڑیان دے مارین اور کہا آپ کا مطلب نکلا سہیم نے دیکھکر کہا ای مہنیر مین کاغذ دیکھکر بتاتا ہون اِنمین عمرو نہین ہی مہنیر نے کاغذ لیکر پھاڑ ڈالا سہیم نے منھ پیٹ لیا کہا ای مہنیر غضب کیا میری برسون کی محنت خاک مین ملادی اب لاکھ مشقت کرونگا تو ایسا کاغذ تیار نہ ہوگا مین بتا دیتا کہ عمرو کہان گیا اب نہین بتا سکتا مہنیر نے کہا تو جھوٹا ہی مہنیر نے کاغذ وغیرہ پھینک کر اپنے گھر کا راستہ لیا مگر بڑبڑاتا ہوا کہ ناحق کی باتین بنائین اتنے حکم لگائے کوئی بھی صحیح نہ نکلا مہاجن سب اُٹھے

آتے ہی یہ کہکے خواجہ کنارے ہوے وہان سے دیکھنے لگے کہ کچھ کوتوالی چبوترے
کے پیادے آکر پہونچے سب گھسیارون کو گرفتار کر لیا لیکر چلے خواجہ جو بھاگے
ایک چوبدار جاتا تھا اُسکے قریب آکر کہا گستیان تم ہمرے مالک ہنو ہم تمھرے تو
گھوڑونا کی گھاس لائت ہی ہمکا نوکر رکھ لیئو یہ باتین کرتے کرتے حباب مار کے
اُسے بیہوش کیا کھینچکر کنارے لائے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چوبدار کی شکل
بنکر بازار مین ٹہلنے لگے سب گھسیارون کو لیکر پیادے سامنے سہیم اختر شناس کے
پہونچے اُسنے دیکھکر کہا کہ اب عمرو چوبدار بنا ہوا بازار مین پھر رہا ہی یہ سُنکر پیادے
برائے گرفتاری چوبداران چلے خواجہ نے دیکھا کہ اب چوبدار بھی گرفتار ہوتے
ہین سامنے ایک جوہری کے آئے جیب مین ہاتھ ڈالکر دو نگینے الماس کے نکالے
کہا سیٹھ جی اِسکی جمع لگاؤ جوہری نے کہا میرے ہاتھ مین دو خواجہ نے کہا ذرا آپ
کنارے آیئے تو مین حال کہون یہ نگینے خزانۂ شاہی کے ہین ابھی کوئی دیکھ لے
تو مین تم دونون گرفتار ہوجائینگے دو باتون مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی غرض
مہاجن دوکان سے اُترا کونے مین لا کر خواجہ نے کہا سیٹھ جی صاحب رات کو
ہمارے بادشاہ تاج پہنکر بیٹھے تھے ایک معشوقہ حسین وجمیل آئی اُسپر عاشق
ہوئی اختلاط مین کئی مرتبہ تاج سر سے گرا یہ نگینے تاج سے رات کو جھڑ پڑے ہم
صبح کو جھاڑو دینے گئے تو ہمنے پائے مگر داروغہ پر بڑی خفگی ہی کہ دو نگینے ساٹھ ہزار
کے گر گئے اُنکو تلاش کرو داروغہ صاحب نے مجھسے کئی مرتبہ کہا کہ اگر ملجائین تو لاؤ
انعام ملیگا مگر مین سوچا کہ اگر دیدون اور کچھ نہ دین تو کیا کرون تمھارے پاس
لایا ہون مہاجن نے کہا اتنے کی جمع تو نہین ہی یہ دونون نگینے دو ہزار روپے کے
ہین خواجہ نے کہا وہ دیکھو دوسرا مہاجن تمھارے پیچھے کھڑا ہی بارہ ہزار روپے
دیتا ہی یہ سُنکر وہ مہاجن پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب
مار کر بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی جوہری کی شکل بنے دوکان پر
آکے بیٹھے پہلے تھیلی گم وین کی اُٹھائی نذر زنبیل کی روپے بدل لیے اشرفیان بھی

شکل بنکر طرف قلعے کے چلے جیسے ہی دروازے مین آئے ایک آواز آئی کہ عمرو عیار جاتا ہو ساحر طرف قلعے کے دوڑے خواجہ جست کر کے بھاگے مگر حیران ہین کہ یہ کسنے آوازدی کون ایسا ظالم تھا اب دوبارہ رنگ در روغن عیاری کا لگایا ایک گاہ فروش کی شکل بنے جیسے ہی دروازے مین آئے دیکھا ایک ساحر خوک کو لیے بیٹھا ہو وہی خوک آواز دیتا ہو خواجہ پھر بھاگے جب جاتے ہین وہی خوک آواز دیتا ہو خواجہ بھاگ آتے ہین تین روز برابر آمد و رفت مین گذرے مگر دن رات برابر آئے جب خوک نے آوازدی بھاگ گئے تیسرے دن اُس ساحرنے عاجز ہو کر پنجرہ خوک کا لٹکادیا خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنکر آئے اب جیسے ہی خوک نے چاہا آوازدون عمرو نے جال الیاسی مارا خوک نے غل مچایا اور کہا کہ یارو دوڑو مجھے لیے جاتا ہو جب قفس زنبیل مین گیا تو آواز موقوف ہوئی خواجہ جست کر کے اندر آئے دیکھا شہر آباد ہو رونق پاکیزہ کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازی ہورہی ہو ایک طرف دیکھا ہزارہا عیار پھر رہے ہین ایک عیار طرار قنتورۂ زربفتی سے آراستہ کئی سو پیک بچے ساتھ کہتا پھرتا ہو یارو عمرو کو تین دنسے ڈھونڈھ رہے ہین نہین ملتا ایک شاگرد نے کہا اُستاد دیکھیے سامنے غیر شخص آتا ہو شاید عمرو ہو اُسنے پکارا کہ میان جانے والے اِدھر آؤ خواجہ قریب آئے اُس عیار نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شخص تیرا کیا نام ہو عمرو نے کہا ہمارا وہ نام ہو کہ جسکو تم جانتے ہو اب نہ پوچھو دیکھو تمھارا شاگرد بنتا رہا ہو جیسے ہی وہ پلٹا خواجہ نے ایک دھپ لگائی ٹوپی اُتار لی اور ایک دولتی ماری کہ وہ عیار گرا خواجہ بھاگے عیار لینا لینا کہکے دوڑے مگر یہ عیار جو گر کر اُٹھا پکار کر کہا یارو تم سب دیکھا کیے اور وہ مجھکو ذلیل کر گیا سہیم اختر شناس کو بلاؤ ایک نجومی آیا اُسنے کاغذ نکالا کہا سبزی منڈی مین جاؤ کاہ فروشون مین وہ بھگوڑا بیٹھا ہو عیار اُس طرف چلے خواجہ حقیقت مین کاہ فروشون مین بیٹھے تھے بیٹھے بیٹھے گھبرائے ایک گھسیارہ جو قریب بیٹھا تھا اُس سے کہا ہمارا گٹھا دیکھے رہو ہم پیشاب کر کے

گزان اُستادِ عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسّم
بہ باغ دین زنگرش آبیاری	جہان سرہنگ و رخنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے خنجر مارا گنبد نشین کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اِسکے زمین متحرک ہوئی اور گنبد بھی تھرّایا وہ لڑکے گھبرا کر نکلے عمرو نے اُنکو پکڑا وہ ہاتھ جوڑنے لگے عمرو نے دونون کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا وہ لڑکے زنبیل مین جاتے ہی خاموش ہوے عمرو نے سارا مال گنبد کا لوٹ لیا جھولیان سحر کی اسباب مٹھائی وغیرہ اشیاے یوجہ پاٹ سب قبضے مین لائے صبح ہوتے ہی وہ تارے جو آسمان پر چمک رہے تھے لہرا کر زمین پر گرے ابر پھٹ گیا سر پر سے قلعے کے ہٹ گیا کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من گنبد نشین جادو بود دروازہ قلعے کا کُھلا چند ساحر روتے ہوے نکلے خواجہ تو جنگل مین آ کر چھپے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ جو ساحر اندر سے آئے تھے اُنھون نے آ کر لاشہ گنبد نشین کا اُٹھایا اور جو تارے گرے تھے وہ ماش کے آٹے کی گولیان تھین اُنکو اُٹھا کر لیگئے واسطے گنبد نشین کے سر پیٹتے تھے کہتے تھے وہ نگہبان مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا ہوشیاری سے حفاظت کرتا تھا کوئی اُسکے زمانے مین نہ آسکا یہ کہکے لاشہ اُٹھا لیگئے بعد تھوڑی دیر کے قلعے سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار ساحر ساتھ آ کر جنگل مین ٹھہرا سب طرف دیکھ دیکھ کے کہتا تھا یارو جلاد ساحران عالم اِس مقام پر آیا کیا داغ دیگیا آخر پلٹ کر قلعے مین چلا خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر جاتا ہی پکارا کہ بھائی جانے والے ذرا ٹھہرو جیسے ہی وہ ٹھہرا عمرو نے قریب آ کر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا کہ مجھکو بسرام جادو کہتے ہین بادشاہ کا نوکر ہون نیرنگ خوشرنگ جسکی عملداری ہی جسکے نام سے رواج سحر ہوا ہین اُسکا نوکر ہون عمرو کو تو نام دریافت کرنا تھا نام دریافت کر کے حباب مارا اُسکو تو گھسیٹ کے جنگل مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگایا بسرام کی

اُٹھا یا دیکھا ایک طفل ماہ طلعت کپڑے پہنے ہوئے روتا ہوا چلا آتا ہو مگر چہرہ لڑکے کا آفتاب عالمتاب پتلے پتلے ہونٹھ بڑی بڑی آنکھین گردش کرتی ہوئین گنبد نشین نے جو اپنے مقام سے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی میان اِدھر آؤ اُس لڑکے نے بہ نگاہ غور چہرہ دیکھا چچا ابّا کہکے لپٹ گیا گنبد نشین نے گود مین اُٹھا لیا پیار کرنے لگا وہ لڑکا اٹکھیلیان کرنے لگا کہتا ہو چچا جان آپ کہان گئے تھے گنبد نشین نے جواب دیا کہ اے نور نظر ہم یہان بیٹھے تھے تم بھی چلکر بیٹھو شراب ہوگا نا سنو وہ لڑکا ساتھ گنبد نشین کے آکر بیٹھا مگر ہر سو خیال کر رہا ہو کبھی ساز پر ہاتھ رکھتا ہو کبھی اُس گانے والے کو منع کرتا ہو کہ تم نہ گاؤ ہم گائین گے گنبد نشین کہتا ہو بیٹا گانا سنو ہرج نہ کرو ایسا نہ ہو کوئی عیار آجاے یہ وہ مقام ہو کہ غیر کے آنے کا حکم نہین مجھے تمسے بھی خوف آتا ہو لڑکے نے گنبد نشین کی داڑھی پکڑی کہا او نابینا ہمسے کیون خوف کرتا ہو ہم تیرے فرزند ہین یہان کسکی مجال ہو جو کوئی آسکے ہمکو مہینون یہان گذرے کبھی جانور بھی نہین آتا یہ کہکے گلابی اُٹھائی چاہا پی جاؤن گنبد نشین نے ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا یہ شراب تند ہو کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا ہم لوگ قلیل پیتے ہین لڑکا مچل مچل کے ضد کرنے لگا کہتا ہو ہم یہ شراب ضرور پیئین گے گنبد نشین سوچا کہ جو شراب باقی رہیگی تو یہ ضدّی پیجائیگا پیتے ہی غضب ہو جائیگا آخر لڑکے کو پھُسلا کر گلابی ہاتھ سے اُسکے لے لی ساری شراب اپنے حلق مین اُنڈیل لی جیسے ہی وہ شراب حلق سے اُتری کلیجے سے دُھوان نکلنے لگا گھبرا کر کہا ارے میری جان جاتی ہو کلیجے سے دُھوان نکل رہا ہو یقین ہو کہ روح نکلجاے ایسا نہ ہو کلیجہ کٹکے نکلنے لگے لڑکے نے کہا چچا جان شراب پیتے ہو اور ضبط نہین رکھتے اُٹھکر ذرا ٹہلو گنبد نشین اُٹھا ٹہلنے کو چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا فورًا لڑکھڑا کے گرا گانے والے لڑکون نے جو دیکھا کہ گنبد نشین گرا وہ تو بھاگ کر گنبد مین چھپے مگر اِس طفل نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اپنے نام کا پھر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کہا اے شہریار مین بھی جاؤنگی خواجہ جست وخیز کرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا سامنے ایک قلعہ ہی اُس قلعے کے اوپر ایک ابر کھنچا ہوا ہی اُس ابر مین ستارے چمک رہے ہین خواجہ نے براے امتحان نخل سے ایک پھول توڑا ستارہ آسمان سے گرا اُس نخل کو جلا دیا جب وہ نخل جلکر گرا اور خاک ہوا تو وہ ستارہ پھر اپنے مقام پر جا ملا خواجہ حیران ہوے کہ یہ کیا شعبدہ ہی دیکھا ایک گنبد ظاہر ہوا اور ایک ساحر ابر سے نکلا در گنبد پر آکر بیٹھا اور آواز دی کہ اے خوش آواز آؤ اندر سے گنبد کے دو طفل ماہ طلعت نکلے ایک کے ہاتھ مین چنگ مرصع اور دوسرا خالی ہاتھ پہلو مین اُس ساحر کے آکر بیٹھے جسکے ہاتھ مین چنگ تھا اُسنے چنگ بجایا کہ صحرا مین آواز گونجنے لگی دوسرا لڑکا گنگنا کر یہ اشعار بہ آواز گانے لگا

نظم

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے چاہنے والونکی داغ ہی
شبنم پسند ہو ویگا حسن آفتاب کا

دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگوے نکیرین کا نہین
رد کردہ ہی سوال ہمارے جواب کا

چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر
والبتہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا

پروانے سے لڑایا ہی بلبل کو رات بھر
شمعون پہ عطر یار نے ملکر گلاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہی کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہی یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو پھیکا شراب کا

دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال چار دن
دیکھونگا روز حشر مین کاغذ حساب کا

آتش کی التجا ہی یہی تمسے یا علی
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

وہ ساحر بیٹھا جھوم رہا ہی شراب پیتا جاتا ہی کبھی ساز بجانے والے کو گود مین اُٹھا کر بٹھا لیتا ہی کبھی دوسرے پر متوجہ ہوتا ہی اُسکو بھی آغوش مین بٹھا لیتا ہی کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی وہ ساحر موسوم بہ گنبد نشین ہی اُسنے آواز کو سنکر سر

آواز دی کہ اے نیرنگ خوشرنگ یہ لوح طلسمی لیجاؤ کہ ایک زاغ تڑپ کر گرا اور
اُسنے لوح و تیغہ اُٹھالیا اُڑتا ہوا چلا سکندر نے چاہا روکون کئی طائر چھوڑے جو
طائر قریب زاغ کے پہونچا زاغ نے اُسے پنجہ مار دیا کسی پہ منقار ماری وہ طائر
جلکر گرے سکندر نے ناچار ہو کر کہا یہ وسواس جاکر بقراط کو بلا لایا وسواس نے
پُکار کر کہا اے سکندر کیا کوئی کوشش ہم اُٹھا رکھین گے نورالدہر تو لوح محفوظ
ہین چکے تھے جیسے ہی وسواس قریب آیا اور اُسنے چاہا کہ اِنکو لے اُڑون فوراً
نورالدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر وسواس کا اُڑ گیا جالینوس نے جو یہ قوت
دیکھی مثل بید کانپنے لگا سکندر پر آگ برسائی سکندر تو اِسکے سحر کو دفع کرنے لگے
جالینوس اُڑتا ہوا نکل گیا بقراط نے پُکار کر کہا اے جالینوس لوح کا انتظام کرنا
یہ کہکر غرق زمین ہوا باغ مین سناٹا ہو گیا کہ شبنم آکر پہونچی شبنم نے کہا اے شہریار
لوح طلسمی لیگیا اب آپ سکندر سے حال پوچھین سکندر بھی آکر پہونچے نورالدہر
کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار بڑی مشقت پڑیگی لوح عجب مقام پر پہونچی
یہ سب باتین کر رہے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا مہر سپہر عیاری جست و
خیز کرتے ہوے آتے ہین دیکھا سب پریشان کھڑے ہین اُسی باغ مین سکونت کا
ارادہ ہے نورالدہر کو خواجہ نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر صاحبقران نے خوب
پریشان دیکھا مجھکو روانہ کیا ہر چند کہ مین افلاس سے نکل نہ سکتا تھا مگر گلی کوچون
مین چھپتا ہوا آیا ہون شبنم نے اِشارہ کیا کہ سامنے خزانہ ہے جو چاہیے وہ لے لیجیے
خواجہ نے جاکر جال مارا سب خزانہ نذر زنبیل کیا نورالدہر نے کہا اے شبنم تمنے
کل خزانہ ہاتھ سے کھویا اب خواجہ بھی آکر بیٹھے سکندر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
اب آپ کا کام ہے کہ بقراط نے لوح مرحلۂ ہفت اختران پر بھیجی کہ جہان کا نیرنگ
خوشرنگ حاکم ہے خواجہ نے کہا مین جاتا ہون جو فکر ہو سکے گی وہ کرونگا کیا مجھے
عذر ہے یہ کہکے خواجہ نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور
جست و خیز کرتے ہوے چلے اِنکے جانے کے بعد سکندر نے بھی قصد کیا شبنم نے

اسم اعظم مین سمجھتا ہون صنم اسم ترا
پڑھ بھکے کرتا ہون ترا نام ہر اندام کو دم

دیکھتا ساغر گل کی جو صفائی دم بھر
ٹکڑے کر ڈالتا غیرت سے وہین جام کو جم

مر گیا دیکھ کے تصویر کو تیری نقاش
کھینچنا شکل کا تیری ہوا ارتسام کو سم

گریہ اُس بت کو مرے حال پہ آئے کیونکر
کسنے دیکھا ہو دلا دیدۂ اصنام کو نم

حال پہ میرے نقط ایک تجھے غم نہ ہوا
ورنہ ہی چشم جہان سُنکے مرے نام کو نم

طاق ابرو ہی ترا سجدہ گہ شحنۂ عشق
زیب دیتا ہی نہین اسمین سر خام کو خم

خواہش وصل تو اِس ڈھنگ سی کہیو قاصد
تا نہ ہووے اُسے سُنکر مرے پیغام کو غم

پھر بھی باندھین گے مضامین مثالیہ شفا
دام مین لائینگے پھر طائر اوہام کو ہم

نور الدہر روشنی مین اُس مشعل کی در باغ پر پہونچے سکندر نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا شکر پروردگار کیا کہ ای رحیم شکر ہی کہ آقاے نامدار کی صورت دیکھی ای آقاے نامدار واہ مولاے قدرشناس غلام اِسکو رو کے ہوے ہی آپ تحفہ جات اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر قصد کیا کہ لوح وغیرہ اُٹھاؤن جالینوس ثانی نے آسمان سے سحر کیا کہ نور الدہر دور ہٹ گئے لڑکھڑا کر گرنے لگے سکندر نے فوراً سحر کر کے سنبھالا جالینوس ثانی نے جو دیکھا کہ اب تحفہ جات جاتے ہین فوراً اُتر پڑا سامنے نور الدہر کے پہونچا سکندر ثانی بھی برابر کود ے اور آواز دی کہان شہریار اب دیر نہ کیجیے لوح طلسم اُٹھا لیجیے نور الدہر نے بڑھکر لوح پر ہاتھ ڈالا لوح ہاتھ مین نہ آئی دیکھا ایک قطرۂ آب ہاتھ مین آگیا پکار کر آواز دی ای سکندر لوح میرے ہاتھ مین نہین آتی جب تو جھپٹ کر سکندر سامنے جالینوس کے آیا للکارا کہ او نامرد ازلی و ابدی ابتک شیوۂ مکر اہی نہین جاتا نور الدہر نے دوبارہ جو ہاتھ ڈالا لوح محفوظ ہاتھ مین آئی لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مگر کئی مرتبہ نور الدہر نے لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالا لوح طلسمی ہاتھ مین نہین آتی کہ زمین شق ہوئی دیکھا وسواس جادو آگے آگے پیچھے بقراط ثانی للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا اب یہ لوح پاس نیرنگ ثانی کے جائیگی یہ کہکر ایک

باغ مین پھر بہار آئی ہی — یان نئے سر سے پھر شباب ہوا
کسطرح آئین میکدے مین ہم — خانۂ دل ہی جب خراب ہوا
دامن اشکون سے تر ہی رہتے ہین — دیدۂ تر ہی یا سحاب ہوا
دیکھکر پیچ اُسکے گیسو کے — دل عاشق کو پیچ و تاب ہوا
مین نے تسلیم کی تو گالی دی — کیا کہا مین نے کیا جواب ہوا
دشت پُر خار مین یہ روئے ہم — آبلہ پانون کا حباب ہوا
تو تو شاگرد ہی شفا اُسکا — شاعرون مین جو انتخاب ہوا

جلد اُٹھیے ویرنہ کہیے نور الدہر اُٹھے قید ٹوٹ کر گری کہ پہلو سے آواز آئی ای شبنم یہ کیا ستم کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا ہم اُسکو نہ جانے دینگے وہی دونون زنگی تلوارین کھینچکر قریب نور الدہر کے آئے دونون نے ہاتھ تلوار کے مارے نور الدہر نے دونون کی کلائیان پکڑلین دونون کو گردن پکڑ کے لڑا دیا بھیجے اُنکے پاش پاش ہوے زنگیون کا مرنا کہ طہماس و نجم و ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین نے رہائی پائی سب سردارہ ساتھ شاہزادے کے اُٹھے شبنم نے کہا ای شہریار جلد اپنے کو پہونچائیے یہ جو کوٹھری ہی اِسی مین سے راستہ ہی مین مشعل سحر روشن کرتی ہون اُسکی روشنی مین جائیے یہ کہکے کان سے بالی اُتاری اور پھینکی ایک مشعل روشن ظاہر ہوئی نور الدہر کوٹھری مین آئے دیکھا سامنے دروازہ باغ کا کھلا ہی اور سکندر ثانی مثل برق چمک رہا ہی نعرے پر نعرے کر رہا ہی کہ منم سکندر ثانی او نمکحرام سامنے آ کچھ کمال حکمت دکھا دیکھ طلسم کشا بھی آیا چاہتے ہین مگر جالینوس ثانی دور سے سحر کر رہا ہی کبھی آگ برساتا ہی کبھی خنجر گراتا ہی لیکن کچھ تاثیر سحر سکندر پر نہین ہوتی مگر یہان شبنم گوہر پوش بیقرار و اشکبار پکار رہی ہی کہ ہان شہریار آئیے بہت جلد پہونچیے یہان یہ کیفیت ہو رہی ہی

نظم

پہونچے تجھ تک ابھی دیکر ترے خدام کو دم — فکر مین جان نہ اِس عاشق ناکام کو کم
چشم جانان نے غزالونکو سکھائی وحشت — اور اِسی آہو نے سکھلایا ہی آرام کو رم

چو دیوانہ در صحن گلشن مگرد + به یک گل کفایت کند عندلیب +
به شکرانہ کن نوش ای دردمند / اگر دارو ے تلخ بخشد طبیب +
مشو غرہ بر آب و تاب چمن + / که فانی است این بوستان عجیب
مقیم است اندر سرای جہان / برای دو روزہ این مسافر غریب
ببند و زود از فنا رخت خویش / چه محروم و مفلس چه اہل نصیب
ز ہیبت دہد بندۀ زار جان / اجل می نماید چو شکل مہیب ++
گنہگار را در گریبان بود + / حساب عمل چون بپرسد حسیب
بداند ہر آنکس که دانا تر است / بدل زندگی دور و مرگ عنقریب
ببندہ وصال خدا ممکن است / اگر نفس شیطان نباشد رقیب
بگیر از پئے علم و خُلق و ادب / سبق ہندی از اُستاد ادیب

جالینوس نے چاہا کو دگر گرفتار کر لون کہ پہلو سے آواز آئی خبردار او بیحیا آگے نہ بڑھنا یہ تحفے ہمارا حصہ ہی بڑا تو نے مکر کیا کہ طلسم کشا کو پھنسایا مگر اب کہان جائیگا وقت تیرا قریب آیا خوب نمک حرامی کی ہمکو قید کرایا بقراط کو خداوند گردانا جالینوس ثانی نے پلٹ کر دیکھا کہ سکندر ثانی آپہونچا شبنم فرصت پاکر غرق زمین ہوکر غائب ہوگئی ابتو جالینوس گھبرایا پھر سوچا کہ یہ کیا مبرا کریگا ان دونون مین تو سامنا پڑا اسحر ہونے لگے دونون بلا کے سحر کر رہے ہین نخل جل جلکر خاک ہوے طائر غل مچاتے پھرتے ہین نخل دم بدم لہرا کر گرتے ہین ہر طرف سے آوازین ہیہات و افسوس کی آرہی ہین مگر نور الدہر قید خانے مین بیٹھے ہوے ہین اپنے سردارون سے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے زمین شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش لرزان و ترسان حیران و پریشان پکارتی ہوئی کہ ای شہریار نظم

جل گے پروانہ تک کباب ہوا / شمع رو کیا تجھے تو اب ہوا
داغ دل تک بھی مٹ گئے سارے / طول فرقت کا جب حساب ہوا
دیکھکر وہ صفائے رخسارہ / آئینہ صاف آب آب ہوا

اب ہو چکا کر صورت رہائی کی کرتے ہیں اژدر نے تھر اکر کہا اے شہنشاہ میں مجبور ہون اُنے مجھکو اسی مقام پر مقرر کیا ہے اور میرے سحر کا اژدہا تحفہ جات کی نگہبانی کر رہا ہے میں یہان سے سحر کو زور دے رہا ہون لیکن آپ کا تابعدار ہون اور شبنم گوہر پوش نور الدہر پر عاشق ہوئی ہے میں چاہتا ہون کہ جالینوس ثانی کو خبر پہونچاؤن ہرچند کہ شک اُسکو ہو چکا ہے مگر میں بخوبی آگاہ کر دون سکندر نے قریب آکر ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا او نمکحرام ہم قید رہے اور ہماری رہائی کی تدبیر نکی اب فکر طلسم کشا کر رہا ہے ہرچند اژدر نے کہا کہ مین تابعدار ہون حکم سے جالینوس کے مجبور و ناچار ہون جو اُسنے حکم دیا وہ کرتا ہون مگر سکندر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اژدر کا اُڑ گیا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا جلکر خاک ہوا یہان شبنم نے دیکھا کہ وہ اژدہا بل کھانے لگا شبنم نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرات خون لیکر اژدر پر ڈالے اژدر جلکر خاک ہوا یہ وہ وقت تھا کہ جب سکندر نے صحرا مین اُسکو مارا یہ اژدر اُسی کے سحر کا تھا یہ بھی جلکر خاک ہوا اب ہر مرتبہ شبنم بھی ارادہ کرتی ہے کہ لوح طلسمی و تیغۂ طلسمی و لوح محفوظ اُٹھالون جب بڑھتی ہے پانون لڑکھڑاتا ہے گر پڑتی ہے کیسا کیسا اپنے کو سنبھال رہی ہے مگر پانون مین قوت نہین آتی معلوم ہوتا ہے کہ خون بدن کا نکل گیا عرض کر رہی ہے کہ اے خالق ارض و سما رحم اپنا شریک کر کہ یہ چیزین اُٹھالون مگر نہین بنتا ہاے کیا تدبیر کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ اژدرہے کو مارا آج تجھکو بھونکدونگا شبنم نے دیکھا کہ جالینوس مثل شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہے کلمات سخت زبان پر ہر مرتبہ یہی قول ہے کہ نگہبان نے سچ کہا تھا مگر میں تیری محبت مین دیوانہ رہا افسوس ہے کہ اُسکا کہنا نہ مانا جسکا یہ انجام ہوا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا شبنم نے جو باپ کو بہ قہر و غضب دیکھا گھبرا گئی دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

مرو دُور در جستجوے حبیب ہا	کہ ہست از دل و جان مقامش قریب

مین آئے دیکھا ہواے گرم چل رہی ہی کہ منھ جھلسا جاتا ہی سکندر نے چہار جانب گھبراکر دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی منھ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کہ نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین اور پکار پکار کہہ رہا ہی کہ اے جالینوس تو بڑا بیخبر ہی اسی منھ پر دعوی حکمت کرتا ہی بیٹی کی تو خبر لے مگر لاکھ طرح پر سحر کریگی تو کیا ہوگا سکندر ثانی نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو گیا سمجھا کہ اِسوقت یہ ساحر جو سحر کر رہا ہی اسکی تاثیر باغ شبنم مین پہونچتی ہی اور شبنم تو دختر جالینوس ثانی ہی اُسکو کیا مطلب کہ اژدر پر سحر کرے مگر یہ ساحر بھی جھوٹھ نہین کہتا جالینوس کو آگاہ کرتا ہی یہ سوچکر للکارا کہ او اژدر اِدھر دیکھ منم سکندر ثانی تلاش مین طلسم کشائی نکلا ہون اب مین انشاء اللہ اپنا ملک موروثی لونگا بقراط کا زمانہ گذر چکا ہی خوب سلطنت کر چکا ایسا مغرور ہوا کہ خدائی کا دعوی کیا اے خالق بے نیاز تو مالک و مختار ہی رحم اپنا شریک کر

نظم

منور ست چراغ جمال جانانہ بہر سرا و بہر یک مکان و ہر خانہ
چو نور حسن تو در بزم پرتو افگن شد زمانہ گشت بران شمع جمع پروانہ
بہر کہ خواست خدا داد گنج درویشی بہر کہ خواست عطا کرد تخت شاہانہ
خدا ست مالک جاؤ مکان و شہر و دیار خدا ست والی ہر کوہ و دشت و ویرانہ
چو نور چہرۂ آن دلربا بدیدۂ دل + ہر آنکہ دید شد از عقل و ہوش بیگانہ
تمام خلق ز جام محبتش سرمست زمانہ شیفتہ و جن و انس دیوانہ
الا ز حد ادب پا برون مکش ہندی مکن بہ وحدت حق گفتگو دلیرانہ

دعائین مانگ کر ساحر کو للکارا ساحر نے سر اُٹھا کر دیکھا سکندر کو دیکھتے ہی چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر سکندر نے سحر کرکے روکا قریب آکے پوچھا کہ اے اژدران یہ مشقت اپنے اوپر کیون گوارا کی ہی کہ صحرا مین بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اور شبنم کو کیون بدنام کرتا ہی وہ دختر جالینوس ثانی ہی مقام افسوس ہی کہ ہم آقا کے ساتھ نہ تھے سحر اُسکا چلگیا کہ آقاے نامدار کو لے گیا زندان دیر گاہ مین قید کیا ہوگا

طاؤس رقص کر رہا تھا اُسنے بہ شکل انسان پکار کر آواز دی جناب حکیم صاحب ہمنے دیکھا نہین مگر یہ خبر سُنی کہ رات کو صاحبزادی کہین تشریف لیگئی تھین بڑی رات گئے تشریف لائین جالینوس نے کہا کیون ای شبنم سُنا تمنے کہ نگہبان کیا کہتا ہی شبنم نے کانپ کر عرض کی یہ غلط کہتا ہی صبح کا وقت ہی ابھی آشیانے سے نکلا ہی اسکی بات کا کیا اعتبار ہی یہ کہکے مخفی سحر کیا کہ وہ طاؤس خاموش ہوگیا ہرچند جالینوس نے پوچھا کہ ای طاؤس راز دان مفصل بیان کر مگر طاؤس نہ بولا جالینوس یہ سب باتین کرکے چلا گیا مگر کئی مرتبہ شبنم سے پوچھا لیکن شبنم نہ قبولی جانتی تھی کہ اگر حال ظاہر ہوا تو نہین معلوم کیا حال کریگا بدحواس ہو رہا ہی شبنم اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو اپنے پاس سے ہٹایا بارہ دری مین آئی اژدر کے پاس پہونچکر ہرچند سحر کرتی ہی مگر اژدر پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر

نظم

رُخ نگردان شکل حلقہ از در و دربار دوست	مثل سایہ باش اِستادہ پسِ دیوار دوست
وارہ در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست	گر جہان دشمن شود ہرگز مکن اِنکار دوست
یاد کن در دل ہمیشہ دلربائے خویش را	تا دولت گر دو یکے گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا	تا بہ بینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گر خدا از بت پرستی ہند یا حاصل شود	بند بر گردن بہ شکل برہمن زنار دوست

شبنم سامنے اژدر کے کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی اور بلک بلک کے دعائین کرتی ہی کہ ای خالق ارض و سما اگر ابکی مرتبہ وہ ظالم آئیگا تو سب طائر گواہی دینگے وہ مجھکو گرفتار کریگا ایسا ہی میرا پاس تھا کہ طاؤس کے کہنے کو نہ مانا مگر اب ضرور اِس کنیز کا حال کھلجائیگا دعائین مانگ رہی ہی ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہین دل خدا سے رجوع ہی لیکن سکندر ثانی کہ تعاقب مین نور الدہر کے چلے تھے اول مرحلے پر قسطاس کے پہونچے سُنا کہ قسطاس مارا گیا وہان سے مرحلۂ وسواس پر آئے خبر سنی کہ وہ بھاگ گیا اب حیران حیران سکندر چلے آتے ہین ایک صحراے ویران

مستی مین بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کس کسطرح کے ذائقۂ دلپذیر ہین
شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہین
شیرین وہ لب ہو یا نمکین جو ہو خوب ہی
بریان ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل

کیفیت شراب مین ہی بہ گزک لذیذ
کیا کیا طعام رکھتا ہی خوان فلک لذیذ
شیر و شکر سے ہی یہ بلا شبہہ و شک لذیذ
شکر نمک سے ہی تو شکر سے نمک لذیذ
آتش کباب کرتا ہی دخل نمک لذیذ

نورالدہر نے گھبرا کر پوچھا کہ اے مربع نشین تم کیونکر گرفتار ہوئین مربع نشین نے عرض کی یہ کنیز بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ اِسنے جا کر سحر کیا کنیز کو یہ بیقراری ہوئی کہ بارگاہ سے خود نکل آئی اسی کے ساتھ چلی آئی یہان آ کے قید ہوئی بلا کا سحر ہی اِسکے شعبدہ سے خدا بچائے لیکن یہ حکیم جو پلٹا پھر باغ مین آیا شبنم سے کہا اے نور نظر آج موکلون نے تمھاری کچھ خبر کہی ہی ہمکو یقین نہین مگر خبردار قید خانے کا انتظام رکھنا اگر ابکی مرتبہ طلسم کشا کے پاس جاؤگی تو بڑی خرابی ہوگی اِس مرحلے پر سب اہل طلسم کو نانہ ہی وہ یہ جانتے ہین کہ جالینوس ثانی اپنے عجائب و غرائب مین پھنسا لیگا اُسکے مکر سے بچنا دشوار ہی اگر تم قید خانے مین گئین اور نورالدہر پر مائل ہوئین تو خرابی ہی آج دریافت کرونگا کل تمھاری پرسش ہوگی شبنم گھبرا گئی کہا اے والدنامدار کسکی مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرے مین قید خانے مین جا کر کیا کرونگی طلسم کشا کا سب حال معلوم ہی اگر حکم ہو تو کھانا بھیجون اگر نہ حکم ہو تو نہ بھیجون کل شب کو بھی مین نے بھیجا تھا طلسم کشا نے کھانا نہین کھایا ہی نہین معلوم وہ کس فکر مین ہین جالینوس ثانی نے کہا اے نور نظر تمھارا مجھکو بڑا خیال ہی مین نے بڑی مشقت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تحفہ جات ایسے اُسکے پاس تھے کہ اُسپر سحر تاثیر نہ کرتا تھا مگر مین نے اپنے شعبدے مین اُسکو پھنسایا ہی لیکن خبردار اژدر کے قریب نہ جانا اژدر جادو صحراے مہیب مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ سب باتین سمجھا کر جالینوس روانہ ہوا اگر طائرون سے کہہ گیا کہ فکر رکھنا اگر شبنم کہین جائے تو ہمکو خبر کرنا طائر منقارین اپنی اپنی کھولکر رہگئے یہ شبنم کا سحر تھا کہ کوئی طائر بول نہ سکا مگر ایک طائر کلان کہ بہ شکل

کیا اختیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو ملکہ ناچار پلٹی باغ مین آکر بیٹھی کہ آسمان پر لگا ابر آیا کہ وہ ابر آکر پھٹا جالینوس ثانی آکر پہونچا قریب آکر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا کہا اے نور نظر حفاظت اژدر مین مصروف رہین شبنم نے کہا اے والد نامدار آٹھ پہر مین اژدر کو دیکھا کرتی ہون جالینوس خوب سمجھا کر گیا یہ کہ گیا کہ مین لشکر طلسم کشا پر جاونگا سب سردارون کو فرداً فرداً پکڑ لاؤنگا یہ کہکے لشکر نور الدہر مین آیا باہر لشکر کے کھڑے ہوکر سحر کیا اور مربع نشین کا نام لیکر پکارنے لگا مربع نشین بارگاہ مین بیٹھی تھی یہی ذکر ہورہا تھا کہ نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری طہماس دارسطو ونجم تلاش مین گئے تھے ابھی تک پلٹ کے نہین آئے نہین معلوم انپر کیا گذری کہ بیٹھے بیٹھے مربع نشین اپنے مقام سے اُٹھی سردارون نے پوچھا کہان جاتی ہو کہا مین تلاش مین آقا کی نکلتی ہون میرے کان مین آواز آتی ہو کوئی مجھکو پکارتا ہو کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک حکیم وضع کھڑا ہوا پکار رہا تھا مربع نشین جیسے ہی سامنے پہونچی اُس حکیم وضع نے کہا اے مربع نشین چلو تمھارے آقا نے بلایا ہو مربع نشین سر جُھکا کر ساتھ ہوئین یہان قید خانے مین نور الدہر اپنے سردارون سے کہ رہے ہین کہ یاروصورت تو پیدا ہوئی ہو مگر مشکل یہ ہو کہ ایک اژدر جالینوس ثانی نے بنادیا ہو اور وہ تحفہ جات کا نگہبان ہو جب وہ اژدر مارا جاے تب تحفہ جات دستیاب ہون نجم کہ رہا ہو اے شہریار ہم لوگ ایسی بلا مین مبتلا ہوے کہ کچھ تدبیر نکرسکے حسرت رہگئی فکر کرتے دل کا حوصلہ نکل جاتا یہ ذکر تھا کہ دروازہ کُھلا دیکھا مربع نشین آگے آگے سر جُھکاے چلی آتی ہو پیچھے وہی حکیم جیسے ہی اندر آکے پہونچی دو زنگی پیدا ہوے ہتھکڑیان بیڑیان مربع نشین کو پہنائین خود تو پلٹ گیا مربع نشین بھی آکر شریک قیدیان ہوئین ہر چند کہ زبان مین لکنت ہو مگر اشارون سے یہ اشعار قید خانے مین ادا کر رہی ہین

نظم

مرغوب طبع کیون نہ ہو ایسی چشنگ لذیذ ۔ چکھا تو حسن کا ہی تمہارے نمک لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ ۔ جنت کا میوہ مغز مع پوست تک لذیذ

ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا سب کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھا لیا سب سرداروں نے
ہمراہ نور الدہر کے کھانا کھایا نجم وغیرہ کہتے تھے دیکھو صاحبو صاحبان اقبال ایسے
ہوتے ہین کہ اس قید خانے مین کس لطف سے کھانا ممکن ہوا لیکن ملکہ نے بعد کھانے
کے کنیزون کو اشارہ کیا کہ شراب و کباب لاؤ کنیزین دوڑ کر گلابیان لائین اب
جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک
کنیز نے عرض کی واری اب چلیے رات زیادہ آئی ہی ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر
کہا صاحبو تم میرے دل کا حال کیا جانو جو کچھ گذرتی ہی ہمین خوب جانتے ہین کلیجہ
پر چھریان چل رہی ہین دل نہین چاہتا کہ فراق قبول کرون جب کنیزون نے بہت
کہا تو ملکہ یہ کہکر اُٹھین کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی پھر حاضر ہوویگی لوح میرے قصر
مین ہی مگر والدنا مدار نے ایک اژدہا مقرر کر دیا ہی کہ وہ نگہبان ہی جب کوئی قریب
جاتا ہی تو وہ قلابۂ آتشین منھ سے چھوڑتا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی
اب مین جانیکا قصد کرونگی اگر اُستک جا سکی تو تحفہ جات لاکر آپ کو دونگی اگر میرا
گذر نہ ہوسکا تو مجبور و ناچار ہون دیکھون کیا کیفیت ہو یہ کہکے شبنم اُٹھی نور الدہر
بھی کھڑے ہو گئے ملکہ کو تا بدروازہ پہونچایا مگر دروازے پر پہونچکر ملکہ رونے
لگی کہا ای شہریار آپ کو قید مین دیکھکر دل ٹکڑے ہوتا ہی کیا تدبیر کرون کہ آپ قید
سے رہا ہون نور الدہر نے کہا اِسکا خیال نہ کرو رہائی ہماری وقت پر موقوف
ہی جب وقت آئیگا تو رہا ہو جائینگے جالینوس ثانی نے بڑا انتظام کیا و سوسن
جو بھاگ کر گیا اُسنے آگ لگائی شبنم نے کہا ای شہریار والد خود گئے تھے آپ کی
تدبیر گرفتاری مین جو کچھ کام کیا اپنے ہاتھ سے کیا صاحبقران بنکر لوح و تیغہ
لیا پھر طہماس کی صورت بناکر لوح محفوظ بھی لیلی اور آپ کو گرفتار کر لیا اور قبل
سے آپ کے سردارون کو گرفتار کر لیا تھا اب اورون کی فکر مین گئے ہین لہذا
ایک اژدر مہیب تحفہ جات کو گھیرے بیٹھا ہی لیکن مین مجبور رہون کہ مین اُس اژدر
تک نہین پہونچ سکتی جو حضور فرمائین وہ کرون نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم میرا

پوچھا کیون صاحب آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی مہمان تو یہ کیفیت ہی نظم

کیا عجب ہی جو مرے مرنے کا اُنکو غم نہین ۔ ۔ ۔ مین ستم آوارہ ستم ہون لایق ماتم نہین

اِسقدر پیارے ستاتے ہو کہ جینا اک دم نہین ۔ ۔ ۔ یاد تم مجھکو کروگے ہونگے جسدم ہم نہین

دولت حُسن صنم کی بھی حفاظت چاہیے ۔ ۔ ۔ زلف عارض افعی کے مانند کیون پرخم نہین

چھولیا جسنے رہا وہ کھیت مثل کاہ خشک ۔ ۔ ۔ کون کہتا ہی کہ زلفِ سہ لقا مین سم نہین

زندگی تک اُنس رکھتے ہین عزیز و اقربا ۔ ۔ ۔ بعد مرجانے کے ہوتا ہی کسیکو غم نہین

یاد رکھنا می کشی مین بھی اجل کو چاہیے ۔ ۔ ۔ رہگیا ہی جام باقی اور جہان مین جم نہین

خشک ضبط تا پیش غم نے کیا ہی اِسقدر ۔ ۔ ۔ آنسوؤن سے آنکھ بھی مطلق ہماری نم نہین

دشمن جان ہی زمانہ حال مین کس سے کہون ۔ ۔ ۔ وائے ناکامی رہا اپنا کوئی ہمدم نہین

آج بھی کل کی طرح اقرار ہی وصلت مین کیا ۔ ۔ ۔ کون سے دن وہ بُت دمباز دیتا دم نہین

سچ کہا ہی شیخ ناسخ نے شفیق لکھنوی ۔ ۔ ۔ جو نہ آجاے قریب یار مین آدم نہین

ملکہ نے ہنسکر کہا صاحب تمکو تو دیوان کے دیوان یاد ہین مین کیا جواب دون مین تو اسواسطے آئی ہون کہ آپ کو کھانا کھِلاؤن اِس نگوڑی شقتل کا کہنا آپ کو ناگوار ہوا مین خود حاضر ہوئی اِس نگوڑی نے صدقے چلے کا نام لیا یہ کہکے کنیزون کو ملکہ نے اِشارہ کیا کنیزون نے دسترخوان بچھوایا کہا مین عرض کرتی ہون کہ عنایت فرماکر کھانا نوش فرمائیے نورالدہر نے کہا ہم کیونکر کھانا کھاوین ہمارا مذہب اور ہی تمھارا طریقہ اور ہی اب مناسب یہ ہی اگر تم چاہتی ہو کہ ہم کھانا کھاوین تو تم بفراط پر لعنت کرو عقیدہ اُسکا اختیار کرو کہ جس مالک نے ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا شجر و حجر اُسکی قدرت پر گواہی دیتے ہین اگر انسان تصور کرے تو جسم انسان نمونۂ قدرت معبود ہی نورالدہر نے جو حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بیان کی زنگ کفر آئینۂ دل سے شبنم کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اِشارہ کیا کہ اے شہریار مین نے سحر سیکھا ہی مین کلمہ نہین پڑھ سکتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی وقت پر آپ کے کام آؤنگی نورالدہر نے اِشارے کو سمجھ کے ہاتھ بڑھایا

لب تھے مثنی ملے کہ وصل کی رات / یا نمایاں تھا چشمۂ ظلمات +
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے / چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان / ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن / جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی / طور سینا پہ شمع روشن تھی
حُسن کی کیسی خود نمائی تھی + / غیرت ماہ نو کلائی تھی +
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین / دیکھے لاکھون اگرچہ ماہ جبین
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ / نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب / ناف بھی بحر حُسن کا گرداب
اب ہی لازم تجھے کمر کا حال / نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر / وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حُسن پائون کا کسطرح ہو رقم / دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
پر یہ کہتا ہی بار بار قلم / پائون ہون رُکن عرش حُسن رقم
کیا خداداد حُسن پایا تھا / آپ حق نے اُسے بنایا تھا

نورالدہر نے صورت زیبا و طلعت جہان آرا دیکھی زانو بدلنے لگے بے اختیار
آہ نکل گئی وہ سرو ناز معشوقون مین ممتاز خرامان خرامان آئی اندر قصر کے پہونچی
شمشاد سے پوچھا وہ جوان کون ہی شمشاد نے طرف نورالدہر کے اشارہ کیا
ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر ملکہ کو بھی پسینہ آگیا بہ نگاہ غور دیکھا
کہ آنکھون مین حلقے پڑے ہوے یا آنکھین نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہوگئین
سرنگون بیٹھے ہین شمشاد نے جو بتایا ملکہ آکر قریب بیٹھ گئین ہرچند کہ نورالدہر
زانو بدل رہے ہین مگر اُس محبوب کو قریب دیکھکر پلٹے دونون کی آنکھین چار ہوئین
برچھیان دلون کے پار ہوئین جنبش ابرو سے خمدار تلوار کا وار تھا یہ زخم کسی کو
ظاہر نہین ہوتے بیساختہ دونون کے مُنھ سے آہ نکل گئی نورالدہر نے ضبط کرکے

آتی ہی شبنم نے کہا اونگوڑی ایسے کلمات کوئی شرفا کو کہتا ہی ہم ثواب کے واسطے کھِلاتے ہین صدقہ کوئی کاہیکو قبول کریگا طلسم کشا خاندان عالی سے ہی مجھکو بھی اشتیاق تھا کہ مین اُسکو دیکھون کھانا سب طرح کا ساتھ لو ہم خود چلین گے اور عذر کرکے اُسکو کھانا کھلاوینگے اُسکے سامنے تجھکو ذلیل کرینگے اور کہدینگے کہ یہ لفظین اِسنے اپنی طرف سے کہین پھر ابھی چلے آئینگے مگر اُسکو کھانا کھلاوینگے اگر وہ کھانا نہ کھاویگا تو ہم بھی نہ کھاوینگے تمکو بھی تو معلوم ہو کہ کسی شریف کو سخت لفظ کہا اُسکا یہ انجام ہوا کہ کئی دنتک کھانا نہ ملیگا طلسم کشا پروردۂ ناز و نعم اُسپر یہ رنج و غم تم ایسی شغلون کی باتین وہ کیونکر سُن سکتے ہین شمشاد پر ملکہ بہت خفا ہوئین شمشاد تو بڑبڑاتی ہوئی سامنے سے ہٹ گئی مگر ملکہ نے اور کنیزون کو بُلا یا خوان کھانے کے ساتھ لیے طرف قید خانے کے چلین یہان نجم وغیرہ نور الدہر سے کہ رہے ہین کہ اے شہریار پڑے بس ہین ہین جسطرح کھانا دین اُسکو غنیمت جانیے ایسا نہ ہو وہ کھانا دینا بند کردین نور الدہر کہ رہے ہین کہ رزاق مطلق پہونچائیگا اور اگر اِسی طور رہین تو پھر ہماری ہی تو تڑپ تڑپ کے مرینگے یہ ذکر تھا کہ دروازہ قید خانے کا کھلا اور روشنی ظاہر ہوئی چند خواصین خوان سر پر رکھے ہوے قصر مین آئین اِنکے بعد دیکھا ایک نازنین و مہ جبین گوہر پوش سراپا دریاے گوہر مین غوطہ مارے ہوے خرامان خرامان آتی ہی مگر صورت زیبا عابد کش زاہد فریب جسکے دیکھے سے دل ناشکیب

نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوے — پاینچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوے

سرو شرمندہ اُسکے قامت سے — تھی خرامان بڑی نزاکت سے

یون نمایان تھے ابروِ خمدار — دست قاتل مین جیسے ہو تلوار

آنکھ نے شرم چشم نرگس کو — تھی مژہ تیر چشم ہو نرگس کو

پاس آنکھونکے بینی پُر فسونہ — یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو

تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار — جان گل جسپہ ہو فدا سو بار

مسلسل کیا جب زنگی آئے تو نجم نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ نے بڑا دھوکا کھایا کہ
آپ کے گرفتار ہوتے ہی ہم سب لوگ گرفتار ہو گئے لشکر بھی سارا اپابند سحر ہو گیا
نور الدہر نے کہا اے نجم نہ گھبراؤ پروردگار معین و مددگار ہی وہی صورت رہائی نکالیگا
لیکن جالینوس ثانی دونون لوحین لیکر اور تیغہ اپنے قبضے مین کر کے ایک باغ
مین آیا ملکہ شبنم گوہر پوش نہایت حسین وجمیل اسکی دختر اُس باغ مین تھی اُس سے
آکر کہا کہ اے نور نظر مین نے طلسم کشا کو قید کر لیا لوح طلسمی و لوح محفوظ و تیغۂ طلسمی
چھین لیا چند سردار بھی لایا ہون باقی کی فکر مین جاتا ہون تم ان قیدیون کے کھانے
پینے کی فکر رکھنا یہ کہکے ایک قصر مین آیا دونون لوحین و تیغہ زمین پر رکھا ایک اژدہا
بنایا کہ وہ اژدہا دورہ کر کے بیٹھا تینون تحفون کو اپنے دور مین لے لیا پکار کر کہا
اے اژدر طلسمی یہ تحفے تیرے سپرد مین اُس اژدر نے سر ہلایا یہ تو کہکے غائب ہوا
شبنم نے شام کو ایک کنیز شمشاد نامے اُسکو بلایا کہا ان قیدیون کے واسطے کھانا
لیجا شمشاد نے خوان سر پر رکھا قیدخانے مین آئی سب کے آگے کھانا رکھا جب
قریب نور الدہر پہونچی تو کہا اے طلسم کشا ہماری بی بی کے تصدق سے یہ کھانا ملتا
ہے نور الدہر نے منھ پھیر لیا کہا تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین صدقہ اپنا کسی فقیر کو
دین ہم نہین قبول کرتے شمشاد نے کھانا اُٹھا لیا بڑبڑاتی ہوئی چلی کہ یہ قیدی
ابھی نیا قید ہوا ہے اسوجہ سے مُوا ناز کرتا ہے بعد دو دن کے کھانا مانگینگے ورنہ آپ
تڑپین گے اپنی جان دینگے کون انکی مدد کریگا شبنم نے دسترخوان بچھوایا ہے اور
کہ رہی ہے کہ شمشاد پلٹ کر آئے تو مین کھانا کھاؤن یہ قیدی آفت کے مارے
کس بلا مین مبتلا ہین انکو کھانا کھلانا ثواب ہوگا کہ شمشاد سامنے سے آئی
بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ واری اور قیدی تو نہایت بھوکے تھے کھانے پہ
گر پڑے مگر جسکو دعوی طلسم کشائی ہے وہ بڑا اچھلا ہے ہم تو حضور کے خیرخواہ ہین
مین نے جو کہا ملکہ کا صدقہ ہے اِس لفظ پر بگڑ گئے کہا ہم کھانا نہ کھاوینگے ہم صدقہ
نہین لیتے تمھاری ملکہ بڑی مغرور ہین خود کھانا لیکر نہ آئین مین نے کہا انکی پاپوش

یہ کیا کیا لوح کو ہاتھ سے کھویا اب کیا ہوگا کس مشکل سے لوح ملی تھی دیکھون یہ بڈھا کہان لیجائے قصر مین لاکر نورالدہر کو بٹھایا مگر جالینوس ہاتھ مل رہا ہی کہ مین نے تیغہ اور لوح لیلی کیا نادانی کی کہ لوح محفوظ نہ لی مگر خیر لیلونگا نورالدہر خاموش بیٹھے ہین حکیم نے آواز دی اے سرداران نامی و اے پہلوانان گرامی آقا تمھارے آئے ہین دیکھا نورالدہر نے ایک طرف سے طہماس اور پانچ چار سردار حاضر ہوے کہ طہماس نے آکر کہا اے شہریار آپ نے لوح کو کھویا مگر لوح محفوظ کی حفاظت کیجیے ایسا نہ ہو یہ بھی قبضے سے نکلجاے نورالدہر نے کہا اے طہماس ایسا دھوکا کھایا کہ جسکو بیان نہین کرسکتے صاحبقران کی شکل بنکر کسی نے لوح لی اور تیغہ بھی لے لیا طہماس نے کہا لوح محفوظ مجھکو دیجیے کہ مین اسکی حفاظت کرونگا نورالدہر نے لوح محفوظ گلے سے اُتارکر طہماس کو دی طہماس نے جیسے ہی لوح محفوظ پائی پکارکر آواز دی حکیم صاحب اب تشریف لایئے لوح محفوظ بھی اب قبضے مین آگئی نورالدہر نے چاہا طہماس کا ہاتھ تھام لون طہماس جست کرکے نکلگیا وہ حکیم جو سامنے آئے آکر عرض کی اے شہریار زندان دیرگاہ مین چلیے نورالدہر کو حکیم صاحب نے ساتھ لیا نورالدہر گویا بستۂ زنجیر حکم حکیم ہین ایک قید خانے مین لاکر پہونچایا ایک نوجوان اور حکیم کے ساتھ ہی وہ کہتا ہوا کہ انکو قید خانے مین چھوڑیے آپ چلکر انتظام کیجیے حکیم صاحب نے جواب دیا اے فرزند مشکل یہی امر تھا کہ مین نے خود انکو مبتلا کیا اب گرفتاری اوروںکی کیا بات ہی کل سرداروں کو گرفتار کرلاؤنگا ایک قصر مین آئے دیکھا وہ قصر سجا ہوا ہی اسباب عیش و نشاط مہیا ہی صنچیون مین چند شخص بیٹھے ہین نورالدہر نے دیکھا کہ ایک طرف طہماس ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہی اور ایک طرف نجم اختر شناس اور ایک جانب ارسطوے ثانی اور ایک سمت ہماے مرصع پوش یہ چند سردار مسلسل بیٹھے ہین جو صنچی کہ خالی تھی حکیم نے اشارہ کیا کہ آپ یہان تشریف رکھیے نورالدہر اُس صنچی مین بیٹھے حکیم اور وہ نوجوان تو غائب ہوگئے چند زنگی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آئے نورالدہر کو

اور غائب ہو گئے نور الدہر آگے بڑھے مگر مزاج مبہوت بہی سوچ رہے ہین کہ دنیا تو
مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت حقیقت ہین یہ شاہان گذشتہ بڑے نام کر گئے آخر وہی
دو گز کفن اور گوشہ تنہائی کسی نے ساتھ نہ دیا مال و اسباب چھوڑ گئے خزانے پڑے
رہے ایک دن اپنا بھی یہی حال ہوگا اِس سوچ ہین ایک نخل کے سایے مین کھڑے
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مرکب سہ چشمی پر سوار ہین نور الدہر واسطے تسلیم کے خم ہوے پشت پر امیر
کے کئی سو جوان ہین نور الدہر نے جو سلام کیا صاحبقران نے برخوردار فرمایا اور
فرمایا کہ ای نور نظر تم یہانتک کیونکر پہونچے وسواس ہمارے مقابلے سے بھاگگا
یہ کہکے ارشاد کیا کہ بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے
فرمایا ای فرزند چند ساعت چلکر ٹھہرو ہم تم ہمراہ چلین گے صاحبقران آکر مسند پر بیٹھے
نور الدہر پہلو مین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر مین لوح تو دیکھون نور الدہر
نے لوح اُتار کر صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر تیغۂ طلسمی تو مین
دیکھون نور الدہر نے تیغۂ طلسمی بھی نکالکر دیا امیر نے تیغۂ طلسمی و لوح جب ہاتھ
مین لی تو فرمایا ای نور نظر ذرا باہر ٹہل آؤ دیکھو فوجون کی آمد ہین ہین نور الدہر اُٹھکر
باہر چلے مگر سوچتے ہوے کہ مین نے لوح کیون دیدی بیرون بارگاہ جو آئے دیکھا
وہ مجمع فوج ندارد نور الدہر پلٹے کہ دادا جان سے عرض کرون کہ مجمع فوج کیا ہوا
وہ لوگ سب کہان گئے پلٹ کے جو اندر آئے دیکھا صاحبقران بھی نہین ہین وہ
بارگاہ بھی غائب ہوئی اب یقین کامل ہوا کہ لوح نکل گئی ای نور الدہر یہ مکر تھا اب
حیران حیران پلٹے کہ جاکر بارگاہ مین بیٹھون یہان بارگاہ بھی اُڑ گئی متوحش کھڑے
ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص حکیم وضع ظاہر ہوا پکارتا ہوا کہ ای طلسم کشا چلو
تمھارے دادا جان تمکو بلاتے ہین نور الدہر اُس حکیم کو ساتھ لیکر چلے وہ اِنکو
لیکر اُس قلعے مین آیا جس قلعے مین گلگونہ قید ہے گلگونہ کی قفس سے نگاہ پڑی کہ
طلسم کشا ساتھ جالینوس ثانی کے چلے آتے ہین مگر سوچتے ہوے کہ ای نور الدہر

جالینوس ثانی اپنے مقام سے اُٹھا ایک صحرا مین آکر حصار کھینچا کچھ تصویرین اپنی جھولی سے نکالین اُنکو جا بجا مقرر کیا اور آپ غائب ہو گیا مگر نور الدہر نے مرحلۂ قسطاس پر انتظام کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح سے حکم نکلا کہ مرحلۂ وسوا اس برباد ہوا وہان صاحبقران زمان پہونچے اب انتظام جالینوس ثانی ہی ذرا بہت سمجھکر انتظام کرنا قدم بقدم لوح کو دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے طرف صحراے گلگون حصار کے چلے گلگون حصار قصر جالینوس ثانی کا لقب ہی نور الدہر رہروی کرتے ہوے آتے ہین سامنے ایک صحراے سبزہ زار ملا دیکھا نہر ارہا نخل سبز و شاداب جھیلین لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین اپنی آوازون مین حال عبرت و حسرت آشکار کر رہے ہین اُنکی صدا سے صاف صاف یہ پیدا ہی نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن جھیلین رہا کرتی تھین سردار نشین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت
قصر کو جاسے دو باشندونکو وانکے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت
نہ وہ جھیلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی

تا بہ کی حسرتِ فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے ہین اگر قصر فریدونکے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزو وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوتِ ہزار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عزو وقار
آجکل وہ لب جو چغد کا ہی آئنہ دار
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ صدا جو سُنی نور الدہر مبہوت ہو گئے تھوڑے عرصے مین وہ طائر اُڑے

گیا تھا کہ یہ شوخ دیدہ ہاتھ سے گئی گلگونہ نے شرما کر سر جھکا لیا وسواس نے جھپٹ کے گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا امیر نے جو دیکھا کہ گلگونہ کو لیے جاتا ہی اور گلگونہ نے بہ حسرت آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیر تیر و کمان تلاش کرنے لگے اتنی دیر مین وسواس بلند ہو گیا اب حیران ہو کہ کہان جاؤن سوچا کہ مرحلہ حکما پر چلون وہ لوگ اسکو قید کرینگے جب تکلیف اُٹھائیگی راہ پر آجائیگی یہ سوچتا ہوا طرف قصر حکیم کے چلا یہان امیر نے نگہبانون کو مار کر بھگا دیا خواجہ عمرو سے کہا خواجہ تمنے دیکھا کہ وسواس گلگونہ کو لے گیا اب دیکھیے کیا انجام ہو یہ فرما کر قلعے مین تشریف لائے عملداری کی کہ بت گُھسوائے مسجدون کی بنا ڈالی ہر کوو برزن مین صدائے صلوٰۃ بلند ہوئی امیر تو قلعۂ وسواس مین ہین مگر وسواس قصر حکما مین پہونچا جالینوس ثانی اُس قصر کا حاکم ہی جالینوس سے آکر وسواس نے ملاقات کی جالینوس نے پوچھا کیا معرکہ گذرا طلسم کشا کو کیون نہ گرفتار کیا سب کیفیت وسواس نے بیان کی کہ مین نے صاحبقران کو قید کیا تھا مگر اس گیسو بریدہ نے رہا کیا جالینوس ثانی نے ایک ملازم کو آواز دی وہ قفس آہنی لیکر آیا گلگونہ کو قفس مین بند کر کے وہ قفس قصر مین لٹکا دیا گلگونہ فراق صاحبقران مین بیتاب تھی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے

نظم

مہندی سے لال لال نہین دست و پای دوست	خون شہید ناز ہوا ہی حنائے دوست
حصے مین دوستونکے ہی جور و جفائے دوست	دشمن خدانخواستہ ہون خاکپائے دوست
دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف	آنکھونکو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست
لاتین چلین گی سینے پہ اپنے شب وصال	کیا کیا نہ غل مچائیگی خلخال پائے دوست
کیا مال ہی ہزار کوئی مالدار ہو +	ہم بھی ہین سائلِ در دولت سرائے دوست
زندہ سنے تو مُردہ ہو ہو جائے دم فنا	مُردے کو زندہ کرتی ہی آواز پائے دوست

جالینوس ثانی یہ آوازہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای وسواس تم تو یہانکا انتظام کرو مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون وسواس نے کہا مین اس شوخ دیدہ کی حفاظت کرونگا

ہمیشہ خدا مہربانی کند ✤	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند ✤	بہ کنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عزّ و ناز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت ✤	کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را بخواند بہ قرب وصال	رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو ے درد بیمار را	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پذیرد ز ہر بندہ راز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند ✤	بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی گلگونہ نے تڑپ کر دعا کی خواجہ نے بڑھکر ہتوڑہ حضرت داؤد کا نکالا اور پانؤن پر دیو کے مارا اُستخوان دیو ٹوٹے دیو لڑکھڑا کے گرا عمرو نے شیشہ توڑ ڈالا اُس مین سے ایک طائر نکلا گرد سر دیو کے چرخ مارنے لگا دیو کے بدن سے آگ پیدا ہوئی جلکر خاک ہوا وہ قفر گرا عمرو نے حرز ہیکل کو اپنے پاس رکھا وہان سے باہر نکلے دیکھا کیوس اُسی طرح بیہوش پڑا ہی عمرو نے آکے اُسے قتل کیا گلگونہ خواجہ کو پنجے مین دبا کر لے اُڑی اپنے باغ مین آئی وہ نقب جو کنیزون نے تیار کی تھی اُسی نقب کو پھر صاف کیا اُسی نقب کی راہ سے قید خانے مین پہونچی صاحبقران زمان سر نگون بیٹھے تھے شیشۂ اسم اعظم ٹوٹ چکا تھا امیر کے ہوش درست ہو چکے تھے پوچھا کون ہی گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے بڑھکر عرض کی اے شہریار شیشۂ اسم اعظم توڑا کہ ہوش درست ہوے یہ کہکے حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی جیسے ہی حرز ہیکل گلے مین آئی صاحبقران اُٹھے عمرو نے نیمچہ ہاتھ مین دیا امیر نعرہ کر کے اُٹھے نگہبانون نے جو صاحبقران کو دیکھا سحر کرنے لگے مگر ظاہر ہوا کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا وسواس جادو پڑا سو رہا تھا آواز سُنکر باہر نکلا دیکھا کہ ملکہ گلگونہ ہمراہ امیر ہی پکارا کہ او گیسو بریدہ تو یہان کہان آئی مین پہلے ہی سمجھ

ہون اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا ملکہ نے کہا دیوانے نہ ہنو کیا مجھکو بدنام کروگے اگر میرے باپ کو یہ خبر پہونچیگی تو بہت برہم ہونگے جب گلگونہ ڈراتی ہی تو یہ سہم جاتا ہی مگر دم بدم بلبلاتا ہی یہی کہتا ہی کہ ای آرام جان و روح آج تو مجھکو تم ضرور سرفراز کرو گلگونہ نے خواجہ کو اشارہ کیا خواجہ نے ہنسکر کہا ای کیوس لو مبارک ہو کہ معشوق بھی راضی ہی تخلیے مین جو پلنگ بچھا ہی وہان جاؤ یہ سنکر کیوس اٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا الٹ کھڑا کے گرا خواجہ نیمچہ پکڑ کے جھپٹے تھے کہ گلگونہ نے کہا خبردار یہ حرکت نہ کرنا خواجہ اگر یہ مارا جائیگا تو رہائی مین اسم اعظم کی فتور پڑیگا پہلے تخت آہن اٹھاؤ خواجہ نے ایک پایے مین کمند آصفاے باصفا کو باندھا اور دوسرا سرا کھمبے مین قصر کے باندھا آواز دی کہ ای کمند اسقدر کھینچنا کہ دونون گوشے ملجائین کمند نے کشش کی تخت اپنے مقام سے ہٹا خواجہ نے آکر فرش چاک کیا دیکھا ایک تختۂ سنگ لگا ہی اُس تختے کو ہٹایا سیڑھیان ظاہر ہوئین آگے آگے خواجہ پیچھے ملکہ گلگونہ مگر اسباب سحر سے ہوشیار گولے وغیرہ ہاتھ مین ہین آہستہ آہستہ چلی جاتی ہین سیڑھیون کو طی کر کے ایک قصر مین پہونچے دیکھا حقیقت مین ایک طرف ایک دیو مہیب بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی ایک طرف دالان مین ایک میز رکھا ہی اُسپر شیشۂ اسم اعظم ہی حرز ہیکل اُسکے گلے مین پڑی ہی گلگونہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ جھپٹکر شیشہ اٹھائیے مین دیو کا خیال کرون خواجہ نے جھپٹ کے شیشہ اٹھایا دیو نے ایک نعرہ کیا کہ قصر ہلگیا چوبدست لیکر دوڑا گلگونہ نے گولہ مارا سینے پہ جو دیو کے پڑا للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھکو پہچانا یہ کہکے چنگل مارا گلگونہ کو چنگل مین اٹھا لیا گلگونہ نے تڑپ کر آواز دی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو مالک و مختار ہی اِس ظالم کے پنجے سے بچاے **نظم**

خداوند ملک جہان کارساز	خداکار فرما و بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خداست	نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز

تابعدار ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا گلگونہ نے سر جھکا کے کہا رہائی امیر کا جو
مین نے نام لیا یہ فقط تمھارے افروختہ کرنے کو کہا تھا مجھے اُنکی رہائی سے کیا کام
جب دربار مین والد کے سُنا کہ کیوس ایسا معتبر ہی کہ اسم اعظم و حرز ہیکل اُسکے سپرد
ہوئی دل کو یقین ہوا کہ مرتبۂ اعلیٰ رکھتا ہی دل تو بیقرار تھا فورًا اچلی آئی لیکن ایک
خیال رہے کہ میرا مقدمہ وسواس سے چھپانا ورنہ وہ ایسا بدگمان ہی کہ تمام دنیا مین
مشہور کردیگا تمھارے بھی قتل کا درپے ہو تو عجب نہین کیوس نے کہا اے شہنشاہ
خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین تمھارے حکم سے گردن نہ ہٹاؤنگا جو حکم کروگی وہ
بجا لاؤنگا کیوس نے کہا اے ملکۂ عالم خیال تو کرو اول مجھکو بیہوش کرے جس تخت پر
بیٹھتا ہون اُس تخت کو اُٹھائے فرش کو ہٹائے دہنہ نقب کا پیدا ہوگا نقب کو
طے کرے ایک قصر رفیع مین پہونچیگا ایک دیو اُس قصر مین دکھائی دیگا وہ سنگین
لگا رہا ہوگا اُسکی دوا دوش پہ خیال نہ کرے دالان مین ایک میز پر شیشہ رکھا ہی
گلے مین اُسکے حرز ہیکل لپٹی ہی وہ دیو دوڑے گا مگر چالاکی یہ ہی کہ اُس شیشے کو
جلدی اُٹھالے اور توڑ ڈالے ایک طائر اُسمین سے نکلیگا اُس دیو پر بیٹھ جائیگا
اُسوقت مناسب ہی کہ وہان سے نکلے تب آکر مجھکو قید کرے اے گلگونہ مجھکو خیال
ہی کہ کون ایسا جری ہوگا میرا بیہوش ہونا دشوار ہی اگر بیہوش بھی ہوا تو تخت
نہ اُٹھیگا قصر مین جب جائیگا تو دیو کو دیکھکر کلیجہ پانی ہو جائیگا ابنو عمرو خاموش ہوا
اور سوچا کہ وہ مشقت ہی جسکا ہونا غیر ممکن ہی کیوس نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ
کو اپنے پہلو مین بٹھایا جب ہاتھ بڑھاتا ہی تو گلگونہ منع کرتی ہی کہ اے کیوس جلدی نکرو
کنیزین سامنے بیٹھی ہین مجھکو شرم آتی ہی عمرو نے گاتے گاتے جام آغشتہ بدارو
بیہوشی بھرا پنجۂ نگارین پر رکھکر پیش کیا کیوس نے دونون ہاتھ بڑھائے ملکہ
گلگونہ نے کہا پہلے ہم پئین بعد تم پینا اس جلدی مین کیوس پی گیا پیتے ہی حرکات
لغو کرنے لگا کبھی ہاتھ بڑھاتا ہی کبھی سہم جاتا ہی کبھی غصہ کرتا ہی کبھی تحسین کرنے
لگتا ہی کبھی ہاتھ باندھکر کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین بیقرار

کہا اے شہنشاہ ساحران اُسمین سے ایک زنگی میرے پاس آیا میری پیشانی پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تجھکو قدرت نے کمال علم موسیقی مرحمت کیا ہی اور ساقی گری بھی خوب کریگی یہ کہکے غنچہ دہن نقلی نے بابان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ ناز و انداز گانا شروع کیے نظم

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہی
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہی

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہی
کمر ٹکنے کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہی

یہی آواز آتی ہی در مہر و محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہی

اطبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو اِسکو شربت دیدار بہتر ہی

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمھارے حُسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہی

بہار بیخزان ایسی نہین کوئی چمن پہ کھلتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہی

سوال بوسہ پہ ہنسکر وہ بت کہتا ہی اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہی

اِسطور سے یہ اشعار غنچہ دہن نقلی نے گائے کہ کیوس خوش ہوگیا تعریفین کرنے لگا کہا اے غنچہ دہن حقیقت مین قدرت نے تمکو یہ کمال عطا فرمایا آواز بھی عمدہ ہوگئی حقیقت مین راگنیان سامنے آتی ہین صورت دکھاتی ہین اِدھر گلگونہ نے تعریفین کین کہا اے کیوس غور کرو یہ شرف تمکو قدرت نے مرحمت فرمایا ہی کہ تمھاری کنیز کو کمال عطا فرماگئے کیوس نے کہا اے ملکہ گلگونہ اگر مجھکو قبول کرو اور اپنی غلامی مین لو تو مین صورت بتاؤن رہائی اسم اعظم مین چند تدبیرین ہین مین نے ایسے مقام پر رکھا ہی کہ اب مین خود بھی جا نہین سکتا گلگونہ نے کہا اے کیوس جلسہ جماؤ اسباب عیش کو طلب کرو غنچہ دہن بیٹھکر گائے تو کیا عجب ہی کہ تمیز رغبت ہو مجھے ہر مرتبہ یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو حصول مطلب کرکے فقرہ بتاؤ یہ کلمہ سُنکر کیوس نے کہا عمر بھر غلامی کرونگا اب میرے دل سے وہ خیال نکلتا جاتا ہی ورنہ میرے دل کو یہ گمان غالب تھا کہ تم صاحبقران پر عاشق ہو اُسی کی فکر مین آئی ہو مگر اب دل یہ کہتا ہی کہ تم کو میرا بھی خیال ہی اگر تمکو میرا خیال ہی تو مین بھی دل سے

کہا ای کیوس یہ خیال خام تصور ناتمام ہی اُسکا عیار شبرنگ نامے بیٹا عمرو کا بلاے روزگار ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے سامنے ٹکر کرے جب تو کیوس نے کہا ای ملکۂ عالم مین تمھاری محبت سے ناچار ہون نہایت بیقرار ہون جو تم کہو وہ بجالاؤن مگر خواجہ کو جو کنیز بن لیکر چلین غنچہ دہن نامے کنیز کوڑا ہاتھ مین خواجہ کو لیے ہوے جاتی ہی خواجہ رونے لگے غنچہ دہن نے پوچھا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اپنی جان کو روتا ہون کہ اب کیونکر جان بچے گی مجھکو اِسکا خوف ہی کہ جو رقم میرے پاس ہی یہ کون لیگا غنچہ دہن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا آپ کنارے چلیے تو مین دکھاؤن غنچہ دہن عمرو کو لیکر کنارے آئی عمرو نے کچھ روپے نکالکر دیے اور کہا اِس مین میرا دفن وکفن کرا دیجیے گا دوسری پوٹلی نکالی کہا یہ آپ کا حصّہ ہی کئی چیزین عمرو نے نکالین آخر مین ایک ڈبہ نکالا کہا اِس مین جواہر ہی مگر اسکو ملاحظہ نہ کیجیے ہوا لگنے سے جواہر کی آب جائیگی تو مجھکو قلق ہوگا یہ سُنکر غنچہ دہن نے کہا مین دیکھ کے بند کردونگی عمرو نے ہرچند منع کیا مگر غنچہ دہن کو ایک جوش تھا اُس ڈبے کو کھولا اُسمین سے بیہوشی نکلی غنچہ دہن بیہوش ہوکے گری عمرو نے غنچہ دہن کو زنبیل مین رکھا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آئے کیوس نے پوچھا کیون غنچہ دہن عمرو کو قید کیا کہا حضور قید خانے مین بڑے فساد کر رہا ہی آپ کو گالیان دیتا ہی مجھکو ہزارون گالیان دین لیکن مین نے بلک کر قدرت کو پکارا گوشے سے دو زنگی پیدا ہوے عمرو کو چیر پھاڑ کر کھا گئے مین ڈر کے بھاگ آئی ہڈیان قید خانے مین پڑی ہین یہ سُنکر کیوس نے کہا قدرت نے ملازمان ملک الموت کو بھیجا کیون ای گلگونہ تمنے قدرت سنا ئی سُنی کہ کس طور سے عمرو کا کام تمام ہوا بڑا مکار تھا قدرت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عمرو کا خاتمہ کرادونگا آخر آج زنگی اُسکو کھا گئے چند زنگیان آدمخوار بیشۂ فرخار مین رہتے ہین اُنھین مین سے دو آئے وہی عمرو کو کھا گئے گلگونہ کو کمال قلق ہوا عمرو نے بائین آنکھ کا اپنی تل دکھایا اِشارہ تھا کہ تم کیون گھبراتی ہو مین ابھی اِسکو لیتا ہون یہ کہکے عمرو نے

کھانے دیکھو اسنے کیونکر عمرو کو گرفتار کیا عمرو کو گرفتار کرکے طرف گلگونہ کے متوجہ ہوا کہا بی گلگونہ مین تمھارے کل حال سے آگاہ ہون یہ مجال نہین ہی کہ مین دھوکا کھاؤن اور تم اسم اعظم لیجاؤ اب بہتر یہ ہی کہ خداوند لقا کو اپنا خداوند جانو اور مذہب قدیم پر قایم ہو تو مین تمکو جانے دون گلگونہ نے سر جھکا کر کہا ای کیوس مین اس خیال سے آئی کہ کیوس مجھپر مرتا ہی مین چل کے ملاقات کر آؤن نہین معلوم کہ فلک کیا دکھائے آمد طلسم کشا مشہور ہی نہین معلوم کون مارا جائے کون زندہ بچے یہ سنکر کیوس نہال ہو گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تو یہ نوبت ہی کہ تمھارا نام لیکر جیتا ہون راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین خیال تو کرو نظم

جو گرا دانہ زمین پر ہوگے آخر تم اُگا
ہر نہ دانہ اشک چشم نم کا ای ہمدم اُگا

نخل فوارہ نظر آتا ہی ہر سو باغ مین
مجھکو ہوتا ہی یقین یہ دانۂ شبنم اُگا

ہی دل پُر داغ مین ای مہر تیرے رُخ کی یاد
اس چمن مین گل بشکل نیر اعظم اُگا

دہ کھڑا ہی اور عاشق نوحہ گر ہین گرد گرد
نخل قد یار نخل حلقۂ ماتم اُگا

ایک دانہ کھا کے باہر باغ جنت سے ہوے
نخل گندم خلد مین تھا دشمن آدم اُگا

مجھ خمیدہ قد سے لپٹا ہی وہ سرو باغ حسن
بید مجنون سرو بستان دیکھ لو توام اُگا

مر گیا لیکر شفا بھی بوسۂ خط صنم
سبزۂ رخسارۂ جانان اسکے حق مین سم اُگا

ای گلگونہ مین نے عمر اپنی تیرے فراق مین گذاری آج تیرے منھ سے ایک کلمہ محبت کا نکلا دل باغ باغ ہو گیا غمسے فراغ ہو گیا گلگونہ نے کہا ای کیوس مین تجھسے وعدہ کرتی ہون کہ تجھکو عہدۂ جلیل ملیگا صاحبقران کی رفاقت مین بہت بڑا مرتبہ حاصل ہوگا رہائی صاحبقران کی ترکیب کرو ایسا نہ ہو کہ قید خانے مین انپر کچھ گذر جائے ایسے جلیل کا قید ہونا جاے افسوس ہی ای کیوس فکر کرو اسم اعظم انکا کھولدو کیوس نے کہا یہی باتین خلاف ہین مین جو خیال کرکے دیکھتا ہون تو مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تم محبت صاحبقران مین مبتلا ہو مین نے عمرو کو پکڑ لیا ہی میرے یہان قید ہی اسی کی شکل بنکر جاؤنگا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لونگا گلگونہ نے

ہی کہ گلگونہ کی ذات سے آفت برپا ہوگی چاہا تھا کہ مجھکو قید کر رکھے جبتک طلسم کشا کو گرفتار کرے حقیقت مین ایسے ایسے ساحر اسکے ساتھ ہین کہ زمین ہلادین رات کا دن کرین اور دن کی رات کرین خواجہ گلگونہ کے ساتھ باغ مین آئے کنیزون سے کہا نقب کو بند کرو فوراً کنیزون نے نقب کو بند کردیا گلگونہ نے خواجہ سے کہا ای شبرنگ مین نے پہچان لیا تم خواجہ عمرو ہو جیسے ہی خواجہ نے یہ کلمہ ملکہ کی زبان سے سُنا فوراً قدمون پر گر پڑے کہا ای ملکۂ عالم حقیقت مین مین عمرو ہون ملکہ نے سر سینے سے لگایا کہا خواجہ اب چلکر کیوس کو مارو تب اسم اعظم رہا ہو ملکہ نے فوراً خواجہ کو ایک تخت پر سوار کیا طرف قصر کیوس کے لے چلی ملکہ نے راہ مین پوچھا خواجہ جسکی صورت پر تم آئے تھے اُس کنیز کو کیا کیا خواجہ نے کہا مین اُسکو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کرکے تمھارے باغ مین چھوڑ آیا اِدھر کیوس اپنے دربار مین بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ اب بی گلگونہ آتی ہونگی اُنپر مصیبت پڑی ہی آنے دو دیکھو مین کیا تدبیر کرتا ہون کہ دیکھا تخت اُڑتا ہوا آتا ہی اُسپر گلگونہ نہایت تکلف سے بیٹھی ہی ایک کنیز پہلو مین کھتی ہوئی آتی ہی کہ حضور چلکر گا نیکا انتظام کرین مین گاکر اُسکو ایسا راضی کرون کہ خوش ہوجائے کیوس نے ملکہ کو جو آتے ہوے دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا ملکۂ عالم آئیے خواجہ نے اُترتے ہی کیوس کا ہاتھ تھام لیا کہا تم بڑے صاحب نصیب ہو ملکہ تمھارا ذکر کرتی ہین مین اِنکو لگا کر لائی ہون کیوس نے بہ نگاہ غور طرف عمرو کے دیکھا کہا ای عمرو کیا فکر کریگا مین تیرے آتے ہی آگاہ ہوگیا ہین کہ رہا تھا کہ خواجہ آتے ہین اور گلگونہ ساتھ ہی خواجہ قدمون پر گر پڑے گلگونہ نے یہ دیکھا کہ کیوس نے ہاتھ ہلا دیا کہ رنگ و روغن خواجہ کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی اور کیوس نے خواجہ کو گرفتار کیا گلگونہ حیران دیکھ رہی ہی جانتی ہی کہ یہ ساحر زبردست ہی پہلے ہی آگاہ ہوگیا اِسی مضمون کو کتاب مین دیکھ رہا تھا بقراط نے سب کچھ لکھا ہی مگر اب ایسا مغرور ہی کہ اپنی تحریر کو بھولا جو لوگ اُسپر عمل کرتے ہین وہ دھوکا نہین

بلایا کہا ای نور نظر ذرا زبان نکالو تو مین سحر کر دون جیسے ہی گلگونہ نے زبان نکالی
وسواس نے سوزن دیکر کہا اِس شوخ دیدہ کو لیجا کر اُسی قید خانے مین قید کرو
خواجہ نے دیکھا گلگونہ کو کشان کشان لیچلے اُسوقت گلگونہ بہ نگاہ حسرت چہار
جانب دیکھتی تھی خواجہ کا دل ٹکڑے ہو گیا مگر ناچار بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ سبنے
لیجا کر گلگونہ کو بھی اُسی قید خانے مین قید کیا خواجہ کھڑے دیکھا کیے مگر کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی پلٹین خواجہ بھی اُن سب کے ساتھ باغ مین آئے کنیزین رونے
لگین کہتی ہین صاحبو غضب ہوا کہ ہماری مالک کو قید کر لیا خواجہ نے کہا صاحبو
اِس رونے سے کیا فائدہ کچھ تدبیر رہائی کی کرو سب نے کہا ای شبرنگ تمہین بتاؤ
کہ کیا تدبیر کرین عمرو نے کہا نقب لگاؤ سب نے اِس بات کو منظور کیا گوشے
مین آکر خنجر ہاتھ مین لیے نقب کنی مین مصروف ہوئین چند کنیزین کھودتی ہین
چند مٹی نکال رہی ہین خواجہ تدبیرین بتا رہے ہین نقب کھُد رہی ہی دن بھر نقب
کھودی شام کو مُہرہ نقب کا قید خانے کے گوشے مین پہونچا خواجہ اُن سب کے
ساتھ تھے آکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی گلگونہ نے قید توڑ ڈالی قریب
صاحبقران کے آئی چاہا کہ صاحبقران سے کلام کرے مگر صاحبقران خاموش
بیٹھے ہین خواجہ نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم صاحبقران کیون نہین کلام کرتے
گلگونہ نے کہا اسم اعظم بند ہی جبتک اسم اعظم نہ کھُلے گا صاحبقران کلام نہ کرینگے
تم لوگون نے بڑا کمال کیا کہ مجھکو رہا کر لیا اب مین اسم اعظم رہا کرونگی کیونکہ ایک
ساحر مسمی کیوس آدمخوار کے پاس اسم اعظم و حرز ہیکل ہی خواجہ نے کہا پھر کیونکر
چلین گلگونہ نے کہا وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو دیکھتے ہی غنیمت جانے گا
خواجہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا گلگونہ نے کہا ای شبرنگ مفصل بتا کہ تو
کون ہی اِن کنیزون کو یہ عقل نہ تھی کہ مجھکو رہا کرتین مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا
ہی کہ تو عمرو عیار ہی بھی قاعدے مین لکھا تھا کہ عمرو تیرے باغ مین آویگا اُسی
کی ذات سے رہائی ہوگی اور اِسی وجہ سے میرے باپ نے مجھکو قید کیا تھا یہ نوشتہ

گائینگی بلاؤن گاتا ہو ملکہ نے جواب دیا ای شبرنگ کسی بات کو میرا دل نہین چاہتا
طبیعت پریشان ہو جی چاہتا ہو مین جا کر قید خانے مین بیٹھون اُنکو رہا کرون وہ
کیسے خاموش بیٹھے ہین اُنکو غم ہو میرے دل کو صبر کیونکر آئے مگر صبح کو دربار مین
والد نامدار کے جاؤنگی اُنسے ضرور کہونگی کہ آپ نے مرتبہ شناسی کو فراموش کیا
اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ یہ آقا پر عاشق ہوئی یقین ہو کہ اپنے باپ سے
کہکر رہا کرائے شب بھر یہی باتین رہین جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا ملکہ نے کہا
ای شبرنگ مین خدمت مین والد نامدار کی جاتی ہون بہت سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا
مان لیا تو مطلب نکل آیا اور اگر نہ مانا تو اُنھین اختیار ہو کچھ اور تدبیر کیجائیگی خواجہ
حیران ہین کہ دیکھیے فلک کیا دکھائے یقین تو ہو کہ اِسکی ذات سے مطلب نکلے
گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ جو کہاری بنے ہوے تھے اِنھین کا ہاتھ تھام
لیا کہا ای شبرنگ اب چلو تم بھی سُن لینا کہ والد سے کیا گفتگو ہوتی ہو خواجہ عمرو
ناچار ہمراہ ہوے ملکہ گلگونہ رنگین پوش ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر پہونچی وسواس
کو دیکھا تخت پر بیٹھا ہو وزرا امرا آتے جاتے ہین سب سے کہتا ہو یار و رات کو
غضب ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش کہ میری سلطنت کا دار و مدار اُسی پر موقوف ہو
وہ امیر پر مائل ہوئی یہ ذکر تھا کہ گلگونہ سامنے آئی جُھک کر باپ کو سلام کیا وسواس
نے کہا او شوخ دیدہ تو نے غضب کیا مین نے خبر سُنی کہ رات تو قید خانے مین گئی
یہ وہ شخص ہو کہ جسنے بڑے بڑے ساحرونکو مار اہمارا اِسکے ہاتھ سے ناک مین
دم ہو اب اُسکو گرفتار کر لیا اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا طلسم کے بچانے کی
تدبیرین کر رہے ہین آگے قدرت کو اختیار ہو گلگونہ نے جواب دیا ای والد
نامدار مناسب یہ ہو کہ اِس شخص کو قید سے چھوڑ دیجیے طلسم کشا کی فکر کیجیے یہ سنکر
وسواس نے کہا تجھے اِن مقدمات مین کیا دخل ہو ہمین اختیار ہو اور جو مناسب
جانینگے وہ کرینگے گلگونہ نے کہا آپ کو اختیار ہو گلگونہ نے چاہا پلٹون وزرانے
کہا ای شہریار اگر یہ جائیگی تو آفت برپا کریگی اِسکو گرفتار کر لیجیے وسواس نے قریب

تب عمرو نے کہاری کو زنبیل سے نکالا اُسیکی شکل بنے کپڑے اُسکے اُتارکر پہین لیے رنگ روغن سے درست ہوے کہاری کو پھر داخل زنبیل کیا اب خواجہ دوڑتے ہوے تعاقب مین غنش کے چلے ملکہ نے غنش سے آواز دی اری شہرنگ خواجہ تو چند قدم پیچھے پیچھے آتے تھے کہارون نے کہا حضور وہ پیچھے آتی ہی ملکہ نے حکم دیا کہ شہرنگ کو پکارو لو کہارون نے پکار کر آواز دی بی مہری صاحب تمکو ملکۂ عالم بلاتی ہین خواجہ دوڑکر قریب غنش کے آئے کہا آج حضور نے بڑی تکلیف فرمائی گلگونہ نے جواب دیا کہ ای شہرنگ مین کیا کہون کہ میرے دل کا عجیب حال ہی اپنا قول یہ ہی :

نظم

باغبان انصاف پر بلبل کے آیا چاہیے
پینچنی اُسکو زر گل کی پنہایا چاہیے
فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانونکی خاطر سے جلایا چاہیے
پان بھی کھاؤ جمائی ہی جو مِستی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے
آئنہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ایجان چرایا چاہیے
بوسہ اِس لب کا ہی قوت بخش روح ناتوان
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے
عشق مین حد ادب سے آگے رہتا ہی قدم
شاخ رنگین پر سے بلبل کو اُڑایا چاہیے
دیکھیے کرتا ہی کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلے کو آزمایا چاہیے
ہوگیا ہی ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین جاکر اِسے بلبل سنایا چاہیے
فصل گل ہی چار دن ساقی تکلف ہی ضرور
پھر جواہر کی بطِ مے کو لگایا چاہیے
غم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہی آرہی
ظرف عالی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے
شیر سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریاے فقر بچھا چھوڑ جایا چاہیے
خاطر آتش لکھی ہین چند بیتین اور بھی
بے نشان ہون نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

خواجہ بولے حضور نے جو فرمایا بجا ہی حقیقت مین آپ رتبہ شناس ہین یہ باتین کرتے ہوے قریب در باغ پہونچے ملکہ اُتر ین لڑکھڑاتی ہوئی باغ مین آئین مسند پر آکے بیٹھین خواجہ بھی قریب آکر بیٹھے کہا ای ملکۂ عالم غم والم دل سے دور کیجیے

چرخ مارتا پھرتا ہی یہی سوچ ہی کہ خدمت مین آقا کی جاؤن مگر زنگی بیدار ہین حاضر باش وناظر باش کر رہے ہین جو کوئی اُس راستے سے گذرتا ہی اُسکو ہٹا دیتے ہین عمرو ناچار ہو کر ایک نخل کے سایے مین اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا دو پہر رات آئی تھی کہ پہلو سے روشنی معلوم ہوئی عمرو نے دیکھا فنس مین کوئی سوار ہی آگے آگے دو مشعلچی مشعلین روشن کیے ہوے اِس عظم وشان سے سواری آتی ہی دو کہاریان داہنی بائین جانب فنس کی پٹی پر ہاتھ رکھے ہوے زنگیون نے بڑھکر پکارا کون آتا ہی کہاریون نے آواز دی ملکہ گلگونہ رنگین پوش کی سواری ہی منظور ہی کہ قیدی کو دیکھین زنگیون نے دروازہ کھولدیا گلگونہ اُتری قید خانے مین آئی دیکھا ایک جوان نہایت حسین وجمیل سر نگون بیٹھا ہی مگر ملول وحزین ہی گلگونہ بیقرار ہو گئی ساتھ والیون سے کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت یون قید ہو جائے مگر تعجب ہی کہ اِنکا رفیق وشفیق عمرو کہان گیا خیر چلو باغ مین چلین یہان ٹھہر کر اور اِس آفتاب جمال کو دیکھکر کلیجہ جلتا ہی قلب کو قلق ہوتا ہی والد کو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسے شخص کو یون قید کیا کہ جسکا اِسوقت پر یہان کوئی معین ومددگار نہین یہ کہتی ہوئی قید خانے سے نکلی ساتھ والیون نے کہا حضور آپ کو کیا مطلب مالک مرحلہ ہین جسطور سے چاہتے ہین انتظام کرتے ہین گلگونہ نے کہا اب اِسوقت تو مین باغ مین چلتی ہون مگر صبح کو البتہ والد سے کہونگی کہ اِنکا مرتبہ ایسا نہین ہی کہ جنکو آپ نے یون قید کیا مناسب یہ تھا کہ کوئی قصر رفیع ہوتا اُسمین بطور نظر بند کے رہتے یہ کہکر ملکہ فنس پر سوار ہوئین ایک کہاری چند قدم آگے بڑھی دوسری ملکہ کی فنس کے ہمراہ ہوئی کہارون نے فنس اُٹھائی لیکر چلے لیکن عمرو تو یہ سانحہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی وہ کہاری آگے آگے عمرو کی جانب سے گذری فوراً عمرو نے حباب بیہوشی مارا کہاری بیہوش ہو کر گری عمرو نے ہاتھون پر روک کر داخل زنبیل کیا جب فنس ملکہ کی چند قدم آگے نکل گئی

جن لوگون نے رکاب پر ہاتھ رکھا تھا امیر اُنکے ساتھ چلے عمرو دور سے دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران اُنکے ساتھ لشکر مین پہونچے ایک بارگاہ استادہ تھی امیر اندر بارگاہ کے گئے خواجہ عمرو درخت کی بیخ مین چھپے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ہر شخص یہی کہہ رہا ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کر لیا اب مطلب پورا ہوا عمرو نے دیکھا کہ اہالی لشکر امیر با توقیر کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ سے لیکر نکلے مگر اس لعین نے کہ زبان بند حرز ہیکل کسی نے گلے سے اُتار لی اب صاحبقران کو ایک ارابے پر سوار کیا صاحبقران سر جھکا کر بیٹھے کل فوج تیار ہوئی ارابہ لیکر چلے خواجہ عمرو حیران ہین کہ پروردگار یہ کیا ہوا آقا ایسے مجبور ہوے وہی تاجدار تخت پر سوار ہی فوج کو حکم دے رہا ہی کہ جلد اِس صحرا سے نکل چلو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آجاے جلدی جلدی جاتے ہین ارابے کو بڑھا رہے ہین قضاے کار یہ تاجدار کہ جسکا تاجدار جادو نام ہی وسواس کا بھیجا ہوا ہی دربار مین صلاح ہوئی تھی اِس تاجدار نے کہا کہ مین جا کر صاحبقران کو گرفتار کیے لاتا ہون مگر طلسم کشا سے خوف ہی ایسا نہ ہو وہ آ پڑے وسواس نے کہا تم یہانتک لاؤ ایسے مقام پر قید کرون کہ تا قید حیات نہ چھوٹ سکین عمرو دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ وہ فوج صاحبقران کو لیے ہوے سامنے ایک قلعے کے پہونچی وسواس جادو کو خبر ہوئی کہ تاجدار صاحبقران کو گرفتار کر لایا اُٹھکر باہر آیا صاحبقران کو دیکھا تاجدار سے پوچھا کہ اِنکے تحفہ جات لے لیے تاجدار نے کہا حرز ہیکل میرے پاس موجود ہی اسم اعظم فراموش کرا یا دیکھ لو کہ خاموش بیٹھے ہین وسواس نے جو صاحبقران کو دیکھا آکر کہا کیون حضور کچھ آپ کو خیال نہ ہوا آپ مرحلے پر چلے گئے اب کون صورت رہائی کی ہی یہ کہکے تاجدار جادو کو حکم دیا کہ لیجا کر زندان دیرگاہ مین قید کرو تاجدار جادو نے صاحبقران کو ارابے سے اُتارا چند زنگیان سیاہ رو آئے سر زنجیر کو تھام کر صاحبقران کو لے چلے یہ حال دیکھکر عمرو بہت بیقرار ہوا پہلو مین قلعے کے قصر تھا اُسمین لیجا کر صاحبقران کو قید کیا عمرو گرد قصر کے

درگاہ مین کریم کے ہی التجا قبول ۔ دست دعا بلند تو کر ہی دعا قبول
باندھے گرہ مین اپنی مرے دلکو زلف یار ۔ حاضر یہ گنج ہی جو کرے اژدہا قبول
شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش ۔ ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
داغ فراق دیکھے نہ جا قبل صبح کے ۔ سب کچھ قبول ہی یہ نہین مدعا قبول
یہ وقت لہو ولعب مین کھووے نہ آدمی ۔ کرتا ہی بندگی کو جو اُنکی خدا قبول
ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے ۔ جو کچھ کہون کرے وہ مرا دلربا قبول
وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا ۔ کرتی نہین ہی اُنکی طبیعت دعا قبول
عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین ۔ دل کو نہین ہی کوئی تمھارے سوا قبول
کہنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب ۔ کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

طائرون نے یہ آوازجو دی خواجہ تو پیچھے ہٹے مگر صاحبقران زمان اُسیطرح گھوڑا بڑھاے ہوے جاتے ہین بخوبی صبح ہوگئی عمرو دورسے دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران گھوڑے سے اُترے زین پوش بچھایا کہ واجب خدا ادا کرون پہلوسے آواز آئی کہ او غافل ہم تیرے مشتاق بیٹھے ہین رات بھر تڑپتے ہوے گذری ہی امیر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک تاجدار پہلوے صحراسے پیدا ہوا آکر صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار مین فریادی آیا ہون امیدوار ہون کہ میری التجا قبول ہو صاحبقران نے فرمایا ٹھہر جاؤ ہم نماز پڑھ لین اُس تاجدار نے کہا بہتر القصہ نماز پڑھ کے صاحبقران اُسکے ساتھ ہوے عمرو دورسے تعاقب مین دیکھتا چلا آتا ہی کہ آقا کہان جاتے ہین کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ سامنے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُس تاجدار نے پکارکر آوازدی یارو مین صاحبقران زمان کو لایا کئی جوان اُس فوج سے نکلے قریب صاحبقران کے آئے رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار اُترئیے دربار مین آپ کی طلب ہی عمرو نے دیکھا صاحبقران گھوڑے سے اُتر پڑے عمرو حیران ہی کہ غیر لوگون کا سامنا اور صاحبقران اسم اعظم نہین پڑھتے خیر

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے مارے جانا اُسکا کہ فوج مین فریاد کی صدا بلند ہوئی ہر ایک آواز دیتا تھا کہ ای صف شکن ہم پناہ مانگتے ہین بادشاہ نے سب کو پناہ دی یہ لوگ بھی بصدق دل مسلمان ہوے اِس پہلوان کے قتل کرنے سے خیمے خرگاہ بارگاہ مین ممکن ہوئین بارگاہ اِستادہ ہوئی بادشاہ نے معشوق کو ایک خیمے مین داخل کیا اِرادہ ہی کہ کوچ کر کے جہان نور الدہر پہونچین وہان مین بھی پہونچون تیس ہزار آدمی ساتھ ہین اِس اِرادے پر صحراے نہنگان مین فروکش ہین لیکین نور الدہر بن بدیع الزمان کہ مرحلۂ اول فتح کر چکے ہین مقام پر قسطاس کے آکر اُترے ہین منظور یہ ہی کہ صاحبقران کو اب ساتھ رکھون جد عالی تبار کو اب کہین نہ جانے دون مگر صاحبقران زمان شب کو جو لیٹے خواجہ عمرو قریب ہین فرمایا ای شہنشاہ اوج عیاری اب کہو کیا صلاح ہی ہمراہ نور الدہر میرا رہنا مناسب نہین عمرو نے کہا بہتر تو یہی ہی کہ نکل چلیے الگ کام کیجیے صاحبقران پلنگ سے اُٹھے خواجہ سے فرمایا گھوڑا تیار کرو عمرو نے مرکب تیار کیا لیکن عرض کی کہ ای شہریار شب تیرہ و تار ہی راستہ نہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ وہ رہبر کامل ساتھ ہی ضرور رہبری کریگا یہ فرما کر سوار ہوے خواجہ بھی ساتھ ہین اُس اندھیری رات مین گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ ای خواجہ کیسی اندھیری رات ہی عمرو کہتا ہی مین تو عرض کرتا تھا مگر حضور نے کہنا نہ مانا اب پلٹ چلیے صاحبقران نے فرمایا یہ تو سراسر خلاف ہی یکایک سفیدۂ سحری آسمان پر ظاہر ہونے لگا طائر آشیانون سے نکلے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکے زمزمون سے یہ آواز آتی تھی ای رہروان جادۂ حسرت و یاس ہوشیار رہو دنیا ناپائدار ہی اِسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان حسرت و یاس لیکر یہ دہ دنیا سے اُٹھ گئے خالی ہاتھ گئے دنیا سے کیا لے گئے سکندر نے سب کو تماشہ دکھا دیا نظم

وہ قبضے پر ہاتھ ڈال کے بادشاہ پر برس پڑا بادشاہ نے سب وار خالی دیے جب کئی وار وہ کر چکا تو بادشاہ للکارے کہا ایک وار تو ہمارا ابھی قبول کر یہ فرما کر تلوار کھینچی عروس ظفر تھی کہ حجلۂ نیام سے نکلی خبردار کہکے ہاتھ مارا تلوار چمک کے گری سپر کو کاٹ کر تفنگ و مرکب کے چار ٹکڑے کیے تمام قزاق تھرا گئے کہ افسر اعلےٰ مارا گیا سب قزاقون نے اطاعت کی بادشاہ اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر آگے بڑھے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان آتا ہی یہ معرکہ دیکھکے معشوق نے عرض کی ای شہریار اگرچہ مین سحر نہین جانتی مگر اِنکو تسخیر کر سکتی ہون سعد نے کہا تم دخل نہ دینا مین تلوار کھینچکر اِن پر جاتا ہون اُس پہلوان کی نگاہ جمال جہان آرا سعد شہریار پر پڑی ساتھ والون سے کہا یہ کوئی مرد مسلمان ہی چند قزاق ساتھ ہین تم سب ملکر اِنکو مار لوگے سب نے کہا خداوند اِنکا مار لینا کتنی بڑی بات ہی اُسنے کل فوج کو اشارہ کیا بادشاہ نعرہ کر کے جا پڑے سب قزاقون نے بھی حملہ کیا وہ لوگ جنگی یہ قزاق وہ بلوہ ہوا کہ بادشاہ گھبرا گئے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک حال کر نظم

بہ حسن یوسفی شد گرم بازار	زلیخا وار خلق آمد خریدار
چو آن واحد شد از کثرت نمودار	بہر شایق نمود از پردہ دیدار
گہے معشوق گشت وگاہ عاشق	گہے گردید بیدل گاہ دلدار
گہے دیوانہ گشت وگاہ دانا	گہے مستانہ گشت وگاہ ہُشیار
گہے سرو چمن از ہر غم آزاد	گہے بلبل بہ عشق گل گرفتار
گدا کردہ از گہر پُر دامن خویش	چو شد حاضر بران دربار دربار
شدہ از دل بہ گلزار زمانہ	فدای رنگ و بویش بلبل زار
کریمی و رحیمی ای خداوند	کرم فرما بہ حال ہندی زار

وہ پہلوان موسوم بہ نہنگ ابلق سوار لڑتا بھڑتا قریب بادشاہ کے آیا

دیدیگا سوچیگا کہ میری جان بچے یہ سُنکر وہ سوار پہاڑ سے اُترا گھوڑا اُڑاتا ہوا چلا
بادشاہ فرض خدا ادا کر چکے ہین کہ اُس سوار نے آکر کہا اے نازنین تو بڑی صاحب
نصیب ہی کہ ہمارا افسر جسکے بارہ ہزار قزاق قبضے مین ہین وہ تم پر عاشق ہوا لہذا چلو
چلکر قدمبوسی کرو بادشاہ نے جھلاکر کہا او بے حیا عورت سے کیا بات کرتا ہی مرد وسے
بات کر یہ فرماکر گھوڑے پر سوار ہوے سوار نے نیزہ ہلایا کہا اے شخص اگر تو
سپاہی بھی ہی تو سامنے بارہ ہزار جوان بیٹھے ہین کیون عورت کے واسطے جان
دیتا ہی عورت کو دیدے اور تو چلا جا تجھسے تعرض نہ کرینگے ہمارا افسر بہت ہی
رحمدل ہی بادشاہ نے فرمایا قزاق دغاباز بندگان خدا کا آزار رسان وہ رحم کو کیا
جانے بس بہتر یہی ہی کہ چلے جاؤ اُس سوار نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردون
سے اُڑ گیا تفنگ نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا خود گینڈا طلب کیا سوار
ہوکر پہاڑ سے اُترا مثل دیو چنگھاڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا او دیوانے
تو نے غضب کیا یہ میرے رفیق ہین کہ اکثر بارہ ہزار سے پچاس ہزار کا قافلہ لوٹا
اُنہین کا یہ سوار تھا کہ تو نے مار ڈالا مجھکو بڑا قلق ہوا اب بھی اسی مین خیر ہی کہ
عورت حوالے کر اپنی راہ لے اور بلکہ کچھ کہ تو خرچ دون خیر و عافیت سے چلا جا
بادشاہ نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی کوئی مرد یہ گوارا کریگا کہ اپنی عورت دوسرے
شخص کو حوالے کر دے پہلے ہمارا سر کاٹ لے تب تجھے اختیار ہی بڑی شرم کی
بات ہی کہ عورت تیرے حوالے کرین اور آپ زندہ چلے جاوین یہ سُنکر تفنگ
پیچھے ہٹا تیر ترکش سے نکالا کہا یہ تیر دل کو توڑتا ہی طائر وہم و خیال شکار کرتا ہون
میرے تیر سے بچنا دشوار ہی بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ اُسنے تیر مارا
بادشاہ نے قلم کیا تفنگ اُچھل پڑا کہا اے جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق
ہی بلکہ شہرۂ آفاق ہی اب بھی چلا جا زیادہ جہالت نہ کر مین کئی حربے رکھتا ہون
یہ کہکے نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو پہلے سے اُڑا دیا

سرو دلکشا پنجے سے چھوٹے صاحبقران نے اُٹھکر بادشاہ کو گود مین لیا تمکین نے
سرو دلکشا کو روکا دونون ہوشیار ہوے بادشاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا
جُھک کر سلام کیا صاحبقران نے سر سینے سے لگایا پوچھا ای نور نظر یہ کیا معرکہ
تھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا اب ہمارہ اور تمھارا
ساتھ ہوگا بادشاہ نے سر جُھکا لیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا ہی صاحبقران نے
بارہ دری مین بادشاہ کو جگہ دی بادشاہ بارہ دری مین آکر بیٹھے سرو دلکشا بھی
آئین کہا ای شہریار مقام ہتک ہی کہ حضور صاحبقران کے ساتھ رہین اگر مناسب
ہو تو نکل چلین الگ اپنا عظم و شان پیدا کیجیے تا کہ نور الدہر کو بھی معلوم ہو
کہ بادشاہ نے الگ ہو کر یہ کام کیا لشکر سے نکلکر خوب نام کیا بادشاہ نے فرمایا
ہر چند کہ عقل عورت کی ناقص ہوتی ہی مگر ای معشوق کیا معقول بات کہی ہی یہ
فرما کر رات ہی کو اُٹھے ایک مادیان اور ایک مرکب اصطبل سے لیا مرکب
کی پشت پر سوار ہوے مادیان پر ملکہ سوار ہوئین بادشاہ و ملکہ نکلے دونون
گھوڑے اُڑاتے ہوے جاتے ہین وقت شب چاندنی نکلی ہوئی زمین تمام
عکس گلہاے رنگا رنگ سے بوقلمون ہو رہی ہی بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے جاتے
ہین زیر کوہ گذر ہوا بادشاہ کو آثار صبح ظاہر ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آواز
مرغ سحر کان مین آئی بادشاہ گھوڑے سے اُتر پڑے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نماز صبح
پڑھ لین تو پھر چلین بادشاہ نے جھیل پر وضو کیا ملکہ نے فوراً زین پوش بچھا دیا
بادشاہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ملکہ ٹہل رہی ہین قضاے کار پہاڑ پر ایک
قزاق موسوم بہ تفنگ پران لوٹ مار کر آیا تھا حصہ تقسیم ہو رہا تھا کہ تفنگ
کی نگاہ اِس محبوب پر پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا کہتا تھا کیا تدبیر کرون ایک
شخص اُس محبوب کے ساتھ ہی ضرور روکیگا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ ای برادر
جاؤ اِس عورت کو لیکر چلے آؤ اُس جوان کو نہ قتل کرنا اگر کچھ مانع ہو تو سمجھا دینا
کہ بارہ ہزار قزاقون سے تفنگ بالاے کوہ بیٹھا ہی وہ جوان آپ خوش ہو کے

ذکر ہو رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ای شہریارہ غضب ہوا کہ قسطاس مالک مرحلۂ اول قتل ہو گیا طلسم کشا کا داخلہ ہوا اب یقین ہی کہ طلسم کشا آپ کی طرف رُخ کرے یہ سنکر وسواس تخت سے اُٹھا بیٹی اِسکی روشن جبین نہایت حسین وجمیل ہی اُسکو تخت پر بٹھایا آپ فکر مین نورالدہر کی نکلا یہ فکرین کر رہا ہی روشن جبین تخت پر بیٹھی ہی کہ نیلوفر نے آکر خبر دی ای ملکۂ عالم ایک بڑی بات دریافت ہو گئی ہی وہ یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد پہلو مین سرو دلکشا کے بیٹھے ہین ناچ رہا اگ رنگ بھی ہو رہا ہی کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ دونون کو گرفتار کر لاے ایک عزیز تو مسلمانونکا قتل ہو کہ طلسم کشا کو صدمہ پہونچے مرنے سے بادشاہ اسلام کے طلسم کشا بہت بدحواس ہو جائیگا روشن جبین نے وضع پوچھی نیلوفر نے سراپا بیان کیا کہ ایسے حسین وجمیل ہین کہ سرو دلکشا نادیدہ عاشق ہوئی تھی البتہ یہ تو اکثر کنیزونکی زبانی سُنا تھا کہ ملکہ نے ایک بادشاہ کو خواب مین دیکھا ہی اُسکی تلاش مین ہین آخر بمشکل اپنے باغ مین لائی باپ اُسکا ہفت جوش قتل ہوا لیکن مزاج مین ہفت جوش کے قرار نہ تھا ہرچند کہ مطیع اسلام ہوا تھا مگر اسی فکر مین تھا کہ طلسم کشا کو شکست دلواؤن آپ ہنستا ہوا نکلجاؤن اُسی نیت کا یہ انجام ہوا کہ بے خطا مارا گیا ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوا سب حال سُنکر روشن جبین کو بھی خیال ہوا کہ مین بھی اُس جوان کو دیکھون ذکر جو سراپا کا سُنا اور نادیدہ عشق ملکہ سرو دلکشا کا تعجب ہوا ایک کنیز شوخ دیدہ پہلو مین بیٹھی تھی کہا ای شوخ دیدہ جاؤ بادشاہ و سرو دلکشا کو گرفتار کر لاؤ شوخ دیدہ یہ حکم سُنکر چلی اُسوقت پہونچی کہ یہان عاشق و معشوق تنہا بیٹھے ہین ہاتھ گلون مین پڑے ہوے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کہ شوخ دیدہ تڑپ کے گری عاشق و معشوق کو پنجے مین دبا لیا اُڑتی ہوئی چلی قضاے کار اُس راہ سے گذری جہان صاحبقران زمان بیٹھے ہین سناٹا جو ہوا امیر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ بادشاہ و ایک مہ جبین کو پنجے مین دباے ہوے لیے جاتی ہی صاحبقران نے تاک کر تیر مارا شوخ دیدہ کے سینے کو توڑ کر پار ہ گذرا بادشاہ و

گروش دیتے ہین اور سایہ اُسکا پڑتا ہو تو معلوم ہوتا ہی کہ ایک زنگن سیاہ روتیرہ
درون رقص کرتی ہوئی آتی ہی چاہتی ہی کہ دام تزویر مین پھنسا ؤن مگر نورالدہر پابند
احکام لوح جب قریب پہونچے تو لوح کو چمکا دیا اُسکے بدن مین آگ لگ گئی
گئی سحر قسطاس نے اِسیطرح کیے نازنینان مہ جبین آئین خوب گائین آخر
ایک نے ہاتھ تھام لیا نورالدہر نے بحکم لوح عکس تیغۂ طلسمی ڈالا جب عکس
تیغۂ طلسمی پڑا تو اُس نازنین نے ایک چیخ ماری کہ منھ سے شعلۂ آتش نکلا جب
سحر نے قسطاس کے تاثیر نہ کی تو تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
نورالدہر نے خالی دیے آخرکمر بتا کر سر پہ ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی جو چمکا قسطاس
نے سپر اُٹھادی مگر آنکھین بند ہوئی جاتی ہین چمک پر تلوار کی نگاہ نہین ٹھہرتی
تلوار جو چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر کو تراش کر چنبر گردن
پر پہونچی قسطاس کے دو ٹکڑے ہوے قسطاس کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا آجو
آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین قسطاس
جادو بود بعدمرنے قسطاس کے نورالدہر صاحبقران کو لیکر پلٹے اور بارگاہ
مین لاکر داخل کیا قسطاس کے یہان خزانہ بہت بڑا تھا وہ عمرو نے اپنے
قبضے مین کیا صاحبقران نورالدہر سے رخصت ہوے باغ مین تمکین کے
آئے دیکھا کہ تمکین رو رہی ہی صاحبقران کو دیکھکر شگفتہ ہوئی کہا یا صاحبقران
مین آپ کے واسطے بہت پریشان تھی مجھکو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ سحر مین
قسطاس کے پھنس جایئے مگر چونکہ طلسم کشا موجود تھا کوئی سحر نہ چلا قسطاس
مارا گیا جسوقت بیرون نے آواز دی مین سمجھ گئی کہ طلسم کشا غالب آیا لوح اُنکے
پاس موجود تیغۂ طلسمی قبضے مین اُنپر سحر کیا تاثیر کر سکتا ہو صاحبقران قریب تمکین
آکر بیٹھے تمکین نے کنیزون کو اِشارہ کیا شراب و کباب کا چرچا ہوا صحبت
عیش و عشرت مہیا ہوئی صاحبقران کا دماغ تر ہی پہلو مین معشوق پریچہرہ مگر نیلوفر
مرحلۂ ثانی پر پہونچا دسواں جادو تخت پر بیٹھا ہی سردار سب جمع ہین طلسم کشا کا

اُس آگ سے ساحر جل رہے ہین صاحبقران بھی ساحرون کو قتل کر رہے ہین اُدھر نور الدہر لڑتے ہوے آتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین لڑتے بھڑتے سامنے قسطاس کے پہونچے قسطاس نے تلوارین برسائین لیکن نور الدہر پر سحر تاثیر نہین کرتا لوح کے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین قسطاس نے پلٹ کر دیکھا کہ مریخ تیغ زن جادوگرون کو قتل کر رہے ہین کہا کیون اے مریخ تیغ زن تم ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو صاحبقران نے فرمایا او قسطاس تیرے قتل کی فکر ہی مگر تجھکو طلسم کشا قتل کریگا گھیر کر قسطاس کو سامنے نور الدہر کے کیا نور الدہر نعرہ کر کے قسطاس پر جا پڑے قسطاس نے جو دیکھا کہ طلسم کشا کا سامنا ہوا ایک دستک دی آواز دی اے گلنار شیرین ادا یہی وقت ہی کہ آکر طلسم کشا کو گھیرے ایک طرف سے ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے آئی

نظم

زخم دلمین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی — ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہی
رُخ ترا بیداغ ہی روے قمر مین داغ ہی — دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہی
عشق کی دلسوزیون سے بحر و بر مین داغ ہی — یہ وہ آتش ہی کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہی
دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین — لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہی
آجکل ہوتا ہی ہم آغوش وہ رشک بہار — بوے گل دیتا ہی جو جو اپنے بر مین داغ ہی
اشک کے پانی سے نہلاوے مجھے اے چشم تر — گرمیون سے سوزش دلکی جگر مین داغ ہی
اشتیاق گور مین دیتی ہی ایذا طول عمر — منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہی
زلف و خال یار پر جیسے پڑی ہی اپنی آنکھ — مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی
وان تلاش ایذا دہی کی اور یان شوق وصال — زخم باہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہی
داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہی عشق مین — دوڑتی ہی روح اُسپر جس ثمر مین داغ ہی
عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر — داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہی

ہر چند اُس نازنین نے اشارے کیے نازو کرشمہ دکھائے مگر نور الدہر جب لوح کو

وماہیان سرخ نے چشمے سے سر نکالے اور پکار کر آواز دی ای طلسم کشا خبردار چشمے کے قریب نہ آنا ورنہ بڑا صدمہ اٹھاؤ گے نور الدہر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا مگر جیسے ہی اسم وردزبان ہوا مچھلیون اور نہنگان خون آشام نے سر پانی مین کھینچ لیا نور الدہر بسم اللہ کہکر پھاند پڑے تھوڑے عرصے مین پانوٴن زمین سے آشنا ہوے دیکھا سامنے ایک قصر عالیشان ہی اور لاکھون جادوگر اترے ہوے ہین ہرکارون نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا پلٹ کر بھاگے سامنے قسطاس کے آئے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچمند + شکست طبل تا سگان بدرند + گرزہ آتش ہزار رنگارنگ + بر سر تو موکلان بزنند + شہریار کی عمر کوتاہ ہو یہ لشکر تباہ ہو طلسم کشا آپہونچا قسطاس نے ہرکارونسے کہا جا کر اس جوان کو اطلاع دو ہرکارے طرف صاحبقران کے چلے مگر یہان نور الدہر نے جو وہ لشکر دیکھا لوح نے حکم دیا کہ اس لشکر پر جا پڑو نور الدہر لشکر پر جا پڑے تیغۂ طلسمی ہاتھ مین لوح کو جنبش دیتے ہوے جسپر جا پڑے اسکے دو ٹکڑے کیے نور الدہر اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ ہرکارون نے جا کر خبر صاحبقران کو دی کہ طلسم کشا آپہونچے صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے تمکین نے صاحبقران سے پوچھا کہ ای شہریار آپ کیا کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا مین جا کر قسطاس کو ہاتھ سے نور الدہر کے قتل کرا دُن کہ مرحلہ فتح ہو صاحبقران یہ فرما کر لشکر مین پہونچے آکر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نور الدہر نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی حیران ہوے کہ جد عالی تبار یہان کیونکر پہونچے صاحبقران ساحرون کو قتل کرنے لگے قسطاس سے اکر کہا ہان ای قسطاس بڑھکر سحر کرو قسطاس نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر

چمن کی سیر کو مرپی کے چلیے
یہ خوش چشمونکے سووے مین ہون سوکھا
قدم سے تیرے ای ابر کرامت
قریبون کی جدائی کے الم سے
کھڑے سارے تلے جسکے ہوے تم
تماشا نخل ہر نخل توکل ✣
جوانی کو غنیمت جان غافل
نہال حسن جو ہمنے کہا ہے
وہ نخل خشک ہون ہر ایک جسکی
مقدر مین اگر ہی میوہ چکھنا

بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ
ہرن کی بھی نہ سوکھے اسقدر شاخ
پھلی پھولی برابر خشک و تر شاخ
ہوا ہون سوکھکر بے برگ و بر شاخ
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ
ہر اک میوہ ہی رکھتی اُسکی ہر شاخ
ہری ہوتی نہین پھر سوکھکر شاخ
لگائی جاتی ہی وان شاخ پر شاخ
ہرے پن سے ہی مشتاخ تبر شاخ
بلیگی جھک کے آتش بار ور شاخ

یہان تو صاحبقران صحبت عیش و جیش مین مصروف ہین معشوق پری چہرہ پہلو مین خواجہ ایسا عیار ساتھ ہی اب ذکر نور الدہر سینیے کہ یہان نور الدہر نے تمام رات صحبت عیش و جیش مین بسر کی صبح کو نماز پڑھکر لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسم حاصل ہو تو مناسب ہی کہ صحراے کوہستان مین جاؤ دامن کوہ مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر چشمے مین پھاند پڑو ہرچند کہ نہنگان خون آشام و ماہیان یاقوت رنگ مثل انسان گویا ہونگی اور منع کرینگی لیکن کسی کا کہنا سماعت نہ کرنا بہ جرأت و جلالت چشمے مین پھاند پڑنا پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھنا نور الدہر سب سے رخصت ہوے مگر سکندر ثانی بادشاہ لشکر قبل بر آمد ہونے طلسم کشا کے تخت سے اُٹھا اور بصورت سپید کبوتر آسمان پر جا کر چمکا تمام شاہزادیان بیقرار ہو گئین نجم اور ارسطو بھی روانہ ہوے جب موقع ہوگا عرض کیا جائیگا ناظرین پر واضح ہوگا نور الدہر بموجب تعلیم لوح قریب چشمۂ فیض پہونچے دیکھا چند نہنگان خون آشام

تمکین صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے غنچے ہنس رہے ہین سنبل پیچان نے زلف مسلسل کو آراستہ کیا نرگس نے آنکھین کھولین لالے نے اپنا داغ دکھایا ہر غنچۂ گل مسکرایا تمکین نے لاکر صاحبقران کو مسند پر بٹھایا جام شراب لیکر پیش کیا ہرچند کہ صاحبقران غصے مین تھے مگر فرمایا اے ملکۂ عالم تمنے دربار مین بھی دیکھا کہ مین کھانے اور پینے کی چیزون مین شریک نہین ہوا اسکا باعث تمھارے ذہن مین نہین آیا مین بقراط پر لعنت کرتا ہون اور اُس خالق بے نیاز کی پرستش مین ہون کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ لایق پرستش ہی خیال کرو کہ بقراط مکار و غدار ہی ہمارے ہی ہاتھ سے بھاگ کر طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین آیا انشاء اللہ تعالیٰ یہان بھی اُسکو شکست دینگے تمکین نے گھبراکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم میرا پوتا طلسم کشائی کرتا ہوا آتا ہی مین براے قتل قسطاس آیا ہون چاہتا ہون کہ جا بجا نور الدہر کی مدد کرون حقیقت مین طلسم سخت و صعب ہی لیکن وہ شیر دلیر اسکا فتاح ہی کہ جسنے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی جاکر فتح کیا اور سکلل خان ایسے ساحر کو مطیع و منقاد کیا میرا نام صاحبقران ہی یہ سنکر ملکہ تمکین مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کنیزون سے کہا مین نہ کہتی تھی کہ یہ کوئی عالی خاندان ہین آخر ثابت ہوا کہ طلسم کشا کے جد امجد ہین جب تو شہباز کو آکر مارا بڑا غرور تھا اُسکو یہی دمبدم کہتا تھا کہ مین نے اُس جوان کو مار ڈالا گھوڑا اُسکے سوکو لیگیا کہین جاکر گرادیگا تڑپ تڑپ کے مرینگے صاحبقران نے فرمایا اُسکے غرور کا جواب تو ہوا صاحبقران صحبت تمکین مین بیٹھے ہوے ہین خواجہ عمرو اُسکی وزیرزادی کی صورت زیبا پر مائل ہوے گلرنگ اُسکا نام ہی اُسکے سنانے کو یہ اشعار گار ہے ہین

نظم

لگادے پھر وہی اے گنج زر شاخ	ہوئی ہی دست مال و بے ثمر شاخ

شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شہباز نے چاہا غل مچاؤن کہ ای قسطاس یہ شخص مسلمان ہی صاحبقران نے ایک ہاتھ سے منھ بند کیا اور سینے کو شہباز کے ایک پانوٗنسے دبایا اور ایک پانوٗن کو دوسرے ہاتھ سے دبایا مگر شہباز پکار اُٹھا کہ ای قسطاس یہ تو مسلمان ہی خواجہ نے غل مچانا شروع کی کہ ہلّڑ مین کسی نے آواز نہی صاحبقران نے چیر کر شہباز کو پھینک دیا شہباز کے ساتھ کے چند پہلوان جو بیٹھے تھے چپکے اُٹھ کے باہر چلے گئے آپس مین کہتے ہوے کہ یارو یہ بڑا زبردست ہی کہ شہباز کو چیر کر پھینکدیا ہم لوگ بول کر اپنی جان دین لہذا اٹھل چلو اب یہ بارگاہ بیٹھنے کے لایق نہین ہی قسطاس نے دخل نہ دیا بڑے افسوس کی بات ہی چلو اُسکے بھائی ہزبر کاشانی سے اطلاع کرین وہ آکر خون کا بدلہ لیگا اسطرح وہ اِسکو چیر کر پھینک دیگا وہ ہمیشہ شہباز پر غالب رہا آخر یہ مشکل لاشہ شہباز کا رفقا لیکر بھاگے طرف ہزبر کاشانی کے چلے یہان صاحبقران مارکر شہباز کو دنگل پر بیٹھے نکمین شیرین ادا کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا طرف صاحبقران کے متوجہ ہوئی عرض کی حضور شعر گر بیخبری زمن عجب نیست + کز خوبی خود خبر نداری + صاحبقران نے ہنسکر فرمایا فرد بدل زد یا بسر زد یا بہ بازو + چہ داند کس محبت بر کجا زد + دیگر کارم اُفتاد بیک آہ سحرگاہ دگر + آہ اگر سینہ تحمل نہ کند آہ دگر + ای آہ روز کن شب این رنج دیدہ را + دامن بسوز این شب تار کشیدہ را + نکمین نے مسکرا کر سر جھکا لیا مگر قسطاس کانپ رہا ہی جب امیر نگاہ ڈالکر فرماتے ہین کہ ای قسطاس تمنے بے ادبی اِس نامرد کی دیکھی قسطاس ہاتھ باندھکر کہتا ہی ای شہریار یہ اِسی لایق تھا صاحبقران تو یہان دربار مین بیٹھے ہین نکمین نے باپ سے کہا اگر آپ کی خوشی ہو تو مریخ تیغ زن کو اپنے باغ مین لیجاؤن قسطاس نے کہا بیٹا لیجاؤ خوب اِنکی خاطر مدارات کرو غرض نکمین نے باپ سے اپنے جو یہ مژدۂ شیرین پایا ہاتھ صاحبقران کا تھام کر کہا آپ باغ مین چلیے صاحبقران ساتھ نکمین کے باہر آئے چند کنیزین ہمراہ ہوئین

جو بیٹھے تھے اِنکو تاب نہ باقی رہی کہا اے شہباز اسقدر بلند پروازی نہ کرو تم ابھی حال سے اُس جوان کے آگاہ نہین ہو مگر اب واقف ہو جاؤ گے یقین ہے حال کھلیگا نمکین شیرین ادا نے پہلو سے کلام پایا کہا اے شہباز حقیقت مین یہ اُنکے بہت پرانے رفیق ہین اِنکو سب حال معلوم ہے شب کو کہتے تھے کہ ابھی اُفتادین اُنپر اکثر پڑی ہین اور پھر زندہ آئے ہین شہباز نے جھلا کر جواب دیا کہ میری تلوار کی تاثیر کہان جائیگی جسنے میرے ہاتھ کا زخم کھایا پھر زندہ نہین بچا میان عیار صاحب اپنے آقا کی تعریفین کر رہے ہین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر ہُلڑ ہوا شہباز نے گھبرا کر پوچھا کیون یارو یہ کیا ہلڑ ہے ایک ہرکارے نے آکر کہا کہ وہی جوان جو آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہ آپ کے لشکر پر آپڑا اور ابکی مرتبہ لقمان قزاق بھی ساتھ ہے آپ کا لشکر تہ وبالا کر دیا یہ سُنکر شہباز اپنے مقام سے اُٹھا چاہتا ہے کہ باہر جاے کہ دیکھا درگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا آیا کہا ارے میرے بھائی کو کسنے مارا کہ یہ دو بارگاہ کا اُٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب عربستان ماہتاب آسمان شوکت وشان نمایان ہوا اور آواز دی کہ او شہباز اُٹھ تو تجھکو حال کُھلے بیٹھا بلبلا رہا ہے شہباز یہ سُنکر تلوار کھینچکر اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا عمرو نے دیکھکر کہا اے شہباز بہت سمجھ کے وار کرنا پہلے جو بڑبلاتے تھے ابتو وہ باتین منھ سے نکالو نہ بان تیغ سے تمکو جواب ملیگا امیر نے نیزہ بدلکر ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور فرمایا کہ اے شہباز کیا کہتا تھا تو سمجھا تھا کہ ہمنے مار لیا دیکھ لقمان قزاق کو ساتھ لیکر آیا ہون تیرے لشکر کو قزاقون نے بھگا دیا سچ ہے تجھ ایسے نامرد شخص کا لشکر بھی نامرد تھا سب بھاگ گے دامن صحرا مین جا کے چھپے ہین ابتو اُنکو بلا پانچہزار نے پچیس ہزار کو شکست دی اب میرے تیرے مقابلہ ہے شہباز نے دوسرا ہاتھ مارا صاحبقران نے بار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا شہباز کمزور سمجھ کے لپٹ گیا صاحبقران نے کولے پر لادکے مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے چپکے سے کہا اے شہباز

ملکہ نمکین شیرین ادا کا ہی کہ وہ کس حال مین ہوگی جسوقت شہباز بلبلاتا ہوگا
اُسوقت اُسپر کیا گذرتی ہوگی بیقرار ہو ہو کر کنیزون سے کہتی ہوگی نظم

عشق کا رکھتے ہین سینے مین نہان آزار ہم
لاغری سے ہوگئے ہین صورت بیمار ہم

مشفق من تازہ تر ہین عاشق رخسار ہم
مطلب دل کر نہین سکتے ابھی اظہار ہم

دیکھتے ہین روز و شب حیرت سے زلف یار ہم
یاالٰہی کسطرح ہون فایض دیدار ہم

ہوگی کیونکر جانبری ہی سامنا تلوار کا
روز و شب رہتے ہین پیش ابرُوِ دلدار ہم

بیحجابانہ اُلٹ دو روے انور سے نقاب
جان و دل سے تم پہ عاشق ہین پریرخسار ہم

پھر بہار آئی جنون اپنا ہی دامنگیر حال
پھر نکلجائینگے کوسون جانب کہسار ہم

فصل گل مین ہی عدو سے جان ہمارا باغبان
اسلیے جاتے نہین ہین جانب گلزار ہم

عشق دامنگیر ہی اپنا لڑکپن ہی شفیق
عاشقانہ کے سوا لکھتے نہین اشعار ہم

جوش و خروش دیکھکر صاحبقران کا نعمان گھبرا گیا عرض کی حضور تشریف لیچلین
غلام آپ کے ساتھ رہیگا تاحیات دامن نہ چھوڑیگا نعمان نے پانچہزار قزاق
اپنے تیار کیے اپنے بھائی ہامان کو بر سر قلعہ مقرر کیا آپ صاحبقران کے ساتھ
کوچ کیا صاحبقران نے زخم کا بھی خیال نہ کیا اور کوچ کر دیا قضا سے کار یہان
قسطاس ابلق سوار تخت پر بیٹھا ہی کہ ملکہ نمکین شیرین ادا باپ کے پاس آئی
مگر قسطاس نے دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سر جھکا ہوا باپ کو
آکے سلام کیا کرسی پر بیٹھی قسطاس نے پوچھا اے نور نظر مین تمکو بہت ملول و
حزین پاتا ہون نمکین نے کہا اے والد نامدار آمد طلسم کشا کا ذکر سنتی ہون مقام
افسوس ہی کہ ایک خیر خواہ ملا تھا اُسکو بھی فلک نے چھین لیا کچھ آجتک خبر
نہ معلوم ہوئی کہ اُس جوان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ شہباز تنتا ہوا آیا اور اگر
ننگل پر بیٹھ گیا کہا اے قسطاس تو نے دیکھا مین نے اُس جوان کو ٹوک کر
مارا مگر گھوڑا اُسکا بہت تیز تھا میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین رہتا جس پہ
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے یہ زخمی ہوکر نکلگیا کہین گر کر مر گیا ہوگا خواجہ عمرو

سنکر نعمان قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ خوش نصیبی میری کہ آپ میرے مہمان ہوئے میں نے بدل آپ کی اطاعت کی حقیقت مین عبد الجبار و عبد القہار ایسے [illegible] ہین کہ جنھون نے شاہون کو لوٹ لیا اور کبھی کوئی کچھ نہ کرسکا اب نوبت یہ ہو کہ اپنے قلعے مین بیٹھے ہین آپ کو دعائین دیتے ہین خراج معاف اور قلعہ پُر از عدل و انصاف آپ نے کس لطف سے اُنکو رکھا ہو یہ کہکے نعمان پھر قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی ہین اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن یہ سرحد طلسم خیال سکندری ہو حضور کا کس وجہ مین داخلہ ہوا صاحبقران نے تمام کیفیت ظاہر کی اور فرمایا کہ شہباز سے مجھے مقابلہ کرنا منظور ہو وہ اپنے مقام پر بلبلا تا ہوگا اور مین قسطاس کے ہمراہ ہون بیٹی سے اُسکی عشق لگا ہو نہین معلوم اُسکا کیا حال ہو اسے مجھے آٹھ پہر اُسکی یاد ہو مقام فغان و فریاد ہے **نظم**

کیون گیا دل تجھے ہوا کیا تھا — کوے قاتل سے مدعا کیا تھا

گر نہ ہوتی امید وصل صنم — مرہی جانا مجھے بُرا کیا تھا

کیون کیا منع در پہ رہنے کو — عاشق زار نے کیا کیا تھا

ہمنے جو کچھ کہا نہ مانا کچھ ہائے — گر وہ بیجا تھا تو بجا کیا تھا

یار کے پاس کیون تا سحر تم — سر جھکائے تھے ماجرا کیا تھا

نعمان نے عرض کی حضور صحت پالین تو پھر تشریف لیچلین صاحبقران نے جواب دیا کہ ای نعمان مجھے بہت ضرورت ہو شہباز بہت بلبلا تا ہوگا اور باعث خرابی یہ ہو کہ دختر بلند اختر قسطاس کی نہایت بیچین و بیقرار ہوگی نعمان نے پھر عرض کی آج جراح آئے تو اُس سے پوچھا جاے کل جو پٹی اُسنے اُتاری تھی تو زخم حضور کا صاف ہو چکا تھا اب صرف بھرنا باقی ہو یقین ہو کہ آج خشک ہوجائے صاحبقران نے فرمایا ای نعمان ایک شخص ہمارے ساتھ کر دو ہمین راستہ بتا دے تا بدربار قسطاس پہونچا دے سب سے زیادہ خیال اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو صاحب مہر ووفا

شہباز ہر وقت تلملایا کرتا ہی قسطاس سے کہتا ہی کہ تمنے ہماری جرأت دیکھی ہمنے کسطرح اُس جوان کو مار لیا قسطاس کو بھی ملال ہی تلملاتا شہباز کا ناگوار ہوتا ہی اُدھر گھوڑا صاحبقران کو لیے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا چند پتے گھاس کے کھاکر بدن کو جنبش دی صاحبقران پشت مرکب سے گرے لیکن اِس صحرا کا مالک لغمان قزاق ہی وہ براے سیر نکلا تھا گھوڑے کو دیکھکر پسند کیا ایک قزاق نے کہا اِسکا سوار بھی پڑا ہی لغمان نے قریب آکر صاحبقران کو اُٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا علاج کیا زخم مین ٹانکے دلواے صاحبقران زمان دوسرے دن ہوشیار ہوے لغمان کو دیکھکر فرمایا اے جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی تو ہمارا محسن ہی کہ تو نے علاج کیا لغمان نے کہا مین سپاہی دوست ہون آپ کو سپاہی جانکر لایا یہ ظاہر ہوا کہ کسی قزاق نے آپ کو زخمی کیا مگر آپنے مال نہین دیا اِس جرأت پر مین عاشق ہوگیا اب آپ آرام سے اِس مقام پر تشریف رکھین صاحبقران نے فرمایا قزاق کی کیا مجال ہی کہ ہمکو گھیرتے لیکن شہباز نامے پہلوان سے مقابلہ پڑا گھوڑے نے سکندری کھائی ہم زخمی ہوے گھوڑا ہمکو اِسطرف نکال لایا یہ کلمہ سُنکر لغمان نے کہا آپ صحت پالین تو مین آپ سے امتحان کرون اگر مین غالب آیا تو اپنا رفیق بناؤنگا اور اگر آپ غالب ہوے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا قلعہ موجود ہی اِس مین رہیے بارہ ہزار قزاق کا مالک ہون جو قافلہ اِدھر سے نکلے اُسکو لوٹ لیجیے بالاے کوہ قلعہ ہی کوئی قلعے مین آ نہین سکتا صاحبقران یہ باتین سنکر ہنسے فرمایا کہ اے لغمان تو مجھسے آگاہ نہین کہ ایسی باتین کہتا ہی ایسے ایسے صدہا قلعے میرے قبضے مین ہین بڑے بڑے قزاق زیر کیے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی حاکمان قلعۂ حلب کہ اُنپر رنگ جرأت آئینہ ہی وہ ماتحت ہین یہ سُنکر لغمان نے کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے فرمایا شاید ذکر سنا ہو دامادِ نوشیروان صاحبقران زمان شوہر مہرنگار پدر قباد عالیوقار مسخر کن پردۂ قاف صاحب تخت و انصاف یہ نام

ایسا نہو کہ کچھ اُفتاد پڑے مین کیا کرون کہ وہ ہمارا مہمان تھا اُسپر یہ اُفتاد پڑی نظم

وہ افسون ہی ہماری شعر خوانی — جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی
مبارک ابر کو دریا کا پانی — ہمین دُرد شراب ارغوانی
لہو سے اپنے لکھون گر خط شوق — قلم بھولے سیاہی کی روانی
دل عالم ہو عشق حُسن سے داغ — رہے ہر فرد پر تیری نشانی
فراق یار کو دل نوش جان ہو — یہ یوسف گرگ کی ہی میہمانی
وہ ترک آیا لگا ای آتش گل — کباب طائران بوستانی
کرینگے یار سے شکوہ شب وصل — عیان ہوجائیگا راز نہانی
ہوا کوئی نہ راز دل سے آگاہ — رہی مشتاق گوش اپنے کہانی
اُڑادیگی صبا مثل پر کاہ — سلامت ہی جو اپنی ناتوانی
ہماری قبر پر وہ شمع روآے — رہے روشن چراغ مہربانی
رُلاتا ہی وصال یار کا شوق — فراق اپنا لہو کرتا ہی پانی
خدا کے حکم سے ہی قوت نطق — کلام اپنا ہی ہاتف کی زبانی
بڑھی ایڑی سے چوٹی اُس پری کی — زمین پکڑی بلاے آسمانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال — نگر کالے تلونکی ہے گرانی
نہین واقف ہم اُس بت کی کمر سے — خدا کے واسطے ہی غیب دانی
رُلائی ہی مثال ابر پیری — دکھا کر داغ طاؤس جوانی
مرادیوان ہی اے آتش خزانہ — ہر اِک بیت اُسمین ہی گنج معانی

چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر تلاش کرو کہ گھوڑا اُنکو کہان لیگیا چند کنیزین ڈھونڈھتی ہوئی چلین مگر تمکین کو آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ اُس سمت کو ساحران مکار رہتے ہین ایسا نہو کہ کوئی اُنکو گرفتار کرلے دوسرے یہ کہ حسین وجمیل جادوگرنیان بڑی خاطر کرینگی اِس خیال مین بیمار ہوگئی ہی کئی مرتبہ قسطاس نے آکر پوچھا کہ ای نور نظر آتش رنج وملال کیا ہی تمکین نے جوابدیا کہ سر مین خلل رہتا ہی نینڈ اچیکا رہتا ہی مگر

ترنج مارے ہزارہا لوگ شہباز کے مارے گئے سوار گھوڑون سے گرے پیدل دیوانے ہوگئے غل مچاتے تھے کہ اوملکۂ عالم الامان آخر بیقرار ہوکر پکار اُٹھے نظم

جو اپنے پہلو مین وہ آج میری جان ہوتا ۔ تو کیون نہ یہ دل ناشاد شادمان ہوتا
ہمارے سوز درون مین اگر دھوان ہوتا ۔ تو آسمان کے تلے اور آسمان ہوتا
نکل ہی رہتی کوئی گھات دیکھنے کی ضرور ۔ قریب اُسکے مکان کے اگر مکان ہوتا
ذلیل و خوار نہ اسطرح سے کبھی ہوتے ۔ ہمارا یار اگر ہم پہ مہربان ہوتا
نثار کرتے اُسی بُت پہ ہم بھی دل بخدا ۔ جو تجھسے ایک بھی بہتر کوئی جوان ہوتا
تمام حوصلہ دعوت کا ہم نکالتے آہ ۔ وہ خود پسند اگر اپنا میہمان ہوتا
ہنسی کی تیری تمنا رہی ہزارہا ہمین ۔ یہ غُنچہ کھلکے کبھو گل تو میری جان ہوتا
کسی رقیب کو آنے کبھی نہ دیتا مین ۔ تمھارے در کا اگر یار پاسبان ہوتا
وہ گل چمن مین جو ملتا تو مین لپٹ جاتا ۔ بلا سے اِسمین اگر کوئی بدگمان ہوتا
کبھی جو نرگس شہلا سے چار ہوتی آنکھ ۔ تو ناتوان کے مقابل مین ناتوان ہوتا
جو موت آتی ہمین یاد رشک گل مین شفا ۔ تو اپنی قبر پہ بلبل بھی نوحہ خوان ہوتا

ہرچند کہ تمکین نے سحر کرکے ہنگامہ ڈالدیا مگر صاحبقران کو غش آنے لگا آخر دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل گھوڑا صاحبقران کو لیکر نکلگیا تمکین نے ہاتھ روکا کہ دیکھون اب کیا ہنگامہ ہوا ہاتھ روک کر دیکھا کہ سب لڑ رہے ہین مگر صاحبقران نہین ہین بیقرار ہوکر چہار طرف لوگون کو بھیجا کہ تلاش کرو لوگون نے ڈھونڈھا کہین پتہ نہ ملا ناچار ہوکر پلٹے قسطاس سے کہا اُنکو گھوڑا نکال لیگیا مگر شہباز نے جو خبر سنی کہ وہ جوان نہین ملتا زخم کو باندھکر سامنے قسطاس کے آیا کہا اے بادشاہ جمجاہ تمنے دیکھا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا گھوڑا مُردے کو لیگیا ہر ایک سے یہی کہتا ہوا بارگاہ مین آیا اور آگے بیٹھا مگر تمکین بہت بیقرار ہے کنیزون سے کہتی ہے اُس جوان کو تلاش کرو یہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ گھوڑا اُنکو نکال لے گیا لیکن

بادشاہ عالیجاہ تمنے ہمکو ذلیل کیا اِس جوان سے ہاتحت بٹھایا اب جبتک ہم اسکو نہ مارلینگے ہمکو چین نہ آویگا قسطاس خاموش ہوگیا شہباز اُٹھکر اپنے لشکر مین آیا آتے ہی طبل جنگی بجوادیا ہرکارون نے آکر قسطاس سے خبر کی قسطاس نے کہا شہباز بھی عجب دیوانہ ہے کہ آپس مین فساد کو بڑھاتا ہے زبردست ونربردست بیٹھنا کیا ہمنے انکو مہمان کیا ہے کیونکہ آبرو نہ کرین ملکہ تمکین نے کہا مین جاکے سمجھا دونگی صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم تم کیون جاؤ میدان کارزار مین آنے دو سمجھا جائیگا سب غرور نکلجائیگا قسطاس نے بھی طبل جنگی بجوایا اب تو دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی سامان مین گذری جب کہ شہباز زرین بال خورشید درخشان آشیانۂ مشرق سے اُڑا اور شاخ کہکشان پر آکر زمزمہ سرائی کرنے لگا شہباز لشکر لیکر میدان مین آیا فورًا قسطاس بھی صاحبقران کو میدان مین لیکر پہونچا مگر شہباز نے میدان رزم مین آکر نعرہ کیا کہ وہ جوان کہان ہے اگر میرے مقابلے مین آوے تو احوال معلوم ہو صاحبقران نے مرکب نکالا قسطاس سے رخصت ہوکر سامنے ملکہ تمکین کے آئے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان ملے ملکہ نے ہنسکر کہا خداوند تقرا۔ آپ کو مظفر ومنصور کرین صاحبقران گھوڑا بڑھاکر مقابلۂ شہباز مین آئے شہباز نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا جب نیزہ ہاتھ سے نکلگیا شہباز نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا جب تلوار اسنے اُٹھائی تو صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا کہ زیر بغل جاکر تلوار لگائیں وہان پر موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا ہٹا خود سر سے گرا سر پر امیر کے تلوار پڑی کہ زخم کاری آیا امیر نے خون پونچھکر ہاتھ مارا شہباز نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا سپر کو کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اُسیقدر زخم سر پر شہباز کے بھی آیا فوج شہباز آپڑی صاحبقران دل فوج مین درآئے تلوار چلنے لگی قسطاس نے اپنی فوج کو حکم دیا ساحرون نے آکر گولے

قسطاس کہتا ہی صاحبو حقیقت یہ ہی کہ آجتک ایسا جوان حسین و شکیل ہماری نگاہ سے نگذرا تھا ہتھیار کیا بے نظیر ہین حقیقت مین صاحب جاہ و توقیر ہین کہ صحراسے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار غرق دریاے آہن ساتھ ستر ہزار جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا لشکر کو صحرا مین اُتار آپ ٹہلتا ہوا لشکر قسطاس مین آیا قسطاس نے چند لوگ براے استقبال بھیجے بہ اعزاز و اکرام اُس پہلوان کو بارگاہ مین قسطاس کی لائے وہ پہلوان آکر دنگل پر بیٹھا صاحبقران سب سے بالا دست بیٹھے تھے بہ نگاہ غضب طرف امیر کے دیکھا اور کمر سے نامہ نکالکر قسطاس کو دیا قسطاس نے نامہ پڑھا نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا بقراط نے لکھا ہو اے قسطاس آگاہ ہو یہ پہلوان چہیتا ہوا طلسم کا ہی نام نامی و اسم گرامی اس پہلوان کا شہباز بلند پرواز ہی اسکو بہ عزت و آبرو بارگاہ مین رکھو جب طلسم کشا آوین تو یہ مقابلہ کرکے بہ فنون سپاہ گری زیر کریگا یہ نامہ جو قسطاس نے پڑھا صاحبقران نے ہنسکر کہا اے شہباز تم الگ جاکر اُترو جب مین طلسم کشا سے زیر ہو جاؤنگا تب تمکو اختیار رہی شہباز نے کہا پہلے میرے تمھارے امتحان ہو جائے جو غالب آئے وہ طلسم کشا سے لڑے تم تو میری تلوار کا بار نہ اُٹھا سکوگے صاحبقران نے فرمایا اے شہباز بہت غرور نہ کرو یا تو میدان کارزار مین آؤ حال جرأت کھلجائے گا یا جو حربہ چاہو لگاؤ ملکہ تمکین نے بھی منع کیا کہ اے شہباز آپس مین تکرار نہ کرو کہ ہمارے کام کو تم بھی آئے ہو انکو بھی بلوا کر رکھا ہی والد نے قدر کی ہی لہذا انکار سے کیا فائدہ ہی جب طلسم کشا آئیگا تب دونون ملکر اُس سے لڑنا صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم ہم عیب جانتے ہین کہ ایک شخص پر دو شخص جا پڑین اگر رستم قبر سے اُٹھکر آئے تو اکیلے ہی مقابلہ کرین ہم اِس امر معیوب کو گوارا نہ کرینگے مگر شہباز یہ کہکر اُٹھا کہ ہم جاکر طبل جنگی بجواتے ہین میدان کارزار مین آوینگے حال جرأت کھلجائیگا اور طلسم کشا کے ابھی آنے مین دیر ہی ابھی اِسطرف روانہ نہین ہوے ہرچند قسطاس نے روکا مگر شہباز نے قسطاس کو جھڑک دیا اور کہا اے

منظور رہی اور یہی قدرت کا بھی قول ہی کہ جسنے طلسم کشا کو گرفتار کیا اُسنے قدرت کی جان بچائی قدرت کو اپنی جان کی پڑی ہی قدرت طلسم کشا سے بہت خایف ہین کہتے ہین کہ لوح محفوظ اُسکے پاس ہی لوح طلسمی بھی اُسکو ملگئی ہی بہت بڑا جری و بہادر ہی فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی ای نور نظر مین نے وہ فکر کی ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون انکو طلسم کشا سے لڑواؤن تمکین نے خوش ہوکر کہا خداوند آپ کے ارادے کو پورا کرین یہ بیشک ایسے ہی بہادر معلوم ہوتے ہین ضرور طلسم کشا سے لڑینگے کیون صاحب طلسم کشا کی جرأت تو مشہور ہی کیونکر لاکھون مین اکیلے لڑے کیسے کیسے پہلوان آئے یا زیر ہوکر مسلمان ہوے یا مارے گئے صاحبقران نے فرمایا وقت پر موقوف ہی تمکین ان حیلون سے باتین کر رہی ہی مگر دل چاہتا ہی کہ اگر تنہائی ہوتی تو دل کو خوشی ہوتی اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

رُخ دلدار پر مٹیا گیا ہے ... گرد ان یار با صفا کیا ہے
منھ چھپاؤ نہ اپنے عاشق سے ... اُسکی تقصیر کچھ خطا کیا ہے
اُس بت تند خو مین نام خدا ... ناز و انداز کے سوا کیا ہے
ناصحا کہہ تجھے خدا کی قسم ... دل لگانا بھلا بُرا کیا ہے
خفگی کیا ہی ہو سبب معلوم ... کیا گنہ ہی مری خطا کیا ہے
جسم بیمار غم مین تیرے مسیح ... ہڈیون کے سوا رہا کیا ہے
قامت آفت تو قد قیامت ہی ... گمعذار اشفاف چاند سا کیا ہے
آستین آپ کیون چڑھاتے ہین ... آپ کے دل کا مدعا کیا ہے
ق
شوق سے جب گئے ہین ہم اُسپاس ... نہین معلوم یہ ادا کیا ہے
بولا ہی تیوریان چڑھا کے وہین ... سچ تو کہہ کام یان ترا کیا ہے
بارے کہتا ہی سُنکے حال مرا ... کیا ہوا ہی تجھے شفا کیا ہے

ٹھنڈھی سانسین کھینچ رہی ہی دزدیدہ نگاہ سے صاحبقران بھی دیکھ رہے ہین

بازون مین یون نمود ہی گردن
جیسے سنبل مین ہو بہار سمن

بات رنگین جو تا بلب آئے
اُس گلے مین صفا دکھائی دے

عید ہین وہ اگر معانق ہو
کیون نہ قربان اُسپر عاشق ہو

شانے دونون ہین سیب باغ جنان
صاف وہ آفتاب جس سے عیان

شکل گل نرم نرم اور گداز
اُستخوان اُنمین جیسے دلمین راز

کچھ ٹھکانہ ہی اس نزاکت کا
بار تعویذ اُس سے اُٹھ نہ سکا

کُہنیان عقد نور ہین پیدا
یا وہ ہین شعلۂ دل شیدا

کہنیون سے لگا کلائی تک
اِک چھڑی پھول کی ہی فہر لچک

جسکے ہاتھون مین وہ کلائی ہو
ہیکل مین اُسے کل آئی ہو +

چوڑیان دیکھنے کو آئی ہین
روپ پریان بدل کے پہونچی ہین

اُنگلیان پور پور نورانی +
گرہ انگشتر سلیمانی +

ناخن اُسکے ہلال تابندہ
نور مہ کی طرح درخشندہ

شکل آئینہ پشت دست صفا
منھ پہ فانوس دست شمع حنا

گات آفت بلا ہی چیپ تختی
یا دہوگی کسیکو جھلکی سی

صاحبقران زمان بھی سراپائے معشوق دیکھ رہے ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین جانبین سے نگاہین لڑ رہی ہین مگر تمکین نے دل سنبھالکر پوچھا کہ آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے وہی نام اپنا مریخ تیغ زن بتا دیا مگر پہلو پاکر امیر نے بھی نام نامی پوچھا ملکہ نے ہنسکر کہا مجکو تمکین شیرین ادا کہتے ہین مسکرا کر جو کہا بجلی چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا جانبین مین برابر اشارے کنایے ہو رہے ہین قسطاس نے پوچھا ای نور نظر اسوقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا نیلوفر نے ایک اور نئی خبر سُنائی مگر مین نے اُسکو بھی سمجھا دیا کہ ہمارے والد نامدار کو فرصت نہین اب وہ مرحلۂ ثانی پر گیا ہوا ہی قسطاس نے کہا مین کسی امر مین مصروف نہ ہونگا مقدم گرفتاری طلسم کشا

بام پر وہ مہروش آتا ہی صبح عید ہی	پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب
سربلندون کے لیے ہی عیب ای آتش ہنر	آسمان کا داغ پیشانی ہی مشہور آفتاب

محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قسطاس نشے مین جھوم رہا ہی کہ ابر گلنار اُسکو دکھائی دیا ہنسکر کہنے لگا کہ صاحبزادی آتی ہین رقاصہ سے منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ملکہ آ کے جا لیٹن تب گمانا کہ سامنے ابر آ کر چھپا تمکین شیرین ادا معشوق باوفا دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سرو باغ خوبی غنچۂ آرزوے محبوبی سامنے آ کر پہونچی نگاہ جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ آفتاب عالمتاب سلاح لاجواب زنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین جیسے ہی تمکین ابر سے نکلی نگاہین آپس مین چار ہوئین تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین بیس تھے تو دو دلبر لب معشوق ہوے تمکین شرماتی ہوئی باپ کے پاس آ بیٹھی مگر پسینے پسینے و زدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہی کبھی جمال بے مثال پر نگاہ چار دون تلوار ین حمائل تیغ صمصام و قمقام اور زنبچۂ سہراب یل تیغۂ عقرب سلیمانی سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان خنجر رستم زیب کمر نیزۂ نوح ہاتھ مین خود زرین بالاے سر زرہ زیب جسم ہی کہ جس سے نور جسم چھن چھن کر نکل رہا ہی علی قدر حال یہی جمال بیمثال اُس مہ جبین کا ہی نظم

یعنی اُسکے کلام خوش اسلوب	معجز عیسوی سے ہین منسوب
ہین مسیح آگے اُسکے پنبہ دہن	پی رہا دم کو اُسکے سُن کے سخن
ہو ذقن یا ستارۂ گلگون +	ہلکے زلفون سے عالم شبگون
وہ زنخدان ہی یا کہ دستۂ گل	چاہ مین جسکی پڑ گئی بلبل
اُسکے چاہ ذقن مین خال نہین	تیرگی کی وہان مجال نہین
وہ گلا نور کا گلا کہیے + +	یہ نہ کہیے تو اور کیا کہیے
سُنکے عشاق جسکی نرم صدا	قصد کرتے ہین چوم لینے کا
حسن سے وہ گلا درخشندہ	مہر و مہ ہوئین جس سے شرمندہ

کنیزان باوفا معشوق شہرت ایسی کہ آٹھ پہر کہا کرتی ہی اے گستہم تجھکو مجھسے بڑی محبت ہی مگر مجھے تجھسے نفرت ہی گستہم آٹھ پہر خدمتگزاری مین مصروف رہتا ہی لیکن چاہتا ہی کہ معشوق کو رضامند کرون مگر شہرت کے مزاج مین سرکشی ہی یہی کہا کرتا ہی کہ اسکو رضامند کرکے قبضے مین کرون اس معشوق سے بہتر کوئی معشوق نملیگی اسکے رضامند ہونے سے کلی آرزو کی کھلیگی مگر اے نیلوفر اگر مناسب ہو تو تم میرے ساتھ چلو باپ سے میرے کوئی امید نہ رکھو وہ بڑی فکر مین ہین چاہتے ہین مین طلسم کشا کو گرفتار کرون لوح بہ خدمت گستہم بھیجون مگر نہین معلوم کیا وجہ ہی کہ کوئی تدبیر بن نہین پڑتی نیلوفر نے منھ پھیر لیا کہا اے ملکۂ عالم ہم دیکھو جا کر آگ لگاتے ہین مرحلۂ ثانی سے ساحر لاتے ہین وسواس جادو مالک مرحلۂ دوم ہی وہ ضرور انتظام کریگا یہ سُنکے نمکین نے نیلوفر کو رخصت کیا نیلوفر طرف مرحلۂ ثانی کے چلا کہ وہان کا حاکم وسواس جادو ہی کئی سو ساحر جسکے مصاحب ہین وہ بھی آجکل اسی انتظام مین ہی یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران دربار قسطاس مین بیٹھے ہین قسطاس کہ رہا ہی کہ اے شہریار طلسم کشا بڑا مرد سپاہی ہی صاحبقران فرماتے ہین بروقت مقابلہ حال کھلجائیگا یہ سنکر قسطاس خاطرین کر رہا ہی ساقی بچے موجود ہین جام ارغوانی گردش مین ہی مگر صاحبقران نے کہدیا ہی کہ مین شراب نہین پیتا کوئی ساقی بچہ اسکے قریب نہین آتا مگر ایک مہ پارہ شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب	اس پری کی آگے ہی اک قرص کافور آفتاب
یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ	دیدۂ خفاش کو کرتا ہی بے نور آفتاب
منھ نہین دیکھا ترا اس رشک سے جلتا ہو کہین	اے صنم جب پوچھتے ہین کیو مغرور آفتاب
نیش سے لگتے ہین ہجر یار مین تار شعاع	آسمانِ نیلگون چڑھتا ہی زنبور آفتاب
داغ پہلو ہی جو پہلو مین وہ مہ پیکر نہ ہو	چشم چہرا مین پری بنجاے یا حور آفتاب
حسن غارت گر سے نسبت کون دیتا ہی اُسے	تابہ آہن ہی پیش روے پر نور آفتاب

سیر صحرا کر رہا ہو قضائے کار دختر بلند اختر قسطاس جادو ملکہ تمکین شیرین ادا اپنے
قصر مین بیٹھی تھی کنیزون سے کہ رہی تھی کہ اب بڑی مشکل پڑ گئی طلسم کشا کی آمد آمد ہو
دیکھیے کیا ہو کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آج بخوبی انتظام ہو گیا
مریخ تیغ زن نامے ایک پہلوان کو ندیم جادو لایا ہو ایسا قوی تن قوی من اور
بہادر و جری ہو کہ طلسم کشا سے لڑلیگا تمکین شیرین ادا یہ کہکر اُٹھی کہ مین تو جا کے
اُس پہلوان کو دیکھ آؤن پھر دیکھا جائیگا فوراً طاؤس پر سوار ہوئی ابر گلنار مین
چھپ کر سوچتی ہوئی جاتی ہو کہ ای تمکین شیرین ادا اگر لایق مقابلۂ طلسم کشا ہو تو بڑا
مزا ہو اگر یہ غالب آیا تو پھر گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو اول لوح پر ہاتھ ڈالینگے
اگر لوح قبضے مین آگئی تو طلسم کو کون شکست کر سکتا ہو اور نہ کہ طلسم خیال سکندری
کہ جسمین ہزارہا عجائب و غرائب بھرے ہین اُڑی ہوئی ابر پر جاتی ہو کہ سامنے سے
لکۂ ابر نیلو فری پیدا ہوا سوچی کہ یہ کون ہو کہان جاتا ہو ابر کو اپنی جانب کھینچا جب
ابر قریب آکر چھٹا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ اندام نیلو فر جادو نام ابر کو اُڑائے
ہوئے جاتا ہو تمکین شیرین ادا نے نیلو فر کو روکا پوچھا کہ ای نیلو فر کہان سے
آتے ہو سچ بتاؤ اور کہان جاتے ہو نیلو فر نے کہا ای ملکۂ عالم صاف صاف تو
یہ ہو کہ ایک مژدۂ خوشخبری لایا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد باغ مین ملکہ
سرو دلکشا کے کئی دن سے صحبت آرا ہین اور باپ ملکہ کا ہفت جوش مارا گیا
اگر کوئی ساحر جاتا تو اُنکو گرفتار کر لاتا جسطرح آپ سے ذکر کیا آپ کے والد نامدار
قسطاس ابلق سوار سے عرض کرونگا تمکین نے کہا ای نیلو فر آج کل والد نامدار
انتظار طلسم کشا مین مصروف ہین ہم سب لوگ اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا آئین
تو اُنکو گرفتار کر لین لوح طلسمی اُنسے لیکر پاس گستہم گوشہ نشین کے بھیجین اُسکے
یہ ابر کوئی نگہبانی نہ کریگا کہ گوشے سے نکلتا نہین معشوقہ اُسکی ملکہ شہرت جادو
ہر وقت عیش مین مصروف رہتے ہین اُنکا قول ہو کہ ہم کہین نہ جائینگے معشوق
موجود ہو سامان عیش و نشاط مہیا ہو کہین جا کر کیا کرین اسباب عیش و نشاط ممکن

توخوب مطلب بن پڑے وہ میرا عیار ہی نہایت تیز وطرار ہی ندیم نے کہا مین اُسی طرف تخت پھیرتا ہون ندیم جادو نے تخت پھیرا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا جنگل مین خواجہ عمرو ایک ساحر بنے ہوے پھر رہے ہین خواجہ نے جو دیکھا کہ ہمارے آقاے نامدار تخت پر سوار ہین اور اُس تخت کو ساحر لیے ہوے میری جانب آتا ہی فورًا پشت کر کے کھڑے ہو گئے مگر ایسے غافل بنکر کھڑے ہوے کہ بالکل اعضا کو حرکت نہین جب تخت قریب آیا امیر نے فرمایا اے ندیم جادو اسکو بھی اُٹھا لے خواجہ عمرو تو غافل کھڑے تھے ندیم کڑک کر گرا عمرو کو بھی اُٹھا لایا اب امیر کے پہلو مین عمرو بیٹھا ہی ندیم تخت اُڑاے ہوے جاتا ہی بعد پہر بھر کے ایک صحراے سبزہ زار مین دیکھا کہ اُس مین ایک قصر ہی گرد قصر چالیس پچاس ہزار ساحر اُترے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہی کچھ ساحر پھر رہے ہین مگر قصر مین ایک ساحر زبردست دنگل پر بیٹھا ہی پکار پکار کر کہ رہا ہی یارو یہ سحر کیون تیار کرتے ہو طلسم کشا صاحب لوح ہی اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا فنون سپاہ گری آغاز کرو وہ ساحر تلوارین نیزے درست کرنے لگے کہ ندیم نے صاحبقران کو قصر مین اُتارا اقسطاس سے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ جوان نہایت جری و بہادر ہی مریخ تیغ زن اسکا لقب ہی اب آپ تامل کرین چلکر بارگاہ مین بیٹھیے جسوقت طلسم کشا آئیگا یہ اُسکو زیر کرلیگا اِسپر کچھ زور نہ چلیگا قسطاس نے صاحبقران کی بڑی خاطر کی مگر عمرو کو دیکھکر کانپ گیا ندیم سے پوچھا یہ دوسرے کون صاحب ہین ندیم نے کہا یہ اِنکا عیار ہی اگر طلسم کشا زور کو نہ مانیگا تو یہ بہ عیاری گرفتار کر لائیگا تمھارا مطلب حاصل ہوگا ندیم نے صاحبقران کا ہاتھ تھام لیا باتین کرتا ہوا قصر سے اُترا بارگاہ مین آیا اب لشکر مین مشہور ہوا کہ ندیم جادو ایسے پہلوان کو لایا ہی کہ وہ طلسم کشا سے لڑیگا وہ معرکہ پڑیگا کہ دیکھنے والے حیران ہونگے افسران فوج آتے ہین امیر کو دیکھکر بہت پسند فرماتے ہین قسطاس نے سراپے بارگاہ کے اُٹھا دیے

تڑپ رہا ہی عمرو بیقرار ہوگیا خاک اُڑاتا تھا اور آواز دیتا تھا کہ ای شہریار غلام کو بے آقا کر گئے عمرو رو رہا تھا کہ ایک آواز آئی او عیار مکار کیون زیادہ شور کرتا ہو اب صاحبقران سے ہاتھ اُٹھا صاحبقران نے میرے آہو کو مارا مین نے اُسکا بدلہ یہ کیا کہ اُنکو مار ڈالا اب صاحبقران سے تاقیامت ملاقات نہ ہوگی یہ آواز سُنکر عمرو گھبرایا پشت اشقر پر ہاتھ رکھا کہا بیٹا تم تو لشکر مین چلو مقبل آکر تمکو لیجائیگا مین اسی صحرا مین اپنے آقا کی تلاش کرونگا عمرو اُسی صحرا ے ویران مین ایک ساحر کی شکل بنکر پھرنے لگا وہان امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک قصر ہو اُس مین ایک ساحر بیٹھا ہو اور کہ رہا ہو کہ کیون او شخص آہو نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو نے اُسکو تیر مارا مجھکو اپنی جرأت کا بڑا جوش ہو مگر مین تجھکو بہادر جانکر لایا ہون اگر تو وعدہ کرے تو مین تجھکو پہلون مرحلۂ اول کہ جسکو مرحلۂ قسطاس کہتے ہین قسطاس جادو وہانکا حاکم ہو اور خبر ملگئی کہ لوح طلسم کشا کو دستیاب ہوئی اب وہ مرحلۂ اول پر آئیگا قسطاس نے لشکر جمع کیا ہو اگر تو طلسم کشا سے مقابلہ کرے تو مین تجھکو پہلون صاحبقران نے سنبھل کر فرمایا مین طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا اور زیر بھی کرلونگا اُس ساحر نے پوچھا آپ کا نام کیا ہو صاحبقران نے فرمایا مریخ تیغ زن میرا لقب ہی مین اکثر لشکر مسلمانان پر لشکر کشی کرکے گیا دو چار پہلوان میرے مقابلے مین آئے اُنکو زیر کیا مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ پھر مین پلٹ آیا وہ سب میرے نام سے کانپتے ہین صاحبقران نے کہا تمھارا نام کیا ہی ساحر نے کہا ندیم جادو میرا لقب ہو صاحبقران نے فرمایا چلنے کی تیاری کردو یہ سُنتے ہی اُسی وقت ندیم جادو نے صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور طرف مرحلہ قسطاس کے لیچلا راہ مین کہتا ہوا کہ ای مریخ تیغ زن جب مین تجھکو بیہوش کرکے اُٹھا چکا تو ایک عیار دُبلا پتلا بہت بلک بلک کے روتا تھا مین نے آواز دی کہ یہان سے بھاگ جا ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا وہ عیار یقین ہی اسی جنگل مین ہوگا صاحبقران نے فرمایا ای ندیم جادو اگر اُس عیار کو بھی ساتھ لیلو

عالم مین ہنگامہ ڈالدیا ہی خواجہ نے کہا حضور مرحلہ جات پر نہ پہونچین گے ایرج
نوجوان نے اسقدر کدو کاوش کی مگر انجام کیا ہوا آخر ایک طرف پڑے ہوے
ہین مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر گرفتار کرلے اور وہ بھی مرحلہ جات پر
پہونچ نہ سکین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اب کوچ کرو یہان صحراے مراد
ہین کئی مہینے گذرے لیکن کوئی مقابلے کو نہین آیا خواجہ بولے آج تو دن چڑھ گیا
کل کوچ کیجیے گا یہ کہکے صاحبقران باہر نکلے صحرا پر نگاہ ڈالی دیکھا کوس بھر آگے
بڑھکر صدہا آہو چرا کر رہے ہین صاحبقران نے فرمایا ای مقبل مرکب لاؤ دیکھو
کیا عمدہ شکار ہی مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مقبل نے گھوڑا حاضر کیا امیر پشت
اشقر پر سوار ہوے واسطے شکار کے صحرا مین آئے تیر اندازی کرنے لگے
خواجہ نے جو خبر سُنی کہ صاحبقران براے شکار گئے خود بھی آکر موجود ہوے
دیکھا صاحبقران نے کئی ہرن شکار کیے ہین وہ آہو زمین پر پڑے تڑپ رہے
ہین خواجہ نے اُنکو بہ قربانی پہونچایا عمرو تو گوشت صاف کرنے لگا مگر امیر نے
سامنے دیکھا کہ ایک آہوِ وحشی نہایت چست و چالاک ہی چند مادہ آہوان
وحشی اُس مقام پر چرا کر رہی ہین وہ آہوے نر بصد ہنر اُن سب پر مستی کر رہا
ہی جب کسی مادہ آہو پر جا پڑتا ہی وہ چوکڑی بھر کر بھاگ جاتی ہی نر دوسری پر جھپٹتا ہی امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا اُس آہو پر گھوڑا بڑھایا مادائین ایک جانب بھاگ گئین
مگر وہ نر سامنے بھاگا صاحبقران نے اُسکا پیچھا کیا آہو بھاگتا ہوا کئی کوس
نکلگیا وہان پر آکر چوکڑی بھولا ذرا ٹھٹکا تھا کہ صاحبقران نے تیر مارا آہو گرا
کہ صحراے آواز آئی ای جوان غضب کیا کہ میرے آہو کو مارا صاحبقران زبان
غافل ہین اِسم اعظم وِردِ زبان نہین ہی گھوڑے سے کود کے آہو کو ذبح کرنے
لگے کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر آیا کڑک کر گرا صاحبقران کی آنکھ بند ہو گئی لیکن
خواجہ نے جو پلٹ کے دیکھا کہ صاحبقران تعاقب مین آہو کے گئے بیقرار
ہو کر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا کہ اشقر کوتل کھڑا ہی اور لاشۂ صاحبقران زمین پر

حکومت جلالت چو مشہور شد / بزیر آمدہ ہر کہ مغرور شد
بہ کمتر زمان گشت برباد او / کسے نا رسیدہ بہ فریاد او
سکندر شدہ چون چراغ سحر / درون لحد رفت شوریدہ سر
نہان شد تہ خاک آن ارجمند / مگر نام نیکوش گشتہ بلند +
ہمہ عاشقان شگفتہ مزاج / بمردند پُر حسرت و لا علاج
کہ قیس ہنرمند آشفتہ حال / ہمہ عمر محروم ماند از وصال
چہ ا ساقی مہروش غم کنی + / کہ این صحبت عیش برہم کنی
بدہ یک دو جام شراب کہن / کہ روشن شود از جمالش سخن
قمر داستان مرصع بیار / چہ حاصل ترا ہم ازین گیرودار

چہرہ مرحلہ پیمایان وشت کربت و غربت و طےکنندگان مسافت رنج و مصیبت اِس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کجا ہست آن شمع بزم قمر + کہ روشن شود از جمالش سحر + نویسم یکے قصۂ دلفریب + بگیرم ز عشاق صبر و شکیب + قضاے کار زلزلہ قاف ثانی سلیمان کہ صحراے مرادین فروکش تھے کہ ایک تاجر آکر پہونچا امیر نے اُسکا کچھ مال خرید اعلاوہ زر قیمت کے انعام واکرام بھی دیا اُس تاجر نے شکریہ صاحبقران کا ادا کیا اور کہا حضور ایسا سخی و قدردان میری نگاہ سے نہین گذرا مگر البتہ جس جگہ سے مین آتا ہون حضور کے مثل ایک شخص حسین و جمیل غربا کا کفیل خدا اُنکو مظفر و منصور کرے اِسیطرح اُنھون نے بھی مجھپر سرفرازی فرمائی تھی صاحبقران نے فرمایا اُنکا نام کیا ہی تاجر نے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان نام ہی براے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین اور لوح بھی اُنکو دستیاب ہو گئی اُنکے کل سردار آمادہ تھے کہ ہم ساتھ نہ چھوڑینگے مگر وہ جری و بہادر بحر جرأت کا بے بہا دُر سب کو منع کرتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آئے مین اکیلا ہی جاؤنگا صاحبقران نے تاجر کو رخصت کیا خواجہ سے فرمایا کہ تمنے سُنا نور الدہر براے فتح مرحلہ جات گئے فیض و سخا نے اُسکی تمام

کیا مگر ہی ترے رخسارہ سے یہ شرمندہ
دیکھکر تجھکو جو بڑھ جاتا ہی ہر بار چراغ

ہاتھ آئیگا نہ مجھسا کوئی دلسوز تجھے
لیکے ڈھونڈھیگا جو سو مرتبہ ای یار چراغ

وصل کی شب مین جو چہرے سے اُٹھائی تھی نقاب
شعلۂ رُخ سے ترے ہوگیا بیکار چراغ

ذکر گیسوے معنبر کا شفا کرتا ہون
جل کے ہوجاتا ہی ٹھنڈھا مرا ہر بار چراغ

لشکر کا یہ حال ہی نور الدہر کروٹین لے رہے ہین نیند نہین آتی دل کو انتشار ہی کہ دیکھیے مرحلہ جات پر کیا گذرے جسکا طلسم ظاہر ایسا تھا اُسکا طلسم باطن کیسا ہوگا خدا انجام بخیر کرے نور الدہر اس خیال مین ہین صبح کو لوح ملاحظہ ہوگی وقت پر یہ حال تحریر کیا جاے گا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام پہونچنا امیر کا بہ مدد ساحر کے قریب نور الدہر و پہونچنا بادشاہ اسلام کا قید ہو کر مرحلون پر و باقی حالات متعلقۂ داستان ساقی نامۂ مصنّف

بدہ ساقیا جام آتش فشان
کنم داستان مرصع بیان

بدہ ساقیا جلد بارہ اجواب
کہ بیتاب سازد مرا اضطراب

کہ من شوق دیدار دارم بہ دل
شدہ جسم من در غمت مضمحل

من آشفتۂ تار موے توام
کہ مشتاق دیدار روے توام

چو بشنید ساقی من حال من
شدہ مست و مخمور دنبال من

بمن گفت ای عاشق دلنواز
مہیا کنم جام و صہباے ناز

کہ سوز فراقت بمن دادہ رنج
چو بلبل بوصفت شدم نغمہ سنج

فریدون و ضحاک گشتند خاک
ز تیغ اجل گشت دارا ہلاک

سکندر چو بشنید این حال زار
شدہ بہر تسخیر عالم نزار

ہمہ شہر ہا کردہ در زیر حکم
بغزید اطراف ہا شیر حکم

تاکید ہوئی اُنھون نے جماؤ کرلیے اِسقدر جماؤ ہونگے اور حضور کے پہونچتے ہی اُنکو معلوم ہوجائیگا وہ فوجین لیکر آوینگے کہ حضور کو قدم جانا مشکل ہوگا لوح نہ دیکھنے دینگے غلام مخفی ساتھ رہیگا ایسے مقام پر آکر شریک ہون کہ جب حضور کو سب ساحر گھیرین تو مین وقت پر پہونچ جاؤن مجمع متفرق کرون جب خاص مقام پر پہونچیے تو الگ ہوجاؤن راہ بتاؤن مقام پر پہونچاؤن ہدایت کرون حاکم مرحلہ کو مارون یا گھیر کر آپ کے سامنے کردون اب سب سردارون نے اِس بات پر صلاح دی کہ حضور اِنکا جانا واجب و لازم ہی یہ بادشاہ سابق ہین اِنکے نام سے ارباب مرحلہ تسخیر ہونگے مرحلہ جات پر بہ آسانی رسائی ہوگی نور الدہر نے اِن سب صلاحون کو قبول کیا دو پہر رات گئے دربار برخاست کیا مگر یہ حکم دیا کہ ہم بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کرینگے لشکر مین جا بجا یہی چرچا ہی کہ کل آقاے نامدار ضرور مرحلہ جات پر جائینگے معشوقان پریچہرہ سب بیقرار اپنے اپنے مقام پر کہ رہی ہین اور دعائین کر رہی ہین کہ خداوندا انجام بخیر کیجیو آقاے نامدار کا یکہ و تنہا جانا

تو رحم کریگا تو سب آسان ہوگا نظم

منتقل شد از گلستان چون مکان عندلیب — بر زبان ہا ماند باقی داستان عندلیب
شد بہار آخر شد آخر شور بلبل در چمن — موسم گل بد رفت رفت از جسم جان عندلیب
خار شد منزل گزین وقت خزان اندر چمن — مسکن زاغ و زغن شد آشیان عندلیب
گل شنید ار و ز سوز باطن بلبل خبر — گرچہ تا گردون رود شور فغان عندلیب
از گہر ہیچ کرد دامان گل اندر بوستان — مثل شبنم دیدہ گوہر فشان عندلیب

سب شاہزادیان دعائین مانگ رہی ہین اہل لشکر کو انتشار ہی ہر خُرد و کلان بیقرار ہی کہ صبح کو شاہزادہ براے طلسم کشائی جائیگا دیکھین ہم لوگون پر کیا گذرے اِس انتظار مین سارا لشکر ہی مگر ہمارے مرصع پوش اپنے خیمے مین رو رو کر کنیزون سے بیان کر رہی ہی نظم

میری محفل مین نہ لانا کبھی زنہار چراغ — داغ دل سے مرے روشن ہی یہان یار چراغ

شب کو صحبت عیش و جیش آراستہ ہوئی نور الدہر نے شبرنگ سے اشارہ کیا کہ آج صحبت آخر ہی کل ہم طرف مرحلہ جات کے جاوینگے کچھ گانا سننا چاہتے ہین یہ سُنکر شبرنگ خوشی خوشی سامنے آکر بیٹھا چنگ مرصعی بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بعد غمزہ و نازہ گانے لگا

نظم

دوستان لازم ہی ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہی مقام افسوس کا

خار آنکھو نمین ہین گل باغ جہانکے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا ے چلے ہین یار کے پابوس کا

پاکدامن کا ترے جسدم گذرتا ہی خیال
کرنے لگتا ہی دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہی جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہی اُس طاؤس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہی ہر طرف
پردہ ہو ای شمع رو پہ وہ تری فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہی خوشی
عید ہی جسروز چھٹکارا ہوا محبوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہی
سینہ کوبی مین ہماری غلغلہ ہی کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اُس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہی دل کرے حاصل شرف پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو مُنھ کو پھیر لیتے ہین یہ بُت
صورت اِنکی ہی سخی کی دل مگر کنجوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہی تکلیف شراب
پردہ کُھلجاتا ہی آتش زاہد سالوس کا

اِس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ تمام سردار رو رہے ہین کوئی سرنگون بیٹھا ہی کوئی یاد معشوق کر رہا ہی کوئی ٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہی لیکن نور الدہر نے یہ فرمایا کہ کل ہم بعد نماز صبح لوح دیکھین گے جو حکم دے وہ بجا لائین شبرنگ نے عرض کی غلام ضرور ساتھ رہیگا نور الدہر نے کہا یہ ناممکن ہی جو لوح حکم دیگی وہ کیا جائیگا مگر ہمیشہ لوح مین حکم یہی دیکھا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو طلسم کشا اکیلا طلسم کشائی کرے سکندر ثانی نے کہا ای شہریار مین جانتا ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو مگر مرحلہ جات پر نائے پہونچگئے جس زمانے سے حضور آئے ہین مرحلہ جات والے بُلائے گئے تھے اُن سے

کہان ہی کہا حضور میرے پاس ہر بین تو خاص اسیواسطے آئی تھی کہ لوح جاکر اپنے
بادشاہ قدیم کو دون ہفت جوش نے مجھکو روکا سکندر نے کہا سامنے دیکھو
طلسم کشا کھڑے ہین لوح انکو نذر دے مرجان نے لوح جھولی سے نکالی
نورالدہر کو بطور نذر دی نورالدہر نے لوح اٹھاکر گلے مین پہنی سکندر نے
کہا کہ ای مرجان یہ تلوار اپنے گلے پر رکھے مرجان تو حکم سکندر مین تھی نیمچہ
گلے پر رکھا سکندر نے کہا اب دیر نہ کر اسکو کھینچ لے مرجان نے نیمچہ کھینچا گردن
کٹی تسمہ لگا رہگیا لڑکھڑا کے گری طائر روح قفس جہنم مین گیا آواز آئی کشتی مرا
نام سن مرجان جادو بود مگر لاشۂ ہفت جوش نورالدہر نے بڑے اعزاز
سے اٹھوایا خود تابہ شہر خموشتان گئے سب سرداروں نے کاندھا دیا مگر
فرماتے تھے کہ واللہ مارے جانا ہفت جوش کا مجھپر بہت شاق ہوا مگر
ارسطوے ثانی بعد دفن ہفت جوش کے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ
ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ گلچہرہ مجھکو عطا ہو نورالدہر نے کہا بعد فتح طلسم
خیال سکندری انشاء اللہ شادیان ہونگی اسوقت تمہارا ابھی کہنا کیا جائیگا
مجھکو تمہارے عشق کا حال معلوم ہی انشاء اللہ تعالی خدا وقت خوشی بھی دکھائیگا
یہ فرماکر گلچہرہ سے فرمایا کہ ای گلچہرہ بخدا ہم نہ چاہتے تھے کہ ہفت جوش مارا
جاے مارے جانا ہفت جوش کا ہمپر شاق ہوا مگر ہمنے تمکو مرتبہ کوتوالی لشکر
دیا گلچہرہ نے جھک کر سلام کیا نورالدہر نے گلچہرہ کو خلعت دیا اول خلعت
ماتم پرسہ بعد اسکے خلعت عمدہ بہت بھاری دیا سرداروں کو بڑا خیال ہوا کہ
گلچہرہ بہت سرفراز ہوئی ارسطو نے کہا صاحبو صاف صاف تو یہ ہی کہ وہی
ہفت جوش کو لگاکر لائی تھی نورالدہر نے جو لوح پائی سرداران لشکر سب
نذرین لیکر آئے نورالدہر نے کہا ای برادران جب خدا فضل کریگا اور ہم
طلسم توڑ کر آوینگے تب نذرین دینا ابتو مصائب اعلی کا سامنا ہی مرحلہ جات پر
جانا ساحران مرحلہ سے مقابلہ ہونا یقین ہی کہ وہ لوگ بڑے بڑے مکر کرین

شبرنگ بن عمر و طرف زمین کے چلے نور الدہر کو بڑا قلق ہوا مرجان نے چاہا کہ مین نکلجاؤن دم بھر مین اسنے دیکھا کہ مربع نشین وہماے مرصع پوش وغیرہ چالیس جادوگرنیان و نجم و اسطوے ثانی وغیرہ نکل آئے سکندر کھڑا ہوا ہی للکار رہا ہی کہ او مرجان کیون شامت آئی ہی مگر مرجان کڑک کر چلی سکندر نے آواز دی ای دلفریب لینا مرجان چاہتی ہی کہ نکلجاؤن پہلو سے آواز آئی کہ بوا ٹھہر جاؤ خبردار آگے نہ بڑھنا نظم

اِک جا کہین مین مثلِ ریگ روان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو ای آسمان نہ ٹھہرا

اللہ ری جذب اُلفت یوسف کو چاہ مین بھی
باہر نکالتے ہی پھیر کاروان نہ ٹھہرا

ای زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جسر وز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے ای نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین ای ابرو کمان نہ ٹھہرا

ای چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اِک میہمان ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق ای باد صرصر اُسکو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا اِرادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا ای برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہی خاک پر کی منھ زوری اُسنے آتش
پھر ون سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

اُس نازنین نے اِسطرح یہ اشعار گائے کہ مرجان جادو گھبرائی اُس نازنین نے سامنے آکر آنکھون کو گردش دی آنکھون پہ مرجان کی جونگاہ پڑی قلب اُلٹ گیا بال نوچنے لگی اُس نازنین نے کہا شہریار کے سامنے چل کہ تجھکو شہنشاہ طلسم خیال سکندری بلاتے ہین یہ کہکے مرجان کا ہاتھ تھاما سامنے سکندر کے لیکر آئی عرض کی حضور یہ مکارہ حاضر ہی سکندر نے کہا ای مرجان مقام افسوس ہی کہ تیرے بزرگون نے ہمارا نمک کھایا اور اِسی سرکار سے پرورش ہوے مگر تو نے کچھ خیال نہ کیا بقراط سے ایسی ملی کہ جان و مال عزیز نہ کیا تا کہ لوح طلسمی

لے اُڑا اپنے نام کا نعرہ کیا کہ او مرجان منم ہفت جوش جادو مرجان یہ عجائب وغرائب دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور للکار کر آواز دی کہ او نمکحرام ہفت جوش کیون تیری شامتین آئی ہین قدرت سے باغی ہوا طلسم کشا سے جا ملا مین تجھکو کیا جانے دونگی صبح کا وقت ہی ہفت جوش بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ کو بغل مین دبائے ہوئے لشکر طلسم کشا پر پہونچا ہی کہ مرجان جادو نے آکر نیمچہ مارا ہفت جوش نے پلٹ کر اُف کی کہ سر پر ایک سپر تھرائی وہ سپر کٹی مگر ہفت جوش بچا ہفت جوش کے ایک ہاتھ مین شبرنگ ہی مگر دوسرے ہاتھ سے سحر کیا کہ مرجان پر پانی برسنے لگا ہفت جوش کے سحر سے مرجان اپنے کو بچاتی ہی دونون مین سحر ہو رہے ہین ہفت جوش اپنے کو بچاتا ہی مگر خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی تلوار شبرنگ پر پڑ جائے یہان تو سحر ہو رہے ہین وہان نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ نہین معلوم شبرنگ پر کیا گذری کہ کچھ لوگ دوڑے ہوئے آئے کہا ای شہریار باہر چلکر ملاحظہ فرمایئے ہفت جوش جادو شبرنگ کو اُٹھا کر لایا ہی اور ایک ساحرہ سے سحر چل رہا ہی نور الدہر کمان کیانی لیکر اُٹھے باہر آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ نیمچہ کھینچے ہوئے ہفت جوش پر گری ہی جسدم شبرنگ کا ارادہ کرتی ہی تو ہفت جوش آواز دیتا ہی کہ او بیحیا خبردار ایسا ہاتھ نہ مارنا مرجان کہتی ہی کہ تجھکو اور اسکو دونون کو قتل کرونگی تو میرے قیدی کو کہین لیجا سکتا ہی نور الدہر نے ترکش سے تیر نکالا اب جو باہر نکلے بجم وارسطو وغیرہ بھی باہر نکل آئے سکندر ثانی کو خبر پہونچی یہ بھی تاج پہنے ہوئے باہر آیا سکندر ثانی نے منع کیا کہ ای شہریار آپ تامل فرمایئے تیر نہ ماریے مین اس ملعونہ کو ابھی مارے لیتا ہون مگر نور الدہر تیر بجر کمان مین پیوست کر چکے تھے تاک کر مارا مرجان تو ہٹ گئی وہ تیر سینے پر ہفت جوش کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا الاتنہ ہفت جوش اور

آوازدی او نالائق مین نے پہچانا کنیزون نے شبرنگ کی مشکین باندھین انھون مرجان نے کہا اِسکو قتل کرو ایک حبشن خنجر کھینچکر سر پہ آئی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم یہ عیار لشکر اسلام ہی ذرا حکم قتل اسکا مجھکے دیجیے گا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا بالک کے دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس مشکل کو آسان کر۔ نظم

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست
چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست

حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار
کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست

صداے قمری و غوغاے بلبلان چمن
درین بہار گل و خار خشک و تر ہمہ اوست

چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر
چہ اہل جہل چہ نادان چہ بیخبر ہمہ اوست

چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری
چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست

بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار
بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

جلادون ہر پر کھڑی ہی چاہتی ہی ہاتھ مارے مرجان تاکید کر رہی ہی کہ دیر کیون کرتی ہی ہاتھ مار دے خبردار ایک ہی ہاتھ مین سر کٹ جاے حبشن ہر مرتبہ قصد کرتی ہی شبرنگ کہتا ہی او حبشن خبردار ہاتھ نہ مارنا مجھکو ہاتھ مارے گی تو تیرا سر کٹ جائیگا حبشن رُک جاتی ہی جی مین کہتی ہی یہ عیار ہی شاید کوئی تدبیر ایسی کر رکھی ہو کہ مین اِسکو ہاتھ مارون اور خنجر مجھپر پڑے تو سر کٹ جاے مرجان آواز دیتی ہی اری کیون ڈرتی ہی عیار ہی تجھکو ڈراتا ہی قضاے کار ہفت جوش کہ تعاقب مین شبرنگ کے چلا آتا تھا آسمان پر آکر چمکا دیکھا کہ شبرنگ زیر تیغ بیٹھا ہی اور حبشن قتل کیا چاہتی ہی بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کیا بلا کے عیار ہین کہ فوراً اِسکے سامنے پہونچ گیا مگر اِسنے سحر مین گرفتار کر لیا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون آخر سوچا کہ کڑک کر گرون حبشن کی دو ٹکڑے کرون اور شبرنگ کو لے بھاگون جیسے ہی حبشن نے چاہا کہ ہاتھ مارون ہفت جوش کڑک کر گرا حبشن کے دو ٹکڑے کیے اور شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا جلدی مین

آمادۂ جنگ ہین وہ فوجین جمع ہین کہ لشکر طلسم کشا بھاگتا پھریگا وہ ساحر قدرت نے جمع کیے ہین کہ ایک ایک بلاے روزگار ہی جب وہ سحر کرینگے پہلے سب سے سکندر کو گرفتار کر لینگے سب سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا سامنے مرجان کے پہونچا مرجان تخت پر بیٹھی تھی جا کر اول تخت کو بوسہ دیا نامہ نکالکر ہاتھ مین دیدیا مرجان پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا لو صاحبو اب خداوند آوینگے قدرت کے آنے سے بڑی برکت ہوگی اور اے شمیم جادو قدرت حال لوح سنکر بہت خوش ہوے ہونگے شبرنگ نے جواب دیا اے ملکۂ عالم آپ کی بڑی تعریفین ہو رہی ہین سب ساحر کہتے ہین کہ مرجان نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا مرجان نے بڑا کار نمایان کیا ہفت جوش بڑا نمک حرام ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جا کر حاضر ہوا ہم اوّل اُسیکو گرفتار کرینگے سامنے قدرت کے سزا دینگے اب میان ہفت جوش کی تدبیر ہو رہی ہی مرجان جادو نے کہا اے شمیم وہ صندوقچہ تو اُٹھا لاؤ جس مین تصویرین ہین وہان بہت سے صندوقچے ہین خوب سمجھکر لانا یہ سنکر شبرنگ دوڑا ہوا گیا ایک صندوقچہ اُٹھا لایا جیسے ہی دوسرا صندوقچہ لا کر دیا مرجان جادو کھٹکی کہ شمیم واقف کار ہی یہ کیا باعث ہوا کہ دوسرا صندوقچہ اُٹھا لایا ہی اے مرجان کہین بقول خداوند کہ مسلمانون کی جہان کوئی شے آئی اور عیارون کا تانتا لگ جاتا ہی یہ کوئی عیار نہ ہو یہ خیال کر کے دوسری کنیز سے کہکے وہ صندوقچہ منگوایا جتنے ملازم اسکے پاس ہین سب کی تصویرین کھینچکر رکھی ہین شمیم کی تصویر نہ ملی ایک گوشے مین دیکھا تصویر پڑی ہی مگر صورت بدلی ہوئی مرجان نے انگوٹھی اُتار کر پھینکی شمیم سے کہا اُٹھا لا جیسے ہی شبرنگ نے دوڑ کر انگوٹھی اُٹھائی انگوٹھی سے شعلہ جھکا ہاتھ مین زنجیر آہنی لپٹ گئی پاؤن زمین نے تھام لیے اب تو مرجان نے اشارہ کیا ایک برق چمک کر گری کہ وہ منھ پر پڑی رنگ روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا مرجان نے پکار کر

سے اُٹھایہ کہکر کہ غلام جاکر لوح لاتا ہی ہفت جوش نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا
شبرنگ یا نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مرجان جادو مین چلا ادھر
ہفت جوش آسمان پر اڑتا ہوا شبرنگ کو دیکھتا ہوا جاتا ہی شبرنگ ایک
صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا ایک جادوگر بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے ساحر بنکر اُسکو
آواز دی کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر قریب شبرنگ کے آیا
شبرنگ نے کہا ای بھائی یہ دھوپ پڑ رہی ہی ابھی ایک جادوگر کو لُو لگ چکی
ہی اُسکو اُٹھا کر لوگ لیگئے خوف ہی کہ تمکو بھی لُو نہ لگجاے دم بھر یہان ٹھہر و سایے
مین آرام کرو بعد تھوڑی دیر کے جانا وہ پھر ذرا اڑ چلجاے ساحر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ مرجان جادو نے لوح لی ہی اور عرضی بہ خدمت خداوند
لکھی ہی مجھکو حکم ہی کہ جلد نامہ خدمت خداوند مین پہونچاؤ اسوجہ سے دوڑا ہوا
جاتا ہون شبرنگ نے کہا پانی پیلو ذرا تسکین رہے ساحر نے پانی پیا پیتے ہی
بیہوش ہوا شبرنگ نے ساحر کی ٹانگ پکڑ کے درہ کوہ مین ڈالدیا اور نامہ
اُسکی جھولی سے نکال لیا پشت پر جواب طرف سے بقراط کے لکھا کہ ای ملکہ
عالم تمنے بڑا کار نمایان کیا ہماری طبیعت تمسے بہت خوش ہوئی مگر ابھی لوح کو
اپنے پاس رکھو قدرت خود تشریف لاوینگے لیکن اِس ساحر تمھارے قاصد
کو ایک سحر بتادیا ہی وہ سحر تم کردینا باغ تمھارا مخفی ہوجائیگا یہ جواب لکھکر آپ
شبرنگ اُسی ساحر کی شکل بنا اور نامہ لیکر چلا مگر ہفت جوش نے آسمان سے
دیکھا کہ شبرنگ نے ایک ساحر کو بیہوش کرکے درہ کوہ مین ڈالدیا اور آپ
اُسی کی شکل بنکر چلا پتہ تو قصر مرجان کا نامے پر مرقوم تھا اُسی پتے کو دیکھتا ہوا
راہ کو طی کرتا ہوا چلا جاتا ہی تعاقب مین ہفت جوش دیکھتا ہوا چلا آتا ہی کہ
دیکھا شبرنگ راہ کو طی کرکے قریب قصر مرجان پہونچا لیکن دروازے پر
آکے بلا تکلف اندرون قصر چلا گھسا لوگون نے کہا کیون ای نامہ دار دربار
خداوند مین کیا چرچا ہی شبرنگ نے پلٹ کر جواب دیا کہ حقیقت مین قدرت

نامہ گردن مین بندھا ہی نامہ کھول لیا اب جو نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر نور الدہر سے سب حال بیان کیا نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ مین ابھی جاتا ہون اور لوح اُنسے لیتا ہون آج ایرج سے خوب تلوار چلیگی سر وار ہمارے پاس آتا تھا اُس سے کیون تعرض کیا ارسطو نے عرض کی حضور ابھی غصہ نکرین غلام پہلے استقبال کر کے ہفت جوش کو لے آے اُس سے مفصل حال دریافت کر لین پھر حضور کو اختیار ہی نور الدہر نے اشارہ کیا ارسطو و چند شاہزادیان براے استقبال ہفت جوش گئین اور ہفت جوش کو بڑے عظم و شان سے لائین نور الدہر کا جاہ و جلال دیکھکر ہفت جوش دنگ ہو گیا کیسی کیسی شاہزادیان بیٹھی ہین نجم اختر شناس کرسی پر سکندر ثانی ایسا بادشاہ تخت پر جمشید زرین ترکش دنگل وزارت پر ناچ ہو رہا ہی اور محفل عیش و جیش آراستہ ہی ہفت جوش نے آکر قدمونکو بوسہ دیا سکندر کو سلام کیا گلچہرہ قریب ارسطو کے آکر بیٹھی سب حال بیان کرنے لگی کہ شہریار ہمنے جو یہ امر سُنا کہ لشکر ایرج نوجوان اُترا ہوا ہی ہمکو اشتیاق ہوا کہ اُنسے ملاقات کرین اُنھون نے عیار کو براے استقبال بھیجا عیار نے سیب کھلا کر ہم کو بیہوش کیا لوح نکال کر لیگیا ہمنے لوح کو مثل جان کے رکھا تھا مگر مجبور ہین کہ ہمکو بیہوش کر دیا پہلے سمجھا یا تھا ہمنے یہی جواب دیا کہ لوح طلسم کشا کو دینگے نگر اے شہریار وہ لوح پڑھی نہ جائیگی جو قیدین لگی ہین وہ اشیاء آپ کے پاس ہین مجبور رہین گے نجم اختر شناس نے اُنگلیون پر شمار کیا کہا پیچھے مرجان لوح اُنسے لیگئی راہ مین ایک نازنین بنکر بیٹھی ایرج کو خوب دھوکا دیا کہ لوح لیلی ایرج خود غمگین ہین آپ اگر جائین گے ناحق کو تکرار ہو گی اگر تلوار چلی تو دشمنون کے لیے بھی باعث خرابی ہی نور الدہر نے قصد ملتوی کیا اب ہفت جوش حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ اگر مین لوح لا کر دیتا تو کیا اعزاز و اکرام ہوتا خالی آنے پر تو یہ خاطر ہی کہ قریب اپنے جگہ دی شبرنگ اپنے مقام

آپس مین کہتی ہین کہ آقا کو بڑی شرمندگی ہی لوح کھو کر آئے اب نور الدہر سے کیسا حجاب ہوگا مگر ہفت جوش و گلچہرہ منزلین طی کر کے قریب لشکر نور الدہر کے پہونچے تو گلچہرہ نے ہفت جوش کو ٹھہرایا ایک عرضی یون لکھی کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ای ارسطوے ثانی مین ہفت جوش کو سمجھا کر لائی ہون ساحر آبرودار ہی دریا مین رہتا تھا لہذا بہ اعزاز پیش آنا اور لوح پر اُفتاد پڑی لوح عیار ایرج نوجوان نے لیلی ہفت جوش بہت شرمندہ ہی آپ کو مناسب ہی کہ اُسکی آبرو کیجیے ہم لوگ لوح کا پتہ لگائینگے لوح اُنسے پڑھی نہ جائیگی یہ قید لکھی ہوئی ہی کہ طلسم کشا وہ شخص ہی کہ سلاح طلسمی زیب جسم ہو اور تیغۂ طلسمی سے کام کرتا ہو لوح محفوظ زیب گلو ہو تب لوح پڑھی جائیگی لوح وغیرہ کا سب حال مفصل لکھا وہ عرضی ایک طائر کو دی طائر اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ دربار شاہزادۂ نور الدہر جمع ہو سب ساحران نامی و پہلوانان گرامی حاضر دربار ہین کہ وہی طائر عرضی گردن مین بندھی ہوئی آ کر شانے پر ارسطو کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا کہ اُس زمزمہ سے یہ آواز آتی تھی نظم

کشتہ اِک عالم ہی چشم لعبت خودکام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

ای تپ غم گور مین لیچل جوانی مین مجھے
دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا

تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اِک قدم ہی یان محل آرام کا

خاتمِ دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہی یان
لوح محفوظ اِک نگینہ ہی ہمارے نام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

ہی سیہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرو مایہ کو دیتی ہی شکست
ٹوٹتا ہی پختہ ہی انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طوافِ کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زمزمہ سرائی کر کے طائر نے طرف گردن کے اِشارہ کیا ارسطو نے دیکھا کہ

جب آنکھون سے مس کریگی آنکھین روشن ہوجائین گی مگر مین حیران تھی کہ لوح طلسمی
میرے پاس کون لائیگا مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ ایسے جری کے پاس لوح ہی
ذرا آنکھون سے لگا دیجیے ایرج نے لوح کو گلے سے اُتارا ہاتھ مین اُس نازنین
کے دیا جیسے ہی لوح ہاتھ مین نازنین کے آئی کچھ منھ سے پڑھکر ایرج پر سحر کیا
ایرج اُسی مقام پر رہگئے وہ نازنین لوح لیکر یہ کہتی ہوئی چلی کہ منم مرجان جادو
دیکھیون لوح لیتے ہین ایرج نے چاہا دوڑون قدم نہ اُٹھا گھوڑا غرق زمین
ہوگیا ناچار ہوکر ایرج بہ حسرت دیکھ رہے ہین اور مرجان جادو نے لوح
جھولی مین رکھ لی جیسے ہی لوح اُسکی جھولی مین ہوئی اب ایرج نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے طرف صحرا کے جاتی ہی ایرج ہرچند
چیختے ہین مگر وہ کب جواب دیتی ہی تھوڑی دور جاکر پر پروانہ پیدا کیے جاکر آسمان
پر غائب ہوئی ایرج سحر مین پھنسے ہوے تڑپ رہے ہین کہ ای ایرج یہ کیا غضب
ہوا مفت مین نورالدہر سے شرمندگی ہوئی ہفت جوش جاکر اب کیے گا
کہ شاپور مجھسے دھوکے سے لوح لیگیا تو مین کیا جواب دونگا کبھی دعائین
مانگتے ہین کہ پروردگار اِس آفت سے نجات دے یہ دعا مانگ رہے ہین
کہ شاپور آکر پہونچا اُسنے حال پوچھا ایرج نے کہا ای برادر غضب ہوا کہ لوح
مرجان جادو آکر لیگئی مجھکو سحر مین پھنسا گئی ملکہ بینا سے مہرجوش اور بلقیس
کو جاکر لاؤ کہ وہ سحر اُتارین مین چلکر لوح کی تدبیر کرون مین حیران تھا کہ کیون
نہین پڑھی جاتی مگر ای برادر لوح پھر مجھ ہی کو پہونچیگی اکثر اُفتاد پڑجاتی ہی لیکن
انشاءاللہ لوح پھر پھر کے میرے پاس آئیگی شاپور نے لشکر مین آکر بینا اور
بلقیس زعفران پوش سے سب حال بیان کیا سُنتے ہی دونون جادوگرنیان
دوڑین آکر ایرج پر سے سحر اُتارا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر چلین راہ مین
دونون جادوگرنیان حال پوچھنے لگین کہ ای شہریار یہ کیا معرکہ ہوا ایرج نے
جھلاکر جواب دیا اب اِسکا حال نہ پوچھو جادوگرنیان خاموش ہورہین اور

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

نہ شمع ہر وقت ماند در شبستان جہان روشن
نباشد از گل رنگین ہمیشہ بوستان روشن
نباشد مہر و مہ دایم بہ اوج آسمان روشن
نہ دور کوران بود ہر لحظہ ہر نام دلشان روشن

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

گرفتار بلاے مرگ گردد نیک و بد آخر
مسافر زین سرا رخت سفر بیرون برد آخر
بحال بیکسی و عاجزی جان میدہد آخر
ز اقلیم عدم ہر کس کہ آمد میرود آخر

درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند خدا ماند

یہ آواز سُنکر ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی اور کلام
سے ظاہر ہوتا ہی کہ خدا پرست ہی کیا بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہی یہ
سوچتے ہوے قریب آئے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہ اے نازنین تو کون ہی کس مصیبت مین
مبتلا ہی ہمسے بیان کر ہم تیری فکر کرینگے اُس نازنین نے سر اُٹھایا ایرج کی نگاہ
پڑی ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن دلفریب بے صبر و
بے شکیب سر اُٹھا کر کہا صاحب تم کون ہو کہ جو مجھ دردرسیدہ کا حال پوچھتے
ہو ایرج نے اپنا نام نامی بتایا اور منھ سے نکلگیا کہ اے نازنین جلد حال اپنا بتا
مین کار ضروری کو جاتا ہون اُس نازنین نے کہا اے شہریار آپ کس کام کو
جاتے ہین ایرج نے کہا مین چشمۂ فیض پر جاتا ہون لوح کو جا کر غوطہ دون کہ
حروف پیدا ہون اُس نازنین نے اُٹھکر بلائین لین کہا اے شہریار آپ نے
عجیب شے کا نام لیا مین امیدوار ہون کہ ذرا لوح مجھکو دیجیے مین آنکھو نسے
لگاؤن کہ میری آنکھین روشن ہون عجب پریشانی مین ہون ایک جادوگرنی
نے مجھپر سحر کر دیا کہ میری آنکھین بے نور ہو گئین ایک فقیر نے بتایا تھا کہ لوح

سرفراز براے استقبال بھیجے عیارہ اُنکا ساتھ تھا اُسنے ہمکو سیب کھلاکر بیہوش کیا ہم بیہوش ہوے وہ لوح نکال لیگئے وہ انتقام کرین گے مگر اب مناظرہ مناسب نہین ہفت جوش معشوقہ کو ساتھ لیکر پلٹا یہان ایرج بیٹھے تھے کہ شاپور خوشی خوشی آیا کہا اے شہریار مین لوح لے آیا ایرج نے جلدی لوح لیکر گلے مین ڈال لی چاہا کہ پڑھون لوح کی پیشانی پر یہ تو لکھا ہی کہ لوح طلسم خیال سکندری ہی آگے کچھ حکم نہین نکلتا ایرج نے حیران ہوکر کہا کہ اے یاقوت جنی لوح مین کچھ حکم نہین نکلتا یاقوت نے کہا اے شہریار یہ صحراے مرجان مشہور ہی اسی صحرا مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکو چشمۂ فیض کہتے ہین آپ اُس چشمے پر جایئے لوح کو چشمے مین غوطہ دیجیے حروف ظاہر ہونگے ایرج اُسیدم لوح کو گلے مین ڈالکر تیغہ ٹیک کر اُٹھے جب باہر نکلے تو شاپور عقب مین اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا جاتا ہی ایرج بہت خوش ہین طرف چشمۂ فیض کے جاتے ہین ایرج گھوڑے کو مہمیز کر رہے ہین کہ جلد چشمۂ فیض پر پہونچون اور لوح کو غوطہ دون تو اُسی طرف سے براے فنای مرحلہ جات جاؤن تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخل کی طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین غرق دریاے جواہر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی دمبدم پکارتی ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اپنی کریمی و رحیمی سے آرزو میری پوری کر نظم بطور مسدس

رفیق درد و رنج و غم خدا باشد خدا باشد
بہر یک راز دل محرم خدا باشد خدا باشد
بوقت بیکسی ہمدم خدا باشد خدا باشد
نباشد کس چو در عالم خدا باشد خدا باشد
درین دنیاے دون چیزے کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند خدا ماند

بناے قصر این عالم شود زیر و زبر روزے
شود مسمار در یک لحظہ ہر دیوار و در روزے
شود پوشیدہ پستی و بلندی از نظر روزے
کنند ہر خانہ دار از خانۂ عالم سفر روزے

اُنکو و وعہدۂ سپہ سالاری لوبال طلسمی کے تمھین منتظم ہوگے خزانۂ طلسمی بھی
تمھارے ہی قبضے مین رہیگا ہفت جوش حیران ہوکر طرف گلچہرہ کے دیکھنے
لگا گلچہرہ نے کہا صاحب ہم خوب جانتے ہین کہ نور الدہر طلسم کشا ہین یا قوت
جنی نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو لوگون نے خلاف مشہور کیا ہی ہمارے آقا
جری و بہادر رہین زیادہ جادوگر اپنے ہمراہ نہین لیے زیادہ لشکر اپنے ساتھ
رکھنا عیب جانتے ہین تمھین اِن باتون سے کیا کام ہی لوح تو لیتے آئے ہو
ہفت جوش کے منھ سے نکلگیا میری جھولی مین لوح ہی مین تو براے ملاقات
نور الدہر جاتا ہون مین بخوبی سُن چکا کہ وہی طلسم کشا ہین اور گلچہرہ سے اشارہ
کیا کہ صاحب پلٹ چلو ایسا نہو کہ وہ لوح مانگین لوح سے میری آبرو ہی مین
لوح نہ دونگا یہ سُنکر شاپور نے سرداروں کو اِشارہ کیا تم لوگ خاموش ہو
مین ابھی لوح لیے لیتا ہون یہ کہکے شاپور نے جیب سے ایک سیب نکالا
اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا ہفت جوش کو دیا اور دوسرا گلچہرہ کو دیا
اُن دونون نے پوچھا اے متبرو الاگہر اسکو کیا کرین کہا لوح دینے نہ دینے
کا تمکو اختیار ہی مگر دربار فرزندان صاحبقران کا دستور ہی کہ جب اُنکے
سامنے کوئی ساحر آتا ہی تو پہلے سیب کھا لیتا ہی کہ دہن مین خوشبو رہے بدبو
جاتی رہے ایک ٹکڑا ہفت جوش نے کھایا دوسرا ٹکڑا گلچہرہ نے نوش
کیا چند قدم چلے تھے کہ لڑکھڑا کر گرے عورت و مرد دونون بیہوش ہوے
شاپور نے لوح جھولی سے نکال لی اور لیکر بھاگا اِن دونونکو یہین پڑا
رہنے دیا تھوڑی دیر مین جو ہوا چلی دونون ہوشیار ہوے ہفت جوش
نے گلچہرہ سے کہا کہ لو صاحب لوح طلسم لے گئے گلچہرہ نے سر پیٹ لیا اور
کہا کہ اب نور الدہر کو کیا منھ دکھائین گے ہفت جوش نے کہا صاحب اب
کیا کرین گلچہرہ نے کہا خدمت مین آقا کی چلو اُنسے بیان کر دینگے کہ اسطرح
پر لوح ہم لیے آتے تھے ایرج نوجوان کی ملاقات کو چلے اُنھون نے چند

بھی ساتھ چلونگی اُن سے ملاقات کرلینا ضرور ہی جب آگاہ کروگے کہ مین لوح لیکر خدمت نور الدہر مین جاتا ہون تو وہ خوش ہوجائین گے بلکہ کچھ لوگ بھی ساتھ کردینگے کہ وہانتک بخیر و عافیت پہونچ جاؤگے ہفت جوش نے جھولی اپنے بائین ہاتھ پر ڈالی گلچہرہ بھی ساتھ ہوئی ہمراہ ہفت جوش کے چلی یہان ایرج نوجوان آکر بیٹھے کہ شاپور دوڑا ہوا آیا خبر دی کہ اے شہریار مبارک ہو کہ ہفت جوش مالک دریاے قلزم ہی اور لوح اسی کے پاس ہی آپ کی خبر سُنکر آتا ہی با اعزاز اسکو بٹھایئے اور لوح لیجیے ایرج نوجوان خوش ہوگئے کہا اے یاقوت جنی دیکھو اب خواجہ زادون کا کہنا خلاف ٹھہرتا ہی ہمنے جو کہا تھا کہ دریاے قلزم پر چلو وہ ہی مناسب ہوا اب لوح مجھکو ملیگی تم لشکر کو لیکر آنا مین براے طلسم کشائی جاؤنگا مرحلہ جات فتح کرونگا ایک ہفتے مین پلٹ آؤنگا مال طلسمی لیکر نکلونگا پہلے آکر نور الدہر سے ملاقات کرون اور سامنے داداجان کے مال پیش کرون اور بیان کرون کہ بے کوشش مجھکو لوح پہونچی نور الدہر نے سالہا سال کی مشقت بیکار اُٹھائی مین کہتا تھا کہ اس طلسم کا فتاح مین ہون منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہون اب یہ دنگل رُستم کا نام نہ لین یقین ہی کہ نور الدہر دنگل سے ہاتھ اُٹھائین اور دنگل مجھکو ملجاے چند سرداروں کو اشارہ کیا کہ جاکر استقبال کرکے ہفت جوش کو لاؤ اور راہ مین ہماری تعریفین کرنا کہ ایسے جوہر شناس ہین نیلم زنگی و فیلم زنگی و یاقوت جنی براے استقبال چلے راہ مین ہفت جوش آتا تھا دیکھا اسنے کہ چند سردار واسطے استقبال کے آئے اور بڑے خُلق سے ملاقات کی کہا چلیے آپ کو ہمارے آقا نے بلایا ہی ہفت جوش نے کہا مین خدمت طلسم کشا مین جاتا ہون خبر پائی کہ لشکر ایرج نوجوان کا اُترا ہوا ہی مین نے کہا کہ چلکے اُنسے بھی ملاقات کرلون کسی سردار کو میرے ساتھ کردین کہ بحفاظت مجھکو خدمت طلسم کشا مین پہونچا دے سبنے کہا اے ہفت جوش تم دھوکا کھاتے ہو طلسم کشا یہ ہین ہمارے آقا نے کئی ملک فتح کیے چلکر لوح

بیان کی ردِ خدائی خداوند لقہ اط خوب تفریح سے بیان کی کہ یہ کیسا خداوند ہی کہ
بھاگتا پھرتا ہی اور اہل اسلام نے بھیجا کیا ہی طلسم ظاہر بین کیا اسکے انتظام تھے
کس زور و شور سے مصروف عیش رہتا تھا ان باتون سے گلچہرہ کی ہفت جوش
کو مرد رہو از زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا وعدہ کیا کہ چلو مین تمھارے ساتھ
ہون مگر میرے لیے کوئی ذلت نہ ہونے پائے یہ سُنکر گلچہرہ قہقہہ مار کر ہنسی کہا
اوہفت جوش یہ انتظام مین نے پہلے کر لیا کہ اُنکا سردار رفیق جو ہی ارسطو
اُس سے ملاقات کی وہ ہمکو بخوبی پہچانتا تھا تم چلو سردار استقبال کو آوین گے
طلسم کشا تمکو پہلو مین بٹھائین گے ہفت جوش نے اُسی وقت دریا پر آکے
آواز دی ہزار ہا مچھلیان نکلین ہفت جوش نے اشارہ کیا اندر سے دریا کے
خیمے بارگاہین بڑے بڑے جادوگر کئی سو رفیق ہفت جوش کو پوچھتے ہوئے
نکلے کہا اے شہنشاہ کیا ارادہ ہی ہفت جوش نے کہا صاحبو تم سب کی جان کی
حفاظت کرتا ہون خوف یہ ہی کہ طلسم کشا یہان آئیگا تو تم سب مارے جاؤگے
کسیکی جان نہ بچیگی اُسیوقت ہفت جوش تیار ہوا سردار قریب اِسکے گھوڑے
کے اِسکو گھیرے ہوئے بہ اِخفا پوچھ رہے ہین کہ ہمسے صاف صاف کہیے کہ آپ کا
کیا اِرادہ ہی ہفت جوش نے کہا اب میری زوجہ نے سمجھا دیا مین سمجھ گیا کہ حاضر
ہونا خدمت طلسم کشا مین ضرور ہی تم سب کو عہدے ملین گے غنچۂ آرزو کھلینگے
سب سردار خوشی ہین وہ ایک منزل طے کی ہی گلچہرہ اُسکو تسکین دیتی ہوئی جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آکر لشکر اُترا دیکھا سامنے ایک لشکر اُتر رہا ہی اور ایک سردار
نیلم پوش تلوار کاندھے پر ٹہلتا پھرتا ہی ہفت جوش نے ہرکارے بھیجے
کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے کہ نقد روح
روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان ہین یاقوت جنگی ہمراہ ہی ارادہ
ہی کہ جاتے ہی دریا پر بلوہ کرین ہفت جوش نے یہ خبر سُنکر معشوقہ سے کہا کہ
یہ ہم چشم نور الدہر ہی اگر کہو تو اِنسے جا کر ملاقات کرون گلچہرہ نے کہا چلو مین

تازہ عاشق ہون دل زار بھی اب ڈرتا ہی — مجھکو پھانسی نہ تری زلف گرہگیر بنے
کیا تعجب ہی لہو دودھ اگر بنتا ہی — حکم خالق ہو تو پانی کا ابھی شیر بنے
عشق اُس صید فگن کا جو نہین تمکو شفیق — کو بکو پھرتے ہو کیون صورت نخچیر بنے

ای ہفت جوش مجھکو خوف تمھاری جان کا ہی طلسم کشا تا بہ صحراے زبرجد پہونچ چکا ہی ہرچند کہ تمنے سحر کرکے منزلون کا بُعد کردیا مگر سکندر ثانی کہ بلاے روزگار ہی اگر وہ جان جائیگا تو دریاے قلزم مین گھس پڑے گا تم کہان چھپوگے اور مجھکو سب سے زیادہ رونا یہ ہی کہ مجھکو کون پوچھے گا بہتر یہ ہی کہ پاس طلسم کشا کے چلے چلو آج مین نے وہ سامان دیکھا کہ میرے ہوش اُڑ گئے اِس زور و شور سے آتے ہین کہ اگر قلعۂ آہن راہ مین حائل ہو تو اُسکو بھی توڑ ڈالین گے دریا کی کیا حقیقت ہی سکندر ثانی کہ بے مثل و لاثانی ہی اکثر بقراط کا سامنا پڑا اگر غالب نہین آیا تو مغلوب بھی نہین ہوا تمھاری کیا حقیقت ہی ایک سحر مین دریا کو خشک کردیگا بہتر یہ ہی کہ چلے چلو چلکر ملاقات کرو اور لوح نذر دو یقین ہی کہ طلسم کشا خوش ہوجاے اسطرح سے گلچہرہ نے فعل مچاے کہ ہفت جوش حیران ہوگیا اور گلچہرہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ جاؤگے تو مین جاتی ہون مین جاکر ملجاؤنگی اور یہ بھی خوب جانتی ہون کہ ارسطوے ثانی میری سفارش کریگا زبرجد کو ایک سحر مین مارا ہونٹ نہ ہلا سکا آخرکار واصل جہنم ہوا اُسنے سحر کیا تھا کہ سب لشکر کو دیوانہ کردون ارسطوے ثانی نے اُس سحر کو اُلٹا کردیا کہ وہ خود بھی دیوانہ ہوا اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا ہفت جوش یہ سنکر بہت گھبرایا کہا ای گلچہرہ تم چلو طلسم کشا سے صفائی کرو مین خدمت بقراط مین ہوکر آتا ہون گلچہرہ نے کہا اگر وہان جاؤگے تو اُلٹے ہوکر آؤگے وہ سمجھاے گا تم خوف کھاکر گھبراے ہوے آؤگے مجھکو تردد ہوگا مین کیا دفعیہ کرونگی مجھکو خوف یہ ہی کہ مین تنہا نہ ہوجاؤن مجھکو بیوہ ہونے سے بچاؤ یا سوار ہو یا مجھکو جواب دو اسطرح جو گلچہرہ نے سمجھایا اور حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بھی

جواب دیا اے معشوق پریچہرہ تیرا بڑا احسان ہوا تو نے مجھکو دشمنی سے طلسم کشا کی بچا لیا ورنہ حقیقت مین باعث خرابی تھا گلچہرہ نے کہا اے ارسطو خیال رکھنا ہم اب جاتے ہین اگر بن پڑتا ہی تو ہفت جوش کو لیکر آتے ہین ہر چند کہ مین اُسکی معشوقہ ہون مگر آجتک اُس سے ہم بستر نہین ہوئی ہر روز کچھ نہ کچھ حیلہ کرکے ٹال دیتی ہون ارسطو اِسکی باتون سے بہت خوش ہوے ہاتھ باندھکر کہا اے معشوق خوبرو ہمکو بھی اپنا چاہنے والا جانیے ضرور سرفراز کیجیے گا نظم

بیتاب دل بہت ہی کہانتک سنبھالیے
للہ وصل کی کوئی صورت نکالیے

دینا اگر ہی بوسہ تو دید یجیے حضور
اب ایسی ویسی باتون مین مجکو نہ ٹالیے

فرقت مین تیری اے یم خوبی شب فراق
آنکھون نے ہمنے کتنے ہی دریا بہالیے

عاشق پہ ایسا جور و تعدی نہ چاہیے
گھر سے نہ اپنے بے سروسامان نکالیے

کیونکر گمان نہ ہو سبد گلفروش کا
ہاتھون پہ اُسنے داغ دیے ہمنے کھالیے

ہم رند بادہ نوش ہین رکھتی ہین (توکرتی) مے سی کام
دیکھین نہ خضر آئین جو آب بقالیے

زلف دو تار کھاکے وہ کہتے ہین ناز سے
سودا یہ مول لیجیے اب سانپ پالیے

بوسہ ملا نہ ہمکو عوض دل کے جب شفیق
سمجھے کہ لکھنؤ کے ہین محبوب چالیے

اِسطرح یہ اشعار ارسطو نے پڑھے کہ گلچہرہ کے دلپر تاثیر ہوئی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا اچھا صاحب رخصت ہو گلچہرہ گھبرائی ہوئی آئی ہفت جوش کو بلوا بھیجا ہفت جوش نے جو خبر سُنی کہ معشوقہ نے بلایا ہی دوڑا ہوا آیا آکر دیکھا کہ معشوقہ رو رہی ہی بال نوچ ڈالے ہین سر پٹک رہی ہی الماس کی انگوٹھی نکالکر رکھی ہی کہ کھالون جیسے ہی ہفت جوش آیا دامن پکڑکر کہا او بے حیا صاف صاف تو یہ ہی کہ مین بہت بیقرار و بیتاب ہون نظم

وصل کی گو کہ نہ ہمسے کوئی تدبیر بنے
اب جو وہ آئین تو بگڑی ہوئی تقدیر بنے

انکی منت ہی جنون جوش پہ اپنا یارو
انکی سونے کی مری آہنی زنجیر بنے

مین نے دلمین جو تری شکل کا نقشہ کھینچا
کھینچے مانی بھی تو پھر ایسی نہ تصویر بنے

دیکھنے لشکر طلسم کشا کے جاتی ہون زبرجد نے کہا اب لشکر کی کیا سیر کروگی
مین جاتا ہون وہ تدبیر کرون کہ ملازمان طلسم کشا طلسم کشا کے دشمن ہوجائین
سب ملکر قتل کرین بڑا تحفہ جو اُسکے پاس ہی وہ بھی نکال لین گلچہرہ سوچی کہ وہ
لوگ تو ناواقف ہین اسکو اپنا مشتاق بھی پایا اُسی کے تخت پر آبیٹھی مگر
دلکو یہی خیال ہی کہ لشکر طلسم کشا کو بچاؤن اور ہفت جوش نے جو ارسطو
کا ذکر کیا ہی کہ ارسطوے ثانی ہنکو بڑا مرتبہ حاصل ہی دیکھون اب کیا رنگ ہی راہ
مین زبرجد سے کہا کچھ شراب کا چرچا کرو اُسنے جھولی سے بوتل نکالی نگینہ الماس
کا گلچہرہ کی انگوٹھی پر تھا انگوٹھی اُتاری اُسکو چبا کر شراب مین ڈالدیا اور
زبرجد کو جام شراب پلایا متواتر کئی جام پلاے یہان ارسطو سیر کرتے
پھرتے ہین اور دلکو تردد ہی سوچتے ہین کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا کو پاس
بقراط کے پہونچاؤن ناگاہ ارسطو نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت آیا
اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہی آتے ہی اُسکے تمام صحرا سبز ہونے لگا طائر
آشیانون سے نکلے مگر ایک معشوق پریچہرہ اُسکو شراب پلا رہی ہی کئی جام
پلاے مگر نگاہ ارسطو پر پڑ رہی ہی دیکھ رہی ہی کہ کیا جوان باوضع ہی حقیقت
مین اب ارسطو کا بڑا زور و شور ہی ارسطو دیکھ رہے ہین کہ وہ ساحر بیٹھے
بیٹھے گھبرایا کہا اے جان جہان میرا جی متلاتا ہی اُس مہ جبین نے کہا پھر مین کیا
کرون جا کے قے کرو کیون دیر کرتے ہو یہ کہکر اُسنے منھ جھکایا خون کے لخت
نکلنے لگے تھوڑی دیر مین لڑکھڑا کے تخت پر گرا گلچہرہ نے اُسکو قتل کیا اور
پکار کر آواز دی اے ارسطو یہ احسان نہ بھولنا مین نے زبرجد کو مارا خیال
تو کرو اُسکے سحر مین تم مبتلا ہو چکے تھے الفاظ دشمنی طلسم کشا سوچ رہے تھے
تھوڑے عرصے مین جاتے یقین ہی طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوتے
وہ ایسا جوان ہی کہ کسی سے رُک جاتا لوح محفوظ گلے مین سلاح طلسمی زیب
جسم تیغۂ طلسمی سے جنگ کرتے ہین ایسا ممکن نہ تھا کہ تمسے رُک جاتا ارسطو نے

کہانتک کیجیے آہ و فغان روز — نیا دیتا ہی غم اک آسمان روز
غم و رنج و الم کی دل مین جا ہی — یہی رہتے ہین گھر مین میہمان روز
جلا کرتا ہی سینہ سوز غم سے — نکلتا ہی مرے منھ سے دھوان روز
نہین اچھا دل بلبل دُکھانا — نہ جا سوے چمن تو باغبان روز
اگر ہی غیر کی صحبت سے انکار — کہو جاتے ہو آخر پھر کہان روز
خلش بلبل سے گلشن مین نہین گر — یہ کیون جاتے ہین گلچین باغبان روز
مرے گھر سے گئے غیرون کے گھر مین — نیا آباد کرتے ہین مکان روز
جلانا ہو اگر بلبل کو منظور — کرا ای گل جاکے سیر بوستان روز
کرو تیغ نگہ سے قتل مجھکو — تڑپتا ہی نہایت میہمان روز
ہمین سوداے گیسو ہی وگرنہ — اڑاتے پیرہن کی دھجیان روز
سلامت ہی اگر صیاد و بلبل — بنائے گی کہانتک آشیان روز
کبھی نکلا نہ ارمان شہادت — ہوا ہرچند میرا امتحان روز
جو وہ آئین تو اپنے دلمین جا دون — پڑا رہتا ہی خالی یہ مکان روز
تلاش یار سے آیا ہی عاجز — شفیق خستہ دل جائے کہان روز

بیٹھا ہو گھر میں امتحان روز

یہ آواز سنکر ارسطوے ثانی طرف طائرون کے دیکھ رہے ہین اور دل مین یہ خیال آرہا ہی کہ بقراط ثانی کو کیون چھوڑ آیا چاہکر اُسی کے پاس حاضر ہون شاید مہربانی کرے اگر اُسنے خطا معاف کی تو عہدۂ جلیل ملیگا اِس سوچ مین کھڑا ہی دل سے باتین کر رہا ہی مگر قضاے کار گلچہرہ بعد جانے ہفت جوش کے اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون سے کہا مین لشکر طلسم کشا دیکھنے جاتی ہون یہ کہکر طاؤس پہ سوار ہوئی طرف لشکر نور الدہر کے چلی راہ مین جاتی تھی کہ زبرجد جادو واسطے آباد کرنے جنگل کے جاتا تھا گلچہرہ نے پوچھا کہ ای زبرجد کہان جاتے ہو زبرجد نے جو گلچہرہ کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہنے لگا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہان جاتی ہو گلچہرہ نے کہا واسطے

کے حسن وجمال پر عاشق ہوئین اور رنگ آمیز نجم سے گرفتار ہوئی مہرو دلکشا
بادشاہ لشکر اسلام پر عاشق ہوئی تینون نے آکر مجھکو دیوانہ کردیا مجھکو گھیر کر
لے چلی تھین مگر راہ سے لوح لیکر بھاگ آیا ہون اب وہ اسی طرف آتے ہین
حیران ہون کہ کہان جاکر چھپون بقراط نے تو یہی حکم دیا کہ دریا مین جا کے
رہو اور لوح اپنے پاس رکھو گلچہرہ نے کہا ارے اتنا تو ظاہر کر کہ اُن کے
لشکر کا افسر اعلیٰ کون ہی ہفت جوش نے کہا ارسطوے ثانی کہ بڑا ساحر
زبردست ہی یاقوت کے سحر سے اُسی نے لشکر کو بچا لیا اُسنے اپنی جان دیکر
مجھکو نکالا اور کچھ نہ ہوسکا مین صرف لوح لیکر نکل آیا گلچہرہ مشتاق ہوئی کہ
مین لشکر طلسم کشا دیکھونگی ہفت جوش نے کہا لشکر طلسم کشا نے صحراے
محیط سے کوچ کیا ہی اور راہ مین صحراے زبرجدی مین آکر اُترے گا وہان
لشکر دیکھ لینا گلچہرہ کا شُعہ بھول گیا غصہ آگیا ہفت جوش کو جھڑکا کہا آپ تو جاکر
دریاے قلزم مین بیٹھیے مین ضرور جاؤنگی ہفت جوش دریا مین گیا اور ایک
گرداب مین چھپکر بیٹھا لشکر نور الدہر صحراے زبرجدی مین آکر اُترا دیکھا
تمام صحرا ویران خاک اُڑ رہی ہی صحراے ریگستان نخل کا کہین نام نہ نشان
اگر کوئی نخل ہی بھی تو وہ فاصلے پر لیکن وہ بھی گرمیِ ریگستان سے جلا ہوا اپنے
خار و شاخین مثل خنجر خم پیچ بیدم نور الدہر نے ارسطو سے پوچھا کہ یہ صحرا بہت
ویران معلوم ہوتا ہی ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ آگے بڑھ چلو ارسطو نے
عرض کی کہ آج لشکر نے دن بھر رہروی کی ہی سب سردار تھک گئے ہین آج تو
یہین اُتر پڑیے صبح کو کوچ کیجیے گا غلام حفاظت کرلیگا ارسطو طلاے پر آیا
نور الدہر تو بارگاہ مین داخل ہوے ارسطو گرد لشکر پھر رہے ہین کہ شام
کو دیکھا ابر گھر کر آسمان پر آیا مینھ برسنے لگا تھوڑے عرصے مین تمام صحرا کو
دیکھا کہ قدرت پروردگار سے پُر بہار ہوا طائران نغمہ سرا درختون پر آکر
بیٹھے اُنکی چہچہے زنی سے یہ صدا آتی تھی اہل لشکر کے دلونکو بھاتی تھی نظم

جاتے ہین مگر ہفت جوش لوح لیکر جو بھاگا سامنے بقراط ثانی کے آیا لاکر لوح
پیش کی کہا یا خداوند مین نے بڑا کمال کیا جان اپنی لگادی لوح لایا ورنہ مجھکو تو
میری بیٹیان سمجھا کرے چلی تھین کئی منزلین بھی مین نے طی کین مگر راہ مین
ملکہ یاقوت سرخ پوش نے مجھکو اطلاع کی کہ مین آکر سحر کرونگی تم لوح لیکر
بھاگو تب مین لوح لیکر نکل آیا اب جو فرمایئے وہ بجا لاؤن آپ لوح اپنے
پاس رکھیے غلام کو مہلت حاصل ہو اب ہمراہ ان طلسم کشا میری فکر مین ہین
دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہو بقراط اسوقت نشے مین بیٹھا تھا نازنینان پری جبین
کے ساتھ عیش کر رہا تھا کہا ای ہفت جوش تم جاکر دریاے قلزم مین رہو
جسوقت طلسم کشا دریاے قلزم پر پہونچےگا اسوقت مین خود آؤنگا طلسم کشا
کے ہاتھ سے تمکو بچاؤنگا ہفت جوش مجبور و ناچار ہوکر خدمت بقراط سے
پلٹا دریاے قلزم مین ایک قصر اسنے بنایا ہی گلچہرہ معشوقہ اسکی رہتی ہی مگر
اسکو ہمیشہ سے اس سے نفرت ہی جب ہفت جوش آتا ہی تو اپنے مقام سے
اٹھ جاتی ہی جہان اسنے کنیزون سے کہا کہ بلا لو تو کچھ حیلہ کر دیتی ہی آج جو آیا
تو بہت برہم آیا گلچہرہ بیٹھی ہوئی تھی کنیزون سے پوچھ رہی تھی کیون صاحبو
طلسم کا کیا انجام ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ہمنے سنا ہی کہ ہفت جوش لوح
لیکر بھاگ آیا ہی اور دونون بیٹیان اسکی کہ نہایت حسین وجمیل ہین ایک دام
عشق طلسم کشا مین پھنسی دوسری بادشاہ اسلام پر عاشق ہوئی گلچہرہ بیٹھی
سن رہی ہی اور کہتی ہی کہ جیسا اس نگوڑے نے غدر ڈالا تھا ویسا اسکا پھل
پایا طلسم کشا کے ہاتھ سے نہ بچیگا یہ ذکر تھا کہ ہفت جوش آکر پہونچا مگر گھبرایا
ہوا بیٹھتے ہی اختلاط کرنے لگا گلچہرہ نے جھلا کر کہا ارے میاں سید ھا بیٹھ پہلے
حال تو بیان کر کہ تجھپر کیا گذری کیون بھاگا بھاگا پھرتا ہی ہفت جوش نے
کہا صاحب حسن نے طلسم کشا کے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کون کون
شاہزادیان جاکر دام محبت مین نہین پھنسین ابھی جاکر ملکہ ماہ رخسار طلسم کشا

لڑتے بھڑتے قریب یاقوت کے پہونچے یاقوت نے کئی پہلو ان مقابلے مین نورالدہر کے بھیجے عکس لوح محفوظ پڑا جلکر رہگئے جب اِس سے بھی عاجز ہوئی تو آواز دیگر دستک دی کہ ای فیلان تہمتن طلسم کشا کو لینا صحرا سے ایک ڈھڑوکہ کی آواز آئی دیکھا ایک فیل مست سونڈ مین ایک حربہ لپٹا ہوا اُسکو ہلاتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا اسطرح کا نعرہ کیا کہ ہرچند مرکب طلسمی زیر ران ہی لیکن گھوڑا بدلگامی کرنے لگا نورالدہر گھوڑے سے کود پڑے فیل نے حملہ کیا مگر نورالدہر نے بھسونڈے پر ہاتھ ڈالدیا دونون پانوُن اُسکے پانوُن سے اڑا کر ایک جھٹکا مارا مع نرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی کا مارے جانا تھا کہ یاقوت غصہ مین سرخ ہو کر جاپڑی تلوار کا ہاتھ مارا نورالدہر نے لوح محفوظ چمکائی یاقوت بھی رنگ بدلنے لگی آخر کو ایک مقام پر جب یاقوت کا رنگ بدرنگ ہوا گھڑی ہوگئی شاہزادہ نورالدہر نے ہاتھ تیغۂ طلسمی کا چمکا کے مارا یاقوت جادو کے دو ٹکڑے ہوے یاقوت کا مارے جانا کہ نجم ہوشیار ہوا ماہ رخسار ورنگ آمیز بھی ہوشیار ہو کر اُٹھین آکر طلسم کشا کے قدمونکو بوسہ دیا نجم نہایت شرمندہ ہوا کہا ای شہریار بڑا افسوس یہ ہی کہ ہفت جوش نکل گیا اور مین اِسکے سحر مین تھا حقیقت مین یاقوت کے سحر مین مین ایسا مبتلا تھا کہ ہوشیار نہ ہوتا تھا جب آپ نے یاقوت کو مارا تب ہوشیار ہوا اب دریاے قلزم پر چلنا ضرور ہوگا نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کل لشکر تیار ہوا جب نورالدہر یہان آئے تھے تو سب سردار آکر موجود ہوگئے اب کل لشکر تیار ہو کر چلا مگر نورالدہر کو نہایت قلق ہوا فرمایا کہ ای ملکہ ماہ رخسار تمھاری مشقت ضایع ہوئی رنگ آمیز رونے لگی کہا ای شہریار کیا عرض کرون مین نے فرمان پیش کیا تب ہفت جوش راضی ہوا اُسکو لیکر چلی تھی ہرچند کہ بڑی بلا دفع ہوگئی کہ قلزم قتل ہوئی قلزم کی وجہ سے بڑا زور ہفت جوش کو تھا اب اُسکا بازو ٹوٹ گیا اب نورالدہر تو کوچ کیے ہوے

غافلو منزل دنیا ہی سراے فانی — اس خطر گاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث
مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین — ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث
جانب شیشہ جو دیکھو تو مغان کہتے ہین — آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث
بوسے لیتا ہون تو وہ کہتا ہی رشک یوسف — گرگ کیطرح سے پھاڑے مجھے کھاتے ہو عبث
شاعرو ذکر دہان و کمر یار نہ ہو — ستر مخفی ہین زبان پر انھین لاتے ہو عبث
سایہ سان اگ چلو آتش نہ بہت یار سے تم — دشمن و دوست کی آنکھون مین سماتے ہو عبث

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ہما کے آیا ہما نے اشارہ کیا کہ یاقوت کا سر لاؤ یا تو یاقوت آسمان پر سحر کر رہی تھی یا دیکھا وہ ساحر آتا ہی للکاری او نالایق مین نے عمر بھر تجھکو بھوگ دیا آج ایسا گیا یہ صورت اصلی نہین ہی خبردار پلٹ جا مگر وہ ساحر نہ رکا قریب یاقوت پہونچا جب یاقوت نے دیکھا کہ یہ ساحر نہین رکتا کارد سحر جھولی سے نکالی اور آواز دی پلٹ جا ہر چند یاقوت نے اسکو منع کیا مگر ساحر زبردست کب مانتا ہی آخر ناچار ہو کر یاقوت نے خبردار خبردار کہکے کارد سحر کھینچ ماری کہ ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری جب وہ ساحر زمین پر گرا تو یاقوت نے زانو پیٹ لیا کہنے لگی ہاے یہ بڑا پیر مارا گیا ای ہماے مرصع پوش آج میرا وہ سحر مٹایا کہ سامری و جمشید نے اسکا ثانی نہین تیار کیا لیکن مین اب نہ ہٹونگی اور تمھارے سحر کو کب مانتی ہون ہما کے بھی سحر دفع کرنے لگی اور ہر مرتبہ چاہتی ہی کہ ارسطوے ثانی کو مارون کہ ایک طرف سے نعرے کی آواز شاہزادہ نور الدہر کے آئی نعرہ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزار ان الامان خوانده

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرۂ نور الدہر کی صدا لشکر کانپ گئی یہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی نور الدہر

فریاد و فریاد کر رہا ہی کوئی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی کہ ای رب کارساز وای خالق بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیری رحیمی اور کریمی کے امید وار ہین اپنی حقیقت کو خوب جانتے ہین نظم

چه بودی غور کن در ابتدا چیز — چه باشی بعد وقت انتها چیز
ترا حاصل شود گنجینه از خاک — که هست این خاکساری کیمیا چیز
ز الطاف خداوندی چه دور است — اگر سازد خدا ناچیز را چیز
کند گر جمع دولت مند دولت — برد با خود چه زین دولت سرا چیز
بغیر از بندگی چیزے نباشد — متاع قیمتی و بے بہا چیز

ہمائے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا اور ابر پر نگاہ ڈالی کڑک کر بلند ہوئی برق بنکر گری ابر کے ٹکڑے اُڑا دیے جب ابر پھٹا تو دیکھا کہ ایک جادوگر چہرہ سرخ و سفید خون ہاتھ سے ٹپک رہا ہی اُسنے للکارا کہ ای ہما غضب کیا کہ میرے سامنے آگئین میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچوگی یہ کہکے خون بھرے ہوے ہاتھ ہلائے ہمائے مرصع پوش پر بارش شعلہ ہائے آتش ہونے لگی مگر ہما کے پہلو سے مینہ برس رہا ہی شعلے قریب نہین آتے جو شعلہ گرا قطرۂ آب نے اُسکو بجھا دیا شعلون کو بجھا کر ہمائے مرصع پوش پھر کڑکی اور دھوان منھ سے چھوڑا ساحر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا ہما نے آنکھون سے اشارہ کیا آنکھین رشک دیدۂ غزال تھین آنکھون نے جو گردش کی ساحر دیوانہ ہوگیا گریبان پھاڑ ڈالا پکارتا تھا کہ ای ماہ تمام اب امیدوار ہون میرے پاس آئیے نظم

ولین گھر کر کے منھ آنکھون سے چھپاتے ہو عبث — ناز و انداز سے باہر ہوے جاتے ہو عبث
چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث — بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث
ای بتو تمکو بھی دعواے اُلوہیت ہی — توڑ کر دلکو مرے کعبے کو ڈھاتے ہو عبث
عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا — داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

یاقوت سرخ پوش کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی للکارا کہ او مکارہ مخفی ہو کے
سحر کرتی ہی ذرا امردان عالم کے تو سامنے آ ارسطو نے خدمتگارون سے پوچھا
کہ نجم اختر شناس کیا کر رہے ہین خدمتگارون نے کہا آرام فرما رہے ہین ارسطو
نے اگرچاہا کہ نجم کو بیدار کرون نجم نہ جاگے اور سحر نے ترقی کی ارسطو نے
نکلکر آگ کو پانی سے روکا پانی کو آگ سے دفع کیا یاقوت نے دیکھا کہ اب
لشکر مین انتشار نہ رہا قضائے کار نورالدہر بن بدیع الزمان سو رہے تھے
کہ شبرنگ نے آکر جگایا کہا ای شہریار چلیے لوح محفوظ گلے مین ڈال لیجیے لباس
طلسمی و سلاح طلسمی زیب جسم کیجیے نورالدہر نے اُٹھکر اپنے کو آراستہ کیا
چاہا سوار ہون کہ ہمارے مرصع پوش حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار کنیز جاکے
انتظام کرتی ہی یاقوت کی کیا حقیقت ہی کہ لشکر نجم کو تباہ کرے مگر زبانی شبرنگ
کی معلوم ہوا کہ یاقوت نے ایسا سحر کیا ہی کہ نجم بیدار نہین ہوتے مگر تعجب ہی
کہ ماہ رخسار ورنگ آمیز کیون نہین نکلکر لڑین ملکہ ماہ رخسار اگر نکلتین تو ملکہ
یاقوت کے سحر کو دفع کر دیتین یہ کہکر ہمارے مرصع پوش پہلے چلی اسکے بعد
نورالدہر سوار ہوے شبرنگ ہمراہ ہی مگر ہمارے مرصع پوش اُسوقت
پہونچین کہ دور سے دیکھا یاقوت و ارسطو سے رد و قدح ہو رہی ہی مگر
یاقوت نے ران کاٹ کر خون اپنا چلو مین لیا طرف آسمان کے پھینکا ایک
ابر یاقوتی ایسا تیار ہوا کہ لشکر پر آگ پانی برسنے لگا اور دوسری تاثیر یہ پیدا
ہوئی کہ اگر سوار و پیدل چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکلجائین تو جسنے نکلجانے کا ارادہ
کیا اُسنے سامنے دریاے قہار دیکھا مچھلی نے نکلکر اُسکو کھینچ لیا کئی ہزار آدمی
دریا مین ڈوبے کئی ہزار کو شعلۂ آتش نے جلایا لشکر مین ہنگامہ ہی نہ بھاگ کے
بچتے ہین نہ اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہین ارسطوے ثانی ہر چند سحر کرتے ہین مگر
مچھلیان دریا سے نکل رہی ہین جسپر گرین اُسکو کھینچکر لیگئین دریا مین گرا دیا
جو اپنے مقام پر بیٹھے ہین وہ جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین ہر ایک

رضامند ہوا انجم نے لوح لیکر پاس اپنے رکھ لی پھر لشکر تیار ہوا صحرائے زمرد نگار
کے قریب پہونچا ہی لشکر طلسم کشا سے اتنا بُعد ہی کہ نشان اُڑتے معلوم ہوتے ہین
تمام صحرا سرخ پھولوںسے بھرا ہی نجم نے کہا آج اِسی مقام پر رہو صبح ہوتے ہی
پہونچ جاوینگے لشکر اُتر پڑا اگر شاہزادیون نے قصد کیا کہ ہم خدمت طلسم کشا مین
رات ہی کو جاوین مگر نجم نے منع کیا کہ سب ساتھ ہی چلنا شاہزادیان اور نجم
و ہفت جوش ایک ہی بارگاہ مین سوئے دو پہر رات گئے لشکر مین ہنگامہ
ہوا اہل لشکر جلنے لگے وہ جو پھول سرخ تھے شرارے بنگئے جسپر گرا وہ جلکر
خاک ہوا پہلے سب سے ہفت جوش کی آنکھ کھلی بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ
ملکہ یاقوت سرخ پوش دریائے یاقوت مین غوطہ زن ایک نخل کے سائے
مین کھڑی سحر کر رہی ہی ہفت جوش نے جو یاقوت کو دیکھا دلیر ہوا سوچا کہ
اب کوئی کیا کر سکتا ہی لوح طلسم لیکر نکل چلون چپکے چپکے قریب نجم کے آیا لوح
جھولی سے نکال لی جب لوح نکال چکا تو گھبرایا ہوا باہر آیا آکر ایک دو پتھر زمین
پر مارا کہ دریائے آب نے جوش کیا آپ دوڑا ہوا قریب یاقوت کے آیا
کہا اے یاقوت سرخ پوش تو نے اِسوقت بڑا کمال کیا کہ لوح خدمت طلسم کشا
مین جاتی تھی اگر آج سحر ہو جاتی تو صبح تھی لوح طلسم کشا کو ملجاتی مین لوح نکال
لایا اب تمکو اختیار ہی یاقوت نے کہا نجم جو بیدار ہوگا تو کیا فکر کریگا ایسا
نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جائے مگر تم تو دریائے قلزم پر جاؤ مین اِن سب کو
تباہ کر کے لشکر طلسم کشا پر جاتی ہون ہفت جوش تو بھاگا لوح جھولی مین
رکھی دریائے قلزم مین جاکر چھپا مگر یاقوت کھڑی سحر کر رہی ہی ارسطوے
ثانی کہ برسر طلایہ لشکر نور الدہر مین تھے جانتے تھے کہ نجم اختر شناس اپنے
ہمراہ ہفت جوش کو لیے ہوئے آتا ہی سامنے اُترا ہوا ہی یکایک ہنگامہ سُنا
ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ آگ پانی کا جوش ہی ایک طرف دریا ڈبو رہا ہی اور
ایک طرف آتش گر رہی ہی ہزارہا آدمی جل گئے ہین جست کر کے آیا آکر دیکھا

سے لیے یہی بہتر ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جاے کہ طلسم کشا کو اطمینان ہووے
ماہ رخسارہ و رنگ آمیز نے بھی خوب سمجھایا ہفت جوش خود گھبرا رہا تھا یہی
ظاہر ہوا کہ ماہ رخسار طلسم کشا پہ عاشق ہی اور صحبت طلسم کشا مین ہو آئی ہی
اُسیوقت سوار ہوا اور ماہ رخسارہ و رنگ آمیز و قلزم نقلی اسطرح لگاکر
ہفت جوش کو لے چلین لوح اِسکے پاس جھولی مین رہتی ہی کہ اتفاقاً راہ مین
انجم نے ایک منزل پر کہا ای ہفت جوش تمکو خبر بھی ہی کہ قلزم جادو قتل ہو گئی
اب بہتر یہ ہی کہ لوح ہمارے حوالے کر دو ورنہ باعث خرابی ہی ماہ رخسارہ پہلو
مین آبیٹھی کہا والدنا مدار اطاعت طلسم کشا سے بڑے لطف اُٹھاؤ گے زمانۂ
قتل بقراط قریب آگیا تدبیر اُسکی ہو رہی ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی ایک
طرف رنگ آمیز آبیٹھی جھولی مین ہاتھ ڈالکر لوح نکال لی جب لوح نکل گئی تو
ہفت جوش بہت پراگندہ ہوا انجم نے کہا ای ہفت جوش نہ گھبراؤ تمھارا
بڑا مرتبہ ہوگا اور مشہور یہی ہوگا کہ لوح ہفت جوش نے لا کے دی اور
یہی منسوبات مین لکھا ہی کہ لوح طلسمی ہفت جوش نذر دیگا اب بقراط
ناحق کے نخرے کر رہا ہی پہلے تو اپنے ہاتھ سے لکھ چکا کہ طلسم فلان زمانے
مین فتح ہوگا اب چاہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤن مگر حقیقت مین جبر و زحر کریگا
ہم سب عاجز ہو جائین گے بنا سے اقبال مندی دیکھو کہ کون کون سے
ساحر و شاہزادیان مطیع سرکار ہوئین ہم لوگ چاہین گے کہ وہ سحر کرے
اور طلسم کشا عاجز ہون اپنی جان لگا دینگے رنگ آمیز نے کہا ای انجم لوح میرے
قبضے مین آئی اب مین خدمت طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت جوش نے
بہ نگاہ حسرت طرف انجم کے دیکھا انجم کو اُسکی حیرانی پر رحم آگیا لوح ہاتھ سے
رنگ آمیز کے لے لی اور کہا ای ہفت جوش تم رنجیدہ نہ ہو ہم لوگ اِسکے
خواہان نہین ہین کہ لوح کا دینا تمھارے ہاتھ سے موقوف رکھین جب سامنے
طلسم کشا کے پہونچو گے تو لوح تمھارے ہی ہاتھ سے دلوائین گے ہفت جوش

نجم نے سپہر سحر پرور کا کمر سے نیچہ کھینچا دونون نیچہ چلا گر نجم نے کہ ساحر زبردست
ہر ایک مقام پر جھکائی دیکر ایک طائر اُڑایا اُس طائر نے گرد سر قلزم چرخ مارا
طائر کے چرخ مارنے سے قلزم خاموش ہوئی اور ہاتھ روکا ہاتھ کا کٹنا کہ نجم
نے نیچہ مارا قلزم کے دو ٹکڑے ہوے مرنا قلزم کا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا
آوازین مختلف آنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کشتی مرا نام مین قلزم
جادو بود قلزم کا مرنا کہ ماہ رخسار و رنگ آمیز نے رہائی پائی ماہ رخسار سے
نجم نے کہا اب خدمت ہفت جوش مین چلو اُسکو لاکر شاہزادے سے
ملواؤ ماہ رخسار نے کہا قبل مین مین چلتی ہون مگر ای نجم دو نامے طرف سے
بقراط ثانی کے تیار کر دو مضمون اُنکا یہ ہو کہ ای قلزم جادو اِن شاہزادیونکو
رہا کر دے یہ دل سے ہماری مطیع ہین نجم نے نامے تیار کیے اور اپنے اوپر
سحر کیا کہ بصورت قلزم جادو تیار ہوا عیارون نے رنگ و روغن لگا کر
بنادیا اول ماہ رخسار بخدمت ہفت جوش پہونچی جھک کر سلام کیا کہا ای
والدنامدار دیکھیے کنیز نے رہائی پائی یہ خداوند کا نامہ پہونچا یہ ذکر تھا کہ
رنگ آمیز بھی آکر پہونچی دونون نے دو نامے پیش کیے مُہر بقراط مضمون
نزکور ہفت جوش بیٹی کے رہا ہونے سے بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر
تمنے قید سے رہائی پائی مجھے راحت ہوئی کہ رنگ آمیز نے کہا ای ہفت جوش
مجھکو حکم خداوند ہی کہ خدمت ہفت جوش مین حاضر رہو ہفت جوش نے
اُسکو پہلو مین جگہ دی رنگ آمیز آکر پہلو مین ہفت جوش کے بیٹھی آپس مین
اختلاط ہونے لگا کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی قلزم جادو آتی ہی ہفت جوش
نے کہا بڑی بات ہوئی کہ قلزم جادو آتی ہین قلزم جادو نقلی آکر اُتری کہا
ای برادر میر اسحر خداوند کو شاق ہوا مجھپر غصہ کیا کہ اِن شاہزادیون کو کیون
گرفتار کر لائین اِنکو رہا کر دو مین نے انکو رہا کر کے رفیقون سے صلاح
کی کہ مین خدمت ہفت جوش مین جاؤن اُس سے صلاح کرون ہفت جوش

کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو بھی قتل کرو دو حبشیین تلوارین کھینچکر اُنکے سرپر آئین کوسے کے خط گردنون پر دیے ابتو یہ دونون بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائے

نظم

چو گل بہ گلشن عالم بہ بست رخت سفر	نہ برگ خشک بماند بہ صحن باغ نہ تر
بدار دہر ہر آنکس کہ میشود شب باش	علی الصباح بہ بندد ازین سرا بستر
نہ غم بماند نہ راحت نہ مرد ماند نہ زن	نہ طفل ماند نہ برنا نہ اکبر و اصغر
نہ عرض ماند نہ جوہر نہ جسم ماند نہ جان	نہ نور ماند نہ ظلمت نہ خیر ماند نہ شر
نماند خویش نہ بیگانہ در سرائے جہان	پسر نہ ماند نہ مادر بہ اور ونہ پدر

دونون دعائین مانگ رہے ہین قلزم نے اشارہ کیا کہ چارون کا سر قلم کرو انکا زندہ رہنا بہتر نہین جلادون نے چاہا ہاتھ مارین شاہزادیون نے جو دیکھا کہ عیار ہمارے واسطے آئے اور گرفتار ہوگئے بیقرار ہوگئین آپس مین کہتی ہین کیا غضب ہوا کہ عیار بھی آکر پھنسے افسوس یہ ہی کہ بادشاہ و طلسم کشا کیسا افسوس کرینگے کہ عیار ہمارے مارے گئے اِن عیارون نے ساتھ مین پرورش پائی ہی بچپن کے اُنکے یار ہین جلاد چاہین کہ ہاتھ مارین کہ آسمان سے برق گری چارون جلادون کے سر اُڑ گئے اور نعرہ ہوا کہ سنو نجم دھمسے زمین پر آیا للکارا کہ او قلزم تجھکو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ عیاران لشکر اسلام کو قتل کرتی ہی یہ کہکے برق گرائی چارون جلادون کے لاشے بھی جل گئے نجم نے پکار کر کہا او قلزم اُٹھ ہمسے مقابلہ کر یہ شاہزادیان لایق قید کے ہین کہ جو تونے قید کیا معشوق طلسم کشا پر یہ بدعت یہ دونون عیاران اسلام سیکڑون جادوگر اِنکے ہاتھ سے مارے گئے قلزم نے اُٹھکر زمین پر دوہتھڑ مارا کہ دریا پیدا ہوا نجم نے ستارہ گرایا کہ دریا خشک ہوگیا کئی سحر قلزم نے کیے مگر نجم نے دفع کردیے قلزم نے آگ برسائی مگر نجم نے آگ کو پانی برساکر بجھا دیا قلزم اپنے مقام سے اُٹھی اور نیمچہ کھینچکر طرف نجم کے چلی آکر نیمچہ مارا

مجھکو سودا ہی زلف کا صاحب ـ نہ کرو قید سے رہا صاحب ✣
ہو گئے سفت مین ہزارون خون ـ جب کلی ہاتھ مین حنا صاحب
قبر مین رکھ کے کوستے ہین مجھے ـ پھر تو کیجیے کہا یہ کیا صاحب
قتل منظور تھا سو قتل کیا ـ جو کہا تمنے وہ کیا صاحب
کیون خفا ہو شفیق سے پیارے ـ اُسنے کسکا کیا گلا صاحب

اِسطور سے لڑکے نے یہ اشعار گائے کہ قلزم نے کہا تم بیٹھ جاؤ بیٹھتے ہی دونون نے آفت برپا کی بڑے میان نے جیب سے نِز نکالی لڑکے نے کہا ہان اُستاد ذ کو سنئے طور سے بجائیے قلزم نے کہا بڑے میان ذرا قریب آؤ تو مین تمھارا امتحان لون یہ سُنکر بڈھا پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ حضور اگر کچھ اور شوق ہی تو یہ لڑکا خوب کام کریگا آپ راضی ہوجائین گی قلزم کہتی ہی قریب آؤ بڑے میان پیچھے ہٹے جاتے ہین کہا حضور مجھے آپ کی صورت سے خوف آتا ہی ایسا نہ ہو آپ مجھے مارین لڑکا ہاتھ باندھتا ہی مگر قلزم نے کنیزون کو اِشارہ کیا کہ اِن دونون کے منھ پر پانی کا چھینٹا مارو کنیزون نے جو پانی ہاتھ مین لیا دونون رام رام کرنے لگے کہتے ہین گسیان بنا رکھے ہمپر جل نہ ڈالیے گا ورنہ ہمارا مذہب خراب ہوگا ہم قوم کے برہمن ہین مگر کنیزون نے کچھ خیال نہ کیا دونون کے منھ پر پانی کے چھینٹے دیے رنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا صورتین اصلی نکل آئین قلزم نے کہا دیکھو یہ بھاگنے نہ پائین بیشک عیار ہین کنیزون نے گرفتار کر لیا قلزم نے کہا تم دونون کون ہو دونون نے اپنے نام بتائے ایک نے کہا مین عیار طلسم کشا ہون ایک نے کہا کہ مین عیار بادشاہ اسلام ہون قلزم نے کہا کیون آئے ہو کہا حضور یہ دونون شاہزادیان قید ہین ہمکو حکم ہوا برائے رہائی آئے تھے قلزم نے کہا دیکھو کیسے بے خوف ہین کہ میرے منھ پر کہتے ہین کہ تمکو قتل کرنے آئے تھے مین حیران ہون کہ اب کیون دل دھڑکتا ہی یہ بھی دونون گرفتار ہوے اور دو

ظلم سے مہلت دے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ　　زانکہ بخشد حق گناہ عذرخواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی　　کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان　　گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر　　یاد کن حق را بہر شام وپگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود　　در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش　　کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا ندارد اعتبار　　ہان مشو غرّہ بہ ملک ومال وجاہ
خیر وشر را کن تصور از خدا　　مظہر نور الٰہی کوہ وکاہ ✤
دور کن از خاطر خود دور کن　　ہر گمان وہر شک وہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق ویقین　　از عنایت ہاے رب العالمین

قلزم بیٹھی ہی دو کنیزین تلوار کھینچے سر پہ کھڑی ہین کہ قلزم نے ڈھول کی آواز سُنی سر اُٹھاکر دیکھا دونون چلے آتے ہین قلزم نے پُکارکر کہا ارے صاحبو یہ کیا غضب ہی کہ ہمنے نہین بُلایا اور گوتے چلے آتے ہین مگر دونون تانین مارتے ہوے سامنے قلزم کے آئے عرض کی حضور ہمارا گانا سنین یہ کمال ابھی ایسے حاصل کیا ہی کہ آپ ایسے سخی داتاؤن کے سامنے گائین انعام پائین ہم دیرسے دروازے پر حاضر تھے کیا عمدہ حضور کا سحر ہی کہ راستہ نہ ملتا تھا جب کنیزین نکلین تو ہمنے اُنسے کہا کہ ہمارے گانے کا تذکرہ اپنی مالک سے کرو ہمکو انعام ملیگا کیونکہ ساحرون کے یہان ہمارا جانا واجب ولازم ہی مسلمان کسی کو کبھی ایک پیسہ نہین دیتے کہتے ہین ہمارے یہان گانا حرام ہی غرض بڑے میان نے سب باتین کرکے وہ ٹکڑے باندھے کہ قلزم سُننے لگی لڑکے نے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

آپ ہوتے ہین کیون خفا صاحب　　کچھ تو تبلائیے بھلا صاحب

ہو سوچ رہی ہی کہ کتاب مین نکلا ہی کہ عیار آتے ہونگے دیکھون کس رنگ سے آتے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارمی ایک بڈھا اور ایک لڑکا دو گویتے آئے ہین حقیقت مین ایسا گاتے ہین کہ دل بیقرار ہوتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ اگر حضور بلوا کر انکو سنین تو بہت خوش ہون قلزم نے کہا ارمی حرامزادیو تم تو جانتی ہو کہ کتاب مین نکلا ہی عیار آئینگے مین نے دو دن سے نکلنا موقوف کر دیا اسوقت ذرا نکلکر بیٹھی ہون میرا دل یہی کہتا ہی کہ وہ دونون عیار ہین سامری اُنسے بچائے خداوند بقراط ثانی مدد کرین صاف صاف قدرت نے لکھا ہی کہ قلزم کے قاتل عیار ہین ہین اِن دونون کو قتل کرونگی دیکھو ہفت جوش جادو جانے پر آمادہ تھا مین نے جاکر روکا ورنہ وہ جاکر شریک مسلمانان ہو جاتا اب تم باہر نہ جاؤ قفس اُٹھا کر ماہ رخسار و رنگ آمیز کو لاؤ مین دونون کو قتل کرون تو دل کو تسکین ہو غضب کی بات ہی کہ بی ماہ رخسار طلسم کشا پر عاشق ہوئین اور بی رنگ آمیز نے نجم سے پیغام کیا اِن دونون عیارون نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی پلٹ کر نہین آیا تو یہ گاتے بجاتے طرف باغ کے چلے در تو دیوار مین پیدا ہو چکا تھا باغ مین گھس آئے یہان قلزم نے قفس آہنی منگوائے سامنے قفس رکھے اُنکو سمجھا رہی ہی کہ اطاعت کرو بقراط ثانی کو سجدہ کر کے مطیع ہو ماہ رخسار جواب دیتی ہی ای قلزم ہم تیرے سحر مین ہین جو مزاج مین آئے وہ کر ہمنے جو کیا وہ کیا اپنی بہتری سمجھ لی کہ اطاعت مین طلسم کشا کی ہماری آبرو ہی اور جان بھی بچ جائے گی اور اطاعت مین بقراط ثانی کی سراسر خرابی ہی قلزم نے کہا مین تمکو ابھی قتل کرونگی رنگ آمیز نے کہا خدا ہمارے وارثون کو سلامت رکھے تو ہمین قتل نہین کر سکتی یہ سُنکر قلزم بہت جھلائی دونون کو قفس سے نکلوایا زیر تیغ بٹھایا دونون نے جو دیکھا کہ دو جلاد سر پر کھڑے ہین قتل کیا چاہتے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ایکے

عالم اُن ابروؤن کی کجی سے جو ہی سو ہی
بل کھا رہی ہی زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اسنے تو داب رکھا ہی اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہی رونشی انجمن ہنوز

اپنی صفا سے سینے کا حیران کار ہی
دیکھا نہین ہی آئنے نے وہ بدن ہنوز

ہرچند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم
آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

تھوڑی دیر کے بعد دیوار باغ شق ہوئی چند کنیزین نوجوان ہنستی ہوئی نکلین قریب بڑے میان کے آئین بڑے میان ڈھول کے ٹکڑے باندھ رہے ہین وہ لڑکا اسطرح کی تانین مار رہا ہی کہ اکثر آہوان صحرا آکر چھالین بھرتے ہوے آئے ہین اور گانا بگوش ہوش سُن رہے ہین اکثر طائر آشیانون سے سر نکالے بیٹھے ہین اور گانا سُنکر مبہوت ہو رہے ہین کنیزون نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا کہا بڑے میان صاحب اِس لڑکے کو تو خوب بتایا ہی مگر تم تو اپنا گانا سُناؤ بڑے میان نے گنگنا کر ایک تان لگائی کہ لڑکے کا گانا گرد ہو گیا کنیزون نے کہا بڑے میان بیٹھو ابھی جاتا نہین ہم جاکر ملکۂ عالم سے ذکر کرتے ہین یقین ہی کہ ضرور تمکو بلائین ہرچند کہ ہماری بی بی آجکل مکدر رہتی ہین لیکن آج بعد کئی دن کے بارہ دری سے نکلکر باغ مین بیٹھی ہین تمھارے گانے کی آواز سنکر خوش ہو رہی ہین ہملوگ بھی تمھارے گانے کی آواز سنکر چلے آئے حقیقت مین بڑے میان تم کامل و اکمل ہو مالک ہماری ضرور پسند فرماوینگی بڈھے نے پوچھا تردد کا کیا محل ہی کنیزون نے کہا اِس طلسم پر بڑی آفت ہی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آتا ہی صحراے زمردنگار مین فرو کش ہی دو شاہزادیون کو ملکہ نے قید کیا ہی ایک عاشق طلسم کشا ایک عاشق رفیق طلسم کشا اور یہ کتاب مین لکھا پایا کہ اِنکا قید کرنا خلاف پڑے گا عیار ضرور آوینگے اِسی وجہ سے باہر نہین نکلتین بارہ دری مین رہتی ہین بڑے میان نے کہا تم جاکر عرض کر دو الیبا انکو راضی کرین کہ بہت خوش ہون کنیزین دوڑی ہوئی گئین قلزم جادو نکلکر بیٹھی

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
اُس شہ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
منتخب تو نے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین
روح کو تفریح اُن دانتونکے دیکھے سی ہوئی
کوچہ گیسوے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
کو بکو پھرتا ہون مین خانہ خرابونکی طرح
قبر پر بیٹھا ہماری ہو کے وہ قاتل فقیر
فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
شوق خود بینی ہوا تجھکو جو ای سلطان حسن
سامنے جو پڑ گیا ہوش اُڑ گئے بیخود ہوا
ایک الف سے قد کے سو پیچ ہوا نقش تقیر

روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا
اِسقدر لوٹا ہما اُسپر کبوتر ہو گیا
صاد تیرا شعر کے چہرے کا زیور ہو گیا
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا
بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا
جیسے سودے کا ترے سر مین مری گھر ہو گیا
نقش جانبازی کا اپنی اُسکے دلپر ہو گیا
برگ گل صفحہ رگِ گل نقش مسطر ہو گیا
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا
آئنہ تمثال سے تیری سکندر ہو گیا
جامِ چشمِ یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

فیروزہ و شبرنگ سب باتین پوچھکر طرف قصر قلزم جادو کے چلے راہ کو طے کرتے ہوے قریب باغ قلزم کے پہونچے گرد اُس باغ کے پھرے راستہ جانیکا نہ پایا اور نہ دروازہ پایا ناچار ہو کر کنارے پر باغ کے آکر ٹھہرے دونون عیار تیز و طرار فیروزہ ایک بڈھا بنا شبرنگ نے ایک لڑکے کی صورت بنائی بڈھے نے ڈھول بجانا شروع کیا لڑکا بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

جوش و خروش پر ہی بہار چمن ہنوز نہ
پاتا نہین ہین یار کو میل سخن ہنوز نہ
برسون سے رو رہا ہون شب و روز متصل
رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی ہے
انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ

پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

بی سہر و دلکشا نکل گیئین ورنہ اُنکی بھی گردن لیتی یہ کہکے ماہ رخسار و رنگ آمیز کو گرفتار
کر لیا ہرچند اُنھون نے سحر کیے مگر کوئی زور نہ چلا اُنکو قید کر کے ایک قفس مین
دونون کو بند کیا اور لوح اُٹھالی ہفت جوش نے کہا ای ہمشیرہ مین توبہ کرتا
ہون کہ خدمت طلسم کشا مین اب نہ جاؤنگا اِسی لوح کی وجہ سے میری آبرو ہی اگر
یہ نہ رہی تو مجھے کون پوچھے گا اب عہد کرتا ہون کہ ایسی حرکت نہ کرونگا یہ سُنکر
قلزم بر سہر رحم آئی کہا مین دونون کو لیے جاتی ہون مگر لوح کو اپنے کلیجے مین
رکھو ہفت جوش نے کہا اب اِس لوح کو شکم مین نہ رکھونگا ہر وقت جھولی
مین رہیگی کیا مجال ہی کہ کوئی اِسپر ہاتھ ڈالے تینون شاہزادیون نے مجکو بہت
ناچار کیا تھا اب ہوشیار رہونگا قلزم جادو نے دونون قفس اُٹھا لیے اور
ہفت جوش کو خوب سمجھایا کہا لوح اپنی جھولی مین رکھو مگر حفاظت کرنا کسی کے
نفقرے مین نہ آنا ہفت جوش جادو بیٹھا رہا قلزم روانہ ہوگئی مگر سہر و دلکشا
بعد کئی دن کے خدمت شاہ مین آئی اور کنیزون نے اُسکو خبر دی کہ قلزم جادو
وقت پر آگئی معاملہ بگڑ گیا ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگیئین یہ خبر جا کر سہر و دلکشا
نے خدمت شاہ مین دی اور رونے لگی اور یہی سب کیفیت گذشتہ بیان کی
بادشاہ نے یہ حال سُنکر فیروزہ سے کہا ای فیروزہ پاس نور الدہر کے جاؤ
اور یہ سب حال بیان کرو کہ لوح کی فکر ہوگئی تھی لیکن قلزم وقت پر پہونچی
ماہ رخسار و رنگ آمیز قید ہوگیئین اب اِسکی کوئی تدبیر کیجیے ای فیروزہ اُنسے
صلاح کر کے تدبیر اُنکی رہائی کی کرو اور مین ابھی اِسی معشوقہ کے باغ مین ہون
فیروزہ خدمت نور الدہر مین پہونچا سب حال بیان کیا نجم نے جو حال گرفتاری
معشوقہ سنا بیقرار ہوگیا کہتا تھا ای شہریار غضب ہوا کہ ایسی معشوقہ چھوٹی
اور گرفتار ہوگئی ای فیروزہ تم اور شبرنگ ملکر جاؤ مین بھی آتا ہون اور
میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

وصل کی شب رنگ گردون نوع دیگر ہوگیا	شام سے بادہ اور مین جامے سے باہر ہوگیا

مجال ہی کہ اُسپر چڑھکر جائے رنگ آمیز نے عرض کی کہ مین بھی وعدہ کرتی ہون کہ اگر
طلسم کشا آپ کو سُنتے تو آپ کے استقبال کو آئے سردار جو اُنکا بڑا نامی وگرامی
نجم اختر شناس ہی کہ جسکی رائے پر کاربندی وانتظام لشکر ہوتا ہی وہ واسطے استقبال
کے آئیگا اِسطرح ان تینون شاہزادیون نے سمجھایا بجھایا کہ ہفت جوش اُٹھا
اور تیاری کرنے لگا کہ مین خدمت طلسم کشا مین جاؤنگا اور سب سے زیادہ
ماہ رخسارہ نے سمجھایا ہی کہ مین بڑے لطف سے آپ کو ملواؤنگی آپ ملاقات
طلسم کشا سے بہت خوش ہونگے اب ہفت جوش جادو کو بہت تسکین ہوئی
یقین ہو گیا کہ طلسم کشا سرفراز کریگا چاہتا ہی کہ روانہ ہو کہ آسمان پر برق چمکی
ملکہ قلزم جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ انجام طلسم کیا ہوگا
کتاب سامری کھولی سوانحات دیکھنے لگی دیکھتے دیکھتے بھائی کے حال پر خیال
کیا معلوم ہوا کہ بھائی صاحب کو دونون بیٹیان اور رنگ آمیز سمجھا رہی ہین اور
ہفت جوش تیار ہی کہ خدمت طلسم کشا مین جائے اگر دیر ہوگی تو وہ چلا جائیگا
فوراً آہ کا نعرہ کر کے روانہ ہوئی اُسوقت یہ آ کے پہونچی مگر سرو دلکشا کہ
ساحرہ نہ تھی اُسکو کنیزین تخت پر بٹھا کر روانہ ہو چکی تھین مگر ماہ رخسارہ ورنگ آمیز
سمجھا رہی ہین ہفت جوش نے کئی سو کشتیان جواہر کی برائے نذر منگوائی
ہین اور سحر کر کے اپنے شکم سے لوح نکالی ایک کشتی مین رکھی کہ طلسم کشا کو نذر
دونگا کہ قلزم جادو آکر پہونچی آتے ہی دیکھا کہ ماہ رخسارہ ورنگ آمیز سمجھا رہی ہین
اور ہفت جوش صندوقچے جواہرات کے نکلوا رہا ہی آتے ہی کہا بھائی صاحب
آپ کا کیا قصد ہی ہر چند کہ مین آپ کے قصد سے آگاہ ہون کیون ماہ رخسارہ
یہ کیا حرکتین ہین بیوقوف کو سمجھاتی ہی کہ جو خوف سے طلسم کشا کے کانپا کرتا ہی
آج اُسکو تسکین ہوئی اور اے ماہ رخسارہ مین کیا تجھکو جانے دونگی اے رنگ آمیز
تو نے نت نئی آشنائی کی نجم اختر شناس سے چھنی دیکھ قدرت بقراط ثانی کہ
مجھکو آگاہ کیا مین کتاب دیکھکر آئی ہون اور اے بی ماہ رخسارہ یہ اتفاق تھا کہ

گلے نہ لگایا کیجیے لوگ طعن کرینگے ہفت جوش نے کہا ای فرزند مین حیران ہون
تیرا وہ جمال ہی کہ اُسکو دیکھکر پریشان ہوتا ہون بزرگان دین نے منع کیا ہی ورنہ
تجھکو پاس لیکر سوتا مہرو دلکشا نے منھ پھیر لیا اور وہ نامہ نکالکر پیش کیا وہ نامہ
ہفت جوش نے پڑھا ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا ای فرزند مین کیا تدبیر کرون ہر ایک
ساحر قتل طلسم کشا سے ہاتھ اُٹھاتا ہی جس ساحر کو بھیجا وہ ناچار ہو کر پلٹا لیکن مین
کچھ تدبیر کرونگا تھوڑے کا رہیان دونون بیٹیان سمجھا رہی ہین کہ ای والد نامدار بہتر
تو یہ ہی کہ جاکر طلسم کشا سے ملجایئے اور لوح نذر دیجیے یقین ہی طلسم کشا بہت سرفراز
کرے ہفت جوش خاموش بیٹھا ہی کہ آسمان پر برق چمکی رنگ آمیز آکر پہونچی
ہفت جوش کو آکر سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا ای رنگ آمیز کہان سے
آتی ہو رنگ آمیز نے کہا عرض کرونگی ہفت جوش نے شراب وغیرہ پیش کی جب
نشہ ہوا تو رنگ آمیز نے وہ نامہ جعلی نکالا اور ہاتھ مین ہفت جوش کے دیا
ہفت جوش نے جو وہ نامہ پڑھا مثل گل شگفتہ ہو گیا اور کہا ای رنگ آمیز مین
کیا تدبیر کرون کچھ مجھکو بن نہین پڑتا اگر فوج بھیجون تو طلسم کشا دس بارہ لاکھ
فوج کی جمعیت رکھتا ہی ساحر کیسے کیسے نامی وگرامی ساتھ ہین خود پہلوان وحید
و بے نظیر چہرہ مثل ماہ منیر کون اُسپر غالب ہوگا اگر اصلاح کرون تو مجھے کیا
دعوی ہی اور کیا حق ہی کہ وہ سرفراز کرینگے صورت دیکھتے ہی تیغۂ طلسمی کھینچین
اور مجھکو قتل کرین ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین تو عرض کرتی ہون کہ
طلسم کشا آپ کے ساتھ اِسطور سے نہ پیش آئیگا جیسا کچھ کہ آپ کو خیال ہی وہ
بالکل خام ہی طلسم کشا کی مروت وخُلق حد درجہ پر ہی دشمن سے یون ملتا ہی جیسے
دوست صادق سے کوئی ملاقات کرے کیسے کیسے سردار جری وبہادر جمع
ہین جس مہم پر گئے اُسکو فتح کیا ابھی معرکہ پڑا تھا معمار قہر ساز کہ اُسنے قیامت
کا سحر کیا تھا کہ طلسم کشا کو قید کر لیا مگر ایسے صاحب اقبال ہین کہ وہ ساحر بھی
مارا گیا اور قہر بھی غائب ہوا اِسی طرح جس ملک پر پہونچے اُسکو فتح کیا کسکی

بارگاہ استاد کرائی ہو گئی ہو ساحر گرد بیٹھے ہین بعض بعض کہہ رہے ہین کہ ای افسر دریائے قلزم جو حکم ہو وہ بجا لائین مگر ہفت جوش خاموش بیٹھا ہو کسی ساحر کو حکم نہین دیتا یہی خیال ہو کہ جب طلسم کشا مقابلے مین آویگا تو طبل جنگی بجوا کر لڑونگا یہی سب سردار فرداً فرداً میدان مین نکلین گے ایسا مقابلہ پڑیگا کہ طلسم کشا کو مشکل ہوگا جب سکندر ثانی میدان مین آئے تو مین جا کر مقابلہ کرون اور لوح نکال کر چمکاؤن سکندر ثانی ناچار ہوگا یہ سوچ رہا ہو کسی سردار کو جواب نہین دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی اپنی بیٹی ماہ رخسار کو دیکھا کہ طاؤس پر سوار آئی اگر اتری باپ کو سلام کیا ہفت جوش نے پوچھا کیون بی بی کیا انتظام کیا کوئی صورت تباہی لشکر طلسم کشا کی ہوئی ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار تباہ کرنا طلسم کشا کے لشکر کا نہایت دشوار ہو یہ کنیز آپ کی تین دن لشکر اسلام مین رہی مگر وہ انتظام دیکھا کہ ہوش پراگندہ ہو گئے سکندر ثانی خود انتظام لشکر کا کرتا ہو اگر ہوا گرم چلتی ہو تو سکندر ثانی سحر کرتا ہو آٹھ پہر یہی خیال ہو کہ اگر کوئی ساحر آئے تو اُسے گرفتار کر کے خدمت طلسم کشا مین لیجاؤن انعام پاؤن ہر ساحر کا یہی قصد ہو کہ کچھ کام کرین سامنے طلسم کشا کے نام کرین لہذا آپ اپنی تدبیر کرین تین دن مین لشکر مین رہی اور کئی مقام پر سکندر ثانی کو تنہا پایا مگر حوصلہ نہ پڑا آخر ناچار ہو کر چلی آئی مین خدمت خداوند مین بھی گئی تھی اُنھون نے بہن کو نامہ دیا ہو وہ بھی آتی ہونگی اب ہفت جوش مشتاق ہوا کہ دیکھون خداوند نے کیا لکھا ہو یہ ذکر تھا کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ ملکہ سرو دلکشا آتی ہین آگے باپ کو سلام کیا مگر رنگ رو اُڑا ہوا ماہ رخسار کا بھی یہی حال ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو صاحبو کیا بیان کرون ابھی تک کوئی کام نہین ہوا دیکھیے اب بہن کے نامہ دینے پہ کیا گذرتی ہو کہ سرو دلکشا قریب پدر آئین ہفت جوش نے گلے لگا لیا چونکہ نہایت حسین ہو دیر تک گلے لگائے رہا اور پیشانی پر بوسے بھی دیے سرو دلکشا نے مسکرا کر کہا ای باپ اسطرح

بقراط نے کہا اب نامے کی کیا ضرورت ہی رنگ آمیز گئی ہوئی ہی ضرور سحر کریگی
سرو دلکشا نے دامن بقراط کا تھام لیا کہا یا خداوند آپ کو غفلت ہی ہم لوگون کو
جان کا خوف ہی جسوقت آپ پر کوئی اُفتاد پڑیگی ہم لوگ دم شمشیر پہ گلے رکھدینگے
کیا زندہ رہین گے مسلمانون مین ہماری کیونکر بسر ہوگی بقراط نے نامہ مین یہ لکھا
کہ ای ہفت جوش مسلمانون کو یہ خیال ہی کہ لوح طلسمی دریاے قلزم مین ہی بڑا دباؤ
تمپر ڈالین گے لہذا بموجب کہنے ملکہ سرو دلکشا کے یہ نامہ تمکو پہونچتا ہی کہ انتظام
کرو اور اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تمھارے دشمنون پر کوئی سانحہ گذرے
تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ایسا نہ ہو کہ سکندر ثانی دریا مین گُھس آئے لہذا قبل سے
انتظام واجب و لازم ہی سرو دلکشا نے یہ نامہ لیا ماہ رخسار سے کہا بوا اب
بخدمت والد نامدار چلو ماہ رخسار نے کہا بوا مین تو سحر جانتی ہون فوراً پہونچ
جاؤنگی تم پہلے سوار ہو کئی دن مین پہونچوگی سرو دلکشا سوار ہوئین بقراط
چاہتا تھا کہ سرو دلکشا کو نہ جانے دون کئی مرتبہ ہاتھ تھاما تخت پر اپنے بٹھا لیا
مگر ماہ رخسار نے بہ قہر و غضب طرف بقراط کے دیکھا کہا یا خداوند افسوس اس
حُسن پرستی نے آپکو اس درجہ پر پہونچایا کہ طلسم ظاہر چھوٹا طلسم باطن مین آئے
اب وہ انتظام کرو کہ طلسم کشا سے کچھ فیصلہ ہو بقراط نے سرو دلکشا کو رخصت
کیا سمجھا کہ اگر اسکو روکونگا تو ماہ رخسار فساد برپا کریگی اور بڑا افسوس یہ ہی کہ
سرو دلکشا بھی رضامند نہین خیر باصفے دو بعد انتظام طلسم کشا ہفت جوش
کو پیغام دونگا یقین ہی وہ بہ خوشی منظور کریگا اور بیٹی دیدے گا یہ سوچ کے
ہاتھ سرو دلکشا کا چھوڑ دیا سرو دلکشا سوار ہوئی کنیزین تخت لیکر چلین بعد
جانے سرو دلکشا کے ماہ رخسار بھی رخصت ہوئی مگر حیران ہی کہ ای ماہ رخسار
یہ کیا باعث تھا کہ سرو دلکشا طرف داری طلسم کشا کی کرتی تھی جس سے صاف
پایا جاتا تھا کہ مراد اُسکی یہ ہی کہ ہفت جوش جادو شریک طلسم کشا ہو جاے
یہ سوچتی ہوئی روانہ ہوئی یہان ہفت جوش دریاے قلزم سے باہر نکلا ہی

حاضر ہین ہر وقت علامت سحر دیکھا کرتی ہین یہی خیال ہی کہ کوئی ساحر آئے تو اُسکو یارۂ سحر نہ کرنے پائے اور سکندر ثانی ایسا بادشاہ جمشید زرین ترکش آٹھ پہر گرد لشکر پھرتا ہی ذرا کسی کا مزاج برہم دیکھا اور تدبیرین کرنے لگا آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ جیسے کوئی کارِ نمایان سرزد ہو ایک ایک جان سے خیر خواہ ہی سکندر خود طلاے کو اُٹھتے ہین اور دمبدم طلسم کشا سے عرض کرتے ہین کہ طرف دریاے قلزم کے چلیے مگر قریب کوہ زمرد لشکر آکر ٹھہر گیا ہی مین کنیز کی شکل بنکر تین دن لشکر طلسم کشا مین رہی سب انتظام دیکھا یہ یقین تھا کہ ذرا ابھی زبان ہلاؤنگی تو یہ سب ساحر ٹوٹ پڑینگے جان بچانا مشکل ہوگی اسیوجہ سے چلی آئی نہ ٹھہر سکی تین دن مین سب حال دریافت کر لیا بقراط بہ گوش ہوش باتین ماہ رخسار کی سُن رہا ہی کہ دیکھا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی یا خداوند اب ملکہ سرو دلکشا آتی ہین بقراط نے گھبرا کر کہا اُنکو تو ہمارے نام سے نفرت ہو وہ آج کہان آئین یہ ذکر تھا کہ تخت سرو دلکشا کا کنیزین کاندھے پر لیے ہوے آگر پہونچین چونکہ کوچۂ سحر سے ناواقف ہین کنیزین تخت لیکر آئین سرو دلکشا اُتر کر اُترین عرض کی یا خداوند مین آپ سے کچھ عرض کرنے آئی ہون جس وقت سے بقراط نے سرو دلکشا کو دیکھا ہی نگاہ اُٹھا کے سب شاہزادیون کو دیکھ رہا ہی مگر اور سب شاہزادیون مین ملکہ سرو دلکشا حُسن و جمال مین بہتر معلوم ہوتی ہین مسکرا کر جو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند بوا ماہ رخسار نے ایسی خبرین بیان کین کہ ہوش اُڑ گئے لہذا آپ سے یہ عرض کرنے آئی ہون کہ صحراے زمرد نگار تک طلسم کشا پہونچ گیا کوئی تدبیر کیجیے یہ تو مشہور ہی کہ آجتک طلسم کشا نے جو ارادہ کیا وہ پورا ہوا بقراط نے کہا اے سرو دلکشا کیا چاہتی ہو سرو دلکشا نے کہا ایک نامہ لکھیے کہ جاکر والد کو دون کہ وہ انتظام کرین کوئی طلسم کشا کو روکنے نہین جاتا بہن ماہ رخسار کا آپ بیان سُن چکے کہ سکندر ثانی ایسا بادشاہ اور ایسا ساحر زبردست خود طلایہ پھرتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے سامنے سحر کرے مگر

کی کچھ مشکل نہین خلق مجسم ہین اور دوسرا ایک مژدہ تمکو دیتا ہون کہ ماہ رخسار دختر
ہفت جوش طلسم کشا پر عاشق ہو گئی ہی اور یہ وعدہ کیا ہی کہ لوح کی فکر کرتی
ہون رنگ آمیز نے کہا مین بھی جا کر اُسکی بات کی تائید کرونگی اور طرف سے بقراط
کے ایک نوشتہ تیار کرو ہفت جوش کے نام روانہ کرو اور یہ مضمون ہو کہ لوح طلسمی
طلسم کشا کو دیدو ہم سمجھ لینگے یہ سنکر نجم نے قلم دوات نکالی کاغذ عمدہ نکالکر طرف سے
بقراط کے لکھا کہ ای خیر خواہ دولت ہم تمھاری جانبازی سے بہت خوش ہوے
لوح کو تمنے خوب چھپایا اب مناسب یہ ہی کہ لوح طلسم کشا کو دیدو دیکھون طلسم کشا
لوح لیکر کیا کرتا ہی سکندر ثانی کو مٹا دونگا طلسم کشا کو آوارہ کرونگا وہ لوح اب
بالکل بیکار ہی مین نے اور لوح بنائی ایسا نہ ہو کہ دریاے قلزم تہ و بالا ہو جسوقت
آمد طلسم کشا سنو فورًا جا کر ملاقات کرو لوح طلسمی دیدو وہ لوح خبر نہ دیگی اُسی
لوح سے سر ٹکرا ئینگے عاجز ہو کر جان دینگے یہ نامہ لکھکر نجم نے رنگ آمیز کو دیا اور
یہ کہدیا کہ خیال رکھنا ملکہ ماہ رخسار و سرو دلکشا جو کلام کرین اُنکی بات کی تائید
کرنا بی سرو دلکشا بادشاہ پہ عاشق ہین و بی ماہ رخسار ہمارے آقاے نامدار
طلسم کشا پر مائل ہو گئی ہین مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہون کہ یہ قصر
ہشت پہل مین بیٹھا ہی اور تمام اہالی طلسم اُسکے دربار مین جمع ہین دمبدم خبرین
پہونچتی ہین کہ طلسم کشا فلان صحرا مین اُترے ہین اور فلان ساحر مارا گیا یہ خبرین
سن سُنکر بقراط ثانی گھبرا رہا ہی اہل طلسم سے پوچھتا ہی کیون صاحبو طلسم کشا دریاے
قلزم پر کیون جاتا ہی لوگ کہ رہے ہین مشہور ہی کہ دریاے قلزم مین لوح ہی اسی
فکر مین طلسم کشا جاتا ہی بقراط کہتا ہی دیوانہ ہوا ہی لوح وہان کجا ہفت جوش
وہان رہتا ہی شاید اُسکے قتل سے پتہ ملے یہ ذکر تھا کہ اول ماہ رخسار آگے
پہونچین اور جھک کر سلام کیا کہا یا خداوند مین برا اے بربادی لشکر طلسم کشا
گئی تھی مگر وہ سامان دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے میان نجم اختر شناس دار سطوہ منتظم
ہین اور چالیس شاہزادیان کہ دعوی عشق طلسم کشا رکھتی ہین جان و مال سے

وصف لب لعل و دُر دندان سے صفیر آج | ٹپکتے ہین جواہر مری ہیران سخن مین

ان اشعار کی آواز جو کان مین رنگ آمیز کے آئی جھومنے لگی سر اُٹھا کر دیکھا بر سر کوہ ایک تاجدار بیٹھا ہی کئی سو خادم دست بستہ خدمت مین حاضر ہین چند کنیزین شراب پلا رہی ہین جام ارغوانی گردش مین ہی وہ جوان بیٹھا جھوم رہا ہی رنگ آمیز حیران کہ یہ تاجدار کون ہی کہ جو اس شوکت سے بیٹھا ہی حیران پریشان کہ ای رنگ آمیز یہ کون جلیل ہی آخر تخت سے اُتر آئی جب قریب پہونچی تو پہچانا کہ نجم ہی نجم نے جو اُس نازنین کو دیکھا یہ بھی مدت سے فریفتہ تھے اُٹھ کھڑے ہوے کہا آپئے تشریف لائیے ای رنگ آمیز ہم تمھارے مدت سے مشتاق تھے اتنو رنگ آمیز نے شرما کر سر جھکا لیا نجم نے اُٹھکر ہاتھ تھاما جام ارغوانی دہن سے لگا یا کہا ایک جام تو ہمارے ہاتھ سے پیجیے رنگ آمیز کو انکار نہ بن پڑا آخر جام پیگئی جام پیتے ہی جوش محبت نجم اختر شناس ہوا پہلو مین آکر بیٹھ گئی اور ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی نجم نے کتاب بغل سے نکالی کہا ای ملکۂ عالم جانتی ہو کہ یہ کتاب بقراط نے لکھی ہی خود اپنے قلم سے لکھ چکا ہی کہ قضا میری ہاتھ سے نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہی دریاے قلزم پر لوح ملیگی شیر بیشۂ صاحبقرانی نور الدہر بن بدیع الزمان بشوکت تمام آتے ہین یہ مضمون جو رنگ آمیز نے دیکھا رنگ رو متغیر ہو گیا کہا ای نجم یہ تو مین بخوبی جانتی ہون کہ فتح طلسم کا وقت آگیا لیکن کوئی سلسلہ ملاقات کا طلسم کشا کی نہ تھا اب سبب پیدا ہوا مجھکو چلکر طلسم کشا کے قدمون پر گرا دو مین بقراط سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ براے تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون مگر اب تمسے آنکھ ملی محبت طلسم کشا نے دل مین جگہ کی نجم نے کہا ای ملکۂ عالم تباہ کرنا لشکر نور الدہر کا اب بہت دشوار ہی چالیس شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار ہمراہ لشکر ہین سکندر ثانی ایسا بادشاہ کہ جو بقراط کے سحر کو دفع کرسکتا ہی جمشید زرین ترکش وہ بھی جان و مال سے موجود ہی اگر جا کر لشکر طلسم کشا پر سحر کرتین تو پلٹنا دشوار ہوتا ملاقات طلسم کشا

خوش ہوکر کہا رنگ آمیز جادو آتی ہین ہر سحر مین نئے رنگ پیدا کرتی ہین یہ بیشک لشکر طلسم کشا کو مٹا دینگی وہ ابر قصر پہ آکے پھٹا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر حسن مین رشک بدر سرو قامت خوبصورت تخت پہ بیٹھی ہوئی آتی ہی اگر بقراط کو دیکھکر تخت اُتارا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے اُسکی پشت پہ دست نجس رکھکر کہا ای رنگ آمیز مین تمھارا اشتاق تھا رنگ آمیز نے عرض کی ای قدرت مدت سے مجھکو اِسکی فکر تھی کہ جب طلسم کشا آئے تو مجھکو حکم ملے اِسطور سے لشکر تباہ کرون کہ طلسم کشا کی جمعیت مین فرق آئے جب تنہا طلسم کشا رہجاے تو پھر اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکے بقراط کے قدمون کو بوسہ دیا اور پھر تخت پر سوار ہوئی طرف نور الدہر کے چلی پتہ پوچھ لیا ہی خبر ملی ہی کہ برابہ کوہ زمرد کے لشکر اُترا ہی اُدھر سے رنگ آمیز آرہی ہی ایک جانب سے نجم اختر شناس اگر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک نخل کے نیچے بیٹھا ورق سامری نکالا اُسکو دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ کس مقام پہ ہین ناگاہ ایک خانے پر نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ رنگ آمیز برائے تباہی لشکر نور الدہر جاتی ہی اور اِسی جانب گذر ہوگا چند پتلے جھولی سے نکالے غلام بناے بوتل شراب کی نکالکر رکھی تاج سر پہ رکھا تخت بچھا لیا اُسپر بتکلف تمام بیٹھے انتظار کر رہے ہین مگر رنگ آمیز جو اُس صحرا مین پہونچی وہ ہواے فرحت آمیز آئی کہ مثل گل شگفتہ ہوگئی درختون سے کئی ہزار طائر منقار رنگین کھولکے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُن زمزمون سے یہ آواز آتی تھی نظم

فکر ہین جو کرون وصف لب رشک چمن ہین ... پا سنگ دھرون لعل کے ہیزان سخن مین
مصروف ہی دل وصف لب غنچہ دہن مین ... مستی کی دھڑی تلتی ہی میزان سخن مین
لکھتے ہین تمھارے قد موزون کی صفت ہم ... ارکان قیامت کے ہین میزان سخن مین
روشن سخنی ختم ہی اے شمع تجھی پر ... کیا شعلۂ آواز ہی فانوس دہن مین
سب حرف نظر آتے ہین آئینہ رُخ سے ... کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن مین
انکار ہی اقرار ہی گالی ہے دعا ہی ... اب لاکھ زبانین ہین ترے ایک دہن مین

چلکر بیٹھو لطف صحبت اٹھاؤ شاہزادہ ہمارا نہایت خلیق ہو اِس خُلق سے پیش آیگا
کہ نہال ہو جاؤگی یہ کہکے ماہ رخسار کو ساتھ لیا اِتنے عرصے مین بارگاہ اِستاد
ہوئی شاہزادیان نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین گلاب وغیرہ چھڑک
رہی ہین مگر شاہزادے کو ہوش نہین آتا جیسے ہی ماہ رخسار آئین شاہزادیون
نے ہنسکر کہا اے ملکۂ عالم لخلخۂ زلف معنبر سنگھایئے ماہ رخسار نے بیٹھکر جوڑا
کھولا حقیقت مین بوے زلف عنبرین جو باغ مین پہونچی شاہزادے نے
آنکھ کھولدی ماہ رخسار کو جو قریب بیٹھے دیکھا اُٹھ بیٹھے پوچھا اے شہنشاہ خوبی
واے سرو باغ محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہو کیا عنایت فرمائی کہ مجھکو سرفراز کیا
ماہ رخسار نے کہا آپ بڑے اقبال مند ہین مین برا ے بربادی لشکر حضور
آئی تھی مگر زلف عنبرین مین پھنسی اب کیونکر سحر کرون لیکن اب آپ تشریف
رکھین مین جاکر فکر کرون کہ لوح آپ کو ملے لوح میرے باپ کے پاس ہی
اور ایک صورت اور پیدا ہو چکی کہ آپ کے لشکر کے بادشاہ دوسری جو
بہن میری ہی اُسکے باغ مین جلوہ فرما ہین نور الدہر نے کہا آپ تو رخصت ہوجیے
مین نجم کو پاس بادشاہ کے بھیجتا ہون تم دونون صاحب ملکر ایسی تدبیر کرو
کہ لوح ہمکو ملجاے ہرچند کہ سب صاحب یہی چاہتے ہین کہ لوح ہمکو ملے لیکن
امید خدا کی ذات سے ہو کہ خواجہ زادون نے بھی مجھ ہی کو فتاح طلسم قرار
دیا ہی یقین ہو کہ لوح طلسمی مجھی کو ملے آجتک تو اشیاے تحفہ جات طلسمی
مجھکو حاصل ہوے تیغۂ طلسمی و لباس طلسمی و مرکب طلسمی مجھی کو ملا ایرج نے
بڑی کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوا ماہ رخسار رخصت ہو کر روانہ ہوئی مگر نجم نے
سب پتہ ماہ رخسار سے ملکہ سرو دلکشا کے باغ کا پوچھ لیا اور تلاش مین اُسکی
باغ کی چلا مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہو ناچ ہو رہا ہو شاہزادیان
گرد بیٹھی ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر مختلف رنگ کہ کئی طرح کے رنگ
اُسمین شریک ہین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر کڑکتا ہوا پیدا ہوا بقراط نے

کھلا نہ آتش سودا سے عشق کا پردہ — وہ گو ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا
تلاش ہمنے ہزارون ہی لشکر دہنین کی — قد بلند سا تیرے نہ ایک نشان نکلا
سنین گے قصۂ یوسف زبان سے آنکی — کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا
کہا جو شاعرون نے اسکو چشمۂ شیرین — کھلا ہمین کہ اب اُسنے نزاد ہان نکلا
سُنا ہی شور سگ کوے یار جب ہمنے — خوشی سے پوست کے باہر ہی استخوان نکلا
دکھائی دیتی ہین آنکھونکو صورتین ہرسو — یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا
شب فراق مین بے چہرۂ منور یار — ہوا ہی داغ مجھے چاند ہے جہان نکلا
کریگا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش — یہ وہ مقام ہی جھک کرکے آسمان نکلا

اسطرح چلا کر یہ اشعار پڑھے کہ نور الدہر نے بھی سر اُٹھا دیا نگاہ پڑی کہ ایک مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن اسی جانب دیکھ رہی ہی نور الدہر کی نگاہ سے نگاہ ملی دونون جانب تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین لبیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر نور الدہر تھرا اے لڑکھڑاکر گرے اُدھر ملکہ کو غش آیا شبرنگ بن عمرو جو ہمراہ رکاب تھا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو آقاے نامدار بیہوش ہو گئے سر اُٹھا کر دیکھا پہاڑ پہ ایک مہ جبین غش مین پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہی لشکر مین غل ہوا انجم اختر شناس دوڑ کر قریب آیا شبرنگ نے کہا ای نجم ذرا پہاڑ پر تو دیکھو ایک مہ جبین ایڑیان رگڑ رہی ہی نجم اختر شناس پر پرواز پیدا کرکے پہاڑ پر آیا ماہ رخسار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا پانی کے چھینٹے دیے ماہ رخسار ہوشیار ہوئی نجم کو خوب جانتی ہی سر اپنا جو زانو پر نجم کے دیکھا بہت گھبرائی شرما کر اُٹھ بیٹھی نجم جانتا ہی کہ یہ دختر ہفت جوش ہی محبت مین نور الدہر کی مدہوش ہی پوچھا اى ملکۂ عالم کہان سے تشریف لاتی تھین ہمنے تو جب سمجھ لیا کہ طلسم فتح ہوگا اور بقراط کی قضا ہاتھ سے نور الدہر کے ہی اسوجہ سے آنکا ساتھ دیا ہمتو مسلمان ہوے آقاے نامدار نے وہ مرتبہ دیا ہی کہ سب لوگ رشک کرتے ہین اب بارگاہ اِستادہ ہوتی ہی

تو قیامت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا ہفت جوش کی اب قضا قریب ہی یقین ہی طلسم کشا پہونچے مگر ماہ رخسار جو باغ سے نکلی پلٹ پلٹ کے بادشاہ کو دیکھتی ہوئی گئی دل پر رشک ہی کہ افسوس بہن کے کیا معشوق پایا حقیقت مین اگر یہ سب لوگ دریاے قلزم پر پہونچے تو قیامت برپا ہوگی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری دل مین سوچ رہی ہی کہ اب کیا کرون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد لشکر کی شروع ہوئی سب کے آگے آگے نجم اختر شناس بڑھا ہوا اور ارسطوے ثانی وملکہ مربع نشین وہماے مرصع پوش وشعلۂ جوالہ وغیرہ اہتمام کرتے ہوے چار لاکھ ساحران کے بعد سکندر ثانی تخت پر بڑے زور وشور سے اُسی مقام پر اُترنے لگے ماہ رخسار دیکھا کی بعد لشکر ساحران کے ایک جوان بڑے قد وقامت کا گینڈے پر سوار سامنے سے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی لشکر غیر ساحران کا افسر ہی اِسکے بعد دیکھا ایک کرب بادرفتار پر ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا اور تنومند درشت چنگال سلاح طلسمی زیب جسم تیغۂ طلسمی حمائل گلے مین جواہر کی ہیکل سب سردار گھیرے خراماں خراماں ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے یہ شوکت وشان دیکھکر یا تو صورتِ بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی یا یہ تصویر صفحۂ دل پر نقش ہوئی جی مین کہتی ہی یہ جوان کمسن صاحب شوکت ولیاقت حقیقت مین اِسکا مثل نہین اِس سے دل لگاؤن کیونکر اِسکے پاس جاؤن بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

لباس سرخ پہنکر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے ہین عالم مین دلکو کھوئے ہوے
مکان یار مین دیوار درمیان نکلا

وہ زلف ہوگئی زنجیر اپنے سودے کو
کہان سے جاکے یہ اب سلسلہ کہان نکلا

ملاحتِ ذقنِ یار کا ہی ہر سو شور
عجیب لطف کا کھاری یہ اب کنوان نکلا

بندھے وہان وکمر کے ہزارہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بوا ماہ رخسار اصل یہ ہو کہ یہ
بادشاہ لشکر اسلام ہین مین نے بلایا ہو یہ بھی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین
سمرقند پر لڑائیان پڑین بڑے بڑے پہلوان ہارے طلسم کشا بھی آتے ہین لہذا
مین اس راز کو چھپاتا والد کے سامنے ذکر نہ لاتا اُنکو خود اپنی جان کا خوف
ہو ماہ رخسار نے کہا نہین بوا مین ذکر نہ کرونگی رات بھر انھین باتون مین گذری
ستارۂ سحری جب آسمان پر چمکا مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے گھبرا کر کہا فرد
شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے ÷ گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن
شب سے ÷ ماہ رخسار نے کہا تمکو بڑا ولولہ ہو عشق بڑا زور دکھارہا ہو رات بھر
تمنے نہ جانے دیا اب تو مین رخصت ہوتی ہون براے گشت جاتی ہون اگر
طلسم کشا کو کسی مقام پر پاؤن تو لشکر اُنکا تباہ کرون ملکہ نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا اے بوا تمسے خوف معلوم ہوتا ہو ایسا نہ ہو کہ صحبت والدین جا کے
ذکر کر دو تو پھر مین کیا کرونگی ماہ رخسار نے کہا بوا مین تمھاری بُرائی چاہونگی
مین ذکر نہ کرونگی مگر ذرا ہوشیار رہنا ماہ رخسار چاہتی ہو کہ رخصت ہو کر جاؤن
ملکہ ہاتھ پکڑے ہوے ہین نہین چھوڑتین ماہ رخسار نے کہا بوا مجھے جانے دو
مین لشکر طلسم کشا کو جا کر برباد کرون ایسا نہ ہو کہ تا بہ دریاے قلزم پہونچ جائین
اب حال کھلگیا ہو کہ سینے مین ہفت جوش جادو کے بقراط ثانی نے لوح رکھدی
ہو جسدن سے لوح اُنکے پاس آئی ہو دریاے نہین نکلتے اگر کسی نے بلایا بھی
تو جواب لکھا کہ ہمین مہلت نہین ہو دریا کو جوش و خروش ہو آجکل موجہ پڑ رہا
ہو مگر جمال بادشاہ دیکھکر پس گئی جی مین کہتی ہو کیا صاحب نصیب ہو کہ ایسا معشوق
میری بہن کو دستیاب ہوا مرتبہ یہ کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سب انھین کے
ملازم ہین صاحبقران تک سلام کرتے ہین یہ باتین کر کے طاؤس پر سوار
ہوئی اُڑتی ہوئی چلی بعد جانے ماہ رخسار کے ملکہ نے کہا اے شہریار مقام
خوف ہو کہ ماہ رخسار دیکھ گئی ایسا نہ ہو کہ جا کر صحبت ہفت جوش مین ذکر کردے

جاتے ہین عاشق اُسکے کوچے کے گرد پھرنے	پھر طواف کعبہ حاجی سدا کیا کرتے ہین
دم دے رہے ہین وہ بت اُنکا بھی دل بگاڑ	نہ اہد کمال اپنی شیخی بگھار رتے ہین
مرد فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر	شیر اپنے نیستان مین آتش ڈکارتے ہین

غیروزہ بن عمرو گار ہا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملکہ سے و بادشاہ سے اختلاط ظاہری ہو رہا ہی کنیزین ہر کام کے چیلے سے ہٹ رہی ہین بادشاہ ہجران دیدہ ملکہ آفت کشیدہ اب جو ملے ہین شکوہ ہاے گذشتہ آپس مین ہو رہے ہین کہ ایک ابر گلنار سامنے پیدا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا لو شہریار غضب ہوا کہ میری بہن ملکہ ماہ رخسار آتی ہین اُنکے مزاج مین بڑا غصہ ہی بادشاہ نے کہا یہ تمھاری کون سی بہن ہین ملکہ نے جواب دیا کہ میری حقیقی بہن ہین صرف مجھ مین انمین یہ فرق ہی کہ اُنھون نے سحر سیکھا ہی مین نے سحر نہین سیکھا اور ماہ رخسار سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین والد ماجد نے اُنکو خوب بنایا ہی خوب سحر کرتی ہین یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر باغ پر لہرایا خود بہ خود شق ہوا دیکھا ایک نازنین زہرہ مثال قمر تمثال چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی ابر سے پیدا ہوئی سامنے آکر جو ٹھہری ملکہ نے سلام کیا ماہ رخسار نے کہا بوا یہ مرد کون ہین تمھاری صحبت مین کیونکر آئے یون سرمیدان بیٹھی ہو تمکو خبر ہی کہ کیا حکم ہی خداوند بقراط ثانی نے والد نامدار ہفت جوش جادو سے کہلا بھیجا ہی کہ طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے آتے ہین حفاظت رکھنا صدہا ساحر اسی فکر مین نکلا ہی کہ طلسم کشا کو روکین اگر کوئی ساحر اسطرف آجاے اور تمکو اس حال مین دیکھ لے تو فوراً والد نامدار کو خبر پہونچاے اور ریحونی صاحبہ ہماری ملکہ قلزم جادو کئی سو ساحر ونکو روانہ کر چکی ہین کہ طلسم کشا کو وکو ملکہ نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا بوا بیٹھ جاؤ تو مین تمسے حال بیان کرون ماہ رخسار بیٹھی مگر جمال بے مثال بادشاہ کو دیکھ رہی ہی جی مین کہتی ہی کہ فرشتہ کیا اس سے بہتر ہوگا بہن ہماری بڑی صاحب نصیب ہی کہ ایسے معشوق

پہونچے نگاہ پڑی جمال بے مثال نازنین خوشخو عنبرین مو خال ہند وچشم جادو بادشاہ کا استقبال کیا بادشاہ آکر کُرسی پر جلوہ فرما ہوے ملکہ نے جو دیکھا کہ رنگ رو متغیر ہی سمجھین کہ بے آب و دانہ رہے کنیز سے اِشارہ کیا کہ دستر خوان بچھاؤ کنیز نے فوراً دستر خوان بچھایا کھانا چُنا گیا ملکہ جا بیٹھین بادشاہ خود اُٹھکر آئے نوالہ بناکر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہین جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو غنچۂ دہن وا ہوا بادشاہ نے نوالہ بناکر دیا ملکہ نے ہنسکر نوالہ بنایا طرف بادشاہ کے اِشارہ کیا بادشاہ نے منھ ہٹا لیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث بادشاہ نے کہا ہمارے تمھارے مذہب مین فرق ہی ملکہ نے کہا صاحب مین تو نہین جانتی بادشاہ نے اوصاف خداوند کریم بیان کیے ملکہ کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین کنیزون نے بھی کلمہ پڑھا اب دونون ایک جگہ بیٹھے ملکہ نے کہا صاحب نازبو کو تو آپ کے عیار نے خفا کر دیا اب گانا سُننا چاہیے فیروزہ بن عمرو نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

گل کو نظر سے اشکِ خونی اُتارتے ہین
شانہ سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
مُردے وہ زندہ کرتے زندونکو مارتے ہین
ہستی سے تنگ حلقہ اُس ناف کا ہی کرتا
وہ دلپسندِ عالم جب دیکھتے ہین تجھکو
قائل ہون مین تو اپنے نالونکی گرمیونکا
دریاے رحمت اُسکا غالب کہ موج زن ہو
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار اُلفت
شیرین لبونکے اوپر رال اپنی ہی ٹپکتی
اُس گل سے رُخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے
رہتی ہی اک پریشان حالی و بد دماغی

گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین
اِسکو بگاڑتے ہین اُسکو سنوارتے ہین
سوے عدم کمر کے جو یا سِدھارتے ہین
گرتے ہین گنگ اِشارے گویا پکارتے ہین
داغونکو میرے دلکے کیا کیا اُبھارتے ہین
تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہین
وہ ہمسے جیتتے ہین ہم اُنسے ہارتے ہین
بوسے کا نام سُنکر ہم منھ پسارتے ہین
اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
سودے مین گیسوونکے سر دیدے مارتے ہین

دیا جب حکم جانے کا گلستان مین نہ گلچین نے	کھڑے سر اپنا ٹکرایا کیے ہم باغ کے در سے
شفا کوئی اگر ہمکو نہ اُسکے در سے اُٹھوائے	اِرادہ ہی کہ مر کر بھی نہ اُٹھین یار کے در سے

آواز جب زنگ کی سُنی تو آنکھہ کھولکر پُکار کر آواز دی ای یار وفادار ہمکو آٹھہ پہر اِسی مقام پر گذرے بے آب و دانہ رہے فیروزہ نے عرض کی غلام پہونچا معشوق سے ملاقات کر آیا جو حضور کا حال ہی وہی اُسکا بھی حال ہی مین ایسے وقت پر پہونچا کہ خوب گایا بجایا سب حال ملکہ سے کہ آیا بادشاہ فوراً سوار ہوے کہا کہ ای یار وفادار مجھکو لیچل فیروزہ بادشاہ کو ساتھہ لیکر چلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار آپ کا عشق صادق ہی جسطرح آپ نے خواب مین دیکھا اُسی طرح اُنھون نے بھی خواب مین دیکھا اپنے پلٹ جانے پر بہت شرمندہ ہین فرماتی ہین کہ مین تجھکو دیکھکر چلی آئی اگر مین یہ جانتی کہ تو اُنکا عیار رہی تو مین ٹھہر جاتی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ فلک نے یہ رنج و غم دیا کہ آٹھہ پہر بے آب و دانہ رہے فیروزہ نے کہا اب چلکر معشوق کے ساتھہ کھانا کھائیے. بادشاہ آتے آتے در باغ تک پہونچے ملکہ انتظار مین کھڑی تھین اِسقدر جوش تھا کہ بادشاہ کو جو آتے ہوے دیکھا در باغ سے نکل آئین پھر جو خیال معشوقانہ آیا سامنے سے بھاگین بقول شاعر بیت جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ✤ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ✤ بادشاہ نے دیکھا کہ دریاے جواہر مین غرق ہی یا نچے اپنے سنبھالکر بھاگین کنیزون نے بادشاہ کو اُتروایا باغ مین تشریف لاے ملکہ آگر سر جھکا کر بیٹھین گلچہرہ کنیز کو پاس بٹھالیا اور کہا ای گلچہرہ بلاتکلف شہریار آتے ہین مین تیری خاطر سے بیٹھی رہی ورنہ مین پردہ کرتی نہ جان نہ پہچان یہ چلے آئے مین نے کیا کسیکو بھیجا تھا اپنے مقام پر بیقرار تھی اپنا علاج کرتی نگوڑا عیار دوڑ آیا نازبو کو کیسا ذلیل کیا وہ نگوڑی روتی تھی کہ مجھکو برہنہ دیکھ لیا اِن عیارون سے ڈرنا چاہیے آخر مین اپنا حال ظاہر کر گیا گلچہرہ کہتی ہی کہ حضور بیٹھی رہین جب سامنے آوینگے تو مین پردہ کر لونگی یہ ذکر تھا کہ بادشاہ آکر

جستجو مین گھر بار چھوڑا کل تو حضور زیچ کر آئین یا تو خواب مین دیکھا تھا یا روبرو دیکھا
اب غلام کو جلدی ہی کہ آپ سے وعدہ کر کے جاے یا شہریار کو لائے یا آپ خود
تکلیف فرمائیے ملکہ نے کہا یہ باغ میرا ہی یہان بلاتکلف تشریف لائین لیکن ای
فیروزہ تمنے نازبو کو کہان پایا کہ اُسکی شکل پر آے فیروزہ نے بیان کیا کہ راہ
مین ڈولی آتی تھی مین نے اُسکو بیہوش کیا درۂ کوہ مین ڈالدیا ہی ملکہ نے اپنا منھ
پیٹ لیا کہا ای فیروزہ غضب کیا کہ بیری گائن کو درۂ کوہ مین ڈالدیا ایسا نہ ہو
کوئی شیر بھیڑیا کھا جاے فیروزہ نے کہا مین نے بہ احتیاط رکھا ہی آپ کسی کنیز کو
ساتھ کرین مین اُسے بھیجدون ملکہ سے بخوبی وعدہ کر کے فیروزہ تو باہر نکلا
چند کنیزین ملکہ نے ساتھ کین اول درۂ کوہ مین آیا آکر نازبو کو ہوشیار کیا اُسکو
طرف باغ کے بھیجا راہ مین نازبو کنیزون سے کہتی ہی کہ نگوڑے نے ایسی صورت
دکھائی کہ مین بیہوش ہو گئی یہان بادشاہ درۂ کوہ کے اوپر بیٹھے ہوے ہین مگر
اٹھ پہر اُسی مقام پر گذرے فرما رہے ہین ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار
تونے عجب کجروی دکھائی ہی اب تو بر سر رحم آ کہ ہم یہ کہین اور شکر کرین نظم

کرین کیونکر نہ شکر ای ہمنشین ہم بخت یاور سے
اُٹھائین گوشۂ دامن اگر ہم دیدۂ تر سے
نہ لایا راہ پر یہ بدچلین اُس ماہ تابان کو
ادب کب ہاتھ سے دیتی ہین راہ عشق بازی مین
بجای مے لہو کے گھونٹ ہم فرقت مین پیتے ہین
چمن مین یاد آتے ہین جو اُلجھے بال اُس گل کے
یہ کیونکر ٹوٹ جاے بعد مردن رشتۂ اُلفت
سراسر یہ خطا ہی شاعرون کی موشگافی مین
نزاکت کے سبب سے بوے گل تک بار ہو جسپر
نہ آے ایک ذرہ بھی کبھی اُسمین درخشانی

ملا ہی باوفا دلدار اک ہمکو مقدر سے
ملائین سیل دیدہ چشمۂ مہر منور سے
نہ نکلا کام اپنا ایک بھی اِس چرخ اخضر سے
کرینگے کوچۂ دلدار کی ہم راہ طی سر سے
یہان حاجت ہی ساقی کی نہ کچھ مطلب ہی ساغر سے
بہت ہوتا ہی دل اپنا پریشان سنبل تر سے
علاقہ زندگانی تک ہی بس خویش و برادر سے
مشابہ کرتے ہین جو مشک کو زلف معنبر سے
نہ کیون چین بر جبین وہ نازنین ہو بار زیور سے
اگر نسبت نہ دین خورشید کو روے منور سے

بخشے جاوینگے گنہگاران اُلفت ای صنم — رحمت اللہ سے کافر جو ہو مایوس ہی
دیکھیے آغاز اُلفت کا ہو کیا انجام کار — بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہی
باغ مین دکھلا رہی ہی اپنی نیرنگی بہار — کثرت گل سے جو بوٹا ہی دُم طاؤس ہی
بادشاہ وقت ہی لیلی کا دیوانہ نہین — غلغلہ زنجیر مجنون کا صداے کوس ہی
محو حیرت کر دیا ہی اُس صنم کے حسن نے — دل خموشی سے ہمارا بے صدا ناقوس ہی
عاشقون سے اُس پری رخسار کا ہی یہ کلام — پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہی
سر کو تیرے جیسے ہی سوداے پابوسی یار — ہاتھ ملتا ہون مین ای آتش کمال افسوس ہی

فیروزہ نے جو یہ اشعار گاے ملکہ کی ہچکی لگ گئی فیروزہ قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم براے خدا حال اپنا مفصل ظاہر کیجیے مین آپ کو بہت بیقرار پاتی ہون آزردہ نہ ہوجیے تو عرض کرون ملکہ نے کہا او نازنو تو کیا سمجھی فیروزہ نے کہا حضور کا دل کہین اُلجھا ہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای نازنو کیا بیان کرون اول عالم خواب مین ایک تاجدار کو دیکھا کئی دن بیقرار رہی آہو میرا صحرا مین پھر رہا تھا کہ اُسی شکار افگن نے صید کیا مین جو سامنے پہونچی بڑا غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس شہریار جری بہادر نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر مجکو اُٹھا لیا جمال میرا دیکھکر ایسا گھبراے کہ بیہوش ہو گئے مجھکو حال زار پر رحم آیا زمین پر بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا ارادہ ہوا کہ ہوشیار کرون ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا شرماکر چلی آئی اُسی خیال مین تمام رات تڑپ تڑپ کر کٹی کنیزون نے بہت پوچھا مین نے کچھ نہ بیان کیا مگر تیری باتون نے ایسی تاثیر کی کہ مین نے حال مفصل کہدیا اگر تو کہین مجرے مین جانا تو اُنکو تلاش کرنا اور مجھکو خبر پہونچانا فیروزہ نے کہا کنارے چلیے تو مین مفصل عرض کرون ملکہ گھبرا اُٹھین کہ یہ کیا مفصل کہیگی اُٹھکر کنارے آئین فیروزہ کنارے لاکر قدمون پر گر پڑا کہا حضور مین اُس شہریار کا غلام ہون مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ شہریار آپ کی تلاش مین تھے دردِ کوہ مین آکر ٹھہرے ہین آپ کی

مین رفع حاجت کرونگی کہارون نے ڈولی رکھی وہ نازنین صحرا مین واسطے رفع حاجت کے آئی فیروزہ بیقرار ہورہا تھا فقیر بنا ہوا اُسطرف آیا اُس نازنین نے پکارکر کہا ای فقیر اِسطرف نہ آنگر فیروزہ کب مانتا ہی جھپٹ کر قریب آیا قریب آکر ایک حباب مار دیا گائن بیہوش ہوئی اُسکو کھینچکر کنارے ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر ڈولی مین آکر بیٹھا کہار ڈولی لے چلے سامنے دروازہ باغ کا معلوم ہوا کہارون نے ڈولی لاکر وہان رکھی فیروزہ اُترا محلدار نے جھپٹ کر کہا کیون نازبو کئی دن سے کہان تھین آج کئی روز کے بعد تمکو دیکھا ہم تمہارے مشتاق رہتے ہین تم جو نہین آئین چوبدار کو بھیجا کچھ حال مفصل تو بیان کرو فیروزہ نے دست بستہ عرض کی خالا امان سر مین خلل تھا دیکھیے بنڈا ابھیکا ہو رہا ہی محلدار نے ہاتھ پر ہاتھ رکھا کہا اونازبو تمہارا تو بنڈا اچھک رہا ہی جاؤ تمکو ملکہ نے یاد کیا ہی کل سے اِسقدر بیقرار ہین کہ نہ رات کو سوئین اور نہ خاصہ نوش کیا مین نے بروقت یاد کرنے کے فوراً چوبدار کو تمہارے پاس روانہ کیا اب خدمت مین جاؤ فیروزہ اندر چلا دیکھا ایک باغ بہشت آئین ہی چمنہاے طولانی لاجواب نہرین پُرانہ آب سنبل کا پیچ وتاب نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صدزبان کی غمازی فیروزہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا چبوترہ معقول اُسپر فرش مشجر بچھا ہی مسند پر ایک نازنین آفتاب جمال سبزگون بیٹھی ہی جیسے ہی نازبو کو دیکھا پکار کر کہا ارہی بے مروت کہان تھی کیون بی بی نازبو جو ہم نہ بلائین تو تم نہ آؤ آج کئی دن کے بعد صورت دکھائی ہی کچھ گانا سُناؤ فیروزہ نے سامنے بیٹھکر یہ غزل شروع کی نظم

پوجنا بت کا نماز زاہد سالوس ہی — نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہی
زلف و رُخ ہی تیری وابستہ جو ہی مایوس ہی — چشم حیرت آئینہ شانہ کف افسوس ہی
قدر نعمت بعد نعمت کے ہی کرتا آدمی — عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہی
خوشنما ہی یار کے اندام پر یون پیرہن — روح کو جیسے مزیب جسم کا ملبوس ہی

کہ دل نہ چاہتا تھا مگر حجاب نے نہ مانا بادیان پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی فیروزہ قریب شاہ آیا اپنے بادشاہ کو بیہوش پایا پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا بادشاہ جو اُٹھے فیروزہ کو قریب دیکھکر گھبرانے لگے فیروزہ نے جو بادشاہ کو حیران دیکھا دست بستہ عرض کی کیون حضور غلام سے صاف صاف فرمائیے نظم

تیر کسکی مژہ کا کھا بیٹھے / کس پری رو سے دل لگا بیٹھے
کسکی تیغ نگہ کے گھائل ہو / وجہ کیا ہی جو مثل بسمل ہو
ترچھی چتون نے کسکی مارا ہی / کسکا مد نظر نظارا ہی
کسکے چاہ ذقن مین ڈوبا دل / کسکے کوچے مین ہوگئے بسمل
دھیان ہی کس مہ دوہفتہ کا / حال کیا ہی دل شکستہ کا
کسکی اُلفت مین حال ہی یہ تباہ / دل دیا جسمین کونسی ہی وہ راہ
مانگ کو کسکی کہکشان سمجھے / کسکے کوٹھے کو آسمان سمجھے
کون ساخوش جمال دیکھا ہی / کون تازہ نہال دیکھا ہی

بادشاہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر فرمایا ای یار وفادار و ای غمگسار کیا حال پوچھتا ہی کیا تیرے سامنے بیان کرون فلک نے عجب رنگ دکھایا جس محبوب کی تلاش مین نکلے تھے اُسکو پایا مگر فلک نے آوارہ رکھا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمکو نیم بسمل چھوڑکر چلی گئی یہ تو ظاہر ہی کہ اِس مقام پر بیٹھی سر مجھ کمبخت کا زانو پر رکھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ غائب ہوئی اگر ہوسکے تو تم پتہ لگاؤ ورنہ صاف جواب دو ہم آپ تلاش کرین فیروزہ نے دست بستہ عرض کی غلام ابھی جاکر تلاش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا مین زیر کوہ ٹھہرتا ہون عیار نے بادشاہ کو لیجاکر زیر کوہ ٹھہرایا آپ نشان سم مرکب پر چلا تھوڑی دور پر چلا تھا کہ دیکھا کہار ایک ڈولی لیے جاتے ہین فیروزہ نے جو دیکھا عقل سے اپنی سوچا کہ ساز وغیرہ ڈولی مین رکھے ہین کیا عجب ہی کہ گائن ہو فقیر بنکر قریب ڈولی کے آیا سوال کرنے لگا اُس نازنین نے کہارون سے کہا ذرا ڈولی رکھدو

تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار — جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مستی ملے کہ وصل کی رات — یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے — چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
صاف اُس ماہ کی نہ گردن تھی — طورِ سینا پہ شمع روشن تھی
حُسن کی کیسی خود نمائی تھی + — غیرتِ ماہ تو کلائی تھی +
ہاتھ ایسے نظر نہ آئے کہین — دیکھے لاکھون ہی گرچہ ماہ جبین
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ — نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہی لازم یہی کمر کا حال — نہ بیان کر کہ ہی یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر — وصف اُسکا کرے بشر کیونکر
حُسن پانوٴن کا کسطرح ہو رقم — دل پہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
پھر یہ کہتا ہی بار بار قلم — پانوٴن ہون رُکن عرش حُسن رقم
کیا خدا داد حُسن پایا تھا — آپ حق نے اُسے بنایا تھا

اب بادشاہ نے بہ نگاہ غور اُسے دیکھا کہ وہی محبوب و مطلوب ہی جسکو مین نے دو مرتبہ خواب مین دیکھا ہی ایک آہ کی ہاتھ جو کانپا خود گر پڑے وہ مہ جبین بھی جمال جہان آرا دیکھکر مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا چاہتی ہی بید ارکرون مگر بادشاہ انتہا کے بیہوش ہین ایڑیان رگڑ رہے ہین اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے ہر چند کہ اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا مگر بادشاہ ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کُھلی اُس نازنین نے بہ ناز و ادا جوڑے کو کھولا کہ بوے زلف مسلسل و معنبر کو سنگھاوٴن شاید ہوش مین آجائین جوڑا کھولکر قصد کیا ہی کہ دماغ پر زلف رکھون کہ سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو پانی لیکر پلٹا اول زیر کوہ آیا جب وہان بادشاہ کو نہ پایا بدحواس نشان سم مرکب پہ یہانتک پہونچا اُس نازنین نے جو عیار کو آتے ہوے دیکھا خائف ہوئی کہ یہ کون آتا ہی گھبرا کر اُٹھی ہر چند

سنگوٹیون پر خول طلائی چڑھے ہوے خراماں خراماں آتا ہی بہ قول شاعر نظم

جھل زربفت پشت کے اوپر
واہ رے آہوے پری پیکر
رم محبوب اُس سے عاری تھا
دل لگے رمنے کا وہ شکاری تھا

بادشاہ نے جو آہو کو دیکھا رغبت ہوئی کہ اِسکو گرفتار کرلون اِس غربت مین یہ بھی ہمراہ رہیگا جب اپنے مقام سے اُٹھے تو آہو پیچھے ہٹا بادشاہ اور تیز ہوے آہو جست کرنے لگا بادشاہ کو ناگوار ہوا پشت مرکب پر سوار ہوے گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو جست کرتا ہوا پیچھے اُسکے بادشاہ گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین کوس بھر برابر اُسکے تعاقب مین آئے اب بادشاہ کو غصہ آیا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بکمان مین پیوست کیا تاک کر مارا آہو گرا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر قریب آہو آکر اُترے دیکھا آہو ایڑیان رگڑ رہا ہو فوراً بادشاہ نے قرولی کمر سے نکالی کہ آہو کو ذبح کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اڑاے ہوے آتا ہی اور وہین سے آواز دیتا ہو کہ خبردار اِس آہو پر چھُری نہ پھیرنا ورنہ دل پر چھری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا نیزہ ہلا کر قریب پہونچا نقابدار نے بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مین نرمی پائی تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا مکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا بادشاہ نے دیکھا ایک محبوب دلجو آنکھ غیرت چشم آہو سیمتن غنچہ دہن نازنین محبوب بہ دل مرغوب بہ قول شاعر نظم

بال زلفونکے پیچ کھاے ہوے
پانچے ہاتھ مین اُٹھاے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابرو خمدار
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو +
تھی مژہ تیر قلب مونس کو +

پھنسا ہون زلف کے پھندے مین ہدہد تازہ
بگڑ بگڑ کے رُخ ماہوش پہ آتی ہی +
نگاہ بھر کے نہ دیکھون تمھین خدا کی قسم
ہمارے قتل کو ڈھونڈھو نہ اے صنم تلوار
شفیق رہتا ہو مشتاق ایک مدت سے

بتاؤ مجھکو کرون کیا ذرا سنو تو سہی
ہٹالو زلف چلیپا ذرا سنو تو سہی
لڑاؤ آنکھ نہ اصلا ذرا سنو تو سہی
کرو تو آنکھ کا ایما ذرا سنو تو سہی
دکھاؤ روے مصفّا ذرا سنو تو سہی

ملکہ نے جو کہ اشتیاق روے انور بادشاہ تھا قدمون پر سر رکھ کے پوچھا کہ حضور مجھسے کچھ خلاف ہوا مین تو کنیزان سرکاری مین سے ہون اور اسکی مشتاق ہون کہ آٹھ پہر مین ایک مرتبہ جمال جہان آرا دیکھ لون حوصلہ دل کا نکل جاے وصل وغیرہ کی مین طالب نہین ہون بادشاہ نے تسکین دیکر فرمایا کہ صاحب تمھاری کوئی خطا نہین مین دام رنج والم مین پھنسا ہون اسی سبب سے نکلا ہون مگر افسوس کرتا ہون کہ مین نے اپنے دل کو یہان پھنسایا لہذا چاہتا ہون کہ اُس محبوب کو تلاش کرون یہ فرماکر تلوار بیچ مین رکھی اور آرام فرمایا جیسے ہی آنکھ لگی عالم خواب مین دیکھا کہ وہی معشوق مہوش سامنے کھڑی ہی اور شکایت کرتی ہی کہ صاحب تمھارے فراق مین آب ودانہ ترک ہوا تم دوسری معشوق کو لیے ہوے آرام کر رہے ہو ہمسے ملنے کی فکر کرو بادشاہ خواب مین اُٹھے چاہا ہاتھ تھام لون وہ نازنین سامنے سے ہٹی بادشاہ جھپٹے ٹھوکر لگی اور گرے آنکھ کھلگئی شکایت فلک کرنے لگے اپنے مقام سے اُٹھے اصطبل مین جاکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا باہر نکلے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ آتا ہی عرض کرتا ہوا کہ اے شہریار اپنے غلام کو تو ساتھ لیجیے بادشاہ ٹھہر گئے فیروزہ نے آکر رکاب تھام لی یہ بھی ساتھ ہوا بادشاہ اُسی اندھیری رات مین نکل گئے صحرا مین گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہین ایک کوہ کے نزدیک صبح ہوئی فرمایا کہ اے فیروزہ پانی تلاش کرکے لاؤ کہ وضو کرکے نماز پڑھین فیروزہ سامنے سے ہٹا کہ ایک جانب سے گرد اُڑی ایک آہو جھول زربفت کی اُسپر پڑی ہوئی

جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے بادشاہ نے روکتے روکتے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا بغلی بیٹھکر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا اوہام تیغ زن بھائی اسکا دور سے یہ معاملہ دیکھ رہا تھا بھائی کا لاشہ جو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرّا گیا بادشاہ پر للکار کر جا پڑا اپنے ساتھ والون سے کہتا تھا کہ بھائی صاحب نے جان بھی دی اور مردون مین بدنام ہوے ہر مقام پر یہی ذکر ہوگا کہ بادشاہ نے بجرأت ضرغام کو مارا عیار نے وہ کار نمایان کیا کہ دو دن اندیشہ خوب ذلیل ہوا اس کلیجے کو دیکھو پراے دربار مین آنا اور لباس اُتروانا دشمن کو جوتیان مارنا اور پھر بہ آسانی نکلجانا مین تو بھائی صاحب سے کہتا تھا کہ سر میدان لڑیے مگر نہ مانا اُسکا مزا اُٹھایا یہ کہتا ہوا اُس صف پر پہونچا کہ جہان بادشاہ لڑ رہے ہین پکار کر آواز دی ای شہریار مین مشتاق امتحان ہون مجھپر بھی حال کھلجاے کہ مین زبردست ہون یا کمزور بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہی گو یہی میدان اوہام نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اوہام نے پکار کر کہا مین نے اطاعت قبول کی اب حضور کو اختیار ہر بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا اوہام کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج نے آواز الامان بلند کی بیس ہزار جوان بصدق دل مسلمان ہوے بہت خزانہ دستیاب ہوا بادشاہ ان سب کو لیکر پلٹے سمرقند مین آئے بلند خان کی عملداری اُس قلعے مین کرائی دھوم سے برات لیکر مکان پر بلند خان کے آئے تحریر حال برات موقوف رکھا گیا کہ اور مضمون عرض کرتا ہی بادشاہ دُلھن کو بیاہ کر حجلۂ عروسی مین لائے جمال بے مثال دیکھا مگر جس معشوق کو خواب مین دیکھا تھا اُسکی صورت آنکھون کے نیچے پھری بیقرار ہوکر فرمانے لگے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہمارا تو یہ حال ہی

نظم

تم اپنے ہجر کا چرچا ذرا سنو تو سہی	تمام رات کا قصہ ذرا سنو تو سہی

بڑھایا قریب آکر ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی بادشاہ نے بہ ضرب شمشیر سونڈ قلم کر دی ہاتھی چیخ مار کر بھاگا صدہا جوان پامال کیے علمدار کو مع علم کے گرایا آخر صحرا میں جا کر گرا تڑپ تڑپ کے جان دی اب اہل فوج بیدل ہوے کہ اسی نشان پہ لڑ رہے تھے ضرغام نے جو دیکھا کہ علم لشکر سرنگون ہوا نقیبون کو اشارہ کیا نقیب آوازیں لگانے لگے ہر غول میں جاتے تھے آوازیں اپنی سناتے تھے یہ اشعار پڑھتے تھے

نظم

یہ تتق باندھا غبار دل نے طبع یار میں — ہوش میرے اڑ کے ٹکراتے ہیں سر دیوار مین
لے مبارک ای جنون قطع تعلق ہو چکا — اڑتے ہین تار گریبان دامن کہسار مین
منہ دکھا کر قہر سے جھگڑا چکا ای تند خو — زہر تھوڑا سا ملا دے شربت دیدار مین
جوش وحشت مین ہوا میرا لہو اسطرح گرم — چھالے ٹوٹے پڑ گئے چھالے زبان خار مین
ہون وہ بلبل عرض مطلب پر کٹی میری زبان — خون بہایا گلرخون نے کوچۂ منقار مین
گھر سے اٹھنے دیتا ہی کب دھیان چشم شوخ کا — واہ رے صیاد کیا باندھا نظر کے تار مین
تیرے آنے سے ہوئی گلشن کو یہ بالیدگی — اونچے ہو کر جا لگے گل مہر کی دستار مین
کیا ڈرایا ای پری برق تبسم نے تری — گل اچھل کر خوف سے گر گر پڑے گلزار مین
معرکے مین بخت اسعد نے مہم سر کی مری — آبرو نے میری پانی دیدیا تلوار مین
وہ کف رنگین دم میر آیا کیا غیرونکے ساتھ — شور ہر دزد حنا پکڑا گیا بازار مین
دیکھیے اب دیکھنا کیونکر ملے مجھ زار کو — ڈھیلے آنکھونکے اڑے ہین روزن دیوار مین
شربت مرگ احبا ہم اسی کو کہتے ہین — قاتل شیرین دہن پانی نہین تلوار مین
مین وہ بلبل ہون کہ موزون ہین مری نغمے تمام — ہر زمین شعر داخل کوچۂ منقار مین
ای صفیر اب رعب اس قاتل کا عالمگیر ہی — آ نہین سکتا ہی ڈر سے مورچہ تلوار مین

یہ آواز جو نقیبون نے دی سب چمک چمک کر لڑنے لگے مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ضرغام کے پہونچے للکارا کہ او پہلوان کہان جاتا ہی مردان عالم سے مقابلہ کر جرائت تو تیری ظاہر ہو چکی کہ عیار کی معرفت دغا کی ضرغام بادشاہ پر

چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب ۔۔ از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہند یار از محبت در جگر پوشیدہ دار ۔۔ گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا طرف سے صحرا کے ایک گرد عظیم بلند ہوئی بلند خان سمرقندی آکر پہونچا دور سے جو اسنے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے ہین مگر کس شوکت سے لڑ رہے ہین کہ رنگ جنگ صاحبقران دکھا دیا بلند خان نے کل افسران فوج سے کہا بھائیو یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین میری خوش نصیبی کہ میرے ملک مین تشریف لائے ایسے حملے کرو کہ مین تو لڑتا ہوا بادشاہ تک پہونچون تم ہنگامہ قرالد و اسطور سے گھوڑے دوڑاؤ کہ کفار گھبرا جائین سب نے دست بستہ عرض کی ہم لوگ جان لڑا دینگے بلند خان سمرقندی نے مرکب بڑھایا بارہ ہزار جوانان سمرقند مرکب اُٹھا کر نیزے چمکاتے ہوے جا پڑے بقول شاعر نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ ۔۔ گئے مومن و گبر باہم لپٹ +
سوار و نکے اک سمت تکتے ہوے ۔۔ پیادون سے کھلتے یہ کھلتے ہوے
فلک کا ہوا ابر غبار آئنہ + ۔۔ تھا حیرت کے عالم مین چار آئنہ

ہر ایک سمت ہنگامہ گرم ہوا جوانان سمرقندی نیزے مار کر تلوارین کھینچکر گرے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بادشاہ نے جو اتنی مہلت پائی دیکھا سامنے سے علمدار لشکر کفار پھریرے پر تعریف بقراط مرقوم ہاتھی آگے بڑھاے ہوے آتا ہی اہل فوج سے کہتا ہی ہان یارو جمک کر لڑو مسلمانون سے قدم نہ ہٹاؤ بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایک شخص کو تمنے گھیرا مگر گرفتار نہ کیا آخر اُسکے مددگار آگئے اہل فوج آواز علمدار سُنکر جمک چمک کے بلوہ کرتے ہین مگر اہل سمرقند سے کسیکا زور نہین چلتا ہی بڑے قد کے جوان دورکابی مرکب زیر ران جسطرف جا پڑے دریاے خون بہا دیے بادشاہ نے طرف علمدار کے رُخ کیا علمدار نے بھی ہاتھی

جھلاکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ تیغہ کھینچکر سامنے آیا کہا ای بادشاہ مین اِس زبان دراز کا سر کاٹے لیتا ہون آپ ایسا بادشاہ جلیل اُس سے یہ گفتگو ضرغام نے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے فیروزہ نیمچہ کھینچکر قریب شاہ کے آیا اِشارہ کیا کہ حضور سنبھلکر بیٹھیین مین آپ کا غلام ہون یہ کہکے فیروزہ نے نیمچہ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اور فیروزہ نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو اتجو بادشاہ نے قید پر ہاتھ ڈالا خانۂ زورین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم　　بہار گلستان کاؤس و جم

اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم　　زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف　　تزلزل فتد در میان مصاف

قید کو توڑکر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا اور یہ اشعار زبان سے فرمائے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من　　گرمی بازار عشق از تف خون من است

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق　　بشکنم این بند را وقت جنون من است

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من　　باک ندارم ز دار چوب ستون من است

فیروزہ نے نیمچہ ہاتھ مین دیا بادشاہ اُٹھے اُٹھتے ہی ایک پہلوان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا شیرانہ لڑنے لگے مگر ضرغام مسلح ہوکر اُٹھا فوج کو اِشارہ کیا چہار جانب سے گھیر لو فوج نے چہار طرف سے بلوہ کیا بادشاہ لڑتے ہوے باہر نکلے چہار طرف سے بادشاہ پر فوج کا بلوہ ہی مگر بادشاہ شیرانہ جنگ کر رہے ہین پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین بادشاہ نے جو فوج کا بلوہ زیادہ دیکھا اپنے پیدا کرنے والے سے قلب کو رجوع کیا پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجھکو اِس آفت سے نجات دے نظم

کی بود در دہر محتاج دوا آزار دوست　　التجا پیش مسیحا کی برد بیمار دوست

نیست با اہل محبت جز محبت کار دوست　　دوست کی باشد کہ باشد در پے آزار دوست

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت — گھر سے دروازے تلک ہی مجھے منزل بھاری
مجھے ہر بات مین قرآن وہ اُٹھوا تا ہی — گردن یار مین شاید ہی حمائل بھاری
آتش اُلسے نہین نظارہ کا لپکا چھٹتا — میری آنکھونکو ہی شاید کہ اِدل بھاری

بادشاہ دوپہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھے برا ے رفع حاجت طرف خیمۂ بیت الخلا کے چلے ہر چند کہ خدمتگار ساتھ ہین مگر اندیشہ پشت پر آیا سراچہ چاک کر کے کھڑا ہوا جب بادشاہ رفع حاجت کر کے اُٹھے تو اندیشہ نے حلقہ ہاے کمند مارے بادشاہ پلٹے اِسنے حباب ماردیا بادشاہ بیہوش ہوے اندیشہ نے پشتارہ باندھا لیکر بھاگا فیروزہ ٹہلتا ہوا آیا اِسنے دیکھا خدمتگار کھڑے ہین پوچھا کیا معرکہ ہی سب نے عرض کی بادشاہ کو عرصہ ہوا مگر بیت الخلا سے برآمد نہین ہوے فیروزہ نے آوازدی جب آوازنہ آئی تو اندر آیا سراچہ چاک پایا بیترا اندیشہ کا دیکھا گھبرا کر نکلا ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا کہ اندیشہ بادشاہ کو لیگیا مجھکو اندیشہ ہی کہ قتل نہ کر ڈالے یہ سُنکر بلند خان سمرقندی نے فورًا حکم دیا لشکر تیار ہوا بلند خان سمرقندی چلا مگر فیروزہ بن عمرو راہ مین تلاش کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا خبر سُنی کہ اندیشہ عیار بارگاہ مین پہونچ گیا فیروزہ کو بڑا اندیشہ ہوا ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا دیکھا پشتارہ سامنے رکھا ہی ضرغام نے مسلسل کرا کے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ نے ہوشیار ہوتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی اور فرمایا او پہلوان اسی منھ پر دعوی جرأت کہ عیار کے بھروسے پر کام کرتا ہی ضرغام نے جواب دیا کہ میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے جھلا کر جوابدیا کہ تجھ ایسے میرے بہت سے ملازم ہین کتنا زمانہ گذرا کہ صاحبقران زمان نے سمرقند کو تسخیر کیا وہان کے لوگ اُسیطرح مطیع ہین ایسے ایسے بادشاہ صدہا حلقۂ اطاعت کان مین ڈالے ہوے ہین تو کیا بادشاہ کریگا اب مین براے تسخیر نکلا ہون انشاء اللہ لوح طلسم خیال سکندری کی حاصل کرونگا ضرغام

تو یہ پانچ برس کا تھا جب ہی سے شوخی کرتا ہی مین نے اِسکو کس مشقت سے پالا آخر اندلیشہ نے باہر جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہمارے لشکر کی نجارن ہی للوا اِسکا بیٹا ہی اندلیشہ کو ضرغام نے بہت باتین سُنائین کہا او نالایق عیاری کرتا ہی ضعیف اور جوان کو نہین پہچانتا کہا حضور جب مین نے بیہوش کیا تو چہرہ آفتاب عالمتاب تھا مین جو پشتارہ لیکر چلا رات بھر جنگل مین پھرا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ رنگ و روغن اُڑ گیا مگر کہان جائیگا وہ عیاری کرون کہ فیروزہ کو معلوم ہو آج بادشاہ کو پکڑ لاؤن گا لشکر بے چراغ کردونگا یقین ہی کہ عیار اپنی جان دے یہ کہکے باہر نکلا اِسکے عیار ونکا مہتر مہتر سعید دروازے پر کھڑا تھا اُسنے کہا اُستاد یہ کیا ہوا اندلیشہ رونے لگا کہا ای سعید کیا کہون کیا مجھکو صدمہ ہی اِس بڑھیا کے لانے سے اور زیادہ ذلیل ہوا مگر آج جاکر بادشاہ کو لاتا ہون ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر اسلام مین آیا دیکھا تیاری برات کی ہو رہی ہی بادشاہ تخت پر ہین چند طوا ئف مثل جدّن و بختی جان وادھاگین دکا لی امراؤ وحید رجان وغیرہ سب حاضر ہین باہم ملکر حلقہ باندھکر کھڑے کے پانوٗن لگا رہی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین اہالی محفل کو لُبھا رہی ہین

نظم

صبر ہر چند ہو سینے کے لیے سِل بھاری ۔ نہ سبک ہو جو نہ سمجھے اِسے غافل بھاری

بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیزار ۔ تو لیے مجھسے نہ رازو مین تو ہو تِل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا ۔ یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری

صو زمین راہ مین ہین سیکڑون بار آ اِلنسے ۔ پھیر کھا کھا کے نہ کر پانوٗن کو منزل بھاری

بسکہ تھی کوچۂ جلادسے اُلفت مجھکو ۔ ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

نوق مجنون سے رہے عشق و جنون مجکو ۔ اُسکی زنجیرون سے ہو میری سلاسل بھاری

نہ اُٹھا مہر خدا نا زحسینان ای دل ۔ نہین اُٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہی غافل بھاری

خاک کے پُتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر ۔ کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رونے مرے اُلٹی سر مجلس جو نقاب ۔ ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

لیکن اندیشہ رات بھر جنگل مین پھرا صبح ہوتے بارگاہ مین ضرغام کی پہونچا ضرغام
نے پوچھا کیون فیروزہ کو لائے عرض کی حضور جان لشکر نکال لایا ہے عروس موجود
ہی ضرغام نے کہا اسے تخلیے مین لیچلو ابھی وصل حاصل کرونگا کوئی تو لطف ملے
ہرچند کہ وہ عیار کل ایسا ذلیل کر گیا مگر تو نے خوب بدلہ لیا اندیشہ نے پشتارہ لاکر
تخلیے مین رکھا آپ دروازہ پر ٹہلنے لگا ضرغام خوشی خوشی اندر آیا پشتارہ کھولنے
لگا جو اُس مین بندھی تھی اُسکی آنکھ کھلی کہا اے فرزند کیا بازار کا وقت آگیا مجھے کیون
جگاتے ہو ہاتھ پانون میرے کیون باندھے یہ آواز سُنکر ضرغام بہت گھبرایا اور
پکار کر کہا صاحب یہ کیا کہتی ہو ہوشیار ہو یہ کہکے منھ کھولا دیکھا ایک بڑھیا ضعیفہ
منھ مین دانت نہین پیٹ مین آنت نہین گالون مین گڑھے پڑے ہوے اُٹھتے
ہی ایک طمانچہ مارا کہا نگمیڑے آج روٹی جو نہین پکائی تو اُسپر بگڑتا ہی صاحب
صاحب کسے کہتا ہی مین تیری ماں ہون کچھ میرا حق دیگا یا نہ دیگا لے دودھ پہلے
یہ کہکے کُرتی اُٹھائی کالے کالے اُبلے ہوے بیگن منھ سے ضرغام کے لگادیے
ضرغام نے جو صورت دیکھی اور لفظین سُنین جھلا کر ایک لات ماری کہ ضعیفہ
زمین پر گری چلا کے رونے لگی کہتی تھی کہ آج للوا کو کیا ہو گیا مجکو مارت ہی
دودھ پلاوے کے نام دہجار بگرت ہی ضرغام کھڑا ہو کر بگڑنے لگا گالیان دینے
لگا اندیشہ جو دروازے پر کھڑا تھا سوچا کہ یہ کیا جھگڑا ہو رہا ہی جیسے ماں بیٹے
لڑ رہے ہین اندر جو آیا ضرغام نے اندیشہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالایق یہ
کسکو لایا مین تو معشوق جانتا تھا وہ فرزند کہتی ہی ضعیفہ دو سو برس کی نہ منھ
مین دانت اور نہ پیٹ مین آنت اندیشہ خیمے مین آیا ضعیفہ کو دیکھا رو رہی ہی
وہ لات کھائی ہی کہ کولا اُتر گیا کہتی ہی محلے والون کو بلاؤ اندیشہ نے پوچھا اری
بڑھیا تو کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تو میرا چھوٹا بیٹا ہی بڑے بیٹے نے لات ماری
کولا اُتر گیا مین پنچایت کو جمع کرونگی سب کو ماش بھات کے کونڈے کھلاؤنگی
اِس موے کو سزا دلواؤنگی تب اِسکو حال معلوم ہوگا جب اِسکا باپ مرا ہی

د آجاے کیا کمبخت بلا کے عیار ہین غضب کی عیاری کر گیا دن وہاڑے آیا جوتیان
مار گیا کہ ابتک بھیجا تپک رہا ہی سر سہلاتا ہون آخر دل مضبوط کر کے اندر گھسا جس
خیمے مین ملکہ تعین وہان کہتا ہوا آیا کہ صاحبو دُلھن کی کسیکو فکر نہین آج شام سے
کچھ نوش نہین فرمایا حجلہ مین آکر کچھ میوہ پیش کیا دُلھن نے کھایا کھاتے ہی بیہوش
ہوئی اندلیشہ نے فوراً پشتارہ باندھا مگر اب حیران ہی کہ کدھر سے لیکر نکلون یہ
سوچکر چند دولائیان رضائیان کاندھے پہ ڈالین کہتا ہوا چلا کہ ڈولیون کے
پردے بندھ جائین اِس حیلے سے دروازے پہ آیا کنیزون نے کہا واہ بوا
گلچمن آج تو خوب لدی ہوئی ہو جواب دیا کہ ڈولیون کے پردے لیے جاتی
ہون کہار غل مچاو ینگے پہلے سے گنوا دون یہ حیلہ کر کے نکلا جس مقام پہ پتہ
کھڑکتا ہی سنبھل جاتا ہی جی مین کہتا ہی آج تو میان فیروزہ پر جوتیان پڑینگی بعد
تھوڑی دیر کے محل مین ہلڑ ہوا کہ دُلھن کا پتہ نہین ملتا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی
بادشاہ نے فرمایا میان افسر ہرہنگان کو بلاؤ اِسی منھ پر دعوی عیاری کہ عیار
دُلھن کو لیگیا اب مجھے صورت دکھائینگے لوگون نے جاکر فیروزہ کو جگایا کہا
چلو بادشاہ بلاتے ہین فیروزہ سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے بہت جھڑکا
اور فرمایا کہ او بے ادب تو نے حفاظت نہ کی اب سر دربار جاتا ہون یا جان
دونگا یا عروس کو لاؤنگا فیروزہ نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور ذرا خیمۂ عروس
مین چلیے خیمے مین لایا بادشاہ کا غصہ اُتر گیا فیروزہ کو گلے سے لگا لیا یہان تو
وہی ساچق اور مہندی کا سامان ہونے لگا اُدھر سے ساچق آئی اِدھر سے
مہندی گئی بادشاہ نے پہر رات رہے آرام کیا کنیزون نے دُلھن کے مہندی
لگائی تمام محل مین وہی چہل پہل خوشیان ہو رہی ہین ڈومنیان گا رہی ہین ناظرین والا
مقام پر واضح ہو کہ یہان یہ معرکہ گذرا کہ فیروزہ بن عمرو نے دُلھن کو ایک کوٹھری
مین علحدہ بٹھا کے اور ایک ضعیفہ کو بشکل عروس بنا کر حجلۂ عروسی مین بٹھا دیا تھا اور
وہ اُسی کا پشتارہ باندھکر لے بھاگا یہان اُسیطرح ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی

تحفہ جات موجود ہین فیروزہ نے کہا انھین کا تصدق تھا کہ یہ عیاری مجھسے بن پڑی حقیقت مین وہ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین شب کو اسی خیال مین خواب نہ آتا تھا ذرا جو آنکھ بند ہوئی تشریف لاے یہ عیاری تعلیم کر گئے مگر فرمایا تھا کہ ای فرزند بہت ہوشیاری کے ساتھ جانا اور بہت ہوشیار رہنا اور ای فرزند یہ کام بڑی دلیری کا ہی تب یہ عیاری بن پڑیگی بادشاہ نے پھر بہت بھاری خلعت دیا افسر سرہنگان خطاب دیا فیروزہ نہال ہوگیا عرض کر چکا ہون کہ بادشاہ لباس برنگ زعفرانی پہنے ہین مگر فیروزہ سے فرمایا کہ اتنا بڑا کام کر آئے ہو اب ذرا ہوشیار رہنا مگر اندیشۂ جہان پیما نہایت غصے مین لشکر اسلام مین آیا ایک ضعیفہ کی شکل بنکے پھرنے لگا مگر فیروزہ بن عمرو سر شام دروازے پر عروس کے آیا فرزندان عمرو سے محلات مین کچھ پردہ نہین ہی کہا مین عروس سے کچھ کلام کرونگا محل مین آیا چند ساعت ملکہ سے تخلیہ رہا محل سے نکلا اپنے خیمے مین جا کے سویا فاقولہ و مرغولہ نے عرض کی کہ مرشدزادے آپ اتنا بڑا کام کرکے آئے ہین عیار دشمن ضرور آئے گا اگر حکم ہو تو انتظام کرین فیروزہ نے کہا بھائیو جا کر چین سے آرام کرو پروردگار نگہبان ہی فاقولہ و مرغولہ طلاے پر ہین مگر اندیشہ پھرتا ہوا در دولت عروس پر پہونچا سا نجق اور مہندی کی آج تیاری ہی اور ہزارہا کنیزین دروازے پر پھر رہی ہین ایک کنیز کو اندیشہ نے تاکا اشارے سے اسکو بلایا جب وہ قریب آئی کہا بوا مین بھوکی پھر رہی ہون کچھ کھانا مجھکو دلواؤ کنیز دوڑی ہوئی گئی اندر سے ایک رکابی پلاؤ کی لا کر دی کہا لو یہ تم کھا لو کچھ اندیشہ نہ کرو یہ جھوٹا کھانا نہین ہی اندیشہ نے کہا ذرا کنارے آئیے نخل کے نیچے بیٹھکر کھاؤن جب وہ کنیز کنارے آئی تو اندیشہ نے حباب مارکر اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اسی کنیز کی شکل بنکر دروازے پر آیا حکم احکام کرنے لگا کہا ارے یارو خوان لاؤ تیاری کرو مہندی جائیگی چند ساعت دروازے پر ٹھہرا مگر دل کانپ رہا ہی جو کنیز سامنے آتی ہی ڈر جاتا ہی کہ فیروزہ

بجاے خود و بکتر کے ہو جائیگا کہ اِس پر کوئی شے تاثیر نہ کریگی یہان دربار مین چرچے
ہو رہے ہین کہ اب بڑے میان آتے ہونگے فیروزہ تمتاتا ہوا طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوا یہان اندیشہ فرشِ خاک پر لوٹ رہا ہی پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین
دبا ہوا ہی ایک ساحر نے کہا اُستاد وہ پرچہ تو لائیے پڑھین شاید کچھ علاج لکھا ہوا
ہو اب جو کاغذ کھولا یہ خط جلی مرقوم پایا کہ او اندیشہ یہ اندیشہ نہ کر کہ قبلہ و کعبہ یہان
نہین ہین منم فیروزہ بن عمرو لباس بھی تیرا لیگیا سر دربار جوتیان بھی مارین مگر او
بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی اب بہتر یہ ہی کہ آکر دین اسلام و ملت بیضا قبول کر ورنہ
انشاء اللہ اِس سے زیادہ ذلیل کرونگا اگر چاہتا تیرا سر کاٹ لیتا دن دہاڑے
یہ نوبت ہوئی کہ ہمکو کوئی نہ روک سکا تم آپ ہمکو لشکر مین لیگئے اب اگر نہ آئیے گا
تو بڑا رنج اُٹھائیے گا اندیشہ نے جو یہ مضمون سُنا غصّے مین کانپنے لگا ادھر غلام
نے بھی حکم دیا کہ اِسکو سامنے سے نکالو دیکھو اوبھیا فرزندان عمرو ایسے ہین کہ
جو زبان سے کہا وہی کیا اندیشہ نہایا دھویا بدن پر سیاہ دھبّے پڑ گئے مُنھ کالا
ہو گیا اندیشہ جھلا کر یہ کہنے چلا کہ یا غلام اپنی جان دیگا یا فیروزہ کا سر لائے گا
اگر ہاتھ پڑ گیا تو عروس ہی کو لاؤنگا یہ کہتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام دربار
مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے ہنستے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی
بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تا بد چو روشن چراغ +
نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو اور
دشمن کو سوز و گداز ہو آج تو شاطر نے حضور کے وہ عیاری کی کہ اگر خواجہ
ہوتے تو داد دیتے دشمن کے عیار کو سر دربار ذلیل کیا جوتیان مارین لباس
اُسکا لے آئے اور لطف یہ تھا کہ عیار نے خود کہا کہ اب جائیے بہ فرحت وہ
وہان سے نکل آئے کسی نے نہین روکا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی
فیروزہ بن عمرو ہنستا ہوا سامنے آیا بادشاہ نے خلعت منگوا کر دیا اور فرمایا
کہ ای فیروزہ آج تو بڑا کام کیا یہ عیاری تو خواجہ عمرو کو زیبندہ تھی کہ اُنکے پاس

عمرو بلاے روزگار ہی اُسکے بغدے سے ساحر نہین بچتے ای اندیشۂ جہان پیما
اِسکی اور تدبیر ہی جب غار افراسیاب مین تھا تو ایک دن شب کو ایسا بوجھ
پاٹ گیا کہ سامری وجمشید خواب مین آئے مجھکو ایک بوتل دی اُسمین وہ
روغن ہی کہ جو اسفندیار کے لگایا گیا تھا جس سے روئین تن ہوا اِسیوجہ سے
مین وہ بوتل لیتا آیا ہون ہرچند کہ اب تم لوگون کو اعتقاد بقراط کا ہی مگر وہ
خداوند قدیم ہین بقراط اُنکے ندیم ہین اِس کمال کو دیکھیے کجا زردشت نے
یہ شیشہ بنایا اُس شیشے کو اُٹھا لائے مجھے عنایت کیا تم مہتر صاحب کپڑے اُتارو
مین وہ روغن لگاؤن اگر دس مہتر قران خنجر اور تلوار مارین تو تمھین تاثیر
نہ ہو اندیشہ نے خوشی خوشی کپڑے اُتارے ساحر نے لیکر اپنے پاس رکھے
اور جھولی سے بوتل نکالی سب نے دیکھا کہ اُسمین ایک روغن سرخ ہی اُسکو
بدن پر اندیشہ کے لگایا سر مین بھی بہت سا ملا کہا ذرا ٹہلو ہوا لگے پکے ہو
اندیشہ ٹہلنے لگا ہوا جو لگی بدن مین کھجلی پیدا ہوئی اندیشہ نے کہا مرشد جی
سر بہت کھجاتا ہی فیروزہ نے کہا ایک جوتہ اُٹھا دو شاگردون نے جوتہ اُٹھا دیا
فیروزہ نے جوتہ لیکر ایک دھڑاکا دیا پوچھا کچھ کھجلی کم ہوئی اندیشہ نے کہا
اُستاد کھجلی کی ترقی ہوتی جاتی ہی فیروزہ نے اور پانچ سات جوتیان سر پر
لگائین اور پکار کر کہا یارو سامنے سے ہٹ جاؤ ہوا کو نہ روکو عیار سامنے
سے ہٹ گئے جب خوب جوتے فیروزہ مار چکا تو اُٹھکر کہا مین جنگل سے پتے
لے آؤن مگر یہ پرچہ کاغذ کا دیے جاتا ہون اِسکو کسی وقت پر پڑھنا اندیشہ
نے کہا جلد جائیے اب مجھے تاب نہین ہی یہ سنتے ہی فیروزہ بہ سہولیت تمام
دربار سے نکلا شاگردان اندیشہ خود کہ رہے ہین کہ جلد جاکر پتے لائیے ہمارے
اُستاد بہت بیچین ہین فیروزہ نے کہا تم لوگ کیا جانو یہ کھجلی نہین ہی بدن پختہ
ہوتا ہی کوئی لوہا اِس بدن کو نہ کاٹے گا گھڑی بھر کی تکلیف سہی عمر بھر کو راحت
ملتی ہی اور کپڑے یہ کہکر لے نکلا کہ اِن کپڑون پر پتیو نکا رس ڈالونگا یہی لباس

نکلگیا شاہ راہ پر جا کر ٹھہرا اُدھر سے ایک گنوار آتا تھا لپک کر اُسکو حباب مارا وہ بیہوش ہوکر گرا اُسی مقام پر بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا اپنی صورت کا بنایا پشتارہ دوش پر لگایا اور لیکر چلا سامنے اندیشہ کے پہونچا عیارون نے بڑھکر خبر دی کہ دیکھیے حضور فیروزہ کو پکڑ لائے حقیقت مین انکا کیا کہنا اندیشہ نے حکم کیا کہ تخت روان لاؤ تخت روان پر اسکو سوار کرو جہانگرد کو تخت پر سوار کیا اور پایے پر تخت کے ہاتھ رکھ لیا عیارون نے بڑھکر ضرغام کو خبر دی کہ اسطرح پر غیب سے ایک ساحر آیا ہی فقط خداوند لقراط کا پرستار ہی لیکن ایسا واقف کار ہی کہ قدرت کے پہنچنے کی خبر دیتا ہی ضرغام نے کہا یہان دربار مین لاؤ عیارون نے کہا آتے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے ضرغام نے دیکھا سوار و پیدل گھیرے ہوے میان ساحر تنے بیٹھے ہین پشتارہ فیروزہ کا رکھا ہوا ہی مشکین اُسکی بندھی ہین مگر اسطرح بندھا ہی کہ کھُل نہین سکتا تخت کو لیے ہوے کہار آتے ہین ہر سردار بڑھ بڑھ کے پوچھتا ہی میان ساحر صاحب یہ سکار کہان ملا ساحر نے جواب دیا کہ اپنے لشکر کی طرف سے اِسی جانب آتے تھے کہ مین اُٹھا لایا کئی سو پیک بچے دوڑے مگر مین نے آواز دی کہ کیون تمھاری شامتین آئی ہین بس اپنے مقام پر ٹھہرو یہ کہکے ایک گولہ جو پھینکا تو چند شخص انجمن سے تھرانے لگے بعض مُنھ کے بھل گرے چند کو چند نے قتل کیا ہین اِسکو لیکے آیا ضرغام بھی اپنے مقام سے اُٹھا دربارگاہ تک آیا تخت سے اُتارا ساحر نے فیروزہ کا پشتارہ اُٹھا لیا اور ونکو منع کرتے ہین کہ یارو تم نہ ہاتھ لگانا ورنہ ہوشیار ہو جائیگا یہ بلاے روزگار ہی یہ بڑا عیار ہی سو و وسو سے لڑکر نکلجائیگا پھر اِسکو کون پائیگا ضرغام نے کہ ہی وہی ساحر صاحب کرسی پر بیٹھے اندیشہ نے کہا کیون میان جہان گرد اب اِسکو قتل کرین ساحر نے کہا ایک بات مشکل کی ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے اِسکے بھائی بند ہین اگر وہ خبر سنین گے تو فوراً آوینگے اور تو کسی کا خوف نہین مگر ایک عیار شاگرد

اندلیشہ کنارے پر لشکر کے آیا دیکھا ایک ساحر سیاہ فام جٹائین چھوٹی ہوئین
بسبب کبر سِن کے پلکین تک سفید جھولی بائین ہاتھہ پر پڑی ہوئی ایک لنگ کھاروے
کا باندھے ہوے اندلیشہ کو جو آتے ہوے دیکھا چشمہ جو گلے مین پڑا ہوا تھا
اُسکو لگا کر دیکھا شاگردون سے کہا لو مہتر والا گھر آتے ہین اب سب کام مجھے
بن پڑیگا کھڑے کھڑے اُس لونڈے کو لاؤنگا سر دربار قتل کیجیے کیا سمجھ کے
اُسنے دعوی کیا ہو شاگرد کہہ رہے ہین حضور عیارون سے مقابلہ کرتے کرتے
دلیر ہوگئے ہین ساحرون کو مارا اب دیکھیے بادشاہ خروج کر کے نکلتے ہین
کیا انجام کار ہو ساحر نے کہا اِسی ملک پر اِنکا خاتمہ کر کے صاحبقران کو بھی
لاؤنگا عمرو کو بھی گرفتار کرونگا سب سُن سُنکے خوش ہو رہے ہین کہ اندلیشہ آکر
پہونچا ساحر نے سلام کیا اندلیشہ نے سر ہلا کر سلام لیا اُسنے بڑھکر کہا صاحبزادے
ہاتھہ نہین اُٹھاتے ہو بڑا تمکو غرور ہی اِسی غرور کی وجہ سے عنظلی آباد تباہ
ہوا ہین اُس زمانے مین غار افراسیاب مین تھا ہوشربا کے زمانے مین
بھی قصد ہوا مگر نہ جا سکا آج کچھ ایسا دل مین خیال ہوا کہ اندلیشہ جہان پیما
ایسے عیار سے مقابلہ ہی ضرور چلنا چاہیے اندلیشہ نے کرسی پر بٹھالیا اور کہا کہ
آپ نے اپنا نام کیا بتایا ساحر نے کہا اصل مین نام تو جہان گرد ہی کوئی
مقام ایسا نہین کہ جہان نہین گیا سب مقامون پر پھرا مگر اب جوش و خروش
مین آیا ہون برقان خلیفہ گلے سے ملا فیروزہ نے گلے کا اُسکے مالا اُتار لیا مگر اُسکو
خبر نہ ہوئی اندلیشہ نے بہت تسکین دی کہا ہمارے افسر صاحب بڑی خاطر
کرینگے وہ صاحب زور پہلوان زبردست ہین بھلا اُنسے کون مقابلہ کر سکتا ہی
ایسے ایسے پہلوان مارے کہ جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین کسکی مجال ہی کہ اُنسے
مقابلہ کرے یا آنکھہ ملاے ساحر یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے مگر بسبب کبر سِن کے
اُٹھ نہین سکتے کانپکر کھڑے ہوے کہا کہ اب جاتا ہون اُس چھوکرے کو
لیکر آتا ہون تم اِسی مقام پر ٹھہرو اندلیشہ ٹھہر رہا فیروزہ جست و خیز کرتا ہوا

لڑکے ڈھول مار کر لنگوٹی کھول دیتے تھے قدرت رونے لگتے تھے کونے کونے چھپتے پھرتے تھے ہم اُسوقت کے دیکھنے والے ہین اب سامری وجمشید نے یہ دن دکھایا کہ قدرت قصر عشرت مین بیٹھکر خدائی کرنے لگے ہم ہمیشہ سے قدرت کے ساتھ رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرغام فیل ور لشکر کشی کر کے آئے ہین اور اندلیشہ جہان پیما اُنکے ساتھ ہین میرے پاس تمھارے اُستاد کی تصویر ہی ہزار برس ہوے کہ ایک روز غار افراسیاب مین ذکر آیا کہ مسلمانون کا خاتمہ کیونکر ہوگا غار افراسیاب مین اُس روز بڑے بڑے لوگ جمع تھے سینے ملکہ حکم لگایا کہ فلان سرزمین پر خاتمہ ہوگا جسکو خیال سکندری کہتے ہین اور اندلیشہ جہان پیما وضرغام فیل ور خروج کر کے آوینگے یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کا ایک بیٹا دعوی کریگا دعوی اُسکا باطل ہوگا کیونکہ عجب مہمل بات کہی ہی کہ کپڑے اُتار لونگا اور جوتیان مارونگا سر دربار و سر بازار ایسا کوئی دیوانہ ہی کہ کپڑے اُتار دے اور سر جُھکا دے کہ جوتیان مار دو اور پہچان نہ سکے عیارون نے کہا ہمارے اُستاد والاگہر راہ چلتے کو پہچانتے ہین عمرو کے فرزند کی کیا مجال ہی کہ کوئی فقرہ کر سکے مگر آپ بیٹھ جائیے تو ہم کُرسیان لائین یہ کہکے شاگرد دوڑ پڑے وہ باتین کرتے رہے دو کوتوالی چبوترے پر پہونچے جاکر اندلیشہ کو سلام کیا کہا اُستاد غار افراسیاب سے ایک ساحر آیا ہی جو ہزار برس اُدھر کی خبر دیتا ہی قدرت کا بچپنا اُسے یاد ہی اور کہتا ہی کہ عمرو کی تصویر مجھے دکھاؤ تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اور یہ لڑکا تو سب فرزندون مین حقیر ہی اسکو تو ابھی اُٹھائے لاتا ہون باپ اِسکا طماع ہی یقین ہی یہ بھی طماع ہو اسی پہلو پر مین گرفتار کرونگا اندلیشہ نے جو یہ سُنا شاگردون سے کہا یہان کیون نہ لائے شاگردون نے کہا اُستاد آپ ہی کا حکم ہی کہ آج کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے اسوجہ سے وہین روکا مگر آپ ضرور تشریف لے چلیے اندلیشہ جو اُٹھا تین سو پیک بچے اِسکے ساتھ ہوے کرسیان سبھون نے اُٹھا لین لیکر چلے

پھراچو کی بہت قاعدے سے رکھنا یہ کہکر آپ آکے کوتوالی چبوترے پر بیٹھا مگر
یہان بعد جانے اندلیشہ کے بادشاہ نے پوچھا ای فیروزہ کیا تدبیر کروگے
فیروزہ نے عرض کی حضور جو کہا ہی وہی کرونگا یہ کہکے فیروزہ اُٹھا طرف لشکر
کفار کے چلا فاقولہ و مرغولہ نے عرض کی مرشد زادے براے عیاری جاتے
ہو ہم بھی چلین فیروزہ نے کہا آج شب کو مین نے قبلہ وکعبہ کو خواب مین
دیکھا ایسی عیاری تعلیم کر گئے ہین کہ سرور بار اُسکو جوتیان مارونگا فیروزہ
صورت بدلکر نکلا مگر یہان اندلیشہ کوتوالی چبوترے پہ بیٹھا ہی سات سو
پیک بچے پشت پر چند شاگرد کنارے پہ لشکر کے پھراوے رہے ہین آمدو
روند کو آنے جانے نہین دیتے جو لشکر سے نکلا اُس سے کہدیا کہ اب پلٹکر
نہ آنا جنکو جانتے بوجھتے ہین اُنکی بھی آمد و رفت موقوف ہی پہر دن آچکا ہی
کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر ضعیف و نحیف ترنج ہاتھ مین چلا آتا ہی کہ
عیارون نے پکار کر کہا آپ کون صاحب ہین اُسنے جواب دیا کہ ہم تمھاری
مدد کو آئے ہین جس دشمن کا تمکو بہت بڑا خوف ہی مین اُسکی فکر مین آیا ہون
دم بھر مین گرفتار کرونگا مدت سے فکر مین تھا مگر موقع نہ ملتا تھا عیارون
نے جو یہ باتین خیر خواہی کی سنین قریب اُس ساحر کے آئے اور آکر قدمونکو
بوسہ دیا کہا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہا میرا نام برقان جہان پیما ہی
علم نجوم و کہانت مین بھی دخل رکھتا ہون کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان پر
مین نہین گیا خداوند لقراط کا بچپنا یاد آتا ہی باپ قدرت کے میان مرزنجوش
عابدکش نہ اہر فریب والدہ اُنکی ایسی خانمان خراب کہ کسی بات مین بند نہین
مین مدت سے جانتا ہون اُنکی بچپن کی کراتنین لڑکون مین کھیلنا اور لڑکون
کی شوخیان کسی نے دھول ماردی کسی نے لنگوٹی کھولدی کوئی لڑکا قدرت
کو بہلا کر پیسہ دو پیسہ دیکر کسی کونے مین لیجانے کا قصد کرتا تھا تو قدرت جانے
سے احتیاط کرتے تھے لڑکون مین آوارہ ہو جانے کا خیال تھا اسی باعث سے

سامان کرونگا بہت جلد حضور کو فراغت ہوگی مین بھی اپنے مقام پر فخر کرونگا
کہ صاحبقران زمان کا سمدھی ہون بہت جلد تدبیر کرونگا بڑی دھوم دھام
سے سامان مانجھا کیا بادشاہ لباس زعفرانی پہنکر تخت پر بیٹھے ہین کہ چند ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار ضرغام فیل در پہلوان زبردست تین
لاکھ فوج سے قریب آکر اُترا ہی اور بلند خان سمرقندی کو اُسنے پیام بھیجا ہی
کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھسے کردو کہ ایلچی آیا نامہ دیا بادشاہ نے نامہ لیکر چاک کرڈالا
ایلچی روتا ہوا سامنے ضرغام فیل در کے آیا عرض کی ای شہریار جن بادشاہ کے
ساتھہ شادی ہوتی ہی انھون نے نامہ آپ کا چاک کرڈالا مگر مہتر اندلیشۂ جہانگرد
اُسکا عیار اُسکو تسکین دے رہا ہی کہ مین دُلھن کو لے آؤنگا وہ چالیسون جوان
بھی حاضر خدمت ہین مگر واسطے فیروزہ کے بہت بیقرار ہین چاہتے ہین بادشاہ
پر جان نثار کرین بادشاہ یہ خبر سُنکر تخت سے اُٹھے بلند خان سے کہا فوج
تیار کرو بارہ ہزار جوان تیار ہوے سب کو لیکر بادشاہ مقابلۂ ضرغام مین
آکر اُترے عیار اِسکا مہتر اندلیشۂ جہانگرد اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شاہ
مین نے سُنا ہی کہ عیار بادشاہ کا فرزند عمرو ہی اُسکو دھوکا دون اور عروس کو
چُرالاؤن یہ کہکے چلا لشکر اسلام مین آیا بادشاہ مقابلے مین آکر اُترے ہین
کہ اندلیشۂ جہانگرد لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ مین پہونچا بادشاہ کو تخت پر پایا
فیروزہ بن عمرو کرسی پر بیٹھا تھا اندلیشہ نے آکر سلام کیا عرض کی ای شہریار
مین حضور کو اطلاع کرنے آیا ہون کہ مین شب کو دُلھن کو چُرالیجاؤنگا فیروزہ
نے کہا کیا مجال انشاء اللہ تعالی ہر دربار آکر تجھکو جوتیان مارونگا اور لباس
تیرا اُتروالونگا اندلیشہ اُٹھا فیروزہ سے رخصت ہوا لشکر مین آکر ضرغام سے
ذکر کیا کہ فرزند عمرو سے مجھسے شرط ہوئی ہی اور اُسنے وعدہ کیا ہی کہ ہر دربار
آؤنگا کیا مجال ہی کہ یہان آسکے یہ کہکے عیارونکو حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے
رہو درخت سامنے کے کٹوا ڈالو کوئی سامنے سے اگر آئے تو تم اُسکو دیکھو

نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سینہ سے اُٹھکر دیوکو چیر کر پھینکدیا بلند خان آیا بیٹی کو اپنی پہاڑ سے اُتارا اُسکو گریان پایا پوچھا کہ ای نور نظر ہر چند کہ مین نے بہ خوشی تجھکو منسوب کیا تھا مگر شوہر تیرا مارا گیا مین مجبور ونا چار ہون مگر اب مین بادشاہ سے عرض کرونگا اگر اُنھون نے خدمت مین قبول کیا تو انشاءاللہ شرف حاصل ہوگا یہ کلمات اپنے باپ سے سنکر فتانۂ زہرہ جمال کا رونا موقوف ہوا ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر یہ اشعار سنائے

نظم

روئے جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک ۔۔۔ ہم حشر تک اپنی بھی رہے خاک تہ خاک
کشتے جو تری تیغ تغافل کے ہین قاتل ۔۔۔ آرام سے سوئین وہ بھلا خاک تہ خاک
کیا لیگئے ساتھ اپنے بجز حسرت وارمان ۔۔۔ دارا و سکندر جم و ضحاک تہ خاک
آہون کا دھوان قبر مین عاشق کی جو اُٹھے ۔۔۔ پیدا ہون یقین ہی ابھی افلاک تہ خاک
ہو نوح کے طوفانکا یقین خلق مین سب کو ۔۔۔ روئین جو کہین دیدۂ نمناک تہ خاک
اعجاز سے سوسن کا درخت اُس ہی ہو پیدا ۔۔۔ رکھے جو وہ مستی بھری مسواک تہ خاک
کیا ڈر ہی شفا قبر کی تعذیب سے مجھکو ۔۔۔ حامی ہی مرا صاحب لولاک تہ خاک

بادشاہ چپ ہو رہے جب دربار مین آکر بیٹھے تو بلند خان دست بستہ اُٹھا اور قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار آج مارے جانا فیروز کا کس قدر شاق ہوا لیکن اب کنیز حضور کی کہان بسر کرے آرزو رکھتا ہون کہ حضور اُسکو سرفراز فرمائین بادشاہ نے سر جھکا لیا بلند خان نے اُسیوقت ترنج خوشحالی سینے پر لگایا آواز مبارکباد بلند ہوئی کنیزین دوڑی ہوئین سامنے فتانۂ زہرہ جمال کے آئین عرض کی کہ مبارک ہو بادشاہ اسلام نے آپ کو قبول کیا اور بادشاہ چاہتے ہین کہ بڑی دھوم سے شادی کرون دروازے خزانے کے کھولدیے تیاریان ہو رہی ہین بادشاہ نے فرمایا ای بلند خان تم تو یہ تیاری کرواور مین بر سر راہ ہون چاہتا ہون کہ طرف دریاے قلزم کے جاؤن اور مبتلاے دام عشق بھی ہون دیکھیے انجام کیا ہو بلند خان نے کہا مین تین دن مین سب

کے سینے پر فیروز کے ترنج خوشبوئی لگا وہیں اسکی فتانہ زہرہ جمال جھروکون سے یہ سب معاملہ دیکھ رہی تھی اسکے سامنے جو فیروز کے سینے پر ترنج خوشبوئی پڑا اور آواز مبارکباد بلند ہوئی جھک کر دیکھنے لگی فیروز کو دیکھا چہرہ سرخ ہو رہا ہے ادھر سے نگاہ جو پلٹی بادشاہ جمجاہ کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر سپر و شمشیر حمائل تخت پر جلوہ فرما ہین حیران جمال محو دیدار ہوئی کنیزون سے کہنے لگی ماشاء اللہ کیا صورت زیبا پروردگار نے عطا کی ہے کس رعب و دبدبہ سے بیٹھے ہین دیر تک جمال جہان آرا دیکھا کی اب خیال مین ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ جو ان تک پہونچون اس خیال مین اپنے مقام سے اٹھی اور کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی قضائے کار دیو نہنکال کہ سامنے کوہ پر رہتا ہے اڑا ہوا جاتا تھا ملکہ کو دیکھکر پسند کیا اٹھا کر لے چلا کنیزین غل مچانے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ او صاحبو غضب ہوا دیو نہنکال ملکہ کو لیے جاتا ہے بادشاہ دربار مین بیٹھے تھے یہ آواز کان مین فیروز کے جو پڑی بادشاہ اسکے بعد اٹھے پہلے فیروز اٹھکر باہر آیا دیکھا کہ دیو پنجے مین دبائے ہوئے ملکہ کو لیے جاتا ہے للکارتا ہوا جھپٹا دیو پہاڑ پر آکے اترا ملکہ کو ہاتھ سے رکھا کہ فیروز زیر کوہ پہونچا للکارا کہ او بیحیا مین ابھی بالائے کوہ آتا ہون یہ کہکے گھاٹیان طے کرنے لگا کہ نہنکال نے کئی ہزار من کی سل فیروز پر پھینک ماری فیروز نے چاہا بچون مگر وہ پتھر اسقدر گران تھا کہ اسکے روکے سے نہ رکا سر پر پڑا اپرا اٹھا ہوگیا بادشاہ نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے للکارے کہ او نامعقول یہ کیا حرکت کی پہاڑ سے تو اتر تو نے میرے رفیق کو کیون مارا نہنکال کود پڑا بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل زمین پر گرا اٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تیسرے پیچ پر بادشاہ نے اکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا نہنکال نے کہا اے بادشاہ جمجاہ مین خداوند راس الشیاطین کو ہرگز

خوشی سے جامے مین نہ سماتا تھا کہ جی مین کہتا تھا کہ ایسا بادشاہ جمجاہ اور مجھ ایسے حقیر کو اپنا فرزند کہے ایسی ہی پرورش رستم بھی فرماتے تھے آخر فرزند قباد نے بلندخان سے کیا کلمہ کہا کہ وہ انکار نہ کرسکا چالیسون جوان چہار جانب سے گھیرے ہوے فیروزہ بن عمرو قنتورہ زربفتی لگاے ہوے رکاب سے لپٹا ہوا ہی قریب قلعے کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے دناتے کی آواز آئی فاقولہ و مرغولہ مع تین سی بیک بچون کے حاضر ہوے فیروزہ کے گرد پھرنے لگے اور ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ آج بعد مدت مدید نقشہ اُستاد کا دیکھا روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہی بادشاہ جو قلعے مین آئے تمام دوکاندار وکل رعایا جھک جھک کے سلام کرتے تھے بادشاہ دونون ہاتھون سے سب کا سلام لیتے ہوے دارالامارۂ شاہی مین آئے بلندخان نے طائفے بلواے بادشاہ تخت پر بیٹھے سامنے بادشاہ کے ایک رنڈی خوش گلو وخوش الحان موسوم بہ بستی جان آئی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگی

نظم

ای دل نداره صبر به درد دلدار مرا
خوف دارم کہ نہ بدنام کند یار مرا

بنمائید بمن چہرہ کہ دلدار مرا
میکشد ورنہ زجان حسرت دیدار مرا

باز ہرگز نہ دہم دل بکدامی دلبر +
دوستان گر بہ کف آید دلم این بار مرا

ناصحا این ہمہ مخروشش چہ میدانی تو
کہ چہ ہا ہست بدل زان بت عیار مرا

لبسکہ ناخن بہ جگر میزندم یاد کسے
نہ قرار است بہ خانہ نہ بہ گلزار مرا

غیر ہمدم شد و تیغ نگہش خون ریزست
مانعِ کشتنِ من کیست ستمگار مرا

جاے دل پارۂ آتش بہ کنارم گویاست
لبسکہ سوزیست بدل از غم دلدار مرا

بہ خدا بر دل من نیست زجورش رنجے
غم ہمین ست کہ طعنہ دہد اغیار مرا

یاد آن نرگس بیمار شفا چند کنی
بر سر خاک فگندست چو بیمار مرا

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا اسی ہنگامے مین بلندخان نے وزراکو حکم دیا

مین سے کسی سے ملاقات ہو جس زمانے مین رستم فرنگ گئے ہین اُنکا یہان گذر ہوا اُنھون نے مجھے زیر کیا تھا اور یہ کیفیت کی تھی کہ کسی فرزند صاحبقران سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ زیر ہو گے مین نیزہ بازی کر کے آپ سے سمجھ گیا سالہا سال مجھکو تڑپتے ہوے گذرے یہانسے چند منزل پر ملک سمرقند ہی حضور تشریف لے چلین اول معشوق دلوائیے مین یہ خواب مین دیکھ چکا ہون کہ فرزند امیر مدد کریگا بادشاہ نے کہا ای فیروز مین تیرے ساتھ چلونگا اور تیری شادی بڑی دھوم سے کرونگا یقین تو ہی کہ جسوقت بلند خان سمرقندی سُنے کہ بادشاہ لشکر اِسلام آتے ہین فورًا آکر قدمبوس ہو کہ دادا جان اُس ملک کو فتح کر چکے ہین فاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی اُسکے عیار ہین یقین ہی کہ میرے عیار فیروزہ بن عمرو کی خاک پا کو آنکھون سے لگائین کیونکہ یہ اُنکا اُستادزادہ ہی شبکو بادشاہ اُسی باغ مین رہے فیروز نے بڑی دھوم سے دعوت کی بیرون باغ آکر آواز دی چالیس جوان قوی من قوی تن اور آئے وہ بھی شریک صحبت ہوے رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ سوار ہوے فیروز کو ساتھ لیکر طرف سمرقند کے روانہ ہوے بادشاہ سمرقند بلند خان سمرقندی تخت پر بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا ای شہریار سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام ہمراہ فیروز زہر خوار تشریف لاتے ہین نام بادشاہ سُنکر بلند خان تخت سے اُٹھا فوج کو ساتھ لیکر براے استقبال چلا راہ مین آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا بلند خان سمرقندی نے عرض کی کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا اور یہ پہلوان کہان سے ساتھ ہوا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای بلند خان مین خاص اِسیکے واسطے آیا ہون ہرچند مین نے سُنا کہ تمکو یہ فعل ناجائز بہت ناگوار تھا مگر اِسکو بدامادی قبول کرو یہ ہمارا فرزند ہی بیٹی تمھاری ہماری بہو کہلائیگی بلند خان نے عرض کی اگر حضور کا فرزند ہی تو مین اِسکا بھی تابعدار ہون فیروز زہر خوار

اُس باغ مین تشریف لاے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہر چمن لاجواب چہار طرف سیر دیکھتے ہوے بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر کھانا چنا ہوا ہو بلکہ دُھوان نکل رہا ہو کل میوہ جات صراحیان پانی کی جام ہاے بلورین شراب معقول سب اسباب عیش اُس مقام پر موجود ہی بادشاہ نے بیٹھکر خاصہ نوش کیا مسند پر آکے آرام کیا شب بھر سوئے صبح کو اُٹھکر نماز پڑھی چاہا مرکب پر سوار ہوکر نکلون کہ سامنے سے کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک جوان خوش رو و پشت مرکب بادرفتار پر سوار گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہو بادشاہ کو دیکھکر آواز دی او جوان تو کون ہو کہ بلا تکلف میرے مکان مین آیا اور کھانا ہمارا کھایا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ نہ سمجھا کہ یہ کھانا کسکا ہو منم فیروز زہر خوار یہ کہکر نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ چلنے لگا مگر بادشاہ نے خیال کرکے دیکھا کہ نیزہ بازی بہ تکلف کر رہا ہو ہر مقام پہ بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر فیروز اپنے کو بچاتا ہو اب بادشاہ کو یاد آیا کہ یہ وہی پہلوان ہو کہ نجم نے جسکا ذکر کیا تھا پھر بھر کامل بادشاہ سے نیزہ چلا مگر یہ تو فرزند صاحبقران ہین گھاٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے فیروز کے نکلگیا نیزہ نکلتے ہی وہ گھوڑے سے پھاند پڑا کہا ای شہریار مجھکو ثابت ہوتا ہو کہ آپ فرزندان صاحبقران سے ہین مین حضور سے کشتی لڑونگا مجھیر ثابت ہوا کہ فنون سپاہ گری مین حضور سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا بادشاہ نے فرمایا مین بادشاہ لشکر اسلام ہون سعد بن قباد میرا نام ہو نام نامی سنکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرسکون آپ ہی لوگون کی ملاقات کی ہوس مین اپنے ملک سے نکلا ملک موروثی میرا ملک سمرقند ہو بلندخان سمرقندی میرا چچا تھا جب شباب ہوا تو اسکی دختر ماہ رخسار پر عاشق ہوا پردہ بہ پردہ نامہ و پیام ہونے لگا ایک روز ایک خط پکڑ آگیا بادشاہ نے فرمایا کہ فیروز کا سر لاؤ مین خوف جان سے نکل بھاگا اس باغ مین آکر سکونت کی ہمیشہ مشتاق رہتا تھا کہ فرزندان امیر

خبردار دخل نہ دینا یہ نواسۂ نوشیروان و نبیرۂ صاحبقران عالیوقار ہین ہین انکی اطاعت کرونگا تم سب ملکر قدمون کو بوسہ دو نجم قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا کہا حضور یہان سے پانچ کوس پر میرا قلعہ ہی وہان تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نجم قزاق قلعۂ قزاقان پر تشریف لائے قزاق نے بڑی دھوم سے دعوت کی روشنی کرائی طائفے عمدہ بلائے ایک نازنین نہایت شایستہ یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا / یا بکش بہر خدا یا بکن آزاد مرا
آنکہ گاہے بغلط ہم نکند یاد مرا / کی کند از غم و اندوہِ دل آزاد مرا
ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست / چون نہ فریاد کنم دل ز کف افتاد مرا
حیف آن وعدہ فراموش نہ یادم فرمود / گاہ یک پرچۂ کاغذ نہ فرستاد مرا
من و تو ہستم و بزم طرب از غیر تہی / ہست این وقت خدا داد چہ ارشاد مرا
روے گل پیرہن خویش چگونہ بینم / بندہ درد دام بنود ست چو صیاد مرا
مہربان شد بت مغرور بہ حال زارم / کار با نالہ و فریاد چہ افتاد مرا
توسن خود بہ سر قبر منش جولان داد / کرد برباد چہ سان شوق پریزاد مرا
بوسہ ہا داد بہ غیر آن بت شیرین حرکات / کشت از دشنۂ حسرت ستم ایجاد مرا
مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل / ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا
ای شفا ہست غم یار بہ قول صائب / کی کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نجم خدمت سے جدا ہوا بادشاہ سوچے کہ ای سعد اس قزاق کی رفاقت سے کیا نفع ہوگا اپنے گھر کی سلطنت چھوڑدی ہرچند کہ آرام ملیگا مگر یہ آرام بدتر از غم عالم ہی یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے قزاقون نے پوچھا کہان تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا مین شکار کھیلکر ابھی آتا ہون شکار کے حیلے سے نکلے کوہ و دشت طے کرکے دن بھر اسی صحرا مین گذرا قریب شام سامنے ایک باغ کے پہونچے کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق وا تھا

بادشاہ نے نمازسے فراغت پائی جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے نجم سے مقابلہ پڑا نجم نے کہا اے جوان کیون اپنی جان کا دشمن ہی ہڈیان پسلیان توڑ ڈالونگا نجم بلند بالا میرا نام ہی اِسطرف جتنے بہادر ہین سب مجھکو جانتے ہین اکثر بادشاہ بروقت لڑائیون کے مجھکو بلاتے ہین اور اِسی صحرا مین ایک باغ ہی کہ نام اُسکا باغ دلکشا ہی ایک پہلوان اُسمین رہتا ہی کہ نام اُسکا فیروز زہر خوار ہی نہایت جری وبہادر ہی اکیلا قزاقی کرتا ہی دس بیس کو لوٹ لیتا ہی بادشاہ نے فرمایا یہ قصے کیون بیان کرتا ہی اِس سے کیا مراد حاصل ہی تو مرکب کا خواہان ہی مجھکو قتل کر تو مرکب ملے بین بخوشی گھوڑا نہ دونگا نجم نے کہا ابتو تیرے پاس اسباب دیکھا ہی یہ موتیون کے مالے میرے کوہ کے نیچے سے آکے نکلجائین اور میرے ہاتھ نہ آئین اب تو مجھپر واجب ولازم ہوا کہ تجھکو قتل کرون اور اسباب لون دور سے خالی مرکب کا خواہان تھا ابتو سب چیزین لونگا بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مین بھی اسی کا خواہان ہون کہ یا مجھکو تو قتل کریگا یا مین تجھکو زیر کرونگا نجم نے نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ تیر سے اُڑادی بادشاہ نے قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا نجم نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نجم لپٹ پڑا گینڈے سے کود پڑا بادشاہ پشت مرکب سے کودے کشتی ہونے لگی بارہ ہزار قزاق قریب آکر کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان نہایت بچپیت ہی حقیقت مین ہمارے سردار کو بڑی مشکل پڑی ہی دیکھیے کیا ہو اِس جوان سے جان بچنا دشوار ہی کیا داؤن پیچ کر رہا ہی کس زور شور سے لڑرہا ہے بادشاہ ریلکر لے دوڑے دس قدم تک ریلکر لائے وہان پر لاکر بزور ہَکہ مارا کہ دونون گھٹنے نجم کے آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ سعد بادشاہ لشکر اسلام ہے منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤس وجم ✤ نعرہ کرکے نجم کو اُٹھا لیا ہاتھ پر لیکر چرخ دیا قزاقون نے چاہا جا پڑین مگر نجم نے جو نعرۂ شاہ سُنا پکارکر قزاقون کو منع کیا کہ

کیاکہ میری پشت پر سوار ہو جیسے مین ہمیشہ رفیق رہونگا مین نے آجتک سوا ے
صاحبقران کے کسی کو سواری نہین دی حضور کا سوار ہونا سعادت جانتا ہون
بادشاہ پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ نے آکر رکاب تھامی بادشاہ آوارۂ
دشت ادبار مصیبت مین گرفتار بطرف صحرا کے روانہ ہوگئے مگر چلتے وقت ایک
عرضی لکھکر سرھانے ڈالدی مضمون یہ تھا کہ جناب خداوندنعمت دام اقبالہ
غلام خدمت والا سے رخصت ہوتا ہی انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر
آکر قدمبوس ہونگا میری جستجو نہ کیجیے گا غلام آکر دریاے قلزم پر ملیگا یہ عرضی
ڈالکر روانہ ہوگئے شب ماہ ہی فیروزہ رکاب سے لپٹا ہوا ہی بادشاہ طرف صحرا کے
جاتے ہین طائرون کی آواز سُنی کہ سحر جانکر طائر آشیانون سے چہک اُٹھے ہین
بقول شاعر فردرنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا گمان بوتیمار +
بادشاہ صحرا کو طے کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک پہاڑ کے پہونچے تھے کہ
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ماہ تابان قلعۂ مغرب مین جاکر چھپا بادشاہ کو آثار صبح جب
ظاہر ہوے پشت مرکب سے اُترے سامنے پہاڑ کے ایک جھیل نظر پڑی جھیل پر
وضو کیا چاہا کہ نماز واجب ادا کرکے پھر سوار ہون فیروزہ کو حکم دیا کہ سجادہ
زیر کوہ بچھا دو فیروزہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی بادشاہ مصروف نماز ہوے
کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی ایک قزاق مع بارہ ہزار جوانون کے کسی قافلے
کو لوٹ کر پلٹا ہی اُسکی دور سے نگاہ پڑی کہ ایک مرکب معقول باساز ویراق
مرصع کار زیر کوہ کھڑا ہی اور سوار اُسکا نماز پڑھ رہا ہی ایک سوار کو اشارہ کیا
کہ یہ مرکب ہمارے واسطے لاؤ مگر سوار کو قتل نہ کرنا وہ سوار گھوڑا اُڑا کر قریب
مرکب آیا چاہا مرکب کو گرفتار کرون مرکب نے دولتی ماری کہ سوار و مرکب دونون
پامال ہوے دوسرا سوار گھوڑا اُڑا کر آیا اُسنے بھی چاہا گرفتار کرون مرکب نے
سر اُس سوار کا چبا لیا مرکب کو دولتی ماردی جب کہ دو سوار مارے گئے وہ
افسر قزاقان موسوم بہ نجم بلند بالا گینڈا اٹھکر آکر قریب مرکب آیا اتنے عرصے مین

کہنا کہ حضور نے کیا خواب دیکھا جو اسقدر پریشان ہین شاید بیان کرین خواجہ
خدمت شاہ مین آئے تخلیہ کرایا خواجہ نے ہرچند بہ محبت پوچھا کہ ای شہریار کیا
خواب پریشان دیکھا غلام سے بیان کیجیے مگر بادشاہ نے جھلا کر جواب دیا کہ
خواجہ مین نے کوئی خواب پریشان نہین دیکھا مجھکو تنگ نہ کرو ورنہ تم بہت
پچتاؤگے پھر مجھکو اس مقام پر نہ پاؤگے رعب و دبدبہ تو سعد کا مشہور ہی بگڑکر
جو بادشاہ نے جواب دیا خواجہ خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت کو
عرض کیا کہ جو مراد شاہ کی ہی وہ تو مین سمجھ گیا لیکن زبان سے کچھ ارشاد نہین
فرماتے صاحبقران خاموش ہو رہے عمرو نے عرض کی کہ خاموشی بادشاہ کی
یہ اشارے کر رہی ہی کہ مین نکل جاؤن اور معشوق کو تلاش کرون یقین ہی کہ
یہ آوارۂ کوہ و دشت ہونگے صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا فرمایا کہ خواجہ یہ امر
تو مجھپر بہت شاق ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہ ہون اور مین زندگی کرون خواجہ
برائے خدا جاکر دریافت کرو اور انکی فکر مین مصروف ہو مگر بادشاہ نے تمام
دن تامل فرمایا اور ضبط کیا لیکن جب آفتاب عالمتاب جانب مغرب غروب ہوا
اور لیلی شب نے نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی تب بادشاہ اپنے حال پر روئے
اور سوچے کہ ای سعد تمھارے باپ نے کیا کیا کارہائے نمایان کیے کیسے
نیک نام رہے اول تو تجسے خلاف جرأت یہ سرزد ہوا کہ نکل گئے اور پھر
لشکر مین چلے آئے اب نکلچلو معشوق کو بھی تلاش کرو اور فکر کرو کہ شاید لوح
طلسمی تمکو ملجائے اور تلاش معشوق بھی واجب و لازم ہی دیر تک اس مقدمے
مین سوچا کیے مگر عقل نے ہدایت کی کہ نکلنا ہی بہتر ہی تکلیفین سہتا ہون یہ
سوچکر اپنے مقام سے اُٹھے آکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو کسا فیروزہ بن
عمرو جاگ رہا تھا اسنے دیکھا کہ بادشاہ نے مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
فرمایا ای مرکب اصیل تو ہمارے بزرگونکا مرکب ہی اب بادیہ گردی دشت پیمائی
ہمرفیق رہتا جفائین سہنا مرکب کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اشارہ

کوئی صورت اُسکے آنے کی نہین — گھر ہوا ہی شکل زندان اندنون
خانۂ تاریک روشن ہی شفا — ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

ملکہ نے جو یہ اشعار پڑھے بادشاہ پہلو مین آکر بیٹھ گئے اُس نازنین نے محبت گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ سے خوب اختلاط ظاہری ہوا جب دو چار بوسے بادشاہ نے لیے تو وہ مہ جبین پہلو سے اُٹھی کہا مین ابھی حاضر ہوتی ہون یہ کہکے وہ نازنین اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای جان جہان کہان جاتی ہو اُس نازنین نے کہا ای شہریار مین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگی بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے اُس نازنین کے تعاقب مین چلے وہ نازنین بھاگی بادشاہ جو دوڑکر چلے راہ مین میر فرش تھا اُسکی ٹھوکر لگی مُنھ کے بھل زمین پر گرے عالم خواب سے آنکھ کھل گئی بادشاہ نے ایک چیخ ماری فیروزہ بن عمرو دوڑا قریب بادشاہ کے آیا عرض کی ای شہریار خیر تو ہی بادشاہ نے آہ سرد بھر کر یہ اشعار پڑھے نظم

وصل دلبر مین جو اُٹھایا حظ — وہ کسی بات مین نہ پایا حظ
ہیچ سمجھا وہ لذت دارین — عشق سے جسنے کچھ بھی پایا حظ
عیش و عشرت کو تمنے کیون چھوڑا — سوگ مین کسکے سب مٹا یا حظ
گذری فرقت مین اپنی عمر تمام — وصل کا زیست مین نہ پایا حظ
کل شفا کو خود اُس مسیحا نے — شربت وصل کا چکھا یا حظ

بادشاہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی ایسے خاموش ہوے کہ فیروزہ نے ہرچند پوچھا کہ ای شہریار کچھ حال تو فرمائیے مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور سردار حاضر ہوے تاجدار جمع ہونے لگے ہر ایک یہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار کچھ تو ارشاد فرمائیے بادشاہ جواب نہین دیتے کلیجہ پکڑے بیٹھے ہین صاحبقران کو خبر پہونچی سردارون نے عرض کی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کچھ خواب دیکھا ہی ایسے پریشان ہین کہ کچھ کلام نہین کرتے ٹھنڈھی سانسین کھینچ رہے ہین صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ جاکر دریافت تو کرو کہ بادشاہ نے کیا خواب دیکھا ہی تم خود

سامان ہین بادشاہ کو سب نے سلام کیا ایک مہ جبین نہایت طرار و فرارہ آگے بڑھی آکر کہا اے شہریار ملکہ سرو دلکشا آپ کو یاد فرماتی ہین آج کئی دن سے ملول و حزین ہین ہم لوگون سے بات نہین کرتی تھین مگر اسوقت خوش ہو کر فرمایا غنچۂ دہن وا کیا کہ بادشاہ جمجاہ تشریف لائے ہین اُنکو استقبال کر کے لاؤ ہم لوگ آپ کے لینے کو آئے ہین بادشاہ اُنکے ساتھ چلے دیکھا چبوترے پہ فرش مشجر بچھا ہے مسند شاہانہ پر ایک نازنین خورشید جمال ماہ تمثال جلوہ فرما ہے کہ حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے لباس فاخرہ زیب بدن غنچہ دہن رشک حور دلنسرین ولنسترن گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار کسی کنیز پر غصہ کر رہی ہین اُس غصے مین بھی ایک ادا ہے ہاتھ اُٹھا کر فرماتی ہین کہ اے دلفریب بادشاہ تشریف لائے باغ مین تو آئے ہین یہ خبر تو مجھکو پہلے ملی مگر یہان نہین تشریف لاتے دلفریب نے بڑھکر کہا دیکھیے سامنے بادشاہ کھڑے ہین اُس نازنین نے سر اُٹھا کے دیکھا بڑی بڑی انکھڑیان آنسو بھرے ہوے گردش کرتی ہوئین صاف ثابت ہوتا تھا کہ جام حباب مین موتی بھرے ہین اِشارے سے فرمایا تشریف لائیے مگر جمال بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئی آخر اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ پکڑ لیا کہا اے شہریار آئیے آپ کیا تامل فرما رہے ہین

نظم

روبرو ہے روے جانان اندنون ۔۔۔ کیا تلاوت مین ہے قرآن اندنون

ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی ۔۔۔ مل گئی مُہر سلیمان اندنون

اُسکے روے آتشین کی یاد مین ۔۔۔ آگ ہے فصل زمستان اندنون

دیکھکر گدرایا جوبن یار کا ۔۔۔ گرد ہین گبر و مسلمان اندنون

پنجۂ دست جنون کے زور سے ۔۔۔ چاک ہین جیب و گریبان اندنون

زیست کی اپنی کسے امید ہے ۔۔۔ ہے مقابل دشمن جان اندنون

یار تک اپنی رسائی ہے محال ۔۔۔ بے اثر ہے آہِ سوزان اندنون

تلوے کھجلاتے ہین ہوتا ہے یقین ۔۔۔ دیکھنا ہے پھر بیابان اندنون

خواجہ عمرو گار رہے ہین صاحبقران و جملہ سردار تعریفین کر رہے ہین مگر شاہ سعد سر جھکائے بیٹھے رہے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا جناب قبلہ و کعبہ طبیعت اسقدر سست ہی کہ سیر ابات کرنے کو دل نہین چاہتا خود بخود دل گھبراتا ہی طبیعت کا یہ حکم ہی کہ کوہ و دشت کی سیر کرون حضور کے لحاظ سے عرض نہین کیا طبیعت نہایت پریشان ہی رہ رہ کے دل یہی اُبھارتا ہی کہ شیران دشت نبرد ایرج و نور الدہر کیسے کیسے نام پیدا کر رہے ہین ہم دامن کھینچے بیٹھے ہین ہم بھی کسی کام مین مصروف ہون صاحبقران نے فرمایا یہ سب کام حضور ہی کے ہین جو غلام سے سرزد ہوتے ہین کس لڑائی کو کس نے فتح کیا اِس قصر کے فتح ہونے کی امید تھی حضور کے اقبال کی وجہ ہی کہ یہ مقام فتح ہوا حضور نہ کچھ ارادہ کرین آپ کے ہونے سے لشکر مین رونق ہی جسدن آپ نہین ہوتے ہین لشکر ویران معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے بہت بہت سمجھایا بادشاہ خاموش سُنا کیے دل مین اور زیادہ ولولہ ہوا خاصہ نوش فرمایا جا کر چھپر کھٹ پر لیٹے دل کو خود بخود تڑپن ہی نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین جب دو پہر شب گذری تب آنکھ لگی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہین عالم خواب مین دیکھا کہ مین ایک صحرائے سبزہ زار مین جاتا ہون مگر پیاس کی شدت ہی پانی بہت تلاش کیا مگر کہین پانی نہ ملا آخر تلاش آب مین دروازے پر ایک باغ کے پہونچے بیتابانہ باغ مین داخل ہوے دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون کھلے ہوے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھول آنکھین کھولے ہوے نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صدزبان کی غمازی ہوائے سرد چل رہی ہی صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر بنائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی کیفیت نظارۂ باغ سے عجب سرور ہی بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین جوڑے گلنار پہنے ہوے باغ مین خرامان ہین عیش و عشرت کے

چہرہ شہسواران اشہب عشق و اُلفت وطی کنندگان مراحل صعوبت اِس داستان عشق انگیز کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین بیان + چنین می نگارند این داستان + جب صاحبقران زمان نے کوچ کا ارادہ کیا تو بادشاہ جمجاہ نے کہا ای شہریارا اگر مناسب ہو تو آج کوچ نہ فرمائیے طبیعت بہت پریشان ہی صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ لشکر تیار نہ ہو اُسی مقام پر لشکر رہا جب دربار آراستہ ہوا اور خواجہ نے دیکھا کہ آج بادشاہ بہت ملکدر ہین خود سامنے آکر عرض کی کہ آج غلام کچھ گائے بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر صاحبقران نے زمان نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

یہ بزم وہ ہو کہ لاخیر[له] کا مقام نہین
ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین

حریف ایسے تنک مشربونکا کام نہین
خُم فلک سے کم اِس میکدہ کا جام نہین

سیاہ قلب کا کوے صنم مین کام نہین
بہشت کافر بدکیش کا مقام نہین

بتونکے گیسوِ فترگا ئسے مجھکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہو
ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین

مطیع کوئی نہ جب حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہو وہ کہ جسکا کوئی غلام نہین

وفاے وعدہ کا کسکو یقین یار سے ہو
کلام بُت ہو کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال بُرے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

دوروزہ حسن نہ کھورانگان غروری یار
حلال مال ہو یہ دولت حرام نہین

گدا و شاہ برابر ہو خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہو اے بت ترا خرام نہین

جفا و جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بناے ظلم کو سچ کہتے ہین قیام نہین

بتونکے قہر و غضب کا کسے ہو اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین اِمام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہو
نسیمِ بے سرو پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا شرارہ آتش
نشان قبر سے منظور مجھکو نام نہین

له یہ قول قدیم کا اشارہ ہو کہ لاخیر فی الخیری - یعنی بیر سے غلام کتنی ہی خوبی رکھتے ہون ۱۲

پلاسا قیا جام اُلفت مجھے ۔۔۔ کہ گھبرے ہین یہ رنج وکلفت مجھے
ترے دور مین ساقی مہ لقا ۔۔۔ تعجب ہی محروم عاشق رہا
یہی وقت تو بادہ نوشی کا ہی ۔۔۔ ترا کام اب عیب پوشی کا ہی
چھپایا بہت ہمنے یہ ہمنشین ۔۔۔ چھپائے سے آتش چھپی ہی کہین
اُٹھاتا ہی سر عشق خانہ خراب ۔۔۔ ہوا عین راحت مین یہ انقلاب
کبھی نام سے غم کے ماہر نہ تھا ۔۔۔ یہ احوال مجھپر تو ظاہر نہ تھا
کیا عشق سرکش نے یہ انقلاب ۔۔۔ ہوا اُلفت زلف مین پیچ وتاب
رُخ صاف آنکھون تلے پھر گیا ۔۔۔ فروغ قمر آنکھ سے گر گیا
ترقی پہ ہی نخل سرو بلند ۔۔۔ کیا قمری دل کو بھی دردمند
وہ گیسوے پر پیچ عنبر فشان ۔۔۔ دکھاتے ہین ظلمات کا بھی نشان
وہ سینہ حسینون کی مدنظر ۔۔۔ کہ اُبھرے ہوے دو تھے جسپر ثمر
ہانتھ آئین کہین جو عاشق کے ۔۔۔ تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف ہوے کمر ہی حد سے فزون ۔۔۔ دردسر ہو جو منھ شگافی کرون
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا ۔۔۔ تار خط شعاع مہر کہا
طبع روشن نے بھید یہ پایا ۔۔۔ آئنے مین شکم کے بال آیا
ساق پا ہین تو نور کا ہی ظہور ۔۔۔ یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پاجامے مین یون ہی جلوہ فگن ۔۔۔ شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھی کف پا ۔۔۔ ہاتھ ملتا تھا اپنے دُزد حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی ۔۔۔ کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا ۔۔۔ پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
دل کو عاشق کے بیقرار کیا ۔۔۔ یار رنج فراق سر پہ دیا
لکھون داستان مرصع بیان ۔۔۔ کہ بھیجین ہی بادشاہ جہان
دکھایا فلک نے عجب انقلاب ۔۔۔ دیا یاد نے زلف کی پیچ وتاب

لباس نور الدہر بھی اُسکے زیر شکم تھا وہ بھی اُٹھا کر ندر زنبیل کیا قصر معارہ کو فتح کر کے صاحبقران جب سرداروںکو لیکر باہر نکلے تو قصر غائب ہوگیا امیر باتوقیر نے فرمایا عجب سحر عجائب وغرائب تھا کہ اُسکے مرنے پر یہ شعبدہ ہوا خواجہ نے کئی لاکھ روپی نور الدہر سے لیے تب لوح محفوظ اور لباس طلسمی دیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا کہ لشکر تیار رہو آج ہی رات کو نکل چلین ہم سب سے پہلے دریاے قلزم پر پہونچین غرض سب کے پہلے نور الدہر بن بدیع الزمان اپنا لشکر لیکر طرف دریاے قلزم کے روانہ ہوے صبح کو صاحبقران نے خبر سُنی کہ نور الدہر روانہ ہوگئے اُسیوقت لشکر تیار کرایا سردار تیار ہوے صاحبقران نے بھی اُسیوقت طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا راہ مین اپنے عیار سے فرمایا کہ خواجہ تم نور الدہر کے حالات کو دیکھتے ہو کہ کسقدر مزاج مین جلدی ہی کہ کل ہی رہائی پائی اور رات ہی کو روانہ ہوگئے ہمسے صلاح بھی نہ کی عمرو نے کہا اے شہریار نور الدہر کو بڑا خیال ایرج نوجوان کا ہی کہ ایسا نہ ہو ایرج پہونچ جاوین ہرچند کہ نور الدہر کو وہ سردار ممکن ہوے ہین کہ جو خبر آئندہ وگذشتہ سے آگاہ کر دیتے ہین یہ بخوبی ظاہر ہی کہ جو سامان نور الدہر کو ممکن ہوا وہ کسیکو نہین ملا مگر اُنکو یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو ایرج کو لوح ملجاے اِسیوجہ مین کوچ کر گئے صاحبقران زمان جلدی کرتے ہوے مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی طرف دریاے قلزم کے جاتے ہین آگے نور الدہر ہین اور عقب مین صاحبقران زمان اب دس منزل اور دریاے قلزم باقی ہی پہونچنا اِنکا تحریر ہوگا

دلکشا داستان حیرت بیان بادشاہ جہجاہ عاشق ہونا عالم خواب مین ملکہ سرو دلکشا پر کہ دختر بلند اختر ہفت جوش جادو ہی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

جمال پر مبہوت تھے عمرو نے جو پکار کر کہا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری

نعرۂ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون　　زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو　　نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون　　جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ سنکر اب تو صاحبقران بھی بِل کر کے اُٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار　　بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام　　یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد　　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جھٹکر عمرو نے معمار پر خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا تب عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا معلوم ہوا کہ یہ بیحیا سخت جان ہی نہائی پہ سر رکھا اوپر سے ہتوڑا مارا کہ سر معمار کا پچی ہوا تمام تصویرین جلنے لگین قصر تھرآیا عمرو نے کہا یا امیر نکل چلیے ایسا نہو قصر گر پڑے دیکھیے قصر تھرا رہا ہی قصور نہ کریگا امیر نے فرمایا خواجہ عمرو افسوس ہی کہ بہرے آرام جان تو اس مقام پر قید ہین اور ہین بلبلون خواجہ نے جھپٹ کر سب قفس توڑنا شروع کیے جو قفس ٹوٹا سر دار نکلا تعریفین خواجہ کی کرنے لگا جسوقت عمرو نے نور الدہر کو رہا کیا تو نور الدہر نے عرض کی کہ خواجہ لوح محفوظ میری و سلاح طلسمی کہ مین نے جسم سے اُتار ڈالا تھا وہ کہان ہی یہ سنکر شبرنگ دوڑا ہوا آیا اور عرض کی ای قبلہ و کعبہ نیتلی وہ چیزین اُٹھا کر لائی تھی اسی قصر مین دیکھیے خواجہ سب طرف قصر مین پھرے ایک گوشہ مین آکر دیکھا ایک عقاب بلند پرواز لوح محفوظ نور الدہر منقار مین دبائے بیٹھا ہی مگر جھک رہا ہی عمرو نے لوح محفوظ اُسکی منقار سے لی پھر تلاش کی تو

جانتا ہون تمام طلسم مین تہلکہ ڈالدیا پوتا طلسم کشا بنا کون کون ساحر مارے گئے آج ہی اُن سب کو پیدا کرونگا یہ کہکے جام الماس بھرا اور کہا ای معمارہ اِسکو جلد پی لو ایسا نہ ہو شراب ٹھنڈھی ہو جاے تمکو عجب لطف ملیگا اور یہ ثابت ہوگا کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی فرشتے معلوم ہونے لگین گے ایسی تعریف کی کہ معمارہ مبہوت ہوگیا ہر چند کہ کئی تصویرین سامنے آئین وہ اِشارون سے منع کرتی ہین کہ ای معمارہ جام نہ پینا مگر سامری و جمشید لات و منات تیتے بیتے دم خبینا بڑہی لگانے کا پھڑا سب اشارے کر رہے ہین کہ ای معمارہ یہ فخر کسیکو نصیب نہین ہوا قدرت نے تمکو عجب مرتبہ دیا اپنا مثل بناتے ہین مراد یہ ہی کہ طلسم آباد رہے رعایا دلشاد رہے ساحر آباد رہین ہمکو یاد کرین یہ بھی ذکر کروگے کہ ہمکو قدرت نے ایسا بنادیا کہ کوئی ہمارے مثل نہین یہ حالات سُنکر معمارہ نے جام پیا عمرو نے اِشارہ کیا کہ ای معمارہ یہ نازنین بھی جو پہلوے حمزہ مین بیٹھی ہی بڑے مرتبے کی عورت ہی اِسکو بھی ایک جام پلاؤ ہر چند کہ معمارہ کے ہاتھ کانپتے تھے مگر جام لبریز کیا اُس نازنین کو اِشارہ کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر نگاہ صاحبقران بچا کر جام اُٹھایا منھ پھیر کر پی گئی عمرو نے کہا وہ مارا معمارہ نے بیٹھے بیٹھے کہا یا خداوند آج دل چاہتا ہی کہ آپ سازہ بجائیے اور مین رقص کرون یہ نازنین بھی فخر کرے کہ اگر مین گانے مین بے مثل ہون تو معمارہ قمر ساز رقص مین بے نظیر ہی عمرو نے اِشارہ کیا کہ تمھاری عرض قبول ہوئی معمارہ اپنے مقام سے اُٹھا نازنین کو بھی اِشارہ کیا نازنین بھی گاتی ہوئی اُٹھی معمارہ اور وہ نازنین آوازین ملا کر گانے لگے معمارہ کو بھی نشہ نازنین کو بھی سرور دونون باقصور اب معمارہ گت پر ہاتھ نکالنے لگا کمروے کے پانوٗن لگانے لگا ہر مرتبہ جھک جاتا ہی گردن کا ڈورا ہلاتا ہی اپنے کو دیوانہ بناتا ہی دو تین مرتبہ چکر لیے تھے کہ نازنین نے دو شعر گائے کہ آواز بند ہوئی دونون کے دونون لڑکھڑا کر گرے خواجہ نے نعرہ کیا نعرہ کرکے صاحبقران کو اشارہ کیا امیر کو اسم اعظم یاد تھا فقط اُس نازنین کے

اُڑا دینگی حمزہ ہیکل بھی لیلیونگا یہ کہکے پہلو مین ہاتھ لیجا کر ایک چنگ مرصع نکالا یہ
اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اِسقدر دل کو نہ کر اہ بت سفاک سیاہ — زیب دیتی نہین اِس کعبے کو پوشاک سیاہ
پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا — دل کا فر ہے ترا چشم بت بیباک سیاہ
یار سے وعدہ فردا ہی عجب کیا اِسکا — روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ
کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجس — سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ
نہوا شانہ گیسو نہ تو دستار کا گل + — بخت رکھتا ہی ہمارا دل صدچاک سیاہ
نظر آیا اِدھر آنکھو نسے اُدھر غائب تھا — اسپ مشکی ہی ترا آہوے چالاک سیاہ
کون سے باغ مین لاتی ہی مجھے شامت بخت — گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ
نگہ بد سے تجھے دیکھے جو اہ عالم نور — کوئلے سے ہو سوا روے ہوسناک سیاہ
کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا — خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ
جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لُو — کو سون تک ہو گئے جلکر خس و خاشاک سیاہ

یہ اشعار جو بقراط نے گائے معمار تعریفین کرنے لگا کہتا ہی یا خداوند مین نے تو
کبھی ایسا گانا نہین سُنا آج تو آپ نے خوب گایا بقراط نقلی نے کہا اہ یار وفادار
آج ہفت افلاک پر گیا وہ چیزین لایا کہ جو کبھی نہ اُٹھائی تھین کئی لاکھ فرشتے ساتھ
ہین اب کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا یہ کہکے طرف پہلو کے ہاتھ بڑھایا معمار نے
دیکھا قدرت نے وہ گلابی نکالی کہ جس مین شراب سرخ رنگ بھری ہوئی ہی اور
جام بھی الماس کا نکالا کہا اہ معمار یہ جام دیکھ لو جب عرش اعلیٰ پر جاتے ہین تو
فرشتے اِسی جام مین شراب پلاتے ہین اِس جام کا یہ انجام کبھی نہین ہوا کہ زمین
پر آتا مگر یہ شرف تمھارے واسطے ہی کہ تم بھی اِسمین شراب پیو اور تمکو نائب
قدرت کرتا ہون دو ہزار برس کی عمر دیتا ہون دشمنون کی عمر گھٹاتا ہون کوئی
زندہ نہ رہے حمزہ تڑپ تڑپ کر مرے اُسی نازنین کے ساتھ جان دے آخر مین
افسوس کرے کہ مین نے قدرت کی اطاعت نہ کی اور مین اِسکا قتل ہی مناسب

اِس کشاکش سے نجات پاتے عمرو یہ سب معرکہ باہر سے دیکھ رہا ہی دن اسیطرح سالان
مین گذرا صاحبقران اُسیطرح پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھے ہین جب شام ہوئی
تو اُس نازنین نے اِشارہ کیا خوب اُس قصر مین روشنی ہوئی پنج شاخے طلائی و
نقرئی روشن ہین امیر اُسی طرح پہلو مین بیٹھے ہین عمرو نے کنارے آکر زنبیل سے
تخت زبرجدی نکالا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بقراط ثانی بنا
گرد تخت کے کچھ پتلے نکالکر رکھے بہ شکل لات ومنات و بہ صورت سامری وجمشید
اُن مین بھی کچھ تدبیر کردی اور تخت اُڑاتا ہوا سامنے قصر کے آکر ایک نعرہ کیا
کہ منم خداوند بقراط ثانی اِی معمار مقام افسوس ہی کہ تجھسے کچھ نہ ہوسکا امیر کو
گرفتار نہ کیا معمار یا تو پہلوے قصر مین چھپا ہوا تھا بقراط کو جو آتے ہوے
دیکھا سامنے نکل آیا صاحبقران کے روبرو مسند بچھائی پکار کر آواز دی کہ اِی
خداوند آئیے آج تو بہت خداوند ساتھ ہین بقراط نے آواز دی اِی معمار اِن
سب نے خواہش کی کہ ہم بھی آج ساتھ چلین کرامت خداوندی دیکھین مین نے
کہا کہ تم سب چلو یہ سب چھوٹے بھائی ہین تلے اوپر کے اِنکار رنجیدہ کرنا مجکو گوارا
نہ ہوا معمار نے دست بستہ عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے آپ تشریف لائیے
اِس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمائیے مگر دیکھ لیجیے صاحبقران
اُسی حال مین بیٹھے ہین دیکھیے میرے سحر نے اُٹھنے نہین دیا لیکن انتظار کر رہا تھا
کہ کیونکر اسم اعظم بند کرون کوئی تدبیر نہ بن پڑی بقراط نے کہا آج ہم خود یہان
لگادینگے اور تمھاری عمر بڑھاوینگے اور اسم اعظم حمزہ کا ہمارے گانے سے بند ہوگا
اور شراب وکباب لیتے آئے ہین شراب تمکو پلائین ہمیشہ نوجوان رہوگے معمار
نے کہا یا خداوند اِس شراب کا نام سنتا تھا مگر حیران تھا کہ کیونکر ممکن ہو لیکن
حضور نے بڑا کمال کیا کہ سب خداوندون کو بھی لائے سب کے ساتھ ملکر تقدیر
کیجیے کہ حمزہ گرفتار ہو بقراط نے کہا اب کیا مین خالی پلٹونگا حمزہ کو گرفتار کر کے
لیجاؤنگا قصر ہشت پہل مین اِنکا داخلہ ہو وہانکی بہنین گلنار پوش اِنکے ہوش

اُنکی دیکھکر ڈر جاتی ہون کئی مرتبہ مجھکو لیکر گئے جب سامنے پہونچی چیخ مارکر بیہوش ہو گئی اُنکی کالی کالی صورت منھ سے بو آتی ہی دم گھبراتا ہی مگر آپ کی خدمت کے واسطے مین نے ملال شہنشاہ کا قبول کیا چاہتی ہون کہ آٹھ پہر آپ کی خدمت مین حاضر رہون اگر مجھسے حضور کا وصل ہوگا تو بہت شاد ہونگے وہ رنگ دکھاؤن کہ کبھی کسی معشوق سے یہ لطف نہ ملا ہو ہر مرتبہ صاحبقران ارادہ کرتے ہین کہ اِس سے وصل حاصل کرون مگر حرز ہیکل کو جنبش ہوتی ہی رُک جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کچھ حجاب بھی شرط ہی تمام سردار میرے قید ہین پوتا میرا نور الدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم کب سے قید ہی یہ سب دیکھین گے تو مجھپر طعن کرینگے وہ نازنین ہنسکر جواب دیتی ہی کہ ای شہریار آپ کے واسطے پردہ پوشی کرون کنیزون کو ہٹاؤن سامنے پردے پڑ جائین صاحبقران زبان فرماتے ہین کیا جلدی ہی تم مجھسے راضی ہین تمھارا خواہان تمکو لشکر مین لے چلونگا وہان سب طرحکا انتظام ہی مگر نور الدہر کو تو رہا کرون اُسکی حسرت دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ نازنین ہاتھ تھام لیتی ہی صاحبقران کو شغل مین لگاتی ہی صاحبقران مصروف ہو جاتے ہین جن سردارون کو رہا کیا تھا اُنکو دیکھا کہ وہ اُسیطرح قفس مین بند ہین صاحبقران سے اِشارے کر رہے ہین کہ غلامون کو رہا کیجیے ہم لوگ نوبت بجان وکار دبر استخوان ہین یقین ہی اِسی قفس مین تڑپ تڑپ کر مرین صاحبقران فرماتے ہین کہ مین تم سب کی رہائی کو آیا ہون ابھی اِس نازنین کی مرضی نہین ہی یہ منع کرتی ہی اگر رہا کرونگا تو کچھ باعث خرابی ہوگا یہ دل و جان سے میری مشتاق تھی حقیقت مین خیال جو کرتا ہون تو اِسکو عالم خواب مین دیکھا تھا اب اُس خواب کا ظہور ہوا قلب کو سرور ہوا سردار سر جُھکائے ہین سوچ رہے ہین کہ صاحبقران اپنے ہوش مین نہین ہین ورنہ ہم لوگونکو رہا نہ کرتے کس زور و شور سے آ گئے اِسقدر پتلیان قتل کین کہ قصر مین کوئی باقی نہین رہی اب کیا دیر تھی ہم لوگ رہا ہو جاتے

طرف صاحبقران کے اِشارہ کرتی ہی تانین مار رہی ہی نظم

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینے سے رکھتی ہی مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہی یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
اِن چشمون مین بھی جوش ہی قلزم سے زیادہ

تنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہی سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہی دل پستے ہین سرمے کی طرحسے
آنکھین نہ لڑایا کرو مردم سے زیادہ

میخانۂ اُلفت مین نہین جاے تنکظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہی دل بلبل کو دُکھانا
شوق اندنون اُس گل کو ہی گلدم سے زیادہ

صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنّم سے زیادہ

ٹھوکر ہی تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہی قم سے زیادہ

غالب ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
ہی قہر دلارام کا قلزم سے زیادہ

حسرت کی نگاہون سے عیان حال ہی میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلاوینگے وہ لب دانت دکھاکر
شغل آجکل اُنکو ہی تبسم سے زیادہ

کہتا ہی وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
تم ہمسے زیادہ ہو تو ہم تمسے زیادہ

اِسطور پر یہ اشعار اُس نازنین نے گائے کہ صاحبقران نے قفسون کا توڑنا موقوف کیا ہرچند کہ حرز ہیکل گلے مین ہی اسم اعظم بھی یاد ہی مگر جمال نے اُس محبوب کے ایسا فریفتہ کیا کہ خاموش ہوکر اُسی مقام پر بیٹھ گئے اُس مہ جبین کا ہاتھ تھام لیا مسند پر وہ نازنین لاکر بہ ناز و ادا پہلو مین آکر بیٹھ گئی باتون کا تار باندھ دیا عمرو نے باہر سے یہ معرکہ دیکھا صاحبقران کو زفیل سے ہوشیار کرتا ہی مگر امیر متوجہ نہین ہوتے اُسیکی باتون پر مبہوت ہین جمال اُسکا دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ مین اب تمکو نہ جانے دونگا وہ کہتی ہی مجھے بھی اِسیقدر آپ کا اشتیاق ہی ہرچند کہ شہنشاہ معمار جو ہمارا افسر ہی اُسکا حکم نہین کہ کسی کے پہلو مین بیٹھو مجھکو واسطے خداوند کے پرورش کیا ہی مگر مین خداوند کے نام سے بیزار ہون صورت

عرض کی حضور آپ ایک ہفتہ تامل کرین مین اپنے کو قصر مین پہونچا دونگا اگر خدا نے چاہا تو معمار کو مار دونگا مگر آپ کا آنا مناسب نہین صاحبقران جو سامنے قصر کے آئے دیکھا کئی قفس لٹکے ہوے ہین اور سب سردار سرنگون بیٹھے ہین صاحبقران کا قلب تھرا گیا گھوڑے کو بڑھایا ہرچند سردارون نے روکا مگر صاحبقران کب مانتے ہین زلفین خلیلی پیچ وتاب کھا رہی ہین رگ ہاشمی جوش وخروش مین گھوڑے کو بڑھاے ہوے جاتے ہین وہ ساحر ہرچند پتلیون کو اشارہ کرتا ہی کہ جاؤ جاکر حمزہ کو اٹھا کر لے آؤ مگر پتلیان اسکا حکم نہین مانتین انکار کرتی ہین کہتی ہین دیکھو اے معمار سنو ہم کیا کہتے ہین صاحبقران گھوڑا اڑاے ہوے قریب قصر کے آئے در قصر پر آکر گھوڑے سے اترے دامن گردانکر قصر کے اندر چلے جیسے ہی قدم اندر رکھا پتلیان جھپٹ جھپٹ کر پاس آنے لگین جسنے آکر قصد کیا کہ کمر مین پنجہ دون امیر نے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے کئی سو پتلیان ہر دروازے پر صاحبقران کے سامنے آئین اور دست زبردست امیر سے قتل ہوئین امیر دروازونکو طے کرتے ہوے اسم اعظم پڑھتے ہوے بالاے قصر پہونچے جیسے ہی قصر مین پہونچے وہ ساحر سامنے سے بھاگا صاحبقران نے قفسہاے آہنی کو اتارنا شروع کیا اور بھی کئی قفس توڑے جو سر دار نکلا اسنے قدمون کو بوسہ دیا مگر جسطرف کہ وہ ساحر بھاگ گیا تھا یکایک اسطرف سے ایک روشنی معلوم ہوئی امیر نے دیکھا کہ ایک معشوق پریچہرہ کہ حسن وجمال کی جسکے تعریف ناممکن ہی خرامان سامنے ابھر آئی جھک کر سلام کیا اور دست بستہ عرض کی کہ مین تو مدت سے حضور کی مشتاق تھی مگر کوئی وجہ ایسی نہ ہوئی کہ تا بہ حضور پہونچتی آج بخت نے رسائی طالع نے یاوری کی چند اشعار مجھکو میان آتش صاحب کے یاد ہین انکو سماعت فرمایئے یہ کہکے آواز دی ارے سازندے کہان ہین اسی پہلو سے ایک طبلہ بجانے والی دو سارنگی والیان حسن مین بے مثال آکر پہونچین صاحبقران کے سامنے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار گانا شروع کیے وہ نازنین ہاتھ بڑھا بڑھا کے

ساحر سیاہ فام سے بیان کیا کہ ہمکو خوف آتا ہی اگر حمزہ کی کمر مین پنجہ دینگے تو پھر قتل ہو جائین گے اُنکی تلوار کی چمک دیکھکر دل تھرّاتا ہی ہم قریب نہ جاوینگے اُس ساحر نے کہا دیکھو انجام کیا ہوتا ہی بڑا مقدمہ سخت ہی مگر وہ سحر کرون کہ حمزہ کو بھی جان بچانا دشوار ہو یہان امیر مقابلۂ سلطان مین پہونچے للکار کر جا پڑے اُسنے نیزہ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے قلم کیا وہ تلوار کھینچکر برس پڑا صاحبقران نے وار اُسکے روک کر نعرہ کیا کہ او بے حیا ایک وار مردان عالم کا قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اِس فن سے مارا کہ تلوار تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر تا بہ سینہ کاٹا مع گھینڈے چار ٹکڑے کیے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مر گیا سب لینا لینا کہکے آپڑے صاحبقران کو خود غصہ ہی فوج کو اِشارہ کیا اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھ رہے ہین وہ ساحر سامنے کھڑا ہوا ہی ہرچند دستکین دیتا ہی اور پتلیون پر تاکید کرتا ہی پتلیان اُسکا حکم نہین بجا لاتین تھرّا کر رہجاتی ہین لشکر اسلام جو فوج کفار پہ جا پڑا مارے تلوارون کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر کفار تاب نہ لاسکے فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ سیمتن کہ ابر مین مخفی ہی اِسنے چاہا کہ مین سحر کرون ایک پتلی چمک کے سامنے آئی پکار کر آواز دی ای پوا سیمتن چلو تمکو معمار بلاتا ہی سیمتن نے سر جھکا لیا اُس پتلی کے ساتھ چلی قصر مین آئی یہ بھی قفس آہنی مین بند ہوئی صاحبقران زبان کل فوج سے فرماتے ہین آپ لوگون نے ہمارے بعد بڑے صدمے اُٹھائے حقیقت مین اِس قصر پہ آکے بڑے رنج اُٹھائے سرداران نامی جسطور سے مقابلے پڑے تھے اُسکو بیان کر رہے ہین اور کہتے ہین کوئی سردار نامی آپ کے لشکر مین باقی نہ رہا دیکھیے سامنے قصر مین سب قفس ہاے آہنی مین لٹکے ہوے ہین صاحبقران نے فرمایا خواجہ میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی دیکھو سب سردار کیسے نحیف و ضعیف ہو رہے ہین ایک ہفتہ گذرا کہ سب اِس بلا مین مبتلا ہین مین تو جاتا ہون یا اِنکو رہا کرتا ہون یا خود بلا مین پھنستا ہون عمرو نے

اُسکے گھڑی ہین سلطان سے اشارے کر رہا ہو کہ جب تم بلوہ کروگے اور یہ لوگ بھی گھوڑے اُٹھائین گے اُسوقت یہ سب تصویرین تڑپ کر گر ینگی اگر دس کرور ہون تو اُنکو اُٹھا لاوینگی تو نے روز اول الیاغورکیا جسکا یہ انجام ہوا کہ آجتک تو صحیح و سالم نہین ہی خیال تو کر ایک فقط لیسر لندھور نے اٹھا ایک ضرب مین تیرا شانہ اُسنے توڑا اب تجھکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی جسپر قصد کریگا اُسکو تصویر اُٹھا لائیگی آخر سلطان نے کل فوج سے کہا کہ تمکو تکلیف نہ ہوگی ہر چند کہ تم کم ہو اور وہ بہت ہین مگر جسپر ہاتھ اُٹھاؤگے اُسکو تصویر اُٹھا لیجائیگی فوج کو اپنے قریب بلایا چاہتا ہو کہ بلوہ کرے کہ صحرا سے گرد اُڑی آسمان پہ ابر نارنجی چھایا اُس سے برق چمک رہی ہو کس زور و شور سے وہ ابر آتا ہو آگے صاحبقران زمان اور خواجہ عمرو رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے امیر نے جو آکر لشکر کا انتشار دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین کھڑا للکار رہا ہو اور فوج کو ساتھ لیکر بلوہ کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر خبردار آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان یہ نعرہ کرکے آپڑے نعرۂ امیر

منم اختر برج عزّ و جلال　　منم ماہتاب سپہر کمال

سمندون زبیشم فراری شده　　زمن دیو عفریت عاری شده

همه قاف از کفر شد پاک و صاف　　سلیمان کوچک لقب شد به قاف

همه شهر آباد اسلام شد　　که صاحبقران در جهان نام شد

گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ سلطان مین آئے مقبل نے اشقر بڑھایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے تیغۂ عقرب وغیرہ مقبل نے حاضر کیا حرز ہیکل کو سینے پر اپنے آراستہ کیا اور مقبل نے سب خبر عرض کی اب صاحبقران مقابلۂ سلطان مین آئے خواجہ زیر شکم مرکب ہین آگاہ کرتے جاتے ہین کہ اسم اعظم پڑھیے امیر کی اسم اعظم ورد زبان ہی مقابلۂ سلطان مین پہونچ گئے وہی پتلیان مکمی تڑپ کر گرین جب صاحبقران نے حرز ہیکل کو ہلا دیا وہ پتلیان بھاگ گئین آگے اُس

سلطان کہتا ہی اتنے جمے ہوے کھڑے ہین فرداً فرداً آوین ورنہ مین خود آتا ہون صف پر آکے قتل کرونگا یہ کلمات اُس بیمیا کے سنکر اہل لشکر بدحواس بیتاب وبیقرار دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز فرشتونکو واسطے مدد کے بھیج اور تو اپنا رحم شریک کر نظم

دل از غبار بکن صاف وسینه از وسواس — شود وگرنه به جانت تسلط خناس
بدل فقیر شو ای مرد اہل عقل وقیاس — به فرق تاج بنه رو به تخت کن اجلاس
بکن به زنده دلے کار تا توئی زنده — بدی به خالق مکن تا قیام ہوش وحواس
بذکر وفکر الٰہی ہمیشه عادت کن ✤ — زبان خویش مجنبان بغیر حمد وسپاس
مشو به ملک جہان با وجود زر مشہور — بخیل و ابخل و دلتنگ ممسک وکناس
بہوش چہرہ روشن ز چشم بد بینان — به زیر جامۂ سلطانی و شہانه لباس
به شغل کار عبادت ہمیشه مشغول است — خدا پرست خدا دوست مرد کارشناس
شو و به زندگی چند روزه کم مغرور — کسے که ہست خداوند ہوش واہل قیاس
بر دچه چیز ز دنیائے دون غنی با خویش — بغیر حسرت وافسوس وچند گز کرپاس
ز چار سمت کشاید در یقین ہندی — چو ذات پاک کند دور از دلت وسواس

لشکر مین ہنگامہ برپا ہی عیار چاہتے ہین کہ ہم سلاح لگا کر جائین اور اپنے کو اسیر کراوین جانتے ہین کہ اُسنک نہ پہونچین گے مگر ایسکا غرور تو دور ہوگا سردار منع کر رہے ہین کہ ای عیاران نامی تم بڑے جری وبہادر ہو مگر بدنامی ہوگی جسوقت اُٹھانے والا اُٹھا لیجائیگا جب وہان قید کریگا تب صورت تبدیل ہوگی سب سردار گھبرا رہے ہین آخر کو وہ سردار کہ جو نحیف وضعیف ہین وہ سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگے سپاہیون نے کہا یارو تم لوگ کبھی نکلے نہین صاحبقران تمھاری نوکری معاف کر چکے ہین لشکر کے ساتھ جو تم آتے ہو تو یہ تمھاری نمک حلالی ہی ہم تم لوگون کو نہ نکلنے دینگے سلطان کئی آوازین دیکر طرف فوج کے پلٹا کہا ان سب کو گھیر کر مار لو اور وہ ساحر سیاہ فام قصر پر اپنے کھڑا ہی ہزارہا تصویرین گرد

سلطان کے پہونچے آلپس مین نیزہ چلا لندھور نے نیزہ سلطان کا ٹکا لا پتلی نے
پکار کر آواز دی اے سلطان تماشہ دیکھا بس اب دخل نہ دو ہمارا تماشہ دیکھو یہان
دونون نے تلوار کھینچی ہی قریب ہی کہ لندھور ہاتھ مارین کہ معمار نے پتلی کو اشارہ
کیا پتلی تڑپ کر گری لندھور کو بھی اُٹھا لیگئی اسنو لشکر اسلام مین غریو ہوا سلطان
نے پھر نعرہ کیا فرزندان لندھور نکلے اول ارشیون پریزاد مقابلہ سلطان مین
پہونچے پتلی تڑپ کر گری ارشیون کو اُٹھا لیگئی فرہاد خان بیکفری گینڈا بڑھا کر
مقابلہ سلطان مین پہونچے بھائی اور باپ کے گرفتار ہونے سے جھلائے ہوے
تھے آتے ہی چوبدست ماردی سلطان نے سپر اُٹھادی مگر چوبدست فرہاد خان
جو پڑی سپر ہاتھ سے سلطان کے چھوٹی شانہ ٹوٹا گینڈے سے گرا فرہاد خان
نے چاہا کہ پامال کر ڈالون معمار نے فوراً پتلی کو حکم دیا کہ اس جوان کو اُٹھا لاوہ
تڑپ کر گری فرہاد خان کو اُٹھا لیگئی چالیس سردار سب نکلے اور مقابلے مین
سلطان کے پہونچے سلطان سے مقابلہ بھی نہ ہونے پایا کہ پتلیان اُٹھا لیگئین
مگر فرہاد خان نے شانہ سلطان کا توڑا سلطان رنجیدہ پلٹا کوئی افسر نامی باقی
لشکر مین نہ رہا سلطان نے دوسرے دن طبل جنگی بجوایا میدان مین آیا للکار رہا
ہو مگر یہان سے کوئی نکلنے کے لایق نہین ہو چند کمیدان رسالدار جی داری کرکے
نکلے پتلیان اُٹھا لیگئین سات دن سلطان نے میدان داری کی سو سرداران
نامی گرفتار قفس ہوے ساتوین دن سلطان نے صحت پائی شانہ اسکا درست
ہوا دسوین دن اسنے پھر طبل جنگی بجوایا اب جو میدان مین آیا تو یہان کوئی
اس لایق نہ تھا کہ میدان مین نکلتا سلطان تو پکار رہا ہو کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے یہان سے عیار صدا دیتے ہین کہ اے سلطان تیرے جو مقابلے کے لایق
تھے وہ پہلے ہی تیرے مقابلے مین جا کر پامال ہوے ہرچند کہ جو برائے مقابلہ نکلا
اُسکو پتلی اُٹھا لیگئی مگر تو نے دیکھا کہ تار نہ موقوف ہوا انتھا یہ وہ بہادر ہین کہ اگر
آگ کا دریا ہو تو اُسمین پھاند پڑین کسی مقام پر نہ رکین تو پکارتا اور کوئی نہ نکلتا

جواب لکھا کہ ای سلطان تم آؤ جو تم کہتے ہو وہی ہوگا سلطان نے کوچ کیا یہان لندھور بیٹھے ہین سب سردار گرد جمع ہین ذکر رہائی صاحبقران ہو رہا ہی لندھور کہتے ہین خواجہ گئے ہین وہ صاحبقران کو لے ہی کر آوینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی سلطان ابلق سوار تین لاکھ فوج سے مقابلے مین آکر اُترا لندھور کو خبر ملی کہ سلطان بر اسے مقابلہ آیا ہی لشکر کو بڑھایا سلطان نے طبل جنگی بجوایا معمار دیکھ رہا ہی کہ دونون لشکر مقابلے مین اُترے سلطان و لندھور کے لشکر مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے سلطان نے گینڈا انکالا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بہرام گرد نے مرکب نکالا معمار نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان حبشی بمقابلۂ سلطان جاتا ہی ایک تصویر کو اشارہ کیا وہ تصویر جھپٹ کر گری بہرام کو اُٹھا کر لیگئی کئی پہلوان اسیطرح نکلے لیکن سب کو وہ پتلی اُٹھا لیگئی سلطان نے جو یہ معرکہ دیکھا گینڈے کو بڑھا کر قریب قصر آیا پکار کر آواز دی کہ ای معمار تنے وعدے سے خلاف کیا مین بدنام ہوتا ہون یہ پہلوان جو نکلے تھے ان سب کو قتل کرتا میرا نام ہوتا تمنے کیون اُٹھوا منگوایا ایک پتلی نے آکر جواب دیا کہ ای سلطان اب پلٹ جاؤ کل میدان کارزار مین آنا جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا یہان لندھور کمر باندھے ہوئے تھے کہ سلطان پلٹ گیا لندھور نے کھنکھار کر تھوکا کہا کہ او سلطان اسی منھ پر دعوی جرأت اگر آگ کا دریا جوش مارتا تو ہم لوگ اسیطرح نکلتے اور اپنے کو دریاے آتش مین گرا دیتے سلطان نے کچھ جواب نہ دیا گھر پلٹ آیا شام کو طبل جنگی بجوایا لشکر لندھور مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی معرکے مین گذری جب کہ شہباز زرین بال آشیانۂ مشرق سے اُڑا نخل کہکشان پر آیا آکر قائم ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا سلطان میدان مین آیا اور آواز دی کہ جسکو تمناے مرگ کی ہو وہ نکلے اور ہمسے مقابلہ کرے یہ سُنکر لندھور بن سعدان نے فیل بنا بڑھایا میدان کارزار مین آئے مقابلے مین

پکار کر کہنے لگے کہ یا تو افسر بنے تھے اب چھپکر بیٹھے ہو ذرا باہر تو نکلو دیکھو تمھارا کیا حال
کرتے ہین شہباز یہ آوازین سُنکر گھبرا گیا باہر نکلا دیکھا کل فوج کا جماؤ ہی بلبلا رہے ہین
کوئی شعر پڑھتا ہی کوئی گریبان چاک کیئے منھ پر خاک شہباز نے پکار کر کہا کہ یارو
کیا چاہتے ہو سب نے کہا ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ آپ نے صاحبقران کو مکر سے
گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ اُنکو رہا کر دیجیے شہباز سب کے ساتھ قید خانے مین آیا اگر
دیکھا کہ سب آمادہ ہین کہ تلوار پکڑ کے مجھپر آپڑین شہباز نے بہ تعجیل صاحبقران کو
رہا کیا ایک عمدہ مرکب منگوا کر دیا صاحبقران اُسپر سوار ہوے ہتھیار کمر مین لگائے
شہباز نے کہا آپ بڑے صاحب اقبال ہین صاحبقران نے فرمایا یہ کوئی باعث
ہوا یہ کہکے گھوڑا اُڑایا طرف سے درہ کوہ کے نکلے دیکھا خواجہ عمرو وسیمتن بیٹھے
ہوے باتین کر رہے ہین سیمتن نے جھک کر سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اے
ملکہ ایسا سحر اب کبھی نہ کرنا مجھکو ناگوار گذرا اگر سامنے بقراط کے لیجاتا تو وہان
جاکر قید توڑتا بارگاہ مین اُسکی ہنگامہ ڈالدیتا شہباز مسلمان ہونے سے رہگیا
یقین تھا کہ یہ مسلمان ہوتا سیمتن نے ہاتھ باندھکر کہا کہ میری خطا معاف فرمائیے
حضور منزل در منزل چلینگے مین تخت سحر بناکر لیچلون امیر نے فرمایا مجھے کیا جلدی ہی
اسی طرح لشکر مین پہونچ جاؤنگا یہان اہل لشکر سب بیقرار تھے سب سے زیادہ
لندھور ہر وقت روتے ہین اور صاحبقران کو یاد کرتے ہین باہر نکلکر بیٹھے ہین
لشکر کے گرد حصار اسم اعظم سامنے قصر سے جب ابر اُٹھتا ہی کنارے لشکر کے
آکر پھٹ جاتا ہی معمار قصر ساز شرمندہ ہوتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ابر جاکر برف
نہین برساتا آخر ایک نامہ لکھا بارہ کوس پر ایک پہلوان رہتا ہی کہ اُسکا نام
سلطان ابلق سوار ہی اُسکو یہ رقعہ لکھا کہ اے سلطان ابلق سوار لشکر کشی کرو
کہ لشکر مسلمانان حصار سے نکلے ابر سحر نہین جاتا سلطان ابلق سوار کے پاس
جو نامہ پہونچا اُسنے جواب مین لکھا کہ غلام ایک شرط سے آتا ہی مین جرأت سے
سبکو قتل کرونگا سحر نہ کیجیے گا ورنہ مین بدنام ہو جاؤنگا معمار قصر ساز نے فوراً

سوار تھے ہمارے آقا تیس مار خان اُنھین نے ایسی کمند ماری کہ صاحبقران گھوڑے سے گرے سب نے گرفتار کیا یہ مرکب ہمارے آقا کو ملا ہی عمرو نے کہا صاحبقران کہان گئے سائیس نے کہا وہ سامنے خیمہ اِستادہ ہی اُسمین قید ہین عمرو یہ حال سُنکر پاس سیمتن کے آیا سب حال بیان کیا سیمتن نے کہا کہ ای خواجہ تم ٹھہرو مین ابھی اِس لشکر کو مٹاے دیتی ہون یہ سب کے سب اپنے اپنے سر ٹکرائین مارے مارے پھرین عمرو نے کہا ای ملکہ مین جاتا ہون دو چار کوڑی کا روزگار بھی کرون سیمتن نے کہا خواجہ تکلیف ہوگی بین ایک سحر مین اُنکو دیوانہ بناے دیتی ہون کہو سب کو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا صاحبقران کے خلاف ہوگا سیمتن نے کہا اُنھون نے کیسا مکر کیا کہ صاحبقران پر کمندین مارین اور گرفتار کر لیا یہ کہکے سیمتن بڑھین موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اسماے سحر پڑھکر موتیون کا مالا کھینچ مارا جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا اہل لشکر غل مچانے لگے بعض نے گریبان پھاڑ ڈالے غل مچاتے تھے نظم

برنگ آئینہ انسا کی قسمت ہی اگر سیدھی	موافق ہی زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی
زمین پر پانٔون رکھکر آسمان پر ناز کرتا ہی	مگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی
سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہی	نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ بارور سیدھی
نہ پستی و بلندی ہی نہ ایسے بھیڑ کے رستے	عدم کی راہ سب راہون سے ہی ای بیخبر سیدھی
نہین زور آوری مین بازو قاتل کی شک ہرگز	کریگی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار گر سیدھی
پس از مردن بھی باقی رہتی ہی حسرت جوانی کی	لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی
اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو	اِدھر ٹیڑھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف اُدھر سیدھی
محبت ہی ہمیشہ کاملو نکو راست بازون سے	کمر رکھتے ہین تلوار اونکو آخر بتیتر سیدھی
غریب آزار کا انجام کچھ اچھا نہین ہوتا	بس اب ای چرخ پیر اچھی نہین ترچھی نظر سیدھی
جو منھ مین یار کے آتا ہی بکجاتا ہی ای آتش	نہ اُلٹی ہی سمجھتا ہی نہ وہ رشک قمر سیدھی

جوانان تلوار کھنچتے ہین کمر پشت سیدھی

یہ اشعار پڑھتے ہوے سب اہل لشکر دروازے پر شہبانہ کے جمع ہوے اور

چہار طرف سے کمندون مین گرفتار کرلو یہ بھی ہم تمکو آگاہ کرتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑنے والا ہی کوئی اسکو گرفتار نہ کرسکیگا زنجیرین اور کمندین چلین اسطرح گرفتار کرو صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہین کہ یکایک لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران زمان نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے نعرۂ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تلوار چلنے لگی مگر جیسے ہی صاحبقران بلوے مین آئے چہار طرف سے برابر کمندین پڑنے لگین صاحبقران نے کئی مرتبہ اپنے کو بچایا صدہا کو قتل کر ڈالا لیکن جسطرف جاتے ہین اسطرف کمندین پڑتی ہین کئی سو کمندین کاٹین آخر کو گرفتار ہوے شہباز نے آکر امیر کو مسلسل کیا اور کہا کہ یارو اسیوقت پلٹ چلو خدمت مین قدرت کی اس قیدی کو پیش کرین یقین ہی قدرت بہت خوش ہونگے ساتھ والون نے کہا حضور دوپہر آچکی ہی اب اُتر پڑیے کل کوچ کیجیے گا یہ سنکر شہباز اُسی مقام پہ اُتر پڑا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو کیا نیک وقت تھا کہ جسوقت مین نے کوچ کیا اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی نہیب شمشیر سے اہالی ہفت اقلیم کانپتے ہین ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور آپ کا اقبال کیمیا یاور ہی آپ کی جرأت کے کیسے شہرے ہین جسوقت اِنکو لیکر قدرت کے پاس چلیے گا یقین ہی کہ آپ کو طرۂ پیغمبری ملے غنچۂ آرزو کھلے شہباز تو خوشی مین بیٹھا ہوا ہی مگر خواجہ وسیمتن جو دربار لوٹ کر چلے تھے اِس مقام پر پہونچے دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی سیمتن درۂ کوہ مین مخفی ہوئین خواجہ سے کہا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہی خواجہ فقیر بنکر لشکر مین آئے دیکھا جس مرکب پر صاحبقران زمان سوار تھے اُس مرکب کو ایک سائیس لیے جاتا ہی عمرو دیکھکر گھبرا گیا اُس سے بڑھکر پوچھا بابا یہ مرکب کسکا ہی سائیس نے کہا اِس مرکب پر صاحبقران زمان

کس لطف سے پہونچے ہو تمھین ہماری گرفتاری کا حال کیونکر معلوم ہوا عمرو نے کہا ایک مسافر سے معاملہ درپیش تھا کہ مین نے آقاے نامدار کو دیکھا دریاے خون مین نہاے ہوے جاتے ہین یہ تو مین سمجھا کہ کسی مقام پہ مقابلہ پڑا اگر دریافت نکر سکا کہ کس مقام پہ لڑائی پڑی یہان جو آیا تو آکر یہ سُنا کہ تم گرفتار ہوگئین اندر بارگاہ کے آیا تو تمکو قفس مین بند پایا سب حال دریافت ہوا غرض بہ عنایت خدا عیاری بن پڑی اور تم رہا ہوئین یہ باتین کرتے ہوے خواجہ وسیمتن جاتے ہین مگر صاحبقران زمان گھوڑا اُڑاے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کیا اور ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان تلوارین کمر مین نیزے چمکاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے آتے ہین صاحبقران نے جو اُس پہلوان کو آتے ہوے دیکھا راہ کو چھوڑ کر کنارے کھڑے ہوے کہ اُس جوان کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری زیر نخل کھڑا ہی عیار سے اِشارہ کیا کہ نام تو دریافت کر کہ یہ کون شخص ہی کہان سے لڑ بھڑ کر آیا ہی عیار جست وخیز کرتا ہوا چلا جب قریب صاحبقران آیا رعب وداب صاحبقرانی دیکھکر حیران ہوگیا سلام کر کے چپکا کھڑا ہوا آخر صاحبقران نے خود فرمایا کہ ای عیار کیا چاہتا ہی کسیکا پیغام لایا ہی عیار نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ہمارا افسر شہباز فیلسوار دریافت کرتا ہی کہ حضور کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا کہ جا کر کہدے صاحبقران زمان داماد نوشیروان یہ سنکر عیار پلٹا آکر شہباز سے کہا کہ حضور صاحبقران زمان یہی ہین اسفین کا پوتا نورالدہر طلسم کشا قرار پایا ہی یہ سُنکر شہباز نے کہا یارو یہ قدرت لقمر اطثانی ہی کہ یکہ وتنہا اُس شخص کو پاگیا کہ جسکے پانچہزار پانچسو پچپن سردار ہین ایک ایک سردار حاکم اقلیم وملک کا ہی لہذا چہار جانب سے گھیر لو قدرت کا نامہ بھی آیا تھا کہ مسلمانونکو گرفتار کر کے لاؤ اُن سب کے سرگروہ مل گئے

کرلون تب چلونگی میرے خانصاحب کا یہ سونے کا وقت ہی نوچی نے کہا خیلا دیوانی
ہوئی ہی مین سر برہنہ کھڑی ہون محفل مین سب مرد بیٹھے ہین جلدی گٹھری سے مجھکو
کپڑے نکالکر دے نائکا نے جوتی اُٹھائی نائکا و نوچی سے جوتی پیزار چلنے لگی
بعض سپاہی بھی بگڑے آپس مین لڑنے لگے ایک بگڑے دل نے جنگی تلوار چار اُنگل
نیام سے باہر رہتی ہی پکارکر کہا رسالدار صاحب کیا ہنسے کوئی لونڈا رنڈی مقرر
کیا ہی مین منھ کاٹ ڈالونگا رسالدار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی تجھ ایسے لونڈے
مین نے بہت سے تعلیم کیے ہین دونون نے تلوار کھینچی آپس مین تلوار چلنے
لگی گلنوش نے دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رنڈیان ایک جانب لڑ رہی ہین
دوسری جانب سپاہیون مین تلوار چل رہی ہی پکار کر کہا یارو تمنے بارگاہ کو میری
بازار بنایا ہی یہ کہکے تلوار کھینچی کمیدان نے پکار کر کہا ابے بادشاہ بنکر بیٹھا ہی ذرا
اُٹھ تو سہی وہ تلوار مارون کہ بھنڈار اکھلجاے گلنوش نے کہا ابے زبان لڑاتا
ہی یہ کہکے اُٹھا مگر گالیان دیتا ہوا کہ ابے کمیدان تو بڑا پاجی ہی کمیدان نے کہا
تو پاجی تیرا باپ پاجی اُٹھتے اُٹھتے دونون گرے تھوڑے عرصے مین سب برابر
فرش فرش ہوے خواجہ نے لوٹنا شروع کیا کسیکا پائجامہ اُتار لیا سیمتن کے
قریب آکر کہا کہ ای سیمتن منم مہر سپہر عیاری قفس کھولا سیمتن کی زبان سے سوزن
نکالی سوزن نکلتے ہی سیمتن تڑپ کر بلند ہوئی ہاتھ ہلایا برقین گرنے لگین کئی سو
ساحرون کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپ رہے ہین خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم میرا
نقصان نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤگی مین کپڑے سب کے اُتار لون پھر تمھین اختیار
ہی قتل مین جلدی نہ کرو سیمتن رُک گئی خواجہ نے سبکے پہلے گلنوش کو قتل کیا
تاج اسکا لیکر زنبیل مین رکھا کسبیون کی گٹھریان اُٹھا لین زیور سب کے اُتارے
سب کے منھ کالے کیے گلے مین جوتیون کے ہار ڈالدیے محفل کو خوب آراستہ
کیا سیمتن سے کہا اب نکل چلو سیمتن حال محفل دیکھکر بہت ہنسی کہا خواجہ مین تمکو
پنجے مین دبا کر کھیلون مگر حقیقت مین تم ایسا عیار ہماری نگاہ سے نہین گذرا

دعائین کرتی ہی کہ اگر خواجہ ہون تو ای مالک کارساز و ای رب بے نیاز انکو مظفر
و منصور کرنا ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو جائے عمرو نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے لیکن
میخانے سے صبر کیجیے جب مین ساقی ہوتا ہون تو کوئی باقی نہین رہتا گلنوش
نے کلید میخانہ نیرنگ نقلی کو دی عمرو نے میخانے مین آکر آدازدی یار و شراب
لیجاؤ جب ہم ساقی ہوتے ہین تو کوئی باقی نہین رہتا کنیزین دوڑین ملازمون
نے آکر ہلڑ کیا عمرو سب شراب کو خراب کر چکا ہی کوئی گلابی اُٹھا کر لیگیا کوئی تپلا
کھینچ رہا ہی کوئی قرابہ اُٹھاتا ہی میخانے مین ہلڑ ہی عمرو نے سب شراب تقسیم کر دی
چالیس گلابیان مے ارغوانی سے لبریز کر کے ایک کشتی مین لگائین محفل مین لیکے
آیا گلنوش نے کہا کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ اسکو
پیجیے اگر زاہد صد سالہ ہو تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے عمرو نے گھنگرو پانون
مین باندھے گت ناچنے لگا جام بلورین بھر کر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے
آیا سر جھکا کر کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے گلنوش نے
بہت سا انعام دیا کہا اُستاد حقیقت مین بے مثل و بے نظیر ہو تمکو مین خدمت
خداوندمین لیچلونگا یہ کہکے جام سر سے لیا بے اندیشہ انجام پی گیا ابتو عمرو نے
دَورا باندھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل کو شراب پلائی بعد دم بھر کے
دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُتار لی ایک نے دوسرے
سے کہا تمھاری موچھ پر کوا بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ بھائی اِس حرامزادے نے
کیا اڈا مقرر کیا ہی اُنھون نے موچھین پکڑ کے جھٹکا مارا موچھین ہاتھ مین آگئین
ایک نے کہا بھائی یہ کیا کہا تم دیکھو کوا اُڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی ہی
اور رنڈیان جو محفل مین ناچ کر بیٹھی تھین اُنھون نے دوپٹے اُتار کر پھینکدیے
سر برہنہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین کوئی نائکا سے کہتی ہی اَمّی جان خانصاحب سے
مجرے کا وعدہ ہی وہان تو لیچلو کچھ روپیہ تو وہ بھیج چکے ہین نائکا نے جھنجھلا کے
کہا ہٹ نگوڑی میرے خانصاحب خود آے ہوے ہین مین اُنسے دو دو باتین

زبان مین دی اتنو تڑپنا پھڑکنا موقوف ہوا اگر صاحبقران گھوڑا اڑاے ہوے جاتے تھے خواجہ عمرو صحرا مین ایک مسافر کو لوٹ رہے تھے کپڑے اُسکے اُتار رہے تھے بیہوشی پلاکر مسافر کو بیہوش کیا تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی صاحبقران کو جو عمرو نے دیکھا کہ دریا سے خون مین نہاے ہوے جاتے ہین درہ کوہ مین چھپ گیا لیکن یہ سمجھا کہ کہین سے لڑ بھڑ کر آئے ہین اُس مسافر کے کپڑے لیکر ایک فقیر کی صورت بنائی ہو حق کرتا ہوا چلا سامنے قلعے کے آکر پہونچا اُس مجمع کو دیکھا کہ سب ساحرون کا سحر گلنوش اُتار رہا ہی اور قفس آہنی منگوا کر اُسمین سیمتن کو بند کیا عمرو نے کسی سے پوچھا بابا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے بیان کیا کہ صاحبقران لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر سیمتن کو گرفتار کر لیا ہی اب ہمارے شاہ اِسکو قتل کرین گے خواجہ عمرو یہ حال دریافت کر کے ایک گوشے مین آئے ایک پیر کرامت کی قطع بنکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گاتے ہوے سامنے گلنوش کے آئے نظم

مشت پر بلبل ہی فولادی قفس کی تیلیان — کسطرح توڑے نہین ہین اُسکے بس کی تیلیان
فصل گل مین یہ دعا ہی عندلیب زار کی — یا الٰہی توڑ دے میرے قفس کی تیلیان
توڑ ڈالے مین نے ہین صیاد کے کتنے قفس — پانچ کی بندش جو توڑی ہی تو دس کی تیلیان
قید اُس دم تک ہی مرغ روح دام جسم مین — اِس قفس مین جسگھڑی تک ہین نفسکی تیلیان
امی شفا فصل بہاری مین جو بیٹھ کے عندلیب — توڑ ڈالے سو قفس کی پیش و لپس کی تیلیان

گلنوش نے جو یہ اشعار سنے کہا اِن بڑے میان کو لیتے آؤ بارگاہ مین آکر قفس لٹکا دیا اور کہا بڑے میان صاحب تمھارا نام کیا ہی عمرو نے کہا مجھکو اُستاد نیرنگ کہتے ہین گلنوش نے کہا ہمین بھی گانا سناؤ عمرو نے کہا گانا تو آپ نے اکثر سنا ہوگا لیکن ایک کمال رکھتا ہون کہ کبھی حضور نے سنا بھی نہ ہوگا پانؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن منھ سے گاؤن گلنوش نے کہا اُستاد یہ تو مشکل ہی سیمتن قفس سے سُن رہی ہی جی مین کہتی ہی کیا تعجب ہی کہ جو خواجہ عمرو ہون باتین تو ویسی ہی معلوم ہوتی ہین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی اور پروردگار سے

صاحبقران دعائین مانگ رہے ہین سیمتن نے جو یہ حال صاحبقران دیکھا کہ گرفتار دام رنج و محن صفدر وصف شکن اسم پڑھتے جاتے ہین اور لڑائی مین مصروف ہین پس سیمتن نے زمین پر اُتر کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور اسم سحر پڑھکر کھینچ مارا گلنوش نے تو اپنے کو بچایا مگر اور کئی سو ساحر بلبلا کر پکار اُٹھے نظم

سُن رکھے شام ہوتی ہی میرا سخن چراغ
اُس شمع رو کے آگے نہ ہو خندہ زن چراغ

یاد آگئی جو رات کو زلف رسائے یار
آنکھون مین اپنی ہوگیا کالیکا من چراغ

چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان
پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ

ممکن نہ ہووے کچھ بھی بہار شباب کو
گل ہو نہ تیرے حسن کا ای گلبدن چراغ

ہوگا نہ روشنی مین رُخ یار سے فروغ
رکھتا ہی ناخن آرزو خارزن چراغ

عالم مین جلوہ گر ہی مرا یار اسطرح
ہوتا ہی جیسے روشنی انجمن چراغ

دیکھا جو بت کے حُسن خداداد کیطرف
مسجد مین تو جلا ئیگا ای برہمن چراغ

ای خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمہار کے تو اور بن چراغ

اور آخر پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے مگر گلنوش ہر سحر سے اپنے کو بچاتا ہی چاہتا ہی کہ سیمتن کو گرفتار کر لون مگر صاحبقران نے جو دیکھا کہ بلوہ کم ہوا اور ساحر حیران حیران پھر رہے ہین بعض آپس مین لڑ رہے ہین مرکب پر پٹری جمائی مرکب اصیل تھا طرارہ بھر کے نکلگیا مگر سیمتن لڑائی مین مصروف سحر کر رہی ہی کہ گلنوش تخت سے اُترا ساحرون سے اِشارہ کیا ہان سیمتن پر قبضہ کرو اور فوراً گرفتار کرلو ساحر بڑھے کہ سیمتن کو گرفتار کرین لیکن سیمتن مثل برق چمک رہی ہی کبھی داہنے پر کبھی بائین پر گرتی ہی کہ پشت پر گلنوش پہونچا جیسے ہی زمین مین پانون سیمتن نے قائم کیے اسکے پاس کمند ساحری تھی وہ اُسنے جھولی سے نکالی قریب آ کر گلے مین سیمتن کے ڈالدی سیمتن جون جون تڑپکر چاہتی ہی کہ حلقے توڑ کر نکلون کمند اور زیادہ کستی جاتی ہی آخر یہانتک کہ ہاتھ و گردن سیمتن کا پھنسا گلے مین جو حلقہ پڑا گلنوش نے کھینچا زبان منھ سے نکل آئی گلنوش نے بڑھکر سوزن

کہ دربارگاہ پر بلند ہوا عقرب کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور پکارتا ہی کہ او گلنوش باہر نکل ملکۂ عالم نے تیرا سر مانگا ہی گلنوش نکلا بلوہ دیکھکر پیچھے ہٹا عقرب تلوار کھینچے ہوے بڑھا آواز دی کہ او بیحیا باہر نہین آتا اُسنے جو خیال کرکے دیکھا کہ سب سحر مین مبتلا ہین پیچھے ہٹکر ایک گولہ مارا کہ عقرب کے سینے پر پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا اور ساحر بڑھے کہ ہم گلنوش کو پکڑلین گلنوش نے برقین گرانا شروع کین سب کو مارکر سوار ہوا بارہ چودہ ہزار آدمی ہمراہ پہلے قصر قید خانہ پر آیا دیکھا قصر مشبک ٹوٹا پڑا ہی اور قید خانہ خالی ماران سیاہ رو کا لاشہ دیکھا نوبت نقارے بجاتا ہوا چلا سوچا کہ در قلعہ پر روکے گئے ہونگے اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران باہر نکل چکے ہین نگہبان کچھ قتل کیے کچھ گھیرے ہوے لڑرہے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی اور آواز آئی کہ منم گلنوش جادو ہان یارو چہار جانب سے گھیر کر مارلو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کرکے گرسے مغلوبہ کے طور پر لڑنے لگے مگر سیمتن بہت آگے بڑھ آئی تھی صاحبقران جو نہ آسے تو دلکو ملکہ کے تردد ہوا سوچی کہ شاید کسی مقام پر روکے گئے فورا پلٹ پڑی اُسوقت پہونچی کہ صاحبقران مجمع مین گھرے ہوے ہین مگر جسپر جا پڑے اُسکے دو ٹکڑے سیکے کئی سو جادوگر مارکر ڈالدیے ہین مگر بلوہ دیکھکر پروردگار سے دعائین کررہے ہین پکاررہے ہین کہ ای پروردگار ای معین و مددگار رحم اپنا شریک کر تیری ہی ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی بقول ہندی نظم

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست — چو خور بہ مطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار — کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدائے قمری و غوغائے بلبلان چمن — درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر — چہ اہل جہل چہ نادان چہ بیخبر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر و چہ غلمان و حور و جن و پری — چہ مور و مار و چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار — بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

بھاگو تمھارا وقت موت قریب آگیا نگہبان دوڑ پڑے دروازہ کھولا سیمتن نے دیکھا کئی سو جوان ہین بعض ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست سحر کرنے لگے سیمتن نے پیچھے ہٹ کر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر پھینک مارا عقرب جادو کہ سب کا افسر تھا اُسی نے سحر کیا تھا ملکہ نے جو موتیون کا مالا مارا وہ جا کر پھٹا سر پر عقرب کے چند موتی گرے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ رو رو کے پڑھنے لگا نظم

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہی ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مردہ مرا جلائین تو اُسمین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب ای صنم نہین
جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہو

بلبل ہزار فیج ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار آئی خزان نہو

دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب
ملتا ہی وہ کہان کہین جسکا مکان نہو

نالونکی بحث کا کسے آتش دماغ ہی
یا ہم نہ ہووین یا جرس کاروان نہو

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا سیمتن نے کہا ای عقرب جادو جا کے گلنوش کا سر لاؤ سب کو اپنے ساتھ لے جاؤ عقرب جادو بلبلاتا ہوا سب کو ساتھ لیکر طرف قصر گلنوش کے چلا صاحبقران سے ملکہ سیمتن نے کہا ای شہریار مین تخت سحر تیار کرون اُسپر سوار ہو کر چلیے صاحبقران نے فرمایا میرا یہ طریقہ نہین ہی تم اُڑتی ہوئی چلو مین آتا ہون سیمتن بلند ہوئی صاحبقران باہر نکلے اور ایک مرکب پھر رہا تھا اُسپر سوار ہوے گھوڑا اُڑا کر چلے جب در قلعہ پر پہونچے تو نگہبانون نے کہا ہم دروازہ نہ کھولین گے افسر نے کہا یہ تو وہی قیدی ہی بادشاہ بازپرس کرینگے گرفتار کرلو چہار طرف سے نگہبانون نے گھیرا امیر کو غصہ آیا لڑنے لگے بمشکل دروازہ کھولا وہان گلنوش پڑا قصر مین سو رہا تھا

چُنا ہی ایک دالان مین شیشہ رکھا ہی اور اُسکے گلے مین حرز ہیکل لپٹی ہوئی ہی اور شیشہ
کے گرد ہزارہا ماران سیاہ پھر رہے ہین کینچے کھولکر پُھنکارے مارتے ہین مُنھ سے
شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین ماران سیاہ رو سیمتن کو لیے ہوے جس دالان مین کہ
اسباب عیش و نشاط رکھا تھا وہان لایا مقام صدر پہ جگہ دی کہا اے ملکۂ عالم آپنے
غلام کو کہان دیکھا ہی سیمتن نے کہا مین نے تمکو عالم خواب مین دیکھا آخر دریافت
کیا زبانی بقراط کی خبر پائی کہ قصر مشبک مین رہتا ہی مین جب یہان آئی اور مین نے
دروازہ نہ پایا تب دیوار مین ٹکر ماری اُسوقت تمکو خبر ہوئی تو تم بیرون قصر نکلے
مین بڑا شکر کرتی ہون کہ تم تک پہونچی جسدن سے خواب دیکھا تھا اُسدن سے
بہت بیقرار تھی کہ تمھاری صورت زیبا دیکھون رات کی نیند اُڑ گئی تھی یہ کہکے
ملکہ سیمتن نے جام ارغوانی لبریز کیا اور ماران کو دیا مگر سحر کرتی جاتی ہی مراد اُس
سحر سے یہ ہی کہ بیہوش ہو جاے ماران خوش ہی کہ ایسی معشوقہ پری چہرہ مُجھ پر
عاشق ہوئی جتنے جام سیمتن نے دیے خوشی خوشی پی گیا جب دو چار جام پیے
تو بلبلا کر کہا کہ ملکۂ عالم پلنگ پر چلیے آرام فرمائیے ماران لڑکھڑاتا ہوا چلا تھا
کہ ملکہ سیمتن نے پیچھے ہٹکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر پشت پہ ماران کے
کھینچ ماری ماران لڑکھڑا کر گرا سیمتن نے بڑھکر سر کاٹ لیا وہ سب ماران سیاہ کہ
شعلہ ہاے آتش چھوڑ رہے تھے وہ سب پانی ہوکر بہ گئے ماران سیاہ رو کو
مار کر اُس دالان مین سیمتن آئی شیشۂ اسم اعظم اُٹھایا منظور ہوا شیشہ توڑون
مگر خیال مین گذرا کہ سامنے صاحبقران کے چلکر توڑنا چاہیے کہ اُنکو بھی معلوم
ہو کہ اِسکی ذات سے اِسم اعظم چھوٹا یہ سوچکر زمین مین پانوٗن مارے غرق
زمین ہوکر طرف قید خانے کے چلی گوشۂ قید خانے مین آکر سر نکالا دیکھا امیر
با توقیر بیٹھے ہین سامنے آکر سیمتن نے شیشہ توڑا حرز ہیکل گلے مین صاحبقران
کے ڈالی دروازے پر جو نگہبان تھے اُنھون نے جو آہٹ پانوٗن کی سُنی
پُکار کر کہا کون ہی صاحبقران نے فرمایا تمھارے سرکوب نے رہائی پائی اب

پوچھون غنچہ دہن پلٹ کر صحبت بقراط مین آئی عرض کی یا خداوندمین نے تمام
ڈھونڈھا مگر سیمتن سے ملاقات نہ ہوئی لہذا مین آپ سے پوچھتی ہون کہ اسم اعظم
گلنوش نے کہان رکھا ہی بقراط نے کہا پہلوے قیدخانہ مین ایک قصر ہی کہ
اُسکو قصر مشبک کہتے ہین اُسمین شیشہ رکھا ہی اگر اُس قصر مین کوئی جائے تو
شیشہ و حرز ہیکل اُٹھا لائے حمزہ کے سامنے لاکر توڑے تو حمزہ رہا ہوگا لیکن
ای غنچہ دہن خبردار کسیکے سامنے بیان نہ کرنا غنچہ دہن نے کہا یا خداوندمین تو
خیرخواہ دولت ہون میرے منھ سے یہ کلمہ نکلے گا یہ کہکر خاموش ہو رہی جب
بقراط کھانا کھانے کو اُٹھا تو غنچہ دہن اُٹھی اُسی پہاڑ پہ آئی اور سیمتن سے
ملاقات کی اور کہا ای بہن سیمتن تم قصر مشبک مین جاؤ وہان شیشۂ اسم اعظم
رکھا ہی اور حرز ہیکل بھی اُسیکے قریب رکھی ہی سیمتن یہ حال سُنکر غنچہ دہن سے
رخصت ہوئی کہا بوا تم جاؤ مین آؤنگی غنچہ دہن تو روانہ ہوئی سیمتن پہاڑ سے
اُترکر فرق زمین ہوئی قریب قصر مشبک پہونچی اب جو دیکھا قصر کا دروازہ
نہین چہار طرف قصر کے پھری دروازہ نہ پایا تب پیچھے ہٹکر دیوار مین ایک
لگد ماری در تو پیدا ہوا مگر اندر سے آواز آئی کہ کون ہی کسنے یہ گستاخی یہان
کی سیمتن نے یہ سُنکر کچھ جواب نہ دیا چاہا قصر مین داخل ہون کہ گنبد سے ایک
ساحر نکلا اُسنے جو سیمتن کو دیکھا عاشق ہوگیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان تمھارے آنیکا کیونکر اتفاق ہوا سیمتن نے کہا منظور تھا کہ تمسے
ملاقات ہو یہ سُنکر وہ ساحر خوش ہوگیا کہا تشریف لائیے مکان خالی ہی آپ کو
جگہ دینگے خانۂ بے تکلف ہی سیمتن نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اور اِس مکان
خالی مین کیون رہتے ہو ساحر نے کہا ماران سیاہ رو میرا نام ہی اِس مکان مین
میری نوکری ہی اسم اعظم صاحبقران رکھا ہی ماران نے ہاتھ تھام لیا سیمتن کو
صاحبقران کے رہا ہونے کی ایسی خوشی تھی کہ خاموش ہو رہی ماران سیمتن
کو لیکر قصر مین آیا سیمتن نے دیکھا دو دالان ہین ایک مین اسباب عیش و نشاط

خواجہ گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر سیمتن حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون قضا سے کار بہن
اسکی غنچہ دہن کہ محفل بقراط مین تھی بقراط نے غنچہ دہن سے بیان کیا کہ سیمتن
ہمسے باغی ہوئی ای غنچہ دہن تم جاؤ بہلا کر لاؤ غنچہ دہن نے پوچھا یا خداوند سیمتن
کہان ہو بقراط نے سوچکر اپنے علم مین دیکھا غنچہ دہن سے کہا فلان پہاڑ پہ بیٹھی
ہو مگر حیران ہو ای غنچہ دہن تم اپنے تئین اُسی مقام پر پہونچاؤ وہین ملاقات ہوگی
غنچہ دہن چلی اُسوقت پہونچی کہ سیمتن کی آنکھون سے آنسو جاری پہاڑ پر بیٹھی
تھی کہ غنچہ دہن نے آکر ملاقات کی بقراط کا پیغام دیا سیمتن نے جواب دیا کہ ای
غنچہ دہن مین سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی مجھکو ذلیل کریگا غنچہ دہن نے کہا کیا
مجال تیری ملاقات غنیمت جانینگے اُسکا مطلب یہ ہو کہ مجھسے باغی نہ ہو میرے
ہمراہ رہو مین صفائی کرا دونگی سیمتن نے کہا مین تو سامنے بقراط کے نہ جاؤنگی
مجھکو اُسکی صورت سے ہول آتا ہو وہ دشمن خدا کی صورت ہو کہ دیکھکر دل
کانپتا ہو بڑے بڑے دانت اُسپر میل جما ہوا منھ سے باہر نکلے ہوے ناک
بڑی سی گالون مین گڑھے پڑے ہوے صورت اِسقدر تاریک کہ جس سے
خوف آتا ہو کہ کاٹ نہ کہاے یا جست کرکے حملہ نہ کرے خدا اُسکے سامنے
نہ لیجاے خوف معلوم ہوتا ہو کہ کچھ حکم خلاف نہ دے غنچہ دہن نے کہا ہمشیرہ
کیا مجال جو تمپر غصہ بھی کرے مین تمھاری ذلت چاہونگی اگر تمپر غصہ کرے گا
تو مین تمھاری جانب سے سینہ سپر کرونگی قصر ہشت پہل مین دریاے خون
بہادونگی آخر دونون بہنون مین دیر تک باتین رہین سیمتن نے کہا اگر کسیطور
سے صاحبقران رہا ہو جائین تو میرے دل کو قرار ہو پھر مین قصد کرون کہ
جاکر بقراط سے ملون اور جب تلک صاحبقران رہا نہ ہونگے مین بقراط سے
نہ ملونگی غنچہ دہن نے کہا یہ تو ہو سکتا ہو کہ مین جاکر گلنوش سے ملون جو زہر گل
لے لون اسم اعظم کو پوچھون شاید وہ بتادے مگر تم اُسکو دھوکا دے چکی
ہو ایسا نہو کہ کھٹکے اور صورت رہائی نہ بتاے مگر مین جاکر بقراط ثانی سے

کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہریار والاقدر ذرا اِسطرف متوجہ ہوجیے امیر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ یہ اشعار گاتی ہوتی آتی ہے نظم

اے جنون ہوتے ہین صحرا پہ اُتارے شہر سے ۔ فصل گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے
خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سُنکے حال ۔ کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے
جان دو زندان مین اسیر اے دوستو چپکے رہو ۔ ذکر کیا اِسکا کہ دیوانے سدھارے شہر سے
موسم گل مین رہا زندان مین آئی نہ موت ۔ سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے
پانوٴ ہین مجنون کے تو طاقت نہین اے کو بکو ۔ موسم گل کی ہوا تمکو اُبھارے شہر سے
دشت گردی کی نہین دیوانے کو کچھ احتیاج ۔ جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے
جوش وحشت سے نہین پہونچا ہین صحرا تک ہنوز ۔ جانے والے گور کے پہونچے کنارے شہر سے
موسم گل آیا نیت سیر دیوانون کی ہے ۔ میوۂ صحرائی پر ہین منہ پسارے شہر سے
ابتو آزردہ ہے تو آخر کٹے گا ہاتھ پھر ۔ جسگھڑی آتش نکلجائیگا پیارے شہر سے

اِس رنگ سے اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ صاحبقران چپ ہوگئے اُس نازنین نے قریب آکر کہا کہ حرزہیکل مجھکو دیدیجیے امیر نے اُتار کر دیدی نازنین حرزہیکل لیکر ہٹی صاحبقران نے جو خیال کیا تو زبان مین لکنت پائی گلنوش نے اِشارہ کیا ایک پہلو سے ایک زنگی پیدا ہوا سیمتن نے ہرچند روکا کہ یہ زنگی قریب امیر نہ جانے مگر وہ نہ رُکا سیمتن نے خواجہ سے کہا خواجہ اب نکلیلو صاحبقران سے حرزہیکل لے لیگئی زبان مین لکنت آگئی مگر افسوس ہے کہ مطلب پورا نہ ہوا ہزار طرح پر مین نے روکا لیکن اُس نازنین نے حرزہیکل کو ہاتھ سے نہ چھوڑا کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک غار مہیب پیدا ہوا نازنین حرزہیکل لیکر اُسی غار مین کود کر غائب ہوئی اور وہ زنگی تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا امیر نے تلوار کا وار کیا زنگی نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی اور امیر کی کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لیگیا قصر مشبک مین لیجاکر قید کیا سیمتن نے جو دیکھا کہ امیر کو زنگی لیگیا اک آہ سرد بھر کر فوراً غرق زمین ہوئی اُسی پہاڑ پر آکے ٹھہری

ملکۂ عالم پلنگ پر چلو سیمتن نے کہا اُٹھو گلنوش جو اُٹھا لیٹنے کا جوش تھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سیمتن اُٹھی طرف قید خانے کے چلی جب قریب قید خانے کے پہونچی نگہبانون سے کہا تم لوگ یہان سے جاؤ ہمکو حکم دیا ہی ہم نگہبانی کرینگے نگہبان فورًا روانہ ہوے سیمتن قید خانے مین گھسی جھولی مین حرز ہیکل اور شیشۂ اسم اعظم ہی آکر شیشے کو توڑا حرز ہیکل امیر کے گلے مین ڈالدی امیر با توقیر ہوشیار ہوے سیمتن نے جُھک کر سلام کیا امیر نے بہت پسند فرمایا پوچھا کہ ای مہ جبین تیرا کیونکر آنا ہوا سیمتن نے حال اپنا بیان کیا کہ زمین سے مہرہ نقب کا ٹوٹا خواجہ نقب دیکر پہونچے امیر نے کہا خواجہ مین نے رہائی پائی اسم اعظم بھی یاد آیا صاحبقران و سیمتن و خواجہ عمرو باہر نکلے مگر گلنوش نشۂ شراب مین بیہوش پڑا ہوا سو رہا ہی کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ او غافل اسیطرح حفاظت کرتے ہین خواب خرگوش مین مبتلا ہی گلنوش کی جو آنکھ گھبرا کر کھلی دیکھا ایک شخص سیاہ رو سرہانے کھڑا ہوا جگا رہا ہی اور کہتا ہی کہ ای گلنوش دشمن کو اپنے گھر مین لایا ایسا اُسکے عشق مین پھولون نہ سمایا اُسنے جاکر صاحبقران کو رہا کیا عمرو بھی راہ نقب سے آپہونچا اب تینون باہر نکلے ہین اپنے کو جلد پہونچا یہ سُنکر گلنوش گھبرا کر اُٹھا بیرون بارگاہ قلعہ آیا اور ایک چیخ ماری ارے یارو جلد حاضر ہو فوج والے حاضر ہوے بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ یہ تینون سر حد قلعہ سے باہر نکل چکے ہین کہ نعرہ ہوا اسنم گلنوش جادو صاحبقران نے تلوار کھینچی سیمتن بھی سحر کرنے لگی جسپر گولہ مارا وہ دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی نعرے مارتا ہی اور کسی طرف سے آواز آتی ہی یارو اپنی جان بچاؤ لڑ بھڑ کر نکلجاؤ لیکن تیغۂ امیر سے ہنگامہ برپا ہی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گلنوش نے پکار کے آواز دی یا خداوند حمزہ میرے رو کے نہین رُکتا ہی جلد مدد کیجیے عمرو نے وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جادوگر جلکر گرے ایک طرف عمرو آگے ٹھہرا سیمتن نے بھی خوب سحر کیے یہ بھی ایک جانب گوشے مین آکر ٹھہری ہی

دی ہی تم میرے ساتھ چلو مین وہان تمھارا علاج کرونگا بعد صحت تمھارے باغ تمکو پہونچا دونگا سیمتن سمجھی کہ رسائی کا سبب نکلتا ہی کہا اچھا صاحب جو خوشی تمھاری یہ کہکے سیمتن گلنوش کے ساتھ ہولی گلنوش سیمتن کو لیے ہوے قلعۂ سرشار مین آیا آکر تخت پر بیٹھا نذر بن گذرنے لگین چند ساحرون کو حکم دیا کہ حفاظت صاحبقران کرنا اگر کوئی اُفتاد پڑے تو فوراً میرے پاس آنا مین چلکر تدبیر کرونگا پھر ملازمونسے اِشارہ کیا شراب وکباب لاؤ ملازمون نے فورا کشتیان شراب وکباب کی لاکر حاضر کین گلنوش نے جام شراب سے بھر کے سیمتن کو دیا سیمتن نے شراب جھوٹی کر کے جام پھیر دیا گلنوش بے اندیشۂ انجام پی گیا سیمتن نے متواتر اِسقدر شراب گلنوش کو پلائی کہ گلنوش آپ سے باہر ہوا نشۂ شراب سے بلبلا نے لگا ملازمون کو حکم دیا کہ ایک طائفہ رنڈی کا جلد بُلا لاؤ ملازم دوڑے بیرون قلعہ آے اتفاقاً ایک ڈیرہ رنڈی کا ملا رنڈی کو لیکر حاضر ہوے سازندون نے ساز درست کیے رنڈی نے یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر بہ ناز و انداز گانا شروع کیے

نظم

خاک ہونیسے درو لدار نے جادی مجھے — ہوگئی اقبال آخر میری بربادی مجھے
ایکدن مین منزل ہستی سے جا پہونچا عدم — راہزن سُنتا تھا جسکو ہوگیا ہادی مجھے
کم نصیب ایسا ہون گرہو خوشی کو اذن عام — ہو یہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے
یا دو لو اکر لڑکین یار کا بسمل کیا — تیغ چوبی ہوگئی شمشیر فولادی مجھے
روز و شب رہتی ہو مرغان مضامین کی تلاش — فکر سے کرنا پڑا ہی کار صیادی مجھے
بے عروس فاحشہ آتی نہین مجھکو پسند — زال دنیا کی نہین منظور دامادی مجھے
حسن فانی سے ازل سے دلکو عشق پاک ہی — خوبصورت کی پسند آتی ہی جلادی مجھے
دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی — یاد اُس ویرانے کی آتی ہی آبادی مجھے
مین نے فن شعرا ے آتش پڑھایا ہی تجھے — تجھکو شاگردی ہی زیبا اور اُستادی مجھے

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی گلنوش نشے مین جھوم رہا ہی لیکن ضبط کر کے کہا کہ اے

قلعۂ سرشار تمنے دیکھ لیا بہ اسے رہائی صاحبقران جاؤ یقین ہو کہ بقراط ثانی کو خبر پہونچے کہ سرشار مارا گیا شاید کوئی تدبیر کرے اور مین بھی تدبیرین جانتی ہون اب بقراط میری فکر کریگا صاحبقران کو رہا کر کے آؤنگی یہ کہکے مہتر قران و عمرو ایک جانب چلے مگر ملکہ سیمتن پر پرواز پیدا کر کے چلی گرفتاری صاحبقران کا دلپر صدمہ ہو کہتی ہو کہ ای سیمتن افسوس تیلون نے تو بڑا کار نمایان کیا تھا کہ جا کے صاحبقران کو رہا کر لائے تھے مگر بقراط کو خبر ہو گئی وہ خود وقت پر پہونچا مگر خواجہ نے بھی بڑا کام کیا قضائے کار یہ باتین دل سے کرتی ہوئی سیمتن ایک پہاڑ پہ آکر ٹھہری اب سوچ رہی ہو کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر تابہ صاحبقران جاؤن کسطرح انکو چھڑاؤن اور یہان بقراط ثانی جو پلٹ کر آیا آکر تخت پر بیٹھا شاہزادیون نے پوچھا کہ قدرت کہان تشریف لیگئے تھے بقراط نے کچھ بیان نہ کیا خاموش بیٹھا رہا پھر پکار کر آواز دی ایک ملک بے چراغ پڑا ہو کون حکومت کریگا سرشار مارا گیا وہان صاحبقران قید ہین جسکو منظور ہو وہ جا کر انکی حفاظت کرے اور اپنی حکومت کا سکہ بٹھادے جب کوئی وقت پڑیگا تو مین آؤنگا یہ سنکر گلنوش جادو پھول کر اٹھا یہ بھی بہت بڑا تاجدار ہو بقراط سے کہا ای خداوند یہ کام غلام کا ہی اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کر انتظام کرے بقراط نے فوراً اجازت دی اور کہا کہ ای گلنوش بہت ہوشیاری سے انتظام قلعۂ سرشار کا کرنا ملکہ سیمتن کے عشق مین سرشار نہ ہونا کیونکہ وہ رہائی صاحبقران کی فکر کر رہی ہو یہ سب حالات سنکر گلنوش تاجدار طرف قلعۂ سرشار کے چلا قریب اُس پہاڑ کے پہونچا کہ جسپر سیمتن سرنگون بیٹھی ہو گلنوش کی جو نگاہ پڑی یا تو اُڑا ہوا جاتا تھا یا اُتر آیا آکر کہا کہ ای نازنین کیون چپ بیٹھی ہو سیمتن نے آہ کھینچکر کہا مین ایک کام کو گئی تھی اِس مقام تک جو پہونچی کلیجے مین درد ہوا ٹھہر گئی اب اِسوقت قوت نہین کہ تا بہ باغ جاؤن یہ سنکر گلنوش نے کہا ای ملکۂ عالم یہان سے قریب قلعۂ سرشار ہو وہ کسی وجہ سے مارا گیا قدرت نے مجھسے حال مفصل نہین کہا لیکن مجھکو حکومت

ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹا سب کا ساتھ چھوٹا تین دن سے اِسی صحرا مین پڑی ہون تڑپ رہی ہون سرشار نے کہا مین تمکو اپنی خاتون محل بناؤنگا جن خداوند کو پکار رہی ہو مین اُنکا شیر بانذیر ہون اُس نازنین نے کہا خداوند بقراط تمکو خوش رکھین مجھے تو اپنی امید زندگی کی نہین سرشار نے کہا قدرت نے تمکو تین دن برابر اِس صحرا مین بچایا کوئی جانور درندہ نہ آیا تمھارے بڑے مرتبے ہونگے یہ کہکے پنجہ کمر مین دینے لگا اُس نازنین نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے شخص تو کون ہی دیکھ کمر پر تلوار پڑی ہی ابھی روح قالب سے نکلجائیگی احسان کیا ہی تو پورا احسان کرو کہ تم بیٹھ جاؤ مین تمھاری گردن پر سوار ہولون سرشار بیٹھ گیا وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی سرشار لیکر چلا چند قدم چلا تھا کہ گلے مین معلوم ہوا پھانسی پڑی گھبرا کر کہا ارے یہ کیا کیا وہ نازنین کاندھے سے کودی کمند گلے مین والدی تھی نعرہ کیا کہ او بیحیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے نکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو | نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

یہ نعرہ کر کے جھٹکا مارا کہ سرشار گرا اگرنے گرتے حباب مار دیا بیہوش کر کے اُسے قتل کیا تب سیمتن کو ہوش آیا سیمتن نے دیکھا خواجہ سرشار کے کپڑے اُتار رہے ہین کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے بڑا کار نمایان کیا اگر تم نہ ہوتے تو مین کیونکر بچتی اب چلکے مہتر قران کی خبر لو کہ اُنپر کیا گذری خواجہ و سیمتن دونون اُسی باغ مین آئے دیکھا مہتر قران ایک غار مین چھپے ہوے ہین مگر آئینے پر غبار چھا گیا سیمتن نے وہ آئینہ لیکر کوٹھری مین بند کیا کہا اے مہتر قران اب تو

چلے ہم حسرت دیدار لیکر + نہ آنا تھا نہ آئے وہ یہان تک
تمھارے عشق مین اے غیرت ماہ + ہوے دشمن ہمارے مہربان تک
تمنائے وصال گلبدن مین + ہوے برباد ہم چھوٹا مکان تک
دکھادیگی زمین اُسکو بھی اِک روز + جو پہونچی آہ میری آسمان تک
نہ اتنا کر ستم بلبل پہ صیاد + کہ اُجڑے فصل گل مین آشیان تک
پر دلدار تک لیجائیگا کون + نہین باقی رہی تاب و توان تک
کسے شعر و سخن جا کر سُنائین + نہین کوئی ہوا اپنا قدردان تک
شفیق اب عشق غال دلربا مین + ہوا مشہور ہین ہندوستان تک

یہ آواز سُنکر سرشار زمین پہ اُتر آیا یمیتن کو ایک نخل کے سایے مین ڈال دیا خیال کرکے دیکھا کہ یہ کون دردرسیدہ آہ وزاری کررہا ہی ٹھنڈھی سانسین برابر بھر رہا ہی دیکھا قریب درۂ کوہ کے ایک نازنین دوازدہ سالہ دریائے خون مین غوطے مار رہی ہی اور ہر مرتبہ اُٹھتی ہی اور گرتی ہی اور پکار پکار کر فریاد کرتی ہی کہ یاخداوند ابقراط ثانی مدد کیجیے اِس بلا کو روکیے کبھی پکارتی ہی کہ فلک نے ایسا لوٹا کہ مہربانون کا ساتھ چھوٹا گھر گیا سخت جان ہون کہ کوئی شیر بھیڑیا بھی نہ آیا کہ مجھکو کھا جاتا اِس بلا سے نجات ملجاتی سرشار نے جو اُس نازنین کو دیکھا ایک آہ کی ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا پکار اُٹھا اے ماہ فلک حسن وخوبی واے گل گلزار محبوبی حقیقت مین تیری کیا تعریف کرون

نظم

دلدار ہی دلپسند یہ ہی یہ + بے مثل ہی بے نظیر ہی یہ
لاکھون مین ہی شوخ وشنگ ہیت + واللہ غضب شریر ہی یہ
اقلیم مین حُسن ودلبری کے + زیب تاج وسریر ہی یہ
ہووام بلا سے کب رہا دل + گیسو کا ترے اسیر ہی یہ
کرتا ہی شفا سوال بوسہ + دے ڈال تو فقیر ہی یہ

یہ کہتا ہوا سرشار قریب آیا کہا اے مہ جبین یہ کیا سانحہ گذرا اُس نازنین نے

بڑے کارہاے نمایان کیے کئی سو جوانون کو قتل کر کے تا بہ قلعہ پہونچے نگہبانونکو مار کر صاحبقران کو رہا کیا اب خوشی کرو صاحبقران آتے ہین عمرو نے کہا شہنشاہ اعظم مجھکو دیجیے کہ مین جاکر توڑ دون سیمتن نے کہا خواجہ یہ مناسب نہین ہو اہیر کو یہان آجانے دیجیے قران نے کہا لو وہ دونون جوان قلعے سے بھی نکل آئے اب تیتے ہوے آتے ہین وہ دونون جوان داہنے بائین تلوارین کھینچے ہوے ہین قلعے سے نکلکر صاحبقران چلے تھے کہ آسمان سے وتاڑے کی آواز آئی مہتر قران نے گھبراکر کہا لو ملکہ غضب ہوا ایک ستون برق کا آسمان سے اُترا ستدِ راہ قایم ہوا وہ ستون پھٹا ایک ساحر بہ شکل مہیب نعرے کرتا ہوا نکلا کہ ہنم بقراط ثانی ایک طرف سے گرد اُڑی سرشار جادو روتا ہوا قریب بقراط کے پہونچا اور کہا کہ یا خداوند یہ سحر کسکا ہی کہ جو صاحبقران کو لیے جاتا ہی بقراط نے کہا یہ سحر بی سیمتن نے کیا ہی مین اُن تیلونکو مار کر صاحبقران کو قید کیے دیتا ہون تم جاکر سیمتن کو لاؤ اِن دونون کو ایک ہی مقام پر قید کرون سرشار نے پر پرواز پیدا کیے یہان قران کہ رہے ہین کہ ملکہ بقراط نے اُن دونون جوانون پر برق گرائی دونون جوان مارے گئے مگر سرشار پر پرواز پیدا کرکے کسی جانب نکل گیا سیمتن نے منھ پیٹ کر کہا غضب ہوا بقراط خود آگیا اُن دونون جوانونکو مار کر سحر کیا کہ صاحبقران بیہوش ہوے بقراط اُٹھا کر لیگیا صاحبقران کو اُسی قیدخانے مین لیجا کر قید کیا اور نگہبان مقرر کیے سیمتن گھبرا کر کمرے سے نکلی بیرون کمرہ ٹہل رہی ہی کہ سرشار تڑپ کر گرا سیمتن کو اُٹھا لیچلا سیمتن نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اوج عیاری مجھکو بچانا سرشار مجھکو لیے جاتا ہی خواجہ جھپٹے لیکن سرشار سیمتن کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا چاہتا ہی کہ طرف قلعے کے جاؤن کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر یہ کہ رہا ہی

نظم

گئے گھل تن کے میرے استخوان تک | اُٹھاؤن صدمۂ فرقت کہان تک
رسائی کسطرح ہو جان جان تک | کہ دشمن ہی ہمارا پاسبان تک

خواجہ عمرو مہتر قران کو ساتھ لیکر باغ مین سمتین کے آئے سمتن نے جو مہتر قران کو
دیکھا خوش ہوگئی کہا ای مہتر قران مین سحر کرتی ہون تم آئینۂ سکندری لیکر بیٹھو اُسمین
دیکھتے رہو کہ کیا گذرتی ہی مجھکو خبر دیتے رہو جسوقت میرا سحر قریب براے رہائی
صاحبقران پہونچے اُسوقت مجھکو خبر دینا کہ صاحبقران رہا ہوے مین اُنکو اپنے
باغ مین لاؤنگی اور پھر اُنکو لیجانا جہانتک ہو سکیگا رہائی طلسم کشا کی بھی تدبیر کرونگی
مہتر قران نے کہا بسم اللہ سمتن نے اُٹھکر کوٹھری کھولی ایک آئینہ بڑا انکالا جسپر
گردپوش پڑا تھا ملکہ نے قران کو ایک کمرے مین بٹھایا آئینہ سامنے لگا دیا مہتر
قران اُسکو دیکھ رہے ہین سمتین نے بیٹھکر جوڑا کھولا دو پُتلے نکالے وہ دونون
پتلے نکلتے ہی غرق زمین ہو گئے مہتر قران نے کہا ایک صحراے سبزہ زار مین دو
جوان ٹہلتے ہوے جاتے ہین لیجیے اور لطف دیکھیے ایک جانب سے چار شخص
سپاہی پیشہ تلوارین کھینچے ہوے آتے ہین مگر یہ دونون ایسے جری وبہادر ہین
کہ اُن چار پر جا پڑے خوب تلوار چلی دو نے چارون کو مارا اب وہ دونون جاتے
ہین لو اب سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا در قلعہ پر نگہبان بیٹھے ہین اُن جوانون کو
وہ نگہبان روکنے لگے مگر وہ جوان مصروف جنگ ہوے نگہبانون کو مار کر قلعے
مین گئے ایک مکان ہی اُسکے دروازے پر کئی سو ساحر بیٹھے ہین ملکہ سمتین پہلومین
قران کے بیٹھی سحر کر رہی ہی خواجہ بیٹھے ہوے یہ حالات سُن رہے ہین قران
بیان کر رہے ہین لو در قید خانہ پر خوب تلوار چلی مگر اِن دو نے سب کو مار لیا
دروازہ کھول رہے ہین بجاے قفل دروازے پر مار سیاہ لپٹا ہی لیکن ایک
جوان نے مار کا کھینچکر پھینکا یعنی سانپ کو مارا اور دروازہ قید خانے کا کھلا یہ
دونون جوان دریاے خون مین نہاے ہوے اندر پہونچے قید صاحبقران
توڑ رہے ہین زنجیرین توڑ کر پھینکدین صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا کہا ای شہریار
چلیے صاحبقران اُٹھے اُن دونون جوانون سے باتین کرتے ہوے آتے ہین
سمتن نے کہا لو خواجہ صاحبقران رہا ہوے میرے بھیجے ہوے پتلون نے

خوف نہ کریگا اور جو سحر کرو گی اُسکی برداشت کر کے تمکو خبر دیگا اگر بن پڑیگا عیاری
بھی کریگا ملکہ نے کہا اُستاد سمجھ گیا سُنا نا پہلے تم جا کر عمرو کو ڈھونڈھ لاؤ عمرو قدمون
پر گر پڑا کہا منم مہر سپہر عیاری اب آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ بخشدیجیے
ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میرا ہی سحر تھا کہ مین نے
اس نازنین کو بھیجا تھا کہ جسنے امیر کو تسخیر کیا اور اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل مانگ لی
لیکن جب صاحبقران قریب قصر پہونچے تو اُنکا جمال بیمثال دیکھکر نہایت
بیقرار ہوئی آٹھ پہر یہ فکر ہی کہ کیونکر اُنکو بچاؤن مگر وہ ایسے مبہوت ہوے کہ کیسے
روکے نہ رُکے یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ سرشار جادو وہان پر رہتا ہی
بقراط ثانی نے قید صاحبقران کی اُسکے پاس روانہ کردی ہی مین اسی فکر مین
تھی کہ تم میرے پاس آؤ تو مین حال بیان کرون لیکن جسطرح بنے مہتر قران
کو ڈھونڈھکر لاؤ تو مین سحر کرون وہ اُسکو پورا کرین خواجہ عمرو یہ سنکے نکلے کہ
مہتر قران کو ڈھونڈھکر لاتا ہون بیرون باغ جو پہونچے ایک طرف سے
دیکھا کہ ایک ساحر کہتا ہوا آتا ہی کہ مسلمانون کو غارت کر اے سامری و جمشید
تو نے مسلمانون کو ایسا زور دیا ابتو انکو مٹا دے کہ ایک طرف سے ایک
شیر سوار نعرہ کر کے اُسپر جا پڑا پکارتا ہوا کہ او ساحر مسلمانون نے تیرا کیا لیا ہی
کہ جو اُنکو کوستا ہی یہ سنکے شیر سوار قریب پہونچا اور کہا دیکھ صحرا مین آگ لگی ہی
جیسے ہی وہ ساحر پلٹا شیر سوار شیر سے کودا شیر تو بھاگ گیا شیر سوار نے بغدہ
مار کے سر جادوگر کا پھٹا عمرو نے پکار کر آواز دی اے جان بخش من ماشاءاللہ خوب
بدخواہ کو مارا مہتر قران نے جو اُستاد کو بعد عرصہ دراز کے دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا
کہا اُستاد آپ کہان تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری تلاش مین نکلے تھے بارے تم
ملگئے ایک ساحرہ عاشق صاحبقران تمکو بلاتی ہی کہتی ہی کہ ایسا عیار کوئی جری
و بہادر صف شکن تیغ زن ہو اور عیاری مین طاق شہرہ آفاق ہو تو پھر ایسا
سحر مین کرون کہ صاحبقران کی رہائی ہو مہتر قران نے کہا اُستاد مین موجود ہون

چشم معشوق کو شرمندہ کرے عروسان چمن کی بو باس ہر نخل سرو بلندی مین فلک
اساس خواجہ یہ تماشہ دیکھ رہے ہین جب وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک چبوترے
پر فرش بچھا ہی اور ایک نازنین حور مثال پری تمثال مسند پر سرنگون بیٹھی ہوئی
ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہی خواجہ نے آکر سلام کیا کہا بلبتیان نون عالی
عالی مراتب رہین ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا پوچھا بڑے میان صاحب تمھارا نام
کیا ہی خواجہ نے کہا اِس حقیر کو اُستاد خورد و بزرگ کہتے ہین مسلمانون کو لقمرا ثانی
غارت کرین جس ملک مین جاتے ہین اُنھین کی عملداری پاتے ہین ہمنے غور سے
دیکھا کہ مسلمان کسیکو ایک پیسہ نہین دیتے یہ طریقہ سامری پرستون کا تھا کہ جو
سائل آتا تھا اُسکو کچھ نہ کچھ دیتے تھے مسلمانون کا یہ طریقہ نہین ہی ہم آٹھ پہر کوستے
ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اُستاد کسیکی برائی نہ مناؤ اپنا اپنا طریقہ
ہی مسلمانون کے یہان تو ابر فیض جاری رہتا ہی کوئی سائل اُنکے یہان سے
خالی نہین پھرتا صاحبقران زمان کہ سب کے افسر ہین لاکھون روپیہ سائلون کو
دیتے ہین اپنے مذہب کی ترقی چاہتے ہین خانۂ کعبہ بہت کچھ بھیجتے ہین اِس لطف سے
سیمتن نے صاحبقران کی تعریف کی کہ عمرو سمجھ گیا کہ یہ عاشق جمال بے مثال امیر ہی
عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم سامری و جمشید اُنکو غارت کرین مین آٹھ پہر یہی بد دعا
کرتا ہون ملکہ نے کہا اُستاد یہ لفظین نہ کہو ہمکو ناگوار ہوتا ہی فی زماننا قید ہو گئے
ہین اِسم اعظم اُنکا اور حرز ہیکل میرے پاس بھیجی گئی ہی آٹھ پہر انتظار کرتی ہون
کہ اُنکا عیار طرار جسکا نام عمرو ہی وہ یہانتک نہ آیا اگر وہ آتا تو مین اُسکی تسکین و
دلجمعی کرتی لہذا تم جہان گشت ہو اگر عمرو کو جانتے ہو تو اُسکو بلا لاؤ مین ہدایت
کرونگی مگر یہ چاہتی ہون کہ کوئی عیارہ ایسا جری و بہادر ہو تا کہ مین جو سحر کرتی تو خوف
نکرتا کیا عجب ہی کہ صاحبقران رہا ہو جاتے عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم مین ابھی جاتا
ہون عمرو کو بلا کر لاتا ہون عمرو و مجھ مین بچپن سے یارانہ ہی اور یہ جو تمنے کہا کہ
عیارہ جری و بہادر ہو وہ لشکر مین عمرو کے مہتر قران ہی کہ بہرام فلک سے بھی وہ

ملکہ ایسی بیقرار ہین کہ آب و دانہ ترک ہی ناچ گگانا بھی نہین سُنا ہی اب اِسوقت بارہ دری سے نکلکہ باہر چبوترے پر بیٹھی ہین مگر کسی سے کلام نہین کرتین عمرو نے کہا تم جاکر ہماری تقریب کرو ہم شگفتہ کرینگے کنیزون نے آپس مین کہا حقیقت مین یہ بڈھا مسخرہ معلوم ہوتا ہی خوب مسخرہ پن کریگا کیا عجب ہی کہ ملکہ بھی بہلجائین یہ صلاح کرکے گئین سیمتن سرنگون بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی ایک بڈھا گویا آیا ہی مگر نہایت خوش آواز ہی آواز مین یہ سوز و گداز ہی کہ طائر آشیانون سے نکل آئے آہوان صحرائی آکر گگانا سننے لگے سب سرونکو اپنے دُھن رہے ہین اگر حکم ہو تو اُسکو لائین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحبو کسی بات کو دل نہین چاہتا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کیا تمسے کہون کہ کیا دلکا حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی روز بروز جی نڈھال ہی نظم

کیون نہ ہو عشق ہمین ابروِ خمدار کے ساتھ
گو ہی بیزار مگر بولتا ہی پیار کے ساتھ
یہ خط و خال کہان اور کہان یہ لب و چشم
کاٹ کر تیغ ہلالی سے گلا رکھدو نگا
مردہ مسلم کو ہی مصحف سے محبت ہوتی
تمسے کی ہمنے محبت تو برائی کیا کی
اِک نگہ مین تری ہوتی ہی شفا اُسکو نصیب

ہوتی اُلفت ہی جوانمردونکو تلوار کے ساتھ
ڈھنگ اقرار کا ہی وصل کے اِنکار کے ساتھ
مہر و مہ کیا ہون مشابہ ترے رخسار کے ساتھ
مجھکو اُلفت ہی تری ابرو خمدار کے ساتھ
کیون نہ ہو پھر ہمین اُلفت تری رخسار کے ساتھ
دوستی کرتا ہی ہر شخص طرحدار کے ساتھ
کر سلوک اِتنا مسیحا دل بیمار کے ساتھ

کنیزون نے عرض کی وارہی بہت بجا ہی کہ آپ کئی دن سے بہت اُداس رہتی ہین مگر بڈھا ایسا گاتا ہی کہ آپ سُنکر خوش ہوجاوینگی طبیعت کا رنج و ملال دفع ہوگا سیمتن نے کہا اری خیلاؤن تمھارا گانا سننے کو جی چاہتا ہی اچھا خوشی تمھاری بلا لاؤ کنیزین دوڑی ہوئی خواجہ کے پاس آئین کہا بڑے میان چلو ملکہ نے بلایا ہی خواجہ کنیزون کے ساتھ باغ مین آئے دیکھا چمن سرسبز و شاداب نہرون کا پانی لاجواب کہ جسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے حباب

رخسار صاف چاہیے نظارے کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہی ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائے گا
تربت سے میری پیڑ اُگیگا پتنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اِس گنبد سپہر کو کیا مین کرونگا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

خواجہ نے جو یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان گائے نخلستان سے طائر اُتر آئے ہرن چوکڑیان بھولے آکر گانا سُننے لگے وہ کنیزین دوڑنے لگین چہار طرف دیکھتی تھین کہ یہ گانے کی آواز کہان سے آتی ہی ایک نوجوان سٹر پٹر کرتی ہوئی اِسطرف آئی ساتھ والیون سے پکار کر کہا اوبوا یہ بڈھا گا رہا ہی دیکھو جانور بھی سُن رہے ہین اوبوا دیکھو تو ہرن بھی بیٹھے ہین وہ کنیزین دوڑ کر سب قریب آئین زمین پر آکے بیٹھ گئین مگر سب شریر آپس مین چہلین کرتی تھین ایک نے قریب آکر کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد نہین ہی عمرو نے کہا میرے تین سو ساٹھ فرزند ہین اور سب کی مائین الگ الگ ہین روز نئی جورو میری بغل مین ہوتی ہی کنیزین ٹھٹھے مارنے لگین کہتی ہین ارے اِس نگوڑے کے منھ مین نہ دانت اور نہ پیٹ مین آنت اور اتنی بی بیان یہ بتلاتا ہی سراسر دروغ گو ہی عمرو نے کہا میرا کہنا اگر خلاف ہی تو امتحان کیجیے جن صاحب کا جی چاہے تشریف لائین مین ابھی اُنکا مقصد پورا کر دون بلکہ دل بھر دون کنیزین ہنسنے لگین کہا نگوڑے دیوانہ ہوا ہی منھ مین دانت نہین ہین مگر پان کھایا ہی لال چوٹیکی داڑھی رنگین ہو رہی ہی خواجہ نے پوچھا بی بیو تم ہنسی دل لگی نہ کرو اِس باغ مین کون رہتا ہی کنیزون نے کہا سیمتن جادو نگہبان صحرائے سیمتن یہان رہتی ہین اِس باغ کے بائین پر ایک صحرا ہی بڑے بڑے جادوگر رہتے ہین اُن سب کی افسر ہین عمرو نے کہا بلئیان لون جاکر ہماری تقریب کرو کنیزون نے کہا آج کئی دن سے بڑے میان صاحب

رہائی کی کرون نجم وجمشید نے دس دس ہزار روپے منگا کر پیش کیے عمرو نے کہا
مین سمجھا سب صاحب کچھ مدد کرینگے کسی نے پانچ ہزار کسی نے دو ہزار منگا کر
سامنے رکھے مبلغ خطیر جمع ہوے خواجہ نے سب روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا
فرمایا کہ اب مین جاتا ہون کنارے آکر رنگ وروغن عیاری کا لگایا اور ایک
کلاونت کی شکل بنکر بارگاہ سے نکلے چکن کا کرتہ اگلی وضع کا مشروع کا پائجامہ اور
پانوٴن مین گھتیلا جوتہ آنکھون مین دنبالہ دار سرمہ سر پہ سرخ چیرا بندھا ہوا
ایک طنبورہ ہاتھ مین گنگناتے ہوے چلے جب صحرا مین آکر پہونچے تو اپنی
تدبیر خالی دیکھی ایک طرف منھ اُٹھ گیا اُسی طرف چلے مگر یہ یقین ہو گیا ہی
کہ صاحبقران اِس قصر مین نہین ہین عمرو جنگل جنگل پھر رہا ہی کئی مقام پہ بیٹھ کر
گایا تیسرے دن سامنے ایک باغ کے پہونچے دیکھا کچھ کنیزین باہر سے اندر
جاتی ہین اندر سے باہر آتی ہین ایک محلدار کرسی پہ بیٹھی ہوئی ہی خواجہ عمرو
کنارے آکر ایک نخل کے نیچے بیٹھے طنبورے کو چھیڑ کر بہ آواز بلند یہ اشعار
عاشقانہ گانے لگے

نظم

ہشیاری رنگ دیتی ہی قید فرنگ کا — دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا
سودائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا — رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بھنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ وشنگ کا — نازک مزاج شیشے سے پتلا ہی سنگ کا
کلمہ پڑھینگے دونون مرے خانہ جنگ کا — زاغ کمان ہوا ہین کہ طوطا تفنگ کا
غیرت کا کوے عشق جنون میں گذر نہین — ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار ونگ کا
اے بت خدا کے واسطے دلکو نہ سخت کر — اِس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا
سُنتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ مین — آنکھین لڑاے جو کہ ارادہ ہو جنگ کا
مرغ چمن کے نالوتنے ہی یہ صدا بلند — قابل ہی دید کے یہ طلسم آب ورنگ کا
وحدت پسند ہی تو زمانے سے کر گریز — یکرنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا
تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین — رخسار یار ہی کہ جزیرہ فرنگ کا

جو سراپا دیکھا حقیقت مین ایسی صورت زیبا نگاہ سے نہ گذری تھی سیمتن غنچہ دہن سراپا خوب معشوق مرغوب قصۂ زلف طولانی ہو اسکے خیال سے پریشانی ہو عارض انور پر زلفین لہرا رہی ہین صبح و شام کا تماشا دکھا رہی ہین یا قریب چشمۂ خورشید کے مار سیاہ لہرا رہے ہین عجب پیچ و تاب دکھا رہے ہین جب وہ زلفین لہرا کر عارض پر آتی ہین تو وہ نازنین مہ جبین زلفون کو ہاتھون سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر دیتی ہی جب زلفین عارض سے ہٹجاتی ہین صبح وصل کا تماشہ دکھاتی ہین اعضا مین کل چیزین موزون معشوق با مضمون سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ نخل سرو مین ثمر آئے ہین یا گوہر آبدار دریا ے حسن کہیے کیا خوب شاعر کہتا ہی ؎ گھاٹ انگیا کا کم و بیش جو پایا اُسنے + ہنس کے خیاط کو چڑیا کا بنایا اُسنے + زیور ریز تکلف زیب بدن گلہاے نسرین و نسترن زیب گلو موتیون کی آبرو قریب آکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران بہ حیرت دیکھ رہے ہین کہ ایسی شعلۂ جوالہ کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی فورًا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سب اہل لشکر دیکھ رہے ہین نجم نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای شہریار اپنے کو ہاتھ سے اس مکارہ کے بچائیے عمرو نے کئی مرتبہ پکارا مگر امیر نے کسیکو جواب نہ دیا وہ نازنین صاحبقران کو لیچلی برابر دروازے کے جو پہونچی پہلو مین ایک گلی تھی اُسمین لیجا کر غائب ہوئی قصر مین نوبت نقارے بجنے لگے جس قصر مین کہ وہ قفس لٹکے ہوے تھے صاحبقران کو اُس مقام پر نہ پایا نجم نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا صاحبقران کو اور کسی مقام پر لیگیا مگر نہین معلوم کہان لیجا کر رکھے اب بہ مشکل پتہ ملیگا سب سردار امیر کے روتے ہوے پلٹے سب نے آکر عمرو سے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ یارو تم جانتے ہو کہ مین فرخندہ رہون ایسا نہ ہو مہاجن گرفتار کرلین تو میرے واسطے خرابی ہوگی مین نے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا سب حال کھلا انشاء اللہ تعالے اگر فکر کرونگا تو اپنے آقا کو رہا کر لاؤنگا جب آقا چھوٹین گے تو سب رہا ہونگے اگر آپ لوگون سے ہو سکے تو کچھ دستگیری کیجیے تو مین تدبیر

صاحبقران زمان سے آنکھین ملاکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

جور وجفاے یار سے رنج و محن نہ ہو | دل پر ہجوم غم ہو جبین پہ شکن نہ ہو
شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہی | میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو
رو اسقدر کہ آبروِ ابر تر رہے | اِتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو
پہونچے نہ راستی مین ترے قدکو سرو باغ | ہم پلہ ناز کی مین گل یا سمن نہ ہو
وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے | معشوق نوجوان شراب کہن نہ ہو
بیمار مدتون سے ہی میرا دل حزین | اِسکا علاج بوسہ سیب ذقن نہ ہو
ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے | وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو
عاشق ہو نہین معاف ہون میرے سوا تجھے | عریان جو چاہے اُسکو میسر کفن نہ ہو
یہ رعب حسن یار سے محفل ہی دم بخود | ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو
کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہی دلا | روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو
عالم پسند صورت زیباے یار ہی | یہ سکے وہ نہین ہی کہ جسکا چلن نہ ہو
لیکر ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی | اِسطرح بنے چراغ کوئی انجمن نہ ہو
آتش جو بوسہ لیلے تو اُسکا برا نہ مان | عاشق ہی ای صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

چونکہ اشعار با مضمون تھے صاحبقران بہ گوش ہوش سُننے لگے اسم اعظم کو پڑھنا موقوف کیا کہ پہلو سے ایک نازنین آئی اُسنے قریب آکر کہا کہ ای شہریار نور الدہر نے کہا ہی کہ حرز ہیکل اپنی میرے پاس بھیجدیجیے تو پھر مین قید سے رہائی پاؤن اشعار سُنکر صاحبقران مبہوت تو ہو ہی رہے تھے فوراً گلے سے حرز ہیکل اُتار کر دیدی اُس نازنین نے حرز ہیکل لیتے ہی آواز دی او حمزہ منم معمار قصر ساز دیکھا تو نے کہ کیونکہ اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل بھی چھین لی صاحبقران اُس نازنین کے پیچھے دوڑے کہ دوسری طرف سے آواز آئی ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین کیون اُسکے پیچھے جاتے ہین منم دلفریب صنیغم شکار یہ کہکے وہ نازنین قریب آئی صاحبقران نے

کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ سلیمانی ایستادہ ہوئی کل سردار صاحبقران
نامدار بارگاہ مین آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہوا خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین قدمونسے
صاحبقران کے لپٹ کر رونے لگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند خیر تو ہی
کہ نجم اختر شناس و جمشید زرین ترکش حاضر ہوے شبرنگ نے رو رو کر
سب حال بیان کیا کہ آقا سامنے قصر مین قید ہو گئے صاحبقران نے جو حال
قید نور الدہر سنا بہت روئے بادشاہ جمجاہ بیتاب ہو گئے جملہ سردارونمین
شور گریہ و زاری بلند ہوا مگر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے تیغ عقرب
سلیمانی پر ہاتھ ڈالدیا حرز ہیکل گلے مین فرمایا مین ابھی جاتا ہون نجم نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ ارادہ نہ کرین جبتک معمار قصر سازندہ ماراجائیگا
تب تک اس قصر مین نہ جاسکیےگا صاحبقران نے فرمایا مین اسم اعظم پڑھتا
ہوا جاؤنگا خبردار مجھکو کوئی نہ روکے مقام افسوس ہی کہ ایسا فرزند میرایون
گرفتار ہو اور مین بہ آرام بیٹھون شبرنگ نے کہا ای شہریار پہلے ایک تدبیر
تو کیجیے ابر سیاہ آسمان پر چھایا ہوا ہی ہوا سے سرد چل رہی ہی اہل لشکر اور
سرداران نامی سردی سے بیقرار ہین صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ
ایک شیشے مین پانی لاؤ مقبل نے فوراً شیشۂ آب لاکر حاضر کیا امیر نے اُسپر
اسم اعظم پڑھا کہا ای شبرنگ گرد لشکر کے حصار کر دو شبرنگ نے گرد لشکر
کے حصار کھنچا وہ جو سردار سردی سے بیقرار تھے اُنکو اطمینان ہوا صدائے
فریاد و الغیاث موقوف ہوئی صاحبقران زمان گرد لشکر حصار کرا کے اور
تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے چلے عمرو نے بھی منع کیا کہ ای شہریار
حضور تامل فرمائین مین جاکر تدبیر کرونگا مگر امیر باتوقیر نے کسیکا کہنا نہ مانا
لشکر سے نکلے چند تصویرین قصر پر آئین پکار کر صاحبقران کو منع کرتی تھین کہ
ای شہریار اِدھر نہ آئیے ورنہ بلا مین پھنسیےگا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین جب سامنے قصر کے پہونچے تو ایک پتلی پھاند پڑی

تم لوگون نے اُٹھائی ذراسی تکلیف مین گھبراے جاتے ہو وہ دستگیر مطلق کارساز برحق اِس بلا کو دفع کریگا خدا نے مجھکو اِسی واسطے بچایا کہ تم سب کو مین سمجھاؤن بھاگنے سے روکون اگر تم لوگ بھاگو اور لقراط کو منظور ہو کہ سبکو روک لون تو تم لوگ نکل سکتے ہو ساحر جلیل کفار کا کفیل غدار بے عدیل مکار و محیل ایسے سے خوف کرنا چاہیے اِن باتون پر جمشید کی اہل فوج دعائین دے رہے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اُنکو سلامت رکھے ہم لوگ بھی سر کو ہتیلی پر لیے بیٹھے ہین اب قدم نہ ہٹائین گے جان اپنی لگائین گے لشکر مین یہ ہنگامہ برپا ہی قصر سے ہٹکر نجم و جمشید و شبرنگ کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کمیدان رسالدار جمع ہین کوئی کہتا ہی بھاگ چلو بعض نجم سے کہ رہے ہین کہ سحر کرو نجم کہتا ہی مین کیا سحر کرون سکندر ایسے بادشاہ کا سحر نہ چلا تو مین کیا کر سکتا ہون جمشید بھی یہی عذر کرتے ہین کہ مین بھائی صاحب سے زیادہ نہین ہون جب وہ اِس سحر مین پھنس گئے تو میری کیا حقیقت ہی اور یہ تصویرین سب سحر کامل کی بنی ہوئی ہین کیا کیا کام کر رہی ہین یہ ذکر ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طبل سکندری کی آواز آئی نقارخانۂ سلیمانی بجا سب بہ نگاہ غور دیکھنے لگے سامنے آکر دامنۂ گرد شگافتہ ہوا آمد لشکر صاحبقران ظاہر ہوئی لندھور و مالک وغیرہ آگے بڑھے ہوے اہتمام لشکر کرتے ہوے ایک طرف کئی ہزار مرکب تازی تر کی یمنی عراقی کچھی پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس باگس رانی کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے کہ دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان پشت اشقر پر سوار کچھ سردار پشت پر اور بادشاہ تخت پر بہ صورت نورانی سات سو تاجدار گھیرے ہوے اِس شوکت و شان سے صاحبقران پیدا ہوے شبرنگ نے بڑھکر امیر کو سلام کیا صاحبقران نے پوچھا ای شبرنگ خیر تو ہی شبرنگ نے عرض کی حضور اُترین اب اِسی مقام پر فروکش ہون صاحبقران گھوڑے سے اُترے

دل بہ بند و بر چمن یا بر گل رعنا عبث	مثل بلبل شور در بستان کند بر پا عبث
در ہوا و حرص میگردد بہ شکل گرد باد	آہ این خاکی بہ ہر کوہ و بہ ہر صحرا عبث
سعی اسکندر نمود اندر جہان بے فائدہ	داد جان اندر حصول سلطنت دارا عبث
اہل دنیا نقد عمر خود عبث بر باد داد	جملہ سرمایہ تلف کردہ درین سودا عبث
صورت گردون زدن ہر روز بر روی زمین	ماندہ سرگردان بہ دنیا طالب دنیا عبث
سر کشید از بندگی این بندہ ناحق در جہان	کردہ پابند تعلق ہر کسے خود را عبث
ہند یا چون اختیار کار در دست خدا ست	سعی ما لاحاصل است و جستجوے ما عبث

بلکنے پر شہر نگ کے سب خرد و کلان رو رہے ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی جس مقام پر سپر و شمشیر اور لوح محفوظ رکھی ہو ایک عورت کی تصویر زمین سے نکلی اُسنے لوح محفوظ اور سپر و شمشیر لی اور پھر غرق زمین ہو گئی ہر چند کہ نجم ایسا ساحر سامنے موجود تھا مگر کچھ نہ ہو سکا یہ اشیا لیکر وہ پتلی صاف نکلگئی اور چلتے چلتے یہ آواز دیگئی کہ اے اہل لشکر طلسم کشا ابقراط ثانی کو سجدہ کرو ورنہ تھوڑے عرصے مین وہ برف برسے گی کہ تم سب ٹھنڈے ہو جاؤ گے نجم بہت گھبرایا کہا یارو اب طلسم کشا کا خدا حافظ و ناصر ہی ابتک تو یہ امید تھی کہ اگر لوح محفوظ لیجا کر گلے مین ڈالدینگے تو وہ ایسا شیر دلیر ہی کہ قید توڑ کر آفت برپا کریگا اب وہ امید بھی نہ رہی دیکھیے کس ترکیب سے لوح محفوظ لی گئی تیغہ طلسمی و سپر طلسمی ساتھ گئی اب اُسکو اطمینان ہوا ابقراط ثانی اب اور زیادہ بدعتین کریگا اِس فکر مین سبکے سب تھے سب کا اِرادہ یہ ہی کہ بھاگ کر نکلجائین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ایک سے ایک صلاح کر رہا ہی کہ یارو نکلچلو طلسم کشا قید ہوے لوح محفوظ بھی گئی تیغہ طلسمی بھی گیا مگر جمشید و نجم ہر ایک سے کہتے پھرتے ہین کہ یارو برا سے خدا اپنے رحیم و کریم سے دعا کرو مگر لشکر کو نہ متفرق کرو ورنہ پھر ایسا لشکر جمع نہ ہو گا کس جستجو سے آقا نے یہ لشکر جمع کیا اگر یہ پراگندہ ہو گیا تو پھر کون اِسطرح جمع کر سکیگا کیسے کیسے پہلوان زبر کیسے کیسے نامیونکو مارا کیسی کیسی آفت

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

رباعی

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

جاکر ذرا انجم اختر شناس سے بات کرو جانتے ہو کہ وہ کیسا اختر شناس ہی کہتا ہی کہ قتل بقراط موقوف ہی ہاتھ پہ طلسم کشا کے کوئی صورت رہائی کی ضرور پروردگار پیدا کریگا کلمات حسرت آیات شبرنگ سے لشکر والے رُونے لگے بعض جو نثار تھے گھوڑون سے اُتر پڑے کہتے تھے کہ لاکھ جان ہماری ناخن پاے طلسم کشا پر نثار ہی انشاء اللہ اپنے آقا کا ساتھ دینگے کافرونکو قتل کرینگے ایسا اتفاق اکثر ہوا ہی کہ طلسم کشا قید ہو گئے صاحبقران قید تھے کس زور و شور سے رہائی پائی ہمارے آقا بھی رہا ہونگے شبرنگ سچ کہتا ہی کہ اگر موت آئی ہی تو نہ یہان بچین گے اور نہ لشکر سے نکلکر رہائی ہو گی پروردگار عالم ارشاد فرما چکا ہی اُسی پر ہمارا یقین ہی کہ جب وقت موت آئیگا ایک ساعت تقدیم اور تاخیر نہین ہو سکتی پس کیا ضرور ہی کہ ہم رفاقت کو چھوڑین ایسے آقاے مہربان سے منھ موڑین کل صفون مین آوازہ غریو کی بلند ہوئی سب کلمات صبر کہنے لگے شبرنگ بہ اطمینان کر کے سپہر بارگاہ مین آیا کبھی لوح محفوظ نجم پہنتے ہین کبھی جمشید زرین ترکش مین لیتے ہین لباس و تیغ و سپر سامنے موجود ہی کبھی لوح محفوظ کو اُتار کر سپر پر رکھدیتے ہین پروردگار سے دعائین مانگتے ہین کہ ای پروردگار و ای خالق لیل و نہار اس مشکل کو آسان کردے کوئی باعث ایسا ہو کہ ہم لوگون کے دلونکو تسکین ہو نظم

عقل گم کردست صد افسوس این دانا عبث — دیدۂ حق بین بپوشیدست این بینا عبث

یہ حال دیکھہ دیکھکر نجم و جمشید سر پیٹتے ہین کہتے ہین کہ ایسی شاہزادیان پروردہٴ نازونعم اُنپر یہ رنج و غم شاہزادہ ان سب کی کیسی خاطر کرتا تھا وہ بار ہین جنکا یہ مرتبہ ہو وہ یون آفت مین مبتلا ہون دس لاکھ کا لشکر فروکش ہی یہ خبر جو اُڑی کہ طلسم کشا قید ہو گئے دو دو چار چار حیلیون سے نکلکر بھاگنے لگے بعضے پیدل گھبرائے ہوئے سامنے کمیدان کے آئے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی اُس شخص کی زوجہ نہایت بیمار ہی لہذا ہم رخصت ہوتے ہین بعد ایک ہفتے کے حاضر ہونگے کمیدان نے حکم دیا پر تل کا ٹٹو کسنے لگے دیگچے پتیلے اُٹھائے کمیدان نے پوچھا اسباب کیون لیے جاتے ہو کہا حضور خط سے معلوم ہوا کہ میری زوجہ کا حال ابتر ہی یہی چیزین بیچکر دفن و کفن کرینگے اگر اچھی ہو گئین تو پھر لے آوینگے کمیدان خاموش ہوے یہ روانہ ہو گئے تھوڑے عرصے مین ہزار دو ہزار آدمی لشکر سے نکل گئے اور نکلے جاتے ہین پہلے حیلہ کر کے گئے اب صاف صاف کھکے جاتے ہین یہان شبرنگ بن عمر و جمشید و نجم کو لیکر بارگاہ مین آیا بیٹھا ہوا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لوگ بھاگے جاتے ہین سارے لشکر مین تہلکہ ہی اور اُسی قصر سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ اُٹھا ہی بلند ہوتا جاتا ہی ہوا ایسی ٹھنڈی چل رہی ہی کہ لوگ لباس سرمانکال نکالکر پہین رہے ہین اور فلان جانب کے ہزار آدمی سردی سے بیقرار ہین اور سردی بڑھتی جاتی ہی یہ سنکر شبرنگ گھبرایا باہر نکلا مشعل دہ مشعل پکارتا پھرتا ہی کہ یارو اسقدر نہ گھبراؤ باہر لشکر کے نہ جاؤ اگر وہان بھی تمکو موت گھیرے تو کیا کروگے دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت سوچو تو اپنے دل سے کہ جمشید و دارا کیا ہوئے

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہی نہ آئینہٴ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

طلسمی کو اشارہ کیا کہ ای جمشید زرین ترکش تم اُٹھاؤ نجم کے گلے مین لوح محفوظ ڈالی اور تیغۂ طلسمی جمشید نے اُٹھایا دونون کو ہوش آگیا چیخین مارکر رونے لگے نجم کہتا تھا اگر مین ہوش مین ہوتا تو آقاے نامدار کو جانے نہ دیتا قدمون پر گر کے روکتا مرحلۂ ہفتم جو ہی جہانکا مالک معمار قصر ساز ہی اُسکو بقراط نے بلایا راتی راتا یہ قصر بنوایا اُسی معمار کا یہ سحر ہی انتہا ے تاثیر سحر یہ ہی کہ قلب پر ایسا قبضہ کیا کہ آقاے نامدار نے لوح گلے سے اُتار ڈالی ورنہ یہ وہ شی گلے مین تھی کہ اگر تمام عالم ملکر سحر کرتا تو اُسپر تاثیر نہ ہوتی مگر اُسنے دل پر قبضہ کیا کہ خود لوح کو گلے سے اُتار ڈالا جمشید سکندر کا نام لیکر روتا ہوا کہتا تھا اے بھائی صاحب تم ایسا ساحر کس بلا مین پھنسا اگر مین ہوش مین ہوتا تو قدموسے لپٹ جاتا ہرگز قصر مین نہ جانے دیتا مین نے اِس قصر کا حال پڑھا ہی جب مین مکتب خانے مین تھا تو ایک کتاب کہنہ مولوی نکالکر پڑھا کرتا تھا ایک دن مولوی صاحب پڑھتے پڑھتے سوگئے تو مین نے اُس کتاب مین یہ مضمون دیکھا کہ معمار قصر ساز ایسا سحر کا قصر بناتا ہی کہ قصور نہین کرتا اگر سامری اور جمشید بھی آئین تو دام مین پھنسین زیادہ رونا اِس بات کا ہی کہ لوح طلسمی کی فکر کرنے چلے تھے بیچ مین اِس بلا مین پھنسے اور سب قفس سامنے ہی لٹکے ہوے ہین شاہزادیان حسین وجمیل طلسم کشا کی کفیل ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہین چلا چلا کے روتی ہین اور پکارتی ہین کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز

نظم

کی کند از مال دنیا دار بس	تا زر آمد شد نہ پس گردد نفس
بہر کہ شام وسحر بردوش خویش	بار محنت میکشد این بو الہوس
میرسد در جستجو نزدیک و دور	میدود اندر تلاشش پیش و پس
مبتلا اندر بلاے حرص و آز	سر بسر پابند زندان ہوس
مفلس و بے زر گرفتار بلا	مرغ بے پر ماندہ در دام قفس
مال بیگانہ بصد مکر و فریب	میبرد ہر جا کہ یابد دسترس

آپ کی جان پر بنے گی ہم جو قریب ہونگے ضرور سینہ سپر کرینگے خدا ہمین اُس
دن کو نہ رکھے کہ آپ کی کوئی خبر وحشت اثر سُنین ہمارے مرصع پوش پکارتی
ہی کہ ای ارسطوے ثانی جلد آؤ شاہزادہ قفس مین مثل طائر نوگرفتار تڑپ
رہا ہی ہمارا دل پھڑک رہا ہی جی چاہتا ہی اپنے کو نثار کرین ایسا مہربان شفیق
معشوق کسکو ملتا ہی کسکا یون غنچۂ آرزو کھلتا ہی ارسطو فوراً جھپٹ کر قریب
ہمارے مرصع پوش کے پہونچا دیکھا کہ بکتے بکتے ہمارے مرصع پوش کا عجیب
حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہوا پائچے
چھوٹے ہوے غبار چہرے پر چشم تر حال ابتر پریشانی سرا سر سب شاہزادیان
پشت پر جیسے ہی یہ سب ساحر سائے مین قصر کے پہونچے کئی سو تصویرین
سامنے آئین تڑپ تڑپ کے گرین ایک ایک کو اُٹھا لیگئین سبکو اُسیطرح
قفس مین بند کیا ایک تصویر نے آکر پکارا کہ ای نجم اخترشناس جلد آؤ کہ
تمھارا آقا تمھین بلاتا ہی تم تو صلاح کار ہو آکر صلاح دو شاہزادے کو
سمجھاؤ اپنی اخترشناسی دکھاؤ یہ جو تصویر نے پکار کر کہا نجم نے کہا ای شبرنگ
مین جاتا ہون حقیقت مین اگر مین نہ ہونگا تو شاہزادہ کس سے صلاح کریگا
شبرنگ نے کہا کہ صد حیف. ارسطو و سکندر ثانی و نور الدہر جا کر قید ہو گئے
اور سکندر نہ سنبھل سکے یا تو نور الدہر کو روک رہے تھے یا خود جا کر قید
ہوے جمشید زرین ترکش و نجم اخترشناس بھی شبرنگ سے کہنے لگے کہ
ہم لشکر مین نہ رہین گے اپنے آقا کے پاس جا کر قید ہونگے رہائی کی صلاح
دینگے جمشید نے کہا ای نجم تم تو شاہزادے کے ملازم ہو میرا بھائی ایسا
مہربان قید ہو اور مین نہ جاؤن اہل دنیا کیا کہینگے کہ بھائی نے بھائی سے
منھ موڑا سختی مین ساتھ چھوڑا ان دونون نے جو شبرنگ کے سامنے یہ
حال بیان کیا اور بیتاب و بیقرار رو رہے ہین اشکون سے منھ دھو رہے
ہین شبرنگ نے پریشان ہو کر لوح محفوظ گلے مین نجم کے ڈالدی اور تیغۂ

جلوۂ حسن مری جان دکھاتے جاؤ — اپنی پازیب کی جھنکار سُناتے جاؤ
دل تڑپتا ہی تمھارے لیے ای جان جہان — چہرۂ رشک قمر اپنا دکھاتے جاؤ
منتظر کب سے جھکائے ہوے سر بیٹھا ہون — ٹھوکر اک پانوٗن سے مجھکو بھی لگاتے جاؤ
دھوم اعجاز مسیحا کی زمانے مین ہی — اپنے مردے کو بھلا تم بھی جلاتے جاؤ
کشتۂ ناز کا تابوت لیے جاتے ہین — تم بھی للہ ذرا ہاتھ لگاتے جاؤ
بات مانو مری ای جان کہے دیتا ہون — یاد عاصی کی نہ یون دلسے بھلاتے جاؤ
طول شکوہ نہین بس اتنا مناسب مریجان — چار مصرع سے اُنھین نام سناتے جاؤ
کل یہ کہتا تھا شفا اپنے ستمگر سے کہ یار — مین بھی بس جان پہ کھیلونگا ستاتے جاؤ

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر کی بھی آنکھین اُبل آئین طرف قصر کے چلے جیسے ہی سائے مین قصر کے پہونچے تصویر تڑپ کر گری سکندر کو بھی اُٹھا لیگئی شاہزادیون نے باہر سے دیکھا کہ نور الدہر قفس مین بند ہین قفس لٹکا ہوا ہی معشوق کو جو اِس حال سے دیکھا بیتاب ہوگئین سب کے آگے ہمائے مرصع پوش آواز دیتی ہوئی کہ ای شہریار کنیزون کی کون سرپرستی کریگا ہائے یہ کیا ستم ہوا فلک نے کیا سامان دکھایا آپ کو قفس مین بند دیکھین اور ہم رہا رہین کاشکے اِس قفس مین ہم بند ہوتے تو آپ ہماری رہائی کی تدبیر کرتے یقین تھا کہ ہم قید نہ رہتے۔ اب دیکھین خدا کیا دکھاتا ہی ہمکو کون بچاتا ہی اتنے بڑے دشمن سے سامنا ہی وہ بھلا ہماری فریاد سُنے گا ہمکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر جان بچائین ایک طرف سے ارسطوے ثانی بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای ہمائے مرصع پوش مین بھی آتا ہون مین شاہزادے کے نہ ہونے سے زندگی بسر نہ کرونگا ہمنے اُسکے ساتھ بہت بُرائیان کین اب وہ اُسکا بدلہ کریگا لہذا آپ کے ساتھ رہین ہم بھی قید کی جفا سہین ہمارے سر پر کون سرپرست ہی وہ سب ساحرون مین زبردست ہی اُس سے کون مقابلہ کرے دیکھیے کیا آفت برپا ہو گیا اب ہم زندہ بچ سکتے ہین آپ کی یاد مین بیہودہ بکتے ہین اگر

اِدھر متوجہ ہو یہ اشعار تو سن لو اُس تصویر نے گنگنا کر بہ حُسن تمام یہ اشعار شروع کیے نظم

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو — پہلے غمازی کو قصہ بیان کرنے دو
جانبِ وشت عدم خیمہ روان کرنے دو — وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو
سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہو ویگا — شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو
کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہی یاں کم ظرفی — ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو
آخر کار تہ خاک ہی مسکن سب کا — اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو
مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ڈر ہی — کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو
رنگ اُڑ جائیگا رخسارۂ نافرمان سے — باغ مین تم مری آہونکو دُھوان کرنے دو
آجتک آہ کے کوڑو لنسے بدن نیلا ہی — آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو
اہل اسلام ہون غیبت نہین شیوہ میرا — میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو
پھوٹ بہنے دو اِنھین یار کے آگے آتش — دل کا احوال بھی آنکھونکو بیان کرنے دو

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے سکندر ثانی نے ہاتھ نور الدہر کا چھوڑ دیا اور جھومنے لگا کہا جہان آپ نے لوح محفوظ گلے سے اُتاری ہی تیغۂ طلسمی بھی رکھد یجیے یہ لباس بھی جسم سے اُتار دیے نور الدہر نے فوراً تیغۂ طلسمی زمین پر ڈالدیا لباس طلسمی اُتار اشبرنگ کے آگے ڈالدیا کہا ای شبرنگ یہ تمھارے سپرد ہی یہ کہکے طرف قصر کے چلے شاہزادیان رو رہی ہین اور بیقرار ہو ہو کے پکارتی ہین ای یاور غریبان واے داورس بیکسان ہمکو آپ چھوڑے جاتے ہین بے والی و وارث بناتے ہین ہر چند شاہزادیان بلکین تڑپین مگر شاہزادہ نور الدہر نے کسیکو جواب نہ دیا طرف قصر کے جاتے ہین جیسے ہی زیر قصر پہونچے اور سایہ قصر کا پڑا وہی تصویر جو سامنے کھڑی اشعار گا رہی تھی فوراً تڑپ کر گری نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھا کر قصر مین لائی قفس مین انکو بھی بند کیا پھر اُس تصویر نے پکارا ای سکندر ثانی تمھاری جگہ خالی ہی آپ بھی بہت جلد تشریف لائیے اور یہ اشعار گائے نظم

اِسی واسطے آئی ہون کہ اِس قصر مین رہون اُس تصویر نے ہاتھ بڑھایا زبان
مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دی جب زبان مین شعلۂ جوالہ کی سوزن دیگئی تو حیران
حیران دیکھنے لگی چوتھی تصویر نے اُٹھکر ایک قفس اُٹھایا اُس مین شعلۂ جوالہ
کو بند کیا جب شعلۂ جوالہ بند ہوچکی تو یہان مربع نشین گھبرائی نور الدہر سے کہا
ای شہریار دیکھیے شعلۂ جوالہ جاکر بیٹھ رہین مین اتبک کئی پھیرے کرتی اور خبر
لاتی ایسا نہ تھا کہ اتنا عرصہ لگاتی نجم نے کہا ای مربع نشین جلد جاؤ خبر لیکر آؤ
مربع نشین بھی مثل شعلۂ جوالہ روانہ ہوئی قصر مین پہونچی دیکھا قفس شعلۂ جوالہ
لٹکا ہوا ہی تصویر نے پکار کر آواز دی بی مربع نشین آؤ جسطرح شعلۂ جوالہ
کو بلاکر قفس مین بند کیا اُسی طرح تصویرون نے مربع نشین کو بھی بلایا زبان
مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا ہمارے مرصع پوش نے کہا ای شہریار اتنا عرصہ
ہوا کہ مربع نشین نہین آئی اب کنیز جاکر خبر لاوے کہ دونون پر کیا گذری
پھر آکر آپ سے حال مفصل بیان کرے نور الدہر نے کہا ای ہمارے مرصع پوش
مین ضرور جاؤنگا اور یہ بھی سمجھتا ہون کہ مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا مین لوح محفوظ کو
اُتارے ڈالتا ہون شبرنگ کے پاس لوح رہیگی یہ کہکے لوح محفوظ گلے سے
اُتاری ہرچند شبرنگ نے کہا کہ حضور یہ کیا غضب کرتے ہین بڑی خرابی ہوگی
یہ تو ظاہر ہی کہ مقام سحر ہی نور الدہر نے جھڑکا اور کہا کہ یہ لوح تم لیے رہو مگر
خبردار کسی بات مین دخل نہ دو اب تم بہت گستاخ ہوگئے ہو یہ گستاخی تمکو خراب
کریگی وہ کام کرو کہ ہمسے آزردگی نہ ہو ہم خود چاہتے ہین کہ جب ہم قصر مین جائین
تو ساحر کا سحر ہمپر تاثیر کرے سکندر ثانی نے دوڑ کر ہاتھ تھاما کہا ای شہریار مین
آپ کو اِسطرح نہ جانے دونگا یہ سحر خاص بقراط ثانی کا ہی مگر خیال کرتا ہون کہ
کونسا سحر اسیر کرون کہ حضور کے دل سے تاثیر مٹے سکندر ثانی سمجھا رہے
ہین کہ آپ کا جانا مناسب نہین اور نور الدہر ضد کر رہے ہین کہ قصر سے ایک
تصویر نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای سکندر ثانی طلسم کشا کو تم نہ روکو ذرا

جو قصر کو دیکھا فرمایا کہ مین اِس قصر مین جاؤنگا دیکھون کہ اِس قصر مین کیا ہی نجم نے عرض کی حضور نہ جائین غلام جاکر خبر لاتا ہی سب نے عرض کی حضور دن کو یہ قصر نہ تھا اِسوقت ظاہر ہوا ہی نجم نے نورالدہر کو روکا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلا جب قریب قصر کے پہونچا کان لگا کر آواز سننے لگا جب کوئی آواز کان مین نہ آئی تو اندرون قصر داخل ہوا دیکھا قصر مین سناٹا ہی کچھ تصویرین جابجا رکھی ہین محفل تصویر ان ہی نجم یہ حال دیکھکر پلٹا آکر نورالدہر سے بیان کیا کہ ای شہریار اُس قصر مین چند تصویرین ہین کچھ نازنینان مہ جبین کی کچھ ساحران مکارہ و غدارہ کی اُنکو دیکھکر غلام چلا آیا لہذا حضور بھی تشریف لیچلین ارسطو نے کہا ای نجم ابھی تو تم منع کرتے تھے اب خود کہتے ہو ہم بھی ساتھ چلینگے تمام شاہزادیان بھی کہنے لگین کہ اِس قصر مین چلنا ضرور ہی سب سے پہلے شعلۂ جوالہ پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی اور قصر مین جاکر داخل ہو گئی دیکھا کہ چند تصویرین نازنینان مہ جبین کی ایک گوشے مین رکھی ہین مگر خاموش شعلۂ جوالہ کو دیکھکر ایک تصویر مثل انسان کے گویا ہوئی کہ ای شعلۂ جوالہ آؤ بیٹھو قدرت نے حکم دیا ہی کہ جو آوے اُسکو جگہ دو شعلۂ جوالہ نے کہا مین تو خبر لینے آئی تھی اب پلٹی جاتی ہون دوسری تصویر نے کہا یہ مقام سیرگاہ خداوند بقراط ثانی ہی اگر یہان رہوگی تو بڑے لطف اُٹھاؤگی تیسری تصویر نے آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ اصل کیفیت یہ ہی نظم

طالب کو وصل مین یہ ملے رات بھر جواب
دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب

طالب ہوے تھے دید کے غش کھاکے گر پڑے
موسیٰ کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب

کرتی ہی ہمسری یہ سر زلف یار سے
ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب

طول شب فراق جو مین نے بیان کیا
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب

معجز نمائیون پہ جو آئے مرا مسیح
دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب

وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے
دیوان النوری کا لکھون ای قمر جواب

یہ اشعار جو اُس تصویر نے گائے شعلۂ جوالہ قریب اُسکے پہونچی کہا ای بوا مین تو

تب بقراط پر زوال آئیگا مگر اب یہ ظاہر ہوتا ہی کہ جس مقام پر حضور سے مقابلہ پڑجائیگا بیشک مارا جاے کس کس مقام پر عجائب وغرائب دکھائیگا آخر کو عاجز آئیگا ضرور آپ سے مقابلہ کریگا نور الدہر فرماتے ہین بعد عنایت پروردگار تم لوگونکا بڑا خیال ہی سکندر ثانی کہ بلاے روزگار ہی جسوقت مقابلہ پڑیگا بقراط ضرور عاجز ہو جائیگا شب بھر یہی باتین رہین سرداران تہمتن آمادہ ہین سب کہ رہے ہین کہ دریاے قلزم سے منہ پھیرے طرف قصر ہشت پہل کے چلیے اگر اُسکو مار لیا تو تمام طلسم یون ہی پڑا رہجائیگا نور الدہر نے کہا یہ غیر ممکن ہی کہ مرحلہ جات نہ ٹوٹین اور بقراط مارا جاے نجم اختر شناس نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ اِسوقت رنگ محفل اور طور پر ہی کچھ بیٹھکر گاؤ کہ رنگ جمے شبرنگ بن عمرو بیچ محفل مین آبیٹھا سازہ مرصعی نکالا بہ الحان بجانے لگا اور یہ چند اشعار قمر کے گانا شروع کیے

نظم

مین پاؤن بے سرو پا کسطرح وہانکی خبر	پیمبرون کو نہ ادل ملی جہان کی خبر
وہ دلمین رہتے ہین پر وہ دلسے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اپ مکان کی خبر
قمر کے حال پر اب رحم یا علے کیجے	ضرور لیجیے اس اپنے مدح خوانکی خبر

اِس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے دو پہر رات گئے نور الدہر نے جاکر آرام کیا جب نیند نہ آئی تو گھبرا کر بارگاہ سے نکلے سرداروں نے جو خبر سُنی کہ طلسم کشا بر آمد ہوے ہین اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے ہر ایک نے عرض کی کہ ای شہریار مزاج اقدس کیسا ہی نور الدہر نے کہا کچھ ایسی طبیعت گھبرائی کہ نیند نہ آئی تو مین گھبرا کر باہر نکل آیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ساکنان لشکر طلسم کشا ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی آفت آئے نور الدہر نے جو پلٹ کے دیکھا اُسی صحرا مین ایک قصر بنا پایا کہ نہایت بلند و مرتفع ہی مگر قصر مین سناٹا ہی کوئی انسان حیوان معلوم نہین ہوتا نور الدہر نے

کوشش کرتا ہون یہ کہکے آواز دی ای معمار قصر ساز جلد حاضر ہو دیکھا تو پہلوے قصر سے ایک ساحر دھوتی باندھے ہوے ہاتھون مین مٹی بھری ہوئی ایک ہاتھ مین بسولی دوسرے ہاتھ مین اینٹ کا ٹکڑا لیے ہوے سامنے بقراط کے آیا سب ساحر حیران ہین کہ خداوند کو کیا منظور ہی معمار کو ساتھ لیکر بقراط غائب ہوا بڑے عرصے کے بعد آیا معمار ساتھ نتھا مگر قضاے کار شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان دو منزلین طی کرکے ایک صحرا مین آکر اُترے اُس صحرا مین ہزارہا طائر وہزارہا نخل بے ثمر ہی موجۂ ریگ جوش مار رہا ہی نورالدہر کا لشکر ظفر اثر دس لاکھ ساحر وغیر ساحر جابجا اُترے نورالدہر بارگاہ مین آکر بیٹھے جادوگرنیان آفتاب جمال خورشید مثال پہلوون مین آکر بیٹھین نظارۂ جمال جہان آراے نورالدہر کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ پروردگار آپ کو مظفر ومنصور کرے اب مقدمات سخت درپیش ہین یقین ہی کہ بقراط ثانی بڑی بڑی کدوکوشش کریگا اور آپ کو تابہ دریاے قلزم نہ جانے دیگا بلاے روزگار ہی ساحر بہت زبردست علم نیرنگ وشعبدے مین وحید عصر ہی جب تو اُسنے سلطنت کو خدائی بنایا نجم اختر شناس عرض کر رہا ہی کہ سب کچھ ہی مگر انجام اُسکا قتل ہی حقیقت مین جو فتور اُسنے کیے وہی اُسکو پیش آیا آپ نے ایسا دباؤ ڈالا کہ طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا یہان بھی عیش کر رہا ہی اُسنے باعث اپنے عیش کا یہ رکھا ہی کہ ہر وقت نازنینان مہ جبین جمع رہتی ہین ناچ ہوا کرتا ہی ایسا مصروف ہی کہ کوئی وقت عیش سے خالی نہین علم موسیقی کے کامل جمع ہین وہی گایا کرتے ہین ارسطوے ثانی نے عرض کی انشاء اللہ تعالیٰ سارا عیش وآرام بھولے گا یہان سے بھاگ کر کہان جائیگا یقین ہی کہ مقابلہ کرے مگر یہ اُسپر خوب ظاہر ہی کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا خدا نے یہ ایسا فخر آپ کو عطا کیا کہ کل اہل طلسم آپ کے نام سے ڈرتے ہین حقیقت مین وہ وہ ساحر آپ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا قتل ہونا بہت دشوار تھا گو ہمکو گمان تھا کہ جب تمام عالم کے ساحر جمع ہونگے

پیچھا نہین چھوڑتے چند ماش کے دانے نکالے کچھ اسم سحر پڑھکر طائرون پر پھینک مارے جس طائر پر دانہ پڑا وہ جلکر خاک ہوا تھوڑے ہی عرصے مین جب سب طائر جلکر خاک ہوے تب آوازین آنا موقوف ہوئین سوفارہ نے کہا ای ہما جو طائر مارے وہ سحر بھولی اب جو یاد کرتی ہون تو وہ سحر فراموش ہین اسیوجہ سے مین تامل کرتی تھی غرض یہ دونون لشکر غضنفر مین آئے غضنفر بن اسد اپنے عیار کے لیے پریشان بیٹھے تھے ہما کو جو دیکھا خوش ہو گئے پوچھا ای یار وفادار تمنے کیا کیا ہما نے خوش ہوکر کہا آپ کے اقبال سے ناپید اکنارہ کو کنارہ دریاے عدم کے پہونچایا ملکہ بھی آتی ہین غضنفر خوش ہوکر باہر نکل آئے دیکھا سامنے سے سوفارہ تیر انداز چمکتی ہوئی آتی ہی غضنفر نے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے دل بیچین تھا مگر ہما نے جاکر خوب کام کیا سوفارہ نے کہا ای شہریارہ اگر تمام عالم چاہتا کہ ہم اُسکو قتل کرین تو وہ ہرگز قتل نہ ہو سکتا لیکن ہما نے یہ کمال کیا کہ اُسی سے اُسکی موت کا حال پوچھا طائر کو گرفتار کیا اُسکو مارکر ہمکو رہا کیا اگر جلدی نہ کرتی تو قصر مین دب جاتی ہما نے یہ کمال کیا کہ قصر سے پھاند پڑا کئی ہزار طائرہ زیر قہر دبے چند طائرون نے پیچھا کیا تھا اُنکو مین نے راہ مین مارا لیکن یہ نقصان ہوا کہ جتنے طائر مین نے مارے اُتنے ہی سحر مجھکو فراموش ہو گئے اب مین اُنکو مشقت کرکے اپنے قبضے مین کرونگی غرض یہ کہ سوفارہ بھی غضنفر کے ہمراہ ہوئین غضنفر کا وہی طریقہ ہی اگر کاروان پایا لوٹ لیا کوئی قریہ ملا اُسپر قبضہ کیا اب حال نورالدہر تحریر کرتا ہون کہ یہ تو لشکر ظفر اثر لیکر چلے ہین یہان یہ ہوا کہ چند طائرہ اور جو باقی رہے تھے وہ پرون سے سر پیٹتے ہوے قصر ہشت پہل مین پہونچے بقراط ثانی تخت پر بیٹھا تھا کہ طائرہ آکر پہونچے طائرون نے اپنے اپنے سر پیٹے اور عرض کی یا خداوند ناپید اکنارہ قتل ہوا یہ خبر وحشت اثر سنکر بقراط بہت گھبرایا اور پکار کر کہا یارو مین تم سبکا زور دیکھ چکا اب مین خود

آپ نے شراب بہت کم پی ہی چہرہ اُداس ہو رہا ہی مین نے آپ کو گو دیون مین
پالا ہی آپ کی اُداسی مجھسے نہین دیکھی جاتی ناپید اکنار نے جام ہاتھ سے لے لیا
خدمتگار نے گنگنا کر کچھ اشعار بھی گائے ناپید اکنار خوش ہو کر پی گیا قفس سے
ملکہ سوفارہ دیکھ رہی ہین کہ خدمتگار نے خنجر کھینچا قریب قفس آکر کہا ای ملکہ عالم مین
عیار ہون غضنفر بن اسد کا اِس ہیجیا کو قتل کرتا ہون آپ قفس توڑ کر نکل جائیے گا
مین زبان سے سوزن نکال لون ملکہ نے اِشارہ کیا ہما نے زبان سے سوفارہ کی
سوزن نکالی مگر سوفارہ نے کہا ای ہما اِسکو قتل کرو مین تڑپ کر نکلتی ہون سوزن
نکلتے ہی ملکہ کے ہاتھ پانؤن مین طاقت آگئی ہما نے وہ گُردے طائر کے نکالے
شکم پر اُسکے رکھے اور خنجر تڑپ کر مارا جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے قصر تھرایا ہما
نے پکار کر آواز دی ای سوفارہ دیکھو قصر گرا چاہتا ہی سوفارہ نے نکلتے ہی سحر
کیا کہ جنبش قصر کی موقوف ہوئی اِدھر تو سوفارہ قصر سے نکلکر اُڑتی ہوئی چلی
اُدھر ہما سے وہ بندہ بھی پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا چلا کہ دیکھا صحراے رنگ آمیز
سے ہزارہا طائر سر پیٹتے ہوے منقارین کھولکر چیختے ہوے آئے جیسے ہی قریب
قصر کے پہونچے کہ قصر نے قصور نہ کیا طائر اندر قصر کے جا چکے تھے کہ یکایک
قصر اُڑ اُڑا کر گرا اور سب طائرون نے دب کر اپنی جان دی اب آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من ناپید اکنار جادو بود سوفارہ نے کہا ای ہما اب اُسکا خاتمہ
ہوا اگر ماشاء اللہ تمنے بڑا کار نمایان کیا ایسے مقام پر پہونچنا تمھارا ہی کام
تھا یہ دونون خوشیان کرتے ہوے جاتے ہین اور چند طائر جو پیچھے رہگئے تھے
وہ پکارتے ہوے آتے ہین کہ ای ہما و سوفارہ تمنے غضب کیا کہ ہمارے مالک
کو مارا ہم جاکر قدرت سے فریاد کرتے ہین افسوس یہ ہی کہ ہمارے ساتھ
والون نے جاکر ہمراہ مالک کے جان دی ہم چند شخص زندہ رہے طائر ان
صحرا مین بدنام ہونگے طائر کہین گے کہ یہ نمک حرام ہین جس مالک کے ساتھ
رہے وہ قتل ہوا اور یہ زندہ واپس آئے سوفارہ نے جو دیکھا کہ طائر ہمارا

اپنی لیلی کے تجسس مین سدا — قیس بن بنکے پھرا کرتے ہین
عطر ملنے کے بہانے ہم تو — کف افسوس ملا کرتے ہین
شمع و سیکڑون اب گرد ترے — مثل پروانہ پھرا کرتے ہین
خاک کوچے کی ترے لیکے صنم — اپنے ہم منھ پہ ملا کرتے ہین
بہ خدا کام بتون کا ہی یہی — فتنہ ہر روز بپا کرتے ہین
یاد مین لالہ رخون کی اکثر — زخم دل داغ بنا کرتے ہین
کہین آجاے وہ گل ہمکو نظر — اِس تمنا مین پھرا کرتے ہین
یاد جب آتا ہی وہ شعلہ خو — ہم دم سرد بھرا کرتے ہین
یار تک اپنی رسائی ہی محال — آنکھ چوکھٹ سے ملا کرتے ہین
ہاتھ سے کھوکے اب اُس گل کو شفا — رات دن ہاتھ ملا کرتے ہین

زمزمہ سرائی کرکے اور یہ اشعار گاکے وہ طائر آشیانے مین گیا سر نکالکر بیٹھا ہما نے اپنے کو بیخ نخل مین چھپایا اور دانہ سامنے ڈالدیا اور کمندین لگادین طائر نے جو دانہ پڑے دیکھا آشیانے سے نکل آیا دانے پر گرا ہما نے کمند کھینچی وہ طائر پھنسا ہما نے جھپٹ کر خنجر کمر سے نکالا اور طائر کو ذبح کرنے لگا سب طائر آشیانون سے نکل آئے غلغلہ کرنے لگے ناپید اکنار اپنے قصر سے آواز ین طائرون کی سُن رہا ہی کہ ہما نے مار کر اُس طائر کو گردے نکالکر اپنے پاس رکھے لیکن طائر جو تڑپا خون کی چھینٹین بدن پر پڑین مگر طرف قصر کے بھاگا سامنے ناپید اکنار کے آیا کہا اے شہنشاہ آج مین نے نیا معرکہ دیکھا مین جو صحرا رنگ آمیز مین گیا اور وہ طائر آیا سب طائر آشیانون سے نکلے اُسکے گرد پھرتے تھے اور غل مچاتے تھے نہین معلوم یہ کیا باعث آخر مین وہ طائر آشیانے مین جا چھپا ناپید اکنار نے کہا کوئی عیار اُس صحرا مین آیا ہوگا مگر مین ہوشیار ہون آوازین طائرونکی سنکر ہوشیار ہوا تھا مگر اب تیرے کہنے سے تردد رفع ہوا خدمتگار نے جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا آج تو

گھر مین رہونگی دو ایک مرتبہ بلائین لیکر بیہوشی منھ پر ملدی نگہبان بیہوش ہو اٹانگ پکڑ کے گھسیٹ کر ایک گڑھے مین ڈالدیا اور کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اُن نگہبانون مین آملا تھوڑی دیر مین آواز آئی ارے تیمار خدمتگار یہان حاضر ہو ساتھ والون نے کہا جاؤ تمکو آقا پکارتے ہین ہما بشکل مذکور بالاے بام آیا سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہوا قدمون سے لپٹ گیا اِسقدر رویا کہ ہچکیان لگ گئین ناپید اکنار نے کہا کیون ای خدمتگار خیر تو ہی کہا ای شہنشاہ مجھکو بڑا قلق ہی آپ اِس عورت پر عاشق ہین اور مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہین کہین ایسا نہو کہ کوئی آپ تک پہونچے اور آپ پر عیاری کرے تو ہم کدھر کے ہونگے مارے مارے پھرینگے ساحرون کے ملک مٹتے جاتے ہین مسلمانون کی عملداری بڑھتی جاتی ہی ناپید اکنار نے یہ سنکر خدمتگار کو گلے لگا لیا کہا ای خیرخواہ مین سمجھا کہ تجھکو مجھسے زیادہ محبت ہی میرے باپ کے وقت مین بھی تو نوکر رہا مجھکو گودیون مین کھلایا لیکن کوئی عیار مجھکو قتل نہین کر سکتا یہ جو صحراے رنگ آمیز ہی ہر نخل پر ہزارہا طائر رہتے ہین ایک طائر بشکل عقاب شام کو آکر زمزمہ سرائی کرتا ہی اُسی نخل پر اُسکا آشیانہ ہی جو عیار آکر مجھپر عیاری کرے پہلے طائر کو گرفتار کرکے مارے تب میری موت ہو خدمتگار خوب ہنسا بلائین لینے لگا کہتا تھا اب میرے دلکو تسکین ہوئی کہ میرے آقا کو کوئی مار نہین سکتا مگر کیون حضور جو کوئی طائر کو پکڑے اور وہین مار ڈالے ناپید اکنار نے کہا طائر کا شکم چاک کرڈالے دل وگردہ نکالکے اپنے پاس رکھے تب مجھکو قتل کر سکتا ہی یہ سنکر خدمتگار بہت خوش ہوا کام کاج کرنے لگا جب دیکھا کہ دن قلیل باقی ہی تو قصر سے اُترا صحراے رنگ آمیز مین آیا چہار طرف پھرنے لگا کہ سب طائر بھاگ بھاگ کر اپنے اپنے آشیانون مین چھپنے لگے کہ آسمان پر فراٹا ہوا دیکھا ایک طائر بشکل عقاب سبز رنگ ایک نخل پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جس سے صاف یہ آواز آتی معلوم ہوتی تھی نظم

خون دل اپنا پیا کرتے ہین
درد و فرقت کو سہا کرتے ہین

لگا یا ایک ساحرہ حسین کی شکل بنا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر ایک نگہبان پر نگاہ ڈالی اُس نگہبان نے جو اِدھر دیکھا ایک عورت جوان اِشارہ سے کر رہی ہی کلیجہ تھام لیا اور ساتھ والون سے اپنے کچھ حیلہ کر کے طرف نخل کے چلا نخل کے قریب آ کے پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی ہمارے دونده نے کہا صاحب بیٹھ جاؤ مین کیا مصیبت کا حال بیان کرون اصل مین میرا یہ حال ہی نظم

ربط اسباب سے دو یان دل ناکام کو گم
آئنہ چھوڑ سکندر گیا اور جام کو جم

دام تزویر مین آنیکا نہین مین ہرگز
دام مین لائیے دیدے کے دو دام کو دم

حکم ضحاک سے مقتول نہ ہوناگا ہے
جام مین دیکھتا گر موت کے انجام کو جم

صاف لکھدیتے ہین او صاف دہان پنہان
رہنے دیتے ہی نہین شعر مین ایہام کو ہم

یہ عجب کشتی ہی دن رات ہی بے آب روان
ناخدا چاہیے یہ زورق ایام کو ہم

کرنہ تو ای ستم ایجاد بہت دل شکنی
جو کہ اچھے ہین وہ کرتے ہین بُری کام کو کم

بخل فی الحال امیرون مین ہی فاروتسے سوا
حاتم اِس عصر کا کہتے ہین برا نام کو ہم

بات اُس بت کے ہی معدوم دہن کی بخدا
نہ تو اِلقا کو سمجھتے ہین نہ الہام کو ہم

حاجیونکو بھی کیا شوق بتان نے وحشی
کر گئے پھاڑ کے سب جامۂ احرام کو رم

زیر دیوار صنم زیبہ ہی نالے کی فضول
طی کرے وان نہ رہ اوج لب بام کو ہم

تجھکو کیا خوف ہی غوغائے رقیب سے شفا
شور روباہ سے ہوتا نہین ضرغام کو غم

میرے شوہر سے مجھسے لڑائی ہوئی آج تیسرا دن ہی کہ آب و دانہ ممکن نہین ہوا ہی اور مین یہ چاہتی ہون کہ اپنی عصمت بچاؤن اور زندگی بسر کرون جس مرد سے بات کرتی ہون وہ آبرو کا خواہان ہوتا ہی مگر تمکو دیکھا کہ خداوند بقراط کے بندے ہو شاید تمکو رحم آئے یہ کہکے اِسطرح روئی کہ وہ نگہبان بھی بیقرار ہو گیا کہا صاحب نہ رو مجھسے کہو مین خدمتگزاری کو موجود ہون کسی خدمت مین عذر نہ کرونگا میرے گھر مین میری زوجہ ضعیف ہی تمکو بیٹی بنا کر رکھیگی مین جو کچھ کما کے لاؤنگا تمھارے ہی ہاتھ مین دونگا یہ سنتے ہی وہ عورت بلائین لینے لگی اور کہنے لگی مین تمھارے ہی

لشکر کے چلے مگر ہمارے دوندہ صحرا الصحرا وشت بدشت پھر رہا ہی ہر مقام پہ پتہ لگاتا ہی مگر پتہ نہین ملتا ایکدن جو اسکو خیال آیا ایک نخل کے نیچے بیٹھا بیقرار ہوکر عرض کرتا تھا کہ ای جناب قبلہ و کعبہ آپ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اور سردار عیاران ہین مجھکو نشان سوفار بتائیے آقا بیقرار ہونگے روتے روتے ہما کی آنکھ بند ہوئی عالم خواب مین دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے کھڑے ہین اور فرمارہے ہین کہ ای فرزند کبھی ہمارا منھ بھی نہین میٹھا کرتے ایسے فرزندون سے کیا فائدہ لیکن آگے بڑھکر صحراے رنگ آمیز ملیگا اُسکے بائین پہ جاؤ مطلب حاصل ہوگا مگر سمجھ کے عیاری کرنا ناپیداکنارہ ایسا ساحر تھا کہ ظاہر مین مرا باطن مین یہ شعبدہ ہوا اُسکا مارنا نہایت دشوار ہی اگر ہوسکے تو پہلے یہی پوچھنا کہ آپ کی جوت کا ہے مین ہی اُسیکی فکر کرنا چاہتا تھا ہما اور کچھ پوچھے کہ آنکھ کھلگئی ایک شخص راہ گیر جاتا تھا اُس سے ہمانے پوچھا کہ صحراے رنگ آمیز کس مقام پہ ہی اُسنے کہا سامنے جائیے مگر اُس جنگل مین طائر بہت ہین ہما اُس سے پوچھکر اُسی جانب چلا بعد تھوڑی دیر کے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہر ہر نخل پہ ہزار ہا طائر بیٹھے ہوے تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے ہین ہما دیکھتا بھالتا اُس صحرا سے گذرا بائین جانب پہ دیکھا کہ ایک قصر بنا ہوا ہی دروازے پر چند نگہبان ہین بالاے قصر ایک ساحر تاجدار سرنگون بیٹھا ہوا ہی زیر قصر ہزارہا دو ہزار عورتین اور ہزارہا دہ ہزار مرد ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ و مہر کسوف و خسوف مین ہین اور ایک قفس سامنے لٹکا ہی اُسمین ایک مہجبین زبان مین سوزن گرفتار دام رنج و محن سرنگون بیٹھی ہی وہ ساحر بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کیون ای سوفارہ اپنے عاشق کو سرفراز نہ کروگی ہمارا حال بہت ابتر ہی سوفارہ کچھ جواب نہین دیتی یاد غضنفر مین سر جھکاے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو کا تار بندھا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیونکا سہرا چہرۂ انور پہ آراستہ کیا ہی ہمارے دوندہ اس فکر مین ہوا کہ بموجب ارشاد آقا کے تا در سبب نشان ٹھیک ہین اپنے کو کیونکر پہونچاؤن کنارے آکر رنگ دروغن عیاری کا

نہ فاسق ماند مایوس از عنایت ۔۔۔ نہ فاجر ماند از الطاف محروم
بہر کمزوری می بخشد خدا زور ۔۔۔ زہر ظالم ستاند داد مظلوم
خدا حاجت روا و خلق محتاج ۔۔۔ خدا فرمانروا و خلق محکوم
از ان نقاش شد ہر نقش پیدا ۔۔۔ ز کلکش ہر رقم گردید مرقوم

ناپید اکنار تلوار کھینچے ہوے قریب غضنفر کے پہونچا اور برس پڑا غضنفر نے روکتے روکتے ایک ہاتھ تلوار کا مارا ناپید اکنار نے سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی ناپید اکنار کے دو ٹکڑے ہوے مرنا ناپید اکنار کا کہ ہنگامہ ہوا بہت سے طائر آسمان پر لہراے چیختے تھے غل مچاتے تھے ایک طائر کلان غل مچا کر گرا اور سوفار کو اٹھا لیگیا غضنفر نے تیر مارا تیر چلکر گرا طائرون نے آواز دی مثل انسان کے گویا ہوے کہ او جوان کف افسوس ملا کر اب سوفار سے ملاقات نہ ہوگی غضنفر زار زار رونے لگا کلاہ سر سے اتار کر زمین پر دے ماری اور برہنہ سر ہو کر پکار اٹھا افسوس نہین معلوم اس جان جہان پر کیا گذری کون اسکو لیگیا مجھے داغ دے گیا اے سوفار تیری فرقت نے بڑا قلق دیا نظم

دوش دلدار سے بل کھا کے جو کاکل نکلے ۔۔۔ شاخ صندل سے عجب کیا ہی جو سنبل نکلے
خط و کاکل کا نظارہ جو کرے تیرے حکیم ۔۔۔ پھر نہ یہ مسئلۂ دور تسلسل نکلے
داغ پر داغ جو اِن لالہ رخون کا پایا ۔۔۔ ہم چراغ دل سوزندہ کو کر گل نکلے
وصل کی بات اگر آپ ہی کہدے ساقی ۔۔۔ دہن شیشۂ مے سے نہ یہ قلقل نکلے
آہ کا آگے علم لشکر غم پیچھے تھا ۔۔۔ ہم سوے دشت بہ این شان و تجمل نکلے
ملتجی وصل کا ہونگا مین شفا تجھسے آج ۔۔۔ منھ سے اے جان نہ کوئی لفظ تامل نکلے

غضنفر رو رہے ہین کہ ہماے دوندہ آکر پہونچا دیکھا کہ آقا خاک اڑا رہے ہین اسنے آکر پوچھا کہ اے شہریار خیر تو ہے یہ کیا معرکہ گذرا غضنفر نے سب حال بیان کیا ہما نے کہا حضور لشکر مین چلین غلام چلکر تلاش کرتا ہے اگر خدا نے چاہا تو تلاش کر کے لاؤنگا حضور تک انکو پہونچاؤنگا غضنفر ناچار ہو کر گھوڑے پر سوار ہوے طرف

غضنفر سے کہا نوش کرو غضنفر نے اِنکار کیا ملکہ نے سبب پوچھا غضنفر نے کہا اگر ہمسے محبت ہی تو دین اِسلام بہ دل قبول کرو ملکہ مع کنیزون کے مطیع اسلام ہوئی ابتو جام چلنے لگا صدا اے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ہین کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین قضاے کار شیدا کا بھائی ناپید اکنار اپنے باغ مین بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شیدا اے ابلق سوار بود آواز سنتے ہی گھبرا گیا طریقے سے معلوم ہوا کہ فلان باغ مین سوفار تیر انداز نے مارا غصے مین یہ کہکر اُٹھا کہ جھونٹے پکڑ کے گھسیٹ لاؤنگا زبان سے بکتا ہوا راستہ تکتا ہوا چلا تھوڑی دور آکر پوچھا کہ باغ سوفار کہان ہی لوگون نے پتہ دیا روارِوی کرتا ہوا اُسوقت باغ مین آکر پہونچا کہ عاشق و معشوق شگفتہ بیٹھے ہین جام چل رہا ہی اختلاط ظاہری ہو رہے ہین ناپید اکنار فورًا بارہ دری کے اندر آیا آکر للکارا کہ او سوفارہ مکار مسلمان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی یہ لوگ وہ ہین کہ قدرت اِنکے نام کے دشمن ہین اور تو نے شیدا کو کیون مارا اِسی مین بہتر ہی کہ اُٹھکر میرے ساتھ چلی آ ورنہ ابھی خاک سیاہ کرونگا غضنفر تلوار ٹیک کر اُٹھے ناپید اکنار نے کہا اوجوان تو کیا سمجھکر اُٹھا ہی ایک اِشارے مین دیوانہ ہو جائیگا تنکے چنتا پھریگا غضنفر نے کہا ابھی تجھکو راہی ملک عدم کرونگا سوفارہ نے پکار کر کہا کہ او ناپید اکنار اپنی جان بچاؤ اِنپر سحر تاثیر نہین کرتا ناپید اکنار نے آگ برسائی غضنفر نے انگشتر کو گردش دی نگینہ جو چمکا شعلہ ہاے آتش پانی ہو گئے پھر اُسنے تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر کسی شی سے تاثیر نہ ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈال کے تیر و کمان نکالا تاک کر تیر مارا قریب سینۂ غضنفر آکر تیر کٹکر گرا ابتو ناچار ہو تلوار کھینچی سحر کرتا ہوا بڑھا سوفارہ دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس ظالم کے ہاتھ سے اِس شہریار غضنفر نامدار کو بچالے

نظم

کند تقسیم قاسم جملہ مقسوم	بہ بخشد بندگان را رزق معلوم
حکومت سکندر آن کار فرما	بہر ملک و بہر ارض و بہر بوم

گھیر کر مار لو کل فوج نے بلوہ کیا جب عرصہ ہوا تو سوفار بہت گھبرائی دروازے پر
باغ کے اپنے کو پہونچا یا دیکھا کہ بارہ ہزار آدمی غضنفر کو گھیرے ہوے ہین اور غضنفر
شیرانہ لڑ رہا ہی ملکہ کو تاب نہ آئی دیکھکر بیقرار ہو گئی موتیونکا مالا گلے سے اُتار اسم سحر
پڑھکر کھینچ مارا مہمان پر زیادہ سحر کیا مہمان جھوما آنکھین سرخ ہوئین چہرہ نہ رو ہو گیا
بے اختیار پکار اُٹھا نظم

ہی مجھے برسون سے رشک ماہ کامل کی ہوس	دیکھیے کسدن نکلتی ہی مرے دل کی ہوس
چشم بد دور اختر اقبال ہی چمکا ہوا +	اک جہان رکھتا ہی اُس زہرہ شمائل کی ہوس
قتل ہو جاؤن تو ہو دنیا کے جھگڑونسے نجات	اسلیے رہتی ہی مجھکو سے قاتل کی ہوس
پھر بہار آئی مرے سر مین جنونکا جوش ہر	کیون نہ ای حداد ہو طوق و سلاسل کی ہوس
کیا عجب بوسہ اگر مجھکو وہ دین حسب الطلب	منعمون سے بیشتر نکلی ہی سائل کی ہوس
کون دیگا ساتھ اب غربت مین ای ہوش و حواس	وائے تم جاتے ہو اور نکلی نہین دل کی ہوس
عشق جسدم سے ہی تیغ ابروِ خمدار کا	گرو رہتی ہی مرے شمشیر قاتل کی ہوس
فیض سے ہمت کے شاعر ہو گیا ہون ای شفیق	مجھکو کیا ہو دوسرے اُستاد کامل کی ہوس

مہمان غل مچاتا ہوا سامنے قصر کے آیا اور پکار کر آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو
باغ محبوبی جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ فوج کو اپنی منع کر اور سب کو لیکر
چلا جا طرف صحرا کے جا نا وہان ہم بھی آوینگے مہمان نے سب کو منع کیا کہ خبردار کچھ
چشم زخم نہ پہونچنے پائے اگر کوئی تلوار اُس شہریار یا اُسکے گھوڑے پر پڑیگی تو ملکہ کے
خلاف ہوگا سب نے ہاتھ روک لیے سمٹ کر پاس مہمان کے آئے گھوڑے پر سوار
ہو کر مہمان طرف صحرا کے بھاگا ملکہ نے قصر سے اُتر کر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا دریاے
خون مین نہائے ہوے تھے دوپٹے سے خون پونچھتی ہوئی لیکر باغ مین آئی لاکر
بارہ دری مین بٹھایا کہا صاحب لباس تبدیل کر ڈالو غضنفر نے زرہ اُتاری ملکہ نے
زرہ کو پانی سے دھو کر پھیلا دیا خون لباس سے چھڑایا کنیزونسے اشارہ کیا کہ اسباب
عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کردین

ہوتی یہ نیر مجھپر پڑتا مین نہال ہوجاتی غضنفر خود بیقرار و بیتاب ہین پکارکر کہا اے جان
جہان ہم بھی آئین سوفارہ نے اِشارہ کیا خانہ بے تکلف ہی تشریف لایئے سرفراز فرمایئے
غضنفر اُسی جانب چلے در باغ پر آکے گھوڑے سے اُترے گھوڑا اُسی مقام پر چھوڑ دیا
آہو بھی وہین پڑا رہا گھوڑے سے کہدیا کہ اے مرکب وفادار ہم معشوق سے ملاقات کرکے
آتے ہین کہین جانا نہین مرکب نے سر ہلادیا مراد یہ تھی کہ جو آپ نے اِرشاد فرمایا وہ
مین نے قبول کیا غضنفر تو اندر آیا قضا ے کار اہل فوج کہتان سے مہمان مردم در
دوسرا بھائی کہتان کا مع دس بارہ ہزار جوانون کے اپنے ملک کو جاتا تھا اتفاقاً اُدھر
سے گذر ہوا دیکھا کہ ایک آہو مرا پڑا ہی اور ایک مرکب بادرفتار دروازے پر باغ
کے کھڑا ہی لوگون سے اِشارہ کیا اِس مرکب کو گرفتار کرلو دو تین سو جوان رسئین و
زنجیرین لیکر چلے گھوڑے نے تیور بدلے رسئین و زنجیرین پڑے نے لگین مگر مرکب
وہ بادرفتار ہی کہ زنجیرون اور رسنون سے مثل ہوا کے نکلجاتا ہی جسپر جاپڑا کسیکا سر
چبالیا کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا کسیکو پشتک ماردی کسی کے دولتی ماری مہمان سوفارہ
قصر سے اُترین وسط باغ مین آکر غضنفر کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا چاہتی ہین بارہ دری
مین لیکر جاؤن غضنفر بھی خوشی خوشی ہمراہ معشوق ہین سراپا دیکھ رہے ہین حقیقت
مین معشوق سمن بر پریچہرہ رشک قمر گلے مین ہاتھ ڈالے ہوے سیر باغ کر رہے ہین
اکثر بوسہ بھی لے لیتے ہین سوفارہ ہنس کر خاموش ہو رہتی ہی خیال کرتی ہی کہ کسیطرح
یہ جوان رنجیدہ نہ ہو بلکہ بوسے سے تسکین دل ہوتی ہی سر جھکا لیتی ہی منظور یہ ہی کہ
اِسیطرح بوسہ بازی ہو کہ شیہہ مرکب کی آواز کان مین آئی غضنفر نے ہاتھ چھڑا کر کہا
ہمارے مرکب کو کسی نے ستایا ملکہ ہان ہان کرتی رہین مگر غضنفر جست و خیز کرتا ہوا
بیرون باغ آیا دیکھا مرکب کو کئی سو جوان گھیرے ہوے ہین ایک افسر دیو خصال
عفریت مثال لینا لینا کر رہا ہی غضنفر تلوار کھینچکر جا پڑا گھوڑا ابھی جنگ کرنے لگا اب جو
غضنفر جسپر جا پڑتے ہین اُسکے دو ٹکڑے کرتے ہین مہمان نے آواز دی کہ یارو یہ
وہی جوان ہی جسکی وجہ سے بھائی صاحب مارے گئے شبخون آکر مارا انتھا اب تو اکیلا ملا ہی

تیر عشق غضنفر کا کھا ے ہوے ہو بموجب مضمون اِس بیت کے آنکھون کے نیچے
صورت پھر رہی ہو بیت اگر کے پچون کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اِس اداکا +
بجا بجا یا کھنچا کھنچا یا یہ چھب تو دیکھو غضب خدا کا + آنکھون کے نیچے یہ تصور پھر رہی
تھی اِس سیاہ رو کا ساسنے آنا بہت شاق ہوا اچھلا کر آواز دی کہ ای تاجدار
ہمارا اِسوقت جاؤ ہم ایک سوچ مین کھڑے ہین اور ایسا سوچ ہو کہ جسکا دفعیہ
ہو نہین سکتا شیدا نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج تو مین بے
حصول مطلب نہ جاؤنگا پلٹ کر سوفارہ نے کہا ای شیدا کیون شامتین آئی ہین
ایسا نہ ہو کہ یہان سے ذلیل ہو کر جاؤ شیدا نے کہا مجھکو جان دینا منظور ہو مگر
یون آج محروم نہ جاؤنگا یہ سر ہی کاٹ لو جفا اُٹھاتے اُٹھاتے دل پتھر کا ہو گیا
آخر تکرار ہونے لگی شیدا سمجھا کہ یہ سحر مین کم ہو مین اِسکو اُٹھا لیجاؤنگا باغ مین
لیجا کر وصل حاصل کرونگا شیدا نے ہاتھ بڑھایا سوفارہ نے اُف جو کی شیدا کے
ہاتھ پر آبلہ پڑ گیا ابتو گھبرایا بغلین جھانکنے لگا جی مین کہتا ہو کہ یہ سحر مین کامل ہو میرے
ساتھ نہ جائیگی آخر سحر کرنے لگا جو سحر کیا سوفارہ نے اُسے بہ آسانی دفع کر دیا جب
سوفارہ نے دیکھا کہ یہ نہین مانتا جھولی پر ہاتھ ڈال کے سینگ کی کمان اور سینگ
کا تیر نکالا تاک کر سینۂ پُر کینہ پر تیر مارا شیدا نے ہر چند چاہا کہ بچون مگر وہ تیر دلدوز
کب رُکتا ہو سینے پر آکے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شیدا ادھم سے زمین پر گرا
شیدا کو مار کر رنجیدہ غصے مین قصر پر آکے بیٹھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ غضنفر
بن اسد گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہو آگے آگے ہرن ہو پیچھے اُسکے غضنفر گرد دورے
جو آیا ہو پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے باغ کے ایک نخل تھا وہان پر آکر ہرن چوکڑی
بھولا غضنفر نے تیر مارا آہو جو بلبلا کے گرا بس بے اختیار ملکہ پکار اُٹھین بیت
تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست + بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست +
غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ وہی مہ جبین دل آرام بالاے قصر سے تعریفین
کر رہی ہو اور دل کو مسوس رہی ہو کہتی ہو کیا تیر مارا کاش اِس آہو کے مقام پر مین

آسمان پر برق چمکی قضائے کار شیدائے ابلق سوار ایک تاجدار ہی کہ اکثر اُسنے سوفارہ کو پیغام بھیجا تھا لیکن جواب صاف ملا کہ ہم ہرگز تمسے شادی نہ کرینگے یہ سُنکر اُسکو بڑا ملال ہوا مگر خیال تھا کہ کہین پتا پاجاؤن تو اُسکو لے آؤن اسی فکر مین رات و دن رہتا تھا اُسوقت اُسکی نگاہ پڑی کہ ملکہ سوفارہ یکہ وتنہا اپنے باغ مین سیر کر رہی ہین اور یہ اشعار زبان پہ ہین

نظم

قید تا چند کنی ای ستم ایجاد مرا　　یا بکش یا بہر خدا یا بکن آزاد مرا
آنکہ گاہے بہ غلط ہم نہ کند یاد مرا　　کی کند از غم و اندوہ دل آزاد مرا
ناصحا تو سر خود گیر کہ دل در کف تست　　چون نہ فریاد کنم دل زکف اُفتاد مرا
حیف آن وعدہ فراموش نیایدم فرمود　　گاہ یک پرچہ کاغذ نہ فرستاد مرا
من و تو ہستم و بزم طرب از غیر تہی　　ہست این وقت خدا را و چہ ارشاد مرا
چون نہ از سرو چمن آہ جگر دوز کشم　　در چمن قامت دلدار دہد یاد مرا
روے گل پیرہن خویش چگونہ بینم　　بند در دام نمودست چہ صیاد مرا
مہربان شد بت مغرور بحال نزارم　　کار با نالہ و فریاد چہ اُفتاد مرا
بوسہ ہا داد بہ غیر آن بت شیرین حرکات　　کُشت از دشنہ حسرت ستم ایجاد مرا
مینماید بہ چمن نغمہ سرائی آن گل　　ہمچو بلبل بہ چمن نالہ و فریاد مرا
ہر کجا می برد عشقش غم او ہمرہ ماست　　آہ یادش نہ رود از دل ناشاد مرا
ای شفا ہست غم یار بقول صائب　　کی کشاید بہ چمن خاطر ناشاد مرا

یہ دیکھکر شیدائے ابلق سوار سمجھا کہ میرے فراق مین بیقرار رہی تخت اُتار لیا وہ معشوق یہ سمجھ کہ یاد مین غضنفر کی رو رہی ہی اسکا آنا ناگوار ہوا مگر شیدا نے بلا تکلف آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہمکو مدت ہوئی کہ تمھاری یاد مین رہتے ہین جفائے ہجر سہتے ہین آج تمکو دیکھکر دل بیقرار ہوا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین رات کو سوتے سوتے گھبرا کر اُٹھتا تمھاری یاد مین مر مر کر اتا تھا ملازمون نے آکر سمجھایا اب مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرو سوفارہ

کم ہین مگر ماشاء اللہ اِس لطف سے لڑے کہ آخر کہتان نکلکر بھاگا ہی نور الدہر نام غضنفر سنکر نکلے نکلکر سوار ہوے جلدی ہین دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے راہ ہین لشکر کہتان ملا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران ہیچیا وای نابکاران پر دغا منم شیر بیشۂ صاحبقران پہلوان نامی و نام آور فرزند امیر خوش سیر یہ کہکے جا پڑے کہتان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا تھا لشکر نور الدہر نے جو روکا اور زیادہ گھبرایا آخر لڑنے لگا نور الدہر نعرہ کرتے ہوے مقابلۂ کہتان ہین پہونچے کہتان نے جو جمال جہان آرا دیکھا اور ہرکارے نے خبر دی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی کہتان جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے روک کر ہاتھ تیغۂ طلسمی کا مارا تلوار چمک کر گری کہتان کے دو ٹکڑے ہوے فوج والے گھبرائے فریاد کرنے لگے چادر ہلائی آخر سب کے سب مسلمان ہوے نور الدہر اُن سب کو لیکر پلٹے اپنے لشکر ہین آئے معروف عیش و نشاط ہوے مگر غضنفر نے آج بھی سوفار کو دیکھا کہ عین گرمی جنگ ہین آکر شریک ہوئی بہت خیال ہوا جب صحبت ہین آئے تو ساتھ والون سے بیان کیا کہ دو دن سے ایک شاہزادی برابر آتی ہی اور مجھپر احسان کرتی ہی کہ عین گرمی جنگ ہین پہونچتی ہی نہین معلوم وہ کون ہی سب نے عرض کی ظاہرا ہمکو ثابت ہوتا ہی کہ عاشق جمال بے مثال ہی اِس خیال ہین شب بھر رہے جب لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا آفتاب عالمتاب مشرق سے نکلکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا غضنفر حیلہ شکار کا کرکے اسپ بادپا پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا چند بہیلیے و قراول بھی ہمراہ رکاب ہوے صحرا ہین آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی کو شکار کرنے لگے ادھر سوفار جادو باغ ہین اپنے بیٹھی تھی آنکھون ہین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے بھی بات نہین کرتی کبھی ٹھنڈھی سانس بھرتی ہی کہتی ہی صاحبو ہمارے آرام کا زمانہ گذر گیا اب رنج و الم کا سامنا ہی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ اُس جوان نے کوچ کیا یا نہین کنیزین براے خبر گئین سوفار بیٹھی ہوئی انتظار کر رہی ہی کہ خبر ملے تو جاؤن کہ

کھتان نے گینڈا اٹھا یا مگر سوفار تیر انداز پر کئی دن سے آب و دانہ بند ہی مفارقت غضنفر مین دردمند تنہائی بھاتی ہی فراق مین بہت گھبراتی ہی ہر شب کو کوہ سے آکر جمال جہان آرا دیکھنا اور دل کو صبر دینا رات کو اپنے باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی پھر پہلے تو پکار اُٹھی

نظم

تو قسم فرشتہ ہی و یا جنس بشر ہی	ہی غیرت خورشید کہ نور شک قمر ہی
ہم لیتے ہین سینے پہ ترے تیر مژہ کو	جز اپنے یہ دل کسکا ہی اور کسکا جگر ہی
روتا ہون مین یاد در دندان مین بھارکے	جو اشک کا قطرہ ہی مرا رشک گہر ہی
کاٹے نہین کٹتی ہی شب ہجر الٰہی	یہ کون بلا شب ہی نہین جسکو سحر ہی
کیا فکر کرون وصل کی اُس بت کے خدایا	ہی آہ مین تاثیر نہ نالے مین اثر ہی
کسو جہ سے ہی دیر مرے قتل مین قاتل	وہ تیر یہ سینہ ہی وہ شمشیر یہ سر ہی
للہ کہین چپ ہو نہ بک بک کے پھر اسر	ناصح تجھے کیا عشق کی باتون سے خبر ہی
رخصت ہوا پڑھکر یہ شفا مصرع مقتول	ہوتا ہی ترا ہجر ہمین پیش سفر ہی

آخر گھبرا کر اُٹھی اُسوقت پہونچی کہ یہان لشکر مین انتشار ہی اُس وقت سوفار نے اگر پہاڑ سے یہ معاملہ دیکھا کہ ایک جوان قوی تن قوی من لشکر غضنفر کو قتل کر رہا ہی ہر چند کہ قاعدے سے آگاہ نہین مگر خیال مین گذرا کہ افسر لشکر نہایت جری و بہادر ہی ماشاء اللہ کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کئی پہلوان میرے سامنے مارے شاید خلاف گذرے حریف کو ہٹا دون یہ سوچکر سحر کیا ہوا سے سر دچلی کھتان نے اپنے ساتھ والون سے کہا یارو تم لوگ غالب نہ آئے اور تابہ لشکر طلسم کشانہ جا سکے بیچ مین اُفتاد پڑی اب نکل چلو کل تدبیر کرونگا یہ کہکے طرف صحرا کے بھاگا سوفار نے سحر کو زور دیا یہ قزاق بڑھ بڑھ کے روکتے ہین چاہتے ہین ہمسے مقابلہ کرے قضائے کار شبرنگ بن عمرو کہ شب کو فکر مین پھرتا ہی وہ بہر رات گئے دیکھا کہ سامنے تلوار چل رہی ہی آگے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر غضنفر سے و لشکر کھتان سے تلوار چل رہی ہی آکر آقا سے کہا کہ کافر زیادہ ہین اور لشکر غضنفر کے لوگ

کہ وہ لوگ طرف صحرا کے بھاگے جاتے ہین ادھر قزاقون نے جو دیکھا کہ حریف بھاگے
پیچھا کیا جسکو جہان پایا مار لیا تھوڑی دور تعاقب کیا تھا کہ پڑاؤ سمنان کا ملا اہنپر
قزاق زیادہ خوش ہوے خزانے پر جا کر گرے توڑے اُٹھا کر گھوڑون پر رکھے
لڑتے بھڑتے نکلے سمنان بھاگا ہوا جاتا تھا راہ مین لشکر کہتان ملا اُسپر جا پڑا آتبو
بھائیون بھائیون مین خوب تلوار چلی آخر ہاتھ سے کہتان کے مارا گیا جب سمنان
قتل ہوا تو فوج نے سمنان کی کہتان کی اطاعت کی اسنے سب سے حال پوچھا
سب نے بیان کیا کہ راہ مین ایک لشکر اُترا تھا آپکی خبر شکست سے ایسے مضطر
تھے کہ اُس فوج پر جا پڑے مگر ایسی شکست فاش کھائی کہ خزانہ بھی لٹا خود بھی
جہنم واصل ہوے کہ آپ پر آ گرے وہ اپنے ہوش مین نہ تھے کہتان نے پوچھا کہ
لشکر طلسم کشا کہان ہو قضاے کار نور الدہر کوچ کیے ہوے اُسی صحرا مین آکر اُترے
اور کہتان نے سب سر کہ دیکھا اب احوال معلوم ہوا کہ وہ جوان نبیرۂ صاحبقران
ہو طلسم کشا یہ شخص آیا ہو اب اسنے یہ قصد کیا کہ رات کو اِسپر شبخون مارون درۂ
کوہ مین چھپ کر اُترا سب سے کہا کہ دو پہر رات گئے تیار ہو رہنا کہ چلکر طلسم کشا
کے لشکر پر شبخون مارون یہ تو سب اِس فکر مین ہین مگر غضنفر کو ہمانے خبر دی کہ لشکر
آپ کے بھائی صاحب کا صحرا مین اُترا ہو اور کہتان کا مقصد ہو کہ اُنپر شبخون مارون
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر سوار ہوے لشکر
کہتان درۂ کوہ سے باہر نکلکر اُترا ہو انتظار کر رہے ہین کہ زلف لیلاے شب کمر سے
گذرے تو حریف پر جا کر گرین کہ بوق ترکی کی آواز آئی طبل بین کٹنے لگین خیمے بھی
چھٹنے لگے کہتان گھبرا کر نکلا مگر ایسا خائف ہو کہ سوار نہین ہوتا افسرو نسے کہتا ہو
کہ بہت تھوڑے لوگ ہین ان سب کو گھیر کر مار لو اہل فوج فریاد کرتے ہین کہ
اے پہلوان دوران اِس طریقے سے وہ لوگ جنگ کرتے ہین کہ اُنپر ہمارا ہاتھ
نہین پڑتا ایک نے لڑکا دوسرے نے نیزہ مار دیا ایک پر ہاتھ تلوار کا مارا
اِسطرح ہزارون کو مار چکے ہین اور افسر لشکر ہزارونمین آپکی تلاش کر رہا ہو

رکھی ہوئی جو الون سے کہ رہا ہی آج تو لشکر اُسکا بھاگ گیا کل ہم شبخون مارینگے بھائی صاحب تک پہونچتے پہونچتے ایسا مجبور ہوگئے کہ اُن پہ شبخون نہ مار سکے سوفار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بے اختیار خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ملاقات کرون خیال مین آیا کہ کیونکر جاؤن یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا باعث یہ تھا کہ کہتان کا بھائی سمنان فیلسوار اُسنے جو اپنے قلعے سے سُنا کہ بھائیصاحب پر قزاقون نے شبخون مارا فورًا آپڑا ادھر اہ مین جو خبر پائی کہ لشکر غضنفر فروکش ہی اگرا قزاق بھی اِسطرف ہوشیار بیٹھے تھے فورًا تیار ہوکر جا پڑے ملکہ کہکشان جادو عاشق غضنفر ہنگامہ سُنکر نکلی قصد ہوا کہ سحر کرون غضنفر نے منع کیا کہکشان تومزاج سے غضنفر کے واقف ہی کہ ذرا مین بگڑ جاتے ہین یہ تو اپنے خیمے مین چلی گئی سوفار نے جو بالاے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا کہ قزاق ناحق قتل ہو رہے ہین تاب نہ آئی یہ بھی خیال ہوا کہ جسطرح بنے اِس شہریار پہ احسان کرون پکار کر آواز دی او مغرور عقل و فراست سے دور اِن بیچارون نے تیرا کیا لیا ہی کیون بیخطاؤن کو قتل کرتا ہی یہ کہکے موتیونکا مالا پھینکا وہ موتیونکا مالا جاکر کھلا موتی جو بکھرے افسر لشکر پہ سحر نے تاثیر کی سمنان فیلسوار جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

روبرو ہی زلف جانان اندنون
کیا تلاوت مین ہی قرآن اندنون

ہاتھ کیا آئی انگوٹھی یار کی
ملگئی مُہر سلیمان اندنون

اُسکے روے آتشین کی یاد مین
آگ ہی فصل زمستان اندنون

پنجۂ وست جنون کے زور سے
چاک ہی جیب و گریبان اندنون

تلوے کھجلاتے ہین ہوتا ہی یقین
دیکھنا ہی پھر بیابان اندنون

خانۂ تاریک روشن ہی شعا
ہم بغل ہی ماہ تابان اندنون

پکار کر سوفار نے آواز دی ای پہلوان تیرے لیے یہی بہتر ہی کہ طرف صحرا کے جا- یہان کوئی صورت قیام نہین غضنفر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین پھولون کے غوطہ زن آنکھین رشک چشمان آہوان ختن سیمتن گلبدن سحر کر رہی ہی

ہمارے خوب لوٹ چکے بوق بجایا کہ ای قزاقان بدر رویدسب قزاق نکلکر چلے فوج کہتان والے اپنی جان سے بیزار تھے ہرچند کہ کہتان چنچا پڑیا مگر کسی نے پیچھا نہ کیا بعضے سامنے کہتے ہین کہ ای پہلوان و وران آپ کا تو یہ حال ہوا ہم لوگ کیا لغا قب کرین اپنے کو ذلیل کرین کہتان خاموش ہو کر پلٹا آکر زخم وزی کہرائی مگر غضنفر یہ مال لوٹ کر ایک درۂ کوہ کے قریب آکر اُترے قزاقون نے تیاری کھانے کی کی چولھے سب جنگلون مین بنگئے کسبیون نے جو معرکہ سنا کہ قزاق آج بہت مال لوٹ لائے اپنے مقام سے چلین سامنے قزاقون کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

مدت سے ہم بغل جو نہین سیم بر سے ہم
رکھتے ہین خالی کیسۂ دل سیم وزر سے ہم

بیکار پانوُن سر بسر اِس راہ مین ہوے
کیون طی کرین نہ عشق کی منزل کو سر سے ہم

ای جذب شوق تو ہی بتا راہ کوے دوست
نکلے فقط امید پہ تیری ہین گھر سے ہم

کیا رنج اُٹھا رہے ہین رقیبونکے ہاتھ سے
دیدار کو صنم ترے کیا کیا نہ ترسے ہم

کھلا گیا ہی دل کا کنول سوز عشق سے
ہونگے شگفتہ خاک نسیم سحر سے ہم

دیکھین جو روے صافی و زلف سیاہ یار
نفرت کرین نہ کس لیے شام و سحر سے ہم

برسات مین فراق رُلائیگا گر ترا
بدلی کا خون گھٹا ئینگے اِس چشم تر سے ہم

سینہ سپر ہی ابرو مذدار کے حضور
کب پھیرتے ہین منھ تری تیغ دوسر سے ہم

اقرار اُسنے شام کے آنے کا ہی کیا
بیٹھے اِسی امید پہ ہین دوپہر سے ہم

چھوتے نہین ہین کاکل ولدار خوف سے
ڈرتے ہین زہر مار سراپا ضرر سے ہم

بخشنا مین ای شفا مرے عصیان بروز حشر
امید رکھتے ہین یہی خیر البشر سے ہم

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قضائے کار سوفار تیرانداز اپنے قلعے سے شب کا وقت ہی سیر کو اُٹھی ہی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی صدا آئی پہاڑ پر اُتر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن تاج سر پر رکھے ہوے بیچ مین بیٹھا ہوا ہی گرد جوانان صف شکن تیغ زن تلوارین تول رہے ہین سوفار نے جو جمال جہان آراے غضنفر دیکھا بھولا پن چہرے سے برستا ہی تلوار سامنے

ہما بھاگا سامنے غضنفر کے آیا کہا اے شہریار لاتعد مال ہمراہ ہے مگر چار لاکھ جوان مین
ذرا لوٹنا انکا دشوار ہے ایک امر کا نفع ہے کہ لشکر نور الدہر کو روکنے جاتے ہین ارادہ
انکا یہ ہے کہ جاکر شبخون مارین سر میدان نہ روکین یہ سنکر غضنفر نے بوق بجایا آواز
یہ تھی کہ اے قزاقان تیار شوید وقت جنگ وجدل آگیا اُسیوقت قزاق تیار ہو کر
سامنے آئے غضنفر اُٹھا اسپ بادپا پر سوار ہوا تیغۂ روئین شگاف قبضے مین کیا
لشکر کو لیکر چلا سامنے لشکر کہتان کے پہونچا بوق ترکی کو دم دیا کہ اے قزاقان بزنید
و بہ بندید و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑاے لشکر کہتان پر جا پڑے تہلکہ پڑگیا
طنابین کاٹین خیمون مین آگ لگائی مال لوٹنا شروع کیا مگر کہتان کو جو یہ خبر پہونچی
گینڈے پر سوار ہوا مشتعل آگے روشن گینڈے کو ٹھکراے ہوے جاتا ہے غضنفر
نے نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کیا وہ پکارتا آتا ہے کہ طلسم کشا کہان ہے کہ سامنے
سے غضنفر آیا اسنے دیکھا ایک جوان کمسن کہ اچھی طرح مرکب پر بیٹھا نہین جمتی مگر جو
سامنے آیا وہ مارا گیا کئی پہلوان سامنے کہتان کے مارے گئے تیغۂ برق تاب جسپر گرا
اُسکے دو ٹکڑے کیے کہتان للکار کر سامنے آیا دیکھا کہ ہاتھ مین غضنفر کے وہ تیغۂ
برق تاب ہے کہ گر کر خالی نہین جاتا یا سر اُڑ گیا یا ہاتھ قلم ہوا اگر کمر پر پڑا تو مثل خیار
کے دو ٹکڑے کیے کہتان گھبرا گیا دیکھتا ہے کہ چار لاکھ فوج مین ہر مقام پر تلوار
چل رہی ہے صداے فریاد و الغیاث بلند ہے اور بازار غلہ فروشان کو تو خوب لوٹا
ہے جن عورتون کے ہاتھ مین کڑے تھے اُنکے ہاتھ کاٹ لیے ہین کہتان نے نیزہ
مارا غضنفر نے روک کر نیزہ مارا کہتان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا
نیزہ آنکھ پر گینڈے کی پڑا ہاتھ بھر نیزہ اُتر گیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے
نے چرخ مارا غضنفر نے تلوارین مارنا شروع کین اِسقدر تلوارین مارین کہ کہتان
گینڈے سے کود کر بھاگا گینڈے نے کئی سو کو پامال کیا غضنفر بن اسد غازی
نے دور تک پیچھا کیا کئی تلوارین پشت پر مارین پشت و پہلو سے کہتان کے خون
جاری ہوا آخر ایک غول مین جاکر منھ کے بھل گر پڑا غضنفر نے جب سمجھا کہ ساتھ والے

قلزم پہونچا ہیئے نور الدہر نے کوچ کیا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین آکر ٹھہرا سرداروں سے کہا یا خداوند طلسم کشا تو بہت گستاخ ہو گیا ہی لشکر بھی طلسم کشا کے پاس بہت ہی جب ہمارا لشکر آیا ہی تو ہم لوگ جانتے تھے جب لشکر جنبش کریگا تو لاکھونکو پامال کرڈالیگا لیکن لشکر طلسم کشا نے لاکھونکو ہلاک کیا اب کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ لشکر طلسم کشا سے الگ ہو جائے اگر طلسم کشا اکیلا رہجائیگا پھر کیونکر تابہ دریاے قلزم جائیگا مگر قدرت نے آجتک نہ ظاہر کیا کہ دریاے قلزم پر کیا ہی کہ نجم وغیرہ نے ہدایت کی ہی کہ دریاے قلزم پر چلو اِسکا کیا باعث ہی بقراط نے کہا یارو اب تمپر ظاہر کرتا ہون کہ نشان لوح کا دریاے قلزم سے متعلق ہی ہر چند کہ دریاے قلزم پر جاکر نہایت پریشان ہوگا دریاے قلزم مین داخلہ بہت دشوار ہی وہ شخص دریاے قلزم مین ہی کہ دریاے سحر بہادیگا اگر لشکر بے شمار ہوگا تو بھی خاک مین ملادیگا مگر مین روکتا ہون کہ تابہ دریاے قلزم نہ جانے دون کوئی تم مین ایسا نہین ہی کہ طلسم کشا کو اِن منزلون پر روکے کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے آخر کہتان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند وہ لشکر میرے ساتھ ہی کہ اگر لشکر دارا اور کیقباد ہو تو اُسکو پراگندہ کردے یہ کہکر قصر سے باہر نکلا ایک آواز دی کہ ہان یارو وقت جنگ وجدال ہی جلد آؤ دیکھا کہ اُسی فوج سے چار لاکھ آدمی جدا ہوے اور آکر جمع ہوگئے کہتان گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا ایک درہ کوہ کے قریب آکر اُترا لشکر مین خوب روشنی کرائی ہی قضاے کار اُسطرف کوہ کے غضنفر بن اسد اُترا ہوا تھا آج تیسرا دن ہی کہ قزاقون نے کسی کو لوٹا مارا نہین اور قزاق عرض کررہے ہین کہ آقاے نامدار کہین چلیے غضنفر نے ہمارے دوندہ کو بلاکر حکم دیا کہ ذرا خبر تو لاؤ ہمارے دوندہ روانہ ہوا درہ کوہ سے جو نکلا ایک طرف صحرا مین دیکھا کہ بڑی روشنی ہی ہمارے دوندہ لشکر مین آیا دریافت کیا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو ایک کے منھ سے نکلا کہ بربادی لشکر طلسم کشا کو ہم جاتے ہین ہمارے نے پوچھا کون طلسم کشا اُسنے کہا نور الدہر بن بدیع الزمان یہ سنکر

شکست کھائی توسوار گھوڑونکو چمکاتے ہوے آتے ہین ہاتھ سے نورالدہر کے
مارے جاتے ہین نجم اخترشناس و ارسطوے ثانی سر برہنہ جھولیان کاندھون
سے گر گئی ہین اسباب سحر کی کاہش ہے اور دشمن سے لڑنے کی خواہش نورالدہر کہتے
ہین ہان یار وہی وقت دار وگیر کا ہی افسر آواز دیتے ہین کہ ای شہریار فرد آن
نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے *
غلامان جانباز کبھی جنگ سے قدم نہ ہٹائین گے دل کی مرادین برلائین گے یہی
آرزو ہی کہ سر ہمارے قدم اقدس پر نثار ہون مگر سبحان اللہ حضور کس لطف سے
لڑرہے ہین نورالدہر محجوب ہوکر سر جھکا لیتے ہین فرماتے ہین ای ساحران نامی
وپہلوانان گرامی سبھون کی خواہش سے مجھکو بھی کد ہوئی کہ اس دشمن خدا کو قتل
کرون بڑھکر ارسطوے ثانی نے بائین پرے گولہ مارا کئی ہزار جوانونکے سینون
کو توڑکر گولہ نکلگیا داہنے پرے گولہ نجم نے مارا کئی ہزار جوان اسکے گولے سے
بھی گرے مگر نورالدہر نے قریب ستون برق پہونچکر فوراً لوح محفوظ کو مس کیا
جیسے ہی لوح محفوظ مس ہوئی وہ دناٹا ہوا کہ زمین تھراگئی کئی ہزار کافر سر پیٹ پھٹکر
گرے واصل جہنم ہوے لوح محفوظ جو الگ ہوئی نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا
ایک کڑاکا ہوا ستون برق شق ہوگیا نورالدہر نے دیکھا کہ بقراط ثانی گھڑا ہی سپر
ہاتھ مین چاہتا ہی وار کو روکون لیکن وہ تیغ برق تاب جو تڑپ کر گری اول سپر کو کاٹا
خود پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے کیے وہان سے تلوار جو گری سر پہ بقراط کے
پہونچی تھی کہ بقراط نے اپنے کو گرادیا لوٹ مارکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بالاے
آسمان پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ ای بندگان من ہٹ آؤ اِن لوگون کو
نکل آنے دو وہ تدبیر کرونگا کہ تڑپا تڑپا کر مارونگا مگر موقع اب ہٹ آنیکا ہی وندا
نے جب دیکھا کہ قدرت گئے اور فوج نورالدہر کے وہی زور و شور ہین طبل
امان بجوا کر پلٹے اِدھر نورالدہر سکندر وغیرہ کو لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل
لشکر ہوے لشکر کو تیار کیا سکندر نے کہا ای شہریار کوچ ہو اپنے کو تا بہ دریاے

بید ریغ دست زبردست نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جوچلی خود کو کاٹا یا تو قبۂ سپر پر جھکی تھی یا زیر تنگ
تلوار نے آکر بوسہ دیا اراک کا مارے جانا وہ جوان جو ٹکراتے پھرتے تھے وہ
سب راہ پر آئے اپنے افسرون سے عذر کرنے لگے کہ ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جو کچھ
ہمسے خلاف ہوا ہو وہ معاف کرنا افسرون نے سپاہیون کو گلے سے لگایا پھر جنگ
مین مصروف ہوے نو لاکھ جوان چالیس لاکھ سے لڑ رہے ہین پرے کے پرے
خالی کردیے لاشون سے میدان بھردیے نور الدہر اراک کو مارکر بہ فہمایش
سکندر طرف ستون برق کے چلے جب قریب ستون پہونچے ہین اُسوقت بلا کی
تلوار چلی ملازمان بقراط کے کانو نمین آوازین آتی ہین کہ یارو طلسم کشا کو قریب
ستون برق نہ آنے دو افسر جم جمکر لڑ رہے ہین طہماس نے جب سحر سے صحت
پائی کہ اراک مارا گیا پھر ساطور اُٹھایا پشت پہ نور الدہر کی لڑتے ہوے آتے
ہین جب ساطور کو گردش دی دس دس کے سر اُڑ گئے خون کا دریا بہہ رہا ہے نجم نے
بھی جان لڑا ئی سحر کر رہا ہے ارسطوے ثانی چاہتے ہین کہ مین اپنے کو قریب
آقاے نامدار پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہے کہ دس کو ہٹا دیا تو دو سو اُس مقام
پر آکر جمع ہو گئے ملازمان نور الدہر بھی بہ جانبازی لڑ رہے ہین نور الدہر نے
گھوڑا بڑھایا چاہا کہ ستون برق سے ملجاؤن اور لوح محفوظ کو مس کرون کہ پہلو
سے آواز آئی او طلسم کشا ابھی تک تجھسے کسی مرد سے مقابلہ نہین پڑا منم علمدار لشکر
خداوند نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو ہاتھی پر بیٹھا ہوا علم کو جلوہ
دے رہا ہے نور الدہر پلٹ کر جا پڑے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
تیغۂ طلسمی پر گانٹھا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ مع علم علمدار و ہاتھی کو کاٹکر
تلوار نے زمین مین آکر بوسہ دیا علم فوج کا گرنا اہالی فوج بقراط پر علم رنج والم
گرا اور نور الدہر کا ارادہ ہے کہ جسطرح ہوا اپنے کو قریب ستون برق کے پہونچاؤن
مگر پہلوانان فوج بقراط نہین بڑھنے دیتے اگر سوار ہٹے تو پیدل آ گئے پیدلون نے

ہماری لاش پہ رونا نہ اپنی آنکھون سے | کسی رقیب سے دم بھر کو چشم تر لینا
قمر خیال ہی اور دل سے عرض کرتا ہون | حسین حشر کے دن اسکی تم خبر لینا

صدہا چیخیتے پھرتے تھے کہ سکندر نے آواز دی کہ اے شہریار اس رعد آواز سے بچیے گا لوح محفوظ دکھا کر بچیے کہ وہ رعد آواز چیخین مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا ادل طہماس کے سامنے آیا آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ طہماس ایسا شیردل رستم خصال مثل پیرزال کے کانپنے لگا ساطور ہاتھ سے چھوڑ دیا نور الدہر نے لوح کا عکس ڈالا تب طہماس کے حواس درست ہوے مگر نور الدہر نے کلیجہ اپنا پتھر کا کرلیا مگر آوازین رعد آواز کی سنکر تھراتے ہین ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی کہ لوح محفوظ گلے سے اتار کر پھینکدون مگر نجم اختر شناس کہ قریب مرکب ہی جب چہرہ اوداس دیکھتا ہی عرض کرتا ہی کہ اے شہریار ہوشیار رہیے مین آپ کے حال کو دیکھ رہا ہون آپ ایسا جری ہماری نگاہ سے نہین گذرا اور یہ بھی ہمنے سنا ہی کہ صاحبقران فرماتے تھے اس عظم وشان سے فرزند میرا نور الدہر لشکر مین آیا لقا کو آتے ہی بھگا یا کسی فرزند کو یہ دن نصیب نہین ہوا ہرچند کہ بدیع الزمان نے وہ طلسم جا کر توڑا کہ جسمین سے بارہ بادشاہ تو نکال نکلا مگر شوکت نور الدہر انکی جلالت سے بڑھی ہوئی ہی نور الدہر فرماتے ہین اے نجم خدا انجام بخیر کرے دیکھیے اس رعد آواز سے کیا گذرتی ہی نجم نے پشت پر ہاتھ پھیر اور بایان شانہ تھام کر کچھ اسماے سحر بھی پڑھے کہ وہ رعد آواز سامنے پہونچ گیا اور ایک چیخ ماری کہ گھوڑا نور الدہر کا بدلگامی کرنے لگا اس حال مین نور الدہر پہ نیزہ مارا نور الدہر نے ڈانڈ قلم کی ڈانڈ کا قلم ہونا تھا کہ رعد نے تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہی جب قریب سر تلوار پہونچی تھپکی دی کہ تلوار اسکی پٹ پڑی کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا بکہ مار کر تلوار چھینی رعد آواز نے اس زور سے چیخ ماری یقین تھا نور الدہر کو کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑیگی مگر ہاتھ جا کر تلوار کو تھاما تیغہ طلسمی کا خبردار رکھکے ہاتھ مارا اراک رعد آواز نے گردہ سپر کا اٹھایا چاہا کہ تلوار پر ہاتھ ڈالدون مگر وہ تیغہ

نور الدہر نے کہا بہتر ارسطو تو الگ ہوے مگر نور الدہر نے گھوڑا طرف ستون برق کے بڑھایا پہلوان اور ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے آیا وہ مارا گیا کئی سو پہلوان انکو نور الدہر نے قتل کیا کہ ستون برق سے آواز آئی اے یار اک رعد آواز آ کے طلسم کشا کو روک الیبی چیخ مار کہ طلسم کشا لڑکھڑا کر گرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پہ سوار چیخین مارتا ہوا آتا ہی آواز مین اُسکی یہ تاثیر ہی سب کو معلوم ہوتا ہی کہ رعد گرج رہا ہی بلا زمان نور الدہر کئی ہزار آدمی خوف سے بیہوش ہوکر گرے بعض کے سر پھٹ گئے بعض صدا سنکر دیوانے ہوے اور پکارتے پھرتے ہین کہ یارو کدھر جاوین کبھی قریب صحرا کے جاتے ہین کوہ سے سر ٹکراتے ہین کبھی روتے ہین اور پکارتے ہین نظم

کسی کا دل کبھی بھولے سے تم اگر لینا ہماری مہر و وفا کو بھی یاد کر لینا
حنا ملے نہ اگر تمکو وقت آرایش ہمارے خون مین تم اپنے ہاتھ بھر لینا
رکا نہ عالم فانی مین قتل بندون سے خدا کے سامنے سفاک تو مگر لینا
تمھارے کوچے سے جاتی ہی لاش عاشق کی شریک ہو تو جنازے کے پھر سنور لینا
ترے فراق مین عاشق کو تیرے کام یہی ہزارون کروٹین بستر پہ رات بھر لینا
ستم اُٹھاے نہ صاحب کے جب کوئی عاشق تو اُس گھڑی ہمین بھولے سے یاد کر لینا
وہ خوب یاد ہی بوسے کو دیکھے وصل کی شب حیا سے آنکھ نہ ہاتھون کو اپنے دھر لینا
یہ دورہ بزم مین ساقی رہے خیال جدا گرون جو نشے مین مڑ کر مری خبر لینا
عدم کے کوچ مین افسوس خالی ہاتھ چلے نہ ہمکو یاد رہا توشۂ سفر لینا
جو دفن کرکے چلے دوست مجھکو مین نے کہا کبھی تو بہر خدا آن کے خبر لینا
خدا کے واسطے مجکو نہ ذبح کر صیاد جو پھڑکون دام مین ابکے تو پر کتر لینا
یقین مرگ یہ تھا اُنسے مین نے شب کو کہا سحر کو آکے مسیحا مری خبر لینا
سوار ہو کے چلو ساتھ میری میت کے لحد قریب رہے جب تو تم اُتر لینا
نہ ہمکو طور کی حاجت نہ عرش عالی کی جہان وہ ملگئے دو دو کلام کر لینا

آواز آئی دیکھا بہت سے کمسن جوان سولہ سولہ سترہ سترہ برس کے سن لباس فاخرہ زیب جسم نیمچہ ہاے ہلالی ہاتھ مین کلاہ ہاے زرین بر سر جسقدر وہ نازنینان مہ جبین تھین اُتنے ہی وہ جوان آئے اور اُن سب کے آگے ایک جوان تاجدار ہی کہ نہایت حسین و جمیل نیمچہ چمکاتا ہوا سبکا افسر بنا ہوا سامنے اُن نازنینون کے آیا وہ افسر نازنین جو سب کے بیچ مین تھی اُسپر تو اُس تاجدار نے نگاہ ڈالی اور ہر ایک جوان ہر ایک نازنین سے اِشارے کرنے لگا وہ عورتین گھبرا کر چاہتی ہین کہ اپنے اپنے طالب کے پاس جائین کہ ستون برق کو جنبش ہوئی اور آواز آئی کہ خبردار پاس سے ستون کے نہ جانا یہ جمال ظاہری ہی تمکو فریب دیتے ہین وہ نازنینین رُکین لیکن اُن جوانون نے ہنس ہنسکر جو اِشارے کیے عورتون کو تاب نہ رہی بیتاب ہوکر ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند ستون برق کو جنبش ہوتی ہی آوازین بھی آتی ہین کہ خبردار ہوشیار رہنا اِنکے دام مکر مین نہ آنا مگر وہ جوان اُن نازنینون کو ہمراہ لیکر بوس و کنار کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے کوئی نہ سمجھا کہ کہان سے آئے تھے اور کہان گئے نور الدہر کی تلوار نے آفت برپا کی طہماس بھی لڑتا ہوا آتا ہی جب وہ نازنینین نگاہ سے مخفی ہوئین تو یہ چالیسون شاہزادیان شعلۂ جوالہ وغیرہ اپنے ہوش مین آئین کڑک کڑک کر گرنے لگین جس غول پر گرین نعرہ کیا کہ سنم ہماے مرصع پوش وغیرہ ساحرونکو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا کئی ہزار افسر لشکر بقراط کے لڑ رہے ہین جسکا نور الدہر کا سامنا ہوا اُسنے سحر کے دریا بہا دیے اور صدہا کو مٹایا مگر نور الدہر پہ پنجہ قابض نہین ہوتا اب اِس عرصے مین لشکر نور الدہر بھی تُل آگیا قرنا پھنکی اور وردی بھی پلٹنون کی بجی اِس زور و شور سے سب آگر گرے کہ کافر حیران و پریشان ہوگئے ارسطو برابر نور الدہر کے آیا کہا کہ اے شہریار حقیقت مین آپ نے کیا جنگ کی ہی اِس سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ طلسم کشا ہین مگر سکندر نے عرض کی کہ جنگ کرتے ہوے تا بہ ستون برق جائیے وہان جاکے پرچے کو اور لوح محفوظ کو ستون سے مس کیجیے یقین ہی کہ بقراط ظاہر ہوگا

زنجیرین کاٹین سکندر کو رہا کیا سکندر نے رہا ہوتے ہی بقراط کی طرف رُخ کیا بقراط نے کئی سحر ایسے کیے کہ سکندر تھرّا گئے ایک طرف برق گری کہ شانہ زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی سکندر نے خون شانے کا بقراط پر پھینک مارا خون کے قطرات جو بقراط پر گرے بقراط کے جسم پر آبلے پڑ گئے مگر نور الدہر لڑتے ہوے آتے تھے بقراط نے وہی سحر کیا کہ ستون برق ظاہر ہوا وہ ستون پھٹا اُسمین سے کئی سو شاہزادیان دُردر گوش مرصع پوش ہنستی ہوئی نکلین شاہزادیون سے آنکھین ملا کر یہ اشعار گانے لگین نظم

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین ۔ ہوتا ہے اِک بہشت کا دانہ انار مین
بلبل نہ ہاتھ آئے اُٹھی شکار مین ۔ صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین
خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا ۔ رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
سودا نہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا ۔ عاقل کو پھانسی دیتا ہے یہ جن حصار مین
کیا کیا گلون نے کان مین اپنے گھڑے کیے ۔ آمد کو سُنکے یار کی فصل بہار مین
کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے ۔ وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین
جام شراب عشق سے دونون ہین بے خبر ۔ بلبل چمن مین مست ہے ہم کوے یار مین
گیسو و روے یار ہین دونون بلاے جان ۔ ایک ایک سے زیادہ ہے اِن گنج و مار مین
اِک آفتاب خانۂ زین کا ہے اشتیاق ۔ مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین ۔ مٹی خراب اپنی بھی ہے اِس دیار مین

سب شاہزادیان جھومنے لگین آنکھین اُبل آئین چہرے سرخ ہو گئے شعلۂ جوالہ نے ہماے مرصع پوش سے کہا کہ بوا یہ تو سراسر خلاف ہے کہ قدرت سے لڑنے کو آئے ہین وہ تقدیر کرکے سب کو مٹائین گے اور جمشید نے بیقرار ہو کر چاہا کہ اُس نازنین کے قدمون پر گر پڑون اور سکندر پر بھی کسی قدر تاثیر ہونے لگی تھی مگر سکندر نے جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا پانی چلو مین لیکر منھ دھو دیا اور وہی آبخورہ خالی از آب کرکے طرف پشت کے پھینکا اور آواز دی کہ اے جوانان ماہرو دلفریبی کو مٹاؤ جلد آؤ جمشید کا حال ابتر ہے تمھارا آنا بہتر ہے کہ گوشۂ صحرا سے قہقہہ کی

سکندر ثانی یہ دعا کر رہا ہی بقراط کا قصد ہی کہ تیر بجر کمان سے رہا کرے کشاکش کی صدا بلند ہی گوش ہوش تک پہلے پہونچ چکے ہین کہ سکندر نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ اے معبود ہر چند کہ علم نجوم کا مین اعتبار نہین کرتا مگر دانایان اس طلسم نے جا بجا لکھا ہی اور حکم لکھ گئے ہین کہ یہ حقیر بر وقت قتل بقراط ہمراہ طلسم کشا ہوگا غلام کو اُسکا انتظار ہی آج تو ملک الموت سامنے کھڑا ہی رحم اپنا شریک کر یہ جو بلک کر سکندر نے دعا کی ارسطو و جمشید آمین کہہ رہے ہین کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی تیر جو بجر کمان سے رہا ہوئے تھے وہ اُلٹے پلٹے جن لوگون نے قصد کیا تھا کہ سکندر کو مارلین اُنمین سردار بھی تھے باقی ملازمان عام پلٹ کر تیر اُنکے سب کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے بقراط نے حیران ہو کے طرف آسمان کے دیکھا کہ نازنینان زہرہ جمال بدر آسمان کمال ہاتھ ہلا رہی ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ مثل شعلۂ جوالہ و مربع نشین و ہمائے مرصع پوش اور ملکہ گرداب دریا نشین وغیرہ چالیس شاہزادیان آگ برسا رہی ہین بقراط نے سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی اور شاہزادیان تھرائین زبانین بند ہونے لگین کہ فوج سے تلے اوپر ہوئی اور ایک طرف سے نعرے کی آواز آئی نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیشش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بہ یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده
نقارہ ابیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

بقراط نے دیکھا کہ طلسم کشا کا چہرہ مثل آفتاب عالمتاب رعب و دبدبہ ہمراہ رکاب غصہ مین شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہین فوج کو تلے اوپر کر دیا اور پشت پہ طہماس ایسا بہادر دودو کی گردن پکڑ کے لڑاتا ہوا ہمراہ ہی جہان ساحرون نے سحر کیے وہان نور الدہر نے لوح محفوظ کو گردش دی سحر سب کے باطل ہوئے بقراط نے فوج کو للکارا کہ ہان یارو طلسم کشا کو مار لو چالیس لاکھ ساحر تلوارین کھینچکر جھپٹے مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہین چالیسون جادوگرنیان پھرکنی گرگرین

کر رہا ہی کہ کیون سکندر اپنی جان کا خوف نتھا دیکھا تمنے کیا قیامت برپا کی دم بھر مین تمکو گرفتار کر لیا کوئی سحر نہ چلا ایسے ایسے ہزارہا شعبدے جانتا ہون کہ جنکا دفعیہ نہ ہو سکے سکندر جواب دیتے ہین کہ او بیحیا کیون گھبراتا ہی انشاءاللہ وہ وقت آتا ہی کہ تو بھاگتا پھریگا اور ہم تیرے تعاقب مین ہونگے بے قتل کیے پیچھا نہ چھوڑینگے تیرا زمانہ مرگ قریب ہی او بیحیا کیون بلبلاتا ہی وقت تیرے بلبلانے کا گذر گیا تونے خود کتاب سوانحات مین لکھا ہی نورالدہر کی تصویر کتاب سوانحات مین ہی اور قتل تیرا ہاتھ سے نورالدہر کے لکھا ہی اپنی تحریر تقدیر کو آپ بھول گیا ہی بقراط نے کہا اُس تحریر کا اعتبار نہین رہا وہی مین لکھدیا ہزار برس یہ طلسم فتح نہ ہوگا مین تدبیر کر چکا یہ کہکے اِشارہ کیا کہ دار پر اِنکو لٹکا دے جلادنے تینون کو قفس سے نکالا زنجیر پانوٗن مین باندھی دار پر کھینچ دیا بقراط نے اشارہ کمان کیانی و ترکش کا کیا کہ جسمین کئی سو تیر تھے کسی نے ہاتھ مین دی بارہ سو کماندار پشت پر آئے یہ حال دیکھکر سکندر مایوس ہوا اور اپنے بے نیاز سے دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان و ای خالق کارساز و ای رحیم و کریم بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اصل یہ ہی کہ انسان اپنا یہ شعار رکھے خمسہ

شغل نیکی کن درین دنیا بہ پرہیز از بدی ✤ تارسی در منزل مقصد براہِ حق رسی
دوست شو با نیک و بد اندر مقام دوستی ✤ نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی
نیک خوی و نیک کردار و نکو اطوار باش

درجہان یکرنگ شو یا ہر کسی مانند گل ✤ کن بہ گلزار محبت مثل بلبل شور و غل
نوش کن ہردم زمینای محبت جام مُل ✤ صلح کل شو صلح کل شو صلح کل شو صلح کل ✤
یکزبان با نیک و بد یکدل بہ مور و مار باش

نیک و بد را در جہان کن خوشدل از کردار خویش ✤ ساز با خَلق نکو خُلقِ جہان را یار خویش
دار با صلح و صفا در جملہ عالم کار خویش ✤ مثل خور روے زمین کن روشن از انوار خویش
سایہ گسترِ در جہان چون ابر گوہر بار باش

گلے ہین ناظرین کو یاد ہوگا کہ اُنکو پرچہ ملا تھا اُسکو ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شبرنگ سامنے
سے حاضر ہوا نورالدہر نے جو شبرنگ کو دیکھا ہنس پڑے اور فرمایا ای یار وفادار
خدا نے اپنا فضل کیا کہ تمکو ہمنے بخیر و عافیت دیکھا ہمکو تمھاری امید نہ تھی طائران سحر
نے خبر دی تھی کہ تم زیر تیغ بیٹھے ہو کہ زمین شق ہوئی نجم اخترشناس ظاہر ہوے اور
نورالدہر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا کہ سکندر پھر قید ہو گئے
خود بقراط ثانی آیا تھا غلام بہ کوشش نکلا غرق زمین ہو کر جان بچی عجب سحر بے حیا نے
کیا کہ کبھی یہ سحر نہ دیکھا تھا نورالدہر نے کہا ای نجم تم رازدان بقراط ہو تم ایسا کہتے
ہو نجم نے کہا ای شہریار اصل ہین یہ سحر کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا اول ایک ستون برق
پیدا ہوا اُس ستون برق سے نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین اِس دھن مین گاتی تھین
کہ قلب اُلٹا جاتا تھا نورالدہر نے کہا ای شبرنگ تم کیا دیکھکر آئے شبرنگ نے
کہا ای شہریار وقت قتل سکندر و جمشید و ارسطو قریب ہی جلاد شلنگین لگا رہے
ہین بقراط قصر سے باہر آچکا بس اِشارے کی دیر ہی نورالدہر فوراً الپشت مرکب پر
سوار ہوے شاہزادیون نے چاہا روکین کسی نے دامن پکڑا کسی شہزادی نے
خاک پا توتیاے چشم کی عرض کی ای شہریار کنیزین جاتی ہین سکندر کو چھڑا کر لاتی
ہین یا قدم اقدس پر نثار ہو جائینگی نورالدہر نے سب کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا
اور فرمایا کہ مین یہ خبر وحشت اثر سنون اور بیٹھا رہون مین برائے رہائی سکندر
جاتا ہون مقام افسوس ہی کہ آج لشکر کا چراغ گل ہوتا ہی سکندر ایسا بادشاہ نہو
یقین ہی کہ دریاے قلزم تک رسائی نہ ہوگی اُسکی ذات سے لشکر مین بڑی رونق
تھی شاہزادیون نے جو دیکھا کہ نورالدہر برہم ہوتے ہین دامن چھوڑ دیا پر پرواز
پیدا کر کے آسمان پر گئین نورالدہر نے مرکب مہمیز کیا مرکب طلسمی طرارے
بھرتا ہوا چلا ہوا سے بھی چند قدم آگے جاتا تھا اگر کوہ لگیا نورالدہر نے ایڑ کی
مرکب نے طرارہ بھرا کوہ کو مرکب فرا گیا اِسطرح پر جست و خیز کرتے ہوے آتے
ہین یہان وہ وقت ہی کہ بقراط کھڑا ہی سکندر و جمشید و ارسطو پر بہ عتاب خطاب

مبتلا ہی کہ قفس مین بند مثل گنہگارون کے آیا ہی آج قتل ہوتا ہی کوئی اسکا بچانے والا نہین اب بھی اسکو مناسب ہی کہ قدرت کے سامنے کچھ عذر کرے کیا عجب ہی کہ خطا معاف ہوجائے دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت **نظم**

اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار — تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزو وقار
رات دن چُہلین رہا کرتی تھین سرداریمین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام — ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان پہ خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عزو وقار
جسپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو جغد کا ہی آئنہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے بحسرت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے — کُنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ جو جلادون نے آواز دی سب رونے لگے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ یارو جلادون نے دل دُکھا دیا کیا اشعار پڑھے ہین دل ہمارے دنیا سے ٹوٹ گئے حقیقت مین ایسا بادشاہ جلیل اسطرح قتل ہوتا ہی مقام افسوس ہی مگر شبرنگ نے یہ سب معرکہ دیکھا کہ سامنے قصر ہشت پہل کے میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی بیقرار ہوکر بھاگا یہان نور الدہر بن بدیع الزمان دربار مین بیٹھے ہین شاہزادیان بہلا رہی ہین کہ رہی ہین کہ ای شہریار یقین ہی کہ نجم بخیر و عافیت آئین اور سکندر کو رہا کرالائین ملکہ شعلہ جوالہ نے کئی مرتبہ کہا کہ کنیز جاکر خبرلے نور الدہر نے منع کیا حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار کھڑا ہی نور الدہر سلاح جسم پر لگائے ہوے لوح محفوظ

اُن نازنینون کی جانب دیکھا دیکھا کہ بیچ مین اُنکے ایک نازنین حسین یہ غزل گا رہی ہی

نظم

ہی جوانی کی ترنگ اور اپنا دلبر ساتھ ہی
مے دے ای ساقی خدارا موسم برسات ہی

لطف ہی شام وسحر کا روے تابان مین ترے
غیرت خورشید ہی منھ زلف کالی رات ہی

زندگی سے ہاتھ اُٹھوا تا ہی وہ حسن وجمال
اُسکی چھپ تختی غضب ہی آفت جان گات ہی

درد دل ابر سیہ ہی نالہ ہی مانند برق
چشم ساون کی جھڑی دن رات یان برسات ہی

اپنے دیوانے کو رُخ اپنا دکھا ای شاہ حسن
ورنہ یان شطرنج ہستی تک اجل سے مات ہی

یاد مین اُس کاکل و رُخ کی کٹتی ہی اپنی عمر
رات دن ای دوستو اپنی یہی اوقات ہی

پھر بتاؤ خوف ہو عصیان سے ہمکو کس لیے
شافع روز جزا احمد سا عالی ذات ہی

یاد جب فرقت مین آئے کیون نہ دل بہلے شفا
کہتا وہ اُسکا گنوار ی مین کہ پیارا جات ہی

اِسطرح کے اشعار جو اُس مہ جبین نے اونچے سرون مین گائے نجم نے دیکھا کہ اِن عورتون کو دیکھکر سحر فراموش ہونے لگا بس زمین مین پانؤن مار کر یہ تو غرق ہوے اور شبرنگ بھاگ کر ایک غار مین چھپا مگر سکندر و جمشید و ارسطو جھومنے لگے بقراط ثانی نے بڑھکر تینون کی زبان مین سوزن دی ہاتھ بڑھایا طرف ستون برق کے اُن نازنینون نے تین قفس لاکر دیے اُن تینون قفسون مین تینون کو بند کیا اور پر پروا نہ پیدا کرکے چلا شبرنگ غار سے نکلکر جھپٹا کہ راہ مین کوئی عیاری کرون مگر بقراط نکل گیا قصر ہشت پہل مین آیا تمام سردار اُٹھ کھڑے ہوے نازنینان مہ جبین بلائین لینے لگین کہتی ہین یا خداوند آپ نے آج بڑی مشقت کی مگر اِنکا زندہ رکھنا مناسب نہین یہ تینون باغی ہین دیکھیے کس نگاہ سے آپ کو دیکھ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ اگر چھوٹین تو سحر کرین بقراط نے حکم دیا کہ بیرون قصر ہشت پہل میدان خونی کی تیاری ہو اِن تینون کو دار پر کھینچو کئی ہزار افسر ساحران زبردست حاضر تھے اُنھون نے نکلکر فوراً میدان تیار کیا جلاد بھی حاضر ہوے دارین بھی اِستادہ ہوگئین اب بقراط ثانی باہر نکلا جلاد شلنگین لگا رہے تھے اور پکارتے تھے کہ یارو یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی کہ جسکے حکم کی سارا طلسم اطاعت کرتا تھا آج دیکھو کس حال مین

سرخ ہوگیا آنکھین اُبل آئین یا تو سحر کی بوچھار کر رہی تھی یا خاموش ہو کر کھڑی ہوئی
پکار کر آواز دی یا خداوند بقراط ثانی آکر مدد کیجیے مین اِسکے سحر مین پھنس گئی اور سحر کرنا
بھول گئی جیسے ہی اِسنے یہ پکارا قصر ہشت پہل سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت خبردار
نہ گھبرانا ہم خداوند بقراط ثانی سکندر گھبرا کر قصر سے نکلے مگر علامہ کو اشارہ کیا کہ تلوار
کھینچکر اپنے گلے پر پھیر لے علامہ نے جو تلوار اپنے گلے پر پھیری سر کٹکر گرا عجب
ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ ہم غواص جادو ای سکندر علامہ کو مار کر کہان جاتے ہو
سکندر نے باہر قصر کے نکلکر دیکھا کہ ایک دریا جوش مار رہا ہی جہانتک نگاہ کام کرتی
ہی دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہی نہنگ اُسمین سے نکل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین
کہ یکایک مچھلیان تڑپ کر نجم و ارسطو پر گرنے لگین یہ دونون مچھلیون کو قتل کر رہے
ہین لیکن مچھلیان غائب نہین ہوتین نجم نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ مین اِس
دریا کی ماہیت سے آگاہ نہین مچھلیون سے جان نہ بچیگی سکندر نے منھ سے شعلہ
چھوڑا وہ آگ کا شعلہ جو دریا مین گرا مچھلیان جلنے لگین دریا موج مار کر پلٹا تھا کہ
غواص نے سر نکالا پکار کر آواز دی ای سکندر جانے نہ دونگا سکندر نے پکار کر
آواز دی ای ماہیان دریا مین تمھارے حال سے واقف ہون غواص کو لیناوہ
سب مچھلیان غواص کو لپٹ گئین اور بدن نوچنے لگین نوچ کھونچکر غواص کو کھا گئین
نجم نے اِشارہ کیا کہ ای شہنشاہ نکل چلیے سکندر نے قصد کیا کہ نکلجاؤن کہ دیکھا سامنے
ایک پہاڑ حائل ہی سکندر نے پکار کر آواز دی او کوہ مین سمجھ گیا مین خود کوہ ہون
تجھکو کاہ جانتا ہون دم بھر مین مٹاؤنگا یہ کہکر گولہ مارا کہ کوہ مین دناٹا ہوا دیکھا
سکندر نے کہ بقراط ثانی کھڑا ہوا ہی اور للکار رہا ہی کہ ای سکندر ہم خداوند بقراط
ثانی کب تجھکو جانے دیتا ہون یہ کہکے ہاتھ سے اِشارہ کیا ایک ستون برق کا از
زمین تا چرخ برین ظاہر ہوا اور ایک دناٹا ہوا وہ ستون شق ہوا کئی سو نازنینان
مہ جبین رقص کرتی ہوئین اور ساز دلفریب بجاتی ہوئین اُسمین سے نکلین اور آواز
دیتی تھین کہ ای سکندر و جمشید و نجم و ارسطو ذرا اِدھر دیکھو ان چارون سے جو

قصر تھرایا دیکھا سکندر نے کہ قصر قصور نہ کریگا اگر گرا تو ہم سب دب جاوینگے آوازدی اے برادر جمشید قصر کو روکو جمشید نے زمین پر ایک دو ٹھوکر مارا کہ قصر کی جنبش موقوف ہوئی جیسے ہی قصر رکا علامہ نے آگ برسادی تلوارین گرائین خنجر گرائے گوشہ ہاے قصر سے تیر چلنے لگے دو چار تیر سکندر پر پڑے سکندر نے تیرونکو جسم سے نکالکر پھینکا کئی دن سے قید تھے آب ودانہ بند قفس مین دردمند خون جو بدن سے جاری ہوا تھرانے لگے جمشید نے بڑھکر بھائی کا ہاتھ تھاما کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ سکندر نے پکارکر آوازدی اے طاقت زاجلد اِس مقام پر آکر مجکو روک مین گرا چاہتا ہون کہ بکایک پشت سے دو نازنینین پیدا ہوئین ایک اُنمین سے بڑی شوخ وشنگ سامنے سکندر کے آئی دونون بازو تھام لیے علامہ سے آنکھ ملائی اور آوازدی کہ بی علامہ صاحب یہ اشعار تو سنو میان آتش نے کیا خوب ارشاد فرماے ہین

نظم

بزم مین رنگین خیالونکی جو ہو روشن چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین
پرتو مہتاب سے بنجاتے ہین روشن چراغ

روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا روشن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اُسنے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا افسردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی
داغ سینے کا ہی گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہونیکا نہین دشمن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا سنجر یار کا
لعل لب کو مین نے دیکھا آل پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اِسکا نہ ہوا اپنے سر مدفن چراغ

اُس نازنین نے جو یہ اشعار پڑھے علامہ نے بگوش ہوش سُنے جب اشعار سن چکی چہرہ

یہی حال ہمارہ ابھی ہوگا اب زندہ نہ بچین گے نجم اختر شناس وارسطو نے جو بالاے آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئے نجم نے ارسطو سے کہا مین جاتا ہون ارسطو نے کہا مین بھی آیا دونون ایک جانب زمین پر اُترے اور غرق زمین ہوے مقام کو اول ہی سے تاک لیا ہی نقب سحر کاٹتے ہوے چلے علامہ نے جلاد کو اشارہ کیا کہ ارے کیون دیر کرتا ہی ایک ہاتھ مار کہ سر اسکا اُڑ جاے جلاد خنجر لیکر بڑھا کہ علامہ نے دیکھا برابر قفس سکندرہ کے زمین شق ہوئی اور دھوان نکلا علامہ سمجھ گئی کوئی آیا کہ یکایک نجم نے سر نکالا آمادہ ہو کر تو آئے تھے نکلتے ہی قفس کو توڑا علامہ للکارتی ہوئی اُٹھی کہ او نجم مین نے پہچانا اتنے عرصے مین ارسطوے ثانی نے برابر قفس جمشید کے سر نکالا فورًا نکلتے ہی قفس توڑا زبان سے سوزن نکالی جمشید کو رہا کیا اور یہ کلمہ کہا کہ اے شہریار علامہ سے مقابلہ کیجیے دیکھیے نجم اختر شناس آپ کے بھائی صاحب کو رہا کر رہا ہی علامہ نے نجم پر کارد سحر کھینچ ماری نجم کے ہاتھ قفس کے توڑنے مین پھنسے تھے سمجھا کہ یہ کارد پڑ گئی سینے کو توڑ کر پار گذرے گی گھبرا کر یکبارہ اُٹھا کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز اِس کارد سحر سے بچاے **نظم بطور خمسہ**

اے موحد صِرف با ذات احد کن دوستی بگذر از بغض وحسد با نیک وبد کن دوستی		ترک کن ہر یک تعلق با صمد کن دوستی با ہمہ وحش وطیور و دام و دد کن دوستی
	درجہان گنجینہ دار مخزن اسرار باش	
خواہش دلدار گر داری ز خدمت سر متاب کن اطاعت تا توان در تن بود در جسم تاب		زانکہ از خدمت بکام خویش باشی کامیاب روز بہر خدمتش سر گرم شو چون آفتاب
	شب بہ شکل ماہ بہر بندگی بیدار باش	

نجم نے تو بلک کر یہ دعا کی جمشید نے بڑھکر سامنے کارد کے اپنا سینہ سپر کر دیا بہ قدرت پروردگار کارد آکر شانے پر پڑی کہ شانہ جمشید کا زخمی ہوا اتنے عرصے مین نجم نے سکندر کو رہا کیا اور سوزن نکالی سکندر نے اُٹھتے ہی للکارا کہ او ملعونہ منم سکندر شہنشاہ لشکر طلسم کشا بس اب بھاگ جا کہ علامہ کب بھاگتی ہی اِسنے قفر پر سحر کیا اور

رات کو شبرنگ علامہ کے ساتھ آیا نورالدہر نے خواب پریشان دیکھا کہ شبرنگ قتل ہوتا ہی اور ایک ساحرہ حکم دے رہی ہی اور ایک زنگی خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہی نورالدہر نے صبح کو سامنے سرداروں کے بیان کیا نجم اخترشناس گھبرا کر اُٹھا پوچھا ای شہریار ساحرہ نے کچھ نام بتایا نورالدہر نے کہا وہ نعرے کر رہی تھی کہ ہم علامۂ جادو نجم اخترشناس نے عرض کی ای شہریار علامۂ جادو بلاے روزگار ہی قفرمعار میں رہتی ہی یہ کہکے نجم اُٹھا ارسطوے ثانی نے کہا میں بھی چلونگا ارسطو اور اخترشناس پرپرواز پیدا کر کے چلے مگر راہ میں نجم نے کہا ای ارسطو بہتر یہ ہی کہ چلکر سکندر کو رہا کرو قفس توڑ ڈالو زبان سے اُنکی سوزن نکالو تب جا کر مطلب نکلے ارسطو نے کہا میں جمشید پر گرونگا اور قفس توڑ ڈالونگا نجم نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر دونوں جاتے ہیں یہان وہ وقت ہی کہ جلاد سر پر کھڑا ہی علامہ حکم دے رہی ہی جھلا کر کہتی ہی ارے کیوں تامل کرتا ہی لیکن شبرنگ بن عمرو بیقرار طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای کارسازو ای رب بے نیاز اِس آفت سے چھڑا علامہ سامنے بیٹھی ہی اور شبرنگ پکار رہا ہی ای خالق بے نیاز بچاے نظم

دارزین تلخی مزاج خود نہ ای بیمار تلخ — گر دوا بخشد طبیب مہربان ہربار تلخ
جام مل بے لالہ و گل در گلستان جہان — ذائقہ بخشد بکام عندلیب زار تلخ
بہرکس ز ولذت شیرین نمیگردد نصیب — ہرکرا باشد بہ دنیا طبع ناہنجار تلخ
مفلس اندر مفلسی ناحق پریشان خاطرات — میگذارد عمر ناحق بندہ نادار تلخ
از ترش روئی و بدخوئی بپرہیز و خلیق — آدم خوش گو نہ گوید از زبان زنہار تلخ
دل مدہ ہندی بہ شیرین لذت دنیاے دون — زانکہ میگردد دہان زین لذت آخرکار تلخ

لیکن نجم اخترشناس وارسطو جو چلے تھے اول آسمان پر آکر ٹھہرائے دیکھا دونوں قفس رکھے ہیں سکندر و جمشید کی آنکھوں سے آنسو جاری اسیواسطے علامہ نے قفس لاکر سامنے رکھے ہیں کہ سکندر و جمشید کو صدمہ ہو اور یہ بیقرار ہوں اِنکے رہا کرنے کو یہ غبار آیا تھا اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ

کون ہی جو اُسکی جانب کو کھنچا جاتا نہین — حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا
نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روے یار مین — گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا
مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے — پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا
تو نے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند — طرۂ باغ حسینان حسن سنبل ہوگیا
کافرونکو زلف کے زنار سے پھانسی ملی — مومنونکا مصحف روے ترے قل ہوگیا
تیرے آنے کی خوشی نے کردیا یہ رنگ سرخ — ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہوگیا
بے تکلف بند کھولونگا قباے یار کے — جامے سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا
بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے جو موے مشکبو — رفتہ رفتہ مغز کو سوداے کاکل ہوگیا
جوش پہ آیا جو ہجر یار مین دریاے اشک — تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہوگیا
خط نکلنے پر صفا چاہے جو یارہ آتش کہان — صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہوگیا

اِس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ علامہ کے کان کھڑے ہوے منھ تو چوم لیا مگر سر سے پا تک دیکھنے لگی شبرنگ نے کہا ای مادر مہربان آپ نے جو ساقی گری بتائی تھی وہ بھی کمال دکھاؤن علامہ اور زیادہ کھٹکی مگر شبرنگ مطمئن ہی کہ میرے دام مکر مین پھنسی فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور گت ناچا جام کو سر پر رکھکر علامہ کے سامنے کیا علامہ نے جام لیکر اُف کیا شراب چرخ مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گری علامہ نے کہا ارے تو کون ہی قفس سے سکندر و جمشید دیکھ رہے ہین شبرنگ نے جو دیکھا کہ شراب اُڑ گئی علامہ نے جھلا کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کر شبرنگ لڑکھڑا کر گرا علامہ نے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی علامہ نے کہا نگوڑی تو کون ہی شبرنگ نے کہا منم شبرنگ ابن عمرو علامہ نے کہا او موے ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ای جلاد جادو جلد حاضر ہو اِسکو قتل کر گوشۂ صحرا سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے قریب آیا علامہ نے اِشارہ کیا اُس جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شبرنگ کا کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا مگر قضاے کار یہان جس

ز ہر شمعی کہ شد در دہر روشن | نمودی چہرۂ پر نور خود را
زمین و آسمان و عرش و کرسی | شد از حکم تو ای خلاق پیدا
گہے مجنون گہے فرہاد گشتی ؛ | گہے شیرین شدی و گاہ لیلا
چو در یوسف جمال خود نمودی | فدا جان کرد در عشقش زلیخا
گہے پنہان شدی در صورت ہیر | گہے ظاہر شدی در شکل رانجھا
ز بوے غنچہ بویت مید ہد بو ؛ | ز رنگ گل شود رنگ آشکارا
شود اندر عرق چون ابر تر غرق | چو بنمائی بہ گل رخسار زیبا
غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ | بہ درگاہت چہ اسکندر چہ دارا
قلم ہر دم بہ تعریف تو جاری | زبان ہر لحظہ در وصف تو گویا
کند کوکو بہ صحن باغ قمری | کند بلبل بہ بستان شور برپا
تو والی و کریمی و رحیمی ؛ | بلطف خویش بر بندہی بہ بخشا

مگر شبرنگ نے اپنا رنگ جمایا ہنسکر کہا اے مادر مہربان آپ کے ملنے سے مجھکو بڑی خوشی ہی کہ مین آپ سے ملی میرا جی چاہتا ہی کہ مین کچھ گاؤن علامہ نے اشارہ کیا کہ بی بی گاؤ بجاؤ مین تمھین خوش رکھونگی مین نے تمھارے واسطے معشوق سے فساد کیا اور یہ نوبت پہونچی کہ تمکو لیکر چلی آئی مگر شکر کرتی ہون کہ تمکو گانے مین بھی دخل ہی لڑکی ڈھول بجانے لگی ڈھول کو جو لطف سے بجایا علامہ نے کہا بی بی ڈھول تو تم خوب بجاتی ہو لڑکی نے ہنسکر کہا مادر مہربان تمھین نے تو مجکو سکھایا ہی وہ غزل جو یاد کرائی تھی وہ گاتی ہون علامہ نے کہا ہان بیٹا گاؤ تب تو شبرنگ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہوگیا | مدح حیدر سے کمیت خامہ دلدل ہوگیا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا | گل ترے آگے چراغ لالہ و گل ہوگیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا | محفل جمشید برہم ہو چکی قلقل ہوگیا
انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت کہان | ابتدا سے عشق مین چندے تحمل ہوگیا

کہا امان جان اب مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی یہ بتلائیے کہ ابا جان کہان ہین علامہ نے
بہت پیار کیا اور کہا بی بی چلو مین تمھارے باپ کو بھی بلا دونگی غواص کو بھی نہ پوچھا لڑکی
سے ایسی مانوس ہوئی کہ لیکر تخت پر بٹھا لیا کہا بی بی چلو راہ مین لڑکی تتلا تتلا کر میٹھی
میٹھی باتین کرتی چلی علامہ ہر مرتبہ بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی اے نور نظر مین تمکو سحر سکھاؤنگی
یہ باتین کرتی ہوئی قریب قصر پہونچی شہرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا
ہی مگر درجے اُسمین بہت ہین ہنسکر کہا کیون مادر مہربان یہ قصر آپ نے نیا بنوایا علامہ
نے کہا اے نور نظر یہ مکان پُرانا بنا ہوا ہی مگر اب مین نے عجائب و غرائب زیادہ کر دیے
ہین اِسوجہ سے کہ سکندر و جمشید کی قید خداوند نے میرے سپرد کی اِسوجہ سے ہوشیار
ہر وقت رہتی ہون شہرنگ نے یہ بھی سُنا کہ سکندر و جمشید یہان قید ہین اب دلکو
تقویت ہی کہ اِسکو چل کے مارے لیتا ہون علامہ لڑکی کو لیے ہوے قصر مین آئی
دونون قفس اُتارے لڑکی نے دیکھا کہ دونون کی زبانون مین سوئیان گرفتار دام
رنج و محن ہین مگر شہرنگ نے اِسطور سے باتین کین کہ سکندر سمجھ گیا کہ شہرنگ لڑکی
بنکر آیا ہی جمشید سے اِشارہ کیا کہ اے برادر مطمئن رہو میرے دل کو یقین کامل تھا کہ
آقائے نامدار غفلت نہ کرینگے ضرور فکر کرینگے دیکھیے عیار آپہونچا اگر خدا نے چاہا
تو رہا ہوتے ہین اور اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور و ناچار ہین جمشید یہ سنکر بہت خوش
ہوا دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اِس ظالم کی قید سے رہائی
دے شہرنگ پہ آسانی ہو

نظم

ترا دانند ہر جا مرد و زنہا	ترا بینند ہر سو چشم بینا
زعشقت در زمانہ شور برپا	فگندہ خلق در آفاق غوغا
بحسنت دیدہ ہا محو تماشا	زبان ہا ذاکر و مشغول دلہا
تو کردستی دل صافی دلانرا	چو آئینہ مجلا و مصفا
تو بیشک واحدی و لاشریکی	تو لاثانی توئی بے مثل و یکتا
تو در دین رہنماے بندگانی	تو ہستی کارساز کار دنیا

قتل ہوا تو طلسم کشا کا بہت زور کم ہو جائیگا یہ کہتی ہوئی زمین پر آئی لنسرین تو خاموش ہو گئی کچھ منھ سے نہین بولتی مگر غواص نے اُٹھکر ہاتھ باندھے کہا ای ملکۂ عالم جو آپ کو گمان ہی اُسکا یہان خیال بھی نہین ہی آپ ایسی معشوقہ جب میرے قبضے مین ہی تو مجھے عورت کی کیا ضرورت ہی چونکہ یہ آفت مین تھی مین اِسے لے آیا پہلو مین بٹھایا اگر معاف فرمائیے لڑکی دوڑکر علامہ سے لپٹ گئی کہا امان جان کئی دن سے کہان چھپ گئی تھین مین آپ کو ڈھونڈھتی تھی علامہ یا تو غصے مین تھی لڑکی نے جو تتلا کر کہا بے اختیار ہنس پڑی کہا کیون لنسرین یہ کون ہی لنسرین نے کہا یہ وہی لڑکی ہی جسکو مین نے آپ سے بیان کیا تھا کہ یہ صحرا مین ماری ماری پھرتی تھی اور مین اِسکو لے آئی کئی راتین گذری ہین مین اپنے سینے پر سلاتی ہون مگر بڑی ضدن ہی جب بگڑتی ہی تو کسیکی نہین سُنتی علامہ نے کہا ای لنسرین مین نے اولاد کے واسطے کیا کیا کوشش کی میان غواص نے بڑی بڑی مشقت کی مگر کچھ نفع ہوا اِسکو مین پرورش کرونگی لنسرین نے سر جھکا لیا کہا حضور مین اِس سے بہت مانوس ہون اِسکو تو نہ لیجائیے مین نے اِسکے لیے بڑے بڑے سامان کیے ہین اور لڑکی اب لنسرین سے بات نہین کرتی علامہ ہی کو لپٹے جاتی ہی علامہ نے گود مین اُٹھا لیا کہا ای لنسرین تمنے بڑی خطا کی ہی مگر اِس لڑکی کی وجہ سے مین معاف کرتی ہون جاؤ بس بیٹھو غواص سے ملو اب مین نگوڑے کو آنے بھی نہ دونگی اپنی صورت پر مغرور ہی یہ صورت بھی ہمنے بنائی کہ جو دیکھے وہ بیقرار ہو جائے لڑکی کو گود مین اُٹھا لیا کہا او غواص مین جاتی ہون اب تو قصر معمار مین نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا غواص منتین کرتا ہی مگر لنسرین نے جھولی پر ہاتھ ڈالا علامہ نے کہا او شفتل جھولی پہ ہاتھ ڈالتی ہی ابھی اِشارہ کرودون تو مثل سرو چراغان جل جاوے لنسرین نے گولہ نکالکر مارا علامہ نے گولہ توڑا اور ہاتھ ہلا دیا کہ ایک برق چمک کر گری لنسرین کے دو ٹکڑے ہوے مرنا لنسرین کا کہ غواص رونے لگا کہا ای علامہ تو نے غضب کیا علامہ نے کہا یہ اِسی کے لایق تھی لڑکی تو امان کہتی ہی وہ اپنی کیے جاتی ہی اب تم اِسکا جنازہ لیکر بیٹھو لڑکی علامہ سے لپٹ گئی کاندھے پر سر رکھدیا

مین تمکو دیکھتے ہی مائل ہوا تھا مگر ضبط کیا زبان سے نہ نکالا اور یہ بھی خیال تھا کہ علامہ
آتی ہوگی جب مین تمسے جدا ہوا تو راہ مین بہت بگڑی کہتی تھی صاحب تم خیمے مین نسرین
کے کیون گئے تھے نسرین کا یہ حسن و جمال ظاہری ہی مین مدت سے تمپر جان دیتی
ہون اگر کسی عورت پر توجہ کروگے تو جان دیدونگی اسوجہ سے مین نے زیادہ تمپر
توجہ نہین کی مگر تمھاری یاد مین رو رہا تھا کہ تم آگئین دلکو تسکین ہوئی چلو چلکر بیٹھو
اب نسرین پر حال کھلا کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہی لڑکی بھی کہتی ہی کہ ای مادر مہربان اباجان
آپ پر خود جان دیتے ہین اپنے کو روکیے ایسا نہ ہو کہ اُنکو آپ کی محبت ظاہر ہوجائے
تو وہ پھر کھنچین گے نسرین نے کہا آج وصل ہوجاے تو امید دل کی بر آئے
لڑکی کہتی ہی کہ ای مادر مہربان عورت کا کھنچنا ہی مناسب ہی کھنچنے سے آبرو بڑھتی ہی
غواص نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ لڑکی نسرین سے کچھ باتین کرتی جاتی ہی ہنسکر کہا کہ ای
نسرین یہ لڑکی بہت تمھارے منھ لگی ہی تمسے کیا کہتی ہی نسرین نے کہا بچے کی بات
کا کیا اعتبار مین نے جو اِسکے ساتھ محبت کی تو یہ بھی محبت کرتی ہی سمجھاتی ہی کہ علامہ
نہ آجائے غواص نے کہا اُنکے آنیکا وقت نہین ہی اب وہ قصر معمار مین ہونگی یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا علامہ جادو نہایت غصے مین آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای
غواص تو نے اپنی آبرو کھوئی اِس شفتل کو لیکر پہلو مین بیٹھا ہی میری کنیزین اِس سے
بہتر ہین مین نے تیرا مرتبہ بڑھایا تجکو غواص بحر اُلفت بنایا اب تو نے یہ حرکت کی مین
پہلے ہی سمجھ گئی تھی مین قصر معمار مین بیٹھی تھی جانتا ہی کہ مین کس ضرورت مین ہون کتنا
بڑا کام قدرت نے میرے سپرد کیا ہی اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ قفس کو جنبش ہوئی
مین نے پکار کر پوچھا کہ ای خبر گیر جادو مفصل خبر پہونچا کہ غواص کیا کر رہا ہی خبر گیر نے
خبر دی کہ غواص پہلو مین نسرین کو لیے بیٹھا ہی مجکو تاب نہ آئی ہر چند کہ قیدیون کا
بڑا اہتمام ہی رات کا سونا موقوف کیا دن کے کھانیکا وقت نہ رہا اِس خدمت نے
مجھکو پریشان کر دیا اور قدرت کو منظور یہ ہی کہ ایک ہفتہ اُنکو ڈراؤ دھمکاؤ بعد ہفتے
کے قتل کیے جاوینگے اگر اطاعت کی تو خیر اور یہ بھی قدرت فرماتے تھے کہ اگر سکندر

بارگاہ مین آئی مقام جو معشوق سے خالی پایا بلک کر رونے لگی لڑکی نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیون مادر مہربان کیون روتی ہو ہمسے تو مفصل حال کہو اب ہماری مالک اور افسر آپ ہین ہم چاہتے ہین کہ آپ خوش رہین آپ کے خوش رہنے سے ہمکو بھی آرام ملیگا نسرین نے کہا بیٹا غواص دریانشین پر مین مائل ہوئی دل کہ رہا ہی کہ علامہ کیا صاحب نصیب ہی کہ ہر وقت معشوق کے ساتھ رہتی ہی چلتے وقت غواص نے یہ اشارہ کیا کہ باغ جہان نما مین آنا مین نہین جانتی کہ باغ جہان نما کہان ہی گر جاتی ہون لڑکی نے کہا اے مادر مہربان مین ساتھ چلونگی ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تو عالم خواب مین قدرت کو دیکھا فرماتے تھے کہ اے گلپیرہن نسرین کی خوشی کا خیال رکھنا اسکو خوش رکھنے سے تم بھی خوش رہوگی آپ ہی کی ذات سے اب ہمارا آرام وچین ہی کچھ تو قدرت نے مناسب جانا جو یہ ارشاد فرما گئے اگر مین ساتھ رہونگی تو بہت کام آؤنگی نسرین نے اسیوقت ایک تخت سحر تیار کیا لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا تخت کو سحر سے اُڑایا ایک مقام پر پہونچی تھی کہ لپٹین پھولون کی دماغ مین آئین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہی اُس مین غواص ٹہل رہا ہی کبھی کسی نخل کے نیچے ٹھہر جاتا ہی طائران نخل سے متوجہ ہو کر کہتا ہی یار دیمیرے حال سے آگاہ نہین ہو اب مین تمکو واقف کرتا ہون

نظم

طفلی ہی سے تھے ہمتو ثنا خوان محبت — مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ — دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت
اِک دام مین صیاد کے اِک طوق بہ گردن — قمری و عنادل ہین اسیران محبت
پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہی قمر کو — ہی ورد زبان مصرعۂ دیوان محبت

یہ اشعار پڑھتا ہی اور آنکھون سے آنسو بہا رہا ہی نسرین نے جو غواص کو دیکھا تخت اُتار التخت سے کود کر ہاتھ تھام لیا کہا صاحب حقیقت مین باغ جہان نما کی فکر مین صحرا بہ صحرا پھری مگر دل نے ہدایت کی شمیم گل نے بلا لیا غواص نے جو نسرین کو انتہا کا مشتاق پایا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان

اور صاف بہتر ہی بہت میل نہ کرو اگر مین زیادہ مِل جُل کر تمسے بیٹھونگا تو عقب سے ملکہ علامہ جادو میری زوجہ معشوقۂ عاشق خصال آتی ہونگی اُنکے خلاف ہوگا مگر نسرین اُس جوان کو لیکر بارگاہ مین آئی مسند پر بٹھایا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نقابدار کا نپنے لگا کہا لو ملکہ نسرین ملکہ علامہ آپہونچی وہ ساحرہ تخت کو اُتار کر لائی قریب نقابدار کے آکر بیٹھی زانو دبا لیا نسرین سے کہا بوا ہٹ کر بیٹھو آج ایسا فراموش کیا میرے شہریار کو نہین پہچانتین غواص دریا نشین کہ آج اس طلسم مین مثل اِسکے کوئی نہین ہی صورت زیبا سحر بین یکتا قدرت نے میری شادی اِنکے ساتھ کی مگر اپنی جان سے بیزار ہین کہ صحرا ے تیھو ہمارا مقام ہی وہین آکر طلسم کشا اُترے ہین کئی مرتبہ قصد ہوا کہ اُنکو گرفتار کرلین مگر جان کا خوف ہی پھر علامہ نے طرف لڑکی کے دیکھا پوچھا اے نسرین یہ کون صاحب ہین لڑکی اُٹھکر دوڑی علامہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی نسرین نے کہا اے علامہ غصہ نہ کرو شناید اسکی مان سے تمھاری صورت ملتی ہی اِسوجہ سے امان امان کہکر لپٹ گئی علامہ نے کہا اے نسرین یہ زمانہ وہ ہی کہ ساحر چھپتے پھرتے ہین گھرون سے نہین نکلتے تمنے یہ کیا غضب کیا کہ غیر شخص کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئین آجکل سب کو جان کا خوف ہی بلکہ شہریار نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ لشکر طلسم کشا برباد کرون مین مانع ہوئی کہ اِن لوگونکا ستانا بہتر نہین ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت برپا ہو یہ کہکے غواص کا ہاتھ تھام لیا کہا لو صاحب چلو دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کوئی آفت برپا ہو آج تیسرا دن ہی کہ تمھین یاد ہوگا کہ قدرت کوہ نیلگون پر آئے ہم تم سب جمع تھے ممبر پر جاکر وعظ کہی کچھ فقرے کہے کہ مضمون اُن فقرات کا یہ تھا کہ آجکل ساحر عبادت کرین ہمکو نہ بھولین لہو لعب دنیوی سے ہاتھ اُٹھائین جو اِسکے خلاف کریگا مارا جائیگا ہرچند نسرین نے چاہا کہ زن وشوہر کو بٹھاؤن مگر غواص گھوڑے پر سوار ہوا نسرین سے اِشارہ کیا کہ اگر تم باغ جہان نما مین آؤگی تو مجھسے ملاقات ہوگی علامہ بھی تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی نسرین کھڑی دیکھا کی کہ مرکب غواص کا نکلگیا اب جو پلٹ کہ

تو نہین گرفتار کیا اُن سب نے قسمین کھائین کہ حضور کے نمک کی قسم کسی مرد اور عورت
کو ہمنے نہین گرفتار کیا جیسے آپ گئی ہین ہم آپ ہی کے انتظار مین تھے اِسی مقام پر
کھڑے ہین یہاںسے ہٹے نہین بلکہ ہمنے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے جاکر بڑا کارنمایان کیا
سکندر اور جمشید کو مبہوت کیا کہ اُن دونون کو قدرت لیکر گئے لنسرین اُس بارگاہ
مین آئی لڑکی کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آکر کہا بی بی بیٹھو تمھارے واسطے
چیز منگائین کنیزون سے اِشارہ کیا کہ بی بی کے لیے چیز لاؤ کنیزین جاکر مٹھائی وغیرہ
لائین لڑکی کو دی لڑکی مٹھائی کھانے لگی لنسرین ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر آئی آکر دیکھا
کہ ایک آہو بھاگا ہوا آیا تیر پیچھے پر اُسکے پڑا ہوا الجھیا کر سامنے گرا بعد تھوڑی دیر
کے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار گھوڑے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین لیے کہ
جستجو مین اُس آہو کی تھا قریب آہو کے آیا قرولی کمر سے نکالی آہو کو ذبح کیا اب
جو اُٹھا تکان جو پہونچی نقاب چہرے سے جدا ہوئی لنسرین نے دیکھا کہ ایک
آفتاب نکل آیا ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل ہتھیار لگاے ہوے قرولی
سے خون ٹپکتا ہوا اکھڑا ہی مگر تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین براے شکار طائر دل
لیس تھے سینے پر آکر لنسرین کے پڑے کہ تا بہ سوفار غرق ہوے لنسرین نے
کلیجہ تھام لیا پکار کر آواز دی اے شہسوار پسینے پسینے ہو رہے ہو دم بھر آکر یہان
ٹھہر جاؤ اُس نقابدار نے جواب دیا کہ اے لنسرین دلفریب تمھاری باتون سے
بڑا لطف ملتا ہی مگر ہم صحرا نورد رہتے ہین آہو ہمارے سامنے سے بھاگا اُسکی جستجو
مین اِدھر بھی گذر ہوا مگر تعجب ہی کہ ہم تمکو پہچانتے ہین اور تمنے ہمکو نہین پہچانا اور مثل
غیرون کے پکارتی ہو لنسرین نے حیران ہو کر کہا کہ یہان تشریف لائیے براے
چند ساعت بیٹھ جائیے اپنا حال خیریت مآل بیان فرمائیے کہ مین آگاہ ہون مجھکو
آپ سے ایک محبت ہوئی ہی مین کبھی مرد پر متوجہ نہین ہوئی مگر آج تمھاری شوکت
نے دل بیقرار کر دیا وہ نقابدار نقاب کو درست کرتا ہوا پاس لنسرین کے آیا
لنسرین نے چاہا ہاتھ تھامون نقابدار نے ہاتھ ہٹا لیا کہا اے لنسرین محبت پاک

کہا اے خدمتگار دو قفس آہنی لا فدرت کو ضرورت ہے کہ صحرا کے درختون کے بیچ سے
دو پنچھی سنہری پیدا ہوئے دونون مین دو قفس دیے ہوئے تھے نسرین کو اُن
پنچھون نے دیے نسرین نے وہ قفس بقراط کو دیے بقراط نے دونون کو قفس
مین بند کیا اور دونون کو لیکر چلا مگر قضاے کار شبرنگ بن عمرو کہ جو چلا تھا اُسنے صحرا
مین یہ سب معرکہ دیکھا جب بقراط جا چکا تو نسرین دلفریب صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی
شبرنگ کے خیال مین آیا کہ اگر نسرین کو لیا تو دربار مین بقراط کے گذر ہوگا ایکطرف
بھاگا مگر کلیجے پر پتھر رکھ لیا دل سے کہتا جاتا ہے کہ اتنی بڑی سکارہ پر کیونکر ہاتھ پڑیگا
ایک لڑکی کی شکل بنکر صحرا مین پھرنے لگا دوپٹہ منھ پر رکھکر زار زار رونا شروع کیا
رونے کی جو آواز کان مین پہونچی نسرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک لڑکی دس گیارہ
برس کی گلبدن کا پائجامہ ایک ایک کلی پڑی ہوئی پہنے ہوئے ایک پاٹ کی دوپٹیا
اُوڑھے ہوئے ناک مین صرف ایک موتی کی نتھ چہرے پر دو چار چیچک کے داغ ایک
نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہے نسرین کو دیکھکر بڑا ترس آیا سوچی کہ شاید یہ اپنے مان
باپ سے چھوٹ گئی ہے اُنھین کے فراق مین رو رہی ہے قریب آکر کہا کہ کیون بیٹی تم
کیون روتی ہو لڑکی نے روکر جواب دیا کہ حضور ماں باپ میرے اس صحرا کی سیر
کو آئے تھے عرصے سے غائب ہو گئے مین نے سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین
نہ پایا اب منظور ہے کہ رو رو کر اپنی جان دون کوئی شیر بھیڑیا آویگا مجھکو کھا جائے گا
نسرین نے ہاتھ تھام لیا کہا ہمنے تمکو اپنا فرزند کیا ہمارے ساتھ چلو اسی صحرا مین
ہمارا مقام ہے تمکو مٹھائی کھلائین گے کپڑے چھٹے بدلائین گے زیور پہنائین گے
دھوم سے شادی کرینگے لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی نسرین کے ساتھ ہوئی نسرین
لڑکی کو لیکر نخلستان سے نکلی ایک دشت دیکھا اُس صحرا مین ایک بارگاہ
استادہ ہے چند کنیزین در بارگاہ پر کھڑی ہین نسرین نے پکار کر آواز دی کہا اری
بخت تونے کسی مرد اور عورت کو تو نہین گرفتار کیا مین خوب جانتی ہون اس صحرا مین
جو کوئی آتا ہے تم اُسکو ضرور ستاتی ہو صاف صاف بتاؤ اس لڑکی کے مان اور باپ کو

حسین وجمیل بقراط ثانی کی کفیل سامنے سے پیدا ہوئی سامنے آکر سکندر و جمشید کے
بہ ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

شفا مریض محبت کو زینہار نہ ہو
برنگ شمع نہ ہون ہم اگر بخار نہ ہو

کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہ ہو

اگر تو پھر اُسے جاتے ہوے نہین دیکھا
عناد و خشم دل یار کا غبار نہ ہو

در حرم کو ہی تشبیہ طاق ابروسے
سواد کعبۂ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہین درکار طاق کسرا کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہون پہ اُڑتا ہون باد کے مانند
کمیت نقش قدم پہ مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہین ہی جو صوفی شرابخوار نہ ہو

کبھی کبھی جو دکھائے روے رنگین کو
خزان مین مرغ چمن کو غم بہار نہ ہو

فراق یار مین احوال کیا کہون اپنا
دل دو نیم مرا جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہی دل بیمار
خزان کا باغ مین نرگس کے اعتبار نہ ہو

بہت اُسے دل ہمت بلند رکھتا ہی
غم فراق کہین شیر کا شکار نہ ہو

برنگ سایہ گذرتا ہر راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہ ہو

اُس نازنین نے جو یہ اشعار سامنے سکندر کے گائے سکندر و جمشید سحر کرنے سے باز رہے اُس نازنین نے سکندر سے آنکھ ملائی اِشارہ کرکے کہا کہ چلو قدرت بلاتے ہین سکندر نے کچھ عذر نہ کیا وہ نازنین سکندر کو لیکر سامنے بقراط کے آئی بقراط نے کہا منھ کھولو مین زبان مین سوزن دونگا سکندر نے بلا عذر منھ کھولدیا بقراط نے سوزن دی جب سکندر کو گرفتار کر چکا تو اُسی نازنین سے اِشارہ کیا کہ جمشید کو بھی بلا لے اُسنے جمشید سے آکر آنکھ ملائی اور ناز سے کہا کہ صاحب آؤ تمھین قدرت بلاتے ہین نسرین دلفریب اِسکا نام ہی اسکا سحر دلپر تاثیر کرتا ہی جمشید بھی سر جھکا کر سامنے بقراط کے آئے بقراط نے وہی لفظ کہکے اُنکی بھی زبان مین سوزن دی کہا ای نسرین دو قفس آہنی چاہیے ہین اُسنے بہت خوب کہکے ہاتھ بڑھایا پکار کر

دم دیا کہ خداوند آتے ہین اُنھون نے خبر پائی ہی کہ تیری مدد سے سکندر رہا ہو گیا ہی
اگر سکندر تیری مدد سے پھر گرفتار ہو تو قدرت تیرے ساتھ اُسکی شادی کردینگے مین اُسکے
دھوکے مین آگئی اُسنے کنارے آکر سحر کیا مین نے جام شراب پلایا سکندر بیہوش
ہوے وہ تڑپ کر گری پنجہ دیکر لے بھاگی اب مین سوچ رہی ہون کہ مین نے کیا غضب
کیا جمشید نے کہا ای گلفروش نہ گھبراؤ مین جاتا ہون اگر شہکارہ راہ مین ملی اور مین
پاگیا تو شہکارہ کو مار ا اور اگر دربار لقمان مین پہونچگئی ہو گی تو وہان جاکر ہنگامہ
برپا کرونگا یہ کہکے جمشید چلا شہکارہ تو اُڑی ہوئی جا ہی رہی تھی کہ نعرہ ہوا خبردار منم
جمشید زرین ترکش او شہکارہ مکارہ کہان جاتی ہی شہکارہ نے جو آواز جمشید کی
سنی ٹھہر گئی مگر جلدی مین زبان مین سوزن بھی نہین دی تھی جمشید نے آگ برسائی
شعلہ ہاے آتش جو شہکارہ پر گرنے لگے شہکارہ گھبرائی دو چار آبلے بدن پر پڑے
کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ باش او جمشید الگ رہنا منم لقمان ثانی تم ایسون کی
بھی یہ مجال ہی کہ میرے قیدی کو روکو یہ کہکے سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش بجھے جب جمشید
نے سحر کیا لقمان نے اُسے دفع کیا مگر جمشید نے شہکارہ پر تلوار گرائی لقمان کی
ذرا ایک جھپکی بھی کہ اِسطرح کی تلوار گری کہ شہکارہ کا سر اُڑ گیا ہاتھ سے سکندر چھوٹا
لقمان نے پنجے سحر کے پھینکے کہ سکندر کو روکین مگر سکندر کو ہوش آیا زبان مین
سوزن نہ تھی سکندر نے ہوشیار ہوتے ہی پنجون کو جلایا اور دیکھا کہ بھائی میرا
لقمان سے ردو بدل کر رہا ہی للکارا کہ او لقمان آج تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی
یا مجھے قضا کھینچ لائی ہی آپس مین سحر ہونے لگے اب سکندر و جمشید ایک طرف دونون
کے سحر لقمان روک رہا ہی اور دونون پر سحر کرتا ہی جب تھوڑا عرصہ گذرا لقمان نے
دیکھا کہ عرصے سے مین سحر کر رہا ہون ہوا پر معرکہ ہو رہا ہی ایک دستک دی اور آواز
دی کہ ای نسرین دلفریب جلد آؤ اور اپنا رنگ جماؤ یہ دونون جانے نہ پائین اِن
دونون نے ایسا ہی عاجز کیا ہی کہ جو مین تجھکو بلاتا ہون ورنہ مین تجھکو تکلیف نہ دیتا یہ جو
لقمان نے آواز دی بائین جانب سے ایک ہوا سے سر و چلی ایک نازنین نہایت

دل مین اُس خورشید رو کے ای قمر کب گھر کیا	کام کچھ نکلا نہ اپنا آہ بے تاثیر سے

یہان یہ گانا ہورہا ہی سکندر پہلو مین گلفروش کے خوش بیٹھے ہین منظور رہی کہ اِسکو اپنے ہمراہ لیجائیے سکندر شگفتہ ہوہو کر باتین کر رہے ہین بقراط اپنے قصر مین بیٹھا ہوا تھا کہ چند طائر سر پیٹتے ہوے آئے عرض کی یاخداوند غضب ہوا مکارہ سکندر کو گرفتار کر لائی تھی تا بہ باغ گلفروش پہونچی گلفروش نے عاشق ہوکر سکندر کو ہوشیار کیا سکندر نے مکارہ کو مارا اب سکندر باغ مین گلفروش کے بیٹھا ہی بقراط نے اُسیوقت آواز دی کہ کوئی تم مین ایسا ہی کہ جاکر گلفروش کو ایسا دم دے کہ وہ سکندر کو گرفتار کرلے شہکارۂ آفت خیز بہن سکارہ کی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کنیز جاتی ہی یا تو دونوکو لاتی ہون ورنہ سکندر کو تو ضرور ہی لاتی ہون یہ کہکے شہکارہ روانہ ہوئی جاکر کنیزان گلفروش مین ملی گلفروش جو کسی کام کو اُٹھی شہکارہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای گلفروش قدرت خود آیا چاہتے ہین تمکو مناسب یہ ہی کہ سکندر کو دم دیکر بیہوش کرو قدرت نے فرمایا ہی کہ اگر گلفروش ایسا کریگی تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ساتھ گلفروش کے سکندر کی بھونری پھروا دونگا شہکارہ نے جب گلفروش کو دم دیا گلفروش نے کہا ایسا نہو سکندر ہوشیار ہوجاے شہکارہ نے سمجھایا کہ تم جاکر جام پلاؤ مین چپکے چپکے سحر کرتی ہون اسکو گلفروش نے قبول کیا شہکارہ نے گوشے سے سحر کرنا شروع کیا سکندر کو ایسی محویت ہوئی کہ گلفروش نے جو جام دیا سکندر پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوگیا شہکارہ نے جھپٹ کر سکندر کو گرفتار کیا یعنی پنجے مین دبایا اور لے بھاگی گلفروش حیران ہوکر رہگئی دل سے کہتی تھی یہ مین نے کیا غضب کیا کہ اپنے معشوق کو گرفتار کرادیا بیٹھی ہوئی افسوس کر رہی تھی کہ بڑا استم ہوا اب سکندر کو بقراط زندہ نہ چھوڑیگا ہاے کیا کرون کہ جمشید زرین ترکش آکر پہونچا دیکھا گلفروش سر جھکاے ہوے تہ وبین بیٹھی ہی جمشید نے آکر پوچھا ای گلفروش کیا معرکہ ہوا مین نے راہ مین خیال کیا کہ باغ مین گلفروش کے سکندر ہین آکے یہان دیکھا تو تمکو تنہا پایا سچ کہو کہ کیا معرکہ گذرا گلفروش رونے لگی کہا ای جمشید عجب دھوکا کھایا شہکارہ نے آکر مجھکو

خود اسکو گرفتار کرین سکندر نے ہنسکر ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سکندر پر بھی سحر کیا کہ شعلۂ آتش بھڑکا سکندر نے شعلہ پلٹایا کہ ہاتھ پر مکارہ کے پڑا آبلہ پڑ گیا مکارہ تڑپنے لگی دو تین مرتبہ جب سکندر نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے متواتر سحر کیا سکندر نے فی الفور ہی اُلٹا پلٹا دیا کئی آبلے اُسکے ہاتھ مین پڑ گئے کئی آبلے جو ہاتھ مین پڑے تو شرما گئی عرض کرنے لگی ای شہنشاہ میری خطا معاف فرمائیے مجھسے بڑی خطا ہوئی چاہتی ہی کہ دم دیکر شہنشاہ کو نکلجاؤن مگر سکندر نے دھوکا اِسکا نہ کھایا ہاتھ بڑھا کر جس ہاتھ مین آبلے پڑے تھے وہی ہاتھ تھام لیا اور سامنے کھینچکر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا گلفروش نے لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ ای شہریار بہ قول شاعر یہ معاملہ ٹھیک ہوا فرد بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس کم وجہان پاک + اُردو والا لکھتا ہی فرد قصہ کیا موت نے یہان پاک + گل گفت کہ خس کم وجہان پاک + گلفروش نے جو ایسی باتین کین سکندر کو گلفروش کی باتون پر توجہ ہوئی مسند پر بیٹھے گلفروش پہلو مین آ بیٹھی گائن جو سامنے حاضر تھی اُسنے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

قول دل ہی اُلفت زلف بت بے پیر سے — دیکھیے کب ہو نکلنا خانۂ زنجیر سے
کوسنے دیتے ہین مجھکو میرے ہمسایکے لوگ — اِسقدر عاجز ہین میرے نالۂ شبگیر سے
لاش پر ٹھہرا نہ اپنے کشتے کی قاتل ذرا — رشتۂ اُلفت بھی شاید کٹگیا شمشیر سے
صور اسرافیل سے تو ہو گا محشر ایکدن — ہی یہان ہر شب قیامت نالۂ شبگیر سے
جبتلک نکلے کمان نکلے گھر سے وہ اللہ رے شوق — دل مرا جاکر لپٹ جاتا ہی اُسکے تیر سے
مجسے اِکدل ہو سنانے ہین ہر اک محبوس کے — یہ صدا آتی ہی گوش طوق مین زنجیر سے
عالم طفلی مین بھی قاتل کو رہتا تھا یہ شغل — زخمی کرتا تھا ہزارو نکے گلے شمشیر سے
ہین وہ مشتاق فنا پائین اگر آب بقا — خضر سے بدلین ابھی آب دم شمشیر سے
نقل سے ہرگز کسیکا کام نکلا ہی نہین — پھول کب گلچین نے توڑے گلشن تصویر سے
آرزوے وصل تھی دلمین ہوا جسوقت قتل — خون چھوٹیگا نہ میرا خنجر بے پیر سے

اسکی زبان مین سوزن ہی کیا کرسکتا ہی تڑپ تڑپ کے رہیگا مکارہ نے پشتارہ رکھا
گلفروش نے جو پشتارہ کھولا دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ حسین وجمیل خوش وضع خوش
ترکیب مگر سحر سے مکارہ کے بیہوش و مدہوش ہی گلفروش عاشق ہوگئی دل کانپنے
لگا جی مین کہتی ہی کہ ای گلفروش کیا تدبیر کرون لیکن وہ تیغہ جو کمر سے لگا تھا اُسکو
گلفروش نے نکال لیا مکارہ نے کہا ای گلفروش یہ کیا کرتی ہو جس حالت مین ہی اُسی
حالت مین رہنے دو ایسا نہ ہو کسی طرح زبان سے سوزن نکلجاے تو پھر ہمارے اور
تمھارے روکے سے نہ رُکیگا مگر گلفروش نے باتین کرتے کرتے سحر مکارہ کا اُتارا
اور ہر مرتبہ یہی قصد کرتی ہی کہ سوزن نکال لون مکارہ منع کرتی جاتی ہی کہ خبردار
سوزن نہ نکالنا اب دیکھو ہاتھ پانوٗن مین جنبش ہی گلفروش نے باتین کرتے کرتے
اپنی تدبیر سے بہ چالاکی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی سکندر ثانی کو ہوش
آیا دیکھا مین اور مقام پر ہون میرا خیمہ نہین ہی اور ایک ساحرہ حسین وجمیل سینے
پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہی بس سکندر اُٹھے طرف مکارہ کے دیکھا کچھ اُنگلیون پر شمار
کیا کہا او ملعونہ تو نے غضب کیا کہ مجھکو لے آئی اب کہان جائیگی مکارہ نے کہا ای
گلفروش تمنے غضب کیا کہ سکندر کو ہوشیار کردیا اب یہ کسکے روکے رُکیگا مگر سکندر
نے بہ نگاہ غضب طرف مکارہ کے دیکھا کہا کیون او مکارہ ہماری اُس مہربانی کا یہی بدلہ
تھا جو تو نے کیا مکارہ نے کہا حضور فراموش فرماتے ہین مین کبھی خدمت مین حاضر
نہین ہوئی اسوقت سامنا ہوا ہی اب سکندر طرف گلفروش کے متوجہ ہوے کہا
کیون مہ جبین یہ کیا معرکہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ مجھکو گرفتار کرکے لائی تمنے روکا کیونکہ
تمھارے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خیر خواہ دولت ہو لیکن مقام افسوس ہی کہ
ہمنے جسقدر مہربانی صرف فرمائی اُسنے اُسکا بدلہ یہ ہمارے واسطے کیا کہ ہمکو گرفتار
کرلائی مگر اب کہان جائیگی معلوم ہوا کہ قضا اِسکی دامنگیر ہی یہی اِسکے قتل کی تدبیر ہی
سکندر نے یہ کہکر حکم دیا کہ پکڑلو گلفروش نے ہاتھ بڑھایا مکارہ نے سحر کیا کہ ہاتھ ملکہ
گلفروش کا جلگیا اور آبلہ پڑگیا گھبرا کر ہاتھ ہٹا لیا کہا ای شہریار یہ بڑی مکارہ ہی حضور

اُٹھ گئے گلشن ہستی سے ہزارون عاشق
آپ کی جان سے دور آپ کے شیدا ہوکر

تھام کر ہاتھ کبھی پاس بٹھایا نہ ہمین
دور رہی دور رہے آپ کے شیدا ہوکر

آنکھین کہتی ہین اگر یار سماے ہم مین
سات پردون مین رکھین محمل لیلا ہوکر

دیکھکر گیسوے دلدار کو وابستہ ہوے
دام مین پھنس گئے صیاد کے دانا ہوکر

بوسہ لینے پہ جو وہ سرخ ہوے غصے سے
رنگ رُخ اور دہکنے لگا سونا ہوکر

مجھکو دھڑکا ہی کہ زندہ نہ کہین ہوے رقیب
لاش ٹھکراتے ہین وہ اُسکی مسیحا ہوکر

بوسہ لیکے عرق شرم مین ایسا ہوا غرق
بہ گیا جسم کا خون میرے پسینا ہوکر

گر جگہ امن کی ملتی کہین زیر افلاک
بیٹھ رہنا ہین وہان تارک دنیا ہوکر

اُسنے چہرے سے اُلٹ دی جو نقاب زیبا
بزم مین رہگئے سب محو تماشا ہوکر

دردِ دل سُنکے مرا آپ کو غصہ آیا
بنگئے قاتل جان آپ مسیحا ہوکر

ایک دن وصل سے دلشاد قمر کو کردو
بدنصیب آہ وہ کہلاے تمھارا ہوکر

یہ صدا سُنکر مکارہ سوچی کہ یہ باغ کسی ملازم خداوند کا ہی چلکر دیکھون کہ کون عیش کر رہا ہی زمین مین نقب دیتے دیتے تھک بھی گئی تھی وہ بار اُٹھاے ہی کہ شانے دُکھ رہے ہین دروازے پر باغ کے آئی بلا تکلف باغ مین گھُسی باغ کی سیر کرتی ہوئی وسط باغ مین پہونچی دیکھا فرش بچھا ہی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی جام شراب چل رہا ہی صداے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہی جسوقت مکارہ سامنے آئی اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی بی مکارہ کہان سے آتی ہو آؤ تشریف رکھو یہ تو خانۂ بے تکلف ہی مین نے سُنا تھا کہ برا ے گرفتاری سکندر گئی تھین آخر کیا کیا مکارہ نے کہا اے گلفروش مین سکندر کو لائی اِسوقت تھک گئی تھی مجھے نہین معلوم تھا کہ یہ مقام تمھارا ہی صحرا مین جو پہونچی گانے کی آواز سُنکر چلی آئی گلفروش نے کہا آؤ بیٹھو مین تو دیکھون سکندر کون شخص ہی اِسنے قدرت کو بہت آزردہ کیا ہی مکارہ نے کہا اے گلفروش یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ قدرت سے مقابلہ کرتا ہی کبھی کسی مقام پر دبا نہین گلفروش نے کہا مین کیا نادان ہون

سکندر ایسا ساحر کس دم مین آیا کیونکر دام تزویر مین پھنسا کہ ساحرہ لیگئی انتہا کی اُنکی ہوشیاری یہ تھی کہ جب صحبت تمام ہوتی تھی اور مین شراب پلاتا تھا تو وہ بہ غور مجھکو دیکھتے تھے اور کچھ سحر بھی کرتے تھے لیکن اس ساحرہ نے کیا فقرہ دیا کہ ہوشیاری بھی فراموش ہوئی نورالدہر نے کہا مقام افسوس ہی سکندر کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی یہ کلمہ سُنکر جمشید زرین ترکش اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار غلام تلاش مین اپنے بھائی کی جاتا ہی اگر دربار بقراط مین وہ ساحرہ لیکر پہونچ گئی ہوگی تو وہان بھی ہنگامہ ڈالدونگا ہرچند کہ بقراط ثانی وہ ساحرہ ہی کہ میری کیا حقیقت ہی مگر جان دونگا اور بھائی صاحب کو لاؤنگا مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو دیکھتے ہی قتل کا حکم دے یہ اُسکو یقین ہی کہ یہ بدل اطاعت اسلام مین ہی اب مجھکو سجدہ نہ کرینگے اگر یہ ہمراہ طلسم کشا کے رہین گے تو دریاے قلزم پر جاکر آفتین بہ پا کرینگے اور غلام کو یہ بھی یقین کامل ہی کہ حضور کو جو ہدایت ہوئی ہی کہ دریاے قلزم پر جاؤ لوح ملیگی یقین ہی کہ دریا مین لوح ہی ہفت جوش جادو دریا ہی مین رہتا ہی ہرچند نورالدہر نے روکا مگر جمشید نے نہ مانا اور پر پرواز پیدا کر کے چلا بعد جمشید کے شبرنگ بھی روانہ ہوا مگر مکارۂ زرین کمن سکندر کا پشتارہ اپنے دوش پہ لیے ہوے جاتی ہی اور ہر مرتبہ پشتارہ بھاری ہو جاتا ہی یہ ہر مرتبہ سحر کر کے ہلکا کرتی ہی کئی کوس تک اندر زمین کے آئی وہان آکر سر نکالا ایک صحراے سبزہ زار ملا دیکھا سامنے ایک باغ ہی اُسمین سے گانے کی آواز آرہی ہی کوئی شخص خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

بھاگیے مرقد عشاق سے خفا ہوکر
روئیں دامن سے لپٹ جائیں نہ سایا ہوکر

آتے آتے جو ٹر کا یا مسیحا ہوکر
طول کھینچا مرض عشق نے اچھا ہوکر

بوے اُلفت نہ رہی دل مین پہ یزداونکے
اُڑ گئی گلشن ایجاد سے عنقا ہوکر

شعلہ رو غیر سے ملکر نہ جلا عاشق کو
دل نازک کہین یہ جاے نہ چھالا ہوکر

ایک ارمان بھی پورا نہ ہوا اے بدنصیب
کیسے پچتاتے ہین ہم آپ کے شیدا ہوکر

آہ اس ڈر سے نہ کھینچی تہ افلاک کبھی
گر نہ جاے یہ ہنڈولہ تہ و بالا ہوکر

آقا قبول فرمائین گے بلکہ ارشاد فرمایا کرتے ہین کہ جہان کی جا ہو سلطنت قبول کرو
مجھے سلطنت لشکر سے بڑا لطف ملتا ہی جو قلعہ قبضے مین آیا وہین کا حاکم مقرر کیا مگر اب
تیرے واسطے مین خیال رکھونگا بارہ کوس پر دریاے قلزم ہی قلعے راہ مین ملین گے
انکی جو قلعہ تسخیر ہوگا آقا سے کہکر تجھکو حاکم کرونگا یہ باتین سنکر گلعذار پانؤن دبانے
لگی اِسطرح پانؤن دبائے اور یقین ہی کہ کچھ سحر بھی کیا کہ سکندر کی آنکھ بند ہونے لگی
آنکھ کھولکر کہا اے گلعذار ایک جام پلادے ناظرین آگاہ ہوے ہونگے کہ یہ عورت
وہی مکارۂ زمین کن ہی اِس مکارہ نے جام لبریز کیا اور سکندر کو پلایا سکندر کو
غنودگی تو اول سے تھی اور کئی مہینے اِسکو خدمت مین گذرے تھے کچھ نہ خیال کیا ورنہ
سکندر کا یہ طریقہ تھا کہ جب شراب پیتے تھے کچھ سحر ضرور کرتے تھے مگر آج مکارہ نے
اِسطرح کی باتین کہین اور پانؤن دبائے کہ سکندر نے اُس غفلت مین جام پی لیا
جام پیتے ہی سو گئے انتہا کے غافل ہوے مکارہ نے اول زبان مین سوئی دی
اور سکندر کا پشتارہ باندھا دونون پانؤن زمین مین مارے پشتارہ لیکر غرق زمین
ہوئی یہان جب سکندر کو عرصہ ہوا نور الدہر نے فرمایا آج کیا ہی کہ سکندر دربار مین
نہین آئے خدمتگارون نے عرض کی کہ وہی زن صحرائی ہمراہ ہی خیمے مین اکیلے ہین۔
نور الدہر نے شبرنگ سے اِشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ سکندر کیا کرتے ہین
مجھکو تردد ہوتا ہی زن صحرائی کو لیکر آئے اُس سے ایسی خلوت کہ عرصہ گذرا کوئی خدمتگا
بھی اندر نہین اگر وہ زن مطبوع خاطر ہی تو اُس سے عقد کرین بلا عقد ہمارے مذہب
مین فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اور اے شبرنگ وہ عورت جب میرے سامنے
آتی تھی تو بہ نگاہ غور مجھکو دیکھا کرتی تھی شبرنگ جست و خیز کرتا ہوا اُس خیمے پر پہونچا
دیکھا سب خدمتگار باہر ہین کئی آوازین دین کچھ صدا نہ آئی تب شبرنگ اندر آیا اندر
آکے مقام خالی دیکھا پشتارہ باندھنے کا نشان پایا شبرنگ نے سر پیٹ لیا شراب
مین بیہوشی ملی ہوئی پائی شبرنگ روتا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا عرض کی اے
شہریار آپ کا گمان ٹھیک نکلا وہ عورت سکندر کو لیگئی بیشک کوئی مکارہ تھی لیکن

جب مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی تو مین نے زیور اُتار کر پھینکدیا اور نکل بھاگی اُن لوگون نے
گانون کو مع مال و اسباب لوٹ لیا عورتون کو گرفتار کر کے لیگئے اور جس جرم پر
مجھکو لوٹا ہین اُس نام سے بھی آگاہ نہین کہتے تھے کہ تم مسلمانون سے ملگئین مین نہین جانتی
کہ مسلمان کون لوگ ہین سکندر کو اُسکے حال پر رحم آیا ملازمون کو بلوا کر حکم دیا کہ اِس
عورت کو پہلو کنیزون مین اپنی درج کرینگے مراد یہ ہی کہ شکارگاہ سے عورت کو لیکر
لشکر مین آئے اِسطور سے اِسنے خدمت کی کہ سکندر کے منھہ لگ گئی ہر وقت سکندر
اُسی کو پکارتے ہین کہ گلعذار صحرائی کو بلالو صحرائی پتہ رکھا ہی کہ سمجھنے والے سمجھ جائین
تھوڑے ہی دنون مین یہ نوبت پہونچی کہ شراب بھی اِسی کے ہاتھہ سے پینے لگے
چونکہ ساحرہ جوان ہی جب تنہائی مین بیٹھتے ہین اکثر بوس و کنار بھی کرتے ہین ایک روز کچھ
اور دست درازی کرنے لگے ساحرہ سکی لیکر چپ ہو رہی کہنے لگی اے شہنشاہ لونڈی
کے ساتھہ یہ حرکات کیا ضرور ہین مین گستاخ ہوتی ہون سکندر نے کہا کہ مین تجھکو
خاتون محل بناؤنگا عہد دولت مین کئی سو محل تھے جب قید ہوا تو نہین معلوم بی بیان
بھاگ کر کہان گئین آجتک کسیکا پتہ نہین ملا بادشاہ کی خدمت مین سب طرح کی
عورتین ہوتی ہین تیرا انداز مجھکو پسند ہی خوب تنتی ہوئی سامنے آتی ہی اے گلعذار
سن تو تیرا کم ہی شوہر تیرا تجھسے کیا خبہ نہین ہوا عرض کی اے شہنشاہ ایک دن میرے
شوہر نے ارادہ کیا مگر مین نے اِسقدر غل مچائے کہ شوہر میرا ڈر گیا پھر اُسدن سے
مجھکو ہاتھہ نہین لگایا مین ابتک مرد سے ناواقف ہون معلوم ہوتا ہی کہ تقدیر میری
رسا ہی کہ حضور کو توجہ ہوئی اگر خدا نے یہ چاہا اور حضور نے لونڈی کو سرفراز کیا تو
عرض کرتی ہون کہ گانون میرے نام کا ضرور آباد ہو اکثر شوہر کو اپنے یاد کر کے رو دیا
کرتی ہون گانون کی حکومت کی باتین یاد آتی ہین اسامیون کی عورتین میرے پاس
آتی تھین جو فریاد کرتی تھی مین اُسکا انتقام کر دیتی تھی گانون کی حکومت مین شہر کا
مزہ تھا سکندر نے کہا اے گلعذار مین تجھکو شہر کا حاکم کرونگا صدہا شہر ہمارے آقا کے
قبضے مین ہین میرے پاس سب کا باج و خراج آتا ہی جس ملک مین چاہون مقرر کر دون

یہ سُنکر بقراط گھبرا گیا اُسوقت کئی سو ساحر و جادوگرنیان ایک ایک ارسطو فطرت لقمان
حکمت سب حاضر خدمت ہین بقراط نے پُکار کر آواز دی کہ یارو آجتک ہین نے دریاے
قلزم کا حال کسی پر ظاہر نہین کیا ہی پس طلسم کشا طرف دریاے قلزم کے کیون جاتا
ہی یارو تم ہین سے کوئی ایسا ہی کہ جاکر سکندر ثانی کو پکڑ لاے ایک ساحرہ سنتے یہ
مکارۂ زمین کن اپنے مقام سے متحرک کر اُٹھی عرض کی یا خداوند کنیز وعدہ کرتی ہی کہ
سکندر کو تا بہ خدمت حضور پہونچا دونگی بقراط نے کہا اے مکارہ تیری عقلمندی سے
مین ماہر ہون اور سحر بھی تیرا خوب ہی تو ساحری و جمشید کی محبوب ہی لیکن سکندر بڑا
ہوشیار ہو اگر سوتے مین گرفتاری کا ارادہ کریگی تو اُسکے نگہبان موجود ہین وہ ضرور
روکین گے جاگتے مین وہ کوئی دھوکا نہ کھائیگا پھر کیونکر گرفتار کریگی مکارہ نے
کہا یا خداوند اب اِسکا حال نہ پوچھیے جسطرح بن پڑیگا گرفتار کرکے آپ تک پہونچاؤنگی
یہ کہکے مکارہ یکہ و تنہا روانہ ہوئی یہان نورالدہر کو جب کئی دن گذرے صبح کو جو
نورالدہر دربار مین آئے سکندر نے عرض کی آج غلام کا دل یہ چاہتا ہی کہ جاکے
صحرا مین شکار کھیلون نورالدہر نے کہا اے سکندر آج کل ہوشیار رہنا سکندر نے
عرض کی کسکی مجال ہی کہ غلام کو بہ نگاہ تیز دیکھے اگر بقراط خود آئے تو اُسکو بھی جواب
دون الغرض سکندر واسطے شکار کے چلے بارہ ہزار فوج ساتھ ہوئی چند سردار بھی
ساتھ ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک ہرن پر گھوڑا اڑا دو کوس پر آکے
ہرن کو شکار کیا جب ہرن کو شکار کیا تو گھوڑے سے اُتر کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا
کہ صحرا سے ایک ساحرہ روتی ہوئی آئی آکر سکندر کو سلام کیا سکندر نے پوچھا اے
ساحرہ تو کون ہی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ سامنے ایک قریہ ہی اسلام جادو میرا
نام ہی مین ہمیشہ سے خداپرست ہون یہ خبر جو بقراط نے سُنی اپنے مقام پر کہا کہ یہ
مسلمان ہماری عملداری مین رہتی ہی جاکر لوٹ لو کئی ہزار جو ان آئے قریے کو
لوٹ لیا سو جوان اُن لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے کوئی مرد ہماری قوم مین
باقی نہ رہا چونکہ سب ساحر آئے تھے اُن سب نے عورتون کو گرفتار کرنا شروع کردیا

لاش عاشق کی جو کوچے سے چلے لیکے رقیب
گور تک یار نے کاندھا بھی بدلنے نہ دیا

اے قمر نار جہنم سے بچا یا آخر
مجھکو مولا نے پس مرگ بھی جلنے نہ دیا

چہرہ سیاحان صحراے ہول خیز و فتاحان مرحلہ جات وحشت انگیز اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بہ کرسی نشاندہ این چنین + ناظرین پر واضح ہوگا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع سرداران نامی و ساحران گرامی صحراے تیتھو مین فروکش ہین اور یہ بھی خبر پائی ہی کہ یہان سے دریاے قلزم بارہ منزل ہی روز قصد کرتے ہین کہ کوچ کرون مگر سکندر ثانی مانع ہوتے ہین کہ دو چار دن یہان تشریف رکھیے جب وقت آئیگا تو عرض کرونگا لیکن ہرکارے بقراط ثانی کے جو براے خبر لشکر نورالدہر مین تھے خبرین دریافت کر گئے بھاگے بقراط ثانی داخل قصر ہشت پہل ہی نازنینان مہ جبین حاضر ہین گانا ہو رہا ہی یہ اشعار عبرت آثار گا رہی ہین

نظم

دل جلا ہی اسقدر اپنا کسی کی یاد مین
آگ کے شعلے نکلتے ہین مری فریاد مین

ہم صفیرو اسکی حسرت کا نہ پوچھو حال کچھ
زندگی جسکی بسر ہو خانۂ صیاد مین

انکو پورا ہوتے ہوتے ایک مدت چاہیے
سیکڑون ارمان ہین میرے دامن فریاد مین

کیا خبر کسدن خزان آئی گئی کب فصل گل
آنکھین کھولین ہمنے آکر خانۂ صیاد مین

دل سے باتین وصل کی کرتا تھا مین ہنگام قتل
خون میرا کیون نہ جمتا خنجر فولاد مین

دیکھکر اس گلبدن کو کہتی ہی خلق خدا
گل کھلا ہی کیا نیا یہ گلشن ایجاد مین

مین وہ بلبل ہون کیا ہی اسنے جسد لٹنے رہا
خار غم ہر دم کھٹکتے ہین دل صیاد مین

اے قمر آباد تھا جسوقت شہر لکھنؤ
لطف تھے جنت کے گویا اِس بہار آباد مین

بقراط ثانی مبہوت بیٹھا ہوا نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہی کہ چند طائر آسمان سے اُترے سامنے بقراط کے آئے لوٹ مار کر بصورت انسان ہوے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا لڑتے بھڑتے تا بہ صحراے تیتھو پہنچے ہین اب صحراے تیتھو مین فروکش ہین اُنکا ارادہ ہی کہ اپنے کو دریاے قلزم پر پہونچائین

میرے سامنے زندہ رکھے ہر جنگ مین مدد کی بروز جنگ اُحُد وہ جانبازی کی کہ مجھکو ہاتھ سے کفار کے بچالیا بس یا علیؑ مین کیونکر آپ سے التجا نہ کرون بسم اللہ دعا کیجیے حضرت نے اُسیطرح دعا کی فوراً زلزلہ موقوف ہوا پانی سمٹ کر شکم دریا مین پہونچا ایسے معجزنما کے اوصاف کیا تحریر کرون بس یہی لفظ کافی ہو کہ دست زبردست پروردگار وصی بلافصل احمد مختار تمام کتب اوصاف علیؑ سے مملو ہین ہماری کیا حقیقت کہ ایک شمہ وصف جناب مین لکھ سکین باگ توسن کلک کی روکتا ہون مطلب ضروری مین مصروف ہوتا ہون

دوکلمہ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان چوری جانا بستر خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نورالدہر کا اور بکوشش رہا کرنا وہ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

ایک غزل چند اشعار عوض مین ساقی نامے کے اس مقام پر تحریر کرتا ہون

غزل

نخل اُلفت کو فلک پھولنے پھلنے نہ دیا ۔ کوئی ارمان مرے دلکا نکلنے نہ دیا
دل کسی شغل مین افسوس بہلنے نہ دیا ۔ اپنے بیمار کو عیسیٰ نے سنبھلنے نہ دیا
نالے نکلے نہ مرے منھ سے توکی آہ وفغان ۔ پر کوئی حرف شکایت کا نکلنے نہ دیا
مجھسے روٹھے بھی خفا بھی ہوے آزردہ بھی ۔ پر اُنھین مین نے بُری راہ پہ چلنے نہ دیا
جب یہ تڑپا اُسے ہاتھون سے دبایا مین نے ۔ دل بیتاب کو پہلو سے نکلنے نہ دیا
گھر پہ سو بار قدم رنجہ کیا اُس گل نے ۔ آتش ہجر مین دل کو مرے جلنے نہ دیا
جان لیکر اُنھین چھوڑا جو بہت تھے مغرور ۔ دھوکہ وہ کون تھا جسکو کہ اجل نے نہ دیا
اے فلک تو نے ملایا نہ کسی گلرو سے ۔ نخل امید مرا پھولنے پھلنے نہ دیا
پاس اسلام کا اُس بُت نے کیا گڑوایا ۔ لاش کو عاشق جانباز کی جلنے نہ دیا
غیر کیا دیکھتے اُس پردہ نشین کو میرے ۔ آجتک مین نے اُسے گھر سے نکلنے نہ دیا
جیتے جی تھا اُنھین جان کے برابر بیشک ۔ دل سے ارمان کوئی مین نے نکلنے نہ دیا

مناسب ہی کہ پانی سے بھی مہلت دیجیے اہل مدینہ کو پناہ پانی مشکل ہی آپ بچائیے جناب
حیدر کرار اُدھر طرف دریاے زخار کے روانہ ہوے کنارے پہ دریا کے پہونچے وہی عصا
جو دست مبارک مین تھا کنارے پہ دریا کے مارا اور آواز دی کہ کیون اے دریا سے
زخار پانی جو شایع ہوا ہی اُسکو اپنے شکم مین لیلے اہل مدینہ کو پناہ ملے سب فریاد کر رہے
ہین لبون پہ دم ہی بحق اشرف انبیا کل پانی اپنے شکم مین لیلے اُسیوقت سب پانی سمٹکر
دریا مین آگیا اُس بحر کرم کا دریا پہ آنا اور واسطہ جناب اشرف انبیا کا دلانا کافی ہوگیا
اور جناب احمد مختار ہر دعا مین فرماتے تھے کہ اے رب بے نیاز واسطہ علی مرتضیٰ کا فلان
حاجت کو میری روا کر اور دوسرے راوی نے اِس روایت کو یون بھی لکھا ہی کہ
زمانہ خلافت خلیفۂ ثانی تھا سب اہل مدینہ نے آکر خلیفۂ ثانی سے زلزلہ کی فریاد کی اُنھون
نے سلمان با ایمان سے فرمایا کہ حلال مشکلات صاحب معجزات جناب علی مرتضیٰ کو بلاؤ
اے سلمان فارسی میری طرف سے پیغام دینا کہ اے معجز نما جلد تشریف لائیے خلقت مدینہ
تباہ ہوتی ہی سلمان با ایمان نے جاکر در دولت پہ آواز دی حضرت نے اندر سے
جواب دیا اے سلمان تم چلو مین مسجد مین آتا ہون خلیفۂ ثانی نے مجھکو بلایا ہی کہ کچھ معجزہ
دکھاؤ اہل مدینہ کو زلزلے سے مہلت دو پانی کو ہٹاؤ سلمان نے در دولت پر جبہ سائی
کی اور عرض کی کہ لاکھ جان ہماری اِس معجز نمائی پر قربان ہی اندر سے وہی جواب دیا کہ تم
چلو ہم آتے ہین کہ حضرت اندر سے نکلے عمامۂ رسول مختار سر پہ تھا عباے جناب
اشرف انبیا زیب جسم عصا آنحضرت کا ہاتھ مین اِس صورت سے مسجد مین تشریف
لائے خلیفۂ ثانی نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور گر دپھر سے عرض کی یا علی مرتضیٰ
مشکل آسان کیجیے اہل مدینہ بہت بیقرار ہین آپ کی معجز نمائی کے امیدوار ہین حضرت
نے فرمایا تم خلیفۂ وقت ہو یہ تحفہ جات مجھسے لو اور خدا سے دعا کرو خلیفۂ ثانی نے
عرض کی مجھکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن جناب اشرف انبیا نے ارشاد فرمایا تھا کہ دعا علی
کی واپس نہین ہوتی رب اکبر قبول فرماتا ہی اور فرشتون سے ارشاد فرماتا ہی کہ خوشا
یہ وقت کہ علی نے دعا کی مجھکو خاطر علی کی بہت مد نظر ہی پھر فرمایا وہ وصی میرا ہی خدا اُسکو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا حبیب خدا صاحب مراتب اسما و منقبت وصی بلا فصل مصطفی زوج بتول عذرا درندۂ اژدر کنندۂ در خیبر قاتل عمرو و عنتر شبیر بیشۂ وا و ر پدر شبیر و شبیر فاتح جنگ حنین و بدر لکھا ہی کہ بزمانۂ خلافت جناب علی مرتضیٰ شہر مدینہ مین زلزلہ آیا اور دریا نے جوش مارا سب اہل مدینہ بیقرار ہو کر حاضر خدمت فیضدرجت ہوے عرض کی ای نفس رسول و ای زوج بتول خلقت تباہ ہی شدت زلزلہ سے مکان لہرا رہے ہین کل کوچہ ہاے مدینہ مین پانی پہونچ گیا ہی جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار دست زبردست پروردگار اپنے مقام سے اُٹھے عصاے رسول خدا دست حق پرست مین تھا اول آکر عصا زمین پر مارا اور زبان معجز بیان سے فرمایا کہ او زلزلے نہین جانتا ہی کہ مین مقبول بارگاہ کبریا خوشہ چین خرمن جناب محمد مصطفی مدینے مین موجود ہون جلد دفع ہو اہل مدینہ کو نہ ستا زمین کا کانپنا موقوف ہوا مگر پانی اُسیطرح جوش مار رہا ہی سب نے عرض کی ای مولا سے کو نین زلزلے سے تو مہلت پائی مگر جوش پانی کا نہین موقوف ہوتا اب گھرون مین اہل مدینہ کے پانی داخل ہوا چاہتا ہی لہذا حضرت کو

بعون صانع بیچون و مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدهٔ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس اغصان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

حصہ سوم

طلسم خیال سکندری

جلد سوم

مصنفہ شاعر باکمال مشار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا مقرر جادو اثر منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

فہرست مضامین جلد سوم طلسم خیال سکندری

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱ تا ۴	حمد و نعت و منقبت۔		تیس ہزار فوج ہمراہ لیے پہونچنا بر سر قلعۂ مینانگار و مقابلہ مینانگار جادو سے اور دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔
۵ تا ۱۱۲	دو کلمۂ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان چوری جانا بستر خواب سے سکندر ثانی بادشاہ لشکر نورالدہر کا اور بکوشش رہا ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔	۵۰۵ تا ۶۷۵	دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان ملاقات ہونا حکیم آغاز مصری سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔
۱۱۳ تا ۲۰۰	دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ عاشق ہونا عالم خواب مین ملکہ سرو دل کشا پر کہ دختر بلند اختر ہفت جوش جادو ہے و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔	۶۷۶ تا ۸۶۶	دو کلمۂ داستان حیرت بیان طلسم کشا نورالدہر بن بدیع الزمان۔
۲۰۱ تا ۴۰۴	دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان و ذکر بادشاہ اسلام کا قید ہو کر پہونچنا مرحلون پر و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا	۸۶۷ تا ۹۶۴	دو کلمۂ داستان صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے تا بہ قصر مروارید نگار پہونچنا۔
۴۰۵ تا ۵۰۴	دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ تفنگ قزاق کو مار کر مع قزاقون کے	۹۶۵ تا ۱۰۶۹	دو کلمۂ داستان حیرت بیان قید ہو کر نورالدہر کا سامنے بقراط کے پہونچنا اور ہنگامۂ عظیم ہونا و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے مبلغ پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتاب قصہ جات نثر وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُنکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہی ۔	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
١	نوشیروان نامہ	٢	٥	طلسم ہوش ربا	٥
٢	کوچک باختر	١	٦	صندلی نامہ	١
٣	بالا باختر	١	٧	توریج نامہ	٢
٤	ایرج نامہ	٢	٨	لعل نامہ	٢

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراء سلاطین کے دربارون مین داستان گویان کے حُسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اِسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی جسکی قیمت درج ذیل ہی۔

نام کتاب	قیمت
١- نوشیروان نامہ جلد اول۔	عہ پ
٢- " جلد دوم۔	عہ پ
٣- کوچک باختر۔	عہ پ
٤- بالا باختر۔	عہ پ
٥- ایرج نامہ جلد اول۔	عہ پ
٦- " جلد دوم۔	عہ پ
٧- طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عہ پ
٨- " جلد دوم۔	عہ پ
٩- " جلد سوم۔	عہ پ
١٠ " جلد چہارم	سے
١١- " جلد پنجم کا حصہ اول	عہ ر
١٢- " حصہ دوم	عہ ر

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس اغصان بلند خیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد سوم

مصنفۂ شاعر باکمال نثار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خامس آل عبا مقرر جادو اثر منشی احمد حسین صاحب قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بہ طبع ہوا